TEXT FLY WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226162

UNIVERSAL
LIBRARY

ماشاء الله لا قوة الا بالله

درین ایام حمید بفضل کردگار مجید نسخه رد شیعه بمضامین مفید المسمی

من تصانیف عالم بالله داعی الی الله جمع الفضائل شمس العلوم

بحسن اهتمام حافظ محمد عبد القدوس مالک صحیفه قنوج سنه ۱۳۰۶ھ

در مطبع سی وقنوج دهلی طبع شد

فہرست کتاب ہدایات الرشید الی افحام العنید

نمبر صفحہ	مضمون
۲	برا ہی مذہب شیعہ مخالفوں کی نسبت گو کہ برا کہنا حرام ہے
۵	بیان عصمت ائمہ
۸	ذکر مناظرہ لودیانہ
۱۳	التماس ضروری بطور مقدمہ
۲۱	تردید مہیہ
۲۷	تقیہ
۳۰	شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ میں اپنا نام کیوں نہیں لکھا
۳۱	تردید اصل کتاب
۴۴	آلہ کی تقدیم اصحابہ پر
۳۵	زبان کو دل کے ساتھ موافق کرنا خلاف تشیع ہے
۳۶	حسب ارشاد امام دفع ان ناقصوں کو دین میں کلام کرنا منع ہے
۳۸	اکابر شیعہ فی مذہب کے جہاں نے میں امام کی اطاعت کی
۴۱	ظہور بدعات کے وقت سکوت کرنے والا ملعون ہے
۴۹	تعارف فضیلت بمنصوصیت حقیقتاً مستلزم اثبات فضیلت بنص کو نہیں ہے
۵۳	امام متکلمین شیعہ یوں مطلق ایک فضل مکتب سے مغلوب ہو سکتے ہے
۵۴	شیعہ کو مخالفین سے پھرنا نہیں چاہیئے کیونکہ انکو حجت تلقین ہوتی ہے
۵۴	حسن تسبیح

نمبر صفحہ	مضمون
۵۵	بنا بر اصول شیعہ کے خدا پر عقول حاکم ہیں
۶۱	مذہب شیعہ میں دیدہ دلیر کو اپنی مذہب میں بولنا حرام ہے
۶۴	مذہب شیعہ میں مباحثہ مذہبی حرام ہے
۸۰	ابن بابویہ کے ماخذ شیعہ و اہل سنت کے بیان کون ہیں
۸۲	محققین شیعہ کے نزدیک جناب امیر سوا رسول کے تمام انبیاء سے افضل ہیں
۸۲	اصول شیعہ کے موافق جناب امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہیں
۸۲	شیعہ کے راوی بالکل کیطرح فارسی اونپر حجت ہیں
۸۷	شیعہ کے نزدیک مخالف مذہب انکی روایت بھی مقبول ہے
۹۳	تطبیق و بیان حدیث سفینہ و ثقلین و حدیث نجوم
۹۹	اجماع دلیل قطعی ہے
۱۰۱	حضرات شیعہ کا عجیب و غریب اجماع
۱۰۲	محدثین شیعہ کے نزدیک اصول و فروع خبر واحد سے ثابت ہوتے ہیں
۱۰۶	انبیاء کے کفر کا ثبوت روایات شیعہ کے موافق
۱۱۱	اہل بیت کی جناب میں حضرات شیعہ کی گستاخیاں
۱۱۳	شیعہ کے نزدیک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اہلبیت سے خارج ہیں
۱۱۶	صحابہ مقبولین شیعہ کے حالات
۱۲۴	صحابہ مقبولین شیعہ بارہ ہزار تھے

۱۲۶	محث فضائل صحابہ	۲۰۰	شیعہ مین اختلاف ائمہ کا بھی ڈالا ہوا ہے
״	آیات واردہ بر فضائل صحابہ	۲۰۳	اہل سنت نے جو طریقے انعقاد خلافت کے کہے ہین ان پر کلام صادرہ علے المطلوب باطل ہے۔
۱۴۱	اس الزام کا جواب کہ صحابی نماز جنازہ مین حضرت کے پیچھے سے چلے گئے	۲۰۶	بعض اصول شیعہ دلائل عقلی ونقلی سے ثابت نہین
۱۴۶	مثالب صحابہ مین عبارت تحفہ کی توجیہ	۲۰۸	اجمالی طور پر روایات شیعہ سے شرائط ثلاثہ کا ابطال
۱۴۹	جواب مطاعن صحابہ	۲۱۳	ائمہ معصومین کے وقت توجہ کرنے مین لیکن طول مصیبت سے پہلے خروج فرماتے ہین
۱۵۱	اس طعن کا جواب کہ صحابی جہیز وتکفین حضرت کے طرف متوجہ نہ ہوئے	۲۱۵	نقض خلافت شیخین سے شیعہ کے ایراد وتدبیر کرنے سے الزام کا جواب
۱۵۲	احراق بیت کی دھمکی کا جواب	۲۱۸	محث جواب طعن کہ ابن عباس شیخین کو ذکر زمانہ خلافت مین فرمایا وانزل عن میری
۱۵۵	حضرت عباس اور ابوسفیان کا چاہنا کہ حضرت ابوبکر سے بیعت نہ لین	۲۴۰	محث تعریفات شرائط ثلثہ مین جرح قدح
۱۵۸	درباب خطبہ طلاوفلان علامہ کنتوری کی تشدیب	۲۳۷	محث عصمت
۱۶۱	محث اوس حدیث کی جو شیعہ نقص خلافت پر دال سمجھے	۲۳۸	اثبات شرط عصمت ائمہ کی پہلی دلیل کا ابطال
۱۶۴	روایات مین رواۃ شیعہ تراش خراش کرتے ہین	۲۴۳	اثبات شرط عصمت ائمہ کی دوسری دلیل ماخوذہ تفسیر کا ابطال
۱۶۵	حسب روایات شیعہ جناب امیر علیہ السلام کے اہتمام بیعت ابوبکر اور ترک بیعت کی وجہ	۲۴۵	اثبات شرط عصمت ائمہ کی تیسری دلیل ماخوذہ تفسیر کا ابطال
۱۶۷	جواب اس کا کہ سنی کا حق نہ تھا کہ ہمارے اصول مذہب پر طعن کرتے	۲۴۶	اثبات شرط عصمت ائمہ کی چوتھی دلیل ماخوذہ تفسیر کا ابطال
۱۷۶	صحت روایات اہل سنت حسب تصریح عبدالرزاق یمانی	۲۴۸	محث دلائل عصمت ائمہ از تحفہ
۱۷۷	حسب تصریح علماء شیعہ حضرت ہمیشہ شیخین کو امام صحیح علیہ السلام سے تشبیہ دی۔	۲۴۹	اثبات شرط عصمت ائمہ کی پہلی دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۱۸۰	خطرات تزیہ اصول فروع مین مخالفین کے مخالفت ہین	۲۵۶	اثبات شرط عصمت ائمہ کی دوسری دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۱۸۴	ایمان صحابہ کے لئے مقدمہ خلافت ممکن کا امکان نہین ہوسکتا	۲۵۸	اثبات شرط عصمت ائمہ کی تیسری دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۱۸۶	محث حدیث سخر معون علی ۱۲ مارۃ یستکون ثنا عشر خلیفہ	۲۵۹	اثبات شرط عصمت ائمہ کی چوتھی دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۱۹۳	شرائط امامت شیعہ کن حسب تصریح موضح ہوتی ہین	۲۶۳	اثبات شرط عصمت ائمہ کی پانچوین دلیل ماخوذہ تحفہ کا ابطال
۱۹۸	حضرات شیعہ نے ائمہ کی بنا کی عصمت مین قدح کیا ہی نازل ہوئے۔	۲۶۷	محث نقض

۲۶۸	اثبات اشتراط نص کے پہلی دلیل کا ابطال
۲۷۰	اثبات اشتراط نص کی دوسری دلیل کا ابطال
۲۷۳	اثبات اشتراط نص کی تیسری دلیل کا ابطال
۲۷۵	اثبات اشتراط نص کے چوتھی دلیل کا ابطال
۲۸۲	اثبات اشتراط نص کی پانچوین دلیل کا ابطال
۲۸۷	اثبات اشتراط نص کے چھٹی دلیل کا ابطال
۲۹۱	اثبات اشتراط نص کے ساتوین دلیل کا ابطال
۲۹۴	اثبات اشتراط نص کے اٹھوین دلیل کا ابطال
۲۹۶	اثبات اشتراط نص کے نوین دلیل کا ابطال
۳۰۱	افضلیت
〃	اشتراط افضلیت کی پہلی دلیل کا ابطال
۳۰۹	اشتراط افضلیت کی دوسری دلیل کا ابطال
۳۱۱	زیاد کا مختصر تاریخی حال
۳۱۳	اشتراط افضلیت کی تیسری دلیل کا ابطال
۳۱۵	اشتراط افضلیت کی چوتھی دلیل کا ابطال
۳۱۹	اشتراط افضلیت کی پانچوین دلیل کا ابطال
۳۲۱	خلیس خواجہ محمد پارسا کی فصل الخطاب مین لباب سمعانی ابو جعفر قمی شیعی کی سانحہ امام بخاری کی استشہاد کی باب مین
۳۴۸	اشتراط افضلیت کے چھٹی دلیل کا ابطال
۳۴۹	اشتراط افضلیت کے ساتوین دلیل کا ابطال
۳۵۰	اشتراط افضلیت کے اٹھوین دلیل کا ابطال
۳۵۳	اشتراط افضلیت کے نوین دلیل کا ابطال
۳۵۶	اشتراط افضلیت کے دسوین دلیل کا ابطال
۳۵۷	اشتراط افضلیت کے گیارہوین دلیل کا ابطال
۳۵۹	اشتراط افضلیت کے بارہوین دلیل کا ابطال
۳۶۳	اشتراط افضلیت کے تیرہوین دلیل کا ابطال
۳۶۶	اشتراط افضلیت کے چودہوین دلیل کا ابطال
۳۷۱	امامت کی بابت ائمہ سے اختلاف نص کا ثبوت
۳۷۲	حسب روایات شیعہ معاذ اللہ خدا تعالے کو بداء واقع ہوتا
۳۷۵	امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلع خلافت فرمایا
۳۷۹	باہم ائمہ مین ایک سے زیادہ کے تخطیہ کا ثبوت
۳۸۵	نفس خطبہ نہج البلاغۃ یعنی لقوم الذین بالعوا الکبر حسکی دلیل تخطیہ ما الزام ہوے کی باعث جس سے تکذیب شیعہ ائمہ بلکہ ابطال مذہب شیعہ ہے
۳۹۸	جناب امیر کے خطبہ مین حضرت عثمان کی تحریف
۴۰۵	جناب امیر نے حسب روایات صحیحہ بیعت مین اکراہ کا خیر ہونا فرمایا
۴۱۰	مجیب کے تبحر علمی کا ثبوت اور اس الزام کا جواب جو عائد محمد بن اسحٰق پر کیا ہے
۴۱۲	اسناد کے بارہ مین مجیب و مغرب استدلال شیعہ کا جناب امیر کی طرف نسبت کرنا
۴۱۸	امیر مجیب امیر کے اقوال کو ان تسلیم کرتا ہے جو انکے نزدیک کسی اصول سے ثابت ہوں اور اپنے اقوال کو بلا ثبوت
۴۲۱	امیر مجیب نے جناب امیر کے خط کا جو آپ نے اہل مصر کو لکھا تھا جواب نہ دیا اگر اہل سنت کی طرف سے دیا جاتا تو جناب امیر کے خط کی طرح لاجواب نہ ہو سکتا۔
۴۲۵	مجیب کے خطبہ یعنی لقوم الذین الخ کو تخطیہ تسلیم کرنا مذہب شیعہ کو باطل کرنا ہے
۴۳۰	مہاجر کے گواہی موجب حجت کی شرط نہی یا نہین۔
۴۳۴	حسب اعتراف مجیب جناب امیر کا کلام ظاہر خلفاء کے موافق ہونا۔

۴۳۸	فتح بلاغت اہل سنت کی نظر میں معتبر نہیں ہو سکتی بلکہ جو اعتراف ان پر ہی نے اپنی کتب میں لکھا ہے۔
۴۳۹	
۴۴۱	
۴۵۲	رشد و ہدایت میر بدلناس من میر بروز تا جزا بطال عصمت کی تقریر
۴۵۹	امامت تاجو حسب اعتراف بحیب بغیر لہ قوت کے ضروری ہے
۴۶۰	اثبات خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم
۴۶۶	جناب امیر و خلفاء رضی اللہ عنہم کے باہم اتحاد و محبت کا ثبوت
۴۸۴	دلیل اول اثبات خلافت خلفاء ثلاثہ کی عقلی
۴۹۸	خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے اثبات کی دوسری دلیل آیت شوریٰ سے
۵۰۲	حسب ارشاد جناب پیغمبر صلعم خلافت کا وقت خلفاء ثلاثہ کا زمانہ خلافت ہے
۵۰۳	خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے ثبوت حقیت کے تیسری دلیل نہج البلاغت سے
۵۱۴	اثبات حقیت خلافت خلفاء رضی کی چوتھی دلیل نہج البلاغت سے
۵۲۵	ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلاثہ رضی کی پانچویں دلیل
۵۴۱	ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی کی چھٹی دلیل
۵۴۲	ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی کی ساتویں دلیل
۵۴۸	ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلاثہ کی آٹھویں دلیل
۵۵۰	ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلاثہ کی نویں دلیل
۵۵۸	ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلاثہ کی دسویں دلیل
۵۶۲	ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلاثہ کی گیارہویں دلیل
۵۶۸	اہل سنت و شیعہ میں خلفاء کی امامت ہونے کی نسبت بشر عی تقریر
۵۷۰	خلافت کے صحیح اعتقاد ہونے کی دلیل کا ابطال
۵۷۲	فروعی اختلافات میں ہی تشدد ہو گیا ہے
۵۷۴	حدیث من لم یعرف امام زمانہ سے خلافت کے اعتقاد ہونے پر استدلال کا ابطال
۵۷۹	جناب امیر ہی بعض مسائل نہ جانتے تھے
۵۸۰	ثبوت اسکا کہ امامت کتب شیعہ میں ذکر کرنے سے اعتقادی نہیں ہے اور بیان فرق مسائل فروعیہ و اعتقادیہ
۵۸۹	مسئلہ امامت کے فروعی ہونے کی دلیل
۵۹۳	حدیث خلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ کی تحقیق اور اس پر اعتراض کا جواب
۵۹۸	تکذیب اس کی کہ عنایہ باطالبین میں امیر علیہ السلام کو خلیفہ راشد لکھا ہے
۶۰۲	روایات بشارت دوازدہ امام
۶۰۹	روایات متضمن بشارت دوازدہ امام و مذہب شیعہ کو صحت رسان ہیں
۶۱۴	قصد احراق بیت کا جواب
۶۱۶	تحریف قرآن
۶۳۰	تحریف قرآن کی دلیل شیعہ کی کتابوں سے
۶۳۶	تفصیلی طور پر آیتوں میں تحریف کا واقع ہونا اور دو مستقل سورتوں کا ذکر
۶۴۱	مشائخ شیعہ کا اعتقاد در باب تحریف قرآن
۶۴۷	صدوق اور مرتضی وغیرہ کا تحریف سے انکار قواعد شیعہ کی رو سے غلط ہے
۶۴۸	طوسی اور بحرانی کا قرآن میں زیادتی کے اجماع کو نقل کرنا غلط ہے
۶۵۱	متاخرین علماء شیعہ سے تحقیقات سے تحریف کا ثبوت
۶۵۴	کلینی اور دیگر محدثین شیعہ کے نزدیک قرآن کے زیادہ معتبر ہونے کا ثبوت
۶۶۰	سبب اصلی مذہب کی تحقیق
	روایات اہل سنت پر ثبوت تحریف قرآن کے اعتراض کا جواب

۶۷۳	نکاح ام کلثوم
۶۷۴	اگر اہل سنت کی کتابوں سے فاروق کا نکاح بنت ہزار کرنا ثابت ہو تو انکی دعوی کو کچھ مضر نہیں
//	اہل سنت کی کتابوں سے فاروق کے ساتھ ام کلثوم بنت ہزار کے نکاح کا ثبوت
۶۸۳	اہل شیعہ کی کتابوں سے فاروق کے ساتھ بنت ہزار کے نکاح کا ثبوت
۶۸۶	شیعہ کے اس دعوی کا ابطال کہ فاروق کا نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا نہ بنت ہزار سے
۶۸۹	ہمت السعدار کی روایت کی تغلیط
۶۹۲	مطالبہ تصحیح حوالہ اور مجیب کی دیانت داری
۶۹۵	جناب امیر کے تقیہ کرنے اور مجبور و مکرہ ہونے کا روایات متعددہ سے بطلان
۶۹۷	روایت قتل ابوبکر اشجع عامل فدک
۷۰۴	حدیث بساط
۷۱۲	روایت متضمن تہدید جناب امیر خلیفہ ثانی رض
//	روایت متضمن خوف خلیفہ ثانی از جناب امیر رض
۷۱۳	روایت متضمن خوف خلیفہ ثانی از جناب امیر رض
۷۱۵	روایت سراب عباس رض
۷۲۲	حسب بنا شیعہ نکاح مومنہ نابلغی کے ساتھ ناجائز ہے
۷۲۵	فریقین کے نزدیک ابتدا اسلام میں مومنہ کا نکاح کافر کے ساتھ جائز تھا اگرچہ بھی سبب ہو ام کلثوم کے نکاح کا غیر پر نہیں آسکتا
۷۲۸	فائدہ جلیلہ در باب نسخ نکاح بامشرک
۷۳۲	مجیب کے تہذیب اور سلف حریر کا ذکر اجمالی

۷۳۷	مجیب نے حضرت عباس کے نسبت قدح کو تسلیم کر لیا
۷۳۸	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اسمعیلیوں کی نسبت شیعہ کی وحشیانہ اور مجیب کی تاویل علیل اور اوندکی تہذیب
۷۴۴	شیعہ کے نزدیک لد الزنا ہونے کا قاعدہ کلیہ
۷۴۶	حسب روایات شیعہ آیت من کان فی ہذہ اعمی الخ عباس کے حق میں نازل ہوئی بطور تسخر نہیں
۷۵۱	ھو قصہ احراق بیت فاطمہ رض کا جواب
۷۵۸	قصہ ایقاع فعل اور صرف تہدید و تخویف میں عند التحقیق ظاہر کچھ فرق نہیں
۷۶۱	احراق بیت کے لئے شعل ہیزم وغیرہ جمع کرنا غلط ہے اور یہ قصہ ایقاع فعل نہیں
۷۶۷	ہدایۃ الشیعہ پر مجیب کے اعتراض کا جواب
۷۷۵	آیت غار کے جواب میں قاضی نور اللہ شوستری کی تعصب اور غلطی کی تائید کے تردید
۷۸۹	خطبہ اللہ بلا و فلان میں حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ کے تحقیق اور علامہ کنتوری کا انکار اور اسکا ابطال
۷۹۶	میر حامد علی صاحب آیات بینات کے نسبت کم علمی و دغدغیت کا جواب
۸۰۲	خطبہ اللہ بلا و فلان حسب تحقیق ابن ہشیم ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حق میں ہے اور شرح کی عبارت اور اسکی تحقیق
۸۲۴	ابن ہشیم نے شرح نہج البلاغۃ کی نسبت میں خدا کے عہد باطنا ہی کو تحفظ کی ذمہ داری اور خواہش کیطرف توجہ نہ کرنگے
۸۴۱	مجیب کے اس اعتراض کا جواب کہ علماء اہل سنت اللہ بلا و فلان کو غلطی اسی قسم کہتے ہیں
۸۵۷	صاحب طعن الرماح کا کتاب مجیب اہل سنت کے نام کے گھڑ کر صاحب تحفہ کی طرف نسبت کرنا غلط ہے

۵۸	مقدمہ فدک میں ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رضا کا ثبوت۔	۶۶	حضرت زہرا رضہ کا ابوبکر کے ساتھ اخیر عمر تک کلام نہ کرنا روایت شیعہ سے بھی باطل ہے
۶۵	معاملہ فدک میں درباب رضا رفاطمہ بخاری کی حدیث کی توجیہ	۶۶	حضرت مجیب کا بجواب معالم التنزیل یہ فرمانا کہ ایک سنی دوسرے سنی کو اپنی کفار کے عبادت میں شریک ہونا اختیار کیا ہتا محض کذب و افترا ہے۔

التماس ضروری

کافہ اہل سنت وجماعت علمایان پیشوایان دین اسلام وامرار ورساریشت پناہ اہل اسلام وتاجران ذوی الاحترام جملہ خواص عوام کیخدمت میں التماس ہے کہ تحریب معاندین کی دین کی اعانت اور شکوک وشبہات مخالفین سے اسکی حمایت وصیانت ہو فردشبر پروردگار خداوند تعالیٰ شانہ فرماتا ہی واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ اور مخالفین ملحدین فی زمانا شیعہ امامیہ اثنا عشریہ ہین جنکا برخلاف اپنے ائمہ کے سب بزرگان دین صحابہ کرام وازواج امہات المومنین کو شب وشتم ومعن طعن کرنا وظیفہ ہوگیا ہی اگرچہ بعض علماء کرام انمیں مذہب تشیع کے رد وابطال میں جد وجہد کو غایت قصوی کو پہنچا دیا ہی اور کوئی مرحلہ باقی نہین چھوڑا جسکو طی نفرمایا ہو تاہم سید ان مناظرہ اپنا وسیع ہی کہ ہر جزئیات کا حصر واحاطہ دشوار ہے اور اکثر علما اہل سنت رحمۃ اللہ علیہم نے قدیما وحدیثا اسطرف توجہ نہین فرمائی اور باعث عدم توجہی چند مواقع ہین بخط انکے جو مانع غالبا ہے اول یہ ہی کہ شیعہ کی کتب مذہبی دستیاب نہین ہوتے اور جب انکی کتب دستیاب نہون انکو الزام نہین دیا جاسکتا اور ظاہر ہے کہ فراہمی کتب بدون وافر سرمایہ کے دشوار ہی اور بدون توجہ امرار ذوی ثروت ممکن نہین۔ جب فقیر نے اس وادی مین قدم رکھا اور پہلی منزل مین یہ مانع پیش آیا تو باوجود تلاش وتفتیش کے اہل سنت کے یہان کہین ایسا ذخیرہ کتب شیعہ معلوم نہوا جس جگہ سے اونکی کتابین لیکر اونکا قائل کیا جاوی آخر بعد تلاش وتجسس بعض کتب قیمتا اور بعض عاریۃ فراہم کین لیکن یہ خیال دامن گیر ہوا کہ اگر ایسا ذخیرہ فراہم کیا جاوی جو کتب مذہبی شیعہ کو حاوی ہو تو بے شبہ داخل رباط اجمل ہے چنانچہ اس خیال کے جملہ احباب نے تائید کی اور ذخیرہ کتب مذہبی ومناظرہ جملہ مخالفین عموما اور کتب مذہبی ومناظرہ شیعہ امامیہ خصوصا کا ذخیرہ کلی فراہمی کو بالاتفاق ضروری ہونا تسلیم کیا اور یہ بخویز قرار پائی۔ کہ رسالہ ہدایات الرشید کی تعلیم مین جو ارباب کرم نے محض خدا کے واسطے امداد فرمائی ہی اس روپیہ کو بھی خدا کے اسی کام مین خرچ کیا جاوے اور اس کتاب کو بقیمت فروخت کرکے جسقدر روپیہ فراہم ہو اوس سے ذخیرہ کتاب مناظرہ شیعہ خریدا جاوی اور یہ کارخانہ اہل سنت کو اس طرف متوجہ کیا جاوی کہ وہ اعانت دین کے تئی کمر ہمت باندہ ہر حسب توفیق کتابون زر نقد سے زبان سے قلم سے قدم امداد فرماوین اور تیسرا یہ راہی قرار پائی کہ یہ ذخیرہ کتب کتب خانہ مدرسہ عربی دیوبند مین جو اس وقت مین علوم دین متعلیم کرنے اعتبار سے منبع الانہار ہے اور شہرت کے رو سے آفتاب نصف النہار یہ ذخیرہ زیر انتظام مہتمم مدرسہ موصوف رکھا جاویگا اور جسکے عقد کا تی ذخیرہ فراہم ہوجاویگا تو جدید سالانہ کیفیت مدرسہ اور عام اخبارات کے شایع کردیا جاویگا کہ اسیکے فلان فلان حضرت کی عنایت امداد سے اسقدر ذخیرہ کتب فراہم ہوگیا ہے اہل اسلام مین سے جسکو ضرورت ہو اور کتابون کا دیکھنا چاہی وہ مدرسہ موصوف مین دیکھ لے چنانچہ فقیر ہی اپنی کتب اس قسم کی بعد فراغ انشاء اللہ تعالے مدرسہ موصوف مین کریگا۔ اب التماس یہ ہی کہ جمیع اہل اسلام اس امر خیر مین شریک ہوکر دین کی اعانت وامداد فرماوین سو حضرات اہل کرم کتابون سے امداد فرما سکتے ہین مثل علماء اور مالکان مطابع اور تاجران کتب کہ وہ کتابون سے امداد فرماوین اور جو ارباب کرم زر نقد سے اعانت فرما سکتے ہین مثل رؤسا والمداد وغیرہ کے وہ زر نقد واعانت فرماوین۔ اور جن حضرات کے پاس کوئی اس قسم کی کتاب ہو اور وہ دینا پسند نہ فرماوین تو بلکہ صرف نقل کرنے کیواسطے جو عنایت چند روز کے ہی عنایت فرماوین۔ اور جو کچھ عنایت فرماوین بالبحث ست جناب مہتمم مدرسہ عربی دیوبند ضلع سہارنپور بتحسین۔ یا بخدمت خدام حضرت مولانا مولوی الحاج العالم مولانا رشید احمد صاحب ادام اللہ ظلال برکاتہم بمقام تصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور بتحسین۔ یا بوسیلہ رسالہ بندہ خلیل احمد عفی عنہ مدرس عربی مدرسہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدك حمدا كثيرا طيبا مباركا يا من هو متصف بالمجد والعلو وصفات الكمال ومنزه عن شوب النقائص والقبائح والزوال - تنزهت ذاته - وتقدست اسمائه وصفاته - لا اله الا هو الكبير المتعال - الذي انزل علينا احسن الحديث كتابا متشابها مثاني تقشعر منه الجلود - منه ايات محكمات هن ام الكتاب - يهدي بها الى دار الخلود - قرانا لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد فرقانا بين الحق والباطل ونورا وهدى للناس فالذين كفروا بايات الله لهم عذاب شديد - فاكمل لنا الدين القويم - واتم بنعمه الظاهرة والباطنة علينا وعلى عباده المومنين - وصلى وسلم عدد خلقه وزنة عرشه ومداد كلماته دائما متواليا على رسوله وخير خلقه سيدنا ومولانا محمد سيد المرسلين وخاتم النبيين قائد الغر المحجلين رسول الثقلين امام القبلتين - الذي عصمنا عن السبل المتفرقة العوجاء وشرع لنا الشريعة الغراء - ودعا امته الى الحنيفية السمحة السهلة البيضاء - التي ليلها ونهارها سواء - وعلى آله واصحابه العروة الوثقى للمستمسكين ونجوم الهدى للمستهدين خصوصا منهم من قوموا الاود وقوا العمد وكان بكائهم في الاسلام لفقيدهم ومصابهم فيه في الاسلام كجرح شديد شهادة خاتم الخلفاء الراشدين بل كانوا كثكل نوح وابراهيم من النبيين على لسان سيد المرسلين وعلى من تبعهم باحسان الى يوم الدين - **اما بعد**

بندہ حافظ ابو ابراہیم خلیل احمد بن شاہ مجید علی بن شاہ احمد علی بن شاہ قطب علی رحمۃ اللہ علیہ ساکن قصبہ
انبہٹہ ضلع سہارنپور جسکو فخر تلمذ و دوتین واسطوں کے ساتھ حضرت خاتم المحدثین استاد البریہ مؤلف
تحفہ اثنا عشریہ سے حاصل ہے ارباب دین و دیانت و فہم و فراست و عقل و کیاست کی خدمات بابرکات
میں عرض کرتا ہے۔ کہ جو فیما بین اس عاجز کے اور سید فرزند حسین صاحب شیعی اثنا عشری کی مسائل مختلف
فیہا میں تحریری گفتگو ہو رہی ہے۔ اوسکا اصلی قصہ یہ ہے۔ کہ میری عنایت فرما پیر جی عنایت احمد
صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اور مولوی ابو الطیب غفر اللہ لہ نے ایک سوال متعلق مسئلہ خلافت محررہ سید
فرزند حسین صاحب جو حسب عادت حضرات شیعہ متضمن کلمات طعنہ و تعریض آمیز و طعن خبیز نسبت صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم و دیگر اکابر اہلسنت رحمۃ اللہ علیہم تھا۔ بتعرض سر رجواب میری پاس بھیجا قطع
نظر اخلاق و تہذیب کے اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ میر صاحب کو اپنی مذہبی محررات کی بھی خبر
نہیں ہے کیونکہ محدثین مفسرین شیعہ نے ائمہ رضوان اللہ علیہم سے بروایات صحیحہ نقل فرمایا ہے کہ اعداء کی
مثالب بیان کرنا اور اوسکی نسبت طعنہ و تعریض کرنا اور سب و شتم کرنا حرام ہے اور اسکا مرتکب ائمہ رضی اللہ عنہم کی زبان مبارک سے
ملعون محمد بن یعقوب اپنی تفسیر صافی میں زیر آیت ولا تسبوا الذین الخ نقل کرتے ہیں و فی الکافی عنہ
(ای عن الصادق) فی حدیث وایاکم وسب اعداء اللہ حیث یسمعونکم فیسبوا
اللہ عدوا بغیر علم و فی الاعتقادات عنہ انہ قیل انا نری فی المسجد رجلا
یعلن بسب اعداء کم و یسبہم فقال مالہ لعنہ اللہ یعرض بنا قال اللہ تعالیٰ ولا
تسبوا الذین یدعون الآیۃ علاوہ ازیں قبل خروج امام حجاب تقیہ کو رفع کرنا اور مذہب شیعہ کو برملا کہنا رایۃ اسلام
سے خارج ہونا ہے چنانچہ اعتقادات صدوق سے یہ امر مثل روز روشن ثابت ہے اور روایات مباحث آئمہ میں
بضمن محل مناسب مذکور ہونگی۔ یہ امر یقینی ہے کہ یہ جھگڑا اور نزاع جو اسلام کے دو عظیم فرقوں میں صدہا

لہ کافی میں امام صادق رضہ سے ایک حدیث میں مروی ہے اپنے آپکو بچاؤ اللہ کے دشمنوں کو برا کہنے سے کیونکہ وہ تم سے سنکر
اللہ کو برا کہیں گے۔ اپنی جہل و عداوت کی سبب۔ اور اعتقادات میں امام صادق رضہ سے مروی ہے۔ انکی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم
میں سے بعض مرد تمہارے دشمنوں کو علی الاعلان سب و شتم کرتا ہے فرمایا اسکا کیا اللہ عزوجل سب کرے ہمیں تعرض کرنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین یدعون من دون اللہ

سال سے چلا آتا ہے جسنی باہم دونو فرقونمین ایسا تفرقہ ڈالدیا جیسا کفر و اسلام مین واقع ہے بلکہ اوس سے بھی کچھہ بڑہکر اوسکا اسطرح طی ہونا ممکن نہین اور میدان مناظرہ تحریری نہایت وسیع ہے ہر ایک فریق دوسری کے جوابین کچھہ نہ کچھہ لکھہ سکتا ہے - دنیا کی حالاتین غور کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اگر بمقابلہ ادیان باطلہ کچھہ لکھے تو وہ بھی جواب دینے سے دریغ نہین کرینگے - پھر کوئی مسئلہ مختلف فیہا ایسا باقی نہین رہا - کہ علمائے فریقین نے کماحقہ اوسکی بحث و تفتیش اور بخوبی اوسکی جہان بین نہ کی ہو اور جد و جہد کو اوسکی تحقیقات مین غایۃ قصوی کو نہ پونہچایا ہو یہ ہی وجہ ہے کہ علماء اہلسنت نے یہہ عقبات و مراحل طے کرکے استراحت فرمائی ہے اور بدون ضرورت اسطرف توجہہ نہین فرماتی اور شیعہ کی کتابین دیکہنا اور اونسے ملنا اور جدال و مناظرہ متروک کردیا چنانچہ دوسری اہل مذاہب باطلہ کی طرح یہہ ہی کیفیت ہے اور تمام اہل مذاہب بحول اللہ تعالی اہلسنت کا لوہا مان گئی ہین جو فرقہ اہلسنت کی مقابل ہوا اوسنی مونہہ کی ہی کہائی چنانچہ اہلسنت کے ان مباحثونکی قصی جو حال مین ہی واقع ہوئی ہین - جیسا کہ اگرہ کا مباحثہ پادری فنڈر وغیرہ کے ساتھہ اور چاندپور ضلع شاہجہان پور کا موقوف الادا مباحثہ ہندو و عیسائیون کے ساتھہ مثل آفتاب لبہ لبہار روشن ہین - جسکو مخالفین خود اپنی زبان سے تسلیم کرچکے ہین شعر

تردی مناقبہم اعداہم
ویفضل ما شہدت بہ الاعداء

اسلئے نہایت اختصار کے ساتھہ اس عاجز نے اوسکا جواب لکھا اور ایجاز کے ساتھہ بجواب مطاعن مذہب اہل تشیع کی شنائع اور عمائے شیعہ کی غلطیان بطور نمونہ عرض کین اور مقصود اس سے یہہ تہا - کہ میر صاحب متنبہ ہوجائین اور سمجہ لین کہ اس جم غفیر چہاڑ سے کچھہ فایدہ نہین - بحول اللہ تعالے نہ اہلسنت کچھہ اپنی مذہب مین بودی اور کم زور ہین - نہ مذہب تشیع کی قبایح و شنائع مخفی و مستور ہیں کس بری پر اہل حق سے چھیڑ چہاڑ شروع کرتے ہین - اور مصداق اس قول کے ہوتے ہین شعر

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

بحمد اللہ تعالے تیرہ سو برس سے اہل سنت اور اونکا مذہب حسب وعدہ خداوندی تعالے بمضمون آیت کریمہ

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

ولو کرہ الکافرون عموماً تمام ادیان و مذاہب پر اور خصوصاً مذہب تشیع پر جو ابتداء حدوث سے
ستر تقیہ مین مستور و مستتر رہا ہے غالب چلا آیا ہے اور انشاء اللہ تعالے حسب وعدہ تا قیام قیامت
غالب رہیگا - پھر کسکا حوصلہ ہے جو اونسے آنکھہ ملاوی - لیکن میر صاحب کو بدین وجہ کہ اونکو
اپنی مذہب سے واقفیت نہین ہے صرف مناظرہ کی ہی کتابین دیکھی ہین اور نیز خیال ہے کہ اہلسنت
کتب شیعہ کی دیکھنی کو خود ہی حرام سمجھتی ہین اور انسے متنفر ہین اور عام طور پر کتابین بھی
دستیاب نہین ہوسکتی جو ہر کسیکو الزام کا موقع میسر ہو اور ہم اہل سنت کے مذہب سے واقف ہین
پس اہلسنت بمقابلہ ہمارے کیا جواب دیسکتی ہین - تنبہ فتنبہ - اور برخلاف نصوص آئمہ رضا کے
جنکی تفصیل عنقریب بحث آیندہ مین مذکور ہوگی آمادہ جدال و مناظرہ ہوئے اور اصل وجہ اسکی
یہہ ہوئی کہ میر صاحب کو دو قسم کی لوگونسے گفتگو اور چھیڑ چھاڑ کا اتفاق ہوا - اگر علماء سے سلسلہ
چھیڑ تو اونہون نے تو فضول و لغو سمجھکر التفات نہین فرمایا اور عوام بیچارے جو اپنے مذہب سے بھی
چندان واقف نہین ہوتے دوسرونکا جواب کیا دیسکتے تھے اسلئے آپکا دماغ عرش برین پر جا پہنچا
اور ہمچو ما دیگری نیست کا تخیل سر مین سمایا اور اوس مختصر تحریر کے جوابمین جو تقریباً بقدر تین چار
ورق کے ہوگی ایک طومار طویل الذیل لکھکر بواسطہ عزیزان موصوفین ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۲ھ
میری پاس بھیجا - اگر اوس تحریر کو معمولی طور پر لکھا جاوے تو تقریباً دس یا بارہ جزہون گویا بزعم
خود خصم کو لاجواب کردیا اور میدان مناظرہ جیت لیا مجکو وہ تحریر سفر کے رواروی مین
جبکہ مین وطن مالوفہ کیطرف عازم تھا اسٹیشن لدہیانہ پر ملی تھی اسلئے ہنگام قیام وطن مین
اوسکو دیکھہ بھی نہین سکا اور جب مع الخیر بہاولپور اپنے وطن اقامہ کیطرف مراجعت کی اوقت
اوسکو تامل کی نظر سے دیکھا بالله العظیم مین باوجود اپنی بیبضاعتی کے اوس تحریر کو ہرگز اس لائق
نہین سمجھتا کہ علماء اوسکی طرف التفات فرمائین چہ جائیکہ اوسکو قابل جواب سمجھا جائے اور دل
چاہتا تھا کہ اوسکے جواب پر قلم اوٹھایا جاوے چنانچہ اس امر کی تصدیق ابھی ہوا چاہتی ہے لیکن

---

۵ وہ ذات وہ ہی ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھہ بھیجا تاکہ غالب کرے اوسکو تمام ادیان پر اگرچہ برا مانے کافرون کو ۱۲

پہ ہری وہی عزیز تحریر جواب بجواب پہ مصر اور دامنگیر ہوے اور فرمایا کہ اگر اسکا جواب لکھا جائیگا
تو پھر میر صاحب کا تکبر اور بھی دوبالا ہوگا اور اونکا وہی خیال خام پختہ ہو جائیگا ان حضرات کا اصرار
تو تھا ہی علاوہ اسکی حضرت دستگیر درماندگان بادیہ ضلالت رہنمای گمرہان وادی جہالت شمس العارفین
بدر الکاملین الفقیہ الکامل المحدث البارع المفسر ازاہر شیخی و مرشدی و سیدی و سندی و سیلتی فی الیوم
والغد مولائی و مولی العالم مولانا حافظ الحاج جناب مولوی رشید احمد صاحب ادام اللہ ظلالہم کا تہم علے
رؤس المستر شدین نے بھی بنظر بعض مصالح وقت جواب بجواب لکھنے کی نسبت ارشاد فرما کر کمترین غلاماں کو
سرفراز فرمایا۔ بندہ نے بتعمیل ارشاد حضرت مخدوم دامت برکاتہم جواب بجواب لکھنے کا تہیہ کیا
اور کتب مذہب شیعہ فراہم کین اور اونکو مطالعہ کر کے کچھ کچھ لکھنا شروع کیا۔ لیکن بعض موانع کی وجہ
سے چندی پابندی وقت اور التزام میسر نہوا۔ جب اسیطرح اس رسالہ کی چند اجزاء لکھے چکا تو بذریعہ عام اخبارات
اور خاص تحریر دنکی معلوم ہوا کہ ایک عام جلسہ لدھیانہ مین جعفر خانصاحب شیعہ کے مکان پر
منعقد ہوا اور اسمین فیمابین مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ انہٹوی وغیرہ اہلسنت اور میر فرزند حسین
صاحب وغیرہ اہل تشیع کے علے الاعلان زبانی مباحثہ ہوا جسمین حسب وعدہ صادقہ خداوندی زہرہ
اہل حق غالب آیا۔ اور فرقہ اہل تشیع میر فرزند حسین صاحب وغیرہ علی رؤس الاشہاد ساکت و مفحم ہوئی
میر صاحب وغیرہ کیطرف سے سوال ثبوت حقیت خلافت افضل الصدیقین تھا جسکو مولوی مشتاق احمد صاحب سلمہ
نے آیت نور سے مثل آفتاب نورانی کر کے دکھلادیا اور مولوی مشتاق احمد صاحب وغیرہ کیطرف سے سوال
اثبات عصمت ائمہ کا تھا جو حضرت میر صاحب سے بن نہ آیا۔ وکیف کہ [1]الحق یعلو ولا یعلی
ارشاد ہی اور وعدہ ہی [2]بل نقذف بالحق علے الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق
حضرات شیعہ کا عصمت کی نسبت دعوی محض خیالی پلاؤ ہے جسکی نہ کتاب اللہ تعالی ساعد ہی
نہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و اقاویل ائمہ کرام مثبت و موید۔ سبحان اللہ حضرات شیعہ کے

[1] سچی بات اونچی رہتی ہے نیچے نہین ہوتے۔ [2] بلکہ پھینکتے ہین ہم حق کو اوپر باطل کے
پس توڑتا ہی سر اوسکا پس ناگہان وہ فنا ہو جاتا ہے۔ ۱۲

محدثین اور مفسرین خود ہی ائمہ کی نسبت الٹی روایت کرتے ہین کہ آیت + إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ اونہی کی شانمین نازل ہوئی اور نیز اُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ سے یہی ائمہ ہی مراد ہین چنانچہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی باب کتمان العلم مین ان روایات کے تخریج کی ہی جس سے معاذ اللہ اونکا کاتمین حق اور اونکی دشمنو کا ملعون ہونا ظاہر و باہر ہوتا ہے اور خود ہی اونکی عصمت کی بھی مدعی ہین پس خیال کرنے کی جگہہ ہی کہ معصومیت اور ملعونیت یعنی چہ الغرض بعد اس مباحثہ کی مینی خیال کیا کہ مکرمی میر جی عنایت احمد صاحب سلمہ کا جو مدعا تحریر جواب سے تہا وہ باحسن وجوہ حاصل ہوگیا۔ اب کچھہ حاجت نہین رہی ہے۔ کہ میر صاحب کی جواب الجواب لکھنی مین تضییع اوقات کیجاوے۔ چنانچہ حضرت مخدوم دام برکاتہم کیخدمت مین بدین خیال ایک عرضداشت لکھی جسکا خلاصہ مدعا یہہ تہا۔ کہ اس رسالہ کی تحریر سے جو مقصود تہا وہ زبانی مناظرہ سے حاصل ہوگیا پھر علاوہ حرج اوقات اور اخلال اہم مشاغل دینیہ کی اس تحریر مین کلمات متضمن سوء ادب بجناب بزرگان دین بمجبوری تسلم سے نکلتی ہین۔ اگرچہ اونکا صادر ہونا محض الزاما یا نقلا شیعہ کی روایات مذہب سے ہی اور عن اعتقاد دلی سے نہین بلکہ ایسی لونکو نہایت مکروہ اور بد جانتا ہون اگر جائز ہو تو اس تحریر کو موقوف و ملتوی کردون بجواب اسکی حضرت مخدوم دامت برکاتہم نے ارقام فرمایا جسکا حاصل یہہ ہی کہ جو کام للہی طور پر شروع کردیا گیا ہی اوسکا اتمام کو پہنچانا ہی مناسب ہی

لہ تحقیق جو لوگ چہپاتے ہین جو کچہہ کہ اوتارا الہی کتابون سے اور ہدایت سے جو بھیجی ہی کہ بیان کیا مینی اوسکو لوگون کے واسطے بیچ کتاب کے یہہ لوگ لعنت کرتا ہی اونکو اللہ اور لعنت کرتے ہین اونکو لعنت کرنیوالے۔ وعن حمران عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول اللہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بینا ہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک بنی امیۃ۔ عن ابن ابی عمیر عن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی فی علی علیہ السلام۔ عن عبد اللہ بن بکیر عمن حدثہ عن ابی جعفر علیہ السلام فی قولہ اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون قال نحن ہم۔

تنبیہ اسکی پوری تحقیق اور علامہ مجلسی نے جو کچہہ اسکی تاویل فرمائی ہی اوسکا جواب بحث آئندہ مین مفصل مذکور ہی۔ منہ

ناتمام چھوڑنا مناسب نہیں اور جس کام کی ابتدا نیک نیتی کی ساتھ بغرض حمایت اسلام کی گئی ہی
اوسکا انجام بخیر ہے اس تحریر کو پورا کردینا ہی مناسب ہی حضرت مخدوم دامت برکاتہم کے اس ارشاد سی جب معلوم ہوا کہ امر تحریر بطور عزیمت ہی نہ بطور رخصت اور تحریر
جو ایسی کوئی چارہ نہیں اوسوقت سی کمر ہمت چست باندہ کر بلکہ باتزام خارج از اوقات مدرسہ
لکھنا شروع کیا۔ ہرچند کہ اس ہیچمدان ضعیف و ناتوان کی قدرت و استطاعت سی اس تحریر کا
لکھا جانا باوجود تنہائے و مشاغل کثیرہ کی دشوار بلکہ خارج تہا۔ لیکن مخصص حق تعالے شانہ کے
فضل و کرم نے دستگیری فرمائے۔ جو کچھ امداد و اعانت خداوند تعالی شانہ کیطرف سی اس جواب
کی لکھنی مین اس عاجز و ناتوان کے شامل حال ہوئی۔ اور سکے بیان سی قلم و زبان قاصر و کوتاہ
ہین۔ کتب شیعہ کا دستیاب ہونا اس عاجز کی استطاعت سی خارج تہا۔ مگر محض بفضل خداوند
تعالے کتب بقدر ضرورت میسر و فراہم ہوگئین۔ روایات محتاج الیہا جنکا کتب مبسوطہ مین سی
برآمد ہونا غایت تفحص اور نہایت تلاش و تجسس پر منحصر تہا وہ بلا کلفت و تلاش و مشقت تتبع یکجا
یہہ محض امداد و مدد ہی ہے مضامین متعلقہ اوسی طرف سی ذہن مین وارد ہوے۔ یہہ ہی وجہ ہی کہ
اس تحریر مین کسی شخص سی استعانت کی ضرورت واقع نہین ہوئی۔ اور وقت التزام سے تقریبا
سات ماہ مین بفضلہ تعالے اختتام کو پہونچ گئی اللّٰھم لا احصی ثناءً علیک انت
کما اثنیت علی نفسک اور یہہ سب حضرت مخدوم دامت برکاتہم کی برکات دعوات اور توجہات کا طفیل
ہی ورنہ ؎ کہانمین اور کہان یہہ نکہت گل نسیم صبح تیری مہربانی۔ حق جل علا شانہ حضرت
مخدوم کے علم مین اور عمل مین دین مین اور دنیا مین برکت عطا فرمادی۔ اور مراتب قرب پر متصاعد
رکھے اور عالم کو اونکی انوار فیضان سی منور رکھے اور اس عاجز کو اور تمام دوستونکو اونکی جماعت مین محشور
فرمادی۔ اللہم آمین۔ وکتبہ اللہ عبدا قال آمینا۔ ولما یسر اللہ تعالے علی اتمامہ
وقوضت عن اختتامہ خیامہ جسلتہ بضاعۃ مزجاۃ وہدیۃ محقرۃ مہداۃ بحضرت مولائی ومرشدی دسلتہ

لہ الہی مین تیری ثنا کا احصا نہین کرسکتا ہون کیونکہ تو ویسا ہی ہی جیسا کہ تو نے اپنے تعریف آپ کی ہے۔

بومی وغنی اسبغ اللہ علیہ لطفہ الخفی والجلی وتوسلت بہ الی خدمتہ لیکون وسیلۃ لنجاتی - وکفیلۃ لرفع درجاتی - فالمرجو من اللطافۃ الکریمۃ ان یاخذ بید ہذا المذنب الجانی یوم تنزل فیہ الاقدام ولا نیسانی یوم الفزع الاکبر یوم تزیغ فیہ القلوب وتذوب الاجسام ولسان حالہ یقول علی وفق امرہ تدریجیہ علی حسب ارشادہ سمیتہ مورخا **ہدایات الرشید الی افحام العنید** - ناظرین اہل انصاف وتمکین کی خدمت مین **التماس** ہے کہ ہنگام ملاحظہ تحریر ہذا بطور مقدمہ چند امور ملحوظ خاطر رکھین —

اول ناظرین رسالہ ہذا مین اگر کوی کلمہ ناشائستہ ونامناسب النسبت جناب خداوند علام یا بالنسبت شان انبیا ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام یا بالنسبت حضرات ائمہ ودیگر اہل بیت کرام واصحاب عظام وغیرہ بزرگان کے ملاحظہ فرماوین - تو اوسکو اس عاجز کے عقیدہ پر محمول نفرماوین - اور یہ نسمجھین کہ بندہ نے یہ کلمہ اپنی اعتقاد سے لکھا ہی حاشا وکلا میرا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہین کہ انمین سے کسیکی شانمین خلاف تعظیم وادب کوی کلمہ جایز صحیح سمجھا جاوے بلکہ قطعی کفر اور حرام اعتقاد کرتا ہون - فرق اسلامیہ مین سے کوی فرقہ ایسا نہین کہ جسکو جناب خداوندی وانبیاء ورسل کے وجوب تعظیم مین کلام ہو - سوای بعض فرق شیعہ کے بعض مرویات امامیہ اثنا عشریہ کے لیکن صحابہ واہلبیت کے تعظیم وتوقیر مین شیعہ وخوارج خذلہم اللہ کو نہایت شدید ہے شیعہ صحابہ کرام کی اہانت کو واجب اور تفسیق وتکفیر کو فرض اعتقاد کرتے ہین اور خوارج خذلہم اللہ اہلبیت اکرام کے تذلیل وسب اور تضلیل کو فرض اعتقاد کرتے ہین لیکن ہم معشر اہل السنۃ والجماعۃ عموما اپنی اعتقاد مین جو اپنی مذہب کے اہلبیت نبوت کی محبت اور تعظیم کو ایسا ہی واجب اور جزو اسلام اعتقاد کرتے ہین جیسا کہ صحابہ کی محبت وتعظیم کو واجب اعتقاد کرتے ہین - اور انکی جناب مین گستاخی کو ایسا ہی حرام اور ناجایز سمجھتے ہین - جیسا کہ صحابہ کرام کی جناب مین گستاخی کو - غرض شیعہ وخوارج کو اس باب مین اپنی اعتقاد کی میزان کے دونو پلو مین برابر وزن کرتے ہین - لیکن چونکہ اس رسالہ مین شیعہ کو انکی روایات کے الزام دینا مقصود ہی لہذا ہی موافق مثل مشہور حجت کفر کفر نباشد اس قسم کا

التماس فروری بطور مقدمہ

جو کلمہ قلم سے لکھا گیا ہی وہ مذہب شیعہ کی مطابق ہی کہ وہی مضمون اونکی روایات سے بدلالت مطابقی یا التزامی ثابت ہوتا ہی مثلاً حضرت ابوالانبیا آدم علے نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعوذ باللہ کفر مین ابلیس لعین کے برابر بلکہ دوچند اور سہ چند ہونا۔ حضرات شیعہ کی روایات سے لکھا گیا ہی علاوہ اسکی اور انبیاء کی نسبت خدائی تعالیٰ کی نافرمانی کرنا۔ ائمہ کا قرآن مجید کی توہین و تذلیل کرنا اور اوسمین وقوع تحریف و تبدیل ائمہ کا فرمانا جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کو دشنام دہی اور سب و شتم کرنا۔ اور اونکا فساق و فجار کے مجمع مین تشریف لیجانا۔ جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کا عام مسلمانون کے حقوق مین ناجائز تصرف و خیانت کرنا۔ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا صاحبزادی جناب امیر رضہ و فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہما کی دشمنونکی دامن پاک کو مخش کی نجاست سے ملوث کرنا وغیرہا اس قسم کی سب کفریات اور خرافات حضرات شیعہ کی مذہبی روایات سے باوجود کراہت دلسنگار طبع بطور الزام لکھی گئی ہین۔ ناظرین رسالہ اس جنس کے کفریات اس رسالہ مین دیکھکر چین بجبین نہون۔ اور بندہ کو معاف و معذور فرمائین مین بہزار زبان اور صمیم فواد و جنان سے ان کفریات سے تبری و تحاشی کرتا ہون۔

دوم۔ میر فرزند حسین صاحب نے اپنی پہلی تحریر مین تحریر فرمایا تہا کہ ہماری مقابلہ مین جو عبارت تحریر فرماوین بچشم خود دیدلکھین۔ تحفہ وغیرہ کی بہروسی پر نہ رہین۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ حضرت میر صاحب نے تو ضرور ہی اسکا التزام فرما رکہا ہی کہ جو عبارت کتب حضم سے نقل کرتے ہین وہ چشم دید ہوتی ہی۔ چنانچہ بندہ نے حکم کی تعمیل کی اور اوسکے جواب مین جو روایت لکھی وہ چشم دید لکھی۔ اور نیز دائرہ نقل روایات کو وسیع کردیا اور عرض کیا کہ جب روایات صحیح الماخذ اور غیر صحیح الماخذ ہر ایک فریق نے دوسری فریق سے نقل کی ہین تو اس صورت مین اسقدر کافی ہے کہ جس کتاب سے اوس روایت کو نقل کیا۔ جلدی اور صفحہ کا حوالہ دیا جاوی اصل ماخوذ منہ سے نقل کرنا کچھہ ضرور نہین۔ ہان اگر خصم کسی روایت کی نسبت صحت نقل کا انکار کری اور کہی کہ

یہہ روایت کذب و دروغ ناقل ہی - تو اوسوقت اوس روایت کی صحت نقل کا ثابت کرنا کتب معتبرہ مذہب حضم سی لازم ہوگا - باوجود اوس دعوی کے جو میر صاحب نے فرمایا اور باوجود اوس توسیع کے جو بندہ نے عرض کی میر صاحب نے نقل روایا تمین قطع نظر التزام حوالہ کتب خصوصاً معتبرات کے صحت نقل کو بھی ملحوظ خاطر نہین کہا - بلکہ بمقتضاء تدین و دعائی روایت کے الفاظ مین موافق مطلب سنخ و تحریف فرمائی - مقدمہ نکاح حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا مین ایک روایت فتح الباری سی لکھی ہے جسکی خاتمہ کی الفاظ یہہ ہین لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجاہ ختم روایت پر کوئی حوالہ نہین دیا جس سی خیال کیا جا سکتا ہی کہ شائد آپنے فتح الباری سی ہی بلا واسطہ نقل کی ہوگی - حالانکہ فتح الباری مین اس روائت کا کہین نام و نشان نہین ملا - اگر آپنے فتح الباری سی نقل کی ہی تو فرمائین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس باب مین کس صفحہ پر مذکور ہی - اور نیز تفسیر معالم التنزیل سے لکھا ہی کہ انبیا مین سی ایک نبی نے بت خانہ مین جانا اور کفار کی عبادت مین شریک ہونا دین حق کی ترویج کی لئی اختیار فرمایا یہہ بھی محض دروغ ہی - تفسیر معالم التنزیل سے بحوالہ نزہہ ایک روایت نقل کے جس سی انکو اہل حق کے مذہب پر کلام مجید مین تحریف کا واقع ہونا ثابت کرنا منظور ہی اوسکی آخر کا یہہ جملہ لکھا ہی - وقال عثمان رضی اللہ عنہ فی المصحف لحنًا وستقیمہ العرب بالسنتہا اور ترجمہ اسکا اسطرح کیا ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نی کہا کہ قرآن مین لحن اور ستقیمہ العرب ہی یہہ لفظ یعنے وستقیمہ العرب بالسنتہا محض حضرت میر صاحب یا انکی بزرگ کشمیری صاحب صاحب نزہہ کا سنخ اور تحریف کیا ہوا ہی حالانکہ کسی روایت مین یہہ لفظ ہو بلکہ فی الاصل یہہ لفظ اسطرح مروی ہے وستقیمہ العرب بالسنتہا - یہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - لیکن ہمنی جسقدر اس رسالہ مین روایات لکھی ہین حسب قرار داد اکثر اہل تشیع کی کتب معتبرہ سی تلاش کر کے چشم دید لکھی ہین

لہ اوسکا یہہ عذر قبول نہین کیا یہانتک کہ اوسکو مجبور کر دیا - ۱۲ -

اور جس جگہہ کوئی روایت باواسطہ نقل کی ہی وہان حوالہ بہی دیدیا ہی جس مضمون مین متعدد روایات نقل کی ہین - اوسجگہ اگر کچھہ روایات بالواسطہ نقل کی ہین تو دو ایک روایتین چشم دید بہی لکھی ہین - پہر باوجود اسکے اگر کسی جگہہ خلاف معاہدہ ناظرین کو کوئی ایسا امر ملاحظہ فرماوین جو سہو واقع ہوا ہو تو بندہ کو معذور سمجہین کہ جناب میر صاحب پہلے اس معاہدہ کو توڑ چکے ہین - والبادی اظلم -

سوم - حضرت میر صاحب نے اپنی تحریر کی مواقع مختلفہ مین اپنی اخلاق و تہذیب و شائستگی پر افتخار و ناز فرمایا ہے با اینہمہ ادعای تہذیب حضرت نے اسی تحریر مین بمقتضای اپنے ادعای اخلاق و تہذیب کے تعریضات و مطاعن سے کہین دریغ نہین فرمایا بلکہ کوئی دقیقہ بدتہذیبی کا اوٹہا نہین رکہا کیونکہ فحش اور گالیون تک سے نہین چوکے باوجود اسکے بندہ نے ایسی کلمات کے جواب ترکی بہ ترکی سے دانستہ اغماض و اعراض اختیار کیا ہی اور التزام کیا ہی کہ انشاء اللہ تعالے کوئی کلمہ خلاف تہذیب طرفین و تشنیع کے دانستہ نہین لکہیگا - اور اگر اتفاقاً کوئی کلمہ نادانستہ سبقت قلم سے نکل گیا جسکی نسبت بندہ نے یہہ خیال کیا ہو کہ گران بار خاطر سامی ہوگا تو بندہ اوسکی نسبت نہایت عاجزی کے ساتہہ معافی کا خواہان ہی - کہ میرا مقصود کسیکا دل دکہانا نہین ہی بلکہ خود میر صاحب نے آخر تحریر مین گویا میری طرف سی فرمادیا ہی کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے ایسی الفاظ بولے اور لکہی جاتے ہین - جو ناگوار طبع مخاطب ہون پہر اگر سہواً ایسا کوئی کلمہ نادانستہ میری زبان و قلم سے نکل گیا ہو تو وہ بہی واجب العفو ہی -

چہارم - تحریر جواب الجواب کی بارہ مین حضرت میر صاحب کی یہہ فرمایش تہی کہ جواب الجواب بحذف و اسقاط عبارات اصل جواب قولہ قولہ کے طور سے ملتقطاً نہ لکہا جاوے بلکہ پوری پوری عبارتین جواب کے لیکر تردید کیجاوے چنانچہ حسب فرمایش میر صاحب بندہ نے پوری پوری عبارتین اور جملے لیکر تردید کی ہے کہین کوئی عبارت نہین چہوڑی

جسکا جواب نہ لکھا ہو۔ اور جواب الجواب مین جسکو لیکر تردید نہ کی ہو مگر جو عبارت میر صاحب نے شروع تحریر مین بطور تمہید کے لکھی ہی اوسکی تمام عبارت نقل کر کے تردید کرنا تطویل لاطائل اور فضول و لاحاصل سمجھا اسلئی اوسمین سے تھوڑی سی عبارت نقل کر کے تردید کی ہی اور نیز ترجمہ روایات بھی جو میر صاحب نے تحریر مین درج کیا تھا۔ مین نے بخوف اطناب جواب الجواب مین اوسکو اخذ نہین کیا صرف اصل عبارت کی نقل پر اکتفا کیا ہے۔

پنجم۔ چونکہ بعض مضامین میر صاحب کی تحریر مین مکرر سہ کرر واقع ہوئی ہین اور اونکی جواب مین جب ہر جگہ کی عبارت نقل کی ہی تو کچھہ نکچھہ لکھا ہی اگرچہ ہر موقع مین حتی الوسع طرز جدید اور جدا مضامین کو ملحوظ خاطر رکھا ہی مگر تاہم بعض مضامین مکرر واقع ہوئی ہونگے پس ناظرین دقیقہ شناس دلتنگ نہون اور مجکو معاف فرماوین۔

ششم۔ میر صاحب نے بندہ کی عبارت کو اپنی جواب مین مختلف عنوان سی لیکر جواب تحریر فرمایا ہی کہین کہین بندہ کی عبارت کو بعنوان لفظ قال تعبیر کیا ہی اور اکثر جگہ لفظ قولہ کی ساتھہ عبارت کو اخذ کیا ہی یہہ ہی وجہ ہی کہ جس جگہ بندہ کی تحریر مین ہی لفظ قولہ لکھا ہوا تھا اوسجگہ میر صاحب نے اپنی تحریر مین قولہ قولہ مکرر لکھا ہی جو ذوق سلیم کی نزدیک مستکرہ و مستقبح ہی۔ اسلئی بندہ نے باندیشہ خلط و التباس عبارت نقل عبارت مین یہہ قاعدہ مقرر کیا ہی کہ جس جگہ میر صاحب نے بندہ کی کلام کو لفظ قال یا قولہ سی شروع کیا ہی بندہ نے اوسکے نقل مین اوسکی عنوان پر لفظ قال الفاضل المجیب بخط تعلیق بقلم جلی لکھا ہی اور اوسکے بعد اپنے عبارت سابقہ اور میر صاحب کی جواب کا جملہ بقدر ضرورت نقل کر کے اوسکی تردید کو بلفظ یقول العبد القصیر لی مولاہ سی شروع کیا ہی جو بخط نستعلیق جلی ہی اور اس درمیان مین جو لفظ قال یا قولہ یا اقول میر صاحب کی تحریر کا ہی اوسکو بخط نستعلیق باریک لکھا ہی پھر اس جواب کے جسقدر جملہ باقیماندہ مین اونکو لفظ قولہ خط نسخ جلی سی اور اونکی تردید لفظ اقول نسخ جلی سے

شروع کی گئی ہی یہانتک کہ میر صاحب کا دوسرا قول شروع ہوا اور میر صاحب کی تمہید
کی تردید مین چونکہ اندیشہ خلط والتباس نہ تہا اور تحریر ہی بنظر اختصار چند اقوال ملتقطہ
پر کی گئی ہی اسلئی نقل عبارت میر صاحب معنون بلفظ قولہ نسخ جلی کی گئی اور اوسکی
تردید اسیطرح بلفظ اقول شروع کی گئی ناظرین ہنگام ملاحظہ محفوظ خاطر رکھین۔

ہنتم۔ میر صاحب نے اپنی تحریر کو دو تین ورق جواب تحریر مولوی پیر محمد خانصاحب سلمہ
اور جواب تحریر کسی دوسرے شخص کے ساتہہ جسکو شاید وہ اس عاجز کی تحریر سمجہی ہونگی
ذیل و مذنب فرمایا شاید اس سے یہہ غرض ہو کہ اسکا جواب بہی بندہ ہی لکھے لیکن چونکہ
انکے اکثر مضامین کی تردید اس رسالہ مین گذر چکی ہی اور تحریر ہی طویل ہو گئی ہی
اسلئے بندہ نے بنظر اختصار اوسکے بعض اقوال پر گفتگو کی اور باقی کو ماسبق پر حوالہ کر دیا۔
وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ہو حسبی نعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم ۸

تردید تمہید

قولہ جواب ہی پہلے مباحثہ کا اصلی حال لکہا جاتا ہے۔ الخ اقول یہہ قصہ تو
معلوم نہین جانے کہان تک صحیح ہی۔ لیکن علما اور دعات شیعہ کا عام قاعدہ ہی کہ جہانتک
ہو سکتا ہی اور موقع پاتے ہین۔ ضعفاء اہلسنت سے اختلاط کر کے مذہبی چہیڑ چہاڑ کرتے
ہین اور کہنی چبڑی باتین بنا کر اپنے مذہب کیطرف رغبت دلاتے ہین اور دعوت
کرتے ہین۔ قطع نظر اس سے کہ یہہ وتیرہ حضرات شیعہ کا اونکی مذہبی روایات
مثلہ بحار الانوار وغیرہ کے رو سے جائز ہے یا ناجائز انشاء اللہ تعالی کسی جگہ
تعرض نہین کریگا۔ چنانچہ اسی قضیہ کلیہ کے مطابق ہماری میر صاحب نے بہی مکرمی پیر
عنایت احمد صاحب قدوسی گنگوہی کے ساتہہ یہہ ہی چال چلی۔ لیکن چونکہ پیر
جی صاحب موصوف کو مذہبی تحقیقات مین حضرت مخدوم العالم مولانا و مرشدنا مولوی

رشید احمد صاحب گنگوہی دام برکاتہم اور اونکے تلامذہ وخدام کی ایک مضبوط پشت پناہ
حاصل تھی اسلئے پیر جی صاحب نے میر صاحب سے مقابلہ کیا اور اونکو جواب دیئے اور اونکے
چالونکو اور پیچونکو کاٹا پس میر صاحب کا یہہ فرمانا کہ پیر جی صاحب خود اس امر کی بادی ہوے
ظاہر اغلط اور کذب معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے اس سے لکھا ہے کہ اونکو مباحثہ مذہبی کا
شوق ہوا جس سے ظاہر ہے کہ پیر جی صاحب کو پہلے سے شوق مباحثہ نہ تہا اور اب
میر صاحب کے فیض صحبت سے پیدا ہوا ہے پہر معلوم نہین یہہ شوق کیونکر پیدا ہوا اور
کس امر سے ناشی ہوا ظاہر الجز اسکے کہ میر صاحب کی چھیڑ چھاڑ سے پیر جی صاحب کو
یہہ شوق مناظرہ پیدا ہوا ہوا اور کوئی قریب احتمال نہین ہی کیونکہ اول عموماً اہلسنت کو
مناظرہ کیطرف توجہ نہین ہوتی علے الخصوص پیر جی صاحب تو علوم مروجہ عقلیہ
ونقلیہ سے بہی کچہہ ایسی واقف نہین ہین جو اونکو خود بخود بیٹہے بٹہائے شوق مناظرہ
پیدا ہوا اور خود اس امر کی بادی ہون - جب آپ باوجود مخالفت مذہب کے اونکا اتحاد قلبی
اپنی ساتہہ خیال کرتے ہین تو ممکن نہین کہ آپنے حسب عادت اپنی مذہبی چھیڑ چھاڑ نہ کی ہو
اور اونکو اپنے مذہب کیطرف دعوت نہ فرمائی ہو پہر اس بنیاد پر اگر پیر جی صاحب نے آیت
استخلاف لکہکر آپ سے جواب چاہا ہو تو وہ بادی مناظرہ نہین ہو سکتے اور اس پر لفظ بادی
کا اطلاق غلط اور خلاف واقع ہے - باقی رہا یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ آخر مین جو میری
تحریر گئی تو تمام علمائے دیوبند نے اوسکے جواب سے پہلوتہی کی - اور عقب گذاری کے لئے
حیلے بہانے پیدا کئے ہرچند آپنے اونکی حیلے قطع کئی - لیکن بزعم آپکے کسی مین
جرأت نہوئی کہ آپکا جواب لکہتا یا آپکی مناظرہ کا قصد کرتا - یہہ محض آپکی لن ترانیان ہین
جو آپکی مجامع قلب ودماغ مین سمائی ہوئی ہین - ورنہ فی الحقیقت ہر شخص آپکی تحریر
کو دیکہکر معلوم کرسکتا ہی کہ آپکی زبانی دعوی نفس الامر اور واقع کی مطابقت سے کچہہ
آشنائی نہین اور یہہ دعوی بالکل خلاف واقع ہین چنانچہ اس تحریر کے دیکہنے سے

جسکے رد و قدح کے بندہ در پے ہے اور میر صاحب کا مایہ ناز و افتخار ہی میری اس گذارش
کی بخوبی تصویب و تصدیق ہوسکتی ہے مگر ان پر مسلم کہ علماء لدہیانہ نے اغماض اعراض
جواب سے فرمایا ہوگا اور جواب نہ دیا ہوگا لیکن اونکے اعراض کا محمل یہہ نہین ہے کہ جو میر صاحب
نے گمان فرمایا بلکہ اونہون نے اسوجہ سے جواب نہ دیا ہوگا کہ آپکو قابل خطاب اور آپکی تحریر کو قابل جواب
نہ سمجھا ہوگا - ورنہ خود ہی اوّل آپ فرماتے ہین کہ علماء فریقین نے کوئی دقیقہ تحقیقات
مسائل مین باقی نہین رکھا اور آپ ہی کا مقولہ ہے کہ باب تاویل ایسا واسع ہے جو
ہر جگہہ جاری ہوسکتا ہی - پھر کیا کوئے عاقل باور کرسکتا ہی کہ علماء لدہیانہ کوئی
مضمون جواب اپنی علماء سے بھی نقل نہین کرسکتے تھے یا کوئی تاویل بھی پیدا
نہین کرسکتی تھے حاشا وکلا پھر بعد اس ادعا کی یہہ کسر نفسی اور تواضع فرمانا
کہ میر جی صاحب کی طرف سے درباب تحریر سوال اصرار اور آپکی طرف سے مدافعت اور عذر
انکار یہ تو طرفہ تماشا ہے - اوّل تو میر جی صاحب کو جب بجواب آخری تحریر سامی علماء
لدہیانہ کی سکوت سے غیرت و شرم آئی تھی تو جدید سوال کے مطالبہ کی کیا ضرورت تھی
اور مدافعت کی آپکی جانب سے کیا حاجت وہی آخری تحریر سامی جسکے جواب سے برغم جناب
علماء لدہیانہ عاجز ہوچکی تھے دوسری علماء کے پاس بھیجنے کے لئے اور اتنی جواب لینے کے
واسطے کافی تھے اور آپکو بھی گنجایش تھی کہ فرماتے جس تحریر سے علماء لدہیانہ ساکت
ہوچکی ہین اوسیکا جواب دوسری علماء سے لینا چاہئے مگر یہہ کہ شاید آپکو خیال ہوگا کہ
دوسری علماء بھی ایسی عذر حیلہ مثل علماء لدہیانہ نکرین - اور بدین وجہ جواب دہی سے
عقب گذاری نکرین کہ اس مباحثہ کی ابتدا ہی صحیح نہین اسلئے آپ تحریر سوال پر آمادہ
ہوئی لیکن یہہ تو آپکا عین مدعا تھا - اور ظاہر ہی کہ پہلی تحریرین بھی مسئلہ امامت ہی
مین تھین اور یہہ سوال جدید بھی امامت ہی مین لکھا گیا ہے علاوہ ازین میر صاحب
کی نزدیک علماء اہل سنت عموماً شیعہ کی کتابین دیکھنی اور سنے ملنا سائل متنازعہ فیہا

مین خصوص مشاجرات صحابہ مین گفتگو کرنے گناہ اور مذہب کے مخل جانتی ہین اور علماء اہلسنت
تو آپکی زور تحریر کے سامنے ساکت ہوہی چکی پھر عذر قلت استعداد و پیچیدانی و عدیم
الفرصتی و ضعف دماغ وغیرہا کے کیا معنی یہہ حالت تو اسکو مقتضی ہے کہ آپکی
وہی لن ترانیان بجا ہون جنہون نے آپکے تخیلات کی یہہ نوبت پونہچائی تعجب ہے
کہ علماء اہلسنت کے مقابلہ مین تو یہہ زور و شور کہ اونکو تو مباحثہ کی دعوت فرمائین
اور عام اجازت دین کہ چاہو از سر نو گفتگو شروع کرو یا طرز مباحثہ حسب مرضی خود بدل
دو اور سوقت نہ قلت استعداد و پیچیدانی کچھہ مانع ہو اور نہ عدیم الفرصتی اور دوام مرض
روکی - اور جب پیر جی صاحب سوال لکھوائین تو یہہ سب عذر موجود ہو جائین پس ان
حالات اور قرائن مین غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہہ اظہار حال مباحثہ
واقع سے کسقدر بمراحل بعید ہی قولہ غرض یہہ تہی کہ کوئی صاحب اسکا جواب
انصاف سے تحریر فرمادین اور محض تحقیق حق منظور ہو اقول جناب پیر صاحب اگر
آپکو اس تحریر سے واقعی تحقیق حق منظور ہو تو سبحان اللہ کیا کہنا - لیکن تحقیق
حق کی تو یہہ صورت ہو سکتی ہے کہ اول آپ اپنی معتقدات سے خالی الذہن
اور تعصب و عناد سے فارغ البال ہو کر مسائل مختلف فیہا کے دلائل متعارضہ
مین حقانیت و انصاف کی نظر سے غور فرمائین اور آپکا حضم ہی یہہ ہی طریقہ
ملحوظ رکھی - اور یہہ ہی تحقیق حق کے کوئی صورت ہو سکتی ہے کہ آپنے فرمادیا
کہ ہماری معتقدات صحیح اور دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین ہمنی اونکی صحت و ثبوت
مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیا ہے خواہ وہ آپکے معتقدات عین مطابق
صحیح ہون یا غلط اور واقع کے مطابق ہون یا غیر مطابق لیکن ہم اپنے
معتقدات کے جو بزعم سامی غلط اور مخالف دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ہین تحقیق
کرین اور محض تحقیق حق منظور ہو - اور ظاہر ہی کہ اسکے جواب مین آپکا حضم آپکو ہی

یہہ ہی کہیگا اور صریح آپکا جدل مکابرہ ہی نہ تحقیق حق کیونکہ جب ہر فریق اپنے اپنے
معتقدات کو حق اعتقاد کیے بیٹھا ہے اور دوسری فریق کے معتقدات کو باطل تو ہرگز
اپنے معتقدات کی قبایح اور دوسرے فریق کے معتقدات کی محاسن ذہن مین نہین
آئینگی اور ہر فریق اپنے معتقدات کی جنکو وہ حق اعتقاد کیے بیٹھا ہے نصرت اور جانبداری
کریگا۔ اور کبھی تحقیق حق نہوگی بہرکیف لفظ تحقیق حق مین اگر لفظ حق سے مراد حق
واقعی اور نفس الامری ہی تو چشم ما روشن دل ہم ہر طرح تحریر سے تقریر سے حاضر ہین
ہمکو کسیطرح دریغ نہین اور اگر حق فرعونی مراد ہے تو وہ سراسر بیفایدہ کیونکہ خصم کے
نزدیک وہ محض ناحق اور باطل ہے۔ اگر آپکو تحقیق حق مدنظر تہی تو اول آپنے
اپنے معتقدات کی نسبت حق الیقین کا خلاف واقع دعوی نفرمایا ہوتا اور جب آپ
انکی نسبت اسکی مدعی ہین کہ آپکو اونکی ثبوت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوگیا ہی
تو بتائیے تحقیق حق و انصاف تو خود بدولت ہی نے منہدم فرمادیا اب اپنی خصم سے
انصاف و تحقیق حق کا طالب ہونا عبث اور خیال محال ہی۔ اگرچہ اہل خرد کے نزدیک
آپکے اس جلیل القدر دعوے کی تکذیب و تردید آپکی اسی تحریر سے آشکارا طور پر ہورہی ہی
باایں ہمہ ہم آپ ہی تحقیق حق کے لئے بسر و چشم حاضر ہین اور ملتمس ہین کہ اگرچہ آپنے
ہماری پہلی تحریر کو بنظر انصاف ملاحظہ نہین فرمایا اچھا اس معروض کو ہی بنظر انصاف
و تحقیق ملاحظہ فرماوین۔ قولہ دو ماہ کے بعد میرے شفیق نے مجکو جواب لاکر دیا
کسی گم نام شخص نے لکہا ہی جواب تو کیا ہی حضرت مجیب نے اپنی جودت طبع دکہانے کو
میری سوال کو مجہہ ہی پر منقلب کیا ہی گو بظاہر یہہ علم مناظرہ کی ہت کہنڈی ہین مگر
اصل مین یہہ بہی ایک قسم کا گریز ہے اور واقعہ مین اسکا جواب ہی کیا تہا حضرت نے
غور کیا کہ اصل سوال کا جواب تو کچہہ ہو نہین سکتا اور بدون لکھی کچہہ چارہ نہین
اسلئے یہہ طرز اختیار فرمائی۔ اقول جناب کا سوال اواخر شعبان ۱۳۰۲ھ مین میرے

پاس میری عزیزون نے ارسال فرمایا تہا رمضان شریف مین بسبب شدت گرما وکسل ماندگی
صیام ومُدارست قران شریف کی تحریر جواب سہی مقصر رہا جسکے نسبت معافی چاہتا ہون بعد اختتام
ماہ صیام بندہ نے حکم کی تعمیل کی۔ اور شروع شوال مین جواب لکہکر بہیانہ انکی خدمتمین
روانہ کردیا۔ گمنامی کی شکایت فضول ہے آپکو اپنی جواب سے مطلب ہی مجیب کی
گمنامی اور نام آدر ہی سے کیا مطلب۔ کیا آپنے یہہ نہیں سنا ہوگا انظر الی ماقال علاوہ ازین
آپکی مجیب تو آپکی شفیق پیر جی صاحب تہی خواہ وہ آپکو اپنا جواب طبع زاد دیوین یا کسی سے
پوچہکر جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ پیر جی صاحب علما اہل سنت مین سہی جس سے دریافت
کرکے یا لکہوا کر جواب دینگی وہ اوسکو جانتی ہونگے اور اس امر کی کچہہ ضرورت نہین
کہ آپ بہی واقف ہون ہان اگر آپ ایسی علامۃ الدہر ہوتے کہ آپکی نظیر دشوار ہوتے
اور اوسوقت آپ فرماتے کہ ہم اوسوقت جواب قبول کرینگے جبکہ فلان عالم اہل سنت
مین سے ہماری مقابل ہو اور ہمارے سوال کا جواب لکہی۔ تو کچہہ چندان مضائقہ نہتا
لیکن جبکہ آپ خود اپنی اعتراف سے محض فارسی خوان ہین اور مناظرہ ہی کی چند کتابین
آپکا مبلغ علم ہے تو ایسی حالت مین آپکا گمنام کے جواب سے کراہت واستنکاف
فرمانا اور نام آدر کے جواب کا طالب ہونا بروی عقل سراسر نازیبا ہے اور یہہ بندہ عاجز
بیشک گمنام ہے اگر جواب مین اپنا نام لکہہ بہی دیتا تو بہی اپنی گمنامی کے وجہ سے
وہ تحریر گمنام ہی کے تحریر ہوتی اور نام لکہنا اور نہ لکہنا برابر ہوتا۔ باقی رہا بندہ کی
تحریر کی نسبت جو کچہہ تحریر فرمایا اوسکے جواب مین مختصر کیفیت آپکے سوال کے اور
اپنے جواب کے اہل انصاف کے سامنے پیش کیے دیتا ہون اور انصاف کا طالب
ہوتا ہون۔ سوال سامنی بحیثیت مقصود دو امرونکو متضمن تہا۔ اوّل جناب نے بڑے
جوش وخروش سے دعوی حقیت اپنی اصول ثلثہ کا فرمایا تہا اور لکہا تہا کہ یہہ
اصول عقلاً ونقلاً ثابت ہین اور کہی [illegible] عقد[illegible] نقد ثابت حقیت اصول انکو

آپ نے بیان نہین فرمائی تہی پہر باوجود اسکے یہہ بہی تحریر فرمایا تہا کہ اگر کوئی صاحب
ہماری شرایط کو رد کرین تو محض لاتسلم کہکر ٹال دین اور یہہ حضرت کے مناظرہ
دانی تہے کہ دعوی بلا دلیل لکہین اور خصم سے اوسکی تردید مین دلائل کے طالب
ہون جب آپ مدعی حقیت اصول ثلثہ تہے تو آپ پر واجب تہا کہ اوّل اونکو دلائل
عقلیہ نقلیہ سے ثابت فرماتے اور بعد اوسکے خصم کو کہتے کہ محض لاتسلم کہکر
ٹال دین پہر اونکی جواب مین آپکا خصم آپکے دلائل پر حسب قواعد مناظرہ نقض یا
معارضہ پیش کرتا بلکہ جب آپکا خصم مانع ہے تو وہ بعض مقدمات کی نسبت حسب
قاعدہ لاتسلم بہی کہہ سکتا تہا - پس آپکو اپنے رتبہ کی اور اپنی مجیب کے منصب کی خبر
نہین تہی لیکن باین ہمہ آپنے دعوے خود بہی بلا دلیل ذکر کیا اور خلاف منصب بے محل
داد بیداد شروع کر دیا - یہہ حضرت کے انصاف اور مناظرہ دانی کا مقتضا تہا - اسلئے
ہمکو اسکی کچہہ شکایت نہین - امر دوم آپنے علماء اہل سنت سے درخواست کی تہی کہ
وہ اپنی اصول موضوعہ کو دلائل عقلیہ سے اور دلائل نقلیہ سے ثابت کرین علاوہ
اسکے اسکے ذیل مین آپنے کچہہ طاعن خلفاء رضی اللہ عنہم و صحابہ کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین ذکر کیی اور باقیماندہ بخار غیظ صاحب تحفہ منتہی الکلام و مدبہ و ہدایہ کی
تغلیط مین نکالا چونکہ آپ محض سائل ہی نہ تہے بلکہ اولا مدعی اور ثانیاً سائل تہی
تو حسب قاعدہ آپ پر واجب تہا کہ اپنی دعوی کو دلائل سے ثابت کرتے بعد اوسکے
اہل سنت سے اونکے اصول پر دلائل مثبتہ کی طالب ہونیکا آپکو منصب حاصل ہوتا
برخلاف اسکے آپنے اپنی دعوی کو اپنے زعم مین بدیہی الثبوت تصور فرما کر اور
مسلمات خصم سے سمجہکر بلا دلیل ذکر فرمایا اور خصم سے اوسکی اصول پر دلائل کے خواہان
ہوئی تو ظاہر ہے کہ آپکا خصم آپکی ایسے کب سنیگا اور آپ سے ضرور دلائل مثبتہ اصول
ثلثہ کی نسبت گلوگیر ہوگا یہہ تو تحریر سابق کی کیفیت تہی اب بندہ کی جواب کی

کیفیت اہل انصاف سنین کہ بندہ نے اوّل آپ ہی آپکی اوس دعوی کا جو شروع تحریر
مین بلا دلیل فرمایا تہا اثبات چاہا اور ثبوت اصول ثلثہ کی دلائل طلب کیں اور اوسی
پر اکتفا نہین کیا بلکہ بعد اوسکی محض تبرّعاً بپاس خاطر سامی آپکے روایات سلمہ سے آپکی اصول
مذہب کو باطل کیا جو اہل سنت کی بزعم جناب اصول موضوعہ کی ثبوت کے لیئے
ایک بہت بڑی قوی دلیل تہی بعد اوسکے اصول اہل سنت کا ذکر کیا اور باتباع
سامی تفصیل دلائل سے اغماض کیا لیکن بطور تنبیہ و ایقاظ اونکی ثبوت کا حوالہ مجملاً
اقوال و افعال حضرات ائمہ کرام رضی اللہ عنہم کرکے تفصیل اقوال و افعال کو وقت
تفصیل دلائل مثبتہ اصول ثلثہ سامی پر منحصر کیا کہ تفصیلے ذکر اقوال و افعال کا موقع اوسوقت
ہوگا جبکہ جناب اپنی اصول مسلّمہ کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت فرمائینگے اور ظاہر ہی
کہ ایک دلیل مثبت اصول اہل حق حضرت کے اصول کے بطلان سے پیدا ہو ہی چکی تہی پہر
مختصراً آپکے مطاعن کا جواب دیکر ازاً چند مفاسد مذہب سامی لکہی پہر صاحب تحفہ
منتہی الکلام کی تغلیط کا ابطال لکہکر آپکو آپکی علماء کے اغلاط پر متنبہ کیا - اب ہم
کچہہ نہین عرض کرتے آپ ہی بزعم خود منصف ہین آپ جو چاہین فرمائین جو چاہی
اسکو اپنی دلمین واقعی جواب تصور فرمائین اور چاہی مناظرہ کے ہتکہنڈی
بتائین اور چاہی گریز فرمائین قو ﷺ مگر تعجب ہے کہ حضرت نے اپنا نام نامی کیون
نہ تحریر فرمایا - تقیہ تو شاید انکی نزدیک علامت نفاق ہو یہہ ہی شان پروردگار د
حجت کردگار رہے کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان فرماتے
ہین پہر ایسی خفیف امور مین تقیہ کرتے ہین - حضرت شاہ عبد العزیز صاحب
صاحب تحفہ جو اس فن مین اپنے اہل مذہب مین وحید عصر تہے اور متاخرین
جمہور اہلسنت اس مناظرہ مین انکی مقلد ہین با اینہمہ تحفہ مین اپنا نام لکہتی مین
وہ بہی توریہ جواز قسم تقیہ ہی فرماتے ہین چنانچہ انہ الخفاجی خاتمہ الطبع مین مولوی محمد حسن

صاحب صدیقی فرماتے ہین کتاب ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء تصنیف عالم ربانی جنید زمانے
محمد اسمعیل بخاری ثانی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ہست و آنچہ
بعض کسانرا از عبارت تحفہ اثنا عشریہ الخ اقول ہماری حضرت مجیب نے اس جگہہ
تقیہ کا ذکر فرمایا اور عمکو عدم تحریر نام گی نسبت الزام دیا کہ باوجودیکہ یہہ حضرات تقیہ کو
حرام اور منافقونکا نشان کہتی ہین پہر خود ہی اوسکی مرتکب ہوتے ہین کہ اپنی تحریرون
مین تقیہ کرتے ہین اور نام نہین لکہتی یا لکہتی ہین تو رتبہ لکہتی ہین جواز جنس تقیہ ہی
حضرت مجیب کے اس تمام تفصیل و تطویل سے اہل علم و فہم سمجہہ گئی ہونگے کہ
حضرت کو نہ حقیقت تقیہ سے واقفیت ہی نہ محل نزاع کی خبر ہے نہ اہل سنت کا مذہب
معلوم ہے نہ اپنا مذہب جانتی ہین اسلیے ضرور ہوا کہ ہم مختصراً سمجہہ تقیہ کا ذکر کرین
اور حضرت مجیب کے کمال علمی و مناظرہ دانی اور انصاف کو آشکارا کرین اول تو یہہ ہی
سراسر غلط ہی جو اہل سنت کی طرف نسبت کرتے ہین کہ وہ مطلقاً تقیہ کو حرام اور منافقونکا
نشان کہتے ہین اور یہہ اہلسنت پر محض افتراء و بہتان ہی پہر عدم تحریر نام اور تورید کو تقیہ
محرمہ مین داخل کرنا دوسرا طرفہ ماجرا ہی میر صاحب مدعی ہین کہ اونکو عنفوان سن تمیز
سے مناظرہ کا شوق رہا اور کتب مناظرہ کی مطالعہ مین انہماک رہا ہی تبلائین تو سہی کہین
اونہون نے دیکہا ہی کہ اہلسنت نے مطلقاً تقیہ کو حرام اور منافقون کا نشان لکہا ہی
یا کہین یہہ لکہا ہی کہ تورید از قسم تقیہ ہی یا نام نہ لکہنا یا غیر متہوم نام لکہنا از جنس تقیہ ہی
اور اسکا ثبوت اونکو کسی روایت معتبرہ اہلسنت سے ملا ہی ۔ افسوس کہ میر صاحب
اتنا بڑا دعوے فرمائین اور اسکا ثبوت نہ دین ۔ بڑا افسوس یہہ ہی کہ میر صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ
کو بہی کہولکر نہ دیکہہ لیا اوسمین کتنی تفصیل کے ساتہہ اس مسئلہ کو لکہا ہی ۔ مین یقین کرتا ہون
کہ اگر حضرت مجیب تحفہ کا ملاحظہ فرمالیتے تو یہہ تحریر اس طرح چشم انصاف بند کرکے
تحریر نہ فرماتے ۔ جناب میر صاحب ۔ جس تقیہ کو علماء اہلسنت حرام اور منافقون کا

نشان فرماتے ہین وہ تقیہ وہ ہی کہ علمار شیعہ جسکی اپنی رسائل مین یہہ تعریف فرماتے ہین
وھی موافقۃ اھل الخلاف فیما یدینون بہ یعنی اہل خلاف کے موافق
انکی دینی امورمین جسطرح مثل مشہور۔ گنگا گئی گنگا داس جمنا گئی جمنا داس ذرا سی
خیالی نفع کی امید پر کہ ذرا تعظیم وتکریم ہوگی یا تھوڑی سی وہمی ضرر کے اندیشہ سے اگر خوارج
ونواصب کے محافل مین جا پہنچی تو معاذ اللہ بلحاظ خوشنودی قوم سراپا لوم اہلبیت رضوان اللہ
علیہم کے جناب مین بے محابا گستاخیان کرنے لگے اور اگر مجالس اہل سنت مین شریک
ہوئی تو مرغوبی اعدار اہلبیت کے فضائل ومناقب بیان فرمانے لگے اور تقیہ حرام
وہ ہی کہ جو شیعہ ائمہ کرام علیہم السلام (حاشاہم) کی جناب پاک کیطرف منسوب کرتے
ہین۔ چنانچہ کہتے ہین کہ جناب امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالے عنہ باوجودیکہ
اونکو کچھہ خوف نہ تہا خلفار رضوان اللہ علیہم سے بیعت کرکے تمام عمر اونکی ہی
کلمہ پڑہتی رہے بلکہ اونکی انتقال کے بعد ہی بیان فضائل ومحامد کا ورد رہا ہمیشہ
باہم شیر وشکر رہے جمعہ جماعات واعیاد اونہین کے پیچہے ادا کرتے رہے۔ اکثر
مسائل خلفار کی رعایت سی اونکی موافق خلاف حق لوگونکو بتلا کر گمراہ کرتے رہے
غصب خلافت وارتداد امت پر اسی تقیہ کے بدولت چون وچرا نہ کی قرآن کی تحریف
پر صبر وسکوت فرمایا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اصلے قرآن منزل من السما صفحہ کائنات
سی گم ہوگیا۔ غصب فدک پر نہ بولے معاذ اللہ تذلیل اہلبیت ہوئی اور حضرت سیدہ
مظلومہ رضی اللہ عنہا پر جسب تصریح علما قوم کیا کیا جور وجفائین گذرین اور خبر نہوی
علی ہذا القیاس جسکی تفصیل سے اہل ایمان کے بدن پر بال کہڑے ہوتے ہین۔
بعد اوسکے خلیفہ ثانی جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے اسی تقیہ مشئومہ کی بدولت خلعت
خلافت بنوت جو نیابت رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور تمام مسلمانون کے حقوق
کی جوابدہی اور ذمہ داری اوسکی ساتہہ منوط ہی اپنی اوپر سے اوتار کر بزعم شیعہ ایک

کافر کو پہنا دیا اور اوسکے حوالہ کر کے آپ ایک طرف ہو بیٹھی اور لوگونکو گمراہی مین چھوڑ دیا
علاوہ انکی آئمہ ائمہ کرام رضا نے تو خلافت کا نام تک بھی کبھی نہ لیا اور آخر مین خاتم
سلسلۂ امامت حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نے تو آرام گاہ سُرّ مَنْ رَاٰ
مین غیبت کبری اختیار فرمائی کہ صدہا برس گذر گئی اور شیعیان پاک منتظران قدوم کے
جانین لبون پر آگئین لیکن حضرت اپنی جمال جہان آرا کو مشتاقان زیارت پر
جلوہ گر نہین فرماتے۔ پہلے کچھ دنون سلسلہ سفارت و خط و کتابت رقعات جاری رہا
اب وہ بھی منقطع ہو گیا کیا حضرت کو یہہ خبر نہو گی کہ اس زمانہ مین علاوہ اسکے کہ خوارج
و نواصب کا وہ زور شور نہین رہا کسی جگہہ جان کا خوف اونکو نہین ہے کیا مہدی
سودانی کا حال معلوم ہو کر بھی آپکو اسمین کچھہ شک و تردد ہی رہا ہو گا ہمنی فرض کیا
رہہ خوف کیجگہہ ہو بھی سہی اور کوفۃ الہند لکھنو وغیرہ کا اخلاص و ایمان قابل اعتماد نہو
لیکن اور کہین نہین تو بلاد مومنین ایران ہی مین ظہور فرما کر اظہار دعوت حق فرماتی جہان لاکہون
مخلصین آپکی فدائی ہین اور جانبازی کے لئی تیار و مستعد بیٹھی ہین مگر یہہ کہنا بھی
اسرار مین سے ہے جسکی دریافت حقیقت سے عقول مومنین کوتاہ و قاصر ہین سبحانک
ہذا بہتان عظیم اور بحول اللہ و قوتہ اس تقیہ کذائیہ کا ابطال آیات قرانی و احادیث نبوی
اور قصص انبیاء سابقین اور اقوال و افعال جناب ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم سے
مثل آفتاب رابعۃ النہار ثابت ہی آیات قرانی سے ایک آیت مع اوس تفسیر جو مفسر
صابی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہی ملتقطاً نقل کرتا ہون ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمائین۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِھِمْ فی حال ظلمھم انفسھم بترک
الھجرۃ و موافقۃ الکفرۃ قَالُوْا ای الملئکۃ توبیخا لھم فِیْمَ کُنْتُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ

ترجمہ۔ جو لوگ ترک ہجرت اور موافقت کفار کی سبب اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین فرشتی اونکی
جان نکالتے وقت از روی توبیخ انسے پوچھتے ہین کہ کیون! امور دین مین تمہارا کیا حال تہا؟

قالوا کنا مستضعفین فی الارض یستضعفنا اهل الشرک بالله فی ارضنا وبلادنا بکثرة عددهم وقوتهم ویمنعوننا من الایمان بالله واتباع رسوله اعتذروا اما وبخوابه لضعفهم وعجزهم عن الهجرة اوعن اظهار الدین واعلاء کلمته قالوا ای الملائکة تکذیبا لهم الم تکن ارض الله واسعة فتهاجروا فیها فتخرجوا من ارضکم ودورکم وتفارقوا من یمنعکم من الایمان الی قطر اخر کما فعل المهاجرون الی المدینة والحبشة فاولئك ماوٰهم جهنم وساءت مصیرا وفی الایة دلالة علی وجوب الهجرة من موضع لا یمکن الرجل فیه من اقامة دینه وعن النبی صلی الله علیه وسلم من فر بدینه من ارض الی ارض وان کان شبرا من الارض استوجب الجنة وکان رفیق ابراهیم ومحمد انتهی ملتقطاً - اہل انصاف اس آیت شریف کو اور اسکی تفسیر کو مع آیات ثلث لمحقہ کے ملاحظہ فرماوین اور حقیقت تقیہ پر وقوف واطلاع حاصل کرین اگرچہ اسجگہ بہت بحث کی گنجایش ہے اور اس تفسیر سی بہت سے عقدہ حل ہوسکتی ہین لیکن بخوف تطویل اسی قدر قلیل پر اکتفا کرکے اور مضامین مستنبطہ کو اذہان صافیہ ناظرین پر حوالہ کرکے

ا تو وہ جواب دیتی ہین کہ ہم تو اس وقت مقہور ومغلوب تھے - یعنی ہماری ملک و دیار مین جو مشرک لوگ تھے انہون نے اپنی قوت اور کثرت تعداد کے سبب ہمکو دبا لیا تہا اور خدا تعالے پر ایمان لانے اور رسول کی پیروی کرنے سی ہمکو روکتے تہے پہر انکو ہمنے سرزنش کے جواب مین یہ عذر لایین کہ چونکہ ہم مغلوب زیردست تہے اسلیے ہجرت باظہار دین اور اعلاء کلمہ حق نکرسکے تب فرشتے انکو جہٹلانے کے لیے کہتے ہین کیا خدا تعالی کا ملک اتنا فراخ نہ تہا کہ تم وہانسی ہجرت کرجاتے اور اپنی وطن اور گہر وغیرہ چہوڑ کر نکل جاتے اور جو لوگ تمکو ایمان لانے سی روکتے تہے انسی قطع تعلق کرکی کسی اور طرف کا رستہ لیتے جیسا کہ مہاجر لوگ مدینہ منورہ اور ملک حبش کیطرف نکل گئے - پس ایسے لوگونکا ٹہکانا دوزخ ہے اور یہہ بہت برے بازگشت ہی پس یہہ آیت صاف دلالت کرتے ہے کہ جب کوئی شخص کسی جگہہ اپنے دین کو قایم نہ کہہ سکے تو اسکی اسی مقام کو چہوڑ دینا واجب ہے ۔ ۲ اور آنحضرت سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے دین (اسلام) لیکر ایک جگہہ سے دوسرے جگہہ بہاگ جاے اگرچہ یہہ مسافت ایک بالشت کی کیون نہو - اوس پر جنت واجب ہوجاتی ہی اور ابراہیم و محمد کا رفیق بن جاتا ہے - ۱۲ -

آگی چلتا ہون احادیث نبوی سنیی علامہ باقر مجلسی جلد اول بحار مین نقل کرتے ہین
ابن یزید عن محمد بن جمہور القمی رفعہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا ظہرت البدع فی امتی فلیظہر العالم علمہ فان لم
یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ — ابی عن عبد اللہ بن المغیرۃ ومحمد بن سنان
عن طلحۃ بن زید عن ابی عبد اللہ عن ابائہ علیہم السلام قال قال علیہ
السلام ان العالم اذا لم یظہر علمہ یبعث اثنین اہل القریۃ ریحا تلعنہ کل
دابۃ حتی دواب الارض الصغار - یہہ روایات صریح مبطل تقیہ ہین اور علماء شیعہ جو
کچھہ ان روایات مین تاویل فرماکر مسخ وتحریف کرتے ہین اور کہتی ہین کہ مراد ماسوای موقع
تقیہ کے ہے وہ بروی عقل وانصاف ہرگز قابل قبول نہین اقوال وافعال ائمہ کی تفصیلے نقل
موجب تطویل ہی اسلئی اوسمین سی قدر قلیل کے بیان پر اکتفا کرتا ہون بہت سی اقوال مبطل تقیہ
نہج البلاغۃ وغیرہ کتب مین مذکور ہین اونمین سے جناب امیر رضی اللہ عنہ کا ایک قول جو
نہج البلاغۃ مین شریف رضی نے نقل کیا ہی لکہتا ہون ومن کلام لہ علیہ السلام
لما عزموا علی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن
ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ - اس قول سی صاف
ثابت ہی کہ جناب نے تسلیم وانقیاد خلیفہ کا اوسیوقت تک قبول کر رکہا ہی جب تک
کہ مسلمانون کے امور سلامت ہین اور سوائی ذات خاص جناب کے کسی پر ظلم وجور

---

۱ حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میری امت مین بدعتین ظاہر ہونے لگین عالم کو چاہیی کہ
اپنا علم ظاہر کری پہر اگر ایسا نکری تو اوسپر اللہ کی لعنت ہو ۱۲ - ۲ فرمایا علیہ السلام نے اپنی علم کو چہپانے والا اوٹہایا جائیگا اہل
قیامت مین سب سے زیادہ بدبو والا سب جانور اوسپر لعنت کرنے مین یہانتک کہ زمین کے چہوٹے چہوٹے کیڑے ۱۲ ۳
جب لوگون نے عثمان رضہ کی بیعت کا قصد کیا تو اوسوقت جو کچھہ جناب امیر نے فرمایا اوسمین سی یہہ کلام ہی - تم جان چکے ہو
کہ مین اپنی غیر کی نسبت احق بخلافت ہون خدا کے قسم جسلیم کرونگا ' دری کی خلافت کو جبتک کہ مسلمانونکی امور مین خلل نہ پڑیگا اور نہ ہوگا اوسمین کسی پر ظلم سوا میری

نہوا اور جب یہہ ہوگا یعنی مسلمانون کے حقوق ضائع ہونگی اور انپر جور ہوگا تو پھر یہہ تسلیم
وانقیاد نرہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خلفاء رضی اللہ عنہم کے ساتھہ ہمیشہ شیر شکر رہی
کبھی مخالفت نہین فرمائی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے ساتھہ ذرا نرمی اور مدارات
نفرمائی اوّل ہر طرح فہمایش فرمائی یہان تک کہ آخر کار قتل و قتال سے بھی دریغ نہین
فرمایا اگرچہ کامیاب نہوئی اور فتنہ فرو نہوا غرضکہ یہہ قول اور یہہ فعل حضرت رضی اللہ عنہ کا
مدار عمل تقیہ ہی - حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اگرچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
سی مناقشہ نہ فرمایا لیکن یزید پلید جو آپ سی صرف بیعت کا ہی خواستگار تہا آپنے
ہرگز اوسکی بیعت کرنا قبول نفرمایا اور اپنے قلت اور اوسکی فوج کی کثرت سی ذرا ہراس
نکیا اور اپنے آپ کو اور جوانان اہل بیت کو طعمہ تیغ بے دریغ کرکے شربت شہادت نوش
فرمایا اور شیعہ کی ایک فرض مذہبی کو جو تقیہ ہی بیخ و بنیاد سے اوکہاڑ دیا - یہہ مقام استطرادی
ہی اور طول کا بہی اندیشہ ہی اسلئی ہم بسط و تفصیل سے عرض نہین کر سکتے غرض یہہ تقیہ ہی
جو مختلف فیہا بین الفریقین ہی اور جسکو اہلسنت حرام اور منافقون کا نشان کہتے ہین نہ تو یہہ
و معاریض کجا توریہ اور کجا تقیہ ع کجا ریسمان و کجا آسمان - اہل سنت کے یہان اکثر
غزوات مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توریہ منقول ہی اور توریہ مین امر دو معنیین و
دو جہتین بغرض ابہام مقصود اور ابہام خلاف مقصود کے استعمال کیا جاتا ہی اور ہم
نہ لکہنا تو توریہ ہی نہین ہے چہ جائیکہ تقیہ محرمہ ہو پس حضرت مجیب جیسی مدعی انصاف
سی نہایت استعجاب ہی کہ ایک دفتر لایعنی لکہہ ڈالا اور یہہ خیال نفرمایا کہ مین کیا کہہ رہا ہون
اور یہہ نہ سوچا کہ مین انصاف کا دعوی بہی اسی تحریر مین کر چکا ہون اگر کوئی انصاف تو تمکو
صاف صاف تو کیا کہیگا - پہر اب ہم ان تحقیقات پر اپنی مجیب لبیب سی کیا انصاف کی
توقع رکہین - اگرچہ توریہ مین بحیثیت جواز ضرورت و عدم ضرورت دونو مساوی
ہین چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مزاج اسپرٹ ہے لیکن مہذا تحفہ کی دیباچہ

مین جو حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے توریہ اپنا غیر مشہور نام تحریر فرمایا
علاوہ اور مصالح کے ایک یہہ بڑی ضرورت اس طرف داعی تہی کہ اوس زمانہ مین شیعہ
کا نہایت زور تہا اکثر بڑی بڑی فوجی منصب دار و رئیس متعصب شیعہ تہے چنانچہ تقریباً اوسی
زمانہ مین حضرت مرزا مظہر جان جانان رحمۃ اللہ علیہ بدون اسکی کہ کوئی گناہ مستوجب قتل
اون سے سرزد ہوا ہو بیگناہ اونکی دست تعدی سے طعمہ نہنگ اجل ہوکر شربت شہادت نوش
فرما چکے تہے اور اوسکا کچہہ تدارک و انتقام نہوا تہا تو ایسی طوفان بے تمیزی کے وقت مین
اگر یہہ کتاب حضرت شاہ صاحب کے نام سے شائع ہوتی تو وقوع فتنہ قتل و قتال
کا یقین تہا اور اس فتنہ کی آتش کا شرارہ صدہا خانمان کو خاک سیاہ کرتا - اور بعض اوباش
اوسی زمانہ مین بارادہ فاسد حضرت شاہ صاحب کی مجلس مین بہی آئے لیکن حق تعالے
نے اپنے فضل سے محفوظ رکہا اور اونکی شر کو دفع کیا یہہ قصہ کچہہ بہت پرانا نہین ہے
اگر آپ تحقیق فرمائینگے تو معلوم ہوجائیگا یون ہی بے تحقیق اعتراض کرنا آپکی
ادعا کی انصاف پر زیبا نہین ہے اور انگریزی عملداری اور انتظام کو بلحاظ اس زمانہ
کی اوس وقت کو انتظامی امور مین خیال کرنا سراسر خلاف عقل ہے کیونکہ وہ زمانہ
ابتدا عملداری اور تسلط کا تہا اوسوقت جسقدر مدارات و مراعات و اغماض ہوتی تہی
اسوقت اوسکا نام و نشان بہی نہین بلکہ جو کیفیت قبل از غدر تہی وہ بہی اسوقت نہین
ہر شخص جانتا ہے کہ انگریزی تسلط تدریجی ہوتا ہی آج کچہہ ہے کل کچہہ پس جن دو
زمانو مین تقریباً سو برس کا فصل واقع ہوگیا ہو انمین سے ایک کو دوسری پر قیاس
کرکے ایک حکم کرنا کس قدر بعید از عقل و انصاف ہی اور بندہ نے جو اپنا نام نہین لکہا
اوسکی وجہہ یہہ ہوئی کہ تحریر سامی میری پاس بالواسطہ آئی تہی مجکو معلوم نہ تہا کہ میر
صاحب نے پیرایہ مناظرہ کا کیونکر رکہا ہی اپنی ہی طرف سی اپنے علمار سے لیکر
جواب دیتے ہین یا وہ ہی جواب بعینہ پیش کردیتے ہین اور نہ بندہ کو اس شرط کی

اطلاع دی گئی تہی کہ اگر تحریر مین کسیکا نام نہوگا تو آپ اس تحریر کو قبول نہ فرمائینگی اور کچھہ نام آوری بہی مقصود نہ تہی تو مین نے خیال کیا کہ جواب عاری از نام پیرجی صاحب سلمہ کی خدمت مین بہیجدون پہر آگی اونکو اختیار ہی یہہ جواب پیش کرین یا نکرین اور اگر پیش کرین تو خود جسطرح مناسب سمجہین پیش کردین گے تو نے بتحقیق بہیجدی سائل پیرجی صاحب سلمہ اور مولوی ابوالطیب غفرلہ تہے اور اونکو اس امر کی اطلاع تہی کہ یہہ تحریر اس عاجز کی ہی تو اس صورت مین نام نہ لکہنا نہ توریہ ہے نہ تقیہ اصل وجہ جو کچہہ تہی عرض کردی اگر آپ کو اسمین شک ہو تو پیرجی صاحب سے دریافت فرمالین - اب آپ اسکو چاہین توریہ فرمائین یا تقیہ بنائین آپکی انصاف دعائی کی سب شایان شان ہی قولہ اگرچہ شفیق کا وعدہ یہہ تہا کہ مجیب کا ضرور نام ہوگا بلکہ اسی شرط پر مجہسے نام لکہوایا تہا اور یہہ اقرار تہا کہ اگر مجیب اپنا نام نہ لکہین تو جواب نہ لکہنا مگر اب وہ بہی حیران ہین اور کہتی ہین کہ خیر گو یہہ وعدہ وفا نہوا مگر تو میری خاطر سی جواب لکہہ الخ اقول پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ آپکی شفیق نے یا کسی نے مجکو آپکے اس شرط کی اطلاع نہین فرمائی ورنہ نام لکہنی مین کچہہ تامل اور کچہہ دریغ نہ تہا پہر یہہ جو میر صاحب فرماتے ہین کہ میرے شفیق بہی چار موجہ حیرت مین گرفتار ہوگئی اور عدم وفا موعدہ کو تسلیم کرکے جواب الجواب کے ملتمس ہونے لگے سراسر لغو ہی اول اپنی شفیق سے دریافت فرمایا ہوتا کہ آپنے شرط مقرر کی مولف جواب کو اطلاع دی ہی یا نہین جب اسکی جواب مین وہ یہہ فرماتے کہ مینی اس شرط کی اوسکو اطلاع دی ہے تو آپنے دریافت فرمایا ہوتا کہ اوسنی نام لکہنی سے انکار کیا ہی کیونکہ احتمال ہی کہ نام لکہنا بوقت نقل سہوا رہ گیا ہو اور اگر وہ یہہ فرماتے کہ اس شرط کی اوسکو اطلاع نہین دی گئی تو آپنے فرمایا ہوتا کہ اس تحریر کو واپس بہیجدیجائی تاکہ وہ یا نام لکہی یا انکار کرے اور اگر یہہ بہی ممکن نہ تہا تو بذریعہ ایک کارڈ کے آپکے شفیق

دریافت فرما سکتی ہے کہ نام کیون نہین لکھا اور عجب نہین کہ مین اونکو خاتمہ تحریر
اپنا نام لکھنے کے اجازت لکھہ بھیجتا یہہ موقع ہرگز نہ آپکے انکار کا تھا نہ اونکو مبتلاے حیرت ہونے کا
اور اصرار کا - لیکن ہان اضاف ادعا کا مقتضا یہہ ہی کہ بدون تحقیق بلا تفتیش اسپر
تقیہ کا حکم لگا دیا اور اس اذعان و یقین کے ساتھہ گویا مخبر صادق نے خبر دی یا وحی
نازل ہوئی قولہ اگرچہ حضرت مجیب کمال علم و فضل کے مدعی نہین حتی کہ امتحان لینے کو
مستعد ہین اقول مین سمجھا ان بیچارہ ہرگز مدعی اپنے علم و فضل کا نہین ہون بلکہ
تمام خاندان مین اس مرض نفسانی کا نام و نشان نہین - لیکن ہان گاہی بنظر حمایت
اسلام مخالفین کے زعم شکنی کے لئے مدعی بھی ہو جاتا ہون اور یہان یہہ ایسا ہی محمود
ہی جیسا کہ جہاد اعدا کے وقت پسندیدہ خداوند تعالے ہی - اور واضح رہے کہ
امتحان لینے کے قصد سے جو ادعاے کمال علم و فضل استنباط فرمایا ہے یہہ محض خوش
فہمی سے ناشی ہے کیونکہ جس امتحان کے لئے عرض کیا گیا تھا اوسکے واسطے کمال علم
و فضل کی ضرورت نہین اسلئے کہ یہہ دریافت کرنا کہ فلان کتاب کا کون مصنف ہی اور
فلان مصنف کی تصنیفات کیا ہین اسکے لیئے کمال علم و فضل کی ضرورت نہین ہے پس دلیل
دعوی کو مثبت نہوئی لیکن ادعاے کمال علم و فضل سامی قابل تماشا ہی جو خیال فرماتے
ہین کہ ایک عالم ہماری مقابلہ مین مہر سکوت بر لب ہی سو بفضلہ تعالے اس دعوی
کی اصلیت عنقریب منکشف ہوا چاہتی ہے قولہ اور بظاہر بڑی کروفر سے میدان
مناظرہ مین قدم رکھا ہے اقول یہہ کچھہ طعن و تشنیع و شکوہ و شکایت کی بات
نہین ہی حمایت دین اسلام بڑی کروفر اور مستعدی سے کرنا خاص اہل اسلام کا ہی
حصہ ہی آخر بزعم خود اپنے جواب مین تو آپنے بھی بڑا کروفر دکھلایا ہے قولہ مگر
ضعف تحریر یہہ سے ثابت ہی کہ اصل سوال کے جواب مین کچھہ بھی تحریر نفرمایا اور بجز طعن
و تشنیع اور تہدید زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا اقول یہہ حضرت کی فہم کی خوبی ہی

جو آپ فرماتے ہین کہ اصل سوال کے جواب مین کچھہ بھی تحریر نفرمایا اور بجز طعن و تشنیع و تہدید زبانی کے کسی بات کا تعرض نکیا ورنہ اگر ذرا غور سے ملاحظہ فرماتے تو اوسمین اپنا جواب پاتے چنانچہ اجمالی طور پر اوس تحریر کی کیفیت اہل انصاف کی سامنی پیش کرچکا ہون بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین اور جناب کو تو اختیار ہی چاہی مناظرہ کی ہت کہنڈی بتائین یا گریز فرمائین یا تہدید زبانی اور طعن و تشنیع تصور کرین مثل مشہور زبان کے آگی نہ کوا نہ کہاتے قو۔ حضرت نے خیال فرمایا کہ سوائی تحفہ اور کچھہ سامان نہین ایسی چال چلنی چاہیی کہ وہ ہی امور جنکا تحفہ مین ذکر ہے اور اونمین ہی اونکی زعم مین کچھہ بحث ہوسکتی ہی اس مباحثہ مین چھڑنے چاہیی ایسی میری وہی قول ہی کہ جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے یعنی اول شرائط تلثہ امامت کی دلائل طلب فرمائی اقول یہہ بھی حضرت کا تخیل محض ہے یا بذریعہ استخارہ طاق جفت کے معلوم فرمایا ہوگا کہ مین نے خیال کیا کہ میری پاس سوائی تحفہ کچھہ سامان نہین حالانکہ خود ہی ازالہ انمین اور آیات بنیات کی میری پاس ہونیکا اعتراف فرماتے ہین اور اس امر کا شیعہ کو بھی اعتراف ہی کہ ازالہ انمین تحفہ سے ماخوذ ہین اچھا بپاس خاطر سامی مسلم کہ میری پاس سوائی تحفہ کوئی سامان نہین ایسی وہی اقوال لئی جنکی بحث تحفہ مین موجود ہے اور تحریر بھی ضعیف ہے اور آپکی پاس مواد تالیف ہر قسم کا موجود معاذ ین مستعد بلکہ بدرجہ تصوی لیکن اگر یہہ آپکا زعم صحیح ہو تو آپکو مبارک ہو جلدی فیصلہ ہو جائیگا آپکو کچھہ دقت اوٹھانی نہ پڑیگی پس ہی ایجاب لکھدیجی کہ جنکی بحث تحفہ مین موجود نہین اور میدان مناظرہ جیت لیجی۔ اور کوئی قول اپنے سوال مین ایسا بتلائی تو سہی جسکی بحث تحفہ مین نہین ہے قو۔ ہم حضرت کی حکم کی تعمیل کرتے ہین اقول آداب عرض ہی قو۔ اور حسب وعدہ جواب کے منتظر ہین اقول لیجے حاضر۔

تردید اصل جواب

قال الفاضل المجیب قال المجیب اللبیب بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اقول - اس خطبہ مین یہہ کلام ہے حسب مذاق اہل سنت وجماعت خصوصاً حضرت مجیب اصحابہ کو آلہ پر مقدم کرنا مناسب نہتا نہ بالعکس کیونکہ بعد جناب رسول خدا اصل کے کل خلایق پر من حیث الثواب الرتبہ تفضیل شیخین کو ہی جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین جو اہلسنت کی معتبر کتاب ہی موجود ہے افضل البشر بعد نبینا ابوبکر الصدیق ثم الفاروق رضہ - انتہی اور حضرت مجیب کی خصوصیت کی وجہ یہی کہ وہ خود انہی پر چہہ مین تحریر فرماتی ہین علی الخصوص خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہلسنت اہم امت سے باعتبار مرتبہ اعلی وافضل اور ایمان مین اثبت واکمل اعتقاد کرتے ہین الخ حالانکہ اسی عقائد نسفی بلکہ اور کتاب عقائد مین خلفا اربعہ کی تفضیل بترتیب خلافت مذکور ہے مگر حضرت مجیب نے خلفا اربعہ ہی نہ لکھا اسلئے مناسب تہا کہ صحابہ کو آلہ پر مقدم فرماتے تاکہ زبان ساتہہ قلب وجنان کے موافق ومطابق ہوتے نہ یہہ کہ دل مین کچہہ اور زبان پر کچہہ - یقول العبد الفقیر الی مولاہ ہماری میر صاحب نے خطبہ ہی سی جو یہہ بے سوچی سمجہی کلام وتردید شروع کی شاید اس سے یہہ مطلب ہوگا کہ جہال مین باعث فخر دنیکنا می ہو - کہ میر صاحب نے بسم اللہ سے لیکر آخر تک کی تردید کردی لیکن اہل علم وفہم کے نزدیک تو ایسی اعتراضات سے بجز اظہار اپنی ناواقفی اور کم علمی کے اور کچہہ حاصل نہین - اگرچہ ہم مناقشہ لفظی کو پسند نہین کرتے کیونکہ تطویل باطل ہو کر بیان مقصود مین مخل ہوتا ہی چنانچہ ہمنی اپنے پہلی تحریر مین بہی اسکو ترک کردیا تہا لیکن بپاس خاطر حضرت مخاطب بحث لفظی کیجاتے ہے کہ اذکی شبہ کا رفع واجبات سے ہے - پس واضح ہو کہ ہماری مجیب نے شروع اعتراض مین تقدم لفظ آل کی نسبت لفظ اصحاب پر مناسب ہونے کا حکم کیا ہی جو اولویت کو مقتضی ہی اور علت تقدم جو ذکر کی ہے وہ مقتضی وجوب کو ہی فرماتے ہین تاکہ زبان ساتہہ قلب

اور کی تقدیم اصحابہ

وجنان کے موافق ہو جاہی زبان کا قلب کے ساتھہ مطابق ہونا ضروریات دین سے ہی اور عدم توافق نفاق ہی - بہر تقدیر اولاً میر صاحب کو ثابت فرمانا چاہئیے کہ عطف بالواو ترتیب تہی کو مستلزم ہی ہم اسکو ہی تسلیم نہین کرتے بلکہ ہم کہتی ہین کہ واو محض جمعیت فی الحکم کو مفید ہی چنانچہ واقفان فن عربیہ جانتی ہین کہ کلام فصحا مین کبہی تنزل اعالی سے اسافل کیطرف ہوتا ہی اور کاہی ترقی اسافل ہی اعالی کیجانب کیجاتی ہی - قران شریف کی مواضع متعددہ مین حق تعالی نے انبیا و رسل کا ذکر فرمایا ہے جو آپکی اس دعوی کو مبطل ہے آیہ وتلک حجتنا آتیناہا آخر چند آیات تک پڑہ جائی اور اگر یاد نہو تو کسی حافظ سے پڑہوا لیجئی یا قرآن مین دیکہہ کر پڑہ لیجئے اگر یہہ بہی نہو سکے تو پہلے سیپارہ مین من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ الخ پڑہ لیجئی ثانیاً ہم کہتی ہین کہ لفظ آل اصحاب کو بہی شامل ہے اور اوسکے مغائر و مقابل نہین اور کچہہ ضرورت نہین تہی کہ لفظ اصحابہ ذکر کیا جاتا لیکن چونکہ اکثر حضرات مصنفین شیعہ نے یہہ طرز اختیار فرمایا کہ اصحاب کا ذکر خطبو مین نہین فرماتے اور شاید اونکا یہہ معمول اس وجہ سے ہو کہ اونکی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب مین سے کوئی شخص معصیتہ تو درکنار سوائی حضرت مقداد کی حصہ ارتداد سے بہی نہین بچا چنانچہ اس جگہہ ایک ہی روایت پر اکتفا کرتا ہون جناب قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین مین بذیل ذکر مقداد فرماتے ہین و شیخ ابو عمر دکشی کہ از علماء امامیہ ست در کتاب اسماء الرجال باسناد خود از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ ارتد الناس الا ثلثۃ نفر سلمان وابوذر والمقداد فقلت فعمار قال کان حاص حیصۃ ثم رجع قال ان اردت الذی لم یشک ولم یدخلہ شئ فالمقداد - علی الخصوص حضرت مخاطب کی مذاق پر کہ

ا سب لوگ مرتد ہوگئے مگر تین شخص سلمان ابوذر مقداد مین نے پوچہا اور عمار فرمایا کہ وہ کچہہ بہر گیا تہا لیکن پہر لوٹ آیا فرمایا اگر ایسا شخص چاہی جسکو کچہہ شک نہوا ہو اور جسکی کچہہ دل مین نہ داخل ہوا ہو تو مقداد ہے - ۱۲

اونہون نے تصریح فرمائی کہ عصیت کرام ہونے سے بالکل خارج کردیتی ہے چنانچہ فرماتے
ہین کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلعم اور خود اقوال
وافعال صحابہ بلکہ خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے ثابت نہین ہوتا سورہ جمعہ کے
آخر کو ملاحظہ فرمائی - واذا رأوا تجارۃ اولہوا انفضوا الیہا الخ - تو اس سے صاف
ثابت ہوا کہ عصیت کرامت کی بالکل خلاف ہی تو صحابہ کرام معاذ اللہ کرام نہوئی اور
جبکہ صحابہ کرام کا وجود ہی متحقق نہوا تو شاید اسلیئے مصنفین شیعہ نے لفظ اصحابہ
کو ترک فرمایا اور اہلسنت نے خیال کیا کہ اگر لفظ اصحابہ کو ترک کرتی ہین تو واہمہ خلاف
مقصود پیدا ہوتا ہے اور ایک امر شنیع مین تشبہ شیعہ لازم آتا ہے تو بغرض دفع
توہم خلاف مقصود اور حذرا عن تشبہ بطور تخصیص بعد تعمیم کی لفظ اصحابہ کو ذکر کیا ثالثاً
فرضنا لفظ آل و اصحاب مین تقابل ہے اور لفظ آل اصحاب کو شامل نہین تاہم یہہ اعتراض
باطل ہی کیونکہ اگر خلفاء کو فضلیت حاصل ہی تو وہ فضل کلی ہی اور فضل کلی اعتبار
تقدم فضل جزئی کو مانع نہین تو اس موقع پر تقدم لفظ آل کا باعتبار فضل جزئی یعنی
جزئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا - رابعاً یہہ اعتراض بلا تدبر کیا گیا ہی
اور آیہ دلیل مدعا کی مثبت نہین اسلیئے کہ دعوی یہہ کیا گیا ہے کہ لفظ اصحاب
کو آل پر مقدم کرنا چاہیی اور اسکی دلیل یہہ ارشاد ہوئی کیونکہ بعد جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے کل خلایق پر من حیث الثواب والرتبہ تفضیل شیخین کو ہی
اور ظاہری کہ تفضیل شیخین مستلزم تفضیل جمیع اصحاب رضی اللہ عنہم نہین پس اگر لفظ
اصحابہ کا آل پر مقدم کیا جاوی تو موافق زعم سامی موہم ہوتا ہی کہ جمیع صحابہ اہل بیت
سے افضل ہون اور حاشا کہ اہل سنت ایسا اعتقاد رکہتی ہون - لیکن مین نہایت تعجب
بلکہ ہمہ تن حیرت ہون کہ جناب والا نے باین ہمہ ادعای انصاف و دانش
جب اس خطبہ پر جو بظاہر نے الجملہ مسلک سامی کے موافق تہا کہ اسمین لفظاً

تقدم آل کا اصحاب پر واقع ہے جو مقتضی تقدم رتبی کو ہی اور نیز اصحاب کا بھی ذکر کیا گیا ہی غایۃ مافی الباب آپ اصحاب سے وہی اصحاب سمجھین گے جنکو برخلاف نصوص روایات صحیحہ اپنی کی آپنے کرام اعتقاد فرمارکہا ہی اس جوش و خروش سے معترض ہین تو اپنے جمہور علماء مصنفین پر جو قدیماً و حدیثاً لفظ آل ہی پر اکتفا فرماتی ہین اور گویا اصحاب کے ذکر کے خطبو مین صلواۃ وسلام کے لئی قسم کہا رکہی ہی کیا کچھہ اعتراض نہین کیا ہوگا اکثر حضرات شیعہ تو صرف آل کا ہی ذکر فرماتے ہین اور بعض حضرت جیسی ہماری محبیب و مخاطب شاید اس خیال سی کہ مبادا کوئی کسی قسم کی گرفت کرے ذکر آل اصحاب ہر دو ترک فرادیتی ہین اور بعض متقیین اگر کہین اہلسنت مین جا پہنسے اور وہان تصنیف کا اتفاق ہوا یا لباس تسنن مین کوئی کتاب تالیف کی تو لابد اصحاب کا بھی ذکر فرما دیتی ہین۔ پس ہماری حضرت محبیب فرمائین تو سہی کیا کسئی روایت مین اصحاب کرام پر تبعاً صلواۃ وسلام آنحضرت کے حرمت وارد ہوے ہی یا کسینی ائمہ رضا مین سی خطبات وغیرہ مین اصحاب پر صلوۃ وسلام کی ممانعت فرمائی ہی جسکی وجہ سے حضرات نے یہہ عہد موثق باندہا ہی۔ ہمنی تو صحیفہ کاملہ کے روایت مین یون پڑہا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَاَصْحَابُ مُحَمَّدٍ خَاصَّۃً الَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الصَّحَابَۃَ بتخصیص بعد تعمیم ہی ملاحظہ فرما لیجے گا۔ اگر یہہ فرمائین کہ اصحاب کرام معصوم نہین ہم عرض کرین گے کہ آل ہی تمام معصوم نہین بلکہ صرف آپکی نزدیک ائمہ علیہم السلام ہی معصوم ہین۔ پس بخیر اس مر کا اور کیا سمجھا جا سکتا ہی کہ اصحاب کے ساتھہ بغض و عداوت کی بیان تک نوبت پہنچی کہ صرف بوجہ اشتراک لفظی کی جو کہ لفظ اصحاب مین ہی اور بوجہ استکراہ لفظ اصحاب کے اپنی معتقد علیہ اصحاب کو بھی جنکو برخلاف روایات کرام اعتقاد فرمارکہا ہی صلوۃ وسلام سی محروم کردیا۔ باقی رہا یہہ ارشاد تاکہ زبان ساتھہ قلب و جنان کے موافق و مطابق ہو جاے نہ یہہ کہ دلمین کچھہ اور زبان پر کچھہ یا تو اپنی مذہب کی ناواقفیت سے ناشی ہی

ف ۱ اس بحث سے صحابہ محمد پر ناسکر جنہون نے اچھی مصاحبت کی۔ ۱۲

زبانون کے ساتھہ دلون کی مطابقت کی نظر فریب

یا انصاف کا مقتضا ہی - ذرا حضرت کلینی کی روایت کو تو ملاحظہ فرمائیے وہ حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہین انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ — عن الارغام — پس جب دین اسلام کی یہہ حالت ہی تو زبان کا قلب وجنان سے موافق ہونا مخالف شرع اور محرم قرار پایا اور زبان کا دل سی مخالف ہونا اصول دین سی ٹہرا مگر یہہ کہ حضرت نے اس مین بھی تقیہ فرمایا ہو لیکن غالبًا حضرت بحکم کتاب مختوم بخواتیم الذہب امور باظہار حق تہی اور حضرت کو تقیہ جائز نہ تہا - اور یہہ بھی آپکے شیخ صدوق اپنے اعتقادیہ مین فرماتے ہین - ومن ترکھا (ای التقیۃ) قبل خروجنا فقد خرج عن دین اللہ ودین الائمۃ وخالف اللہ ورسولہ والائمۃ — عن کاشف اللثام - اس سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ تاوقتیکہ ائمہ رضؑ خروج وظہور نفرمادین کسی شخص کو اظہار اپنے معتقدات کا اور توافق قلب وزبان ہرگز جائز نہین بلکہ یہہ خدانخواستہ ائمہ رضؑ کے دین سے خروج ہے کیونکہ وقت ظہور امامؑ تک زمانہ مدّ نہ دراز نہین اور اگر ایسا ہوتا تو حضرت ہی کیون چھپی بیٹھی رہتے اور کیون ظہور نفرماتے پر معلوم نہین کہ ہماری حضرت مخاطب بے خصوصًا اور تمام متکلمین شیعہ نے عمومًا برخلاف فرمودہ ائمہ کے اپنی معتقدات کو کیون ظاہر فرمایا کیا وہ اس وعید سی مستثنٰی ہین اور اگر یہہ خیال ہو کہ یہہ حکم کم علم اور ناواقفون کے لیی ہی اور جو صنعت جدال ومناظرہ سے واقف اور اسکے شائق ہون تو وہ اس وعید سے خارج ہین تو ذرا حدیث شیخ ابن بابویہ کو جو کتاب التوحید ونفی التشبیہ والجبر مین روایت کی ہی ملاحظہ فرمائیے حدثنا محمد بن عیسی قال قرات کتاب علی بن بلال علی ابی علیہ السلام انہ روی عن ابائک علیہم السلام

لہ تم یہی دین پر ہو جو شخص اسکو چھپائیگا اللہ تعالے اسکو عزت دیگا اور جو شخص اسکو پھیلائیگا اللہ تعالی اسکو ذلیل کریگا ۱۲ سہ جس شخص نے ہمارے ظہور سی پہلے تقیہ چھوڑدیا وہ شخص ٹھیک اللہ کے دین سے اور ائمہ کے دین سے نکل گیا اور اللہ اور رسول اور ائمہ کا مخالف ہوا ۱۲ سہ محمد بن عیسی کہتا ہی یعنی علی بن بلال کا خط امام علیہ السلام کے پاس تہا اور اسمین یہہ لکھا ہوا تہا کہ مجھ سے آپکے آباء علیہم السلام سے مروی ہی ۱۲

انهم نهوا عن الكلام في الدين فتاول عوالیك المتكلمون بانه انما نهى
من لا يحسن ان يتكلم فيه فاما من يحسن ان يتكلم فيه فلم ينههم فهل ذلك كما
تاولوا ولا فلتب عليه السلام المحسن وغير المحسن لا يتكلم فيه فان اثمه اكبر
من نفعه - عن كاشف اللثام اور ظاہر ہے کہ حقتعالے شانہ کلام مجید مین
شراب وقمار کی نسبت ارشاد فرماتا ہے يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ
كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ۔ توحضرت امام نے بھی اپنی ارشاد مین
در باب ممانعت کلام وگفتگو اس آیت کی طرف اشارہ فرماکر کلام فی الدین کو بمنزلہ شراب
وقمار کی وقفون اور ناوقفون کے لیئی برابر حرام قرار دیا - اگر اس بارہ مین چشم دید روایات
مطلوب ہون تو سینی علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول باب کتمان العلم مین جو بیشمار
روایات لکھی ہین اونمین سے چند روایات تنشیطاً للناظرین عرض کرتا ہون - عن
عبد الله بن يحيى عن حريز بن عبد الله السجستاني عن معلى بن خنيس
قال قال ابو عبد الله عليه السلام يا معلى اكتم امرنا ولا تذعه فانه من
كتم امرنا ولم يذعه اعزه الله في الدنيا وجعله نورا بين عينيه في الآخرة

ا کرا ونہون نے دین مین کلام گفتگو کی ممانعت فرمائی ہے سو اون آیکے اون کلامون سے جو کلام گفتگو کرتے ہین یہ تاویل کی ہے کہ یہ ممانعت اون لوگون کی واسطے ہی جو اچھی طرح مناظرہ نہین کرسکتے اور جو لوگ کہ مناظرہ کی مشاق ہین اور اچھی طرح گفتگو کرسکتے ہین اونکی کوئی ممانعت نہین ہے تو کیا یون ہی ہے جسطرح اونہون نے تاویل کی ہے حضرت علیہ السلام اوسکی جو ہمین لکھا خوب کلام کرنے والا اور خوب کلام نہ کرسکنے والا کوئی دین مین کلام نہ کرے کیونکہ اوسکی نفع سے اوسکا گناہ بڑا ہے ۱۲ - ۲ پوچھتے ہین تجھسے شراب اور جوئی کو تو کہدو اون مین بڑا گناہ ہی اور لوگون کے فایدے ہین اور اونکا گناہ اون کے فایدہ سے زیادہ ہے - ۳ حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہی - کہ فرمایا آپنے اے معلی ہمارے امر کو پوشیدہ رکھہ اور اوسکو آشکارا مت کر پس جو شخص ہمارے امر کو چھپائے اور اوسکو پھیلائے نہین خدا تعالے اوسکو دنیا مین عزت دیگا - اور اس کتمان امر کو نور بنا کر قیامت کے روز اوس کی پیشانی مین رکھے گا - ۱۲ -

یقودہ الی الجنۃ یا معلی من اذاع حدیثنا وامرنا ولم یکتمہ اذلہ اللہ فی الدنیا ونزع النور بین عینیہ فی الاخرۃ وجعلہ ظلمۃ یقودہ الی النار یا معلی ان التقیۃ دینی ودین اٰبائی ولا دین لمن لا تقیۃ لہ یا معلی ان اللہ یحب ان یعبد فی السر کما یحب ان یعبد فی العلانیۃ یا معلی ان المذیع لامرنا کالجاحد بہ اور یہہ ہی معلی بن خنیس والی حدیث باوجود ان کے اس ممانعت کے اظہار سے باز نہ آیا اور امام کی مخالفت کی یہانتک کہ مقتول ہوا قال ابو عبد اللہ علیہ السلام اقرأ موالینا السلام واعلمہم ان بجعلوا حدیثنا فی حصون حصینۃ وصدور رفیعۃ واحلام رزینۃ والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ ما الشاتم لنا عرضا والناصب لنا حربا اشد مؤنۃ من المذیع علینا حدیثنا عند من لا یحتملہ ــــ عن ابی عبد اللہ ع قال ما قلنا من اذاع حدیثنا خطاء ولکن قتلنا قتل عمد عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ ع مالنا لن نخبرہا بما یکون کما کان علی یخبر اصحابہ فقال بلی واللہ ولکن ہات حدیثا واحدا حدثتکہ فکتمتہ فقال ابو بصیر فواللہ ما وجدت حدیثا واحدا اکتمہ غرض ان روایات سے اظہار معتقدات زمانہ تقیہ تک صاف حرام معلوم ہوتا ہے پھر باوجود اسکی

ف۱ وہ نور اسکو جنت میں کھینچ لیجائیگا اے معلی جو شخص ہماری حدیث ظاہر کریگا اور اسکو مخفی نہ رکھے خدا تعالے اسکو دنیا میں خوار کریگا اور قیامت کو اسکی پیشانی سے نور کو سلب کریگا اور اس افشائے امر کو ظلمت بنا دیگا جو اسکو دوزخ میں کھینچ لیجائیگی اے معلی تقیہ میرا اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جس شخص میں تقیہ نہیں اس میں دین ہی نہیں ہے اے معلی خدا تعالے کو ظاہر و پوشیدہ عبادت بھی ایسی ہی پسند ہے جیسا آشکارا امور پر پرستش کرنی اے معلی ہمارے کاموں کا ظاہر کرنیوالا ایسا ہے جیسا کہ ہمارے دشمنوں کا انکار کرنیوالا اور ہمارے دشمنوں کا انکار

حضرات شیعہ کے اکابر کا جو بزعم انکی خلص اصحاب ائمہ تھی یہہ حال ہی کہ امام کی نافرمانی کرین امام پر لعنت کرین یہہ ہی اظہار سی باز نہ آوین اور ان ہی پر کیا منحصر ہی صحابہ مقبولین نے بھی تو امام بلا فصل کے سر پر تین اطاعت نہین فرمائی تھی تو یہہ کچھہ نئی بات نہین مگر تعجب تو یہہ ہی کہ باوجود ان روایات کی یہہ حضرات یہہ روایتین بھی فرماتے ہین عن محمد بن جمہور القصے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا ظہرت البدع فی امتی فلیظہر العالم علمہ فان لم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ - پھر آپ فرمائیے کہ روایات مذہب کی سی زبان کا قلب وجنان کے ساتھہ موافق ہونا اصل اصول دین ہی یا مخالف ہونا اور زبان کو دل کے ساتھہ موافق کرنے سی دین اسلام سی خارج ہوتا ہی یا مخالف کرنے سی فاعتبروا یا اولی الابصار **قال الفاضل الاریب** ثم قال - اما بعد اندتوان ایک سوال محررہ مولوی فرزند حسین صاحب اثنا عشری متعلق بحث امامت میری نظر سے گذرا اگرچہ پہلے اس مسئلہ مین اور اسکی متعلقات مین طرفین سی دفاتر سیاہ ہوچکی ہین اور ہنوز فیصلہ نہین ہوا اور نہ جبتک قائد توفیق راہ ہدایت کیطرف کشان کشان لاوی اور عنایت خداوند تعالی شانہ دستگیری فرمائی تب تک فیصلہ ممکن ہی - اقول - مجھہ جیسی ہیچمدان کی نسبت لفظ مولوی تحریر فرمانا محض تواضع وعنایت سامی ہی ممنون ہون واقع مین مین بیچارہ فارسی خوان ہرگز مولویت کی لیاقت نہین رکھتا ہون یہہ ضرور ہی کہ ابتدا سن تمیز سی مناظرہ مذہبی کا شوق رہا ہی لیکن قدر طرفین کی کتابین دیکھی اور باتین سنی ہین لفظ مولوی اپنی نام کے ساتھہ لکھا جانا ایک قسم کی ہنسی دستہزا سمجھتا ہون اسلیئی آئندہ معاف کا خواہان ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اگر آپ اپنی اس بیانمین سچی ہین اور آپ محض فارسی خوان ہین اور عبارات عربیہ کو نہ سمجھہ سکتی ہین نہ ترجمہ کرسکتی ہین تو ضرور ہی کہ آپ اپنی تحریرات کی مواقع اعتراض وجواب مین جو عبارتین اپنی یا خصم کی کتب عربیہ سی نقل کرتے ہین جنکا سمجھنا بجز استعداد علوم عربیہ کی نہین ہوسکتا اون عبارات کی نقل اور اون سی استدلال کرنے مین اپنی مذہبی بھائیون سے مدد لیتی ہونگی اور آپکی علماء کی

اعانت و امداد اوسمین آپکو شامل حال ہوگی چنانچہ اس قسم کی تحریرات حضرات شیعہ کی ہان بذریعہ
ممبئی ہوا کرتے ہین - تو ایسی صورت مین میری مخاطب اور میری مجیب و معترض آپ مع اوس
قوت اور تائید برادران ایمانی اور صمد قادر روحانی کی ہونگی جو شامل حال سامی ہی علے ہذا جس
عنوان سے مین آپکو تعبیر کرون آپ اوس قوت کی ساتھہ ملکر معبر عنہ ہونگی تو اگر مینے لفظ مولوی
آپکی لیئے اطلاق کیا تو خلاف واقع اور بیجا نہین کیا کیونکہ میری مخاطب محض آپ ہی نہین ہین
بلکہ آپ مع تقویت و تائید کے ہین اور اوسکی انضمام کے ساتھہ بیشک آپ مولوی ہین تو مجموعہ
پر لفظ مولوی حمل کیا گیا ہی - اور اگرچہ یہہ تقویت و تائید عوارض خارجیہ سے ہے لیکن چونکہ
بمنزلہ لوازم غیر منفک عن الذات ہی لیئے اسکو وصف ذاتی سمجھہ لیجیئے پس اسکو محض تواضع
اور عنایت پر محمول فرمانا محض تواضع و عنایت ہی ممنون ہون - قولہ ہدایت کرنیکی
توفیق ایزدی درکار ہی مگر جس فرقہ سے یہہ توفیق یہانتک سلب ہوگئی ہو کہ فریق ثانی کی کتابون کا
دیکھنا اونسے ملنا امور متنازعہ فیہا مین گفتگو کرنا خصوصاً مشاجرات صحابہ مین گناہ سمجھتے ہون
اور ان باتونکو اپنی مذہب کا مخل جانتے ہون عالم اسباب مین اوس فرقہ کی ہدایت کی کیا امید ہی
اقول اس تقریر سے معلوم ہوا کہ آپکو توفیق کے معنی ہی نہین آتے شناسائی ہے - جناب من توفیق کے
معنی توجیہ الاسباب نحو مطلوب الخیر ہین اور ظاہر ہی کہ یہان مطلوب خیریت کی ساتھہ
مقید ہی جو یہان مفقود ہی مطلوب شر کی توجیہ اسباب کو کوئی ناواقف ہی توفیق نہ کہیگا
اور اگر خیر مزعومی مراد ہو اور مطلقاً ہر ایک فریق کی کتابین دیکھنا اونسے ملنا امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرنی اور اسکو ثواب سمجھنا توفیق ہو تو پھر خوارج کو بھی جو کہ اپنی کتابون مین اہلبیت
بنوت کو سب و شتم کرتے ہین اور سواد الوجہ فی الدارین کہتے ہین جیسا کہ حضرات شیعہ
نی ہے بہ نسبت کبار صحابہ کی یہہ ہی و تیرہ اختیار کر رکھا ہی مژدہ ہو کہ حضرات شیعہ کہہ سکتی ہین کہ جس فرقہ سے یہہ توفیق یہان تک سلب ہوگئی ہو الخ تو اس صورت مین
آپکی ہی اقرار سے ایسی و تمام شیعہ سے توفیق سلب ہوئی اور کوئی متدین خیال نہین

کرسکتا کہ خوارج کی کتابونکا دیکھنا جنمین معاذ اللہ اہلبیت اطہار کے دشمنون کی توہین وتذلیل ہو
مستحب اور موجب ثواب ہو اگر ہماری مجیب بروی اپنی مذہب کے واقعی ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہون
تو ہمین بھی مطلع فرمائین - علے ہذا القیاس یہود ونصاری ومجوس وبت پرست وغیرہ سبکا
بمقابلہ حضرات شیعہ کے اپنی اون کتابونکی نسبت جنمین حق تعالی شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسبت کلمات سقط وناسزا لکھی ہین یہہ ہی ترانہ ہوگا پھر جو کچھہ اسکا جواب حضرات شیعہ خوارج
وغیرہ کو دیوین وہی ہماری طرف سے بھی قبول فرمائین اور اصل یہہ ہی کہ جس فریق کے نزدیک فریق
ثانی کے پیشواؤن کو برا کہنا خود مذہب ہو اور اسکو عبادت اعتقاد کرتے ہون بلکہ اپنی پیشواؤنکو برا کہنی سے باک نہو
اور اونکی کتابین اس قسم کی مضامین سے مملو ہون اور اونکی زبانین ایسی کلمات کی خوگرفتہ ہون تو بیشک فریق
ثانی ایسی لوگونکی ملنی اور اونکی کتابون کے دیکھنی سے کارہ ہوگا اور حرام سمجھیگا کیونکہ منجر بحرام ہی علاوہ
ازین قاعدہ ہی کہ جب حق منقح ومحقق ہوجاتا ہی تو مخالفین کے کتابین دیکھنی اونسے ملنا اور امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرنے بے سود وتضییع اوقات بلکہ کسیقدر خطرناک ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک امر کی امتحان
کی ادراک سے عقول قاصرہین چنانچہ حق تعالی شانہ نے وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا
فرماکر اسپر تنبیہ فرمایا اور جابجا کلام مجید مین مخالفین کے ساتھہ اختلاط اور اونکی دوستی اور
موالات کی ممانعت فرمائی - اور جب اہلسنت اپنی مذہب کو منقح ومحقق کرچکے اور موافق
کتاب وسنت پاچکی تو اونکو کچھہ ضرورت باقی نہین رہی کہ بنظر تحقیق حق شیعہ وخوارج سے
ملین اور اونکی کتابین دیکھین اور اپنی بزرگونکا سب وشتم سنین اور دیکھین - ہان گاہی بنظر
حمایت اسلام وتبکیتاً لآلہ المخصام بغرض الزام کتب مخالفین دیکھتے ہین اور امور متنازعہ فیہا
مین گفتگو کرتے ہین اور اسکو کوئی حرام نہین کہتا بلکہ اسمین اگر کچھہ فرمائین تو اہل ورع
وتقوی فرمائین سو وہ خارج از قانون بحث ہی - لیکن بسبب توفیق اوس فرقہ سے دیکھنا
چاہیے کہ کہان تک اور کس درجہ تک ہی کہ جو تمام عمر کتب اہل حق دیکھتی ہین کتاب اللہ پڑہتی ہین
اور ہدایت اونکی نصیب نہین ہوتی اور صراط مستقیم سے منحرف ہین خدا تعالے شانہ کے لیئے

جسم وصورت ثابت کرتے ہین کہو کلا اور ہشوس تبلاتی ہین کتاب اللہ کو محرف کہتی ہین انبیاء کی حق مین نا سزا کہتی ہین ائمہ کو انبیاء سے افضل کہتی ہین - الی غیر ذلک من الزعومات - اب اس سے اندازہ کرلینا چاہیی کہ سلب توفیق زیادہ کس ہی ہے اور معاند حق کون ہی قولہ شاید یہہ ہیبت ہی کہ حضرت نے قائد توفیق کے ساتھہ لفظ کشان کشان جو مستلزم جبر ہی زیادہ کیا ہی - اقول اگر یہہ ہی فہم شریف کا حال ہی تو اسیطرح کلام اللہ کی بہت سے آیتین موہم جبر ہین جو ہدایت وضلالت کے بارہ مین وارد ہوئی ہین وہان بہی آپ شاید جبر ہی سمجہتی ہونگی - خداوند تعالے پر لطف واجب کرکے اوسکو اپنی عقول سی مجبور کرنا مستلزم جبر ہی کرنہین - ان سب کے علاوہ حدیث الطینہ کو ہی ملاحظہ فرمالیجیی اوسمین صریح ہی کہ حسنات مخالفین کے شیعان پاک کے بمقتضای طین حوالہ ہونگی اور سیئات شیعان پاک کی مخالفین کے سر ڈالی جائینگی یہہ سراسر جبر اور خلاف لطف مزعوم ہی - اچہا یہہ بہی سہی ہم ایک روایت مجالس المومنین سے پیشکش کرتے ہین جسکو قاضی نور اللہ صاحب شوستری نے امام جعفر رضی اللہ عنہ سے امام غزالی کی بیان مین نقل کیا ہی اوسکو ملاحظہ فرمائین اور انصاف سی فرمائین کہ مستلزم جبر ہی یا نہین الفاظ روایت یہہ ہین العلم النافع لیس بکسب ولاجدل ہو نور یقذفہ اللہ فی قلوب اولیائہ اذا اراد بہم خیرا - پہر اگر اسمین کوئی تاویل کرکے اسکو جبر سی خارج کرین تو بندہ کی طرف سی بہی وہی قبول کرین **قال الفاضل المجیب** قولہ - لیکن جناب سائل نے اپنی اسلاف سی بڑہکر قدم رکہا ہی اور اپنی سابقین سے سبقت کا قصد کیا ہی اقول - تعجب ہی کہ شروع کلام مین یہہ دراز نفسی ایسی الفاظ اور انکی جواب ترکی بہ ترکی لکھنی کو ہم تہذیب کے خلاف سمجہتی ہین اور بجز سکوت کچہہ جواب نہین دیتی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** تعجب ہی کہ آپکو یہہ الفاظ اتنے بری لگی اور آپنی انکو بہقدر رکیدہ اور مستقبح وخلاف تہذیب سمجہا اور انکی لکھنی کو دراز نفسی سی تعبیر فرمایا - باوجودیکہ آپ کی سعی وکوشش اپنی مذہب کے اذاعۃ وترویج مین اپنے بہت

متقدمین سی بڑہکر ہی تو اگر اس وجہ سی آپکو فخر سابقین کہدیا گیا ہی قصد تقدم و سبقت علی المتقدمین آپکی طرف نسبت کیا گیا تو کیا گناہ ہوا - حضرات شیعہ تو اس سے بڑہکر الفاظ اپنی علما کی شان مین لکھتی ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ ہرگز آپ اونکو دراز نفسی اور بد تہذیبی کے ساتھہ تعبیر نہین فرمائین گے حالانکہ ایسی کلمات مستلزم توہین امامت و ائمہ رضا ہین اور اگر اونمین تاویل کرکے ظاہر سے نہ پھیرا جاوے اور مجازی معنی نہ لیئی جاوین تو انشاء اللہ آپ ہی اوپر کفر کا فتوی دیوین - فہرست علما و مصنفین شیعہ مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی لکہا ہی ومنہم الشیخ امام الشیعۃ معین الدین مسعود بن علی البیہقی صاحب کتاب سلوۃ الشیعہ وفیہ الاد لۃ علی تحقیق ایمان ابی طالب اب آپ غور فرمالیجئی کہ اس شخص کو امام کی لفظ سی تعبیر کیا ہی اور آپ جانتی ہین کہ غیر امام کو امام کہنا شیعہ کی نزدیک ایسا ہی بڑا ہی جیسا غیر خدا کو خدا کہنا اور غیر رسول کو رسول کہنا نو معلوم نہین اس قسم کی کلمات کو جو عموما علما کی نسبت کتب شیعہ مین بلا نکیر پائی جاتے ہین ہماری حضرت مخاطب کسقدر مستنکر اور قبیح سمجہتی ہونگی اور اونکی قائلین کو کس درجہ دراز نفسی اور بد تہذیبی سے مطعون فرماتی ہونگی - حالانکہ جو کچہہ مینی عرض کیا ہی وہ ان کلمات کا عشر عشیر بہی نہین - باقی رہا یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ ایسی الفاظ اور اونکی ترکی بترکی جواب کو خلاف تہذیب سمجہتی ہین اور بخوبی سکوت کچہہ جواب نہین دیتی - بیشبہ آپکی اس تحریر کی حیرت و تعجب انگیز ہی - کیونکہ آپنے اسی تحریر مین باوجود ادعاء تہذیب کی کوے رقیقہ دقائق خلاف تہذیب کا اوٹہا نہین رکہا فحش گالیون تک دریغ نہین فرمایا - چنانچہ آیندہ جسجگہ ایسی کلمات آپ لکہینگے اوسجگہ اشارہ کیا جائیگا پہر معلوم نہین آپنے تہذیب کس چیز کا نام رکہا لیا ہی - مگر شاید آپکی نزدیک گالیان خلاف تہذیب نہون اور یہہ کلمات خلاف تہذیب ہون

لہ یہہ علما مصنفین شیعہ کی تصنیف امام الشیعہ معین الدین مسعود بن علی بیہقی مصنف کتاب سلوۃ الشیعہ ہی جسمین انہون نے ثبوت ایمان ابی طالب کے ہین - ۱۲

پھر باین ہمہ اگر ان کلمات کو آپ اسوجہ سے کہ خاص میری قلم سے نکلی ہین مکدرہ اور خلاف تہذیب خیال فرماتے ہین تو لیجئی مین معافی مانگتا ہون اور ممنون ہون کہ اسکی جواب مین آپنے سکوت فرمایا کیونکہ اس فن مین مجھسی آپکے ساتھہ برابری نہو سکیگی **قال الفاضل المجیب** - قولہ - وہ یہہ ہی کہ اپنی مسلمہ شرایط امامت کو تحریر فرماکر اونکی نسبت دعوی فرمایا ہی کہ یہہ شرایط دلائل عقلیہ و نقلیہ سی ثابت ہین اسکی بعد لکھا ہی کہ جو صاحب جواب تحریر فرماوین اونکو چاہیی کہ اگر ہماری شرایط کو رد فرماوین تو محض لانسلم کہکر نہ ٹال دین بلکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ رد فرماوین - اقول - اسلاف سی بڑہکر قدم رکھنی اور سابقین سے سبقت کا قصد کرنیکا جو یہہ سبب تحریر فرمایا ہی سمجھہ مین نہین آتا کیا حضرت مجیب ان شرایط ثلثہ کو میرا ہی ایجاد سمجھتی ہین اگر انکا یہہ خیال ہی - تو وہ تحفہ کی باب ہفتم کو ملاحظہ فرماوین کہ صاحب تحفہ تحریر فرماتے ہین کہ یہہ شرایط امامیہ نے اسلیئی امامت مین لگائی ہین کہ خلافت خلفا ثلثہ کو عین دعوی مین برہم کرین - کل علما شیعہ کثرہم اللہ فی البریہ یہہ ہی شرایط لکھتی آتے ہین - یا اسلیئے کہ مینی اونکو مدلل بدلائل عقلیہ و نقلیہ لکھا ہی - یہہ بھی بحث امامت مین مشرح و مفصل موجود ہے - یا یہہ کہ دلائل نہین لکھے سو اب تحریر یہہ ہی ہی کہ اپنی دعوی کو بدست اوسکی دلائل نہ لکھین مدلل بدلائل لکھتے ہین - چنانچہ حضرت مجیب نے ہی صحابہ کرام رضہ و خلفا ثلثہ کی تمام امت سی افضلیت کے دعوے مین تحریر فرمایا کہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سے پر ہی اور اقوال عترت بشمار انکی مدایح مین وارد ہین حالانکہ ایک آیت قرانی اور ایک قول عترت بھی نقل نہین فرمایا مین حیران ہون کہ حضرت مجیب نے جو سبب میرے سبقت وغیرہ کا لکھا ہی میری سمجھہ مین نہین آتا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** مین آپکی ادعائی انصاف اور مہارت فن مناظرہ پر کہ ابتدا سن تمیز سے اسی مین منہمک رہی نہایت متاسف ہون کہ حضم کا کلام بجمیع

محتملاتہ نہین سمجھ سکتی یا یہہ کہ سمجھتی ہین لیکن صرف بغرض ایراد اعتراض کلام کی اوس محتمل سے اغماض فرماتی ہین جسپر بنا مراد قائم ہی - پس اگر اسیکا نام انصاف اور مناظرہ دانی ہی تو دیکھیے نا انصافی کیسی کچھہ ہوگی - مین پوچھتا ہون کہ اسلاف سے بڑہکر قدم رکھنی اور سابقین سے سبقت کا قصد کرنے کے جو جناب نے کلام مین سے تین احتمال پیدا فرمائی ہین کیا بجز اون احتمال سہ گانہ کے اور کوئی احتمال اوس کلام مین پیدا نہین ہوسکتا - کیا کوئی دلیل حصر عقلے یا استقرائی جناب نے اوس پر قائم فرمائی ہے ظاہر تو یہہ آپکا محض زبانی دعوی ہی - نے الحقیقت دیکھیے تو یہہ تینون احتمال غلط ہین اور مدار تقدم و سبقت اس پر ہی کہ جناب نے اول تحریر فرمایا کہ یہہ مدعا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے اور بعد اوسکے لکھا کہ جو صاحب جواب تحریر فرماوین تو محض لانسلم کہکر نہ ٹال دین - اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بزعم جناب یہہ شرائط اس درجہ ثابت و متحقق ہین کہ ان پر کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا اور حضم کو بجز لانسلم کے اور کچھہ بن نہین آتا گویا اہلسنت آجتک بجواب شرائط لانسلم کرتے چلے آئی ہین حالانکہ اسقدر وسیع مسئلہ مین کہ جس مین مجال کلام کو بہت وسعت اور گنجایش ہی بلکہ اگر انصاف سے دیکھیے تو علماء شیعہ اس مسئلہ مین محض محتملات بعید از لفظ اور دور از عقل سے ہمیشہ استدلال کرتے ہین اور بجز دعوی کفر و ارتداد کبار صحابہ مہاجرین و انصار و ازواج مطہرات رسول کردگار امہات المومنین کے اور کوئی مساغ نہین پاتے - تو ایسی مسئلہ کی نسبت اتنا بڑا کلمہ کہنا بہت بڑی تقدم و عزم سبقت کو مقتضی ہے - جو بہت سے اکابر شیعہ سے صادر نہین ہوا - پس حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ مین حیران ہون کہ حضرت مجیب نے جو سبب میری سبقت وغیرہ کا لکھا ہی میری سمجھہ مین نہین آتا البتہ قابل افسوس ہی اور یہہ جو ارشاد ہے کہ در تحریر یہہ ہی کہ اپنے دعوی کو گو سرد ست اوسکی دلائل نہ لکھین - لیکن مدلل بدلائل لکھتی ہین الخ - یہہ اور ہی طرفہ تماشا ہی کیون حضرت یہہ کہان کا داب تحریر ہے کہ خاصم

دعوی پیش کرین اور اوسکی دلائل ذکر نہ فرمائین کوئی شخص مناظرہ مین بمقابلہ حضم دعوی کو
ذکر کرکے دلائل کو برات عاشقان بر شاخ آہو نہین بتا سکتا - حالانکہ وہ یہہ بھی جانتا ہو کہ حضم
اس دعوی کو تسلیم نہین کرتا - کیونکہ خود جناب کے نزدیک بھی مسلم ہی کہ دعوی بلا دلیل نامسموع
ہی تو معلوم نہین کہ یہہ داب تحریر کس قاعدہ پر مبنی ہی رہا یہہ جو بطور تشبیہ بیان فرماتے ہین "
چنانچہ حضرت مجیب نے خلفا ثلثہ کی فضلیت کی دعوی ہین" - الخ - اور بندہ کو بھی اپنی خطا
مین شریک کرتے ہین یہہ اوس سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہی بلکہ حضرت کے مناظرہ
دانی کی نہایت قوی دلیل ہے اس سے اہل فہم صاف سمجھہ سکتی ہین کہ آپکو مدعی اور حاکی
دعوی مین امتیاز و تفرقہ نہین ہے - اگرچہ ہین کیا بلکہ ہر ایک شخص اہلسنت مین سے فضلیت
خلفا رضی اللہ عنہم کا معتقد اور مدعی ہے لیکن اس عبارت مین جسکو جناب نے نقل فرمایا ہی
میری طرف دعوی کو نسبت کرنا سراسر غلط ہی کیونکہ سیاق کلام بصراحت دال ہی کہ یہہ عبارت حکایت
دعوی ہی بلکہ معتقد اہلسنت کو مبنی ہی نہ یہہ کہ متکلم کے مدعی ہونے کو مثبت ہی پس حاکی دعوی کو
مدعی کہنا آپ ہی جیسی مناظرہ دان کا کام ہی تو اسلئی بندہ کو عدم سوق دلائل مضر نہین
حضرت نے بھی اگرچہ ابتدا مین اختلاف نقل کیا ہی جس سے شاید آپکو بھی یہہ شبہ پیدا ہو
کہ ہم بھی مدعی نہین اور حاکی دعوی ہین اور بندہ نے جو آپکو مدعی قرار دیا ہی اوسکو غلط اور
خلاف مناظرہ سمجھین لیکن اسقدر اور بھی خیال فرمائین کہ آپنے آخر تحریر مین یہہ فقرہ
تحریر فرمایا ہی (جو صاحب جواب تحریر فرماوین وہ ہماری شرائط کو بدلائل رد فرمانوین الخ)
جس سے صاف ثابت ہی کہ آپکی غرض محض نقل و حکایت مذہب نہ تھی بلکہ آپکو دعوے مقصود
تھا اسلئی آپکو مدعی قرار دیا گیا جسکو جناب نے بلا رد و انکار تسلیم کر لیا - پس اگر آپ تامل فرمائینگے
تو سمجھہ جائینگی کہ مین اس خطا مین آپکا شریک نہین ہو سکتا - قولہ معہذا یہہ شرائط ایسی
متحقق و ثابت ہین کہ حضرت مجیب نے باوجود سخت انکار زبانی کے دو شرطین تو تسلیم فرمالین
افضلیت خلفا ثلثہ کا تصریحًا اقرار ہی اور بعض کی بابت تحریر فرماتے ہین کہ (یہہ دعوے

کہ اہل سنت اس باب مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح نہین) اس سے بڑہکر ہمارے شرائط
کی مدلل ہونیکا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہی - اقول - کہان ہین اہل علم و فہم و انصاف جو ہمارے
فاضل محب کے انصاف و مناظرہ دانے کو ملاحظہ فرماوین اور حضرت کی شرائط ثلثہ کا ایسا کامل
ثبوت جس سے زیادہ کوئی ثبوت نہین ہوسکتا بنظر تامل دیکھین اور اس مدلل ثبوت کی کیفیت
سنین - اگر حضرات کی پاس اس سے بڑہکر شرائط ثلثہ کے اثبات کے لیئے اور کوئی حجت ہنیز
تو اس سے یقین کرلینا چاہیے کہ حضرات کی پاس شرائط ثلثہ کا کچھ ثبوت نہین ہی جناب
میر صاحب مین نے اگر خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کی افضلیت کا تصریحًا اعتراف کیا تو
اس سے بموجب کس قاعدہ مناظرہ کی خلافت کی لیئے اشتراط افضلیت لازم آیا
اور اگر مینی یہہ لکہا کہ یہہ دعوی کہ اہل سنت اس باب مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح
نہین تو یہہ کیونکر مستلزم اشتراط نص کو ہوا خدا کے لیئے ذرا تو سوچیئے اور کچھہ تو انصاف فرمایئے
کیا وجودشی اور اشتراط شی متحد ہین حاشا کہ باہم اتحاد ہو کیونکہ بدیہی ہی کہ اشتراط شی
جو بعض اعتبارات سے موقوف علیہ ہوتا ہی نفس وجودشی سے ایک وصف زائد ہی اور اسپر
متفرع ہی جیسا کہ اور اوصاف بہی متفرع علی الوجود ہین اور وجود خواہ عین ذات قرار دیا جاوے
یا زائد علی الذات سمجہا جاوے ہر طرح مغائر اشتراط ہی اسلیئے کہ اتحاد ذات مع الوصف
محال ہی اور اتحاد وصفین متغائرین بہی ممتنع - یا یہہ کہ وجودشی مستلزم اشتراط کو ہی
اور یہہ بہی بداہتہً غلط ہی کیونکہ علاقہ لزوم باہمی منتفی ہی ورنہ لازم آوے گی کہ تمام
صفات موجود فی فرد واحد کا اشتراط مسلم ہو حالانکہ یہہ صراحتہً باطل ہے اسلیئے کہ
مستلزم بطلان بعد دائمہ بلکہ انبیاء کو ہی دلوقی اوقات مختلفہ کیونکہ ظاہری کہ تمام صفات
موجودہ فی شخص قطعًا و یقینًا دو بہی شخص مین نہین موجود ہونگی ورنہ لازم آوے گی کہ تمام
متحد ہوجاوین - پس جبکہ اتحاد اور استلزام دونو باطل ہوگئی تو اشتراط کہان رہا
پس آپ دیدہ بصیرت و انصاف کہولکر ملاحظہ فرماوین اور تامل کرین کہ یہہ جو تحریر فرمایا ہے

اعتراف افضلیت بخصوصیت خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم مستلزم اشتراط افضلیت بالنص کو نہین

کہ اس سے بڑھکر ہماری شرائط کے مدلل ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہی اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ آپکو اعتراف ہی کہ آپکی پاس شرائط ثلثہ کے ثبوت کی لئی کوئی دلیل نہین ہی پس جبکہ آپکو شرائط کے بلا دلیل ہونے کا اعتراف ہی - تو ہمکو اونکی تردید کی کیا ضرورت ہی - اور آپکا اونکی تردید مین دلائل کا مطالبہ سراسر بیجا - **قال الفاضل الحبیب** قولہ پیشتر علماء شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہی کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیئی - اقول - تین چار سطر پہلے حضرت تحریر فرما چکے ہین کہ اس مسئلہ - اور اسکی متعلقات مین طرفین سے دفتر سیاہ ہو چکی ہین اگر علماء شیعہ ہمیشہ اعتراض کیا کیئی تو یہہ دفاتر کس نے سیاہ کیے - کیا محض اہل سنت ہی دفاتر سیاہ کیا کیئی اگر یہہ ہی تو پہر طرفین کی قید زائد محض ہے اور یہہ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ تا وقتیکہ ایک فریق کچھہ نہ لکھے دسکا مخالف فریق خود بخود دفاتر سیاہ کیا کری ابہی ہی کلام مین یہہ تناقض ہے جب اصلی بحث شروع ہوگی تو دیکھی کیا ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اجکہ ہماری حضرت میر صاحب نے ہماری کلام مین وقوع تناقض کا دعوی فرمایا - اہل دانش و انصاف اس کے ملاحظہ کی بہی تکلیف فرمائین اور ہماری حضرت الحبیب کو اونکی اعتراض کے داد دین اور واہ واہ آفرین احسنت کا شور عرش برین تک پونہچائین - میر صاحب مین تو آپکی مناظرہ دانی کا قائل ہو گیا جو حضرت فرمائین وہ بجا اور درست ہے جناب میر صاحب کو عبارت فہمی کا نہایت ہی ملکہ ہی - بندہ کی عبارت یہہ ہی - "پیشتر علماء شیعہ کا یہہ وتیرہ رہا ہے کہ ہمیشہ اعتراض کیا کیئی اور جب کبھی خدانخواستہ جواب دہی کا موقع آپڑا تو شتر گربہ لانے لگے اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکہ اطفال ہوئین" - اس اردو عبارت مین ہماری فاضل حبیب نے غالبا لفظ اعتراض کو جو ہمنے باب انفعال سے لکھا تہا اعراض باب افعال سے سمجھا اور وقوع تناقض کے ہماری کلام مین مدعی ہوئی ہمنے مانا کہ ہماری تحریر مین شاید نقطہ ستار افتعال کے سہو سے رہ گئی ہونگی - لیکن سیاق عبارت کیا چلا کر نہین کہہ رہا ہی کہ ہمنے اعراض کے کچھہ معنی نہین ہے - اور یہان لفظ اعتراض ہی مناسب ہے کیونکہ دو امر متقابل ذکر کیئے گئے ہین اول اعتراض دوسرا موقع جواب

دہی ظاہر ہی کہ اعتراض وجواب باہم متقابل ہین اور لفظ موقع جواب خود مقتضی سبقت اعتراض کو ہی - تو اس سی صاف سمجھہ مین آسکتا ہی کہ پہلی جو لکھا گیا تہا وہ لفظ اعتراض باب افتعال سی تہا نہ اعراض باب افعال سے تعجب ہی کہ آدمی بے سوچی سمجھے اتنا بڑا اعتراض کردے اور سیاق وسباق عبارت مین تامل نہ فرماوے جب اردو عبارت سمجھنی مین یہہ حال ہے تو اور عبارات کیا خاک سمجھہ سکتی ہین - پہر اس فہم پر فرماتے ہین کہ ہمنی مذہب حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہے - مگر شاید آپ یہہ عذر فرمائین کہ مین ایک ایک جملہ لیکر تردید کرتا تہا اور جب مضمون جملہ سابقہ کا تمام ہوکر حافظہ سے نکل گیا اوسوقت دوسری جملہ کی نوبت آئی - لیکن جبکہ ابہی سے انصاف وتحقیق حق اور مناظرہ دالنے کا یہہ حال ہے تو جب اصلے بحث شروع ہوگی تو اوسوقت دیکہیی کیا ہوگا - قو ✂ - تعجب ہے کہ اعتراض کی نسبت ہماری طرف کیجاتے ہے - حالانکہ معاملہ برعکس ہی اس باب مین سکوت اہل سنت کا مذہب ہی نہ ہمارا - اقول - یہہ دعوی غلط ہی مین نے ہرگز آپ کی علما کی طرف اعراض وسکوت کی نسبت نہین کی - آپ بندہ کی عبارت نظر تامل سی مکرر ملاحظہ فرمائین - گستاخی معاف مینی اوس تحریر مین آپکی علماء کی نسبت یہہ عرض کیا ہی کہ حضرات موقع جواب دہی مین تقریرات لغو اور لاطائل فرماتے ہین جسکا منشا نفسانیت وابطال حق ہے یا قلت استعداد اور قصور فہم اور اوسکو اعراض کے ساتہہ تعبیر فرمانا صحیح نہین ہے - کہان اعراض کہان تقریرات سقیمہ - ہان آپنے اعراض اور سکوت کو اہل سنت کی طرف نسبت کیا یہہ صحیح ہی بیشک علما اہل سنت اعراض وسکوت ایسی مواقع مین اختیار فرماتے ہین جبکہ دیکہہ لیتی ہین کہ خصم پر حجت تمام ہوگئی اور حق منکشف ہوگیا اور خصم حق سے دست بردار ہوکر بر سر جدال ومکابرہ آگیا یا یہہ کہ کہ ابتدا مین عنوان مباحثہ سے معلوم کرلیا کہ خصم مخاطب صحیح اور قابل خطاب ہی نہین

تو ایسی مواقع مین علماء اہل سنت بمقتضاء ع اینست جوابش کہ جوابش ندہی آور بحکم
واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ - اعراض وسکوت فرماتے ہین اور یہہ اعراض وسکوت
محمود وپسندیدہ ہی اور ہر چیز اپنے موقع پر پسندیدہ ہوتی ہے **بیت** دو چیز
تیرہ عقلست دم فرو بستن + بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی + اور حاش
کہ سکوت واعراض علماء شیعہ کی نسبت خیال کرتا ہون - پہلا شیعہ جنکی صرف
زبانی دعوی اطاعت ائمہ رضہ کی ہین - ائمہ کی کیونکر اطاعت فرماتے اور ائمہ نے
جسکو حرام اور موجب لعنت فرمایا ہے اوس سے کیونکر احتراز کرتے - لیکن اس تقریر سے
پایا جاتا ہی کہ مطلقاً آپکے نزدیک اعراض وسکوت علامت عجز وتسلیم ہی کہ اوس سے
تبری وتحاشی فرماتے ہین تو علاوہ اسکی کہ وجوب سکوت وحرمت کلام وگفتگو
آپکی روایات سے واضح ہوچکی ہی حضرات ائمہ رضہ مین سی جنہون نے بمقابلہ اعداء
سکوت فرمایا یا علماء امامیہ مین سے جنہون نے مخالفین کے جواب نہین دیی موجب
قاعدہ مسلمہ جناب مستلزم عجز وتسلیم حضرات ہی علاوہ ازین بیچاری متاخرین متکلمین
شیعہ تو کس شمار مین ہین آپ کی وہ امام المتکلمین جو بزعم آپکے علماء متقدمین کی
کلام مین اسقدر ید طولے رکھتی تہے جو تمام اہل مذاہب پر غالب آئی اور خلق اللہ مین سے
کسیکو تاب وطاقت نہ تہی کہ اونسی کلام کرسکی اور اون پر ازراہ حجت غالب ہوسکی
وہ آپکی فخر الاولین والآخرین بشہادت امام معصوم کلام مین ایسی عاجز تہی کہ اونکو ایک
طفل مکتب ساکت وملزم کرسکتا تہا - پس آپ کا اور آپکی دوسرے مذہبی بہائیون کا
کلام پر فخر کرنا اور اپنی آپکو یہہ سمجھنا کہ ہمکو کوئی فرد بشر جواب بہی نہین دے سکتا
سراسر بیجا اور خرافات اور تکذیب امام ہی - لیجیے روایت سنیے آپکی علامہ باقر
مجلسی جلد اول بحار مین نقل فرماتے ہین - قال السید ابن طاوس[1] فی کشف المحجہ

[1] سید ابن طاوس نے کشف المحجہ مین عبد اللہ بن سنان سے روایت کی ہے ۱۲

عن عبد الله بن سنان قال اردت الدخول علی ابی عبد الله ع فقال لی مومن الطاق استاذن لی علی ابی عبد الله ع فقلت له نعم فدخلت علیه فاعلمته مکانه فقال لا تاذن له علی فقلت جعلت فداك انقطاعه الیکم وولایته لکم وجداله فیکم ولا یقدر احد من خلق الله ان یخصمه فقال بلی یخصمه صبی من صبیان الکتاب فقلت جعلت فداك هو اجدل من ذلك وقد خاصم جمیع اهل الادیان فخصمهم فکیف لا یخصم غلام من الغلمان وصبی من الصبیان فقال یقول له الصبی اخبرنی عن امامك امرك ان تخاصم فلا یقدر ان یکذب علی فیقول لا فیقول له فانت تخاصم الناس من غیر ان یامرك امامك فانت عاص له فیخصمه یا ابن سنان لا تاذن له فان الکلام والخصومة تفسد النیة وتمحق الدین - پس جب آپکی مومن الطاق کا بشہادت امام یہہ حال ہے تو دوسرون کو حالکو اسی پر قیاس کر کے اپنی دعوی کی تصدیق یا تکذیب بمقتضاء اپنی دین و دیانت و انصاف کے فرمالیں ہماری عرض کرنیکی کچھہ حاجت نہین رہے قولہ میں اپنا تجربہ عرض کرتا ہون کہ اسوقت تک دو قسم کے اہل سنت سے گفتگو کا اتفاق ہوا ایک وہ کہ جن سے رابطہ تعارف و آشنائی ہے اگر ایسی حضرات سے کبھی گفتگو ہوئی تو سوائی ہنسی

ع کہ میں نے ابو عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہونیکا ارادہ کیا - تو مومن الطاق نے مجھسے کہا کہ ابو عبد اللہ سے میری وساطی سے اجازت (حضور خدمت کی) لے لیجو - میں نے اوس سے کہا بہت اچھا - پس جب میں خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو میں نے آپکی خدمت میں عرض کیا کہ مومن الطاق یہہ باہر موجود ہے مجھکو اوسکی اجازت کے واسطے میں نے عرض کیا یہ سنکر آپ فرمانے لگے کہ میں اوسکو اجازت نہین دیتا - میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو کبھی چھوٹا بچہ سا لڑکا ہے آپ ہی کا ہوا ہے اور اوسکا تو آپ ہی کے ساتھہ ہی اور اوسکا لڑنا جھگڑنا آپ ہی کی خاطر ہی اور بندگان خدا میں سے کسی کے مجال نہین ہے جو اس سے لڑے یہ سنکر آپ نے فرمایا جلی ان؟ اوس پر تو ایک مفصل کتاب ہی غالب آسکتا ہی میں نے عرض کیا میری جان آپ پر فدا ہو وہ تو اس سے بھی بڑھکر جدل ہی کیونکہ اوس نے تمام مذہب والون سے مخاصمہ کیا اور وہ اوپر رہا ہی سو ایک لڑکا اوس پر کیونکر غالب آسکتا ہی پس فرمایا کہ اگر اوس سے ایک لڑکا پوچھی کیا امام نے تجھکو لڑنے جھگڑنے کا حکم دیدیا ہی تو وہ ہرگز مجھہ پر جھوٹ نہین باندھ سکیگا اور اوسکو انکا ہی کرنا بن آئیگا جب وہ لڑکا کہیگا کہ تو تو اپنی امام کے حکم بغیر لڑتا ہی پس تو نادان ہی اور وہ لڑکا اوپر غالب ہیگا سنا ان اوسکو نہیں اجازت دی کیونکہ جھگڑنی جھٹی نیت سے لڑتے اور دین کو ملیا میٹ کرتے ہین - ۱۲ -

وذاق کے جواب نہین دیا اور یہہ ہی فرمایا کہ ما بین دوستی ہی اور دوستی مین مذہبی گفتگو نہین چاہیی حالانکہ
یہہ گفتگو کسیطرح مخل دوستی نہین ہی اگر انصاف مدنظر ہو۔ اقول نے الواقع عوام کو یہہ ہی چاہیی ہی
کہ جب اونکو نہ اپنی مذہبیات پر عبور نہ دوسرونکی مذہب کے اطلاع نہ مناظرہ جانین نہ مباحثہ کے
ڈہنگ سے واقف نہ اپنا جواب دیسکین نہ دوسرونکی جواب کی صحت و غلطی پر تنبہ ہوسکین
تو وہ کیا مباحثہ کرین گے اور کیا انصاف کرسکینگے پس ایسی لوگونکو یہہ ہی چاہیی کہ مذہبی گفتگو
سی پہلوتہی کرین بلکہ اونکو قطع تعلق دوستی کرنا چاہیی۔ آپ ہی فرمائین اگر ایسی صورت
عوام اہل تشیع کو پیش آوی تو علماء شیعہ اوسکی نسبت کیا حکم فرمائین گے۔ ظاہر ہی
کہ یا ترک تعلق کا حکم فرمائین گے یا تقیہ کا حکم لگائینگی۔ اور سنیی کہ بندہ نے جو کچھہ جواب
تمہید مین عرض کیا تہا کہ حضرات شیعہ کے عادت ہی کہ ضعفاء اہل سنت سے اختلاط
کرکے مذہبی چہیڑ چہاڑ کیا کرتے ہین اور پیر جی صاحب اس امر کے بادی نہین بحمد اللہ
اوس معروض کے تصدیق خود حضرت مجیب کے اعتراف سے ہوگئی آپ فرماتے ہین کہ "اگر ایسی
حضرات سے گفتگو ہوئی جن سے ربط آشنائی تہا تو اونہون نے ہنسی وذاق کے سوا جواب نہ دیا
بلکہ گفتگو کو رد کا اور عذر کیا کہ دوستی مین مذہبی گفتگو نچاہیی"۔ قو ﷺ دوسری وہ حضرات
جنسے یہہ ربط نہتا اگر اونسے کبہی اتفاق ہوا تو یا مطلق سکوت اختیار فرمائی یا بدرشتی جواب دیا
اقول۔ بیشک سکوت اختیار فرمایا ہوگا مین پیشتر گذارش کرچکا ہون کہ بعض مواقع مین
علماء اہل سنت اعراض و سکوت اختیار فرماتی ہین لیکن اسکو علامت عجز اور دلیل
تسلیم سمجہنا غلط ہی اور جن حضرات نے بدرشتی جواب دیا وہ بپاداش اسکی درشتی اور تعریضات
کی ہوگا۔ قو ﷺ میر مہدی صاحب مؤلف آیات بینات کہ جسکی کلام کو ہماری حضرت
مجیب بڑے فخر و مباہات سے اس جواب مین نقل فرماتے ہین جس زمانہ مین مرزا پور مین
تحصیلدار تہی اور بندہ رتوڑی تہا اور یہہ رسالہ آیات بینات میری نظر سے گذرا انہا
اونکی خدمت مین ایک نیاز نامہ لکہکر بعض مسائل مین گفتگو چاہی تہی مگر میر صاحب موصوف نے

مطلق جواب نہ دیا اور اعراض ہی فرمایا - اقول مین عرض کرچکا ہون میر مہدی علیصاحبنے
بیشک آپکو جواب نہ دیا ہوگا - لیکن اسکی وجہ یہہ ہی کہ آپکو مخاطب صحیح تصور نہین کیا
اور قابل خطاب نہین سمجھا - نہ یہہ کہ عجز کی وجہ سے سکوت اختیار کیا یہہ محض جناب کا
خیال ہی خیال ہی ہر قول خود اسی شہر مین مجھہ سے تین حضرات تحریری
گفتگو کرچکی ہین اور آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی اقول ایسی ہی حضرات کی
بی اعتنائی اور کم التفاتی نے آپکے عجب کو اس درجہ پہنچا دیا - اگر یہہ حضرات توجہ فرماتے
تو آپ کی ان دعوؤنکی کیونکر یہانتک نوبت پونہچتی - پس آپ کی جواب سے اعراض یا تو
بوجہ قلت اعتناء و مبالات کی ہی یا اس وجہ سے ہی کہ آپنے حسب عادت مطاعن و تعریضات
تحریر فرمائی ہونگی اور ظاہر ہی کہ اونکی جواب مین ایسی ہی کلمات الزاماً لکھی جاتے تو عجب نہین
کہ بوجہ استکراہ ایسی کلمات کی اگرچہ الزاماً ہی سہی جواب سے اعراض فرمایا ہوگا - پس یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ آخر کو اعراض ہی کرتے بن آئی جس سے مفہوم ہوتا ہی کہ بوجہ عجز جواب
نہ دی سکی سراسر غلط ہی کیونکہ ظاہر ہی میدان تحریر ایسا وسیع ہی کہ اسمین کوئی شخص عاجز نہین
ہوسکتا کہ ضعیف قوی کچھہ نہ لکھ سکی اور بندہ تو کسی کی تحریر کی نسبت ایسا خیال نہین کرتا
کہ کوئی مخالف اسکا معارضہ حقاً یا باطلاً نہ کرسکی یہہ آپ ہی کا عقیدہ ہی کہ علماء شیعہ کی کتب
اس درجہ معجز ہین کہ اونکا معارضہ خارج از امکان ہی حالانکہ بشہادت امام معصوم امام المتکلمین شیعہ
حضرت مومن الطاق ایک طفل مکتب سے مناظرہ نہین کرسکتی تہی اور وہ اونکو ساکت کرسکتا تہا
اور اگر بپاس خاطر سامی ہمکو تسلیم کرلین کہ یہہ سکوت عجز کی وجہ سی تہا - تو یہہ بہی انصاف اور حقانیت
کی بہت بڑی دلیل ہے - بخلاف حضرات شیعہ کے کہ اونکا مایہ افتخار یہہ ہی کہ مخالفین کی
تحریر کا برائی نام جواب لکھا جاوی حق و ناحق سے کچھہ بحث نہین ہوتی اور یہہ بہی خاص
اہل سنت کی تحریرات کے ساتھہ معاملہ ہی - صدہا تحریرین نصاری و یہود و آریون و غیرہ کی
شائع ہوتی ہین خبر ہی نہین ہوتی - اور ظاہر ہی کہ سلسلہ آخر کہین نہ کہین منقطع ہوگا

پھر یہہ خیال کرنا کہ سکوت عجز کی وجہ سی ہی محض واہیات ہی آخر علمار شیعہ نے بھی تو اہل سنت کی بہت کتابون کے جواب نہین لکھے پھر کیا میر صاحب اپنی علما کا عجز بھی تسلیم فرمائینگی یا اِن ہمہ اگر ہماری فاضل مخاطب کے نزدیک اہل سنت کا سکوت اسی وجہ سی ہی کہ آپکی استدلالات کا جواب نہین دی سکی تو واضح رہی کہ اس صورت مین فاضل مخاطب نے خود رسول صلعم اور ائمہ رض کی تکذیب کی کیونکہ ائمہ نے جدال و مناظرہ سے اِس وجہ سی ممانعت فرمائی کہ مخالفین تا انقضار مدت حجت تلقین کئے جاتے ہین پس اگر حسب اعتقاد فاضل مخاطب مخالفین آپ سی اور آپکی علمار سے ساکت ہوتی رہے ہین اور اونکو جواب نہین بن آیا تو معلوم ہوا کہ اونکو حجت تلقین نہین ہوئی اور ائمہ رض نے جو کچھہ تلقین حجت کی بابت فرمایا ہی معاذ اللہ دروغ ہی روایت کی الفاظ سنیی آپکی علامہ مجلسی جلد اول بحار مین نقل کرتے ہین - عن ابی عبد اللہ ع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ایاکم وجدال کل مفتون فان کل مفتون یلقن حجتہ الی انقضاء مدتہ فاذا انقضت مدتہ احرقتہ فتنتہ بالنار - انتہی - اس سی صاف ثابت ہوا کہ اعراض و سکوت عجز کی وجہ سی نہین ہو سکتا - اور اگر یہہ ہی تو بندہ بھی عرض کر سکتا ہی کہ اس شہر مین بندہ کی بھی ایک حضرت سید صاحب سی جو اس نواح کے مجتہد سمجھی جاتے ہین تحریری گفتگو ہوئی - اور تیسری یا چوتھی تحریر مین اونہون نے اعراض و سکوت فرمایا تو حسب قاعدہ حضرت مجیب مین بھی کہہ سکتا ہون کہ آخر کو اونکو اعراض ہی کرتے بن آیا قل له اب حضرت مجیب کی نوبت آئی ہی - اقول دیکھہ بھیجگا - بیت قیس فرہاد سے کہدو کہ وہ اس جنگل سے ہٹ بستر ابادہ کے چلدین میری باری آئی قال الفاضل المجیب اقول - اور جب کبھی خدانخواستہ جواب دہی کا موقع آپڑا

لہ امام ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچا اپنی آپکو ہر ایک مفتون کی جھگڑی سی کیونکہ ہر ایک مفتون بغیر گمراہی اپنی مدت تک تلقین حجت کیا جاتا ہی اور جب اوسکی مدت تمام ہو جاگیگی تو اوسکا فتنہ اوسکو آگ مین جلا دیگا - ۱۲ -

تو شتر گربہ لانی لگی اور ایسی تقریرین فرمانے لگی جو مضحکہ اطفال ہون اقول اسکی جواب مین
بجز خاموشی کیا عرض کرین سخت افسوس اور تعجب ہی کہ ابتدا ہی مین یہہ تند الفاظ اور
سخت کلامی شروع ہوئی ہی خدا خیر کری دیکہیی آیندہ کہانتک نوبت پہونچتی ہے
ہنوز دہلی دور است مگر گستاخی معاف - اسقدر عرض کیے بدون رہا نہین جاتا کہ آپنے
محض یہہ ہی ایک اصطلاح سنی ہی ایک اور شتر غمزہ بہی مشہور ہی اگر آپ جنگ جمل کے
واقعات کو بنظر غور و تامل و انصاف ملاحظہ فرماوین تو وہان آپکو بہت سی شتر غمزے معلوم
ہون - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** ہنگامہ ہماری حضرت میر صاحب نے
باوجود التزام تہذیب و اختیار سکوت کے جو کچھہ مجموعہ تشنیعات و تعریضات لطیفہ بطف
کی پیرایہ مین ادا کرکے اپنی بزرگون کے ارواح کو ثواب پونہچایا ہی کسی منصف لبیب پر مخفی نہین ہر چند
خواہش نفس مقتضی ہی کہ ہم بہی اسکی جواب مین کوئی نکتین لطیفہ عرض کرین - لیکن چونکہ ہم التزام کر چکے
ہین کہ کوئی کلمہ خلاف تہذیب و نشستہ نہین لکہین گے اسلئی اسکی جواب مین سکوت کرتے
ہین - قولہ مضحکہ اطفال جو لکہا ہی واقع مین پیر و برنا و طفل و جوان و بالغ نا بالغ مین محققین کے
نزدیک صرف عقل کا ہی فرق ہی - گلستان مین یہہ فقرہ لکہا ہی - بزرگی بعقل ست نہ بسال
پس جو فرقہ اصول دین مین عقل سے دست بردار ہو حتی کہ حسن و قبح عقلی کا قائل نہو وہ عقلا کی
نزدیک مثل اطفال ہے اور ظاہر ہی کہ اگر وہ عقلا کی باتین نہ سمجہی اور ہنسی تو معذور ہی -
بیت نگویند از سر ما نیچہ چرفے * کزان بندی نگیرد صاحب ہوش + اسکا دوسرا شعر گلستان مین
خود ملاحظہ فرمالیجیگا - اقول - اس قول مین ہی حضرت مجیب نے ہمکو بطور تمسخر کیا کچہہ نہین فرمایا
چنانچہ اہل خرد سمجہتی ہین مگر ہم حسب التزام خود اوس سے اغماض کرتے ہین - ہان
حسن قبح کی بحث جو حضرت مجیب نے فرمائی اور اوسکی نسبت ہمپر طعن کیا کہ ہم حسن و قبح عقلی کے
قائل نہین ہین تو اسلئی بمنزلہ اطفال ہوئی - اوسکی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین اور واضح
کرتے ہین کہ کونسا فرقہ عقل و شرع سے دست بردار ہی - لیکن اول ہم اپنی

حسن و قبح

فاضل مجیب ہی سے اونکو اونکی انصاف و مناظرہ دانی کی قسم دیکر پوچھتی ہین خدا کی ہی
ذرا انصاف سے فرمائین کہ بزعم جناب جو فرقہ اصول دین مین عقل سے یہانتک دست بردار ہو
کہ حسن و قبح عقلی کا قائل نہو۔ تو وہ آپ جیسی عقلا کے نزدیک مثل اطفال ہی تو اب
فرمائیے کہ جو فرقہ اصول دین مین شرع اور شارع سے یہانتک دست کش ہو کہ حسن و
قبح شرعی کا بھی قائل نہو بلکہ خداوند تعالی اور عباد پر اپنی عقول کو حاکم قرار دی تو وہ فرقہ
شارع کی نزدیک کس اسم سے موسوم اور کس لقب سے ملقب ہوگا بدون عصبیت و حمیت
و بلا لحاظ خویش و بیگانہ جواب عنایت ہو۔ اس سوال مین دو امر ذرا حیرت انگیز معلوم ہوتے ہین
عقول کا خدا پر حاکم ہونا اور عقول کا عباد پر حاکم ہونا سبحان اللہ کوئی ناواقف اونکو اس عاجز کا افترا تصور
کرے اسلئے مجملاً اونکا ثبوت ضرور ہی۔ امر اول عقول کا خدا پر حاکم ہونا۔ سو اسکا ثبوت یہہی
کہ ابن مطہر حلی باب حادی عشر مین فرماتے ہین۔ الخامس فی انہ تعالی علیہ اللطف
السادس فی انہ تعالی یجب علیہ فعل عوض الآلام الصادرۃ عنہ (الی ان قال)
ویجب زیادتہ علی الالم۔ اس سے بصراحت ثابت ہوتا ہی کہ خدا تعالے پر بحکم عقل لطف اور
آلام کا عوض واجب ہی اور جب لطف اور عوض بحکم عقل اوپر واجب ہوا تو ترک لطف و
عوض بحکم عقل اوپر حرام ہوگا اور ظاہر ہی کہ وجوب و حرمت کا حکم حسن و قبح کا حکم ہی تو اس صورت مین
معاذ اللہ خداوند تعالے بحکم وجوب و حرمت و حسن و قبح اوس فرقہ کی عقل کا محکوم ہی
جو وجوب لطف و عوض کا خدا تعالے پر قائل ہے۔ بلکہ کفار کی عقل کا بھی محکوم ہوا۔
سبحانک اللھم ما قدروک حق قدرک۔ امر ثانی عقل کا عباد پر حاکم ہونا یہہ سراسر بدیہی ہے
کیونکہ جب حسن و قبح عقلی ہین تو حضرات کے نزدیک عقل ہے محسن اور مقبح ہی اور وہ ہی
موجب اور محرم اور مبیح ہوئی نہ ذات پاک خداوند تعالے شانہ تو جب عقل ہی موجب ہوئے

۱؎ پانچوان اس بیان مین کہ خدا تعالے پر لطف واجب ہی ۲؎ چھٹا اس بیان مین کہ جو دکھ خدا تعالی کیطرف سے بندہ کو
پہنچین خدا تعالے پر واجب ہی کہ انکی عوض مین (بندہ کے ساتھہ) کوئے کام کرے ۔۱۲۔

اور وہ ہی محرم اور قبیح ہوئی تو عباد مکلفین پر وہی حاکم ہوئی نہ شارع سبحان اللہ الہی منصب
قربان جسمین خدا تعالے شانہ کا یہہ رتبہ کہ عقل کا محکوم ہو اور عقل کا یہہ مرتبہ کہ خدا تعالے اور
تمام عباد مکلفین اوسکے زیر حکم - اگرچہ اس موقع پر بہت مضامین باقی ہین اور بحث کی بڑی
گنجایش ہی لیکن خوف تطویل اور عجلت وقت ہمکو رخصت نہین دیتی علاوہ ازین حضرت
مجیب کی کلام سے مفہوم ہوتا ہی کہ قائلین بحسن و قبح شرعی علی العموم حسن و قبح عقلی سے
دست بردار ہین - اور یہہ محض غلط اور افترا ہی منشا اسکا یہی کہ نہ اہل سنت کی کتابین دیکھین
نہ اپنی ہی کتابونکو ملاحظہ فرمایا بے دیکھی بھالے اعتراض فرما دیا - یا یہہ کہ باوجود وقفیت
کی انصاف اوعائی نے رخصت نہ دی ہوگی کہ حق لکھتی اور محض بغرض عموم و شمول اعتراض
بلالحاظ پس و پیش عموم کے پیرایہ مین طعن کو آدا فرمایا - ایسی باتون پر اگرچہ ناواقف نازو
افتخار کرین - لیکن واقف تو ضرور زیر لب تبسم فرمائینگی - لیجی ہم اسکا غلط ہونا آپکی ہی معتبر کتاب سے
لکھتی ہین النافع یوم الحشر فی شرح الباب الحادی عشر مین صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے -
اعلم ان الفعل ضروری التصور وھو اما ان یکون لہ وصف زائد علی حدوثہ
اولا الثانی کحرکۃ الساھی والاول اما ان ینفر العقل من ذلک الزائد اولا والاول
ھو القبیح والثانی وھو الذی لا ینفر العقل منہ اما یتساوی فعلہ وترکہ وھو المباح او لا
یتساوی فان ترجح ترکہ فھو اما مع المنع من النقیض فھو الحرام والا فھو المکروہ
وان ترجح فعلہ فاما مع المنع من ترکہ فھو الواجب او مع جواز ترکہ فھو المندوب -

---

ف واضح رہی کہ فعل ضروری التصور ہی پس ماحقیقت اوس فعل کے وسطی ایک ایسا وصف ہوتا ہی جو اوسکی حدوث پر زائد ہو - نہین - دوسرے صورت کی
مثال ایسی ہی جیسی غافل شخص کی حرکت - اور صورت اول مین یا تو یہہ ہوگا کہ عقل اوس زائد سے نفرت کریگی - یا نکریگی - اور اول قبیح ہی اور
دوم وہ ہی کہ عقل اوس سے متنفر نہو - سو یا تو اوسکا کرنا اور نہ کرنا ساوی ہوگا اور اوسکو مباح کہتی ہین اور یا ساوی
نہوگا - پس اگر اوسکا ترک راجح ہو تو اوسکے نقیض ممنوع ہوگی پس وہ حرام ہی اور جو نہین تو وہ مکروہ ہی اور اگر اوسکا فعل راجح ہی پس یا تو
اوسکا ترک ممنوع ہوگا پس وہ واجب ہی - یا اوسکا ترک جائز ہی پس وہ مستحب ہی - ۱۲ -

إذا تقرر هذا فاعلم ان الحسن والقبح يقالان على ثلثة معانٍ الاول كون الشي صفة كمال كقولنا العلم حسن او صفة نقص كقولنا الجهل قبيح - الثاني كون الشي ملائماً للطبع كالمستلذات او منافياً له كالآلام - الثالث كون الحسن ما يستحق على فعله المدح عاجلاً والثواب اجلاً والقبيح ما يستحق على فعله الذم عاجلاً والعقاب اجلاً ولا خلاف في كونهما عقليين بالاعتبار الاولين واما بالاعتبار الثالث فاختلف المتكلمون فيه فقالت الاشاعرة ليس في العقل ما يدل على الحسن والقبح بهذا المعنى بل الشرع فما حسنه فهو الحسن وما قبحه فهو القبيح وقالت المعتزلة والامامية في العقل ما يدل على ذلك فالحسن حسن في نفسه والقبيح قبيح في نفسه سواء حكم الشارع بذلك او لا انتهى بقدر الحاجة - اس کلام سے جیسا یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جو فرقہ حسن و قبح شرعی کا قائل ہی اوسکی طرف یہہ نسبت کرنے کہ وہ علی العموم حسن و قبح عقلی کا قائل نہین غلط اور افترا ہی اسیطرح اس کلام سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ جو فرقہ حسن و قبح کے عقلی ہونے کا قائل ہے وہ علی العموم باعتبار تینون معانی کے حسن و قبح کی عقلی ہونے کا معتقد ہی گو شرع سے ایسی دست برداری ہے کہ کسی اعتبار سے حسن و قبح مین شریعت کے حکم کو دخل نہین ہے تو اس سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ قائلین حسن و قبح شرعی بعض اعتبارات و معانے کر رو سے حسن و قبح عقلی ہونے کے بہی قائل ہین اور جامع بین العقل والشرع ہین

ف پس جب یہہ قرار پالیا تو جاننا چاہئی کہ حسن اور قبح کا حمل تین معنون پر ہوتا ہی اول ہونا ایک شی کا صفت کمال جیسا کہ علم حسن ہے یا صفت نقص جیسا کہ جہل قبیح ہی دوم ہونا کسی شی کا موافق لطبیعت کے جیسا کہ مستلذات یا مخالف طبیعت کے جیسا کہ آلام سوم حسن وہ ہی جسکی کرنے پر مدح عاجل ہو اور ثواب آجل - اور قبیح وہ ہے جسکی کرنے پر مذمت دنیا مین ہو اور عذاب آخرت مین ان پہلی دونون صورتون کے عقلی ہونے مین خلاف نہین ہے - اور سوم کی نسبت متکلمین کو خلاف ہی چنانچہ اشاعرہ کہتی ہین عقل کے نزدیک ایسی کوئی چیز نہین ہے جو اسطرح حسن و قبح پر دلالت کرسکی بلکہ شرع جس چیز کو حسن کہے وہ حسن ہے اور جسکو قبیح کہدی وہ قبیح ہے اور معتزلہ و امامیہ کا قول ہی کہ عقل مین یہ شی ہی جو ہر چیز کی نسبت دلالت کرتی ہی کہ جس چیز کو حسن نفسہ ہوا ہے وہ قبیح نفسہ ہے خواہ اوپر شرع اسطرح حکم دیا ہو یا نہ دیا ہو

اور قائلین بحسن تبیح عقلے کسے اعتبار سے حسن و قبح شرعی کے قائل نہیں ہیں اور حسب قاعدہ
مسلمہ خود شرع سے گویا بالکل دست بردار ہیں بلکہ شرع سے دست برداری کو اپنا مایہ فخر و ناز سمجھتے ہیں
پھر باین ہمہ طرفہ تماشا یہ ہے کہ باوجود اس شرع سے دست برداری کے پھر بسبور ہو کر عقل سے
بیزار اور دست بردار ہوتے ہیں اور شرع کیطرف رجوع کرتے ہیں اور نہ ادھر کے ہوتے ہیں
نہ ادھر کے ہوتے ہیں۔ شیخ علم الہدی امامیہ نے جو مسئلہ تفضیل انبیا علی الملائکہ میں لکھا ہے
اوسکی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ مسئلہ[1] - فی تفضیل الانبیاء علی الملئکۃ
علیہم السلام من املاء علم الھدی - اعلم انہ لا طریق من جھۃ
العلم والعقل علی القطع بفضل مکلف علی اخر لان الفضل المراعی فی
ھذا الباب ھو زیادۃ استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفۃ مقادیر الثواب
من ظواھر فعل الطاعات وان الطاعتین قد یتساویان فی ظاھر الامر وان
زاد ثواب واحد علی الاخر زیادۃ عظیمہ واذا لم یکن للعقل فی ذلک مجال
فالمرجع فیہ الی السمع فان دل سمع مقطوع بہ من ذلک علی شئ عول علیہ
والا کان الواجب التوقف والشک - اسمیں علم الہدی نے صاف طور پر فرما دیا
کہ عقلاً طاعات کے ظاہر سے فضیلت کسی مکلف کے دوسرے مکلف پر دریافت نہیں ہو سکتی
تو لامحالہ سوائے حکم شرع اوسکی دریافت کی کوئی سبیل نہیں حالانکہ یہ حکم آپکے عقل کے خلاف ہوگا

[1] مسئلہ فضیلت انبیاء کی ملائک پر جسب تحریر علم الہدی کے - جاننا چاہیئے کہ علم و عقل کے رو سے ایک مکلف کی
فضیلت دوسرے مکلف پر قطعی طور پر دریافت کرنے کا کوئی طریق نہیں ہے کیونکہ جو فضیلت اس موقع پر مراد ہے وہ
استحقاق ثواب کا زیادہ ہونا ہے اور طاعات ظاہری پر قیاس کر کے ثواب کی مقدار شناخت کرنیکی کوئی سبیل نہیں ہے۔ اور بعض
اوقات دو طاعتیں بحسب ظاہر کے مساوی ہوتی ہیں اگرچہ ایک کا ثواب دوسرے کی ثواب سے کہیں بڑھ کر ہو
اور جب اس معاملہ میں عقل کو دخل نہیں تو استماع (شرع) کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے پس اگر سماع سے یہ معاملہ قطعی طور پر
اسطرح معلوم ہو جائے تو اوسپر اعتماد کیا جائیگا۔ ورنہ توقف اور شک واجب ہوگا ۱۲۔

لیجئی شرع سی دان دست برداری تہی عقل سی یہان بیزاری ہے تو ایسی فرقہ کو
جو عقل و شرع دونو سی دست بردار ہو آپ ہی فرمائین کہ کیا فرمائین گے ہم تو کچھہ عرض نہین کرسکتی
اور اسی کچھ انحصار نہین اس قسم کے بہت سی افادات ہین **قال الفاضل المحبب**
قولہ - مناظرہ فریقین کے کتابین موجود ہین جسکا دل چاہی دیدہ بصیرت کہولکر نظر
انصاف دیکھہ لیوی - **اقول** - واقع مین اپنی دیدہ بصیرت کہولکر نظر انصاف دیکھنا
تو درکنار نظر سرسری بہی ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ہرگز ایسا نفرماتے - **یقول العبد الفقیر**
الی مولاہ شق منفی اگر نظر سرسری کیطرف راجع ہے تو مسلم لیکن آپکو مفید نہین
کیونکہ بسا اوقات آدمی نظر سرسری مین حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھہ لیتا ہی اور اگر
نظر تامل اور نظر سرسری دونو کی طرف راجع ہے تو غلط ہی اور کذب - کاش جیسی عدم
رویت خیالی کے نفی کو علت نفرمانے کی قرار دی تھی - اگر رویت کو علت گذارش تصور فرماتے
تو کسقدر موزون اور قرین انصاف تہا - بندہ نے علاوہ اور کتابون کے تشیید المطاعن کو جو بطور
عاریت چند روزہ دستیاب ہوی تہی بنظر تامل دیکہا اور نیز ایک جلد عبقات مین سے مطالعہ
کیا پس اونکی کیفیت کیا عرض کرون اگر کچھہ کہون تو ڈرتا ہون کہ مبادا آپ اپنی مصنفین و مصنفات
کی اہانت و تحقیر استنباط فرمائین اور بندہ کو بدتہذیبی کے ساتھہ مطعون کرین بہتر یہہ ہی
کہ چپ رہون اور آپ میری اس سکوت سی یہہ سمجھکر دل خوش کرلیجیگا کہ ہماری کتابین
بیشک ہین - لیکن ہان بقول شخصی لیلی را چشم مجنون باید دید - اونکو آپکی آنکہون سے
نہین دیکہا ورنہ جملہ موکدہ بلفظ ہرگز ضرور صادق آتا - **شعر** وعین الرضا[1]
عن کل عیب کلیلۃ * ولکن عین السخط تبدی المساویا * **فق** تعجب ہی
کہ برسون سی تحفہ کی جواب چہپکر شائع ہو گئے - منتہی الکلام کا جواب اوسکی مصنف
کی ہی زمانہ حیات مین شائع ہوا کسی اہلسنت کے عالم بلکہ خود صاحب منتہی الکلام کی یہہ جرات

[1] اور رضامندی کی آنکہہ ہر عیب (دیکہنی ہی) ضعیف ہی - لیکن عداوت کی آنکہہ ہر بیان ظاہر کرتی ہے ۱۲

دہمت نہوئی کہ جواب لکھتا تحفہ کی اجوبہ اور مقتضاء الافہام کا جواب تو ایک طرف تدمت
آیات بنیات کا جواب شائع ہوچکا ہے اور اوسکا مولف زندہ و سالم ہے اوسکی یا اوسکی
کسی ہم مذہب کی طاقت نہین کہ جواب کی جرات کرے باینہمہ پہر ایسا لکھنا حضرت
مجیب کا ہی کام ہے اقول یہہ محض حضرت کی دہی لن ترانیان ہین جنکی نسبت
پیشتر گذارش کرچکا ہون ورنہ حضرت کی مجال کو تو کبھی یہہ جرات و ہمت نہوی کہ بمقابلہ
اہل سنت کے اتنا بڑا کلمہ اپنی منہ سے نکالین اوسکا تو یہہ حال تہا کہ ذرا ذرا سی حدیث کے
جواب مین اوسکی دل و جگر کانپتی تہے مبتلای حیرت و تشویش ہوتے تہے کف
افسوس ملتی تہے پتہر و سنی اپنا سر پھوڑنے کو تیار ہوتے تہی منشی سبحان علی صاحب کا
خط بنام مولوی نور الدین صاحب جو رسالہ المکاتیب مین درج ہے اور اوسکا خلاصہ
و انتخاب آیات بنیات مین بہی نقل کیا ہی اوسکی عبارت ملتقطاً عرض کرتا ہون ملاحظہ فرمایئے
اور سوچئے کہ ایسی اکابر متکلمین شیعہ کی دلی حالت بمقابلہ اہل سنت جو باہم مخفی طور پر
ظاہر کیجاتے تہی ایسی تہے اور بندہ خیال کرتا ہی کہ آپ بمقابلہ ان حضرات کے اپنی آپکو
کچھہ بہی نہ سمجہتی ہونگی تو اس پر قیاس کرلینا چاہیے کہ آپکی دلی حالت بروی عقل و انصاف
اہل سنت کے مقابلہ مین کیسی کچھہ ہوگی منشی سبحان علی خان اپنی اوس خط مین جو بنام مولوی
نور الدین صاحب کے لکھا ہی لکھتی ہین چنانچہ الی بے پایان از بودن سند حدیث اصحابے
کہ بنجوم در عرق شیعہ از تحریر خدام دریافتہ برداشتہ ام برای خدا زود رقمی گردد کہ چگونہ
و چسان سند پیدا کردہ و ہرگاہ سند چنین احادیث در طرق شیعہ یافتہ باز سر را
بکدام سنگ توان زد۔ بجواب اسکی جو کچھہ مولوی نور الدین صاحب نے تحریر فرمایا قابل
ملاحظہ ہی وہ تحریر فرماتے ہین۔ حیرانی و تشویش سامی از ہمہ سیدن سند حدیث
بنجوم کہ ناصب را اتفاق افتادہ بجای خود است۔ پہر اسکی کچھہ بعد تحریر فرماتے ہین
بندہ را حیرانی کہ در خصوص این امر ست نہ از آن جہت کہ امر بافتد و فلان و فلان لازم می آید

بلکہ حیرت ازان است کہ بعد از احالہ است بدو چیز عظیم القدر یعنے قرآن و عترت ارشاد
این معنی کہ اصحاب من مثل ابوذر و سلمان و حذیفہ و مقداد و ابن مسعود بنجوم ہدایت اند ہر
اقتدا کنید راہ دین و نجات خواہید یافت و مہتدی خواہید شد چہ محمل و اشتہ باشد و مزید
حیرت آنکہ بعضی از علما می گویند کہ مراد اہل بیت اند درین معنی بہ بعضی از اخبار و آثار
کہ خلاف اثر اشیخ ابن بابویہ غالبًا در ہدایہ نقل کردہ تشبث دارند درین صورت قطع نظر ازین
تخالف ندکور حدیث اول ہم معارض میشود و الا باید کہ بزرگان قائل شوند بانیکہ معاذ اللہ حال
اہلبیت ہم مانند اصحاب بود کہ جمعی براہ احداث و ردت مرتند و بعضی بر حال خویش
راسخ ماندند و لم یقل بہ احد۔ الے قولہ۔ لہذا حیرت بندہ درین باب نسبت بحیرت جناب
مضاعف خواہد بود سخت حیرتہا دارم کہ کفہای دست را باہم می سایم ارتعاد قلب و جگر خدام برجای
خود ہست بمقتضای بشریت نمیتوان گفت بلکہ عین درد دینی ست۔ انتہی۔ پس اس سے
آپکی فہم اور انصاف کا حال بخوبی واضح ہی اور نیز جب آپ محض فارسی خوان ہین تو آپکو
علمی ابحاث علما سے کیا تعلق اور آپکا قول اسباب مین بروی اعتراف سامی عند العقلا
کیا وقعت رکھ سکتا ہی غایتہ ما فی الباب جو کچھ اس باب مین آپ فرماتے ہین محض
سنی سنائی باتین ہونگی تو وہ بمقابلہ معاینہ کے کیونکر قابل قبول ہو سکتی ہین۔ پس اصل
یہہ ہی کہ وہ جواب ہی اس لائق نہین کہ علما اونکی جواب کیطرف التفات فرماتین
قولہ اگر حضرت اہل سنت ان کتابونکا ملاحظہ فرماتے تو یہہ کب ممکن تہا کہ وہی باتین
جو تحفہ مین مذکور ہین اور اونکی جواب نہایت متانت سے مسکت حضم تحریر ہو چکے ہین
بدون اونکی رد کیے چھوٹے دو دو یا تین تین جزو یا کم و بیش کے رسالے تحفہ مین سے خلاصہ
کرکے شایع کرتے جیسا کہ ہدیہ الشیعہ و ہدیہ الشیعہ والے وغیرہ حضرات نے کیا ہی اقول
یہہ تو پہلے گذارش ہو چکا کہ جوابات تحفہ کا متانت سے مسکت حضم ہونا محض خیال سامی ہے
واقع مین نہ اون مین متانت ہی نہ اونسے اسکات حضم حاصل ہے بلکہ فی نفس الامر

متصف بصحت ہی نہین - اب اسکو آپ ملاحظہ فرمالیجئے کہ بندہ نے ہی تو جواب سوال سائل
آپکی گمانکے موافق تحفہ سے ہی خلاصہ کر کے کچھہ لکھا تہا پہر اسکی تردید مین جناب نے وہی
نقل کیا ہوگا جو تحفہ کے جوابات مین اون مضامین کے جواب مین درج ہے پس خدا کے
لئے ذرا تو عقل و انصاف سے دیکھئے کیا اسیکا نام متانت اور اسکات حضم ہی - مثلاً
الزام تحریف کے جواب مین آپ ہی تحفہ کے جوابمین نقل کرتے ہین کہ اہل سنت کی
روایات سے ہی تحریف قرآن ثابت ہی اور روایات اس قسم کی لکھتی ہین کہ ان المصحف الخ
وسقیمۃ العرب باستثنا علی بن القیاس تمام مضامین کا یہہ ہی حال ہے جناب اسکا نام جواب
متین و مسکت حضم نہین بلکہ اسکو موت کی پنجہ سے جان چہوڑانا کہتی ہین - باقی رہی
یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ چہوٹے چہوٹے رسالی لکھتی ہین - اور جوابات تحفہ کی تردید نہین
لکھتی - پس اسکا جواب پہلے معروض ہو چکا ہی کہ علماء اہل سنت امر مفروغ عنہ کی طرف
بلا ضرورت داعیہ متوجہ نہین ہوتے اور بوقت ضرورت بقدر ضرورت اوسکی طرف توجہ
فرماتے ہین - جب کبہی علماء شیعہ وہی اپنے پرانی اعتراضات جو قدیما اونکی اسلاف
نقل کرتے چلے آتے ہین علمائے اہل سنت کی پاس بہیجتی ہین یا ضعفاء اہل سنت کی سامنے
فخراً یا اغوا پیش کرتے ہین اور وہ اون اعتراضات کے جواب کے لئے اپنی علماء کیطرف
رجوع کرتے ہین تو اوسوقت علماء اہل سنت بقدر تردید و ابطال اعتراضات الزاماً و تحقیقاً
تحریر فرماتے ہین جو محل البصر انصاف پسند ان روزگار رہتا ہی - ہان اگر جوابات تحفہ کا
مسکت حضم ہونا اس اعتبار سے آپ فرمائین کہ وہ جوابات خود آپ ہی اپنی جواب ہین
کہ اونمین مضامین تعصب آمیز حق سے عاری اور انصاف سے خالی اور تقریرات باطلہ و عبارات
لاطائلہ مذکور ہین اور اس وجہ سے مخالفین کو مسکت ہین اور ضرورت جواب نہین تو مسلم لیکن
آپکو کچھہ مفید نہین اور اگر اس اعتبار سے مسکت حضم ہین کہ اونمین ایسی مضامین عالیہ حقہ
صحیحہ مندرج ہین کہ اونمین نہ جائے انگشت نہادن باقی رہی ہے اوزگفت و شنید

اور تحفہ کی کسی استدلال کو ہر ایک مجیب نے سالم باقی نہیں چھوڑا تو غلط ہی کیونکہ اول جواب تحفہ کا
جو بنام نزھہ لکھا گیا ہی جب وہی نہایت متین اور مسکت خصم اور غایت درجہ شافی و وافی
و استیفا کو متضمن ہے چنانچہ ہماری حضرت مجیب بھی فخراً اوسمین سے نقل کرتے ہین
جسکی کیفیت اپنی موقع پر واضح کیجائیگی پھر اسکے بعد اس تطویل کی کیا حاجت تھی جو
متاخرین شیعہ نے بعض بعض ابواب کے بزعم خود جواب تحریر فرماکر شائع فرمائی اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ نزھہ اپنی مطلب مین کافی نہیں تھا پھر صاحب عبقات نے تو اور بھی رہی سہی
اجوبہ سابقہ کی وقعت کھو دی اور واضح کر دیا کہ تحفہ کے مصائب سے شیعیان پاک کو قیامت
تک بھی رستگاری ممکن نہین اور ہر ایک لاحق اپنے سابق کی کوتاہی و عجز واضح کرتا ہی
پس آپکا اون جوابون پر ناز فرمانا سراسر خلاف انصاف ہی اور اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہی
کہ تحفہ کس رتبہ کی کتاب ہی اور اسکی مضامین کسقدر متین اور مسکت خصم ہین۔ قولہ اگر
حضرت مجیب کو دعوی اور حوصلہ ہی تو بسم اللہ کسی جواب کا جواب تحریر فرماوین آیات بینات
کی جواب کا ہی جواب لکھین تحفہ الاثنا عشریہ جواب ہدیہ شیعہ چھپکر شائع ہوا ہی اوسکی جواب
الجواب کیطرف متوجہ ہون اور نہین تو ایک چھوٹا سا رسالہ برق لامع منظوم ہی اوسکا ہی جواب
لکھین مگر جب مناظرہ کی کتابین ہی نہ دیکھین تو اور کیا کرین۔ اقول جناب میر صاحب گستاخی
معاف چونکہ ابتدا اس تمہید سے کتب مناظرہ ہی آپنے دیکھی ہین اسلیئے تخیلات کا طبع ملازم ہے
استیناہی اسکا علاج کتب مذہبی دیکھکر معجون انصاف و جوارش تحقیق حق سے فرمائی
مبنی اس تخیل کا محض کبر و اعجاب نفس ہے مستحیل الجواب تو آپکی اسلاف مثل شیخ مفید و شیخ
صدوق وغیرہ کے رسائل و کتب بھی نہین ہین بلکہ مستحیل الجواب تو کیا عسیر الجواب بھی
نہین ان بزرگون کے بعض رسائل و کتب موجود ہین جنکی بحول اللہ تعالے آسانی
تردید ہوسکتی ہی۔ مگر اصل یہہ ہی کہ علماء اہل سنت نے حضرات کو اور حضرات کی
کتب کو اور حضرات کے مذہب کو اور اسیطرح خوارج کو کبھی کسی شمار مین نہین سمجھا

اور ہمیشہ بے حقیقت اور لاشی محض سمجھتے رہی یہ ہی وجہ ہی کہ کتب مذہب فقہ اصول غیرہ مین
جب خلافیات مسائل ذکر کیئی جاتے ہین آپ صاحبونکا کوئی نام تک ہی نہین لیتا
الا ندرۃً وشذوذًا - اور آپکی لیئی ہمارا مقابلہ اور ہمارا جواب دینا سرمایہ نازو افتخار ہی چنانچہ
آپکی تمام کتب مذہبی اس دعوی کے شاہد ہین چنانچہ ہماری اقوال کا ذکر آپکی علماء شذوذًا
وندرۃً ترک کرتی ہین ظاہر ہی کہ مقصود بالبحث والاعتنا وہی مذہب سمجھا جاتا ہی جسکی دلیلین
کچھہ وقعت ہو جب ہم آپ کو اور آپکی مذہب کو کچھہ سمجھتی ہی نہین تو اوسکی ابطال مین اسطرح
کیون منہمک ہونگی جس سے اوسکی طرف اعتنا اور اہتمام ثابت ہو ہان بوقت ضرورت
یا جس موقع مین عوام کی گمراہی کا خوف ہو وہان البتہ کچھہ لکھہ دینگی ہمارا مذہب بحمدہ تعالی
اصولا وفروعًا غبار نقص وعیب سی پاک وصاف ہی اور مخالفین کے ہدایہ کیے توقع منقطع ہی
اس فعل عبث کی طرف کیون متوجہ ہون علاوہ ازین آجکل ہندوستان مین بہت مذاہب
اسلام کے مخالف مثل نصاری وہنود وآریہ وبرہمو وغیرہ رائج ہین اور روزانہ اونکی تحریرین
چھپتی اور شائع ہوتی ہین جو اصول اسلام کے مخالف اور اوسپر حملہ آور ہوتی ہین اور اہل اسلام
مین سی کوئی اونکی جواب کیطرف قلم ہی نہین اوٹھاتا تو کیا کسی عاقل کے نزدیک
یہہ دلیل عجز وبیچارگی ہوسکتی ہی حضرت ہی سے پوچھتا ہون کہ جسقدر تحریرین ہنود ونصاری
کی مثلاً مخالف اسلام شائع ہوچکی ہین کیا علماء شیعہ نے اون سب کا جواب لکھا ہی
تو کیا اسکو دلیل عجز وبیچارگی تصور فرمائینگی حاشا وکلا پس عدم تحریر جواب کو
دلیل عجز وبیچارگی سمجھنا خطا ہی - قطع نظر اس سے جن رسائل کے جواب کی نسبت دعوت
فرماتے ہین اور جنکو اعجاز کے مرتبہ مین مستحیل الجواب قطع رفرماتے ہین اگر اس اعجاز کی
یہہ وجہ ہی کہ ہم سے اونکی فحش اور بیہودہ اور گالیون کا جواب نہین ممکن ہی تو مسلم اس عیبناکی
بیشک ممکن ہی خصم مین اور اگر باعتبار علمی مضامین کے اور دلائل مثبتہ اصول مذہب
کی بیخکنی کے اعتبار سی فرماتے ہین تو آپ اون دلائل کا انتخاب فرماکر بھیجدیجئی پھر دیکھی

کہ مستحیل الجواب اور سکت خصم ہین یا نہین - رہا بندہ کی نسبت کتب مناظرہ کی ناواقفیت
کا الزام کسیقدر صحیح ہی کہ مجکو تو ابتدا سن رشد سے اسکا شوق نہین ہوا اور نہ کبھی اسمین انہماک
رہا البتہ آپ صاحبون کی چھیڑ چھاڑ کے بدولت نے الجملہ اسطرف توجہ ہوئی حضرات
کی اصول مذہب کے واقفیت حاصل کی - اور کتب مناظرہ کسیقدر دیکھین - چنانچہ اسکی کیفیت
مطاوی ابحاث مین منکشف ہوجائیگی - لیکن مین حیران ہون کہ ہماری حضرت مجیب کو
کتب مناظرہ سے کیا فائدہ حاصل ہوا باعتبار نفع دین کے تو سابقاً معلوم ہوہی چکا
جو ائمہ کرام رضی اللہ عنہم نے متکلمین شیعہ کے مناقب بیان فرمائی اور اونکو
بشارتین دین سود دینی فائدہ تو یون برباد ہوا البتہ اگر کچھ دنیاوی نفع ہو تو مضائقہ
نہین لیکن وہ اہل دیانت کی نزدیک بعوض نفع دینی قابل اعتبار نہین پھر معلوم
نہین اسپر اتنا ناز و افتخار کیون ہی - **قال ان تفاضل المجیب** قولہ - توجناب سائل کے
اس طرز جدید اختیار کرنے سے دو احتمال ہوتے ہین ایک تو یہہ کہ واقعی تحقیق حق
مدنظر ہے اگر یہہ ہی تو چشم ما روشن دل ما شاد دوسری یہہ کہ عوام اہل سنت کے لیے محض تزویر
و تسویل ہی بہرکیف جو کچھہ ہی وہ ابہی کہلا جاتا ہے **بیت** بوقت صبح شود ہمچو
روز معلومت + کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور + اقول - حضرت یہہ طرز جدید نہین
وہی قدیم طرز ہی کہ جسکا جواب آپکے علماء بزعم خود دیتے آئے اور ہرگز عہدہ برا نہین
ہوسکی - چنانچہ انشاء اللہ اگر آپ اس میدان مین ثابت قدم رہینگی تو آپ پر بخوبی
روشن ہوجائیگا - **یقول العبد الفقیر لے مولاہ** اہل سنت کا عہدہ برا
ہونا تحریرات منشی سبحان علیخان صاحب و مولوی نورالدین صاحب سے بخوبی واضح
ہی اور نیز آپکے تحریر ہی گویا خلاصہ مضامین سلف کا ہی اسکی جواب سے بھی انشاء اللہ تعالے
بخوبی واضح ہوجائیگا کہ فریقین مین کونسا فریق دوسری کے جواب سے فی نفس الامر
عہدہ برا نہین ہوسکتا اور کسیقدر اس تحریر کے ابحاث سابقہ سے واضح ہوہی چکا ہی

پہر معلوم نہین کہ اسی فضل و کمال کے پہروسی پر یہہ دہمکیان ہین کہ اگر آپ اس میدان
مناظرہ مین ثابت قدم رہی تو آپ پر بہی بخوبی روشن ہوجائیگا یا کوئی دم واپسین
کسی خاص وقت کے لیئے محفوظ رکہہ چہوڑا ہے۔ اہل انصاف ذرا غور فرمائین یہہ تو
ظاہر ہی کہ مسئلہ امامت مع اپنی شرائط و توابع و لواحق کے شیعہ کے نزدیک اصل
اصول دین مثل توحید و نبوت کے واجب الایمان ہی اور اہل سنت اوسکو اصلی اعتقادی
نہین کہتی علے ہذا القیاس اوسکی شرائط وغیرہ مین گفتگو ہی کہ شیعہ انکو واجب الایمان
اعتقاد کرتے ہین اور اہل سنت کے نزدیک اونکا کچہہ ثبوت نہین۔ توحید اور نبوت
باہم متفق علیہ معاد اخروی جسکو قیامت کبری سے تعبیر کرتے ہین وہ بہی متفق علیہ
ائمہ رضا اور انکی عہد حقیقی یا بزعوم شیعہ کا دار دنیا مین پہر رجوع فرمانا جسکو رجعت اور قیامت
صغری کے ساتہہ تعبیر کیا جاتا ہی مختلف فیہ ہی کہ شیعہ کے نزدیک واجب الاعتقاد ہی اور
اہل سنت کے نزدیک نہین۔ پس اس صورت مین اہل سنت کا جو اعتراض ہی وہ صرف
مذہب تشیع پر ہی اور اوسکا بیخ کن ہے کیونکہ اہل سنت اون اصول مین سے جنکی صرف علماء
شیعہ مدعی ہین جس پر اعتراض کرینگے وہ اعتراض اصول مذہب شیعہ کو صدمہ رسان ہوگا
اور اہل تشیع اہل سنت کے کسی اصل مذہب پر اعتراض نہین کرسکتی کیونکہ توحید و نبوت
و معاد متفق علیہ اور امامت خود فروع مین معدود ہی تو علماء شیعہ اہل سنت کے
اصول مذہب سے کسی اصل کو اپنی اعتراض سے صدمہ نہین پونہچا سکتی۔ ہان غایت
سے غایت باعتبار اصول مذہب یہہ اعتراض کرسکتی ہین کہ اہل سنت بعض اصول
اعتقادیات کے منکر ہین جنپر مدار ایمان ہے اور ظاہر ہی کہ اس صورت مین اس امر کے
اثبات کا عہدہ بہی حضرات شیعہ ہی پر ہوگا کہ ان امور کا اصلی اعتقادی ہونا
ایسی دلائل قطعیہ سے ثابت کرین جو اثبات مسائل اصلیہ اعتقادیہ کے لیئے کافی
ہون اور جسقدر دشواری مدعی اور مثبت کو ہوتی ہے نافی کو نہین ہوتے

پہر اسکی معارضہ مین اہلسنت کہتی ہین کہ آپ نے اون امور کو جنکا دلائل قطعیہ سے
اصلی اعتقادی ہونا پایہ ثبوت کو نہین پونہچتا اصلی و اعتقادی اعتقاد کرنا کہا ہی اور جیسا
اعتقادی کا انکار مذموم ہی غیر اعتقادی کو واجب الاعتقاد اعتقاد کرنا بہی مذموم ہوگا
تو اس تمام گذارش سے جو اجمالاً عرض کے ہی اہل فہم و انصاف سمجہہ سکتے ہین کہ ہم مین سے
کونسا فریق عہدہ برا نہین ہوسکتا اور کس فریق کو دوسرے کے مقابلہ مین دشواری
پیش آرہی ہے قول یہ ہر دو احتمال بجائی خود نہین خدانخواستہ مجکو اپنی عقیدہ
مین کسیطرح کا شک و ریب نہین ہین نے اپنے علم و عقل کے موافق اپنی مذہب کے
حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ حاصل کر لیا ہی اور یہہ محض دعوی لسانی ہی نہین
بلکہ بفضلہ تعالی ثابت بہی کرسکتا ہون بالفرض بفرض محال مثل شریک باری اگر اسکی خلاف
حق ثابت ہو تو اوسکی تسلیم کرنے مین کچہہ عذر نہین - اقول سبحان اللہ یہان تو
ہماری حضرت مجیب مجتہد کیا بلکہ امام بن بیٹہے یا یہہ شوراشوری یا وہ بے نمکی یا تو
یہہ ارشاد تہا کہ مین محض فارسی خوان ہون اور لفظ مولوی کی اطلاق کو بہی سخریہ و استہزا
سمجہتا ہون - یا یہہ کہ اپنی مذہب کی حقیت مین حق الیقین کا مرتبہ یہانتک حاصل
کر لیا ہی کہ اوسکا حق الیقین ہونا اپنی خصم پر بہی محقق و ثابت کرسکتی ہین - پہر اس فضل
و کمال پر اگر عوام و خواص شیعہ آپکی قدم لین اور آپ پر فدا ہون تو انکا فخر ہے - اور
امام شیعین اور فخر الاولین و الآخرین کے لقب سے ملقب کرین تو اونکو زیبا ہی - اب اس سے
خیال فرمایئے کہ بندہ نے جو سابقاً عرض کیا تہا کہ سابقین سے سبقت کا قصد کیا
جسپر آپ جہلا اوٹہی وہ کچہہ بیجا نہ تہا مگر مین حیران ہون کہ حصول مرتبہ حق الیقین کے ساتہہ
یہہ جملہ آپنے قید لگائی ہی (اپنی علم و عقل کے موافق) اس قید کے کیا معنی ہین کیا
مرتبہ حق الیقین مین بہی باعتبار علم اور عقل اشخاص کے تشکیک ہوتے ہے اس سے
اہل خرد بخوبی سمجہہ سکتے ہین کہ آپکے محض تخیلات و وہمیات کو مرتبہ حق الیقین مین

سمجھتی ہیں اور آپ جانتی ہی ہنیں کہ حق الیقین کسکو کہتی ہیں اور ظاہر ہی کہ حصول مرتبہ حق الیقین بطریق کشف
یا الہام یا تحدث یا استخارہ طاق وغیرہ کی تو ہو گا۔ کیونکہ نہ یہہ طریق یقین ہیں اور نہ اپنی خصم پر مدعا کا
اثبات ممکن اور نیز نہ آپکو ان کی کسی مخبر صادق نے خبر دی نہ آپ پر وحی نازل ہوی اور علاوہ انکی اور
کوی طریق علم یقین کا ایسا حاصل ہنیں ہوا جو مثمر یقین کو ہو جز اسکی کہ یہہ مرتبہ حق الیقین کا جو آپنی
اصولاً و فروعاً حاصل کیا ہی بعد استیفا ادلہ تفصیلیہ کے ادہنیں نظر و استدلال سے اور بعد جتوا رائے تبوقف علیہ
الادلہ اور ادنسی کما حقہ ماہر ہو کر حاصل کیا ہو گا کیونکہ تقلیداً اس مرتبہ کا حصول ممتنع ہی
اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ علوم آلیہ کے جاننی پر موقوف ہی اور نیز اسپر موقوف ہی
کہ کتاب اللہ کو بسلاسل سند متواترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا ہو
اور نیز احادیث کو باسانید صحیحہ یاد کیا ہو حالات رجال سے آگہی ہو اور مطالب اصولیہ کتاب
سنت کی اوامر و نواہی عام و خاص و مؤول و مشترک و حقیقت و مجاز و ناسخ و منسوخ وغیرہ
کا واقف ہو اصول صحیحہ جامعہ اوسکی پاس موجود ہوں اور اون کے ہر ایک موقع کا واقف ہو اور موارد
استعمال ہی محفوظ ہوں جب یہہ امور حاصل ہونگی تو بطریق نظر و استدلال یقین باطن
مسائل کا حاصل ہو گا۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ میں محض فارسی خوان ہوں نہ کتاب اللہ
کی سمجھ ہی جسپر دارومدار اصول عقائد کا ہی بلکہ کتاب اللہ مقبل متواتر تحریف ہی
محفوظ شیعہ کے پاس موجود ہی ہنیں ہے اور جو موجود ہی وہ نہ بتواتر شیعیان ثابت
ہی اور نہ حسب اعتقاد محدثین و مفسرین شیعہ تحریف سے خالی بلکہ بتواتر محرف ہونا اوسکا روایات
سے محقق ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ کتاب اللہ موجود متواتر غیر محرف ہی تو اون
اکابر بزرگان دین کی نسبت کیا فتوی دین گے جنہوں نے بڑی شد و مد سے اسکو
محرف ثابت کیا ہی چنانچہ بحث تحریف میں مفصل اسکا ذکر آئیگا اور یہہ آپ جانتی ہیں
کہ تکذیب کتاب اللہ اور انکار متواتر کیسا ہی۔ اور نہ حدیث سے آشنائی ہی اور ان کے
سمجھنی میں دوسروں کی محتاج ہیں کہ وہ ترجمہ عبارت کریں اور آپ سمجھیں خواہ غلط

ترجمہ کرین یا صحیح علاوہ ازین علوم آلیہ کی بھی تقریبًا ایسی ہی حالت ہوگی صرف ونحو سے
بیخبری معانے وبیان وغیرہ سے ناواقفیت تو اس صورت مین تو آپکو صحت مذہب
مین مرتبہ علم الیقین کا بھی حاصل نہین ہوسکتا ہی چہ جائیکہ مرتبہ حق الیقین کا جو
بالاترین مراتب یقین ہی حاصل ہو۔ بہرکیف اگر دعوی محض فارسی خوانی کذب ودروغ ہو
اور یہہ سب مبادی مذکورہ آپکو مستحضر ہون تو غایتہ سے غایت آپکو صحت مسائل مین علم الیقین کا
مرتبہ حاصل ہوگا جو مرتبہ مجتہد ہی لیکن آپ مدعی حصول مرتبہ حق الیقین مین جو اعلے ترین
مراتب سے ہی اور محسوسات وبدیہیات اولیہ سے بھی زیادہ اطمینان بخش ہے اور
انبیاء وصدیقین کے مراتب سے ہے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ شاید دعوی
نبوت یا امامت مکنون خاطر ہوگا مگر جیسا اجتماع محض فارسی خوانی کا اور اس مرتبہ کی
حصول کا محال تھا اس سے زیادہ اجتماع کذب وحصول مرتبہ حق الیقین ممتنع ہی
پس مین متحیر ہون + حضرت یا زمین پر تھی یا آسمان پر جا بیٹھی شاید فارسی خوانی
اس غرض سے ظاہر کی ہوگی کہ اگر مناظرہ مین الزام کہا جائین تو کچھہ بہت ندامت وبدنامی
نہو۔ زیادہ سے زیادہ یہہ ہی مشہور ہوگا کہ ایک فارسی خوان تھا کیا ہوا جو الزام کہا گیا
غرض اگر اس تحریر کو لحاظ کیا جاتا ہے تو محض فارسی خوانی کی ہی تصدیق ہوتی ہی
بلکہ اس تحریر کی آپکی طرف منسوب ہونی مین بھی شک ہوتا ہی اور بھی کچھہ نہین تو
دوسرونکی امداد ضرور ہوگی اور اگر ادعای حق الیقین کو دیکھا جاوی تو قطع نظر اس سے
کہ اس دعوی کو یہہ آپکی تحریر زبان حال سے مکذب ہی محض فارسی خوانی
غلط ہوئے جاتی ہے۔ ہم جہانتک اس تحریر مین بغور وتامل نظر کرتے ہین کہین اس
عظیم القدر دعوی کا ثبوت نہین دیکھتے بلکہ ہر بحث سے اسکی نقیض کا ثبوت پیدا ہوتا ہی چنانچہ
بعض مضامین ہی جو ابحاث سابقہ کی ضمن مین مذکور ہوئی ثابت ہوتا ہی اور ابحاث آئندہ ہی
بخوبی ثابت ہوگا۔ ہر دو احتمالات کی تردید وتغلیط سے یہہ ثابت ہوا کہ آپکو تحقیق حق ہرگز

مدنظر نہین ہی کیونکہ احتمال اول تحقیق حق ہی دیتی علاوہ ازین آخری فقرہ متضمن تعلیق
بالمحال مزعوم باین ہمہ بفرض محال سے آخر تک اس مدعا کو آشکارا طور پر ثابت کر رہا ہی پھر معلوم
نہین کہ انصاف و تحقیق حق کا حکم بمصداق قولہ تعالیٰ اتامرون الناس بالبر دوسرے کی ہی لیئی ہے
یا اپنے ہمہ عبارت آئندہ مین احتمال اول کو تسلیم کر لیا اور فرمایا بلکہ اصلی غرض فرقہ اہل سنت
کی ہدایت عموماً اور اپنی شفیق کی خصوصاً الخ اور بندہ کے غرض تزویر و تسویل سے
یہہ ہی تہی پس انکار احتمالین اس مناظرہ ڈالنے پر تعجب انگیز ہی قولہ اور تزویر و تسویل سے
مجکو کیا حاصل - مولوی مین نہین مسجد کا واعظ مین نہین مذہبی خدمت سے معاش مین
حاصل نہین کرتا مرجع خلائق مین نہین کہ خواہ مخواہ دوکان جمانی کے لیئے ایسی باتین
کرون پھر لوگون کو فریب مین پھنسانے سے مجکو کیا ظاہری فائدہ ہوگا اقول معلوم
نہین حضرت نے ان اشارات و کنایات کا مورد اپنی ذہن عالی مین کسکو قرار دیا ہی اور
یہہ تعریضات کسکی طرف راجع ہین - اگرچہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے
اپنی علماء اکابر و مقتدایان مذہب مجتہدین و غیرہ کو تو کا ہیکو مراد رکھا ہوگا بندہ عاجز یا
اوسکی دوسری ہم مذہب مراد ہونگی لیکن بفرض تسلیم اگر ان تعریضات کا اطلاق ہمپر من وجہ بھی
ہو سکیگا تو حضرات مجتہدین شیعہ جنمین یہہ سب اوصاف مع شئی زائد پائی جاتی ہین
ان تعریضات کے ساتھہ اولے واحق ہونگی بیت شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی
گو مشت خاک بامم بر باد رفتہ باشد + قطع نظر اس سے ہماری حضرت مجیب بھی تو بزعم خود
درجہ اجتہاد حاصل کر چکی ہین تو اور مرجع خلائق بنی - اور دوکان جمانی کے لیے کیا سر پر
سینگ نکلتی ہین مذہبی خدمات سے معاش یون ہی پیدا کیجاتے ہی - قبلہ و کعبہ بنی
کی دیر تہی کہ سب کچھہ موجود - مخالفین سے مناظرہ کر کے شہرت پیدا کی موافقین کو
فتوی دیہی کنایۃً و دعائی اجتہاد فرمایا پھر مجتہدین مین بیٹہی پھر کیا تہا چراغ روشن
مراد حاصل - اجی حضرت آج ہی کیا تہا اس کشت کا ثمرہ آئندہ دیکھیگا - خدا خواہ

اہل سنت تو فریب مین آنے سے رہی ہان اپنے ہم مذہبونسی توقع مفاد رکھنی چاہیی
اہل سنت کو تو اگر براہ تقیہ سنی بنکر فریب دیتی تو شاید کوئی شقی اولی شامت کا مارا گمراہ
ہوجاتا چنانچہ حضرت کی بعض بزرگون نے ایسا کیا ہی - رشید الدین محمد بن علی بن
شہر آشوب سروی اپنے کتاب معالم العلماء مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی
فرماتی ہین - ابو الحسن[1] محمد بن ابراهیم بن یوسف الکاتب وکان علی الظاهر
یفتی علی مذهب الشافعی تقیة من کتبه کشف القناع لعده الاستعداد
واس امر کو آپ خوب سمجھتی ہین کہ یہہ بزرگ شافعیہ کا ہیں کیون بد لتے تہے - قو[2] بلکہ اصلی
غرض فرقہ اہل سنت کی ہدایت عموماً اور اپنی شفیق کی جو اس مباحثہ مین واسطہ ہین اور محض انکی
خاطر سے یہہ بحث شروع ہوئی ہی اونکی ہدایت خصوصاً اقول کاش آپ جانتی کہ آپ اپنی
اس غرض مین مخالف امام اور مرتکب حرام و عاصی و گنہگار بروی اپنی مذہب کے ہین - اس سے
بہی معلوم ہوتا ہی کہ آپ کو اپنی مذہب کی کچہہ خبر نہین ہی - لیجئی ہم ہی بتلائی دیتی ہین کیا
احسان مانینگی علامہ مجلسی بحار مین نقل کرتے ہین اوسمین سے چند روایات نقل کرتا ہون
اونکو ملاحظہ فرمائیی - عن[3] ابی النضر عن یحیی الحلبی عن ایوب بن الحر قال سمعت
اباعبد الله علیه السلام یقول ان لجلا اتی ابی فقال انی رجل خصم اخاصم من جب
ان یدخل فی هذا الامر فقال له ابی لا تخاصم اخذا فان الله اذا اراد بعبد خیرا
نکت فی قلبه حتی انه لیبصر به الرجل منکم یشمی لقائه - عن ابی عبد الله علیه السلام

[1] ابو الحسن محمد بن ابراہیم بن یوسف کاتب ظاہر مین تقیہ کی طور پر شافعی کی مذہب کے موافق فتوی دیا کرتا تہا اوسکی تصانیف سے کشف القناع عن عدۃ الاستعداد ہین ۱۲

[2] یعنی امام ابو عبد اللہ سے سنا وہ فرماتی تہے ایک شخص میری والد کی پاس آیا اور کہا کہ مین بحث کرنیوالا ہون جسکو مین
پسند کرتا ہون کہ تشیع مین داخل ہوجائے اوس سے بحث کرتا ہون میری والد نے اوسکو فرمایا تو کسی سے نہ جہگڑ
کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ کی ساتہہ بہلائی چاہتا ہی تو اوکو دلمین نقطہ کر دیتا ہی یہانتک کہ وہ اوسکی سبب تم مین سے جس کو دیکہتا ہی
اوسکی ملاقات کی خواہش کرتا ہی - ۱۲

قال[۱] لاتخاصموا الناس فان الناس لو استطاعوا ان یحبونا لاحبونا ان اللہ اخذ میثاق شیعتنا یوم اخذ میثاق النبیین فلا یزید فیھم احد ابدا ولا ینقص منھم احد ابدا — ابی عن صفوان وفضالۃ عن داود بن فرقد قال[۲] کان ابی یقول مالکم ولد عاء الناس انہ لا یدخل فی ھذا الامر الا من کتب اللہ لہ ان وہات سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اس غرض سے جھگڑنا کہ لوگ اپنی مذہب سے پھر کر شیعہ بن جائین منع اور ناجائز ہی پس اس سے آپ خیال فرمالیجئی کہ آپنے جو اپنی غرض اس مباحثہ سے ٹھہرائی ہی وہ کسقدر ردی اور چونکہ علت ہی عموم کو مقتضی ہے اور نیز سابقاً بروایات معتبرہ ثابت ہوچکا ہی کہ ظہور امام آخر الزمان تک زمانہ تقیہ مستمر ہی تو یہہ نہی ائمہ گذشتہ کی زمانہ امامت پر ہی منحصر نہین ہوسکتی - علاوہ ازین اگر مباحثہ و گفتگو سے آپکی غرض اصلی یہہ ہی تھی تو اول غلطی یہہ کہائی کہ آپنے اپنی آپ کو محض فارسی خوان ظاہر کیا کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ جسکو علوم کتاب و سنت کی خبر نہین محض فارسی خوان ہی وہ کیونکر مطالب عالیہ کتاب و سنت کیطرف دوسرونکو ہدایت کرسکتا ہی بلکہ وہ مصداق اس مصرعہ کا ہی ع او خویشتن گم ست کرا رہبری کند + معہذا اگر لفظ ہدایت سے ہدایت مزعومہ مراد ہی تو حسب قول ع برعکس نہند نام زنگی کافور + تسمیہ اشیاء باسمہا صدہ اور اگر ہدایت واقعی اور نفس الامری مراد ہی تو یہہ حضرت کا کام نہین - حق تعالے شانہ اپنی فضل و کرم سے اہل سنت کو متمسک بالثقلین اور متبع صحابہ کرام نجوم ہدایت فرماکر حقیقی و نفس الامری ہدایت پر ایسا مضبوط و مستحکم فرما رکھا ہے

---

[۱] امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی فرمایا لوگونسے بحث و مباحثہ نکرو کیونکہ اگر تمکو لوگ دوست رکھتے تو بیشک دوست رکھتے اللہ تعالی نے جسدن انبیاء سے عہد لیا تھا ہماری شیعونسے بھی عہد لیا تھا اب انمین کوئی زیادہ ہوسکتا ہی نہ کوئی کم ہوسکتا ہی ۔ [۲] میرا باپ کہتا تھا تمہین لوگون کو اپنی دین کیطرف بلانی سے کیا تعلق کیونکہ اس دین مین کوئی شخص سوا اوسکی جسکو خدا نے لکھدیا ہی داخل نہین ہوسکتا - ۱۲ -

کہ تشکیک مشلک سے تذبذب محال ہے۔ الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی
لولا ان ہدانا اللہ ولہ الحمد فی الاول والآخرہ قولہ شعر جو حضرت نے لکھا ہی وحی
طبع پر دال ہے اسکا جواب کیا لکھین مگر بات یہہ ہی کہ ہماری مجیب عالم و فاضل ہین
اور اہل علم کی نظر مآل پر ہوتی ہے دور اندیشی فرما کر اپنے نفس نفیس سی ہی مخاطب ہین
اقول سبحان اللہ ابہی تو مین آپکی نزدیک گمنام تہا ابہی عالم و فاضل ہوگیا۔ خیر بہر کیف
اگر نظر انصاف واقعی سے اس تحریر کو ملاحظہ فرمایگا تو واضح ہوجائیگا کہ اس شعر مین
آپکا مخاطب آپ سے مخاطب ہی یا اپنے نفس سے ورنہ انصاف پسندان روزگار سی
دریافت فرمایجیگا۔ اس سی زیادہ اور کیا عرض کرین قولہ چشم ما روشن دل ما شاد
تحریر فرمانا درست معلوم نہین ہوتا کیونکہ اگر اس مباحثہ سے آپکا دل شاد و چشم روشن
ہوتی تو شروع ہی مین یہہ سخت کلامی نفرماتے بلکہ نہایت نرمی و ملائمت و اخلاق سی
پیش آتے اقول کیسقدر سخت کلامی اگر کی گئی ہے تو صرف حضرت کی تعریضات کے
مقابلہ مین کی گئی ہی وبس۔ اگر آپ اسکی بنیاد نہ باندہتی تو بندہ سے بہی کوئی
کلمہ ثقیل نہ سنتی۔ معہذا مخالفین کے مقابلہ مین ہرجگہ نرمی و ملائمت و اخلاق اپنی
چشم روشن و دل شاد ہونے کو مستلزم نہین ہے بلکہ بعض مواقع مین غلظت و شدت
محمود ہوتی ہے تو یہہ تفریع غلط ہی۔ ہان اگر بجای اسکی یہہ فرماتے کہ ہمکو تحقیق حق
مدنظر نہین ہی (چنانچہ ابہی بصاف انکار کر چکی ہے) تو چشم ما روشن دل ما شاد فرمانا درست
معلوم نہین ہوتا تو بجا تہا کیونکہ چشم کا روشن اور دل کا شاد ہونا تو تحقیق حق پر مترتب تہا
اور جب وہی جاتا رہا تو یہہ بہی درست نہوا۔ لیکن مشکل یہہ ہی کہ اگر تحقیق حق سے انکار
کرین تو کیونکر کرین کہ صریح خلاف انصاف ہی۔ اور اگر اقرار کرین تو کسطرح کرین کہ مستلزم
تشکیک فی المذہب کو ہی۔ خیر حسب موقع اقرار یا انکار جو مناسب ہوتا ہی وہ کرتے ہین
قال الفاضل المجیب قولہ اسلیئے مناسب خیال کیا کہ چندی اپنے وقت

گرانمایہ کو اسمین صرف کرون کہ احدی الحسنیین سے خالی نہوگا - اقول - مباحثہ مذہبی کیا
ایسا خفیف کام ہی کہ اوسمین وقت صرف کرنیکو وقت گرانمایہ کہا جاے اگر غور فرمائیے
تو یہہ اعلے درجہ کی عبادت ہی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** اس سے
صاف مثل روز روشن ظاہر و باہر ہے کہ حضرت میر صاحب اپنی مذہبیات کے کوچہ سے
بالکل نابلد ہین جہانتک روایات شیعہ مین غور کیا جاتا ہے اوس سے ثابت ہوتا ہی
کہ جدال و مباحثہ کرنا حرام اور خلاف اللہ و رسول ص و ائمہ ع کے ہی بلکہ مباحثہ کرنا دین سے
نکلنا اور رسول ص کی زبانی بشہادت ائمہ ملعون ہوتا ہے چنانچہ کچھہ روایات معتبرہ
سابقًا مذکور ہوچکی ہین اور کسیقدر اب معروض ہونگی تو معلوم نہین ہماری مجیب لبیب
مباحثہ کو کس بنیاد پر اعلی درجہ کی عبادت قرار دیتے ہین اور کیون ہم پر معترض ہین - مگر
ہان اگر ملعون ہونا اور خدا و رسول ص و ائمہ ع کے خلاف کام کرنا اور دین سے خارج ہونا ہی
حضرت مجیب کی نزدیک اعلی درجہ کی عبادت ہو تو مضائقہ نہین تو اس صورت مین
خوارج نہروان و نواصب شام کو بھی مژدہ فتح نا دین روایات مینی آپکے علامہ
مجلسی بحار مین تخریج فرماتے ہین اوسمین سے ملتقطًا چند روایات نقل کرتا ہون
باسناده التميمي عن الرضا عن ابائه عن علي ع عليهم السلام قال لعن الله
الذين يجادلون في دينه اولئك ملعونون على لسان نبيه صلى الله
عليه وسلم - اس حدیث سے مناظرہ کرنے والونکا ملعون ہونا بعبارت النص ثابت ہے
عن ابي عبد الله جعفر بن محمد الصادق ع قال لاصحابه اسمعوا مني كلاما هو
خير لكم من الدهم الموقفه لا يمارين احدكم سفيها ولا حليما فانه من مارى

ف ۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی فرمایا اوسپر خدا لعنت کرے جو خدا کے دین مین جھگڑا کرے یہ لوگ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کی زبانی ملعون ہین - ف ۲ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے یارون سے فرمایا کہ میری بات سنو جو تمہارے لیے
(جہان پر) کھڑے ہونے سے بہتر ہی تم مین سے کوئی کسی سے بحث نہ کرے نہ سفیہ سے جھگڑے اور نہ کسی حلیم سے - ۱۲

مذہبی مباحثہ مذہبی حرام ہے

حلیماً اقصاہ ومن ماری سفیہاً اردأہ اس حدیث سے علی العموم مباحثہ کی ممانعت ثابت ہوئی کیونکہ لایمارین فعل منفی ہے اور کافاعل ومفعول دونو نکرہ واقع ہوئی ہین اور قاعدہ ہے کہ نکرہ سیاق نفی مین عموم وشمول کا فائدہ دیا کرتا ہی تو کسی شخص کو کسیکی ساتھ مباحثہ کرنا جائز نہوا - عن ابی عبداللہ ع قال یھلک اصحاب الکلام و ینجو المسلمین ان المسلمین ھم النجا - سمعت اباعبداللہ یقول لاتخاصموا الناس لدینکم فان المخاصمۃ ممرضۃ للقلب - سمعت اباجعفر ع یقول انما شیعتنا الخرس - قال امیرالمؤمنین ع ایاکم والجدال فانھا یورث الشک فی دین اللہ سمعت ابی عبداللہ ع یقول متکلموا ھذہ العصابۃ من شرار من ھم منھم اس باب مین جسقدر روایات وارد ہوئی ہین اگر اونکا استیفا کیا جاوے اور بسط کے ساتھ اون پر بحث کیجاوے تو ایک کتاب جداگانہ تیار ہو اسلیئے ہم صرف ایک قول فیصل پر اکتفا کرتے ہین جو امام جعفر صادق ع سے علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے اور چونکہ عبارت بہت طویل ہے اسلیئے ملتقطاً نقل کرتے ہین عن ابی محمد العسکری ع قال ذکر عند الصادق ع الجدال فی الدین و ان رسول اللہ ص والائمۃ المعصومون قد نھوا عنہ فقال الصادق ع لم ینہ عنہ مطلقاً لکنہ نھی عن الجدال بغیر التی ھی احسن اما تسمعون اللہ یقول ولاتجادلوا اھل الکتاب

---

۱ کیونکہ جو حلیم سے مباحثہ کریگا وہ اسکو چڑھ سے دوگنا کریگا اور جو کسی سفیہ سے جھگڑیگا وہ اسکو ہلاک کردیگا - ۱۲ ۲ امام ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھی ہلاک ہونگی اور مسلمان نجات پاجائینگے بے شک مسلمان ہی نجات یافتہ ہین ۱۲ ۳ مینی امام ابی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھی اپنی دین کے معاملہ مین لوگونسے نہ جھگڑو کیونکہ جھگڑا دل کو بیمار کرنیوالا ہی ۴ مینی امام ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھی ہماری شیعہ صرف گونگی ہین ۱۲ - ۵ امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنی آپکو جھگڑے سے بچاؤ کیونکہ وہ نہ دین مین شک پیدا کرتا ہی ۱۲ ۶ مینی امام عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھی اس گروہ مین سے متکلمین بدترین ہین ۷ امام عسکری فرماتے ہین کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نزدیک دین مین بحث ومباحثہ کرنے کا ذکر ہوا اور یہ کہ رسول اللہ ص اور ائمہ معصومین نے اسکی ممانعت فرمائی ہی کہ ہی مطلقاً ممانعت نہین فرمائی لیکن اون مباحثہ کی ممانعت کی ہی جو بغیر عمدہ طریقہ کی ہو کیا تم نہین سنتے خدا تعالےٰ فرماتا ہی بالتی ہی احسن وعمدہ طریقہ کی اہل کتاب سے

الا بالتی ھی احسن وقولہ تعالی ادع الی سبیل ربک الخ فالجدال بالتی ھی احسن قد قرنہ
العلماء بالدین والجدال بغیر التی ھی احسن محرم وحرمہ اللہ تعالی علی شیعتنا قیل یا ابن
رسول اللہ فما الجدال بالتی ھی احسن والتی لیس باحسن قال اما الجدال بغیر التی ھی احسن
ان تجادل مبطلاً فیورد علیک باطلا فلا ترد بحجۃ قد نصبھا اللہ ولکن تجدل قولہ او تجد
حقا یرید ذلک المبطل ان یعین بہ باطلہ فتجحد ذلک مخافۃ ان یکون لہ علیک فیحجۃ
لانک لا تدری کیف المخلص منہ فذلک حرام علی شیعتنا ان یصیروا فتنۃ علی ضعفاء
اخوانھم وعلی المبطلین اما المبطلون فیجعلون ضعف الضعیف منکم اذا تعاطی
مجادلتہ وضعف فی یدہ حجۃ لہ علی باطلہ واما الضعفاء منکم فتغتم قلوبھم لما یرون
من ضعف المحق فی ید المبطل واما الجدال التی ھی احسن فھو ما امر اللہ تعالی بذکرہ ان یجادل
بہ من جحد البعث بعد الموت واحیائہ فقال حاکیاً عنہ وضرب لنا مثلاً ونسی خلقہ قال
من یحیی العظام وھی رمیم فقال اللہ فی الرد علیہ قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ الخ فھذا الجدال
بالتی ھی احسن لان فیھا قطع عذر الکافرین وازالۃ شبھتھم واما الجدال بغیر التی ھی احسن

ل نہ جھگڑو اور اللہ تعالے کا ارشاد ہی دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھ اپنی پروردگار کے رستہ کیطرف دعوت کر الخ پس علماء نے اس مباحثہ کو جو عمدہ طریقہ سے دین کے ثابت محق کیا ہی وہ جدال مناظرہ جو عمدہ طریقہ سے ہو حرام کر دیا اور اللہ نے ہمارے شیعہ پر حرام فرمایا ہی پوچھا ای رسول اللہ کو فرزند کون سا مباحثہ عمدہ طریقہ والا ہے اور کونسا مباحثہ بدون عمدہ طریقہ کی ہی فرمایا بغیر عمدہ طریقہ کی مباحثہ تو یہ ہی کہ تو کسی اہل باطل سے مناظرہ کرے اور وہ تجھ پر باطل پیش کرے اور تو اس کی تمام حجت کو جو اللہ نے قائم کی ہی اسکو رد نہ کرے لیکن تو اسکے قول کا انکار کرے اس حق کا جسکے سبب سے وہ مبطل اپنی باطل کے اعانت تقویت چاہتا ہی منکر ہو جائے اور اس خوف سے کہ مبادا انجار دیکی حجت قائم ہو جاے اس حق کا بھی انکار کر دیوے کیونکہ اس سے خلاصی کی راہ تو نہیں جانتا ہی تو یہ ہمارے شیعہ کے لیے حرام ہی کہ اپنے ضعیف بھائیوں اور اہل باطل کے حق میں فتنہ ہو کیونکہ جب اہل باطل سے مناظرہ کریگا اور اسکے مناظرہ کے پنجہ میں گرفتار ہوگا تو وہ تمہارا اس اپنی باطل کے حقیقت پر حجت قرار دیگا اور ضعفاء شیعہ جب مبطل کے پنجہ میں اہل حق کو خستہ حالت میں دیکھینگے تو انکا دل اور ہوگا اور عمدہ طریقہ کا مباحثہ وہ ہی جسکا خدا نے اپنی نبی کو حکم فرمایا کہ منکرین حشر سے مناظرہ کری وہ کہتے تھے کہ ہڈیونکو کون جلا سکیگا فرمایا اسی محمد کہہ تو کہ اسکو وہ جلائیگا جسنے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا تو یہ جدال مناظرہ عمدہ طریقہ کا ہی کیونکہ اسمیں کافر کی عذر کا قطع اور انکی شبہ کا رفع ہی اور مباحثہ بغیر عمدہ طریقہ کے ہی

بان تجد حقا لا یمکنک ان تفرق بینہ وبین باطل من تجادل وانما تدفعہ عن باطلہ بان تجد الحق فہذا ہو المحرم لانک مثلہ تجد ہو حقا وجدت انت حقا آخر۔ الخ قطع نظر تعارض اون روایات سے جو اس بارہ مین وارد ہوئی ہین اس قول فیصل سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ مباحثہ کرنا سوای انبیاء اور ائمہ کے دوسری شخص کا کام نہین ہے بلکہ دوسرونکو ناجائز وحرام ہی کیونکہ سوائی انبیا وائمہ کے کوئی شخص حجت منصوب من اللہ کو نہین پہچان سکتا اور نہ ضعفاء اخوان یا مبطلین کے حق مین فتنہ ہونے سے بچ سکتا ہے علی الخصوص ایسا شخص جسکو اپنی مذہبیات کی بھی پوری واقفیت نہو اور محض فارسی خوان ہی ہو تو اوسکی حق مین مناظرہ کرنا بموجب اس قول فیصل کے بیشک حرام ہوگا۔ اب دل چاہتا ہی کہ اس باب مین علامہ مجلسی کے تحقیق نقل کرون۔ اہل انصاف اوسکو بھی ملاحظہ فرمائین اور ہماری مجیب کی واقفیت مذہب کی داد دین۔ وعظم من الاخبار ان المذموم منہ ہو ما کان الغرض فیہ الغلبۃ واظہار الکمال والفخر او التعصب وترویج الباطل واما ما کان لاظہار الحق ورفع الباطل ودفع الشبہۃ عن الدین وارشاد المضلین فہو من اعظم ارکان الدین لکن التمیز بینہما فی غایۃ الصعوبۃ والاشکال وکثیرا ما یشبہ احدہما بالاخر فی بادی النظر وللنفس فیہ تسویلات خفیۃ لا یمکن التخلص منہا الا بفضلہ تعالے۔ علامہ کی اس تحقیق مین بھی ہم بحث سے اغماض کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اس سے بھی مجیب جیسی متکلمین کے لئے مناظرہ کا

---

۱ کہ تو ایسی حق کا انکار کری کہ تجکو اوسمین اور خصم کے باطل مین فرق متمیز نہو اور اوسکی باطل کو حق کا انکار کر کے دفع کری تو یہ مباحثہ حرام ہی کیونکہ اس صورت مین تو مثل اہل باطل کے ہوگا اونسی ایک حق کا انکار کیا اور تو نے دوسری حق کا انکار کیا، ۲ احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ بڑا مباحثہ وہی جسمین غلبہ وکمال کا اظہار اور فخر اور تعصب کے جانب دار ہے اور باطل کی ترویج مقصود ہو اور جس مباحثہ مین حق کا اظہار اور باطل کا رفع اور دین سے شبہ کا ازالہ اور گمراہ ہونیوالون کی رہنمائی ہو تو وہ دین کے اعظم ارکان مین سے ہی لیکن ان دونو مین تمیز اور تفرقہ نہایت سخت دشوار اور مشکل ہی بسا اوقات بادی النظر مین ایک دوسرے کی جگہ شبہ ہو جاتا ہی اور اسمین نفس امارہ کی ایسی چھپی ہوئی پیچ ہین کہ سوائے اللہ تعالے کے فضل کے اونسی خلاصی ممکن نہین،

عبادت نہونا بلکہ حرام اور مستوجب لعن ہونا ثابت ہوتا ہی پہراب ہماری مجیب اللہ ذرا انصاف سے فرمائین کیا اعلی درجہ کی عبادت ایسی ہے امور ہوتے ہین - علاوہ ازین اگرچہ مباحثہ مذہبی خفیف کام نہو تاہم اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کوئی مذہبی کام اس سے بڑہکر نہو بلکہ بہت سے مذہبی امور اس سے بدرجہا بہتر و برتر ہونگی علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ چندان ضروری یا مفید نہو اور مخالفین کے راہ یابے کی توقع نہو تو ایسی وقت مین جو شخص دوسری امور مذہبیہ عالیہ مین مشغول ہوگا وہ بیشک مباحثہ مین اپنے وقت کے صرف کرنے کو وقت گرانمایہ کہیگا فتش ✻ اس اخیر فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو تحقیق حق و ابطال باطل منظور نہین بلکہ اپنے رہائی یا مخالف کے مغلوبیت اصلی غرض ہے اور انشاء اللہ تعالے انمین سے کوئی غرض بہی حاصل شدنی نہین ہے اقول جب آپکی نزدیک تحقیق حق مستلزم شک فی المذہب کو ہی تو واقعی مجگو تحقیق حق منظور نہین کیونکہ بفضل اللہ تعالے در حضرت آپ اپنی مذہب کی صحت و حقیت مین کسی نوع کا شک و ریب نہین ہان ابطال باطل و مغلوبیت مخالف بہی مقصود ہی جو انشاء اللہ تعالے علی الرغم + ہمکو حاصل ہے شعر مستعار لیلے ای دین بدلت ✻ وای غریم فی التقاضی غریمها

قال الفاضل المجیب - قولہ - پس واضح ہو کہ اگرچہ فیما بین اہل سنت و جماعت و شیعہ اثنا عشریہ کے بہت سی مسائل اصول و فروع مین مخالفت ہی لیکن مبنی معظم اختلاف یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علی الخصوص خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہل سنت تمام امت سے باعتبار مرتبہ اعلی و افضل اور ایمان مین اثبت و اکمل اعتقاد کرتے ہین - اقول - اصل اختلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین و ایمان ہی بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امامیہ کل اصول و فروع کو اہل بیت طاہرین سے کہ بموجب حدیث متفق علیہ مثل اہل بیتی کسفینۃ نوح الخ سفینہ نجات ہین اور موافق حدیث متفق علیہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی انکا حکم ہر گز

حکم خدا سے جدا نہیں ہوسکتا اور صحابہ بھی انکی ہی تمسک کے ماموریہی ماخوذ کرتے ہیں
اور اہل سنت صحابہ اور تابعین و تبع تابعین کو ماخذ اپنی دین اور ایمان کا ٹھہراتے ہیں اگرچہ
بعض دشمنین سے ناصبین عداوت اہل بیت طاہرین اور قاتلین ذریۃ سید المرسلین اور قاسطین
اور قاسطین و ناکثین سے ہوں - جیسا کہ ملاحظہ رواۃ صحاح اور غیر صحاح اہل سنت سے ظاہر ہے
پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ صحابہ ٹھہرایا ہے بجای خود معلوم نہیں ہوتا
کیونکہ اگر بفرض محال مثل شریک باری سب صحابہ عدول ہی ٹھہر جائیں اور برخلاف احادیث
کثیرہ مثل حدیث حوض وغیرہ اور بکرور دلائل عقلیہ و نقلیہ کے جسمیں کتب ضخیمہ تصنیف ہوچکی ہیں
کل صحابہ کا ناجی ہونا ہی ثابت ہوجائے تو اس سے ماخذ مسائل اصولیہ و فروعیہ ہونا انکا ثابت
نہوگا اسلیئے کہ عدم عصمت انکی اتفاقی بین الامت ہی اور شیعون کے نزدیک بلکہ ہر عقلمند کے
نزدیک بجز اہلبیت معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کوئی ماخذ اصول و فروع نہیں ہوسکتا
پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ ہی مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہی اس اختلاف
کثیر کا مبنی ہے جیسا کہ بندہ پہلے عرض کرچکا ہی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**
دانشمندان روزگار اور منصفان قری و امصار کو صلای عام ہے کہ ذرا اس بحث کو بنظر
غور و تامل ملاحظہ فرما کر ہماری مجیب کے انصاف و تحقیق حق اور مناظرہ دادے اجتہاد مطلق کی داد دین میرے صاحب
نزدیک مسئلہ امامت کے معظم خلافیات ہونے پر بندہ نے عرض کیا تہا کہ اہم الخلافیات اور
مبنی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عموماً اور خلفاء ثلثہ رضوان اللہ علیہم خصوصاً ہی
کہ اہل سنت انکو تمام امت مین افضل اعتقاد کرتے ہیں اور شیعہ بدتر از کفار و منافقین سمجھتے ہیں
اور اختلاف مسئلہ امامت بہی اسی اصل سے ناشی ہے - بجواب اسکے مسئلہ امامت کی مبنی
معظم خلافیات ہونے کی تائید مین ہماری حضرت فاضل مجیب نے باین خلاصہ ارشاد فرمایا
کہ اصل خلافی مسئلہ اور مبنی معظم اختلاف کا ماخذ مسائل دین و ایمان ہی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
امامیہ کل اصول و فروع کو بموجب ارشاد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اہل بیت طاہرین سے

لیتی ہین اور اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین وایمان کا ٹہراتی ہین
اگرچہ بعض اونمین سے ناصبین عداوت اہلبیت طاہرین اور قاتلین ذریتہ سید المرسلین
اور مارقین اور قاسطین اور ناکثین سے ہون - پس حضرت مجیب نے جو مبنی اختلاف کا معاملہ
صحابہ ٹہرایا ہی بجای خود معلوم نہین ہوتا - کیونکہ اگر بفرض محال سب صحابہ عدول ٹہرجاوین
تو اس سے بوجہ اسکے کہ اونکی عدم عصمت اتفاقی ہی ماخذ مسائل اصولیہ وفروعیہ ہونا اونکا ثابت
نہوگا - پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ مبنی معظم اختلافات کا معاملہ صحابہ ہو بلکہ مسلہ امامت ہے
اس اختلاف کثیر کا مبنی ہی - ای حضرات خدا کے لیئے ذرا حضرت مجیب کی اس جواب کو
ملاحظہ فرمائین کہ اس سے بندہ کے معروض کی تسلیم وتائید ہوتی ہے یا تغلیط وتردید
اب سنیئے کہ فاضل مجیب فرماتے ہین کہ ماخذ مسائل دین شیعہ کے نزدیک ذریتہ طاہرین
ہین اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ رضہ وغیرہ ہین تو اگر اس تقابل سے حضرت مجیب کے
یہہ غرض ہے کہ اہل سنت ذریتہ طاہرین کو ماخذ دین نہین اعتقاد کرتے تو بداہتہً
غلط اور محض افترا ہی کیونکہ قضیہ کلیہ الصحابہ کلہم عدول جزئیات ذریتہ طاہرہ کو بھی شامل ہی
اور اہل سنت کی کتب صحاح وغیرہ روایات اہلبیت رضہ سے مملو ومشحون ہین اور
اونکی فضائل ومحامد سے مشرف ومزین ہین اور مجتہدین اہل سنت کا علم غالبًا ماخوذ اہل بیت
ہی سے ہی - اہل سنت کے بزرگان طریقت خوشہ چین میامن اہلبیت کے ہین
ان دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم وصف مقتدائیت اور ماخذیت مین اہل سنت کے
نزدیک بحکم حدیث متفق علیہ اصحابی کالنجوم الخ شریک اہل بیت ہین اور اگر اس تقابل سے
حضرت مجیب کے غرض انتفار ماخذیت اہلبیت عند اہل السنۃ نہین ہے تو جذالوفاق
اس صورت مین حاصل یہہ ہوا کہ اہلبیتؑ باتفاق فریقین ماخذ دین ہین اور صحابہ رضہ
علی الاختلاف - اہلسنت اونکو بھی اسلیئے کہ وہ مصداق کنتم خیر امتہ ہین - ماخذ دین قرار
دیتی ہین - اور شیعہ اونکو ماخذ مسائل دین نہین ٹہراتے اور شر امت اعتقاد کرتے ہین -

دین وایمان کی ماخذ شیعہ واہل سنت کے درمیان کون ہین

اور اسکی وجہ کلام سے صاف ظاہر ہی کہ بعض اونمین سے بزعم شیعہ ناصبین عداوت اور قاتلین اور بارقین اور قاسطین اور ناکثین ہین اور بفرض محال مثل شریک باری اگر کل صحابہ عدول ٹہر جائین تو عدم عصمت اتفاقیہ مانع ماخذیت ہی - تو اس سے کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوا کہ دارمدار اختلاف ماخذیت کا خیریت اور شریت صحابہ رض پر ہی - اور جب ماخذیت صحابہ کی اختلاف کی علت خیریت اور شریت اور افضلیت اور نقصیت صحابہ رض ہوئی تو فرمائیے اسوقت اصل مبنی اختلافات معاملہ صحابہ کا جو بندہ نے عرض کیا تہا ہوا یا نہوا اور اس جواب سے بندہ کی گذارش کی تائید و تقویت ہوئی کہ نہوئی - سلمنا مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت صحابہ رض و اہلبیت رض ہی سہی لیکن اس سے مسئلہ امامت کا مبنی ہونا کسیطرح ثابت نہین ہوتا اس سے صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہے کہ مبنی معظم خلافیات کا ماخذیت ہی اور مسئلہ امامت بہی اسی اصل سے ناشی ہے تو آخری تفریع جو بطور نتیجہ مقدمات و دلائل سابقہ کے ذکر کی ہے - پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ مبنی معظم اختلاف کا یہہ مسئلہ ہو بلکہ مسئلہ امامت ہی اس اختلاف کثیرہ کا مبنی ہے" غلط اور غیر مرتبط اور دعوی بے دلیل ہی - خوش گفت ع - مین الزام اوسکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا - چونکہ اس جگہ ہماری حضرت مجیب نے ماخذیت و اہلبیت رض و صحابہ رض کا ذکر فرمایا اور بہت غلطیان کہائین اور حق سے بمراحل دور ہوگئی اسلیئے کسیقدر اسکا بیان بہی واجب ہوا - پس واضح ہو کہ فی الاصل ماخذ دین و ایمان ذات بابرکات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسقدر دین ہے وہ ماخوذ مشکوۃ نبوت سے ہی و بس اور واسطہ تبلیغ دین بین اللہ تعالے و امت رسول ہی ہوتا ہی اور علاوہ رسول کے جسقدر افراد امت ہین وہ سب محتاج تبلیغ رسول ہین اور مکلفین و مبلغین اور فی الحقیقت متبع اور آخذین دین ہین - نہ متبوع اصلی کیونکہ اگر انکو ماخذ اصلی دین کا قرار دیا جاویگا تو انکا خلیفہ ہونا باطل ہوگا اور نبی ہونا لازم آویگا اور یہہ باتفاق فریقین باطل ہے - حسب مذہب اہل سنت تو اسکا بطلان بدیہی ہے - اور شیعہ اگرچہ ائمہ کو انبیا علیہم السلام کے

خواص ولوازم مین شریک کرتے ہین جو انکی نبوت کو مستلزم ہی بلکہ انبیاء سے رتبہ مین
بڑہاتے ہین - چنانچہ حضرت علیؓ کو تمام انبیاء سے سوائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خلاف عقل ونقل افضل اعتقاد کرتی ہین شیخ مفید اپنے رسالہ تفضیل امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ
مین فرماتے ہین - اختلف الشیعۃ فی ھذہ المسئلۃ فقالت الجارودیۃ انہ کان علیہ السلام
افضل من کافۃ الصحابۃ فاما غیرھم فلا نقطع علی افضلہ علی کافتھم ویدّعوا من سوی بینہ
وبین من سلف او فضلہ او شک فی ذلک وقطعوا علی فضل الانبیاء علیہم السلام کلھم علیہ
واختلف اھل الامامۃ فی ھذا الباب فقال کثیر من متعلمیھم ان الانبیاء علیہم السلام
افضل منہ علی القطع والثبات وقال جمھور اھل الاثار منھم والنقل والفقہ بالروایات
وطبقۃ من المتکلمین منھم واصحاب الحجاج انہ علیہ السلام افضل من کافۃ البشر سوی رسول اللہ
محمد بن عبد اللہ صلوات اللہ علیہ فانہ افضل منہ ووقف منھم نفر قلیل فی ھذا الباب فقالوا
لسنا نعلم اکان افضل من سلف من الانبیاء او کان مساویا لھم او دونھم فیما یستحق بہ الثواب
فاما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ محمد بن عبد اللہ فکان افضل منہ علی غیر ارتیاب قال فریق منھم اخران امیر المومنین
صلوات اللہ علیہ افضل البشر سوی اولی العزم من الرسل فانھم افضل منہ عند اللہ - اور اسی رسالہ مین یہ مقدمہ

ف۱ مسئلہ تفضیل مین شیعہ باہم مختلف ہین جارودیہ کہتی ہین کہ حضرت علیؓ تمام صحابہ رضہ سے تو بیشک افضل ہین لیکن سوائے
صحابہ رضہ کے سب سے افضل ہونے کا ہم یقین نہین کرسکتے اور توقف کیا جمہور نے گذشتہ کو نکی حضرت امیر کو بڑا کہا یا حضرت کو بڑا یا
تردد ہی لیکن جارودیہ حضرت امیر ہی تمام انبیاء کو یقیناً افضل کہتی ہین اور امامیہ ہی اس باب مین مختلف ہوئی بہت سے یہ کہتی ہین
کہ انبیاء ع حضرت سے قطعاً و یقیناً افضل ہین اور جمہور اہل اخبار و حدیث اور فقہا اور متکلمین اور اہل بحث کہتی ہین کہ
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام آدمیون سے افضل ہین لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جناب امیر سے افضل ہین اور تھوڑی سے لوگون نے اس باب مین توقف کیا ہی اور کہا ہی کہ ہم نہین جانتے
کہ حضرت امیر رضہ انبیاء گذشتہ سے باعتبار ثواب کے افضل ہین یا برابر یا کم لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب امیر
بیشک و شبہ افضل ہین اور امامیہ مین سے ایک فریق کہتا ہی کہ حضرت امیر افضل البشر ہین سوائے اولوالعزم کے وہ حضرت کے نزدیک حضرت امیر رضہ سے افضلیت مین

آگے بڑھکر یہہ روایت لکھی ہے وقولہ علیہ السلام وقد سئل عن امیر المؤمنین ما کان منزلتہ من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ السلام قال لم یکن بینہ وبینہ فضل سوی الرسالۃ التی اورد ھا - وجاء مثل ذلک بعینہ عن ابیہ عن جعفر وابی الحسن وابی محمد العسکری علیہ السلام - اس سے صاف ظاہر ہے کہ بجز وصف رسالت کے جناب امیر رضؓ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی وصف زائد نہین - جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر استدلال کیا جاوے اور اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ دوسری مدارج صفات جنپر فضل کلی کا دارمدار ہی مثلاً کثرت ثواب وقرب من اللہ تعالے وغیرہ مین جناب امیر اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہین تو کم بھی نہین اور آیت مباہلہ وانفسنا وانفسکم حسب ادعا رشیعہ خود مستلزم مساوات ہی اور وصف رسالت خود مستلزم افضلیت کو نہین کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے - کہ فضیلت نبوت رسالت رسل وانبیا سابقین کے لیئے بھی حاصل تھی لیکن باوجود اسکے جناب امیرؓ اونسی باعتبار دوسری صفات کے افضل ہین تو معلوم ہوا کہ رسالت مستلزم افضلیت کو نہین - بلکہ مرتبہ امامت مرتبہ رسالت اور خلت اور کلیمیت ورد حانیت سے افضل ہے اور اگر ہم اس سے بھی ترقی کرین اور اصول روایات شیعہ پر جناب امیر کی افضلیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مدعی ہون تو بیجا نہ کیونکہ علاوہ اون فضائل کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین پائی جاتے ہین جنہین جناب امیر کو شرکت اور مساوات ہی بہت سے فضائل جناب امیر مین ایسی موجود ہین جنسی رسول صلی اللہ علیہ وسلم محروم ہین - جو شجاعت اور سخاوت اور فصاحت وبلاغت جناب امیر کو حاصل ہے وہ کسی فرد بشر کو حاصل نہین ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جابجا کلام مجید مین عتاب ہوا اور جناب امیر کی نسبت بجز محامد کے اور کچھہ وارد نہین ہوا اور ظاہر ہے کہ غیر معاتب معاتب سے افضل ہے - ان سب سے

اصول شیعہ کی رو سے جناب امیر رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہین -

لہ امام رضی اللہ عنہ سے کسینے پوچھا کہ جناب امیر رضؓ کا مرتبہ بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر تھا فرمایا بجز رسالت کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تھی اور کچھہ زیادتے نہ تھی - ۱۲ -

بڑھکر یہہ ہی کہ اگر حسب روایات شیعہ جناب امیر کی افضلیت کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
نصاً ادعا کریں تو ممکن ہی - قل[۱] ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر ام ھل تستوی الظلمات والنور
حق تعالے شانہ ارشاد فرماتا ہی جس سے صاف واضح ہی کہ نور ظلمت سے افضل ہی اور شیعہ کی روایات
سے ثابت ہے کہ معاذ اللہ رسول اللہ ظلمت ہین اور جناب امیر نور ہین - علامہ مجلسی بحار ہین ابو نصر
ابن قابوس سے اور وہ امام صادق رضہ سے روایت کرتا ہی قال[۲] السواد الذی فی القمر محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفسیر صافی مین بذیل تفسیر آیت فالذین امنوا بہ وعزروہ
ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون[۳] لکھا ہی والعیاشی[۴] عن الباقر ع
النور علی وفی الکافی[۵] عن الصادق ع النور فی ھذا الموضع علی والائمہ علاوہ ازین اور بہت سے
ایسی فضائل ہین جو جناب امیر کے ساتھہ ہی مخصوص ہین اور ذات بابرکات جناب سرور
کائنات کے اون سے خالی ہی جنکی تفصیل مین مستقل جداگانہ رسالہ تالیف ہو تو اس سے
معلوم ہوا کہ بروایات شیعہ جناب امیر کافہ بشر سے بلا استثنا افضل ہین چنانچہ یہہ
مدعا حدیث متواتر المعنی سے جسکو شیخ فقیہ ابو محمد جعفر بن احمد بن علی القمی نزیل ری نے اپنی رسالہ
نوادر الاثر لعلی خیر البشر مین جو اسوقت میری روبرو کہلا بھیجا رکھا ہی روایت کیا ہی الفاظ روایت
اسطرح ہین حدثنا ابو محمد ھرون بن موسی التلعکبری[۵] قال حدثنی احمد بن محمد بن سعید قال حدثنی محمد بن
عبید عتبۃ الکندی قال حدثنی عبد الرحمن بن یزید عن ابیہ عن الاعمش عن
عاصم بن عمر عن جابر بن عبد اللہ قال[۵] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ علی خیر البشر
من شک فیہ فقد کفر - لیکن باوجود ان سب امور کے خلیفہ و نائب نبی ہی کہتے ہین
نبی و رسول نہین کہتے قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین مین بذیل ذکر محمد بن علی

[۱] تو کہہ دی نابینا اور بینا برابر ہین یا تیرگی اور نور برابر ہین ۱۲ [۲] امام صادق نے فرمایا کہ چاند مین کی سیاہی حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہین ۱۲ [۳] امام باقر سے مروی ہی کہ نور حضرت علی رضہ ہین ۱۲ [۴] کافی مین امام صادق رضہ سے مروی ہے
اسی جگہ نور سے مراد حضرت علی اور ائمہ ہین ۱۲ [۵] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی خیر البشر ہی جو اسمین شک کرے وہ کافر ہی ۱۲

بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی لکھتی ہین - زیرا کہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور مگر در
اسم نبوت و نزول وحی - تو جب ائمہ خلیفہ اور قائم مقام ہوئے علی الخصوص ایسی نبی کی قائم مقامی
جو دین کو جمیع جہات سے مکمل فرما گیا اور کسی قسم کی کمی نہ کوتاہی باقی نہین چھوڑی تو ایسی نبی کا نائب
خلیفہ محض ناقل و حاکی ہی رہیں - تو وہ اصلی و حقیقی ماخذ دین ہرگز نہین ہو سکتا ہی - لیکن بایں ہمہ
چونکہ قرن اول امت محمدیہ علیہ الصلوات والتسلیمات کی قلوب انوار و برکات آفتاب عالمتاب
نبوت سے منور ہو گئی اور فیض صحبت سرحلقہ انبیا سرتاج اصفیا سے جو بس رنگ آلود و اثر
کے لیئے کبریت احمر اور کسیر اور سموم معاصی کے لیئے تریاق کبیر ہے مجلی و محلی ہوی اور انکی قلوب
مین شعہ انوار نبوت نے یہانتک پرتو ڈالا کہ انکو اس صحبت سے وہ کیفیات حاصل ہوئین جو
آہن کو آگ سے بلکہ سنگ پارس سے حاصل ہوتی ہین - اور مدارج ابتلا مین محک امتحان پر کامل
العیار نکل چکے تو شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے انکو نجوم ہدایت فرما کر امت کو انکے
اقتدا کی طرف رغبت دلائی اور انکو ماخذ قرار دیا لیکن نہ ماخذ اولی و اصلی بلکہ ثانوی و فرعی -
اسکی بعد ظاہر ہی کہ دین خداوند جل شانہ جسکا ماخذ و مبلغ اصلی رسول ہی قرن ثانی سے آخر تک
اوسکا بلاواسطہ پہنچنا محال ہی تو اسلیئے ضرور ہوا کہ ہر قرن لاحق اپنے قرن سابق سے دین اخذ
کری اس صورت مین ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے حق مین ماخذ دین ہوگا بلکہ ہر ایک
استاد اپنی شاگرد کے لیئے ماخذ ہوا - غرضکہ اولاً و بالذات ماخذ دین ذات بابرکات حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ثانیاً و بالتبع اصحاب کرام مین جنمین اہلبیت بہی شامل
ہین اور ثالثاً و بالعرض ہر قرن سابق اپنے قرن لاحق کے لیئے ماخذ دین ہی جنمین محدثین و اخبارین
و مجتہدین و متکلمین و مفسرین و اصحاب رسالت و ارباب رقعات و رواۃ آثار داخل ہین پس
اگر حضرت مجیب کی غرض لفظ ماخذ سے ماخذ اولی و اصلی ہی تو بالکل لغو اور غلط ہی کہ شیعہ اہلبیت کو
ماخذ قرار دیتی ہین اور اہل سنت صحابہ کو بلکہ فریقین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی
ماخذ حقیقی و اصلی قرار دیتے ہین - اور اگر ماخذ سے ماخذ بطریق عموم مراد ہی تو اور بہی زیادہ غلط اور

اپنی کتب ہی چشم پوشی ہی بلکہ خود اسی قول کے مخالف ہی کیونکہ اس قول کے آخر عبارت سے ظاہر ہی
کہ مدار ماخذیت کا عصمت پر ہی اور جسمین عصمت نہ پائی جاویگی وہ ماخذ دین ہونی کی صلاحیت و
قابلیت نہین رکھیگا۔ لیکن یہہ امر مثل بدیہی اوّلی کے واضح ہی کہ عصمت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جو ماخذ اول ہین۔ صحیح و مسلم ہی وبس۔ اسلیئے کہ بعد تکمیل دین کے کسی شخص کے عصمت کے
ضرورت باقی نہین رہی اور نہ کسی فرد کی عصمت پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی معتد بہ قائم ہی۔ اور اگر
کسیکی لیئے عصمت کی ضرورت ہی تو پہر ضرور ہی کہ تمام ماخذ دین نیچے کے رتبہ تک بہی معصوم ہون
اور سوائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی معصوم نہین ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ
علماء شیعہ جو مسائل شرعیہ اہل بیت رضہ سے نقل کرتے ہین اکثر اون مسائل مین اہلبیت رضہ ماخذ اصلی
صلی اللہ علیہ وسلم سے محض ناقل و حاکی ہین نہ خود ماخذ اصلی اور اگر بفرض محال اہلبیت رضہ کی عصمت
تسلیم کرلین تو اونسی نیچے کے درجہ والون کی نسبت کلام ہی اور وہ بالاتفاق معصوم نہین ہین
حالانکہ وہ ماخذ دین ہین۔ پس یہہ دعوی کہ شیعہ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک سوائی معصوم کی اور کوئی
ماخذ نہین ہوسکتا غلط ہوا اور اسکی تغلیط خود معالم الاصول سے وغیرہ کتب اصول سے ہوتی ہی
کیونکہ جو اجماعات بعد غیبوبت کبری امام آخر الزمان کے منعقد ہوئی ہین معلوم نہین اونکو کونسی
معصوم سے اخذ کیا ہی۔ غرض جب روات مجتہدین وغیرہ بہی ماخذ دین ٹہرے کہ جنکی عدم
عصمت ہی مسلمہ نہین بلکہ اونمین سے بعض کا فسق و کفر بہی تسلیم و ثابت کیا گیا ہی تو اب فرمائیگا
کہ حضرت مجیب کا یہہ قول کسقدر غلط اور خلاف واقع ہوگا اول ہم روات کا ماخذ دین ہونا ثابت
کرتے ہین بعد اسکی اونکی کفر و فسق سے بحث کرینگی۔ علامہ مجلسی نے البحار مین نقل کیا ہے۔

الکلینی عن اسحاق بن یعقوب قال سالت محمد بن عثمان العمری رحمہ اللہ ان یوصل لی کتابا
سالت فیہ عن مسائل اشکلت علی فورد التوقیع بخط مولانا صاحب الزمان علیہ السلام

شیعون کی راوی معتمد کی اوقات ہی نہ حجت مین

[1] کلینی محمد بن یعقوب سے روایت کرتا ہی اوسنے کہا مین نے محمد بن عثمان عمری سے سوال کیا کہ امام آخر الزمان کی خدمت مین میرا نیاز نامہ جسمین چند
مسائل لکھے ہوئے تہے پہنچادی (چنانچہ اوسکی جواب مین) مولانا صاحب آخر الزمان کا دست خطی فرمان نازل ہوا۔

وأما الحوادث الواقعة فارجعوا فيها الى رواة حديثنا فانهم حجتي عليكم وانا حجة الله
- الخبر - اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ رواۃ حدیث شیعہ کی اور پر ائمہ کیطرف سے حجت ہین اور امام
غیبوبت امام مین وہی ماخذ دین ہین - اب دوسری دعوی کا جو کفر و فسق رواۃ ہے ثبوت لیجئے
اگرچہ حضرات شیعہ کی سہام لعن سے + انبیا تک نہ بچی تو بیچارے رواۃ کس شمار مین ہین
لیکن چونکہ یہہ موقع بیان محامد و مناقب رواۃ کا ہی اسلیئے یہان صرف رواۃ کی بیان اجمالی
پر اکتفا کیا جاتا ہے - انبیاء کی محامد عنقریب بذیل ذکر اصحاب بزبان حضرات شیعہ بیان ہونگی
اولاً مین اس دعوی کی اثبات کی لیئے معالم الاصول کی عبارت صفحہ ۱۱۵ سے نقل کرتا ہون جو
خبر واحد کی معمول بہ ہونے کی شرائط مین لکھی ہے - الثالث الایمان واشتراطه هو المشهور
بين الاصحاب وحجتهم قوله تعالى إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ وحكى المحقق عن الشيخ انه اجاز العمل بخبر
الفطحية ومن ضارعهم بشرط ان لا يكون متهما بالكذب محتجا بان الطائفة عملت بخبر عبد الله
بكير والسماعة وعلي بن ابي حمزة وعثمان بن عيسى وبما رواه بنو فضال والظاطريون واجاب
المحقق رح بانا لا نعلم الى الآن ان الطائفة عملت باخبار هولاء والعلامة مع تصريحه بالاشتراط
في التهذيب اكثر في الخلاصة من ترجيح قبول روايات فاسدي المذهب اس سے صاف
واضح ہے کہ حضرات شیعہ کے رواۃ کفار و بدمذہب ہی ہین سبحان اللہ کیا المبیت کے ساتھہ
تمسک اور دلاہی کہ کفار اور بدمذہبونکی روایات قبول کرین اور انکو ترجیح دین - بیشک کفار ہے

۱؎ اس سے پہلے (کہا ہم) کہ حوادث واقعہ مین ہماری حدیث کی رواۃ کیطرف رجوع کرو کیونکہ وہ تمہیری حجت ہین اور مین خدا کی حجت ہون ۱۲
۲؎ تیسری شرط ایمان ہے اور ایمان کا شرط ہونا اصحاب مین مشہور ہے بدلیل قولہ تعالے ان جاءکم فاسق الخ اور محقق نے شیخ سے
نقل کیا ہے کہ شیخ نے فطحیہ اور ان جیسی (بدمذہبونکی) خبر پر شرطیکہ جھوٹ کے ساتھہ متہم نہون عمل کرنا اس دلیل سے جائز رکھا ہے کہ طائفہ (امامیہ نے)
عبد اللہ بن بکیر و سماعہ اور علی بن ابی حمزہ اور عثمان بن عیسے کی خبرون پر اور ان خبرون پر جنکو بنو فضال اور ظاطریون نے روایت کیا ہے عمل جائز رکھا ہے
محقق نے اسکا جواب دیا کہ اب تک ہم نہین جانتے کہ طائفہ نے ان لوگونکی خبرون پر عمل کیا ہو اور علامہ طوسی نے باوجودیکہ ایمان کے شرط ہونے کی
تہذیب مین تصریح کی ہے تاہم خلاصہ مین بدمذہبونکی روایات قبول کرنے کو بہت ترجیح دی ہے ۱۲

دین اخذ کر کے سفینہ نجات مین حضرات شیعہ ہی سوار ہوئی ہین - حضرت سن ع کہین کہ تومیروی بہ ترکستان است - سید دلدار علی نے اساس الاصول مین نقلاً لکہا ہی - وَاَمّا الفرق الذین اشاروا الیہم من الواقفیۃ والفطحیۃ وغیر ذلک فعن ذلک جوابان احدھما ان ما یرویہ ھولاء یجوز العمل بہ اذا کانوا ثقات فی النقل وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد اذا علم من اعتقادھم تمسکھم بالدین وتحرجھم من الکذب ووضع الاحادیث وھذہ کانت طریقۃ جماعۃ عاصروا الائمۃ نحو عبد اللہ بن بکیر وسماعۃ بن مہران ونحو بنی فضال من المتاخرین عنھم وبنی سماعۃ ومن شاکلھم فاذا علمنا ان ھولاء الذین اشرنا الیہم وان کانوا مخطئین فی الاعتقاد من القول بالوقف وغیر ذلک کانوا ثقات فی النقل فما یکون طریقہ ھولاء جاز العمل بہ اب کسیقدر تفصیل اس اجمال کی سنی اور اپنے حضرت محقق کے تحقیق کے داد دیجئی اور دیکہیی کہ جو خاص تلامیذ ائمہ رض ہین اور تشیع کے ماخذ دین ہین اونکے کیسی کیسی عجیب وغریب حالات ہین - آپ کے ثقۃ الاسلام کلینی روایت کرتے ہین - عن ابن الحراز وابن الحسین ان حنفی یقول اللہ تعالیٰ اجوف الی السرۃ والباقی صمد کما یقولہ الجوالیقی وصاحب الطاق - اور نیز کلینی نے روایت کی ہی - عن الحسن بن عبد الرحمن الحمانی قال قلت لابی الحسن الکاظم ان ھشام بن الحکم یزعم ان اللہ تعالیٰ جسم قال فالتہ

---

۱ لیکن فرق (باطلہ) واقفیہ اور فطحیہ سے جنکی طرف اشارہ کیا اوسکی دو جواب ہین اول یہ کہ انکی روایات پر عمل کرنا جائز ہی بشرطیکہ نقل مین معتبر ثقہ ہون اگرچہ اعتقاد کے روسے خطا پر ہون لیکن اونکی اعتقاد کے روسے دین پر چلنا اور جہوٹ سے اور احادیث کی گہڑت سے پرہیز کرنا معلوم ہوتا ہو اور ان لوگون مین سے جو ائمہ رض کے ہم عصر تہے ایک جماعت کا یہ ہی طریقہ تہا چنانچہ عبد اللہ بن بکیر اور سماعۃ بن مہران اور بنی فضال مین سے متاخرین اور بنی سماعہ اور جو انکی شاکلہ ہین اور جب ہمنے جان لیا کہ یہ لوگ جنکی طرف ہمنے اشارہ کیا ہی اگرچہ اعتقاد مین سبب وقف وغیرہ کی تائل ہونے کے خطا پر تہے لیکن نقل مین ثقہ تہے تو جو انکا سلسلہ مروی ہو قابل عمل کرنا جائز ہے

۲ میثمی کہتا ہی کہ (معاذ اللہ) خدا تعالیٰ ناف تک کہوکہلا ہی اور باقی ٹہوس ہے جیسا جوالیقی اور صاحب الطاق کہتے ہین ۱۲ عبد الرحمن حمانی کہتا ہی کہ میں نے امام کاظم رض کی مجلس مین عرض کیا ہشام بن حکم کہتا ہی کہ خدا تعالے (معاذ اللہ) جسم ہی فرمایا خدا اوسکو ہلاک کرے ۱۲ -

اور نیز کلینی کے کتاب التوحید کو دیکھہ لیجئے عن محمد بن الفرخ الرنجی قال کتبت الی ابی الحسن اسئلہ عما قال ھشام بن الحکم فی الجسم وھشام بن سالم فی الصورۃ فکتب ع عنک حیرۃ الحیران واستعذ باللہ من الشیطان لیس القول ما قال الھشامان رجال کشی مین زرارہ کا حال ملاحظہ فرمایئے حدثنا محمد بن احمد عن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن بعض رجالہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال دخلت علیہ فقال متی عھدک بزرارۃ قال قلت ما رایتہ منذ ایام قال لاتبال وان مرض فلا تعدہ وان مات فلا تشھد جنازتہ قال قلت زرارۃ متعجبا مما قال نعم زرارۃ شرھن الیھود والنصاری ومن قال ان مع اللہ ثالث اور یہہ زرارہ وہ ہی جو حضرت امام پر لعنت کیا کرتا تہا مختار ابو عمر وکشی مین اسکو بہی ملاحظہ فرمالیجئے حدثنا محمد بن مسعود قال حدثنا جبریل بن احمد الفاری قال حدثنا العبیدی محمد بن عیسی عن یونس عن عبدالرحمن بن مسکان قال سمعت زرارۃ یقول رحم اللہ ابا جعفر واما جعفر فانی غلبنی علیہ لعنۃ قال قلت وما حمل زرارۃ علی ھذا قال ان ابا عبداللہ اخرج مخازیہ ابوالجارود ولقب بہ لقب أمی سرحوب ہی جو بعض دریائی شیاطین کا نام ہے فاضل استرابادی نے نقل کی ہے قال ابو عبداللہ علیہ السلام کثیر النوی وسالم بن ابی حفصۃ وابوالجارود کذابون مکذبون کفار علیھم لعنۃ اللہ ابو عمر وکشی کے کتاب کو ملاحظہ فرمائیے اوسمین لکہا ہی حدثنی محمد بن عیسی عن یونس عن حماد قال جلس ابو بصیر علی باب ابی عبد اللہ علیہ السلام لیطلب الاذن

---

۱ محمد بن الفرخ الرنجی کہتا ہی یعنی امام کی خدمت مین سوال لکہکر بہیجا کہ ہشام بن الحکم خدا کا جسم بتلاتا اور ہشام بن سالم خدا کی صورت ثابت کرتا ہی حضرت نے اسکو جو جواب لکہا کہ حیران کی حیرت تجہکو حیران (کے فریب) سی خدا سے پناہ مانگ یہ دونون مین کا قول معتبر نہین ۱۲ ۲ امام ابو عبداللہ سی مروی ہی زرارہ کہتا ہی مین حضرت امام کی خدمت مین حاضر ہوا فرمایا زرارہ سی کب ملا تہا مین نے عرض کیا کہ مین نے اوسکو کئی روز سی نہین دیکہا فرمایا کچہ پرواہ نکر اگر وہ بیمار ہو جائے تو اوسکو مت پوچہہ اور اگر وہ مر جائے تو اوسکی جنازہ پر مت جا مین نے تعجب سی پوچہا کیا زرارہ (کی نسبت ایسا فرماتے ہین) فرمایا ان یہود ونصاری اور قائلین تثلیث سی بہی بدتر ۱۲ ۳ عبدالرحمن بن مسکان کہتا ہی مین نے زرارہ سی سنا کہتا تہا خدا جعفر پر رحمت کرے لیکن جعفر پر میرے دل مین لعنت ہی مین کہا زرارہ کو کس چیز نے اسپر انگیختہ کیا کہا کہ امام محمد باقر نے اوسکی بابت کچہ بیان فرمایا تہا ۱۲ ۴ حماد کہتا ہی کہ ابو بصیر امام ابو عبداللہ کی دروازہ پر بیٹہا تہا تاکہ حضور خدمت کی پروانگی ملی ۱۲

فلم یوذن فقال لوکان معنا طبق لاذن نجباء کلب فشغر فی وجہ ابی بصیر قال اف
اف ما ھذا قال جلیسہ ھذا کلب شغر فی وجھک کلھا عن الارغام تعجب یہہ ہی کہ یہہ ہی
حضرات نجباء اللہ اور منار اللہ تھے اور یہہ ہی بزرگواران ائمہ کے خواص مخلصین تھی علامہ مجلسی نے
روضۃ المتقین مین ائمہ سے نقل کیا ہی بشر المجبین بالجنۃ یزید بن معویۃ العجلی وابو بصیر
لیث بن البختری ومحمد بن مسلم وزرارۃ اربعۃ نجباء اللہ وامناء اللہ علی حلالہ و
حرامہ ولولا ھولاء لانقطعت آثار النبوۃ اساس الاصول مین لکھا ہی وقد ذکرھم الشیخ الثقۃ
الجلیل الصدوق ابو عمر الکشی فی کتابہ فقال اجمعت العصابۃ علی تصدیق ھولاء الاولین
من اصحاب ابی جعفر واصحاب ابی عبد اللہ وانقادوا لھم بالفقہ فقالوا افقہ الاولین ستۃ
زرارۃ ومعروف بن جویہ وبرید وابو بصیر الاسدی - الی ان قال - وقال بعضھم مکان
ابی بصیر الاسدی ابو بصیر المرادی - عن محمد بن عبد اللہ المسمعی عن علی بن اسباط
عن محمد سنان عن داود بن سرحان قال سمعت ابا عبد اللہ یقول انی لاحدث الرجل
بحدیث وانھاہ عن القیاس فیخرج من عندی فیتاول حدیثی علی غیر تاویلہ انی امرت
قوما ان یکلموا بحیث قوما فکل یتاول لنفسہ یرید المعصیۃ للہ ولرسولہ فلو سمعوا واطاعوا

ع۱ اسکو پروانگی نہوئی کہنی لگا کہ اگر ہمارے ساتھ طباق ہوتو پہر یہ دانگی ہو جاتے پس ایک کتا آیا اور ابو بصیر کے منہہ پر موت کیا ابو بصیر کہنی لگا ہون ہون یہہ
کیا ہی اوسکی نشیں نے کہا کہ تیری منہہ مین موت دیا ہی ۲ دوستونکو جو یزید بن معویہ اور ابو بصیر لیث بن البختری ومحمد بن مسلم اور زرارہ ہین جنت کا مژدہ سنا دے چاہی
اللہ کے برگزیدہ اور خدا کے امانت دار اوسکی حلال اور حرام پر گرویدہ نہوتی تو نبوت کے آثار منقطع ہو جاتے ۳ شیخ ثقہ اور بزرگوار اور سچا ابو عمر کشی اپنی کتاب مین اوسکا ذکر کیا ہی کہا
کہ اصحاب ابو جعفر واصحاب ابو عبد اللہ مین سے ان چھ لوگونکی تصدیق پر جماعت متفق ہوئی اور اوسکی فقیہ ہونے کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ چھ شخص چھ امام مین سب سے زیادہ فقیہ مین
زرارہ اور معروف بن جو بویہ اسدی اور بعضونے بجای ابو بصیر اسدی کے ابو بصیر مرادی کہا ہی ۴ داود بن سرحان سے مروی ہی کہا میں
نے حضرت اللہ فرماتے ہی کہ فلان شخص کو مین حدیث سناتا ہون اور قیاس سے اوسکو روک دیتا ہون پہر میری پاس سے نکلتا ہی اور میری حدیث مین
تاویل کرتا ہی جو اوسکی دین مین نہین ہی مین نے ایک گروہ کو کلام کرنیکی اجازت دی اور ایک گروہ کو اوس سے روک دیا پہر ہر ایک فریق نے اپنی خواہش نفس کے
موافق تاویل کر لی اور خطا ہو گئے تو انکا ارادہ کیا گیا یہ لوگ (میری باتون) سنکر اطاعت کرتے ۔

لاودعتهم ما اودع ابی اصحابہ ان اصحاب ابی کانوا زینا احیاءً واموانا اعنی زرارۃ ومحمد
بن مسلم ومنهم لیث المرادی وبرید العجلی هولاء قوامون بالقسط هولاء قوالون بالصدق
وهولاء السابقون السابقون اولئك المقربون - علاوہ ازین طرفہ تماشا یہہ ہی کہ ابتدا زمانہ غیبت
امام مین سلسلہ سفارت وخط وکتابت جاری رہا ہی جو حضرات امامیکا ماخذ دین ہی اور ہی شیعیان پاک نے عریضہ لکھکر
امام کیخدمت مین بھیجدیا اور ہر سے کسی سفیر کے وسیلہ سی جواب آگیا اور سب سے زیادہ عجیب غریب یہہ ہی کہ حضرات
طرفین رقعات کو بنسبت سلسلہ سند روایت کے زیادہ قابل اعتبار سمجھتی ہین اساس الاصول مین نقل کیا ہی
الخامس منها ان الشیخ الصدوق قال فی القصة بعد نقل توقیع هذا التوقیع عندی بخط
ابی محمد الحسن بن علی وفی کتاب محمد بن یعقوب الکلینی روایة خلاف ذلك التوقیع
عن الصادق ع ثم قال لست افتی بهذا الحدیث مشیرا الی ما رواه محمد بن یعقوب الکلینی
عن الصادق ع بل افتی بما عندی بخط الحسن بن علی ع - تو اس صورت مین ماخذ اصلی اپنے دین کو
اہلبیت کو قرار دینا سراسر غفلت اور مسامحت ہی ہان شاید کوئی شخص ان حضرات کی توبہ وانابت کے
درپی ہو اسلیے اسکی متعلق مختصراً گذارش ہی کہ اسکا فیصلہ پہلے ہی آچکی قاضی نور اللہ شوستری صاحب
مجالس المومنین مین اور علامہ مجلسی بحار مین علل شیخ المشائخ سے فرما چکی ہین - قاضی صاحب
بنوحنیفہ کے ذکر مین لکھتی ہین - مخفی نماند کہ وجوب حسن ظن بخدای تعالے وانبیا واوصیاء
معصومین معقول ومسموع است اما بغیر ایشان کہ جایز بخطا باشند ممنوع است علامہ مجلسی روایت کرتے ہین

۱ تو جو کچھہ میرے باپنے اپنے یاردنکو سونپا ہی مین ہی انکو سونپتا ہون میرے باپکے یاردن اور نیکی بعد بہت اچھی تھے یعنی زرارہ
اور محمد بن مسلم اور لیث مرادی اور برید عجلی یہہ لوگ انصاف پر پار کھنی والے نہایت سچ بولنی والے - ۱۲ ۲ پانچوین یہہ کہ شیخ
صدوق نے تصہ مین بعد نقل ایک فرمان کے کہا کہ یہہ فرمان میرے پاس امام ابو محمد کا دستخطی موجود ہی اور کلینی نے امام
صادق سے اس فرمان کے خلاف روایت کی ہے پھر کہتا ہے - کہ مین کلینی کے اس حدیث پر فتوی نہین
دیتا بلکہ امام کا دستخطی فرمان جو میرے پاس موجود ہے اوس پر فتوے
دیتا ہون - ۱۲ -

عن[۱] ابن عامر عن معلے بن محمد عن محمد بن جمہور القمی باسنادہ رفعہ قال قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابی اللہ لصاحب بدعۃ بالتوبۃ قیل یا رسول اللہ وکیف ذلک
قال اشرب قلبہ حبہا۔ اور ان روایات سی یہہ بہی ثابت ہی کہ یہہ حالات ان حضرات کے وقت
مصاحبت ائمہ کے تہے اور انکی آمد و رفت محض بغرض طمع نفسانی و ہوا پرستی و تخریب دین متین نہی
تو ایسی شخصون کے لیے توبہ و انابت کا قائل ہونا اور انکی نسبت حسن ظن کرنا کیا ضرور ہی تو پہر
ایسی بوگونکو ماخذ دین قرار دینا اور پہر اہلبیت کی طرف دین کو منسوب کرنا حضرات شیعہ کے
ہی جرات ہی اور زیادہ تتبع سے تو یہانتک نوبت پہنچتی ہے کہ اب شہادت امام معصوم خوارج
و نواصب کی روایات کا بہی رد کرنا جائز نہین مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بحار الانوار باقر مجلسی سے نقل فرماتے ہین امام صادق ؑ نے فرمایا۔ لا[۲] تکذبوا
بحدیث اتاکم بہ مرجی ولا قدری ولا خارجی نسبہ الینا فانکم لا تدرون
لعلہ شیٔ من الحق فتکذبوا اللہ عز وجل فوق عرشہ۔ اس سے صاف ثابت ہی
کہ نواصب شام و خوارج نہروان جو ائمہ سے روایات کرین اونکا بہی رد کرنا جائز نہین ہے
تو جب روات ہی ماخذ دین ہوئی تو اس صورت مین صرف اہلبیت کو ماخذ دین کہنا اور
یہہ کہنا کہ ہر عاقل کے نزدیک بجز معصوم کے دوسرا کوئی شخص ماخذ دین نہین ہو سکتا۔
سراسر دامیات اور خرافات ہی۔ پہر اب ہمکو اپنی فاضل مخاطب کے دیانت و انصاف پر
کمال افسوس ہی کہ اس قول مین اپنا ماخذ دین تو حرف عترت طاہرہ کو بتلایا اور فرمایا کہ بعد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امامیہ کل اصول و فروع اہل بیت طاہرین ہی بموجب حدیث

---

[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے نے بدعتی کی توبہ سے انکار فرمایا کسینے عرض کیا یا رسول اللہ اسکی کیا
وجہ ہے فرمایا کہ اوسکی دلمین اوسکی محبت رچ گئی ہی۔ ۱۲ [۲] کوئی مرجی یا قدری یا خارجی تمہاری پاس
کوئی حدیث لاوی اور ہماری طرف نسبت کری تو تم اوسکو مت جہٹلاؤ کیونکہ تم نہین جانتی شاید وہ حق ہے
اور تم خدا کی تکذیب کرو اوسکے عرش پر۔ ۱۲

سفینہ وحدیث ثقلین لیتے ہین اور اہل سنت کا ماخذ دین صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو
فرمایا اور فرمایا کہ اہل سنت صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو ماخذ اپنے دین وایمان کا ٹہراتے ہین
اگرچہ اونمین سے ناصبین عداوت اور قاتلین ذریت اور مارقین اور ماسطین وناکثین ہی ہون
کیون حضرت کیا اسیکا نام انصاف ہی کیا اسیکو دیانت کہتی ہین - اگر ماخذ سے عام ماخذ
مراد ہی تو پہر اپنی لیئی عترت طاہرہ پر ہی کیون اکتفا فرمایا اور اگر ماخذ سے خاص ماخذ
مراد ہی تو پہر اہل سنت کے لیئے تابعین اور تبع تابعین کو کیون زیادہ فرمایا وہ بہی تو صحابہ
کی برابر کیون نہین سمجہتی مگر شاید ماخذ سے عام ماخذ مراد ہو اور تمام شیعہ داخل عترت ہون
لیکن اس صورت مین وہ عصمت جو آپ نے ماخذ ہونی کے لیئے شرط ٹہرائی تہی وہ
مفقود ہی بہرکیف یہہ انصاف ملحوظ خاطر رکہنا چاہیئے - باقی رہا یہہ جو ہماری فاضل
مجیب نے حدیث سفینہ اور حدیث ثقلین کا ذکر فرمایا ہی اوسکی متعلق مختصر گذارش ہی
کہ حسب اعتراف آپکی مذہبی بہائی مولوی نورالدین کے حدیث نجوم معارض حدیث ثقلین ہے
اور جب حدیث ثقلین کے معارض ہوئی تو حدیث سفینہ کے بہی معارض ہوگی لاتحاد بہما فی المدعا
اور یہہ بہی مولوی نورالدین کی کلام سے ظاہر ہی کہ معارضہ حدیث ثقلین وحدیث نجوم مین درباب
ایک جزو کے ہی جو عترت ہی اور جزو ثانی یعنی کتاب اللہ کی بابت کچہہ تعارض نہین ہی - اور جب
ہم تعارض کی وجوہ مین غور کرتے ہین تو انمین کچہہ معارضہ معلوم نہین ہوتا کیونکہ جب الفاظ
احادیث کو دیکہا جاتا ہی تو حدیث ثقلین مین لفظ تمسک واقع ہے اور حدیث نجوم مین لفظ
اقتدا ہی اور کتب لغات سے واضح ہی کہ تمسک کے معنی حقیقی اتباع اور پیروی کے نہین اور نہ
رکوب سفینہ جو حدیث سفینہ مین واقع ہے اوسکی معنی حقیقی اقتدا کے ہین اور ظاہر ہی کہ لفظ
اقتدار کے حقیقی معنی پیروی کے ہین منتہی الارب مین لکہا ہی امساک چنگ درزدن بقابل
امسک باشی اذا تمسک یہہ - پہر لکہتا ہی - تمسک چنگ درزدن وبازایستادن از چیزے - اور
لکہا ہی اقتدار پے بردن بکسی - جب یہہ امر ثابت ہوچکا کہ تمسک کے معنی اتباع کے نہین

نظمین درصحیح حدیث سفینہ وثقلین واربعین نجوم

بلکہ پکڑنے اور چنگل مارنے کے ہین - اور اقتدار کے معنی اتباع کے ہین - تو اب ہمنی قرائن مین تامل کیا
تو قرائن سے یہی معلوم ہوا کہ حدیث ثقلین مین لفظ تمسک کے معنی اتباع کے بحق عترت نہین
ہوسکتی بلکہ معنی ولا و محبت کے ہین چنانچہ حسب تحقیق علماء شیعہ الا المودۃ فی القربا کا مدلول ہے
کیونکہ اولا تمسک کے معنی اتباع معنی مجازی ہین اور ظاہر ہی کہ صیرورت الی المجاز بلا قرینہ صارفہ جائز
نہین - اگرچہ معنی محبت کے بہی اس اعتبار سے مجاز ہین لیکن چونکہ اوسکا کوئی معارض نہین اور قرینہ
صحت عموم موجود ہی اسلیئے وہ صحیح ہوئی - ثانیاً حدیث ثقلین اور حدیث سفینہ مین لفظ عترت
اور اہلبیت واقع ہوا ہی - اور عترت کے معنی حضرات شیعہ کچھ ہی کیون نہ اختیار کرین باعتبار
اتباع کے صحیح نہین ہوسکتی کیونکہ ماخذ دین ہونے کے لیئے عصمت شرط ہی - اور عترت
علی الاطلاق غیر معصوم ہے تو حسب مذاق شیعہ امامیہ عموماً اور حضرت مجیب خصوصاً محال ہی کہ خدا تعالے
غیر معصوم کے اتباع کی طرف دعوت فرماوی - اور اگر عترت و اہلبیت سے مراد صرف جناب امیر و
حسنین و فاطمہ رضی اللہ عنہم ہین تو باقی ائمہ تسعہ خارج ہوگئی اور اگر مراد صرف دوازدہ امام ہون
تو قطع نظر اس سے کہ اس تحقیق پر کوئی قرینہ قائم نہین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خارج
ہو جاینگی - غرض کہ اگر زید شہید و اسمعیل و حسن مثنی وغیرہ اولاد ائمہ عترت مین داخل ہین تو ان
احادیث سے اتباع ثابت کرنا خلاف عقل و خلاف مذہب ہی اور اگر یہہ عترت سے خارج ہین تو
بہ ائمہ کے داخل ہونے کی کوئی صورت نہین ہی - ثالثاً یہہ امر بدیہی ہے کہ جزئیت یا قرابت
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتباع مین کچھ دخل نہین ہی بلکہ صریح دار مدار اتباع اس پر ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ کی فیض صحبت اور علوم سے استفادہ حاصل کیا ہو - کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ سے اسوقت تک جسقدر عترت گذرتی چلے آتی ہی صدہا اونمین سے
ایسی ہین جنکو حضرات شیعہ کا فرد فاسق سمجھتی ہین اور ظاہر ہی کہ تمسک کی علت اس کچھ
جزئیت اور عترت ہونا واقع ہے اور جب علت ہی مقتضی وجوب اتباع بلکہ جواز اتباع کو
نہوئی تو پہر تمسک کو اتباع پر محمول کرنا بعید از عقل ہے رابعاً ثقلین کتاب اللہ اور عترت ہین

اور اونکی نسبت احدہما اعظم من الآخر ارشاد ہی اور حضرت مجیب ہی فرماتے ہین کہ عترت کا حکم خدا کے
حکم سے جدا نہین تو جس نے کتاب اللہ کا اتباع کیا اوسکو عترت کا اتباع حاصل ہوگیا تو اس صورتمین
تمسک کے معنی اتباع لینا عترت کی لیے محض تاکید ہی اور ظاہر ہی کہ مناط عدم ضلالت جیسا
اتباع ہی ویسا ہی محبت اور ولا ہی تو تمسک کو محبت اور ولا پر حمل کرنا تاسیس ہوگا اور تاسیس پر حمل کرنا
باعتبار تاکید کی اسنب واولے ہی - خلاصہ - عترت مین سے واجب الاتباع صرف امام
زمان ہوتا ہی اور باقی سب تابع ہوتی ہین اگر تمسک سے مراد یہان اتباع ہوتا تو صرف امام کے
تمسک واتباع کو ذکر کیا جاتا نہ تمام عترت کو تمام عترت کی اتباع کی طرف دعوت کرنا گویا
سب کو امام بنانا ہی - تو اس وجہ سے تمسک کے معنی اسجگہ اتباع جائز نہین - ہان ولا محبت
باعتبار قرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کے لیے حاصل ہے تو اس سے صاف
سمجھ سکتے ہین کہ اسجگہ تمسک بمعنی ولا ومحبت ہی - سادساً - اگر تمسک اور رکوب سفینہ بمعنی
اتباع ہو تو پھر فرق شیعہ زیدیہ و اسماعیلیہ وفطحیہ وناووسیہ وکیسانیہ وغیرہ جو بزعم خود متمسک
بہ ثقلین ہین اور اثنا عشریہ کے اصول کے موافق کافر ہین وہ بھی ناجی اور اہل حق ہون وہو
خلاف اصول الشیعہ - باقی رہا کتاب کے نسبت سوا اوسکی نسبت لفظ تمسک کے معنی بجز اتباع
ممکن نہین وہان معنی اتباع ہی ماخوذ ہونگی - لیکن حدیث نجوم مین کہ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اھتدیتم صریح اقتدا بالصحابہ کو ہی اور ہر ایک کے اقتدار کو اہتدا فرمایا
اسکی معنی مین راہ تاویل بھی مسدود ہی - تو کسیطرح کا تعارض حدیث نجوم مین اور حدیث سفینہ
وثقلین مین نہین ہے کیونکہ حدیث نجوم عموماً اصحاب کے اقتدار پر دلالت کرتی ہے اور حدیث
سفینہ وثقلین عموماً عترت کے وجوب محبت اور ولا پر دلالت کرتے ہی مولوی نور الدین صاحب
کی عقل پر ہنسی آتی ہی کہ دونو حدیثون مین تعارض سمجھکر غلطان وپیچان ہوئی - اور ائمہؑ مین سے جو
زمرہ اصحاب مین معدود ہین اونکی اتباع پر حدیث نجوم دلالت کرتے ہے اور باقی
ائمہؑ کا اتباع دوسرے دلائل سے ثابت ہی - تو اس حدیث سے کل اصحاب کرامؓ کا

بفضلہ تعالے عدل اور ناجی ہونا ہی نہین ثابت ہوا - بلکہ اونکا مقتدا اور ہادی ہونا بھی
ثابت ہوگیا - پس اس تمام گذارش سے ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کے ماخذ دین و ایمان
لاعنین ذریت طاہرین اور ملعونین اور منکرین امامت اور کافرین اور مارقین مین نہ اہلبیت
طاہرین - اور اہل سنت کے ماخذ دین و ایمان اصحاب کرام نجوم الہدی علے لسان سید البشر
اور عترت طاہرین ہین - والحمد للہ علی ذلک - قولہ معہذا اگر مبنی اختلاف کثیر کا
یہہی مسئلہ ہوتا تو صاحب تحفہ جنہون نے ایک کتاب ضخیم اس باب مین لکھی - اور اگرچہ اسکی
لکھنی مین اونکو چند ان دقت نہین ہوئی صرف صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہے کوئی
باب خاص اس مسئلہ مین لکھتی حالانکہ کوئی باب تفضیل صحابہ مین نہین لکھا - اقول
اگر ہماری مجیب لبیب کو اس باب مین حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سند منظور ہی
تو لیجئے منتہی الکلام مین خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک
سوال نقل کیا ہے جو در باب صحت مذہب شیعہ یا اہل سنت حضرت شاہ صاحب سے کیا گیا ہے
اور جو کچھہ اوسکا جواب شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے وہ بھی نقل ہے اوسمین سے ملتقطاً
عرض کرتا ہون اوس سے آپ دیکھہ لیجئے کہ شاہ صاحب کے نزدیک مبنی اختلاف
مذہبین کا کیا ہے - ای برادر اول بنای ہر مذہبی دریافت کن و کتابہای ہر فریق را یکسو گذار
و در طاق نسیان بچون بر بنای ہر یکی واقف شوی آن بنا را بر آیات قرانی مطابق کن و بنای
ہر کدام مذہب کہ محکم و راسخ بینی آنرا مذہب حق دانستہ کتابہای آنہا بخوان و بعمل آر
و بنای ہر مذہبی کہ باطل یا بے کتابہای آنرا وساوس شیطانی دانستہ در آب انداز و گرد آن مگرد
و آنہا را پارہ پارہ کن و یقین دان کہ آن مذہب اہلبیت رضی نیست بلکہ مذہب شیطان است
پس بدانکہ بنای مذہب اہلسنت بر ایمان و تقوی و صلاح و راستی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی
و غیرایشان از مہاجرین و انصار و دیگر اصحاب سید المرسلین ہست صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ہزارہا کس بودند و ہمراہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در راہ خدا جہاد و نماز کردند و تا مدت

حیات شریف ہمیشہ در نصرت وحمایت او بودند و بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در
خلافت خود عدل و انصاف و راستی گزیدند و خدمت اہلبیت و محبت انہا بجا آوردند و امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ با انہا نشست و برخاست نمودہ و ہمراہ انہا با کفار جہاد کردہ و در پس
انہا نماز خواندہ و ہمیشہ با انہا صحبت داشتہ و بعد وفات انہا در حق انہا دعای خیر نمودہ و بسیار
مدح و مناقب انہا بیان نمودہ و ہنا رند مذہب شیعہ بر کفر و نفاق خلفا ثلثہ و غیر ہم ہزاران صحابہ سید
ابرار ست کہ انہا میگویند کہ ہمہ انہا ایمان بہ نفاق آوردہ بودند و ہجرت ہم برای ریاست و طمع دنیا
کردہ بودند و ہمہ جہاد و عبادت انہا برای ریا بود نہ برای خدا و بعد وفات آنحضرت صلعم با اہلبیت
او ایذا رسانیدند و مرتضی علے را یاری نکردند و حق او را بزور گرفتند و متابعت و نماز علی رضہ
ہمراہ انہا بنا بر خوف و تقیہ بود حتی کہ علی رضہ دختر طاہر خود را در نکاح عمر رضہ برای تقیہ داد و نام
پسران خود ابوبکر رضہ و عثمان رضہ و عمر رضہ برای تقیہ نہاد - الی آخر ما قال بلفظہ الشریف - اور تحفہ میں
باب فضائل صحابہ رضہ کے نسبت انکار بایں معنی درست سہی کہ اس عنوان سے کوئی باب
منعقد نہیں کیا - لیکن اسکو عدم اثبات فضائل صحابہ پر دلیل لانا انصاف سے بہت بعید ہی
کیونکہ باب امامت کا دارمدار بالکل فضیلت صحابہ پر ہی - باب مطاعن سے اگر اثبات فضائل
صحابہ مراد نہیں تو اور کیا ہی باب تولا و تبرا کا مبنی بجز فضائل صحابہ کے اور کچھ نہیں -
معہذا حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بطور تکملہ تحفہ کے ایک باب تفضیل جداگانہ
تالیف فرمایا اور وہ کسی وجہ سے تحفہ کے ساتھ لاحق نہیں ہوا میں نے خود اوسکا مطالعہ
کیا ہی اور اب بھی بعض احباب کے پاس موجود ہے - باقی رہا یہہ ارشاد کہ صرف
صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی حضرت مجیب کے کمال انصاف اور نہایت واقفیت کی دلیل ہی
میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ صواقع کو دیکھتے تو ہرگز یہہ کلمہ منہ سے نہ نکالتے
آپ بی تحقیق جھوٹی خبرین سنی سنائی بمقابلہ خصم لکھدنا حق خفیف ہوتی ہین
ای حضرت تحفہ اور صواقع دونو بندہ کے پاس موجود ہین اگر آپکا دل چاہی تو اپنی

اس قول کی صدق وکذب کو دیکھہ لیجیئے ہمنی مانا کہ مواقع سے ہی آومین لیا ہی لیکن یہہ کہنا کہ صرف صواقع کا ترجمہ ہی کرنا پڑا ہی بالکل غلط ہی اور اگر بالفرض صواقع کا ہی ترجمہ ہو تو اسمین کیا عیب ہے اور کونسا طعن ہی - اولاً اونہون نے تحفہ اپنی نام کیطرف منسوب نہین فرمایا ہی - ثانیاً جو کچھہ لیا ہی اپنے ہم مذہب سے ہی اخذ کیا ہی کسی یہودی یا نصرانی یا شیعہ یا خارجی سے تو نہین لیا جو شاید محل طعن ہوتا - قولہ ضفدر ثلثہ کے افضلیت کا جو آپ اعتقاد رکھتی ہین تحفہ کے باب ہفتم مین ہی بحث مین وہ فرماتے ہین دور افضلیت ہم گنجایش بحث بسیار ست وہ تو اس باب مین مشکک اور متردد ہین اور اکابر اہل سنت سے ہین - اقول افسوس کہ اس عبارت کی سمجھنی ہین ہی آپنے خطا کی - مشکک اور متردد ہونا پر کونسا لفظ دلالت کرتا ہی کیا بحث کی گنجایش ہونا شک و تردد کو مستلزم ہی حاشا وکلا - صدہا مسائل فقہیہ واصولیہ وکلامیہ حضرات شیعہ کے یہان ایسی ہین جنمین گنجایش بحث بہت ہی بلکہ باہم اختلاف وجدال ہے کیا حضرات اون سب مین مشکک ومتردد ہین جناب امیر کی فضلیت انبیاء سے کسقدر محل بحث وگفتگو ہی خود مسئلہ امامت اور اوسکی اصول دین ہونے مین بہت کچھہ قیل وقال ہے مسئلہ رجعت جسکو قیامت صغری کہتی ہین اور مسئلہ غیبت امام آخرالزمان جو امہات مسائل سے ہین اور جنمین حضرات متفرد ہین باوجودیکہ امہات مسائل سے ہین - انمین گنجایش بحث جسقدر ہی عقلاً پر مخفی نہین - جب کوئی دلیل عقلی ونقلی ہم تک نہ پہنچی تو یہانتک مجبور ہوئی کہ مسئلہ غیبت مین یہہ کہدیا کہ وانما ھو لحکم استاثرھا اللہ تعالی[1] باوجودیکہ یہہ معتقدات کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت نہین اور حضرات محض تقلید سلف انکی معتقد ہین کیا آپ انکی نسبت یہہ کہہ سکتی ہین کہ حضرات شیعہ بھی ان عقائد مین مشکک ومتردد ہین - پس گنجایش بحث کا ہونا کسیطرح مستلزم شک وتردد کو نہین ہی - یہہ صرف حضرت کی خوش فہمی ہے وبس - علاوہ ازین اگر کوئی شخص آپکی تمام معتقدات والہیات ونبوات وغیرہ کا انکار کرکے آپسے ثبوت طلب کرے

[1] امام کے اختفائی وجہ بسبب پوشیدہ حکمتون کے ہی جسکو خدا تعالے نے اپنے ہی علم مین رکھا ہے دوسرے کو بہ سبب مطلع نہین فرمایا - ۱۲

تو مشکل پڑجائیگی اور طول طویل بحث کے نوبت آئی حالانکہ یہہ نہین کہا جائیگا کہ آپ اپنی معتقدات میں
مشکک و متردد ہین قو بہرحال - اب ہم یہہ دیکھتی ہین کہ یہہ اعتقاد اہل سنت کا
مدلل بدلائل عقلیہ و نقلیہ مسئلہ خود یقینی ہے یا محض تقلید سلف اور ظنی ہے - اس باب مین
کوئی دلیل عقلی و نقلی قائم نہین چنانچہ بنظر اختصار ایک دو قول ان حضرات کے نقل ہوتے ہین
مواقف قاضی عضد الدین کے صفحہ ۶۱۶ مین یہہ عبارت لکھی ہے واعلم ان مسئلہ
الافضلیۃ لا مطمع فیہا فی الجزم والیقین ولیست مسئلۃ تتعلق بہا عمل فتکفی فیہا بالظن
والمنصوص المذکورۃ من الطرفین بعد تعرضہا لا یفید القطع علی ما لا یخفی علی منصف لکنا
وجدنا السلف قالوا بان الافضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی وحسن ظننا بہم یقضی
بانہم لو لم یعرفوا ذلک لما اطبقوا علیہ فوجب علینا اتباعہم فی ذلک - خلاصہ اسکا یہہ ہی
کہ مسئلہ تفضیل قطعی و یقینی نہین ہی بلکہ ظنی ہے اور سلف کہ پاہینی کہ کہتے ہین افضل ابوبکر
بعد عمر و بعدہ عثمان و بعدہ علی ہین - نقلا عن مجمع البحرین - شرح عقاید نسفی مین بعد تفضیل
علی ترتیب خلافت کہا ہی علی ہذا وجدنا السلف والظاہر انہ لو لم یکن لہم دلیل علی ذلک لما حکموا بذلک
اور علماء کی اقوال ہی اسی قسم کی ہین - اقول - چونکہ اس جگہہ ہماری مخیب لبیب کو فہم
مطلب عبارت مواقف مین خطا ہوئی اسلیئے اولاً ضرور ہی کہ مطلب عبارت بیان کیا جاہی
اور بعد اوسکی جواب کے تقریر کیجائے پس واضح ہو کہ مواقف نے شروع اس بحث مین
دلائل فضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ذکر کین اور بعد اوسکی حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ
کی فضلیت کے دلائل ذکر کین جو علماء شیعہ اونکی فضلیت کی اثبات مین تقریر کرتے ہین - بعد اوسکی اجمالاً
اونکا جواب دیکر یہہ عبارت مذکورہ لکھی جسکا حاصل یہہ ہی کہ مسئلہ افضلیت (حسب مذاق متکلمین)
جزمی و یقینی نہین کیونکہ کلامی طرز پر یقین کے اثبات کے لیئے یا تو کوئی دلیل عقلی
جو مقدمات حقہ یقینیہ سے مرکب ہو مثبت افضلیت ہو اور ظاہر ہے کہ فضلیت
جسکا مدار کثرت ثواب اور علو مرتبہ عند اللہ اور اقربیت الی اللہ پر ہے امر معقول نہین چنانچہ

سابقاً بشہادت علم الہدی امامیہ بیان ہوچکا ہے - یا نص قرانی ہو جو عبارت النص
اوسکو مثبت ہو وہ بھی نہین ہے یا کوئی حدیث متواتر مفید یقین ہو وہ بھی مفقود -
احادیث احاد جو اس باب مین وارد ہوئی ہین معارضہ سے قطع نظر وہ مفید یقین نہین
تو اہل کلام کے طرز پر اس مسئلہ کا ثبوت یقینی نہوا - لیکن ہمارے محیب اس سے یہہ سمجھ گئے
کہ یہہ مسئلہ کسیطرح یقینی نہین حالانکہ یہہ غلط ہے کیونکہ اسکی آگے ہی صاحب مواقف نے
بطور استدراک و دفع توہم کے یہہ فرمایا - لیکن ہمنی سلف کو پایا کہ وہ افضلیت بہ ترتیب
خلافت کہتی تہی اور حسن ظن حاکم ہے اگر اونکی پاس کوئی دلیل نہوتی تو اسپر متفق نہوتے
اور اجماع نہ کرتے تو ہمپر اونکی پیروی واجب ہوئی - یہہ عبارت صراحتہً اس امر پر دال ہے
کہ مسئلہ افضلیت صاحب مواقف کے نزدیک اجماعی ہے اور اوسکی نزدیک اجماع ہمپر واقع ہے
کہ افضلیت بہ ترتیب خلافت ہے اور اگر باہم ختنین کے افضلیت پر اجماع نہو تو شیخین کی افضلیت
تو قطعاً اجماعی ہے - اور اجماع اگرچہ کلامی طور پر یقینی حجت نہو سہی تاہم باتفاق شیعہ
و اہل سنت اصولیین اور فقہا وغیرہ کی نزدیک حجت ہے جمال الدین ابے منصور حسن زین الدین
بن علی بن احمد شہید ثانی شیعی معالم الاصول مین بعد اسکان اور وقوع اور حجیت اجماع
کی تحریر فرماتے ہین - ونحن لما ثبت عندنا بالادلۃ العقلیۃ والنقلیۃ کما حقق
مستقصی فی کتب اصحابنا الکلامیۃ ان زمان التکلیف لا یخلو عن امام معصوم
حافظ للشرع تجب الرجوع الی قولہ فیہ فمتی اجتمعت الامۃ علی قول کان داخلا
فی حملتہا لانہ سیدہا والخطاء ماصون عنہ فیکون ذلک الاجماع حجۃ - اس سے
صاف واضح ہے کہ شیعہ کے نزدیک اجماع حجت ہے - اور امام معصوم کے شمول کے

لہ اور جب ہمارے نزدیک دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہوچکا ہے جیسا کہ ہمارے اصحاب کے کتب کلامیہ مین مفصل مذکور ہے کہ امام معصوم نگہبان شرع
جسکی قول کیطرف رجوع ہو کسی زمانہ تکلیف کا خالی نہین ہوتا پس جب کسی قول پر امت مجتمع ہوجائیگی امام کا قول بھی
اوسمین شامل ہوگا کیونکہ وہ امت کا سردار ہے اور خطا کا اوسپر خوف نہین تو یہہ اجماع حجت ہوگا - ۱۲

نسبت جو کچھ فرمایا ہے یہ محض ایک لغوبات ہے امام کا شمول اوسمین خود قطعی نہین
کیونکہ اوسکی قطعیت پر کوئی دلیل قائم نہین ہے - اجماع کے ساتھہ قول امام کے انضمام پر اگر کوئی
دلیل خارجی مثل وجود امام بعینہ یا وجدان قول بعینہ اور تواتر نقل کے دال ہو تو اجماع کا
نام لینا ہی لغو اور بیفائدہ ہے کیونکہ اسوقت معتبر اور حجت قول امام ہی نہ اجماع اور اگر یہہ ہی
اجماع قول امام پر دال ہے تو مغلطہ اور محتمل پر بنا اجماع ہے اور محض توہمات پر مذہب کی
بنیاد قائم کی ہے - اور ظاہر حسب مذہب شیعہ شق ثانی ہی کیونکہ صاحب معالم آگی بڑہکر
لکھتے ہین ولا یخفی ان فائدۃ الاجماع تعدم عندنا اذا علم الامام بعینہ نعم یتصور
وجودھا حیث لا یعلم بعینہ ولکن یعلم کونہ فی جملۃ المجتمعین ولا بد فی
ذلک من وجود من لا یعلم اصلہ ونسبہ فی جملتھم اذ مع علم اصل الکل ونسبہم
یقطع بخروجہ عنھم - اب آپ بغور ملاحظہ فرماوین کہ یہہ اجماع جسمین وجود امام اور اوسکی قول کے
دخول کے بنا محض تخیلات وتوہمات پر بانده رکہی ہے حجت ہی - ظاہر ہے کہ ایام
غیبت کبری مین نہ امام کے وجود پر کوئی دلیل قطعی یا ظنی قائم ہے اور نہ اوسکی قول کے دخول پر
کوئی حجت ہی تو ایسا عجیب وغریب اجماع حضرات شیعہ کے ہے نزدیک حجت ہوسکتا ہی
اگرچہ اسجگہ بحث کی بہت گنجایش ہے لیکن بخوف تطویل اس سے اغماض کرتا ہون اس سے
ہمکو کیا بحث آپ جانے اور آپکی شہید ثانی اور آپکا اجماع صرف مقصود یہہ ہے
کہ اجماع اہل تشیع کے نزدیک حجت ہی اور وہ کیسا ہی کچھہ سہی حضرت شہید ثانی
کی کلام سے حجت ہونا اوسکا ثابت ہوگیا - اہل سنت کے نزدیک سن لیجئی حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرۃ العینین کے شروع مین تحریر فرماتے ہین -

---

لہ اور پوشیدہ نہین کہ جب بعینہ امام کا وجود معلوم ہو تو اجماع کا فائدہ نرہیگا تاہم اوسکا وجود اوس جگہ متصور ہی جسجگہ امام بعینہ
معلوم نہو لیکن منجملہ اہل اجماع کے اوسکا ہونا معلوم ہو اور اسکی ایسی لوگونکا ہونا ضرور ہی جنکی اصل ونسب کی اطلاع نہو
اسلیئے کہ اگر سب کے اصل ونسب کی اطلاع ہوگی تو امام کا اوس اجماع سے خارج ہونا یقیناً معلوم ہوگا - ۱۲ -

باید دانست کہ مذہب حق کہ اشاعرہ شکر اللہ مساعیہم متابعت صحابہ و تابعین آن رفتہ اند
تفضیل حضرت ابوبکر صدیق رضؓ و عمر فاروق رضؓ ست بر غیر ایشان از صحابہ چہ علی مرتضی و چہ حسنین
رضی اللہ عنہم اجمعین و از عجائب امور آنست کہ این مسئلہ در زمان سلف از اجلی بدیہیات بود
کہ ہیچ عاقلی دران شک نمی کرد الا قومی از مبتدعان کہ تتبع آثار صحابہ و تابعین شیمہ ایشان نباشد۔ دوسرے
جگہ اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہین۔ سادساً اجماع کہ اصل ثالث قرار دادہ اند از اصول اربعہ
باوجودیکہ اجماع منعقد نمی شود الا بعد قیام دلیلی از کتاب و سنت و قیاس برائی دو فائدہ ست
یکی آنکہ سبب اجماع مسئلہ قطعی میشود و اگر اجماع نمی بود بسیار ست کہ قطع نباشد مثلاً صور تی کہ مستند
اجماع آنجا خبر واحد یا قیاس باشد دیگر آنکہ غالباً چون مجتہدین مسئلہ اجماع کردند ماخذ را فراموش
میسازند و دواعیہ نقل ماخذ فاتر میگردد بجہت کفایت اجماع ازان لہذا در اکثر مسائل اجماعیہ ماخذ آنہا
چنانکہ می باید دمی شاید منقول نیست۔ پس جبکہ یہہ مسئلہ اجماعی و مجمع علیہ سلف کا ہی بلکہ زمانہ سلف مین اجلی
بدیہیات سے ہی تو یہہ کہنا کہ مطلق اسپر کوئی دلیل قائم نہین اور جمیع وجوہ ظنی ہے غلط ہوا بعند ا
سلنا کہ یہہ مسئلہ ظنی ہی اور کوئی دلیل عقلی و نقلی یقینی اسکی اثبات پر قائم نہین تاہم ہماری مجیب کو باعتبار اپنی
مذہب کی اعتراض کی گنجایش نہین کیونکہ حضرت مجیب کے مذہب مین اصول و فروع دین اخبار آحاد اور ظنیات
سے ثابت ہو سکتی ہین یعنی وہی معلوم الاصول متداول کہ یہہ ہے۔ خبر واحد جو قرائن مفیدہ للعلم سے خالی ہو اور اسکی بحث
مین بعد بیان اختلاف کے تیسری دلیل دلائل حجیت خبر واحد مین لکھتی ہین۔ قال العلامۃ فی النہایہ
اما الامامیۃ فالاخباریون منہم لم یعولوا فی اصول الدین و فروعہ الا علی اخبار الآحاد
المرویۃ عن الائمۃ والاصولیون منہم کابی جعفر الطوسی وغیرہ واقفوا علی قبول خبر الواحد
ولم ینکرہ سوی المرتضی و اتباعہ لشبہۃ قد حصلت لہم اور اس سے کچھہ آگی چلکر لکھتی ہین

کیونکہ شیعہ کے نزدیک اصول و فروع دین خبر واحد سے ثابت ہو سکتی ہین

[1] علامہ نے نہایہ مین کہا ہو امامیہ سے محدثین نے اصول و فروع دین مین اخبار احاد پر ہے اعتماد کیا ہے جو ائمہ سے مروی ہین
اور اصولیین نے مثل ابی جعفر طوسی وغیرہ کی خبر واحد کی قبول کرنے مین انکی موافقت کی ہے اور سوا مرتضی اور اسکی
اتباع کے کسی نے اسکا انکار نہین کیا کیونکہ اوسکو ایک شبہ پڑ گیا تھا ۔ ۱۲ ۔

وموافقونا من اهل الخلاف احتجوا بمثل هذه الطريقة ایضاً فقالوا ان الصحابة والتابعین اجمعوا علی ذلك بدلیل ما نقل عنهم من الاستدلال بخبر الواحد وعملهم به فی الوقائع المختلفة التی لا تکاد تحصی وقد تکرر ذلك مرة بعد اخری وشاع وذاع بینهم ولم ینکر علیهم احد والا لنقل وذلك یوجب العلم العادی باتفاقهم کالقول الصریح - تو اس بیانسے ثابت ہوا کہ افضلیت پر اگر دلائل ظنیہ اخبار احاد ہی قائم ہون - تاہم ہماری مجیب کو گنجایش اعتراض نہین حالانکہ اوسپر دلیل قطعی سلمہ فریقین قائم ہے اور یہہ حال جو اوپر مذکور ہوا اوس خبر واحد کا ہی جو خالی عن القرائن ہو - چنانچہ شروع بحث معالم مین لکھا ہی اور اگر خبر واحد کے ساتھہ قرائن مفید یقین ملحق و منضم ہون وہ خود قطعی حجت ہی چنانچہ یہہ بھی اوسی معالم الاصول سے مفہوم ہوتا ہے اور اگر اس مسئلہ افضلیت مین قطع نظر اجماع سے کیجاوے تو قرائن خارجیہ بھی مثل اجتہاد فی العبادۃ اور جہاد فی اللہ اور کتب اعداء اللہ کفار و مرتدین اور فتح بلدان اور اشاعۃ اسلام اور عدل و داد و بیعت رضوان بالبیعت اور اونکا خلفا کی حمایت و نصرت و مدح کرنا وغیرہا جنکی شرح کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مین بشرح و بسط مذکور ہی اسکی ثبوت پر قائم ہین تو اگر اخبار احاد فی حد ذاتہ ظنی ہون کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ اونکی ظنیت قطعیت بعد انضمام قرائن کو معارض نہین - تو اوسکو محض ظنی خیال کرنا اور بلا دلیل عقلی و نقلی سمجھنا اگر نادانستہ ہی تو صرف خطا ہی اور اگر دیدہ و دانستہ ہے تو انصاف و تحقیق حق کا خون کرنا ہے - قولہ غور کا مقام ہی کہ اس تفضیل پر جسکی حضرات اہلسنت قائل ہین اور اوسکو عقائد مین داخل کر رکھا ہی خود اونکی ہی علماء کے اقوال سے کوئی دلیل قائم نہین بلکہ یہہ

ف۵ یعنی ہماری موافقون نے اہل خلاف سے اس طریقہ سے حجت پکڑی ہی پس کہا کہ صحابہ و تابعین نے اس امر پر اجماع کیا اس دلیل سے کہ وقائع مختلفہ کثیرہ مین خبر واحد سے استدلال منقول ہی اور یہہ امر مرۃ بعد اخری واقع ہوا ہی اور مین شائع و ذائع ہی اور کسیسے اونپر انکار نہین کیا اور نہ منقول ہوا تو یہہ مثل قول صریح کے اونکے اتفاق پر علم عادی کو موجب ہی ۱۲

لکھتی ہین کہ علی ہذا وجدنا السلف اس قول مین اور انا وجدنا آبانا مین کیا فرق ہے حالانکہ
اسی شرح عقائد نسفی کے شروع مین لکھا ہی ومعرفۃ العقائد عن ادلتہا التفصیلیۃ بالکلام الخ
پھر تفضیل خلفا کا عقائد مین داخل کرنا اور بدون اقامت دلیل اوسکا قائل ہونا اور علی ہذا وجدنا
السلف کہنا کیونکر جائز ہوگا - اقول - گذارش سابقہ سے یہ اعتراض بالاغور
وتدبر مقام کیا گیا ہی اگرچہ مقام غور کا تہا لیکن حضرت نے غور نہین فرمایا ورنہ بمقتضای انصاف
یہہ اعتراض نفرماتے کیونکہ اسی گذارش سے ثابت ہوچکا ہی کہ اہلسنت کا یہہ اعتقاد بدلایل
قطعی نہین - لیکن حضرت مجیب اپنا فکر فرماوین اونکی علامہ دیگر ہاطین نے مبنی اصول
وفروع کا ظنیات پر رکھہ دیا اور بیچاری سید علم الہدی کے دعوی تواتر کو آپکی شہید ثالث
نے غلطی اور شبہ پر محمول فرمایا پس اسکے جواب کا فکر کیجئی قطع نظر اس سے اگر آپکو اپنی اصول
کی ثبوت قطعی کا دعوی ہی تو مسئلہ رجعت کو جو اصول معتقدات سے ہے چنانچہ شیخ محمد بن
الحسن الحر العاملی نے بدایۃ الہدایہ مین لکھا ہی یجب علی المکلف الاقرار بوجود اللہ سبحانہ ووحدانیتہ
وعدلہ وعلمہ وقدرتہ وتنزیہہ عن النقص وسائر صفاتہ الواردۃ فی الکتب والسنۃ والاعتراف
بالمعاد الجسمانی وہو القیمۃ الکبری وبالرجعۃ وہی القیمۃ الصغری بحثی لکھتا ہی ورجعت
از ضروریات مذہب شیعہ است - کسی دلیل عقلی یا نقلی قطعی سے ثابت فرمادیجئی اور اگر قطعی
نہوسکی تو ظنی ہی سے ثابت کیجئی ہان ناانصافی کے راہ سے کہی جائین کہ ہمارے تمام
اصول و فروع دلائل قطعیہ سے ثابت ہین جیسا سید مرتضی کا خیال ہے اسکا کوئے
علاج نہین باقی رہا آپکی سوال فرق انا وجدنا اور علی ہذا وجدنا السلف کا جواب ہم بوجہ اپنی
التزام تہذیب کی کچھہ نہین عرض کرسکتے مگر اتنا کہتے ہین کہ فعلی ہذا درکت آبائی اور انا وجدنا

لہ یعنے مکلف پر خداوند تعالے شانہ کے وجود اور وحدانیت اور عدل اور علم اور قدرت اور تنزیہہ کا اور تمام صفات کا
جو کتاب وسنت مین وارد ہوئین اقرار واجب ہی اور معاد جسمانی جو قیامت کبرے ہے اور رجعت امہ جو قیامت
صغرے اونکا ہی اعتراف واجب ہے - ۱۲ -

آبا دنا مین جسقدر فرق ہی اوسکی نسبت علی ہذا وجدنا السلف مین اور انا وجدنا ابا دنا مین زیادہ
فرق ہی اقول ۔ معہذا ان کل کتابونمین تفضیل خلفا ر اربعہ کی حسب ترتیب خلافت
درج ہے مگر ہماری حضرت مجیب نے صرف خلفا ر ثلثہ پر ہی اکتفا فرمایا اور یہ باعث نہایت
محبت و غایت تمسک بہ اہل بیت اپنے خلیفہ رابع کا ذکر تک نہ کیا اقول ۔ یہہ امر
بدیہی ہی کہ عدم ذکر شے اوسکی نقص و برائی کو مستلزم نہین تو معاذ اللہ حضرت امیر المومنین امام الاشجعین کا
عدم ذکر اسوجہسے نہین کہ انکی خدمت مین دلا دتمسک مین کوتاہی ہو حضرت کے ساتھہ سوء اعتقادی
کومین ایسی ہی بے دینی اعتقاد کرتا ہون جیسا کہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھہ
سوء اعتقاد کو بے دینی سمجھتا ہون لیکن چونکہ مناظرہ مین متفق علیہ کے ذکر کی کچھہ ضرورت
نہین ہوتے مختلف فیہ کا ذکر البتہ ضروری ہی اسلیئے خلفا ر ثلثہ رضہ کے ذکر پر اکتفا کیا گیا
اور یہہ تو حضرت مجیب بہی جانتی ہونگے لیکن آخر کیا کرین آپکی داعیہ انصاف اور تحقیق حق نے چھوڑا
کہ آپ یہہ اعتراض نفرماوین قال الفاضل المجیب ۔ قولہ صحابہ کرام الخ اگر لفظ کرام
صفت احترازیہ ہی اور مقصود اس سے غیر صحابہ کرام سے احتراز ہے تو حاشا و کلا کہ
شیعہ صحابہ کرام کو برا سمجھتی ہون بلکہ اپنی نزدیک جن لوگونکو غیر کرام جانتی ہین اور انکا
ایسا ہونا کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین انکو ہی برا جانتی ہین یقول العبد الفقیر الی
مولاہ الغنی ای اہل دانش و انصاف وای متجسسان اعتساف ذرا ہماری حضرت مجیب کے
انصاف و تحقیق حق کو ملاحظہ فرمانا اور دیکھنا کہ کس شد و مدسے فرماتی ہین کہ حاشا و کلا کہ شیعہ
صحابہ کرام کو برا سمجھتی ہون ۔ اس جملہ کو نہایت مضبوطی کے ساتھہ تھامنا ۔ بندہ عرض کرتا ہے
کہ حضرات شیعہ کے یہہ محض زبانی دعوے ہین ورنہ حضرات نے اپنی کتابون مین تو انبیا
لیکر اصحاب تک سبہا تکفیر و تفسیق سے بھرا ہوا ہے یہہ دعوے محض مخالف اپنے کتب
معتبرہ کی ہے ۔ لیکن نقل روایات سے پہلے یہہ گذارش ہے کہ بطور مقدمہ یہہ قاعدہ
کلیہ اپنے ذہن مین محفوظ رکہیئی کہ حضرت مجیب کے نزدیک معصیت مکذبت کی بالکل خلاف ہی

اور حسین معصیت پائی جائیگی کرامت مرتفع ہوجائیگی چنانچہ آیندہ عبارت مین بزعم خود اس قاعدہ کو ثابت کرکے بناء اعتراضات اسی پر رکھی ہے تو جب یہہ مقدمہ محفوظ ہوچکا تو اب روایات سنیئے انبیاء کو کفر تک نہین چھوڑا حضرت شیخ صدوق طائفہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ القمی خصال مین روایت فرماتے ہین - عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اصول الکفر ثلثۃ الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فانہ حین نھی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان اکل منھا واما الاستکبار فابلیس حین امر بالسجود فابی واما الحسد فابنا آدم حین قتل صاحبہ[1] یعنی حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام مین حسب روایت آپکی صدوق کے اوس فعل کا ارتکاب جو اصل کفر ہے پایا گیا اور کفر مین ابلیس کے برابر ہوگئی کہ اوسمین ہے ایک اصل کفر کی پائی جاتے ہے اور معاذ اللہ توبہ توبہ آپ مین ہی ایک اصل پائی جاتی ہے اب دیکھیئے کہ یا تو یہہ عقیدہ کہ ائمہ تک صغائر وکبائر سے سہواً وعمداً معصوم تھے یا یہہ کہ نعوذ باللہ ابلیس کے برابر ہوگئی اب حضرت مجیب یا تو نقل روایت کی تکذیب فرماوینگی اور یہہ تو ممکن نہین کتاب نبدہ کے پاس بعونہ تعالے موجود ہی جسمین یہہ روایت سراپا غوایت مذکور ہی یا اس روایت کے تکذیب فرمائینگی اور یہہ بھی ممکن نہین کیونکہ حضرت صدوق کی روایت ہی اگر اسکی تکذیب کیجاویگی تو اوسکا وصف صدوق نرہیگا بلکہ کذب صادق آئیگا علاوہ اسکی اور کسی احتمال وتاویل کی گنجایش نہین سبحان اللہ حضرات ایسی کفریات روایت فرماوین اور پھر کوئی صدوق کے لقب سے ملقب ہون اور کوئی علم الہدے خطاب اپنے اہلبیت سے پاوین - اور لیجیئے یہی مبدا سلسلہ نبوت ابو الانبیاء والمرسلین ہین جنکی نسبت حضرت صدوق نے عیون اخبار الرضا مین ایک طویل روایت بیان فرمائی ہے

[1] یعنی اصول کفر تین ہین حرص اور تکبر اور حسد لیکن حرص پس آدم جبکہ منع کیا گیا درخت سے تو حرص نے وسکو اوسپر برانگیختہ کیا - کہ اوسمین سے کہا لیا - اور تکبر پس ابلیس جبکہ حکم کیا گیا سجدہ کا پس اوس نے انکار کیا - اور حسد پس آدم کا بیٹا - جبکہ اوس نے اپنے بھائی کو حسد سے قتل کر ڈالا - ۱۲ -

انبیاء کے کفر کا ثبوت درسب شیعہ کے موافق

اور تفسیر صافی مین ہی ولاتقربا ہذہ الشجرہ کی تفسیر مین مذکور ہی - حدثنا عبد الواحد بن
محمد بن عبدوس النیشاپوری العطار قال حدثنا علی بن محمد بن قتیبۃ عن حمدان بن سلیمان عن
عبد السلام بن صالح الہروی قال قلت للرضاؑ یا ابن رسول اللہ اخبرنی عن الشجرۃ التی اکل منہا
آدم وحوّاء ما کانت فقد اختلف الناس فیہا فمنہم من یروی انہا الحنطۃ ومنہم من یروی
انہا العنب ومنہم من یروی انہا شجرۃ الحسد فقال کلّ ذلک حق قلت فما معنی ہذہ الوجوہ علی
اختلافہا فقال یا ابا الصّلت ان شجرۃ الجنّۃ تحمل انواعا فکانت شجرۃ الحنطۃ وفیہا عنب ولیست
کشجرۃ الدنیا وان آدم علیہ السلام لما اکرمہ اللہ تعالٰی ذکرہا سجادہ ملئکتہ لہ وباد خالد الجنۃ قال فی
نفسہ ہل خلق اللہ بشرًا افضل منی فعلم اللہ عزوجل ما وقع فی نفسہ فناداہ ارفع راسک یا آدم فانظر
الی ساق عرشی فرفع آدم راسہ الی ساق العرش فوجد علیہ مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی
ابن ابیطالب امیر المومنین وزوجتہ فاطمۃ سیدۃ نساء العلمین والحسن والحسین سیدا
شباب اہل الجنۃ فقال آدمؑ یا رب من ہولآء فقال عزوجل ہولآء من ذریتک وہم خیر منک
ومن جمیع خلقی ولولاہم ما خلقتک وما خلقت الجنۃ والنار ولا السماء والارض وایاک ان تنظر

---

۱ یعنی عبد السلام بن صالح ہروی کہتا ہی کہ مین نے امام رضاؑ سے پوچھا ای فرزند رسول اللہ صدہ درخت کہ جس سے آدم وحوا نے
کھایا تہا کون سے درخت تہا اسمین اختلاف کر کہا ہی بعضی کہتے ہین کہ وہ گندم کا درخت تہا اور بعضی روایت کرتی ہین کہ وہ انگور کا درخت تہا
اور بعضی نقل کرتے ہین کہ وہ حسد کا درخت تہا آپنے فرمایا ای ابا الصلت جنت کا درخت چند قسم پر پہاتا ہی یہہ درخت اصل مین گندم کا تہا
اور اسمین خوشہ انگور کے تہی اور جب خدا تعالے نے آدم علیہ السلام کو فرشتون سے سجدہ کرا کر اور جنت مین داخل کر کے
بزرگی عطا فرمائی تو اپنی دل مین کہا کہ کیا کوئی بشر مجہسے افضل ہے - خداوند تعالے نے خطرہ قلبی معلوم فرما کر فرمایا ای آدم سر
اوٹہا کر ساق عرش پر دیکہہ آدم نے دیکہا تو اوسپر لکہا ہوا تہا (لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی بن ابی طالب امیر المومنین
وزوجتہ فاطمہ سیدۃ نساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ) تو کہا ای پروردگار یہہ کون ہین فرمایا یہہ تیری
اولاد مین ہین اور تجہسے اور تمام مخلوق سے بہتر ہین اگر یہہ نہوتے تو نہ تجکو پیدا کرتا اور نہ جنت و نار کو اور نہ آسمان
اور زمین کو اور خبردار انکو -

اللہم بعین الحسد فاخرجك من جواری فنظر الیھم بعین الحسد وتمنی منزلتھم فتسلط اللہ علیہ الشیطان حتی اکل من الشجرۃ التی نھی عنھا وتسلط علی حواء نظر الی فاطمہ بعین الحسد حتی اکلت من الشجرۃ کما اکل ادم فاخرجھما اللہ تعالی من جنتہ واھبطھما عن جوارہ الی الارض - یہہ روایت بہت وجوہ سے قابل غور ہی لیکن یہان صرف اسیقدر ثابت کرنا ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین بہت بڑی معصیت حضرات نے ثابت فرمائی کہ باوجودیکہ حق تعالے شانہ نے نہایت تاکید کے ساتھہ حسد کی ممانعت فرمائی پہر باوجود اسکی حضرت آدم نے نہ مانا اور حسد کر بیٹھی جسکی سزا پائی اور فی الواقع ادنے درجہ کا حسد کبیرہ ہوگا چہ جائکہ افضل الاولین والآخرین کے مراتب کا حسد کیا جاوی معاذ اللہ کسقدر حضرت ادم کے عرق حسد جوش مین ائی کہ خدا تعالے کی بہی ایک نہ سنی اور پہلے گذارش ہوچکا ہی کہ اصول کفر کے حضرات نے تین قرار دیی ہین - حرص اور حسد اور استکبار تو پہلے حرص حضرت آدم کے حق مین بعبارت النص بروایت صدوق ثابت ہوکر ساوات ابلیس ثابت ہوچکی معاذ اللہ تو اب اس روایت مین دوسری اصل کفر کی یعنے جو حسد ہی بلکہ اعلی درجہ کا حسد حضرت ۴ کے واسطے ثابت کیا گیا تو اب معاذ اللہ توبہ توبہ شیعہ کے نزدیک حضرت ادم علی نبینا وعلیہ السلام کا مرتبہ باوجود نبوت کے کفر مین ابلیس لعین سے دوچند ہوا بلکہ اگر غور کیا جاوی تو ایسی روایت سے آپکا استکبار بہی مفہوم ہوتا ہی آپکا یہہ خیال کہ مجھسے کوئی افضل نہین ظاہرا ناشی عرق استکبار سے ہے تو گویا مبدا سلسلہ انبیا رابوالاباء رسل خلیفۃ اللہ فی الارض بہ نسبت ابلیس کے کفر مین ستہ گونہ زیادہ ہوئی کیونکہ ہر ستہ مراتب اصول کفر کے

لہ حسد کی نگاہ سے نہ دیکھا نہین تو اپنی قرب سے نکلوا دونگا تو آدم نے اونکو حسد کی نگاہ سے دیکھا اور اونکی مرتبہ کے آرزو کی پس خدا تعالے نے اوسپر شیطان مسلط کردیا یہان تک کہ اوس درخت سے کہایا جسکی ممانعت تہی اور حوا نے فاطمہ کیطرف حسد کی نظر سے دیکہا تو اوسپر بہی شیطان مسلط ہوا اور اوسی بہی اوسی درخت سے کہایا پس خدا نے اونکو اپنی جنت سے نکالدیا اور اپنے قرب سے جداکر کے زمین پر اوتار دیا - ۱۲

معاذ اللہ آپ مین پائی گئی باقی رہا یہہ آپ تقلید فاضل جائسی وغیرہ حسد کی تاویل غبطہ کے تھہ
نفرماوین اور کلام کی اطراف وجوانب اور قرائن کو ملحوظ خاطر رکھین کیونکہ غبطہ اور حسد باہم متضاد ہین بطور
حقیقت اطلاق احدہما علی الآخر صحیح نہین غبطہ محض آرزو کرنا اوس جیسی نعمت کا ہی جو دوسرے کو
حاصل ہے بدون قصد زوال کے اور حسد اوس نعمت کی تمنا کرنا جو دوسری کو حاصل ہو اوس سے
زائل ہو کر اور غبطہ شرعاً جائز بلکہ محمود ہی اور حسد ناجائز اور مذموم تو اس حدیث کو ہرگز غبطہ پر
حمل کرنا محال ہی اور اگر بفرض محال حسد کی معنے غبطہ کے ہون تاہم جبکہ خداوند تعالے نے
سخت تاکید سے ممانعت فرمائی اور ان الفاظ سے فرمایا دایاک ان تتمنوا الیھم یعنی الحسد تو اوسکی
محرم اور مثل حسد ہونے مین کیا کلام باقی رہا تو اس صورت مین اوسکا ارتکاب مثل
ارتکاب حسد کی ہوا اور ارتکاب حرام لازم آیا۔ مگر تعجب تو یہہ ہی کہ حق تعالے شانہ نے
حضرت آدم کو صرف تمنی منزلت ائمہ پر اس قدر مغضوب اور مطرود فرمایا حالانکہ اوس وقت اوس تمنا سے
اگر وہ بالفرض حاصل ہو جاتے تو کسیکا کچھہ نقصان نہ تہا۔ لیکن دنیا مین جبکہ تمام عالم کے حقوق
امامت کے ساتھہ متعلق تہے امامت غصب ہوگئی اور ائمہ ذلیل وخوار ہوئی اور خدا تعالے
کو ذرا بھی غصہ نہ آیا اس لطف کی قربان اور اس عدل پر فدا بے شک یہہ بے تکی باتین
حضرات شیعہ کی خدا کی ہی شایان شان ہین مگر یہہ کہ جیسا امام نے تقیہ فرمایا شاید خدا تعالے
نے بھی ڈر کر تقیہ فرمایا ہو۔ اور روایت لیجئے۔ [1] روی محمد بن الحسن الصفار عن ابی جعفر
قال اللہ تعالی لآدم وذریتہ اخرجھا من صلبہ الستبربکم وھذا محمد رسول اللہ وعلی امیر
المؤمنین واوصیائہ من بعدہ ولاۃ امری وان المھدی انتقم بہ من اعدائی واعبد
طوعاً وکرھاً قالوا اقررنا وشھدنا وادم لم یقر ولم یکن لہ عزم علی الاقرار۔ عن التحفہ

---

[1] خلاصہ یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے روز میثاق جب سب سے اقرار وحدانیت ونبوت و
وصایت لیا تو سب نے اقرار کیا لیکن حضرت آدم نے نہ اقرار کیا
اور نہ ارادہ اقرار کا کیا۔ ۱۲

علاوہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام حضرت یونس علی نبینا وعلیہ السلام کے شان مین جو روایات
مروی ہین سنیے کلینی روایت کرتا ہے ۔ عن ابن ابی یعفور قال سمعت ابا عبد الله و
هو رافع یده الی السماء رب لا تکلنی الی نفسی طرفة عین ابدا ولا اقل من ذلك فما كان
باسرع من ان تحدر الدمع من جوانب لحیته ثم اقبل علی فقال یا ابن ابی یعفور ان یونس
ابن متی وکله الله الی نفسه اقل من طرفة عین فاحدث ذلك قلت فبلغ به کفرا اصلحك الله
فقال لا ولکن الموت علی تلك الحال کان هلاکا ۔ عن التحفہ اور ظاہری کہ یہہ حالت جسمین
موت ہلاکت کے ساتھہ تعبیر کیجاوی یہہ وہی حالت ہی جو معصیت کے ارتکاب کی حالت ہو
اور لیجیے ملا باقر مجلسی سے مولانا مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روایت
نقل فرمائے ہے ابو حمزہ ثمالی روایت کردہ کہ روزی عبد اللہ پسر عسر بخدمت امام
زین العابدین آمد گفت کہ تو ئی کہ میگوئی یونس را از برای این بشکم ماہی انداختند کہ ولایت جدم
امیر المومنین را برو عرض کردند او توقف کرد آنحضرت گفت بلی من گفتہ ام مادرت بعزائی تو
نشیند عبد اللہ گفت اگر راست میگوئی علامتی بر راست گفتاری خود بمن بنما پس حضرت
فرمود تا عصابہ بر دیدہ من دابستند و بعد از ساعتی فرمود کہ چشمہاے خود را بکشائید چون
دیدہ ہاے خود را کشودیم خود را در کنار دریائی کہ موجہائش بلند شدہ بود دیدیم پس عسر
گفت کہ ای سید من خون من در گردن تست حضرت فرمود کہ اضطراب بکن کہ الحال اثر
گوئی خود تو مینمائم پس فرمود کہ ای ماہی ناگاہ ماہی سر از دریا بیرون آورد مانند کوہ عظیم و میگفت
لبیک ای ولی خدا حضرت فرمود تو کیستی گفت من ماہی یونسم ای سید من فرمود
کہ ما را خبر دہ کہ قصہ یونس چگونہ بود ماہی گفت کہ ای سید حق تعالے ہیچ پیغمبری مبعوث

۱؎ حاصل یہہ کہ ابن ابی یعفور کہتا ہی کہ امام عبد اللہ دعا کر رہی تہی کہ الہی مجکو میرے نفس کیطرف ایک لمحہ بھی نہ سونپنا اور فرمایا
کہ یونس کو خدا تعالے نے اسکی نفس کیطرف پلک جھپک سے کم سپرد کیا تہا تو اوسنے یہہ احداث کیا میںنے پوچھا کیا اس سبب سے کفر کو
پہونچ گیا تہا فرمایا نہین لیکن ایسی حالت کو پہونچ گیا تہا کہ اوس حالت مین مرنا ہلاکی تہے ۔ ۱۲

نکردہ از آدم تا جد تو محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر آنکہ ولایت شما اہل بیت را بر وعرض
کردند پس ہر کہ قبول کرد سالم ماند وہر کہ ابا کرد مبتلا گردید تا آنکہ حق تعالے یونس را بہ پیغمبری مبعوث
گردانید پس حق تعالے وحی کرد باو کہ ای یونس قبول کن ولایت امیر المومنین علی وائمہ راشدین
از صلب او با سخنان دیگر کہ باو وحی نمود یونس گفت چگونہ اختیار کنم ولایت کسی را کہ او را
ندیدہ ام و نمی شناسم ورفت بکنار دریا پس خدا بمن وحی فرمود کہ یونس را فرو برد استخوان
او است لکن پس چہل روز در شکم من ماند او را میگردانیدم در دریا ہا و در تاریکیہا ندا میکرد
لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ قبول کردم ولایت امیر المومنین وائمہ راشدین را
از فرزندان او پس چون ایمان آورد بولایت شما امر کرد پروردگار من کہ او را اندختم بر ساحل دریا
پس حضرت امام زین العابدین فرمود کہ ای ماہی برگرد بسوی آشیان خود و آب از موج
قرار گرفتہ۔ انتہی ۔ حاصل یہ کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب حکم خداوندی پہونچا کہ ولایت ائمہ پر
ایمان لاؤ تو انہون نے خدا تعالے کے حکم کو نہ مانا اور ولایت ائمہ کی ایمان سے صریح انکار کر دیا
پس اسکی نہ امین چکھا جو کچھ کہ چکھا ۔ اسیطرح حضرت آدم ع سے لیکر حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا مبعوث ہوئے ولایت ائمہ ع انپر پیش کے گئی اگر قبول کیا تو
بلیات سے محفوظ رہے ورنہ عقوبت مین مبتلا ہوئی چنانچہ حضرت آدم کا جنت سے نکلنا اور حضرت
ابراہیم ع کا آگ مین ڈالا جانا حضرت یوسف ع کا چاہ کنعان مین مقید ہونا حضرت ایوب ع کا
مصیبت مین مبتلا ہونا وغیر ذلک اسی قبیل سے ہے چنانچہ مناقب مرتضوی سے خلاصۃً
مولوی سید علی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے ۔ تو اس سے پایا گیا کہ انبیاء نے اعتقاد
امامت ائمہ ہی جو جزو ایمان ہے انکار کیا ۔ سبحان اللہ ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی
جب انبیاء ہی حکم نہ مانین اور رد وحی کرین اور ہیچ رونکا تو کیا ذکر ہے ۔ مجملاً حالات
انبیاء کے، تو سن چکے اب ذرا ائمہ کے حالات بھی سن لیجئے جو حضرات مدعیان محبت و ولا
روایت فرماتے ہین ۔ حضرت علی امیر المومنین و امام المتقین قائد الغر المحجلین جنکی فضیلت

ماشاء اللہ کی خاص توفیق سے تحریر کی گئی

تمام انبیا درسل پر سوائی حضرت مسلم ہے انکی شان مین حضرت فاطمہ رضہ بضعۃ الرسول
جسکی شان مین من غضبہا فقد اغضبنی تسلیم کرتے ہین انکی زبان سے یہہ کلمات نقل
کرتے ہین جو مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین ملا باقر
مجلسی سے نقل کیے ہین - مانند جنین پردہ نشین رحم شدہ مثل خائنان در خانہ گریختہ
خود را ذلیل کردی گرگان میدرند دمی برند تو از جای خود حرکت نمی کنی محل اعتماد من
دیا در من سست شد شکایت من بسوی پدر من و مخاصمہ من بسوی پروردگار من - اس
اجمال کے کسیقدر تفصیل عبارت تذکرۃ الائمہ سے واضح ہوتی ہے - وہی ہنگ
وہمچنین حق دانستند انچہ شیخین نسبت باہل بیت رسالت واقع ساختند و نسبت زنا -
استغفر اللہ بحضرت فاطمہ رضہ دادن و دشنام دادن باو و غصب فدک و خلافت
نمودن و کشتن و زدن نطلومہ و سقط شدن محسن ششماہہ و آتش بخانہ پیغمبر اندا ختن الخ
یہہ باتین کہ جنکی شکایت حضرت فاطمہ رضہ نے فرمائی پس اگر حضرت امیر اپنی اس سکوت
مین ناحق پر تھے اور محض بوجہ جبن و نامردی کے حاشا جانبہ عن ذالک یہہ سب
کچھہ دیکھتے تھے اور نہ بولتے تھے تو قطع نظر اسکے کہ یہہ اعلی درجہ کے معصیت تھے
یہ امر قادح استحقاق خلافت ہی بجہان لایستحق الامامۃ قضیہ مسلمہ ہی اور اگر آپ حق پر تھے
اور بوجہ وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ ساکت و صامت رہے تو اولاً
کیا یہہ وصیت ابوبکر اشجع کے قتل کیوقت فراموش ہوگئی تھی اور میزاب حضرت عباس
کی ہنگامہ مین تصنیف نہین ہوئی تھی - اور ثانیاً کیا حضرت فاطمہ رضہ مطیع حکم خفت
امیر نہ تھین اور کیا حضرت امیر کی نسبت ایسی کلمات مستہجن جو ارذل مین بھی
معیوب ہین اونکو ناجائز تھے - اور کیا اونکو حضرت کا یہہ ارشاد جو سجا رالانوار مین
خاتم المکلمین نے نقل کیا ہی لاتقصے علیاً فانہ ان غضب غضبت بغضبہ یا ذرا تھا
بہرکیف اگر آپ کا سکوت حق تھا تو معاذ اللہ حضرت فاطمہ رضہ ایسے کلمات مستہجن حضرت

شیعہ کا نزدیک حضرت فاطمہ اہلبیت سے خارج ہیں

ائمہ کے شامین کہکر معصیت سے نہین بچ سکتی - علاوہ اسکی علماء شیعہ کو تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اہلبیت سے ہونے مین کلام و تردد ہی چنانچہ صاحب ارغام نے شافی شرح کافی سے نقل کیا ہے ان[1] اھل بیت کل نبی اوصائہ وعلی ھذا یمکن دخول فاطمۃ فی اھل بیتہ باعتبار انھا وسیلۃ وصار اھل البیت الی ان قال ویمکن ان لاتکون داخلۃ فی اھل البیت - اور نیز دیگر علماء شیعہ کی کلام سے بھی اسکی تائید وتقویت ہوتی ہے چنانچہ شیخ مقداد نی کنز العرفان فی فقہ القران مین لکھا ہی اور اجماع شیعہ کا بیان کیا ہی کہ آل صرف ائمہ معصوم ہی ہین اور کوئی نہین اوسکی عبارت یہہ ہی

[2] الذین یجب علیھم الصلوۃ فی الصلوۃ ویستحب فی غیرھا الائمۃ المعصومون لاطباق الاصحاب انھم ھم الال - ولان الامر بذلک مشعر بغایۃ التعظیم المطلق الذی لایستوجبہ الا المعصوم واما فاطمۃ علیھا السلام فتدخل ایضا لانھا بضعۃ منہ انتھی بلفظہ - اسجگہ شیخ مقداد نے دو دلیلین بیان کی پہلی دلیل بصراحت تمام لفظ آل کے ائمہ کے ساتھہ خاص ہونے پر اور حضرت فاطمہؓ کی آل سے خارج ہونے پر دلالت کرتے ہے اور یہہ بھی ظاہر کرتی ہے کہ آل کا ائمہ کی ساتھہ خاص ہونا مجمع علیہ حضرات شیعہ کا ہی دوسری دلیل جناب فاطمہ رضہ کی معصوم نہ ہونے پر دال ہے کیونکہ مدار استحقاق غایت تعظیم کے لیے معصوم ہونا قرار دیا ہے اور پھر اس سے حضرت فاطمہ رضہ کی خارج ہونے کا شیخ کو واہمہ پیدا ہوا تو بطور رفع توہم اور استدراک کے حضرت سلام اللہ علیہا کے استحقاق غایت تعظیم کو بسبب جزئیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت فرمایا - علاوہ ازین علامہ

---

[1] تحقیق ہر نبی کے اہلبیت اوسکی اوصیا ہوتی ہین تو اس اعتبار سے حضرت فاطمہ کا اہلبیت مین داخل ہونا ممکن ہی کیونکہ آپ اہلبیت کے واسطہ کا واسطہ ہین (یہانتک کہا) اور ممکن ہی کہ اہلبیت مین داخل نہون - ۱۲ - [2] - جن لوگون پر نماز مین درود پڑہنا واجب ہی اور نماز کے سوا مستحب ہے ائمہ معصومین ہین کیونکہ اصحاب شیعہ کا اسپر اتفاق ہے کہ آل صرف معصومین ہی ہین اور دوسری وجہ یہہ ہی کہ درود کا حکم ہونا نہایت تعظیم کو مشعر ہی جسکا سوائی ائمہ معصومین کے اور کوئی مستحق نہین ہان حضرت فاطمہ رضہ وجوب صلوۃ مین داخل ہین کیونکہ حضرت ۳ کا جز ہین ۱۲ -

مجلسی نے بھی حق الیقین مین صفحہ ۴۸ پر عصمت کو ملزوم امامت تسلیم کر لیا ہی اور لکھا ہی کہ وایضا صالحی مجمع معروف بملام ست
وافادہ عموم میکند پس دلالت بر عصمت آنحضرت میکند و عصمت ملزوم امامت ست تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
فاطمہ رضہ معصوم نہین ہین کیونکہ آپ قطعاً امام نہین تو معصوم بھی نہین - پس ان دونو
دلیلون سے صاف واضح ہوا کہ حضرت علیہا السلام نہ آل مین داخل ہین اور نہ معصوم
ہین - حالانکہ آیت تطہیر سے بضمیمہ حدیث کے حضرت فاطمہ رضہ کا اہلبیت مین داخل ہونا
اوسیقدر ثابت ہی جسقدر ائمہ کا داخل ہونا ثابت ہی بلکہ اوس سے بھی زیادہ - کیونکہ سوائے جناب
امیر رضہ اور جناب حسنین رضہ کے باقی ائمہ رضہ قطعاً باعتبار نص اوسمین داخل نہین ہین اور جناب فاطمہ رضہ
باعتبار نص قطعاً یقیناً اوسمین داخل ہین - تعجب ہے کہ جو یقیناً داخل نہون بلکہ قطعاً تطہیر سے
خارج ہون وہ تو اہلبیت اور معصوم ہو جائین اور جو قطعاً تطہیر مین داخل ہو اوسکو
تطہیر سے بلکہ آل ہونے سے بھی خارج کردین سبحان اللہ یہہ حضرات شیعہ کا ہی دلار
وتسک ہی بیشک یہہ دین حضرات نے ائمہ رضہ سے ہی اخذ کیا ہوگا کہ حضرت فاطمہ رضہ تو اہلبیت و عصمت سے خارج
ہون اور باقی اہلبیت مین داخل ہین - تو خیر جب اونکو اہلبیت سے ہی نکال چکے اور عصمت خاصہ ائمہ کا ہی فرما چکے
تو اب معصیت کو بہ نسبت حضرت علی رضہ کے حضرت فاطمہ کی طرف منسوب کرنا آپکو سہل ہوگا
حضرت امام حسین رضہ شہید کربلا کی جناب پاک کی نسبت روایت کرتے ہین کہ معاذ اللہ
آپنے عسل بیت المال بلا اجازت و قبل قسمت مشک سے نکالکر تصرف کیا جو کبیرہ گناہ ہی اصل روایت
امام اعظم شیعہ نے بیان کی ہی لیکن ترجمہ فارسی اوسکا ازالۃ الغین مین فاضل حائری کی کتاب
فوائد الصفیہ و مواعظ حسنہ سے نقل کیا گیا ہے سلئے وہ لکھتا ہون - روزے مہمانے
پیش حضرت امام حسین رضہ نازل گردید پس امام حسین درہمی قرض گرفتہ نانے خرید دنان خورش
نداشت کہ نان را بآن حاضر سازد دران روز ہا چند مشکہائے عسل از طرف یمن بخدمت
حضرت امیر رضہ رسیدہ بود پس امام حسین بقنبر خادم فرمودند کہ دہن مشکی را از مشکہائے

بگشاید چون گشود حضرت بقدر یک رطل ازان مشک عسل گرفتند و بهمان خوراندند پس چون
امیر علیہ السلام خواست کہ مشکہا را میانہ مستحقین آن قسمت نماید از قنبر پرسید کہ کسی در
این مشکہا کشودہ قنبر عرض کرد کہ بلی یا امیر المومنین و سرگذشت را نقل نمود چون حضرت امیر
حرف او را شنیدند در غضب شدہ فرمودند علی بحسین حسین را حاضر سازند چون حضرت
امام حسین حاضر شد حضرت امیر درہ برداشت امام حسین گفت بحق عمی جعفر یعنے بحق و حرمت
عم من از تقصیر من درگذر رضا بطبع حضرت امیر المومنین نبود کہ ہرگاہ کسے بحق جعفر میگفت پس
غضب آنحضرت تسکین میبافت پس حضرت امیر فرمود ما حملک اذ اخذت منه قبل القسمة
چہ چیز باعث شد ترا کہ قبل از قسمت آن بآن متصرف شدی امام حسین رض عرض نمود کہ حق ما
در وسط چون قسمت میشد بقدر یک رطل از حصہ خود داخل میکردم حضرت امیر فرمود کہ پدر تو
فدای تو باد کہ ترا میرسد کہ تو ازان منتفع شوی پس از انکہ مسلمانان منتفع شوند آگاہ
باش کہ اگر نمی بود کہ دیدہ بودم کہ دندانہای ترا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می بوسید ترا
من تادرین وقت میزدم بعد ازان حضرت امیر خود درہمی کہ در کنار ردای خود بستہ بود بقنبر
دادند و فرمود کہ قسم اول عسل از بازار خریدہ بیار چون آورد عقیل قسم خوردہ میگوید کہ گویا من
می بینم کہ از ہر دو دست دہن مشک را حضرت امیر گرفتہ اند و قنبر عسل را دران داخل میکند
بعد ازان حضرت امیر علیہ السلام دہن مشک را می بست و میگریست و میفرمود - اللھم اغفر
للحسین فانه لم یعلم خداوندا از تقصیر حسین رض درگذر کہ او نادانستہ این کار کردہ انتہی بلفظہ
بموجب مضمون اس روایت کے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے
بیت المال کی شہد میں سے بلا اجازت امام و قبل القسمت کہ جسمیں دوسرے مسلمانوں کے
حقوق بھی تھے لیکر تصرف کیا - میں پوچھتا ہوں کہ یہہ خیانت کچھہ آپکی نزدیک معصیت
نہیں کیا مسلمانوں کے مال میں بلا قسمت و اجازت تصرف کرنا امام کے پیچھے چلے جانے
سے کچھہ کم ہے - حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ کا حال تو طشت از بام ہے

کہ حضرت نے خلافت بنوت جو نیابت رسول ہے ۔ معاذ اللہ ایک کافر کو سونپ دی حالانکہ
آپکی ساتھ باعتبار ظاہر بھی فوج کثیر تھے اور فی الحقیقت آپکو کچھ بھی حاجت نہ تھی ۔ کیونکہ
آپکو اپنی موت کا تو حال معلوم ہوگا تو پھر آپکو خوف کس بات کا تھا تو یہہ معصیت اور ظلم و کفر پر اعانت
نہیں تو کیا ہے جسکی بابت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسکو علما شیعہ نقل کرتے ہیں
لو جز انفی کان احب الی مما فعل اخی الحسن یعنی اگر میرے ناک کٹ جاتی تو اوس سے بہتر
تھا جو میرے بھائی حسن رض نے کیا کہ معاویہ کو خلافت سپرد کردی ۔ جز انفی کے آپ معنی جانتے
ہونگے ۔ خواہ حقیقی لیجئے یا مجازی بہرکیف یہہ خلع خلافت و صلح معاویہ ایسی حرکت تھی
جسکو امام معصوم اپنی ناک کٹنی سے بدتر ارشاد فرماتا ہے ۔ تو اگر امام حسین رض کا قول حق ہے
تو فعل امام حسن رضی اللہ عنہ کا کبیرہ اور معصیت ہے اور اگر خلاف ہے تو کذب امام معصوم کی کلام
میں لازم آتا ہے اور کذب معصیت کبیرہ ہے اور یکرتہ کی خلاف تو پھر معلوم نہیں کہ اصحابنے
کیا ایسی خطا کی جس سے ادنی ادنی معصیت ہے کرام ہونے سے خارج ہوئی اور انبیاء ع
اور ائمہ رض باوجودیکہ انکی کفر و معاصی نقل کیے جاتے ہیں پھر انکو کرام کہی جاتے ہیں انبیاء ع
و ائمہ رض کا حال تو مجملاً سن لیا اب اصحاب مقبولین کی کیفیات و حالات بھی ذرا ملاحظہ ہوں تاکہ
اوس دعوی کی تصدیق جو ہمارے محبنے فرمایا ہے بخوبی ہوجاوے کہ حاشا و کلا کہ شیعہ
صحابہ کرام کو برا سمجھتے ہوں منجملہ صحابہ کرام مقبولین شیعہ کے عبد اللہ رض بن عباس ہیں
انکی نسبت قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں تحریر فرماتے ہیں علامہ حلی در خلاصۃ
الاقوال فی معرفۃ الرجال آوردہ کہ عبد اللہ بن عباس محب خاص حضرت امیر و تلمیذ او بود و حال
و بزرگی و اختصاص او با حضرت اشہر از آنست کہ مخفی ماند شیخ ابو عمر کشی در کتاب خود
بعضی از روایات آوردہ کہ متضمن قدح است در ابن عباس و حال آنکہ شان ابن عباس رض
اجل و اعلی از انست و ما آن روایات را در کتاب کبیر رجال آوردیم و جواب از انہا گفتیم ابن ست تمام
کلام علامہ حلی در مقام و حاصل جمیع قوادحی کہ از روایات کشی مفہوم میشود راجع بعضی

صحابہ مقبولین شیعہ کے حالات

اعمال ابن عباس ہست و مولف این کتاب را با ایمان و اعتقاد ہست اما جوبہ کہ علامہ حلی
در کتاب کبیر خود ذکر کردہ بنظر قاصر این بندہ نرسیدہ مجملاً حال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا
تو معلوم ہو چکا اب اون اعمال کے تفصیل سنیے - یہہ ہی حضرت ابن عباس جنکو آپ
اور آپکی بزرگوار اصحاب کرام مین شمار کرتے ہین جبکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے انکو
بصرہ پر حاکم مقرر کیا فرصت و موقع پاکر بیت المال وہا نکا لوٹ کر اور خیانت کر کے اپنی گہر
آ بیٹی حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جو درد انگیز خط انکی نام اس معاملہ مین لکہا ہی دیکہنے کے
قابل ہی نہج البلاغت سے بعینہ نقل کرتا ہون - ومن کتاب لہ علیہ السلام الی بعض عمالہ
اما بعد فانی کنت اشرکتك فی امانتی وجعلتك شعاری وبطانتی لم یکن فی اہلی رجل اوثق
منك فی نفسہ لمواساتی ومؤازرتی واداء الامانۃ الی فلما رأیت الزمان علی ابن عمك قد کلب والعدو
قد حرب وامانۃ الناس قد خربت وہذہ الامۃ قد فتکت وثغرت قلبت لابن عمك ظہر
المجن ففارقتہ مع المفارقین وخذلتہ مع الخاذلین وخنتہ مع الخائنین فلا ابن عمك
اسیت ولا الامانۃ ادیت وکانك لم تکن اللہ ترید بجہادك وکانك لم تکن علی بینۃ من ربك
وکانك انما کنت تکید ہذہ الامۃ عن دنیاہم وتنوی غرتہم عن فیئہم فلما امکنتك الشدۃ
فی خیانۃ الامۃ اسرعت الکرۃ وعاجلت الوثبۃ واختطفت ما قدرت علیہ من اموالہم

لہ اما بعد - مین نے شریک کیا تہا تجہکو اپنی امانت مین اور بنایا تہا تجکو اپنا جانی اور پہانے - میرے
جیہین میری غمخواری اور معاونت اور ادا امانت کے لیے میری اہل مین تجہسے زیادہ معتمد کوئی نہ تہا - پس جب تو نے
دیکہا کہ چچا کے بیٹی پر زمانہ دشوار و سخت ہے اور دشمن غضبناک ہی اور لوگونکی امانت ذلیل ہوگئی اور یہہ اُمت قتل ہوئی
اور منتشر و پریشان ہوگئی - وہ ال کی پہیڑ اپنی چچا کے بیٹے کے لیئے تو نے اولٹی کردی - اور جدا ہوگیا
اوس سے جداہونے والون کے ساتہہ - اور ذلیل چہوڑ دیا اوسکو چہوڑنے والونکے ساتہہ اور تو نے بہی خیانت کی
خیانت کرنیوالون کے ساتہہ - نہ تو نے اپنے چچا کے بیٹی کی غمخواری کی - اور نہ امانت ادا کی - گویا تو اپنے
جہاد مین خدا کی رضامندی کا ارادہ نہ رکہتا تہا - اور گویا تو اپنی پروردگار پر بہروسا نہ رکہتا تہا - اور گویا تو فریب کرتا تہا
اس اُمت سے اونکی دنیا کے لیئے - اور دل مین سوچ رہا تہا اونکی غفلت کو مال غنیمت سے پس
جب تجہکو امت کی خیانت مین حملہ کی قدرت ہوئی - سرعت سے حملہ کیا اور
جلدی سے کود پڑا - ۱۲ -

المصونة لارامليهم وايتامهم وعاجلت اختطاف الذيب الازل دامية المعزى الكسيرة فحملته
الى الحجاز رحيب الصدر تحمل غير متاثم من اخذه كانك لا ابا لغيرك حدرت الى اهلك تراث
من ابيك وامك فسبحان الله اماتومن بالمعاد اوما تخاف نقاش الحساب ايها المعدود عندنا
من ذوى الالباب كيف تسيغ شرابا وطعاما وانت تعلم انك تاكل حراما وتشرب حراما و
وتبتاع الاماء وتنكح النساء من مال اليتامى والمساكين والمجاهدين الذين افاء الله عليهم
هذه الاموال واحرزبهم البلاد فاتق الله وارد الى هؤلاء القوم اموالهم فانك ان لم تفعل
ثم امكنني الله لاعذرن الى الله فيك ولاضربنك بسيفي الذى ما ضربت به احدا الا دخل النار
ووالله لو ان الحسن والحسين فعلا مثل الذى فعلت ما كانت لهما عندى هوادة ولاظفرا
منى بارادة حتى آخذ الحق منهما وازيح الباطل عن مظلمتهما فاقسم بالله رب العالمين ما يسرني
انى اخذت به من اموالهم حلالا لى ان اتركه ميراثا لمن بعدى فضح رويدا فكانك قد بلغت املك
ودفنت تحت الثرى وعرضت عليك اعمالك بالمحل الذى ينادى الظالم فيه بالحسرة والتمنى
المضيع الرجعة ولات حين مناص والسلام۔ ابن میثم بحرانی شارح نہج البلاغت اپنی مختصر

لے اور جو کچھ یتیمون اور بیوون کے مال محفوظ سے ہاتھ آیا لی اڑا۔ اور اوس چیز کے بھیڑے سی بھی جلدی کی
جو لنگڑی بکری کو لے بھاگے۔ پس لاد کر لیگیا اوس مال کو حجاز کیطرف ہنسا ش بشاش۔ تو اوسکو لادتا تھا اور نہین
گناہ سمجھتا تھا اوسکی لیتے گویا تو اپنے باپ یا مان کی میراث اپنی اہل مین لاتا ہے۔ سبحان اللہ۔ کیا
تجکو قیامت کا یقین نہین ہے کیا تو پورا حساب لینے سے نہین ڈرتا۔ اے شخص جو
ہمارے نزدیک عقلمندون مین شمار ہے تو کیونکر پیتی دیگا۔ کھانا پینا حالانکہ تو جانتا ہے کہ مین
حرام کھارہا ہون اور حرام پی رہا ہون۔ اور کیونکر لونڈیون کو حزیدتا ہے۔ اور عورتون سے نکاح کرتا ہے
یتیمون اور مسکینون اور مجاہدون کے مال پر جو اللہ تعالے نے اونکو غنیمت مین دیا ہے۔ پس خدا سے
ڈر اور لوگون کے مال واپس کردی۔ اگر تو نے ایسا نکیا پھر مجکو خدا نے بتحقیر قدرت دی تو ضرور دینی مین خدا کے
نزدیک معذور ہونگا۔ اور تجھکو ایسی تلوار سے قتل کرونگا جس سے نہین قتل کرتا مین کسیکو مگر دوزخ
مین داخل ہوتا ہے۔ قسم خدا کے اگر حسن اور حسین کرتے جیسا تو نے کیا
تو نہ ہوتے اون سے مصالحہ اور نہ مطلب یا پاتے مجھسے اپنے ارادہ مین
یہان تک کہ مین اون سے حق لیتا اور ظلم اونکا دور کرتا۔ مین خدا وند رب
العالمین کی قسم کھا کر کہتا ہون۔ مجکو خوشی نہین آتا جو سمجھ لیا ہے اونکی مالون نے
حال یہ کہ جھوڑون مین اوسکو میراث اپنے بعد۔ پس تھوڑا صبر کر تو اپنے اجل کو
پہونچ چکا ہے۔ اور میرے کے نیچے دفن کیا جائیگا۔ اور تجھپر پیش
اعمال پیش کیے جائینگے۔ ایسے مقام مین کہ ظالم اوس مین حسرت کی فریاد
کریگا۔ اور حقوق ضائع کرنیوالا واپس لوٹنی کے آرزو کریگا۔ اوسکہان چھٹکارے کا
وقت ہے ۔۔

شرح مین جو اسوقت میرے سامنی موجود ہی بعد نقل ایک دوسری خط کے کہتا ہے
اقول المروی ان الکتاب الاول الی عبداللہ بن عباس کما ھو فی بعض النسخ حین کان
والیا لہ علی البصرۃ - قطع نظر اس سے کہ حضرت رضی نے اپنی ناموس مذہب کے حفاظت کے
لیئی الی بعض عمالہ تحریر فرمایا اور عباس نام نہین لیا یہہ خط کسقدر ابن عباسؓ کے اعمال شنیعہ
اور احوال فظیعہ حرص دنیاوی اور طمع مال اور مخالفت امام برحق وغیرھا ظاہر کرتا ہے معلوم
نہین باوجود اسکی حضرت مجیب اور اونکی عدالت پر کیون کرام مین شمار کر رکھا ہے حالانکہ
بشہادت شہید ثالث گذارش ہو چکا ہے کہ غیر معصوم کے اصلاح کے لیئے تاویل کی
کچھہ ضرورت نہین - اور یہہ ہی ابن عباس ہین جنکا اجل اور اعلی ہونا شہید ثالث بیان فرما رہے
ہین حضرت کلینی امام سید الساجدین زین العابدین سے روایت فرماتے ہین کہ آیت
ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی یعنی جو دنیا مین راہ حق سے نابینا ہی وہ آخرت
مین بہی راہ جنت سے اندھا ہوگا - اور اوس سے بہی زیادہ گمراہ ان ہی حضرت ابن عباس
اور اونکی والد ماجد حضرت عباس کے حق مین نازل ہوئی انتہی الکلام اور یہہ ہی ابن عباس ہین
کہ حضرت مفسر صافی اپنی تفسیر مین ان کی حق مین روایت فرماتے ہین - وعن الباقر قال
قال امیر المومنین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد والناس مجتمعون
بصوت عمال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم فقال قال لہ ابن عباس یا ابا الحسن
لو قلت ما قلت قال قرات شیئا من القران قال افقرئکہ قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ ما اتاکم
الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا افتشھد علی رسول اللہ انہ استخلف ابابکر قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی الا الیہ قال فھلا بایعتنی قال اجتمع الناس علی الی بکر

ابوجعفر سے روایت ہی کہ امیر المومنین نے بعد وفات حضرت صلعم کے مسجد مین جبکہ لوگ مجتمع تھے چلا کر فرمایا
(جنہون نے کفر کیا اور منع کیا اللہ کے رستہ سے ضائع کر دیئی اونکی کام) ابن عباس نے کہا یا ابا الحسن یہہ کیون
پڑہا - آپ نے فرمایا قران مین آیت پڑہی ہے ابن عباس نے کہا کہ بیشک کسی وجہ سے پڑہا ہے فرمایا ہان
اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے (جو تمہارے پاس رسول صلعم لاوے اوسکو لو - اور جس سے منع کرے
اوس سے باز رہو) کیا تو گواہی دیتا ہی کہ حضرت صلعم نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا عرض کیا مین حضرت سے نہین سنا مگر آپکی وصیت کو فرمایا
تو پھر مجھ سے کیون بیعت کی عرض کیا سب لوگ ابوبکر پر مجتمع ہو گئی - ۱۲ -

فکنت منهم فقال امیر المؤمنین کما اجتمع اهل العجل علی العجل هہنا فتنتم ومثلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذهب الله بنورهم وترکهم فی ظلمات لا یبصرون ۔ صم بکم عمی فهم لا یرجعون ۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ابن عباس گوسالہ پرستوں میں تھے یہی ابن عباس ہیں کہ روایت حلت متعہ کی بارہ میں حضرت امیر نے انکی نسبت فرمایا انک رجل تائہ ۔ منجملہ صحابہ کرام کی حضرت عباس اور حضرت عقیل کے قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس میں لکھا ہے در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر فرمایا کہ خلافت دوست غاصبان بود دائما گفتہ ۔ واللہ لو کان حمزۃ وجعفر وحسین ما طمع فیها ابوبکر ولکن ابتلیت بخلیفین جافیین عقیل والعباس ۔ نقلا عن مجالس المؤمنین اور انہی ہر دو بزرگوار کی نسبت روایت سابقہ کے ہم معنی روایت ہے جسکا ترجمہ ملا باقر مجلسی نے حیات القلوب میں لکھا ہے ۔ کہ سدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عزت و کثرت و شوکت بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم از ابوبکر و عمر و سائر منافقان مغلوب گردید حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایت ایمان و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند و مرد ضعیف الیقین ذلیل تازہ مسلمان شدہ بودند عباس و عقیل ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند ایمان چنین قوتی نمیدارد بخدا سوگند اگر حمزہ و جعفر حاضر می بودند در ان فتنہ ابوبکر و عمر یارای آن نداشتند کہ حق امیر المومنین را غصب کنند و اگر سعی میکردند البتہ ایشان را می کشتند ۔ نقلا عن منتہی الکلام ۔ اور یہی حضرت عباس ہیں کہ انہوں نے بعد وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہا تھا کہ حضرت امیر کے ہاتھ پر بیعت کریں

۱؎ میں یہی اونہی میں تھا ۔ حضرت نے فرمایا جیسا گوسالہ پرست گوسالہ پر مجتمع ہوگئی اسجگہ سے تم بھی متقبل ہوئی (ہماری کہاوت اوس شخص جیسے کہ آگ جلائی پس جب گرد اگرد روشن ہوگیا ۔ تو اللہ نے اوسکا نور کہو دیا) ۱۲ ۔ ۲؎ خدا کی قسم اگر حمزہ و جعفر زندہ ہوتے تو کبھی ابوبکر و عمر امامت کو طمع نکرتے لیکن میں دو ذلیلوں میں جو عقیل و عباس ہیں مبتلا ہوں ۔ ۱۲ ۔

لیکن حضرت رضا ہی نے تعلل و تردد فرمایا اور حضرت نے بیعت قبول نہ کی اور کیونکہ قبول فرماتے آپکو معلوم تھا کہ حق ابوبکر رض کا ہے۔ نہج البلاغت مین وہ خطبہ مذکور ہے جسمین حضرت عباس کی درخواست بیعت کا ذکر ہی۔ اور قاضی صاحب شوستر نے مجالس مین بضمن ذکر عباس لکھا ہی تا آنکہ بعد از فوت حضرت پیغمبر صلعم بحضرت امیر گفت امد دید ک ابایعک حتی لا یختلف فیک اثنان باوجود حضرت عباس کے اس فدائیت کی پھر بھی سہام ملامت سے نہ بچی بلکہ جناب امیر نے انکی اس درخواست پر اعتماد نفرمایا اور اسکو نفاق پر محمول کرکے قبول نہ کیا۔ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے امیر معویہ رض کی رفاقت اور حضرت امیر رض کی ترک رفاقت بلکہ مخالفت طشت از بام ہے۔ پس جبکہ ادنے معصیت کرام ہونے سے نکالدیتی ہی تو یہہ حضرات باوجود ایسی ذمائم موضوعہ کی کیونکر کرام رہے۔ چونکہ بحث طویل ہوگئی اسلیئے مختصراً چند اصحاب کے حالات ذوالفقار سے ذکر کرکے ختم کرتا ہون منجملہ انکی سامۃ بن زید ہی کہ وہ حسب تصریح کتاب نہج الحق مدعی اپنی امامت کا ہوا تھا اور تفسیر المبین سے واضح ہی کہ حروف ثقات مین رفاقت حضرت علی کی ترک کی منجملہ انکی خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین ہے مجالس المومنین اور کامل بہائی سے واضح ہی کہ یہہ حضرت اول اون مین ہی جنہون نے سعد بن عبادہ کی خلافت پر اسکو دغلا تھا منجملہ انکی عامر بن دأنلہ ہین جو امامت محمد بن حنفیہ کے قائل ہوئی اور امام سید الساجدین کی امامت سے انکار کیا منجملہ انکی ابوذر ہین کہ جامعین بیان ابراہیمی انکی نفی اسلام پر دلیل لائے ہین اور بقول ابوجعفر بن محمد بن علی قمی صاحب صفات الموالین اخوت پیغمبر سے خارج ہین منجملہ انکی براء بن عازب ہین کہ انہونے گواہی کا اخفا کیا حضرت امیر رض نے انکو بد دعا فرمائی کہ نابینا ہوگئی کما فی الکشی و خلاصۃ الاقوال اور امام حسین رض کے ساتھہ کربلا جانے سے تخلف کیا کما فی مجمع البحرین و بیاض الفخری منجملہ انکی ابن مسعود ہین کہ باقر مجلسی نے حیات القلوب مین در رد مطاعن و ذمائم ابن مسعود کا احادیث ائمہ سے اعتراف کیا ہی۔

لہ یعنی اپنا ہاتھہ پھیلاؤ میں آپ سے بیعت کرلون تاکہ پھر آپکے بارہ مین شخص بھی اختلاف نکرین ۔۱۲۔

منجملہ اونکے حذیفہ ہین کہ بقول صاحب تلخیص الرجال کے حذیفہ اور ابن مسعود موالین خلفا سے شمار ہین اور کشی و صاحب خلاصۃ الاقوال نے منجملہ ہالکین کے شمار کیا ہی اور عمار کو خلفا نے حاکم کوفہ کا مقرر کیا۔ اور سلمان کو حضرت عمر نے مدائن کا حاکم بنایا۔ اور ابوذر و سلمان و مقداد کو بڑی بڑی لڑائیون پر بھیجا کما نص علیہ فی الشافی والبحار حالانکہ کلینی مین بنص امام باقر کے موجود ہی جسکا حاصل یہ ہی کہ ای ابوبصیر کوئی شیعہ دینار بنی امیہ سے نہین پاتا مگر انکہ پادی دین اوسکا مثل اوسکی اور امام کاظم سے مروی ہے کہ جو مین پہاڑ پر سے گر کر پارہ پارہ ہون۔ اس سے بہتر ہے کہ کسی سلطان کیطرف سے عامل ہون پس بموجب ان روایات کے ابوذر سلمان مقداد بھی زمرہ خلفاء سے ہوکر معصیت سے نہ بچے کما من ذوالفقار اور بقول حضرت مجیب کے کرام ہونے سے خارج ہوئے علاوہ ازین اگر بالاجمال دیکھا جاوی تو کوئی صحابی خالی از معصیت نہین لیکن چند روایتین مختصراً ذکر کرتا ہون۔ مقداد کی ذکر مین قاضی صاحب مجالس مین فرماتے ہین و شیخ ابوعمر کشی کہ از علماء امامیہ ست در کتاب اسماء الرجال باسناد خود از حضرت امام محمد باقر روایت نمودہ ارتد الناس الا ثلثۃ نفر سلمان و ابوذر والمقداد فقلت فعمار قال کان حاضر حیث قال ان ارادت الذی لم یشك ولم یبدل شیئا فالمقداد صدوق طائفہ شیخ ابن بابویہ قمی در علل الشرائع باسناد خود ش از حضرت ابوعبداللہ روایت میکند قال علیہ السلام لما کان یوم احد انہزم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لم یبق معہ الا علی بن ابیطالب و ابودجانہ سماک بن خرشۃ — عن کاشف القناع اور تفسیر صافی مین بھی لکھا ہی و لم یبق مع رسول اللہ الا ابودجانہ سماک بن خرشۃ و علی نسخہ سلیم بن قیس مین سلمان کو بھی مروی ہی جسکا ترجمہ باقر مجلسی نے حق الیقین مین کیا ہے

---

۱ — سوا تین شخصون کے سب مرتد ہوگئے — سلمان — ابوذر — مقداد — مین نے پوچھا اور عمار فرمایا کچھ پھر گیا تھا پھر لوٹ آیا — فرمایا اگر ایسا شخص چاہی جسکو شک نہوا ہو اور اوسکے دلمین کچھ (تردد) نہ آیا ہو وہ مقداد ہے ۱۲

۲ امام ابوعبداللہ نے فرمایا جب احد کی لڑائی ہوئی تو سب اصحاب نے شکست کہائی اور بھاگ گئے اور حضرت کے ہمراہ سوائے علی — اور ابودجانہ کے کوئی باقی نرہا — ۱۲ —

قال فلما کان اللیل حمل علی فاطمۃ علی حمار و اخذ بید الحسن والحسین علیہما السلام فلم یدع احداً من اھل بدر من المھاجرین ولا من الانصار الا اتاہ فی منزلہ وذکر حقہ ودعاہ الی نصرتہ فما استجاب لہ الا اربعۃ واربعون رجلاً فامرھم ان یصبحوا محلقین رؤسھم معھم سلاحھم علی ان یبایعوہ علی الموت فاصبحوا فلم یوافہ منھم الا الاربعۃ فقلت لسلمان من الاربعۃ قال انا وابوذر والمقداد والزبیر بن العوام۔ عن منتہی الکلام۔ مصنف کتاب اختصاص شیخ مفید ثابت ثبت روایت کی ہے

قال سمعت اباعبداللہ ع یقول ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ لما قبض ارتد الناس علی اعقابھم کفار الا ثلثۃ سلمان والمقداد وابوذر الغفاری وانہ لما قبض رسول اللہ ص جاء اربعون رجلاً الی علی بن ابیطالب فقالوا لا واللہ لا نعطی احداً طاعۃ بعدک ابداً قال ولم قالوا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیک یوم غدیر قال اتقتلون قالوا نعم قال فاتونی غداً محلقین فما اتاہ الا ھؤلاء الثلثۃ قال وجاء عمار بن یاسر بعد الظھر فضرب بیدہ علی صدرہ قال لہ مالک ان تستیقظ من نومۃ الغفلۃ ارجعوا فلا حاجۃ لی فیکم انتم لم تطیعونی فی حلق الراس فکیف تطیعونی فی قتال جبال الحدید فلا حاجۃ فیکم اور اسی کتاب میں دوسری جگہ روایت ہے عن ابن عیسی رفعہ عن ابی عبداللہ ع قال سلمان کان منتہی الی ارتفاع النہار فعاقبہ اللہ ان وجی عنقہ حتی صیرت

---

۱ جب رات ہوئی تو علی نے فاطمہ کو گدھی پر سوار کیا۔ اور حسن حسین کا ہاتھ پکڑا۔ اور مہاجرین و انصار اہل بدر میں سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر اوسکے گھر گئے اور اپنا حق یاد دلایا اور اپنی نصرت کیلئے تصرف دعوت کی۔ پس بجز چوالیس آدمیوں کے اور کسی نے آپ کی اعانت قبول نہ کی۔ آپ نے اونکو حکم دیا کہ صبح کے وقت سر منڈا کر مسلح ہو کر موت پر بیعت کے لیے حاضر ہوں۔ جب صبح ہوئی تو سوائے چار شخصوں کے اور میں سے اور کوئی نہ پہنچا۔ میں نے سلمان سے پوچھا چار دن کون کون تھے۔ کہا۔ میں اور ابوذر اور مقداد اور زبیر بن العوام ۲ امام ابوعبداللہ سے سنا فرماتے تھے جب رسول اللہ نے رحلت پائی سوائے سلمان۔ ابوذر۔ مقداد کے سب لوگ مرتد ہوگئے اور جب حضرت کی وفات ہوئی تو جناب امیر کے پاس چالیس آدمی آئے۔ اور کہا خدا کی قسم ہم آپکی سوا کسیکی اطاعت کی بیعت نہ کرینگے۔ آپ نے فرمایا کیوں کہا کہ ہمنے حضرت سے سنا۔ کہ وہ غدیر کے دن آپ کے بارے میں فرماتے تھے فرمایا مارنے مرنے پر راضی ہو کہا ہاں فرمایا تو صبح کو سر منڈا کر میرے پاس آؤ۔ سو اون تین آدمیوں کے اور کوئی انکے پاس نہ آیا امام ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ عمار بعد ظہر کے آیا آپ نے اوسکی سینہ پر ہاتھ مارا اور کہا تمنے غفلت کی نیند سے ابتک نہیں جاگا۔ جاؤ مجکو تمہاری کچھ ضرورت نہیں جب سر منڈانے میں تمنے میری اطاعت نہ کی تو لوہے کی ٹوپی کے ساتھ لڑائی میں کیونکر اطاعت کروگے تمہاری بھی کچھ حاجت نہیں ۱۲۔ ۳ امام ابوعبداللہ سے مروی ہے اونہوں نے فرمایا کہ سلمان سے تا خیر دن چڑھی تک ہوئی خدا نے اوسکو یہہ سزا دی کہ اوسکی گردن کو پانی کیسا ہان تک ۔ ۱۲۔

مثل السلعة حمراء وابو ذر بمنه الی وقت الظهر فما قبر الله الی ان سلط علیه عثمان حتی حمله علی قتب واکل لحم الیته وطرده عن جوار رسول الله صلی الله علیه وسلم فاما الذی لم یتغیر منذ قبض رسول الله صلی الله علیه وآله حتی فارق الدنیا طرفة عین فالمقداد ابن الاسود لم یزل قائماً قابضاً علی قائم السیف عینا فی عدو امیر المومنین ینظر متی یامر فیه حاصل روایات یہہ ہے۔ کہ صحابہ کرام مین سے کوئی معصیت سے نہین بچا بلکہ ارتداد سے نہین بچا حضرت مقداد اگرچہ داخل مرتدین نہین لیکن فرار جنگ احد سے جو کبیرہ ہے اوجسکی حق مین وارد ہے فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ آپکی طرف منسوب ہوگا اور کرام ہونے سے بروایات شیعہ خارج ہونگی۔ پس اب دیکھنا چاہیے کہ ہمارے حضرت مجیب کا فرمانا کہ حاشا وکلا کہ شیعہ صحابہ کرام کو برا جانتے ہون فرماتے تو سہی وہ صحابہ جنکی کرام ہونے کے ہماری مجیب قائل ہین وہ کون ہین کہ جن سے کوئی معصیت سرزد نہین ہوئی وہ یہہ ہے ہزار ہین جنکی اوصاف کتب شیعہ سے مذکور ہوئی یا کوئی فرضی ہین اگرچہ خصال ابوجعفر محمد بن بابویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ جنکی صفت حسب مذاق مجیب لبیب کرام ہوسکتی ہے بارہ ہزار ہین حدثنا احمد بن جعفر الهمدانی[1] قال حدثنا ابراهیم بن هاشم عن ابیه عن ابن ابی عمیر عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله[2] علیه السلام قال کان اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله اثنا عشر الفا ثمانیة آلاف من غیر المدینة والفان من المدینة والفان من الطلقاء لم یر فیهم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یکون اللیل والنهار ویقولون اقبض روحنا قبل ان نأکل الخبز الخمیر انتہی بلفظہ

صحابہ جنکو مجیب نے بارہ ہزار کہا ہے

[1] کرشل سرخ وصل یار سوئی کے ہوتی اور ابوذر سے تاخیر ظہر تک ہوئی خدا تعالے اوسکو یہہ سزا دی کہ عثمان کو اوسپر مسلط کیا اوسنے اوسکو ایسے پالان پر سوار کیا جس سے اوسکا سرین زخمی ہوگیا اور رسول اللہ ص کی پڑوس سے اوسکو نکال دیا۔ لیکن وہ شخص جو بعد وفات رسول اللہ ص سے مرتے تک مطلق نہین بدلا۔ مقداد بن الاسود ہے ہمیشہ تلوار کا قبضہ پکڑے امیرالمومنین کی آنکھون مین آنکھین ڈالی مستعدی کے ساتھ منتظر رہا کہ حضرت کب حکم فرماتے ہین۔ ۱۲۔

[2] امام ابوعبداللہ سے مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ کے بارہ ہزار تھی اٹھہ ہزار مدینہ سے باہر کے اور دو ہزار مدینہ والے اور دو ہزار طلقاء اونمین کسیکو کوئی قدری تہا نہ کوئی مرجی تہا نہ کوئی خارجی تہا نہ کوئی معتزلی تہا نہ کوئی دین مین رائی کو دخل دینے والا تہا اور کہا کرتے تہی کہ خداوند خمیری روٹی کہانے سے پہلے ہماری جان نکال لے۔ ۱۲۔

یہہ تعداد کہ جنمین مدینہ اور غیر مدینہ سے دس ہزار اور طلقاء دو ہزار تہی اسمین معلوم نہین
وہ حضرات جنکی مناقب وفضائل کتب شیعہ سے بیان ہوچکی ہین داخل ہین یا خارج
اور یہہ حضرات باوجود ان محامد کے مرتدین مین معدود ہین یا نہین باہمی تناقض
وتہافت روایات کچہہ اسی موقع پر منحصر نہین ہے - ماہذہ باولی ردۃ کرت فی الاسلام
صدہا روایات مین یہہ ہی کیفیت تعارض وتناقض کے ہی بجز تقیہ کوئی مفر نہین
وہو کما تری دلیل العجز - پس جبکہ تمام صحابہ معاذ اللہ بروایات معتبرہ قوم عاصی
اور فاسق بلکہ مرتد ہوئی تو صفت احترازیہ ہو ہی نہین سکتی کیونکہ اوسوقت صفت
احترازیہ ہوسکتی ہی کہ جب بعض کرام اور بعض غیر کرام ہون اور جب اہل سنت کے نزدیک
سب کرام ہین تو حسب مذہب اہل سنت صفت احترازیہ نہین ہوسکتی اور شیعہ کے
نزدیک سب غیر کرام ہین تو اونکے نزدیک بہی صفت احترازیہ نہین ہوسکتی تو اس سے ثابت ہوا
کہ اہلسنت سبکو بہتر وبرتر سمجہتی ہین اور بہلا کہتی ہین اور شیعہ سبکو برا سمجہتی ہین اور
بدکہتی ہین پس حضرت مجیب کا حصر کے ساتہہ فرمانا کہ اونکو ہی برا جانتی ہین جس سے پایا جاتا ہی
کہ بعض مراد ہین غلط ہوا باقی رہا کتب فریقین سے ثابت کرنا سو یہہ ایک خیال
باطل ہی کیونکہ اہلسنت کے نزدیک دو قاعدہ کلیہ مسلم ہین اول یہہ کہ بعد انبیاء کی
کوئی معصوم نہین دوم یہہ کہ وصف صحابیت کی ساتہہ جسمین ایمان بہی ماخوذ ہی
کوئی معصیت مضرت نہین پونہچاتی اور کرام ہونے سے نہین خارج کرتے جیسا کہ
شیعہ متعہ نکاح مین فرماتے ہین کہ ایکدفعہ متعہ کرنیسے درجہ حسنینؓ کا پاوے اور دو دفعہ
کرنیسے درجہ حسنؓ کا اور تین دفعہ مین علیؓ کا اور چار دفعہ متعہ مین خود حضرت افضل النبیین
والمرسلین کا درجہ اوڑاوے یا حب اہلبیت کے باب مین فرماتے کہ باوجود کفر کے
بہی ذریعہ نجات وفلاح ہے تو جب وصف صحابہ کے ساتہہ کوئی معصیت دون الکفر
مضر نہین تو اہلسنت کی کتابون سے غیر کرام ثابت ہونا محال ہوا غایت ما قے

الباب کوئی روایت دال برمعصیت ہوگے سو وہ کرام ہونے سے خارج نہین کرتے
توبہہ بہی غلط ہوا کہ کتب فریقین سے ثابت کرتے ہین ہان آپکی کتابون سے بیشک
صحابہ کا غیر کرام ہونا ہی نہین ثابت ہوتا بلکہ ائمہ اور انبیاء کا بہی غیر کرام ہونا ثابت
ہوتا ہے لیکن اسجگہ ہماری مجیب وہی اپنا قدیمی جواب دیگی ہین - کہ یہہ امر
لازم مذہب ہی مذہب نہین فق ۱۲ - اور اگر لفظ کرام صفت کاشفہ ہی اور یہہ مطلب ہے کہ
جو صحابہ کرام ہین تو البتہ یہہ محل نزاع ہے اقول حضرت مجیب کی مناظرہ دانی
اور اجتہاد اسجگہ قابل دیکہنی کے ہی کیون حضرت صفت کاشفہ کسکو کہتے ہین کیا
بسم اللہ الرحمن الرحیم مین بہی صفت کاشفہ ہی ہی موصوف ہین کونسا ابہام تہا جسکے کشف کی
ضرورت ہے اور اگر بالفرض ابہام ہو بہی تو وہ باعتبار متعلق کے ہی یہہ صفت کرام اوس ابہام کو
رفع نہین کرسکتی بلکہ ایسی وہم کے رفع کے لیئے متعلق کیطرف اضافت کرنا چاہی مثلاً کہین کہ صحابہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم - یعنی ہم آپکو بتائی دیتی ہین ایسی صفات کو صفات مادحہ کہتی ہین صفات
کاشفہ نہین کہتی یاد رکہیگا اور جب یہہ صفت مادحہ ہوئی تو بس محل نزاع بنیا دبینکم یہہ ہی ہی
قول ۱۲ - کل صحابہ کا کرام ہونا کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور خود اقوال و افعال صحابہ بلکہ
خود صاحب تحفہ کی تحقیق سے جنکو آپ خاتم المحدثین فرماتی ہین ثابت نہین ہوتا بلکہ خلاف اسکے ثابت
ہوتا ہی - اقول بفضل اللہ تعالی کل اصحاب کا کرام ہونا علاوہ کتاب اللہ کے خود آپکی روایات
وقواعد ہی سے ثابت ہوتا ہے یعنی مختصر گذارش ہی آیات (۱) حق تعالی ارشاد فرماتا ہی

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۔ صاحب معالم الاصول کہتا ہی وَمَا وضع لخطاب المشافهة نحو يا ايها الذين امنو
ويا ايها الناس لا يعم بصيغته من تاخر عن من الخطاب وانما ثبت لهم بدليل اخر

۱ ہو تم بہتر امت جو نکالے گئے ہو واسطے لوگون کے حکم کرتے ہو ساتہہ اچہی طرح کے اور اشنع کرتے ہو
برے سے اور ایمان لاتے ہو ساتہہ اللہ کے - ۱۲ - ۲ جو لفظ خطاب مشافہہ کے لیئے
موضوع ہی مثل یا ایہا الناس و یا ایہا الذین آمنوا کے زمانہ خطاب سے پچہلی لوگونکو اپنی صیغہ کے اعتبار سے شامل نہین ہوتا
اونکی یہی حکم صرف دوسری دلیل سے ثابت ہوتا ہے - ۱۲ -

وھو قول اصحابنا واکثر اھل الخلاف - تو اس قاعدہ کر دسی یہ خطاب صحابہ مہاجرین اور
اور انصار کے شان مین وارد ہی اور وہی خیر امت ہین اور مفسرین شیعہ نے بھی اس آیت
کی تفسیر مین اصحاب ہی کو مراد رکھا ہے صاحب مجمع البیان لکھتا ہے واختلف فی
المعنی بالخطاب فقیل ھم المھاجرون خاصۃ وقیل ھو خطاب للصحابۃ ولکنہ
یعم سائر الامۃ ۲ لَیْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ
اللّٰہِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَھُمْ یَسْجُدُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ
یَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ وَمَا یَفْعَلُوْا
مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّکْفَرُوْہُ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالْمُتَّقِیْنَ - اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے
اون اہل کتاب کے مدح فرمائی جو اپنی دین کو چھوڑ کر اسلام مین داخل ہو گئی تھی اور اصحاب کے زمرہ
مین شامل ہوئی تفسیر صافی مین اسکی تفسیر مین لکھا ہی لَیْسُوْا یعنی اھل الکتب سَوَآءً فی الذم
مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّۃٌ قَآئِمَۃٌ علی الحق وھم الذین اسلموا منھم ۳ وَاِذْ غَدَوْتَ
مِنْ اَھْلِکَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ
اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰہُ وَلِیُّھُمَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ - اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے
انصار کے دو قبیلون بنی سلمہ اور بنی حارثہ کی لیے کیسا کچھ تمغہ خوشنودی عطا فرمایا اور اس سے
اونکی کسقدر فضیلت ثابت ہوئی مجمع البیان طبرسی مین ہی ھما بنو سلمۃ وبنو حارثۃ

---

۱ ہماری اصحاب اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہی - ۲ اختلاف ہوا ہی کہ خطاب سے کون مخاطب ہی بعضون نے کہا کہ صرف
مہاجرین مراد ہین اور بعضی کہتی ہین کہ خطاب سب صحابہ کو ہی - لیکن تمام امت کو شامل ہی - ۳ نہین وہ برابر اصحاب
کتاب کے ایک جماعت ہی قائم رہتی ہین آیتین خدا کے اوقات رات مین اور وہ سجدہ کرتے ہین - ایمان لاتے
ہین ساتھہ اللہ کے اور دن پچھلے کے اور حکم کرتے ہین ساتھہ بھلائی کے اور منع کرتے ہین برائی سے اور جلد
کرتے ہین بیچ بھلائیون کے اور یہہ لوگ صالحون سے ہین اور جو کچھہ کرین وہ بھلائی سے پس ہرگز
نکیبی وکی ناقدری اوسکی اور اللہ جاننی والا ہی پرہیزگارونکو - ۱۲ ۴ اور جب صبحکو نکلا تو لوگون اپنی سے
جگہہ دیتا تھا مسلمانون کو بیٹھنی کے واسطی لڑائی کے اور اللہ سننی والا جاننی والا ہی جب قصد
کیا تھا دو فرقے نے تم مین سے یہکہ نامردی کرین اور اللہ دوستدار تھا اونکا اور پر اللہ کے پس
چاہیی کہ توکل کرین ایمان والے - ۱۲ ۵ وہ دونو گروہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ انصار کے دو قبیلی ہین اور کہتی ہین
کہ بنو سلمہ قبیلہ خزرج سے تھا - اور بنو حارثہ قبیلہ اوس سے اور یہہ لشکر کے دو بازو تھے - ۱۲

حیان من الانصار وقیل هما بنو سلمة من الخزرج وبنو حارثة من الاوس وکانا جناحی العسکر سجکہ حضرت مفسر صافی وقمی کی دیانت ودین قابل تماشا ہی وہ طائفتان منکم کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی بن سلول منافقین اور اوسکی اصحاب ہین - اول تو اس سے لفظ طائفتان جو تثنیہ واقع ہی صریح انکار کرتا ہی - بعد اوسکی لفظ منکم اوسکی مخالف ہی پھر باینہمہ حق تعالی فرماتا ہی اللہ اونکا ولی ہے تو اگر منافقین کے ساتھہ خدا تعالے کی موالات تسلیم کیجائیگی تو بہت سی دلائل قطعیہ شیعہ کا استیصال ہو جائیگا - (۴)

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۵) الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِن بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيمٌ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (۶) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ اس آیت شریفہ مین حق تعالی نے مہاجرین کے لیئے تکفیر سیئات اور ادخال جنات اور ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا جسکا خلف محال ہی - اور تکفیر سیئات سے طرف اشارہ ہی کہ ادنی نوع سیئہ کا بھی ممتنع نہین ہے اور نہ قادح انکی فضلیت کو ہی (۷)

سے جنکو شیطان نے بہکایا تھا اونہون نے اور تحقیق معاف کیا اللہ نے ادنی تحقیق اللہ بخشنے والا تحمل والا ہی ۱۲ سے جن لوگون نے قبول کیا واسطے اللہ کے اور رسول کے پیچھے اسکی کہ پہونچی اونکو زخم واسطے اون لوگون کے کہ نیکی کرتے ہین اونمین سے اور پرہیزگاری کرتے ہین ثواب بڑا - وہ لوگ کہ کہا اونکو لوگون نے تحقیق آدمی تحقیق جمع ہوے ہین واسطے تمہارے پس ڈرو تم پس زیادہ کیا اونکو ایمان اور کہا اونہون نے کفایت ہی ہمکو اللہ اور اچھا کارساز ہی ۱۲ سے - پس قبول کیا واسطے اون کے رب اونکے نے یہ کہ میں نہین ضائع کرتا عمل کسی عمل کرنیوالے تم مین سے مرد سے یا عورت سے بعض تمہارے بعضون سے پس جن لوگون نے وطن چھوڑا اور نکالے گئے گھرون اپنی سے اور ایذا دیے گئے پیچھے راہ میرے اور لڑے اور مارے گئے البتہ دور کرونگا میں واسطے اونکے اور البتہ داخل کرونگا میں اونکو بہشتون مین بہتی مین نیچے اونکے سے نہرین ثواب واسطے ایک خانہ کے سے اور اللہ نزدیک اوسکی ہے اچھا ثواب ۱۲

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ حق تعالے شانہ نے اس آیت شریفہ سے مہاجرین وانصار کے لیئے فضلیت فی الایمان کی شہادت دی - اور ضمیر فصل کے توسط سے جو حصر کو مفید ہے انکی کمال ایمان کو محقق فرمایا اور انکے لیئے مغفرت اور ثواب رفیع کا وعدہ فرمایا لیکن افسوس کہ حضرات شیعہ نے انکی حق میں مغفرت عظیمہ کو لعنت فاحشہ سے اور ایمان کامل کو کفر شدید سے اور ثواب کریم کو عذاب عظیم سے بدل دیا - سبحانک ہذا بہتان عظیم - (۸) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اس آیت شریفہ میں حق تعالے نے مہاجرین وانصار کی جو کچھ مدح فرمائی محتاج شرح نہیں حضرات شیعہ اسکی تاویل بلکہ تحریف میں بجز اسکی اور کچھ نہیں کرسکتے کہ اسکو ابوذر رضؓ مقداد رضؓ وغیرہ کے ساتھ مخصوص فرمائیں اور پہلے انکی حالات معلوم ہو ہی چکی ہیں علاوہ ازیں جمع معرف باللام الفاظ عموم سے ہیں بالاتفاق - (۹) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰي مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ التَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۰) لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ

---

۱ اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے اور جن لوگوں نے جگہ دی اور مدد کی یہ لوگ وہ ہیں ایمان لانے والے سچی اکڑ واسطے بخشش ہے اور روزی عزت کی ۲ اور آگے بڑھ جانیوالے پہلے ہجرت کرنیوالوں سے اور مدد دینے والوں سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہیں انکے ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ انسے اور راضی ہوئے وہ اس سے اور طیار کیے واسطے انکے بہشتیں چلتے ہیں نیچے انکے نہریں ہمیش رہنے والے بیچ اسکے ہمیشہ یہی مراد پانا بڑا ہے ۳ تحقیق اللہ مول لیتا ہے مسلمانوں سے جانیں اور مال انکی سبب اسکے کہ واسطے انکی بہشت ہے کہ لڑیں بیچ راہ اللہ کے پس ماریں گے اور ماریں جاویں گے وعدہ ہے اوپر اوسکے سچا بیچ توریت کے اور انجیل کے اور قرآن مجید کے اور کون شخص پورا کرنیوالا ہے عہد اپنی کو اللہ سے بیخ شوقت ہو تم سودا کیا اپنی کے ساتھ جو سودا کیا تم نے اپنی ساتھ اوسکے اور یہ وہ ہی مراد پانا بڑا - توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنیوالے ہیں تعریف کرنے والے ہیں پھرنیوالے ہیں سجدہ کرنیوالے ہیں حکم کرنیوالے ہیں ساتھ بھلائی کے اور منع کرنیوالے ہیں نامعقول سے اور نگاہ رکھنیوالے ہیں حدود اللہ کی اور خبر دیجیو ایمان والوں کو ۴ البتہ پھر آیا اللہ اوپر نبی کے اور وطن چھوڑ دینے والوں کے اور مدد دینے والوں کے -۱۲

الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ
عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ
بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ
لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ يُبَشِّرُهُمْ
رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ
عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۲۲﴾ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ
مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ
عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۱۲۵﴾ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ

---

۱ جس نے پیروی کی اسکی بیچ وقت تنگی کے پیچھی اگر نزدیک تھا کہ جی موجا ویں دل ایک جماعت کے انمیں سے پھر تا اوپر انکے تحقیق وہ ساتھ انکے شفقت کرنیوالا مہربان ہی ۲ اور اوپر تین شخصوں کے جو کہ پیچھی چھوڑے گئے تھے یہانتک کہ جب تنگ ہوگئی اوپر انکے زمین باوجود اسکے کہ کشادہ ہی اور تنگ ہوگئی اوپر انکی جان انکی اور جانا کہ نہیں پناہ اللہ سے مگر طرف اسکی پھر پھرا اوپر انکی تو کہ پھر آویں وہ تحقیق اللہ وہ ہی پھر آنیوالا مہربان ہی ۳ جو لوگ کہ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا بیچ راہ اللہ کے ساتھ مالوں اپنی کے اور جانوں اپنی کے بڑی ہیں درجہ میں نزدیک اللہ کے اور یہ لوگ وہی ہیں مراد پانیوالے بشارت دیتا ہے انکو رب انکا ساتھ مہربانی کے اپنی طرف سے اور رضامندی کی اور بہشتوں کے واسطے انکے بیچ انکے نعمت ہی ہمیشہ رہیں گے بیچ اسکی ہمیشہ تحقیق اللہ نزدیک اوسکے ہی ثواب بڑا ۴ لیکن رسول اور جو لوگ کہ ایمان لائی ساتھ اسکے جہاد کیا اونہوں نے ساتھ مالوں اپنی کے اور جانوں اپنی کے اور یہ لوگ واسطے انکے بھلائی ہی اور یہ لوگ وہ ہیں فلاح پانیوالے تیار کیا ہے اللہ نے واسطے انکے بہشتیں جنکی نیچے انکے نہر بہتی ہیں رہنیوالے بیچ اسکے یہ ہی مراد پانا بڑا ۵ اے لوگو جو ایمان لائے ہو جو کوئی پھر جاوے کوئی تم میں سے اپنی دین سے پس البتہ لاوے گا اللہ ایک قوم کو کہ پیار کرتا ہے وہ انکو اور پیار کرتے ہیں وہ اوسکو نرمی کرنیوالی ہیں اوپر مسلمانوں کے سختی کرنے والی ہیں اوپر کافروں کی جہاد کرینگے بیچ راہ اللہ کے اور نہ ڈرینگے ملامت کرنے کسی ملامت کرنیوالی کی یہ بڑائی اللہ کی ہے دیتا ہے اوسکو جسکو چاہی اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہی ۶ نہیں تمہارا دوست مگر اللہ ہی اور رسول اوسکا اور وہ لوگ کہ ایمان لائے وہ لوگ کہ قایم رکھتی ہیں نماز کو اور دیتی ہیں زکوٰۃ اور وہ رکوع کرنے والے ہیں ۷ اذن دیگیا واسطے ان چونکی کہ جنسے لڑائی کی جاتی ہی انکی بسبب اسکی کہ وہ ظلم کیے گئے ہیں اور تحقیق اللہ اوپر مدد انکے البتہ قادر ہی وہ لوگ کہ نکالی گئی ہیں اپنے گھروں سے ناحق مگر یہ کہنا انہوں نے پروردگار ہمارا اللہ ہے ۱۲

ع۵ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ
يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ
فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ
عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (۱۵) ع۶ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ
فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ
الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (۱۶) ع۷ هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا (۱۷) ع۸ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ
الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا
يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا لَيْسَ عَلَى
الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (۱۸) ع۹ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ

ع۵ اور اگر نہ ہوتا دور کرنا اللہ کا لوگوں کو بعضی اوسکو بعضی سے البتہ ڈھائی جاتے خلوتخانہ درویشوں کی اور عبادتخانہ نصاریٰ کی اور عبادتخانہ یہود کے اور مسجدیں کہ نام لیا جاتا ہے بیچ اونکی نام اللہ کا بہت اور البتہ مدد دیوے گا اللہ اوسکو کہ مدد دیتا ہے اوسکے دین کی بیشک اللہ البتہ زور آور ہے غالب ۴۰ وہ لوگ کہ اگر قدرت دیں ہم اونکو بیچ زمین کے قایم رکھیں نماز کو اور دیں زکوٰۃ کو اور حکم کریں ساتھ بھلائی کے اور منع کریں ساتھ محنت سے اور واسطے اللہ کی انجام سب کاموں کی ۱۲ ۴۱ اور محنت کرو بیچ راہ اللہ کے جس محنت اوسکے کی حق ہے اوسنے برگزیدہ کیا تمکو اور نہیں کی اوپر تمہاری بیچ دین کے کچھ تنگی دین باپ تمہاری ابراہیم کا اوسنے نام رکھا ہے تمہارا مسلمان پہلے سے اور بیچ اس کتاب کے بھی نام رکھا گیا مسلمان تو کہ ہووے پیغمبر گواہ اوپر تمہاری اور ہو تم گواہ اوپر لوگوں کے پس قایم رکھو نماز کو اور دو زکوٰۃ کو اور محکم پکڑو ساتھ اللہ کے وہی دوست تمہارا پس بہت اچھا دوست ہے اور بہت اچھا مددگار ۴۲ وہی ہے جس اوتاری تسکین بیچ دلوں ایمان والوں کی تو کہ بڑھ جاوے ایمان میں ساتھ ایمان اپنی کے اور واسطے اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کی اور زمین کی اور ہے اللہ جاننے والا حکمت والا۔ تو کہ داخل کرے ایمان والے مرد کو اور ایمان والیوں کو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے اونکے سے نہریں ہمیش رہنے والی بیچ اوسکی اور دور کرے اونسے برائیاں اونکی اور ہے یہ نزدیک اللہ کے مراد پانا بڑا ۴۳ تمہ واسطے بھیجے چھوڑی گیوں کے گنواروں سے بلائے جاوگے طرف ایک قوم سخت لڑائی والے کی لڑوگے تمہ سے یا مسلمان ہو جاوینگے پس اگر تو کہے تم دیوگے تمکو اللہ تعالیٰ ثواب اچھا اور اگر پھر جاوگے تم جیسا پھر گئے تھے پہلے سے عذاب کریگا تمکو عذاب درد دینے والا نہیں اوپر اندھے کے تنگی اور نہ اوپر لنگڑے کے تنگی اور نہیں اوپر بیمار کے تنگی اور جو کوئی بابرداری کرے اللہ کی اور رسول اوسکے داخل کریگا اوسکو بہشتوں میں چلتی ہیں نیچے اونکے سے نہریں اور جو کوئی پھر جاویگا عذاب کریگا اوسکو عذاب درد دینے والا ۱۲ ۴۴ البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ

عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ
وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (۱۹)
اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي
رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (۲۰) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ
اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ
فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا (۲۱) لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ
مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (۲۲) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ
اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

---

۱ مسلمانون سے جسوقت بیعت کرتے تھی تجھسے نیچے درخت کیلئے پس جانا جو کچھ، بیچ دلون اونکی تھا پس اوتاری تسکین اوپر اونکی اور ثواب دیا اونکو فتح نزدیک اور لوٹمین بہت کر لیوین گے اوسکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا ۱۲
۲ جسوقت کیا اون لوگون نے کہ کافر ہوتی بیچ دلون اپنے کی کہ دیکھ جاہلیت کے پس اوتاری اللہ نے تسکین اوپر رسول اپنے کے اور اوپر ایمان والون کے اور لازم کردی اونکو بات پرہیزگاری کے اور تھی وہ بہت حق دار ساتھہ اوسکی اور لائق اونکی اور ہی اللہ ساتھہ ہر چیز کے جاننی والا ۱۲ ۳ محمد رسول اللہ کا ہے اور جو لوگ کہ ساتھہ اوسکی ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحم دل ہین درمیان اپنی دیکھتا ہی تو اونکو رکوع کرنیوالی سجدہ کرنیوالے چاہتی ہین بہ فضل خدا کا اور رضامندی اوسکی نشانی اونکی بیچ مونہون اونکی کے اثر سجدہ کیسی یہہ ہی صفت اونکی بیچ تورات کی اور صفت اونکی بیچ انجیل کے جیسی کھیتی نکالی سوئی اپنی پس قوی کرے اوسکو پس موٹی ہوجاوے پس کھڑی ہوجاوے اوپر جڑ اپنی کے خوش لگتی ہی کھیتی کرنیوالون کو تو کہ غصہ مین لاوے اونکو اللہ بسبب اون مسلمانون کے کافرونکو وعدہ کیا ہی اللہ نے اون لوگونکو کہ ایمان لائی اور کام کئے اچھے اونمین سے بخشش اور ثواب بڑا ۱۲ ۴ نہین برابر تم مین سے وہ شخص کہ جسنی خرچ کیا اگلا پہلی فتح مکی سے اور لڑائی کے تھی یہہ لوگ بڑی ہین درجون مین ان لوگون سے کہ خرچ کیا اونہون نے پیچھے اس سے اور لڑائی کے اور ہر ایک کو وعدہ دیا اللہ نے اچھا اور اللہ ساتھہ اوسکے کہ کرتے ہو تم خبردار ہے ۱۲ ۵ نہ پاوے گا تو کسی قوم کو کہ ایمان لاوین اللہ ساتھہ اللہ کے اور دن پچھلے دوستی کرین اوس شخص کے کہ مقابلہ کرتا ہی اللہ کا اور رسول اسکے اگرچہ ہون باپ اونکی یا بیٹے اونکی یا بھائی اونکی یا کنبا اونکا یہہ لوگ لکھہ ہے ہی اونکے دلون مین ایمان اور قوت

تجری من تحتہا الانہر خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا
ان حزب اللہ ہم المفلحون (۲۳) للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم
واموالہم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ہم الصدقون
(۲۴) والذین تبوء الدار والایمان من قبلہم یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون
فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ ومن
یوق شح نفسہ فاولئک ہم المفلحون - علی ہذا القیاس اور بہت آیات ہین جو عموماً
وخصوصاً صحابہ کرام کی مدح مین وارد ہوئی ہین وجن سے صحابہ کبار مہاجرین وانصار کی فضائل ومناقب ثابت
ہوتی ہین منصف لبیب کے واسطے تو ایک آیت ہی کافی ہی - اور بانصاف کے سامنے تمام قرآن بھی مفید نہین
اسلیئے یہان ہیجگہ چند آیات کی مختصر بیان پر اکتفا کرکے بعض آیات کو بخوف تطویل بلا تقریر استدلال ذکر
کردیا اب مختصراً اپنی اون روایات کو سن لیجیئے جن سے صحابہ کا کرام ہونا کالشمس فی رابعۃ النہار ثابت ہوتا ہی
(۱) سید دلدار علی نکہنوی نے اساس الاصول مین صفحہ ۲۷۰ پر اور بحار مجلسی کی جلد اول مین
صفحہ ۵۷۴ پر لکھی ہے ہم الفاظ اساس کے لکھتی ہین - منہا ما اورده الصدوق
فی کتاب معانی الاخبار عن ابن الولید عن الصفار عن الخشاب عن ابن کلوب
عن اسحاق بن عمار عن الصادق عن ابائہ ومحمد بن الحسن الصفار فی بصائر الدرجات
والشیخ الطبرسی فی کتاب الاحتجاج عن الصادق ان رسول اللہ قال ما وجدتم فی کتاب اللہ عزوجل

---

۱ وہی ہی اوسکو سب تہ درخت کے اپنے طرف سے اور داخل کریگا اونکو بہشتون مین جلتی ہین نیچے اونکی نہرین ہمیشہ رہنی والے
ہیچ اوسکی راضی ہوا اللہ اون سے اور راضی ہوئی وہ اوس سے یہہ لوگ ہین گروہ خدا کے خبردار ہو تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہین
فلاح پانیوالے - ۱۲ ۲ یہہ مال اواسطے فقیرون وطن چھوڑنیوالون کے جو نکالے گئے گھرون اپنی سے اور مالون اپنی سے
چاہتی ہین بفضل خدا کے سے اور رضامندی اور مدد دیتے ہین خدا کو اور رسول اوسکی کو یہہ لوگ وہ ہین سچے ۱۲
۳ اور واسطے اون لوگون کے کہ جگہہ پکڑی ہی گھر ہجرت کے مین یعنے مدینہ مین اور ایمان مین پہلے اونسے
دوست رکھتی ہین اونکو جو وطن چھوڑ کے آئی ہین طرف اونکی اور نہین پاتے ہیچ دلون اپنے کے خلش اوس
چیز سے کہ دی جاوین مہاجرین اور اختیار کرتے ہین اوپر جانون اپنے کے اور اگرچہ ہو اونکو تنگی اور
جو کوئی بچ یا جاوے بخیلی جان اپنی کی سے - پس یہہ لوگ وہ ہین - فلاح پانے والے
۱۲ ۴ امام جعفر صادق رض سے مروی ہی فرمایا جو کچھہ کتاب اللہ مین پاؤ - ۱۲

فالعمل به لازم ولا عذر لاحد فی ترکه ومالم یکن فی کتاب اللہ عزوجل وکان فی سنة منی فلا عذر لاحد فی ترک سنتی ومالم یکن فی سنتی فما قال اصحابی فقولوا له مثل اصحابی فیکم کمثل النجوم بایها اخذ اهتدی وبای اقاویل الصحابة اخذتم اهتدیتم واختلاف اصحابی لکم رحمة - قیل یارسول اللہ من اصحابك قال اهلبیتی - یہہ سوال وجواب جو خاتمہ روایت میں درج ہے یہہ سراسر حضرت صدوق کی گھڑت ہے کیونکہ لفظ اصحاب کوئی پہیلی چیستان نہیں تھا جسکی حل کی ضرورت تھی پھر بیان اختلاف خود اسکو مبطل ہے علاوہ جامع الاستفسار کی روایت اس منصوبہ کو صریح باطل کر رہی ہے - (۲) حدثنا الحاکم ابو علی الحسن بن احمد البیهقی قال حدثنا محمد بن یحیی الصولی قال حدثنا محمد بن موسی بن نصر الرازی قال حدثنی ابی قال سئل الرضا علیه السلام عن قول النبی اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم وعن قوله دعوا لی اصحابی فقال هذا صحیح - عن آیات بینات - از جامع الاخبار (۳) انا کالشمس وعلی کالقمر واصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم - عن آیات بینات (۴) اللهم واصحاب محمد خاصة الذین احسنوا الصحابة والذین ابلوا البلاء الحسن فی نصره - صحیفہ کاملہ (۵) امام حسن عسکری کی تفسیر میں ہے - ان رجلا من بغض آل محمد واصحابه او واحدا منهم یعذبه اللہ عذابا لو قسم علی مثل ما خلق اللہ لاهلکهم اجمعین عن آیات بینات (۶) امام کی تفسیر میں ہے - فقال یاموسی اما علمت ان فضل صحابة محمد علی صحابة جمیع المرسلین کفضل آل محمد علی آل جمیع النبیین - عن آیات بینات (۷) جامع الاخبار میں

---

۱ امام جعفر صادق سے کہہ دیا ہے جو کچھ ہم نے کتاب اللہ میں پایا اور میری سنت میں اسپر عمل کرنا لازم ہے اور اسکی تعمیل میں تمکو کوئی عذر نہیں اور جو کچھ کتاب اللہ میں نہ ہو اور میری سنت میں ہو تو میری سنت کی ترک میں بھی تمکو کوئی عذر نہیں اور جو میری سنت میں نہ ہو تو میرے اصحاب کہیں اور سنو میرے اصحاب کی مثل ستارے ہیں جسکو اختیار کرو گے ہدایت پاؤ گے اور صحابہ کی جس قول کو اختیار کرو گے اور میری صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ آپکے صحابی کون ہیں فرمایا میرے اہلبیت ۱۲ منہ

۲ یعنی امام رضا رضی اللہ عنہ سے حضرت ۳ کے قول کا حال پوچھا - صحابی کا مفہوم یا جیسا کہ ہم نے تم سے قول صحابی - آپ نے فرمایا یہ قول صحیح ہے ۱۲ منہ

۳ میں مثل آفتاب کے ہوں اور علی مثل چاند کے اور میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں اور میرے اہلبیت سے جسکی پیروی کرو گے راہ ہدایت پاؤ گے

۴ الٰہی اور رحمت بھیج اصحاب محمد پر خاص کر اون پر جنہوں نے بھی مصاحبت کی اور دین کی معاونت میں اچھی آزمائش دی ۱۲ منہ

۵ یعنی جو شخص آل محمد کے کسی یا تمام اصحاب محمد کے کسی یا تمام سے بغض رکھتا ہے خدا اسکو ایسا عذاب دیگا اگر اسکو تمام مخلوق میں بانٹ دی تو وہ سب کو ہلاک کر دی ۱۲ منہ ۶ فرمایا گیا تو نہیں جانتا محمد کے اصحاب کی برتری اور فضیلت تمام رسولوں کی اصحاب پر ایسی ہے جیسی آل محمد کی فضیلت تمام نبیوں کر آل پر ۱۲ منہ

قال النبی من سبنی فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ (۸) جلد اول البحار مجلسی صفحہ ۵۸۲

پر مذکور ہے علی عن ابیہ عن ابن ابی نجران عن ابن حمید عن ابن خازم قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام ما بالی اسئلک عن المسئلۃ فتجیبنی بالجواب ثم یجیئک غیری فتجیبہ بجواب اخر فقال انا نجیب الناس علی الزیادۃ والنقصان قال قلت فاخبرنی عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ صدقوا علی محمد ام کذبوا قال بل صدقوا قلت فما بالہم اختلفوا فقال اما تعلم ان الرجل کان یاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فیسالہ عن المسئلۃ فیجیبہ فیہا بالجواب ثم یجیبہ بعد ذلک بما ینسخ ذلک الجواب فنسخت الاحادیث بعضہا بعضا امام کے اس ارشاد سے صاف ثابت ہے کہ صحابہ روایات حدیث میں سچے اور عدول اور ثقہ ہیں

(۹) وقال علیہ السلام فصدح الانصار واللہ ربوا الاسلام کما یربی الفلو مع عنائہم بایدیہم السیاط والسنتہم السلاط والفلو المہر والسیاط السماح ویقال للماہر فی الطعن انہ سیط الیدین ای انہ لطیف فیہ والسلاط الحداد والفصیحۃ۔ شرح نہج البلاغۃ ابن میثم۔ (۱۰) منہا فی خطاب اصحابہ وقد بلغتم من کرامۃ اللہ لکم منزلۃ تکرم بہا اماؤکم وتوصل بہا جیرانکم ویعظمکم من لا فضل لکم علیہ ولا ید لکم عندہ ویہابکم من لا یخاف لکم سطوۃ ولا لکم علیہ امرۃ وقد ترون عہود اللہ منقوضۃ فلا تغضبون

---

۱ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھکو برا کہی اوسکو قتل کرو اور جو میری اصحاب کو برا کہی اوسکی کوڑی مارو۔ ۲ ابن خازم سے میری کہتا ہی میں امام ابو عبداللہ کی خدمت میں عرض کیا میرا کیا حال ہے میں آپسے کوئی مسئلہ پوچھتا ہوں آپ مجھکو کچھ جواب دیتے ہیں پھر دوسرا شخص آکر پوچھتا ہی آپ اوسکو کچھ اور جواب دیتے ہیں فرمایا ہم لوگوں کو کم و بیش جواب دیتے ہیں۔ کہتا ہی میں عرض کیا یہ تو مجھکو مبتلا ہی کیا صحاب رسول اللہ نے (احادیث رسول اللہ میں) سچ بولا ہی یا جھوٹ بولا ہی آپنے فرمایا نہیں بلکہ سچ بولا ہی میں پوچھا تو پھر یہ ہی اختلاف کی کیا وجہ ہی فرمایا تو نہیں جانتا کہ حضرت کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوکر کوئی مسئلہ پوچھتا تھا اور آپ اوسکو جواب دیتے تھے پھر بعد اوسکی اوسکا ناسخ جواب میں فرمایا دیتے تھے تو بعض احادیث بعض کی ناسخ ہیں ۳ جناب امیر نے انصار کی مدح میں فرمایا خدا کی قسم انہوں نے باوجود اپنی تکلیف و محتاجت کی اسلام کو پرورش کیا جیسا بچھیرے کو پرورش کرتے ہیں۔ اونکی ہاتھوں میں سخاوت ہے اور زبانوں میں للاقت و فصاحت۔ ۱۲ ۴ اپنے اصحاب کو خطاب کرکے فرمایا۔ تم اللہ کی بزرگی سے جو تمکو حاصل ہوئی۔ ایسی منزلت پر پہنچ گئی ہو جس سے تمہاری چھوکریوں تکریم ہوتی ہے اور تمہاری پڑوسیوں کے ساتھ پیوند جوڑتی ہیں اور وہ لوگ جن پر تمکو کچھ فوقیت نہیں ہے اور تمہارا کچھ احسان نہیں ہے تمہاری تعظیم کرتے ہیں۔ اور جو لوگ تمہاری علہ سے ڈرتی ہیں اور نہ تمہارے اوپر حکومت ہے وہ تمہاری ہیبت مانتی ہیں دیکھ رہی ہو کہ خدا تعالے کے عہود توڑے جاتے ہیں اور تمکو کچھ غصہ نہیں آتا۔ ۱۲

وانتم لنقض ذمم امائکم تا نفون وکانت امور الله علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم
ترجع فمکنتم الظلمة من منزلتکم والقیتم الیهم ازمتکم واسلمتم امور الله فی ایدیهم
تعملون بالشبهات وتسیرون فی الشهوات وایم الله لو فرقتم کم تحت کل کوکب لجمعکم
الله لشر یوم لهم اقول کراهة الله لهم بالاسلام وقولہ وکانت امور الله الی قولہ ترجع
ای انکم کنتم اهل الاسلام والحل والعقد فیه لانهم المهاجرون والانصار والظلمة
البغاة وامور الله التی اسلمت فی ایدیهم احوال العباد والبلاد - شرح نهج البلاغة ابن میثم

(۱۱) ومن کلام لہ علیہ السلام للخوارج فان ابیتم الا ان تزعموا انی اخطات
وضللت فلم تضللون عامة امة محمد صلی الله علیہ وآلہ بضلالی الخ - نهج البلاغة

(۱۲) ومن کتاب لہ علیہ السلام الی معویة انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر
وعمر وعثمان علی ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغایب ان یرد وانما الشوری
للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلک لله رضی فان خرج
من امرهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی اتباعه غیر
سبیل المومنین وولاه الله ما تولی ویصله جهنم وساءت مصیرا - نهج البلاغة

---

۱ حالانکہ تم اپنی لونڈیوں کی بھی عہد کو توڑنے سے باز رکھتے ہو - اور اللہ کا کام تمہاری ہی اوپر داری ہوتی اور تم ہی سے لوٹتی تھی اور تمہاری طرف ہی واپس جاتے ہیں - پس تم نے ظالموں کو اپنی مرضی سے تمکن کر دیا اور اپنی مہاریں انکے حوالہ کر دیں اور اللہ کے کام انکے ہاتھوں میں سونپ دیئے کہ شبہات کے ساتھ عمل کرتے ہو اور اپنی نفسانی خواہشوں میں چلتے ہو خدا کی قسم اگر وہ تمکو ہر ستارہ کے نیچے متفرق کر دیں گے تو خدا تمکو انکی کسی بڑی دن کے لیے جمع کریگا - شارح کہتا ہے کہ اللہ کی کرامت انکی لیئے اسلام سے - اور قول کانت امور سے لیکر ترجع تک سے یہ مراد ہے کہ تم اہل اسلام ہو اور اسلام میں اہل حل وعقد ہو یعنی مہمات اسلام کا کہنا باندھنا تمہاری ہی رای پر منحصر ہے کیونکہ تم مہاجرین وانصار ہو اور ظالمون سے مراد بنی امیہ ہیں اور اللہ کے امور جو انکی بیعتوں میں آ ہیں وہ تمہارے ہی سپرد کئے گئے تھے - ۱۲ ۲ اہل کلام جو بغاوت خوارج کو فرض کرتے ہیں اسکا حاصل یہ ہے کہ اگر تمہیں خطا پر فائل ہوتی اور مجکو تمہاری طرف نسبت کرنے میں نہ تو وہ ہی کہ تمہاری گمراہی کے سبب سے تم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گمراہ بتاتی ہو - حاصل یہ کہ اگر تمہیں گمراہ ہونا تم ہی کو گمراہ ہونا ہے اور اگر ہمیں گمراہ ہونا تو تمام جہانوں نے مجکو خلیفہ بنا کے سب گمراہ کر دیئے اور ان سب کی گمراہی محال ہے تو ہمیں بھی گمراہ نہیں ہو سکتا - ۱۲ ۳ امیر معویہ نے تو آپکے فرمان کا کہنا نہ مانا تھا پر دنیا کے لوگوں نے بیعت کی جیسی جنہوں نے ابوبکر وعمر وعثمان کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی جس پر دنیا بیعت کی ہی اسی امر پر مجھسے بیعت کی ہے - اس وقت میں نہ تو کسی کو چھوڑنا باقی ہی اور نہ غائب کو رد کی گنجایش ہے مشورہ صرف مہاجرین وانصار کا ہی ہے - اگر وہ کسی شخص پر جمع ہو جاویں اور اسکو امام نامزد کر دیں تو خدا کی رضامندی ہی اسمیں ہے پھر اگر کوئی نکلکر طعن کرکے یا بدعت نکالکر اوسکی کام میں سے کچھ لینا دینا چاہے تو اوسکو واپس لوٹا دینگے یا نکلنے سے انکار کریگا تو اوس سے مومنین کے سنہ کے سوا پیروی کرنے پر لڑینگے - جو ڈر دیتے ہم اوسکو جدھر وہ متوجہ ہوا ہے اور خدا اوسکو جہنم میں داخل کریگا اور وہ برا ٹھکانا ہے - ۱۲

(۱۳) ما کنت الا رجلا من المهاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا
وما کان اللہ لیجمعهم علی الضلالة ویضربهم بعضهم ببعض شرح نہج البلاغہ (۱۴) ان هذا
الامر لم یکن نصره ولا خذلانه بکثرة ولا بقلة وهو دین اللہ الذی اظهره وجنده الذی
اعزه وامده حتی بلغ ما بلغ وطلع حیث طلع ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعده
وناصر جنده ومکان القیم بالامر من یجمع امره ویحفظ ما اجتمع من فروجه فاما ما
ظهر علیه من الجفاء وسوء الاختیار فان اللہ یمهل ولا یهمل شرح نہج البلاغہ (۱۵) ومن کلام له
علیه السلام فی معنی الانصار قالوا لما انتهت الی امیر المؤمنین علیه السلام انباء السقیفة بعد وفات
رسول اللہ صلعم قال ما قالت الانصار قالوا قالت منا امیر ومنکم امیر قال علیه السلام فهلا احتججتم
بان رسول اللہ صلعم وصی ان یحسن الی محسنهم ویتجاوز عن مسیئهم شرح نہج البلاغہ (۱۶)
ومن کلام له علیه السلام لما عزم علی المسیر الی الشام وقد شاوره عمر ابن الخطاب فی الخروج الی غزو الروم وقد تولی اللہ لاهل هذا الدین
باعزاز الجوزة وستر العورة والذی نصرهم وهم قلیل لا ینتصرون ومنعهم وهم قلیل لا یمتنعون
حی لا یموت انک متی تسر الی هذا العدو بنفسک فتلقهم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفة
دون اقصی بلادهم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیه فابعث الیهم رجلا محربا واحفز معه
اهل البلاء والنصیحة فان اظهر اللہ فذاک ما تحب وان یکن الاخری کنت ردءا للناس وفئة
للمسلمین - علی ہذا القیاس اگر تتبع تام کیا جاوے تو بہت روایات فضائل صحابہ اور انکی ایمان کے مثبت برآمد ہونگی
لیکن اگر کوئی خطر انصاف سے بھی تو ایک ہی کافی ہے اب اس جا یہ ہے کہ اسی طرح مختصر الطور تکملہ چند روایات

---

(۱) میں صرف ایک شخص مہاجرین میں سے ہوں جس طرح وہ وارد ہوئی میں بھی وارد ہوا اور جس طرح وہ لوٹی میں بھی لوٹا اور ہرگز خدا اوندکریم ایسی
اکٹھا نہ کریگا اور اون کو حق سے انہ ہی ہونے میں مبتلا نہ رکھیگا (۲) اس دین کی نصرت اور اسکی ذلت کچھ قلت و کثرت تعداد
پر نہیں ہے (کیونکہ) وہ خدا کا دین ہے جسکو غالب کیا اور اللہ کا لشکر ہے جسکو عزت دی اور جسکی تائید کی یہانتک کہ جس مرتبہ پر
پہنچنا تھا پہنچ گیا اور جس جگہ سے نکلنا تھا نکل آیا اور ہم اللہ کے وعدہ پر ہیں (۳) انصار کے باب میں آپنے یہہ کلام فرمایا تھا۔ بعد
وفات حضرت (۴) جب اصحاب سقیفہ جناب امیر رضی کی اس پہنچی تو آپنے پوچھا کہ انصار نے کیا کہا اور انہوں نے عرض کی کہ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر
تم میں سے ہو تو جناب امیر نے فرمایا تم نے یہہ دلیل کیوں پیش کی کہ حضرت رسول صلعم نے وصیت فرمائی ہے کہ انصار کے نیکوکاروں کے ساتھ نیکی
کیجاوے اور انکی درگذر کی جاوے (۵) آپ کی تقریر جسکو حضرت عمر نے مرورہ روم میں خود جانے کا قصد کیا۔ (۶) یعنی
دانونکی عزت اور پردہ پوشی کا ضامن ہے۔ جس نے انکی قلت کے وقت مدد کی تھی جبکہ یہہ مدد کی جاتے تھی اور ان کی
(دشمنونکو) رد کرتا تھا۔ جبکہ یہہ قلیل تھے اور بازو زبردست کے قابل نہ تھی وہ حی ہے لایموت ہے۔ جب تو خود اس دشمن
کیطرف کوچ کریگا اور کچھ صدمہ پہنچیگا تو مسلمانوں کا کوئی ٹھکانا نہ رہیگا جسکی طرف انکو پھر کر آنیکی جگہ ہو۔ اور تو ہی بعد
کوئی لوٹنے کی جگہ ہے جسکی طرف لوٹیں گے۔ تو دان دشمنوں کی طرف کسی تجربہ کار آدمی کو بھیج اور آزمودہ کار خیر خواہ لوگوں کی ساتھ کر
اگر خدا تعالے نے غلبہ دیا تو یہہ تو چاہتا ہے ہوا۔ اگر سرنگیں پیش آیا۔ تو تو لوگوں کے پشت پناہ اور مسلمانوں کے
(۷) یعنی ملجا و ماوا ہے ۱۲

خاص فضائل شیخین رضی اللہ عنہما کی ہی بیان کیجائین اگرچہ روایات سابقہ کے ضمن مین انکے فضائل معلوم بالادلیۃ والادلویت ثابت ہوچکی ہین (۱۷) علامہ متبحر کمال الدین ابن میثم بحرانی نے نہج البلاغہ کی شرح کبیر مین بذیل شرح خطبہ فارقوا مناقل نبیا جناب خضرا ایک حصہ نقل کیا ہی سکو آپکی شریف رضی نے بمقتضائی دین و دیانت حذف فرمایا اوسکو ہم اصل شرح سے نقل کرتے ہین - وذکرت ان احتج له من المسلمین عوانا یدهم به فکانوا فی مناز لهم عنده علی قدر فضائلهم فی الاسلام وکان افضلهم فی الاسلام کما زعمت والنصحهم لله ولرسوله الخلیفة الصدیق وخلیفة الخلیفة الفاروق ولعمری ان کانا فی الاسلام بعظیم وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید یرحمهما الله وجزاهما باحسن باعمالهما (۱۸) عن ابی عبد الله فی حقهما هما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق ومات علیه فعلیهما رحمة الله یوم القیمة - کاشف وآیات (۱۹) اورکتاب معانی الاخبار - عن الحسن بن علی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله ان ابابکر منی بمنزلة السمع وان عمر منی بمنزلة البصر وان عثمان منی بمنزلة الفواد - آیات (۲۰) از کشف الغمہ - انه سئل الامام عن حلیة السیف هل یجوز ان یقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفه بالفضة فقال الراوی العوا هکذا افتی الامام عن مکانه فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل الصدیق فلا صدق الله قوله فی الدنیا والاخرة - آیات وغیرہ (۲۱) اساس الاصول کے صفحہ ۱۳ پر سید ولدانی نقل کیا ہے العاشر صنعها هو ایضا فی الاحتجاج ان المامون بعد ما زوج ابنته ام الفضل

---

۱ اور تو نے ذکر کیا کہ اللہ تعالے نے مسلمانون مین سے مدد گار چنے جن سے پیغمبر کی تائید کی اور وہ پیغمبر کے نزدیک اپنی اسلامی منزلون کی افضلیت کے اندازہ کی موافق اپنی اپنی منزلون مین تھے اور سب سے افضل اسلام مین تھا چنانچہ تو نے گمان کیا اور اللہ اور رسول کا خیر خواہ خلیفہ صدیق تھا اور دوسرا خلیفہ فاروق تھا - اور میری جان کی قسم بیشک اونکا مرنا اسلام مین بہت بڑا ہے اور اونکی مصائب اسلام مین سخت زخم ہین اللہ تعالے اون دونون پر رحمت کرے اور اونکو نیک کا مزا اونکو اجر دیوے - ۲ امام ابو عبد اللہ سے حضرت ابوبکر و عمر کی حق مردی ہے وہ دونون امام عدل انصاف کرنیوالے حق پر رہے اور حق پر وفات پائی قیامت کے دن اونپر اللہ کی رحمت ہو - ۳ امام حسن سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر میری بمنزلہ کان کے ہی اور عمر منزلہ آنکھ کے ہی اور عثمان منزلہ دل کے ہی - ۴ کسی مخصص نے اس سے مراد کے زیور کو یوں سمجھا ہے کہ جانبر ہو آپنے فرمایا ان چیز ہی (کیونکہ) ابوبکر صدیق نے اپنی تلوار کو چاندی کی زیور بنایا اور اسی پر عرض کیا گیا ہے ہی ایسا فرماتے ہین (ابوبکر صدیق کہتے ہین) یہ سنکر امام اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور فرمایا ان صدیق ان صدیق اور جو شخص اونکو صدیق نہ کہی خدا تعالے اسکی بات کو دنیا و آخرت مین سچی نہ کیجو - ۵ احتجاج جرجانی مین ہے - کہ مامون رشید بعد اسکی کہ اپنے بیٹی ام الفضل کا نکاح - ۱۱ - ۱۲ -

ابا جعفر[1] کان فی مجلس و عندہ ابو جعفر و یحیی بن اکثم و جماعۃ کثیرۃ فقال لہ یحیی بن اکثم ما تقول یا ابن رسول اللہ
فی الخبر الذی روی انہ نزل جبرئیل علی رسول اللہ و قال یا محمد ان اللہ عز و جل یقرئک السلام و یقول لک
سل ابا بکر هل هو راض عنی فانی عنہ راض فقال ابو جعفر لست بمنکر فضل ابی بکر و لکن یجب علی صاحب الخبر
ان یاخذ مثال الخبر الذی قال رسول اللہ فی حجۃ الوداع قد کثرت علی الکذابۃ و ستکثر فمن کذب علی متعمدا
فلیتبوء مقعدہ من النار فاذا اتاکم الحدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ و سنتی فما وافق کتاب اللہ و سنتی
فخذوا بہ و ما خالف کتاب اللہ و سنتی فلا تاخذوا بہ و لیس یوافق هذا الخبر کتاب اللہ قال اللہ تعالی و لقد
خلقنا الانسان و نعلم ما توسوس بہ نفسہ و نحن اقرب الیہ من حبل الورید فاللہ سبحانہ خفی علیہ رضا
ابی بکر حتی یحتاج ان یسال عنہ ام یکون سرہ هذا مستحیلا فی العقول - انتہی - اس روایت سے صاف ثابت ہے
کہ امام معصوم نے فرمایا کہ میں ابوبکر رضی کی فضیلت کا منکر نہیں لیکن صرف روایت کی صحت میں عقل
اور رائے سے کلام کیا حالانکہ محض اہیات و خرافات حضرات شیعہ امام معصوم کی طرف نسبت کرتے ہیں کیونکہ
سوال کرنا ہرگز عدم علم کو مقتضی نہیں - قرآن میں مذکور ہے خدا تعالے نے حضرت موسی سے سوال کیا
وما تلک بیمینک یا موسی[2] اگر سوال عدم علم کو مقتضی ہے تو کیا خدا تعالے نہیں جانتا تھا کہ موسی کے
ہاتھ میں کیا ہے - اور اگر سوال ہے سوائے تحصیل علم کے جو پیشتر سے حاصل نہیں تھا کوئی دوسری
غرض بھی ممکن ہے تو پھر اس روایت میں کونسا استحالہ قائم ہے کہ اسمیں سوال بجز عدم علم کے اور کسی
محل پر محمول نہ کیا گیا - بلکہ اگر حضرات قرآن میں تتبع فرمائیں تو معلوم کریں کہ بعض افعال خدا تعالے

---

[1] امام ابو جعفر کے ساتھ ۲ کی ایک مجلس میں تھا اور امام ابو جعفر اور یحیی بن اکثم اور ایک بڑی جماعت اکٹھی بیٹھی ہوئی تھی یحیی بن
اکثم نے امام سے پوچھا اے سول اللہ کے فرزند آپ اس حدیث کے بارہ میں کیا فرماتے ہیں جو روایت کی ہے کہ جبرئیل رسول اللہ کی خدمت میں آیا اور عرض
کیا کہ اللہ تعالی آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے ابوبکر سے پوچھ کیا وہ مجھ سے راضی ہے میں تو اس سے راضی ہوں - امام ابو جعفر نے فرمایا
کہ میں ابوبکر کی بزرگی اور فضیلت کا منکر نہیں ہوں لیکن اس حدیث والے پر لازم ہے کہ اس حدیث کی مثال کو تسلیم کرے جو حضرت ۲ نے
حجۃ الوداع میں فرمائی ہے کہ مجھ پر جھوٹ کی بندش بہت ہوئی ہے اور بہت ہوگی جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے
جب تمہارے پاس کوئی حدیث لائے تو اسکو کتاب اللہ پر اور میری سنت پر پیش کرو جو کتاب و سنت کے موافق ہو اسکو قبول کرو اور جو کتاب
و سنت کے مخالف ہو اسکو رد کرو - یہ خبر کتاب اللہ کے موافق نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے ہمنے انسان کو پیدا کیا اور ہم
جانتے ہیں اوسکے دل کے وسوسہ کو اور ہم اوسکی شہ رگ سے بھی اوسکی نزدیک ہیں تو کیا ابوبکر کی رضامندی خدا پر پوشیدہ تھی جو پوشیدہ بھید کو اوسنے پوچھا - یہ امر عقول کے نزدیک محال ہے - ۱۲ -

[2] اور کیا ہے تیری داہنے میں اے موسے ۱۲ -

فی اسلیئے حادث کیے تاکہ اوسنے بعض امور معلوم فرماوے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۔ پھر فرماتا ہے أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۔ اور یہ ارشاد فرماتا ہے أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا مِن دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً ۔ ان آیات کو ملاحظہ فرمایئے اور سوچیے کیا خدا تعالیٰ کو پہلی یہہ باتیں معلوم نہ تہیں کیا یہہ آیتیں اور یہ آیت سابقہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ کی مخالف نہیں ہے پس یا تو ان آیات میں علم کے حاصل کرنے سے اور سوال کرنے سے کچھہ اور غرض ہے اور اگر کچھہ اور مراد ہے تو یہہ حدیث کو امام کا باطل فرمانا غلط ہوا یا ان آیات کو بھی غلط اور محرف فرمایئے خدا کیلیئے ذرا تو انصاف کی آنکھیں کھولکر دیکھیے کیا حدیث کی مخالفت کتاب اللہ کے ساتھہ یوں ہی ثابت کیجاتے ہے کیا حدیث کی تضعیف اسیطرح ہوتی ہے۔ کیا کسی امر کو پوچھنا بجز علم کے حاصل کرنے کے اور کسی غرض سے نہیں ہوتا افسوس کہ ایسی خرافات خود گھڑتے ہیں اور جناب ائمہ کیطرف نسبت کرتے ہیں سبحانک ہذا بہتان عظیم تو اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ یہہ حدیث بالکل مطابق کتاب اللہ ہے جسمیں ذرہ بھی تفاوت نہیں۔ (۲۲) لله در فلان لقد قوم الاود واقوی العمد الخ قال الشارح المراد منه ابوبکر او عمر (۲۳) از کشف الغمہ ان جعفر الصادق قال ولدنی ابوبکر الصدیق مرتین۔ ذوالفقار و آیات۔ منصف لبیب اگر ان آیات و اقوال ائمہ کو دیکھی تو ممکن نہیں کہ صحابہ کرام کے بزرگی کا اعتراف نکری پس جبکہ آیات کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ اور اقوال ائمہ سے صحابہ کرام کا ہونا ثابت و متحقق ہوگیا تو اگر بفرض محال اقوال و افعال صحابہ یا صاحب تحفہ کی تحقیق سے نہ ثابت ہو

---

۱ اور یہہ دن باری باری سے پھیرتے ہم اوسکو درمیان لوگون کے اور تو کہ ظاہر کرے اللہ اون لوگون کو کہ ایمان لائے ہیں اور تو کہ پکڑے تم میں سے گواہ۔ ۲ کیا گمان کیا تھا تم یہہ کہ داخل ہو جنت میں اور ابھی نہ ظاہر کیا اللہ نے اون لوگون کو کہ جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور ابھی نہ ظاہر کیا صبر کرنے والون کو۔ ۳ کیا گمان کرتے ہو تم یہہ کہ چھوڑے جاؤ گے حالانکہ ابھی نہ ظاہر کیا اللہ نے ان لوگون کو جو جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور نہ پکڑے سوائے اللہ کو اور رسول اسکے کسی کو اور ایمان والون کے دوست۔ ۴ اور البتہ تحقیق پیدا کیا ہم نے آدمی کو اور جانتے ہیں ہم جو کچھہ خطور کرتا ہے ساتھہ اوسکے دل اوسکا۔ ۵ حاشیہ سے معلوم کرنا چاہیئے۔ ۶ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق نے مجکو دو دفعہ جنا۔ امام جعفر صادق ابوبکر صدیق کیطرف دو سلسلہ نسبی منسوب ہیں جسپر امام نے فخر فرمایا اور اوسکو صدیق کہا۔

تو کچھہ حرج نہین اور فی الحقیقت یہہ محض آپکی خیال اور زعم ہی ہی ورنہ محال ہی کہ اہلسنت کی تحقیق خلاف کتاب ثابت ہوجائے **قولہ** چنانچہ اس باب مین مختصر گذارش ہی کتاب اللہ مین اگرچہ بہت سی آیات اسپر دال ہین مگر صرف ایک ہی آیت لکھتا ہون سورۂ جمعہ کے آخر کو ملاحظہ فرمائیے واذا رأوا تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوك قائما صحیح بخاری مین کتاب الجمعہ باب ذا نفر الناس عن الامام مین جابر بن عبد اللہ کہتے ہین بینما نحن نصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبلت عیر تحمل طعاما فالتفتوا اليها حتى ما بقى مع النبى صلى الله عليه وسلم الا اثنا عشر رجلا فنزلت هذه الآية واذا رأوا تجارة الخ اب انصاف فرمائیے کہ نماز واجب ہی جسکو احادیث مین معراج مومن ارشاد فرمایا ہے اور رب الارباب کا مناجات کا مقام ہی اور وہ بھی رسول اللہ کی پشت اطہر کے پیچھے سے انفضاض کرنا اور آنحضرت کو کھڑا چھوڑنا اور لہو تجارت مین مشغول ہونا یہہ ہی کرامت کی نشانی ہی کوئی شخص اگر نماز جماعت کو ایک ادنے امام کے پیچھے سے قطع کرکے چلا جائی تو آپ اسکی حق مین کیا حکم فرماوین ایک ادنے مومن نماز مستحب کو قطع کرکے خرید و فروخت مین مشغول نہین ہوسکتا اور اگر ایسا کری تو لوم و ملامت سے نہ بچی۔ **اقول** اگرچہ اس شبہ کا جواب اقوال سابقہ سے واضح ہی لیکن ہم اسکیجگہ بھی بسبب اس دیگر باضافہ بعض فوائد اسکے رد کیطرف متوجہ ہوتے ہین معنی اس اعتراض کا وہ ہی ایک اپنا خیالی قاعدہ ہی جو خلاف اپنی روایات مذہب کے حضرت مجیب نے تسلیم کر رکھا ہے وہ یہہ کہ معصیت مکروہ کو رفع کر دیتے ہی اور ہم کہتے ہین کہ جب خداوند تعالی نے اونکی کفارہ سیئات اور دخول جنات کا وعدہ فرمایا ہے تو کوئی سیئہ و معصیت دون الکفر ضرر نہین ہی اور مکروہ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تریاق سموم معاصی ہی پس یہہ اعتراض اپنی کمال مناظرہ دانی سے خلاف اصول اہلسنت اپنی قاعدہ مسلمہ کی بنا پر کیا ہی پس اس مناظرہ دانی کو آفرین ہے کہ آپ ہی ایک قاعدہ تراش لیا اور خیالی طور پر اوسکو مسلمہ خصم سمجھہ کر اوسی بنا پر اعتراض کر دیا چہ جائیکہ

اس کا جواب حضرت کی طرف سے آچکا ہے

۱؎ اور جب تجارت یا کھیل دیکھتے ہین تو بھاگکر اسکیطرف چلی جاتے ہین ۲؎ ہم حضرت کے ساتھہ نماز مین تھے کہ ایک قافلہ غلہ لیکر آیا سب اوسطرف متوجہ ہوگئے — اور بارہ آدمیون کے سوا حضرت کے ساتھہ کوئی باقی رہا تو یہہ آیت نازل ہوئی — واذا رأوا تجارة الخ — ۱۲ —

وہ قاعدہ مسلمہ باعتبار اپنی مذہب کے بھی غلط ہوچنانچہ پہلے بیان ہوچکا - پس انصاف کا خاتمہ ہوچکا - اب میں ارباب انصاف کیخدمت میں حضرت مجیب کے دعوی اجتہاد تحقیق حق کا دوسرا ثبوت پیش کرتا ہوں بغور ملاحظہ فرمادیں - ہماری مجیب لبیب نے حدیث بخاری کو اور قصہ انفضاض کو نماز جمعہ پر محمول فرمایا ہی اور فرمایا کہ نماز قطع کر کے صحابہ چلی گئی جو باتفاق اہلسنت و شیعہ غلط اور خلاف واقع ہے نماز قطع کر کے ہرگز صحابہ نہیں گئی تمام مفسرین و محدثین کا اتفاق ہی کہ یہہ واقعہ خطبہ کیحالت میں پیش آیا چنانچہ مسلم کی روایت میں صریح مذکور ہی تو سلیمی نحن نصلے کے معنی نحن منتظر الصلوۃ کہیں یہہ ہی روایت جابر بن عبداللہ کی جو بخاری کے کتاب التفسیر میں وارد ہی اوسمیں یہہ لفظ نہیں ہی اوسکی الفاظ اس طرح ہیں -

عن جابر بن عبداللہ قال اقبلت عیر یوم الجمعۃ ونحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فثار الناس الا اثنا عشر رجلا فانزل اللہ واذا رأوا تجارۃ الخ - تو اس سے پایا گیا کہ یہہ قصہ حالت صلوۃ نہیں لیکن بمقتضاء کمال انقیاد بعض صحابہ کے حضرت نے بطور اجتہاد اسکو حالت صلوۃ پر محمول فرمالیا - اگر اہلسنت کی کتابوں کو نہیں دیکھا تو اپنی کتابوں کو تو ضرور دیکھہ کر حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرلیا ہی تو اب بغور سنیئے آپکے رسالہ امت صدوق سے جو میری مدعی ہوئی ہی سند دیتا ہوں فقد کان لسان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ کان یخطب علی المنبر فی یوم الجمعۃ اذ جاءت عیر لقریش قد اقبلت من الشام ومعہا من یضرب بالدف ویصفر ویستعمل ما قد خطرہ الاسلام فترکوا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ علی المنبر وانفضوا الیہ الی اللہو واللعب فنزعہ وذہنہ فی سماع موعظۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وما یتلو علیہم من القرآن فانزل اللہ عز وجل فیہم واذا رأوا تجارۃ الخ - آپکی حضرت صدوق صاحب کی شہادت سے بھی ثابت ہوا کہ یہہ قصہ نماز میں واقع نہیں ہوا پس اب بھی متحقق ہوا کہ آپکا اجتہاد غلط ہی اور یحیی تفسیر مجمع البیان جو اسوقت میری سامنے رکھی اوسمیں بھی یہہ روایت موجود ہی - وروی عن ابی عبداللہ انہ قال

---

۱ جابر بن عبداللہ سے مروی ہی کہتا ہے جمعہ کو دن ایک قافلہ آیا اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ تھے پس سوائے بارہ آدمیوں کے سب لوگ اوسکی طرف دوڑ گئے تو آیت واذا رأوا تجارۃ الخ نازل ہوئی - ۲ منجملہ اوسکی یہہ ہی کہ جمعہ کے دن حضرت منبر پر خطبہ پڑہہ رہے تھے کہ قریش کا ایک قافلہ شام سے آیا اوسکی ساتھہ میں کچھہ لوگ دف بجاتے تھے کچھہ زفیلتی تھی اور مناہی شرعیہ استعمال کرتے تھے تو حضرت کو منبر پر چھوڑ کر وعظ و نصیحت سے منہہ موڑ کر لہو و لعب کی طرف چلے گئے - اوسپر خدا تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی - ۱۲

۳ امام ابی عبداللہ سے مروی ہے اونہوں نے فرمایا - ۱۲ -

انفضوا الیها وترکوك قائما تخطب علی المنبر علاوہ ازین دوسری قاعدہ کی رو سی بھی یہہ خلاف قاعدہ مناظرہ اعتراض کیا ہی اور محض قواعد شیعہ پر اس اعتراض کی بنا ہی شرح اس اجمال کی یہہ ہی کہ حسن و قبیح اشیا عند الشیعہ عقلی ہی اور عند الاشاعرہ شرعی - تو نماز مین سی یا خطبہ مین سے چلا جانا عقلا عند الشیعہ قبیح ہی خواہ نہی شرعی وارد ہوا یا نہو اور اشاعرہ کی نزدیک جب تک نہی وارد نہو اوسپر اطلاق قبیح کا نہین ہوسکتا اور اوسوقت تک اس فعل کے نہی وارد ہونا ثابت نہین تو اسلیئے صحابہ نے کوئی امر قبیح اور منہی عنہ نہین کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی حالت مین جو حالت تعلیم ہی ممانعت نہین فرمائی تو اس سے اس فعل کے غیر منہی عنہ ہونے کی زیادہ تقویت ہو گئی ورنہ ممکن تہا کہ جب لوگون نے اونٹنی کا قصد کیا تہا یا اونہی تہی آپ ممانعت فرمادیتی تو اسکو اس زمانہ کی ادنے مومن پر قیاس کرنا غلط ہے اور مع الفارق کیونکہ اسوقت بسبب ورود نہی کے قبیح ہوچکا ہی اور اوس وقت مین بوجہ عدم ورود نہی کے قبیح نہ تہا دمن ادعی فعلیہ البیان سہل اگر بالفرض والتسلیم نہی وارد ہوچکی تہی اور شرعا یہہ فعل قبیح ہی تہا اسکے عموم مین وہ صحابہ بھی تو داخل ہین جنکو محبوب لبیب نے برخلاف شہادت قوم کرام سمجہہ رکہا ہی علی الخصوص عموم روایت صدق تو تو کسیکو بھی باقی نہین چہوڑا اس اعتراض کا جو جواب اپنی صحابہ کرام کیطرف سے عطا فرمادین گے وہ ہی تمام صحابہ کیطرف سے قبول فرمادین اور حسب روایت اہلسنت بارہ شخص مستثنی ہین جو عشرہ مبشرہ اور بلال اور ابن مسعود ہین لیکن شیعہ کی روایت سے کوئی بھی مستثنی نہین ائمہ سے لیکر صحابہ تک سب ہی داخل ہین پس فرمایئے وہ کرام کون ہین جو باقی رہی اور جنکو آپ کرام سمجہتے ہین اور لوم اور ملامت سے بچی ہوئی ہین اجی میر صاحب بفضل اللہ تعالے اہلسنت کی لوم و ملامت سے تو تمام بزرگان دین بچے ہوئی ہین لیکن حضرات شیعہ کے لوم و ملامت سے بچنا محال ہے کہ اوس سے انبیا اور ائمہ اور صحابہ مین سے کوئی نہ بچا - ہان یہہ بات باقی رہگئی کہ آپنے نماز کو معراج المومنین اور محل مناجات پروردگار فرمایا اور اوس سے چلے جانے کو

ل اوسکی طرف چلے گئے اور تجکو منبر پر کہڑے ہوئی اور خطبہ پڑہتی ہوئی چہوڑ گئے ۱۲

مستحق لوم وملامت قرار دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شاید انہوں نے استصحاب کی حدیث کو ملاحظہ نہیں کیا۔
الحسین بن سعید عن فضالۃ عن معاویۃ بن عمار قال سألت اباعبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یعبث بذکرہ فی الصلوۃ المکتوبۃ فقال لا یاس علیہ۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہی نماز معراج المومن ہے جسمیں ذکر سے کھیلیں اور اسی کا نام محل مناجات ہے اور اسکی قطع کرنے سے لوم وملامت سے نہیں بچتا۔ سبحان اللہ اگر وہ نماز یہہ ہی ہو تو ایسی نماز کو سلام ہے ہماری مقابا میں تو وہ محل مناجات اور معراج ہو اور قطع نظر اسکی وہ ایسا فعل ہو جادی کہ اوسمیں ذکر سے کھیلنا بھی برابر ہو

قولہ اما احادیث پس بخاری کی کتاب حوض اور کتاب فتن اور کتاب احکام ملاحظہ فرمائی بہت سی احادیث میری قول کے مصدق پائیگا بخوف طوالت عرض نہیں کرتا

اقول بیجگہ تو حضرت مجیب نے کمال ہی تبحر ظاہر فرمایا کہ کتاب پر کتاب گنتی چلے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ اجمالی طور پر بیان کیا ہے اسلیئے جواب بہ پیرایہ اجمال گذارش ہوتا ہے کہ عنوان اعتراض سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکو صحابیت کے معنی سے اغماض ہے شاید لغوی معنی پر اعتراض کا دارومدار رکھا ہے اور صحیح ہو جبکہ اہلسنت کے نزدیک صحابیت کے لیئے خاتمہ تک بقاء ایمان شرط ہے تو ممکن نہیں کہ بخاری کی کتب مذکورہ کے احادیث معنعنہ آپکی قول کے مصداق ہوں اور بفرض محال اگر تسلیم کر لیا جاوی تو جو جواب آپنے اپنی مقبولین کی طرف سے تجویز کر رکھا ہے وہی جواب کیوں فریق قبول فرماویں۔

قولہ اما اقوال صحابہ بخاری کے کتاب الاحکام دیکھیں اوسمیں اجماع کی کیفیت معلوم ہوگی اور ایک مسئلہ متعلقہ کتاب اللہ بھی دیکھیں گا۔

اقول میں بخاری اور اوسکی کتاب الاحکام دیکھ چکا۔ اجماع کی کیفیت معلوم ہے مسائل متعلقہ کتاب اللہ بحولہ وقوتہ معلوم کر چکا ہوں لیکن ان باتوں سے مدعا سامی حاصل شدنی نہیں ہے اور موقع استدلال و احتجاج میں یہہ گول مول تقریریں قابل بحث و التفات نہیں ہاں اس قدر کہنا ضرور ہے کہ کتاب اللہ فضائل و مناقب صحابہ سے پر اقوال ائمہ اور اوسکی مناقب بھی شمار میں چنانچہ ایک شمہ اوسکا اقوال سابقہ میں

لہ - میں نے امام ابو عبد اللہ سے پوچھا کوئی شخص نماز میں اپنے ذکر سے کھیلتا ہے کہا یہہ خرف مضائقہ نہیں ۱۲۔

ظاہر کرچکا ہون جواب نے تتبع سے حاصل ہوا تہا **قولہ** اور حضرت خلیفہ ثانی نے جو سعد بن عبادہ رئیس انصار کی حق مین فرمایا ہی۔ فقلت قتل اللہ سعد بن عبادہ بھی ملاحظۂ اقدس مین گذریگا اور قتل اللہ کے معنی آپ جانتی ہی ہونگی **اقول** یہہ کلمہ بندہ نے دیکہا اور قتل اللہ کے معنی ہی معلوم ہین لیکن جناب کا اس سے کیونکر مدعا ثابت ہوا حضرت کی نزدیک تو جبکہ سعد بن عبادہ اپنی امامت کا مدعی ہوا اور امام برحق کے امامت کا منکر ہوا تو کافر ہوچکا معاذ اللہ پہر جسقدر تحقیر کیجائی اور جسقدر اہانت کیجائی بجائی خود ہی کیونکہ بوجہ کفر کے کوئی احترام باقی نہین رہا اور اہلسنت دون الکفر کسی معصیت کو بہی ظ مکرمت صحابیت باعث انحطاط نہین سمجہتی تو ایسی اقوال کو انکی مقابلہ مین پیش کرنا محض ایک خیال خام ہی۔ پہنداس جملہ سے یا مراد اخبار ہی یا انشاء اگر اخبار مراد ہی تو کچہہ قابل گرفت نہین کیونکہ اخبار صحیح مطابق نفس الامر ہی باین معنی کہ خداوند تعالے نے اوسکو ہلاک کردیا کہ اوسکا مدعا جو خلافت تہی حاصل نہوا۔ اور اگر انشا ہی تو چونکہ سعد بن عبادہ سے اوسوقت نصرت حق ترک ہوئی اور ایسی خطا سرزد ہوئی تہی جس سے اسلام مین وقوع فتنہ کا اندیشہ تہا اسلیئے خلیفہ ثانی نے اونکو بددعا دی پس نہ کچہہ الزام خلیفہ دوم کی طرف ہی نہ سعد بن عبادہ کیطرف صرف باعث اسکا عناد و بغض صحابہ ہی کہ جس سے محاسن بہی قبائح نظر آتی ہین۔ **شعر** وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ ٭ ولکن عین السخط تبدی المساویا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جو کلمات حضرت امیر کی حق مین فرمائی اور مطاعن ایجاد ثابتہ مین مذکور ہوئی اونکا اور ان کلمات کا اپنی عقل و انصاف کے میزان مین موازنہ کرلیجیئی اور پہر اعتراض کیجیئی **قولہ** آپ تحفہ کے باب مطاعن کو ملاحظہ فرمائیی اور مطاعن عسر مین سے طعن دوم نکالیی ہین مفید مطلب فقرات لکہتا ہون آپ اصل کتاب کو دیکہکر مطابق کرلیجیئی۔ آپکی خاتم المحدثین فرماتے ہین واگر مراد ایشان از قصد تخویف و تہدید زبانی نست و گفتن اینکہ من خواہم سوخت پس وحشی آنست کہ این تخویف و تہدید کسانی را بود کہ خانہ حضرت زہرا را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت دانستہ و حکم حرم مکہ معظمہ داده در آنجا جمع میشدند و فتنہ و فساد منظور میداشتند و بر ہر دو خلافت خلیفہ اول را بہ گنگا شہادت شہود ہا فاد انگیز قصد میکردند خصوصا بر ابہم از ین نشست و برخاست آنہا کدورت خاطر خوش بود لیکن بسبب کمال حسن خلق با آنہا بے پردہ نمی فرمود

کہ در خانہ من نیامدہ باشید عمر بن الخطاب چو دید کہ حال بر ین منوال است جماعت را تہدید نمود کہ من خانہ را بر
شما خواہم سوخت و تخصیص سوختن در ین تہدید مبنی بر استنباط دقیق است از حدیث پیغمبر کہ آنحضرت نیز در حق کسانیکہ در
جماعت حاضر نمیشدند و با امام اقتدا نمیکردند ہمین قسم ارشاد فرمودہ بود کہ این جماعت اگر از ترک جماعت
باز نخواہند آمد من خانہا را بر ایشان خواہم سوخت و چون ابوبکر نیز امام منصوب کردہ پیغمبر بود در نماز و آنہا
ترک اقتدا آن امام بحق بخاطر خود می اندیشیدند و در فاقت جماعت مسلمین در ین باب نمیکردند مستحق
ہمان تہدید پیغمبر شدند پس این قول عمر مشابہ است بفعل پیغمبر کہ چون روز فتح مکہ بحضور او عرض نمودند
کہ ابن خطل کہ یکی از شعرای کفار بود دوبارہ بہجو پیغمبر در اشعار خود ردی خود را سیاہ کردہ بپناہ بخانہ خدا یعنے کعبہ معظمہ
بردہ و در پردہ ہای آنخانہ تجلی آشیانہ خود را پنہان ساختہ در باب او چہ حکم است فرمود کہ او را ہمانجا
بکشید و پاس نکنید ہرگاہ این قسم مردود ان جناب الٰہی را در خانہ خدا پناہ نباشد در خانہ حضرت زہرا
چرا پناہ باید داد حضرت زہرا چرا از شر اینہا دادن اشرار فساد پیشہ مکدر گردد کہ تخلق باخلاق اللہ
شیوہ آن پاک طینت بود انتہی بقدر حاجت - اگرچہ این عبارت کے ہر ہر لفظ پر بحث ہو سکتی اور
تشیید مطاعن میں ہر قول بحمد اللہ ساطعہ رد کیا گیا ہے مگر اس مقام میں حضرت مجیب کی خدمت میں صرف
اسقدر عرض ہے کہ اگر کل صحابہ کرام نبی اور کتاب اللہ انکی فضائل سے پر ہی اور اقوال عترت انکی مدائح میں
بیشمار وارد ہین جیسا کہ قول آپ میں آپ فرمائینگی تو یہہ لوگ صاحب خیانت اور اشرار فساد پیشہ و ہین
قسم مردود ان جناب الٰہی جو خانہ حضرت زہرا میں جمع ہوتے تھی کون تھی صحابہ ہی میں سے تھی
یا یہود و نصارا و مشرک وغیرہ تھے - اقول سبحانہ ہی مجیب لبیب نے حسب عادت قدیمہ
وہی اعتراض بابت مثالب صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر فرمایا جسکا جواب ابحاث سابقہ میں
مکرر دیا جا چکا ہے لیکن چونکہ یہ بنسبت اجمال تعمیت کے تفصیل و تصدیق کا جدا نمک ہی اور خالی
از زیادتی فوائد نہین اسلیے سبحانہ ہی جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہین لیکن بطور مقدمہ چند امور
ملحوظ خاطر سامی رکھیے (۱) سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی شخص معصوم نہین -
(۲) کوئی معصیت دون الکفر فضل صحبت کو رفع نہین کرتے - (۳) ہنگام

مثالب صحابہ مین عبارت مختصر کی توضیح

مصلحت کلی مثلاً جبکہ امور مہمہ مین اختلال کا اندیشہ ہو تو افضل کا لحاظ نہین کیا جاتا (۴)
ابوبکر صدیق خلیفہ راشد اور امام برحق تھے (۵) مشابہت ایک شی کے دوسری شی
کے ساتھہ کسی خاص فعل مین اسکو مقتضی نہین کہ شبہ اور شبہ بہ جمیع امور مین مشارک اور مساوی ہو جاوین اگرچہ
یہہ مقدمات سابقہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت و متحقق ہین لیکن جگہ مجسلہ اہلسنت ذکر کیگئی ہین پس
واضح ہو کہ اولاً جبکہ آپ مدعی ثبوت طعن کے ہین تو حسب قاعدہ مناظرہ آپکو لازم ہی کہ آپ یہہ
ثابت فرماین کہ یہہ لوگ صرف صحابہ ہی تھی سوائی صحابہ کے اور کوئی شخص اس فتنہ مین نہ تھا جب تک آپ
یہہ ثابت نکرینگی آپکا دعوی ثابت نہوگا کیونکہ مانع کو پہونچتا ہی کہ وہ اس انحصار کو تسلیم نکری اور کہی کہ لانسلم
کہ یہہ کل صحابہ ہی تھی بلکہ ممکن ہی کہ بعض منافقین کا جیسے عبداللہ بن سبا فتنہ انگیز ہی ہین شامل ہون کہ جنکو شوب و نفس
اسلام کی درہمی و برہمی کا خیال ہر وقت خاطر رہتا تھا - اور جب اونکا شمول محتمل ہوا تو
ہم کہینگے کہ یہہ طعن صرف اونہین منافقین کیطرف متوجہ ہی جو باعث اشتعال فساد تھے
اگرچہ روایت ازالۃ الخفا سے وجود حضرت امیرؓ و جمعی از بنی ہاشم معلوم ہوتا ہے لیکن یہہ عبارت
نفی غیر پر قطعاً دلالت نہین کرتی - اور چونکہ یہہ بزرگ بسبب اسکے کہ ان ہی سے مشورت خلافت
صدیقی نہین کیا گیا تھا اور ناخوشی اسکی مستولی تھی نہ یہہ استحقاق ہین شامل تھے منافقین نے
موقع وقت پاکر اوسکو زیادہ مشتعل کیا تو چونکہ اصل بنا اس اجتماع کی وہ ہی ناخوشی اصحاب تھی
اور منافقین بالہم موشک دو آتشہ کر کے صرف باعث زیادتی اشتعال ہوئی اور اس قسم کا اجتماع
ایسی بزرگون سے زیادہ تعجب انگیز تھا - تو ایسی روایت مین صرف ان ہی حضرات کے نام پر اکتفا
کی گئی اور منافقین کا ذکر نہین کیا گیا کہ اونکا شریک ہونا ایسی امور مین بدیہی ہی کہ قدیم سے اہل اسلام
اہل اسلام کے ساتھہ اونکا یہہ ہی دتیرہ رہا کیا ہے - ثانیاً اگر سیاق عبارت مین توجہ سے بنظر
تامل دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ لفظ صاحب خیانت اور کلمہ مردود ان جناب الہی ہرگز بحق
صحابہ رضی اللہ عنہم راجع نہین ہی کیونکہ اس عبارت مین (پس دہش آنست کہ این تخویف و تہدید کسانے
را بود کہ خانہ زہرا رضی اللہ عنہا را ملجا و پناہ سر صاحب خیانت دانستہ) لفظ دانستہ صیغہ ماضی ہے

اور اسکی ضمیر راجع بسوی کسان ہی تو اگر صاحب خیانت سے مراد صحابہ رض ہون تو لازم آتا ہی کہ وہ
خود ہی اپنے آپکو صاحب خیانت جاننی والے ہون اور یہ یعنی البطلان ہی بلکہ حاصل معنی یہ ہے
کہ اون صحابہ نے جو مجتمع ہوتے حضرت زہرا رض کے خانہ برکات آشیانہ کی نسبت یہہ خیال کیا
کہ جو شخص خیانت کرکے اسمین سنجیر ہو تو یہہ بوجہ عظمت و احترام و جوار حضرت سیدۃ نساء اہل الجنۃ
کے لمجاورہ امن ہی رہیگا اور ہمنی تو بزعم خود کوئی خیانت نہین کی ہی۔ اور اسیطرح کلمہ مردودان جناب
الٰہی صحابہ پر ہرگز نہین اطلاق کیا گیا بلکہ وہ خطل اور اوسکی اون ہم جنسونپر اطلاق کیا گیا ہی جنکو خانہ خدا
حرم محترم کعبہ مین پناہ نہین ملی جملہ درخانہ خدا پناہ بناشد جو متصل مذکور ہی وہ اسکی دلیل ہی اسپر قرینہ ہی
تو تقدیر عبارت اسطرح ہے در ہرگاہ این قسم مردودان جناب الٰہی را کہ از ہجو مغیبر سوئی خود سیاہ
کردہ چنان و چنین کردہ در خانہ خدا پناہ بناشد آنہا نہ را کہ از اطاعت امام حق انحراف ورزیدند
و مشورتہا بے مہیج فتنہ و فساد میکردند بخانہ زہرا چرا پناہ باید داد۔ تو اس سے واضح ہوا کہ اطلاق لفظ مردودان
جناب الٰہی کا صرف ابن خطل اور اوس قسم کے لوگون پر ہی کیونکہ جب دو صنفین جدا جدا ہین اور حکم بھی
ہر ایک کا علیحدہ ہی کہ ایک صنف کی ایسی عدم لمجائیت کعبہ کے ہے اور دوسری کے ایسی عدم
لمجائیت خانہ زہرا کی ہے تو کیا ضرورت ہی کہ ایک کو دوسری پر محمول کرکے وہ کلمات جو ایک
کے حق مین اطلاق کے گئے اوسمین دوسری کو بھی شامل کیا جاوے کیونکہ تشابہ فی الجملہ جمیع امور
مین مشابہت کو مقتضی نہین۔ غرضکہ جب اہلسنت کی نزدیک صحابہ معصوم نہین اور صدور معصیت
جائز ہے تو اس معصیت کے نسبت لمحض بطور استبعاد کرنا یا کسی امر اہم کے انتظام و اصلاح کے لیئے
کوئی امر کیا گیا ہو اوسکی نسبت تشنیع کرنا محض عدم تدبر اصول کی وجہ سے ہی کیا معلوم نہین
کہ حضرت امیر رض کے زمانہ کے واقعات تو بدرجہا اس سے بڑھکر ہین باوجود اسکی اہلسنت نہ انکو
مطعون کرتے ہین نہ اونکو ملامت کرتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ حضرت امیر رض نے جو کچھ اپنے زمانہ
خلافت مین انتظاماً کیا حق کیا مخالفین خطا پر تھے لیکن مجتہد و حق تعالے اونکی خطائین
حسب وعدہ بخشیگا۔ علی الخصوص ایسی امور مین کہ جسکی نظیر اور مقیس علیہ موجود ہو اور شارع

کی طرف سے اوسمین اوسے قسم کی تہدید کی گئی ہو طعن کرنا بالکل خلاف عقل ونقل ہے معہذا
با اینہمہ حضرات شیعہ بھی تو جن صحابہ کو کرام اعتقاد کرتے ہین اونکو مرتدین اور خائنین اور امثال
ذلک عبارات سے تعبیر فرماتے ہین بلکہ بعض ائمہ معصوم تک بہی خیانت کا الزام لگاتی ہین
پہر جو کچہہ اوسکا جواب تجویز کر رکہا ہے وہ ہی ہماری طرف سے سمجہہ لین۔ **قولہ** تعجب
وحیرت کا مقام ہے کہ اگر بیچاری شیعہ بعض اشخاص کے شانین جنہون نے موقع وفرصت پاکر
وتدابیر ملکی کرکے حکومت وریاست حاصل کرلے اور تجہیز وتکفین وتدفین رسول کیطرف بہی متوجہ
نہوئی اور بجہ ہین اہلبیت کو بجائی تسلی اور تشفی اور تعزیت گہر جلانے کی دہمکی دی اور طرح طرح کے
ظلم وستم کیے اور کمال جور وجفا کے جو بعد مین عترت اطہار پر واقع ہوئی بانی ہوئی کہہ بے ادبی
کرین تو رافضی وکافر وبیدین ہون اور اگر خود اہل بیت ہی ان خلفاء متغلبہ کی مخالفت کرین
تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ان کلمات کے جو آپکی خاتم المحدثین تحریر فرماتے ہین مستحق ہون
کیا انصاف ودینداری ہے ہماری مقابلہ مین صحابہ افضل امت ہون اور اگر اس خلافت
کی برہم کرنے کی تدبیرین کرین جسپر بجز اجماع صحابہ بزعم اہل سنت کوئی دلیل عقلی نقلی عرفی
نہین اور اس اجماع کا ہی بڑا ناز ہے تو مردود ان جناب الٰہی شعار کفار ومنافقین تارکین
جماعت کے شابہ ہون۔ **اقول** اس عبارت مین بلکہ آخر قول تک حضرت مجیب نے
جہلا کر جو کچہہ زبان درازی کی ہے اور انصاف کی آنکہون کو بغض وحسد کی میل سے کور کرکے
جو کچہہ نامناسب گفتگو فرمائی ہے ہم اوسکی ترکی بترکی جواب مین حسب الالزام اپنے زبان آلودہ
کرنا نہین چاہتے اسلیئے اوسکی جواب سے اعراض واغماض کرکے اصلی جواب کیطرف عنان
توجہ پہیرتے ہین۔ تعجب وحیرت کا مقام ہے کہ مجیب لبیب با اینہمہ ادعائی انصاف ودانش
اون بیچارے شیعہ کے رافضی اور کافر اور بیدین ہونے مین متردد ہون جنہون نے انبیاء
علیہم السلام کو کافر اہلبیت سے دو چند وسہ چند کہا ائمہ کو خائن اور تارک واجب بنایا صحابہ
مقبولین کو مرتد اور مغضوب من اللہ اور جہنمی قرار دیا۔ اہلبیت وعترت طاہرہ کی دوستی کے

جواب مطاعن صحابہ

پردہ مین اونکی اہانت وتذلیل کے وہ وہ مضمون تراشی کہ ابلیس و دجال کو بیچہ خجالت وشرمندگی مین غوطہ زن کردیا۔ اور ذات پاک خداوندی پر تو وہ وہ نسبتین باندہین کہ ایک مٹی کا پتلا بنا کر بہلا دیا۔ جو حضرات کی عقل چاہی وہی کام لی تو اگر اسی کا نام دلا رہلبیت ہی تو یہہ دلا رشیعیان پاک ہی کو مبارک رہی کیا انصاف ودینداری ہے کہ ہماری مقابلہ مین تو انبیاء و ائمہ معصومین اور طاہرین ہون اور صحابہ کرام کہلاوین اور جب اپنی اغراض فاسدہ متعلق ہون یا بدون لحاظ تقابل انکی شیون بیان ہون تو معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد جیسا آپکی صدوق وغیرہ فرماتے ہین انبیاء کا فرد حاسد ہون ائمہ خائن اور تارک واجب اور سعین علی الظلم والضلال ہون اور صحابہ کرام مرتدین ومغضوب علیہم ٹہرین اور باوجود ان باتونکی اہلسنت پر زبان درازیان۔ روایات ان مضامین کے گذشتہ ابحاث کی مطاوی مین مستوفی مذکور ہوچکی ہین اور جو آیندہ ابحاث مین اپنی اپنی موقع پر بیان ہونگی۔ بعد اسکی اس قول مین چند وجہ سے کلام ہے۔ (۱) معلوم نہین تخصیص بالمخصص اور ترجیح بلا مرجح کی کیا وجہ ہے بعض اشخاص کو ہے کیون ذکر فرمایا جب حسب تصریح شہید ثالث سوائے حضرت مقداد سب کے سب مرتد ہوچکی تہے اور رہی ہی مقداد بھی مولین اور منفضین کے عموم مین شامل ہوگئی تو بتا ئی کون باقی رہا جو بیچاری شیعہ کے سہام لعن وملامت سے بچا ہو۔ پھر یہہ تبعیض کہانسی لیتی ہین اور اس کاغذ کی کشتی کو کہانتک بہائینگی۔ (۲) موقع وفرصت پاکر اور تدابیر ملکی کرکے اونہون نے حکومت وریاست حاصل نہین کے بلکہ یہہ محض وعدہ سماوی خداوندی ہے جو اپنی وقت پر ظاہر ہوا۔ خداوند تعالے نے صحابہ کے واسطے استخلاف حقہ اور تمکین دین مرضیہ کا وعدہ اپنی اوس کلام مجید مین جسکی شان برخلاف مرغوم امامیہ لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ فرمایا اور فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ الخ تو یہہ وہی موعود خداوندی ہے جو بلا تدبیر فکر ومشورہ کے محض مشیت الٰہی و ارادہ حقانے پردہ غیب سے منصہ ظہور پر جلوہ گر ہوا جسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلتہ سے تعبیر کرتے ہین اور مجیب لبیب اور انکی اہل تخلیہ بسا اوقات معرض اعتراض مین بے سمجھی پیش کیا کرتے ہین

اس لعن کا جواب اوپر ہو چکا ہے

چونکہ یہ وعدہ لامحالہ واقع ہونیوالا تھا اور اسکا مصداق بجز اسکی اور کوئی نہین تھا تو کمند طمع معین اوسکی طول سے کوتاہ اور حسد حاسدین کا اوس سے قاصر ہی حضرت صدوق نے اس آیت شریفہ کی تاویل مین اپنی رسالہ امامت مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی جسقدر پیچ و تاب کہائی ہین۔ اہل انصاف کے ملاحظہ کے قابل ہین (۳) تجہیز و تکفین رسول صلعم کا الزام اور ائمہ شرک ہی کیونکہ یوم انتقال سے حضرت تیسری روز دفن ہوئی پس اگر صحابہ تدابیر ملکی کے فکر مین مشغول تھی تو اہلبیت کس کام مین مشغول تھے جو نعش کو تین روز تک دفن نہین کیا اگر یہہ کہین کہ غم مین مبتلا تھی جسکی غلبہ مین کچھہ نکر سکی تو یہہ بالکل غلط اور لایعنی فریب بات ہی بقول حضرات شیعہ کے اہلبیت مین سے تو حضرت کے غم مین کوئی بھی بیہوش نہین تھا کہ یکایک اپنی غصب خلافت کا غم تھا کوئی اپنی میراث و فدک کے اندوہ مین معاذ اللہ مجامع مہاجرین و انصار مین دربدر پھرتی تھے اور اوسکی پھپھی مصطفی کے غم کا خیال تھا نہ مرتضی کے ابرد کا پاس تھا تو جب اہلبیت کا بھی یہی حال تھا تو جو الزام آپ صحابہ کو دیتی ہین وہ بھی اہلبیت کیطرف راجع ہوتا ہے۔ ثانیاً مسئلہ خلافت بہ نسبت دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہم اور ضروری اور خطرناک تھا کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر بگڑتے اور متعفن ہونے سے پاک و منزہ تھا تو اسلیئے دفن کی عجلت کے ضرورت نہین ہے اور امر خلافت مین اگر اختلال واقع ہوتا اور جسطرح انصار کا منشا تھا اوسیطرح خلافت متفرق ہوتے تو اندیشہ برہمی اسلام تھا اسلیئے اوسکو مقدم کیا گیا (ثالثاً) ایک کام کیطرف سب کا مجتمع ہونا ضروری نہین جب اہلبیت اسکی متولی اور متکفل تھے تو اوروں کی حاضری و شرکت چندان ضروری نہین تھی اسلیئے وہ دوسری ضروری کامونمین مشغول ہو گئے۔ (رابعاً) حضرت امیرؓ کی کلام سے جسکو آپکی صدوق نے خصال مین روایت کیا ہے جو اسوقت میرے روبرو حاضر ہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرتؐ کے غسل و تکفین مین صحابہ کو خود حضرت امیر نے ہی دانستہ شریک نہین کیا تھا اور یہہ حضرت امیر کا صحابہ کو شریک نکرنا بوجہ کمال محبت کے تھا نہ یہہ کہ صحابہ ہی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر شرکت و حاضری سے باز رہے تھے۔ حدثنا ابی محمد بن

الحسن بن احمد ابن الولید بن محمد بن یحیی العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن
عبد اللہ عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبہ عن الحارث
بن المغیرۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اما ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہم الی امیر المومنین علیہ السلام
حین دفن فاطمۃ علیہا السلام فی حدیث طویل قال لھما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشھدکما امر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فانہ قال لا یری لعورتی غیرک الا ذھب بصرہ فلم اکن لاوذیکما بہ لذلک

یہہ حدیث نص صریح ہے اس امر مین کہ صحابہ نے شرکت تجہیز و تکفین سے نقاعد نہین کیا بلکہ حضرت
امیر نے ہی بنظر خیر خواہی اونکو شریک نہین کیا ورنہ شکایت کا کیا موقع تہا اور حضرت امیر کی اس
جواب محبت آمیز کے کیا معنی تہے اگر اونکی طرف سے کوتاہی ہوتی تو حضرت امیر یہہ فرماتے کہ تم خود
ہی اپنی تدابیر ملکی مین مشغول رہکر حاضری و شرکت سے باز رہے مینے تمکو شرکت سے کب منع کیا تہا
جو آج شکایت لیکر آئے علاوہ اسکے اس حدیث سے چند فوایدحاصل ہوئی اول یہہ کہ یہہ لوگ خود حضرت
کی تجہیز و تکفین مین شریک ہونے سے باز نہین رہے۔ دوم یہہ کہ حضرت امیر نے بنظر خیر خواہی شریک
نہین کیا۔ سوم یہہ کہ حضرت کو ان حضرات کے ساتہہ ایسا تعلق محبت تہا کہ انکی تکالیف گران
بار خاطر عاطر حضرت امیر تہی۔ چہارم یہہ کہ یہہ حضرات کا فرد فاسق و غاصب و ناکث نہین تہے
ورنہ ممکن نہین تہا کہ حضرت امیر کو باوجود ان اوصاف کے کہ جنکی نسبت واغلظ علیہم ارشاد
ہی ایسا محبت کا تعلق ہوتا۔ (۴) اہلبیت کو بجای تعزیت کے گہر جلانے کے دہمکی کے
سن لیجیے اولاً حضرات شیعہ نے کونسی فرد پر افراد اہل بیت سے حضرت کا غم باقی چہوڑا ہی افسوس
جسکا ایسا باپ انتقال کر جاوی یا جسکا ایسا مربی وفات پا جاوی اونکو چند خرما کے درختون
اور تہوڑی سی دنیاوی ریاست کے چہن جانے کا وہ قلق ہو کہ اپنی باپ یا مربے کے غم راندہ

اہلبیت کی بہی کہوا ب

لہ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی فرمایا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم جب حضرت فاطمہ کو دفن کیا جناب امیر کے پاس آئے۔ اسکا قصہ طویل ہی
اوسمین یہہ بہی مذکور ہے کہ جناب امیر نے اونسے کہا کہ یہہ جو تمنے (شکایتہ) کہا کہ مینے تمکو حضرت کے تجہیز و تکفین
مین حاضر و شریک نکیا اوسکی وجہہ یہہ ہے کہ حضرت نے فرمایا تہا کہ سنکو سوای تیری جو دیکہیگا اوسکی بینائی جاتی رہیگی بس
مین نہین تہا کہ تمکو یہہ ایذا پہنچاؤن۔ ۱۲۔

کو یکلخت طاق نسیان مین رکھکر اون درختون کے پیچھے مجمع کفار و منافقین مین درمیان پہنچنا کونسا عاقل کہیگا کہ انکو اپنے باپ کا یا اپنے مربی کا غم ہے معاذ اللہ من ذلک مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے نسخہ سلیم بن قیس ہلالی سے بروایت سلمان نقل کی۔ فلما کان اللیل حمل فاطمۃ علی حمار واخذ بید الحسن والحسین علیہما السلام فلم یدع احدا من اھل بدر من المھاجرین والانصار الا اتاہ فی منزلہ وذکر حقہ ودعاہ الی نصرتہ فما استجاب لہ الا اربعۃ واربعون رجلا فامرھم ان یصبحوا محلقین رؤسھم معھم سلاحھم علی ایسر العزم علی الموت فاصبحوا ولم یوافہ منھم الا اربعۃ فعلمت سلمان من الاربعۃ قال انا وابوذر والمقداد والزبیر بن العوام دوسرا وہ جسکو ابن میثم شارح نہج البلاغۃ اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میری سامنے موجود ہی اس کتاب کی شرح مین جسکا شروع یہہ ہی ومن کتاب لہ الی عثمان بن حنیف وھو عاملہ علی البصرۃ وقد بلغہ انہ دعی الی ولیمۃ قوم الخ لکھا ہی وفدک قریۃ کانت لرسول اللہ خاصۃ صالح اھلھا علی النصف بعد فتح خیبر واجماع الشیعۃ علی انھا اعطاہا فاطمۃ علیہا السلام فی حیاتہ فلما ولی ابوبکر الخلافۃ عزم علی اخذھا منھا فارسلت الیہ تطلب میراثھا من رسول اللہ وتقول اعطانیھا فدکا فی حیاتہ واستشھدت علی ذلک علیا وام ایمن فشھدا لھا بھا فاجابھا عن المیراث بخبر رواہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ فھو صدقۃ وعن دعوی فدک انھا لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وانما کانت ما لا للمسلمین ترد علیہ یحمل بہ الرجال وینفقہ فی سبیل اللہ وانا الیہ کما کان یلیہ فلما ولیہ فعل ما فعل فانتزعھا واقبلت فی لمۃ من حفدتھا ونساء قومھا تطأ فی ذیولھا حتی دخلت علیہ فی مجمع من المھاجرین والانصار الخ قال

۱۲ فدک خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گاؤں تہا بعد فتح خیبر کے نصف محاصل پر گاؤں نے صلحنامہ کرلیا تہا۔ اور شیعہ کا یہہ اجماع ہی کہ وہ گاؤں حضرت نے اپنی زندگی مین حضرت فاطمہ کو دیدیا تہا۔ جب ابوبکر خلیفہ ہوئے اور فاطمہ سے اسکی لینی کا ارادہ کیا تو فاطمہ نے میراث کے مطالبہ کا ابوبکر کو پیغام بہیجا اور کہا کہ مجکو فدک اپنی حیات مین حضرت نے عطا فرمایا تہا اور حضرت علی اور ام ایمن سے گہرا گواہی چاہی انہون نے اسکی شہادت دی۔ ابوبکر نے میراث کا تو جواب اس حدیث سے دیا کہ ہم انبیا کے گروہ مین ہمارے وارث نہیں ہوتی جو کچھہ ہم چہوڑین وہ صدقہ ہے اور دعوی فدک کا یہہ جواب دیا کہ وہ حضرت کا نہ تہا بلکہ مسلمانونکا مال آپکے تصرف مین تہا جسمین سے لوگونکو سوار یان دیتی اور خدا کے راہ مین خرچ کرتے تہی اور میں اسمین اسطرح تصرف کرونگا جسطرح حضرت کیا کرتے تہی۔ جب یہہ خبر فاطمہ رض کو پہنچی تو اپنے اور بہنی اور بہی اور اپنے ہم جولیون اور اپنی قوم کے عورتونکے ساتہہ اپنی وانہون مین چلتی ہوئی ائین۔ اور ابوبکر کے پاس اور مسجد مجمع مین داخل ہوئین جسمین اکثر مہاجرین اور انصار حاضر تہے ۱۲ —

ہماری محبب منصف مزاج نے روایت ازالۃ الخفا کو جسمین اجتماع حضرت علی و زبیر وغیرہ کا بیت فاطمہ رضہ
مین ذکر تہا بیدینی فرمایا تہا تو یہہ روایات کہ جنمین معاذ اللہ توبہ توبہ محض دنیا طلبی کی غرض سے
حضرت معصومہ کا مجامع فساق و فجار و کفار و اشرار مین پہرنا مذکور ہی کس درجہ کی بیدینی بلکہ
کونسا درجہ جو بیدینی سے بالاتر ہی قرار دینگی - غرضکہ جب اہل بیت طاہرین سے کسیکو حضرت
کی انتقال کا غم تہا ہی نہین تو تعزیت اور تشفی کسکی کرتے (ثانیاً) پیشتر گذارش ہوچکا کہ اہل بیت کو
گہر جلانے کی دہمکی ہرگز نہین دی بلکہ جو لوگ خلافت حقہ کی برہم کرنی کی مشورہ کرتے تہی اوسپر گہر جلانے
کی دہمکی دی تہی جو عین اتباع پیغمبر تہا پس اگر ہمت اور حوصلہ ہو تو بسم اللہ شرعاً اسکی برائی ثابت
کیجیئی اگر یہہ ایک برائی ثابت ہوگئی تو انشاء اللہ تعالے حضرت امیر کی نسبت دس گونہ زیادہ
ثابت ہوگی (۵) طرح طرح کے ظلم و ستم اور اقسام قسم کی جور و جفا اور انواع انواع کے آلام
و مصائب جنکا اہلبیت اطہار پر واقع ہونا صحابہ کے دست تعدی سے بیان کیا جاتا ہے
اور جنکی مجملاً تفصیل یہہ ہی - کہ حضرت امیر کے ساتہہ غدر کیا اور پرانے کینون سے اپنی سینونکو
بہرا اور خلافت کو غصب کیا اور فدک کو چہینا اور معافی کے سند کو پہاڑ ڈالا اور معاذ اللہ
حضرت امیر کے گلی مین رسی ڈالکر جبراً بیعت اوسنی لی اور انکی قتل کے درپے ہوئی اور حضرت
سیدہ کے گہر کو جلایا اور معاذ اللہ حضرت سیدہ معصومہ کے پہلو مبارک پر لکد کا صدمہ پونہچایا - اور حمل
شش ماہہ حضرت محسن کا اپنی ضرب کے صدمہ سے گرایا نہ حضرت سیدہ معصومہ کی دشمنونکو بنظر ضرر
علی الاعلان تہمت فاحشہ کے ساتہہ متہم کیا اہلبیت کے لڑکیونکو عصب و عدوان کی طور
پر لیگئی قرآن تحریف کیا پیغمبر کے دین کو بدل ڈالا - چنانچہ کلینی اور قمی اور طوسی نے اپنی تالیفات
مین اور مجلسی نے بحار اور حق الیقین اور جلاء العیون مین ان کے تفصیل لکھی ہے اور مولانا حیدر علے
بعد نقل فرماتے ہین واین ہمہ کہ گفتم بے شائبہ اغراق حرفے از ان کتابہا و لفظی از ان خطابہا
دسنگی از ہبیتون و قطرہ از جیحون و خوشہ از خرمن و گلی از گلشن است - اور یہہ محض اقرار
و بہتان اور تراش خراش حضرات اکابر امامیہ کی ہے - حاشا کہ اہلسنت کی یہان اسکا نام

ونشان یہی ہو پس اہلسنت کو ایسی موضوعات ومفتریات سے الزام دینا اپنی علم وعقل وانصاف کو رسوا کرنا ہی - اور بانی ہونی سے اگر سبب قریب مراد ہی تو اسکی بانی حسب اصول شیعہ حضرت امیر اور حضرت حسنین اور تمام بنی ہاشم اور صحابہ مقبولین امامیہ ہین کہ انکی خاموشی اور مداہنت اور جبن اور مسامحت نے تو یہہ نوبت پونہچائی کاش ان فسادات کو عباس کے پر نالہ کی برابر وقعت کے نظر سے دیکھتے یا ابوبکر اشجع کے ہم جنس سمجھتے افسوس کہ قوم عاد کو تو ہود ضرور جاکر تبلیغ بے دریغ کرین اور یہان اسلام خراب ہو اور اہلبیت ذلیل خوار ہون اور حضرت فاطمہؓ چلائین اور ام کلثوم بلبلائین اور کان پر جون تک نہ رینگے معاذ اللہ اگر سبب بعید مراد ہی تو پھر خود ذات پاک خداوند تعالے شانہ جو تمام علۃ العلل اور مسبب الاسباب ہی اوسکو بیچاری بیچاری خلقانے کیا قصور کیا کہ وہ بیچ مین سے پکڑی گئی (۶) خلافت صدیقی بحول اللہ تعالی حسب وعدہ خداوندی جسکی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے قائم ہوئی اور مہاجرین وانصار نے اوسکو بسر وچشم قبول کیا اہل بیت نے اوسپر اقدام نہین کیا اور کیونکر کرتے وہ جانتی تہی کہ یہہ حق صدیقی ہی پھر کیونکر اوسپر اقدام کرتے نہج البلاغۃ مین خطبہ مذکور ہی کہ حضرت عباس نے اور ابوسفیان نے چاہا تہا کہ حضرت امیر کے ہاتہہ پر بیعت کرلین آپنے منظور نفرمایا تو یہہ انکار یا تو بوجہ خوف ہی اور یہہ محال ہے یا بوجہ اسکی کہ اپنا حق نہین سمجہتے تہی وہو عین المدعا فثبت انہا حق بالصدیق - تو یہہ کہنا کہ بجز اجماع کے کوئی دلیل عقلی ونقلی دعوی نہین غلط محض ہی خطبہ نہج البلاغۃ سے بعینہ نقل کرتا ہون - **ومن کلام لہ علیہ السلام** لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وخاطبہ العباس رحمہ اللہ وابوسفیان بن حرب فی ان یبایعا لہ بالخلافۃ ایہا الناس شقوا امواج الفتن بسفن النجاۃ وعوجوا عن طریق المنافرۃ وضعوا تیجان المفاخرۃ افلح من نہض بجناح او استسلم فاراح ماء اجن ولقمۃ یغص بہا اکلہا ومجتنی الثمرۃ لغیر وقتہا بنو عہا کالزارع بغیر ارضہ فان اقل یقولوا حرص علی الملک وان اسکت یقولوا جزع من الموت ہیہات بعد اللتیا والتی کیف اجزع من الموت واللہ لابن ابی طالب انس بالموت من الطفل بثدی امہ بل اندمجت علی مکنون علم لو بحت بہ لاضطربتم اضطراب الارشیۃ فی الطوی البعیدۃ - انتہی

حضرت عباس اور ابوسفیان نے چاہا تہا کہ حضرت امیر سے بیعت کرلین انکار فرمایا

اب مین اس خطبہ کا ترجمہ بطور شرح کے لکھتا ہون خیال توجہ کر گوش ہوش طرف متوجہ فرمائی (ہنگام وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ حضرت عباس رض اور ابوسفیان نے آپ سے آپکی خلافت پر بیعت کی درخواست کی) اور یہہ عباس کے درخواست اوسوقت تہی جبکہ حضرت تجہیز و غسل جسد مطہر مین مشغول تہی چنانچہ علامہ کنتوری نے سیف ناصری مین فاضل مدائنی اور جبلائی اور صاحب نسخ اہل سے نقل کیا ہی حضرت علی علیہ السلام بعضی نبی ہاشم تجہیز و غسل جسد مطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشغول بودند پس عباس از علی گفت کہ دست خود را دراز کن تا با تو بیعت کنم تا مردمان خواہند گفت کہ عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسر عم رسول خدا را بیعت کرد پس خلاف نخواہند کرد بر تو و دگر حضرت علی علیہ السلام در جواب گفت آیا طمع خواہد کرد امی عم در ین امر طمع کنندہ بغیر من عباس گفت قریب است کہ خواہی دانست پس درنگ نشد کہ خبرہا آمدند کہ انصار سعد بن عبادہ را نشانیدہ اند کہ با او بیعت کنند عمر آمد و بہ ابوبکر بیعت کرد و سبقت برد بر انصار باین بیعت این ہے الحدیث میگوید پس علی نادم شد بر اینکہ بیعت عباس را نگرفت انتہی نقلا عن نالۃ العین (تو ارشاد فرمایا ای لوگو فتنونکی موجونکو نجات بکشتیونسی پہاڑ دار پسہین نفرت ڈالنی کے رستی سے بچو اور باہمی فخر کرنے کی تاجونکو اوتار رکہو) یعنی خلافت کا لینا جو ناحق طور پر ہوگا فتنون اور آپس کی نفرت کا باعث ہوگا اس سے بچو کیونکہ جب یہہ دوسری شخص کا حق ہی تو ضرور فتنہ و فساد قائم ہونگی تو نجات اور باہمی اتفاق اسمین ہی کہ خلافت کی بیعت اسوقت میرے ہاتہہ پر نکیجاوی (جو شخص قوت و بازو کے ساتہہ اوٹہا اوسنی فلاح پائی یا مطیع ہوگیا تو اوسنی اپنی آپکو راحت مین رکہا) یعنے دو شخص ہین ایک وہ کہ اوسکو ظاہری قوت اعوان و انصار کے اور باطنی قوت حقانیت کی حاصل ہے اور وہ اپنی قوت سے اوٹہا اوسنی فلاح پائی دنیا و آخرت مین وہ کون ہی وہ ابوبکر ہی اور ایک وہ ہی کہ جسکا حق اطاعت تہا وہ مطیع ہوگیا اوسنی اپنی آپکو تکلیف سے راحت دی یہہ اپنے نفس کیطرف کنایہ کیا (اس خلافت کی مثال مگرمچہ پانی کی ہی اور اس قصہ کی ہے جو کہا نیوالے کے گلے مین پہنسی) یعنی جو شخص ناحق اسکا طالب ہو تو اسلیئے مین اسکو منظور نہین کرتا (پہل کا چینی دانا جامی کے وقت مین ایسا ہی جیسا بغیر زمین کے بونیوالا۔) یہہ اسکی طرف اشارہ ہی کہ آپکو معلوم تہا کہ ابہی تک میری خلافت کا وقت نہین تو پہونچا تو سعی بے سود ہی۔ (اگر مین بولون تو کہینگے کہ بادشاہت کی حرص کی اور اگر سکوت کرون تو کہینگے کہ موت سے ڈر گیا۔) حالانکہ نہ بادشاہت کی حرص ہے نہ موت کا ڈر ہی بلکہ اصل یہہ ہی۔

کرابھی وقت نہین آیا (بعید ہی) یعنی تمہارا مطلوب مجھسے بعید ہی یا ملک وبادشاہت کا حرص کرنا
اور موت سے ڈرنا بعید ہی (ان سب کے بعد کیونکر موت سے مین بے صبری کرون قسم خدا کی ابن ابی طالب کے
بچے کے بہ نسبت جو اپنی ماں کے پستان کی غربت کرتا ہی موت کے ساتھہ زیادہ مانوس ہی بلکہ مین ایسی
پوشیدہ علم کا واقف ہون اگر اسکو ظاہر کردون تو تم بیقرار ہوجاؤ اور لرزنی لگو جیسی رسیان گہری کنوون
مین) یعنی احوال قیامت جو کچھہ مجھپر منکشف ہین اور حشر کے سختیان جو مجکو معلوم ہین اور گنہگارون اور لوگونکی
حقوق ہین دست اندازی کرنے والونکی بدحالیان جو مین جانتا ہون اگر مین ظاہر و منکشف کردون تو تم
مضطرب ہوجاؤ حضرت کی کلام کو دیکھیی اور اپنے دعوی سے مطابق فرمایئی - قولہ مولوی حیدر علی
جنکو آپنے قلمید میر مہدی خاتم المتکلمین لکھتے ہین ازالۃ الغین مین کنتوری علیہ الرحمۃ کی نسبت ذکر خطبہ بمہ بلاد
فلان مین محض اس گمان سے کہ انکی زعم مین علامہ علیہ الرحمۃ نے شرح ابن میثم نہین دیکھی جس بحث کو آپنی
بڑی نازدفتخار سے ہدیۃ جو واقع مین تہدید ہی لکھا ہے کیا کیا زبان درازیان فرماوین متصنف لطیف
و تصنیف سے انکو اوٹھائین تعجب ہی کہ صاحب تحفہ کتاب ازالۃ الخفا کو جسکا حوالہ خود باب ہفتم مین دیتے
ہین اور گواہی مصنف کی ثبوت کا تو رتبہ اظہار نہین فرماتی مگر آمنہ سن آیات اللہ و معجزہ رسول اللہ انکی شان
مین لکھتی ہین خود اس کتاب کو ملاحظہ فرماوین تاکہ معلوم ہو کہ خانہ حضرت زہرا مین کون بزرگوار جمع ہوتی تہی
جنکی شان مین گستاخانہ ایسی کلمات کفر لکھتے ہین اور پھر خاتم المحدثین کا خطاب پائین - سبحان اللہ ع
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - اقول اس قول مین مجیب لبیب نے دو امر تحریر فرمائی
جنکا جواب لکھنا اور اہل انصاف کی روبرو پیش کرنا ضروری معلوم ہوا اول علامہ کنتوری کے شرح
ابن میثم نہ دیکھنی کے نسبت مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کے اخر الزمن کے تحقیر نکذیب دوسری
صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت ازالۃ الخفا نہ دیکھنی کا ادعا - پس واضح ہو کہ حضرت مجیب
امر اول کے نسبت صاف طور پر نہ اقرار کرتے ہین نہ انکار لیکن قرائن فحوای کلام سے صاف انکار
مفہوم ہوتا ہے کیونکہ لکھتی ہین (محض اس گمان سے کہ انکی زعم مین شرح ابن میثم نہین دیکھی) تو اس
قول مین شرح ابن میثم کا نہ دیکھنا مجیب کے نزدیک بزعم و گمان حضرت خاتم المتکلمین گویا خلاف واقع ہی

لیکن میں پوچھتا ہوں اپنی انصاف کو نصب العین کرکے فرمایئے کہ فی الحقیقت بنفس الامر میں علامہ مذکور نے
شرح ابن میثم کا مطالعہ فرمایا یا نہیں اگر مطالعہ نہیں فرمایا تو اس جوش و خروش کے ساتھ باین شد و مد انکار توجیہات
کہ جو صاحب تحفہ نے کی ہیں کیا معنی چونکہ محبب لبیب نے خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کو زبان درازی
سے تعبیر فرمایا اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ملخصاً عبارت تحفہ کے اول و سپر جو کچھ علامہ کنتوری نے بے وجہ
زبان درازی زیادہ گوئی فرمائی ہی لکھی جاوے تاکہ اہل انصاف پر واضح ہو جاوے اور معلوم کریں کہ خاتم المتکلمین نے
جو کچھ تحریر فرمایا ہی وہ محض بجواب حضرت علامہ کی زبان درازی کی بحکم لَا یُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ
الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ تحریر فرمایا ہی - خاتم المحدثین علامہ ہادی قدس اللہ سرہ العزیز نے تحفہ میں
بعد نقل خطبہ بعد بلاد فلان لقد قوم الاود دوا دی السمد الخ کی جو عبارت تحریر فرمائی ہی اسمیں لکھتے
ہیں - و لہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان خلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابوبکر
است و بعضی گفتہ اند عمر الخ علامہ مذکور فرماتے ہیں - اِنَّ هٰذَا لَاَلَفٌ مُبِیْنٌ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح
امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر است قال خاتم المحدثین درین عبارت سر بشارت ابوبکر را بدہ و صف عالی موصوف ساخت
قال العلامہ ثبت الدار ثم النقش اول الیمعنی باثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر است
بعد ازان باین اوصاف اثبات فضل ابی بکر باید نمود قال خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ عمدہ ان توجیہات
نزد ایشان آنست الخ قال العلامہ این ادعا کذب محض است احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد
کہ در کتب شیعہ بجائی لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر موجود نیست ایشان را احتیاج بچنین
توجیہات نیست پس آنچہ ناصبی بعد تقریر این توجیہات از مدہانیات خود سر کردہ از جہت اینکہ
آن بر فرض تسلیم بنا فاسد علی الفاسد باشد قال خاتم المحدثین و بعضی از امامیہ الخ قال العلامہ
ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ مگر ابن ابی الحدید و بعد الملکی لکھتا ہے و این ناصبی نیز این
کلام ابن ابی الحدید را در حاشیہ ہمین قول نقل کردہ و چون این ناصبی خود در باب اول تصریح کردہ
کہ فرقہ زیدیہ در مسئلہ امامت با اہل سنت موافق است باز مقالہ زیدیہ را با امامیہ نسبت دادن
کذب صریح است انتہی ای اہل انصاف علامہ کنتوری کی عبارت کو ملاحظہ کرکے قول تو یہہ فرمایئے

دباب نضیلۃ بلا فلان الخ علامہ کنتوری کی تکذیب

کہ علامہ کنتوری کے زبان درازی کس بنیاد پر ہی اور کر جواب اسکی کسی خوشہ چین خرمن بیان من حضرت خاتم المحدثین نے کچھ سخت لکھدیا تو کیا بیجا کیا بعد اوسکی یہہ فرمائی کہ اس عبارت سے علامہ کا شرح نہج البلاغہ کو دیکھنا مفہوم ہوتا ہی یا نہ دیکھنا کیا اس عبارت سے حرفاً یہہ سمجھہ مین نہین آتا کہ علامہ نے شرح ابن میثم کو خواب مین بھی نہین دیکھا - ورنہ ان جملون کے (پھچکا ذا امامیہ این توجیہ نکردہ - ان ہذا الا افک مبین - این ادعا کذب محض است) تحریر کی ہرگز ہمت و جرأت نہوتی پھر معلوم نہین ہماری مجیب لبیب کس انصاف کے اقتضاء سے شرح ابن میثم کے ندیکھنی کو محض زعم عظیم المتکلمین قرار دیتی ہین - اور اگر فی الواقع علامہ مذکور نے شرح ابن میثم کا مطالعہ کیا ہی اور اوسمین واقعی لکھا ہی کہ مراد لفظ فلان سے ابوبکر ہے یا عمر اور لکھا ہے کہ ابوبکر کے دس اوصاف کے ساتھہ مدح فرمائی تو پھر آپ ہی علامہ کے حیا و انصاف کی شہادت دیجیئی اور انصاف سے فرمایئی کہ کیا علامہ کی مشت خاک سے ماہتاب چہاردہمی پر غبار پہونچ سکتا ہے حاشا و کلا ہماری رائی مین مولانا خاتم المتکلمین کا بہت بڑا احسان ہی جو آپکی علامہ کی دوش و گردن پر کہا - کہ انکو کتاب ابن میثم کے ندیکھنی کے عذر و حیلہ کا موقع دیدیا اور اگر علامہ کے وفور علم و فضل اور کمال و انہماک مناظرہ کے اعتبار سے وہ یہہ فرماتے کہ علامہ نے بیشک کتاب دیکھی ہوگی - لیکن جب دار و گیر حضم سے مفر نہین ملا تو دیدہ و دانستہ انکار کرتا ہے یہہ ممکن نہین کہ ایسی متداول کتاب ندیکھی ہو اور خیانت وغیرہ کا الزام دیتی تو علامہ کنتوری عالم برزخ مین بھی تہرائی اور مجیب لبیب زیادہ تاب نہیچ کہاتے پس مجیب لبیب کو اس الزام پر خوش ہونا چاہیئی نہ کہ ناخوش ہون - امر دوم - جو ادعا کہ نسبت ندیکھنی صاحب تحفہ علیہ الرحمہ کے ازالۃ الخفا کو فرمایا ہے امر اول سے بھی زیادہ عجیب ہی ای حضرت فرمایئی تو سہی اس امر پر کونسی دلیل قائم ہے کہ صاحب تحفہ نے ازالۃ الخفا کو نہین دیکھا کیا حضرت نے اپنی زعم ہی کو کافی دلیل تصور فرمالیا ہے - جو اس الزام سے آپ ہمکو دھمکاتی ہین مگر پھر آپ بھی کیا کرین معذور ہین جواب لکھنا ضرور ہوا تو ایسی ہی باتون سے اپنا دل نہ بہلائین تو اور کیا کرین ذرا علامہ کی تکذیب و انکار کو خاتم المحدثین کی تحریر سے ملا کر انصاف سے دیکھیئی

اور پھر بھی اگر سمجھ میں نہ آوے تو بندہ کی گذارش کو جو جواباً عرض کیے ہے اسکی ساتھ منضم کرکے ملاحظہ فرمایئے پھر آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن آپ پر منکشف ہو جائیگا کہ خاتم المحدثین کا قول بالکل صاف اور بے عبار ہی اور ازالۃ الخفا کی بھی مخالف نہیں اور علامہ نے شرح دیکھی یا نہیں بہر تقدیر علامہ نے اپنی اس انکار میں کہ لفظ فلان سے کسی شارح نے ابوبکر یا عمر مراد نہیں لیا بڑی غلطی کھائی پس اب دیکھیے

ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا - باقی آپکے ناشائستہ کلمات کا ہم کیا جواب لکھیں

قولہ توضیحاً للمرام ازالۃ الخفا کی عبارت نقل ہوتی ہے تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو جائے کہ جنکی شان میں آپکے خاتم المحدثین یہہ کلمات تحریر فرماتے ہیں وہ کون حضرات تھے ازالۃ الخفا کی مقصد دوم تاثر حبیب صدیق اکبر واقعہ صفحہ ۲۹ مطبوعہ مطبع صدیقی مقام بریلی میں تحریر فرماتے ہیں در ہمین ایام مشکلے دیگر کہ فوق جمیع مشکلات تواں شمرد پیش آمد و آں این بود کہ زبیر و جمعی از بنی ہاشم در خانہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ جمع شدہ در باب نقض خلافت مشورتہا بکار میبردند حضرت شیخین آنرا بہ تدبیر یکہ بایستی برہم زدند و تدارک ملالی کہ بر مزاج حضرت تصفیہ عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند و این قصہ ہر یکی چیزہا حفظ کرد و چیزی ترک نمود دریں جا چند روایت بنویسیم تا قصہ منقح گردد - عن زید بن اسلم عن ابیہ انہ حین بویع لابی بکر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علی والزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ واللہ ما من الخلق احب الینا من ابیک وما من احد احب الینا بعد ابیک منک وایم اللہ ما ذاک بمانعی ان اجتمع ہؤلاء النفر عندک ان امرہم ان یحرق علیہم البیت قال فلما خرج عمر جاؤہا فقالت تعلمون ان عمر قد جائنی وقد حلف باللہ لئن عدتم لیحرقن علیکم البیت وایم اللہ لیمضین لما حلف علیہ فانصرفوا راشدین فروا رایکم ولا ترجعوا الی فانصرفوا عنہا فلم یرجعوا الیہا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ اور اگر اس روایت کی صحت میں کچھ کلام ہو تو اسی کتاب کے مقصد ثانی کے چھٹی فصل تثقیف عمر واقعہ صفحہ ۱۷۹ ملاحظہ فرمایئے کہ اس روایت کو باسناد صحیح علی شرط الشیخین یعنی بخاری و مسلم لکھتے ہیں

اقول یہہ روایت نہ آپکو کچھہ مفید ہی اور نہ آپکی خصم مضر ہی کیونکہ جس بنیاد پر جناب نے اس روایت کو نقل کیا ہی فی الحقیقت وہ بنا ہی فاسد ہی - یہہ امر تو ظاہر ہے کہ یہہ دلسوزی حضرت زبیرؓ کی وسطی تو نہین ہے کیونکہ اونکو تو کافر جانتی ہین تو صرف حضرت علیؓ کیوجہ سے کہ اونکو بدون کسی دلیل عقلی نقلی عرفی کے معصوم اعتقاد کر رکھا ہے یہہ شور و شغب ہی اگر اہلسنت بھی معتقد عصمت حضرت امیرؓ و صحابہ ہوتے تو البتہ یہہ الزام کسیقدر قابل التفات ہوتا لیکن جب اہلسنت ان حضرات کو معصوم نہیں اعتقاد کرتے تو نہ اونپر یہہ الزام وارد ہوتا ہے نہ اسکی طرف التفات کی ضرورت ہان انکو فضل امت اور کرام مین جانتی ہین اور دعوات صالحہ سے یاد کرتے ہین اور اونکی حق مین کہتی ہین رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ اور کوئی معصیت انکی مرتبہ عالیہ کو کم نہین کرتی حسب وعدہ خداوندی تعالے اونکے مساعی جمیلہ فی الدین مبرور و مشکور اور اونکی زلات و معاصی مغفور ہین بالجملہ کار و بار امامت اور امور مہمہ کے اختلال کے وقت نہ حضرت صلی اللہ علیہ نے اسکی مراعات فرمائی اور فرمایا لو ان فاطمة بنت محمد (اعاذها الله من ذلك) سرقت لقطعت يدها — زانی کو رجم کرایا قاذف کو حد لگوائی شارب خمر کو پٹوایا - تو جب اونے ادنے شخصے حقوق مین یہہ نوبت ہے تو جن امور مین نوعی حقوق تمام مسلمانونکی اور خداوند تعالے کے متعلق ہونگی اونمین کیونکر رعایت کیجی سکتی ہے - اور باوجود اسکی حضرت نے ایسی لوگون کی نسبت جو کچھہ ارشاد فرمایا آپ جانتی ہی ہونگی - حاطب بن ابی بلتعہ کا قصہ اور حضرت کا ارشاد آپکو معلوم ہی ہوگا تو خلفا رضی اللہ عنہم نے بھی سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے یہہ طریقہ اخذ کیا اور اوسپر عمل کیا تو اگر اسپر طعن کیا جاوی گا تو سیرت نبوی پر طعن عاید ہوگا بلکہ خود حضرت امیر کے طریقہ پر طعن و الزام منصرف ہوگا کہ اونکا فعل بدرجہا اس سے زیادہ ہے کہ حضرت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محسوبہ ام المومنین کا بھی بالاتفاق وفات شریف تک زجیت مین مین

ل ای رب ہمارے بخش ہمکو اور بھائیون ہمارے کو جو آگے لائے ہمسے ایمان اور مت کر ہمارے دلون مین ہمارے کہ بڑے ہو اوسطی اون لوگون کے کہ ایمان لائے ای رب ہمارے تحقیق تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے - ۱۲ - ۲ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد کی بیٹی (اللہ اوسکو پناہ مین رکھے) چوری کرتی تو مین اوسکا ہاتھہ کاٹونگا - ۱۲ -

اونپر قرآنی ام المومنین ہین پاس ادب نفرمایا اور قتل وقتال سے بہی دریغ نکیا علاوہ ازین نقض بیعت صدیقی
کے مشورہ کی بابت خواہ اوسکو آپ حق سمجھین یا ناحق حضرت امیرؓ کی نسبت آپکی اصول کے مطابق الزام اور معصیت
ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر کو غصب حقوق وخلافت کی خبر دی
تہی اور صبر وسکوت کی وصیت فرمائی تہی اور فرمایا تہا خبردار کچہہ بہی کیون نکرین خلافت چہینین گہر
جلاوین میرا اللہ بنات طبیات غصب کرین دنہم مارنا چون وچرا انکرنا پہر یا اینہمہ تاکیدات بلیغہ وتشدیدات
شدیدہ آپ نقض خلافت کی مشورہ کرنے لگے اور خلاف وصیت وحکم پیغمبر کے عمل کرنے لگے علاوہ
اسکی کہ معاذ اللہ معصیت اور مخالفت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مین مبتلا ہوئی آپکی اصول پر اس مخالفت پیغمبر
کے مکافات مین خلفا نے جو کچہہ عشرت کے ساتہہ کیا بجا کیا۔ معتبر روایات شیعہ کے دیکہنے سے معلوم
ہوتا ہے خطا وناشائستگی کے حرکات انبیاء سے بہی سرزد ہوئی اور سبب لعن وطعن نہین قرار دیئی گئے
حضرت موسیٰؑ کا قصہ حضرت ہارونؑ کے ساتہہ پوشیدہ نہوگا کہ حضرت موسیٰؑ نے ہارون سے الا تتبعن
افعصیت امری فرمایا اور داڑہی پکڑ کر کہینچی تو اب خیال فرمالیجیگا کہ موسیٰؑ کون تہے اور ہارونؑ کون تہے
علی بن ابراہیم استاد کلینی نے تفسیر اہل بیت مین لکہا ہے جبکہ حضرت موسیٰؑ کی استاد حضرت خضرؑ
نے ظلم کو مار ڈالا تو موسیٰؑ نے اونکو زمین پر دی ماراور کوئی دقیقہ اونکی بے حرمتی مین باقی نچہوڑا الفاظ
روایت یہہ ہین۔ اذا خرقت السفینة فی البحر قام الخضر ینظر الی جوانب السفینة فکسرها و
حشاه بالخرق والطین فغضب موسیٰ غضبا شدیدا وقال للخضر اخرقتها لتغرق اهلها لقد
جئت شیئا امرا فقال له الخضر الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا قال موسیٰ لا تؤاخذنی
بما نسیت ولا ترهقنی من امری عسرا فخرجوا من السفینة فنظر الخضر الی غلام یلعب بین الصبیان
حسن الوجه کانه قطعة قمر فی دنیه دریات فمال الخضر فاخذه فقتله فوثب موسیٰ علی الخضر

۱؎ تیسری مہینے آیا کیا تو نے رد کیا میرا حکم ۱۲۔ ۲؎ جب کشتی دریا مین داخل ہوئی خضر اوسکو کرکشتی کے کنارون کو دیکہنے لگا پہر اوسکو پہاڑ اوسکو تختہ کیا تو موسیٰ نہایت غصہ ہوئی خضر سے کہا کہ تو نے اوسکو پہاڑ والا ایسی کی ڈبادی اوسکے لوگون کو تو نے کی ایک چیز تو نے کہی خضر نے کہا مین نے کہا تہا کہ تو میری ساتہہ
صبر نہ کریگا موسیٰ نے کہا مواخذہ نہ کر مجہہ پر میری بہول پر اور نہ ڈال مجہہ پر میری کام مین تنگی پہر کشتی سے نکلی اور خضر نے ایک حسین چاند کا ٹکڑا لڑکا دیکہا جو اوسکو نہین کہیل رہا تہا
اوسکا نہین مونہہ تہا خضر نے اوسکو مار سے دیکہا پکڑ کر اوڈالا دیوار سے خضر پر حملہ کیا۔ ۱۲۔

وجلد بالارض فقال اقتلت نفسا زكية بغير نفس لقد جئت شيئا نكرا[1] - ظاہر ہی کہ جو کچھہ حضرت موسیٰ سے ظہور پذیر ہوا خطا و نادانستگی کے طور پر واقع ہوا کہ جوش حقانیت مین اونکو تاب نرہی اور کر بیٹھے جو کچھہ کہ کیا اسیطرح ان حضرات سے بھی ابتدا رانعقاد خلافت صدیقی مین خطا کوئی امر بالفرض واقع ہوا ہو تو ہرگز سبب طعن و لعن نہین ہوسکتا - **قولہ** اس مقام مین بہت کچھہ بحث ہوسکتی ہے مگر چونکہ غرض ہماری یہان اسیقدر ہی کہ جو حضرات خانہ جناب ہرامین جمع ہوئی تہی وہ کون تہی اسلیئے زیادہ نہین لکھتے - **اقول** اس تھوڑی بحث کا نتیجہ و ثمرہ تو آپ پاچکے اگر بہت کچھہ بحث ہوتی تو آپ ہی کے اجتہاد و انصاف پہ بہت کچھہ دہیہ آتا - اور اس روایت کے ذکر سے اگر اتنی ہی غرض تہی کہ جو حضرات خانہ جناب ہرامین جمع ہوئے تھے وہ کون تہی تو اسکا گننی انکار کیا ہی کہ یہہ حضرات دس نہین نہین تہی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ یہہ بزرگوار بوجہ ارتکاب اس فعل کے درجہ کہ رتبہ اور بزرگی سے ساقط ہوگئے اور مستوجب لعن طعن کے ہوئے تو ثابت کیجیئے اور ثابت کرکے اپنی ائمہ اور مقبولین کو بچایئے - **قولہ** مگر اس قدر عرض کرنے سے باز نہین رہ سکتے کہ اس بگھہ جو چالاکی و ہوشیاری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے کی ہی وہ قابل دید ہی فارسی عبارت مین زبیر جمعی از بنی ہاشم لکھا ہی جناب امیر کا نام نہین لکھا تاکہ فارسی خوان یہہ نجانے کہ جناب امیر بھی مخالف تہی - **اقول** حضرت شاہ ولی اللہ نور اللہ مضجعہ کے تو چالاکی ہی یا نہین لیکن مہ بیب کی دشمندی و انصاف قابل دید ہے کوئی عاقل جبکہ وہ یہہ جان سکتا ہو کہ یہہ اجتماع و شوری جناب علے و حضرت زہرا کی خانہ مین ہوتا تہا کیا اسمین تردد کریگا کہ حضرت امیر اسمین شریک تہی یا نہین تہی - بہلا یہہ ممکن ہی کہ ایک شخص کے گہر مین اتنے بڑے عظیم الشان امر مین مشورہ ہوتا ہو اور اوس کو اوس سے لگاؤ نہو علی الخصوص جبکہ اسکی ساتہہ مین یہہ بہی ضمیمہ کیا جاوی کہ حضرت زہرا جیسی زوجہ مکرمہ مطیعہ کی ساتہہ مشورہ ہوتا ہو تو ہرگز عقل کو اسکی تسلیم کرنے مین تامل نہوگا اور عقل اسکو بدایتہ قبول کریگی کہ حضرت کو اسمین شمولیت ہی تو فارسی عبارت مین اسکا عدم ذکر

[1] اور زمین پر دے پٹکا اور کہا تو نے مار ڈالی ایک ستہری جان بن بدلے کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نا معقول - ۱۲ -

بوجہ ہدایت کرہی نہ چالاکی وہوشیاری کیوجہ سے علاوہ اسکی اگر یہہ امر بدیہی نہوتا ہم فقرہ (قطع کرکے
ملائی کہ برمزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بجس بلاطفت فرمودند) اظہار اس مطلب مین ایسا
صاف ہی کہ ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ حضرت امیر اوسوقت ناخوش تھی - معہذا مجیب لبیب یہہ
جو فرماتے ہین (تاکہ فارسی خوان یہہ بجانے -) آہین فارسی خوان سے کیا مراد ہی - اگر فارسی خوان
سنی مراد ہی تو بالفرض اگر سنی فارسی خوان اسکو جانیگا تو کیا حرج ہے وہ کب اعتقاد رکہتا ہے
کہ حضرت امیر معصوم ہین اہلسنت جیسی زبیر کی معتقد فضائل ہین ویسا ہے حضرت امیر
کی ہین جب زبیر کا ذکر اونکو مضر نہین تو حضرت امیر کا ذکر کیون مضر ہوگا جیسا اونکی فعل کو
خطا پر محمول کرتے ہین ویسا ہی حضرت امیر کے فعل کو محمول بر خطا کریگا - اور اگر شیعہ مراد ہی
تو اولاً یہہ کتاب شیعہ کی واسطی لکہی نہین گئی کیونکہ دلائل الزامیہ مسلمات خصم سے ہین استدلال
نہین کیا گیا - اور ثانیاً شیعہ تو پہلے ہی سے اعتقاد رکہتی ہین کہ حضرت علی اس بیعت صدیق
کی مخالف رہی پس اگر وہ اس عبارت سے حضرت امیر کے ہی شرکت جانیگا تو کیا حرج ہوگا - پس
یہہ مجیب لبیب کی نظر تعصب وعناد ہی جسنی دانشمندی وانصاف کو خاک مین ملا رکہا ہے
نان چالاکی وہوشیاری اکابر علماء شیعہ کی قابل دید ہی کہ وہ اپنی مذہب کے حفظ ناموس کے لیئے
روایات مین تراش خراش کرڈالتی ہین - ملا باقر بحار الانوار مین آپکی امام المحدثین کلینی کی روایت نقل
فرماتے ہین اور اسکی نسبت فرماتے ہین کہ اسمین صدوق صاحب نے تغیر تبدل کیا ہی - هذا الخبر ماخوذ من الکافی وفیہ
تغییر عجیب توہمت سوء الظن بالصدوق وهو انما فعل ذلک لیوافق مذهب
اهل العدل اور نیز علامہ رضی کے چالاکیان ہی جو نقل خطبات جناب امیرؓ مین اونہون نے
فرمائی ہین جنکا شراح کو بہی اعتراف ہی قابل تماشا ہی دکفا بهما فخرا وقدوة - پس یہہ چالاکیان
وہوشیاریان حضرت کی اکابر ہی کرتے چلے آئی ہین بفضل اللہ تعالے مذہب اہلسنت

لہ یہہ خبر کافی سے ماخوذ ہی اور اسمین عجیب تغیر ہے جس سے صدوق کی نسبت سوء ظن ہوتا ہی اوسنی یہہ تغیر
اسلیئے کیا کہ اہل عدل کے موافق ہو جاوے ۱۲

تراش وخراش سے پاک ومنزہ ہی اور یہہ حال تو اوس شخص کا ہی جو بلقب صدوق ملقب ہی تو جو حضرات صدق نہیں ہین اونکا کیا حال ہوگا۔ **قولہ** لطف یہہ ہی کہ شاہ صاحب گہر جلانے کی تہدید کو حسن ملاطفت تحریر فرماتے ہین اور کچھہ نہین شرماتے شاید حضرات اہلسنت کی اصطلاح مین ایسی ہی باتونکو حسن ملاطفت کہتی ہین تشدد تو خدا جانے کیا ہوگا۔ **اقول** اس شرم وحیا پر آفرین ہے کہ عبارت کا مطلب خلاف سیاق خود ہی اپنی طرف سے تراش لیا اور اعتراض کر دیا پھر اوسپر جوش حیا میں طعن تشنیع مزید براں سو غیر ہم طعن تشنیع سے قطع نظر کرکے مجیب لبیب کی خدمتمین گذارش کرتے ہین کہ شاہ صاحب نے گہر جلانے کو حسن ملاطفت کہان تحریر فرمایا۔ عبارت شاہ صاحب کی یہہ ہی۔ (حضرت شیخین آنرا بہ تدبیر یکہ بائیستی ہیچ نزدند وتدارک ملالی کہ بمزاج حضرت مرتضی عارض شدہ بود بحسن ملاطفت فرمودند) اہمین دو جملہ مذکورہین جو لاحق سابق پر حرف واو کی ساتھہ معطوف ہی اور کیا آپ باانہمہ ادعای اجتہاد اتنا بھی نہین جانتی کہ فی الاصل عطف بالواو مغائرت معطوف ومعطوف علیہ کو مقتضی ہی تفسیر کا ارتکاب اوسجگہ ہوتا ہی جسجگہ محل مغائرت کو محتمل نہو۔ استعمالات اسکی شاہد ہین ورنہ لازم آوی کہ تاکید تاسیس سے بہتر ہو۔ حاصل مدعا عبارت کا جو صاف اور واضح طور پر الفاظ سے سمجھہ مین آتا ہی یہہ ہی کہ شیخین رضی اللہ عنہما نے اوس فتنہ کو جو ان حضرات رضی اللہ عنہم کی مشورہ سے اوٹھنی والا تھا اس تدبیر اور تہدید سے فرو کیا اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ملال کا (جو مشورہ بیعت صدیقی مین نہ شامل ہونے یا اس تہدید کیوجہ سے ناشی تھا) حسن ملاطفت سے تدارک کر دیا اور ذیل اس رفع ملال کی یہہ ہی کہ آپ ہمیشہ مشورہ مین شریک رہے اور نیک صلاح بتاتی رہی۔ نہج البلاغۃ کو ملاحظہ فرمایئی۔ میری اس قول کے تصدیق پائیگا اور ایک روایت استبصار کی بھی یاد آئی جو باب الحدفی اللوطۃ مین مذکور ہی سو لکھی دیتا ہون

ابو علی الاشعری عن الحسن بن علی الکوفی عن العباس بن عامر عن سیف بن عمیرۃ عن عبد الرحمن القرمی قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول وجد رجل مع رجل فی عمارۃ فھرب احدھما

۱؎ عبد الرحمن قرمی کہتا ہی کہ مین امام ابو عبد اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ ایک مرد کو کسی مرد کے ساتھہ (بدفعلی کرتے ہوئی) پایا۔ ۱۲

حسب بیان شیعہ جو لفظ کہ بمعنی ہمجنس باز ہی

واخذ الاخر فجیئ به الی عمر فقال للناس ما ترون قال فقال هذا اصنع کذا و قال هذا اصنع کذا
قال فقال ما تقول یا ابا الحسن قال اضرب عنقه قال فضرب عنقه قال ثم اراد ان یحمل فقال انه قد بقی
من حدوده شی قال ای شی قد بقی قال الرجم فجلد قال فدعا عمر بحطب فامر به امیر المؤمنین ع فاحرقه

اور اگر اس سے تسکین خاطر سامی نہو تو لیجیئ اس سے بھی زیادہ صریح پیشکش کرتا ہون حضرت مولانا
خاتم المتکلمین رح نے ازالۃ الغین مین آپکے فاضل اخباری کے جواب ایضاح مین سے عبارت نقل کی ہی وہ
عبارت ملتقطاً بندہ عرض کرتا ہی واگر بانصاف تامل فرمایند واضح ہست کہ بنا ر علی مزعوم الامامیہ
از خلفا ر ثلثہ راشدین گو نسبت بامیر المومنین و فاطمہ سلام اللہ علیہا نقض عہد بکث بیعت عنید
و غصب فدک و دیگر چند اعمال دال بر عناد سرزدہ اما با اینہمہ باز در ظاہر طریقہ معاشرت اینہا با اہل بیت ع
ہمین اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود و اجرای شعائر اسلام را بجز افعال معدودہ کہ در کتب کلامیہ و سیر
موجود و منشا طعن و قدح در شان شان ست بامرہ نزد امامیہ نیز از میان برنداشتہ بودند پاس
شرع متین را نصب العین خاطر خود ہا میداشتند الخ - اب آپ بغور اپنی فاضل اخباری کے شہادت
کو ملاحظہ فرمایئ کہ شیخین کے حسن ملاطفت کی کسطرح شہادت دیتا ہی اور پھر بھی اگر شک رہی
تو اپنی عقل کے روح پرفتوح سے دریافت کیجیئ کہ حضرت جہان بزرگوارون نے نقض عہد
کیا اور نکث بیعت کے اور فدک کو چھینا اور بنات طیبات کو غصب کیا جبھی ہست کہیے کیا تو تذلیل
و اہانت مین کو فساد دقیقہ باقی رہگیا پھر آپ جو یہہ فرماتے ہین کہ اعزاز و اکرام باتفاق فریقین بود اگر
یہہ ہی اعزاز و اکرام ہے تو خدا جانے تذلیل و اہانت کیا ہوگی آپ ایسی بات فرماتے ہین اور کچھہ
نہین شرماتے پھر جو کچھہ آپکو آپکی فاضل کے روح سے جواب ملے وہی ہمارا جواب سمجھہ لیجیئ -

قول اب ذرا غور فرمایئ کہ جن حضرات کو آپکی خاتم المحدثین صاحب خیانت و اشرار فساد
پیشہ و مردود و ان جناب الٰہی لکھتے ہین وہ انکی والد ماجد کی شہادت سے یہہ حضرات تہی

اقول اسکا جواب سابق مین عرض کیا جا چکا ہے حاجت اعادہ نہین اور ہمکو حیا
مانع ہے کہ ہم بار بار ان اوصاف و کلمات کو نقل کرین جو شیعہ انبیاء سے لیکر صحابہ تک کے

شانمین فرماتے ہین **قولہ** جناب سیدہ کی نسبت یہہ کہنا کہ انکی پاس ایسی اشخاص آتی تھے بی ادبی ہی نہین بلکہ بیدینی ہے آج کوئی ادنے سوداگر کی بیٹی کے نسبت اوسکی شاگردونمین سے یہہ کلمہ کہہ سکتا ہے - یہہ حضرات اہلسنت کی ہی کمال شادت ہی کہ اہل بیت جناب رسالت مآب کی شانمین یہہ کلمات کہتے ہین اور پھر خیرات مین داخل اور مدعی ولا و تمسک اہلبیت ہین **اقول** ای اہل انصاف ادای اہل فضائل وکمالات کیا جاگتی ہو یا سوگئی قطع نظر محبوبہ لبیب کے تہذیب سے اونکی اجتہاد اور انصاف اور علم وفضل اور دانشمندی وعقل وجرأت وہمت اور حیا وشرم کو ملاحظہ فرماؤ اور تحسین آفرین پڑہو کہ ہمارے حضرت مجیب کو اگر کتاب اللہ کی خبر نہین تو چنداں مضائقہ نہین کہ معذور ہین لیکن اپنی مذہب کے روایات پر بھی تو مطلق نظر نہین شاباش ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند - اب لیجیے اول کتاب اللہ کی شہادت سنیئے - حق تعالی شانہ سورۂ نور مین ارشاد فرماتا ہی - یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا[1] یہہ آیت شریفہ صراحۃ مومنین کو اجازت دیتی ہی اور حکم کرتی ہے کہ دوسرونکی گہرونمین بااجازت داخل ہونیکا مضائقہ نہین ہے اور یہہ بزرگوار قطع نظر اسکی کہ اکابر صحابہ مین سے تھی حضرت زہرا حضرت امیر کے ساتھہ قرابات ہی رکھتی ہین تو انکی لیئے بالاولے اجازت دخول ہوگی ظاہری کہ حضرت زبیر آپکی پھوپھی زادبہائی تھی اور جب حضرت امیر ہی شریک مشورہ تھی تو ممکن نہین کہ یہہ دخول حضرت کی بلا اجازت ہو اگر مجیب لبیب مدعی ہین تو ممانعت ثابت فرماوین - اگر اس سے تشفی نہو تو اور سنیئے حق تعالے شانہ مومنین کو اپنی نبی کے گہرمین باذن داخل ہونے کی اجازت فرماتا ہے اور فرماتا ہی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اور جبکہ خود نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے گہرمین داخل ہونے کی اجازت ہی تو اہل بیت نبی کی گہرمین داخل ہونے سے کون مانع ہے تو جب یہہ حضرات داخلین اکابر صحابہ اور اعاظم

[1] ای ایمان والو مت جاؤ گہرون مین اپنے گہرون کے سوا جب تک نہ بول چال کرلو اور سلام دی لو اُن گہرون والون پر - ۱۲ [2] ای ایمان والو نبی کے گہرون مین مت جاؤ - مگر جو تمکو

مسلمین سے ہین اور جو علاوہ انکی دوسری لوگ تہی تو وہ ان ہی کی معیت اور تبعیت مین تہی
اور باجازت و مشورہ حضرت امیر داخل ہوئی تو کوئی قباحت شرعی و عقلی لازم نہ آئی اور بحمد اللہ
تعالے نہ کچھ اہل سنت کی رشادت اور دلاوتمسک مین فرق و قصور آیا۔ لیکن اب حضرات
شیعہ کی روایات معتبرہ کی شہادات پیش کر کے اہل انصاف سے ملتمس ہون کہ مجیب
لبیب و اکابر شیعہ کے رشادت اور دلاوری و تمسک کا مشاہدہ فرماوین۔ اور دیکہین کہ ہمارے
مجیب لبیب کا پایہ انصاف و تدین کس درجہ پر پونہچا ہوا ہے بحار مجلسی کی روایت جو عین
الرماح مین مذکور ہی اوسکا ترجمہ مولانا حیدر علے نور اللہ ضریحہ نے ازالۃ الغین ۱۲۷۴ھ مین
نقل کیا ہے یعنی حضرت صادق علیہ السلام فرمود کہ ابوبکر و عمر از امیر المومنین سوال کردند
کہ شفاعت نماید و ایشانرا ہمراہ خود نزد فاطمہ زہرا ببرد ہرگاہ داخل شدند گفتند کہ ای دختر
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم چہ حال داری فرمود ند بحمد اللہ بخیریتم۔ الخ۔ یہہ روایت
نص صریح ہی اس امر مین کہ شیخین نے حضرت زہرا کی پاس گہر مین داخل ہوئی دوسری روایت
اگرچہ طول طویل ہے لیکن منتقطاً فقرات موافق مطلب عرض کرتا ہون۔ پس آنحضرت بمسجد شد
و جناب ولایت مآب در اوقات نمازہای پنجگانہ بمسجد میرفت و ابوبکر و عمر پرسش حال سیدہ نمی
تا انکہ بیماری آنحضرت سنگین شد آن ہر دو کس گفتند ای علی درمیان ما و فاطمہ رنجشی کہ واقع
شدہ بود تو بہتر میدانی پس اگر مناسب دانی اجازت فرما تا عذری از تقصیر و گناہ خود بیان نمائیم
فرمود شما دریں باب خود اختیار دارید پس آن ہر دو بسر دروازہ حجرہ مطہرہ حاضر شدند و آنجناب
اندرون دولت سرا رونق افزا گشت و فرمود کہ شیخین حاضر اند و میخواہند کہ سلام نمایند
بر شما پس مرضی شما چیست آنحضرت فرمود خانہ خانہ شماست و من زوجہ مطیعہ شما ام پس
ہر چہ مرضی شریف باشد بجا آرید فرمود چادر بر سر کن پس مقنعہ مطہرہ را بر سر کشید و روی خود را
جانب دیوار گردانید پس ہر دو آمدند و گفتند کہ راضی شو از ما خدا راضی شود از تو۔ الخ۔
یہہ روایت بہی مثل روایت سابقہ کے آشکارا طور پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت شیخین حضرت زہرا

پاس گھر مین داخل ہوئی اور علی شیخ المشائخ کی روایت کا خلاصہ جو ازالۃ العنین مین مذکور ہی یہہ ہی کہ بلکہ اوسمین ہی یہہ ہی کہ اوّل حضرت سیدہ نے قسم کہائی کہ مین نہ اجازت دونگی اور نہ شیخین سے کلام کرونگی بعد اوسکی بسفارش حضرت امیر اجازت دی اور شیخین اندر داخل ہوئی تو اب مجیب لبیب کی خدمت مین التماس ہی کہ اگر زبیر وغیرہ کا حضرت زہرا کے گھر مین آنا باوجودیکہ وہ اہلسنت کی نزدیک اعاظم اہل اسلام اور عشرہ مبشرہ مین ہی مین بے ادبی نہین بلکہ بیدینی ہی قرار پائی تو اب بلحاظ ان روایات کے حضرت شیخین کے حضرت سیدہ کی پاس گھر مین داخل ہونی کی نسبت باوجود اسکی کہ حضرات شیعہ شیخین کے جناب مین کونسی بُرائی اور گستاخی ہی جو نہین کرتے حضرت مجیب منصف راویان ان روایات کے حق مین کونسا بیدینی کا مرتبہ ثابت فرمائینگے اور کس درجہ بیدین اونکو ٹھہرادینگے - اور کچہ ان روایات ہی پر منحصر نہین حضرات شیعہ تو معاذ اللہ حضرت سیدہ کی مجمع منافق و اہل نفاق و شقاق مین جانے بلکہ اونمین ہی ہر ایک کی دروازہ پر رہنے کی روایت کرتے ہین الفاظ روایت عنقریب ذکر کر آیا ہون دو چار ورق الٹ کر دیکہہ لیجیئے اور دیکہہ کر انصاف سے فرمایئے کہ یہہ روایت جو ازالۃ الخفا سے نقل فرمائی ہی بیدینی ہی یا یہہ روایات جو حضرات شیعہ نے روایت فرمائی ہین اگر آپنے اس روایت کو بنظر انصاف بیدینی فرمایا ہی تو انشاء اللہ تعالے ان روایات کو جو انکی اکابر علما نے نقل فرمائی ہین بعد ملاحظہ شرط انصاف و عدم عصبیت و حمیت لبیب و دور اندیش و دجالیت کی ساتہہ تعبیر فرمائینگے ہم تو کچہہ عرض نہین کر سکتے آپ اپنی انصاف سے جو چاہین فرمائین اور اگر روایات گذشتہ کا دیکہنا گران بار خاطر گرامی ہو تو بحمد اللہ تعالے میری متبع قاصر مین اور بہی روایات ہین بخوف طوالت صرف بستبسار سے جو اسوقت میری سامنی موجود ہی ایک روایت نقل کرتا ہون - باب الصلوٰۃ علی الجنازہ معہا امراۃ[۱] مین روایت ہی علی بن الحسین عن عبد الرحمن بن ابی نجران و سندی بن محمد و محمد ابن الولید جمیعا عن عاصم بن حمید عن یزید بن خلیفۃ[۲] قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام فسالہ رجل من القمیین فقال یا ابا عبد اللہ تصلی النساء علی الجنازہ قال فقال ابو عبد اللہ[۳] ان رسول اللہ

---

[۱] - یزید بن خلیفہ کہتا ہے کہ مین امام ابو عبد اللہ کے پاس تہا کہ اہل قم مین کے ایک شخص نے آپ سے سوال کیا

[۲] ای ابو عبد اللہ کیا عورتین بہی جنازہ کی نماز پڑہین امام ابو عبد اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ۳ نے - ۱۲ -

کان[۱] فیما ھدر دم المغیرۃ بن ابی العاص وحدث حدیثا طویلا وان زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ توفیت وان فاطمۃ خرجت فی نسائھا فصلت علی اختھا یہہ روایت حضرت سیدہ کی گہر سی نکلنی پر دلالت کرتے ہی اور صحیح ہو کہ یہہ نکلنا دوسری روایات استبصار سی ہی ناجایز فرمایا ہی عنہ عن العباس بن عامر عن ابی المغراء عن سماعۃ عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ[۲] انہ قال لیس ینبغی للمراۃ الشابۃ ان تخرج الی الجنازۃ تصلی علیھا الا ان تکون امراۃ قد دخلت فی السن - علی بن فضال عن محمد بن علی عن محمد بن یحیی عن غیاث بن ابراھیم عن ابی عبد اللہ[۳] قال الصلوۃ علی جنازۃ معھا امراۃ - علاوہ ازین وہ روایت جو حضرت کلینی نے حضرت بضعۃ المعصوم ام کلثوم کی نسبت فرمائی ہی کمال دینداری پر مبنی ہی وہ نہایت حیا اور دینداری سی اول خروج غصبت منا امام سے انکی نسبت روایت فرماتے ہین فی الواقع اہل سنت سی یہہ ہرگز ممکن نہین کہ ادنی مولوی سنی کے دختر کی نسبت ایسی فحش اور بازاری بات کہین چہ جائیکہ سیدہ مطہرہ کے جناب مین حاشا وکلا یہہ حضرات شیعہ ہی کی کمال شقاوت اور نہایت دلاروتسک ومحبت اہل بیت طاہرین ہی کہ اوسکی آڑ مین جو چاہتی ہین فرماتے ہین نہ خدا سی ڈرتی ہین نہ رسول سی شرم کرتے ہین خدا کرے یہی ذرا انصاف کی آنکھین کہولکر فرمائین کہ کوئی ادنے مجتہد یا مولوی شیعہ کے بیٹی کے نسبت کوئی شیعہ اونکی شاگرد یا نسی یا اونکی دوستون سے ہو ایسی کلمات جو آج آپکو بزرگ اہلبیت کی دشمنون کے جناب مین لکہتے ہوئے کہہ سکتا ہی للہ واللہ ثم للہ واللہ حضرت سیدہ کا ایسی مجمع مین شریف بیجا نام روایت کرنے کو شقاوت اور دلاروتسک سی تعبیر کرون یا انکی دربدر پہرنے کو شقاوت اور دلاروتسک کہون یا آپکے پاس ایسی لوگونکی آنے کو یا حضرات شیعہ کے اس مخمس بیانی کو عترت طاہرہ کی نسبت شقاوت اور دلاروتسک قرار دون ایک ہو تو عرض کرون ع دل ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہادہ ام انا للہ وانا الیہ راجعون - مگر غالبا یہہ دلسوزی محض بنا بالہ اہلسنت اس بنا پر ہی کہ حضرت سیدہ سلام اللہ علیہا اہلبیت مین معدود ومحسوب ہون اور حضرت کا دخل اہلبیت ہونا غالبا اسی روز سیاہ کی ایجی تسلیم

[۱] جسمین اونکی جنکا خون ہدر کردیا تہا سفیرہ بن ابی العاص تہا اور طویل قصہ بیان فرمایا اور کہا کہ زینب کے حضرت نبی کی صاحبزادی کی وفات پائی اور حضرت فاطمہ عورتونکی شامل تہین اور اپنی بہن کے جنازہ کے نماز پڑہی ہے ۱۲ [۲] امام ابو عبد اللہ سی مروی ہی کہ جوان عورت کو نماز جنازہ کی پیچہی نکلنی مگر یہہ کہ بہت بوڑہی عورت ہو ۱۲ [۳] ابو عبد اللہ سی مروی ہی کہ جس جنازہ کی ساتھ عورت ہو اوس پر نماز پہنی چاہیے ۱۲

کیا گیا ہی ورنہ اگر حسب فرمودہ صاحب شافی شارح کافی کلینی صاحب کنز العرفان دیکھا جاوی جسکی عبارت ہم
اوپر نقل کر آئی ہین تو اس تطویل کے کچھ حاجت نہین اور ان توجیہات کی کچھ ضرورت نہین کیونکہ جب حضرت سیدہ کا
اہلبیت مین معدود ہونا محتمل ہی بلکہ اگر اہل بیت مین معدود ہین تو مجازاً اور فی الحقیقت اہلبیت مین شامل
نہین تو پس قصہ ہی طی ہو چکا آپ کس موہ ہی بے ادبی اور بے دینی کا اعتراض فرمائینگے کیونکہ یہہ سب تصب
تو اسلیئے بنا رکھا تھا کہ آپ اہلبیت مین شمار کیجاتے نہین سو آپکی صاحب شافی اور صاحب کنز العرفان نے ایک
کرشمہ مین ہمارا عقدہ ہی حل کر دیا واقع مین یہہ کتابین ہم پاسمی نکلین **قولہ** اس عبارت (دا۱۱ا) کا مطلب
ہی وہ راستی و صدق نقل روایت جو صاحب تحفہ نے فرمائی ہی کہ حضرت زہرا ہم ازین نشست و برخاست
انہا مکدر و ناخوش بود الخ خوب و صحیح ہی جناب امیر کی نشست و برخاست سے جناب زہرا سعاذ اللہ ضرور
مکدر و ناخوش ہوئی ہونگی۔ **اقول** صاحب تحفہ قدس سرہ کی صدق و راستی نقل روایت مثل روز روشن
ظاہر و باہر ہی لیکن اسکا کیا علاج کہ آپنے شاید قسم کھا رکھی ہے کہ عبارت کی صحیح مطلب کو ہرگز فہم تک رسائی
نہ دینگے۔ پھر سر کیا کچھ حق یقین کا ادعا اور انصاف کا کیسا کچھ زعم ہے لیکن آپ بھی مجبور ہین
آپ کیا کرین جیسا کچھ صاحب تزہۃ و تشیید وغیرہ نے غلط صحیح فرما دیا آپنے اعتقاد کر لیا اور اگر ایسا نہ کرین
تو کیا کرین حضرت میر صاحب گستاخی معاف کجا ادین نشست و برخاست انہا کجا نشست و برخاست
جناب امیر اگر زیادہ نہین تو صرف اتنا ہی کسی طالب علم سے دریافت کر کے سمجھ لیجیئے کہ مجموع
من حیث المجموع کا حکم افراد من حیث الافراد کے حکم سے مباین اور مغائر ہوا کرتا ہے اسکی صدہا مثالین
عالم مین موجود ہین اگر ایک پتھر کو ہزار آدمی اوٹھا سکتے ہین تو ہر ایک ہرگز نہین اوٹھا سکتا
اور اگر ایک رسی بہت سے بالون سے بنی ہوئی سے ہاتھی کو باندھ سکتی ہین تو ایک بال سے
ہاتھی نہین بندھ سکتا علاوہ ازین جو حکم کسی قید خاص کے ساتھ مقید ہو اسکو محض اپنی
غلط خیال سے مطلق سمجھ کر معہ ضمانہ مخالف کے مقابل ہونا کسقدر خلاف عقل اور ناانصافی ہی
یہہ حضرات یہہ خیال نہین فرماتے کہ وہ قید جسکی ساتھ یہہ حکم مقید ہو رہا ہی۔ وہ علت اور دار
حکم ہے گویا فی الحقیقت حکم اوس حیثیت پر جو بمنزلہ وصف ہی دائر اور وارد ہو رہا ہی لیکن

چونکہ عموماً حیثیات و اوصاف توابع ہوتی ہین اور بدون وجود موصوفات کی وجود خارجی ہی معرا ہوتے
ہین اسلیئے ہو صوفات کا ذکر ضروری ہوتا ہی لیکن اوس کی یہہ سمجھنا کہ ذوات موصوفات کے
مطلقاً محکوم علیہا ہی طلبہ ایسا غوجی خوانان ہی بعید ہی پس اس اعتراض سے حضرت مجیب لبیب اور اونکے
اون بزرگوار ونکی جنہون نے تحفہ پر اس قسم کے اعتراضات کیی ہین کمال عقل و فہم اور انصاف و تحقیق حق
واضح ہوتے ہی مہذا حضرت مجیب کا ناخوشی تکلد حضرت زہرا سے جناب امیر کے ساتھہ اسقدر
استنکاف محض اپنی اکابر کے تصریحات کے ناواقفیت یا تجاہل کے وجہ سے ہے ورنہ حسب تصریح علماء
باطین قوم حضرت معصومہ کا جناب امیر کو (در دغ بر گردن راوی) جنین پردہ نشین تلطیح بجانات
سے تشبیہ دینا اور خانین درخانہ گریختہ کے مثل فرمانا کونسی خوشدلی پر اور صفائی طبع پر مبنی ہی اوپر ظاہر
اس مسالہ مین قرائن صاف طور پر دال ہین کہ جناب سیدہ اس نشست و برخاست سے مکدر ناخوش
تہین - قرینہ اول یہہ ہی کہ بعد تہدید حضرت عمر کے حضرت سیدہ نے مہاجرین و انصار مین سے
کسیکو دروازہ پر جاکر شکایت نہین فرمائی کہ لوگو عمر میرا گہر جلانا چاہتا ہے تعجب ہی کہ چند درخت
خرما کی بیچی تو (معاذ اللہ در دغ بر گردن راوی) یون مجمع مہاجرین و انصار مین فریاد و فغان
فرماوین اور اتنے بڑی امر کو سنکر اسطرح خاموش ہوکر بیٹہہ رہین دوسرے عمر سے سنکر آپنے اونکو
بطور اتمام حجت کی بہی کچہہ جواب نہ دیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی منشا تہا تقریر سے یہہ
کہ حضرت امیر وغیرہ کو یہہ ہی صلاح دی کہ جاؤ اپنی رائی آپ سوچو اور میرے پاس آکر صریح معلوم
ہوتا ہے کہ آپکا یہہ ہی مدعا تہا جو عمر رضی اللہ عنہ کی دہمکی کے پردہ مین ظاہر فرمایا اور بوجہ کمال انصاف
کی آپ اسکو بے پردہ نہین فرماتے تہین - پس حضرت مجیب خوب غور و تامل کے ساتھہ بنظر انصاف
ملاحظہ فرماوین اگرچہ انصاف کی امید تو نہین **قولہ** اس تناقض سے جو صاحب تحفہ کی عبارت
مین واقعہ ہی بخوف طوالت اغماض کرکے حضرت مجیب کے اقوال آتیہ کا جواب لکہتے ہین **اقول**
یہانتک مجیب لبیب نے جسقدر اعتراضات فرمائے اور اغماض نہین کیا اونمین حضرت کا مرتبہ علم
و انصاف و تحقیق حق واضح ہوچکا اگر بیان ہی کچہہ فرماتی تو بجز اسکی اور کیا تہا کہ ایک

دیہہ غلطی کا اور لگ جاتا لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اپنی لہین کچھہ سمجھکر ہی چپکی ہو رہی ہم تنی ہی انصاف کو شکر گذار ہین گو تناقض کا ہوتا اور بوجہ طوالت اغماض کرنا تہہ بدیا بیان فرماتے ہین **قال الفاضل المجیب** (قولہ) چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سے پڑا اور اقوال عترت بیشمار انکی مدائح مین وارد ہین - (اقول) کیون حضرت شروع مین خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کو الخ لکہنا اور بعد مین فقط لفظ صحابہ لیکہکر کتاب اللہ سے انکی فضائل کا مدعی ہونا کو کیا کہتی مین ہم تو بپاس ادب کچھہ کہہ نہین سکتی مگر آپ منصف ہین آپ ہی ارشاد فرمائین - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** سبحان اللہ ہماری مجیب لبیب عبارت کو دیکہتی ہین نہ مطلب سمجہتی ہین اور اعتراض فرمادیتی ہین - ای حضرت بندہ کی عبارت کو تو دیکہیے کہ کیا عرض کیا گیا ہی پہر اعتراض فرمایئے اب مین اپنی عبارت نقل کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور دیکہین کہ اوسپر اعتراض ہماری مجیب کا بجا ہی یا بیجا (لیکن ہیچ مدعی مظہم اختلاف کا یہہ ہی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین علے الخصوص خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اہلسنت تمام امت سے باعتبار مرتبہ اعلی و افضل اور ایمان مین اثبت و اکمل اعتقاد کرتے ہین چنانچہ کتاب اللہ فضائل صحابہ سے پڑا ہی اور اقوال عترت بیشمار انکی مدائح مین وارد ہین) یہہ عبارت ہی جسپر مجیب لبیب معترض ہین اور ناز کرکے فرماتے ہین کہ ہم بپاس ادب کچھہ نہین کہہ سکتی - حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ شروع مین خلفا ثلثہ رضہ کو لکہنا اگر اس سے مراد یہہ ہی کہ صرف خلفا ثلثہ رضہ کو لکہا اور عموما صحابہ کا ذکر نہین کیا تو محض غلط ہی شروع مین عموما صحابہ کی فضلیت کو ذکر کیا گیا ہی اور بعد اسکے ثانیا بطور تخصیص بعد تعمیم خلفا ثلثہ کو بوجہ غایت اہتمام کے ذکر کیا گیا ہے اور اگر حصر مراد نہین ہی تو صحیح ہی لیکن مفید نہین بلکہ اعتراض مہمل ہے اور اگر لفظ کرام سے آپ متردد و مشکک ہین تو کیا آپ باینہمہ مناظرہ دانی اتنا بہی نہین جانتی کہ اہلسنت کا مذہب جمیع صحابہ کے نسبت کیا ہی علاوہ اسکی اگر بالفرض شروع مین صحابہ کرام کا ذکر نہوتا اور صرف خلفا ثلثہ رضہ کا ہی ذکر ہوتا اور بعد اسکے لفظ صحابہ لیکہکر کتاب اللہ سے انکی فضائل کا دعوی کیا جاتا تاہم کچھہ حرج نہین تہا ورنہ حسب اصول اہلسنت کوئی اعتراض تہا کیونکہ جو فضائل کہ بحیثیت صحابیت اور مہاجریت اور

انصاریت وغیرہ کی بیان کی گئی خلفٔ ثلثہ رضی اللہ عنہم اجمعین فرد کامل ہین تو اونکی فضائل اوسمین بالاولی ثابت ہونگی مثلاً جناب امیر کا ذکر کرکے اگر فضائل اس بیت کا دعوی کیا جاوی تو کیا یہہ خیال ہو سکتا ہی کہ حضرت امیر کے فضیلت اس سے ثابت ہوگی حاشا وکلا بلکہ بالاولی آپکے فضائل ثابت ہونگی۔ ہم سے آپ کیا دریافت فرماتے ہین کسی بات انصاف سے پوچھہ لیجیئی آپ کو بتا دیگا کہ آپ کا اعتراض محض بے سمجھی اور ناانصافی کی وجہ سے ہے **قولہ** بیا عرض ہوچکا ہی کہ صحابہ کرام کے فضیلت سے انکار نہین بلکہ صحابہ کا فضیلت مین گفتگو ہی جیسا کہ قرآن شریف سے فضائل ثابت ہین ایسی ہی دلائم و رزائل بھی ثابت ہین چنانچہ بطور نمونہ ایک آیت لکھی گئی۔ **اقول** دہین یہہ بھی عرض کیا جا چکا ہی کہ جسے خصوص اکابر قوم صحابہ کرام کا وجود عنقا صفت محض فرضی اور ادعائی ہے پس آپکا یہہ فرمانا حضرت بجا غماض تعریف کہاں تک اپنی علمارکی اور اگر آپ مدعی ہین تو بسم اللہ ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو۔ تشریف لائیے اور اپنی اصول پر جن صحابہ کو کرام سمجھتے ہین کتاب اللہ سے اونکا کرام ہونا ثابت فرمائیگی۔ جبکہ صحابہ کی قرآن شریف سے فضائل بھی ثابت ہین اور رزائل بھی ثابت ہین تو کیا خداوند تعالے کو معاذ اللہ سہو واقع ہوا تھا یا بداء واقع ہوا جو اس اختلاف فاحش کا سبب ہوا یا یہہ کہ فضائل عثمان جامع القرآن نے اضافہ کردیئی اور اگر یہہ عرض ہی کہ بعض کے فضائل اور بعض آخر کے فضائل اور رزائل مذکور ہین تو برای خدا ذرا تعیین تو کیجیئی اور اپنی مقبولین سے کو غیر مقبولین سے تمیز تو دیجیئی حق یہہ ہی کہ قرآن شریف مین حق تعالی شانہ نے عموماً صحابہ کرام کے مدح دینوی و اخروی بیان فرمائی اور نہ خداوند تعالی ہو لاحق اوسکو بداء واقع ہوا اور نہ کسی قرآن مین کمی بیشی کی اور خداوند تعالی نے اونکی معاصی کے مغفرت کا وعدہ فرمایا جو اونکے گناہ ہین وہ معفو اور جسقدر معاصی ہین وہ مغفور ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور جو آیت بطور نمونہ لکھی ہی اوسکی نسبت بھی ظاہر کردیا گیا کہ جس دعوی کے ثبوت مین یہہ نمونہ پیش کیا تھا نے بحقیقت اوسکی یہی نمونہ نہین بلکہ حضرت کی علم وفہم اور انصاف و تحقیق حق کا ایک عمدہ نمونہ ہی **قولہ** شان خلفٔ ثلثہ کی شان مین

جیساکہ آپ خصوصیت کی ساتھہ انکی فضلیت کے مدعی و معتقد ہین ایک ہی آیت لکھیی اقول
اسمین بھی مجیب لبیب ہی کو انشاء اللہ تعالے زیادہ دقت پیش آئیگی۔ حضرت بہی تو خصوصیت
کی ساتھہ جناب امیر کی فضلیت کے مدعی و معتقد ہین بلکہ رسل اولوالعزم سے بہی افضل سمجھتے ہین
چنانچہ سابقا ثابت کرچکا ہون تو آپ اسکی ثبوت کے لیی ایک ہی آیت تحریر فرما دیجیئی
اور اگر آپ ہم سے اول اسکے طالب ہین تو لیجیئی ہم ہی گذارش کرتے ہین لیکن یاد رہی کہ اسیطرح
اپنی دعوی کی بہی ثبوت دینا ہوگا۔ اب سنیئی کہ سورہ نور مین خداوند تعالی شانہ
فرماتا ہی۔ ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین
فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم ط باتفاق اہل
سنت و شیعہ یہہ آیت شریفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے شان مین نازل ہوئی کہ آپنے قصہ افک مین مسطح
بن اثاثہ پر بوجہ اسکے کہ اونسے بہی اسمین کچہہ شرکت و گفتگو پائی گئی تہی انفاق ترک فرمادیا تہا
یہہ آیت نصاً ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضلیت کو ثابت کرتے ہی۔ دوسرے سورہ واللیل مین حق تعالے
نے ارشاد فرمایا۔ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی یہہ آیت بہی حضرت ابوبکر کے شان مین
نازل ہوئی تفسیر مجمع البیان مین جو اسوقت میری سامنے موجود ہی لکہا ہی۔ وعن ابن الزبیر
قال ان الایۃ نزلت فی ابوبکر لانہ اشتری سبعۃ مماليك الذین اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرۃ وغیرہما
فاعتقہم والاولی ان یکون الایات محمولۃ علی عمومہا فی کل من یعطی حق اللہ من مالہ
وکل من یمنع حقہ سبحانہ اور دوسری جگہ ارشاد ہوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تو جب ابوبکر اتقی ہوئی تو عند اللہ
اکرم افضل بہی ہوئی۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ہم المتقون تفسیر مجمع البیان مین ہے
قیل الذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر۔ ظاہر ہی کہ اسجگہ حضرت ابوبکر رض کے

---

۱ اور قسم کہا نہ جائین بڑائی والے اور گنجایش والے اپنے قرابتیون کو اور مسکینون کو اور مہاجرون کو اور ملنا نہین چہوڑنا چاہیئی والون کو اللہ کے راہ مین
اور چاہیئی کہ معاف کرین اور درگذرین کیا تم نہین چاہتے کہ بخشے تمکو اللہ تعالی اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان ہی ۲ اور بچا دیگی اوسسے بڑی
پرہیزگار کو جو دیتا ہی اپنا مال پاک ہونے کو ۳ ابن الزبیر سے روایت کی ہی کہ یہہ آیت ابوبکر کے شان مین نازل ہوئی کیونکہ اونہون نے وہ
غلام جو مسلمان ہوگئے تہے اپنا مال خرچ کرکے خرید کر آزاد کیئے تہے ۴ اور یہہ آیت اگرچہ اپنی عموم پر ہر ایک اوس شخص کے حق مین
جو ایسا کرے شامل ہی لیکن ۵ بیشک خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہی جو تم مین
زیادہ پرہیزگار ہے ۶ جو سچ لیکر آیا اوسسے مراد رسول ہین اور جسنے تصدیق کی ابوبکر ہین ۱۲

تخصیص کے بجز اسکی اور کوئی وجہ نہین کہ آپ اس باب مین فرد کامل تھے اسے سبب ہی آپکا لقب صدیق قرار پایا جسکو حضرات ائمہ نے بھی بیان فرمایا - علاوہ اسکی آیت اشداء علی الکفار - خاص خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی صفت ہی اور اسکا مصداق جنگ یمامہ کے قصہ مین درباب سہیرا ن بھی حضرات شیعہ نے بھی تسلیم فرما لیا ہی علاوہ ان سب کے آیت استخلاف واضح طور پر خلفا رضی اللہ عنہم کے فضیلت کو ثابت کر رہی ہی علاوہ ان کے اور بہت سی آیتین پیشتر گذارش کر چکا ہون برائے خدا انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین قرآن کے تحریف کے درپے نہون آئندہ آپکو اختیار ہی

قولہ اقوال عترت جو بیشمار تحریر فرماتے ہین معلوم نہین کہ اس سے آپکی کیا مراد ہی اگر مقبولہ خود مراد ہے تو وہ خصم پر حجت نہین -

اقول اگر اقوال عترت مقبولہ خود مراد ہون تاہم مطلقاً یہہ فرمانا کہ خصم پر حجت نہین آپکی اپنے بزرگون کے اقوال کی ناواقفیت کی دلیل ہی بیشک عدم حجت اسوقت ہی جبکہ غیر مسلمہ خصم ہون اور جبکہ خصم انکو تسلیم کرتے ہون تو اگرچہ مقبولہ خود ہون خصم پر حجت ہونگی اب سنیے علامہ عبد الرزاق لاہجی نے گوہر مراد مین صحت روایات اہل سنت کی تصریح فرمائی ہی وہ تحریر فرماتے ہین کہ اہل انصاف در فرقہ سنیان محدثین ایشانند کہ ہرچہ از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ بایشان رسید بے کم و کاست روایت می نمایند انتہی ملخصاً عن الازعام - پس جبکہ خصم نے صحت روایات خصم تسلیم کر لیا تو کیا وجہ کہ اوسپر حجت نہون -

قولہ اور اگر متفق علیہ امور میں تو سب ہی جہان بین کے بعد آپکی علمے ہماری کتابون ہی بزعم خود کل نقول نقل کیے ہین جیساکہ آیات بینات والے اپنی رسالہ مین لکھتے ہین ہر ایک کا جواب اپنی محل پر دیا گیا ہی پس آپکا انکو اقوال بیشمار لکھنا مبالغہ شاعرانہ ہی -

اقول حضرت میر صاحب آپ انہین کھولکر دیکھیے کہ بحول اللہ تعالے علماے اہل سنت نے کیا کچھ کیا باوجودیکہ آپکی علمے نے اپنی تمام عمر اخفاے محامد و فضائل صحابہ اور بث مثالب و مطاعن مین صرف کردی تو ایسی حالت مین ایسے ایک قول کا ملنا جو صحابہ کے فضائل پر دلالت کرے عجائبات قدرت الٰہی سے ہی جیکہ خوارج کی کتابون مین فضائل و محامد حضرت امیر رضہ کا پایا جانا نہایت مستبعد اور کرامت جناب امیر ہے چہ جائیکہ حسب اعتراف سامی نو

صحت روایات اہل سنت مسلم بتصریح گوہر مراد لاہجی

قول یا فعل جاوین ائمہ کا ایک حکم بھی واجب التسلیم ہی اور جب نو مرتبہ ایک حکم فرماوین تو افسوس
کہ علمائے شیعہ اوسمین اونکی تکذیب فرماوین اور اون اقوال کی تحریف کرین یا انہیمہ یہہ تعداد حسب
اعتراف مجیب لبیب ہی ورنہ فی الحقیقت اقوال مشہار شیعہ کی کتب ہی نکل سکتی ہین چنانچہ اس عاجز نے
ابحاث سابقہ مین ایک موقع پر (۳۳) اقوال نقل کیے جو صحابہ کی فضائل پر عموماً یا خصوصاً دلالت کرتے ہین
حالانکہ کتب موجودہ کا بھی پوری طرح سے بوجہ قلت فراغ تتبع نہین ہوسکا اگر سامان کتب کافی
موجود ہو اور فراغت ہو اور حسب طریقہ علمائے شیعہ انجمن کے طور پر اس کام کو بلسنت بھی کرین۔ تو
اوسوقت حضرت مجیب کو معلوم ہو۔ اسوقت ایک حدیث طویل کافی کے ذہن مین ہی لیکن خوف
تطویل اجازت نہین دیتی لیکن مختصراً حوالہ دیتا ہون کہ فروع کافی کے باب من یجب علیہ الجہاد ومن
لا یجب مین علی بن ابراہیم عن ابیہ عن بکیر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمر الزبیری
عن ابی عبد اللہ قال قلت لجعفر بن عز الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ ہو یقوم لا یحل الا لہم الخ
روایت ہی اوسکو ملاحظہ فرمائیے اور غور کیجیے کہ کسطرح خلف ثلثہ رضہ کے استحقاق امامت کو ثابت کرتی ہے
اور مہاجرین کی رفاقت کو حضرت صہ کے ساتھ وصحبت کرتے ہی اور یہہ کہ ان حضرات نے باجازت
خداوند تعالے کسریٰ قیصر پر جہاد کیا اور کفار پر شدید اور مسلمانون پر رحیم تھے اور یہانتک خلوص دل سے
عبادت خداوند تعالے کی کہ حق تعالے نے ان کی تعریف توریت وانجیل مین ہی نازل فرمائی۔ غرض
اس حدیث ہی صلاح حال وآل خلفا رضی اللہ عنہم ثابت ہوئی چنانچہ مفصل یہہ روایت عنقریب
ثبوت خلافت مین ہم بیان کرین گے اور علی بن القیاس روایت غوالی اللآلی ابن جمہور ودیگر مفسرین امامیہ کے
اسیران بدر کے معاملہ مین جب حضرت نے مشورہ فرمایا تو ابوبکر صدیق رضہ نے اخذ فدیہ کا مشورہ دیا اور عمر فاروق رضہ
نے قتل کے رائے دی تو آپنے فرمایا مثلک یا ابا بکر مثل ابراہیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی

لہ یہہ تمام روایت اور اسکا ترجمہ بحث اثبات خلافت مین مذکور ہی۔ لہ اے ابوبکر تمہیری کہاوت ابراہیم کے ہی کہ اونہی کہا
جس نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہی اور جس نے میری نافرمانی کی تو بخشش والا مہربان ہی اور اے عمر تیری
مثل نوح کی ہی جبکہ اونہنے کہا اے پروردگار زمین پر کوئی کافر بسنے والا نہ رہے۔

فانك غفور رحيم ومثلك يا عم مثل نوح اذ قال رب لا تذر على الارض من
الكافرين ديارا اس جگہ عبارت فخر رازی امامیہ کی منتہی الکلام سے نقل کرتا ہون - روایت ہے کہ در روز بدر
ہفتاد تن اسیر گرفتہ بودند از آن جملہ عباس و عقیل بودند حضرت رسالت صلی اللہ در باب ایشان باصحاب
مشورہ فرمود ابو بکر گفت کہ اکابر اصاغر این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت فدا کار
بدہند باشد کہ روزی بدولت ہدایت برسند و حالا عدد و مدد مسلمانان زیادہ شود عمر گفت یا رسول اللہ
اینان تکذیب کردند تو را دبیرون کردند اینہا ائمہ کفر اند ہمہ را بفرما تا گردن زنند - و مگذار ایشان فدا را
عقیل بعلی سپارد و عباس را بحمزہ و فلان را بمن تا گردن زنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ حق
سبحانہ و تعالے دلہای مردم را آگاہ است کہ نرم میسازد بر تر کہ نرم تر از شیر است و دیگر دلہا میباشد کہ
سخت تر از سنگ مثل تو ای ابا بکر ہمان مثل ابراہیم علیہ السلام ست کہ گفت فمن تبعنی فانہ منی و
من عصانی فانک غفور رحیم و مثل تو ای عمر ہمچو مثل نوح ست و قتیکہ گفت رب لا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا و این وحالت کہ نرمی و سختی ست کہ از انبیاء صادر میشود بحسب مقام و مقتضاء وقت خوب ست
چہ بعضی از کفار ہستند کہ بسیار شدید اند در کفر و ایمان از ایشان متوقع نیست و نہ از اعقاب ایشان آنجا
استیصال مناسب ست و دل سختی و اگر بخلاف ست نرمی و خوشخوئی بعد ازین حضرت صلعم فرمود اصحاب را
اگر خواہید بکشید و اگر خواہید بستانید ایشان بیت را اختیار کردند - پس جناب مجیب کا لفظ بیشمار کو
مبالغہ شاعرانہ سمجھنا محض بوجہ ناواقفیت اپنی کتب کی ہی وبس **قولہ** یعنی خلفاء ثلثہ کے
شانمین ان نومین سے بھی بعض ہین - **اقول** حضرت مجیب شاید ان اقوال کو جو عموماً مناقب
صحابہ کرام مین وارد ہوئی ہین بوجہ کمال دین و دیانت و علم و فراست خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
کی شانمین نہین سمجھتے کہ لفظ بعض اطلاق فرماتے ہین حالانکہ یہہ غلط ہے کیونکہ جو قول عموماً صحابہ کے
منقبت پر دلالت کریگا خلفاء ثلثہ رضوانہ اللہ علیہم اجمعین اول درجہ اسکے مصداق ہونگے - **قال**
الفاضل المجیب - قولہ - اور شیعہ انکو خلاف ثقلین بد تر از کفار و منافقین جانتے
ہین (نعوذ باللہ من ذلک) **اقول** - اپکی اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ

شیعہ صحابہ کرام کو ایسا جانتے ہین - یہہ محض افترا ہی حاشا وکلا کہ شیعہ کا یہہ اعتقاد ہو **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** جناب مجیب کے اس جرأت کو آفرین اور اس ہمت پر شاباش نہ اپنی کتابین دیکھین نہ اپنے علماء کی شہادتین سنین بیچارے صحابہ کس گنتی مین ہین آپکے بزرگوارون نے تو انبیاء و ائمہ کو بھی کفر و خیانت سے نچھوڑا اور صحابہ مین سے تو فسق و کفر و نفاق و ارتداد سے شاید ہی کوئی بچا ہو تو شاید کرام کی تسلیم علی سبیل الفرض ہو گی پس اہلسنت کا افترا کہنا طرفہ تماشا ہی - یہہ وصف تو گستاخی معاف جناب کی ہی اکابرین پایا جاتا ہے کہ ائمہ پر افترا کرتے ہی بہتان باندھتے ہی جھوٹی روائتین بنا کر انکی طرف سے شائع کرتے ہی اور حضرت کی کتابون مین یہہ بھی موجود ہی - الشیعۃ کانوا یکذبون علی الائمۃ وھم قد تا دوا منھم علی ما ذکرہ الکلینی فی الکافی عن ابی عبد اللہ الفقاعی باینہمہ اگر شیعہ کا یہہ اعتقاد نہین ہی اور صحابہ کرام کو کرام جانتی ہین اور اور اپنی بزرگوارون کے جنہون نے کرام ہونے سے صحابہ کو خارج کیا ہی تکذیب کرتے ہین تو مرحبا بالوفاق وحبذا الاتفاق - **قولہ** ہان جنکا نفاق انکی نزدیک ثابت ہی اور روایات اہل سنت سے اسکی مساعدت کرتے ہین انکو ہی ایسا سمجھتے ہین کل کو ایسی گول مول بات لکھے اور سبکو خلط ملط کرنا انصاف سے بعید ہی **اقول** وہ منافقین کہ جنکا نفاق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت ہی اہلسنت کی نزدیک ہرگز عداد صحابہ مین معدود نہین اہلسنت کی نزدیک صحابیت کی واسطی ایمان خاتمہ تک ہونا شرط ہی حاشا وکلا کہ اہلسنت کی روائتین نفاق صحابہ کی مساعدت کرتی ہون لیکن ان حضرات شیعہ کے روایات صحابہ کرام کے ارتداد و نفاق کو صاف صاف بیان کرتے ہین پس حقیقت مین خلط ملط آپکی بزرگان دین نے اپنی روایات مین فرما رکھا ہی نہ ہمنی - **قولہ** یہہ کب ممکن ہی کہ شیعہ خلاف ثقلین کہ جن حضرات اہلسنت سے اسی امر مین تو مخالفت و جھگڑہ ہی **اقول** حضرت میر صاحب یہہ محض تم بکا اور آپکی بزرگون کا زبانی دعوی ہے تشیع کو اور اتباع ثقلین کو کیا علاقہ شیعیت تو اتباع ہشام بن الحکم اور ہشام بن سالم اور میثمی اور زرارہ اور سالم بن ابی حفصہ اور ابو الجارود اور ابو بصیر

ا؎ شیعہ ائمہ پر جھوٹی باتین تھوپتی ہی - اور ائمہ شیعون سے اذیت پاتے ہی -

وغیرہ کے دین کا اتباع ہی آپ جدیات کو چھوڑیئے اور اپنی کتابوں سے اس امر کی تحقیق فرمائیے اگر انصاف سے دیکھیئے گا تو معلوم کیجیئے گا کہ یہہ طریقہ ان ہی حضرات کا اور ان کے بزرگوں کا ایجاد و اختراع ہی کہ ہمیشہ تراش تراش کر اور اور بنا کر ائمہ رضی اللہ عنہم کی طرف نسبت کرتے تھے اور ائمہ انکی تکذیب فرماتے تھے کسی پر لعنت فرماتے تھے کسی کو شر من الیہود والنصاری فرماتے تھے پس جو طریقہ ایسی بزرگوار دن کے توسط سے لیا جائیگا وہ ہرگز ثقلین کے مطابق نہیں ہوگا تعجب یہہ ہی کہ شیعہ نے ان حضرات کی درایات و روایات کو بطاعن صحابہ بمقدمہ امامت میں تو پیشوا قرار دی رکھا ہی کیا وجہ ہی کہ آلہبات میں انکی روایات و درایات کو قبول نکیا چونکہ ان حضرات کا کسیقدر حال بعہ روایات سابق میں ہی بیان کر چکا ہون اسلیئے اس موقع پر اسی قدر قلیل پر اکتفا کر کر حضرات شیعہ نے جو خلاف ثقلین اپنی اصول و فروع میں کیا ہی اوسکو نقل کرتا ہون - (۱) وجوب معرفت خدا تعالے عقلاً ہی حالانکہ یہہ ثقلین کے مخالف ہی کتاب اللہ - ان الحکم الا للہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذلک الدین القیم - یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید عترت - روی الکلینی عن ابی عبد اللہ ع انہ قال لیس للہ علی خلقہ ان یعرفوہ والخلق علی اللہ ان یعرفہم (۲) اکابر شیعہ مثل زرارہ بن اعین اور بکیر بن اعین اور سلیمان بن جعفری اور محمد بن مسلم کا عقیدہ ہی کہ خدا تعالے ازل میں نہ عالم تھا نہ سمیع نہ بصیر یہہ صریح مخالف ثقلین ہے (۳) اتباع صاحب الطاق و بعض اثنا عشری کہتے ہیں کہ خدا تعالے بعض اشیاء کو قبل وجود نہیں جانتا چنانچہ شیخ مفید اور صاحب کنز العرفان اسکا قائل ہی کہ تعلیقات سے قبل وجود خدا تعالے جاہل ہے اور یہہ بالکل خلاف ثقلین ہے (۴) ابو جعفر طوسی اور شریف مرتضی کہتے ہیں کہ خدا تعالے عین مقدور بندہ پر قادر نہیں یہہ کسطرح موافق ثقلین ہے (۵) شیعہ اعتقاد کرتے ہیں کہ کلام اللہ میں صحابہ نے تحریف کی اور یہہ عقیدہ بالکل مخالف کتاب اللہ و عترت کے ہی (۶) کہتے ہیں کہ معاذ اللہ خدا تعالے کو بداء واقع ہوتا ہی اور یہہ صریح مخالف ثقلین ہی (۷) اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالے غیر شیعہ کے ضلالت اور گمراہی پر راضی ہی اور یہہ مخالف ثقلین ہی (۸) اعتقاد رکھتے ہیں کہ

حضرات شیعہ اصول و فروع میں ثقلین کے مخالف ہیں

۱؎ نہیں ہی مگر کہ ماسوا اللہ تعالے کی - خبردار اسکی کی حکم ہی - جو چاہتا ہی کرتا ہی - اور جو قصد کرتا ہی حکم کرتا ہی - ۲؎ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہی وہ فرماتے ہیں کہ خدا کو یہی مخلوق پر لازم نہیں ہی کہ وہ اوسکو پہچانے اور مخلوق کے لیے خدا پر واجب ہی کہ وہ انکو پہچنوائی - ۱۲ -

خدا تعالے محکوم عقل کا ہی اور بحکم عقل بہت سی چیزین خدا تعالی پر واجب ہین (۹) اعتقاد رکھتی ہین کہ بندہ بلکہ تمام طیور و بہائم و حیوانات اپنی اپنی افعال کے خالق ہین اور خدا تعالے کو انکی افعال مین کچھہ دخل نہین اور یہہ عقیدہ مخالف ثقلین کے ہی (۱۰) اعتقاد رکھتی ہین کہ ائمہ تمام انبیا اور رسل سے عند اللہ افضل ہین مگر رسول اللہ صلی اللہ سے اور یہہ عقیدہ ثقلین کے مخالف ہی۔ (۱۱) اعتقاد رکھتی ہین کہ انبیا اور ملائکہ کی پیدائش بطفیل حضرت علی کے ہی اگر حق تعالے حضرت علی کو پیدا نکرتا تو انبیا اور ملائکہ اور جنت کو پیدا نکرتا اور یہہ مخالف عقل و نقل ہے (۱۲) اعتقاد رکھتی ہین کہ خدا تعالے نے انبیا سے اور ملائکہ سے ائمہ کی ولایت اور انکی اطاعت کا میثاق لیا۔ (۱۳) اعتقاد رکھتی ہین کہ انبیا ائمہ کے انوار سے اقتباس کرتے تہی (۱۴) اعتقاد رکھتی ہین کہ قیامت مین تمام انبیا حضرت علی کے محتاج ہونگے۔ (۱۵) اکابر امامیہ انبیا سے صدور کفر و فسوق تک بکثیرہ روایت کرتے ہین۔ (۱۶) کہتے ہین کہ جبکہ خداوند تعالے نے انبیا سے میثاق لیا تو حضرت آدمؑ نے انکار کر دیا (۱۷) کہتی ہین کہ بعض رسل نے رسالت سے عذر کیا اور استعفا دیا۔ (۱۸) کہتی ہین کہ بعض مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیوجہ سے وحی کو رد کیا اور تبلیغ احکام سے تقاعد کیا (۱۹) اعتقاد رکھتی ہین کہ ائمہ اور انکی اعدا قبل قیامت زندہ کیے جانینگی جسکو رجعت سے تعبیر کرتے ہین۔ (۲۰) اعتقاد رکھتی ہین کہ امامیہ مین سے کسیکو معصیت صغیرہ و کبیرہ پر عذاب نہوگا (۲۱) مذی اور ودی اور آب استنجا کو پاک قرار دیتی ہین (۲۲) شراب کو ابن عقیل وغیرہ نے طہارت کا حکم دیا ہی (۲۳) کہتی ہین کہ اگر حسین عورت کو حالت نماز مین بغل مین لیوے یہانتک کہ خیر شرمگاہ منتشر رہو اور سر ذکر کو محاذی سوراخ عورت کے کرے اور مذی ہی بہکر گھٹنون تک پہونچی تاہم نماز جائز ہے (۲۴) بعضی فرماتے ہین کہ نماز مین اکل و شرب مفسد نہین (۲۵) کہتی ہین کہ بعض سوتین پڑھنی سے نماز فاسد ہوجاتے ہی (۲۶) پانی مین غوطہ لگانی کو مفسد صوم فرماتے ہین (۲۷) کہتی ہین کہ احتلام سے روزہ فاسد نہین ہوتا (۲۸) لونڈیون کے فروج کو عاریۃ دینا جائز فرماتے ہین (۲۹) عورت منکوحہ اور مملوکہ اور مانگی ہوئی اور وقف

کی ہوئی اور امانت رکھی ہوئی اور متعہ کے ساتھ لواطت کو جائز فرماتی ہین (۳۴) متعہ دوریہ کو جائز قرار دیتی ہین اور اسکی صورت یہہ ہی ہیت سی مرد ایک عورت کی ساتھ متعہ کرین اور دور دو نوبت مقرر کرلین کہ ہر ایک شخص اپنی نوبت مین جماع کری علی ہذا القیاس بہت سی ابواب فقہ کی مسائل کثیرہ ہین مشتی نمونہ از خروارے قطرہ نمونہ از بحار نہایت تلخیص و اختصار کے ساتھ صواقع و تحفہ وغیرہ سے نقل کردیی جناب مجیب غور فرماوین اور سوچین کہ ثقلین کا اتباع اسیکا نام ہے باقی رہا نفس کلام اللہ کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہی وہ آیندہ کتاب اللہ کی بحث مین ذکر کیا جائیگا جناب مجیب اگر زیادہ تفصیل چاہینگی تو ہم تفصیل کے واسطے بھی حاضر ہین بعد اسکی اب یہہ امر واضح ہوگیا کہ جو جملہ مجیب لبیب نے تحریر فرمایا (اہلسنت سے اسی امر مین تو مخالفت و جھگڑہ ہی نہایت صحیح ہی

قال الفاضل المجیب - قولہ - سلیمی حضرات شیعہ کی جہانتک دسترس ہی اطال فضائل اور اظہار مطاعن مین بجد و جہد ساعی ہین - اقول - بے شک جنکی فضائل کتاب اللہ و اقوال عترت سی ہرگز ثابت نہین اور اہلسنت خواہ مخواہ فضائل انکی ذمہ لگاتی ہین اور وہ مطاعن جو شہرت از ماہ افتادہ ہین کہ چھپائے سی نہین چھپ سکتی چھپانا چاہتی ہین ان فضائل کے باطل اور ان مطاعن کے اظہار مین ہم کوشش کرتے ہین تاکہ امر حق ظاہر ہو **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** بحول اللہ و قوتہ گذشتہ ابحاث مین مناقب و محامد صحابہ کرام کا اثبات کتاب اللہ سے ہی اور اقوال ائمہ سی بھی مختصراً کیا گیا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجیب لبیب تسلیم فرماتے ہین یا برخلاف تحریر خود فضائل ثابتہ کو باطل فرماتے ہین بڑے مطاعن جناب مجیب نے دو ذکر فرمائی تھے انقضاض عن صلوۃ الجمعہ اور تخلف عن بیعۃ الصدیق سو بحمد اللہ انکا بھی قلع و استیصال واجبی کیا جاچکا ہی پس حضرات شیعہ برخلاف شہادات کتاب اللہ و ارشادات ائمہ فضائل صحابہ کی ماہتاب کو شہاب خاک سی چھپانا چاہتی ہین اور انکی انوار اپنی مونہون سے بجھانا چاہتی ہین اور زبردستی اپنی ترا شی ہوئی ذمائم کے نجاسات سی انکی دامنہائی مطہرہ کو ملوث کرنا چاہتی ہین اور جن صحابہ کو کرام و عظم کر رکھا ہی انکو بھی توسہام ملامت سی خالی نہین چھوڑتے ہین - با این ہمہ صدق متشیعین

باوجود ارتداد صحابہ کے خصال مین یہہ بھی فرماتے ہین کہ بارہ ہزار صحابہ ایسی تھی جو کوئی اونمین سے
جبری اور قدری اور حروری نہ تہا رات دن خدا کی خوف سے رویا کرتے تھی دو ہزار انصار تھی
اور آٹھہ ہزار مہاجر تھی اور دو ہزار وہ تھی جو ہنگام فتح مکہ اسلام لائی تھی۔ پس کیا ان بارہ ہزار کے
فضائل خواہ مخواہ اہلسنت ہی انکی ذمہ لگاتے ہین اور انکی مطاعن جو شت از بام ہین اہلسنت
ہی چہپاتے ہین۔ یا یہہ انکی فضائل کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین
معاذ اللہ اگر بفرض محال یہہ ہی امر حق قرار پاوی جسکی دربے حضرات شیعہ ہین تو نہ خدا کی خدائی باقی
رہتی ہی نہ رسل کے رسالت نہ انبیاء کی نبوت نہ ائمہ کی امامت نہ اہلبیت کی حرمت نہ صحابہ کی صحابیت
پہر سر امر حق کے اظہار کے سعی کا دعوی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ربنا افتح بیننا وبین
قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ چونکہ مقدمہ
اختلاف خلافت بھی اسی اصل سے ناشی ہے اور حضرات شیعہ کو اتنی بڑی فضیلت بہتبار
اپنی اصول مذہب کے کب گوارا تھی اگرچہ ثقلین اوسکی ثبوت کرتے ہین اسلئے خلافت کی
اصول و شروط ایسی وضع فرمائی کہ جنکی مراعات سے مدعا حاصل ہوا اور ابطال استحقاق خلافت اپنی زعم مین
ہوجاوی (اقول) یہہ اصل ہی در اصل بجا ہی خود نہین جیسا کہ پہلے گذارش ہوا کہ کل صحابہ ایسے نہی تہے حتی کہ آپکو خاتم المحدثین
بعض کے شانمین صاحب خیانت و شرارت و پیشہ مردود ان جناب آپہی تحریر فرماتے ہین **یقول العبد الفقیر**
الی مولاہ اس اصل کا در اصل بجا ہی خود ہونا سابقا اپنی موقع پر مشروحا بیان کیا جا چکا ہی حاجت اعادہ نہین ہی جگہ اگر
کسی جدید عنوان سے مجیب لبیب اسکا اعادہ فرماتی تو تعقب کیا جاتا اور خاتم المحدثین کے کلمات کی نسبت ہی فصلا گذر ہو چکا ہی لیکن یہہ جگہ
ہی بقدر عرض ہے کہ خاتم المحدثین نے صحابہ کے حق مین یہہ لفظ نہین لکھے خصوصا لفظ مردود ان جناب آپہی ہرگز صحابہ کے حق مین نہین لکھا یہہ محض آپکا
یا مجیب تخیر کا افترا ہی اور بالفرض اگر صحابہ کے حق مین لکھا ہی تو بطور الزام نقل مذہب شیعہ کے لکھا ہی و بس اور جناب مجیب نے
جو یہہ جملہ تحریر فرمایا۔ (کل صحابہ ایسے تھی) اگر مراد اس سے سلب کلی ہے تو البتہ کہا جا سکتا ہی
کہ یہہ ایک جملہ ہی جو انصاف و راستی و صدق ہی باعتبار اپنی روایات و اصول مذہب کے سرزد ہوا ہی اور اگر کل
مجموعی کی طرف نفی راجع ہی تو خلاف نصوص و روایات ہی۔ چنانچہ بارہا اس غلطی پر متنبہ کیا جا چکا ہی

اور نیز اچھا ہونا مرتبہ تشکیک میں ہے اگر اس سے یہہ مراد ہے کہ معصوم نہ تھی اور شیعہ جیسا ائمہ کو انبیاء سے بھی برتر اور بہتر فرماتے ہیں ایسی نہ تھی تو صحیح و مسلّم نہ معصوم تھی اور نہ انبیاء سے بہتر بلکہ مساوی بھی نہ تھی اور اگر اچھی نہ ہونے سے یہہ مراد ہے کہ مرتد اور غاصب حق خلافت و فدک اور غیر دین اور محرف کلام رب العالمین تھی تو غلط اور کذب و افترا اور دسادس و تخیلات حضرات شیعہ سے ناشی ہے

قولہ ہاں یہہ فرمایئے کہ مقدمہ خلافت ہے وہ مقدمہ ہے کہ جس سے صحابہ کی فضائل و زائل ہر گز نہیں ثابت ہوتے ہیں

اقول - یہہ حصر بالکل غلط اور باطل ہے فضائل و زائل صحابہ کے پر کہی جانے کے صدہا عقبات اور ہزارہا مراحل زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قطع ہو چکی اور انواع انواع کے تکلیفات میں آزمائشیں ہو چکی اور طرح طرح کے صدمات میں استحان ہو چکا اول جب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور دعوت شروع فرمائی اور کفار رادہ فساد و ایذا رسانی ہوئی جن لوگوں نے اسوقت حضرت کی تصدیق فرمائی اور حضرت پر ایمان لائی اور کفار کی ایذائیں سہی اور کبھی اپنی مال و جان و آبرو کا پاس نہیں کیا علی الاعلان بے خوف و خطر آوازہ دعوت اسلام کو بلند رکھا چنانچہ بہت سے اکابر قریش اسی دعوت کی وجہ سے مشرف بایمان ہوئی اور بہت سے غلاموں کو جو ایمان لائی تھی اور کفار کے پنجہ تکلیف میں گرفتار تھے اپنی خالص مال سے خرید کر آزاد کیا اور کفار کی تکلیف دہی سے انکو رہائی دلوائی - اور سفر حضر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق غمگسار رہے دین اسلام کی محبت میں ازواج و اولاد اور خویش و اقارب سے پیوند توڑا اور مال و منال کو چھوڑا اپنے وطن سے موہ موڑا راہ غربت اختیار کی مصیبت کو سر پر لیا - صعوبتیں جہلیں اذیتیں سہی تکلیفیں اٹھائیں کفار و دارالکفار سے قطع تعلق کر کے حضرت کے قدموں میں پڑ رہنی کو دارین کی سعادت سمجھا - اور جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکے رفقاء و اہل وطن کو اپنی گھروں میں جگہ دی جان و مال سے خدمت کر کے دارین کی سرخروئی حاصل کی دین اسلام کے اشاعت میں ساعی ہوئی غزوات و سرایا میں اعلاء کلمہ اللہ کے لیئے اپنی جانوں کو معرض ہلاکت سے نہیں بچایا اپنی جانوں کو حضرت کے نفس نفیس کے آڑ بنائی کہا - دین اسلام کو عالم میں پھیلایا کفر و اہل کفر کو مخذول

قولہ ہاں یہہ فرمایئے کہ مقدمہ خلافت ہے وہ مقدمہ ہے کہ جس سے صحابہ کی فضائل و زائل ہر گز نہیں ثابت ہوتے ہیں

ڈگمگا رکھا۔ آزمائشوں کے بھٹی میں انکی میل کچیل دور ہوئی اور سوا خالص صحبت پیغمبر نے اونکو مصفا و مجلا کیا۔ انوار آفتاب رحمت خداوندی جل شانہ سے انکی قلوب منور ہوئی اور اشعہ ماہتاب فیض و برکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی دل روشن ہوئی عالم خلق و امر کو قطع کیا ملکوت کے سیر کے حقیقۃ الحقائق کو بچشم قلب مشاہدہ کیا۔ جب انکی جان نثاریاں اور خدمات نمایاں برگزیدہ جناب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور پسندیدہ حضرت کبریائی جل و علا شانہ ہوئیں۔ تو خداوند علام الغیوب کی بارگاہ عالی متعالی سے انکی حق میں رضا و خوشنودی کے تمغے عطا ہوئی اپنی رسول کے زبانے دخول جنت کا وعدہ فرمایا انکی خطایا و زلات کی مغفرت اور معاصی و سیات کی کفارہ کا مژدہ سنایا گیا تو گویا آزمائش ختم ہو چکی اور انکی محامد و فضائل ظاہر ہو چکی تو پھر مقدمہ خلافت پر آزمائش کا حصر کرنا اور کہنا کہ مقدمہ خلافت ہی سے فضائل و زائل پر کہی جاتے ہیں سراسر غلط اور بدیہی البطلان ہے معیار آزمائش اور محک امتحان وہ مراحل تھے جو حضرت کے زمانہ میں طی ہوئی منافق و مخلص ممتاز ہو گئے حق تعالے نے فرمادیا۔ ماکان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ ام حسبتم ان تترکوا الخ۔ اور یہی بزرگان دین اور اکابر اہل یقین کے عیوب کا تجسس کرنا اپنی عمر عزیز کو رائیگان برباد و تلف کرنا ہے کسی دانشمند کا چی قلبہ جوید + اضاع العمر فی طلب المحال + سعید اگر یہ ہی مقدمہ ہے جس سے فضائل و زائل پر کہی جاتے ہیں تو بفرض محال علی سبیل التسلیم ہم کہتی ہیں کہ حسب تصریحات علماء شیعہ فضائل و زائل پر رکھی گئی بعض نے جناد وصیت تجہیز و تکفین تھے حضرت کے جنازہ اطہر کو تین روز تک بلا دفن رکھا حضرت کے وصال کا کسیکو نہ غم ہوا نہ بیہوشی ہوئی اپنی دنیاوی سلطنت اور چند درخت خرما کی پڑ گئی جسکی بھی نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصیت کا پاس کیا کہ آپنے صبر و سکوت کی وصیت فرمائی تھی نہ دودمان نبوی کے آبرو کا پاس کیا کہ در بدر پھرنے لگی

لہ ۔ اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دیگا۔ مسلمانوں کو جسطرح پر تم ہو۔ جب تک جدا نکرے ناپاک کو پاک سے اور اللہ یوں نہیں کہ تمکو خبر دے غیب کی۔ ۱۲۔

منافقین کے ہم پایہ و ہم نوالہ رہی اپنی دین کو اونکی خواہشون کے مطیع رکھا کسی شہر کو
دارالاسلام نہ بنایا - معاذ اللہ اللھم لعنے اتوب و ابرء الیک مما افتروا ہولار - اور بعض نے حضرت کے
دین کو اختلاف عظیم سے بچاکر سنبھالا - اور عالم مین شائع کیا ہزارہا ملک فتح کئی ہزارہا کو
سلک اسلام مین منسلک کیا حضرت کی وصال کے صدمہ مین یہانتک بیہوش ہوئی کہ آپکے
انتقال کا انکار کردیا - پس اگر اسی مقدمہ کو معیار امتحان قرار دیا جاوی تو ہم کہتے ہین کہ آپ
ہی نے یہہ فضائل و زرائل کے امتیاز فرمائی ہی پھر جسپر چاہی فضائل منطبق کیجئی اور جسپر چاہی
زرائل **قولہ** حب ریاست و حکومت و طمع نفسانی و حرص دنیا فانی اسقدر غالب ہوئی
کہ باوجود تہدید و ترہیب و تخویف حضرت نبوی + سیحرصون علی الامارۃ و ستکون ندامۃ یوم القیمۃ
کما فی صحیح البخاری آپسمین مخالفت و تشاجر کرکے نعش اطہر جناب رسول خدا کو بے غسل و کفن
و دفن چہوڑکے خلیفہ بن گئی اور اہل بیت کی جنکی تمسک کا حکم تہا بات ہی نہیں پوچہنی کے کیا
معنی بجائی تسلی و تشفی کے گہر جلانے کی دہمکی دی نظر انصاف سے بخاری کو ملاحظہ فرمائی کہ تب
تاریخ دسیر کو دیکھیے تو آپکو معلوم ہو کہ وقت انعقاد بیعت کیا کیفیت تہی - **اقول**
یہان تو مجیب لبیب جوش بغض و عناد مین اگر جامہ سے باہر ہوگئی تو سن زبان بے لگام ہوگیا -
انصاف و تحقیق حق کو بالای طاق رکہکر جو مونہہ مین آیا فرمانا شروع کردیا - خیر ہم آپکی کلمات
تشنیع کے جواب مین کچہہ نہین لکھتے لیکن آپنی بخاری کے حدیث سے استدلال کرکے صحابہ کی
حرص و طمع کو بزعم خود ثابت کیا ہی اوسکا جواب و تحقیق ضرور ہوئی پس واضح ہو کہ مجیب لبیب جیسا
اپنے استدلال مین اس حدیث کو پیش فرمائین تو اوّل اونکو ثابت کرنا چاہیئے کہ ستحرصون مین خطاب
کسکو ہی ظاہر ہے کہ تمام صحابہ تو قطعاً مراد نہین ہوسکتی کہ بالاتفاق حرص علی الامارت تمام افراد
صحابہ سے واقع نہین ہوئی تو لامحالہ بعض صحابہ مراد ہونگی اور اسکے مصداق وہ بعض مین جو بلا
استحقاق امارت کے طالب ہوئی چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ چنانچہ سنا امیرا و منکم
امیر مین لفظ امیر سے قرینہ اور دال ہے اور حضرت امیر معویہ رضی اللہ عنہ کہ وہ ہی طالب امارت ہوئی

سیر شیعہ و سنی ص ۱۸۶ الا ان یکونوا مکرہین فلا تحرص الخ

اور خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہرگز طالب امارت نہین ہوئی اور نہ اوسپر حرص کی آپ کتب سیر و تاریخ ملاحظہ کیجیے حضرت صدیق اکبر نے اپنی خطبہ مین جو بمقابلہ انصار پڑہا فرمایا کہ عمر یا ابوعبیدہ کے ہاتھہ بیعت کرلو۔ اور اوسوقت حضرت فاروق نے اپنی اوپر سے دفع کیا اور صدیق رضؓ کے ہاتھہ پر بیعت کرلی اگر حرص دنیاوی اور طمع نفسانی ہوتے تو ہر شخص اپنی نفس کو امارت کے لیے مقدم کرتا اور کچھہ بھی نہوتا تو اسقدر ضرور رہتا کہ حضرت ابوبکرؓ کے قول پر فاروقؓ چپکی ضرور ہوجاتے تو اس سے بروی عقل و انصاف معلوم ہوتا ہی کہ ان حضرات کو ہرگز طمع نفسانی اور حرص دنیاوی نہین تہی بلکہ امارت کیطرف استشراف بہی نہین تہا لیکن ہان تصفح تصریحات علماء شیعہ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ بروی روایات قوم جناب امیر اس دنیاوی امارت پر حریص اور طماع رہی نسخہ سلیم بن قیس ہلالی کی روایت منتہی سے نقل کرتا ہون۔ فلما کان اللیل حمل علی فاطمۃ علی حمار واخذ بیدی الحسن والحسین فلم یدع احدا من اہل بدر من المہاجرین ولا من الانصار الا اتاہ فی منزلہ وذکرہ حقہ ودعاہ الی نصرتہ الخ یہہ روایت کس طرح صراحۃً معاذ اللہ حضرت کے حرص و طمع پر دلالت کرتے ہی اور اگر اس سے تسکین نہو تو نہج البلاغہ کو کہولیجی اور زیادہ تتبع اور تلاش کی ضرورت نہین صرف خطبہ شقشقیہ کے شروع مین دیکہیے اوسمین ابتدا ہی مین یہہ الفاظ ہین۔ واللہ[1] لقد تقمصہا فلان وانہ لیعلم ان محلی منہا محل القطب من الرحی۔ ان الفاظ سے کس قدر حسرت ٹپکتی ہی جسکا مدار صرف حرص و طمع پر ہی ابن میثم شارح نہج اپنی شرح مین جو اسوقت میری سامنی گہٹنی پر رکہی ہوئی ہی اس خطبہ کے شرح مین لکہتا ہی۔ واذا[2] ثبت انہ نافس فی ہذا الامر کان الظن غالبا بوجود الشکایۃ منہ وان لم یسمع ذلک فضلا عن ان لو الشکایۃ بلغت مبلغ التواتر المعنوی لکثرتہا وشہرتہا الخ۔ اور یہہ ہی شارح اسی خطبہ کی شرح مین کسیقدر آگی بڑہکر لکہتا ہی

---

[1] خدا کے قسم فلان شخص نے (ابوبکر) قمیص خلافت پہن لیا۔ حالانکہ وہ جانتا ہے کہ خلافت مین میرا مرتبہ ایسا ہی جیسا کیلی کا چکی مین۔ [2] اور جب ثابت ہوا کہ جناب امیر نے امر خلافت کیطرف رغبت فرمائی تو غالب ظن یہی ہے کہ آپکے شکایت پائی گئی ہوگی اگرچہ مسموع نہو۔ مزید برآن یہہ شکایت بسبب شہرت اور کثرت کے تواتر معنوی کی درجہ کو پہونچ گئی ہے۔

والشوریٰ مصدر کالنجوی وخلاصۃ خبرھم انہ لما طعن عمر دخلت علیہ وجوہ الصحابۃ یسالونہ
ان یستخلف رجلا یرضاہ فقال لا احب ان اتحمل حیا ومیتا فقالوا لا تشیر علینا فقال ان حببتم
فقالوا نعم فقال الصالحون لھذا الامر ستۃ وھم سعید بن زید وانا اخرج منھم لانہ من اھل بیتی
وسعد بن ابی وقاص وعبد الرحمن بن عوف وطلحۃ والزبیر وعثمان وعلی فاما سعد فیمنعنی منہ
عنفہ ومن عبد الرحمن فانہ قارون ھذہ الامۃ ومن طلحۃ فتکبرہ ومن الزبیر شحہ ومن عثمان حبہ
لقومہ ومن علی حرصہ علی ھذا الامر الخ اور علاوہ اسکی نہج البلاغۃ کی بہت سی مواضع سے جناب امیرؓ
کی حرص و طمع امارت پر صاف صاف ثابت ہوتی ہے اور اس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہے
ومن کلام لہ فی بیعۃ عثمان علامہ متجر کمال الدین ابن میثم لکھتا ہی وفیہ اشارۃ الی غرضہ من المنافسۃ فی ھذا
الامر ھو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورھم وسلامتھم من الفتن اس سے اگلی سطر پر لکھتا ہی
فان قلت السوال من وجھین لا اولا ما وجہ منافستہ فی ھذا الامر مع انہ منصب یتعلق بامور الدنیا
وصلاحھا مع ما اشتہر منہ من الدنیا والاعراض عنھا وذمھا ورفضھا - اس تصریح سے کچھہ صرف جناب
امیرؓ کے حرص و رغبت بطرف امارت ہی ظاہر نہین ہوتی اس سے یہہ بھی ثابت ہی کہ حرص بر امارت
مسلمانون کی صلاح حال اور دفع فتن کے غرض سے اعظم ارکان دین سے ہے اور اگر آپکی نزدیک حرص
امارت مطلق حرام ہی تو معاذ اللہ جناب امیر مرتکب ہوئی اور اگر صلاح کے غرض سے جائز ہی تو اگر
فرض کرین کہ جناب خلفاء نے حرص کے تہمت کچھہ محل طعن نہین کیونکہ انکی حرص علی الامارت بغرض
صلاح حال امت تہی چنانچہ انکی ایام امارت مین جو صلاح امور امت ہوئی وہ شیعہ کو بھی تسلیم ہی

لہ شوریٰ مصدر ہی جیسا نجوی سے - اور خلاصہ قصہ یہہ ہی جب حضرت عمرؓ زخمی مجروح ہوئی اور سبھی صحابہ انکے پاس گئے اور انسے کہا ہر چاہا
کہ جسکو پسند فرماوین خلیفہ مقرر فرماوین حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مین پسند نہین کرتا کہ بار خلافت کا حیات اور موت مین اپنی اوپر اٹھاؤن
پھر صحابہ نے پوچھا کہ بطور مشورہ ہی فرمائیے حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ ان اگر تم چاہتے ہو تو انہون نے کہا اچھا - پس فرمایا کہ اس کام کے لائق
چھہ آدمی ہین - سعید بن زید اور سعد تو مین انہین سے نکالتا ہون کیونکہ وہ میرے اہل بیت سے ہے - اور سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن
بن عوف اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور علے - لیکن مجکو سعد سے تو اوسکی درشت خوئی روکتی ہی اور عبد الرحمن سے یہہ کہ وہ اس
امت کا قارون ہی اور طلحہ سے اوسکا تکبر اور زبیر سے اوسکا بخل اور عثمان سے اوسکا حب قوم اور علی سے حرص علے الامارت ۱۲ لہ اسمین اشارت اشارہ ہی
کہ جناب امیر کی فرق مخالفت مین جو حرص و رغبت کرنے سے مسلمانون کی حال کی اصلاح اور انکی امور کی استقامت اور فتنون سے انکی سلامتی تہی ۱۲ سہ اغراض دو وجہ سے ہی اول تو یہہ
کہ باوجودیکہ امارت بنیاد دنیا ہی منصب ہی اور دنیا کی صلاح سے متعلق ہی تو پھر تم حرص اور رغبت کی کیا وجہ ہی حالانکہ آپکی دنیا اندر بے رغبتی اور اعراض اور فراوان

اور وہ استقامت ہرگز جناب امیرؑ کے ایام خلافت مین نصیب نہوئی اس کے ثبوت مین ہی ہم علامہ
متبحر ابن میثم کی ہی تحقیق پیش کرتے ہین - وقد کان لھم ممن سلف من الخلفاء استقامۃ[1] ما
کان لا تبلغ عنہ کمال استقامتہما لو ولی ھو - دفع فتن خود بدیہی ہے کہ ایام خلافت جناب امیر
فتنون مین ہی گذری اور امر خلافت آخر تک منتظم نہوا غرضکہ حرص علے الامارت جو بظاہر مجیب کے
نزدیک مطلق حرام ہی جناب امیر سے پائی گئی - اگر یہہ بھی کافے نہو تو خصال صدوق جو اسوقت
میری سامنی کہلی ہوئی رکھی ہے اوسمین ایک روایت طویل الذیل نقل ہے جسمین بیان آزمایش
وامتحان جناب امیر کا ہی ایک یہودی کے جواب مین کہ اوسنی سوال کیا تہا کہ اوصیا کے یہی سات
مواضع امتحان کے حیات نبی مین ہوتی ہین اور سات مواضع بعد وفات کی ہوتی ہین تو اس روایت
مین اکثر مواضع سے آپکی حسرت الامارت پر اور طمع وحرص ظاہر ہوتے ہی پس اگر متحرصون علی الامارۃ
مین خطاب اصحاب کو ہی تو جناب امیر باعتبار روایات آپکی اولی واقدم اسکی مصداق ہین کیونکہ
انصار تو اپنی دعوی سے باز بھی آگئی لیکن (دروغ بر گردن راوی) جناب کے آخر تک یہہ ہی
حسرت وتمنا رہی پس آپکی اس دلا راہلبیت ومحبت عترت کی آپکی مذہبی بہائی قربان ہوجائین کہ
ستکون ندامۃ یوم القیامۃ کا اول مصداق جناب امیر ہی کو قرار دیا - اور واضح رہی کہ حضرت امیر
مامور بالسکوت اور محکوم علیہ بالصبر تہی کہ زمانہ خلفا مین چون وچرا نفرماوین کیونکہ خدا تعالے درسول خدا
ہر قسم کی تدابیر کرکے معاذ اللہ عاجز ہوچکی تہی ہر چند چاہا کہ حضرت امیر بعد حضرت رسالتمآب کے جانشین ہوون
اور کسیطرح غاصبین کی دست برد سے یہہ حق محفوظ رہے آخر کچہہ پیش نہ چلی اور لاچار ہوکر صبر وسکوت کا حکم
کرنا پڑا لیکن اور ہر صبر وسکوت ان ہی نہوسکا اونہون نے اگر اوسطرف مخالفت کی تہی تو اوہر انہون نے
اوسطرف حکم کو نمانا - باقر مجلسی کے حیات القلوب سے خاتم المتکلمین نے منتہی الکلام مین وصیت نامہ کی روایت
طویل نقل کے اوسمین سے ملخصاً نقل کرتا ہون واز جملہ امور یکہ بران حضرت شرط گرفت بامر جبرئیل از جانب
خداوند عالمیان ان بود کہ گفت یا علی وفا کنی آنچہ درین نامہ ہست از دو چیز کسیکہ باخدا ورسول دوستی

[1] گذشتہ خلفا کیونکر استقامت اسرتبہ اور گرد آپکے نزدیک کمال استقامت تک جو آپکی خلافت سے حاصل ہوتا نہ پہنچا ہوا تہا - ۱۲ -

کند واز دشمنی کسی کہ با خدا و رسول دشمنی کند دبیزاری نمودن از ایشان و بران کہ صبر کنی بر فرو خوردن
خشم ایشان و بر فوت حق و غضب کردن خمس تو و ضائع کردن حرمت تو حضرت امیر گفت بلی یا رسول اللہ
اور اس سے بھی سیری نہو تو اپنی ابن میثم کی شہادت سینی شرح نہج البلاغہ مین تحریر فرماتا ہی وانہ
کان معہودا علیہ ان لا ینازع فی امر الخلافۃ[1] اور یہہ امر بدیہی ہی کہ یہہ کشش و کوشش تہمت
و مقدمات نزاع کے مین حسب تصریحات قوم اگر حضرت کو اوسوقت اعوان بہم پہونچتی تو آپ قتل و
قتال سے دریغ نفرماتے پس اس ولا و تمسک پر آفرین کہ علاوہ حرص و طمع کے آپکو عاصی و مخالف
امر اللہی اور وصیت رسالت پناہی ٹہرایا۔ غرض خلاصہ یہہ ہی کہ حسب تصریحات شیعہ آپنے بہ حرص و طمع
فرمائی اور یہہ حرص و طمع آپکی شرعاً جائز نہ تہی۔ اس سے صاف طور پر فعلیت خلافت ہی منتفی نہین ہوئی
بلکہ استحقاق و لیاقت خلافت بہی منتفی ہوگئی با ایں ہمہ اگر آپ استحقاق کا ذکر چھیڑ دیگے تو آپ کو اول
ثبوت پیش کرنا ہوگا اور بعد اسکی ہم معارضہ دوسری استحقاق اور فعلیت سے کرین گے پس اگر
آپ بردی استحقاق حدیث سفینہ صون مین ہی حرص کو مستثنی فرامین تو چشم ما روشن دل ما شاد۔
ہم بہی بشرطیکہ علی سبیل الفرض حرص و طمع خلفا کو تسلیم کرلین یہہ ہی عرض کرینگے باقی جسقدر
اس عبارت مین عتبر الفاظ و طعن ہین اونکا جواب پیشتر گذارش ہوچکا ہی حاجت تکرار نہین قول
معاذ اللہ کہ جس امر کی ثبوت کی تقلیل شاہد ہون وہ شیعہ کو گوارا ہو شیعہ کی مذہب ہی تمسک بقلیل ہے
اور نہی امر مین ہمارا آپکا نزاع ہی۔ یہہ محض آپکا خیال ہی اقول اگرچہ اس مسئلہ مین قریب ہی
ہم بحث کرچکی ہین جس سے دعا تمسک کے پوری کیفیت واضح ہوتی ہے لیکن یہان بہی اتنی گذارش
ضرور ہی کہ جناب میر صاحب یہہ جسقدر آپکا خیال ہی خیال ہے جسکا دارو مدار کسیقدر اس امر پر بہی ہی
کہ آپ اپنی روات کی نسبت جو آپکی علما کی تصریح کی موافق مطرود و مردود درگاہ جناب ائمہ تہی حسن
ظن بوجہ سادہ لوحی کے رکھتے ہین اگر آپ نفسانیت کو بہوڑ دین اور جدلیات کو ترک کرکے بانصاف
اپنی ہی کتابون کا ملاحظہ فرمادین تو آپ پر یہہ امر بخوبی حل ہوسکتا ہی واللہ یہدی من یشاء

[1] اور حضرت ابوبکر سے یہہ عہد لیا گیا تہا کہ امر خلافت مین جھگڑا نہ کرینگے۔ ۱۲

الی صراط مستقیم معہذا اگر ایسا ہی تمسک ہی تو پہر اون ارشادات ائمہ مین جو فضائل صحابہ
مین وارد ہین کیون تاویلات بعیدہ اور توجیہات رکیکہ کرکے اونکو مسخ کرتے ہین اونکو اپنی ظاہر
پر رکھکر سیدہی طرح تسلیم کرلیجیئی کہ واقع اور نفس الامری طور پر بہی تمسک پایا جاوی اور جب تک
یہہ نہین تب تک ثقلین کا تو تمسک نہین ہان اپنی اہوار کا تمسک ہی اللہم احفظ قومنا منہ —

قولہ اصول و شروط خلافت واقعی ایسی ہی ہونے چاہئین چنانچہ دو شرطون کو تو آپ بہی
تسلیم کرتے ہین اور چونکہ خلفا ثلثہ مین عصمت کا متحقق ہونا محال ہی اسلیئی اس شرط سے درگذرتے
ہین — **اقول** یہہ وہ مسئلہ ہی جو پیشتر بارہا مذکور ہوچکا ہی اور اسکا جواب بہی مذکور ہوا کہ یہہ
آپکی غلطی اور ناواقفیت ہی کہ آپ تسلیم وقوع کو تسلیم شرائط خیال کرتے ہین وشتان بینہما ایسے
توہمات اور خیالات مین تو مبتلا ہین اکثر دلائل ایسی ہی مزعومات پر مبتنی ہین عصمت خلفا کا
محال ہونا بیان کرنا اوسوقت اپنی موقع پر ہی کہ جب کوئی شخص مدعی عصمت ہو اور جب کوئی مدعی
عصمت نہین تو محض بیفائدہ ہی پس برمحل یہہ ہے کہ ہم کہتی ہین ائمہ مین عصمت کا متحقق ہونا
محال ہی اور بجز اوہام و خیالات کے کوئی دلیل عقلی و نقلی حضرات ائمہ کی عصمت پر قائم نہین ہی —

قولہ جبکہ ہم نص کے قائل ہین تو وضع اصول کی نسبت ہماری طرف کیونکر صحیح ہوسکتی ہی — **اقول**
سبحان اللہ حضرت کا یہہ افادہ کمال ہی دانشمندی اور علم — اور دقیقت اور فہم پر مبنی ہی — ای
حضرت آپ یہہ کیا فرمانے لگے اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ ہم اثبات اصول مین نص کے قائل ہین — تو
وضع اصول کے نسبت ہماری طرف غیر صحیح ہے تو مسلم لیکن خلاف واقع کیونکہ نص کا قائل ہونا
اشتراط امامت و خلافت مین مدنظر ہی نہ اثبات اصول مین اور اثبات اصول و شرائط کے لیئی حضرات
کی پاس کوئی نص قطعی موجود نہین بسم اللہ اگر ہو تو لائیی اور اگر مقصود یہہ ہی کہ ہم جب خلافت
و امامت ائمہ مین نص کے قائل ہین تو نسبت وضع اصول باطل ہی تو یہہ بالکل واہی ہی اور ایسی
پوچ دلیل ہی کہ ادنے طالب علم بہی پیش نکری کیونکہ آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ یہہ آپکا نص کا
قائل ہونا یہہ بہی اونہین اصول موضوعہ مین سے ہی جنکی نسبت آپکی طرف کیجاتے ہی وضع

اصول کے نسبت کی امتناع کو نص امامت کے اصول مین ہونے سے کیا تعلق بلکہ اگر آپ تامل فرماوینگی تو اس سے وضع اصول کی نسبت تائید ثابت ہوگی کیونکہ جب بلا نص نص کے اصول مین ہوئی کہ قائل ہوئی تو خود یہہ ہی اصل موضوع پائی گئی اور اس انتساب کی تائید و تقویت ہوگئی - پھر اس علم و استعداد پر ہماری محبت کیا کچھہ دعوی اور فرماتے ہین کہ ہماری مقابلہ مین وہ بھی ساکت اور وہ بھی متحیر - **قولہ** ہان یہہ ضرور ہی کہ یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ غیر مستحق کے خلافت ضرور باطل اور مستحق کے بدستور ثابت و قائم رہتی ہی گو عوام الناس خلیفہ مانین اور ظاہری ریاست حاصل نہو - **اقول** یہہ وہ اصول و شرائط ہین کہ اگر انکو تسلیم کیا جاوی تو مستحق و غیر مستحق کے خلافت کی جڑ کاٹتی ہین بشرطیکہ واقعی اور نفس الامری طور پر موافق کتاب و سنت وجدان شرائط کا احاد انسانیہ مین تفحص اور تجسس کیا جاوی کیونکہ تمام افراد مین سوائی انبیا علیہم السلام کے کوئی معصوم نہین اور اگر اس سے قطع نظر کیجاوی تو یہہ وہ شرائط ہین کہ مستحق و غیر مستحق کے خلافت کو ثابت و متحقق کرتے ہین علی الخصوص جبکہ اسکی ساتھہ مین اوس طریقہ کا بھی انضمام کیا جاوے کہ جس طریقہ سے علما شیعہ وجدان شرائط ائمہ مین بیان فرماتے ہین کیونکہ ہر ایک شخص کے واسطے دعوی وجدان شرائط کا گنجایش ہوسکتا ہی اور اسکی اقوال مخالفہ کی توجیہہ کیجی سکتی ہی مثلاً زیدیہ کہتی ہین کہ حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم امام حق ہین اگر وہ یہہ کہین کہ انمین تمام شرائط عصمت و نص و افضلیت پائی جاتے ہین اور اقوال مخالفہ کی تاویل کرین تو فرمایئے کہ آپ کیونکر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ان شرائط سے باطل فرمائینگا علی ہذا اسمعیلیہ کہ انکے حق مین تو شیعہ اولاً نص کے بھی قائل ہین تو اثنا عشریہ انکی امامت کو کیونکر باطل کرینگی - **قال الفاضل المجیب** قولہ - جب دیکھا کہ شرط ثالثہ سے تاویل کلام مخل مقصود ہی اور تقریب مرام حاصل نہین اسلیئے بعض معاصرات نے ہاشمیہ کو بڑھایا اور جب دیکھا - کہ پھر بھی عباسیہ کی خلش دور نہین ہوتی تو علویہ کو وضع فرمایا تاکہ مطلب بسہولت نکل آوی - (اقول) آپ غور فرماوین کہ آپکا یہہ لکھنا کیونکر صحیح ہو اگر تاویل کلام مخل مقصود ہو تو ہاشمیہ و علویہ کا بڑھانا اور زیادہ تر تاویل

ہوگی پھر مخل کو بڑہانی کی کیا حاجت ہی یقول العبد الفقیر الی مولاہ اس قول کے
جواب مین ہماری مجیب لبیب نے آخر تک جسقدر تحریر فرمایا ہی اوسمین حضرت کا اندازہ علم و اجتہاد و غور
فہم و ادراک قابل معاینہ ہی اور دیکھنا چاہیی کہ مینی کیا عرض کیا تہا حضرت اوسکی جواب مین کیا
فرما رہی ہین - ای حضرت آپ تطویل کلام سے کیا سمجہی کیا اس سے آپ یہہ سمجہی کہ بیان شرایط مین
عبارت کی تطویل ہوگی یا آپنے یہہ خیال کیا کہ اثبات شرایط مین بعد بالخصم تطویل کلام ہوگی
اول تو یہی ابطلان ہی جملہ اسلیئی بعض حضرات نے الخ اسکو باطل کرتا ہی ثانے ہی باطل ہے کیونکہ
ثبوت قیاسی تو نہین بلکہ ثبوت کا دارمدار کسی اصل شرعی پر ہی جو اسکات خصم کے لیئے
کافی ہوگی تو اسمین بھی تطویل کلام نہوئے بلکہ اسکا مطلب یہہ ہی کہ شرایط ثلثہ مین باعتبار امکان
وقوع کی تعمیم ہے جو مخل مقصود ہے تو اسلیئی زیادہ قیود لگاکر اوسمین تقلیل اشتراک کی فرمائی
اور بعض افراد کے ساتہہ مین مخصوص کیا تاکہ امکان وقوع اشتراک کی تعمیم کی گفتگو
کوتاہ ہو پس ہاشمیہ و علویہ کو بڑہانا گفتگو کو کوتاہ کرنا ہے نہ طویل کیونکہ ظاہر ہی کہ جسقدر قیود مخصصہ
بڑہائی جائینگی اوسیقدر تخصیص ہوتی جائیگی - معہذا معنی ثانی کے بہی تو جیہہ ممکن ہی پس آپکا یہہ فرمانا
کہ ہاشمیہ و علویہ کو بڑہانی ہی زیادہ تر تطویل ہوگی نہایت تعجب انگیز ہے اور مخل سمجہنا اور بہی زیادہ عجیب ہے
اب لیجیی کسیقدر مفصل گذارش کرتا ہون بغور و تامل متوجہ ہوکر سنیی اول شرایط ثلثہ وضع ہوئی
اور جب بعض دور اندیشون نے اسکی تعمیم کو مخل مقصود پایا - اور دیکہا کہ ہر شخص مدعی خلافت بعد وجدان
شرایط کا مدعی ہوسکتا ہی تو اسلیئی ہاشمیت کو بڑہایا پہر بہی کسیقدر تعمیم باقی رہی - کہ تمام بنی ہاشم
عباسیہ وغیرہ مدعی ہوسکتے تہے تو علویہ کو بڑہایا لیکن یہہ تخصیص بہی حسب مدعا کافی نہوئی اور اسمین
حنیفیہ کا جداخرشہ لگا ہوا تہا اور حسنیہ کا علیحدہ کہٹراگ تہا اور روز کی تخصیصات اور آئی
دن کے تقلیلات سے بناوٹ کا زیادہ اشتباہ پیدا ہوتا تہا - تو اسلیئی اثنا عشریہ دانشمندون نے
ایسی قید لگائی کہ تمام جہگڑا ہی فیصلہ کردیا اور کہدیا کہ یہہ حصر شخصی ہے کہ بجز خاص بارہ
شخصون کے کوئی امام نہین اور جو انکی سوا دعوی کرے وہ ایسا اور ایسا چنانچہ ہماری مجیب نے

بھی اپنی اسی قول مین اس حصر کی تسلیم کو ظاہر نرمایا ہی - کاش اگر اول ہی سی اس تعمیم کا نام ہی نہ لیتی اور اس حصر کو نبھاتی تو آج یہہ وقت کیون پیش آتی - لیکن کیا کرین جب قرون اولی مین اسکا پتا و نشان ہی نہین تبا سوال سی کیونکر کر سکتی تہے اگر حضرت مجیب کو دعوی ہو تو ہماری مجیب اپنی دوازدہ امام کی امامت دلیل قطعی سے ثابت کر دکہلائین - تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین - معہذا اگر شرائط ہی مین اد نے تامل سے خیال کیا جاوی تو واضح ہوتا ہی کہ ان شرائط کی وضع ہی ٹہیک نہین کیونکہ اوسمین لوازم کو بھی شرائط قرار دیا ہی فی الحقیقت بعد نص کے کسی شرط کی حاجت نہین جب شارع کسی امر کی بسبب تنصیص فرما دی تو اوسمین کوئی حالت منتظر باقی نہین رہتی غایۃ مافی الباب عصمت و افضلیت لازم ہونگی تو انکو شرائط مین داخل کرنا بالکل لغو اور فضول ہی اور غلط جب نص پائی جائیگی تو اوسکی لوازمات عصمت و افضلیت بھی پائی جائینگی لان الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ - **قولہ** واقعہ مین شرائط ثلثہ ایسی جامع و مانع ہین کہ انہی بخوبی مقصد حصر و تقریب مرام تمام ہے **اقول** یہہ دعوی غلط ہی کیونکہ جب تک انکی ساتھہ مین قید حصر نہ لگائی جائیگی تب تک ہرگز مانع نہین ہونگی اور جب محتاج الضمام قید آخر ہوئی تو یہہ فرمانا کہ انسی تقریب مرام تمام ہی غلط ہی اگر یہہ دعوی صحیح ہوتا تو شیعہ مین باہم اختلاف نہوتا آپ شیعہ کی خلاف نصوص کے اعتقادات کو ملاحظہ فرمائیے تاکہ اسکی کیفیت آپ پر واضح ہو جائی - **قولہ** اگر ہاشمیہ و علویہ داخل شروط امامت ہین تو انہین شرائط ثلثہ مین داخل ہین کیونکہ شرائط ثلثہ مین سی نص بھی ہی اور نص انہین حضرات کے شان مین ہے نہ غیر کے جیسا کہ آپ بفحوای حدیث الائمۃ من قریش امامت و خلافت قریش کا ہی حق سمجھتے ہین نہ غیر کا - پس آپکا یہہ فرمانا کہ بعد مین ہاشمیہ و علویہ کو بڑہایا بجائی خود نہین **اقول** جسقدر افراد خاصہ ہوتی ہین وہ سب اپنی عام کے بیچی داخل ہوا کرتے ہین قاعدہ مسلمہ ہی اسکا کون منکر ہی لیکن کلام اسمین ہی کہ عام مین انواع خاصہ کے تقیید محض بوجہ تقلیل اشتراک بنائی گئی پس اسکا کیا جواب حضرت کی کلام مین پیدا ہوتا ہی اور بجواب اسکی یہہ کہنا کہ خاص ہے اوس عام مین داخل ہی مصداق

اس جملہ کا ہی کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان علاوہ اسکے یہہ داخل ہونا بانضمام تیسری تقیید کے ہے جو کہ خصم اوسکو بھی موضوع قرار دیتا ہے معہذا اگر داخل ہونا ہی باعث ترک ذکر اشتراط ہی تو بوجہ تلازم نص کے ساتھ عصمت و افضلیت کا ذکر بھی بیفائدہ ہے پھر آپکی تفریع اور فرمانا کہ اضافہ ہاشمیہ و علویہ بجائی خود نہین محض آپکی ذہنی مقدمہ پر متفرع ہوگی اس عبارت موجودہ مین ہرگز بجائی خود نہین - **قولہ** اور چونکہ امامیہ کی نزدیک امامت و خلافت راشدہ کی شرائط ثلثہ سے ہی متحقق ہوتے ہی نہ مطلق قہر و غلبہ تسلط و حکومت و ریاست ظاہر سے اور جو شخص بدون تحقق شرائط ثلثہ متصدی امر خلافت ہو اور گو اوسکو حکومت و ریاست ظاہر حاصل ہو وہ خلیفہ مستحق و راشد نہین ہے - پھر عباسیہ کے خلش دور کرنیکی ہمکو کیا ضرورت تہی وہ تو شرائط ثلثہ سے ہی دور ہو چکی تھی جو اور خلفاء غیر مستحقین کا حال ہے وہی ان عباسیہ وغیرہ کا -

اقول اختلاف فیما بینہم نص کے بابت تو واقع مین ہی موجود ہی باقی رہی عصمت و افضلیت وہ ہر دو ایسی چیز نہین جو بداہتہ معلوم ہو سکی تو لامحالہ کسی ایسی بدیہی امر کی طرف ضرورت داعی ہوئی جسمین مجال گفتگو نہ ہی اس سبب سے خلفاء غیر مستحقین کے خلش دور کرنے کی ضرورت پڑی ہاشمیہ - علویہ - فاطمیہ وغیرہ ایسی بدیہی چیزین ہین جسمین مجال کلام نہین تو حسب مناسب مصلحت وقت انکو اضافہ کرتے گئی - تو یہہ فرمانا کہ ہمکو کیا ضرورت تہی یہہ محض اسوجہ سے ہی کہ زمانہ سابق کو جبکہ باہم شیعہ مین تکاذب و تجاحد و تخالف تہا زمانہ حال پر قیاس فرمالیا ہی اور مطلق قہر و تسلط سے تحقق خلافت راشدہ کی تعریض اگر راجع بسوی اہلسنت ہی تو اول اسکو دلائل سے ثابت کرنا چاہیی پھر بعد اسکے طعن و تعریض فرماوین - **قولہ** اور یہہ بات اہل حق ہی نہین کہتی بلکہ اہل سنت بھی جن اشخاص مین آپکے مذہب کے شرائط پائی نہین جاتے وہ بہی اونکو خلیفہ مستحق نہین کہتی کوئی بہی حکومت اونکو حاصل ہو - چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی شروع تاریخ الخلفاء مین فرماتے ہین ولم اورد احدا ممن ادعی الخلافۃ خجاولم تیم لہ الا مر کثیر من العلویین وقلیل من العباسیین ولم اورد احدا من الخلفاء العبیدیین لان امامتہم غیر صحیحۃ لامور

منہا انہم غیر قرشیین وانما سمتہم بالقاطنین جہلۃ العوام ولا فجدہم مجوسی اہنی بقدر الحاجہ

اقول پہر اس سے کیا حاصل اسکا انکار کسنے کیا تہا آپ پہلی اعتراض کو ہی نہین سمجہے
اوّل اسکو بغور سمجہیئے اوسوقت جواب کے درپے ہوجیئے - **قولہ** اور چونکہ یہہ شرائط ثلثہ کتاب اللہ
اور احادیث رسول اللہ در روایات ائمہ کرام واقوال صحابہ فخام سے ثابت ہین اور واقعہ مین جامع مانع
ہین اسلیئے ہمکو اور شرائط کی وضع کرنے کی کیا حاجت ہی **اقول** شرائط ثلثہ کی ثبوت کی
نسبت کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ در روایات ائمہ کرام واقوال صحابہ فخام کا اسوقت دعوی
فرماتے ہین مگر معلوم نہین کہ اپنی اس رسالہ مین ان شرائط کی ثبوت کی وقت وہ آیات واحادیث و
روایات واقوال کیا غار سرسن رائی سی برامد نہین ہوئی تہی یا فراموش ہوگئی تہی اور نیز اس ماہ مین جو ہمارے
مجیب لبیب بے مناظرہ مولوی شتاق احمد صاحب سلمہ مدرس ثانی اسکول لدہیانہ سے عصمت کے
اشتراط مین ہوا اور مجیب لبیب ساکت ہوئی اور ثابت نکر سکی اور رک کہائی کیا اوسوقت تک
یہہ آیات واحادیث در روایات واقوال تصنیف وتالیف نہین ہوئی تہی لیکن یہہ تحریر تو مناظرہ سے پہلے
ہی پہر معلوم نہین وہ کس دن کے واسطے رکھی گئی ہین - اور شرائط کی نسبت جامعیۃ ومانعیۃ کا دعوی
ہی بالکل غلط ہی نہ جامع ہین نہ مانع - جامع تو اسلیئے نہین کہ اولاً جناب امیر رضی اللہ عنہ اگر
امور بصبر اور وصی بالسکوت تہی تو اونہون نے اوس حکم اور وصیت کی برخلاف کیا جو سراسر معصیت
تہی اور خلاف عصمت اسکی نسبت کچہہ روایات مذکور ہوچکی ہین اور اگر زیادہ دل چاہی تو قصہ منبر ابن
عباس رض اور قتل ابوبکر شیخ کو ملاحظہ فرمالیجیئے اور اگر امور بصبر وسکوت نہین تہی تو پہر اہل بیت کی تذلیل
قرآن کی تحریف دین کی تخریب کسنی کرائی معاذ اللہ حسب اصول شیعہ یہہ سب حضرت کے ذمہ
علاوہ اسکی عقل پر حد جاری کرنا وغیرہ احکام صریح مخالف عصمت ہین - تو اس شرط نے پہلے
تو حضرت امام الائمہ سید النبین والمرسلین خاتم النبین کو ہی خارج کردیا - بعد اونکی امام ثانی
شیعہ کو اونہون نے بے وجہ خلافت جو نیابت رسول ہی خود بخود ایک غیر مستحق بلکہ بقول شیعہ
کافر کے حوالہ کردی اور اسلام واہل اسلام کو معرض تلف مین ڈال دیا یہہ بہی اعظم معاصی مین سے ہی تو اس

شرط سے آپکو ہی خارج کیا - انکی بعد امام ثالث شیعہ نے حسب تصریح قوم بیت المال کے مال میں سے اجازت امام کے تصرف کیا جو حرام تہا اور بپاداش اسکی امام نے انکی زود کوب کا قصد کیا اور نیز تقیہ جو واجب تہا ترک کرکے جوانان اہل بیت کو تہ تیغ بیدریغ ظالمان کرایا اور نساء و ذراری اہلبیت کو ذلیل و خوار کرایا تو آپکی اس شرط نے انکو ہی خارج کیا پہر اب تبلائیے جامع کیونکر رہی - اور اگر ان حضرت کے اقوال کو دیکہا جاوے تو خلاف شرائط ثابت ہوتا ہے - نہج البلاغہ مین حضرت عثمان کے پیام کے جواب مین ارشاد ہے - واللہ لقد دفعت عنہ حتی خشیت ان اکون آثما اس سے صاف ثابت ہے کہ آپکو اپنی افعال مین معصیت اور اثم کا خوف ہے اور آپکا یہہ ارشاد لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی یاد آتا ہے شاید نہج البلاغہ مین ہے یہہ بہی تنقیص عصمت کو ثابت کرتا ہے پس ہر سہ شرط حضرت شکل کشا ہی کے قول سے باطل ہوئی والحمد للہ علی ذالک اور عدم عصمت عنقریب اقوال گذشتہ مین مذکور ہو چکی ہے بالجملہ اگر حضرت مجیب کو دعوی تہا تو دو چار ہی آیات و روایات و اقوال و احادیث بیان فرمائی ہوتی - قولہ گمراہان حضرات اہلسنت چونکہ ایسی خلفاء کی خلافت کی قائل ہین جو بدون دلیل عقلی و نقلی محض موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹہے البتہ انکو ایسی اصول وضع کرنیکی ضرورت تہی چنانچہ انہون نے ایسا کیا قول اہلسنت ہرگز ایسی خلفاء کی خلافت کی قائل نہین ہین جو موقع و فرصت پاکر خلیفہ بن بیٹہے اور جنکی خلافت دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین ہی بلکہ ایسی خلفاء کی خلافت کے قائل ہین جنکی خلافت ثبوت کتاب اللہ سے مثل روز روشن روشن ہے اور ائمہ کو ہی انکی اقتداء کا حکم تہا اور ہرگز اجازت نہ تہی کہ انکی مقابلہ مین دم ماریں - یا چون و چرا کریں - تمام عمر ائمہ کا انکی مطیع رہنا ہی انکی حقیت خلافت کی ایسی شاہد عدل کافی ہے پس ایسی خلافت ہے جو ان اصول و شرائط پر واقع ہوئی اور کتاب و سنت ہی انکو موید ہی ہے اصول و شرائط خلافت کو اہلسنت نے قرار دی الحمد للہ وضع اصول اہلسنت کے ماخذ صحیح سے فرمایا بخلاف اصول منتحلہ اہل تشیع کی انکی گذشتہ جابجا خود کلام ائمہ ہے قولہ اور جب بنظر غور دیکہا کہ وقوع مین یہہ امامیہ کے شرائط ملتہ نہایت ہی درست ہین تو باوجود یکہ ہمارے مقابلہ مین ان شرائط کو خلاف عقل و نقل کہتے رہے - مگر پہر بہی ان مین سے

دو شرطین تسلیم کرہی لین **اقول** شرائط ثلثہ کی درستی کی نسبت اہلسنت کا ذکر تو رہنے دیجیے اگر کبھی خود بھی انکی دلائل کیطرف متوجہ ہوتے ہونگی تو آپکا دل ہی جانتا ہوگا کہ دلائل سے ثابت ہین یا نہین اور دوسری شرط تو کبھی تسلیم کرنا وہ غلطی ہے جو آپکی زبان پر جاری ہی اور چند بار اسپر ہم متنبہ کرچکی ہین **قولہ** اور چونکہ عصمت کیطرح خلفاء ثلثہ مین ثابت نہ کرسکتی تھی اسلیے اسکی ماننی سے مجبور ہی **اقول** بحمد اللہ تعالے اہلسنت کا مقتدا و پیشوا مسائل دینیہ مین کتاب اللہ و سنت ہی وہ خلاف اسکی کوئی امر کسی مین ثابت نہین کرتے اور جو جسقدر ثابت ہوگیا اوسمین چون وچرا نہین کرتے بخلاف مقتدایان شیعہ کے کہ اونہون نے اپنا مقتدا اپنی اہواکو قرار دی رکھا ہی خلاف کتاب سنت جسکی لیئے جو دل چاہتا ہی ثابت کردیتی ہین اور جس سے جو دل چاہتا ہی حسب موقع سلب کردیتے ہین نہ کتاب و سنت کو دیکھتے ہین نہ ائمہ کی سنتے ہین منجملہ انکے یہ مسئلہ عصمت ہی کہ زبردستی ائمہ کے سر منڈھتی ہین حالانکہ نہ کتاب اللہ اسکی مساعدت کرتی ہی نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوسکتا ہی پس اہلسنت کو اس مسئلہ کے ماننی ہی مجبوری سی وجہ سے ہی کہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت نہین نہ وہ کہ جو ہماری تحقیق نے گمان کیا چنانچہ دوسری دونون شرطونکا بھی اسوجہ سے انکار کیا گیا ہی **قولہ** مگر خلفاء ثلثہ کے لیئے انہیار کی عصمت مین قدح کرنے لگے **اقول** اس جملہ کا مطلب تو آپ یا آپکی مذہبی بہائی سمجھینگے خلفاء کے لیئے انبیاء کی عصمت مین قدح کرنے سے کیا مراد ہی اگر یہ مطلب ہی کہ چونکہ خلفاء کو معصوم نہین اعتقاد کرتے اور انبیاء کو اگر معصوم اعتقاد کرین گے تو خلفاء سے افضلیت انبیاء پر لازم آئیگی اسلیے انبیاء کی عصمت مین قدح کرکے اونکو بھی معصوم ہونے سے خارج کرتے ہین تاکہ افضلیت لازم نہ آوے تو یہ تو بالکل غلط اور واہیات ہی کیونکہ مذہب اہلسنت کی خلاف ہی صریح مذہب اہلسنت یہہ ہی کہ انبیاء معصوم ہین اور سوا انبیاء کی کوئی شخص خلفا مین سے ہو یا ائمہ مین سے ہرگز معصوم نہین اور اگر کچھ اور مراد ہی جو خلاف سیاق عبارت اپنی ذہن مین اعتبار کرکے کہا ہی تو صاف طور پر بیان کرنا چاہیئے لیکن بات اصل یہہ ہی کہ حضرات شیعہ کی عادت ہی کہ اگر کسیکو بڑھاتے ہین تو یہانتک بڑھاتے ہین کہ اسکو حد اعتدال سے خارج کردیتے ہین اور گراتے ہین تو یہانتک گراتے ہین کہ حد

حدیث شیعہ ہر کہ عصمت انبیاء کی عصمت مین قدح کرے کافر ہی اہلسنت

اعتدال سے نکال دیتی ہین مثلاً اسی مسئلہ عصمت انبیا مین یہانتک بڑہی کہ صغائر کبائر سہوا وعمداً قبل النبوت اور بعد النبوت معصوم قرار دیا یا گرایا تو یہانتک گرایا کہ انبیا کی نسبت کفر اور حسد وغیرہ سے بھی دریغ نکیا ائمہ کی نسبت یا تو یہانتک مبالغہ کیا کہ نبیین و مرسلین سے بھی انکا درجہ اونچا کردیا یا گرایا تو یہہ نوبت پونہچائی وہ امور انکی طرف منسوب کیئے کہ کفار و فجار کو بھی انکی نسبت سنتے عار ہو فروع مین اسکی ایسی مثال ہے کہ مثلاً صوم کی یہانتک احتیاط کہ پانی مین غوطہ لگانے سے بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ احتیاطی کہے تو یہانتک کرانعلام سے بھی نہ ٹوٹی پس مذہب کیا ہی مزار رفیع السودا کی ہجو یا مدح ہے کہ کبھی عرش بریں پر پہنچا دیا اور کبھی تحت الثرا مین گرادیا یا میر و بیر انیس کے مرثیون کے مبدشین ہین کہ ہر شعر مین بیشمار مبالغہ کی گہت جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ایسی لوگونکی واسطی فرمایا ہی جو نہج البلاغہ مین کئی جگہ شریف رضی نے نقل کیا ہی سیہلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الی غیر الحق و مبغض مفرط یذھب البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی حالا النمط الاوسط فالزموہ والزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ انتہی یقدر الحاجۃ اور نہج البلاغہ مین دوسری جگہ فرمایا یہلک فی رجلان محب مطرو باھت مفتر حسب ارشاد جناب امیر رضہ تمام فرق شیعہ و خوارج دو اسب اس حدیث مین داخل ہوگئی کسقدر اطرائہم فی المدح او افراط فی المحبت ہی کہ حضرت کا مرتبہ انبیا سے بھی بڑہا دیا بحمد اللہ تعالی اہلسنت یہان بھی ثابت الاعتقاد اور بر اسخ القدم ہی انبیا کو انبیاؤ کی درجہ مین رکہا اور خلفا کو انکی درجہ مین کہا نہ انکی درجہ مین اعتدال سے کمی و بیشی کی نہ انکی درجہ کو اعتدال سے گہٹایا بڑہایا۔ اور اگر روایات شیعہ کا تتبع کیا جاوی تو صراحۃً ثابت ہوتا ہی کہ حضرات شیعہ نے ائمہ کی وجہ سے عصمت انبیا مین جرح قدح کیا ہی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے کی انکار امامت کے روایت اور حسد کا قصہ اور نسر کا ذکر اوپر مذکور ہوچکا ہی علاوہ ازین روایات قوم ثابت ہوتا ہی کہ انبیا علیہم السلام جسقدر مصائب و آلام مین مبتلا ہوئی سب بوجہ انکار امامت ائمہ مبتلا ہوئی

سلہ قرب ہے کہ میری باب مین دو گروہ ہلاک ہونگے ایک تو افراط کی ساتھہ مجکو دوست رکھنیوالی کہ میری محبت اوسکو ناحق کیطرف لیجاوے گی دوسرے نہایت دشمنی کہ مجکو دشمنی بغض کیطرف لیجاوے گی اور میری باب مین متوسط حال والی سب سے بہتر ہین پس ضرور تم اوسکو اور بڑی جماعت کو چہنا کرو کیونکہ جماعت پر اللہ کا ہاتہہ ہے ۱۲ سلہ ہلاک ہونگے میری باب مین دو شخص افراط کے ساتھہ دوست رکھنیوالا اور مفتری جہان تک ہنسے ۱۲

اور یہہ اونکو سزا اسی انکار کی دیگئی اس سے اہل انصاف وعقلا صاف سمجھہ سکتے ہین کہ حضرات شیعہ نے
ہی ائمہ کی یہی انبیاء کی عصمت مین جرح و قدح کی ہی نہ اہل سنت نے **قولہ** غرضکہ امامت
وخلافت کے بارہ مین ان حضرات کے اقوال نہایت ہی مضطرب ہین اگر حضرت مجیب یہہ سلسلہ جاری
رکھینگے تو انشاء اللہ تعالے بحث امامت مین انکا ذکر بخوبی آئیگا۔ **اقول** معلوم نہین ہماری
مجیب نے یہہ نتیجہ کس جملہ کا ماسبق سے پیدا کیا ہی اور ہمکو نسا اختلاف واضطراب اہلسنت کا مسئلہ
امامت مین ذکر کیا ہی جسکی طرف یہہ غرض ایما کرتے ہی۔ اگر بالفرض اہلسنت کو مسئلہ امامت مین باہم
اختلاف ہو تو یہہ اختلاف بحمد اللہ تعالے کچھہ قادح نہین کیونکہ اہلسنت کی نزدیک مسئلہ امامت
فروع مین سے ہی اور بالاتفاق اختلاف فی الفروع ممنوع نہین ہی حالانکہ اہلسنت مین اس کے بابت
کوئی معتد بہ اختلاف نہین ہی لیکن اگر اختلافات فرق شیعہ کو عموماً اور اختلافات فرقہ امامیہ کو خصوصاً
دیکھا جاوی اور آپسمین باہم جو کچھہ نہایت وتناقض وتکاذب وتجاحد ہی اوسکو غور کیا جاوی تو اختلاف
آیت وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ زبان سے نکلتی ہی اور آیت إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا
مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ اوپر صادق آتی ہی خوف تطویل ہی اور یہہ مقام بھی تطفلے دستطرادی ہی ورنہ اس
کو ہم بسط کے ساتھہ قید تحریر مین لاتے لیکن جسکو اس اختلاف کی دیکھنے کا شوق ہو وہ مبسوطات
مثل صواعق وتحفہ اثنا عشریہ وغیرہ کو دیکھے۔ لیکن بسجگہ مجیب لبیب میری اس گذارش پر ناخوش نہوں
کیونکہ یہہ اختلاف فی الحقیقت آپکا یا آپکی اکابر علماء کا تصور نہین ہی بلکہ حسب تصریحات قوم یہہ کشتی تو
تو خضر ہی کی ڈوبائی ہوئی ہی یہہ اختلاف تو بقول حضرات شیعہ ائمہ کا ڈالا ہوا اور ان ہی کا تعلیم کیا ہوا ہی
کلینی مین باب اختلاف الحدیث مین منصور بن ابی الجارم سے روایت ہی[۵] قلت لابی عبد اللہ اسئلک
من المسئلہ فتجیبنی فیہا بالجواب ثم یجیئک غیری فیجیب بجواب اخر فقال ان الناس یحتاجون الینا فی الزیادۃ والنقصان
اور بحار الانوار مین ہی عن محمد بن بشیر وعزیز عن ابی عبد اللہ قال قلت لہ انہ لیس شیء شدید علی من اختلافہ

[۵] منصور بن ابی جارم کہتا ہی کہ مین امام ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ مین آپ سے ایک مسئلہ پوچھتا ہون آپ اسمین کچھہ جواب دینگے پھر دوسرا شخص آکر پاس آتا ہی اوسکو آپ دوسرا جواب فرماتے ہین۔ فرمایا ہان لوگونکو ہم کم وبیش جواب دیتے ہین [۵] راوی کہتا ہی کہ مین امام ابو عبد اللہ رضا سے کہا کہ مجھپر کوئی چیز ہمارے اصحاب کی اختلاف سے زیادہ سخت نہین ۱۲

سیر حاصل تفصیل اوکی سے ذلالہ ہوا ہی

اصحابنا قال ذلك من قبلي[1] اور بحار مین ہی عن زرارة[2] عن ابی جعفر قال قال سالته عن مسئلة فاجابنی قال ثم جاء رجل فسالنی عنها فاجابه بخلاف ما اجابنی ثم جاء رجل فساله عنها فاجابه بخلاف ما اجابنی واجاب صاحبی فلما خرج الرجلان قلت یا ابن رسول الله رجلان من اهل العراق من شیعتك قدما یسئلان فاجبت کل واحد منهما بغیر ما اجبت بالاخر فقال یا زرارة ان هذا خیر لنا وابقی لنا ولکم ولو اجمعتم علی امر واحد لقصدکم الناس ولکان اقل لبقائنا وبقائکم فقلت لابی عبدالله - الی ان قال فاجابنی مثل جواب ابیك اور بحار مین ہی عن[3] ابی عبدالله قال انی لاتکلم علی سبعین وجها فی کلها المخرج - نقلا عن زرارغام - تو ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہہ اختلاف فی الدین حضرات ائمہ کا ہی تلقین کیا ہوا ہی اور صحیح ہی کہ اسکی تاویل مین اختلاف امتی رحمة کو پیش نکیجیگا کیونکہ حسب تصریح صدوق جو علل الشرائع مین کہے ہی اس حدیث مین اختلاف سے مراد اختلاف فی البلدان ہی نہ اختلاف فی الدین - پس اپنی اختلافات و اضطرابات سے اغماض کرکے اہل حق کیطرف اضطراب و اختلاف منسوب کرنا طرفہ تماشا ہی - **قال الفاضل المجیب** - قولہ - پس جناب مخاطب کا یہہ قول (ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفاء ثلثہ کا وقوع ہی) بجا ہے خود نہین - اقول - معلوم نہین کہ جناب مجیب نے اپنی کس قول مقدمہ سے یہہ استدراج فرمائی ہی اگر اصول خلافت مسلمہ خود کو اول مدلل تحریر فرماتے اور پھر خلفاء ثلثہ کی خلافت پر استدلال ثابت کرتے بعد مین ایسا لکھتے تو مضائقہ نتھا - اب جناب کا یہہ قول بجائے خود معلوم نہین **العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** حضرت مجیب نے یہہ عجب قسم سے اعتراض فرمایا ہی شروع سے کچھہ مفہوم ہوتا ہی اور آخر سے کچھہ اور سمجھہ مین آتا ہی اول تحریر فرماتی ہین معلوم نہین کہ یہہ تفریع [illegible] پر ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہہ تفریع اسوجہ سے غلط ہی کہ ماسبق مین اسکا مفرع علیہ کوئی قول مقدمہ مذکور نہین ہوا اور آخر مین لکھتی ہین کہ اگر اپنی اصول کو مدلل لکھکر خلفاء پر ثابت کرتے اور پھر تفریع کرتے [illegible]

---

[1] زرارہ کہتا ہی کہ مینی امام ابوجعفر سے ایک مسئلہ پوچھا آپنے مجھکو جواب دیا پھر دوسرے [illegible] اوسکو میرے جواب کے مخالف جواب دیا پھر تیسرے شخص نے پوچھا اوسکو ہم دونو کے جواب کے مخالف جواب دیا جب دو [illegible] اے رسول اللہ کے فرزند عراق کے دو شخص اگر شیعہ مین سے پوچھنے کے لیے حاضر ہوئی آپنے ہر ایک کو دوسرے کے مخالف جواب دیا فرمایا [illegible] ہمارے شیعہ ہی ہمارے لیے بقا کا سبب ہے اور اگر تم ایک امر پر اتفاق کروگی تو تمہارا قصد کرینگے اور تمہاری بقا قلیل ہوگی [2] امام الصادق علیہ السلام [illegible] ہی فرمایا

از عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ منشاء علیہ بان میں موجود ہے لیکن چونکہ تامل نہیں کیا گیا اسلئے تفریع تمام ہی قطع نظر اس سے جبکہ اصل منشاء اعتراض بیدا کرنا اعتراض کو تمام منقلب کیا گیا اور پھر بطلان اعتراض کے تفریع گرگئی تو کون کہہ سکتا کہ یہ تفریع صحیح نہیں ہے یہ ہمیشہ مانا کہ دلیل پر مبنی تفریع ہوسکتی ہے لیکن اس سے یہ گزرا نہیں ہوتا کہ دلیل تفریع صحیح ہو تفریع فی الحقیقت ذکر ایسی کا ہوتا ہے جو اپنی بات سے فرع ہو اور بطلان اعتراض قطعاً اوسکے انقلاب کے فرع ہے تو اوسکو تفریع صحیح طور پر ذکر کرنا بھی صحیح ہوا آپ کر غور فرمائیے اور عبارت کو سوچیے **قولہ** مہند امینی جو یہ کہا تھا تو کتاب کا جواب ہی دیا تھا افسوس کہ جناب نے کتاب ملاحظہ نہیں فرمائی ورنہ ایسا ہرگز نہ تحریر فرماتے خیر اب میں ان آلہ الخطا کی عبارت لکھکر انہا مطلب ثابت کرتا ہوں۔ اگر محل گفتگو ہو تو بسم اللہ حضرت فرماویں انہ الخطا کے مقصد اول کے فصل اول اول قسم صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ مطبع مذکور میں یہ عبارت درج ہے مسئلہ در طرق انعقاد خلافت انعقاد خلافت بچہار طریق واقع شود طریق اول بیعت اہل حل وعقد از علماء وقضاۃ وامراء وجوہ ناس کہ حضور ایشان میسر شود واتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آن ممتنع است وبیعت یک دو کس فائدہ ندارد زیرا کہ حضرت عمرؓ در خطبہ آخر خود فرمودہ اند فمن بایع جلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ہو ولا الذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا وانعقاد خلافت حضرت صدیق اکبر بریں طریق بیعت بودہ است۔ طریق دوم استخلاف خلیفہ است بشرط استجماع شروط یعنی خلیفہ عادل بمقتضای نصح مسلمین شخصی را از میان مستجمعین شروط خلافت اختیار کند وجمع نماید مردمان را وفق کند باستخلاف وی وصیت نماید باتباع وی پس این شخص میان سائر مستجمعین خصوصیتی پیدا کند وقوم را لازم است کہ ہمان شخص را خلیفہ سازند انعقاد خلافت حضرت فاروق ہمین طریق بود۔ طریق سوم شوری ست وآن آنست کہ خلیفہ شائع گرداند خلافت را میان جمعی از مستجمعین شروط گوید از میان این جماعت ہر کرا اختیار کنند خلیفہ او باشد پس بعد موت خلیفہ تشاور کنند یکی را معین سازند واگر برای اختیار شخصی را یا جمعی را معین کند اختیار ہمان شخص یا ہمان جمع معتبر باشد وانعقاد خلافت ذی النورین ہمین طریق بود کہ حضرت فاروق خلافت را میان شش کس شائع ساختند وآخر ہا عبدالرحمن بن عوف برائے تعین خلیفہ مقرر شد ودی حضرت ذی النورین را اختیار نمود وطریق چہارم شیلاست چون خلیفہ بمیرد وشخصی مستجمع شروط خلافت گردد بغیر بیعت باستخلاف ہمہ را برخود جمع سازد بایتلاف قلوب یا بالقہر وبضرب قتال خلیفہ شود لازم گردد بر مردمان اتباع فرمان او وآنچہ موافق شرع باشد واین نوع است یکی آنکہ متولی مستجمع شروط باشد وصرف مشاورین کند بصلح وتدبیر از غیر ارتکاب محرمی واین قسم جائز ست وصحیح وانعقاد خلافت معاویہ ابن ابی سفیان بعد خلعت مرتضی وبعد صلح امام حسن ہمین نوع بود انتہی بقدر الحاجۃ۔ غور فرمائیے کہ یہ جو چار طریقے انعقاد خلافت کے لکھے ہیں کسی طریق کو بھی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیا ہے حالانکہ یہ کتاب خاص اسی باب میں بڑے زور شور سے

تحریر ہوئی ہی ہر طریقہ کی ثبوت مین ہر خلیفہ کی خلافت ہی بطور شہادت لکھی ہی پس سیرا یہہ لکھنا کہ ناخذان اصول سے ضعیف کا
وہی حال ہی جو خلافت کا دقوع ہی اضعاف فرمانا تو نہایت ہی درست ہی اور جناب کا یہہ لکھنا کہ بجای خود نہین واقعہ مین بجای خود نہین

اقول عنوان تقریر سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ اعتراض ہماری محبوب لبیب کا مایہ افتخار ہی و سرمایہ ناز پیشتر اسکی جواب مین جو کچھ
الزاما یا اجمالا گذارش کیا گیا تھا افسوس کہ ہماری محبوب لبیب نے اپنی بلند آہنگیون مین اسکو تامل کے نظر سے ملاحظہ نہین فرمایا لہذا ضرور ہوا
کہ بسیط تفصیل کے ساتھ لکھا جاے تاکہ محبوب لبیب کو معلوم ہو جای کہ یہہ اعتراض محل گفتگو ہی نہین بلکہ محض غلط ہی اور
منشا اوسکا یہہ ہی کہ ازالۃ الخفا کو مطلب کو نہین سمجھی پس واضح ہو کہ حاصل اعتراض دو امرین اول یہہ کہ اہلسنت نے چند اصول وضع
کیے ہین جن سے انکی نزدیک خلافت متحقق ہوتی ہی اور چونکہ یہہ اصول مضبوط کتاب و سنت سے ثابت نہین تو باطل ہوی اور خلافت
جسکا ثبوت ان اصول پر موقوف تہا وہ بہی باطل ہوئی دوسرا امر یہہ ہی کہ جن طریقون سے خلافت خلفا ثلثہ واقع ہوئی ہی اون ہی
طریقون کو اصول قرار دیا ہی اور یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی لیکن جہانتک غور کیا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ لزوم مصادرہ
علی المطلوب بالکل غلط اور باطل ہی کیونکہ مصادرہ علی المطلوب اسکو کہتے ہین کہ مدعا کو عین دلیل یا جزو دلیل قرار دیا جاے اور یہان کوی بہی نہین کہا ہی
پس یہہ حضرت محبوب لبیب کے کمال مناظرہ دانی ہی کہ زور و زبردستی اصطلاحات کی بہی خبر نہین معلوم نہین کہ یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ ابتدا اس تمیز سے مناظرہ
مذہبی کا شوق رہا ہی محض تہدیدی یہہ بقت قلم ہی شاید حضرت کو اور مصادرہ علی المطلوب باہم شتبہ ہو گئی ہوگی اور دور کو مصادرہ علی
المطلوب سمجھ گئے ہونگی کہ بطا اس بحث مین دیدکا نسبہ پڑتا ہی جسکی تو ترجواب کیطرف ہم ہر عا متوجہ ہوتے ہین اوسکی تقریر یہہ ہی کہ اہلسنت نے چند
اصول وضع کیے ہین جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہی اور خلافت کی حقیت کو اون اصول سے ثابت کرتے ہین اور یہان ہی اصول کی حقیت کو خلافت پر
موقوف کر رہے ہی کہ اخذ اون اصول کا خلافت خلفا قرار دی ہی تو اہلسنت کے اصول پر دور لازم آتا ہی آپکی جانب کیطرف توجہ فرمایئے مزال اہلسنت
گذارش ہی واضح ہو کہ خلافت خلفا کی بارہ مین اہلسنت کی دو طریقی ہین بعض کے راے یہہ ہی کہ یہہ خلافت منصوصہ ہی چنانچہ صاحب ازالۃ الخفا قدس
سرہ کی بہی یہہ ہی راے ہی اور بعض فرماتے ہین کہ منصوص نہین ہی بلکہ بیعت اہل حل عقد و اجماع سے ثابت ہوی ہی لیکن جسکی پاس جگذیق اول کے مسلک پر
گفتگو واقع ہوی ہی کیونکہ محبوب لبیب نے عبارت ازالۃ الخفا کو اپنا مستدل قرار دیا ہی تو اول اوسی مسلک کی بنا پر جواب کی تقریر کیجاتی ہی
کہ مسلک فریق اول پر خلافت خلفا رضی اللہ عنہم نص شرعی سے ثابت ہی اور نصوص جلیہ خفیہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال اہلبیت و صحابہ رضی اللہ عنہم بتفصیل تمام عالا مزید علیہ ازالۃ الخفا مین مذکور ہین اور ان نصوص بھی کسیقدر پاسبق مین مذکور ہو چکی ہین جب خلافت
نص سے ثابت ہی تو لامحالہ عند اللہ حق ہوگی اور جس اصل و اصول پر وہ خلافت واقع ہوگی وہ اوضاع اور اصول بہی

ما اہلسنت جو طریقہ اخذ کا کہ ہین ہی اخذ کا ہمارے مطلب کا ہی ہم مصادرہ علی المطلوب کا الزام کیونکر دے سکتے ہین

حق ہونگی تو اس اعتبار سے جب خلافت خلفاء ثلثہ منصوص ہوئی اور حق ہوئی تو وہ اوضاع و اصول کہ جنپر یہہ خلافت حقہ مبتنی تہی وہ بہی حق ہوئی۔ تو پہر یہہ کہنا کہ جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہی اگر اس سے مراد قطع نظر حقیقت عند اللہ سے تحقق خارجی محض ہی تو لازم باطل ہے اور نہ آپکو کچہہ مفید اور نہ ہمکو کچہہ مضر ہی کیونکہ جب دار مدار حقیت خلافت کا نص پر ٹہرا تو اگر بالفرض یہہ اصول کتاب و سنت سے ثابت نہون تو بہی خلافت خلفاء کی حقیت مین کچہہ نقص نہین بلکہ برعکس اسکے بوجہ حقیت خلافت کی یہہ اصول بہی حق ہو جائینگی اور اگر مراد یہہ ہی کہ وہ اصول جنپر خلافت کی حقیت کا تحقق موقوف ہی تو بدیہی البطلان ہی کیونکہ جب خلافت منصوصہ ہو کر حق ہو چکی تو اوسکی حقیت کسی اصل پر موقوف نہوگی اوسکی حقیت کے واسطے کوئی حالت منتظرہ باقی نہوگی اگرچہ اس تقریر سے لزوم دور کا بطلان بہی صحیح ہی لیکن مناسب ہی کہ بغرض رفع خلجان حضرت مجیب مدعا مین یہہ کہون اوسکو اوں ایجاد کے۔ پس یہہ قیاس مین اگر توقف سے مراد توقف حقیت ہی تو صغری کاذب ہی و قیاس غیر منتج اور اگر مراد توقف وقوع خارجی خلافت ہی تو کبری کاذب اور قیاس عقیم پس لزوم توقف اسکی علی نفسہ باطل۔ دوسری یہہ کہ اس قیاس مین جہۃ توقف متحد نہین کیونکہ صغری مین بطور نفس وقوع کی ہی اور کبری مین بطور حقیت کے تو حد اوسط مکرر نہوا تو نتیجہ کاذب ہوگا۔ غرض ہر کیف ازالہ اخفاء دیکہہ کر یہہ سمجہنا کہ خلافت راشدہ ان اصول پر موقوف ہی بالکل غلط ہی اگرچہ بعد اسکی کچہہ ضرورت باقی نہین رہی تو دوسری مسلک پر جواب کے تقریر بیجا ہی کیونکہ سبنی اعتراض کا مسلک اول پر ہی تہا لیکن تبرعاً ہم دوسری مسلک پر بہی مختصر جواب کے تقریر کرتے ہین تاکہ ہماری مجیب کے دل مین کوئی ہوس و انتظار باقی نہ رہجاوی اس مسلک پر ہم کہتے ہین کہ وہ اصول جنپر خلافت کا تحقق موقوف ہی خلافت پر موقوف نہین بلکہ اول ان اصول کا کتاب و سنت سے ثابت ہی اور باقی اوسپر متفرع تفصیل اس اجمال کے یہہ ہی کہ اول بیعت صدیقی بیعت اہل حل و عقد و اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی ہی و ثانیا بیعت اہل حل و عقد آیت کنتم خیر امۃ سے ثابت ہی و ثالثا بہی صحت و حقیت کلام جناب امیر المومنین جو چند جگہ نہج البلاغۃ مین مذکور ہی اور خود شارح نہج البلاغۃ سے مفہوم ہوتی ہی (۱) انما الشوری للمهاجرین فلو اتصار فان اجتمعوا علی رجل سموہ اماما کان ذلک لله رضی سپر جو کچہہ مجیب کا اعتراض ہی اور اوسکو دلیل الزامی قرار دی ہی

اسکا جواب ہم اوسی موقع پر بیان کرینگے۔ مگر مختصراً یہان اسقدر جاننا چاہیئے کہ خود اس عبارت کا سیاق
اور دوسری عبارات کا جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہین اسکا کذب ہی۔ (۲) لانها بیعة ولم تقل لاثنین
فیها النظر ولا یستانف فیها الخیار الخارج منها طاعن فیما رضی فیها مداهن (۳) وکانت
امور الله علیکم ترد وعنکم تصدر والیکم ترجع قوله وکانت امور الله الی قوله ترجع ای انکم
کنتم اهل الاسلام والحل والعقد فیه لانهم المهاجرون والانصار
شرح نہج البلاغۃ (۴) ولعمری لئن کانت الامامة لا تنعقد حتی یحضرها
عامة الناس فما الی ذلک سبیل ولکن اهلها یحکمون علی من غاب عنها ثم لیس للشاهد ان یرجع ولا للغائب
ان یختار الا وانی قاتل الحبر جدعا وما ایس الرجل اللذی علیه ترجمہ این عبارت بزبان زواری امامیہ کہ علی بن
حسن نام دست نیست وقسم بزندگانی من اگر امامت منعقد نشود تا آنکہ حاضر شوند جمیع مردمان نمی باشد
بانعقاد امامت راہی در ہیچ زمانی و این جواب انکار معاویہ ہست و اہل شام اجماع را بر بیعت آن امام علیہ السلام
مبنی بر آنکہ اجماع محتاج ہست در انعقاد جمیع اہل اسلام و آنحضرت اشارت فرمود باین کلام باین وجہ کہ اجماع
بر این وجہ امکان ندارد و اگر ممکن باشد عاقل اورا در غایت دشواری بیشمارد بلکہ معتبر در انعقاد اجماع
اتفاق اہل حل وعقد ہست از امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بر امری از امور چنانچہ اشارہ فرمود بدان لیکن
اہل امامت حکم میکنند بر کسیکہ غائب ہست ازان پس ازان نیست مر حاضر را حتی را ہمچو طلحہ و زبیر کہ از بیعت
رجوع نماید و نہ غائب را ہمچو معاویہ کہ او را برای خویش اختیار سازد۔ الخ۔ نقلاً عن ازالۃ الغین۔ اور جب بیعت
اہل عقد صحیح ہوئی تو بیعت صدیقی حق ہوئی اور چونکہ خلافت ہای باقیہ اسی پر متفرع اور مبنی ہین وہ
بھی معہ اصول خود صحیح اور حق ہوئی اور اگر مجیب لبیب بعض صحابہ کی تاخر کا خیال کرین تو اول تو اوسکا
جواب خود ارشادات جناب امیر مین موجود ہی معہذا یہہ ثابت فرماوین کہ یہہ تاخر بوجہ قدح استحقاق خلافت
تہا جب تک یہہ ثابت نہوگا اوسوقت تک اعتراض لغو اور فضول ہوگا۔ تو اس مسلک پر برعکس دعوی
خلافت کے لیئے اصول کا ماخذ ہونا مثل روز روشن ظاہر و باہر ہی اور لزوم مصادرہ علی المطلوب جناب پر نقش
بر آب بلکہ بعان سراب ہی۔ ہماری مجیب کی تقریر اعتراض کے بعینہٖ مثال ہی جیسا طفل کا ابھی چلنا

نہ سیکھا ہو وہکر چلنے کا قصد کرتا ہی اور گر جاتا ہی ہر جگہ پانون لڑکھڑاتا ہی کسی جگہ بھی تقریر اعتراض یا جواب کے
ٹھیک نہین پہر اسپر دعوی کیا کچھہ پس مسلک ثانی پر ماخذ اصول کا خلافت کو قرار دینا اور اصول کو
موضوعہ کہنا بالکل غلط ہی اور مسلک اوّل پر خلافت کو ماخذ اصول کا قرار دینا تو صحیح ہی چنانچہ
پہلی تحریر مین بھی اسکی طرف ایما کیا گیا تھا لیکن اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ بطور خود چند اصول
وضع کیئے ہین یہہ بالکل باطل ہے کیونکہ جو امر کسی دلیل شرعی سے ماخوذ ہو اگر اوسپر موضوع ہونے کا
اطلاق کیا جاوی تو تمام دین موضوع ٹہریگا۔ علی الخصوص اہل تشیع کا تو دین اصول و فروع جو اکثر ہی
ائمہ ہی سے یا تمام ماخوذ ہی قطعا موضوع ہوگا غرضکہ مطلقاً خلافت کا ماخذ ہونا محل اعتراض نہین ہی۔ اگر اوّل
منصوصیت خلافت باطل کرتے اور بعد اوسکی یہہ لکھتے تو مضائقہ نتھا۔ اور یہہ قول اب قطعاً بجای خود نہین
پس میری گذارش کے تردید اس بنا پر ہی کہ نا ازالۃ الخفا کے مطلب کو سمجھا اور بندہ کی گذارش کو بنظر تامل اور
انصاف کی ملاحظہ فرمایا سو خیر اسکا کچھہ علاج نہین۔ **قال الفاضل المجیب** - قولہ۔ کیونکہ درحقیقت
یہہ کا حضرات شیعہ کا تھا کہ جنکی اصول موضوعہ کا محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم
ہی جس قسم کا الزام اہلسنت کیطرف نسبت فرماتی ہین۔ اقول۔ شیعہ اپنی اصول کو دلائل عقلیہ
اور اون دلائل نقلیہ سے جو موید بعقل ہون ثابت کرتے ہین اور جملہ امامت کو بھی اصول سے جانتی ہین
اس اصل کو بھی مثل اور اصول کی ایسی دلائل سے ثابت کرتے ہین **بقول العبد الفقیر الی مولاہ**
ہماری حضرت مجیب نے جن دلائل کو عقلیہ تصور فرما رکھا ہی وہ فی الحقیقت صور خیالیہ و وہمیہ ہین
علاوہ ازین جسقدر مخالف فرقے ہین سب اپنی اپنی اصول کے نسبت اسیطرح شد و مد سے صحت
و حقیقت کے قائل ہین۔ اگر یہہ دعوی بلا دلیل معتبر ہی تو سب فرق کے حقیت کی قائل ہوجیئے ورنہ
اپنی اصول کے ایسی دلائل حقہ کی فکر کیجیئے۔ ہم جہانتک غور و تامل سے بنظر انصاف دیکھتے ہین تمام حضرات
اصول مخصوصہ مین کہین اس دعوی کی تصدیق نہین پاتے۔ ائمہ کا انبیاء سے افضل ہونا آپ ہی فرماتے
کہ بیہقی اور ولایہ مین ہی ہی۔ ائمہ اور اونکی اسرار کی رجعت۔ امام آخر الزمان کی غیبوبت۔ وجوب
علی اللہ تعالے۔ حسن و قبح عقلی۔ سادات اہل الائمہ کی خاتم الانبیاء کے ساتھہ جیسا صاحب فتح

بعض اصول مذہب شیعہ دلائل عقلی و نقلی کی رو سے ثابت نہین۔

اپنی شرح مین تصریح کی - ائمہ کے عصمت اونکا علم کان ومایکون واختیار موت وحیات وغیرہ بہت مسائل ایسی ہین کہ اونمین صرف جدلیات واقناعیات پر ہی قانع ہین اگر انصاف سے ملاحظہ فرماوین تو حقیقت حال منکشف ہوجاوی - لیکن جب عقل وانصاف کو کام مین نہ لاوین تو اختیار ہی جو دل چاہے فرماوین زبان و قلم کو کون روک سکتا ہی - **قولہ** اور ہر امر کی ثبوت کی لیئے مقدمات وشرائط کا ہونا ضروری ہی **اقول** اگر مقدمات وشرائط واقعی اور نفس الامری مراد ہین تو مسلم لیکن حضرت مجیب کو مفید نہین کیونکہ شرائط مقبولہ کی لیئے نفس الامری ہونا غیر مسلم ہی اور اگر عام مراد ہی تو خود غلط ہی **قولہ** پس جب بنظر تحقیق اس باب مین غور کیا تو عقل سلیم وکتاب خداوند علیم واحادیث رسول کریم وروایات ائمہ کرام واقوال صحابہ عظام سے بخوبی ثابت ہوا کہ عصمت وافضلیت ومنصوصیت خلافت وامامت کے لوازم مین سے ہی پس ان شرطونکو ضروری سمجھا - **اقول** عقل سلیم تو وہی ہی جو حضرت مجیب کو خصوصاً اور تمام فرقہ شیعہ کو عموماً فتام الزمن سے مرحمت ہوئی اور کتاب علیم وہ ہوگی جو جناب امیرؑ نے ایام تخلف بیعت گھر کے اندر تخلیہ مین جمع فرمائی اور ائمہ مین سے ہر ایک کی پاس یکے بعد دیگری صندوق تقیہ مین بند چلی آئی اور احادیث رسول کریم وروایات ائمہ کرام وہی ہین جو حضرات زراہ اور مومن الطاق وغیرہ مقتدایان قوم جنکا مجملاً حال ند کور ہوچکا ہی ان ہی صدیقین کے واسطہ سے حضرات شیعہ مین شائع اور مشتہر ہوئی - اور اقوال صحابہ اونہین صحابہ کی ہونگی جنکی مفصل حالات متقدمین ومتاخرین طاب اللہ اشکاف بیان فرماتے چلے آئی اور کسیقدر سابق مین گذارش بھی ہوچکا - پھر ایسی عقل اور ایسی کتاب اور ایسی احادیث و روایات اور ایسی اقوال پر ناز و افتخار فرمانا ہماری حضرت مجیب جیسے مصنف ودانشمند کا ہی کام ہی ہم تو جہانتک غور کرتے ہین تو اوسکو خلاف عقل اور خلاف کتاب اللہ اور خلاف احادیث رسول اللہ اور خلاف ائمہ وصحابہ پاتے ہین - اور اسلیئے شرائط ثلثہ کو ضروری نہین سمجھتے قال تعالے وانا او ایاکم لعلی ھدی او فی ضلال مبین **قولہ** اور چونکہ یہہ شرائط ثلثہ خلفاء ثلثہ مین بالمرہ مفقود ہین اور اہل سنت بلکہ خود خلفاء بھی اسکی مقر ہین ایسی اونکی خلافت کو امامت وخلافت راشدہ جو مراد نیابت رسول سے ہی نہین جانتی - **اقول** یہہ شرائط ثلثہ مسلمہ حضرات ائمہ مین بھی بالمرہ

مفقود ہین چنانچہ باعتراف ائمہ ثابت ہی تو انکی امامت وخلافت راشدہ کو بھی نمائیگی چونکہ مقام بسط نہین اسلیئے چند روایات پر اکتفا کرتا ہون بنظر انصاف ملاحظہ فرمائی صحیفہ کاملہ مین تو آپ بطور ورد پر ہتی رہتی ہونگی مگر کبھی تدبر معانی بھی تو فرمائی - قد ملک الشیطان عنانی فی سوء الظن وضعف الیقین والی اشکو فی سوء مجاورتہ وطاعۃ نفسی لہ - ایضاً انا الذی افنیت الذنوب عمرہ - نہج البلاغۃ مین شریف الرضی جناب امیر سے نقل فرماتے ہین - لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی ولا امن من ذلک فی فعلی الخ ایضاً وذکر کلام امیر المومنین علیہ السلام لما اراد الناس علی البیعۃ بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری فانا مستقبلون امرا لہ وجوہ ولوان لا یقوم القلوب ولا تثبت علیہ العقول وان الافاق قد اغامت والمحجۃ قد تنکرت واعلموا انی ان اجبتکم رکبتکم بما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ وانا لکم وزیراً خیر لکم منی امیراً اور ذوالفقار مین مجمع البیان طبرسی سے منقول ہی روی محمد بن ابی عمیر عن ابراہیم بن عبد الحمید عن علی بن عبد اللہ الحسین زین العابدین انہ قال رجل انکم اہل البیت مغفور لکم قال فغضب وقال نحن احری ان یجری فینا ما اجری فی ازواج النبی انا نرجو المحسنۃ ضعفین من الاجر ولسنا نضعفین من العذاب ثم قرء یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ الخ اگر آپ انصاف سے ملاحظہ فرمائینگی تو ان روایات سے واضح ہوجائیگا کہ یہ شرائط فی الواقع شرائط نہین اور ائمہ ان کی اپنی اندر فقدان کے معترف تہے اب بمعارضہ اسکی انبیاء کو ذکر فرمائیگی - پہلی دلائل شرعیہ سے ثابت کیجیئے بعد اوسکی اقوال و افعال کے تاویلات وتوجیہات کے درپی ہوجیئے ورنہ ہرگز کسیکی بسط وجدان شرائط کا قائل ہوکر اوسکی اقوال و

---

۱ تحقیق شیطان جگہ پاکر میرے ضعف یقین مین میرے دل کا مالک ہوگیا ہے اور مین اوسکی بڑی مہلت دینے کے اوسکا مطیع ہونیکا شکوہ کرتا ہون ۲ مین وہ شخص ہون جسکے نام عمر گرتا ہون فنا کردی - ۱۲ ۳ حق بات اور راست مشورہ سے تم باز نہ رہو کیونکہ مین خطا سے برتر نہین ہون اور نہ اپنی فعل مین خطا سے مامون ہون ۴ آپ کی کلام جبکہ بعد قتل عثمان کے لوگون نے آکے بیعت کا ارادہ کیا مجھکو چھوڑدو اور میری سوا کسی اور کو تلاش کرو کیونکہ ہم ایسی امر کیطرف متوجہ ہوئے ہین جسکے لیئے مختلف طریقے اور رنگا رنگ کی قول اور ایسی عزمے مین اور یہ عقلین اوسپر ثابت قدم رہ سکتی ہین اور دنیا تاریک ہوگئی اور صاف رستہ ناشناختہ ہوگیا اور جانو اگر میں تمہاری وزیر رہونگا تو تمکو اپنے علم کے موافق بھلائی دونگا اور کسی قائل کے قول اور عاتب کی عتاب کیطرف کان نہ دونگا اور اگر تم مجھکو چھوڑدوگے تو مین تم مین کا ایک جیسا ہون اور شاید مین زیادہ مطیع ہون جبکو تم امیر بناؤ اور مین اس سے کہ تمہارا امیر ہون یہ بہتر ہی کہ وزیر ہون ۵ اور زین العابدین کی مروی ہے اوس کو کسی مطلع نے کہا کہ تم تو اہل بیت بخشی ہوئی ہو تو آپ خوش ہوئی اور فرمایا کہ ہمیشہ مستحق ہیں ہر کہ کہ حکم الٰہی جنہین جاری ہے ہم اپنی نیکو کاون کے نیکو دوچند اجر کے اور اپنی گنہگارون کے نیکو دوچند عذاب امید کرتے ہیں

افعال کے تاویلات مین معارضہ پیش کیا جا سکتا ہی لیکن کوئی عاقل اسکو ثبوت نہین قرار دیگا - اور شرائط کا
اثبات قیاس علی الانبیاء سے کرنا قطع نظر اس سے قیاس ہے قیاس ہی قیاس مع الفارق ہی **قولہ** پس شیعونکی
اصلی غرض اپنی اصول کو دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت کرنا و احقاق حق و ابطال باطل ہی **اقول** ولن
یصلح العطار ما افسد الدہر - جب وہ اصول خلاف عقل و نقل ہین تو حضرات شیعہ کی سعی و کوشش سے
اثبات بمنزلہ محالات ہی اور اس جد و جہد کا نتیجہ بجز ابطال حق اور اثبات باطل اور کچھ نہین اور نہ یہہ غرض
حاصل شدنی ہے **قولہ** اور یہہ ظاہر ہی کہ اس صورت مین غیر مستحقین کے خلافت ثابت نہ ہیگی - **اقول** بلکہ یہہ
ظاہر ہی کہ مستحقین کے بھی خلافت اس صورت مین ثابت نہ ہیگی کیونکہ ائمہ کی بھی خلافت باطل ہو جاویگی **قولہ** نہ یہہ
کہ محض ابطال خلافت خلفاء ثلثہ کی غرض سے بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت مین
معتبر جانتی ہون جیسا کہ حضرت مجیب یا اور اہلسنت کا وہم و خیال ہی حاشا و کلا **اقول** اہلسنت کا یہہ
ہی خیال نہین کہ آپ بدون قیام دلیل و حجت ان شرائط کو خلافت و امامت مین معتبر جانتی ہین بلکہ اہلسنت
بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ و شہادات ائمہ یہہ ثابت کرتے ہین کہ باوجود قیام دلائل عدم اشتراط کے ان شرائط کو حضرات
شیعہ نے خلافت مین معتبر مان رکھا ہی پس جب یہہ حال ہی تو ان اصول موضوعہ کے وضع محض بغرض ابطال خلافت
خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہی بس - **قولہ** ہان چونکہ بدون قیام دلیل حضرات اہلسنت ان خلفاء کی خلافت
کے قائل نہین اسلیئے انکو ضرور ایسی اصول کے جنکی سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین بخت حاجت تھی اسلیئے حضرات نے
ایسی اصول وضع فرمائی - **اقول** خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کے حقیت مثل روز روشن ظاہر
و باہر ہی آفتاب نص قرآنی اور حدیث نبوی ص اور اقوال و افعال ائمہ نے اوسکی چہرہ ثبوت سے حجاب خفا
یک بخت دور کر دیا - آیات و احادیث کے بقدر ذکور ہو چکی ہین اسوقت نہج البلاغہ کے خطبہ کا ایک جملہ
یاد آیا جو ثبوت مدعا مین بشرطیکہ انصاف ہی دیبجاوی نص ہی واذا المیثاق فی عنق لغیر
قطع نظر اس ہی کہ اس جملہ کے الفاظ سے کیا مضمون پیدا ہوتا ہی جو کچھ اس جملہ سے مینے مدعا سمجھا ہی مین اوسمین
متفرد نہین ہون بلکہ اسمین حضرت ابن میثم بحرانی نے بھی میرے ہی بموجب اللہ تعالی ہم بیان ہین اور نہین
بھی اپنی مختصر شرح مین جو اسوقت میرے پاس موجود ہی مجبور ہو کر صاف کہنا پڑا کہ بیعت ابی بکر کا میثاق ہی

جو جناب امیر کے گردن مبارک مین تہا ایحضرت آپ ابن ہیثم کی شرح لیکر میری اس گذارش کو ملاحظہ کریجیے اور دیکھیے جناب امیر کسطرح حقیت خلافت کو تسلیم فرماتی ہین اور شاید اگر آپ تمام خطبہ کے شرح ملاحظہ فرمائینگے تو یہہ بھی معلوم ہوگا کہ جناب رضی نے اسمین کیا قطع و برید فرمائی ہی پس بفضل اللہ تعالے اہلسنت بدون قیام دلیل اس خلافت کے قائل نہین ہوئی اور یہہ ہی وجہ ہی کہ اونکو اصول گڑنے کی ضرورت نہوئی تو حضرت مجیب کا یہہ ارشاد (جنکے سوا وقوع خلافت کوئی دلیل نہین) بالکل غلط اور خلاف واقع ہی منشا اسکا یہہ ہی کہ کتب فریقین سے بجز ہمین اور جو کچھہ دیکھا ہی اسکا مطلب نہین سمجہی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قال الفاضل المجیب** - قولہ - ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کتاب اللہ و شہادات ائمہ رضی اللہ عنہم سے واقع ہی تو اہلسنت کو وضع اصول کی کچھہ ضرورت نہین - اقول - اگر حضرت مجیب کا یہہ قول درست ہو تو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء مین چار طریقی انعقاد بیعت کے کیون تحریر فرمائی ہر ایک کے ثبوت کی کیسی شرائط و مقدمات وغیرہ کا ہونا ضرور ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ازالۃ الخفاء کی عبارت کو تامل پر ملاحظہ فرمایئے اور اسکی مطلب کو سمجہیے یا انبہمہ ہمہ دانی آپنے اسکا مطلب نہین سمجہا طریق رابع کی بحث ہاتہ لگی گو اگر آپ تامل ملاحظہ فرمائینگے تو یہہ عقدہ حل ہو جائیگا **قولہ** تعجب ہی کہ حضرت کتاب کو ملاحظہ نہین فرماتے جو دل مین آتا ہی لکھہ جاتے ہین ورنہ ہر کتاب مین طرق و شرائط وغیرہ تحریر ہین - **اقول** اگر کتابون کے ایسی ملاحظہ کیطرف دعوت کیجاتی ہی جیسا کہ جناب نے ملاحظہ کتب فرمایا ہی تو ایسا ملاحظہ بیفائدہ ہی نہین بلکہ مضر ہی چنانچہ جناب پر واضح ہو گیا اور اگر نظر انصاف و تحقیق ملحوظ خاطر ہی تو بندہ بہی جناب کیخدمت مین اسی امر کا ملتمس ہے کہ **أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ** پر عمل فرمایئے اور بندہ کی نسبت تو انشاء اللہ تعالے بشرط نظر انصاف و تنبیہ ہو جائیگا کہ کتابون کا ملاحظہ کیا یا نہین کیا باقی رہا طرق و شرائط کی نسبت کب انکار ہی آپ گذارش کو بغور ملاحظہ فرمایئے **قولہ** معہذا اور خلفا کی خلافت کا ثبوت خلیفہ اول کی خلافت کی ثبوت پر موقوف ہی اگر حضرت خلیفہ اول کی خلافت صحیح ثابت ہو جاہی تو پہر جائی گفتگو نہین - **اقول** حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کی صحت و حقیت مین بحول اللہ تعالے کچھہ تردد و گفتگو نہین ہی کیونکہ جسکی حقیت پر کتاب اللہ

شاہد ہوا و جناب امیرؓ اوسکی حقیت تسلیم فرماوین اور اوسکی میثاق کو اپنی گردن مین لازم تصور
فرماوین - اوسکی صحت مین بروی دین و ایمان کیا گفتگو باقی رہی - اور جب اوسکی صحت و حقیت مین
شک و شبہ نہین رہا تو خلافت شہائی باقیہ بھی صحیح ہوئی **قولہ** مگر جب اس خلافت کی انعقاد کا
حال دیکھا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ ایسی حالت اضطراب و اضطرار مین واقع ہوئی ہی کہ کسی
شہادت کی بھی نوبت نہین پونہچی - **اقول** جب اس خلافت کا حال دیکھا جاتا ہی
تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اس سے اعلاء کلمۃ اللہ حاصل ہوا و مین مرضی خداوند تعالی کی تمکین ہوئی
اسلام و مسلمین کو غلبہ و شوکت ہوئی کفار و مرتدین مقتول و مخذول ہوئی اور وہ وعدہ خداوند تعالی جو اسخلاف
حقہ کی نسبت تہا بروی کار آیا اسلیئے ہر عاقل کے نزدیک ایسی خلافت کی ایسی اوسکا حالت اضطرار
مین واقع ہونا اور کسی شہادت کا واقع نہونا کچھہ مضر نہین کیونکہ خداوند تعالی علیم و قدیر اوسکا وعدہ
ہو چکا تہا تو جو خلافت موعود من اللہ تعالے تہی وہی واقع ہوئی اور اس خلافت سے انکار نص
قرآنی سے انکار ہی اور اوس سے ناخوشی بغیظ بہم الکفار کا مصداق ہی علاوہ ازین شہادت کی
ضرورت اوسوقت ہی کہ جب کوئی منکر ہوا و جبکہ وہان کوئی منکر ہی نہین تہا تو شہادت کی پیش کرنے
کی کیا ضرورت مگر تعجب تو یہہ ہی کہ جناب امیرؓ نے بھی تو بوقت شوری کوئی شہادت پیش نہ فرمائی اور نہ
امیر معویہ کی ہی مقابلہ مین کوئی حجت بجز بیعت اہل حل و عقد کے پیش فرمائے تو اگر شہادت پیش نکرنا
دلیل عدم حقیت خلافت کی ہی تو آپکو اس قاعدہ سے جناب امیرؓ کی خلافت کی عدم حقیت ثابت ہوتی ہی
قولہ اوس طوفان بے تمیزی مین کہ جناب سرور کائنات کے انتقال فرمانی ہی سقیفہ بنی ساعدہ
مین جو ایسی ہی کاموں کی لیئے تہا ایک شور و غل مچا امیر منکم امیر و نحن الامراء و انتم الوزراء کا بلند ہوا
اور ہر گروہ نفسی نفسی کہنے لگا بھلا ایسی ثبوت و شہادت کا کیا موقع ہو سکتا ہی نہ کوئی آیت قرآنی اپنے
مطلب کے موید بیان کرنا تہا نہ دلیل عقلی و عرفی لانا تہا نہ اس باب مین کسی سے کچھہ پوچھا —
بدون قول فیصل بخوف اسکے کہ مبادا انصار سے یا کسی اور قبیلہ سے کوئی خلیفہ ہو جائے اور ریاست و حکومت
ہاتھہ سے نکل جاوے حضرت ثانی نے اول کو خلیفہ بنا دیا چنانچہ روایت بخاری اسپر شاہد ہی -

اقول مجیب بیچارے کے کلمات ناسزا اور طعن کا تو ہم کیا جواب لکھیں - ہاں اسقدر گذارش ضرور ہے
کہ اعقل کو شوائب نفسانیت سے خالی فرماکر سوچیں کہ جب شوریٰ علی سنا امیر ومنکم امیر اور نحن الامراء واتم الوزراء
کا بلند ہے اور ہر گروہ نفسی نفسی کہتا ہتا تو ایسی نفسا نفسی میں باوجودیکہ کوئی آیت یا کوئی دلیل بھی
نہیں ہوئی ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے دعوی کو کیوں قبول کرلیا اور بادلیل کیونکر اطاعت
منظور کرلی صرف ایک شخص کے بیعت وہ بھی اپنی گروہ میں سے مخالفین کے بیعت اور اطاعت کی لیئے
کیونکر حجت ہوگئی حالانکہ بقول آپکے خود اوسی گروہ کے اکابر واعیان اوس جلسہ میں موجود نہ تھی اور اونسے
مشورہ نہیں لیا گیا تھا اور وہ اسکی مخالف تھی تو ایسی حالت میں عقل سلیم کیونکر تسلیم کرسکتی ہے کہ انصار
جو اپنی امامت پر مصر تھی بلا حجت ودلیل صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیعت کیوجہ سے بیعت کرلیتی اگر ایسا
ہوتا تو انصار میں سے ایک شخص اوٹھکر سعد بن عبادہ رض کے ماتھہ پر مثلاً بیعت کرلیتا کیون انکی بیعت کو
اپنی لیئے حجت قرار دیتی ورنہ کم ازکم یہہ ہوتا کہ تا حاضر ہونے باقیماندگان وجوہ مہاجرین کے اپنی بیعت کو
موقوف رکھتی تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انصار نے جب تک اونپر حجت تام نہوئی
اور حق منکشف نہیں ہوا ہرگز بیعت نہیں کی تو حضرت مجیب کا یہہ فرمانا کہ ثانے نے اول کو خلیفہ بنادیا
بالکل غلط ہے کیونکہ یہہ خلافت بیعت وجوہ مہاجرین واعیان انصار سے منعقد ہوئی ہے ہاں اول اس خلافت
راشدہ کے انعقاد کی شرکت کے لیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی موفق ہوئی پس روایت بخاری کا بیمحل
ذکر کرنا بے سود بلکہ بے موقع ہے معہذا جب ہم جناب امیر رضی اللہ عنہ کی مستدلال کو دیکھتے ہیں جبکہ آپکو اس
بیعت کی خبر پہونچی اور آپنے ارشاد فرمایا تو وہ بھی کچھہ اس سے زیادہ نہیں ہے یاد آتا ہے کہ نہج البلاغۃ
میں منقول ہے کہ آپنے فرمایا جو مطاوی ابحاث میں مذکور ہے جسکا حاصل یہہ ہے کہ درخت کو لیا اور پھل کو
چھوڑ دیا - **قولہ** ائمہ کی شہادات کا جو ذکر فرمایا ہے مقام حیرت ہے اسوقت امام بالفعل جناب
امیر تھے اونکی کسینی بات بھی نہوچھی وہ تجہیز وتکفین آنحضرت میں مشغول اور رنج والم میں مبتلا تھے کہ ادہر
خلیفہ بن بیٹھے - **اقول** بیشک مجیب بیچارے کے لیئے یہہ مقام حیرت ہے کیونکہ جب حضرت امیر کو
امام بالفعل تسلیم کرلیا تو دوسروں کی امامت کے لیئے شہادت کا صادر ہونا مقام حیرت ہی ہوگا - لیکن

فی الواقع یہہ مقام کچھہ مقام حیرت نہین کیونکہ یہہ جملہ (اسوقت امام بالفعل جناب امیرؑ تھی) غلط ہی
اور خلاف کتاب اللہ تسلیم کر رکھا ہے جسکی وجہہ سے اس حیرت اور بردومات مین گرفتار ہین - صحابہ
رضی اللہ عنہم کے ساتھہ دلی عداوت اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے ساتھہ زبانی محبت نے اکثر
جگہ اصول و فروع مذہب شیعہ مین اسطرح کے اوجھاڑی اور پیچیدگیان ڈال رکھین ہین کہ نہ آجتک
وہ کسی سے سلجھی اور نہ قیامت تک سلجھین ولن یصلح العطار ما افسد الدھر - انہین شہادات
کی بارہ مین علامہ ابن میثم نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغہ مین تحت شرح خطبہ للہ بلاد فلان مین جو
تعارض و تناقص بیان کرکے جواب تحریر فرمایا ہی قابل ملاحظہ اولوالابصار و منصفان روزگار ہی ذرا
مجیب صاحب بہی ملاحظہ فرمالین - اور اگر یہہ حیرت متعلق نفس وقوع شہادات کی ہی تو اسکا جواب بجز
اسکی کچھہ نہین کہ اپنی کتب معتبرہ دیکھکر اپنی طمانیت فرمالیوین - باقی رہا یہہ کہ انکی کیسی بات پوچھی
سو جوامر بابت استخلاف صحابہ موجود تھا وہ لامحالہ واقع ہونیوالا تھا کچھہ ضرور نہین تھا کہ ہر ایک سے
پوچھا جاتا اور مشورہ کیا جاتا علاوہ ازین وہ وقت ایسا تنگ تھا کہ اگر اس امر مین تاخیر واقع ہوتی تو ظاہرا
وقوع فتنہ کا اندیشہ تھا - اور نیز جب اکثر اکابر مہاجرین و انصار موجود تھی تو بعض اکابر کا موجود نہونا جبکہ
وہ قاعدین فی الاستحقاق ہی نہ تھے کچھہ مضر نہین - اور رنج والم مین مقید ہونا اسکا جواب ابحاث سابقہ مین
گذر چکا ہی کہ حسب روایات ماسی غلط ہی ہرگز رنج والم وفات شریف مین مبتلا نہ تھی ورنہ اگر تھی تو اپنے
دنیاوی حکومت کے غصب کیے رنج والم مین مبتلا تھی کیونکہ امامت دینی کا تو غصب کرنا ظاہر غاصبین کے
دست قدرت سے خارج تھا - ظاہری تسلط ہی انکی قبضہ سے غصب ہوا تھا تو اوسکا رنج والم تھا علاوہ
اسکی اہل بیت رضوان اللہ علیہم تو حلول مصائب کے وقت مرضیت یعنی صبر و استرجاع کو اختیار فرماتے
ہونگے اور اپنی خدمت خاص یعنی ہدایت خلق مین مشغول ہوتے ہونگے چنانچہ بحمد اللہ اسکی موید روایات ہی موجود ہین
حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا الحسن مقبل الدقاق قال حدثنا یعقوب بن یزید
عن الحسن بن علی بن فضال عن محمد بن عبد اللہ الکوفی قال لما حضرت اسمعیل
ابن ابی عبد اللہ الوفات جزع ابو عبد اللہ جزعا شدیدا فلما ان غمضہ دعا بقمیص فشق

او جدید فلبسہ ثم تسرج وخرج یارہ وینی قال فقال لہ بعض اصحابہ جعلت فداک لقد ظننا انا لا ننتفع بک زمانا لما رأینا من جزعک فقال انا اھل بیت نجزع مالم ینزل المصیبۃ فاذا انزلت صبرنا انتہی عن ازالۃ العین وقال الصادق علیہ السلام انا اھل بیت نجزع قبل المصیبۃ فاذا نزل امر اللہ عزوجل رضینا بقضائہ وسلمنا لامرہ ولیس لنا ان نکرہ ما احب اللہ انا انتہی عن لا یحضرہ الفقیہ پس جبکہ حق تعالیٰ شانہ کی پسندیدہ امر کو مکروہ ہی نہیں سمجھتے بلکہ محبوب سمجھتے ہیں تو رنج والم کیا اور جزع وفزع کیونکر ہان جزع وفزع قبل المصیبت حسب روایات شہیر بمثل مشہور قبل المرگ واویلا ہے بنا بر انبیاء وائمہ علیہم السلام کی شان کے شایان ہی حضرات محبان لسانی جو دل جانی ہی انکی جناب کیطرف نسبت فرماویں لیکن جزع وفزع قبل البلا کے علت اگر یہہ ہی بلا رسوم الوجود یا متوقع الوجود ہی تو جزع وفزع بعد حلول البلا بدرجہ اولیٰ ہے بلکہ قبل الوجود زیادہ مستحق حرمت ہی اور اگر امر آخر ہی تو محتاج بیان ہی - اریحیی اذی من لا یحضرہ میں یہہ بھی موجود ہی - وقال علیہ السلام ان البلاء والصبر یستبقان الی المومن فیاتیہ البلاء وھو صبور وان البلاء والجزع یستبقان الی الکافر فیاتیہ البلاء وھو جزوع اور نیز مذکور ہی ولما قبض علی بن محمد العسکری رای الحسن بن علی علیہما السلام قد خرج من الدار وقد شق قمیصہ من خلف وقدام انتہی اب ذرا اہل انصاف ان روایات میں بغور وامعان نظر فرماویں اور جناب مجیب بھی بنظر انصاف ملاحظہ کریں روایتین اولین ورابعہ کو صغریٰ بناویں وثالثہ کو کبریٰ قرار دیں اور نتیجہ کے مضمون کو ائمہ کی شان ہی تطبیق دیویں بعد اسکے اگر مذہب تشیع سالم باقی رہی تو البتہ دست گیری فرمایا ہوں لیکن انصاف شرط ہی - قولہ اور بعد فراغ امور ضروریہ اور انعقاد بیعت کفائیہ وہ حسب شہادت روایت ازالۃ الخفا جو تحریر ہو چکی ہے خانہ حضرت زہرا میں نقض خلافت کے مشورہ کرنے تھے اور اس خلافت کے برہم کرنے کی تدبیریں فرماتے تھے جسکی لئے خلیفہ ثانی نے آپکے گھر جلانے کے دھمکی دی تھی

لہ جب جمیل بن صالح عبد اللہ کی وفات قریب ہوئی تو امام الوجیہ علیہ نے بشارت فرمائی (روضۃ الواعظین) جب وفات پاچکی تو آپنے دعا فرمایا خدا تجھ پر رحم کرے تو نے اپنے کو مصیبت سے پہلے صابرہ بنا لیا تھا (کافی) سے بعض اصحاب نے عرض کیا ہمیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ ایک مدت تک ہمیں نفع پہنچتا رہے گا فرمایا ہم اہل بیت جبتک مصیبت نازل نہ ہو جزع فزع کرتے ہیں اور جب نازل ہو جاتی ہے تو صبر کرتے ہیں ۱۲ لہ امام جعفر صادق نے فرمایا ہم اہل بیت جزع فزع کرتے ہیں اور جب قضائے الٰہی نازل ہو جاتی ہے تو ہم راضی ہو جاتے ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں ۱۲ لہ یہ حدیث ہمارے مذہب کی پوری تائید کرتی ہے ہم مصیبت سے پہلے جزع فزع کرتے ہیں اور جب مصیبت

نقض خلافت ابوبکر و عمر و ذکر شہادت حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ

کیا اسکا ہی نام شہادت ہی **اقول** اگرچہ ماسبق مین اسکا جواب مذکور ہوچکا ہی لیکن اسجگہ بھی چونکہ ہمارے مجیب بسبب بے تکرر ذکر فرمایا اور اسکا اعادہ باضافہ افادات کیا جاتا ہی واضح ہو کہ اگر مذہب تشیع پر بنا رکھتا گفتگو ہو تو حضرت مجیب ہی جواب کا فکر فرماوین کہ اولاً حضرتؓ بسبب ترک تقیہ واجبہ وسکوت ماموره وعدم منازعہ آشکار ہوتے ہین - اور ثانیاً حضرتؓ ایک نفوا در بیفائدہ امر مین مبتلا ہوئی کہ بسبب علم ہمارے کان مایکون آپکو معلوم تہا کہ یہہ امر شدنی تو ماند نہین اور نیز اوس روایت کی بھی تکذیب ہوتے ہی جو آپکی عالم الغیب والشہادۃ ہونے پر دلالت کرتے ہی ثالثاً باوجود اوس قوت وشجاعت مفرطہ کی جو روایت بساط سے بمقابلہ ومقاتلہ قوی عادی معاملہ قتل ابوبکرؓ اشجع عامل فلک سے معلوم ہوتی ہے اور باوجود اوس عقل وفراست کامل جسکا بیان ناممکن ہی آپکا زنان پردہ نشین مین حسب روایات شیعہ مانند جنین مطرح نجاسات اور خائفین منہمک بعادی ہمیات کے بیہیچکر خفیہ مشورہ کرنا اور اپنی مدعا پر کامیاب نہونا اور ذرا سی دھمکی سے اپنی دعوی سے دست بردار ہوکر بیعت کرنا علاوہ اسکی کہ اصول شیعہ پر حیرت انگیز اور تعجب خیز ہی کمذب روایات جنمین تو وہ تو آپکی مادی روایت کے ہین - اور اگر مذہب اہل سنت کی اعتبار سے گفتگو مدنظر ہو تو سنی اہل سنت جناب امیر کو معصوم کب کہتے ہین اور عالم ماکان ومایکون کب تسلیم کرتے ہین اگر آپنے ابتدا مین بالفرض نقض خلافت کی مشورہ کیے تو یہہ غلطی ہمرنگ خطا اجتہادی کی اور بعد اوسکی جب آپ متنبہ ہوئی اور اوسکی حقیقت پر مکاشفہ وقوف حاصل کیا تو بیعت بھی کی اور شہادات بھی بیان فرمائی - غرض جبتک بیعت نہین کی ممکن ہی کہ شہادات بیان نفرمائے ہون اور جب حق منکشف ہوگیا اور بیعت کرلی اور بخشش دیدی ہوگئی بعد اوسکی شہادات ہی بیان فرمائی ہون آپکو نسا تناقض اور کیا تہافت ہی اور یہہ تقریر اوسوقت تک ہی کہ ہم علی سبیل التنزل نقض خلافت کے مشورہ دنکی وقوع کو تسلیم کرلین لیکن بحول اللہ تعالے ہمکو یہہ امر حاصل ہی کہ ہم ابتدا وقوع مشورہ دنکو ہی باطل کرین لیجئے - اہل حق کے نزدیک خلافت صدیقی حق ہی اور وہ بیعت اہل حل وعقد وجوہ مہاجرین وانصار سے واقع ہوئی اور صحابہ مین سے کوئی فرد اوسکا مخالف نہ تہا اور کسیکو حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی استحقاق خلافت مین انکار یا شک وتردد نہ تہا حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کو بھی اگر ملال تہا تو اس امر کا تہا کہ ہمکو شریک مشورہ کیون

نہ کیا۔ جب ہم اہل حل وعقد مین سے تہی تو ہم مستحق مشورہ تہی چنانچہ جو عذر ہمکو بتایا گیا وہ پذیرائی جناب ہوا اور بعد اسکی بخش دو رہوگئی اور بیعت علی الاعلان فرمائی اور فرمایا کہ ہمکو اسمین کلام نہین ہی کہ ابوبکرؓ احق بالخلافت ہین چنانچہ اس مضمون کو حدیث بخاری صریحہ مثبت ہی اور جب ہم حدیث ازالۃ الخفا کو جو جناب مجیب کا مستدل ہی دیکہتی ہین تو اوسمین یہہ الفاظ ہین فیشاورونہا ویرتجعون فی ارائہم جسکا ترجمہ مجیب نے یہہ کیا ہی اور جناب سیدہ سے مشورہ کرتے تہی اور اپنی کام مین مراجعت کرتے تہی اور ان الفاظ مین کہان ہی کہ آپ نقض خلافت ہی کے مشورہ کرتے تہی اور صرف مشورہ کرنے سے کیونکر لازم آیا کہ وہ مشورہ نقض خلافت ہی کے تہے بلکہ حضرت امیر کے نزدیک وہ خلافت منعقد ہوچکی تہی اگرچہ بعض اکابر شریک نہ تہی کیونکہ بیشتر روایات شیعہ سے ثابت ہوچکا ہی کہ حضرت کے نزدیک سب کا حاضر ہونا انعقاد کے واسطے ضروری نہین ہی تو پہر کیونکر ہوسکتا ہی کہ آپ اوسکی نقض کے بابت دیدہ ودانستہ مشورہ اور تدبیرین کرتے اور کیا ضرور ہی کہ ہم خطا آپکی جناب مین منسوب کرین بلکہ فی الحقیقت یہہ مشورہ اس امر کے لیے تہی کہ جب اہل حل وعقد نے بیعت صدیقی مین بلا مشورہ سبقت کی اور استبداد کیا اگرچہ ضرور نہ ہوا تاہم بمقتضائے بشریت باعث ملال اور باعث تاخیر بیعت ہوا اور عموماً صحابہ کو آپکا یہہ ملال اور یہہ تاخیر باعث ناخوشی اور کشیدگی ہوئی تو جب کشیدگی اور شکر رنجی طرفین سے ہوئی تو جناب امیرؓ اور آپکے ساتہیون نے چاہا کہ کسیطرح ابوبکر رضی اللہ عنہ تنہا ہماری پاس آئین اور ہم اونسے برادرانہ شکایت کرین اور وہ عذر واجبی بیان فرماوین تو باہمی شکر رنجی دور ہو اور ظاہری ملال رفع ہو اور بیعت کرلین کیونکہ اگر یہہ قضیہ مجمع مین ہو تو مبادا بسبب اسکے کہ مختلف الطباع لوگ جمع ہونگی کوئی ایسا امر نہو جاوی جو باعث زیادتی ملال ہو بس صرف اسی امر مین مشورہ تہا اور اسی بابت تخلیہ مین گفتگو ہوتے تہی چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تنہا بلایا اور گو حضرت عمر تنہا جانے سے مانع ہوئی لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نمانا اور تنہا تشریف لیگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑہا اور اسمین ابوبکرؓ کے حقیت بالخلافت کا اعتراف کیا اور عدم مشورہ اور استبداد بالبیعت کی شکایت فرمائی حضرت ابوبکرؓ نے بجواب اوسکی اپکی فضائل ومحامد بیان فرمائی اور عدم مشورہ اور استبداد کا عذر کیا جو قبول ہوا اور شکایت رفع ہوئی اور آپکی بیعت ہوگئی

چنانچہ آخر تک باہم شیر و شکر رہی اور شہادات فضائل محمد خلفا رضی اللہ عنہم بیان فرماتے ہی
یہہ مدعا بھی صحاح اہلسنت و تصریح علما شیعہ سے بدلالت مطابقی ظاہر و باہر ہی چنانچہ میر محمد باقر داماد نے
براس میں اسکو تسلیم کیا ہی اور شہید المطاعن کے مجلد ثانی میں عبارت مذکور ہی چونکہ خوف طول ہت اسلیے مخذوف
روایات مختصراً عرض کیا گیا۔ اب باقی رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ازالہ میں
یہہ جملہ جو تحریر فرمایا ہی (جمع شدن در باب نقض خلافت مشورتہا بکار میبردند) پھر اسکی کیا معنی ہونگی
سو اسکا جواب یہہ ہے کہ اولاً ظاہر ہی کہ منشا اس ملال کا یہہ ہی امر خلافت تہا تو جب گروہ مخالف نے
خفیہ مشوری کی تو اگرچہ یہہ مشوری بابت نقض خلافت کی نہوں تاہم عوام میں شورش و اختلال
پیدا ہونی کے باعث ثمر نقض خلافت کی ہوسکتی ہیں علی الخصوص ایسی حالت میں جبکہ منافقین
اور اعداء دین تخریب دین متین کے کمین میں بیٹھے ہوئی ہوں تو چونکہ یہہ مشوری منتج نقض خلافت
تہی تو اسلیے انہیں اطلاق کیا گیا کہ یہہ مشورہ نقض خلافت کی بارہ میں تہی اسکی صدہا نظیریں عالم میں موجود ہیں
چنانچہ قاتل خطا کو قاتل کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس راز مخفی کو جو حضرت زہرا کی دولت سرا میں
ہوتا تہا حضرت عمر تک ان بندگوار دنیں سے تو کسینی نہیں پہنچایا ہوگا جو باعث اسقدر
جوش و خروش کا ہوا جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر نے ان مشورونکی ظاہری حالت سے
سبب نقض خلافت کا سمجھکر اسقدر تنبیہ فرمائی اور اسیوجہ سے کہا گیا کہ یہہ مشوری نقض خلافت کی بابت تہی ثانیاً
سلمنا کہ یہہ مشوری در باب نقض خلافت کرتے تہے لیکن اسکی معنی یہہ کہا لنسے پیدا کیی کہ یہہ مشورہ
کرتے تہی کہ جسطرح ہوسکے خلافت کو توڑیں بلکہ در باب نقض خلافت مشورتہا میکردند۔ کی معنی یہہ ہیں
کہ نقض خلافت کی بارہ میں شوری کرتے تہی کہ آیا نقض خلافت مناسب ہی یا نہیں چنانچہ بالآخر
یہہ قرار پایا کہ نقض خلافت حقہ مناسب نہیں اور بیعت فرمائی۔ ثالثاً سلمنا کہ یہہ مشوری در باب نقض
خلافت باین مراد تہی جو حضرت مجیب نے سمجہی لیکن یہہ حکم مجموعہ کیطرف نسبت کیا گیا ہی جسکا
صدق بعض کے طرف نسبت کرنے سے بہی ہوسکتا ہی تو ہم یہہ نہیں تسلیم کرتے کہ یہہ حکم حقیقۃً
جناب امیر رضی اللہ عنہ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف راجع ہی بلکہ یہہ فعل حقیقی طور پر ان حضرات کا تہا جو

اونمین ادنی درجہ کی تہی اور مہمات شرع پر اونکو پورا وقوف حاصل نہ تہا لیکن چونکہ حضرت امیرؓ اور زبیرؓ
اونمین سرکردہ تہی اور بڑی تہی تو بشرکت مجموعی مجازًا ان حضرات کیطرف بہی وہ فعل منسوب ہو گیا
چنانچہ عبارت تحفہ کی اسی طرف ناظر ہی پس انصاف سے ملاحظہ فرمایئے اگر بالفرض ان حضرات سے
اس قسم کا مشورہ واقع ہوئی بہی ہون تو بہی وقوع شہادات کو مضر نہین ہان اسقدر گذارش باقی رہگئی
کہ ہماری مجیب عالم سب یہہ جو تحریر فرمارہی ہین کہ خلیفہ ثانی نے اونپر گہر جلانے کی دہمکی دی تہی اور
پہلی تحریر مین یہہ عبارت ہی اور بعینہ اسی کے لیے گہر جلانی کی دہمکی دی اگرچہ قصہ احراق بیت فاطمہؓ
بہت سی اہل سنت کی کتب معتبرہ مین درج ہی مگر چونکہ بعض علمی عصر انکار کرتے ہین اور شیعون کا افترا
بتاتی ہین اسلیئے گذارش ہی - تو اس سے معلوم ہوا کہ مجیب کو دہمکی اور قصہ احراق مین امتیاز اور تفرقہ
نہین حالانکہ فرق بدیہی ہی - **قولہ** پہر جناب امام حسنؓ و امام حسینؓ علیہما السلام نے جو بالقوہ امام
تہی خلیفہ اول و ثانی کو ہر ایک کی خلافت کے زمانہ مین فرمایا کہ منبر سے اوتر کیونکہ یہہ میری باپ کی جگہ ہی
اور ہر دو خلیفون نے بجز اقرار کے کچہہ چارہ نہ دیکہا چنانچہ کتب معتبرہ اہلسنت مثل تاریخ الخلفاء و
کنز العمال مین یہہ حال تحریر ہی پہر مین حیران ہون کہ کس جرأت سے ہماری مجیب فرماتے ہین کہ خلافت
خلفاء ثلثہ شہداء ان ائمہ سے واقع ہوئی - **اقول** ہماری حضرت مجیب کے جوش و خروش کو دیکہنا
کہ کس شد و مد سے اپنی روایات سے چشم پوشی فرما کر فرمارہی ہین - اجی حضرت آپکی یہان تو بالقوہ ہی
ہی معصوم نہین چہ جائیکہ امام بالقوہ ہو آپ اپنی کتابونکو تو ملاحظہ کیجیئے اپنی علماء کی شہادہ تو نکو تو سنیئے
غصہ تھانے مین جو سوئت میری سامنی کہلی ہوی رکہی ہی محمد بن مرتضی معروف بملا محسن حضرت آدم کے
قصہ مین تحریر فرماتے ہین وفی العیون عن الرضاؑ قال لہما لا تقربا ہذہ الشجرۃ واشار لہما الی شجرۃ
الحنطۃ فقیل انما نہاہما ان لا کلا من ہذہ الشجرۃ ولا ہما کان من جنسہما فلم یقربا تلک الشجرۃ وانما
اکلا من غیرہا فلما زوسوس الشیطان الیہما ثم قال وکان ذلک من آدم قبل النبوۃ ولم یکن

ع - عیون مین امام رضاؑ سے روایت ہی خدا نے آدم و حوا کو گیہون کے درخت کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ اس درخت کے
نزدیک نہ جیو لیکن فرمایا ہاتہ کہ اس درخت کے نزدیک ہونا اور یہ کہنا ہم جنس کے تو وہ اوس درخت کے نزدیک نہین ہوئی اور صرف
اوس سے کہانا شیطان نے اونکو بہکایا پہر فرمایا اور یہہ آدم سے نبوت سے پیشتر واقع ہوا ہے ۱۲-

ذلک بذنب کبیر استحق بہ دخول النار وانما کان من الصغائر الموھونۃ التی تجوز علی الانبیاء
قبل نزول الوحی الیھم فلما اجتباہ اللہ تعالیٰ وجعلہ نبیا کان معصوما لا یذنب صغیرۃ ولا کبیرۃ
قال اللہ تعالیٰ فعصیٰ آدم ربہ فغوی ثم اجتباہ فتاب علیہ وھدیٰ وقال ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا الآیۃ
وفی روایۃ ان اللہ عزوجل خلق آدم حجۃ فی ارضہ وخلیفۃ فی بلادہ لم یخلقہ للجنۃ وکانت المعصیۃ
من آدم فی الجنۃ لا فی الارض لتتم مقادیر امر اللہ عزوجل فلما اھبط الی الارض وجعلہ حجۃ وخلیفۃ
عصم لقولہ عزوجل ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا الآیۃ۔ ان روایات سے واضح ہے کہ قبل النبوۃ بھی
بالقوہ ہے ایسی معصیت کا صدور جسکی پاداش میں جوار خداوندتعالے سے بعید کیے گئے اور جنت سے نکالے گئے
اور بتوسط ائمہ معصومین دعا و التجا جناب الٰہی میں کی جب معافی ہوئی جائز ہے بلکہ واقع پس اگر بالقوہ
ائمہ سے کوئی ایسی معصیت جس سے مستحق خلود فی النار رہنوں اور وہ معصیت ہم جنس اس معصیت کے ہو
جو حضرت آدم سے بروایات سابق صادر ہوئی علی الخصوص حالت طفولیت اور عدم تکلیف میں جو مصداق
حدیث رفع القلم کی ہے تو بلحاظ روایات سابقہ کیا استحالہ و استبعد ہے لیکن ہم اس قول کو حسب ارشاد جناب
امیرؑ بمقتضای سن اور اسی فعل کے برابر سمجھتے ہیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ و دوش مبارک پر
سوار ہونے کی بابت مروی ہوا۔ قطع نظر اس سے مجیب کا مدعا اوسوقت ثابت ہو جبکہ امور مقصودہ ذیل
ثابت ہوں (۱) آپکو اوسوقت رفع تقیہ جائز ہو (۲) نفط اب سے مراد حضرت علی ہوں (۳)
مقصود بیان استحقاق امامت جناب امیر ہو۔ (۴) آپ اوسوقت کامل العقل و مکلف ہوں
(۵) عرفاً آپکی اقوال و افعال زمانہ طفولیت پر محمول ہو کر قابل اعتماد و قبول نہ نہیں جائیں و الکل محال
اما امر اول پس حسب زعوم شیعہ جن قاسطین و مارقین و ناکثین نے معاذ اللہ جناب فاطمی کے دشمنوں کی

لہ اور کچھ بہت بڑا گناہ بھی نہیں ہے کہ جس سے دخول نار کے مستحق ہوں اور وہ صرف گناہ صغیرہ بخشا ہوا تھا جو انبیاء
سے نزول وحی سے پہلے جائز ہیں۔ پھر جبکہ خدا نے برگزیدہ کرکے نبی بنایا تو معصوم ہوگئے کہ نہ گناہ صغیرہ کرتے ہیں نہ کبیرہ جیسا حق تعالیٰ نے
فرمایا۔ آدم نے اپنی رب کے نافرمانی کی پس گمراہ ہوا۔ پھر خدا نے اوسکو برگزیدہ کیا اور اوسکی توبہ قبول کی اور ہدایت کی
اور فرمایا اللہ نے آدم اور نوح کو برگزیدہ کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ اللہ تعالے نے آدم کو جنت کے لیے
نہیں پیدا کیا تھا بلکہ اوسکو اپنی زمین میں حجت اور اپنے شہروں میں خلیفہ پیدا کیا تھا۔ اور گناہ آدم سے جنت میں ہوا تھا نہ زمین میں
تاکہ اللہ کی تقدیر پوری ہو پس جب زمین پر اوتارا حجت و خلیفہ بنایا معصوم ہے سبب قولہ تعالیٰ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا الآیہ ۱۲

گھر کو جلایا اور ضرب شمشیر یا تازیانہ سے صدمہ پہونچایا کہ محسن ششماہہ اسقاط کرایا اور بر سر منبر فاحشہ کے ساتھ متہم کیا اور اسد اللہ سے جبراً گلی میں رسی ڈالکر بیعت لی اور بنات طیبات کو غصب کیا اور فدک چھینا اون سے کیا توقع تھی کہ وہ ایسی فتنہ انگیز باتوں سے سکوت کرین گے۔ اور اونپر امامین معصومین کا کیا رعب ہوگا جو ایذا رسانی سے باز رہینگے پس رفع تقیہ کی کوئی وجہ نہین معہذا تعجب ہے کہ خلافت صدیقی سے تو جو بظاہر حسب نص بخاری مطابق شرع تھی اسقدر استکرہ فرماوین اور خود ہی بلا ضرورت اوس خلافت کو حوالہ امیر معویہؓ فرماوین تو معلوم نہین کہ حسب اصول طائفہ خدا و رسول کو کیا جواب دینگے۔ زیادہ تعجب صاحب تشیید المطاعن سے ہے کہ باین تبحر اوسنے بجواب طعن صدیقی کے عدم تقیہ کی علت زمانہ وجود حضرت فاطمہؓ قرار دیا ہے اور یہہ خیال نفرمایا کہ حسب روایات شیعہ پہلے کونسا دقیقہ بیحرمتی کا اوٹھا رکھا ہے جواب حضرت فاطمہ کا لحاظ کرینگے یا ڈر جائینگے۔ علاوہ اسکے یہہ علت خود زمانہ خلیفہ ثانی مین جو یہہ ہی قول امام ثالث سے صادر ہوا نہین جاری ہوگی۔ امر ثانی ہم کہتے ہین کہ لفظ اب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین نہ جناب امیر کیونکہ اطفال کے عادت ہے۔ جب اپنی بزرگ کے جگہ کسیکو بیٹھا دیکھتے ہین یا اپنی بزرگ کا کپڑا کسیکو پہنے دیکھتے ہین تو ناگوار سمجھتے ہین اور تقاضی نزع ہوتے ہین تو چونکہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس جگہہ دیکھا۔ اب آپکی جگہ دوسری لوگونکو بیٹھا دیکھکر بمقتضاء عمر غبطہ فرمایا اور فرمایا کہ میرے باپ کے منبر سے اتر اور یہہ ہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے اوسکی تصدیق فرمائی اور نیز اپنی ہونے سے ہی نفی نہین فرمائی بلکہ فرمایا سچ ہے تیری باپ کا منبر ہی نہ میری باپ کا۔ اور پھر یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر ہے نہ میری باپ کا اور آپکی مفارقت کو یاد فرما کر رو پڑی پھر صاحب تشیید کا اسکو حاشیہ تشیید مین بضم نفس پر محمول کرکے مقصدی جواب ہونا طرفہ تماشا ہے۔ امر ثالث اگر مقصود بیان استحقاق تھا تو ایسے الفاظ سے بیان کرنا جسمین ادنیٰ شبہ ثبوت خلاف مقصود ہو خلاف فصاحت اور نہایت مستبعد ہے اور کچھہ عجب نہین چنانچہ اس عبارت سے بفرض محال اگر یہہ ہی مدعا ہو تو ہرگز پایہ ثبوت کو نہین پہنچتا۔ پس اگر بیان استحقاق مقصود تھا اور موافق تقریر صاحب تشیید مخالفین کا کچھہ خوف نتھا تو یون فرماتے۔ ایھا الناس ان مستحق الخلافۃ بعد جدی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھو ابی علی بن ابیطالب و ازابابکر تقمصھا غصبا وعدوانا
فانزلوہ عن منبر جدی فانہ لیس لہ اھلا - اوسوقت شیعہ کو گنجایش استدلال ہوتی ورنہ ایسی بڑی
امر کو ایسی طرح چیستان اور پہیلی مین بیان کرنا اور ایسی عبارت مین ادا کرنا جسمین خلاف مقصود
اقرب الی الفہم ہو کوئی عاقل تجویز نکرسکیگا - آمر رابع بدیہی البطلان ہی انبیاء کی نسبت ارشاد ہی فلما بلغ
اشدہ واستوی جو صراحۃً دال ہی کہ نبوت بعد بلوغ اشد اور استوی عنایت ہوئی اور مفسرین شیعہ نے
اشد کے معنی کمال عقل کے فرمائے ہین محمد بن رتضی المعروف ملا محسن تفسیر صافی مین تحت قولہ تعالے
قارادربک ان یبلغا اشدھما ای العلم وکمال الرای فرماتے ہین تو اس سے صاف ثابت ہی کہ زمانہ
بلوغ اشد سے پیشتر کمال عقل ورائے حسب شہادت ملا محسن مفسر نہ تھا معہذا استثنا اطفال کا عموماً
تکالیف شرعیہ سے کسی دلیل ایسی واضح ہی جسمین کچھ خفا نہین - امر خامس کے بطلان کے لیے حاجت تجشم
استدلال نہین یاد آتا ہی کہ خود جناب امیر نے جناب حسنین کے اس قول کی نسبت جو معذرت فرمائی
اور شیعہ روایت کرتے ہین وہ یہہ ہی کہ تم جانتے ہو کہ حضرت کے دوش مبارک پر سوار ہوجایا کرتے تھے
جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ انکی حالت صبا پر محمول فرما کر قابل مواخذہ و اعتبار نہین سمجھا پس ایسی
استدلال حضم کے روبرو پیش کرنا حضرت مجیب جیسے ہی دشمنہ کا کام ہے مگر کیا کرین جب استدلال صحیح
ہم نہ پہنچین تو کیا ان البلہ فریب تقریر دلنشی ہی دل خوش نکرلین - پھر معلوم نہین کہ کس حوصلہ پر یہہ جرات ہی
اور کس بیمہ پر دعوی تناقض مابین اقوال ائمہ و شہادات ہی - **قولہ** جبکہ یہہ خلافت کتاب اللہ
وشہادات ائمہ وغیرہ سے واقع نہین ہوئی جیسا کہ بیان کیا گیا اسلیئے اہل سنت کو وضع اصول کی
اشد ضرورت ہوئی - **اقول** جبکہ مجیب لبیب کی شبہات کا استیصال قرار واقعی کیا جاچکا
تو وہ ہی امر حق محقق باقی رہگیا کہ خلافت خلفاء رضہ کتاب اللہ تعالے اور شہادات ائمہ ہدیٰ سے

---

۱ اسی لوگو مستحق خلافت بعد میری نانا صلے اللہ علیہ وسلم کے میری پدر بزرگوار علی بن ابیطالب ہین
اور ابوبکر نے قمیص خلافت غصب وتقدی کے طور سے پہن لیا ہی - اسکو میری نانا کے منبر سے اتارو - کیونکہ
یہہ اوسکا اہل نہین ہے - ۱۲ - ۲ پس تیرے پروردگار نے چاہا کہ وہ دونو اپنی کمال عقل کو پہنچ جائین
۱۲ —

واقع ہی اور اہل سنت کو اوسکی لیئی اصول بنانیکی کچھہ ضرورت نہین قال الفاضل المجیب
قولہ - ہان خلافت راشدہ جسکا ثبوت کتاب اللہ وشہادات ائمہ سے ہی جن اصول وشروط
پر واقع ہوئی ہی اہل سنت کی نزدیک وہی اصول صلوح وقوع کی لیی معتبر ہین - اقول
اس آپکی قول سے معلوم ہوا کہ سوای کتاب اللہ وشہادات ائمہؑ کی ہی خلافت راشدہ کی لیی
اصول وشروط ہین پہر آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کے کچھہ ضرورت نہین - کیونکر
صحیح ہو - یقول العبد الفقیر الی مولاہ اس اعتراض سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت
مجیب اپنی پہلی تحریر کی اصل مطلب کو بہولی ہوئی ہین جو ایسا بے سر وپا اعتراض فرماتی
ہین لیجیئے اب مین مختصراً خلاصہ مطلب تحریر سابق عرض کرتا ہون اور اوسپر جو کچھہ مینی عرض کیا
وہ بہی مختصراً لکھتا ہون اہل انصاف خود دیکھہ لیوین - کہ اوسپر ہماری مجیب کیا فرما رہی ہین اولاً
جناب مجیب تحریر فرماتی ہین شیعہ کی نزدیک امامت مشروط بشرائط ثلثہ نص وعصمت وافضلیت ہے
اور اہلسنت ان شرائط کو شرط خلافت نہین مانتی بلکہ بطور خود چند اصول وضع کیی ہین جن سے اونکی
نزدیک خلافت متحقق ہوتی ہی اور ماخذ ان اصول موضوعہ کا محض خلافت خلفا ثلثہ متنازعہ فیہا کا
وقوع ہی لو یہہ ایک قسم کا مصادرہ علی المطلوب ہی انتہی - بندہ نے اوسپر ہاین مضمون عرض کیا کہ
جبکہ خلافت خلفا ثلثہ رضہ کتاب اللہ وشہادات ائمہ رضہ سے ثابت وواقع ہی تو اہلسنت کو اوسکی
اثبات کی لیی اصول گڑہنے اور بنانے کی کچھہ ضرورت نہین لیکن ظاہر ہی کہ خلافت کچھہ خلافت خلفا ثلثہ مین ہی
منحصر نہین ہی اور اگرچہ لفظ خلفا رمقید بثلثہ نہ تہا تاہم بقرینہ سیاق عبارت خلافت متنازعہ
فیہا ہی مفہوم ہوتے تہی اور ظاہر ہے کہ بعد خلافت تہائی منصوصہ راشدہ کی دوسری خلافتون کی بہی
اصول کے ضرورت تہی تو جب یہہ خلافت تہائی راشدہ حق ہوگی اور اوسکا ثبوت کتاب اللہ سے ہوا اور ائمہؑ نے
اوسکی حقیت کی نسبت شہادات فرمائی تو جن اصول پر یہہ خلافت تہائی راشدہ واقع ہوئی ہین وہ اصول
لامحالہ حق ہونگی اور جو خلافت اون اصول کے مطابق واقع ہوئی - وہ بہی حق ومنعقد ہوگی پس اسپر مجیب کا
یہہ فرمانا کہ اس قول سے معلوم ہوا کہ خلافت راشدہ کی لیی سوای کتاب اللہ وشہادات ائمہ کے بہی

اصول و شروط ہین تو آپکا یہہ فرمانا کہ اہل سنت کو وضع اصول کی کچھہ ضرورت نہین کیونکہ صحیح ہو عدم فہم مطلب عبارت سے ناشی نہین تو کیا ہی کیونکہ اولاً اس کلام سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ مجیب بے کتاب و شہادات کو ہی اصول قرار دیا ہی حالانکہ یہہ غلط ہی کیونکہ عبارت تحریر سابقہ سے صاف واضح ہی کہ جگہ اصول سے وہ قواعد کلیہ مراد ہین جو اپنی جزئیات پر منطبق ہون نہ قضایای شخصیہ علاوہ اسکی کتاب و شہادات پر اس امر کا اطلاق نہین ہو سکتا کہ یہہ وہ اصول ہین جو بطور خود وضع کیے ہین جسکا الزام لگایا گیا تہا - ثانیاً مینے یہہ عرض کیا تہا کہ خلافتہائے متنازعہ فیہا کے لیے وضع اصول کی ضرورت نہین لیکن جو اصول کہ اون سے مستنبط ہین وہ اصول وقوع و صلوح کے لیے معتبر ہین اور اس سے ہر ایک دعوی یہہ سمجھہ سکتا ہی کہ اس سے یہہ مراد نہین ہی کہ وہ اصول مستنبط جو خلافتہائے متنازعہ فیہا سے پیدا ہوئی ہین اپنی ہی صلوح و وقوع کے لیے معتبر ہونگی اگر انکا اعتبار ہوگا تو آیندہ کی لیے ہوگا - لیکن ہماری مجیب لبیب اپنی کمال دانشمندی سے یہہ سمجھہ گیے کہ گویا لفظ صلوح و وقوع کا مضاف الیہ معنوی وہی خلافتہائے متنازعہ فیہا مراد ہین اور غلط سمجھکر اعتراض فرمادیا - ثالثاً حضرت مجیب نے جن کی طرف اون اصول کا الزام لگایا تہا جو بلا حجت شرعیہ کی بہوای نفسانی از خود وضع کیے جاوین و بندہ کہتا ہی نے اون ہی اصول موضوعہ کا انکار نسبت خلافتہائے متنازعہ فیہا کیا ہے تو اب اس اعتراض مین معلوم ہوتا ہی کہ ہماری مجیب اپنی اصلی قید کو فراموش فرمادیے ہین جو متعلق اثبات اصول کی دہمکی دیتی ہین - اور یہہ تمام گفتگو اوسوقت تک ہی کہ ہم جناب مجیب کی خاطر سے تسلیم کرلین کہ ازالۃ الخفا کا مطلب جو ہماری مجیب نے سمجھا ہی وہ صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت اگر دیکھا جاوے تو ہماری مجیب اصل مطلب ازالۃ الخفا تک ہی نہین پونہچی مکرر سوچین اور اہل علم و انصاف سے پوچھین بندہ نے بہی ابحاث سابقہ مین اس کو مجملاً و مختصراً بیان کیا ہی - **قولہ** سہنداتا وقتیکہ وہ اصول و شروط مفصل بیان نہ ہون اور دلائل خارجی سے ثابت نکیی جاوین یہہ کہنا کہ جن اصول و شروط پر واقع ہوئی ہی اہل سنت کے نزدیک وہی اصول صلوح و وقوع کے لیے معتبر ہین مصادرہ علی المطلوب ہی **اقول** سبحان اللہ حضرت مجیب

مناظرہ والی ختم ہی کیون جناب میر صاحب ذرا سوچکر فرمایئی تو سہی کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو کہتے ہین اور یہان مصادرہ علی المطلوب کیونکر لازم آتا ہے **قولہ** اور نیز اس تکرار سے بظاہر کوئی فائدہ معلوم نہین ہوتا - **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف ذرا تو انصاف کی آنکھین کھولکر دیکھیی ورنہ کسی دوسرے سے پوچھیی کہ یہہ تکرار ہی یا نہین پہلے یہہ تو فرمایئی کہ تکرار کسکو کہتے ہین تعجب ہی کہ جناب اپنی تکرارات بیفائدہ نہین دیکھتے جو کہ بندہ بنظر اغماض و مسامحت قلم انداز کر آیا ہی نقض خلافت کی مشوری - گہر جلالی کی دہکی فعلیت امت جناب امیرؓ - جناب امیر کی تجہیز و تکفین حضرت مین مشغولی - ابتلا رنج والم مین کسیکا بات نپوچہنا وغیرہا یہہ سب امور اور علاوہ انکی بہت سی امور جو اسی ایک صفحہ مین مذکور ہین قطع نظر تکررات تمام کتاب سے اگر یہہ تکرارات بیفائدہ نہین تو کیا ہی اب انصاف سے سوچکر دیکھیی اور فرمایئی کہ تکرار بیفائدہ اسکو کہتی ہین جو آپکے عبارات مین موجود ہی یا اسکو کہتے ہین جو آپنے بندہ کی عبارت مین پیدا کیا **قولہ** ہان لفظ ہان سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ جس خلافت کا ذکر حضرت نے پہلے کیا ہی وہ خلافت راشدہ نہین - **اقول** عبارت کا مضمون سمجہنا یہہ خاص آپکا ہی حصہ ہی بیشک خلافت کا ذکر پہلے اسطرح اس عبارت مین کرچکا ہون (ورنہ جبکہ ثبوت خلافت خلفا رضہ کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے واقع ہی تو اہل سنت کو وضع اصول کی کچہہ ضرورت نہین ہی) اور ہر ایک ذکی و بلید اس عبارت کو دیکھکر سمجہہ سکتا ہی کہ جو خلافت کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے ثابت ہوگی وہ کیونکر راشدہ ہوگی خلافت کا راشدہ ہونا تو اپنی اختیار ہی جسکو چاہا راشدہ کہدیا جسکو چاہا امارت و سلطنت کہدیا نہ کتاب اللہ کی سنی نہ ائمہ کی غرض نہ یہہ مضمون ہماری مجیب نے خوب سمجہا لیکن یہہ کچہہ نئی بات نہین حضرت مجیب اور آپکی اکابر علما ہمیشہ کتاب و سنت کی مضامین ایسی ہی سمجہتے چلے آتے ہین یا بندہ اول فارو قو کسرت فی الاسلام **قولہ** اور واقعہ مین بہی یہہ ہی بات ہی **اقول** جو خلافت کہ کتاب اللہ و شہادات ائمہ سے ثابت ہو اسکو خلافت راشدہ نہ اعتقاد کرنا ہماری مجیب جیسی منصف کا کام ہی پس یہہ محض ہماری جناب مجیب کے ظن مین ہی نہ واقعہ مین **قولہ** حضرت کا یہہ فرمانا

ہر شہادت ائمہ سے خلافت راشدہ ثابت ہی سمجھ مین نہین آتا کیونکہ خلافت راشدہ و امامت دونو لفظ مرادف ہین - ائمہ خود خلفاء راشدین ہین یا انکی شہادت اپنی سوا کسیکی خلافت راشدہ پر کرتے ہین یا اگر وہ ائمہ ہین اور خلفاء راشدین ہین تو وہی امامین پھر سوائی خلفاء راشدین کے کسیکو ائمہ کہنا کیا معنی رکھتا ہی **اقول** ہمجگہ ہمارا وہی مذہب ہی کہ ہم نے اپنی کتابون مین بارہا لکھا ہی اور اس مقام پر بھی ذکر فرمایا ہی اول تو ہم نے ثابت کیا ہی کہ ائمہ کا مطلق اطلاق لفظ امامان دونو اقتدا خود ہی ہم پر ہی ہی ہی

الذین یدخلھم اللہ النار بغیر حساب فاما جابر و تاجر کذوب و شیخ زان - تو اس روایت مین تو ان
کو بھی دیکھیے کیا فرمایئی کہ اوسمین کیا مراد ہی چونکہ اسوقت نقل روایت سی مقصود اسی قدر ہی ہمکو اس حدیث
شریف کی تفصیل فوائد سی دوسری وقت پر منحصر کرتا ہون ثالثاً عموماً ائمہ کا خلفاء راشدین ہونا یہہ ہمی
نہی ہی سلمات سی ذکر فرمایا ہمپر حجت نہین ہوسکتا کیونکہ اوسی بنا فاسد پر مبنی ہی - رابعاً اگر حصر مراد ہی تو سراسر
غلط اور غیر مستقیم ہی جس سی دریافت کیجیگا آپکو تہا دیگا کہ جب خلفاء اور ائمہ باہم متقابل مناظر مین کہ ہونگے
تو ائمہ سی ائمہ اہل بیت مراد ہونگے اور خلفاء سے خلفاء ثلثہ تو یہہ بھی غلط اور از قبیل بنا فاسد علی الفاسد ہی
خامساً اگر ائمہ خود خلفاء راشدین ہین اور خلفاء راشدین ائمہ ہین تو ہم کب کہتے ہین کہ وہ اپنی سوائے
کسیکی خلافت راشدہ پر شہادت دیتے ہین بلکہ بعضہم لبعض شہادت دیتی ہین اور اسکو کوئی مانع
نہین پس اپنی سوائی کسیکی خلافت پر شہادت کے معنی دیانت کرنا بالکل لغو اور بے معنی ہی
سادساً یہہ فرمانا کہ اگر وہ ائمہ ہین تو خود خلفاء راشدین ہین الخ فی الجملہ مسلم ہی لیکن یہہ قضیہ
محض ایک وجودی حکم پر دلالت کرتا ہی اس سی نفی غیر کی سمجھنا سراسر غلط ہی - پس عبارت حقہ کے
معنی بلا غبار ظاہر ہین یا بایں معنی کہ جن حضرات کے امامت کی تم معتقد ہوا وہ ہین کی شہادت
سی خلفاء ثلثہ کی خلافت راشدہ ثابت ہوتی ہی یا یہہ کہ جو متفق علیہم امام فی الدین ہین انکی شہادت سی
ثابت ہوتا ہی کہ خلفاء ثلثہ راشدہ ہین یا یہہ کہ وہ ائمہ جنکی خلافت و امامت اپنی زمانہ مین راشدہ
متفق علیہ ہی انکی شہادات ثابت کرتے ہین کہ خلفاء ثلثہ سابقہ خلافتین راشدہ ہین اور ان
توجیہات مین کچھہ خلل نہین پس اگر اب بھی آپ نہ سمجھین اور ہٹ دہرمی کرین تو خدا سمجھی

قولہ اور ثبوت کتاب اللہ اور شہادات ائمہ کا جواب پہلے گذر چکا ہی **اقول** اس کا جواب
ابھی جواب ہی ہین ملاحظہ فرمایا ہوگا **قال الفاضل المجیب** - قولہ بخلاف حضرات شیعہ کے
ذکی اصول ثلثہ باوجودیکہ دلائل معتبرہ سی ثابت نہین مستلزم دور ہین یا لغویت اول یا آخر ہین لان الشی
انما یثبت بالوجہ قولہ لزوم مصادرہ علی المطلوب علی اصول اہل السنۃ بالکل باطل ہی - اقول - اصول اشعری کو

ف جو موضع ہین بحساب داخل ہونگے وہ امام ظالم المدبیہ ہوتا سو اگر اور پڑھا زانی - ۱۲ -

نسبت آپکا یہہ کہنا کہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین دعوی بلا دلیل ہی اگر کوئی دلیل تحریر فرماتے تو نوٹس کیا جاتا۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** سبحان اللہ ہمارے مجیب لبیب باین ہمہ ادعا مناظرہ دانی اول خود ہی اپنی تحریر سابقہ مین اپنے اصول ثلثہ کی نسبت اپنی خلاف منصب دلیل دعوی فرمائین کہ ہماری شرائط ثلثہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے ثابت ہین اور جب مانع نے اوسکی ثبوت کو منع کیا تو اولٹی اوس سے اوسکی منع پر دلیل کے طالب ہوتی ہین اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ہمارا منصب کیا ہی اور اوسکا منصب کیا ہی نہ منصب ہی کی خبر ہی نہ حضرت کو یہہ معلوم کہ دعوی کسکو کہتی ہین اور منع کیا چیز ہی اور دلیل کا محتاج کون ہی اور کون نہین پھر اوسپر یہہ کچھہ ہین ترانے ان **قولہ** مہذا سوای عصمت کے دو شرطون یعنی افضلیت خلفا رویض کے حضرات اہل سنت ہی قائل ہین اگر شیعہ کے اصول ثلثہ دلائل شرعیہ سے ثابت نہین تو حضرات ان شرطونکو کن دلائل سے ثابت کرتے ہین۔ **اقول** یہہ وہی غلطی ہے جو بارہا ہماری مجیب لبیب سے سرزد ہوئی ہی اور ہم متنبہ کر چکے ہین اور اب بھی ہم متنبہ کرتے ہین کہ حضرت یہہ آپ غلط سمجھی ہوئی ہین اہل سنت ہرگز ان شرائط کو شرائط نہین جانتی آپ وجود کو شرط سمجھہ رہی ہین جو منشا اس غلطی کا ہی حالانکہ ہمارا تہ وجود اور شرائط مین بون بعد ہی جو اطفال مدرسہ پر بھی مخفی نہوگا **قولہ** یہہ کب ہو سکتا ہی کہ اہل سنت غیر شرعیہ دلائل سے کسی امر کی قائل ہون۔ **اقول** بیشک آپنے یہہ صحیح و درست فرمایا یہہ ہرگز ممکن نہین کہ اہلسنت کسی امر کی بالفعل دلائل شرعیہ قائل ہون اور یہانتک متمسک بشرع ہین کہ انکی یہان تو حسن و قبیح بھی شرعی ہی وللہ الحمد والفضل ما شہدت بہ الاعداء **قولہ** گو خلافت پر کوئی دلیل شرعی قائم ہو **اقول** کیون حضرت ہمی کیا کہتے ہین پس اپنی اصلی حالت پر آگئی اجی حضرت کیا آپکے نزدیک کتاب اللہ دلیل شرعی نہین لیکن اس مسالہ مین تو آپ اوسکی قطعیت کا اعتراف فرماتے ہین کو آپکے اکابر علما کی خلاف ہو چنانچہ اوس موقع پر انشاء اللہ ہم اسکو ثابت کرینگے پھر خلافت کے بارہ مین کیون قابل قبول نہین اگر ائمہ نے تقیۃً کچھہ فرمایا ہو تو حق تعالے شانہ نے تو تقیہ نہین کیا ہوگا ذرا اوسکو بنظر صادق دیکھیے اور اپنی علماء کی تاویلات کو اوسکے ساتھہ میزان انصاف مین

تو ایسی تو معلوم ہو جائیگا کہ اہل سنت بلا دلیل شرعی خلافت کے قائل ہو گئے ہیں یا بدلائل ولکن اللہ یہدی من یشاء - **قول** چونکہ دور کا ذکر آپنے بالاجمال کیا ہے مجھے بھی جواب بھی اگذارش کرتا چند آپکی کتب عقائد وغیرہ سے بھی ہر شرائط خصوصاً پچھلی دو شرطین یعنی افضلیت و نص تو ضرور ثابت ہیں مگر ہمارے مقابلہ میں ایسی انکار ہی چنانچہ ان شاء اللہ تعالے دلائل شرائط میں انکا ذکر کسیقدر تفصیل سے آئیگا - مگر یہاں اس قدر اگذارش ہے کہ اگر بھی آپ امامت میں ان شرائط کے منکر ہیں مگر ثبوت نبوت میں تو ضرور قائل ہونگے جو جواب آپ وہاں فرماوینگے - وہی جواب ہماری طرف سے امامت میں کہ ثبوت ہی قبول فرمائیے - **اقول** یہ غلطی وہ ہے جو بارہا متنبہ کیا جا چکا ہے کہ اہلسنت کے نزدیک تسلیم شرائط فضیلت و نص کا مبنی محض ایک خفیف التباس پر ہے جو اوسکے طلبہ پر بھی واضح ہو سکتا ہے باقی رہا لزوم دور کے جواب میں جو بطور الزام ارشاد ہوا [illegible] شرائط ثلثہ کے اگر امامت میں منکر ہیں تو نبوت میں تو ضرور قائل ہونگے سو جو جواب اس [illegible] وہی جواب ہماری طرف سے بیان قبول کریں اس الزام کا مدار محض انکے گمان پر ہمارے مذہب سے بے خبر ہونے پر ہے کیونکہ فرماتے ہیں (مگر ثبوت نبوت میں تو ضرور قائل ہونگے) اول تو یہی ہے کہ شرائط ثلثہ کا اشتراط اہل سنت کے نزدیک ثابت فرمانی بعد ایکے الزام دیتی اب بھی اگرچہ ہوتا اور جیاں تو لسلم اللہ لیکن پہلے اس [illegible] شرائط کو لازم ہیں تمام کرادو امتیاز سے جبھی لین سہنا اگر نبوت شلاً نص پر موقوف ہو اور [illegible] نبوت پر موقوف نہ ہو لازم آوے لیکن ہم کہتے ہیں کہ نبوت کا توقف بعض جہتوں اور بعض اعتبار [illegible] پر اور ظہور اسکی موقوف معجزات پر ہے نہ نص پر بخلاف شرائط ثلثہ امامت کے کہ امامت موقوف نص پر اور نص موقوف عصمت و افضلیت پر اور عصمت و افضلیت موقوف امامت پر تو امامت [illegible] پر موقوف ہوئی اور یہ ہے دور ہی قطع نظر اس سے ان ہی شرائط ثلثہ میں جو دوسری خرابی [illegible] کے تقریر سے لازم آئی وہ بھی ملاحظہ فرمالیجیے وہ یہ کہ آپنے امامت کو ثانی نبوت قرار دیا تو امامت [illegible] شرائط ثلثہ امامت نبوت کے بھی شرائط ہونگی - تو ہم ایک قیاس بنائینگے جسکا کبریٰ وہ قضیہ قیاسیہ ہوگا جو آپ ہی تقریر ماں میں تحریر کرآئے ہیں وہ یہ کہ (جسمیں یہ شرائط متحقق ہیں

وہ امام خلق و نائب رسول ہی) قیاس اسیطرح ہوگا۔ الرسول یوجد فیہ ھذہ الشرائط وکل من یوجد فیہ ھذہ الشرائط فھو امام ونائب عن الرسول ینتج الرسول نائب عن الرسول اور یہہ بدیہی البطلان ہی اور لزوم لغویۃ کے جواب مین تو آپ طرح ہی دیگئی معلوم ہوتا ہی کہ شاید سمجھی ہی نہین ورنہ اگر یہی نبوت کی معارضہ فاسدہ سی ٹالتی **قولہ** اور لزوم مصادرہ علی المطلوب آپکی ہی پہلے قول سے ثابت ہی **اقول** ای جناب گستاخی معاف پہلے آپ مصادرہ علی المطلوب کے تعریف سیکھیے اوسکی بعد اعتراض کیجیے اسکا کیا علاج کہ آپ یہہ ہی نہین جانتے کہ مصادرہ علی المطلوب کسکو کہتے ہین یہہ آپکا عذر کافی نہوگا کہ مین محض فارسخوان ہون **قولہ** اما بعد فصل الخطاب المجیب۔ قولہ۔ پس اگر جناب مخاطب کو اصل اختلاف مین بحث منظور تھی تو اول صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان وفضائل مین بحث شروع کی ہوتی جو آخر منجر بحث امامت ہوتی۔ اقول۔ مجکو کسی اختلاف مین خواہ اصل ہو خواہ فروع بحث کی ضرورت نہین کیونکہ کتب مناظرہ فریقین موجود ہین اور انمین ہر قسم کی بحث لکھی ہے منصف وحق کے طالب کیلیے کسی کی فی ہی صرف بیاض خاطر عزیز عنایت فرمائی دلی جبکی حال شروع مین تحریر ہوا یہہ سوال کیا گیا اور جو کچھ لکھنا چاہیے لکھا جائیگا محض اوسکی خاطر سی ہوگا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ ای جناب۔ آپ اصل منشا سوال ہی نہین سمجھی آپنے اپنی سوال مین تحریر فرمایا تھا (فرقہ اہل سنت وجماعت وشیعہ اثنا عشریہ مین اگرچہ اصولاً وفروعاً بہت سی اختلاف ہین مگر بہت بڑی مخالفت امر خلافت مین ہی) تو اس عہد مین جناب نے گویا ظاہر فرمایا تھا کہ علت تخصیص بابحث مسئلہ خلافت کے اوسکی اعظمیت ہی بندہ نے اوسپر یہہ عرض کیا کہ اگر یہہ ہی علت ہی تو اصل سی نزاع معاملہ صحابہ ہی اوسپر جناب اپنی ضرورت کا قصہ لے دوڑی بندہ نے کب آپکی ضرورت کا اثبات کیا تھا جو آپنے اوس سے تبری وتحاشی فرمانی شروع کی اور سمجھا کہ اصلی غرض تحریر سوال سے یہ ہے کہ خاطر عزیز عنایت فرمائی دلی تھی لیکن یہہ تو جناب نے تحریر نہین فرمایا کہ اصل فرمائش اوسکی یہہ ہی تھی کہ مسئلہ امامت مین ہی سوال لکھا جائیگی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ اونکا مدعا یہہ تھا کہ کسی

مسئلہ مین بحث شروع ہوجائی کیونکہ وہ خود چندان اس مسلک سے واقف نہین تہی لیکن یہہ تعیین مسئلہ
جناب نے بطور خود مناسب سمجھکر فرمائی سو یہہ عذر ہاس خاطر عزیز کا بھی بجا نہین **قولہ**
پہلی گذارش ہوا کہ اصل اختلاف ماخذ مسائل دین ہے نہ محض فضائل بعض صحابہ **اقول**
اسی جگہ یہہ بھی عرض ہوچکا ہے کہ اس اصل کے اصل بھی وہ ہی مسئلہ صحابہ ہے کیونکہ انکی ماخذیت
اور عدم ماخذیت باعتبار اون اوصاف کے ہے جنمین فریقین اہلسنت و شیعہ باہم مختلف ہین -
قولہ حضرت نے یہان محض لفظ صحابہ تحریر فرمایا جس سے سمجھا جائے کہ شیعہ کل صحابہ کے فضائل
و ایمان مین گفتگو رکھتی ہین حاشا وکلا یہہ ہرگز نہین کہ کل صحابہ کے فضائل کے منکر ہون
یا کل کے ایمان مین کلام ہو - بلکہ بعض کے فضائل وغیرہ کی نسبت بستہ گفتگو ہے - اور یہہ صرف اہل حق
ہی نہین کہتے بلکہ حضرات اہلسنت کا بھی یہہ ہی حال ہے جیساکہ پہلے ثابت کیا گیا ہے کہ کل صحابہ کے
فضائل کے یہہ حضرات بھی قائل نہین - **اقول** شروع رسالہ مین کسیقدر تفصیل کے ساتھہ
بیان کیا جا چکا ہے کہ علماء شیعہ کل صحابہ کے فضائل و ایمان مین گفتگو ہے یا بعض کے اور اسی جگہ ثابت
کیا گیا ہے کہ حضرات شیعہ علی الخصوص ہمارے مجیب کو تمام صحابہ کے فضائل و ایمان مین گفتگو ہے کیونکہ
انکے نزدیک معصیت خلاف کرامت ہے اور صحابہ مین سے باتفاق کوئی معصوم نہین اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے سب صحابہ سوائے سماک بن خرشہ یوم احد جنگ سے فرار کرچکے اور بعد انتقال حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ سوائے مقداد کے حسب روایات طائفہ مذکورہ سابقہ مرتد ہوچکے تو فرمائیے
وہ کونسے صحابہ ہین جنکا ایمان اور جنکے فضائل دمحامد مسلم ہین اور بفرض محال اگر پانچ چار بلکہ دس بیس ہے
ہوئی تو لاکھون کے شمار مین کس تعداد مین محسوب ہونگے باقی رہا اہل سنت کی نسبت یہہ الزام کہ وہ بھی کل
صحابہ کے فضائل کے قائل نہین محض دہوکہ دہی اور افترا ہے اہلسنت کے نزدیک تو کوئی ولی امت اور
صحابی کے رتبہ کو بھی نہین پہونچ سکتا مگر پھر بھی عصمت صحابہ مسلم نہین پس بمقابلہ اہلسنت
صحابہ کی خطایا انکی مذمت کے واسطے بیان کرنا بالکل بے سود ہوگا اہلسنت کو باوجودیکہ انکی فضائل کا
اعتراف ہے انکی عصمت مسلم نہین تو انکو یہہ روایات کچھہ مضر نہین **قولہ** فضائل ایکطرف بعض کو

آپکے خاتم المحدثین صاحب خیانت واشرار فساد پیشہ ومردود ان جناب الٰہی تحریر فرماتے ہین —
اقول بحول اللہ وقوتہ اسکا مفصل جواب ابحاث سابقہ مین جسجگہ ہماری حضرت مجیب نے بڑی
شد ومد سے یہہ اعتراض فرمایا ہی تحریر ہوچکا ہی حاجت تکرار واعادہ نہین مگر اسقدر گذارش ہی کہ اگر
بالفرض یہہ کلمات الزاماً نہین لکھے تاہم یہہ کہنا کہ صحابہ کو مردود ان جناب الٰہی لکھتے ہین محض افترا
اور بہتان ہی۔ **قولہ** ہان اگر ان امور مین خلفاء ثلثہ کی بابت تحریر فرمائی تو مضائقہ نہ تھا
کل صحابہ کے فضائل کے نہ آپ قائل ہین نہ ہم **اقول** اگر آپکو اور علماء شیعہ کو صرف خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے
فضائل وایمان مین گفتگو ہوتی تو بیشک کچھہ مضائقہ نہ تھا کہ خلفاء ثلثہ کے ہی بابت تحریر کیجاتے
لیکن آپکو تو حسب روایات کافی وغیرہ سوائے چند چہار یا چہہ صحابہ کے سب ہی کے فضائل وایمان مین گفتگو ہی
معہذا آپ بہی اگر سوائے خلفاء ثلثہ کے باقی صحابہ کے فضائل وایمان کو آپ تسلیم فرمائین تو ہم صرف
معاملہ خلفاء ثلثہ ہی پیش کرینگے اور جبکہ آپکو ہزارون بلکہ لاکہون صحابہ کے فضائل وایمان مین کلام ہو
تو پہر خصوصیت خلفاء ثلثہ بالکل بیجا ہوگی اوسوقت عام طور پر بحث ہوگی جسمین خلفاء ثلثہ بہی داخل
ہونگے باقی رہا یہہ کہ اہلسنت کی طرف یہہ نسبت کرنا کہ کل صحابہ کی فضائل کے قائل نہین محض کذب وافترا ہی
منشا اس غلطی کا یہہ ہی کہ فضائل کو بازوم عصمت تصور کر رکہا ہی اور یہہ سراسر غلط ہی **قولہ**
ونیز یہہ بحث بہی آپکی قول کے موافق بالآخر منجر بحث امامت ہی ہوتی سو خیر ہمنے اول ہی شروع کردی
اب آپکا اختیار ہی۔ **اقول** افسوس کہ اعتراض کچھہ ہی آپ کچھہ سمجھہ رہے ہین سوال از آسمان
جواب از کلیسمان۔ تاہم جو کچھہ ہو آپنے جو بحث شروع فرمائی وہ خواہ علت بدایت کے موافق ہو یا مخالف
آپنے بہت اچھا کیا۔ آفرین ومرحبا اصل غرض یہہ تہی کہ علت کچھہ بیان کی اور بحث کچھہ شروع کی
تو شاید بزعم خود اس خاص مبحث مین دقوق کچھہ زیادہ ہوگا ورنہ ہماری طرف سے تو جو بحث چاہیے
کیجیے ہم خود کیا دعوی کرین جناب کو خود معلوم ہو رہیگا۔ **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ لیکن جناب مخاطب کو شاید مسئلہ امامت مین زیادہ دعوی ہے اور اسکی بحث پر زور

واعتماد ہوگا اسلیئے اوّل اسکو چھیڑا۔ اقول۔ مسئلہ مختلف فیہ مین دعوی اور وثوق واعتماد دہی ہی مسئلہ کی خصوصیت نہین۔ یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت مجیب کے دعوی اور وثوق واعتماد کا حال کسیقدر بحاث گذشتہ مین اہل انصاف پر روشن ہوگیا ہی اور رہا سہا آئندہ کھل جائیگا لیکن تعجب یہ ہی کہ باوجود محض فارسی خوانی کے یہہ اعتماد و وثوق کہان سے آیا اور مرتبہ حق الیقین کا کیونکر حاصل ہوا ہم بیشک تحریر کو دیکھتے ہین اور اس سے تو صرف یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ محض دعوی ہی دعوی ہی۔ اور کیا عجب ہی کہ بعض اوقات مین آدمی کو غلطی پر بھی اعتماد اور وثوق ہوجاتا ہوگا جیسے بعض بیوقوف اپنے آپکو عالم سمجھ کر لیتے ہین اور بعض جاہل اپنے زعم مین عالم بن بیٹھتے ہین آخر آپکو معلوم ہوگا کہ علم کو یقین کی جہل مرکب بھی تو قرار دیا ہی جو اعتقاد جازم خلاف واقع کا نام ہی۔ قولہ مگر چونکہ اس مسئلہ مین بھی سے گفتگو تھی جیسا کہ گذارش ہوا اور واقعی یہہ بھی مسئلہ اہم تھا اسلیئے اسکو چھیڑ گیا اقول یہہ عذر جناب نے اسی تحریر مین فرمایا اگر اصل مین اسکو ظاہر فرماتے تو کچھہ گفتگو نہ تھی۔ باقی اہمیت متنازعہ فیہا اس مسئلہ کے تو آپ ثابت کرہی نگے اور جو کچھہ ثابت فرمایا وہ مدعا نہین تو بحث اہمیت اس مسئلہ مین جسکا دعوی اس عبارت مین کیا گیا ہی بالکل غلط اور دعوی بلا دلیل ہے۔ قال الفاضل المجیب قولہ۔ پس ہمارا خاطر غور کرکے گذارش کرتے ہین۔ جناب مخاطب مدعی ہین کہ شروط ثلثہ ائمہ یعنی نص و عصمت و افضلیت دلائل عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہین تو اوّل جناب کو لازم ہی کہ تعریف امامت کی فرماوین اور بعد اسکے شروط ثلثہ مین سے ہر ایک کی تعریف کرکے ہر ایک کو دلائل سے ثابت فرماوین۔ اقول۔ آپکی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون یقول العبد الفقیر الی مولاہ حضرت تسلیم قولہ مجھکو امید ہی کہ بفضل الٰہی آپ امامت اور اسکے شرائط کی تعریف بخوبی جانتی ہونگی مگر بخیال میری اس قول (اور انہی اصول خلافت جو لکھین پہلے قولہ نصب امام کی متعلق کرنے کے لیی ایسا تحریر فرمایا اقول مین جانتا ہون

خواہ نہین جانتا آپ سے دریافت کرنہین کیا حرج ہی اگر مین جانتا ہون تو یہہ کیا ضرور ہے کہ آپ
اوسکی موافق ہی ہون معہذا جبکہ آپکو جمیع مسائل مین وثوق واعتماد ہی اور حق الیقین کا مرتبہ
حاصل کر لیا ہی تو محض لوجہنی ہی پر منقلب کرنے کی ڈر سے کیون گھبراتی ہین اور آب ندیدہ
موزہ کشیدہ کیون ہوئی جاتے ہین مگر تعجب یہہ ہی کہ یہان تو بندہ کی علم کی ایسی معتقد ہوگئی
کہ یہہ امر خود بخود تسلیم کر لیا کہ مین امامت اور اوسکی شرائط کی تعریف بخوبی جانتا ہونگا اور جسجگہ امامت کے
فروع مین ہونے پر مینی مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہی وہان کیون ایسی ناخوش
ہوئی کہ میری جانتی کو بہی بے علمی سے تعبیر کیا **قولہ** افسوس کہ جناب نے میری عرض قبول
نفرمائی مین آپکی ارشاد کی تعمیل بسر وچشم کرتا ہون متوجہ ہوجیی - **اقول** جناب کا ارشاد
بے موقع و بے محل تہا اسلیئے کہ مدعی ہوکر اپنی مدعا کی اثبات سے گریز و اعراض کرنا اور دوسرے سے
مطالبہ اثبات معتقد اتہم کرنا بے محل ہت اسلیئے جناب سے اول مطالبہ کیا گیا جب جناب اپنے
واجب سے سبکدوش ہوجائینگی اور اپنی دعوی کو خصم پر ثابت فرماوینگی تو بستہ اوسوقت جناب
کو استحقاق مطالبہ دلیل ہوگا و دونہ خرط القتاد - باقی رہا بندہ کی گذارش قبول فرمانا گو جناب نے
اپنا ذمہ ہی وجوب سے بزعم خود فارغ کیا ہو اور نے الحقیقت صحیح ہو یا نہو اوسکا بندہ ممنون
عنایات ہی **قولہ** امامت کی تعریف یہہ ہی دین دنیا کے جمیع امور مین نیابت پیغمبر سے
کل امت کا مقتدا و پیشوا ہونا عصمت ایسی حالت سے مراد ہی کہ خداوند تعالی کے لطف
وعنایات سے کسی شخص مین ثابت ہو کہ اوس حالت کے سبب ہی باوجود قدرت کے بدی و گناہ
کی خواہش و رغبت اس شخص سے منتفی ہوجاوی - نص سے یہہ غرض ہی کہ خدا و رسول سے صاف
حکم اوسکی امامت کی بابت صادر ہو - افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سے جسکا امام ہو صفات
حمیدہ و اخلاق ستودہ مین افضل ہو **اقول** یہہ تعریفات بوجوہ چند محل کتب مین اولاً
یہہ کہ امامت کی جو تعریف فرمائی ہی یہہ تعریف قطع نظر اس سے کہ حقیقی ہی یا لفظی یہہ تعریف لغۃً
ہی یا اصطلاحاً اگر اول ہی تو بے محل اور غلط کیونکہ باعتبار لغت کے اس لفظ کے یہہ معنی پائی

تعریفات شریفہ امامت مین توضیح قبح

ہی نہین جاتے اور اگر ثانی ہے تو اصطلاح شرع ہے یا غیر شرع اگر غیر شرع ہی تو قابل التفات نہین اور اگر اصطلاح شرع ہی تو لسان شارع ہی اسکا اثبات واجب ہی ورنہ دعوی بے دلیل کب قابل سماعت ہی ہمکو تو متبع موارد کلام شارع سے جن مواقع مین یہہ لفظ بلا قرینہ اطلاق کیا گیا ہی جو حسب قاعدہ دلیل حقیقت شرعیہ ہونے کے ہی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ یہہ حد اپنی محدود پر منطبق نہین کیونکہ جامع نہین - حق تعالے شانہ نے حضرت ابراہیم کی نسبت ارشاد فرمایا - اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا[1] - اور غیر انبیاء کے باب مین ارشاد فرمایا - وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا[2] اور بدیہی ہی کہ انبیاء کی امامت باعتبار تعریف مذکور کے صحیح نہین ہی - ثانیاً سلمنا کہ یہہ اصطلاح شرعی اور حقیقت شرعیہ ہی تو جسجگہ بلا قرینہ صارفہ اسکا اطلاق ہوگا یہہ ہی معنی مراد ہونگی تو پھر کیا وجہ ہی کہ امام کے قول کو نہین مانتی اور جو کچھہ امام علیہ السلام نے نسبت شیخین رض فرمایا ہما امامان عادلان اوسمین کیون معنی حقیقی شرعی مراد نہین لیتی اور کسواسطے تاویلات بعید از عقل فرماتے ہین - ثالثاً یہہ تعریف مانع بھی نہین ہی کیونکہ یہہ تعریف اون انبیاء پر بھی صادق آتی ہے جو کسی رسول کے بعد اوسکی شریعت کے احیاء کے واسطے بعد اندراسہا مبعوث ہوئی حالانکہ بقول اس اصطلاح کے اونکو امام اور خلیفہ راشد نہین کہتے - رابعاً عصمت کی تعریف حالت کے ساتھہ فرماتے ہی کہ جسکی ثبوت پر ثبوت لازم مین اوسکی سبب سے معصیت کی رغبت منتفی ہوجاوے اور یہہ غلط ہی کیونکہ عوام موسنین مین بھی بعض اوقات یہہ حالت بعنایت الٰہی پیدا ہوجاتی ہی کہ رغبت معصیت اوس حالت کے سبب سے منتفی ہوجاتی ہی اور اسکا انکار مکابرہ ہی حالانکہ آپ اونکو معصوم نہین فرماتے اور تعریف عصمت اوسپر صادق آتی ہی ہان اگر ملکہ کے ساتھہ تعریف کیجئے تو شاید صحیح ہوتی کہ اوسمین معنی رسوخ کے ہین اور حالت مین معنی تغیر و تبدل کے - خامساً لفظ خواہش و رغبت سے یہہ مفہوم ہوتا ہی کہ بدون رغبت کے مثلاً سہواً یا نادانستگی کی حالت مین صدور معصیت جایز ہی حالانکہ آپ اسکے قائل نہین ہین - سادساً تقیہ کی آڑ مین تو حضرات نے کیا نہ کیا بلکہ کفر و شرک تک

---

[1] مین تجکو لوگونکا امام بنانیوالا ہون ۱۲ [2] ہمنی اونکو امام بنایا کہ ہمارے کام کے ہدایت کرین - ۱۲

ہی ائمہ پر ثابت کردیا جو بخواہش وغیبت کرتے ہین کیونکہ تقیہ حسب تعریف قوم وہی موافقت اہل خلاف
فیما یدینون بہ ہی تو پھر عصمت کس کا نام ہی ۔ سابعاً افضلیت کی تعریف مین تو ہم نے آپکے
رہ سہا اپنا تمام علم ہی خرچ کردالا اجی حضرت ذرا اس تعریف کو اپنی معرف پر محمول تو فرمائیگا اور پھر
ذرا یہہ بھی تامل فرماکر دیکھہ لیجیئے کہ دور مصرح لازم آتا ہی یا آپکا وہ ہی مصادرہ علی المطلوب اور پھر
اس مرحلہ کے یہہ بھی تحقیق کیجیگا کہ مبنی افضلیت کا صفات حمیدہ واخلاق ستودہ پر ہی یا مدرک
بالعقل ہی یا مدار کثرت ثواب اور قرب من اللہ تعالے پر ہی اور غیر مدرک الا بالشرع بعد ان سب کے
اپنی تعریف صحیح فرماکر درج جواب کیجیگا چونکہ خوف طوالت تھا اسلیئے مختصراً اعتراضات متعلقہ اصل بعضہا
فی البعض عرض کردیئے ۔ قولہ اور ان ہر سہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ استدعا گذارش کا تو ہی
کہ جب امت ثانی مرتبہ نبوت ہی اور نیابت نبی ہی مراد ہی پس جو دلائل کہ عصمت انبیاء پر دال ہین
وہی بعینہ یا کچھہ تغیر سے عصمت ائمہ پر دال ہونگی اور ظن غالب ہی کہ عصمت انبیاء آپکے قائل ہی اور نیز
افضلیت خلفاء کی آپ معتقد ہین نص کے باب مین بھی آپ تحریر فرماتے ہین کہ اہلسنت نص کے
علی الاطلاق منکر نہین پس اس صورت مین ہمکو ہر سہ شرائط کے دلائل کے بیان کرنیکی چندان ضرورت
نہ تھی مگر چونکہ آپنے بپاس خاطر یہہ بحث منظور فرمائی ہی اسلیئے اسکی رعایت ہمکو بھی ضرور ہی اقول
یہہ تقریر دلپذیر بالکل ناتمام بلکہ غلط ہی اگر ثانی مرتبہ نبوت سے نیابت کی علاوہ کوئی دوسرا مرتبہ مراد ہی
تو اوسکی شرح کرنے چاہیے اور اوسکا ثبوت پیش کرنا چاہیے اور اگر نیابت ہی مراد ہی اور جملہ (نیابت
نبی سے مراد ہی ۔) عطف تفسیری واقع ہی تو مسلم لیکن یہہ کہنا کہ جو دلائل عصمت انبیاء پر دال ہونگی
وہی بعینہ عصمت ائمہ پر دال ہونگی سراسر غلط ہی کیونکہ اسکا مدار اسپر ہی کہ اصل مین جسقدر اوصاف
ہونگے وہی فرع مین بھی ہونگے حالانکہ یہہ بداہۃً غلط ہی ان اگر فرع مین اوصاف اصل نائب تھے
فرمائے تو مضائقہ نہ تھا اور اگر یہہ مراد ہی کہ بعض اوصاف اصل نائب مین ہونگے تو قطع نظر ترجیح بلا
مرجح کہنے آپکا قیاس غلط اور باطل ہوگا ۔ عصمت انبیاء کا مین قائل ہون اور اس امت کو احبار شرائع مین

لہ تقیہ اہل خلاف کے موافقت ہی اونکی دینی امور مین ۔ ۱۲ ۔

اور اجرائی شعائر و مراسم اسلام مین نیابت نبوت اعتقاد کرتا ہون لیکن باوجود اسکی اوصاف نبوت کو
نبی کے ساتھہ مختص سمجھتا ہون اور اوصاف امام کو اوسکی ساتھہ - اور عصمت لوازم نبوت سے ہی پس
پس ثبوت عصمت کے لیے امام مین جو بہی دلائل کے امامت کو صرف نیابت نبوت کا ہونا کافی سمجھنا
محض ہاری مجیب کے ناجائز تقلید ہے کیونکہ یہہ ہی غلطی اونکی شہید ثالث وغیرہ کو بہی سدراہ حق ہوئی
وہ مجالس المومنین کے ذکر محمد بن بابویہ قمی مین فرماتے ہین زیرا کہ امام قائم مقام نبی ست در جمیع امور
مگر در اسم نبوت و نزول وحی اور اگر زیادہ تتبع کیا جاوی تو نزول وحی کا بہی مختصات ثبوت سے ہونا
باطل ہوگا اپنی امام کلینی کے حدیث ملاحظہ فرمایئے عن السجاد[1] ان علی بن ابی طالب کان محدثا
وھو الذی یرسل الیہ الملک فیکلمہ و یسمع صوتہ ولا یری الصورۃ عن الحقیر اور کتاب
مختوم نجواتیم الذہب در مصحف فاطمی اگر بطور وحی کے نازل نہین ہوئی تو کیونکر آئی - بہرکیف معلوم ہوتا ہے کہ
شائبہ خصوصیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مثل نکاح چار سے زائد اور ہبہ نفس سے نکاح کا ہونا وغیرہ
مختص بہ نسبت عوام امت کی ہین نہ نسبت ائمہ کے تو پس یہہ اصل آپکی اور آپکے اہل نحلت کی ہے مسلم ہے اہل
حق کے اور اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا یہہ آپ جیسی مناظرہ دان ہی کا کام ہے علاوہ اسکی یہہ
محض قیاس ہے جسکو آپ فروع مین بہی قابل اعتبار نہین سمجھتے تو معلوم نہین کہ کیسی کیا مجبوری پیش آئی
کہ جسکی بدولت اصول عقائد مین اوسکو تسلیم کرکے مستدل قرار دیا - سمجھنا یہہ دلائل آپکے مدعا کو کیونکر مثبت
ہونگے کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہہ دلائل عصمت انبیاء پر باعتبار اوس مذہب کے وارد کیے ہین کہ جسمین
انبیاء کی عصمت صرف زمانہ نبوت مین تسلیم کی گئی ہین اور عصمت معتقد علیہا سامی جسکی آپ اثبات کے
درپے ہین وہ ہی جو صغائر و کبائر سے سہواً و عمداً از مہد تا لحد ہو تو جس مدعا پر آپ یہہ دلائل وارد کرتے ہیے
مین خصم پر اولیٰ عجب لانا بالکل لغو اور باطل ہے - پس میرا انبیاء کی نسبت عصمت کا قائل ہونا ائمہ کے
عصمت کو مستلزم نہین اور آپکا قیاس مع الفارق اور غلط ہے - باقی رہا شرط افضلیت و نصیحت

[1] امام سجاد سے مروی ہے کہ حضرت علی محدث تھے اور محدث وہ ہوتا ہے کہ جسکی طرف خدا فرشتہ بھیجے وہ اوس سے بات کرے
کہ اوسکی آواز سنے اور صورت نہ دیکھے ۱۲

ثبوت مین صرف میرے اعتقاد فضلیت کو جو خلفاء کے نسبت ہے کافی سمجھنا اور میری اس قول کو
مکتفی خیال کرنا کہ اہل سنت علی الاطلاق نص کے منکر نہین وہ بدیہی غلطی ہے جو اونے طالبہ ہی نکرین
اور ہماری علامہ مجیب گذشتہ ابحاث مین بہت جگہ لکھ چکے ہین اور ہم متنبہ کر چکے ہین اب اس
تقریر سے صاف واضح ہوگیا کہ ہمارے مجیب لبیب کو ہر سہ شرائط کے دلائل کے بیان کرنے کی کسقدر
ضرورت تہی لیکن کیا کرین ہماری پاس خاطر کے رعایت لابد ہی تہی اسلیے جب کوئی دلیل ہم
نہ پوہنچی تو امام رازی کے ہی منون ہین پناہ لی کلا جبین مناص - **قولہ** لہذا گذارش ہے کہ اگرچہ
دلائل عقلیہ و نقلیہ عصمت امام پر بیشمار ہین اور ہین ہے بہت سی ہمارے علماء کرام نے کتب مبسوطہ
کلامیہ مین تحریر فرماتے ہین مگر یہان صرف اسیقدر پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ آپکی محققین فحام نے ہی اونکو
لکھا ہے تاکہ آپکو بھی اعتراض نہ ہے - **بیت** خواہی کہ شود خصم تو عاجز در سخن ✦ می بند بکار قول
پیران کہن ✦ خصم از سخن تو چون نگردد ملزم ✦ در آستینہائے خود کش لزم کن ✦ **اقول**
ای حضرات اہل انصاف ہماری حضرت مجیب کے اشد پر انصاف کو دیکھنا چاہیے کہ اس میدان مین آنجناب
مین کسقدر طریق عدل سے منحرف ہے کہ مبحث اثبات عصمت ائمہ از مہد تا لحد مین دلائل عصمت
انبیاء کے جو زمانہ نبوت مین ہے تسلیم کیگئی ہے پیش فرماتے ہین اسکا نقض مجملاً گذشتہ
قول کے تحت مین عرض کر چکا ہون اور انشاء اللہ تعالے ہر ہر دلیل کے ساتھہ اوسپر جرح قدح
کرکے اوس خطا پر متنبہ کرونگا کہ جو ہماری مجیب اور اونکی ہم مذہبونکو واقع ہوئی ہے پہر باانہمہ
خوبیہا کس نازو افتخار سے رباعی زیب جواب فرماتے ہین - **قولہ** پوشیدہ نہ ہے کہ امام
فخر الدین رازی صاحب نے سولہ دلیلین عصمت انبیاء علیہم السلام پر قائم کی ہین کہ وہ سب سغیر بسیر
عصمت ائمہ علیہم السلام جاری ہین بنظر اختصار اونمین سے بعض لکھے جاتے ہین حضرت مجیب
تفسیر کبیر ملاحظہ فرمائین - امام صاحب موصوف سورہ بقر پارہ اول رکوع ۴ مین ذیل
قولہ تعالے فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عصمت انبیاء مین اختلاف مذاہب کے ذکر کے بعد فرماتے ہین والحق
عندنا انہم لم یصدر عنہم الذنب قبل النبوۃ البتۃ لا الکبیرۃ ولا الصغیرۃ یدل علیہ وجوہ احدہا لو صدر الذنب

عصمت

عنهم لكانوا اقل درجة من عصاة الامة وذلك غير جائز لبيان الملازمة ان درجات الانبياء كانت
في غاية الجلال والشرف وكل من كان كذلك كان صدور الذنب عنه افحش الا ترى الى قوله تعالى
يا نساء النبي من يات منكن بفاحشة مبينة يضاعف لها العذاب ضعفين والمحصن يرجم وعزم
يجلد وحد العبد نصف حد الحر وما ذاك الا لان يجوز ان يكون النبي اقل حالا من الامة وذلك
بالاجماع انتهى - آپ ہی غور فرمایئے کہ یہہ دلیل بعینہ عصمت امام میں ہی جاری ہی ائمہ کے
درجہ بہی نہایت شرف وجلال میں ہین پس ایسی گناہ کا صادر ہونا بہی افحش ہوگا اور یہہ
بات کہ امام کا امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین ہے افضلیت کی بحث سے ظاہر ہے چنانچہ
اسکا بیان بہی آگے آئیگا آپ افضلیت خلفاء کی معتقد ہین - **اقول** یہہ دلیل جو امام
رازی نے عصمت انبیاء میں وارد کی ہی کسیطرح عصمت ائمہ کو مثبت نہین ہوسکتی ہی
اور جو وجوہ محل بحث ہی اولا ظاہر ہی کہ ائمہ مطیع انبیاء اور داخل افراد امت ہین انبیاء نہین
جو جلال وشرف انبیاء کو حاصل ہی ائمہ کو نہوگا کیونکہ بالاجماع ہر نبی اپنی تمام امت سے اجل
واشرف ہی ائمہ اگر جلال وشرف کی کسی مرتبہ میں واقع ہون تاہم افراد امت سے خارج نہین
ہوسکتے اور انبیاء کی جلال وشرف کو نہین پہونچ سکتی تو صدور معصیت اگر منافی ہی تو اس
غایت درجہ کے جلال وشرف کو منافی ہی جو صرف انبیا ہی کو حاصل ہی اور افراد امت کو حاصل
نہین ہوسکتا افراد امت میں سے اگر کسیکو کوئی شرف وجلال حاصل ہو وہ غایت درجہ کا جلال
وشرف بدرجہ نہوگا تو صدور معصیت کو بہی منافی نہوگا پس درصورت صدور معصیت مستلزم
کونسی استحالہ کو ہوگا اسمین کیا استحالہ ہی کہ امت میں کا فرد اعلی فرد اسافل ہوجائے - ثانیا افراد
امت میں سے ائمہ سے لیکر عدول صلحی امت تک جسقدر افراد واصناف ہین سبکو اپنی مرتبہ
کے موافق جلال وشرف حاصل ہی صحابہ مقبولین غایت درجہ جلال وشرف میں واقع ہین بلکہ انبیاء
مثل ابوطالب غایت درجہ شرف جلال میں واقع ہین ازواج مطہرات میں آپکے نزدیک حضرت
ام سلمہ غایت درجہ شرف وجلال میں واقع ہین البیت سوائے ائمہ خصوصا حضرت

ابتدائے شرح عصمت ائمہ کی پہلی دلیل کا ابطال -

فاطمہ رضی اللہ عنہا جو آیت تطہیر مین ہی داخل ہین غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین
تابعین باحسان غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہین علی ہذا القیاس محدثین فقہا
وعلماء مین صوفیین ومتکلمین خصوصاً جنکی شان مین ہی لولاھم لانقطعت آثار النبوۃ غایت درجہ
شرف وجلال مین واقع ہین علاوہ ان سب کے نائب صاحب الزمان جو ہنگام غیبت کا رکن ہی
جسپر تمام دین کا دارمدار ہوگا غایت درجہ شرف وجلال مین واقع ہی پس اگر شرف وجلال
مطلق مستلزم عصمت ہی تو تمام مذکورین معصوم ہونگے۔ ولا یقول بہ احد۔ اور اگر شرف خاص ہی
تو وہ فقط انبیا کا شرف وجلال ہے جو غایت اعلی درجہ کا ہی ائمہ کی شرف وجلال کا استلزام کسی
دوسری دلیل سے ثابت فرمایئے۔ ودونہ خرط القتاد[1] نبی کا امت سے اشرف واجل
واعلی وافضل ہونا اور اقل جاہلا نہونا امام رازی نے باجماع ثابت کیا ہی لیکن ائمہ جو کہ خود
افراد امت مین داخل ہین آپ اونکا اسیطرح اجل واشرف ہونا بھی بالاجماع ثابت کیجیئے
ورنہ اس دلیل سے ہاتھ دھو لیجیئے اور ائمہ کو قیاساً علی الانبیاء امت سے افضل کہنا ہماری
عجیب جیسے ہمہ دان کا کام ہی ورنہ نے التحقیق یہہ تفضیل محال ہی کیونکہ مستلزم محال کو ہی
تفصیل اس اجمال کے یہہ ہی کہ ائمہ احاد امت مین داخل ہین پس اگر تمام امت سے افضل ہونگے
تو اپنی نفس سے بھی افضل ہونگے اور یہہ محال ہی کیونکہ مستلزم محال کو ہی وھو فضل الشی علی نفسہ پس
افضلیت ائمہ قیاساً علی الانبیاء باطل ہوئی اور اگر ائمہ سے مراد ما عدا النفس ہی تو پھر انبیا پر
قیاس کرنا بدیہی البطلان ہی اور تمام دلیل لغو۔ رابعاً آپ ائمہ کو اگر اس دلیل سے معصوم
کہتے ہین تو اس درجہ سے کہتی ہین کہ جو علت عصمت انبیا ہی وہ بعینہ ائمہ مین بھی پائی جاتی ہی یعنی
جیسے انبیاء غایت درجہ جلال وشرف مین واقع ہین اسیطرح ائمہ بھی واقع ہین اور جسطرح انبیاء کا
امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین ائمہ کا بھی امت سے کم درجہ ہونا جائز نہین تو بوجہ اشتراک
اس علت کے جیسے انبیاء معصوم ہین ائمہ بھی معصوم ہونگے اور یہہ صریح قیاس ہے کیونکہ قیاس کے

[1] اگر یہہ لوگ نہوتے تو نبوت کے آثار منقطع ہو جاتے۔

تعریف صاحب معالم الاصول نے یہہ کی ہی - القیاس ھو الحکم علی معلوم بمثل الحکم الثابت علی معلوم
آخر لاشتراکھما فی العلۃ اور یہہ تعریف بداہۃً اس جگہ صادق آتی ہی اب ہم اس کی علت کو
دیکھتے ہین ظاہر ہی کہ یہہ علت منصوصہ تو نہین ہی - تو مستنبطہ ہوئی پھر اگر آپ معالم الاصول
وغیرہ کتب اصول دیکھین گے تو معلوم ہوگا کہ وہ قیاس جسکی علت مستنبطہ ہو انکی نزدیک بالاجماع
باطل ہی معالم الاصول مین مذکور ہی - والمشترک جامعًا وعلۃ وھی اما مستنبطۃ او منصوصۃ
وقد اطبق اصحابنا علی منع العمل بالمستنبطۃ الا من شذ وحکی اجماعھم فیہ غیر واحد منھم
وتواترت الاخبار بانکارہ عن اھل البیتؑ وبالجملہ فمنعہ یعدّ من ضروریات المذہب اور بالفرض
ہمنے تسلیم کیا کہ علت منصوصہ ہی ہوئی تاہم مستلزم جواز عمل کو ہوگی نہ وجوب اعتقاد کو کیونکہ
باب اعتقادات مین ظنیات کو دخل نہین ہی پس یہہ دلیل ثبوت عصمت ائمہ مین بالکل
ناکافی ہوئی - خامساً وصف جلال وشرف جو انبیاء مین موجود ہی ہم کہتے ہین کہ وہ بھی معلول
کسی علت کا ہی اور وہ علت نبوت ہی یعنی وہ جلال وشرف جسکی علت ثبوت ہی مستلزم عصمت ہی
اور ظاہر ہی کہ وہ جلال وشرف جسکی علت نبوت واقع ہی ائمہ مین بالمرہ مفقود ہی تو یہہ قیاس
بھی لغو ہوا کیونکہ علت جامعہ اصل اور فرع مین مشترک ہی نہین سادساً حکم علی المشتق علۃ
ماخذہ پر دلیل ہوتا ہی پس انبیاء پر جسکم اصل واشرف ہونی کا کیا گیا ہی تو ظاہر دلیل ہی کہ اس
حکم کے علت نبوت واقع ہی - یعنی یہہ شرف وجلال جو انبیاء کو حاصل ہوا ہی اوسکی علت نبوت
اور لطف خداوند تعالے شانہ ہی اور یہہ حکم جبکہ معلول نبوت ہوا تو زمانہ نبوت ہی پر مقصور ہوگا
اور جب زمانہ نبوت پر مقصور ہوا تو اسکا لازم یعنی عصمت وہ بھی زمانہ نبوت پر مقصور ہوگی
پس اگر بفرض محال یہہ دلیل عصمت ائمہ مین جاری ہو تو ہماری مطلوب کے مدعا کو مثبت نہوگی کیونکہ

---

۱ قیاس وہ حکم ایک امر معلوم پر بی مثل حکم دوسری امر معلوم کے بسبب اسکے کہ دونو علت مین مشترک ہین ۱۲
۲ اور امر مشترک کو علت جامع کہتے ہین اور علت یا مستنبطہ ہوتے ہو یا منصوصہ اور ہماری اصحاب بجز شذ کے
اسپر متفق ہین کہ مستنبطہ پر عمل منع ہی اور بہت لوگون نے اسپر اجماع بیان کیا ہی اور اہل بیت سے اسکا انکار متواتر ثابت ہی
الغرض اسکی ممانعت ضروریات دین سے ہے - ۱۲ -

مدعی اثبات عصمت ادعا تا سحد ہی اور اس دلیل سی غایت سی غایت یہہ ثابت ہوگا کہ ائمہ زمانہ امامت
مین معصوم ہین دائمن ذاک - مہذا مدار اس دلیل کا اس پر ہی کہ اگر انبیا سی معصیت صادر
ہوگی تو انبیاء با اینہمہ جلال و شرف عصمات امت سی اقل درجہ ہونگی اور ظاہر ہی کہ اسکا جریان
اوسی وقت ممکن ہی جبکہ نبوت ہو اور جب نبوت نہین تو امت کہان ہوگی کیونکہ امت بعد
بعثت ہوگی اور جب امت نہوئی تو اقل درجہ ہونا درصورت صدور معصیت لازم نہ آیا تو عصمت
قبل نبوت ثابت نہوئی تو اس دلیل سی عصمت قبل الامامت کیونکر ثابت ہوگی پس ہماری حضرت
مجیب ذرا انصاف سی ملاحظہ فرماوین کہ یہہ دلیل عصمت ائمہ مین کیونکر جاری ہوسکتی ہی -

قولہ پہر امام صاحب موصوف فرماتے ہین ثانیہا ان تقلیدا قدامہ علی الفسق وجب
ان لا یکون مقبول الشہادۃ بقولہ تعالی ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا الکذ مقبول الشہادۃ و
الا کان اقل حالا من عدول الامۃ وکیف لا نقول ذلک وانہ لا معنی للنبوۃ والرسالۃ الا
ان یشہد علی اللہ تعالی بانہ شرع ہذا الحکم وذاک وایضا فہو یوم القیمۃ شاہد علی الکل بقولہ تعالی لتکونوا
شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا - چونکہ امام ہی احکام شریعت بیان فرماتا ہی
اور شہادت دیتا ہی کہ خدا و رسول نے یہہ حکم امت کے لیی مشروع کیا ہی پس یہہ دلیل ہی عصمت
امامت مین جاری ہی کیونکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین قول خلیفہ کو دین مین
حجت اور اختلاف کے حیرت کا مخلص فرماتے ہین چنانچہ مقصد اول کے فصل دوم مین یہہ عبارت
درج ہی صفحہ ۱۴ مطبوعہ مطبع مذکور کے آخر سی شروع ہوتی ہی - واز لوازم خلافت خاصہ آنست
کہ قول خلیفہ حجت باشد در دین نہ بآن معنی کہ تقلید عوام مسلمین اور اصحیح باشد زیرا کہ این معنی
از لوازم اجتہاد ہست و در خلافت عامہ بیان آن گذشت و نہ بآن معنی کہ خلیفہ فی نفسہ بے اعتماد
تنقید آنحضرت ص واجب الطاعت باشد زیرا کہ این معنی غیر نبی را میسر نیست بلکہ مراد اینجا منزلتی ست بین
المنزلتین تفصیل این صورت آنست کہ آنحضرت ۲ حوالہ فرمودہ باشند بعضی امور را بشخصی مخصوص
و سمع او پس لازم شود متابعت او چنانکہ لازم میشود متابعت امر را جیوش آنحضرت ۲ بمقتضای امر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و این خصلت در خلفاء راشدین ہمہ بین متحقق یابد کہ قول ایشان ثابت را در فرائض مقدم باید
ساخت بر اقوال مجتہدین دیگر و قول عبد اللہ بن مسعود را در قرأت و فقہ و قول ابی بن کعب را در قرأت
بر قول دیگران و قول اہل مدینہ را نزد یک اختلاف ست بر قول دیگران آنحضرت ﷺ بتعلیم اللہ عزوجل
دانستند کہ بعد آنحضرت اختلاف ظاہر خواہد شد و ست در بعض مسائل بحیرت و ملامت رافت کاملہ
آنحضرت ﷺ بر است تنصیص فرمود کہ مخلص آن حیرت برای ایشان تعین فرمایند و درین باب حجتی برای
امت قائم کنند و این معنی ثابت ست برائے خلفاء اربعہ۔ انتہی بقدر الحاجۃ ۔ پس یہہ دلیل بھی
عصمت امام مین جاری ہی اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سے
ثابت ہی پس وہ جناب بھی معصوم ہین۔ **اقول** یہہ دلیل بھی ثبوت مدعا نہین اور بوجوہ
متعددہ اسمین اختلال ہی چنانچہ وجوہ اختلال جو دلیل اول کے ابطال مین بیان کی گئی ہین اس دلیل
مین بھی جاری ہین اور علاوہ انکی اور بھی بعض وجوہ ہین جو قادح استدلال ہین۔ پس مختصر اگذارش یہ ہی
اولا اس دلیل کا مدار اسپر ہی کہ رسول بحکم نص تمام امت پر شہید ہی بالبداہۃ خداوند تعالے
پر شہید ہی کہ ادنی بھی احکام شروع فرمائی اور نیز اسپر ہی کہ رسول کا عدول امت سے کم درجہ
ہونا باطل ہے اب ہم امام کو دیکھتے ہین تو نہ وہ بحکم نص تمام امت پر شہید ہی اور نہ خداوند تعالے
پر انکی تشریع احکام کا شہید ہی۔ امر اول کے وجہ یہہ ہی کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا[1]
اور اس آیت شریفہ کا حاصل یہہ ہی کہ جسنی تمکو امت وسط اسلیے بنایا ہی کہ تم امم ماضیہ پر جبکہ وہ
اپنی رسل کے تبلیغ کا انکار کرینگی انکی رسل کے تبلیغ کے شہادت دو اور رسول ﷺ تمہارا تمہاری توثیق
فرماوی اور تمہارے صدق فی الشہادت پر شہادت دیوی تو اسمین حسب قاعدہ اصول مسلمہ
سامعی یا مخاطب اون لوگونکو ہی جو ہنگام نزول آیت موجود تھی یا جنرا امت کو یا تمام امت کو
بہرکیف اگر یہہ شہادت اول مستلزم عصمت ہی تو نمازہا احاد امت معصوم ہونگی کیونکہ

[1] اور اسیطرح کیا ہمنے تمکو گروہ عدل تاکہ تم لوگون پر گواہ ہو اور رسول تمپر گواہ ہو ۔۱۲

ابطال دلیل عصمت امام کی دوسری دلیل یا خود نقیض مدعا کا بطلان

اس شہادت مین سب شامل ہین اور شہادت رسول مین حق تعالے شانہ نے کسیکو امت مین سے شریک نہین فرمایا اور نیز رسول کی شہادت فی نفسہا کیا کم ہی جو کسی دوسری کو شریک کرنے کی ضرورت واقع ہو اور نیز مستلزم اسکو ہی کہ جو شخص احاد امت مین سے شریک شہادت رسول ہوگا تو اسکی شہادت اپنی صدق و توثیق پر ہوگی دہ بدہی البطلان اور ظاہر ہی کہ جب یہہ شہادت جناب امیر کے واسطے ثابت نہوئی تو عصمت بہی ثابت نہوئی ۔ امر ثانی کے وجہ یہہ ہی کہ جملہ وانہ لامعنی للنبوۃ والرسالۃ الا ان یشہد علی اللہ تعالی انہ یشرع ہذا الحکم وذاک[1] کے یہہ معنی ہین کہ رسول بلا توسط کسی کے بلکہ بتوسط وحی الہی کے یہہ شہادت دیتا ہی کہ یہہ احکام خداوند تعالے نے مشروع فرمائی اور یہہ شہادت قطعا امام کو میسر نہین کیونکہ بشہادت شہید ثالث شوستری ثابت ہوچکا کہ نزول وحی خاصہ رسول ہی امام اگر شہادت دیتا ہی تو رسول پر شہادت دیتا ہی اور بواسطہ رسول کے کہتا ہی کہ حق تعالی نے بواسطہ اپنی رسول کے امت کے لیے فلان احکام مشروع فرمائی اور یہہ امر کچھہ محض امام کے ساتھہ مخصوص نہین بلکہ ہر ایک علما و فقہا و مجتہدین و قضات و نواب و رواۃ وغیرہ سبکے سب اپنی اپنی درجہ کی موافق اس امر کی شہادت دیتی ہین کہ خدا تعالی نے بواسطہ اپنی رسول کے یہہ احکام امت کی لیے مشروع فرمائی تو یہہ شہادت بہی کسیطرح مستلزم عصمت کو نہین ورنہ یہہ سب فرقہ معصوم ہون پس اس تقریر سے صاف و واضح ہی کہ ہماری مجیب نے جو عبارت ازالۃ الخفا سے استدلال کیا ہی وہ محض لغو اور قلت فہم ہی ورنہ اگر تھوڑی سی بہی فہم ہو تو ازالۃ الخفا کی عبارت سے مثل روز روشن ظاہر ہی اور اس سے سمجھا جا سکتا ہی کہ خلیفہ کا قول بلا استقلال بلا توسط تنبیہ رسول دین مین حجت نہین وہ فرماتے ہین ورنہ بایں معنی کہ خلیفہ فی نفسہ بے اعتماد بر تنبیہ آنحضرت ۱۲ واجب الطاعت باشد اس عبارت سے جو مطلب بصراحۃ ظاہر ہی وہ ادنے فارسی خوان بہی سمجھہ سکتا ہی لیکن معلوم نہین ہمارے حضرت مجیب نے باینہمہ ادعای ہمہ دانی کیونکر اوسکو اپنا مستدل قرار دیا

[1] نبوت و رسالت کے سوای اسکی اور کچھہ معنی نہین ہین کہ خدا پر گواہی دی کہ اسنے یہہ اور وہ حکم مشروع فرمایا ہی ۱۳

اہل انصاف ملاحظہ فرمائین اور اگر اور بھی کچھہ نکرین تو حضرت کی خوش فہمی کے تو ضرور بھی داد دیوین۔
باقی رہا یہہ جملہ کہ جناب امیر کا شاہد ہونا احادیث اہل سنت سے ثابت ہی یہہ محض برات عاشقان
بزشاخ آہو کا مصداق ہی اگر واقعی ثابت ہی تو لائیی ہم بھی تو آپکا پایہ علم دیکھین علاوہ
اسکے احادیث احاد کو اگر بالفرض صحیح بھی تسلیم کرلین تو آپ حضرات ہی فرماتی ہین کہ اعتقادات
مین احادیث احاد کو کچھہ دخل نہین علی الخصوص جبکہ بعض کے معارض واقع ہو یہہ بھی آپ نے
جناب امیر کی شہادت کا کب انکار کیا ہی لیکن یہہ شہادت مستلزم عصمت نہین کیونکہ اگر
یہہ مستلزم عصمت ہوگی تو ہزارہا احاد امت معصوم ہونگے۔ اور امام کے امت سے کم درجہ ہونی کے
پہلی دلیل کے جواب مین اسکی بحث گذر چکی ہی۔ ہم بخوف تطویل اوسکا اعادہ نہین کرتے۔ ثانیاً
بفرض محال اگر جناب امیر کا رسول کی شہادت مین شریک ہونا ثابت ہو بھی تو ہم آپکا مدعا ثابت
نہین ہوسکتا کیونکہ آپ صرف عصمت جناب امیر ہی کی تو قائل نہین ہین بلکہ آپکے نزدیک ائمہ
احد عشر باقی بھی معصوم ہین اونکی شہادت بھی ثابت کیجیے ورنہ اونکی عصمت سے دست بردار
ہوجیے۔ ثالثاً یہہ دلیل مثبت مدعا مجیب نہین ہی کیونکہ مدعا اثبات عصمت کا ہی معصیت
صغیرہ اور کبیرہ سے سہو ہو خواہ عمداً اور وہ اس سے ثابت نہین ہوتا وجہ اسکی یہہ ہی کہ اس
دلیل کا مدار در صورت صدور معصیت کی عدم قبول شہادت پر ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اوسی معصیت
کی ساتھہ مخصوص ہی جسکا صدور مستلزم رد شہادت ہو پس جو معاصی ایسی ہین جنکا صدور مستلزم
رد شہادت کو نہین مثلاً سہواً کوئی صغیرہ گناہ صادر ہو چاہیئے کہ وہ ممتنع ہو حالانکہ اوسکا صدور
بھی مثل کبائر کے ممتنع الصدور متفقہ ہی۔ رابعاً اس دلیل مین قیاس مع الفارق واقع ہی کیونکہ جناب
امیر المومنین رض کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس کرکے حکم عصمت کا لگایا ہی اور باقی گیارہ
ائمہ کو جناب امیر پر قیاس فرمایا دیکھو ظاہر البطلان **قولہ** پھر امام رازی صاحب فرماتے ہین
لو صدرت المعصیۃ من الانبیاء لکانوا مستحقین للعذاب لقولہ تعالی ومن یعص اللہ ورسولہ فان
لہ نار جہنم خالدا فیہا ولا مستحق للعذاب تقوا الا لعنۃ اللہ علی الظالمین واجتمعت الامۃ علی ان احد

من الانبیاء لم یکن مستحقا للعن وکل الذنب ثبت انہ ما صدر الا عن المعصومین انتہی اسطرح ہم کہتے ہین کہ اگر ائمہ علیہم السلام سے گناہ صادر ہوتا تو مستحق عذاب و لعن کے ہوتے اور اہل اسلام کا اجماع ہی کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر علیہ السلام و دیگر ائمہ طاہرین علیہم السلام مستحق لعن و عذاب نہ تھی پس ثابت ہوا کہ ان حضرات سے گناہ صادر نہین ہوا ہی **اقول** یہہ دلیل ہی مثل دلائل سابقہ مخدوش اور مخل بحث ہی ہم کہتے ہین کہ جناب فاطمہ رضا اور صحابہ مقبولین اور ذریۃ طاہرہ غیر مستحق لعن و عذاب کے تھی تو پھر یہہ بھی معصوم ہونگی - بلکہ ادنے ادنے صلحاء امت و اہل تقوی مستحق لعن و عذاب خلود نار نہین منشاء اس تلبیس اور مغالطہ کا یہہ ہی کہ امت کو ہم جنب نبوت جیسا کہ خود معتقد ہین ویسا ہی خصم کی نزدیک بھی سمجھہ لیا ہی حالانکہ خصم اسکو تسلیم نہین کرتا اور چونکہ وصف نبوت بالبداہتہ بالاتفاق ایک ایسا وصف ہی جسمین غایۃ تقرب اور کمال خصوصیت حق تعالے کی جناب کے ساتھہ حاصل ہی اور کوئی وصف امامت وغیرہ اس منصب کو بالاتفاق نہین پہونچتا تو جو منافات کہ اس وصف عالی کو عدم استحقاق عذاب و لعن کے ساتھہ ہوگی وہ منافات کسی دوسری وصف کے ساتھہ نہوگی اور جو استحالہ و فساد اس وصف کے ساتھہ اجتماع استحقاق لعن و عذاب سے لازم آویگا وہ کسی وصف کے ساتھہ اجتماع سے لازم نہ آویگا تو پس نبوت مین اس دلیل کے جاری کرنین یہہ معارضہ پیش نہین ہوسکتا علاوہ اسکی یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ اہل اسلام کا اجماع ہی کہ ائمہ برحق یعنی جناب امیر و دیگر ائمہ طاہرین مستحق لعن و عذاب نہ تھی پہلی آپ ان تمام حضرات کے بالاجماع امامت تو ثابت فرمائیے - اسکی بعد اجماعی ہونی عدم استحقاق لعن و عذاب کا دعوی کیجیے اور بالاجماع ثبوت امامت محال ہی غرض اس دلیل سے بھی حضرات کا معصوم ہونا ثابت نہین ہوسکتا -

قولہ پھر امام صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ انہم کانوا یامرون الناس بطاعۃ فلو لم یطیعوہ لدخلوا تحت قولہ تعالے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم الی قولہ افلا تعقلون فثبت ان الامر منسوب الی الانبیاء آخر مین امام صاحب فرماتے ہین کہ جو بات واعظین امت کو لائق نہین کیونکر جائز ہو کہ وہ انبیاء کے طرف نسبت کیجائی ائمہ بھی آدمیونکو خدا کی اطاعت کا حکم کرتے تھی کیونکہ امر بالمعروف

اثبات عصمت ائمہ کی تحقیق دلیل ماخوذہ تفصیلی پر

اور نہی عن المنکر تعریف تفصیلی امامت مین داخل ہی پس اگر ائمہ خود اطاعت اللہ جل شانہ نکرین تو اس آیت کریمہ مین داخل ہون اور جو بات کہ دلیل امت کو لائق نہین وہ ائمہ کی طرف کیونکر نسبت کیجاوے

اقول یہہ دلیل بھی ثبوت عصمت ائمہ مین مثل دلائل سابقہ کے مجروح و مخدوش ہی کیونکہ اگر مطلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مستلزم عصمت عند المجیب ہی تو پھر قضات و نائبان اور وعاظ وغیرہ کو بھی معصوم تسلیم فرمائین اور یہہ امر بدیہی ہی کہ مرتبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر شبہ کا ہی اور عصمت مین شک بالاجماع نہین تو امام رازی رح نے فرد اعلی اعتبار فرما کر تحقق عصمت یقینی ہوگا حاصل یہہ کہ وصف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اولاد بالذات انبیاء کو ثابت ہی اور ثانیا و بالتبع ائمہ قضات و محتسبان و وعاظ مین بھی پایا جاتا ہی تو جو امر ادنے درجہ کی لوگونکی شان کے لائق نہین وہ اعلے درجہ والونکی بھی ممتنع و محال ہوگا کیونکہ دس مرتبہ کے ساتھہ اوس امر کو مناسبات تامہ ہوگی اور یہہ ضرور نہین کہ اگر کوئی امر اعلی درجہ والونکی واسطے ممتنع ہو جاوی تو ادنے درجہ سے بھی ممتنع ہو جاوی لائق نہونا دوسری بات ہی اور ممتنع ہونا دوسری بات اسقدر مراتب متفاوتہ مین ضرور ہوگا کہ جو مراتب بمحق درجہ عالیہ کے ساتھہ ہونگی اونکو بحوق در قرب اور تشابہ اوس مرتبہ کے ساتھہ زیادہ ہوگا اور جو مراتب درجہ سافلہ سے اقرب ہونگی اونکو اوس درجہ کے اوصاف کے ساتھہ زیادہ تشارک ہوگا پس چونکہ مرتبہ امامت و خلافت کو مرتبہ نبوت سے زیادہ بحوق و قرب ہی تو سلیمی ہم کہہ سکتی ہین کہ اگر معصوم نہین تو محفوظ ہین - اس تقریر کرکے اعتراض ہوگیا کہ یہہ معارضہ اوسی صورت کے ساتھہ مختص ہی جبکہ حکم فرد عالی سے تجاوز ہو کر کسی دوسری مرتبہ سافلہ مین بھی جاری کیا جاوی اور اگر اوسی مرتبہ پر منحصر رکھا جاوی تو معارضہ نہین ہو سکتا - معہذا سہو و نسیان مین بھی یہہ دلیل جاری نہین ہو سکتی پس مدعا حضرت مجیب ثابت ہونا بھی ممتنع ہی اب بعد ختم جواب ادلہ سامی جو امام رازی سے منقول ہوئی مختصرا اسقدر اور گذارش ہی کہ علاوہ مفاسد مذکورہ کے عموما آپکی استدلال مین یہہ فساد ہی کہ آپکو یہہ بھی معلوم نہین کہ عدم عصمت انبیاء کے صورت مین جو محالات لازم آرہی اون محالات کا عدم عصمت ائمہ کے صورت مین کونسا لزوم مثبت

مدعا ہی اور کونسا نہین آپنے صرف اپنی قلت استعداد کے سبب ہی دھوکھا کہایا اور آپکو کیا حقیقت ہے
آپکی جلی وغیرہ فی الغبیج وغیرہ مین جنکو آپ خوشہ چین ہین یہہ غلطی کہائی - ایسی علماء اعلام
کی بہ نسبت قلت استعداد کا گمان تو مستبعد ہی لیکن ہان انتصار مذہب کے واسطے بغرض فریب
وہی جہال اسکی ترکیب ہوگی تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ امام رازی نے دلائل منقولہ مین عدم عصمت انبیاء کی صورت
مین جو لزوم محالات کا بیان کیا ہی مثلاً پہلی دلیل مین عصاۃ مہ سے قلت تمرد کا لزوم ہی اور دلیل ثانی مین غیر مقبول الشہادۃ ہونے کا
لزوم ہی اور غیر مقبول الشہادۃ ہونی مین عدول امت سے اقل مرتبہ ہونے کا لزوم ہے اور دلیل
ثالث مین استحقاق لعن و عذاب کا لزوم ہی اور دلیل رابع مین دخول تحت قولہ تعالے اکثرہم
اناس - الخ - کا لزوم ہی پس عدم عصمت ائمہ کی صورت مین یہہ لزوم محالات تین طرح
ہوسکتا ہی یا بالاولویت ہوگا یا بالمساوات ہوگا یا بالضعف و اقلیت ہوگا لزوم بالاولویۃ
اور بالمساوات اگر مستلزم ثبوت مدعا ہو تو لیکن لزوم ثالث ہرگز مثبت دعوی نہین لیکن
ثبوت لزوم اول اور ثانی ائمہ مین محال کیونکر مستلزم افضلیت یا مساوات ائمہ کی انبیا سے ہی پھر اسی
سو ثبوت لزوم بالاولویۃ اور بالمساوات باطل ہوا اور ثبوت لزوم بالضعف و اقلیت مفید ثبوت
مدعا نہین تو اب سپر ہتدلال کا مدار رہا محض قلت فہم و استعداد یا دھوکہ دہی پر یعنی اب آپ میری
گذارش کو خوب غور سے ملاحظہ فرمائین اور سوچین و اللہ الہادی **قولہ** غرضکہ اسیطرح کل دلائل
جو امام صاحب نے عصمت انبیاء مین تحریر فرمائی ہین وہ بعینہ یا کسیقدر تغیر سے عصمت ائمہ
مین جاری ہین بخوف طوالت ہی پر اکتفا کیا گیا آپ تفسیر کبیر کا یہہ مقام ملاحظہ فرماوین **اقول**
میں ارشاد سامی کی تعمیل کے اور تفسیر کبیر کا یہہ مقام دیکھا اور اسکے دیکھنے کا جو نتیجہ پیدا ہوا وہ
جناب پر بخوبی منکشف ہوگیا ہوگا - غالباً جناب نے یہہ وہ دلائل نقل فرمائی جو بعینہ بلا تغیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتے ہین سو انکا بعینہ کیا بلکہ بتغیر بھی عصمت ائمہ مین جاری
ہونا جناب پر خصوصاً اور ارباب انصاف پر عموماً منکشف ہی اور ان دلائل سے جو بتغیر یسیر
عصمت ائمہ مین بزعم جناب جاری ہوتی ہین چشم پوشی اور اغماض فرمانا حالانکہ ثبوت عصمت

مین بعض اون دلائل مین سے اقوی بھی خالی از علت نہین - غرض اہل عقل و انصاف کی نزدیک دلائل
مذکورہ سے جو بعینہ عصمت ائمہ مین بزعم مجیب صاحب جاری ہو سکتی ہین حال دلائل غیر مذکورہ کا قیاس
کیا جا سکتا ہے - **قولہ** اب آپکی خاتم المحدثین صاحب کی تقریر جو تحفہ کے باب ششم عقیدہ سوم
مین تحریر فرمائے ہے لکھی جاتی ہے - اس سے عصمت ائمہ ثابت ہے گو صاحب تحفہ اسکی منکر ہین وہ
عبارت یہہ ہے - والحق مرتبہ نبوت و فائدہ بعثت مقتضی عصمت این بزرگواران است بچند وجہ اول
آنکہ اگر از ایشان گناہان عمداً صادر شوند واجب است متابعت ایشان قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی - و خود ایشان از معاصی و گناہان مردم را باز میدارند و نہی میکنند پس تناقض در میان
دعوت قولی و فعلی لازم آید - دوم آنکہ اگر گناہ کنند باید کہ باشد عذاب معذب شوند لقولہ تعالی
اذا لاذقناک ضعف الحیوۃ وضعف الممات ولقولہ تعالی یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ
مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین و معذب شدن خاصہ باشد عذاب منافی و مخالف منصب
نبوت است زیرا کہ نبی شفیع امت است و شاید کہ نیکو دیدی ایشان است و چون خود در کار خود
درماندہ باشد شفاعت کہ کند و شہادت کہ ادا نماید - سیوم آنکہ اگر گناہ میکردند مثل سلاطین
جابر میشدند کہ مردم را از جز میکنند و سیاست می نمایند بر رسوم فاسدہ و ارتکاب فواحش خود بعمل
می آرند دلہا بدو رمیدہ از ایشان و از ملوک جابر و سلاطین ظالم ممتاز و متباین می باید - چہارم آنکہ اگر گناہ
کنند موجب ایذا و اہانت و عقوبت گردند وقد قال اللہ تعالی ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم
اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا - پنجم آنکہ اگر گناہ ایشان بر امت ظاہر شود از تنفر
نماید از اطاعت ایشان و از نظر ایشان بیفتند بلکہ من بعد تصدیق نکنند و تکذیب نمایند و گویند
اگر ایشان در اخبار و مواعید خود راست میگفتند خود چرا مرتکب این کار ہا میشدند انتہی بیان دلیل
اول اینست کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اولی الامر کی اطاعت
مثل اطاعت خدا و رسول ہے ضرور ہے کہ جنکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول ہے وہ معصوم ہون
ورنہ وہی تناقض لازم آئیگا و باتفاق مفسرین فریقین اولی الامر سے مراد ائمہ و خلفا ہین - اور اس

اثبات عصمت ائمہ کے لئے جو دلیل پیش کی گئی ہے اس کا ابطال

آیت مین جو تو جیہات بلحاظ مابعد کی آیتونکی اہل سنت کرتے ہین اون سب کو لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی **اقول** جریان اس دلیل کا عصمت ائمہ مین وجود محل بحث ہی مختصر اگذارش ہی اولاً اس استدلال مین غلطی یہہ ہی کہ اطاعت کو اور اتباع کو ہم معنی سمجھہ لیا حالانکہ ان دونو الفاظ کے معانے مین جو بہی تغائر نہی وہ ادنی طلبہ پر بہی مخفی نہین رسول کے حق مین اطاعت اور اتباع ہر دو نازل ہوئی ہین اور اولوالامر کی اگر مراد ائمہ ہی ہون تاہم انکی حقیقی طرف اطاعت وارد ہوا ہی اتباع وارد نہین ہوا علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے استدلال عصمت انبیا پر لفظ اتباع سے کیا ہی اطاعت سے نہین کیا پس یہہ ہماری محبوب بے کے خوش فہمی اور اعالی سمجھہ دانی ہی کہ اس استدلال کو لفظ اطاعت مین لیگئے حالانکہ اوسمین جاری نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اگر ائمہ سے معصیت صادر ہو تو ہم کہہ سکتی ہین کہ ہم انکی اتباع کی مامور نہین جو معصیت مین بہی اتباع لازم آوے اور انکا معصیت مین بہی اتباع کرین اور اگر معصیت کا حکم کرین تاہم اطاعت واجب نہین کیونکہ مطاع مطلق نہین بلکہ مطاع محدود ہین کیونکہ واسطہ اطاعت خدا اور رسول ہین اور نیز لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق[1] بہی مانع ہی بخلاف اتباع کے کہ اول اتباع بحق ائمہ منصوص نہین اگر کہین وارد ہوا ہو تو ظاہر ہی کہ اتباع مطلق نہین بلکہ وہ بہی محدود ہی اور حق تعالے شانہ نے رسول کے پیروی کو مطلق اپنی محبت کے ساتھہ مرتبط کیا ہی جو کسی امام کے حق مین نہین ہو سکتی فرمایا ہی قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ[2] حق تعالے شانہ رسول کے اتباع کو سبب محبت خدا اور سبب مغفرت ذنوب قرار دیتا ہے اور ائمہ مین یہہ امر سراسر مفقود ہی - تاہم اس آیت سے یہہ دعوی کہ اطاعت امام مثل اطاعت خدا و رسول ہی بالکل غلط ہی ہرگز آیت سے یہہ مماثلت ثابت نہین ہوتی اور نہ آیت مین کوئی لفظ مماثلت پر لفظاً و تقدیراً دال ہی اور حرف

---

[1] جسمین طاعت کے معصیت ہو اوسمین مخلوق کی اطاعت نہین [2] تو کہہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمکو دوست رکھیگا اور تمہارے گناہ بخشیگا - ۱۲

تشبیہ بلفظوں یا مقدر ہی پس یہہ محض ہماری محبت کا کمال علم ہی دبس - ثالثاً یہہ جملہ کہ اولوالامر کی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول ہے ہماری محبت کے کمال علم پر واضح دلالت کرتا ہی کیونکہ اگر مماثلت سے مراد صرف تشارک اور مماثلت نے الجملہ ہی تو مسلّم لیکن بداہۃً مفید مدعا نہین کیونکہ نفس مماثلت مستلزم نہین کہ جو حکم مشبہ بہ کیواسطے ثابت ہو وہ مشبہ کے واسطے بھی ثابت ہو ورنہ تشبیہ قالین بھی غترس ہو اور صورت انسان علی الجدار ناطق علاوہ اسکے جو حکم کہ آپ ائمہ مین جاری کرتے ہین وہ ہی ہم اون اولوالامر مین جاری کرینگے جنکو امام عام خاص ولایات پر عامل و حاکم مقرر فرماکر بھیجی جیسی زیاد بن ابیہ و عمی ابی سفیان کہ جناب امیر کا عامل تھا وہ بھی واجب الاطاعت ہونے مین آپکی نزدیک مثل خدا و رسول کے ہی تو وہ بھی معصوم ہو معہذا ہم یہہ بھی سوال کرینگی کہ امام کی اطاعت مثل خدا و رسول کے ہوئی اور آپنے رسول کی اطاعت کے ساتھہ مماثلت ہی تو ائمہ کو خاصہ رسول یعنے عصمت مین شریک فرمانا کیونکہ ظاہر ہی کہ عصمت صرف وصف رسول ہی تو رسول کے ساتھہ ائمہ کی مماثلت ائمہ مین عصمت کی ثبوت کی مقتضی ہوگی لیکن ائمہ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت کے ساتھہ بھی مماثلت فرماتی تو اس مماثلت کے اعتبار سی ائمہ کو خداوند تعالے کی کونسی خاصہ مین شریک فرمائیگا اور اگر مماثلت ہی مراد مساوات ہی تو غلط اور غیر مسلم ہی اولوالامر کی اطاعت مساوی اطاعت خدا و رسول کے ہرگز نہین ہوسکتی کیونکہ خدا و رسول جو کچھہ امر فرماوی اوسمین ذرا گنجایش چون و چرا کی نہین ہوسکتی سکیونکہ وہ سراسر تشریع ہی اور اولوالامر کا امر تشریع نہین اور اوسمین تامل ہوسکتا ہی اگر موافق کتاب و سنت ہی تو واجب الاطاعت ہوگا ورنہ نہین چنانچہ خود جناب امیر نے اسکی نسبت شہادت فرمائی جو نہج البلاغہ مین منقول ہی لا تکلموا عن مقالۃ بحق و مشورۃ بعدل فانی لست بفوق ان اخطی[1] خود خداوند تعالی نے اپنی کلام مجید مین اسکی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا - فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول[2] الخ اس ہی صاف معلوم ہوسکتا ہی

---

[1] ۔ مضمون جو سابق گذر چکا ہی ۔ [2] ۔ تم اگر کسی چیز مین جھگڑو تو اسکو اللہ اور رسول کیطرف لوٹاؤ - ۱۲ -

کہ امر اولوالامر مین تنازع ممکن ہی لیکن امر خدا و رسول ہر حال واجب الاطاعت ہی اور اسمین تنازع
ہی ممکن نہین بلکہ تنازع کا فیصلہ اونہی کے امر کے ساتھہ منوط ہی تو اس سی صاف ظاہر ہی
کہ دعوی مساوات بین الاطاعتین صریح دہوکہا ہی جسکا منشا کم فہمی ہی۔ رابعاً اگر اولوالامر کی
مراد ائمہ و خلفا ہین اور انکی اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے ہی تو حسب شہادت جناب امیرؑ
جسکو شریف رضی نے نہج البلاغہ اور ابن میثم بحرانی نے اپنی شرح مین نقل کیا ہی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ
رضی اللہ عنہم ہی امام حق اور معصوم ہونگے علامہ رضی نہج البلاغہ کے خطبہ ومن کلام لہ علیہ السلام
لما اراده الناس بالبیعۃ بعد قتل عثمان مین نقل فرماتے ہین وان ترکتمونی فانا کاحدکم
ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا ابن میثم اسکی شرح مین تحریر فرماتے ہین قولہ وان ترکتمونی
ای کنت کاحدکم فی الطاعۃ لامیرکم ولعلی اکون اطوعکم لہ ای لقوۃ علمہ بوجوب طاعۃ الامام
اس عبارت کو اگر آپ دیکھین تو مختصر شرح ابن میثم مین نہ دیکھین بلکہ شرح کبیر مین ملاحظہ فرماوین
ظاہر ہی کہ جو شخص خود امام مفترض الطاعۃ و خلیفہ برحق ہو تو وہ خود مطاع ہوگا اوسپر
کسیکی اطاعۃ لازم نہین تو جناب امیرؑ اہل حل و عقد سی اونکی بیعت کے ارادہ کے وقت یہہ ظاہر
فرما رہے ہین جسمین صاف لزوم اطاعۃ امیر ذمہ جناب ؑ ثابت ہوتا ہی تو اس سی صاف مفہوم
ہوتا ہی کہ اوسوقت خود جناب امیرؑ امام مفترض الطاعت نہین تھے بلکہ امام مفترض الطاعت
وہ شخص ہی جسکو اہل حل و عقد امام بناوین اور جس سی وہ بیعت کرین اور خلفا ثلثہ رضؓ اہل حل
و عقد کی بیعت سی امام ہوئی تو وہ امام حق اور خلیفہ مفترض الطاعت اور اولوالامر ہوئی اور اونکی
اطاعت مثل اطاعت خدا و رسول کے باعتبار اوس مماثلت کے جو مماثلت کہ آپ مرد لین ہوئی
خامساً یہہ جو ہماری محبب صاحب تحریر فرماتے ہین کہ باتفاق مفسرین فریقین اولوالامر
سی مراد ائمہ ہین اگر اس سی مراد حصر ہی کہ سوای ائمہ کی اور کوئی مراد نہین تو غلط ہی باتفاق
مفسرین حصر باطل ہی کیونکہ اس حکم مین امرا و عمال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ائمہ بھی
شامل ہین بلکہ نزول اس آیت کا حسب تصریح محدثین و مفسرین الحق امرا سریا مین واقع ہوا ہی

اخرج البخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسای وابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم والبیہقی فی الدلائل من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس فی قولہ
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ قال نزلت فی عبد اللہ بن حذافۃ بن قیس
بن عدی اذ بعثہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ واخرج ابن عساکر من طریق السدی
عن ابی مالک عن ابن عباس واخرج ابن جریر عن میمون بن مہران فی قولہ واولی
الامر منکم قال اصحاب السرایا علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو منقول الی غیر ذالک
من الروایات اور نیز مجتہد جامع شروط مسی بہ منفوس ہی علی خصوص جو کہ امام غیب امام میں کا کون ہوگا اور یہ بھی
ظاہر ہی کہ اہلبیت نے اسی آیت کو وجوب تقلید ائمہ مجتہدین بن بیت کی دلیل قرار دی رکھا ہی کیونکہ اسکی مویدہ مفسرین بیچے تفاسیر میں
روایات دارد کی ہین۔ اخرج عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم عن عطاء فی قولہ
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ قال طاعۃ الرسول اتباع الکتاب والسنۃ واولی الامر منکم قال اولی
الفقہ والعلم واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن عباس فی قولہ
تعالی واولی الامر منکم یعنی اہل الفقہ والدین واہل طاعۃ الذین یعلمون الناس معانی دینہم
ویامرونہم بالمعروف وینہونہم عن المنکر فاوجب اللہ طاعتہم علی العباد واخرج ابن ابی شیبۃ
وعبد بن حمید والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم
وصححہ عن جابر بن عبد اللہ فی قولہ واولی الامر منکم واخرج ابن ابی شیبۃ وابن جریر عن ابی العالیہ
فی قولہ واولی الامر قال ہم اہل العلم الا ترای انہ یقول ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر

سلہ تبی مجمع الزوائد وقد ترجمتی نسائی ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم بیہقی فی دلائل النبوۃ عن ابن عباس بطریق سعید بن جبیر بفرق قولہ تعالی اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم نازل ہوئی ہی یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ کی بابت جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو کسی لڑائی پر بھیجا تھا ۱۲ کہ ابن عباس کے
سے بطریق سدی ابن جریر ابن عساکر نے تخریج کی ہی کہ نوازل اطیعوا اللہ میں واولی الامر ہی امراء حضرت کے زمانہ کے کہ جو چھوٹے چھوٹے لشکروں کے افسر ہوتے تھے ۱۲ سہ عبد بن حمید وابن
جریر وابن ابی حاتم نے عطاء سے آیت اطیعوا اللہ میں تخریج کی ہی کہا رسول کی اطاعت کتاب وسنت کا اتباع ہی اور اولی الامر اہل فقہ اور علم ہین۔ اور ابن جریر
وابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اولی الامر میں تخریج کی ہی کہ مراد اس سے اہل فقہ اور دین اور اہل طاعت ہین جو لوگون کو انکے دین کے احکام سکھاتے
ہین اور لوگون کو امر معروف اور نہی عن منکر کرتے ہین پس خدا تعالی نے انکی اطاعت بندون پر واجب فرمائی اور ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے اور حکیم ترمذی نے اور رسول ہین ابن جریر
ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور حاکم نے اور اسکو صحیح کہا ہی جابر بن عبد اللہ سے تو اولی الامر میں تخریج کی ہی ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ابو العالیہ سے قولہ تعالی واولی الامر میں تخریج

مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ اور اگر حصر مراد نہین ہی بلکہ جو لغۃً مدلول لفظ اولی الامر ہی وہ
اس حکم مین شامل ہی تو پھر ہمارے مجیب ہی فرمائین کہ آپکی ثبوت مدعا کی کیا سبیل ہی آئمہ کی
عصمت کی خصوصیت کس دلیل سی ثابت کیجیگا اور اوسکو عام مخصوص منہ البعض کس دلیل سی
قرار دیجیگا - سادساً - اطاعت امور بہا سی یا عام مراد ہی کہ وجوب اطاعت بطور تقیہ ہو یا بلا
تقیہ - یا خاص مراد ہی اگر عام مراد ہی تو پھر حضرات شیعہ کو اسکا انکار فرمانا چاہیئی کہ تمام سلاطین جابرہ
حتی کہ یزید بھی حسب اصول شیعہ واجب الاطاعت ہوکر اولوالامر مین داخل ہوگیا اور معصوم قرار پایا
کیونکہ تمام امرا جور باعتبار تقیہ کے واجب الاطاعت ہین - اور اگر خاص مراد ہی یعنی وہ خاص اطاعت
جو بلا تقیہ ہو تو چشم ما روشن ہم بھی اطاعت خاص ہی کہتے ہین یعنی وہ خاص اطاعت جسمین
خدا و رسول کی معصیت نہو تو اس صورت مین حضرات شیعہ نے بھی اطاعت مین ایک قید
لگاکر اوسکو مخصوص کیا اور ہمنے بھی ایک قید لگائی اور اطاعت کو خاص کیا - لیکن کوئی وجہ نہین ہی
کہ حضرات شیعہ نے جو قید لگائی ہی وہ تو صحیح ہو اور ہمنی جو قید لگائی وہ غلط ہوجائی بلکہ سیاق
آیت ہماری ہی تخصیص کے صحت کو مثبت ہی تو مدعا شیعہ جو اثبات عصمت آئمہ ہی باطل ہوا -
سابعاً حضرات آئمہ نے حضرات شیعہ کے لیئے اس آیت سی عصمت آئمہ پر استدلال کرنیکی گنجایش
ہی نہین چھوڑی - لیکن یہہ ان حضرات کی کمال دانش و علم و حیا و شرم ہی کہ اس آیت سی عصمت
آئمہ پر بمقابلہ اہل حق استدلال لاتے ہین جسکی یہہ ہی کہ عصمت آئمہ پر اس آیت سی صحت استدلال
اس امر پر موقوف و منحصر ہی کہ لفظ اولوالامر سی صرف آئمہ معصومین ہی مراد ہون کیونکہ اگر یہہ
لفظ غیر معصومین کو بھی شامل ہوگا تو پھر اسکی دلالت ثبوت عصمت پر قطعاً باقی نرہیگی
بلکہ اوسوقت اسکا مدلول وہ ہی مدعا ہوگا جو کہ اہل حق اس آیت سی کہتی ہین - پس ہمین کہنا ہی
کہ جناب آئمہ رضی اللہ عنہم نے حسب نقل و روایت عمدۃ المحدثین شیعہ ابن بابویہ قمی الملقب
بصدوق طائفہ و حسب تاویل و تصحیح خاتم المحدثین بل مجدد مذہب شیعہ علامہ باقر مجلسی تصریح فرمادی ہی
کہ اولوالامر سی ملوک مراد ہین اور جب ملوک مراد ہوئی تو وہ بھی معصوم ہونگی کیونکہ عصمت

اولوالامر پر آیت نص ہی روایت سنیی ابن بابویہ قمی نے خصال مین ورق ۳۵ پر نقل کی ہی اور اوس سی علامہ مجلسی بحار الانوار کے جلد اول مطبوعہ سلطانی ۲۵۵ صفحہ پر نقل کرتے ہین روایت طویل ہی مختصر عرض کرتا ہون - القطان عن احمد الهمدانی عن علی بن الحسن فضال عن ابیه عن مروان بن مسلم عن ابان عن ظریف عن ابن نباته قال قال امیر المؤمنین کانت الحکماء فیما مضی من الدهر تقول ینبغی ان یکون الاختلاف الی الابواب بعشرة اوجه اولها بیت الله عزوجل لقضاء نسکه والقیام بحقه واداء فرضه والثانی ابواب الملوک الذین طاعتهم متصلة بطاعة الله عزوجل وحقهم واجب ونفعهم عظیم وضررهم شدید والثالث ابواب العلماء الذین یستفاد منهم علم الدین والدنیا الی اخرها قال - علامہ مجلسی اسکی شرح کرتے ہین اور فرماتے ہین بیان یحتمل ان یکون المراد بالملوک ملوک الدین من الائمة وولاتهم ویحتمل الاعم فان طاعة ولاة الجور ایضا تقیة من طاعة الله انتہی - حدیث سی صاف روشن ہی کہ جنکی اطاعت خدا تعالی کی اطاعت کے متصل ہے جیسا کہ آیت اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر مین پائی جاتی ہی وہ ملوک ہین اور بدیہی ہی کہ ملوک کا اطلاق ائمہ پر نہین ہوتا بلکہ اون ہی امرا و سلاطین پر ہوتا ہے جنکو تسلط ظاہری حاصل ہو لیکن علامہ مجلسی نے اپنی حفظ مذہب کے لیی دو احتمال پیدا کیی اول یہہ کہ ملوک سی مراد ملوک دین ہین جو ائمہ اور اونکی ولاۃ کو شامل ہی دوسرا احتمال یہہ کہ ملوک سی عام مراد ہو جو ملوک دین اور ملوک دنیا کو مشتمل ہو - بر دو ہی احتمال اول قطع نظر اس سی کہ یہہ اطلاق غلط اور خلاف عرف ہی شیعہ کے سراسر خلاف اور ہماری

---

۱ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ گذشتہ زمانہ کے حکماء کہا کرتے تھے کہ دخل قسم کے دروازون پر آمد و رفت رکھنا مناسب ہی اول بیت اللہ پر آمد و رفت اوسکی نسک ادا کرنے اور اوسکی حق کے پہچاننے اور اوسکی فرض کے بجالانے کی لیی - دوسری اون بادشاہون کے دروازہ جنکی فرمان برداری خدا تعالے کی فرمان برداری کے ساتھہ ملی ہوئی ہی اور اونکا حق واجب ہی اور اونکا نفع بڑا ہی اور اونکا ضرر سخت ہی - تیسری علماء کی دروازہ جن سی دین دنیا کا علم حاصل ہوتا ہے - ۱۲

۲ بیان - احتمال ہی کہ بادشاہ ہونسے مراد دین کے بادشاہون جو ائمہ اور اونکی صوبے ہین اور احتمال ہی کہ عام بادشاہ ہون - کیونکہ ظالم بادشاہونکی فرمان برداری بھی بطور تقیہ اللہ کی طاعت سی ہی واجب ہی

مدعا کو مثبت ہی - کیونکہ جب علاوہ ائمہ کے اونکی ولاۃ وحکام کی اطاعت بہی خدا تعالے کی اطاعت
کی متصل ہوئی تو وہ بہی لفظ اولوالامر مین داخل ہوئی اور مثل اونکی بہی اطاعت کے مثل خدا و
رسول و ائمہ کی مامور ہوئی تو اس سے لازم آیا کہ یہہ بہی معصوم ہون لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک
سوائی ائمہ کے اور کوئی دوسرا معصوم نہین - تو اگر اس آیت سے عصمت اولوالامر پر استدلال فرماوین
اور اس آیت سے عصمت اولوالامر قطعی الثبوت سمجہین تو پہر سوائی ائمہ کے عصمت کسی ولاۃ وحکام ائمہ
کی عصمت بہی تسلیم فرماوین اور اونکو بہی معصوم اعتقاد کرین ورنہ ائمہ کی عصمت سے بہی ہاتہہ دہوبیٹہین
اور بروی احتمال ثانی علاوہ اسکی کہ یہہ عموم اطلاق بہی خلاف عرف ہی اور نیز الزام سابق اور اعتراض
گذشتہ یہان بہی وارد ہوتا ہی یہہ حدیث تمام ملوک جائرہ بنی امیہ وعباسیہ بلکہ تمام ملوک کفار کی
عصمت کو بہی مثبت ہوگی کیونکہ وہ بہی اولوالامر مین داخل ہوئی اور وہ بہی واجب الاطاعت حسب زعم
شیعہ کے مثل خدا تعالے کی ہوئی ولو تقیۃً - تو وہ بہی معصوم ہوئی چنانچہ وجہ سادس مین ہم اسکو بیان
کر چکے ہین لیکن امید ہی کہ حضرات شیعہ اونکو معصوم نقرار نینگی تو پہر ائمہ کی عصمت کا بہی ثبوت اس
آیت سے محال ہی - بحمد اللہ کہ جناب امیر کی ہی ارشاد سے بطلان دلیل شیعہ ثابت ہوا اور عدم
عصمت ائمہ اس آیت سے واضح ہوکر فیصلہ ہوا - بعد اسکے ہم ارباب انصاف کو تکلیف دیتے ہین
ذرا متوجہ ہوکر ہماری مجیب کی اوس عبارت کا جو خاتمہ دلیل پر بطور دفع دخل مقدر اور حفظ ماتقدم
کی تحریر فرمائی ہی مطالعہ فرمائین تو سہی اور ہماری مجیب کے دین ودیانت وعقل وفراست کو سپر
قیاس فرمائین پہلے تو یہہ دیکہین کہ مابعد کے آیتون سے کیا مراد ہوسکتی ہی جنکی لحاظ سے اس بہت
اس آیت مین توجیہات کرتے ہین یہہ تو ظاہر ہی کہ یہہ آیت لفظ تاویلہا پر ختم ہوچکی اسکی
مابعد کے آیتین بلکہ تمام رکوع جو لفظ مابعد سے متبادر الی الفہم ہی وجوب اطاعت خدا و رسول پر
صراحۃً دال ہین اور اسکی مؤکد ہین - تو اون آیات کے لحاظ سے اہلسنت کوئی ایسی توجیہ نہین کرتے
جس سے وجوب اطاعت خدا و رسول مین فتور پڑے اور اگر اہلسنت بلحاظ مابعد کی آیات کی کوئی
توجیہ کرین تو کیا قباحت ہی تومنون ببعض الکتاب ونکفر بعض مین کون داخل ہون

اور قاعدہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً کو کیون ترک کرین اور اگر مابعد کے آیتون سے مراد جملہ
شرطیہ متفرعہ ہی جو فان تنازعتم سے شروع ہوتا ہی اور تمہ اسی آیت کا ہی تو قطع نظر اس سے
کہ یہہ اطلاق محاورہ مین کس درجہ غلط ہی اسکی بعینہ وہ نظیر ہی کہ کوئی ملحد بے دین ہو اور پست
لاتقربوا الصلوٰۃ سے نماز کی ممانعت پر اور کلوا واشربوا سے وجوب مطلق اکل و شرب پر استدلال
کری اور کہی کہ ہمین جو توجیہات بلحاظ مابعد کے مخالفین کرتے ہین انکو لفظ لاتقربوا الصلوٰۃ
اور کلوا واشربوا باطل کرتا ہی سبحان اللہ علم و فہم ہو تو ایسا اور انصاف ہو تو ایسا۔ ع
بر این عقل و دانش بباید گریست۔ اور اگر مابعد سے مراد اور الفاظ ہین جو بعد اسکی قرآن مین
بعید واقع ہوئی ہین۔ تو اول تو سیاق کلام اوسپر دلالت نہین کرتا پھر جمعیت آیات صحیح نہین
علاوہ اسکی یہہ کہنا کہ لفظ اطیعوا باطل کرتا ہی بالکل غلط ہی **قولہ** اور دلیل دوم کا بیان
اولہ امام رازی صاحب کے بیان مین ہو چکا۔ اور ہی شفاعت سوا ائمہ بہی شیعہ ہونگی فاضل
رشید ایضاح لطافۃ المقال مین حضرت امام رضا علیہ السلام کی مناقب کے ذکر مین کتاب فصل
الخطاب سے نقل کرتے ہین۔ عن الرضا انہ قال من شد رحلہ الی زیارتی استجیب دعائہ وغفر لہ
ذنوبہ ومن زارنی فی تلک البقعۃ کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکتب لہ
ثواب الف حجۃ مبرورۃ والف عمرۃ مقبولۃ وکنت انا وابائی شفعاءہ یوم القیمۃ یہہ روایت
اسپر نص ہی کہ حضرت امام رضا ع اور انکے اباواطہرین زائرین قبر اقدس امام ع کی شفاعت
فرمائینگے اور شفاعت حضرت شاہ صاحب کے افادہ ہی عصمت کے لوازم سے ہی پس الحمد للہ اونکی
ہی اعتراف سے عصمت ائمہ ثابت ہی۔ **اقول** اس دلیل کا جواب ہی بیان اولہ امام ع کی
جواب مین گذر چکا ہی لیکن شفاعت کے بابت جو بسبب یہہ روایت فصل الخطاب سے دہوکہا
کہا کہ غلطیون مین پڑی ہین اوسپر تنبیہ کرنا ضرور ہی اسلیے مختصراً گذارش ہی اول یہہ روایت حسب قاعدہ
حدیث ہی نہین بعد اوسکی صحت مین کلام ہی صاحب فصل الخطاب التزام صحت روایات
نہین کیا ہی جو اوسکا وارد کرنا تصحیح روایت سمجھا جاوی چنانچہ بہت سی روایات ابن

انشاء اللہ تعالیٰ عصمت ائمہ کی دوسری دلیل مع جواب اور نکتہ فاضل بیان ہوگا

بابویہ قمی سے نقل کیے ہین جسمین سے بعض روایات سے ہماری محبب لبیب نے آئیندہ ابحاث مین استدلال کیا ہی اوسکا جواب انشاء اللہ تعالے بشرح وبسط اوسیجگہ مذکور ہوگا اور ظاہر ہی کہ ابن بابویہ اہل سنت کے رواۃ مین سے نہین ہے بلکہ خواجہ نصراللہ نصراللہ مشوہ صواقع مین اوسکو ذامۃ الکذب سے تعبیر فرماتے ہین معہذا قاعدہ ہی کہ جو روایات ثواب اعمال مین مروی ہین اور اونمین تھوڑی تھوڑی اعمال پر بڑی بڑی مثوبات موعود ہین وہ اکثر مختلف وموضوعات ہین - خاتم المحدثین قدس سرہ العزیز عجالہ نافعہ حدیث مین قواعد کلیہ وضع کرکے جہان مین فرماتے ہین ہشتم افراط وعید شدید برگناہ صغیر یا افراط وعد عظیم برعمل [illegible] بکہ [illegible] سبعون الف سریر وعلی کل سریر سبعون الف جاریۃ - بلکہ [illegible] ثواب خواہ در ثواب باشند خواہ در عذاب موضوع باید شناخت - نہم انکہ بر عمل قلیل ثواب جسیم وعمر ذکر نمایند انتہی - باوجود اسکی یہہ روایت حدیث لاتشد الرحال کے بھی معارض ہے پس تاویل ہی بفرض محال سلمنا کہ یہہ حدیث صحیح سالم عن المعارضہ ہی لیکن تاہم ہماری محبب کا استدلال اس سے خطا ہی وجہ اسکی یہہ ہی کہ شفاعت دو قسم ہی شفاعت عامہ ہی کہ تمام امت کی شفاعت ہو یہہ خاصہ رسول کا ہی اور شفاعت صغری شفاعت خاصہ ہی کہ خاص خاص لوگونکی کیجاوے اور یہہ شفاعت صغری عوام صلحی مومنین کو بھی حاصل ہوگی چنانچہ روایات کثیرہ اہل سنت وشیعہ کے کتابونمین اسکی مؤید مروی ہین اور یہہ شفاعت جو اس روایت مین مروی ہوئی ہی وہ شفاعت خاصہ وصغری ہی کیونکہ زائرین قبر اقدس کے ساتھہ مختص ہے تو یہہ مقتضی عصمت کو نہین ہوسکتی قطع نظر اس سے یہہ جو فرمایا کہ شفاعت شاہصاحب کے افادہ سے عصمت کے لوازم سے ہی یہہ بھی غلط ہی شاہصاحب کے کلام سے ہرگز یہہ افادہ نہین کہ شفاعت

ا جو دو رکعت پڑہی اوسکی لیی ستر ہزار گہر اور ہر گہر مین ستر ہزار والان اور ہر والان مین ستر ہزار تخت اور ہر تخت پر ستر ہزار حوریان - ۱۲ -

عصمت کے لوازم مین سے ہی ہان اگر کوئی یہہ کہی کہ شفاعت و عصمت دونونبی مین مجتمع ہین اور نبی کے اوصاف لازمہ مین سے ہین تو مسلم نہین لیکن ادعائی ملازم اور پھر شاہ صاحب ہم کو افادہ ہی سر سر غلط ہی پس اگر اسیکا نام اعتراف عصمت ہی جیسا کہ آپ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی طرف منسوب کرتے ہین تو بیشک آپ میدان مناظرہ جیت چکے یہان تو فارسی خوانی کا ہی حملہ شاید کچھ پیش جاتا ہی۔ قولہ تیسری دلیل بھی بینہ ائمہ علیہم السلام کی عصمت پر جلتی ہی کیونکہ اگر ائمہ گناہ کرتے تو مثل سلاطین جابر کے ہوتے کہ اور آدمیونکو رسوم فاسدہ اور ارتکاب فواحش پر زجر و سیاست کرین اور خود وہ امور عمل مین لاوین اور جبر دریہ کہ ائمہ و خلفاء راشدین کی روش ملوک جابر و سلاطین ظالم کے روش سے جدا ہو۔ اقول یہہ دلیل بھی عصمت ائمہ پر مثل دلائل سابقہ لوجوہ سابقہ منقوض ہی۔ از جملہ اوسکے ہوا و ہوس کا اس دلیل سے عصمت ثابت کیجئے تب مدعا ثابت ہوگا افسوس کہ سرقی دلیل کے وقت آپ اپنی مدعا کو بھول جاتے ہین آپکا ہی خیال نہین رہتا کہ مدعا کیا ہی اور ہم دلیل کیا بیان کر رہے ہین علاوہ اوسکے یہہ آپکا خیالی جور و جہد تا لحد عوام کے زمرہ مین ہی اور نظام سمر ہی کچھ رائحہ حکومت کا نہین ہوتا کہ امر و نہی کا اختیار ہوا نہ زجر و سیاست کبھی کی ہمیشہ دوسرونکی محکوم و مطیع رہی اوکو ملوک سے کیا مناسبت اور سلاطین سے کیا نسبت پس اس دلیل سے ائمہ کی عصمت پر استدلال لانا اور دلیل کے مضمون سے چشم پوشی و تغافل کرنا ہماری مجیب جیسی منصف کا ہی کام ہی۔ ہان اگر اس دلیل سے بانضمام ارشاد جناب امیر رض کے جو نہج البلاغہ مین منقول ہوا ہی واللہ لا اسامن ما سلمت امور المسلمین خلفاء ثلثہ رض کی عصمت پر استدلال کیا جاوی اور شارح ابن میثم نے جو کچھ اپنی شرح کبیر مین اسکی شرح مین تحریر فرمایا ہی ملحوظ رکھا جاوی تو ہماری منصف مزاج مجیب کسی کو پہہ نہین کہ اوس استدلال کو حق سمجھین شارح ابن میثم فرماتے ہین وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المنافسۃ فی ھذا الامر ھو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورھم وسلامتھم عن الفتن وقد کان لھم ممن سلف من الخلفاء قبلہ استقامۃ وان کانت لا تبلغ عندہ کمال استقامتھا لو ولی ھو ھذا

اسکا ترجمہ سابق مین گذر چکا ۱۲

اسکا ترجمہ سابق مین گذر چکا ۱۲

الامر فذالك اقسم ليسلمن ذلك الامر ولا ينازع فيه - عاقل جناب امیر کے ارشاد
کو دیکھے بعد اوسکی شارح کے عبارت مین غور فرماہو تو تحقق امت حقہ اور خلافت راشدہ کا
اس سے بین معلوم ہوگا اور پہلے اس سے عنقریب گذشتہ اقوال مین حضرت رضؓ کی ارشاد سے
خلفاء کی اطاعت کی تسلیم گذارش کر چکا ہون تو اس سے عصمت خلفاء بخوبی ہمارے مجیب
مستنبط کر سکتے ہین اگرچہ بخوف تطویل اس ارشاد مین ہم بسط کے ساتھہ بحث نہین کر سکتی
لیکن تاہم اسقدر عرض کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ اس ارشاد سے وہ الزامات کہ جن سے شیعہ
خلفاء ثلثہ رضؓ کے دامنہاے پاک کو ملوث کرتے ہین وہ بشہادت جناب امیر باطل اور لغو ہین نہ
جناب سیدہ پر کوئی ظلم ہوا معاذ اللہ بنات طیبات غصب ہوئین نہ قرآن تحریف ہوا
نہ صحابہ پر ظلم و زیادتی ہوئی یہہ سب ہیچ ہین زرارہ و ابو بصیر وغیرہ کے جاہلان اور ابن بابویہ
و مجلسی وغیرہ کے ایمان کا ذخیرہ ہی جو ہر موقع مین نیا رنگ پکڑتا ہی اور کسیطرح ٹھیک نہین
بیٹھتا خود جناب امیر کی کلام اوسکی تکذیب ہو رہی ہے **قولہ** اور وجہ چہارم کی تقریر یہہ ہی
کہ اگر امام گناہ کرے تو مستوجب ایذا و اہانت و عقوبت ہو۔ قد قال اللہ تعالیٰ والذین یؤذون
المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا [1] اس آیت کے تحت مین
نیشاپوری لکھتے ہین قیل نزلت فی اناس من المنافقین کانوا یؤذون علیا کرم اللہ وجہہ
و بہت احادیث سے ثابت ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کے ایذا رسول خدا کی ایذا ہی من اذا علیا فقد اذانی
و جب ایک امام مین یہہ بات ثابت ہو تو کل مین ثابت ہوگی **اقول** یہہ وجہ بھی ثبوت
عصمت ائمہ مین غلط اور لوچ ہی اور نہ یہہ دلیل وہ دلیل ہے جسکو شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
عصمت انبیا مین بیان فرمایا ہی بلکہ یہہ صرف ہماری مجیب لبیب کا ایجاد بندہ ہی مشرح
اس اجمال کی یہہ ہی کہ دلیل شاہصاحب کا خلاصہ یہہ ہی کہ حق تعالے شانہ انبیا کے
حق مین ارشاد فرماتا ہی - ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ

[1] جو لوگ ایذا دیتے ہین اللہ کو اور اوسکے رسول کو خدا نے انپر دنیا اور آخرت مین لعنت کی ہی اور انکی لیئے خواری کا عذاب تیار کیا ہی ۱۲

ثبوت عصمت ائمہ کا دوسرا طریقہ جو مجیب نے ذکر کیا ہی اسکا بطلان

واعدلهم عذابا مهينا - اسمین حق تعالے نے رسول کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور مطلق ایذا کو سبب لعن و عذاب کا قرار دیا - اور جب مطلق ایذا سبب لعن و عذاب کے ہوئی تو اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسی معصیت کا صدور ممکن نہین ورنہ وہ مستوجب ایذا کی ہوتے اور انکی مطلق ایذا سبب لعن و عذاب کا ہوتی اور یہہ دلیل ائمہ مین بامرہ مفقود ہے کیونکہ جو دلیل عصمت ائمہ مین جاری کی ہے اوسکا خلاصہ یہہ ہے کہ حق تعالے شانہ مومنین کے شان مین فرماتا ہے والذین یوذون[1] المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا - اول تو حق تعالے شانہ نے اس آیت مین عام مومنین اور مومنات کی نسبت یہہ حکم فرمایا اور عموم جمع معرف باللام سے مستفاد ہے اور نیز حکم علی المشتق علیۃ ماخذ پر دلیل ہے سو جسجگہ علت پائی جائیگی یہہ حکم پایا جائیگا سلمنا کہ نزول خاص جناب امیر کی ہے نسبت ہو لیکن العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب قاعدہ مسلمہ فریقین ہے - رنہ اکثر قرآن ہی لغو ہو جائیگا کیونکہ اکثر آیات خاص مواقع اور خاص لوگونکی حق مین نازل ہوئی ہے اگر خوف تطویل نہوتا تو ہم اسکو فریقین کے تفاسیر سے ثابت کرتے افسوس کہ ہمارے مجیب کو اتنی ہی خبر نہین دوسری یہہ کہ مومنین کے ایذا کو حق تعالے شانہ نے اپنی ایذا نہین فرمایا جیسا کہ رسول صلعم کے ایذا کو اپنی ایذا فرمایا اور اس صورت مین ذکر جلال بصورت توطیہ و تمہید کے واقع ہوا ہے تو اس سے معصوم ہو سکتا ہے کہ جسطرح ایذا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایذا رضاء الٰہی ہے اسطرح ایذا مومنین ایذا رضاء الٰہی نہین پس آمین لا بد الفرق اگر پیدا ہوگا تو یہہ ہی ہوگا کہ رسول معصوم ہے اسلیے اسکی ایذا مین حق تعالے نے اپنی ایذا کو شامل فرمایا اور اوسکی ایذا کو اپنی ایذا قرار دیا اور مومنین و مومنات معصوم نہین تو انکی ایذا کیونکر اپنی ایذا کو شامل نہ فرمایا بلکہ بغیر ما اکتسبوا کی قید کے ساتھ مقید فرمایا جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان سے اکتساب ایسے افعال کا جنپر مستحق ایذا کے ہون ممکن ہے - تیسری یہہ کہ اگر مومنین سے

[1] اور جو لوگ ایذا دیتے ہین ایمان والون اور ایمان والیون کو بدون کسی کام کے جو انہون نے کیا ہو تو البتہ انہون نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لیا ہے ۱۲

مراد ائمہ کو قرار دیا تو لفظ مومنات کو کہان لیجا کر ڈالینگے اور کس محل پر محمول کرینگی - جو تیسری یہہ کہ خدا تعالے
نے ایذا مومنین کو بغیر ما اکتسبوا کے ساتھہ مقید فرمایا ہی جسکا حاصل یہہ ہی کہ جو لوگ ناحق بدون
پاداش کسی جرم کے مومنین و مومنات کو ایذا دیتی ہین وہ حمال اوزار بہتان اور آثام ہین اور جو
لوگ کہ کسی فعل کے بدلہ مین ایذا دیتے ہین وہ اس وعید سی خارج ہین - تو اس سی امر مثل
روز روشن واضح ہوا کہ مومنین و مومنات عموماً مصدر ایسے اعمال کے ہوسکتی ہین جسکی پاداش
مین مستوجب ایذا کے ہون بخلاف رسول کے کہ حق تعالے نے اوسکی ایذا کو کسی قید کے ساتھہ
مقید نہین فرمایا - بلکہ اوسکو مطلقاً سبب لعن و عذاب کا قرار دیا - جس سی صرف اوسکی عصمت
ثابت ہوتی ہی اور ائمہ کی عصمت ہرگز ثابت نہین ہوتی - پانچوین یہہ کہ جب نص قرآنی سے
ثابت ہوگیا کہ مطلق ایذا مومنین محرم نہین تو یہہ جو حدیث مین وارد ہوا کہ من اذا علیا
فقد آذانی - نہ ہمکو مضر ہی اور نہ ہماری تجیب کے مفید مدعا کیونکہ یہہ ایذا رجناب امیرؓ جسکو
اپنی ایذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہہ وہی ایذا ہی جو بغیر ما اکتسبوا ہو نہ مطلق ایذا رمعہذا
اگر ہماری تجیب کا یہی مطلق ایذا رجناب امیرؓ کو ایذا رجناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتی ہین
اور رسولؐ کے ایذا رخدا کی ایذا رہی اور خدا کی ایذا رکفر ہی تو پھر اون کلمات موذیہ کے نسبت جنکا
جناب سیدہؓ کی زبان مبارک سی نکلنا نسبت جناب امیرؓ کی علماء طائفہ شیعہ بیان فرماتے
ہین کیا فرینگی ؟ اللہ جنین پر دہ نشین ستر - الخ ظاہر ہی کہ ایسی کلمات نامزا اگر بما اکتسبوا
ہین تو عصمت سیدہا ایسی اور اگر بغیر ما اکتسبوا ہین تو حسب روایت خود جناب سیدہ رضی اللہ عنہا
کی زبان ہی معاذ اللہ ماتہہ دہو یجیے کیونکہ ایسی کلمات جگر خراش ممکن نہین کہ باعث کوفت قلب
و سوزش دل نہون - علی الخصوص بے وجہ ناحق اور ایسی ضیق کی حالت مین چنانچہ روایت خصال
ابن بابویہ سی جو ایک یہودی کے جواب مین جناب امیرؓ نے اپنی مواضع ابتلاء ذکر فرمائی ظاہر ہے
اونیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حسب روایت سابق جبکہ بصرہ کی بیت المال کا مال غبن کرکے
مکہ آبیٹھے یہہ بھی جناب کے ایذا رکا باعث ہی - چنانچہ جیسا کچھہ دردانگیز خط اپنی اذکو لکھا ہی

وہ کسی پر مخفی نہیں ہم سابق میں نہج البلاغہ سے اوسکی نقل کر آئے ہیں خود حضرت عباس رضؓ نے بھی
جبکہ ام کلثوم رضؓ کا نکاح حضرت عمر رضؓ سے بجبر خلاف رضا جناب امیرؓ بطمع نفسانی کیا کیسی سمجھہ
جناب کو ایذا رپونہچائی عقیل رضؓ صاف امیر معویہ سے جا ملی یہہ بھی آپکی ایذا رکا باعث تہا
صحابہ مقبولینؓ نے سوائی سفدا دکے آپکو مخذول کیا اور خلیس براس وغیرہ میں اطاعت نہ کی یہہ بھی
آپکی ایذا رکا سبب تہا - امام حسین رضؓ نے بیت المال کے عمل میں بلا اجازت تصرف فرمایا جس سے آپ
یہانتک ناخوش ہوئی کہ یحیان رسوا کے جسکو آپ نے دوش مبارک پر سوار کرتے تہی مارنے کا
قصد کیا - اور ظاہر ہی یہہ ہر ایک کا فعل دوسری کے سخت ایذا رکا باعث ہوا - امام حسن رضؓ نے
خلافت امیر معویہ کے سپرد فرمائی - یہہ بھی آپکی ایذا رکا سبب تہا - اگر آپؓ بقید حیات ہوتے
تو قطعاً متاذی ہوتی - قطع نظر اس سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایذا رکا سبب ہوا یہانتک
کہ آپنے اوسکو اپنی ناک مبارک کے کٹنی سے بدتر سمجھا - محمد بن الحنیفہ نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے
ہمرہی و اعانت سے تاخر و تقاعد کیا یہہ کس قدر آپکی ایذا کا باعث ہوگا بعد اوسکے امام سجاد سے امامت
کی بابت تنازع کیا یہانتک کہ نوبت حجر الاسود کی حکومت کی پونہچی یہہ بھی یقیناً جناب امام سجاد
کی ایذا رکا باعث ہے کہانتک عرض کروں یہہ آپکا قاعدہ انشاء اللہ تعالے کسیکی ایمان کو بھی
سلامت باقی نہیں چہوڑیگا - اگر آپ اسکی علی العموم والاطلاق قائل ہیں تو ان بزرگوار دنکی ایمانوں کا
فکر فرمائیے جہٹی اگر ایک امام میں عصمت ثابت ہوئی تو پہر کل امامون میں اسکا ثبوت یا بطریق
قیاس ہوگا - اور وہ باب اعتقادات میں معتبر نہیں یا کسی دوسری طریق سے ہوگا اوسکو بیان
کرنا چاہیے کہ وہ کیا ہے اور دیکھنا چاہیے کہ وہ شرعاً باب اعتقادات میں کار آمد ہوسکتا ہے یا نہیں
غرضکہ اہل انصاف روزگار اس دلیل کو دیکہکر ہمارے مجیب کے فہم و انصاف کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں
ہم اس سے زیادہ کیا عرض کریں - **قولہ** جہہ پنجم کا بیان ظاہر ہے کہ اگر ائمہ کے گناہ است پر
ظاہر ہوں تو اطاعت سے استنکاف کریں - اور انکی نظر دلسے گر جائیں اور انکے احکام وغیرہ کی تصدیق
و تسلیم نکریں بلکہ تکذیب کریں کہ اگر یہہ مواعید وغیرہ کے بیان میں سچے ہوتے تو خود کیونکر ان کا مرتکب

مرکب ہوتی۔ **اقول** ۔ عصمت ائمہ مین اس دلیل کا ذکر سنہی کے قابل ہی اہل انصاف سمجھ گئے ہونگے کہ عصمت ائمہ مین اسکا بیان مصداق اس شعر کا ہی بیت چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا + بدایۃ اس دلیل کا مبنی اس امر پر ہی کہ ائمہ بالاستقلال مبلغ شریعت ہین پس اگر ہی تو یہہ مسئلہ عامہ شیعہ کے مسلمات سے ہی کہ تمام امور شریعت کے مثلاً تحلیل و تحریم وغیرہ سب ائمہ کو سپرد کر رکھی ہین اہل حق ہرگز اسکو تسلیم نہین کرتے وہ انبیاء کو انبیاء سمجھتے ہین ائمہ کو ائمہ اصل کو اصل اور تابع کو تابع پھر اپنی مسلمات سے خصم کو الزام دینا ہمارے مجیب جیسے غافل الانصاف پر ست کا ہی کام ہی ظاہر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام حیات مین دین مکمل ہو چکا تھا الیوم اکملت لکم دینکم نزول اجلال ہو چکا تھا اور امام عرف مروج شرع ہی اور اوسکا کام یہہ ہی کہ امت کو شریعت مکمل پہونچا دی تو وہ اگر مرتکب معصیت ہو تو اوسکی اطاعت سے استنکاف کی کچھ وجہ نہین ہین اندہ انکی احکام ہمارے مطابق شرع ہون عدم تقلید و تعمیل کی کوئی وجہ درست ہی اور جو احکام کہ شرع کے موافق نہون وہ خود بخود واجب الاطاعت نہین تو امام کی اطاعت بحیثیت انہ متبع الشرع ہی بجہت متبع تو لزوم ان امور کا مطلق نہوگا۔ معہذا حق تعالے شانہ نے ائمہ کی اطاعت کی بہانہین صاف ارشاد فرمادیا فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اگر کسی امر مین امت دا ولوالامر باہم تنازع کرین اوسکو کتاب و سنت کیطرف لوٹا دین اگر موافق ہو قبول کرین ورنہ رد کرین تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ کچھ ضرور نہین کہ امام کا قول و فعل موافق شرع ہی ہو اور یہہ ہی عدم عصمت ہی پس جسکا یہ امت کی عامہ مین میزان مستقیم شرع موجود ہی تو اونکو امام کے غیر معصوم ہونی سے کیا ڈر اور کسی حکم مین امام کی تصدیق کرنے سے کیا خوف بخلاف نبی کے کہ اگر اوس سے استنکاف کرین اور اوسکی تصدیق نکرین بلکہ تکذیب کرین۔ تو دین و شریعت ہی درہم برہم ہو جاتی ہی پس اس دلیل سے عصمت ائمہ مین استدلال کرنا ایک تعجب انگیز قصہ ہی علاوہ اس بحث کے باقی نقوض و اعتراضات جو اس استدلال پر وارد ہوتی ہین۔ وہ ان اعتراضات سے ہی جو ہم دلائل سابقہ کے ابطال مین بیان کر آئے ہین

ائمہ معصومین کا ذکر دلیل مین ہونا ہمارے مجیب کا غلط ہی

معلوم ہوسکتی ہین بخوف طوالت ہم انکو ترک کرتے ہین **قولہ** الحمد للہ کہ آپکی ختم المحدثین کے ہی تقریر سے عصمت ائمہ ثابت ہی شاید اب تو آپ ہی مان لین۔ **اقول** پیاری مجیب یہہ آپکا محض زعم و توہم ہی۔ جو بمقتضا جہل اشی یعمی و یصم آپکا سد راہ تحقیق ہے ورنہ فی الحقیقت جو امر کتاب و سنت سے ثابت ہو بلکہ عقل و نقل کے خلاف ہو اسکا ثبوت خاتم المحدثین رح کے تقریر سے ہرگز نہین ہوسکتا ہے مین امید کرتا ہون کہ اگر آپ بنظر انصاف و تحقیق حق اس مسئلہ مین غور فرمائینگے تو آپ کو بھی معلوم ہوجائیگا کہ واقعی یہہ امر خلاف عقل و نقل ہے بلکہ آپکی روایات مذہب کے بھی مخالف ہی۔ علامہ مجلسی نے جلد اول بحار کی باب کتمان العلم مین چند روایات تخریج فرمائی ہین جس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون کا مصداق ائمہ علیہم السلام ہین۔ عن عمران عن ابی جعفر علیہ السلام فی قول الله ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب یعنی بذلک نحن والله المستعان فاما ما ابی عمر ذکرہ عن ابی عبد الله علیہ السلام ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی فانی علی علیہ السلام عن عبد الله بن بکیر عن حمزة عن ابی عبد الله علیہ السلام فی قولہ اولئک یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون قال نحن هم وقد قالوا هو ام الارض عن بعض اصحابنا عن ابی عبد الله علیہ السلام قال قلت لہ اخبرنی عن قول ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والهدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب قال نحن نعنی بها والله المستعان ان الرجل اذا اصار

---

۱ امام ابو جعفر ع سے تفسیر قولہ تعالیٰ (جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھ کہ اوتارا ہمنے دلائل اور ہدایت سے بعد اسکی کہ بیان کردیا ہمنے اوسکو لوگون کے لیے کتاب مین) مین مروی ہی کہ اس سے ہم مراد ہین اور اللہ سے مدد چاہتے ہین ۱۲ ۵۲ امام ابو عبد اللہ رض سے مروی ہی کہ آیت ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی حضرت علی ع کے باب مین نازل ہے ۱۲ ۵۳ امام ابو عبد اللہ ع سے تفسیر قولہ تعالیٰ اولئک یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون مین مروی ہے فرمایا وہ ہم ہین۔ اور کہا ہے کہ حضرت الارض ہین ۱۲ ۵۴ امام ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راوی نے آپ سے سوال کیا مجکو خبر دیجیے۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والہدی من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب سے فرمایا اوس سے ہم مراد ہین۔ اور اللہ سے مدد چاہتے ہین ۱۲

الیہ لم یکن لہ اولم یسعہ الا ان یبین للناس من یکون بعدہ ورواہ محمد بن مسلم قالہم
اہل الکتاب - ان روایات سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ معاذ اللہ ائمہ ع اللہ تعالی کی دین کے چھپانے والے
اور (معاذ اللہ توبہ توبہ ہین کیونکر اس کفر کو نقل کردن) خدا کے اور لعنت کرنی والونکی ملعون ہین پہلی اور
دوسری روایت سے بخوبی یہہ مدعا ثابت ہی جو تیسری روایت اس مدعا کے اثبات کے لیئی بہت بڑی
قوی دلیل ہی تو جب حضرات شیعہ نے بمقتضای کمال دلاوتسک انکی دشمنونکو اللہ کے آیتین
چھپانے والے اور ملعون ٹھہرایا تو انکی غیر معصوم ہونی کو ہی ثابت نہین کیا بلکہ کفار سے بھی بڑائی مین
بڑھا دیا - حضرت علامہ باقر مجلسی نے اس صریح کفر کو اس طرح چھپانا چاہا ہی کہ وہ صرف تیسری روایت
تفسیر مین جو عبد اللہ بن بکیر سے مروی ہی فرماتے ہین بیان ضمیر ہم راجع الی اللاعنین
پہلا کوئی عاقل متدین علامہ کی اس پوچ توجیہ سے اس کفر صریح کو جو ان روایات سے مثل آفتاب
روشن ہی پوشیدہ سمجھہ سکتا ہی - اگرچہ ہمکو علامہ کی اس تاویل بلکہ تحریف کے ابطال کی کچھہ ضرورت
نہ تھی کیونکہ اہل فہم و انصاف سیاق عبارات سے خود سمجھہ سکتی ہین لیکن بنظر تسکین خاطر محبین لبیب
ہم مختصر بیان پر اکتفا کرتے ہین - پہلی اور دوسری روایت مین جسقدر آیت لکھکر فرمایا ہی کہ اس سے
ہم مراد ہین - ان مین لاعنین کا ہرگز ذکر نہین کیا بلکہ ان مین صرف کاتمین کا ہی ذکر ہی جس سے صاف
معلوم ہوتا ہی کہ ائمہ کاتمین ہین نہ لاعنین علاوہ ازین لفظ واللہ المستعان فرمانا خود اسکی ثبوت
کی دلیل ہی کہ آپ کاتمین ہین کیونکہ اسکا اطلاق شفقت اور تکلیف کے وقت ہوتا ہی جناچہ
واللہ المستعان علی ما تصفون - چوتھی روایت اسکی ثبوت مین نص صریح ہی کیونکہ اس سے
صاف ثابت ہی کہ یا مراد ائمہ ہین یا اہل کتاب اور ظاہر ہی کہ لاعنین مین یہہ دونو احتمال جاری
نہین ہوسکتی کیونکہ اہل کتاب لاعنین نہین - ہان بعض ان مین کاتمین حق ہین جو ملعونین ہین -
نہ لاعنین تو یہہ دونو احتمال کہ مراد ائمہ ہون یا اہل کتاب اوسی صورت مین صحیح ہو جبکہ ضمیر
ہم کی راجع لفظ الذین یکتمون یا اونکے کیطرف ہو قطع نظر اس سے اس روایت مین حضرت
امام نے بعد اس بیان کے کہ اس سے ہم مراد ہین اوسکی تائید مین یہہ بھی فرمایا کہ ہر امام سابق پر

بیان

واجب ہی کہ وہ خلافت خلیفہ لاحق پر نقض فرماوی اور اوسکو ہرگز جایز نہین کہ وہ نقض نکری اور اوسکو جیہاوی تو اس سی صاف معلوم ہوا کہ مقصود اس آیت سی بیان تہدید ائمہ ہی - لیکن اسمین کوئی ایسا لفظ جو عدم وقوع کمتان یا وقوع کے محتمل ہونے پر دلالت کرے وارد نہین بلکہ یہہ کلام صریح وقوع کمتان پر دال ہی چنانچہ اہل کتاب اسیوجہ سی اسکی مصداق ہین تو اس سی معاذ اللہ ائمہ رضہ کے دشمنونکا بروایات حضرات شیعہ کاتمین حق ہونا ثابت ہوا اور علامہ مجلسی کو یہہ دہوکہ شاید تیسری روایت سی پڑگیا ہوگا کہ اوسمین وقد قالوا ہوام الارض مذکور ہی تو اوسکی تقابل سے سمجھا جاسکتا ہی کہ یہہ تفسیر لاعنون کے ہی نہ کاتمین کے مگر یہہ اوسوقت ہی کہ جبکہ یہہ مقولہ ائمہ کا تسلیم ہو اور اگر اسکو مانع منع کری اور کہی کہ یہہ جملہ لبعض روایت شیعہ کا اپنی ناموس مذہب کے حفاظت کے لیی تراشا ہوا ہی تو اوسوقت علامہ کا یہہ توہم ہی باطل ہوگا - طرفہ تماشا یہہ ہی کہ علامہ مجلس کو خود ہی اس جملہ کی نسبت یقین نہین کہ یہہ جملہ ائمہ کا مقولہ ہی بلکہ علامہ کے نزدیک احتمال ہی کہ یہہ جملہ ائمہ کا ارشاد ہوا اور احتمال ہی کہ مولف کے جس سے علامہ نے نقل کے ہی کلام ہو اور احتمال ہے کہ بعض رواۃ کا اضافہ ہو پھر جب اسقدر احتمالات قائم ہین تو استدلال نہین ہوسکتا ہی علامہ مجلسی فرماتا ہی قولہ وقد قالوا اما کلامہ علیہ السلام فضمیر الجمع راجع الی العامۃ او کلام المولف او الرواۃ فیحتمل ارجاعہ الی اہل البیت علیہم السلام ایضا انتہا بفرض محال سلمنا کہ ضمیر ہم لاعنین کیطرف ہی راجع ہی اور حضرات ائمہ ہی یقول حضرات شیعہ کے لاعنین ہین لیکن ہم کہتے ہین یہہ ہی برائی سے خالی نہین کیونکہ جناب امیر نے اپنی شیعہ کے سباب لعان ہونی کو مکروہ اور ناپسند فرمایا ہی تو جو امر اونے امت کے لیی ناپسندیدہ ہو ائمہ کی جناب مین کیونکر نسبت کیا جاسکتا ہی - ومن کلام لہ وقد سمع قوما یسبون اہل الشام ایام حربہم بصفین انی اکرہ لکم ان تکونوا

لہ وقد قالوا یا تو امام علیہ السلام کا کلام ہی تو اس صورت مین جسمین کے ضمیر عامہ (اہلسنت وغیرہ) کیطرف پھریگی یا یہہ کلام مولف کتاب (تفسیر عیاشی) کا ہی یا دوسری راویونکا کلام ہی تو اس صورت مین احتمال یہہ بھی ہی کہ ضمیر اہلبیت کیطرف راجع ہو - ۱۲

لہ آپکا کلام جبکہ آپنے ایک گروہ کو سنا کہ اہل شام کو سب کرتے ہین اور جنگ کہتے ہین جنگ صفین کے ایام مین - مین تمکو یہہ کروہ اور ناپسند سمجھتا ہون کہ تم سباب (برا کہنے والے) ہو ۱۲ -

سبابین - تعجب ہی اپنی شیعہ کے لیی تو لعان وسباب ہونا ناپسند فرمائین اور خود اسقدر لعان
ہون کہ خدا تعالے اونکو اس وصف ہی ذکر فرماوی یہہ صرف حضرات مدعیان دلاء و تمسک
کی زبانی دلا کا مقتضا نہین تو اور کیا ہی **اقولہ** اب بعض کا بیان سنیے گو آپنی تقلید اپنی
خاتم المحدثین کے ان شرائط کے سنبت فرمایا ہی کہ (باوجودیکہ دلائل شرعی سے ثابت نہین بتکرم
دورہین) مگر بعض کا وجوب اقوال صحابہ وعلماء کرام اہلسنت سی ثابت ہی صحیح مسلم کی کتاب
الامارت مین باب الاستخلاف ملاحظہ فرمائی کہ جناب ابن عمر ترک استخلاف کو ضیاع ونساد مردم کا
سبب جانتی تہی چنانچہ اپنی اس عقیدہ مین ایسی راسخ تھی کہ جب سنا کہ انکی بیٹہ بزگوار بدون
استخلاف دنیا سی انتقال فرمانا - چاہتی ہین تو نہایت ہی تدین وتورع سے اپنی باپ اور امام
وقت کو نصیحت فرمائی بخوف طوالت نقل عبارت نہین کرتے آپ دیکہہ لین کہ وہ استخلاف
کو نہایت ہی ضروری سمجہتی ہین اور اسکی ترک کو عین تضییع وافساد مردم جانتی تہی اور اسکی تارک کو
اوس راعی سی مشابہت دی ہی کہ شتر دغنم کو مہمل چہوڑ کر کہین چلا جائی غور فرمائی کہ آپکے
خاتم المحدثین جو اس عقیدہ کو مخالف عقل ونقل فرماتے ہین کیا حضرت ابن عمر کے شاگرد ہی ایسا
ہی فرمائینگے یا خاتم المحدثین صاحب نے صحیح مسلم ملاحظہ نہین فرمائی تہی - **اقول** بحول اللہ وقوتہ
جبکہ ہم دلائل عصمت کا ابطال واستیصال کر چکے تو ہمکو کچہہ ضرورت نہ تہی کہ ہم ابطال دلائل نص و
افضلیت مین اپنا وقت گران بہا ضائع کرین کیونکہ جب عصمت ہی باطل ہوگئی تو تمام امت ہی
اصولاً وفروعاً باطل ہوگئی تو پہر شرائط افضلیت ونص باطلہ کے ابطال کے کچہہ حاجت نرہی
لیکن ناظرین مناظرہ کے رفع خلجان اور اپنی مجیب لبیب کے مزید اطمینان کے لیی ہم اسطرف
بہی متوجہ ہوتے ہین اور مختصراً گذارش کرتے ہین چونکہ ہماری مجیب کی عادت ہی کہ استدلال کے
وقت اپنی دعوی کو بہلا دیتی ہین مدعا کچہہ ہوتا ہے اور دلائل کچہہ لاتے ہین اسلیی مناسب ہے
کہ ما بہ النزاع مسئلہ مجملاً بیان کرین اور ناظرین اوراق اور اپنی مجیب کو یاد دلائین کہ آپکا یہہ دعوی ہی
اگر دلائل اسکی مطابق ہوئی تو البتہ قابل التفات ہونگی ورنہ لائق توجہ بہی نہین سمجہی جائینگی

پس واضح ہو کہ اس جگہ مابہ النزاع بین سنت و شیعہ مین مسئلہ اشتراط نص و فضلیت ہی شیعہ متقدمین کہ امام کے لیے نص و افضلیت مثل عصمت کے شرط ہی اگر نص و افضلیت نہو۔ تو امامت باطل ہی اور اہلسنت کہتے ہین کہ جیسی امام کے واسطے عصمت شرط نہین۔ اسیطرح نص و فضلیت بھی شرط نہین ہے عصمت سوائی انبیاء کی کسی بشر مین نہین پائی جاتی نص و فضلیت کا تحقق ہو سکتا ہی لیکن اگر انکا تحقق نہو تو بھی امامت متحقق ہو سکتی ہی ہماری محبوب سجگہ اس امر کی اثبات کے درپی ہین کہ اشتراط نص کو ثابت فرمائین اور اسکی اثبات کے لیے چونکہ مسئلہ اعتقادی ہی دلائل قطعیہ بہم پہونچائین تو بس خلاصہ دعوی محبوب لبیب یہہ ہی کہ امامت کے لیے شرعاً نص جلی خداوند تعالے کیطرف سے شرط ہی اگر نص نہ پائی جائیگی تو امامت و خلافت منعقد نہو گی پس مدعا کو اپنی حافظہ مین محفوظ رکھکر ہماری گذارش سُنین کہ جب یہہ مسئلہ آپکی نزدیک اصول بلکہ اصل اصول دین مین ہی ہی تو اول واجب تہا کہ اسکی اثبات کے واسطے دلائل قطعیہ پیش کرتے اس مقام مین جسقدر آپنے دلائل ذکر فرمائی ہین اگر انکی غلطیون اور مفاسد سے جو مسئلہ متنازعہ فیہا مین جاری کرنے سے لازم آتی ہی چشم پوشی کیجاوی اور بفرض محال انکو صحیح تسلیم کر لیا جاوی تاہم آپکی مدعا کی ثبت نہین ہو سکتی کیونکہ دلائل قطعی مدعا دلائل ظنیہ سے کیونکر ثابت ہو سکتا ہی معہذا قطع نظر اس سے کہ آپکا مدعا قطعی ہو یا ظنی اسقدر تو ضرور ہی کہ دلیل اس امر کو ثابت کری کہ در صورت عدم تحقق نص کے عدم تحقق امامت ہو گا اب آپ فرمائیے کہ آپکی کونسی دلیل ہی بدلالت مطابقی یہہ امر ثابت ہوتا ہی کہ اگر نص نہو تو امامت متحقق نہو گی۔ اب مین تفصیلی طور پر دلیل دلیل پر بحث کرتا ہون بعونہ الملک المنان سنیئے۔ دلیل اول صحیح مسلم کی کتاب الامارۃ سے جو ابن عمر رضہ کے قول کا ماحصل نقل کر کے اوس ہی اس مدعا پر استدلال کیا ہی بالکل غیر مفید مدعا ہی اور غلط کیونکہ ابن عمر رضہ کے قول سے آپکا مدعا اوسوقت ثابت ہو گا جبکہ آپ یہہ ثابت فرمائینگے کہ جو خلافت و امامت بلا نص و استخلاف واقع ہوئی وہ اونکی نزدیک باطل ہی اور ظاہر ہے کہ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ ابن عمر رضہ کے نزدیک بلا نص واقع ہوئی بلکہ اوُنکی کے بھی

اثبات شرط نص کی پہلی دلیل کا ابطال

ابن عمر کے نزدیک یہہ ہی کیفیت ہی کیونکہ جناب خلیفہ ثانی رضہ کی اس قول کے جواب مین کہ
ان لم استخلف سکوت فرمایا - اور رد نہین کیا اور ثانیہ فرع اولی کے ہی تو مدعا مجیب بسبب
اسوقت ثابت ہوجبکہ ابن عمر رضہ کے قول ہی بطلان خلافتہا ہی اربعہ بسبب عدم وجوب نص
کی ثابت ہوجاوی اور یہہ محال ہی - پس اس روایت سے استدلال کرنا اس پر مبنی ہی کہ ہماری
مجیب بسبب اپنے مدعا سے غافل ہین - ابن عمر رضہ کے اس قول سے اگر بفرض محال وجوب نص
ثابت ہو بھی تاہم مستلزم شہرت نہین کہ مفید مدعا ہو - آپنے دیکھا ہوگا کہ امام نووی رح نے
اس حدیث کے شرح مین عدم وجوب نص پر اجماع لکھا ہی تو ہوسکتا ہی کہ حضرت ابن عمر رضہ
نص کو اولی و مستحسن سمجھتے ہون - لیکن عظماء اسلام مستحبات کو بھی عمل مین مثل واجب کے سمجھتے
ہین اور یہ قاعدہ ہی کہ ہر شخص اپنے مدعا کو حتی الوسع دلائل و براہین بیان کیا کرتا ہے تو اسلیے
اونہون نے اوسکو اس دلیل پر ایہ مین ظاہر فرمایا - لیکن جب جواب سن لیا تو چونکہ امر ضروری
نہ تہا اسلیے سکوت فرمایا اور نکرر اس باب مین لب کشا نہوئی کیونکہ جو دلیل حضرت عمر رضہ
نے ذکر فرمائی وہ بداہتہً اس امر پر دال ہی کہ استخلاف و عدم استخلاف ہر دو جائز ہین واجب نہین
اور نیز یہہ بھی ممکن ہی کہ ابتدا مین دفعتہً حضرت ابن عمر رضہ کے ذہن مین لزوم نص آیا ہو
لیکن جبکہ حضرت امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ کی زبانی دلائل قاطعہ سے عدم لزوم معلوم ہوگیا
تو اپنی قول سے رجوع فرمایا - معہذا جبکہ خلیفہ ثانی رضہ نے اونکی جواب مین عدم وجوب نص
بیان فرمایا اور صحابہ مین سے کسینے رد و انکار نہین فرمایا تو اجماع سکوتی ہوگیا -

پس خاتمہ دلیل پر جو کچھہ حضرت شاہصاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نسبت ہماری مجیب نے تحریر کیا
وہ کمال وقاحت کے دلیل سے مدعا کو دلیل سے ثبوت کی بو بھی نہین پونہچی اور زبان درازی
شروع کردی حضرت ابن عمر رضہ کا عقیدہ اشتراط نص کا جو مستلزم عدم انعقاد خلافت غیر
منصوصہ کو بھی پہلے ثابت فرمایا ہوتا اور اسکے بعد کچھہ کہا ہوتا لیکن جب دیدہ بصیرت کحل
فہم و انصاف سے خالی ہو تو بجز سکوت کے کیا جواب دیا جاوی - **قولہ** جناب ابن عمر رضہ

ہی پر منحصر نہین ہی اور صحابہ کا بھی یہہ ہی اعتقاد تھا چنانچہ خواجہ کابلی صواعق مین جسکا ترجمہ آپکی خاتم المحدثین نے فرماکر اور تھوڑا سا تغیر و تبدل کرکے تحفہ لکھا ہی۔ ذیل قول جناب امیر علیہ السلام یا یعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر الخ مطلب ثانی مقصد رابع الامت مین فرماتے ہین و ذھب بعضھم الی ان الامام یجب ان یکون منصوصاً علیہ نصا جلیا او خفیا والیہ ذھب عبداللہ بن مسعود وابو الدرداء وحذیفۃ ابن الیمان وانس بن مالک وابو ھریرۃ وغیرھم وجم غفیر من المحدثین وشرذمۃ من الاصولیین وطائفۃ من المتکلمین وجماعۃ من الفقہا انتہے حیرت و تعجب ہی کہ آپکی خاتم المحدثین نے باوجودیکہ اس کتاب کے اکثر بلکہ کل مضامین ترجمہ کئی ہین اس مقام کو ملاحظہ نفرمایا ورنہ اس جرأت سے اس عقیدہ کی نسبت نفرماتے کہ یہہ عقیدہ عقل و نقل کے خلاف ہی۔

اقول یہہ دلیل ہی زبان حال سے چلاکر کہہ رہی ہی کہ ہماری مجیب کو اپنی مدعا کی خبر نہین رہی اور نیز اس دلیل سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ ہماری مجیب نے یا ہماری مجیب کے اوس بزرگ نے جس سے وہ اسکو نقل فرماتے ہین نقل عبارت صواعق مین کمال دیانت فرمائی ہی اور جو جسمد کہ اپنی مذہب کے مخالف اور اس عبارت کے مابعد بہت ہی قریب مذکور ہی اور گویا تتمہ اس عبارت کا ہی اوسکو حذف کردیا سمجھا ہوگا کہ صواعق عزیز الوجود کتاب ہی کہان دستیاب ہوتی ہی جو کوئی معائنہ کرکے غلطی نکالی گا۔ لیکن خدا تعالے کے فضل و کرم سے اس عاجز کو یہہ کتاب بلا دقت میسر ہوگئی اسلیے اصل کتاب سے پوری عبارت اہل انصاف کے سامنے پیش کرتا ہون اہل انصاف ملاحظہ فرماوین اور یہہ بھی دیکھین کہ ہماری مجیب لبیب کی مدعا سے اس دلیل کو کچھہ تعلق ہی یا نہین۔

ذھب بعضھم الی ان الامام یجب ان یکون منصوصاً علیہ نصا جلیاً او خفیاً والیہ ذھب عبداللہ بن مسعود وابی الدرداء وحذیفۃ بن الیمان وانس بن مالک وابی ھریرۃ وغیرھم وجم غفیر من المحدثین وشرذمۃ من الاصولیین وطائفۃ من المتکلمین

لہ بعض اسطرف گئی ہین کہ امام کا منصوص ہونا خواہ منصوص جلی ہو یا خفی واجب ہی اور یہ طرف گئے ہین عبداللہ بن مسعود اور ابو درداء اور حذیفہ بن یمان اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ اور محدثین کے ایک بڑی جماعت اور اصولیین کا ایک گروہ اور متکلمین ہین کا ایک فرقہ ۱۲

ثبات منتخب اللہ نص کی دوسری دلیل کا ابطال

وجماعۃ[1] من الفقہا وتمسکوا بالاحادیث الواردۃ فی خلافۃ الخلفاء الاربعۃ واختلفوا
فی النص والجمہور علی انہ جلی وجمع علی انہ خفی والیہ ذہب الحسن البصری واتفقوا علی انہا ثبتت
بالاجماع ان لم یتعین الافضل ولم یوجد النص انتہے - اس عبارت کے آخر کا جملہ
واتفقوا اسی جو بداہۃً مدعا کی نقیض کو ثابت کر رہا ہے ترک فرمایا تاکہ استدلال بوجہ اتم راست ہو پس
اگر یہہ نقل میں خیانت نہیں تو کیا ہے - لیکن اگر اس جملہ سے قطع نظر کیجاوی تاہم یہہ عبارت ہمارے
مجیب کے ثبوت مدعا میں کچھہ فائدہ بخش نہیں ہے - کیونکہ نص عام ہے جلی ہو یا خفی اور آپکا دعوی
اثبات نص جلی کا ہے تو اس صورت میں آپکا دعوی خاص ہے اور دلیل عام ہے اور دلیل
عام سے خاص مدعا کا ثبوت ناممکن ہے اور اگر بغور و تامل دیکھا جاوی تو دلیل و مدعا میں باہم عموم
وخصوص نہیں بلکہ تغایر و تباین ہے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپکی نزدیک انعقاد امامت کے لیے
یہہ شرط ہے کہ حق تعالے کی طرف سے اس طرح نص وارد ہوئی ہو کہ فلان شخص بعد فلان
نبی یا فلان امام کے اوسکا خلیفہ ہے اگر اسطرح نص ہوگی تو امامت وخلافت متحقق ہوگی
اور صحابہ میں سے کوئی اسکی لزوم و اشتراط کا قائل نہیں اور نہ اوسکو ضروری سمجھا
اور نص جلی سے بھی یہہ مراد نہیں ہے کہ جو معتقد علیہ سامی ہی - چنانچہ جملہ وتمسکوا
بالاحادیث الواردۃ فی خلافۃ الخلفاء الاربعۃ اس مدعا پر ظاہر دلیل ہے تو بس دلیل و مدعا باہم
متغایر ہوئی پس ایسی پوچ اور غلط دلیل پر اسقدر ناز و افتخار - اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی نسبت صواعق میں اس قسم کے دیکھنے کا الزام بالکل لغو اور ناجایز ہے علی الخصوص جبکہ
شاہ صاحب رح کی عبارت کو جو تحفہ میں مذکور ہے دیکھا جاوی وہ فرماتے ہیں والامامیہ
بگویند کہ نصب امام بر خدا واجب است پس میبایدکہ منصوص بود از جانب خدا واین عقیدہ

---

[1] اور فقہ میں سے ایک جماعت اور ان احادیث سے دلیل پکڑی ہے جو خلفاء اربعہ کی خلافت کے بارہ میں واقع ہوئی ہیں
اور نص کے باب میں اختلاف ہے جمہور اس پر ہیں کہ نص جلی ہے اور ایک جماعت اسپر ہے کہ وہ نص خفی ہے حسن بصری رح
اسطرف گئے ہیں اور اسپر سب متفق ہیں کہ اگر افضل متعین نہ ہو اور نص نہ پایا جاوے تو خلافت اجماع
کے ساتھ منعقد ہو جاتی ہے ۱۲

مخالف عقل و نقل ہے معلوم نہین یہہ مدعا جو مجموعہ اسرین کا ہی اور جسکو شاہ صاحب بھی مخالف
عقل و نقل فرما رہے ہین اسکو ہماری مجیبنے کیونکر موافق عقل و نقل کے ثابت کیا ذرا تو انصاف فرمائین
اپنی دلیل کو بھی ملاحظہ فرمائین اور جسکو بسنبت شاہ صاحب نے فرمایا کہ خلاف عقل و نقل ہے اوسکو
بھی دیکھین اور سوچین پھر اوسکی اپنی طعن کو میزان انصاف مین رکھکر تولین تو صاف معلوم
کرلینگے کہ آپ نہ عبارت صواقع کو سمجھے اور نہ تحفہ کو سمجھے اور نہ خود اپنا مدعا ہی ضبط فرمایا خدا تعالے
توفیق انصاف و راہ راست عطا فرما دی۔ **قولہ** اگرچہ اس مقام مین ہم بہت کچھ گفتگو
کرسکتے ہین مگر بنظر اختصار ترک کرکے اب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی نص کے باب مین
شہادت لکھتے ہین کہ یہہ حضرت بنابر مشہور آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد ہین اگرچہ تحفہ مین انکی
البوت مین توریہ فرمایا ہے مگر نہایت ہی درجہ کی تعریف و ستائش فرمائی ہی حتی کہ آپنی ازالۃ الخفا
آیہی و معجزہ از معجزات جناب رسالت پناہی انکی شان مین لکھا ہی جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا ہے
اقول نہایت افسوس ہا کہ اس مقام پر آپنے بہت کچھ گفت گو نہ فرمائی۔ جس قدر اس
مقام پر گفتگو واقع ہوئی ہی اوس سے آپکے علم و فہم و انصاف کی کیفیت اور استدلال کی حالت
بخوبی منکشف ہوگئی ہی اور اگر اور کچھ گفتگو فرماتے تو اور زیادہ اغلاط فاضحہ ثابت ہوکر اوس
دعوی کو باطل کرتے جو آپنے ابتدا رجواب مین فرمایا ہی۔ بہتر ہوا کہ آپنے اختصار کے پیش نظر اسکو
ترک فرمایا۔ اور جو کچھ حضرت شاہ صاحب کی نسبت لفظ بنابر مشہور لکھکر تعریض فرمائی اور جو
ادعا تہذیب و اخلاق کے بد تہذیبی کا جامہ پہنا اسکی جواب مین ایسی تعریضین بلکہ اس سے بڑھکر
ہم بھی بہت سی مجتہد مین حال و ماضی وغیرہ کی نسبت عرض کرسکتے تھے لیکن ہم بجز سکوت و صبر کے
اسکا کچھ جواب نہین دیتے۔ اسکی بعد جو شہادت تین کہ نص کے ثبوت کی بابت حضرت شاہ ولی اللہ
رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمائی اوسکی کیفیت بھی ملاحظہ ہو۔ **قولہ** آپ بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرمائیے کہ جو
تقریرین ہم نص کے باب مین کرتے ہین بعینہ وہی حضرت شاہ صاحب ازالۃ الخفا مین رقم فرماتے
ہین مقصد اول فصل دوم لوازم خلافت خاصہ کے نکتہ سوم مین جو صفحہ ۱۰۰ مین واقع ہی

یہہ عبارت تحریر ہی یکنہ سوم آنکہ خلافت امر خطیر ست و نفوس بنی آدم مجبول بر اتباع ہوا و شیطان در بنی آدم جاری مجری الدم چون خلافت برای شخصی مستقر شود احتمال دارد کہ چو پیش گیرد در مقاصد خلافت تہاون صریح بعمل آرد و ہر زمان خلیفہ دراست مرحومہ اشد باشد آخر شریک اختلاف دی و این احتمال کثیر الوقوع ست نمی بینی کہ بادشاہان ہمہ الا ماشاء اللہ در ین مہلکہ گرفتار شدہ اند و میتوند تا وقتیکہ این احتمال بر انداختہ نشود بوعدہ الٰہی یا بوصافی کہ نزدیک حصول آنہا جور و تہاون ممتنع عادی گردد۔ و ظن قوی بعدل و قیام خلیفہ بامر ملت بظہور رسد اختلاف چنین شخصی خیر محض نباشد و نفوس بنی آدم تا باست او اطمینان نہ پذیرند کہ یکہ مرشد خلائق گردد و ولی ایشان در ظاہر و باطن بحتمل کہ در علم و حال خود غلط کردہ باشد و دیگران بعض قرائن متمسک شدہ ہمان غلط را رواج دادہ باشند و ما الحسن ما قیل۔ **بیت** ای بنا بی آدم روی زمین ست ۔ پس بہر دستی نشاید داد دست ۔ تا اعتماد بر علم و حال شخصی بحدیث مستفیض صادق و مصدوق و اشارات او حاصل نشود کار ناتمام ست پس رفت خلافت کا مایہ امانت و ثوق بصاحب آن داشتہ باشم بنص شارع و اشارات او انتہی بقدر حاجۃ۔ این عبارت کہ تامل انصاف می ملاحظہ کنی چنین می نماید کہ اس سے نص کا وجوب ثابت ہوتا ہی ویسی ہی عصمت خلیفہ بھی ثابت ہی بباعث خوف طوالت ہم اسکے الفاظ پر بسط و نشاط سی بحث نہین کرتے اسیقدر اشارہ کافی سمجھتے ہین۔ **اقول** اس دلیل کو بھی مدعا سی کچھہ ربط نہین ہی۔ اور یہان ہی اپنا مدعا بھولی۔ جو نص کہ عبارت منقولہ ازالۃ الاخفا سی مفہوم و مستنبط ہوتی ہی اگر وہی نص متنقد علیہ جناب مجیب ورادنکی ہم مذہبونکی بھی تو مرجبا بالوفاق لیکن یہہ نص وہی نص ہی جو آیت موصوفہ وعد اللہ الذین امنوا منکم اور حدیث ان تومروا ابابکر اور اسکی امثال سے ثابت ہوتی ہی اور نیز یہہ وہی عہدہ خداوندی ہی جسنی احتمال اتباع ہوا کا استیصال کر دیا اور وقوع جور و تہاون کو ممتنع عادی بنا دیا اور یہہ نص و اشارات وہ ہین جن سے وصف استحقاق خلافت مستخرج ہوتا ہی نہ انعقاد اور یہہ نص و اشارات متعدد اشخاص کے در سطری ہی ایک وقت ہین

بلا تعیین تقدم و تاخر ممتنع نہین ہین پس اگر آپ اسکی قائل ہون تو یہی ہماری آپکی کچھ نزاع نہین
اور اگر نص معتقد علیہ سامی جسکی اثبات کا دعوی کیا گیا ہی یہہ نہین ہے بلکہ وہ نص جلی ہی کہ جو
علما قوم امامیہ اثنا عشری کو واسطے دعوی کرتے چلے آئی ہین تو اوسکی اشتراط کو اس دلیل سی یا کسی
دلیل سی ثابت فرمایی مین اس استدلال سی پہ تن حیرت ہون کہ مجیب لبیب نے اپنی آپکو کم از کم
فارسی خوان تو ضرور ہی تسلیم کیا تہا لیکن اس استدلال سے تو اس دعوی کے ہی ثبوت مین تردد قوی
ہی - کیونکہ اگر فارسی خوان ہوتے تو کیا اس عبارت کا ہی مطلب نہین سمجھہ سکتی تہی کہ جسکا
سہل الماخذ ہونا مثل روز روشن ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپکی سامنی کسینی یہہ عبارت پڑکر سنادی
ہوگی آپنی نفط نص کا سنکر کمال دانشمندی سی سمجھہ لیا کہ بس ثبوت نص مین حجت قاطعہ ملگئی
اور خصم کے سامنی پیش ہی کر دیا - افسوس کہ آپنی بسط و نشاط سے اس عبارت کے الفاظ پر بحث
نہین فرمائی - پہر جبکہ آپ اس عبارت سی نص کو جو سکا مسوق الہ ثابت نہین کر سکی
تو عصمت کو تو کیا ثابت کرینگی - **قولہ** اور سینی مقصد اول کے فصل ہفتم کے مقصد دوم
مقدمہ نخستین صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ مطبع نامکورہ مین یہہ فرماتے ہین دلیل اول استقرار احادیث
کہ در باب فتن روایت میکنند دلالت ظاہرہ دارد بر انکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر
وقائع آتیہ تقریر فرمودہ است و ہر واقعہ را بلفظی ادا کردہ کہ رضای خدا تعالے یا سخط بان ازان
مفہوم شود چون این مقدمہ را شناسیم بحس قوی یقین می نمائیم کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خلیفہ اول و ثانی و ثالث کہ بر مسند دوم بودند در اختلاف قوم در استخلاف ایشان فتنہ برپا خواست
دکارہای عظیم مثلاً فتح فارس و روم بر ہم میخورد لہذا تعیین فرمودہ اند عاقل نتواند تجویز کرد کہ اہم مہمات را بگذارند
و درپی امور جزیہ تمام نمایند سبحانک ھذا بہتان عظیم انتہی بقدر حاجت یہہ دلیل بعینہ وہی تقریر ہی کہ اہل حق خلیفہ
منصوص ہونے مین بیان کرتے ہین اور حضرت شاہ صاحب نے اصل اس دلیل کے ہماری ہی تقریر سی اخذ کر کے
بعض الفاظ زائد اپنی طرف سی زیادہ کیے ہین اور بجای مطلق خلیفہ کے ائمہ خلفا ثلثہ کا بخصوص ذکر کیا ہی
حاصل یہہ ہی جو ہم کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر ایسی شفقت

وعطوفت رکھتی تہی کہ احکام خزبیہ دمسائل فروعیہ نہایت تشریح وتفصیل سے بیان فرمائی حتی کہ
آپکی مصاحبت وحضور تو لسنی مباشرت بلکہ بیت الخلا تکمکو آداب پر واقف فرمایا کوئی مسلمان کب
تجویز کرسکتا ہی کہ آنحضرت باایہمہ شفقت ورافت ایسی اہم مہمات کو کہ امت کے جمیع مصالح دینی ودنیوی
اوس سے وابستہ ہین مہمل چھوڑدین اور اوسپر نص نفرماوین اور امت کو معاذ اللہ عمداً اختلاف
وتنازع وشر جرمین ڈال دین۔ **اقول** ہماری علامہ مجیب نے جو اس جگہ عبارت ازالۃ الخفا
سے نقل کی وہ بالکل بے سود ہی کیونکہ ثبوت مدعا مجیب سے اوسکو کچھ تعلق نہین علی الخصوص حضرت
صاحب ازالۃ الخفا مرحوم اوس بحث مین تصریح فرماچکے ہین وپیش از شروع در تقریر ان نکتہ است
مہمہ کہ ترتیب دلائل وتقریب آن مسائل بمعرفت او موقوف است آن نکتہ است کہ مراد ما از تعین
خلیفہ کہ بوجوب ولزوم آن زبان میکشائیم نہ آنست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات
خود مسلمانان را جمع فرمائید وبہ بیعت آن خلیفہ امر نمائید الخ اس سے صاف واضح ہی کہ وہ
نص جسکا دعوی کیا گیا ہی وہ مراد نہین اور وجہ اسکی بخز بطلان کے اور کوئی نہین اور ظاہر ہے
کہ جب وقائع آیتہ کی تقریر فرمائی جس سے رضا بسخط خدا ندی اوسکے ساتھ مفہوم ہوئی تو وہ
خلافت حقہ جسمین اختلاف کے سبب فتنہ کا اندیشہ نہ تہا اور بڑی بڑے اعلی درجہ کی
کامون کے درہم وبرہم ہونے کا خوف تہا اولی واحق بالبیان ہی بہ نسبت اوس خلافت کے
کہ جسمین یہہ اندیشہ نہ تہا بلکہ اوسمین خود اختلاف واقع ہونیوالا تہا اور اوس اختلاف
پر بھی مطلع فرمادیا اور یہہ تقریر واطلاع بطور کشف واقعہ اور بطور اخبار بالغیب واقع ہوئی
تو یہہ غلط ہی کہ بجائی مطلق خلیفہ کے خلفا ثلثہ کو ذکر کیا کیونکہ حضرات خلفا ثلثہ رضی اللہ
عنہم کے ذوات مقدسہ کے ساتھہ وقائع عظیمہ متعلق نہی کہ جسمین کوئی اونکا شریک نہین
ہی اسلیے بالخصوص اونکا ذکر کیا نہ کسی دوسری وجہ سے باقی رہا یہہ کہ یہہ دلیل حضرات
شیعہ کے تقریر سے اخذ کی گئی ہی اور جسمہ الفاظ کم وبیش کیگئی ہین۔ سوال انصاف جسمونے
اوّل سے آخر تک کتاب ازالۃ الخفا کا مطالعہ کیا ہی اور حضرات شیعہ کی تقاریر علمیہ اونکی

فاضل

پیش نظر ہین معلوم کرسکتے ہین کہ ابتدا احداث مذہب تشیع سے یا جس روز سے کہ اس مذہب کے
علمارنے حجاب تقیہ کا چہرہ مذہب سے اوٹھا کر طریق کلام کو جاری کیا آجتک کسی شخص نے
علمائے شیعہ مین سے بیان معانی کتاب وسنت مین باین خوبی واسلوبی کوئی تقریر دیکھی ہے
اگر کوئی ہو تو مجیب لبیب ہی نام لین علاوہ اسکی ابتدا زمانہ خلافت خلفا راشدہ رضی اللہ
عنہ مین جناب رضی اون ہی کے ہم مشرب رہے اون ہی کی موافق مسائل فرماتے رہے اپنا قرآن
جو متمسک اعظم وثقل اکبر ہے پردہ تقیہ مین ایسا چھپایا کہ بجز ائمہ کی اوسکو نہ کسینے پڑھا نہ کسینے
دیکھا اپنی زمانہ خلافت مین بھی تقیہ کے وہی حالت رہے اور بعد اوسکی تمام ائمہ یکے بعد دیگری
حضرت ہی کی قدم بقدم چلی آئے ہمیشہ تقاریر علمیہ اور مسائل دینیہ موافق اہل سنت کے
بیان کرتے چلی آئی پھر اگر یہہ اکابر اہلسنت سے اخذ نہین کیا تو کہانسے آیا اپنی مفسرین کو دیکھیے
کہ عموماً علوم مختلفہ کے بیان مین جن شہ چشمین خرمن فیوض اہلسنت ہین تفسیر صافی کو دیکھیے کہ اوسکے
مصنف نے اس بارہ مین اپنی مفسرین پر کیسی تشنیع فرمائی تفسیر مجمع البیان جو نہایت
معتبر تفاسیر مین سے ہی ایک صفحہ اوسکا آپ پڑھ لین تو میری قول کے تصدیق ہوجائیگی
اگر زیادہ تکلیف گوارا ہو تو رسالہ امکانیہ ہی دیکھ لیجیے کہ فاضل اجل مولوی نورالدین
حسین اس بارہ مین کس دردانگیز افسوس کے ساتھہ فرماتے ہین صفحہ ۱۰ پر یہہ عبارت مکتوب ہے متاخرین
سبب عدم مہارت فن حدیث بحقیقت الامر را درک نکردہ بنگاہ تسمی عامہ پرداختہ امد
ومنشا ازین امر غیر از قلت استعداد در فن حدیث شریف چیزی دیگر ملحوظ نیست جسکہ علما
اہل تشیع باعتراف خود ہمیشہ کالہ بین اہلسنت رہی تو بڑی شرم کے بات ہے کہ شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ پر جھوٹا الزام اخذ دلیل کا لگاتے ہین اور کوئی ثبوت پیش نہین کرسکتے اور اپنی
علمارکی حالات کو لحاظ نہین فرماتے بیشک نمک حلالی اسیکا نام ہے لیکن جو دلیل کہ مجیب
لبیب نے بثبوت بعض مین بیان فرمائی اور اونکی اکابر پر بڑی افتخار کے ساتھہ بثبوت اس مدعا
مین بیان فرماتے چلے آئے ہین ابتدا اوسکی تردید اور اوسکا جواب ضرور ہے پس واضح ہو

کہ حضرات شیعہ کو بمثل مشہور الغریق یتشبث بکل حشیش۔ جب کوئی دلیل ثبوت مدعا مین نہیں
ہوسکتی تو ایسی ایسی واہی دلیلون سے ہی اپنا دل خوش کرلیتے ہین اور یہہ نہین سمجھتے کہ جیسا
مدعا ہوتا ہی اوسکی ویسی ہی دلیلونکی ضرورت ہوتے ہی جیکہ امامت اور اوسکی شرائط
موقوف علیہ اور اصل اصول دین سے ہین تو کیا اونکا ثبوت ایسی ایسی دلیلونسے جو محض
خیالی ہین اور جسکی تائید کسی کتاب و سنت سے نہین ہوتی بلکہ بالعکس کتاب و سنت
سے اونکی تکذیب ہوتی ہی ہوسکتا ہی ہرگز نہین قطع نظر اس سے یہہ دلیل خود مستدل پر
منقلب ہی کہ حق تعالے شانہ نے کلام مجید مین جسکی حفظت کا وعدہ فرمایا اور اکمال دین کا
مژدہ سنایا اور اصول دین مین سے ہی کوئی چیز ایسی نہین جسکو حق تعالے نے بیان نفرمایا ہو
بلکہ فروعات فقہیہ عبادات و معاملات مین سے صوم و صلوۃ و حج و زکوۃ نکاح و طلاق بیع
و شراء و اعتکاف وغیرہ تک بیان فرمائی تو باوجود اس رافت و رحمت کے کہ خداوند تعالے اپنے بندونکے
ساتھہ ہی کوئی مسلمان کیونکر تجویز کرسکتا ہی کہ حق تعالے فروعات کو تو باین اہتمام مکرر
سہ کرر بیان فرماوی اور کسی ایسے اصول دین اور اہم المہمات کو مہمل چھوڑی جسکی ساتھہ عبادکے
تمام مصالح دینی و دنیوی منوط ہون اور عمدۂ عباد کو متنازع و تشاجر مین ڈال دی
بلکہ علاوہ فروع دین کے مثلین اور پرانی قصے بلکہ متشابہات تک فرماوی اور اصول دین کو
جیسا رکھی اور نص نفرماوی اور تارک واجب ہو۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ تعجب ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے نعت و صفت کے کتب سابقہ مین خداوند تعالے نے خبر دی اور حضرت
عیسی علیہ السلام نے توصاف نام ظاہر فرمایا چنانچہ ارشاد ہی۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی
اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ کا خلیفہ راشد جو انبیا و رسل سابقہ سے افضل ہی اوسکا کہین
ذکر نہین فرمایا حالانکہ عباد کا ایمان اسی پر موقوف تھا تو اوس سے صاف ظاہر ہی کہ یہہ اصول
دین ہی مین سے نہین ورنہ خود خداوند تعالے ہی اپنی کلام مین نص فرماتا۔ معہذا ہم کہتے ہین

سہ ڈوبتا ہر ایک تنکے پر ہاتھ پیر مارتا ہی۔ ۱۲ ۵۲ اور جب خبر دینی والا رسول کے جو آنیکا میری بھی نام اوسکا احمد ہی ۱۲۔

کو امر امامت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمل چھوڑ دیا اور عمدًا امت کو باہمہ شفقت و رافت
اختلاف و تشاجر میں ڈال دیا اور یہہ کچھہ اسی پر منحصر نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نام بنام نص فرماتی اور کہتی کہ میری بعد فلان اور اوسکی بعد فلان خلیفہ و امام ہی بلکہ درگاہ
خداوند تعالے اس مہم کا متکفل ہوا اور تمکین دین کا وعدہ فرمایا اور حضرت رسالت پناہی
صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوگیا کہ حسب وعدہ خداوندی جو خلافت واقع ہوگی وہ حق ہوگی
اور منہاج نبوت پر ہوگی تو آپ کو کچھہ حاجت نہ ہی کہ آپ خلافت پر تنصیص خاص
فرماویں لیکن آپنے خلفا اور اونکی اوصاف اور مدت خلافت کو صراحۃً اور اشارۃً بیان فرمادیا
اور سب سے آخر میں بطور تمہید و تنبیہ یہہ کیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی قائم مقام
امام صلوات مقرر فرمایا بعد وفات سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی وعدہ صادق
خداوندی نے جلوہ ظہور پکڑا اور خلافت موعودہ برروی کار آئی اور تمکین دین مرضیہ حاصل
ہوئی تو اب اس میں جسکو ذرا سی بھی عقل ہی معلوم کرسکتا ہی کہ نص ہونے کی صورت میں
کس امر کا احتمال باقی رہا اور کونسا تخالف و تشاجر ہی کہ جسمیں امت کو ڈال دیا تا نزہ و تشاجر کے
اندیشہ کو تو خود خداوند تعالے کے بھی بعد صادق نے بیچ دین سے اوکھاڑ دیا ہے بلکہ اگر
بقول شیعہ رسول اللہ علیہ وسلم نے نص فرمائی تو باوجود اوس شفقت و عطوفت و رافت و رحمت کے
جو امت مرحومہ کی حالت پر مبذول تھی تمام امت کو جسکو سالہا سال کے محنت و مشقت میں صدہا
طرح کی اذیتیں اوٹھا کر مسلمان کیا تھا اس نص کے بدولت ورطۂ ضلالت میں اوندھا ڈال دیا
اگر یہہ نص ہوتی تو کیوں لاکھوں آدمی کفر میں مبتلا ہوتے۔ کیا توحید و نبوت و معاد کا
اعتراف کافی نہ تھا۔ غرض جسقدر مفاسد کو یہہ نص متضمن ہی ترک نص ہرگز نہیں ہوا باہمہ
نص یہہ ہی ہی یوم غدیر خم فرمائی یا کوئی اور اسکا نص ہونا تو ظاہر ہی اور اگر کوئی اور ہو
تو لاہی پیش کیجیے علاوہ ازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہمہ رافت و رحمت
نص فرمائی بھی سہی لیکن کیا فایدہ ہوا جبکہ خداوند تعالے نے اونکو تمکین نہ دی اور اپنی واجب کو

جو لطف تہا اپنی ذمہ سے نہ اوتا را تو جو امور دینی و دنیوی اوسکی ساتہہ وابستہ تہی وہ کیونکر
حاصل ہوئی اور نیز نص سے کیا فایدہ ہوا جبکہ امام نے غایب ہوکر باوجود یکہ تمام منافع دینی و دنیوی
اوسکی ساتہہ وابستہ تہی سبکو خاک مین ملا دیا اور امت کو عمدًا اختلاف و تنازع و تشاجر مین ڈال دیا
کیا کوئی شخص جسکو ذرا دین اسلام کا لحاظ ہوگا وہ ایسا کہہ سکتا ہی علاوہ ان سبکے ہماری مجیب کے
نزدیک اگر قطع عرق تنازع بعض ہی پر منحصر تہا تو یہہ بہی بداہتہً غلط ہی کیونکہ جو تنازع و تشاجر
و تکاذب و تجاحد و ربارہ نص فرق شیعہ مین عمومًا اور امامیہ مین خصوصًا واقع ہورہا ہی اوسکو دیکہکر
بے اختیار آیت وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ زبان پر جاری ہوتی ہی - اس سے صاف ظاہر ہی
کہ اگر واقعی نص ہوتی تو یہہ اختلاف و تنازع جو نص ماننیکی بہی اختلاف و تنازع سے بدرجہا بڑہکر ہی
واقع نہوتا تو معلوم ہوا کہ یہہ باتین سراسر بنی ہوئی ہین بس - اگر خوف تطویل نہوتا تو اس اختلاف
کو مفصل بیان کرتا لیکن چونکہ صواقع و تحفہ و سیف مسلول وغیرہ مین بشرح و بسط مذکور ہی جسکا دل
چاہی دہان دیکہہ لیوی **قولہ** اگرچہ اس عبارت پر بہت کچہہ گفتگو ہوسکتی ہی مگر بخیال
اختصار عرض بصر کرکے اسقدر گذارش ہی کہ باوجودیکہ خلیفہ رابع بہی خلفاء اہلسنت کے خلفاء
راشدین سے ہین اور انکی خلافت بہی مدت سی سال مین ہی واقع ہوئی مگر حضرت شاہ صاحب نے کمال
تورع اور تدین سے محض خلفاء ثلثہ کا ہی ذکر کیا ہی یہہ بہی قابل غور ہی تمسک عشرت و اہلبیت کی یہہ ہی
معنی ہین - **اقول** یہہ تو آپنے اپنی ہی سوچ مین بہت اچہا کیا کہ اس عبارت پر بہت
گفتگو نہین فرمائی کیونکہ جسقدر زیادہ گفتگو فرماتی اوسیقدر آپکی استعداد و لیاقت کی زیادہ قلعی
کہلتی سو اسکا کسی پر کچہہ احسان نہین - باقی رہا شاہ صاحب پر خلیفہ رابع رضہ کے نہ ذکر کرنیکا
الزام یہہ محض عدم فہم مرام و وسوسہ ہی ظاہر ہی کہ خلافت رابعہ کے حقیت متفق علیہ مین
الفریقین ہی اوسکی بیان کرنے کی کچہہ ضرورت نہین اثبات اگر مقصود ہی تو خلافت ثلثہ
کا ہی جو متنازعہ فیہا ہین سو انکا بیان کرنا ضروریات سے اگر ایسی مواقع مین خلافت رابعہ کا
ذکر کیا جاوی تو جبکہ اوسکو خلافت حقہ تسلیم کرلیا ہی تو ہماری تمسک و دلار مین کچہہ قصور

واقع نہین ہوسکتا اگر آپ مدعی ہین تو وجوب ذکر کو کسی دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کیجئی
دعویات سے موقع استدلال مین کام نہین چلتا - اور نیز بیان کرنا اس امر کا مقصود ہتا کہ ان
خلافتون مین اختلاف واقع ہوتا تو اجن مہمات دینی و دنیوی کو یہہ خلافتین متضمن تہین مثل
فتح روم و فارس وغیرہ ممالک اور شیوع اسلام کے وہ سب درہم و برہم ہو جاتے چونکہ یہہ حصہ
خاص خلافت ہی کا ہی اسلیے وہ اس بیان کے لیے مخصوص ہین تو اونہین کا ذکر کیا گیا
علاوہ ازین ہم آپکی روایات مین بہت جگہ دیکہتے ہین کہ صرف جناب امیر کا ذکر ہوتا ہے
اور باقی ائمہ کا نہین ہوتا تو کیا اس سے استدلال ہوسکتا ہی کہ حضرات کو ائمہ باقی سے بغض تہا
قرآن شریف میں جو حق تعالے شانہ نے بعض مواضع مین بعض انبیاء کا ذکر فرمایا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر نہین فرمایا اسطرح بعض انبیاء کا ذکر فرمایا اور بعض کا ذکر ترک فرمایا چنانچہ ارشاد ہی
منہم من قصصنا علیک و منہم من لم نقصص علیک[1] حالانکہ وہ بہی انبیاء تہی اور نیز کفار تک کا
ذکر کیا تو اس سے حسب قاعدہ خود کیا سمجہگے - یہہ حضرت ہی کی مناظرہ دانی ہی کہ ترک ذکر کو
دلیل بغض کے قرار دیتے ہین اور بلا دلیل خلاف دلار و تک کہتے ہین - **قولہ** اور نیز امامت کا
اہم المہمات ہونا ہی اس عبارت سے ثابت ہے جسکا شاید آپکو انکار ہی - **اقول**
جبکہ آپ میری انکار مین شاک و متردد ہین تو کچہہ ضرورت نہین تہی کہ اسکا جواب لکہا جاوے
لیکن چونکہ یہہ شک نہین محض تجاہل ہی اسلیے ہم آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کرتے ہین واضح ہو کہ
ہمارے اور آپکے مسلک امامت مین یہہ اختلاف ہی کہ آپ اوسکو اصول دین مین سے مثل توحید
و نبوت کے سمجہتے ہین اور ہم فروع دین مین سمجہتے ہین اگر اسکی اہم المہمات ہونی کا انکار ہی
تو بایں عبارت ہی کہ یہہ مسلک اصول مین سے نہین ہی اور اس عبارت سے اوسکا ہرگز اصول دین مین سے
ہونا ثابت نہین ہوتا اگر آپ اس عبارت یا کسی عبارت سے امامت کا اصول مین سے ہونا
ثابت فرماتے تو بجا ہی خود ہتا ورنہ صرف یہہ فرمانا کہ اس عبارت سے امامت کا اہم المہمات ہونا

[1] بعض انبیاء وہ ہین جنکا ہمنے قصہ بیان کردیا ہی اور بعض انبیاء سے وہ ہین جنکا قصہ نہین بیان کیا - ۱۲ -

ثابت ہی اس پر یعنی ہی کہ آپ نے محل نزاع سی تجاہل فرمایا ہی **قولہ** اور سنی ہی نفس و مقصد و مقدمہ مین بصفحہ ۲۷۲ یہہ عبارت مرقوم ہی دلیل ثانی ہر کہ کتاب فضائل اصحاب را از اصول خواندہ باشد و فن معرفت الصحابہ را متتبع نمودہ باشد البتہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حق ہریکی از اصحاب خود کہ نشست و برخاست بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم داشتند نفس رانی فرمودہ است و کلمہ کہ مزکیت حاصل عمر او تواند بود بزبان شریف جاری نشدہ و این قصص بیرون از شمارست ہرگاہ برای ہر کسی کلمہ رد و ثنا ساختہ است بر کبار اصحاب خود در زمان حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وزیر و مشیر او بودند بعد وی صلی اللہ علیہ وسلم تحمل اعباء خلافت نمودند چرا نفس رانی نفرمودہ باشد و خلافت ایشان از دو حال بیرون نیست یا خیرست یا شر اگر خیرست بہترین جمیع خیرات است کہ من سن سنۃ حسنۃ فی الاسلام کان لہ اجرھا و اجر من عمل بھا این بزرگواران را مثل اجور جمیع مجاہدین و جمیع آنانکہ بسعی ایشان مہتدی شدہ اند حاصل است و اگر شر است بدترین شرہا است زیرا کہ دین محمدی را برہم زدند و امام معصوم را نرسانیدند بہر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امور خیریہ اصحاب خود را کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بآن متصف شدند بیان فرمایند پس امر عظیم را ما الی الخیر و ما الی الشر بیان نفرمایند اگر خیرست لطف خدائے تعالے و رافت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تقاضا مینمائید کہ بران خیریت مطلع سازند تا مردم آن خیر را خیر دانند و بآن اہتمام نمایند و اگر شر است لطف الٰہی و رافت حضرت رسالت پناہی تقاضا میفرمایند کہ بر شریت آن مطلع سازند تا مردم آنرا شر دانند و حجۃ اللہ بر ایشان قائم شود و اگر نوع ثانی می بود آن نیز بیان امر خلافت است و نوعی از تعیین خلفاء کہ فلان فلان بخلافت حقیق نیستند و حقیق غیر ایشان است بالجملہ استقرار سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در تکلم بر احوال صحابہ بدلالت ظاہرہ دارد کہ خلفاء را بیان فرمودہ است و تعیین خلفاء بوجہ اتم کردہ است انتہی بقدر الحاجۃ - یہہ تقریر جو خلفاء پر

وجوب نص کے بارہ مین حضرت شاہ صاحب نے فرمائی ہی نہایت ہی متین ولطیف ہی اور تحقیق
وتدقیق کی داد دی ہی خلفا رپر وجوب نص کو خوب ظاہر کرتے ہی چونکہ ہمارا مطلب اسجگہ صرف
اسقدر ہی کہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا واجب ہی اور یہہ شاہ صاحب کی اس دلیل سی بخوبی
واضح ہی لہذا اس بابین کلام کہ شارع علیہ السلام نے خلفا ثلثہ کی صحت خلافت مین نص
فرمائی یا بطلان خلافت مین اور اونکی صحت خلافت بین فضول معلوم ہوتی ہی **اقول**
یہہ دلیل بھی جو ہماری محبوبنے ازالۃ الخفا سی نقل کی ہی اونکی مدعا سی غیر مربوط ہی یہان بھی آپکو
مدعا یاد نرہا حضرت آپکا مدعا اشتراط نص کا اثبات تہا پھر پرہ خدا ذرا تو دیکھیی کہ اوس
عبارت مین اشتراط کس جگہ سی مفہوم ہوتا ہی انصاف کی آنکھون پر ایسی پٹی تو نہ باندہی
اول تو اس عبارت سی وجوب نص ہی ثابت نہین کیونکہ نص متنازعہ فیہ کی اثبات کو
یہہ عبارت متضمن نہین ہی اور جس نص کو یہہ عبارت متضمن ہی جسکو ہمارے محبوبنے اپنا
مستدل قرار دیا ہی وہ متنازعہ فیہ نہین ہی اور اگر یہہ بھی قیاس وجوب نص متنازعہ فیہ مین جاری
کرین اور یہہ مقصود ہو کہ اسی دلیل سے وجوب نص متنازعہ فیہ بھی ثابت ہی تو غیر مسلم ہی
بلکہ ہم کہتے ہین کہ وجوب نص متنازعہ فیہ کو یہہ بھی دلیل مانع ہی کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیان وقائع دار صاف صحابہ سب کچھہ بیان فرمایا اور ہر ایک شی کی آپکی
تعیین سی خبر فرمادی تو اب نص متنازعہ فیہ کے کچھہ حاجت نرہی - اور میرنیہہ بھی یاد رکھیگا
کہ آپکے نزدیک وجوب نص مین وجوب علی اللہ ہی جسکی اہلسنت سخت منکر ومخالف ہین دلیل سے
اسکا اثبات بھی ملحوظ کہیی سو ہذا اگر وجوب نص بفرض محال ثابت بھی ہو تو اشتراط
کی ثبوت کو یہہ مستلزم نہین پس ثبوت اشتراط مین اسکو پیش کرنا قلت تدبر پر مبنی ہی - قطع نظر
اس سی یہہ دلیل اقناعی ہی جو اثبات اصول مین کارآمد نہین ہوسکتی - لیکن جس مدعا کے اثبات کے
لیی حضرت شاہ صاحب نے ذکر فرمائی سو اول تو وہ اصول مین نہین پھر جسقدر دلائل اقناعی وخطابی
ذکر فرمائی ہین وہ سب بطور مویدات کی اوس دلیل کے ذیل مین واقع ہین جو قطعی طور پر نص

ہشتم نص کی بارہوین دلیل کا بطلان

قرآنی سی مدعا کو ثابت کرتی ہے لیکن وہ مدعا آپکی مدعا سی بمراحل بعید ہی - فی الواقع یہہ تقریر
بلکہ تمام تقاریر جناب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت متین و لطیف ہین اور تحقیق حق کے
داد دی ہی - ع - والفضل ماشہدت بہ الاعداء - لیکن آپکو کچھہ مفید نہین چنانچہ
گذارش ہوچکا **قولہ** تاہم اسقدر لکھنی ہی باز نہین رہ سکتی کہ ایسی دلیل ہی خلافت
خلفاء ثلثہ کی صحیح معلوم نہین ہوتی کیونکہ انکا غیر منصوص علیہ ہونا ایسا واضح ہی کہ
آپکی خاتم المحدثین نے تحفہ مین اسکا اقرار کرلیا ہی چنانچہ باب ہفتم تحفہ مین وہ یہہ تحریر فرماتی
ہین زیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہلسنت نہ معصوم اند و نہ منصوص علیہ و در افضلیت ہم گنجائش بحث بسیار است
پس جبکہ خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا آپکی خاتم المحدثین کے والد ماجد کی دلیل سی ضروری ثابت
ہوا اور یہہ خلفاء اہلسنت کے ہی حسب اقرار صاحب تحفہ منصوص علیہ نہین تو انکی خلافت
صحیح نہ ہی **اقول** ای حضرات اہل انصاف و ارباب ہی مدعی انصاف محبوب کے اس
دلیل کو جو ابطال خلافت خلفاء ثلثہ پر قائم فرمائی ہی ملاحظہ کیجیے اور اس سی آپکی غور فہم و
غزارت علم اور مرتبہ اجتہاد و انصاف کا اندازہ فرمائیے اور دیکھیے حضرت کو کیسی کیسی پیچ و پیچ
شبہات سد راہ حق ہورہی ہین با اینہمہ دعوی یہہ ہی کہ ہمنی حق لیقین کا مرتبہ تحقیق مسائل
مین حاصل کرلیا ہی اس دعوی کو دیکھیے اور اس دلیل کو ملاحظہ فرمائیے زمین و آسمان کی فرق سی
زیادہ فرق پائیگا اگرچہ اس لغو دلیل کے ابطال کے اور اسمین تضییع اوقات کے چنداں ضرورت
نہ تھی لیکن چونکہ ہماری محبوب لیبے بڑی ناز و افتخار سی بیان فرمائی ہی اسلیئی مناسب معلوم ہوا
کہ مختصراً اسکے بطلان پر متنبہ کیا جاوی - پس واضح ہو کہ اولاً تو آپنے یہہ غلط کہا ہی کہ آپنے جو
وجوب نص ازالۃ الخفا سی مستنبط کیا ہی اسکو شرط اور موقوف علیہ صحت خلافت سمجھہ لیا
حالانکہ اگر بالفرض وجوب تسلیم ہی کرلیا جاوی تو مستلزم شرط نہین دوسری بڑی خطا یہہ ہوئی
کہ جو وجوب نص حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی عبارت سی سمجھا تھا صاحب تحفہ اس کی
اعتراف عدم مسلمیت خلفاء کو اوسی نص پر محمول فرمایا جسکا وجوب عبارت ازالۃ الخفا سی سمجھا تھا

حالانکہ یہہ ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے ادنی طلبہ بھی متراوین جس شخص کو عبارت فارسی کے
سمجھنے کا تھوڑا سا بھی سلیقہ ہو وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ صاحب ازالۃ الخفا نے نص سے کونسی
نص مراد رکھی ہے - یہہ ہے متنازعہ فیہ ہے یا کوئی اور ہے ظاہر ہے کہ یہہ نص متنازعہ فیہ تو مراد نہیں ہے
کیونکہ وہ عبارت جو ہم اوپر بیان کرائی ہیں بدلالت مطابقی اسپر دال ہے وہ فرماتی وآن
نکتہ آنست کہ مراد ما از تعیین خلیفہ کہ بوجوب دلزوم آن لب میکشائم نہ آنست کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک بوفات خود مسلمانان را جمع فرماید و بہ بیعت آن خلیفہ امر نماید
یا بفعل از افعال مخصہ استخلاف درین حالت بعمل آرد - چنانچہ الحال بہ تخت نشاندن و چتر بر سر
نہادن مفہم استخلاف میباشد اور بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ صاحب تحفہ نے عدم منصوصیت سے کونسی
عدم منصوصیت مراد رکھی ہے ظاہر ہے کہ وہی عدم منصوصیت مراد رکھی ہے جو متنازعہ فیہ بین الفریقین ہے
اور وہ منصوصیت جسکا وجوب صاحب ازالۃ الخفا نے بیان فرمایا صاحب تحفہ کو اوسکا ہرگز انکار نہیں
جسکا صاحب تحفہ کو انکار ہے وہ اوس سے بالکل جدا ہے پس یہہ ہماری مجیب کے فارسی دانی اور
خوش فہمی ہے کہ دونو کو ایک سمجھ گئے - پھر ان باتو پر کیا سمجھ دعوی انصاف ہے ہان اگر
آپ انصاف سے اپنی یہان کی روایات وعبارات کو ملاحظہ فرماوین تو معلوم کرلیں کہ اونسے
عدم اشتراط نص ثابت ہوتا ہے زیادہ تکلیف کی ضرورت نہیں صرف نہج البلاغہ کی شرح
ابن میثم کو ملاحظہ فرمالیجیے - (۱) المیثاق[1] ما لزمہ من بیعۃ ابی بکر بعد القاعہا ای فاذا
میثاق القوم قد لزمنی فلم یکن لی الخلاف بعدہ - اس عبارت کو بغور دیکھیے اور فرمائیے کہ خلافت
صدیقی آپکے نزدیک بہر حال غیر منصوصہ ہے تو پھر خلافت غیر منصوصہ کا میثاق لازم کیونکر
ہوا اوس سے معلوم ہوا کہ اشتراط نص باطل بلکہ یہہ ہے دلیل بطلان اشتراط عصمت و افضلیت
کو بھی مثبت ہے اور اس دلیل سے صحت خلافت صدیقی مثل روز روشن ثابت ہے (۲)

---

[1] میثاق وہ ہے جو کہ آپ پر بیعت ابی بکر اوسکی واقع کرنیکے بعد لازم ہو گئی یعنی ناگاہ قوم کا عہد مجھ پر لازم ہو گیا
پھر اوس سے پھرنا مخالفت مجھ سے ہو سکی ۱۲

اس خطبہ مین جسکی ابتدا یہہ ہی ومن خطبۃ لہ لما خصمہم روایت نقل فرماتے ہین الائمۃ من قریش جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کو عام قریش مین شائع فرما دیا تو بعد اسکے دعوی تخصیص بعض ائمہ اثنا عشر مین محض تراشی ہوئی بات معلوم ہوتی ہی اور بے حقیقت وہ نص جسکی ثبوت کا دعوی فرماتی ہین اسکی مخالف ہی شارح ابن میثم کے جواب کو بھی جو اسجگہ افادہ فرمایا ہی ملاحظہ فرمایجیگا۔ (۳) وہ خطبہ جسکی ابتدا یہہ ہی ومن کلام لہ الی معویۃ اما بعد فقد اتتنی منک موعظۃ اسکی شرح مین علامہ ابن میثم نے جو خط جناب امیرؑ کا نقل کیا ہی وکنت امرءا من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی الضلال ویضربہم بعصی اس عبارت سے صاف ظاہری کہ جب مہاجرین کا اجماع خطا پر نہین ہوسکتا تو نص کا اشتراط باطل ہوا (۴) اسی خطبہ مین اسکی بعد ہی مذکور ہی واما مامیزت بین اہل الشام واہل البصرۃ وبینک وبین طلحۃ والزبیر فلعمری ما الامر ذلک الا واحد لانہا بیعۃ واحدۃ الخ قولہ لانہا الخ اس عبارت کو بنظر تامل دیکہہ جایئی معلوم ہوگا کہ کس صراحت سے اشتراط نص کو باطل کر رہی ہی اور اگر اطراف وجوانب کلام کو بلحوظ ناظر رکہیگا تو یہہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ یہہ دلیل من باب مجاراۃ الخصم نہین ہی (۵) یہہ امر مثل بدیہی اولی کے ہی کہ اگر معاذ اللہ خدا تعالے ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ نص امامت واجب ہوتی تو وہ عام طور پر اسطرح نص فرماتی جسمین کوئی خفا باقی نہ رہتا۔ بلکہ یہہ امر اصول دین سے تہا اور جب اسمین نزاع ہونی والا تہا تو ضرور تہا کہ اکثر مجالس نشست وبرخاست مین اسکی نسبت تنصیص فرماتے بلکہ قرآن منزل مین بطور وحی متلو کے نازل ہوکر ورد زبان اکابر اصحاب غرامت ہوتا کہ

---

۱ امام قریش مین سے ہین ۲ مین بھی ایک شخص مہاجرین سے ہون وارد ہوا مین جسطرح وہ وارد ہوئے اور ہوا جسطرح وہ لوٹے اور اللہ انکو گمراہی پر اکٹہا نکریگا۔ اور انکو حق سے مائل نہ ہونیگا ۳ لیکن قوی جو کچھہ اہل شام اور اہل بصرہ مین اور اپنی مین اور طلحہ وزبیر مین فرق بیان کیا پس ہی حیات کی قسم حرف یہہ ایک سی امر ہی کیونکہ ایک بیعت ہے

اور اسمین ہر ایک امام کا نام تک بیان کیا جاتا تا کہ یہ کسیکو اسمین مجال تردد و انکار باقی نرہتی - اور اگر بالفرض تنصیص مستفیض کے صورت مین اور لوگ اسمین مخالف ہوتی تو شبہ خصوص امامیہ کی تو باہم کچھ اختلاف واقع ہوتا لیکن جب انکی بھی باہم تکاذب و تجاحد پایا جاتا ہی - تو اس سی صاف یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ یہہ محض بنائی ہوئی باتین ہین نص منصوص کسیکی واسطی نہین ہوئی پس نص یہہ ہی کہ جو نہج البلاغہ مین بایں الفاظ مروی ہے الائمہ من قریش اور نص وہ ہی جو آیات کلام مجید اور احادیث مرویہ اہل سنت سی ثابت ہی

(۶) محمد بن حنفیہ اور امام سجاد کا باہم نزاع اور حجر اسود کا حکم بنانا صاف دلیل ہی کہ امامت منصوصہ نہین ورنہ کیا محمد بن حنفیہ پر بھی مخفی ہوتا جو جناب امیر کا مثل بازو کی رہتا اور اگر محمد بن حنفیہ کو معلوم تہا تو نہایت مستبعد ہی کہ نص خداوندی و رسالت پناہی مین تو چون و چرا فرمائی اور حجر اسود کی فیصلہ کو منظور کریا حجر اسود کی فیصلہ کے نسبت اتنا اور بھی یاد رکھیگا کہ اسمین بھی باہم اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ حجر اسود نے امام سجاد کی امامت کی تصدیق کی اور بعض کہتے ہین کہ امامت محمد بن حنفیہ کے شہادت دی علاوہ انکی اور بہت دلائل ہین جو عجلت وقت اونکی نقل کی فرصت نہین دیتا اسلیے اسی پر اکتفا کرتا ہون - **قولہ** نص کے بارہ مین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تیسری دلیل سنیی اسی مقصد و فصل و مقدمہ مین صفحہ ۲۳ مین تحریر فرماتی ہین دلیل ثالث ہر کہ فن مغازی را تتبع نمودہ باشد دانستہ میداند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہرگاہ برای غزوہ از مدینہ شریفہ سفر میفرمودند شخصی را حاکم مدینہ میگردانید امر مسلمین را گاہی مہمل نگذاشتہ اند پس چون کوس رحلت او دنیا نواختند و غیبت کبری پیش آمد آن سیرت مرضیہ خود را چرا مراعات نفرمایند اگر تامل کنی در رفت تامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدہ رفتہ رفتہ گذاشتن امت بغیر نسق محال دانی و اگر اصلاح عالم کہ سبب بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودہ است پیش نظر داری شانع گذاشتن بنی آدم بحد سعی بلیغ در تربیت و اصلاح آنہا نہایت و تناقض انگاری و اگر بہ سیرت علیہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم در نصب حکام و قضات و تفویض ہر امری بمستحق آن نظر بر گماری بغیر
استخلاف پدید و کردن مینا سنگر بستہ بعد شماری استقراء اکثر افراد و احوال و حکم کردن
بموجب آن در افراد و احوال باقیہ یکی از ادلہ خطابیہ ہست کہ در معرفت احکام بآن اکتفا میتوان
کرد و قصص نصب ثواب بعد برآمدن در غزوات از آن و منسبح نرست کہ بنقل شمہ از آن
احتیاج افتد انتہی یہہ دلیل ہی نہایت متین و لطیف ہی اگر اہل حق بمقابلہ اہلسنت
یہہ دلیل بیان کرتے تو حضرات سنیہ کیا کیا کچھہ نہ کہتے اور حماقت و عقل کے سخافت سے منسوب
کرتے عقل و نقل کے خلاف فرماتے مگر چونکہ حضرت شاہ صاحب نے یہہ دلیل بیان فرمائی ہی اب
مجال نہین کہ اس کے جرح و قدح مین چون و چرا کرین **اقول** اس ضعیف اور واہی
استدلال پر ہماری مجیب لبیب کا یہہ نازد افتخار و جوش و خروش قابل تماشا ہی اے حضرت
میر صاحب جناب کو اسکی بھی کچھہ خبر ہی کہ وہ مدعا جسپر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
اس دلیل کو اپنا مستدل قرار دیا ہی کچھہ اور ہی اور وہ مدعا جسپر آپ اس دلیل کو کھینچا تانی
کر کے گھسیٹتے مین کچھہ اور ہی باہم ہر دو دعوے کی تغایر و تباین ہی گستاخی معاف بہر اگر
اہلسنت حماقت و سخافت عقل کے طرف آپکو منسوب نکرین اور تجسیم و تجہیل نکرین تو اور کیا
کرین کیونکہ حماقت کے کام پر کچھہ تجسیم ہی نہین ہی اور تغایر حضرت شاہ صاحب کے دعوی کا
آپکے دعوی سے ایسا بدیہی ہی کہ محتاج بیان نہین اور ماقبل مین ہم کسیقدر بیان بھی کر آئے
ہین اب بھی اگر شک ہی تو کسی فارسی خوان سے دریافت کر لیجیگا عبارت از آنجا نقل
کر پڑھکر ان شاء اللہ تعالے آپکو تبلا دیگا اور اس دلیل کا آپکی مدعا مین جاری نہونا یہہ بھی ایسا
بدیہی ہے چنانچہ اسپر کسیقدر آپ بھی متنبہ ہوئی اور آئندہ عبارت مین بزعم خود اس اعتراض
کے رفع کرنے مین تمام علم اصول و معقول کو خرچ کر ڈالا۔ چنانچہ اسکی کیفیت ہم اسی
قول کے شرح مین آپ ہی کے الفاظ مین پر وضوح کرینگی چونکہ یہہ دلیل متین و لطیف حسب
اقرار سامی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مدعا کو پوری پوری مفید و مثبت ہی

حضرت مولانا عبد الحی صاحب کی دلیل کو ابطال

اور کچھ گنجایش چون وچرا کی نہین اسلیے نہم کو کچھہ تامل ہی نہ آپ ہی کچھہ چون کرسکتے ہین لیکن
آپ کی مدعا کو جو شاہ صاحب حرکی مدعا کی مباین ہی ہرگز مثبت نہین اسلیے بحول اللہ وقوتہ اسکی
نسبت بہت کچھہ تغلیط کرسکتے ہین اور سب کچھہ کہہ سکتے ہین لیکن جناب کا یہہ خیال کہ یہہ
دلیل چونکہ شاہ صاحب نے بیان فرمائی اسلیے اسمین چون وچرا نہین کرسکتے محض غلط ہی منشا
اوسکا یہہ ہی کہ اہل سنت کی کتابون کو بغور ملاحظہ نہین فرمایا ہمیشہ اہل سنت قول راجح کی تقویت
اور ضعیف کے تضعیف وترئیف کرتے رہتے ہین اگر آپ ازالۃ الخفا کو ہی دیکھین گے تو اس دعوے کی
ثبوت پائینگے۔ **قولہ** اگرچہ شاہ صاحب کی پچھلی کلام اس دلیل مین استقرار کیطرف راجع ہی
لیکن یہہ کلام صریح دلالت کرتے ہی کہ یہہ دلیل قیاس بالا دلویت پر بالاتفاق معتبر ہی
اور عقل ہی اسکی اعتبار پر صراحۃً دلالت کرتے ہی راجع ہی۔ **اقول** یہہ ہی قول ہی کہ جسمین
ہماری مجیب لبیب نے اپنا علم اصول خرچ فرمایا اور چند اصطلاحات بطور دفع خلل مقدر ذکر فرمائین
لیکن بشل مشہور ہنوز دہلی دور است معلب کو پہونچنا تو درکنار ایسی غلطیون مین غلطان وپیچان ہوئی
کہ حضرت کے دعوی فضل وکمال وعلم واجتہاد کی نقیض پر صریح دلائل ہین پس صحیح ہوا کہ ہمارے
مخصص مجیب نے اس دلیل کو قیاس بالا دلویت قرار دیا اور یہہ خلش خطا ہی کیونکہ قیاس بالا دلویت اگر
قیاس ہی تو بیشک ہی لیکن ہرگز حجاری نہین ہوسکتا اسکی مثل دلائل صاف ہی اثبات
حرمت ضرب پستہ ہی جو بالادلی حرمت تافیف سے مفہوم ہوتے ہین پھر جگہ اصل مین حرمت کا
حکم منصوص ہی رحرمت کے ساتھ مخصص مثلوحرمت تافیف بیان فرمائی تو چونکہ اصل مین
حکم قطعی ہوا اور فرع مین بالادلویت ثابت ہوا تو قطعی ہوا بخلاف ہمارے کہ اسمین
نہ اصل قطعی ہی نہ فرع فرع نہ اصل مین حکم وجوب بغض قطعی ثابت ہی بلکہ نفس وجوب ہی ثابت
نہین پھر جسکو فرع قرار دی رہے ہو اسمین کیونکر وہ حکم بطور وجوب قطعی کی ثابت ہوگا
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ احوال وسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سفر غزوات وغیرہ
مین پائی جاتے ہین۔ اس امر پر دال ہین کہ آپنے جب کبھی سفر فرمایا تو کسیکو مدینہ پر خلیفہ وحاکم

مقرر فرمایا اب اسکو بنظر غور ملاحظہ فرمائیے کہ آپکی قیاس بالاولویت کی اگر اصل ہی تو یہہ ہی سفر
عزوات وغیرہ ہی پس اسکی اصالت کو دیکھیے اور یہہ دیکھیے کہ اسمین حکم کونسا ہی اور وجوب اسکا
کس دلیل ہی ثابت ہی اور علت اوس حکم کی کیا ہی اور جبکہ اصل کے یہہ کیفیت ہی تو فرع
کی کیا حالت ہوگی پس اسکا قیاس بالاولویت کہنا صریح غلطی ہے علاوہ ازین لفظ لیکن
کو ساتھہ جملہ سابقہ کا استدراک فرمایا جسکا حاصل یہہ تھا کہ شاہ صاحب کی آخر کلام
استقرار کی طرف راجع ہی اگر اس استدراک سے یہہ غرض ہی کہ ہرگاہ شروع کلام اس دلیل
کی قیاس بالاولویت ہونی پر دلالت کرتی ہی تو راجع الی الاستقرار ہونی کا اعتبار نہ ہا
تو یہہ صریح غلط ہی کیونکہ آخر کلام اول کلام کے لیے مغیر ہوتی ہے نہ بالعکس سو قیاس بالاولویت
ہونا باطل ہو نہ رجوع الی الاستقرار۔ معہذا جبکہ دارمدار تتبع واستقرار احوال پر ہی ہی تو
اوسکو کوئی کیونکر رفع کرسکتا ہی اور اگر غرض یہہ ہی کہ قیاس بالاولویت جو شروع کلام سے
مفہوم ہوتا ہی وہ اس دلیل مین بجائی خود معتبر ہی اور رجوع الی الاستقرار جو پچھلی کلام سے
معلوم ہوتا ہے وہ اپنی جگہ معتبر ہے اور ایک دوسری کو مزاحم ومصادم نہین تو
اوس سے بھی زیادہ بدیہی غلطی ہی کیونکہ یہہ ایک دلیل ہی جو اعتبار قیاس بالاولویت
اس دلیل کے قطعی ہونی کو مستلزم ہے اور اعتبار رجوع الی الاستقرار اسکی ظنیت کو مقتضی ہی
تو ایک ہی دلیل قطعی بھی ہوئی اور ظنی بھی۔ معہذا اتنا تو آپ بھی جانتے ہونگے کہ قطعی
اور غیر قطعی سے مرکب قطعی نہین ہوسکتا پھر معلوم نہین کہ اس استدراک نے آپکو کیا
فایدہ دیا اور بفرض محال اگر قیاس بالاولویت ثابت بھی ہو تو آپکو کیا مفید ہی اسکے بعد
اسقدر اور گذارش ہی کہ یہہ بھی واضح رہے کہ قیاس بالاولویت کو قیاس کہنا
صرف علامہ طوسی کے نزدیک ہی ورنہ آپکی یہان محقق وغیرہ نے اسکی قیاس ہونے سے
انکار کیا ہی معالم الاصول بحث قیاس مین مذکور ہی۔ ذهب العلامة في التهذيب وكثير من العلماء

ل علامہ طوسی تہذیب مین اور بہت لوگ عامہ یین سے اسطرف گئے ہین ۱۲

الی ان تعدیۃ الحکم فی تحریم التآفیف الی انواع الاذی الزائد عنہ من باب القیاس وسمیہا القیاس الجلی واتکر ذلک المحقق وجمع من الناس - اور جو لوگ کہ اسکی قیاس ہونے کے منکر ہین وہ اسکو مفہوم الموافقہ اور فحوی الخطاب وغیرہ اسماء سے موسوم کرتے ہین اس سے یہہ بھی معلوم ہوسکتا ہی کہ یہہ بجز منصوص کے دوسری جگہ جاری نہین ہوسکتا پھر معلوم نہین ہمارے فاضل مجیب باایمہہ علم وفضل ایسی کیون بہکی کہ اپنی اصول و فروع کی بھی خبر نہ رہی - ہم نے مانا کہ حضرت کا قیاس بالاولویت عقلاً معتبر ہے لیکن کہان معتبر ہے جسجگہ جاری ہو اسجگہ معتبر ہی یا جسجگہ جاری نہو وہان بھی اسکو معتبر سمجھیگا اگر وہان بھی معتبر ہے تو بجز اسکی کہ اسکی اعتبار کرنے والی صرف ہماری فاضل مجیب ہی کی عقل ہو اور کسی فرد بشر کی نہوگی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم قولہ اور سینی پھر اسی صفحہ مین فرماتے ہین دلیل سابع اگر شریعتی را کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای دفع مفاسد عالم واصلاح جہانیان بجا آورد بچشم عبرت تتبع کنی شک نداری در آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن مقربات کہ افراد بنی آدم را از حضیض بہیمیت بادجہ ملکیت رساند بیان فرمودہ بعد آزان ہرچہ حاجت بآن باشد از آداب معیشت ومکاسب ومعاملات وتدبیر منازل وسیاست بدن ہمہ را شروع ساختہ وہر نابابستی کہ درانجا بود آزان منع وزجر نمودہ وآزان ہمہ گذشتہ بتحسینات وسد ذرائع مفاسد وداعی اثم را بوجہ اتم مبین گردانید وہر چیزی بیان کردہ ارکان وشروط وآداب مفصل ساختہ مثل این حکیم دانا وشفق مہربان عقل تجویز میکند کہ است خود را درعین مہلکہ بسپارد وتدبیر خلاص ایشان نفرماید درغزوہ تبوک متوجہ شام شود اشارہ قوۃ غضبیہ رومیہ کند وایشان را تخویف نماید ونامہ بکسری نویسد کہ آتش غیرت بسبب آن بدماغ او رسد ووی از کمال رعونت خود قاصدی پیش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرستد وقصد اہانت کند ومتنبیان مانند مسیلمہ کذاب

لہ کہ اوس حکم کا مقتضیہ جو حرمت تآفیف ہین ہی انواع تکلیفات کیطرف جو تآفیف سے زائد ہین باب قیاس سے ہو اور اوسکا قیاس جلی نام رکہا ہی اور محقق اور ایک جماعت نے اسکا انکار کیا ہی - ۱۲ -

واسود غنی باز زمین عرب برخاسته باشند و مردم ضعیف الاسلام در پی تردید کفر افتاده باشند
و سور قرآن مانند عصا فیر در دست مردم پراگنده باشند بحکمت این حکیم دانا و رافت این مشفق
مهربان مناسبت دارد که تدبیر اصلاح عالم ناکرده است خود را زیر بنای خلیفه سپرده از عالم
بگذرد - سوال اگر گوئی همه احکام در شرع مبین نشده است بلکه بسیاری از احکام بقیاس مجتهدین
حواله گذاشته اند نصب خلیفه هم از احکام غیر مبینه باش گو - جواب گویم چیزی که در زمان
آنحضرت صلی الله علیه وسلم واقع بود حرج آن بآن حضرت رسیده لابد اصلاح آن حضرت صلی الله
علیه وسلم فرموده است اگر خیر است تقریر نموده و اگر شر است منع فرموده والا تقریر بر معصیت
لازم آید و آن محالست بتضاد عصمت و چیزیکه قریب الوجود و قریب الحصول بود آنرا بیان
فرمودن اری آنچه بعید الوقوع است اثارت شبهات بآن نکرد و آن عین رحمت است احکامیکه
بقیاس مجتهدین حواله کرده اند آن وقایع بعید الوقوع است نه قریب الوقوع واقعه که تقریر
آن کردیم قریب الوقوع است پیش پا افتاده که هر عاقلی وقوع آنرا عنقریب عنقریب اندیشان
بین القبیلتین باز بر قیاس مجتهدین ارجاع حواله کرد که عقل بتحقیق آن مشتغل باشد نه آنچه تعبدی
محض باشد و تعیین خلیفه که در زمان آینده تغییر و تبدیل نکند و سعی او مفید مطالب
مقصوده باشد امری موکول بنظر جهان لسان غیب که عقل را مدخل نتوان بود - انتهی غور فرمایئے
کہ اس دلیل کا ہر حرف ہماری مدعا کو کیسا ثابت کرتا ہی اور وہ چارون اصول انعقاد بیعت
خصوصاً اصل اول کہ حضرت شاہ صاحب نے اس کتاب کے شروع مین لکھی ہین کیسی بیمانشوا
ہوگئی بخوف طوالت زیادہ نہین لکھ سکتے **اقول** یہہ دلیل بھی مثل دلائل سابقہ کے
ہماری فاضل مجیب کے مدعا سے بمراحل بعید ہی کیونکہ اولاً یہہ دلیل بھی دلائل خطابیہ مین سے ہی
اور ظنی ہی تو اس مدعا کو جو اصل اصول دین مین ہی ہرگز مثبت نہوگی - ثانیاً جو نص
کہ اس عبارت سے مفہوم ہوتی ہی یا اوس نص پر محمول ہی جو مدعا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کا ہی اور یا اوس نص پر حمل کیجیگا جو ہماری فاضل مجیب کا مقصود بالانبات ہی اگر بفرض

استدلال فاضل مجیب بر دلیل ہفتم

احمال وہی نص مراد ہو جسکی اثبات کی مجیب درپی ہین تاہم مانع کو گنجایش ہی کہ وہ اس
استدلال کو منع کری اور وہ یہہ کہی کہ محتمل ہی کہ وہ نص مراد ہو کہ جو مدعا حضرت شاہ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ کا ہی اور قاعدہ ہی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال تو یہہ استدلال جب تک
کہ رفع احتمال نکیا جاوی باطل ہوگا اور اس احتمال کا رفع ہونا محال ہی اور ظاہر ہی کہ اگر
اس نص کو اوسپر محمول کیا جاوی جو شاہ صاحب کا مدعا ہی اور بروی عقل و نقل اوسی
پر محمول ہی تو اس صورت مین اس دلیل سی ہماری مجیب کے مدعا کی ثبوت کی کوئی سبیل
نہین - باقی رہا یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ اس دلیل سی چارون اصول انعقاد بیعت کے
خصوصاً اصل اول ہمارا منشور ہو گئی سو یہہ ہماری فاضل مجیب کی خوش فہمی ہی منشا اوسکا
یہہ ہی کہ اول نص سی وہ نص سمجھی جو اپنا مدعا تھا بعد اوسکی یہہ سمجھی کہ یہہ نص انعقاد کی لیے
کافی تھی حالانکہ یہہ ہر دو امر فاسد تھی نہ نص سی وہ نص مراد ہی جو مجیب نے سمجھہ رکھی ہی
اور نہ یہہ نص انعقاد کے لیی کافی ہی کیونکہ یہہ نص محض کاشف و قاطع اور مثبت استحقاق ہی
پس بطلان اصول کا دعوی محض غلط فہمی ہی ناشی ہے اور بنا، فاسد علی الفاسد -

قولہ پہر صفحہ ۲۷۴ مین فرماتے ہین دلیل خامس غلبہ جمیع ادیان در رسالت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم منطوی بود کما قال عز من قائل هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی
وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ وکما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالتواتر انہ بشر بفتح فارس والروم فی اول سبعة عشر وفی اول قدومه بالمدینة وعند وفاته
و اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریب عباد بآن فریضہ مختومہ نکنند ادای واجب نکرده باشند
مانند سائر ملوک زیرا که فتوح فارس و روم از آن قبیل نیست که بدون نصب خلیفه راشد میسر شود
و نیز بحساب خلیفه امی خلیفه کان کفایت نمیکند زیرا که برای امر فتوح هر نفسی صالح
نیست مستحق باغیر مستحق مشتبه است و قرعه اختیار برای کسی زدن که برای آن موفق باشد
و آن امر نبی نمیگردد از علوم استیان بیرون است و مقدمه الواجب واجبه و فتنه

زوت معلوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود کہ پیدا شدنی ست بنزول یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ وا وائل این فتنہ در زمان شریف ظہور کرد کہ مسیلمہ کذاب و اسود عنسی
سر بر داشتند و یا بقطع معلوم بود کہ آن متنبیان و مرتدان اگر دست یابند ملت اسلام را برہم
زنند و مسلمانان را استیصال سازند لہذا نوع این فتنہ سوائی نصب خلیفہ راشد ممکن نیست و نہ ہر خلیفہ
باشد بلکہ شخصی عزیز القدری کہ تدبیر غریب برای این غرض عظیم تعیین فرماید و دفع ضرر واجب ست
و حقیقت حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ بغیر تقریب بخیر و تعبیہ از شر متحقق نمیشود و قال اللہ تعالیٰ
اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ اگر درین آیت فہم خود را کار فرمائی
بدانی کہ مقاتلہ با کفار ابتدائی و دفعاً بغیر نصب خلیفہ امکان نیست و ہر خلیفہ آن قائم نمیتواند شد
بل واحد بعد واحد و تمیز این واحد از عقول عامہ خارج ست پیغامبری باید کہ از تلقی غیب تعیین
آن فرماید و فتنہ اختلاف ظاہر بیان در تعیین خلافت فرو نشاند و آتش شغب قدح کنندگان
بعض معائب عرفیہ و مثالب رسمیہ بآب زلال معارف حقہ اطفا نماید و اگر تاریخ ملوک بخوانی
البتہ بدانی کہ در مثل این حالات مضطر شدہ اند بنصب بادشاہی خبیث الوجود و در تعیین آن گاہی
گاہی بذیل نجوم تمسک میشد ند و گاہی بر دیا و استخارہ و گاہی بصرامت حکیمی کہ بر کہانت او اعتماد
داشتہ باشند و خبریات این قصص از حد شمار بیرون ست و اگر باید نداری نگر قصہ رای زدن
زال رستم بعد قتل نوذر گفتن او۔ بیت نزید بہر پہلوی تاج و تخت + مبادا بدیگر
شاہ فرخندہ بخت + کہ باشد برو فرہ ایزدی + بتابد بد و گفتہ ارا بخردی + و در آخر کار
بزند و طہماسپ اتفاق نمودن و قصہ ضعف سلطنت کاوس در وقت پیری او و خواب دیدن گودرز
کہ اصلاح سلطنت فارس بخلافت کیخسرو خواہد بود و گیو را نزد او فرستادن برای آوردن کیخسرو و اد
اقصای توران این نیز کفایت میکند۔ انتہی۔ اقول۔ اگرچہ آپ جانتی ہیں کہ ان فصیح
کلمون اور ان عمدہ عبارتوں سے حضرت شاہ صاحب کا کیا مطلب ہے مگر الحمد للہ کہ یہ ہی
تقریریں ہمارا مدعا ثابت اور آپکا مطلب باطل کرتے ہیں کیونکہ جب ان دلیلوں سے خلیفہ پر

نقض کا وجوب ثابت ہوگیا تو ہمارا مطلب بکمال وضوح حاصل اور اس باب مین آپکی تمام شبہی دفع
و باطل ہوگیی۔ اقول یہہ دلیل ہی مثل دلائل گزشتہ کے ہرگز آپکی مثبت مدعا نہین ہی۔
اور اگرچہ آپ اس دلیل کے تعریف فرماتی ہین اور اسکو تسلیم کرتے ہین اور اپنا مثبت مرام
اعتقاد کرتے ہین لیکن نے الحقیقت اگر آپ بنظر غور سی ملاحظہ فرمائینگی تو آپکو واضح معلوم
ہو جائیگا کہ یہہ دلیل آپکی خرمن مطالب کے لیی صاعقہ آتش بار ہی کہ جسنی اصول مطالب کا
بیخ و بن سی استیصال کر دیا قطع نظر مفاسد مستلزمات سابقہ کی جو یہان بھی لازم آتی
ہین اس اجمال کی شرح ذرا گوش انصاف و ہوش سی سنیی و واضح ہو کہ مختصراً خلاصہ مطالب
دلیل یہہ ہی کہ خداوند تعالے شانہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سی دین اسلام کا
جمیع ادیان پر غالب کرنا منظور تھا چنانچہ لیظہرہ علی الدین کلہ ارشاد ہوا اور ضرور عدہ تھا
کہ دین اسلام کو تمکین کامل دینگی اور خوف کو زائل کر دینگی اور امکی جگہ امن تام عطا فرمائینگی پس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم بقا کیطرف رحلت فرمائی اور یہہ بسوجب حجاب قوۃ سی
منصہ فعلیت پر جلوہ گر ہوئی کیونکہ خود دو سلطنتین عظیمہ پہلو بہ پہلو تھی وہ اسوقت تک
اس قوت و شوکت پر تھی کہ جنکو ہر طرح غلبہ تھا اور اونسی امون ہونا عقل سلیم ہرگز تسلیم
نہین کر سکتی تھی تو لامحالہ ایسی شخص کی ضرورت ہوئی جو نبی کے قائم مقام ہو اور اوسکا
فعل بمنزلہ فعل رسول ہو اور مراد خداوند تعالے کی ظہور کا چارہ نہی ہو دو سلطنتین پامال
ہون مرتدین نے جو اسوقت سر اونہا یا تھا اونکی سرکوبی فرمادی اور نائرۂ فتن مہاندین کو اب
تدابیر حسنہ سی فرو کری اور جسقدر امور داخلی و خارجی مین تشتت ہو اوسکو منتظم فرمادی
اور ایسی شخص کا دریافت ہونا عقول عامہ سی خارج ہی تو ایسی ضرور ہی کہ ایسی عزیز الوجود کو
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب سی تلقی فرما کر متعین فرمادی کہ جسکے ہاتھہ پر یہہ مہمات
سرانجام ہون اب ہم اسکی بعد اس دلیل کے مطالب کو آپکے ائمہ کی حالات سی مطابقت کر کے
دیکھتے ہین تو مثل روز روشن صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہی کہ اون حضرات کے

ہاتھون نہ روم فتح ہوا نہ فارس فتح ہوا نہ مرتدین کی بیخ کنی ہوئی نہ اسلام غالب شائع ہوا
نہ دین کی تمکین ہوئی نہ خوف زائل ہوا نہ امن حاصل ہوا بلکہ برخلاف اسکی ہمیشہ خائف
ومختفی وغیر مامون رہی دین ہمیشہ مغلوب رہا کفار منافقین کی خوف سے ہمیشہ جھوٹ
بولتی رہی اور غلط مسائل امت کو تبلاتی رہی ثقل اعظم آجتک تیرہ سو برس گذر گئی وہی
محرف اور غلط امت مین مروج رہا کبھی اوسکو نہ سبھالا ثقل اصغر کے ساتھ کیا کچھ سلوک
ہوئی اور کچھ اوسکا چارہ نہو سکا بلکہ خلعت خلافت حقہ اپنی بدن سے جدا کر کے ایک ایسی
غیر مستحق کو عطا فرما دیا کہ جس سے کیا کچھ دین اسلام مین فتن پھیلی کہ جنکی نظیر شاید عالم
مین نہو پھر کیا ایسی ہی اشخاص غیب سے انصرام مہمات کے لیے متعین ہوتی ہین اور ایسی ہے
حضرات معاذ اللہ بقول آپکے جو انحطاط دولت دین کے جارحہ ہوئی سبب غلبہ دین کے
ہوسکتی ہین سبحانک ہذا بہتان عظیم ہم کہانتک عرض کرین دفتر خانہ اگر کس است یک حرف
بس است پس اگر بفرض محال اس دلیل سے وجوب نص مدعا ثابت ہو جاوی تو اوسکا
مصداق کونسے ائمہ کو قرار دیجیگا - اور ثبوت استمرار نص محال ہے وجوہات گذشتہ سے
یہہ امر بخوبی واضح ہو چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین **قولہ** اگرچہ کسیقدر طول ہو گیا
مگر شاہ صاحب کا ایک دقیقہ اور من لیجیے پھر فضیلت کے دلائل گوش توجہ سے اصغا فرمائیے
انصاف کرنا آپکا کام ہے عبارت مسطورہ کی مفصل ہے فرماتے ہین وایں دقیقہ ایست
اگر فہم کنی اکثر مفصلات آسان شود سنۃ اللہ جاری است برآن کہ چون اکثر خلق
بشدتی درماندہ بر السموات والارض الہامی یا تقریبی مخمر شد تا اصلاح عالم بآن تدبیر
ورفع شدت صورت گیرد بعثت رسل ونصب مجددین بسرایۃ وچیزہائی بسیار منفرع
برہمین اصل است سری کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقت غلبہ کفر در آفاق
تقاضا کردہ است - کما جاء فی الحدیث القدسی ان اللہ نظر عربہم وعجمہم الا بقایا من اہل الکتاب
وانی ارسلتک ابتلیک بہم وابتلیہم بک الحدیث

همان سرچون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عالم ادنی بعالم اعلی انتقال فرمود ہنوز ظہور دین
حق چنانکہ می بایست نشدہ و اسباب اختلال دین حق بہم رسیدہ بار دگر برقع از روی عقد
کشاد و تعیین خلیفہ ثم خلیفہ نمود تا آنکہ مراد حق تمام شد و موعود او منجر گشت و چنانکہ معرفت
شخصی کہ متحمل اعباء نبوت میشود از علوم بشر خارج است و لہذا جاہلان گفتند لَوْلَا نُزِّلَ
هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ہمچنان معرفت شخصی کہ اعباء خلافت حمل نماید و آن مراد
حق بکمال رساند مقدر بشر نیست اینہمہ تدبیر غیب است کہ از پس پردہ کار ہا میکند و لابد است
کہ بیان آن شخص معین ارشاد فرماید انتہی بقدر الحاجۃ۔ یہہ کلام بلاغت نظام اہل حق کے
مطلب کو نہایت ہی صراحت سے ثابت کرتے ہی اور طالب حق کو ہدایت کے منزل پر پہنچاتے
ہی کیونکہ اس سے بذریعہ وحی نزدانی وارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا ہر ادنی
و اعلی پر بالوجوب ثابت ہوا اور یہہ بھی صاف ظاہر ہی کہ انسان کا مقدور نہین کہ متحمل
اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچان سکے **اقول** اس کلام بلاغت نظام کی
نسبت جسقدر تعریف و توصیف مدح و ثنا فرمائی بجا و درست ہی وہ اسکے قابل ہی لیکن مین
اس تعریف کے نسبت دو لفظ کہتا ہون جو جناب امیر رضی اللہ عنہ نے کسی موقع پر فرمایا تھا
کلمۃ حق ارید بہا باطل اگرچہ دلائل سابقہ کی جوابات مین آپکی تمام استدلالات کا بخوبی ابطال
ہوچکا ہی لیکن یہان بھی اشارۃ کچھ ذکر ضرور ہی کہ یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ اس سے بذریعہ
وحی نزدانی و ارشاد رسول ربانی خلیفہ کا منصوص علیہ ہونا بالوجوب ثابت ہی یہہ بالکل غلط ہی
کیونکہ ثابت ہی کہ وجوب ہی مراد حسب قاعدہ وجوب علی اللہ ہی اور اس دلیل سے وجوب
علی اللہ کا عدم ثبوت اجلی بدیہیات سے بھی زیادہ واضح ہی بلکہ وجوب علی اللہ کا بطلان
جابجا قرآن مجید اور احادیث رسول کریم صلوات اللہ علیہ وسلامہ اور اقوال ائمہ سے ثابت ہی
معہذا اگر معاذ اللہ خدا تعالے پر بعثت رسل و استخلاف ائمہ واجب ہی تو اسکی علت غائی
یہہ ہی کہ عالم کے اصلاح ہو اور وہ شدت کہ جسمین لوگ مبتلا ہون رفع ہوجاوے تو اصلاح

عالم کی پیشتر واجب ہوئی اور جب اصلاح عالم کی خدا تعالی پر واجب ہوئی تو پھر وقوع فساد بجز اسکے
کیونکر ممکن ہی کہ خدا تعالے تارک واجب ہو تو جب وقوع فساد ممکن نہوا تو بعثت رسل کی کیا
ضرورت رہی اور اوسکا وجوب محض لغو ہوگیا تو وجوب نفس خود اس دلیل سے باطل ہوگیا
علاوہ ازین جو عبارت کہ مابعد متصل اس عبارت منقولہ کے مذکور ہی اور جسکو ہماری فاضل مجیب نے
اپنی مخالف مطلب سمجھکر نہین لکھی ہی وہ خود اس استدلال کو بیخ و بن سے اکھاڑ رہی ہی
حضرت شاہ صاحب بعد اس عبارت منقولہ کے بعد ہی فرماتی ہین۔ واگر فرض کنیم کہ بعض الوجوہ
تعیین بگذارد و آن نخواہد یوو الا از جہت اعتماد بر تکفل الہی کہ یا ایھا اللہ والمومنون الا ابا بکر اس سے
صاف ظاہر ہی کہ جب کہ خداوند تعالے شانہ اسکی سرانجام کا متکفل ہوچکا تو ضرورت نہین رہی
کہ تعیین و تخصیص خاص فرماوی تو وہ نص جسکی آپ تمام عبارت مین در پی اثبات ہین اعبار
منتشر ا ہوگیی۔ انکو چاہئیی کہ آپ خاص نص مدعا یہ کی ثبوت کی لیئی دلیل کے فکر فرماوین ورنہ
دلیل عام کے ضمن مین مدعا خاص کا ثبوت محال ہی۔ اور یہہ جو آپ فرماتی ہین کہ بشر کے مقدور
نہین کہ متحمل اعباء خلافت اور لائق مسند امامت کو پہچان سکی اس سے اگر مراد یہہ ہی کہ جو خلافت
کی بوجھہ کو اٹھا سکی اور متواعید خداوندی استخلاف سے اوسکی ہاتھون پر پوری ہون اور کفار
و فجار و فساق و اشرار کا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہ بنی تو مسلم فی الواقع ایسی شخص کے پہچان مقدور
عوام الناس نہین لیکن یہہ ظاہر ہی کہ انکو کچھہ مفید نہین اور اگر مراد یہہ ہی کہ ایسی خلیفہ کی
پہچان مقدور بشر نہین ہی جو بوجہ خلافت اوٹھا سکی بلکہ کفار و فجار کے ہمیشہ ہم پیالہ و ہم نوالہ
رہی بلکہ اوسکی مسامحت و مداہنت اور ضعف اور جبن کے سبب دین اسلام تباہ و برباد ہو اور
باوجود قدرت کے کسی امر کی اصلاح اوس سے نہوسکی یا فرض کرو ایسا شخص ہو کہ جسکی نسبت
انصرام مہمات خلافت مین تردد ہو اور یہہ معلوم نہو کہ سرانجام امور خلافت اس سے ہوسکیگا
یا نہوسکیگا تو یہہ غیر مسلم ہی ایسا غلط ہی کہ محتاج دلیل نہین پھر باوجود اپنی علماء کی تصریحات کے
دیکھنے کے جو ائمہ کے حالات کے متعلق مین یہہ فرمانا کہ انکی پہچان مقدور بشر نہین

آپ ہی کے علم و انصاف پر زیبا ہی - علاوہ ازین اس پہچان اور عدم پہچان کا قضیہ تو خود حضرت امیر علیہ السلام نے ہی فیصل فرما دیا اور اون خطبات مین جو نہج البلاغۃ اور اوسکی شرح مین منقول ہین یہہ قصہ چکا دیا شرح اس اجمال کی یہہ ہی کہ علامہ ابن میثم بحرانی اپنی شرح کبیر نہج البلاغۃ مین اوس خط کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معویۃ اما بعد فقد اتتنی منک موعظۃ موصولۃ الخ فرماتی ہین وکنت امرءا من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلال ویضربہم بعمی جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اہل حل و عقد مہاجرین و انصار جسپر اتفاق کرلین اور مجتمع ہوجاوین وہی امام و خلیفہ برحق ہی خواہ وہ اون امور کی حصول کو جو مقاصد خلافت ہین اوسکی نسبت جسکو امام بناوین معلوم کرین یا نکرین اور پہچانین یا نہ پہچانین کیونکہ بشہادت جناب امیر رضی اللہ عنہ اونکا اجماع ضلال پر محال ہی تو معلوم ہوا کہ حسب ارشاد جناب امیر رضی اللہ عنہ بیعت اہل حل و عقد کافی ہی چنانچہ دوسری خط مین ہی اوسکو بصراحۃ ظاہر فرمایا وانما الشوری للمہاجرین والانصار فاذا اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی اس ارشاد سی بداہۃً واضح ہی کہ اجماع اہل حل و عقد خلاف مرضی حق ہو نہین سکتا تو حسب ارشاد جناب امیر رضی اللہ عنہ آپکا مونہہ نہین کہ ہمپر امام نہ پہچاننی سی اوسکی منصوص ہونے پر استدلال کرین - **قولہ** پس یہہ بعینہ ہماری تقریر ہی کہ ہم کہتے ہین کہ چونکہ امامت مین عصمت شرط ہی اور عصمت کا علم عقدۃً بشر نہین ہلیی ضرور ہی کہ امام منصوص من اللہ و الرسول ہو - پس فرق لفظ عصمت کے ہونے نہونے مین ہی ورنہ مطلب ایک ہے

اقول اول تو یہہ ہی غلط کہ بجز عصمت کی آپکی تقریر مین اور حضرت شاہ صاحب رح کی تقریر مین در باب نص کچھہ فرق نہین کیونکہ اولاً آپ اسکو وجوب علی اللہ کے قائل ہین اور حضرت شاہ صاحب اوسکے قائل نہین اور نہ کوئی عاقل سمجھ سکتا ہی - اور ثانیاً آپ ایک نفی کے فرد خاص کے مثبت ہین جسکا اثبات نہ عقل سی ہو سکتا ہی نہ نقل سے اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ کے بیان سے ہرگز اوسکا اثبات نہین ہوتا - پھر یہہ فرق جو عصمت کے ہونی نہونے کا ہی کہ جو فرق

ضیار وظلام کے فرق سے بھی زیادہ ہی کیا آپکے نزدیک کچھ فرق نہیں ہی - اسکی اوپر تو دلیل کی صحت وغلط ہونے کا مدار ہی - چونکہ عصمت خود باطل ہے چنانچہ گذارش ہوچکا اسلیے جو اوسپر مبنی ہی وہ بھی از قبیل بنا رفاسد علی الفاسد اور باطل ہی اور حضرت شاہ صاحب کی دلیل ایک ایسی امر حق پر متفرع جسمین مخالفین کو بھی چون کرنے کی گنجایش نہیں ہی پس اس فرق کو کچھ فرق نہ سمجھنا اور اس دلیل کو بعینہ اپنی دلیل سمجھنا اور یہہ کہنا کہ ورنہ مطلب ایک ہی ہی ہماری مجیب صاحب جیسے مدعی انصاف کے سوا کسی دوسری عاقل کا کام نہیں - **قولہ** اگر حضرات اہل سنت ہماری تقریر لفظ عصمت کے سبب پسند نفرماوین اور اس سے گہیرائین اور انکار کے لیی آمادہ ہون تو حضرت شاہ صاحب کی یہہ عبارتین جو اوپر مذکور ہوئی پیش نظر رکھین اور ہماری لفظون کا خیال نفرماکر تنازع لفظی نفرماوین بلکہ مطلب کے اتحاد پر نظر کرکے اسکو تسلیم کرین اگر ہم عبارت منقولہ از ازالہ الخفا پر ربط سے گفتگو کرتے تو ایک کتاب ہوجاتی اور بہت طول ہوتا محض اسی خیال سے صرف اشارات ہی پر اکتفا کیا گیا حضرت مجیب صاحب بغور انکو ملاحظہ فرمائین انہین عبارتون سے عصمت بھی بخوبی ثابت ہی بلکہ اگر نظر دقیق سے دیکھا جاسی تو عصمت کی ہی لیی ان امور کی ضرورت ہی جو شاہ صاحب نے بیان فرمائی ہین مگر چونکہ خلفاء ثلثہ مین عصمت مفقود ہی اون معانی کو اور الفاظ سے بیان کیا ہی انصاف کے یہہ ہی معنی ہین - **اقول** بفضل اللہ تعالے حضرت شاہ صاحب رح کے عبارتین اہلسنت کے پیش نظر ہین اور وہ اونکی مطلب برآری سے بخوبی واقف وآگاہ ہین اور کسیقدر آپ بھی سمجھتے ہین چنانچہ آپ ہی فرماچکے (اگرچہ آپ جانتی ہین کہ ان فصیح کلمون اور عمدہ عبارتون سے حضرت شاہ صاحب کا کیا مطلب ہی) لیکن آپ کیا کرین اپنی انصاف کے ہاتھہ سے لاچار ہین اگر ان عبارتونکو اپنی مدعا کی طرف نہ کھینچین تو اور کیا کرین - کتاب وسنت سے تو دلائل کا میسر ہونا معلوم تو اب ایسی مجبوری کی حالت مین اپنا دل یون ہی خوش کرلین پہر اسکا نام جواب رکھہ چھوڑا ہی اور اسپر یہہ جوش وخروش ان شاء العوام کالانعام تو وہی کہا

کہا جائیگی اور کہہ دینگی کہ جناب میر صاحب نے دلائل نقل تحریر فرما کی مدعا اہل علم و انصاف ایسی جواب سے سکوت بہتر سمجھتے ہین - جب نقل کا یہہ حال ہی جو مسوق ہی ان دلائل کا ہی تو وای بر حال ثبوت عصمت کہ جسکی طرف اشارہ ہی اور نیز عصمت جبکہ بدون دلائل سے ہی ثابت نہو سکی جنپر کیا کیا کچھہ نازان افتخار رہتا تو ان دلائل سے آپ کیا ثابت کر سکین گے مشتی نمونہ از خروار و قطرہ انموذج بحار حضرت کے اشارات ہی سے بسط گفتگو کا حال معلوم ہو گیا اور بخوبی صحیح صحیح اندازہ کر لیا گیا فی الحقیقت آپنے دانشمندی کو کام فرمایا کہ کلام مین بسط نہین کیا اور اشارات ہی پر اکتفا فرمایا - کہ بندہ نے بھی بجواب اوسکی محض اشارات پر ہی اکتفا کیا اور مجملاً و مختصراً آپکو آپکی غلطیون پر متنبہ کر دیا اگر جناب بسط و تفصیل کے طرف متوجہ ہوتی تو اسی آپ بھی اندازہ فرمالیتے کہ بندہ بھی بجواب اوسکی کیا کیا کچھہ آپکی مستدلات کے ساتھہ سلوک کرتا اور آپکی ذخیرہ دلائل پر کیسی صواقع اعتراضات نازل ہوتی باقی رہا خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مین عصمت کا مفقود ہونا سو یہہ اہل سنت کے نزدیک کچھہ خلفاء ثلثہ کی ہی ساتھہ مخصوص نہین بلکہ اہل بیت و صحابہ بلکہ سوای انبیاء تمام افراد انسانی اسمین شامل ہین لیکن اگر خدانخواستہ اہل سنت بھی معاذ اللہ خلاف کتاب و سنت مثل حضرات شیعہ کے خلفاء کے لیے مدعی عصمت ہوتے اور انکی عصمت کے لیے ایسی ہی دلائل جیسی حضرات شیعہ ائمہ کی لیے پیش کرتے ہین پیش کرتے تو آپ کے دلائل سے کچھہ زیادہ ہی مضبوط ہوتی مگر اہلسنت کا امام و مقتدا کتاب و سنت ہی جو اوس سے ثابت نہوے معتبر نہین بخلاف حضرات شیعہ کے کہ باوجودیکہ عصمت کتاب اللہ یا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہین پھر اوسکی ایسے معتقد ہین کہ اصول دین مین سے سمجھہ رکھا ہی اور اسی پر کیا منحصر ہی بہت مسائل فروعی اعتقادی ہین جنمین یہہ ہی حال ہی کتاب اللہ کو معانی کو پھیر پھیر کر اوسطرف کھینچتی ہین اور نہین کھینچتی تاویلات بعیدہ رکیکہ کرتے ہین اور کسی کل سیدھی نہین مڑتی واقعی انصاف کے بھی معنی ہین اہل سنت کو حاشا للہ یہہ انصاف کہان نصیب ہو سکتا ہی **قولہ** اب اس بحث کو ختم کرتے ہین

بحث افضلیت

اور افضلیت کو شروع کرتے ہین اسکے دلائل سمعی یہہ ہی عقل و نقل سے ثابت ہی اول ایک دو عقلی دلیلین عرض ہین غور سے سمعی خلافت ریاست عامہ دین و دنیا سی مراد ہی اور غرض اس سی شرائع الٰہیہ و معالم ربانیہ کی ترویج اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ کا پھیلانا اور حدود و ثغور کا ضبط و جہاد کرنا اور ظالم سے مظلوم کا انصاف لینا وغیرہ ہی اور یہہ سب کام اسطرح ہونی چاہین کہ رضاء الٰہی حاصل ہو اور یہہ بات ظاہر ہی کہ جو شخص اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا بیشک اوس شخص سی کہ جو علم و ورع و تقوی وغیرہ مین اسسے کم ہوگا خلافت کے امور مفوضہ بوجہ احسن بجا لائیگا اور حصول مرضی حق تعالے جسطرح اس سے ہوگا مفضول سے ہرگز نہ ہوگا اور بدیہی ہی کہ ایسی شخص سی جو خلافت کی امور بوجہ احسن انجام کری خلافت لیکر ایسی مفضول کو دین کہ یہہ امور اوس سے ویسی سر انجام نہ ہو سکین عقل مستقیم و رائی سلیم کے نزدیک نہایت ہی قبیح و شنیع ہی۔

اقول یہہ شرطیہ ہی مثل اپنی ختمین کی خلاف عقل و نقل و باطل ہی اور جسقدر دلائل اسجگہ ذکر ہوئی ہین وہ ہرگز مثبت مدعا مجیب نہین ہین بلکہ افضلیت کے معنی جو ہماری مجیب لبیب نے سمجھہ رکھی ہین اور اس عبارت سی مفہوم ہوتی ہین اور سابق مین تعریف افضلیت مین بھی تحریر کرآئی ہین وہ ہی غلط اور خلاف تصریحات علماء قدیم ہین اسلیی ضرور ہوا کہ اول مجیب لبیب کو اونکے علماء کی بخصوص سی افضلیت کو بتلا دیا جاوے کہ اوسکا دار مدار کن امور پر ہی بعد اوسکی ناظرین رسالہ مجیب صاحب کے غلطی کو خود سمجھہ لینگی اور تھوڑی سی تنبیہ کے بعد فاضل مجیب بھی اپنی غلطی پر متنبہ ہو جائینگے۔ پس واضح ہو کہ پہلی افضلیت کے تعریف ہماری فاضل مجیب نے یہہ فرمائی (افضلیت کے یہہ معنی ہین کہ کل امت سی جسکا امر صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ مین افضل ہو) اسجگہ ہمارا افضلیت کا صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ پر رکھنا کہ ملکات نفسانیہ ہین اور اس دلیل کے ضمن مین فرمایا (جو شخص اعلم و اتقی و اورع و اعقل و افضل ہوگا) گویا اسجگہ ہماری مجیب نے صفات حمیدہ و اخلاق ستودہ کی

بحث افضلیت کی پہلی دلیل کا ابطال

تفضیل بیان کرنی - قطع نظر اس سی کہ اجمال و تفصیل باہم موافق ہین یا نہین جب ہم علماء قوم کے تصریحات کو اس بارہ مین دیکھتے ہین تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ فاضل محب کا افضلیت کی نسبت یہ اعتقاد بالکل خطا ہی اور مدار فضل کا اوپر ہرگز نہین انکی شیخ مفید صاحب اپنی رسالہ افضلیت امیر المومنین مین جو اسوقت میری سامنی موجود ہی تحریر فرماتے ہین فصل[1] وقد اعتمد اکثر اھل النظر فی التفضیل علی ثلث طرق احدھا ظواھر الاعمال والثانی علی السمع الوارد بمقادیر الثواب وما دلت علیہ معانی الکلام والثالث المنافع فی الدین بالاعمال انتہی بقدر حاجۃ اس عبارت سی صاف ظاہر ہی کہ افضلیت کا مدار اوصاف و اخلاق پر نہین شیخ صاحب اسی رسالہ مین دوسری جگہ بیان اختلاف سی تفضیل مین فرماتے ہین ووقف[2] منہم نفر قلیل فی ھذا الباب فقالوا لسنا نعلم اکان افضل ممن سلف من الانبیاء او کان مساویا لھم او دونھم فیما یستحق بہ الثواب آپکے حضرت علم الہدی اپنی امالیہ مین فرماتی ہین - اعلم[3] انہ لا طریق من جہۃ العلم والعقل الی القطع بفضل مکلف علی اخر لان الفضل المراعی فی ھذا الباب ھو زیادۃ استحقاق الثواب ولا سبیل الی معرفۃ مقادیر الثواب من جھۃ فعل الطاعات اور اسکی کچھہ سبب فرماتے ہین فان دل سمع مقطوع بہ من ذلک علی شی عول علیہ والا کان الواجب التوقف عندہ والشک فیہ آگی علم الہدی صاحب نے توفیصلہ ہی کردیا کہ افضلیت کا مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہی اور اوسمین عقل کو کچھہ دخل نہین صرف اوس نقل و سمع پر جو قطعی ہی موقوف و منحصر ہی پھر اب آپ اپنی افادہ کو اس سے مطابق کیجیے اور انصاف سی دیکھیے کہ آپ اونکی موافق ہین یا مخالف یہان اگر افضلیت کا مدار اخلاق حمیدہ و صفات پسندیدہ پر ہو تو لازم آدی کہ حضرت ہارون حضرت موسی سے

[1] فصل اہل نظر نے تفضیل مین تین طریقون پر اعتماد کیا ہی - ایک تو ظاہر اعمال دوسری شارع سے سنے پر جو کہ مقادیر ثواب مین وارد ہوا اور جسپر معانی کلام دلالت کرین - تیسری دین مین منافع جو اعمال سے حاصل ہوتی ہین - ۱۲

افضل ہون کیونکہ جب ہم تفاسیر شیعہ سے حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام حالات دریافت کرتے ہین
تو آپکی اخلاق کے نسبت معلوم ہوتا ہی کہ آپ مین بجائی اخلاق حمیدہ کی معاذ اللہ اخلاق
ناپسندیدہ تہی تفسیر صافی سورہ کہف مین جو معاملہ حضرت موسیؑ کا اپنی اوستاد خضر کے تہا
واقع ہوا قابل دیدہی - القمی عن الباقر قال اخبر رسول اللہ قریشا بخبر اصحاب الکہف قالوا
اخبرنا عن الاعلم الذی امر اللہ موسی ان یتبعہ وما قصتہ فانزل اللہ عزوجل وقال موسی لفتاہ
قال وکان سبب ذلک انہ لما کلم اللہ موسی تکلیما فانزل علیہ الالواح وفیہا کما قال وکتبنا لہ
فی الالواح من کل شیء موعظۃ وتفصیلا لکل شیء رجع موسی الی بنی اسرائیل فصعد
المنبر فاخبرہم ان اللہ قد انزل علیہ التوراۃ وکلمہ وقال فی نفسہ ما خلق خلقا اعلم منی واوحی
اللہ الی جبریل ادرک موسی فقد ہلک واعلمہ ان عند ملتقی البحرین عند الصخرۃ رجلا اعلم
منک فصر الیہ وتعلم من عالمہ فنزل جبریل علی موسی واخبرہ ودل موسی وعلم انہ خطأ
ودخلہ الرعب وقال یوصی یوشع ان اللہ قد امرنی ان ابتغی رجلا عند ملتقی البحرین واتعلم
منہ فقرر لہ یوشع حوتا مملوحا وخرج الخ اگرچہ اس روایت مین بہت سی فوائد منطوی ہین لیکن
بخیال تطویل فہم ناظرین پر حوالہ کرکے صرف بیان مقصود پر اکتفا کیا جاتا ہی وہ یہہ کہ بعض
خدا تعالی حضرت خضر علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام سے اعلم تہی اور بحکم خداوندی
حضرت خضر علیہ السلام سے تعلیم نور اونکی اتباع کی مامور ہوئی اور بارشاد خداوند تعالے
بقصد غائیہ برداری تلمذ واستر شاد اپنی اوستاد کی تلاش مین اپنی وصی کو لیکر

لہ قمی نے امام باقر سے روایت کی ہی جب حضرت ۴ نے قریش کو اصحاب کہف کا قصہ سنایا اونہون نے کہا کہ ہمکو اس
بڑے عالم کا قصہ سنا جسکو اتباع کا خدا نے موسی کو حکم فرمایا ہی تو اللہ تعالے نے یہہ آیت واذ قال موسی لفتاہ نازل کی
فرمایا اسکا سبب یہہ ہوا جب خدا نے موسی سے کلام کی اور تختیان توراۃ کی اور انمین حسب ارشاد پرشی سے نصیحت اور پرشی کی
تفصیل لکہدی موسی بنی اسرائیل کیطرف لوٹے اور انکو خبر دی کہ خدا نے اوسپر توراۃ نازل فرمائی اور کلام کی اور اپنی دلمین کہا
کہ خدا نے کسیکو مخلوق مین مجھسے زیادہ جاننی والا نہین پیدا کیا خدا نے جبرئیل کیطرف وحی کی کہ موسی کی خبر لی کہ وہ ہلاک ہوگیا
اور اسکو بتادا کہ مجمع البحرین مین صخرہ کے پاس ایک شخص ہی وہ تجھسے زیادہ جاننی والا ہی اسکی طرف جا اور اسکی علم سے سیکھ پس جبرئیل موسی کی طرف
آئے اور خبر دی کہ خدا نے تجھکو بخشا اور تجھکو سمجھا کہ اپنی شخصا کی اور قرار اور اپنی وصی یوشع کو کہا کہ خدا نے مجھکو ایک شخص کے پیروی اور سیکھنے کا حکم دیا ہی جو مجمع البحرین

بیابان نوردو دشت غربت ہوئی اور پھر بعد ملاقات کے کس عہد و پیمان سے ہمراہ ہوئی کہ میں کسی
معاملہ میں چون وچرا نکرونگا چنانچہ بصراحت تمام نص قرآنی میں مذکور ہے۔ اسکی بعد کا قصہ سینی
غلام کے قتل پر حضرت موسیٰ کا کیسا کچھ جوش آیا اور اپنی عہد و پیمان کو یک لخت توڑ ڈالا۔
اور اپنی اوستاد کی کیسی بیحرمتی فرمائی۔ فالعلل عن الصادق فغضب موسیٰ واخذ
تبلیبیہ وقال اقتلت الایہ قال الخضر ان العقول لا تحکم علی امر اللہ بل امر اللہ یحکم
علیہا فلم لما تری واصبر علیہا فقد کنت علمت انک لن تستطیع معی صبرا۔
اس سے یہہ بھی یاد رکھیگا کہ عقول پر امر اللہ حاکم ہے نہ بالعکس جیسا کہ حضرت شیعہ معتقدین
اور اوسکی کچھہ آگی مذکور ہے۔ القمی عن الرضا فی تتمۃ الحدیث السابق فرفا تلتہم حتی انتہوا
الی ساحل البحر وقد شحنت سفینۃ وہی تریدلجۃ فقال ارباب السفینۃ تحملہم ولا تحملہم
تعرفانہم قوم صالحون فحملوہم فلما بحثت السفینۃ فی البحر قام الخضر الی جوانب السفینۃ
فکسرہا وحشاہا بالخرق والتین فغضب موسیٰ غضبا شدیدا وقال للخضر اخرقتہا
لتغرق اہلہا لقد جئت شیئا امرا فقال لہ الخضر الم اقل انک لن تستطیع معی صبرا۔
قال لا تواخذنی بما نسیت ولا ترہقنی من امری عسرا فخرجوا من السفینۃ فنظر الخضر الی
غلام یلعب بین الصبیان حسن الوجہ کانہ قطعۃ قمر وفی اذنیہ درتان فتناولہ الخضر وقلعہ
فوثب موسیٰ علی الخضر وجلد بہ الارض فقال اقتلت نفسا زکیۃ بغیر نفس لقد جئت شیئا
نکرا فقال الخضر الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا۔ اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ علمیت
مستلزم افضلیت کو نہیں کیونکہ حضرت خضر اعلم تھے اور افضل نہ تھے اور سینی کہ قارون کے
لیے خلاف رضاء خداوندی عذاب کے خواستگار ہوئی اور جب عذاب نازل ہوا تو ہر چند قارون نے

۱؎ علل میں امام صادق سے مروی ہے کہ موسیٰ غصہ ہوئی اور خضر کی گردن پکڑی اور کہا اقتلت نفسا الخ خضر نے کہا کہ عقول
خدا کے امر پر حاکم نہیں ہیں بلکہ اللہ کا امر عقلوں پر حاکم ہے پس جو کچھہ تو دیکھہ رہا ہے اوسکو تسلیم کر اور اوسپر صبر کر میں تجھ
جان چکا ہوں کہ تو میری ساتھہ صبر نہیں کر سکیگا۔ ۱۲

الحاح وزاری کی لیکن شدت غضب مین ایک مسموع نہوئی جو جناب خداوندی مین ناپسند
ہوئی اور حق تعالے نے اونہین کلمات کے ساتھہ موسیٰ کو عارد لایا جن کلمات کے ساتھہ قارون کو
آپنے عارد لایا تھا مختصراً عبارت تفسیر لکھتا ہون - وقد کان قارون قد امران یغلق
باب القصر فاقبل موسی قاومی الی الباب فانفرجت ودخل علیہ فلما نظر الیہ قارون علم انہ قد
اوتی بالعذاب فقال یاموسی اسئلک بالرحم الذی بینی وبینک فقال لہ موسی یاابن لاوی
لاتزدنی من کلامک یاارض خذیہ فدخل القصر ما فیہ فی الارض ودخل قارون الی رکبتیہ
فیکے وحلف بالرحم فقال لہ موسی یاابن لاوی لاتزدنی من کلامک یاارض خذیہ فابتلعتہ
بقصرہ وخزائنہ وھذا ما قال موسی لقارون یوم اھلکہ اللہ عزوجل فعیرہ اللہ عزوجل بما
قال لقارون فعلم موسی ان اللہ تبارک وتعالے قد عیرہ بذلک فقال یارب ان قارون دعانی
بغیرک ولو دعانی لاجبتہ فقال اللہ عزوجل یاابن لاوی لاتزدنی من کلامک فقال موسی
یارب لو علمت ان ذلک لک رضی لاجبتہ الی بقدر الحاجہ علاوہ اسکی قبطی کو مار ڈالنا
اور اپنی بڑی بھائی بے گناہ کی جو بنی اسرائیل مین سے تھی داڑھی پکڑ کر کھینچنا الواح تورات جو عطیہ خداوندی تھا اور جسمین
موعظہ اور تفصیل ہر ایک شی کی مذکور تھی شدت غضب مین ڈال دینا حضرت کی اخلاق واوصاف
پر پوری دلیل ہے حضرت ہارون کے اخلاق کی نسبت جو ہم اپنی تفسیر صافی مین دیکھتے ہین تو اوسکی تفسیر سورہ
اعراف تحت آیت واخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ قال ابن ام مین لکھا ہی وفی الکافی عن امیر المؤمنین

---

۱ قارون نے حکم کیا تھا کہ محل کا دروازہ بند کیا جاوی موسیٰ آئی اور دروازہ کیطرف اشارہ کیا وہ کھل گیا اندر اوسکی پہنچ گیی جب موسیٰ نے قارون کو
دیکھا سمجھا کہ عذاب آیا - کہا ای موسیٰ مین تجھسے بواسطہ اوس رحم کے جو میرا تیری درمیان ہے سوال کرتا ہون موسیٰ نے اوسکو کہا ای
لاوی کے بیٹی مجھسی زیادہ کلام مت کر ای زمین لی اوسکو پس محل اور جو کچھہ اوسمین تھا زمین مین اوتر گیا اور قارون بھی گھٹنون تک مین گیا
پھر قارون روپڑا اور موسیٰ کی رحم کی قسم دینی لگا موسیٰ نے کہا ای لاوی کے بیٹی مجھسی زیادہ بات مت کر ای زمین اوسکو لے لیں زمین نے اوسکو اور اوسکے
محل اور خزانون کو نگل لیا پھر وہ تھا جو قارون کی ہلاکی کے دن موسیٰ نے کہا پھر خدا تعالے نے موسیٰ کو اس کلام سے جو قارون کو کہی تھی عار
دلایا اور موسیٰ سمجھا کہ خدا تعالے نے اوس کلام سے مجھ کو عارد لایا عرض کیا ای پروردگار قارون نے تیری غیر کے واسطے سے مجھکو پکارا تھا اگر تیرے
واسطے سے پکارتا تو مین قبول کرتا اللہ تعالے نے فرمایا ای لاوی کے فرزند مجھسی زیادہ بات مت کر موسیٰ نے عرض کیا ای پروردگار اگر مین یہہ
جانتا کہ اسمین تیرا رضا ہی تو مین قبول کرتا - ۱۲ - ۲ کافی مین جناب امیر رضی اللہ عنہ سے خطبہ قاصعہ مین مروی ہے ۱۲ -

فی خطبۃ الوسیلۃ انہ کان اخاہ لابیہ وامہ والقمی مثلہ عن الباقر والصادق قبل کان ہارون
اکبر من موسی بثلث سنین وکان حموہ لینا ولذلک کان احب الی بنی اسرائیل انتہی
اب ہم اون روایات مین تامل کے نظر سے دیکھتے ہین اور حسب قاعدہ حضرات شیعہ کے عقل کو جو حسن
وقبح مین خدا پر بھی حاکم ہی اس معاملہ مین حکم کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ معاذ اللہ حضرت موسی مین
اخلاق ناپسندیدہ تھی اور اگر بالفرض ظاہر سے پھیرکر تاویل بھی آپ فرمائینگے تو بس غایۃ مافی الباب
یہہ ثابت ہوگا کہ فی الجملہ بعض مواقع مین درشتی وسختی وغلظت وفظاظت محمود ہوتی ہی
لیکن بردی عقل جسکو احکم الحاکمین کہنا آپکی قاعدہ کی بموجب واجب ہی بداہتہ یہہ ثابت ہوتا ہی
کہ علی العموم لین ورفق بہ نسبت درشتی وعنف کی زیادہ محمود وپسندیدہ ہین اور اگر یہہ تسلیم
نکرینگی تو لازم آئیگا کہ حضرت موسی علیہ السلام جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہون
آپکی نسبت حق تعالے ارشاد فرماتا ہی ۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم اور رؤف رحیم آپکی صفات
خاصہ ہین عموم وقائع واحوال آپکی رفق ولینت ورأفت ورحمت کی شاہد حال ہین اعرابی بدو کا
قصہ شاید آپکو یاد ہوگا ۔ الحاصل اگر مدار تفضیل کا اخلاق حمیدہ پر ہی تو حضرت ہارونؑ وغیرہ
جنمین رفق ولینت پائی جاتی ہی حضرت موسیؑ سے افضل ہونگی اور نیز حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے
عنہ جناب امیر المومنین والد بزرگوار سے افضل اور امام مسجاد اپنی والد سے افضل ہون اور یہہ
آپکی نزدیک بدیہی البطلان ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ [illegible] فضیلت کا اخلاق حمیدہ
پر نہین ہی جو مدرک بالعقل ہو بلکہ مدار زیادتی استحقاق ثواب پر ہی اور غیر مدرک بالعقل
چنانچہ بیان تعریف افضلیت مین ہم اوسکی صرف اشارہ کرچکے مین اب بعد اسکی گذارش ہی کہ اعقل
ہونی کی قید بھی ایجاد واختراع ہی قطع نظر اس سے عقلاً افضلیت کا جاننا اسپر موقوف نہی

۱؎ کہ ہارون موسی کا حقیقی بھائی تھا ۔ اور قمی نے مثل اسکی امام باقرؑ اور امام صادقؑ سے روایت کی ہی
کہتے ہین ۔ کہ ہارون موسی سے تین سال بڑی تھے اور نہایت متحمل اور نرم مزاج تھے اسی سبب سے بنی اسرائیل
انکو زیادہ دوست رکھتے تھی ۱۲ ۔ ۲؎ پس خدا کی رحمت کے سبب تو اونکے لیے نرم ہوگیا ہے ۔ ۱۲ ۔

کہ حروب وقائع وغیرہ معاملات مین اوس سے تدابیر حسنہ ظاہر ہون اور ثمر نتایج محمودہ کو
ہون اور اپنی ناخن تدابیر صائبہ سے پیچیدہ معاملات کی گتھیان کو عمدہ طور پر سلجھا دی اور جب
ائمہ کی تاریخی حالات کو دیکھا جاتا ہی تو اس سے ہرگز بہتر نہین ثابت ہوتا کہ آپ اعقل ہی
اور نہین تو قصہ تحکیم کو ہی ملاحظہ فرمایئے یا خلع اپنی خلیفہ ثانی کو ہی دیکھہ لیجیئے غرضکہ امام
خلافت مین جسقدر معاملات پیش آئی اونمین سے کوئی ہی سلجھا اور کوئی ہی رہ گیا ہوا اور خلافت سے جو غرض
حق تعالے کی تہی کہ ترویج شرائع الٰہیہ و معالم ربانیہ ہو اور مسائل دینیہ و احکام شرعیہ پہلین کچھہ ہی
حاصل ہوئی اور جب کچھہ حاصل نہوئی تو ایکو قاعدہ کلیہ معلوم ہی ہوگا اذا خلا الشی عن مقصود
لغا۔ علاوہ ازین اعقلیت کی ضرورت تو اوسوقت ہی جبکہ معصوم نہون اور جب معصوم ہون
اور سہو و عمد خطا کا صادر ہونا اونسے محال ہو تو پس یہہ قید محض لغو ہی۔ اعلم ہونی کی قید
بہی غلط ہی وجہ اسکی یہہ ہی کہ جب امامت تالی نبوت ہی تو اوصاف متشارکہ مین بہی فرعیت
ہو کی نبوت کو جب نظر تامل سے دیکھا جاتا ہی تو اوصاف معلوم ہوتا ہی کہ اوسکا مدار محض اصطفا
و اجتبا خداوند تعالے شانہ پر ہی حق تعالے اپنی عبادمین سے جسکو چاہی برگزیدہ فرماوی اسیکو
کچھہ نور خداوند تعالے پر نہین اور نہ کچھہ اعتراض لایسئل عما یفعل اوسکی شان ہی اور نہ یہہ ہی
کہ جو اعلم اہل زمان ہو وہی نبوت کی واسطے برگزیدہ ہوتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم امی پیدا ہوئی اور بعثت تک امی رہی کسی قسم کی ظاہری تعلیم نہین پائی
اور اس زمانہ مین صدہا علما و احبار دین موسوی و عیسوی کی موجود تہی جنکو کتب سماوی
ازبر تہی اور مسائل شرعیہ مستحضر لیکن خلعت رسالت ہماری پیغمبر امی صلوات اللہ علیہ وسلامہ
کو ہی عطا ہوا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ۔ گو بعد نبوت کے حق تعالے شانہ اپنی
نبی کے سینہ کو مرات لوح محفوظ بنادی اور اوسکی قلب کو گنجینہ علوم و معارف فرمادی
اسیطرح امامت کا حال ہونا چاہیئے کہ جو امام ہو وہ محض اصطفا خداوندی سے ہو چنانچہ آیت
نص اسپر دال ہی اور قبل از امامت اوسکا اعلم اہل زمان ہونا ضروری نہو بلکہ باتباع رسول

گو بعد امامت بسبب محدثیہ کی کہ خاصہ امام ہی اعلم ہو جاوے لیکن پہلی ہی اوسکی اعلمیہ کا مدعی
ہونا ظاہی اور آپکو اس بحث مین حضرت موسی و خضر کا قصہ یاد ہوگا باوجودیکہ خضر اعلم تہی
تو بہی حضرت موسیٰ اوسسے افضل تہی - باقی رہا یہہ کہ خلافت فاضل ہی ایسکر مفضول کو
دینا عقلا نہایت قبیح ہی اسمین یہہ تو فرمایئی کہ فاضل سے خلافت یعنی کے کیا معنی
مین لینا فرع استخلاف کی ہی اور جب استخلاف نہین تو لینا کیونکر متحقق ہوگا ان اگر آپکی
معنی یہہ ہین کہ فاضل کو چہوڑکر مفضول کو خلافت دینا ہی تو صحیح ہی مگر اسکی نسبت گذارش ہی
کہ ہم اسکی قبح کو تسلیم نہین کرتے کیونکہ نص قرآنی ثابت ہی کہ حق تعالی نے فاضل کو چہوڑکر
مفضول کو امامت عطا فرمائی حضرت شموئیل علیہ السلام جو اپنی زمانہ مین نبی اور اورع اور افضل
اور اعلم اور اتقی تہی حق تعالے نے اونکو چہوڑکر طالوت کو امام بنایا جو اوسسے کم تہی تو اس سے ثابت ہوا
کہ فاضل کو چہوڑکر مفضول کو امام بنانی کا قبح محض اگر احکم الحاکمین عقل سے ناشی ہے ورنہ فی الحقیقت
عند اللہ تعالے کچہہ قبح نہین رہتا قبح سہی لیکن یہہ ہی قبح وشناعت بعینہ تعین
ثواب وعمل مین ہی جاری ہی کیونکہ جیسی امامت تالی نبوت ہے بنابرثابت تالی امامت ہی اور عقلا
قبیح ہی کہ فاضل کو چہوڑکر مفضول کو کسی ملک پر نائب اور حاکم مقرر کرکے بہیجا جاوے اور
اس سے زیادہ اقبح وشنیع یہہ ہی کہ حکومت اوس شخص سے لیکر جو حکومت کی سے اوسکی فرائض
بجا لا رہا ہو کسی دوسری کسی کو دیدین جسکا حال ہی تک تجربہ مین نہ آچکا ہو سکی بعد آپ
شرح نہج البلاغہ یا تتمہ ہی کو کہولیئی اور جناب امیر کے حالات کو ملاحظہ فرمایئی کہ آپنے کس
کس کو حاکم بنایا اور کس کس کو معزول فرمایا اور کہان تک اس شرط کی رعایت رکہی تاکہ
آپکو اسکی اشتراط کی بابت بندہ کی قول کی تصدیق ہوجاوے اور ہم بہی کسی موقع پر انشاء اللہ تعالے
آپکو متنبہ کرینگے **قولہ** اور نیز افضل کے ہوتے مفضول کی خلافت کے بطلان پر عقل
اور طرح بہی دلالت کرتی ہی اور وہ یہہ کہ اگر مفضول افضل کے ہوتے خلیفہ ہو تو لازم آئی افضل
مفضول کا محکوم ہو اور اشرف ادون کی تواضع کا، سو ہو کیونکہ افضل مفضول کی رعایا مین سے

ہوگا اور رعایا خلیفہ کی تواضع کریگی ہو سو ہی اور یہہ بات عقلاً نہایت قبیح ہی اور اگر آپ ہماری عرض قبول نہین کرتے تو فخر الدین رازی صاحب کی تقریر سُنیئے وہ سورہ بقر کی تفسیر مین جسمقام پر کہ اُن لوگونکی دلائل بیان کیی ہین کہ جو انبیاء کو ملائکہ پر تفضیل دیتے ہین یہہ فرماتے ہین - واحتج من قال بفضل الانبیاء علی الملائکۃ باموور احدھا ان اللہ تعالے امر الملائکۃ بالسجود لادم وثبت ان آدم لم یکن کا لقبلۃ بل کانت السجدۃ فی الحقیقۃ لہ واذا ثبت ذلک فوجب ان یکون ادم افضل منھم لان السجود نہایۃ التواضع وتکلیف الاشرف بنہایۃ التواضع للادون مستقبح فی العقول فانہ یقبح ان یومر ابوحنیفۃ ان یخدم اقل الناس بضاعۃ فی الفقہ فدل ھذا علی ان ادم علیہ السلام کان افضل من الملائکۃ انتہے - اقول یہہ دلیل ہی بمرحل عاسی بعید ہی اور بوجوہ چند محل بحث ہی اولاً یہہ کہ گفتگو اشتراط افضلیت مین ہی اور یہہ دلیل ہرگز مثبت اشتراط نہین کیونکہ اشتراط اوسوقت ثابت ہو جبکہ دلیل مفضول کے امامت کی عدم انعقاد پر نفیاً دلالت کری یہان اگر ہی تو لزوم قبح ہی جسپر عنقریب بحث کیجائیگی ہان اگر اہل حل وعقد کسیکو خلیفہ کرین تو البتہ افضلیت کو مرعی رکھین اور اگر کوئی فاضل جامع شرائط افضل کے ہوتے متصدی خلافت ہو تو اوسکی خلافت کی عدم انعقاد پر یہہ دلیل ہرگز دلالت نہین کرتے - ثانیاً افضل کا مفضول کے لیی مامور ہونی اور اشرف کا ادون کے لیی محکوم ہونی کا لزوم بھی غلط ہی ہم کب کہتی ہین کہ فاضل مفضول کا مامور اور اشرف ادون کا محکوم ہو بلکہ ہم یہہ کہتی ہین کہ وہ قانون شریعت جسکو حق تعالے شانہ نے بواسطہ رسول کے امت کی لیی دستور العمل مقرر فرمایا ہی تمام امت کیا افضل وکیا مفضول اور کیا شریف اور کیا وضیع سب اوسکی محکوم وامور ہین امام کا حکم اگر واجب الاطاعت ہی تو اوسی حیثیت سے ہے کہ وہ حکم موافق قانون شریعت ہو چنانچہ خود ہماری فاضل مجیب بھی فرا چکی ہین کہ غرض اوس سے شرائع الہیہ وتعالم ربانیہ کی ترویج ہی پس اگر کوئی ایسا نہو جو اوس حیثیت واعتبار سے خالی ہو تو وہ ہرگز واجب الاطاعت نہین ہوگا

اشتراط افضلیت اور دلیل عاسی

مثلاً اگر امام کہی کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدی یا اپنا تمام مال میرے حوالہ کردے - یا
فی سبیل اللہ لٹادی یا محکو سجدہ کری تو یہہ حکم ہرگز واجب الامتثال نہوگا چنانچہ قولہ تعالیٰ
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ سے اسکی طرف اشارہ ہی بخلاف رسولؐ کے کہ جمیع قول و افعال مگر مختصات
وغیرہ سب امت کو یہی تشریع ہی کیونکہ امت کو یہی شریعت کا حصول بدون واسطہ رسولؐ
کے ممکن نہین - بجملہ اسکے فاضل کا مفضول کے محکوم ہونا لازم نہین آتا - ثالثاً سلمنا افضل
مفضول کا محکوم ہو لیکن ہم اسکا قبیح ہونا تسلیم نہین کرتے کیونکہ بالاتفاق طالوت ہی
حضرت شموئیلؑ بلکہ حضرت داؤد افضل تہی اولاد اسکی محکوم اور تابع ہوئی اور حضرت خضرؑ سے
حضرت موسیٰؑ افضل تہی اور انکی امور مطیع ہوئی تو معلوم ہوا کہ افضل کا مفضول کے مطیع و تابع ہونا
قبیح نہین ورنہ لازم آوی کہ معاذ اللہ شارع آمر بالقبیح ہو جو کہ عقلاً و شرعاً قبیح بلکہ محال ہی
تو لزوم قبیح عقلاً و شرعاً باطل ہے - رابعاً بالفرض والتسلیم اگر افضل کا محکوم ہونا مفضول
کی لیی قبیح و شنیع ہے تو سب جگہ ہی تعین نواب عمال و حکام سراپا وحیوش و قضاۃ
وغیرہ مین سب جگہ جاری ہوگا لیکن جب ہم اس معاملہ مین جناب امیرؓ کے حالات کا تتبع
کرتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ حضرت نے ہرگز اسکی پابندی نہین کی ہی اور اس قبیح کو قبیح
نہین جانا آپ نہج البلاغۃ ہی کو ملاحظہ فرمایئجیی مختصراً تنبیہاً گذارش کرتا ہون کہ آپ نے
عمر بن ابی سلمہ کو جو حضرت ام المومنین ام سلمہ کی صاحبزادی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ربیب تہی بحرین کی حکومت سے معزول فرماکر نعمان بن عجلان کو مقرر فرمایا حالانکہ حضرت
عمر بن ابی سلمہ نے امارت کی مہمات کو ایسی طرح ادا کیا کہ مورخین آفرین کرتے چنانچہ اوسکی کتاب مین
موجود ہی تو کیا نعمان عمر سے افضل تہی اور ظاہر ہی کہ عمر بن ابی سلمہ نے حضرت امیرؓ کے کسی کام کی
مخالفت علیہ تہی اور نہ حضرت آپکی محتاج تہی پہر بلا ضرورت داعیہ کیون آپنی ارتکاب قبیح
فرمایا اور بالتمام عصمت اور بہی زیادہ اقبح و اشنع ہی اور اسیطرح محمد بن ابی بکر کو امارت مصر سے
معزول کرکے اشتر کو مقرر فرمایا اور اپنی حبیش سے دو امیرون پہ جو زیاد بن نضر اور شریح

ابن ہانی ہنتی اور اونکی اتباع پر مالک بن حارث اشتر کو امیر کیا اور اونکو لکھا فاسمعوا واطیعوا
ان سب کو رہنی دیجیو زیاد بن ابی سفیان کو فارس پر امیر کیا اسکا مختصر احال گذارش کرنا
ضرور ہی آپ شروح نہج البلاغہ سی مطابق فرمالین - یہہ شخص سمیہ لونڈی کا بیٹا کمبخت
زبان کا فصیح و بلیغ و زبان آور تہا ایک روز حضرت عمر رضہ کی روبرو مجلس مین ایسی تقریر
کی - کہ حاضرین کو نہایت پسند خاطر ہوئی عمرو بن العاص بولی کاش اگر یہہ قریشی ہوتا تو تمام
عرب کو اپنی لاہٹی سی ہانکتا - ابو سفیان نے کہا خدا کی قسم یہہ قریشی ہی اور اگر تو جانی تو معلوم
کرلے کہ یہہ قبیلہ کی عمدہ لوگون مین سی ہے عمرو بن العاص نے پوچہا کہ اسکا باپ کون ہی قسم کہا کر
کہا کہ میں اسکو اسکی ماں کے رحم مین رکہا تہا عمرو بن العاص نے کہا تو پہر اسکو اپنی ساتہہ نسب
مین کیون نہین ملالیتا - اوسنی امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کیطرف اشارہ
کرکے کہا کہ اس سی ڈرتا ہون کہ میری بدن پر سیری کہال ہی جلاویگا چونکہ اسکی باپ کا
تعین نہین اسلیے اسکو زیاد ابن سمیہ اور زیاد بن ابی سفیان اور زیاد بن ابیہ کہتی ہین - جناب
امیر رضہ نے اپنی زمانہ امارت مین اسکو فارس کا حاکم مقرر فرمایا بعد اسکی حضرت کو معلوم ہوا
کہ امیر معویہ رضہ اسکو تحریص و ترغیب دی رہا ہی اور اپنی ساتہہ ملانا چاہتا ہی تو آپنے زیاد کو
خط لکہا جو نہج البلاغہ مین مروی ہی - اوس خط کو پڑہکر قسم کہا کر کہا کہ حضرت نی بہی ابو سفیان
کی دعوی کے صدق کی شہادت دی قد شہد بها ورب الکعبہ انجام یہہ ہوا کہ حضرت
امیر المومنین کو چہوڑ کر امیر معویہ سی جا ملا اور اسکا جو کچہہ نتیجہ نکلا سب کو معلوم ہی غرضکہ
ایسی شخص کو جسپر ولد الزنا ہونے کا ظن غالب تہا آپنے فارس پر حاکم مقرر فرمایا حالانکہ
ولد الزنا بجس عین ہی اور اسکا جہوٹا ناک بجس ہی من لایحضرہ مین ہی ولا یجوز الوضوء بسور
الیہودی والنصرانی وولد الزنا والمرأۃ - اور ہرگز ولد الزنا مومن نہین ہوتا ابن بابویہ قمی نے خصال مین روایت کی ہی
عن ابی عبد اللہ لا یدخل حلاوۃ الایمان قلب سندی ولا خوزی ولا زنجی ولا کردی ولا بربری

لہ یہودی - نصرانی - ولد الزنا - مشرک کی جہوٹے پانی سے وضو جائز نہین ہی - ۱۲

ولا تبالی نزی ولا من حملته امه من الزنا ۵۱ شریح بن حارث کو جو خلفاء کی زمانہ سی قاضی تھی اپنا قاضی مقرر فرمایا ان حالات کو دیکھنی سے صاف ظاہر ہی کہ آپنے تعین مین افضلیت کو ملحوظ خاطر نہین فرمایا - پس اس سی علم اشتراط افضلیت ائمہ مین بھی ثابت ہوا - خامساً امام رازی رح کی دلیل کو جو افضلیت انبیاء مین بیان کی ہی اپنا مستدل قرار دینا غلط ہی اور اوسپر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہی - کیونکہ امام کی دلیل کے استدلال کا مدار سجود پر ہی جو نہایت تواضع ہی اور نیز سجود بھی اسطرح کہ بالاستقلال حضرت آدمؑ کو ہی تھا یہہ نہین تھا کہ سجود نے الحقیقت خدا تعالی کو تھا اور حضرت آدم محض واسطہ تھی اور فاضل مجیب کے دلیل مین نہ نہایت تواضع ہی کہ امت امام کی اطاعت کرنی ہی مامور ہی بشرطیکہ حکم موافق شرع ہو اور یہہ اطاعت ہرگز نہایت تواضع نہین نہایت تواضع جب ہو کہ جب امت امام کو سجدہ کرنی کی مامور ہو پس یہہ کہنا کہ رعایا خلیفہ کے نہایت تواضع کے لیی مامور ہی غلط ہی اور نہ تواضع یا اطاعت بالاستقلال ہے بلکہ امام کی اطاعت اس حیثیت سی ہی کہ وہ واسطہ اطاعت خدا و رسول ہی آپ خود فرما چکی ہین کہ مقصود امامت سی ترویج شرایع آلہیہ و سلام دینیہ ہی اور اگر آپ کو دعوی ہو کہ امام کے لیی امت مامور بہ نہایت تواضع ہے اور امام بالاستقلال متبوع و مطاع ہی تو ثابت کیجیی اور دلیل دیجیی - ساتوان اس دلیل کا ذکر کرنا اور اوسکا جواب جو امام رازی رح نے اون لوگون کی طرف سی دیا ہی جو ملائکہ کے تفضیل کے قائل ہین ذکر نکرنا کسقدر ناانصافی ہی - ۵۲ جیسی ہم اوس جواب کو نقل کرتے ہین اور جواب استدلال کو اوسپر ختم کرتے ہین -

اجاب القائلون بتفضیل الملک عن الحجۃ الاولی فقالوا قد سبق بیان ان من الناس من قال المراد من السجود ہو التواضع لا وضع الجبہۃ علی الارض ومنہم من قال انہ عبادۃ عن وضع

---

۵۱ امام ابو عبد اللہ سی مروی ہی کہ ایمان کے شرینی سنده ہی اور خوزی اور زنگی اور گردی اور بربری اور تبک زی کے دلیین ؟ خاص تعین عند اللہ ولد الزنے کے دلیین ۱۲ - ۵۲ جو لوگ فرشتون کی تفضیل کے قائل ہوئی ہین - اونہون نے پہلی حجت کا جواب دیا ہی کہ پہلی گذر چکا - کہ بعض لوگ کہتی ہین کہ سجود سی مراد تواضع ہے نہ پیشانی رکھنا اور بعض کہتی ہین ۱۲ -

الجبهة على الارض لكنه قال السجود لله تعالى وادم قبلة السجود على هذين القولين لا اشكال اما
اذا سلمنا ان السجود كان لادم فلم قلتم ان ذلك لا يجوز من الاشرف في حق الشريف وذلك لان الحكمة
قد يقتضي ذلك كثيرا من حب الاشرف واظهار النهاية في الانقياد فان للسلطان ان يجلس
اقل عبيده في الصدر وان يامر الاكابر بخدمته ويكون غرضه من ذلك اظهار كونهم مطيعين
في كل الامور منقادين له في جميع الاحوال فلم لا يجوز ان يكون الامر ههنا كذلك وايضا ليس
من مذهبنا انه يفعل ما يشاء ويحكم ما يريد وان افعاله غير معللة ولذلك قلنا انه لا اعتراض
عليه في خلق الكفر في الانسان ثم في تعذيبه عليه ابد الاباد واذا كان كذلك فكيف يعترض عليه في
ان يامر الاعلى بالسجود للادون انتہے **قولہ** آپ تفسیر بیضاوی ملاحظہ کیجیے تحت آیت
فلما انبائهم باسمائهم الخ وہ یہ لکھتے ہیں واعلم ان هذه الآيات تدل على شرف الانسان
وفرط العلم وفضله على العبادة وانه شرط في الخلافة بل العمدة فيها انتہے بقدر الحاجت اور
نیز اسکی اخیر میں یہہ لکھتے ہیں وان آدم افضل من هؤلاء الملائكة لانه اعلم منهم والاعلم افضل
لقوله تعالى هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون دیکھیے اسکی قاضی صاحب نے کیسی تحریف
خلافت بل العمدہ فرماتے ہیں۔ **اقول** یہہ استدلال تو اربعین استدلال سے بڑھکر ہے کہیں
بڑھکر ہی جیسا کسینی لا تقربوا الصلوٰۃ سے کیا تھا اور اس کمبخت نے تو سکرٰی قید ہی
کو حذف کرکے معنی مقصود کو بگاڑا تھا اور جملہ کے معنی حقیقی ٹھیک رکھے تھے لیکن قاضی
فاضل مجیب نے تو نہ سیاق عبارت کا ہی لحاظ فرمایا اور نہ جملہ کے معنی صحیح رکھے ہیں اضحکہ

لہ کہ سجدہ ما نہار کہنا ہی ہے لیکن سجدہ اللہ تعالے کو تھا اور آدم سجدہ کی سمت قبلہ کے تھے ان دونوں اقوال پر کچھ اشکال
نہیں لیکن جب یہہ تسلیم کریں کہ سجدہ آدم کو تھا تو تم یہہ کیوں کہتے ہو کہ یہہ اشرف سے شریف کی حق میں تھا یہہ نہیں اور یہہ
اسی جیسی کہ بسا اوقات حکمت اسکی مقتضی ہوتی ہے کہ اشرف کی محبت اور اسکی نہایت عظمت ظاہر کرنے کی غرض سے بادشاہ کو چاہیے کہ
کہ کمترین غلامان کو صدر میں بٹھلاوے اور اکابر کو اسکی خدمت کا حکم کرے اور اسکی غرض یہہ ہے اظہار طاعت و انقیاد
تمام امور و احوال میں ہو تو کیا جائز نہیں ہے کہ یہاں بھی اسیطرح ہو اور نیز کیا ہمارا مذہب نہیں ہے کہ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جسکا
ارادہ فرماتا ہے حکم کرتا ہے اور اسکی افعال معلل نہیں ہیں اسی سبب سے کفر کے پیدا کرنے میں انسان میں اور اسکے عذاب ابد الاباد تک
پھر اسکی اعتراض نہیں ہے اور جب یہہ حال ہے تو اس پر ہمیں کیونکر اعتراض ہو سکتا ہے اور واحدی کو اولی کی تحریف

کہ ابتداء اس قصہ کے یہہ ہی کہ حق تعالی شانہ نے ملائکہ سی فرمایا کہ ہم زمین مین نائب بنانا چاہتی ہین
وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً تو اب اس سی اہل انصاف
وعلم وعقل وفہم بخوبی سمجھہ سکتی ہین کہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اور حضرت آدمؑ
کس سنی کے خلیفہ تہی کیا اجگہ وہ خلافت جو ہماری اور ہمارے محبوب کے متنازعہ فیہا ہی اور
جسمین اسوقت گفتگو ہو رہی ہی اور جسکی لئی شرائط ثلثہ نص وعصمت وفضلیت مختلف فیہا
بین الفریقین ہین وہ ہی خلافت مراد ہے اگر وہ ہی خلافت مراد ہی تو فرمائین تو سہی
کہ حضرت آدم علیہ السلام کونسی سنی کے خلیفہ تہی یا کوئی اور خلافت مراد ہی افسوس کہ ہمارے
محبوب کو یہہ بہی خبر نہین کہ اسجگہ خلافت سی کونسی خلافت مراد ہی اگر قرآن شریف یاد
نہین تہا تو کہو مکرر دیکہہ لیتا تہا یا کسی سنی حافظ سی ہی پوچہہ لیا ہوتا تاکہ سیاق عبارت
سی واضح ہوجاتا کہ یہہ حضرت آدم کا قصہ ہی اور خلافت سی مراد خلاف نبوت ہی علاوہ
ازیں اسجگہ ہماری فاضل محبوب کے علم وفہم پر آفرین ہی کہ اس عبارت کو اشتراط افضلیت
کی دلیل سمجہکر پیش کیا ہی اور اپنی کمال دانشمندی اور وفور علم سے یہہ سمجہی وانشر طی فی الحلا
مین واؤ کی ضمیر شرف یا نفضل کیطرف راجع ہی حالانکہ اطفال کافیہ خوان بہی سمجہہ سکتی ہین
کہ یہہ غلط ہی پہر وسپر طرہ یہہ ہی کہ اس سی آگی فرماتی ہین کہ دیکہیی آپکے قاضی صاحب
اسکو شرط خلافت بل العمدہ فرماتی ہین اسجگہ بہی لفظ (اسکو) پر اکتفا فرمایا اور یہہ نفرمایا
کہ قاضی صاحب اسکو شرط خلافت فرماتی ہین سلمنا آپکی سیاق عبارت کی خلاف مرجع
ضمیر (وانہ) کا علم ہی اور لفظ اسکو بہی علم ہی کیطرف راجع ہی لیکن تاہم مدعا سی
بعید ہی کیونکہ یہہ جب نایت ہو کہ جب اعلمیت فضلیت کو مستلزم ہو حالانکہ یہہ استلزام
آپکے اعتراف سی باطل ہی آپنے افضلیت کے تعریف مین اوسکا دار ومدار اخلاق حمیدہ اور
صفات پسندیدہ پر رکہا تہا اور شروع دلائل مین اعلم واورع واتقی واعقل ہونے پر
رکہا تہا جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین بلکہ اوسکی

لیے اور صفات کا حاصل ہونا ضروریات سے ہی علی الخصوص ملکات نفسانیہ کا ہونا واجبات سے ہی
پس جبکہ اعلمیت مستلزم افضلیت کو نہین ہی تو یہہ استدلال ہی لغو ہوا - قطع نظر اس سے
جب ہم نفس اس عبارت مین تامل کی نظر سے دیکھتے ہین تو بداہتہً معلوم ہوتا ہی کہ یہہ عبارت
ہرگز مثبت مدعا نہین کیونکہ قاضی رح فرماتے ہین وانہ شرط فی الخلافۃ بل العمدۃ فیہا اور ظاہر ہی
کہ لفظ بل اسجگہ ترقی کے واسطے نہین ہی کیونکہ شرط بہ نسبت عمدہ ہونے کے اعلی و اقوی ہی تو ترقی
ادنی سے اعلی کیطرف ہوتی ہی نہ بالعکس اور اگر ترقی تسلیم کیجاوے تو اعلی ہی جو شرط ہی ادنی کے
طرف جو عمدگی ہی ہوگی کیونکہ شرط موقوف علیہ ہوتی ہی اور عمدگی کی اولویت ہی نہ موقوف علیہ
تو لا بلفظ بل اسجگہ اضراب کے واسطے ہوگا اور اتیان بلفظ الشرط محض غرض مزید تاکید ہوگا تو گویا
قاضی رح نے لفظ بل العمدۃ فیہا کہکر یہہ ثابت کر دیا - وانہ شرط فی الخلافۃ سے یہہ مراد نہین
کہ وہ موقوف علیہ خلافت کا ہی اور اگر یہہ معنی ہونگی تو لفظ بل العمدۃ فیہا محض لغو و لاطائل
محل مقصود ہوگا پس قاضی صاحب کا یہہ قول آپکو کچھہ مفید نہین بلکہ مضر ہی کیونکہ عدم اشتراط
پر دلالت کرتا ہی نہ اشتراط پر **قولہ** حدیث سنیی آپکی علامہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع
و جامع صغیر مین روایت کی ہی - اما رجل استعمل رجلا علی عشرۃ انفس وعلم ان فی العشرۃ
افضل ممن استعمل فقد غش اللہ ورسولہ وغش جماعۃ المومنین ع - عن حذیفہ انتہی
اب ذرا انصاف فرمائیے کہ جب مفضول کی حکومت دس آدمیونپر جائز نہوا اور اسمین خدا و
رسول و جماعت مومنین ہی دغا لازم آوی پس تمام مومنین پر مفضول کی حکومت مین کہ اموال
و انفس وغیرہ کا شمول نہی اولی تصرف ہو کسقدر قباحت و شناعت لازم آئیگی **اقول** اس
حدیث کی معنی آپنے جو کچھہ سمجھی غلط ہین یہان افضلیت سے افضلیت متنازعہ فیہا
ہرگز مراد نہین کہ من حیث مرتبہ استحقاق الثواب عند اللہ افضل ہو بلکہ اسجگہ افضلیت سے
مراد بالفضل الخبری ہی کہ جو متعلق بجا آوری مقاصد ریاست و شرائط سرداری کی ہو مثلاً اگر کسی
سریہ یا جیش پر حاکم مقرر کیا جاوے تو وہ شخص زیادہ لائق ہوگا جو خاص فن حرب و طعان

حاشیہ افضلیت کا فوقیت مین کوئی دخل نہین

وضرب مین زیادہ ماہر وخبیر ہو اور شجع ہو اور خداع حرب اور اوسکی چالونسے واقف ہو
اور اگر کسیکو کسی ملک پر حاکم کیا جاوی تو وصف تالیف قلوب بغیر دین اور سیاست
بدون ظلم اوسمین اعلی درجہ کا ہو یا مثلاً باوجود سادات یا کمی کے کسی خاص مصلحت کی وجہ سے
مقدم کیا جاوی - مثلاً کسی خاص ساخہ کی وجہ سے اوسکی سعی وکوشش اوسمین زیادہ موثر
متصور ہو آپکو معلوم ہوگا کہ طالوت سے حضرت شموئیل علیہ السلام وداود علیہ السلام افضل تہے باوجود
اسکی حق تعالے نے مفضول کو امام مقرر فرمایا اور ظاہر ہی کہ یہہ کچھہ ضرور نہین کہ جس شخص کو
زیادتی استحقاق ثواب حاصل ہو اور دلی کامل ہو وہہ ہم متعلقہ کو بھی سب سے عمدہ طور پر
انجام دیوے علاوہ ازین ہم کب کہتے ہین کہ مراعات افضلیت نہین چاہیے ہم اگر انکار کرتے
ہین تو اشتراط کا انکار کرتے ہین - اس حدیث سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی
عامل بنایا جاوی تو لحاظ افضلیت ضرور ہے ہم بھی یہہ ہی کہتے ہین کہ جب کسیکو امیر یا عامل بنادین
تو افضلیت ملحوظ رکھنا چاہیے لیکن اس سے یہہ کیونکر ثابت ہوا کہ اگر افضلیت فوت ہوگئی
تو امارت غیر منعقد ہوگی اور اوسکی اطاعت واجب نہوگی بلکہ اگر تامل کی نظر سے دیکھا جاوی
تو اسی روایت سے انعقاد مفہوم ہوتا ہے کیونکہ خدا و رسول و جماعت مومنین کے ساتھہ غش تو اوسی
وقت ہے جبکہ اوسکی امارت منعقد ہوگی اور وہ واجب الاطاعت ہوگا اور اگر وہ واجب الاطاعت
ہی نہین ہوا اور اوسکی امارت ہی منعقد نہین ہوئی تو مثل عوام کے رہا اور کیا غش ہوا وہ تامیر
ہی نہوئی غرضکہ افضلیت کی مراعات سے انکار نہین اشتراط سے انکار ہے تحفہ اثنا عشریہ
کی بحث افضلیت مین ندکورہے آپنے دیکھا ہوگا آری اگر نصب نہیں بہیئت اہل حل
وعقد باشد می باید کہ نصب افضل کنند در ریاست و شرط سرداری نہ در امور دیگر آری
بسا اوقات کامل عالم متجرد سیہ اہل الرائے کرا دی امور سرداری یک خانہ سرانجام نمی تواند شد
دینجا فضیلتی دیگر می باید - اس سے قطع نظر آپکو بحث مین عنقریب معلوم ہو چکا ہے
کہ آپ امیر سفر نے اس شرط کا لحاظ نہین فرمایا کیونکہ جب زیاد جیسے شخص کو ایک ملک کا

حاکم بنا دیا تو بس اس سے بڑھکر اور کیا عدم رعایت اس شرط کی ہوگی پس اس سے معلوم ہوا
کہ یہہ شرط جناب امیر ع کے نزدیک منسوخ ہے اور معمول بہ نہین یا آپ معصوم نہین کیونکہ
خدا اور رسول ص و جماعت مومنین کے ساتھہ غش کیا۔ معاذ اللہ **قولہ** ایک دو اور حدیث بیان
ولی اللہ صاحب عر کی نقل کلام مین آئیگی اس مقام مین عترت کی شہادت حسن لیعنی آپکی عالم
جلیل و فاضل نبیل خواجہ محمد بن محمود شھور بمحمد پارسا نی با وجود سخت تعصب کے
کتاب فصل الخطاب کے آخر مین بعد ذکر ائمہ اثنا عشر ابو جعفر قمی علیہ الرحمۃ سے علامات
امام مین جناب امام رضا ع سے ایک طویل روایت لکھے ہی چونکہ شیخ عبد الحق صاحب دہلوی نے
بھی وہ روایت رسالہ مناقب و احوال ائمہ اطہار مین جگہا ذکر فاضل رشید نے بھی ایضاح
مین کیا ہی نقل کی ہی لہذا بخوف طوالت شیخ صاحب دہلوی کی ہی فارسی روایت پر
اکتفا کرتے ہین وہ اس رسالہ کی اخیر مین بعد ذکر ائمہ فرماتی ہین عبارتہ ہکذا و این ابو جعفر
قمی مذکور در علامات امام و فضل وی از امام علی رضا آوردہ است کہ فرمود امام را علامات ہست
کہ عالم تر و حاکم تر و حلیم تر و پرہیزگار تر و شجاع تر و عابد تر از دیگران باشد و ولادت کردہ شود
مختون و وی پاک باشد و از پیش و پس بکسان بیند و چون از شکم مادر بر زمین آید سر و کف دست
افتد و از شہادتین بر آورد و محتلم نشود و چشم او بخواب رود و دلش بیدار بود و محدث باشد
و در وی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بروی راست آید و نزد وی سلاح آنحضرت ص باشد و شمشیر ذو
الفقار و نزد وی مصحف فاطمہ ع بود و نزد وی صحیفہ بود کہ در وی نامہای مخالفان او تا روز
قیامت باشند ثبت بود و بول و غائط او را کسی نبیند و زمین سوگل او بر فرو بردن آنچہ بیرون
آید از و و بوی وی خوشتر از بوی مشک بود و بر مردم از نفسہای ایشان نزدیکتر بود
و مہربان تر از مادر و پدر و متواضع ترین مردم بود مر حق را عزوجل و امر بمعروف کنندہ
و نہی از منکر کنندہ تر بود و از ہمہ خلق دعای او مستجاب بود کہ اگر بر سنگ دعا کند
دو پارہ شود و موید بروح قدس بود و میان او و خدا عمودی بود از نور کہ بینند در وی

اعمال بندگانرا و هرچه بدان محتاج بود گاهی بسط کرده شود و برای او پس بداند و گاهی قبض
کرده شود از وی پس نماند و امام زاییده شود و نزاید تندرست بود و مریض نشود و بخورد و نبوشد
و جماع کند و نخسپد و شادمان شود و غمگین نشود و نخندد و بگرید و نگرید و بمیرد و در قبر نهاده شود
و زیارت کرده شود و حشر کرده شود و ایستاده کرده شود در موقف عرصات و عرض کرده شود
برای اعمال پرسیده شود از انها و اکرام کرده شود و شفاعتش قبول کرده شود و لیل در
دو خصلت است یکی علم دیگر استجابت دعوات و ائمه بعد از پیغمبر صلی الله علیه وسلم
کشته شده اند بشمشیر و زهر و این کشته شدن در حقیقت و نفس الامر است نه چنانکه
غلات گویند علیهم اللعنت که ایشان کشته شده اند و در حقیقت بر مردم شبه ایشان انداخته
و این سخن دروغ است چه این مخصوص از انبیا و اولیا بعیسی بن مریم علیه السلام است چه او را از
زمین زنده برداشتند در میان زمین و آسمان روح او را قبض کردند چون بر آسمانش بردند
روح او را در بدنش باز آوردند و امامت بزرگتر و عظیم تر است از انکه مردم بعقل بکنه آن برسند
و او را بکسب حاصل کنند امام مخصوص است بتمام فضل بی طلب و کسب بلکه محض اختصاص است
از مفضل وهاب حکیما متحیر و عقلا قاصر و ادبا عاجز و بلغا محصور از وصف نشانی از نشانهای او
و فضلی از فضائل او سید هدا و او را حق تعالی مخزن از علم و حکمت خود آنچه نمی دهد غیر او را - انتهی
اگرچه این روایت سی جوخرابی کند مذهب اهلسنت و خلافت و امامت خلفا ثلثه و دیگر خلفا
متغلبه پر که این اوصاف سی موصوف نه تهی آئی هی بسبب فی کی بلکه اولی صاحب فهم پر پوشیده
نهین مگر یهان مدنظر صرف شرط افضلیت امام کا ثابت کرنا هی اور وه اس روایت سی
اظهر من الشمس هی قطع نظر اور اوصاف سے در جه روایت هذا کے شروع علامات امامین
یهه الفاظ هین عالم تر و حاکم تر و حلیم تر و پرهیزگار و شجاع تر و عابد از دیگران باشد او رهی
افضلیت پر دال هین که اهل حق خلافت و امامت کی شرط جانتی هین حضرت مجیب یا انکی
کسی هم مذهب کو یهه دهم نهو که چونکه یهه روایت ابو جعفر قمی علیه الرحمة سے منقول هی اسلیی

اہل سنت پر حجت نہین کیونکہ یہہ وہم فاسد چند وجہ سے مردود ہی اوّل یہہ کہ خواجہ پارسا اور شیخ عبدالحق دہلوی نے اس روایت کی نقل کے بعد سکوت کیا ہی اور ہرگز انکار یا رد کا اشارہ تک نہین کیا اور انکی خاتم المحدثین کے نزدیک نقل کے بعد سکوت تسلیم کی دلیل ہی دوم روایات شیخ ابوجعفر قمی علیہ الرحمۃ خواجہ پارسا کے نزدیک مقبول و شیخ ممدوح معتبر و قابل احتجاج روایت کی ہین چنانچہ اس سے پہلی چند روائتین نقل کر کے کہتی ہین - اخرج هذه الاحاديث الخمسه ابو جعفر محمد بن علی بن الحسين بن بابويه القمی وكان من شيوخ الشيعة وشهوريهم استشهد به البخاری رح فی كتاب الطب الخ اور شیخ عبدالحق صاحب اس رسالہ مین فرماتی ہین - واین پنج حدیث ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی ابن بابویہ القمی اخراج کردہ و ابن بابویہ از شیوخ شیعہ و مشہوران ایشان ست بخاری در کتاب خود در کتاب الطب بوی استشہاد کردہ و در حدیثیکہ مضمونش انیست کہ شفا در سہ چیز ست حجامت کردن و عسل خوردن و داغ نہادن گفتہ سزاوار القمی عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس اینچنین آوردہ ست در کتاب الانساب امام ابوسعید عبدالکریم محمد السمعانی انتہی - **اقول** ہماری فاضل مجیب اس روایت کو نقل کر کے خوشی سے پھولی نہین سماتی جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہین اللہ اللہ اسپر کیا کچھ اترالی ہین اور کیسا کچھ نازش و افتخار ہی گویا میدان مناظرہ آج آپ ہی کے ہاتھہ ہی اور بزعم خود مذہب اہلسنت پر کیسی کچھہ خرابی ڈالی مگر یہہ خبر نہین کہ اسی روایت کے بدولت بطرد فرح کے بدلے حزن و غمگینی اور نازش و افتخار کے عوض ذلت و شرمندگی نصیب ہوگی ہم تو کیا عرض کرین اہل انصاف خود دیکھہ لینگے اور انصاف سے بول اٹھینگے کہ یہہ آپکا نادر افتخار بجا ہی یا بیجا اور تعلی و ترفع روا ہی یا ناروا اسکو سخت افسوس ہی کہ آپنے فصل الخطاب کو ماقبل و مابعد سے ذرا بھی نہ دیکھا کہ آپکو معلوم ہوجاتا کہ یہہ روایت کس موقع کی ہی اور کس عبارت سے اسکا ربط ہی اور کس دعا کی لیے نقل کی گئی ہی اگر آپ تامل کتاب کو ملاحظہ فرماتے تو مین یقین کرتا ہون آپ اس روایت کو اہل حق کے مقابلہ مین نقل تک بھی نفرماتی

حاشیہ در فضیلت کتاب الخصائص و دین الاطفال

چہ جائیکہ آپ نازوافتخار اوسپر فرمائین اگرچہ آپنے اس روایت کو رسالہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے لیکن چونکہ اصل روایت فصل الخطاب کے ہے اور رسالہ مناقب مین بھی اوسی سے ترجمہ لیا گیا ہے - اسلیے ہم اصل فصل الخطاب ہی کو پیش نظر رکھکر متصدی جواب ہوتے ہین کہ یہہ ترجمہ کے جواب سے بھی مغنی ہوگا - ہمکو ضرورت نہ تھی کہ بجواب اس روایت کے ہم ابوجعفر رازی کے اسقاط و تضعیف اور روایت کی تغلیط و تزئیف کی طرف متوجہ ہوتے کیونکہ بحول اللہ و قوتہ ہماری پاس اسکا جواب ہادم مبنیان استدلال اور قاطع عرق شبہ موجود ہے جسکو ہم آئندہ گذارش پیشکش کرینگے لیکن جبکہ ہمارے مجیب صاحب نے بطور دفع دخل مقدر کے فرمایا ہے اور گویا بزعم خود دلائل سے ثابت کردیا کہ نہ رازی کے تکذیب ممکن ہے اور نہ روایت کی تغلیط ہوسکتی ہے تو ضرور ہوا کہ ہم اپنی مجیب لبیب کو اونکی غلطی پر متنبہ کردین و صحیح ہو کہ صحت و عدم صحت و اعتبار و عدم اعتبار روایت باتفاق فریقین عدالت و عدم عدالت اور صدق و کذب رواۃ پر منحصر ہے - آپکے شہید ثانی صاحب معالم الاصول مین تحریر فرماتے ہین ملخصاً عرض کرتا ہون - وللعمل بخبر الواحد شرائط کلها تتعلق بالراوی الاول التکلیف الثانی الاسلام الثالث الایمان الرابع العدالۃ وھی ملکۃ فی النفس یمنعها عن فعل الکبائر والاصرار علی الصغائر ومنافیاتها المروۃ الخامس الضبط - علی ہذا القیاس آپکو معلوم ہوگا کہ اہلسنت کے نزدیک بھی روایت کا اعتبار اوسکی اعتبار پر ہے اگر آپنے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کوئی رسالہ متعلق اصول حدیث ملاحظہ فرمایا ہوگا تو معلوم ہوگا کہ شیخ رحمہ اللہ بھی یہہ ہی فرماتی ہین اور طریق معرفت عدالت ہی چند امور پر موقوف ہے معالم الاصول ہی مین دیکھہ لیجیے لکھا ہے

لہ خبر واحد پر عمل کرنے کی کئی شرطین ہین - سب متعلق راوی کے ہین پہلی شرط مکلف ہونا ہے دوسری اسلام تیسری ایمان چوتھی عدالت اور وہ نفس مین ایک ملکہ ہے جو اوسکو کبیرہ گناہونکے کرنے اور صغیرہ گناہون پر اصرار کرنے سے روکتا ہے اور مروت کے مخالف باتونسے باز رکھتا ہے - ۱۲ -

تعرف عدالة الراوی بالاختبار بالصحبة المتاکدة وملازمته بحیث تظهر احواله ویحصل العلم
علی سبیل التحقیق یکون ذلک ممکنا وهو واضح ومع عدمه باشتهارها بین العلماء واهل
الحدیث وبالقرائن المتکثرة المتعاضدة وبالتزکیة من العالم بها انتهی بقدر الحاجة۔
پس جب ہم روایت مذکورہ کی راوی ابو جعفر قمی کی حالات کی طرف تفحص کے نظر سے متوجہ
ہو کر دیکھتے ہین تو اہل حق کے اسماء الرجال مین اسکا کہین نام ونشان ہی نہین پاتے علم رجال
وحفاظ مین تو کہان ضعفاء مجاہیل مین بھی حضرت کا کہین پتا ونشان نہین تقریب
التہذیب تہذیب میزان الاعتدال مین کسی مین آپکا ذکر نہین ہان متکلمین نے مناظرہ
کی کتابون مین آپکا ذکر کیا ہی جب بلا اوصاف ہی ظاہر کیا ہی مین مولانا خواجہ نصر اللہ رحمہ اللہ
فی صواقع مین اور حضرت خاتم المحدثین علامہ دہلوی نے تحفہ مین ذکر فرمایا ہی سو مولانا خواجہ
نصر اللہ رحم تو اسنال کلمہ زائد الکذب سے یاد فرماتے ہین اور تحفہ مین آپنے خود ہی
ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ کس درجہ کی تکذیب فرمائی بخاری کی طرف نسبت کرنا کہ اوسنے اپنی
صحیح مین ابو جعفر قمی سے شہادہ کیا ہی سراسر غلط ہی بخاری اور اوسکی شروح بفضلہ تعالی نادر الوجود
نہین جسکا دل چاہے دیکھ لیوے اوسمین ہرگز ابو جعفر قمی کی شہادہ نہین بلکہ وہ قمی جس سے امام بخاری
نے استشہاد فرمایا ہی اور شخص ہی اور اس قمی کے سفارسی ہی قسطلانی مین ہی رواہ القمی بضم القاف
وتشدید المیم المکسورة یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن ہانی بن عامر بن ابی
العامر الاشعری من اہل قم مدینة عظیمة حصینة واہلها شیعة مما وصله البزار

لہ راوی کے عدالت اسقدر پختہ صحبت اور ملازمت کی ساتھ آزمائش سے معلوم ہو جاتی ہی کہ اوسکی احوال ظاہر ہو جاوین
اور اوسکی چھپی ہوئی حالات پر اطلاع ہو جاوی بیشک ممکن ہو اور یہ امر واضح ہے اور جب یہ نہو سکی تو عدالت علماء اور اہل حدیث
مین شہرت سے معلوم ہوتی ہی۔ اور قرائن سے جو بہت سی ہون اور باہم ایک دوسری کی تقویت کرتی ہو۔ اور نیز کسی جاننے والے
کی تزکیہ سے بھی معلوم ہو جاتا ہی ۱۲ سے قمی بضم قاف اور تشدید میم مکسورہ سے یعقوب بن عبد اللہ بن سعد بن مالک
بن ہانی بن عامر بن ابی العامر الاشعری قم کے لوگون سے ہے اور قم ایک بڑا مستحکم شہر ہے۔ اور اوسکی اہل
شیعہ ہین ۱۲

اور اسیطرح دوسری شروح مین ہی اسکی تشریح ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ یہہ ابو جعفر ضعفاء مجاہیل
ہی مین نہین بلکہ اہل حق اسکو وضاعین وکذابین مین سے سمجھتے ہین خواجہ پارسا اور شیخ محمد
علیہما کی کتابون مین جو یہہ لکھا ہوا ہی کہ بخاری نے اس سے استشہاد کیا اسکو توثیق سمجھنا بالکل غلط اور نقش
بر آب یا لمعان سراب ہی کیونکہ یہہ توثیق نہین بلکہ حکایت ملزوم توثیق ہی بلکہ حکایت عدم
حکایت کیونکہ خواجہ عبد الکریم سمعانی سے حکایت کرتے ہین اور صاحب الانساب بخاری سے
اور بدیہی ہی کہ صحت حکایت محکی عنہ کی موافقت پر موقوف ہی اگر حکایت محکی عنہ کی مطابق ہی
تو حکایت صحیح اور قابل اعتبار ہوگی اور اگر محکی عنہ کی مطابق نہین ہی تو ہرگز قابل اعتبار نہین اور
اسجگہ حکایت مردود محکی عنہ کی مطابق نہین بخاری کے استشہاد کا حال تو واضح خدمت ہو ہی
چکا ہی دوسری حکایت انساب کے نسبت عنقریب واضح خدمت کیا جائیگا۔ باقی رہا خواجہ صاحب
رحمۃ اللہ کا خلاف واقع حکایت کرنا اگر نفی الواقع صحیح ہو اور یہہ جملہ الحاقیہ نہو چنانچہ قراین دلیل
الحاق پر دال ہین اور ہم عرض خدمت کرین گے باعث کسی حرج یا خوف کا نہین ہی کیونکہ
ہمنے کب دعوی کیا ہی کہ خواجہ صاحب سہو وخطا سے معصوم ہین اگر انہون نے ایسا لکھا
اونسی خطا ہوئی بحمد اللہ مذہب اہلسنت ایسا مجہ بیضا رہی کہ اوسمین نہ کسیکی غلطی سے احتمال
نقصان ہی اور نہ غلطی کا اتباع کیا جا سکتا ہے کیونکہ اصل امام کتاب وسنت کو قرار دی
رکھا ہی نہ اپنی اہوا کو والحمد اللہ علی ذالک لیکن جب ہم قراین مین غور کرتے ہین تو
ہمین قریب یقین کے ہوتا ہی کہ خواجہ محمد پارسا کی کتاب فصل الخطاب مین یہہ عبارت
استشهد به البخاري في تاريخه وفي كتاب الطب فقال في حديث الشفاء في ثلثة شرطة محجم وشربة
عسل وكية بنار رواه القعنبي عن ليث عن مجاهد عن ابن عباس رضي الله عنهما الذي كتاب
الانساب للامام ابي سعد عبد الكريم بن محمد السمعاني الحاقی ہی کیونکہ اولاً جو جملہ کہ اس عبارت سے

ا بخاری نے اپنی کتاب طب مین اسکو سے استشہاد کیا ہم اور اس حدیث مین جو کچھ حاصل یہہ ہی شفا تین چیز ونمین پہنچی ہی اور اللہ شہد بنی اور نیز حجامت
کہا ہی یہہ حدیث کو قعنبی نے لیث سے اور اوسنے مجاہد سے اوسنے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی اسیطرح امام ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب انساب مین

پہلے متصل مذکور ہی وکان من شیوخ الشیعۃ فاشتہر بہم اسکی بالکل مخالف منافی ہی کیونکہ وہ جملہ
پکار کر کہہ رہا ہی کہ یہہ شخص شیوخ شیعہ اور مشہورین اونمین سی ہی تو قابل دو انکار ہی مخالبا بالحق
کی اصول حدیث کی رسالہ مین علی الخصوص شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تحریرات
مین جناب نے مطالعہ فرمایا ہوگا کہ جو شخص متہم ببدعت ہو وہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی علی الخصوص
بدعت تشیع مین ملوث ہونا جسکو اہل حق رفض سی تعبیر فرماتے ہین اوسکا ادنی شبہ سقط
اعتبار ہی اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ روایت کی صحت کا مدار صدق راوی پر ہی اور ان حضرات کے
نزدیک کذب تقیۃ جائز بلکہ فرض قطعی ہے جسکی تارک کو دین سی خارج فرماتے ہین تو اونکی
صدق و کذب کی حالت ایسی ملتبس و مشتبہ ہوگئی کہ جسمین امتیاز احدہما عن الآخر محال
و ممتنع ہوگیا تو جس شخص کے نسبت یہہ کہا گیا کہ یہہ متہم ببدعت رفض ہی تو گویا اوس سے
یہہ مراد ہوئی کہ درجہ اعتبار سی ساقط ہی تو جس شخص کے ایسی اذعان و یقین کے ساتھہ یہہ لکھا
گیا ہو کہ یہہ شخص اس جماعت کا سرگروہ اور امام ہی اور از سر تا پا تشیع مصطلح مین غرق ہی
تو اوسپر قیاس کر لینا چاہیی کہ اوسکا سقوط اعتبار کس درجہ مین ہوگا اور جب اوسکا
سقوط و عدم اعتبار اسدرجہ پر پونہچایا گیا تو اب یہہ جملہ استشہد بہ البخاری الخ جو فی الجملہ
وثوق و اعتبار پر دال ہی گویا جواز اجتماع نقیضین کا حکم ہی۔ علاوہ ازین بخاری اور
اوسکی شروح عزیز الوجود نہین اور ہر زمانہ مین اسکی یہہ ہی تداول و کثرت رہی ہی چنانچہ خود
امام سی اسکی روایت آلاف کی درجہ کو پونہچی ہی اور نیز خواجہ پارسا اپنی کتاب مین بخاری
سی روایات نقل فرمائے ہین اور اوسکی بعض شروح سی بھی نقل کرتے ہین تو ایسی
حالت مین عقل سلیم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ باوجود علم اس امر کے کہ ابو جعفر شیوخ شیعہ
سی ہی بلا مراجعت اصل کتاب کے محض سمعانے کی نقل پر اوسکو اسدرجہ معتبر اور صحیح سمجھین
کہ اوسکو اپنی کتاب مین بھی داخل کردین غرض ہر کیف سیاق و سباق کو دیکھکر اس
جملہ کے الحاقی ہونیکا قوی شبہ پیدا ہوتا ہی۔ بعہذا یہہ کہنا کہ اس روایت کی نقل کے

بعد سکوت کیا اور ہرگز رد یا انکار نہین کیا سراسر غلط ہی کیونکہ جب ماسبق مین بیان ہوچکا تہا
کہ اس روایت کا راوی شیوخ شیعہ اکابر مشہورین مین سے ہی ہی تو اب حاجت اسکی رد و انکار کے
باقی نہین رہی کیونکہ اوس سے معلوم ہوچکا تہا کہ جسقدر روایات بواسطہ اس راوی کے جنمین
یہہ متفرد ہوگا مردی ہونگی وہ قابل اعتبار نہونگی سو فی الحقیقت کلام سابق مین اس روایت
پر بہی رد و انکار ہوچکا تہا اور نیز بعد ختم روایات اہلبیت سے نقل کیا کہ وہ اپنی دعا مین کہا
کرتے تہی اللہم العن الرافضۃ قانہم یتمونا۔ تو اب یہہ صریح رد و انکار نہین تو کیا ہی
پر تعجب ہی کہ آپ یہہ فرمائین کہ رد و انکار کا اشارہ تک نہین کیا اور بفرض محال اگر یہہ استشہاد
صحیح ہوتا ہم ہماری مجیب کا استدلال بالکل فاسد ہی کیونکہ جب یہہ بات محقق ہوچکی کہ ابوجعفر
راوی شیوخ شیعہ سے ہی تو پہر اگر کسی روایت مین استشہاد کیا تو اوس سے جمیع مرویات کے
نسبت اعتبار اور وثوق سمجہنا سراسر غلط اور ناواقفی ہی کیونکہ قاعدہ ہی کہ اگر کسی متہم بدعت کا
وثوق و اعتبار بہی ہو تو اوسکی مرویات کا اعتبار مقصور اون ہی روایات تک ہی کہ جن روایات
مین اپنی مذہب کیطرف دعوت نہین کی اور جن روایات مین مذہب کیطرف دعوت پائی
جاویگی وہ قطعاً واجب الرد و الانکار ہونگی سو اگر بخاری نے بالفرض ابوجعفر سے روایت مین استشہاد
ہی کیا ہی تو یہہ روایت وہ روایت ہی جسمین دعوت اپنی مذہب کیطرف نہین پائی جاتی تو اس
روایت سے استشہاد مطلق اوسکی وثوق پر دال نہین اور اس سے اوس روایت کی تصحیح و تقویت
نہین ہوسکتی جسکو ہماری مجیب نے اپنا مستدل قرار دیکر کہا ہی کیونکہ اوس روایت مین صاف
اور صریح اپنی مذہب کیطرف دعوت ہی تو حسب قاعدہ مذکورہ وہ روایت جس سے ہماری مجیب نے
استدلال فرمایا ہی قابل قبول نہین ہوسکتی۔ لیکن بحمد اللہ تعالے و بحولہ و قوتہ ہمکو اس کے
کچہہ ضرورت نہین کہ ہم ابوجعفر کے تکذیب کرین یا روایت کی عدم اعتبار کو اس بناء پر ثابت
کرین۔ کیونکہ جب اس عبارت کو اسکی ماقبل سے دیکہا جاتا ہی تو صاف معلوم ہوتا ہی

ف ابہی رافضیون پر لعنت فرما کر وہ ہمپر تہمت لگاتے ہین۔ ۱۲۔

کہ خواجہ پارسا صاحب نے کچھ ماسبق سی مذہب شیعہ ائمہ کی بابت بیان کرنا شروع کیا ہی اور چونکہ
اس مدعا کی یہی ضرور تہا کہ شیعہ ہی کی روایات نقل کرتے تو لامحالہ اونکی روایات کو نقل فرمایا
جس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ جملہ استشہد بہ البخاری الخ اپنی ماسبق سی بے جوڑ اور بی ربط
ہی اور اسی قی ہونے کا گمان ہوتا ہی لیکن نقل روایات کے اثنا مین بعض روایات شیعہ کے
جو موافق روایات اہلسنت کی واقع ہوگئی تہی سلیی اونکی بعد ہی چند روایات اہل سنت کی بہی
ذکر کرکے پہر اصل بیان کیطرف عود کیا جو کہ مقصود تہا یعنی بیان مذہب ائمہ کی نسبت شیعہ
کردیا تو اس سی یہہ سمجہنا کہ خواجہ صاحب نے روایت مذکورہ اپنی مقبولہ بیان کے تہی سراسر غلط ہی منشا
اس غلطی کا یہہ ہی کہ اول تو یہہ نہین سمجہی کہ یہہ مذہب شیعہ کا اونکی روایات سی بیان ہورہا ہی
دوسری یہہ غلطی ہوئی کہ جو روایات اثنا مین تبعاً اہل سنت کی مذکور ہوئی تہی اونکی نسبت یہہ
نہین خیال کیا کہ یہہ محض بطور جملہ معترضہ کے ہین اوسکی بعد یہہ خطا ہوئی کہ جب روایات اہلسنت
کو ختم کرکے اصل مدعا کی طرف رجوع کیا تو اوسکو یہہ نہین سمجہا کہ رجوع الی المقصود ہی بلکہ اپنی
دانشمندی سی یہہ سمجہہ گئی کہ خواجہ صاحب نے یہہ اپنا مذہب اور اپنا معتقد بیان کرنے ہی مین
حالانکہ یہہ گمان بالکل غلط تہا اب مین تمام عبارت متعلقہ من اولہا الی آخرہا فصل الخطاب
کی نقل کرتا ہون اور ناظرین جوابکے خدمات مین عموماً اور اپنی مجیب کی خدمت مین خصوصاً
گذارش کرتا ہون کہ ذرا ملاحظہ فرماوین اگرچہ نقل تمام عبارت خالی از اطناب و تطویل نہین
لیکن چونکہ مدار نقل عبارت پر ہی اسلیی آپ مجکو معاف فرمائینگی۔ وقال[1] الامام فخر الملۃ
والدین الرازی ایضاً رحمۃ اللہ فی کتابہ المحصل اما الامامیۃ فالذی استقر علیہ رایہم ان
الامام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ ثم ولدہ الحسن ثم اخوہ الحسین

[1] اور نیز امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب محصل مین فرمایا ہے۔ لیکن جہاں تک امامیہ کی رای ٹہہری ہی یہہ ہے
کہ امام بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی بن ابے طالب رضی اللہ عنہ ہین پہر اونکے فرزند حسن رضی اللہ عنہ
پہر اونکے بہای حسین رضی اللہ عنہ ۱۲۔

ثم ابنه علی زین العابدین ثم ابنه محمد الباقر ثم ابنه جعفر الصادق ثم ابنه موسی
الکاظم ثم ابنه علی الرضا ثم ابنه محمد التقی ثم ابنه علی النقی ثم ابنه الحسن الزکی ثم ابنه محمد
القائم المنتظر رضی اللہ عنہم اجمعین ولقد کان لہم فی کل ھذہ المراتب اختلافا وروی عن جعفر
الصادق رضی اللہ عنہ باسنادہ عن آبائہ الکرام رضی اللہ عنہم عن امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ انہ سئل عن حدیث کتاب اللہ وعترتی من العترۃ فقال رضی اللہ عنہ انا والحسن والحسین و
الائمۃ الی المھدی رضی اللہ عنہم لا یفارقون کتاب اللہ عز وجل ولا یفارقھم حتی یردوا
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوضہ وعن السید زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما عن
سید الشہداء الحسین بن علی عن امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الائمۃ بعدی اثنا عشر اولہم انت یا علی واٰخرھم المھدی الذی یفتح اللہ سبحانہ علی یدیہ
مشارق الارض ومغاربھا وفی حدیث اٰخر عن عبد اللہ جعفر الصادق رضی اللہ عنہ عن آبائہ عن علی
رضی اللہ عنہم انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنا عشر من اھل بیتی اعطاھم اللہ عز وجل
فھمہ وحکمتہ وخلقھم من طینتی ویل للمنکرین علیہم بعدی وعن وکیع رحمۃ اللہ
باسنادہ عن سید الشہداء الحسین بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال منا اثنا عشر مھدیا اولہم
علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہم واٰخرھم المھدی القائم یا لحق یحیی اللہ تعالی بہ الارض بعد موتھا

ف۱ پہراونکی فرزند زین العابدین پہراونکی فرزند محمد باقر پہراونکی فرزند جعفر صادق پہراونکی فرزند موسی کاظم پہراونکی فرزند علی رضا پہراونکی فرزند
محمد تقی پہراونکی فرزند علی نقی پہراونکی فرزند حسن زکی پہراونکی فرزند محمد قائم منتظر ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین خدا ان سب سے راضی ہو اور ان سب
فرقوں کو ان مراتب کی ہر ایک مرتبہ میں باہم اختلافات ہیں ۱۲ امام جعفر صادق سے بواسطہ اونکی آبا کرام رضی اللہ عنہم کے جناب امیر سے کسی حدیث
کتاب اللہ عترتی میں پوچھا کہ عترت کون ہے فرمایا میں اور حسن اور حسین اور ائمہ مہدی تک رضی اللہ عنہم یہ کتاب اللہ سے جدا نہ ہونگے نہ وہ اسی جدا
ہونگے یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر وارد ہونگے امام زین العابدین سے بواسطہ سید الشہداء امام حسین جناب امیر سے روی ہے
کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بعد بارہ امام ہونگے ای علی اولہم تو ہی اولہم کا اول اور اٰخرہم کا آخر مہدی ہے جسکی ہاتھ پر اللہ تعالی مشارق
ومغارب زمین کو فتح کریگا امام جعفر صادق کی حدیث میں بواسطہ اونکا باپ کرام کی جناب امیر سے روی ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے میری اہلبیت میں بارہ شخص ہیں اللہ تعالی نے انکو میری سمجھ اور میری حکمت عطا فرمائی ہے اور انکو میری مٹی سے پیدا کیا ہے ہیں ہلاکی
ہو ہر جو میرے بعد انکا انکار کریگی وکیع سے بواسطہ اونکی سند کے سید الشہداء امام حسین سے روی ہے اور انہوں نے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں پہلے
ہیں ابی طالب اور پچھلا مہدی حق کا قائم کرنے والا اونکی سبب سے اللہ تعالی زمین کو آباد کریگا ۱۲

ویظهر به دین الحق علی الدین کله ولو کره المشرکون وعن ابی عبد الله جعفر الصادق رضی الله عنه انه قال منا اثنا عشر مهدیا من مضی سبقت له الجنة ویضع الله تعالی فی السادس ما احب

اخرج هذه الاحادیث الخمسة ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویه القمی وکان من شیوخ الشیعة ومشهوریهم استشهد به البخاری رحمه الله فی کتابه فی کتاب الطب فقال فی حدیث الشفاء ثلاثة شرطة محجم وشربة عسل وکیة نار رواه القمی عن لیث عن مجاهد عن ابن عباس رضی الله عنهما کذا فی کتاب الانساب للامام ابی سعد عبد الکریم بن محمد السمعانی رحمة الله وقد اخرج ابو جعفر القمی هذا باسناده عن جابر بن سمرة رضی الله عنه انه قال اتیت النبی صلی الله علیه وسلم فسمعته یقول لا هذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیهم اثنا عشر خلیفة کلهم فقال کلمة خفیت علی فسألت ابی ما قال فقال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کلهم من قریش وفی روایة کلهم یعمل بالهدی ودین الحق وفی روایة ولیس لعز یزان یجمع الله تعالی هذه الامة یصلا ونصفهم وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون وحدیث جابر بن سمرة رضی الله عنهما اخرجه البخاری ومسلم والترمذی وابو داود رحمهم الله وقد مضی عن قریب روایات هذا الحدیث وتاویلاته وعن ابی جعفر القمی هذا باسناده عن علی رضی الله عنه انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم البشر البشر البشر ثلاث مرات انا مثل امتی کمثل غیث لا یدری

---

۱ اور دین حق کو تمام ادیان پر غالب کرے گا اگرچہ مشرکوں کو برا لگے ۱۲ ۲ امام جعفر صادق رضی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں جن کی جو باقی رہی اور اللہ تعالیٰ اچھی میں جو چاہے گا رکھے گا۔ ان پانچوں حدیثوں کی تخریج ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی کی ہے وہ شیعہ کے شیوخ اور ان کی مشہور ہستیوں میں سے ہے۔ بخاری نے اپنی کتاب کے کتاب الطب میں انکی سابقہ استشہاد کیا ہے اور اس حدیث میں جسکا مضمون یہ ہے کہ شفا تین چیز وں میں ہے۔ پچھنے لگانا شہد پینا آگ سے داغ دینا کہا ہے کہ اسکو قمی نے لیث سے اور اس نے مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اسیطرح امام ابی سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی کی کتاب الانساب میں ہے اور اس ابو جعفر قمی نے اپنی سند سے جابر بن عبد اللہ سے تخریج کی ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے یہ امر تمام نہ ہوگا یہانتک کہ بارہ خلیفہ اسلام کی بیکی سب قریش سے ہونگی اور ایک روایت میں ہے کہ سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرینگی اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ دشوار نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کو ایک دن یا دو دن اکٹھا کردی اور ایک دن تیری پروردگار کے نزدیک تمہاری گنتی کے موافق ہزار برس کے برابر ہے اور جابر بن سمرہ کی حدیث بخاری مسلم ترمذی ابوداؤد نے تخریج کی ہے اور عنقریب اسکی روایات اور تاویلات گذر چکی ہیں اور ابو جعفر قمی سے بواسطہ اوسکی اسناد کے جناب امیر سے

اولہ خیرہا واخرہ وکیف یصلح امۃ انا اولہا وانا اخرہا وبین خلیفۃ من بنی العباس والمسیح عیسی بن مریم اخرہا وفی کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تالیف الشیخ الامام العارف الولی ابی عبد اللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی قدس اللہ تعالی روحہ ونور ضریحہ فی الاصل الرابع والعشرین والمایۃ حدثنا الحسین بن عمر بن شقیق البصری قال حدثنا سلیمان بن طریف عن مکحول عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر امتی اولہا واخرہا وفی وسطہا الکذب حدثنا صالح بن عبد اللہ قال حدثنا عیسی بن یونس البصری عن بکر بن عبد اللہ المزنی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر او اخرہ اخبرنا صالح بن حماد الواسطی عن ثابت البنانی عن انس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمثلہ حدثنا الفضل بن محمد حدثنا ابراہیم بن الولید بن سلمۃ الدمشقی ثنا ابی ثنا عبد الملک بن عقبۃ الاموی ثنا عبد اللہ بن وہب عن یونس بن یزید عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن عبد الرحمن بن سمرۃ قال بعثنی خالد بن الولید بشیرا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمؤتۃ فلما دخلت علیہ قلت یا رسول اللہ فقال علیک وعلیک یا عبد الرحمن لحق اللواء زید بن حارثۃ فقاتل زید حتی قتل رحمہ اللہ زید ثم اخذ اللواء جعفر فقاتل جعفر حتی قتل رحمہ اللہ جعفر ثم

ف۱ اوسکا اول بہتر ہی یا آخر اور وہ امت کیونکر ہلاک ہوگی جسکی اول میں میں اور بارہ خلیفہ میری سے ہی اور مسیح ابن مریم اوسکی آخر میں ہی اور کتاب نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول تالیف شیخ امام ابی عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ کی کیسو حیسو بن اصل میں ہی اور وہ راوی بسند مذکورہ روایت ہی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بہتر است اول اور آخر اوسکا ہوا اور کی درمیان میں جھوٹ ہی۔ اور ابن عمر سے بسند مذکورہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال مثل بارش کے ہی کہ یہ نہیں جانا جاتا کہ اوسکا اول بہتر ہی یا آخر۔ اور بواسطہ انس رضہ کے بسند مذکور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اوپکی روی ہی۔ اور عبد الرحمن بن سمرہ سے بسند مذکورہ روایت ہی وہ کہتے تھے کہ مجھکو جنگ مؤتہ کے روز خالد بن ولید نے فتح کی خوشخبری سنانی کی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا جب میں حاضر ہوا عرض کیا یا رسول اللہ تو فرمایا اے عبد الرحمن زرہ پر کر زید بن حارثہ نے جھنڈا لیا اور قتال کیا یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالی زید پر رحمت کرے پھر جعفر نے جھنڈا لیا وہ بھی یہانتک کہ مقتول ہوا اللہ تعالی جعفر پر رحمت کرے ۔۱۲۔

اخذ اللواء عبد الله فقاتل فقتل رحم الله عبد الله ثم اخذ اللواء خالد فقتح الله لخالد
فخالد سيف من سيوف الله فبكى اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم حوله
فقال ما يبكيكم فقالوا وما لنا لا نبكي وقد قتل خيارنا واشرافنا واهل الفضل منا
قال لا تبكوا فانما مثل امتي مثل حديقة قام عليها صاحبها فاحبث رواكبها
وهيأ مساكنها وخلق سعفها فاطعمت عاما فوجا ثم عاما فوجا ثم عاما فوجا فلعل آخرها
طعما يكون اجودها قنوانا واطولها شماخا والذي بعثني بالحق ليجدن ابن مريم في
امتي خلفا من حواريه حدثنا علي بن سعيد بن مسروق الكندي قال حدثنا عيسى بن
يونس عن صفوان بن عمرو السكسكي عن عبد الرحمن بن جبير بن نفير الحضرمي قال لما اشتد
جزع اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على من اصيب مع زيد بن حارثة يوم مونة
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليدركن المسيح من هذه الامة اقوام انهم لمثلكم
او خير منكم ثلاث مرات ولن يخزي الله تعالى امة انا اولها والمسيح آخرها قال ابو عبد الله
رحمه الله فمن الله سبحانه على هذه الامة خصوصا ثم عدد المنة فقال كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ
أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ والموصوف
بالسطة هو الموصوف بالعدل لا يميل الى افراط ولا الى نقصان فالميزان لسانه في وسطه

ل پھر عبد اللہ نے جھنڈا لیا اور لڑکر مقتول ہوا اللہ تعالیٰ عبد اللہ پر رحمت کرے پھر خالد نے جھنڈا لیا پس اللہ نے خالد کو فتح دی (خالد اللہ کی تلوار ہے) کے ایک تلوار ہے سیوف اللہ میں سے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ روئے پس آپ نے پوچھا تم کیوں روتے ہو عرض کیا ہم کیا نہ روئیں۔ حالانکہ ہمارا بہتر اور اشراف اور بزرگی والے مقتول ہوئی فرمایا مت روؤ کیونکہ میری امت کی مثال مثل اس باغ کی ہے کہ اسکا مالک اسکی کیسی کیاری اور اسکی کھجور کے تنہ میں سے دوسری کھجور نکلی ہوئی کو اکھیڑا اور اسکی رہنے کی جگہ کو تیار کیا اور اسکی شاخوں کو برابر کیا پس اسنے ایک سال ایک جماعت کو پھل دیا پھر دوسری سال اور جماعت کو پھر تیسری برس اور جماعت کو پس شاید پچھلے پھل والا عمدہ خوشوں والا اور لمبی شاخوں والا ہو پس اس ذات کی قسم جس نے مجھکو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ابن مریم میری امت میں اپنی حواریوں کا جانشین پائیگا۔ عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر سے مروی ہے جبکہ جنگ مونہ کے دن انپر جو زید بن حارثہ کی ساتھ شہید ہوئے تم صحابہ کا واویلا سخت ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا اس امت کی بعض لوگ عیسیٰ بن مریم کو ملینگے وہ تم عیسیٰ یا تمسی بہتر ہونگے اور اللہ تعالیٰ اس امت کو رسوا نہیں کریگا جبکہ اول میں اور آخر میں عیسیٰ ہوگا۔ ابو عبد اللہ رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر خصوصاً احسان کیا پھر احسان گنایا اور فرمایا تم بہتر امت ہو جو لوگوں کیلئے نکالی گئی ہے اور صحیح ہے یا ہنسی تمکو گروہ بہتر ایسی کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور جو وسط ہوں کے ساتھ موصوف ہے وہی عدل کے ساتھ موصوف ہے جو افراط تفریط کی طرف نہیں جھکتا پس ترازو کی کانٹا اسکی بیچ میں ہوتا ہے۔ ۱۲

(۱) باستواء الطرفین والکفتین یستوی لسان المیزان ویقوم الوزن فجعلت اوائل هذه
الامة واواخرها ممن یهدون بالحق وبه یعدلون فجعل اولها واخرها ککفتی المیزان
یستویان وما بینهما من الکدر والفج والعوج کلسان المیزان یستقیم ولا یمیل هکذا
وهکذا باستواء الکفتین فمعناه ان نجو هذا الوسط بهذین الکفتین فانه ان مال
الوسط الی ای الجانبین مال الی رکن وثیق فغیر استواء هاتین الکفتین اعوجاج هذا
الوسط ونجده الاخیری انه عمهم فقال وکذلک جعلناکم امة وسطا ای عدلا وفی وسط
الامة اعوجاج فکما کان فی استواء الکفتین استقامة اللسان فکذلک فی استواء اوائل
هذه الامة واواخرها یقوم الوسط فلا یهلک وقد جاء فی الخبر انه سیظهر العلم فی اخر الزمان
ویقبل الناس علی امر الله سبحانه حتی یتم حجة الله علی عباده وقد اخرج ابو جعفر القمی المذکور فی
علامات الامام وذکر فضل الامام عن ابی رضی الله عنه انه قال للامام علامات یکون
اعلم الناس واحکم الناس واحلم الناس واتقی الناس واسخی الناس وانجح الناس
واعبد الناس ویولد مختونا ویکون مطهرا ویری من خلفه کما یری من بین یدیه واذا وقع
علی الارض من بطن امه وقع علی راحتیه رافعا صوته بالشهادتین ولا یحتلم وینام عینه ولا
ینام قلبه ویکون محدثا ویستوی علیه درع رسول الله صلی الله علیه وسلم ویکون عنده

---

(۱) اور دونو پلونکی برابر ہی سی کانٹا ہی برابر رہتا ہی اور وزن بھی برابر رہتا ہی یعنی اس امت کی پہلی اور پچھلی وہ لوگ ہی جو سچی راہ بتاتے
ہین اور سچی بات پر انصاف کرتے ہین پس اوسکی اول اور آخر کو مثل ترازو کے دو پلونکی کیا جو برابر رہتی ہین اور اونکی درمیان مین کہ درست اور کجی ہو
جیسی ترازو کا کانٹا مستقیم رہتا ہی اور پلونکی برابری کے سبب اِدہر اُدہر نہین جھکتا تو اس سی مراد یہہ ہی کہ ان دو پلونکی سبب یہہ درمیان
بھی نجات پاجائیگا کیونکہ اگر درمیان ان دونو جانبون مین سی کسی طرف مائل ہوگا تو مضبوط رکن کیطرف مائل ہوگا - تو ان دونو
پلون کی ناہمواری سی درمیان کی کجی ہی - کیا تجکو معلوم نہین ہے کہ خدا تعالے نے عام طور پر فرمایا ہی (اسیطرح کیا ہمنی تمکو معزز گروہ)
حالانکہ وسط امت مین کجی ہے - پس جسطرح پلونکی برابری مین کانٹے کی ہمواری حاصل ہوتی ہی - اسیطرح اس امت کے پہلون
اور پچھلون کی صلاحیت سی وسط کا قیام ہی تو وہ ہلاک نہوگا - اور حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین علم ظاہر ہوگا اور لوگ اللہ کی
دین کیطرف متوجہ ہونگے یہانتک کہ اللہ کی حجت اوسکی بندون پر پوری ہو - اور اوسی ابو جعفر قمی مذکور نے علامات امام مین تخریج کی ہی
اور امام کی بزرگی امام رضی اللہ عنہ سی نقل کی ہی اونہون نے فرمایا ہی امام کی یہی نشانیان ہین وہ یہہ کہ لوگون مین سب سی زیادہ عالم ہو اور سب سی
زیادہ حاکم اور سب سی زیادہ حلیم اور سب سی زیادہ پرہیزگار اور سب سی زیادہ سخی اور سب سی زیادہ شجاع اور سب سی زیادہ عابد ہو اور مختون اور ستھرا پیدا ہو اور
جیسا سامنے سی دیکھتا ہی ویسا ہی پیچھے سی دیکھتا ہی اور جب ان کے بیٹے سی کہلی کلمہ شہادتین پکار کر کہتا ہوا ہنسیگا کبھی بل نہین پڑیگا اور محتلم ہوا اور
آنکھین سوتی دل بیدار ہو اور فرشتہ اوس سی کلام کرتا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زرہ اوسکی بدن پر برابر لاق ہو اور اوسکی پاس ۱۲

سلاح رسول الله صلے الله علیه وسلم و سیفه ذوالفقار ویکون عنده مصحف فاطمة رضی الله عنها ویکون عنده صحیفة فیها اسماء من یخافه الی یوم القیمة ولا یری له بول ولا غایط لان الله تعالی قد وکل الارض بابتلاع ما یخرج عنه ویکون رائحته اطیب من رائحة المسک ویکون اولی الناس منهم بانفسهم واشفق علیهم من ابائهم وامهاتهم ویکون اشد الناس تواضعا لله تعالی ویکون اخذ الناس بما یامر به واکف الناس عما ینهی عنه ویکون دعاؤه مستجابا حتی انه لو دعا علی صخرة لانشقت بنصفین ویکون مویدا بروح القدس ینبیه وبین الله تعالی عمود من نور یری فیه اعمال العباد وکل ما احتاج الیه یبسط له فیعلم ویقبض عنه فلا یعلم والامام یولد ویلد ویصح ویمرض ویاکل ویشرب وینکح وینام ویفرح ویحزن ویضحک ویبکی ویموت ویقبر ویزار ویحشر ویوقف ویعرض ویسأل ویکوم ویشفع وذلک فی خصلتین فی العلم واستجابة الدعوة والائمة بعد النبی صلے الله علیه وسلم ورضی عنهم قتلوا بالسیف او السم ویرد ذلک علیهم علی الحقیقة لا کما یقول الخلاة علیهم اللعنة فانهم یقولون انهم لم یقتلوا علی الحقیقة وانه شبه علی الناس امرهم فکذبوا علیهم غضب الله عز وجل فانه ما شبه امر احد من انبیاء الله سبحانه واولیائه للناس الا امر عیسی بن مریم علیهم الصلوة والسلام لانه رفع من الارض حیا وقبض روحه بین السماء والارض ثم رفع الی السماء ورد

لہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار ہوں اور اسکی تلوار ذوالفقار ہو اور اسکی پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مصحف ہو اور اسکی پاس ایک صحیفہ ہو جسمین اوسکے مخالفین کے نام ہون جو قیامت تک ہونگے اور اونکا پیشاب پاخانہ کوئی نہ دیکھ سکی کیونکہ اوسکی نجاستات کی نگہبانی پر زمین مقرر ہی اور اوسکی خوشبو مشک سے بھی ہو اور لوگون کا اونکی جانون سے زیادہ اولی ہونا اور اونکی ماں باپ سے زیادہ لوگون پر مہربان ہونا اور اللہ کی سامنی سب سے زیادہ عاجزی کرنے والا ہونا اور جسکا حکم کرنا خود اوسپر سب سے زیادہ عمل کرنے والا ہو اور جن باتونسے منع کرے خود سب سے زیادہ اوسسے بچنے والا ہو اور اوسکی دعا ہمیشہ تک مستجاب ہو کہ اگر پتھر پر دعا کرے تو پھٹ کر دو ٹکڑی ہو جائی - اور روح القدس کے ساتھ موید ہو اور اوسکی اور اللہ تعالے کے بیچ نور کا ایک ستون ہو جسمین بندون کی اعمال اور جسکی ضرورت ہو دیکھ لیا کرے - گاہی کوئی چیز اوسکی لیے بسط ہوتا ہی پس جانتا ہی اور کبھی قبض ہوتا ہی پس نہین جانتا - امام پیدا ہوتا ہی اور اوسکی اولاد ہوتی ہی اور تندرست ہوتا ہی اور بیمار ہوتا ہی اور کہاتا ہی اور پیتا ہی اور نکاح کرتا ہی اور سوتا ہی اور خوش ہوتا ہی اور غمگین ہوتا ہی اور ہنستا ہی اور روتا ہی اور مرتا ہی اور دفن ہوتا ہی اور زیارت کیا جاتا ہی اور (قیامت مین) اوٹھایا جائیگا اور ٹھہرایا جائیگا اور پیش کیا جائیگا اور اوسکا حساب کیا جائیگا اور اوسکا اکرام کیا جائیگا اور شفاعت قبول کیا جائیگا اور اوسکی دلالت دو خصلتون علم اور نبوت وعابین ہی اور امام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجی ہوئی تلوار سے قتل ہوئی اور یہ مقتول ہونا درحقی ہی جیسا غالی شیعہ کہتی ہین خدا تعالا اونپر لعنت کری وہ کہتی ہین کہ وہ قتل مین مقتول نہین ہوئی بلکہ لوگونکو اوسکا اشتباہ ہو گیا ہی پس وہ بیہوشی ہین خدا کا اونپر غضب ہو کیونکہ انبیاء اور اولیا مین سے کسی کا امر عیسی بن مریم کے امر سے کسیکا اشتباہ نہین ہوا - زندہ زمین سے اوٹھایا گیا اور اوسکی روح زمین آسمان کے بیچ مین قبض کی گئی - پھر آسمان پر بلند کیا گیا اور اوسکی روح اوسکو واپس دی گئی - ۱۲ -

علیہ روحہ وذلک قول اللہ عز وجل اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ
ان الامامۃ اجل قدرا واعظم شانا من ان یبلغہا الناس بعقولہم او ینالوہم بآرائہم الامام مخصوص
بالفضل کلہ من غیر طلب منہ ولا اکتساب بل اختصاص من المفضل الوہاب تحیرت الحکماء
وتقاصرت الاولیاء وعجزت الادباء وحصرت البلغاء عن وصف شان من شؤنہ او فضیلۃ
من فضایلہ یؤتیہ اللہ عز وجل من مخزن علمہ وحکمہ ما لا یؤتی غیرہ وعن الرضا رضی
اللہ عنہ انہ قال ان مرک ان یلقی اللہ عز وجل ولا ذنب علیک فزر الحسین رضی اللہ عنہ ان
بکیت علی الحسین رضی اللہ ثم سالت دموعک علی خدیک غفر اللہ تعالیٰ لک کل ذنب وان مرک
ان یکون لک من الثواب مثل ما لمن استشہد مع الحسین رضی اللہ عنہ من اہل بیتہ وہم
ما لہم فی الارض شبیہ فقل منی ما ذکرتہ یا لیتنی کنت معہم فافوز فوزا عظیما ولقد
نزل الی الارض لنصرتہ اربعۃ الاف ملک لم یؤذن لہم فہم عند قبرہ شعث غبر الی ان
یقوم القائم رضی اللہ عنہ فیکونون من انصارہ وسئل الرضا رض عن قبر فاطمۃ رضی اللہ عنہا
فقال دفنت فی بیتہا فلما زادوا فی المسجد صار قبرہا فی المسجد وعن الرضا رضی اللہ عنہ انہ قال
من شد رحلہ الی زیارتی استجیب دعاؤہ وغفرت لہ ذنوبہ من زارنی فی تلک البقعۃ کان
کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکتب اللہ لہ ثواب الف حجۃ مبرورۃ والف عمرۃ مقبولۃ

ف اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے (جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجکو اپنی طرف اوٹھانوالا ہوں) بیشک امامت باعتبار بزرگی قدر اور عظمت شان کے اس سے بالاتر ہے کہ لوگ اپنی عقلوں سے پہنچ سکیں اور اپنی رایوں سے اسکو پالیں امام پوری بزرگی کے ساتھ مخصوص ہے بدون طلب اور کسب کے بفضل وہاب کیطرف سے بمحض اختصاص ہے اسکی اصل حال اور اسکی فضایل میں سے ایک فضیلت کو وصف سے حکما حیران اور اولی قاصر اور ادیب عاجز اور بلیغ گونگی اللہ تعالیٰ نے اپنی علم و حکمت کی خزانہ سے جسقدر اسکو دیا ہے دوسری کو نہیں دیا - اور نیز امام رضا سے ہی فرمایا اگر تجکو پسند آوی قوخدا سے ملی اور تجھپر کوئی گناہ نہو تو امام حسین کی زیارت کر اور اگر تو حسین پر رووی اور تیری آنسو رخسارون پر بہیں اللہ تیری تمام گناہ بخش دیگا اور اگر تجکو خوش لگی کہ تجکو وہی اسقدر ثواب ملے جسقدر اسکو ملا ہے جو حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اوسکی اہل بیت سے شہید ہوئی حالانکہ روی زمین پر اوسکا مثل نہیں تو یہ کہہ کہ میں انکے ساتھ ہوتا کہ فوز فوزا عظیما - اور زمین پر چار ہزار فرشتہ اسکی مدد کیلئے نازل ہوئی - لیکن اونکو اجازت نہوئی پس وہ اسکی قبر کے پاس پراگندہ سر غبار آلودہ قائم رضی اللہ عنہ کی قیام تک رہینگے اور اسکی مدد کرینگے یعنی امام رضا سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسبت پوچھا فرمایا اپنی گھر میں دفن ہوئیں اور جب مسجد میں بڑہا دیا تو اوسکی قبر مسجد میں ہوگئی اور امام رضا سے ہی فرمایا جو شخص میری زیارت کی نیت سے نکلا وہ جو میری زیارت کی نیت کی ہی کیا وہ باندہی اوسکی دعا قبول ہوا اور اوسکی گناہ معاف ہوں اور جو شخص اوسکی جگہ میری زیارت کرے گویا اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیارت کی اور اوسکی لیئے ہزار حج مقبول اور ہزار عمرہ قبول کا ثواب لکہا جاویگا ۱۲

وکنت انا واٰبائی شفعاؤہ یوم القیمہ وھذہ البقعہ روضۃ من ریاض الجنۃ ومختلف
الملائکۃ لایزال فوج ینزل من السماء وفوج یصعد الی ان ینفخ فی الصور وعن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انہ قال سید فی بضعۃ منی بارض خراسان ما زارھا مکروب الا نفس
اللہ تعالٰی کربتہ ولا مذنب الا غفر اللہ تعالٰی ذنوبہ وعن الرضا رضی اللہ عنہ من زارنی وھو
علی غسل خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ وعن الرضا رضی اللہ عنہ من زارنی عارفا بحق غفر اللہ
تعالٰی لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وعن الرضا رضی اللہ عنہ من زارنی فی غربتی کان معی
فی درجتی یوم القیمۃ مغفورا لہ وعن علی بن محمد بن الرضا رضی اللہ عنہم انہ قال من زار الرضا
فاصابہ فی الطریق قطرۃ من السماء حرم اللہ تعالٰی جسدہ علی النار وعن علی بن محمد الرضا
رضی اللہ عنہم انہ قال من کانت لہ الی اللہ عزوجل حاجۃ فلیزر قبر جدی الرضا رضی اللہ عنہ وھو
علی غسل ولیصل عند راسہ رکعتین ولیسأل اللہ تعالٰی حاجتہ فانہ یستجاب لہ ما لم یسأل
فی ماثم او قطیعۃ رحم وان موضع قبرہ لبقعۃ من بقاع الجنۃ لا یزورھا مؤمن الا
اعتقہ اللہ تعالٰی من النار وادخلہ دار القرار وعن الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال ان
زار واحد من الائمۃ فکانما زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل للرضا رضی اللہ عنہ
علمنی قولا بلیغا کاملا اذا زرت واحدا منکم فقال اذا صرت الی الباب فقف واشھد

---

۱ اور ولایت مین مین اور میری آبا اور اسکی شفیع ہونگی اور یہ جگہ جنت کی باغون مین سے ایک باغ اور فرشتون کے آمد و رفت کی جگہ ہی نفخ صور تک ہمیشہ
ایک جماعت فرشتونکی اوتریگی اور ایک چڑھیگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ فرمایا عنقریب میرا لخت جگر خراسان کے زمین مین دفن
ہوگا جو غمی سے بیدہ اوسکی زیارت کریگا خدا اوسکی سختی دور کردیگا اور جو گنہگار اوسکی زیارت کریگا اوسکی گناہ معاف کریگا - امام رضی اللہ عنہ
سے مروی ہی فرمایا جو شخص یہان آکر میری زیارت کریگا اپنی گناہون سے ایسا پاک ہوجائیگا - جیسا کہ ان کے پیٹ سے پیدا ہوتے کی دن تھا
امام رضا رضی اللہ عنہ سے مروی ہی جو شخص میرا حق سمجھکر میری زیارت کریگا اوسکی پہلی پچھلے گناہ خدا تعالٰی بخشیگا - امام رضا رضی اللہ عنہ سے مروی ہی
جو شخص میری غربت مین میری زیارت کریگا قیامت کی دن میری ساتھ میری درجہ مین بخشا ہوا ہوگا - علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم
سے مروی ہی فرمایا جس شخص نے امام رضا کی زیارت کی اور رستہ مین اوسکو آسمان سی مینہ کا قطرہ پہنچ گیا اللہ تعالٰی اوسکی بدن کو آگ دوزخ پر حرام
کردیگا - علی بن محمد رضا رضی اللہ عنہم سے مروی ہی فرمایا جسکو خدا کیطرف کوئی حاجت ہو چاہی کہ پورا کرادے رضا کی قبر کی زیارت
کری اور سر کے متصل دو رکعتین پڑہی اور اللہ سے حاجت مانگے تو اسکی دعا قبول ہوگی جبتک گناہ اور قطع رحم کے دعا نہ کری اور
اوسکی قبر کے جگہ جنت کے ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑا ہی جو شخص اسکی زیارت کریگا اللہ اوسکو آگ سی آزاد کریگا اور اوسکو جنت مین داخل
کریگا - امام صادق رض سے مروی ہی فرمایا جس نے کسی امام کی زیارت کی گویا اوسنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی - امام رضا سے
کہا کہ مجھکو کوئی جامع کامل کلمہ سکھلا جسکو کہیں آپکی زیارت کی وقت پڑہون فرمایا جب دروازہ پر جاہی تو ٹہر اور شہادتین پڑہ

الشہادتین وانت علی غسل واذا دخلت ورایت القبر فقف وقل اللہ اکبر اللہ اکبر ثلثین مرۃ ثم امش قلیلا وعلیک السکینۃ والوقار وقارب بین خطاک ثم قف وکبر اللہ عزوجل ثلثین مرۃ ثم ادن من القبر وکبر اللہ عزوجل اربعین مرۃ تمام مائۃ مرۃ ثم قل السلام علیکم یا اھل بیت الرسالۃ ومختلف الملائکۃ ومھبط الوحی وخزان العلم ومنتھی الحلم ومعدن الحجۃ واصول الکرم وقادۃ الامم وعناصر الابرار ودعایم الاخیار وابواب الایمان واصنا الرحمن وسلالۃ النبیین وعترۃ صفوۃ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی ایۃ الھدی ومصابیح الدجی واعلام التقی وذوی الحجی والنھی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی محال معرفۃ اللہ تعالی السلام علی مساکن ذکر اللہ تعالی ومساکن برکۃ اللہ تعالی ومعادن حکمۃ اللہ تعالی سر اللہ عزوجل وحملۃ کتاب اللہ عزوجل وورثۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علی الدعاۃ الی اللہ عزوجل والادلاء علی مرضات اللہ عزوجل والمظھرین لامر اللہ عزوجل ونھیہ والمخلصین فی توحید اللہ سبحانہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انی مستشفع الی اللہ تعالی بکم ومقدمکم امام طلبتی وارادتی ومسالتی وحاجتی اشھد اللہ سبحانہ انی مؤمن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرأ الی اللہ عزوجل من عدو

لہ اور تو نہایا ہوا ہو جب اندر جائے اور قبر دیکھی تو ٹھہرا اور تہلیل سو مرتبہ اللہ اکبر پڑھ پھر تھوڑا سا تسکین اور وقار کے ساتھ چل اور چھوٹی قدم رکھ پھر ٹھہرا اور تیس مرتبہ تکبیر پڑھ پھر قبر کے قریب ہو اور چالیس مرتبہ تکبیر پڑھ یہ پوری سو مرتبہ ہوگئی پھر کہو تم پر سلام ہو اے اہل بیت رسالت اور ملائکہ کی آمد و رفت کی جگہ اور وحی کے نزول کی جگہ اور علم کے خزانچی اور حلم کے ختم ہونے کی جگہ اور رحمت کی کان اور کرم کے اصل اور لشکروں کے سردار اور نیکیوں کے عنصر اور بہتروں کی ستونوں اور ایمان کے دروازے اور خدا کی آیتوں اور ابنیاء کے خلاصہ اور رسولوں کے برگزیدہ اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں سلام اور پرائمہ ہدیٰ اور اندھیروں کی چراغ اور تقویٰ کے جھنڈے عقل و دانش والے اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی محلوں پر سلام اللہ تعالیٰ کے ذکر اور برکت کی ساکن پر سلام اور اللہ کے حکمت اور بھیدوں کی کانوں پر اور اللہ کی کتاب کے اٹھانے والوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکات ہوں خدا کی طرف بلانے والوں پر اور اللہ کی رضی کیطرف راہ بتانے والوں پر اور اللہ کی امر و نہی کے ظاہر کرنے والوں پر اور اللہ کے توحید میں اخلاص والوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکات ہو میں اللہ کی یہاں تمہاری شفاعت چاہتا ہوں اور اپنی مطلب اور سوال اور ارادہ اور حاجت سے آگی تمکو پیش کرتا ہوں میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ مجکو تمہاری ظاہر و باطن پر ایمان ہے ۔ ۱۲ ۔

ال محمد من الجن والانس وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاہرین وسلم تسلیما وعن الرضا رضی اللہ عنہ وعن اٰبائہ رضی اللہ عنہم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قیل لہ یا رسول اللہ متی یخرج القائم من ذریتک فقال صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ مثل الساعۃ لا یجلیہا لوقتہا الا ہو ثقلت فی السموت والارض لا تاتیکم الا بغتۃ وبروایۃ اہل البیت فی صفۃ المہدی رضی اللہ عنہ یحکم بالعدل ویامر بہ یخرج من تہامۃ یصدقہ اللہ عزوجل فی قولہ ویصدق اللہ عزوجل یجمع اللہ تعالی لہ من اقصی البلاد علی عدۃ اہل بدر ثلثمایۃ وثلثۃ عشر رجلا معہ صحیفۃ مختومۃ فیہا عدد اصحابہ باسمائہم وبلادہم وحلاہم لہ علم اذا حان وقت خروجہ انتشر ذلک العلم وانطقہ اللہ عزوجل وناداہ العلم اخرج یا ولی اللہ ولہ سیف مغمد فاذا حان وقت خروجہ اقتلع ذلک السیف من غمدہ وانطقہ اللہ عزوجل وناداہ السیف اخرج یا ولی اللہ فیخرج ویقیم حدود اللہ ویحکم بحکم اللہ عزوجل جبرئیل علیہ السلام عن یمینہ ومیکائیل علیہ السلام عن یسارہ فمن لقیہ وہو لی من اہل عدوہ طوبی لمن قال بہ وعن ابی عبد اللہ جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ قال صنا اثنا عشر مہدیا مضی ستۃ وبقی ستۃ ویضع اللہ عزوجل فی السادس ما احب ومما قیل فی مرثیۃ الرضا رضی اللہ عنہ

لہ اور میں آل محمد کی دشمن ہے خواہ جن ہو یا انسان اللہ کی طرف بیزار ہوں اور رحمت ہو اللہ کی محمد پر اور اوسکی اولاد طاہرین پر اور سلام ہو۔ امام رضا اور اونکی آبا سے روایت ہی کہ حسینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپکی اولاد سے قائم کب ظہور فرمائیگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اوسکی مثال قیامت کی ہی وہی ظاہر کریگا اوسکو اوسکی وقت پر بجز اوسکی آسمانوں میں اور زمینوں میں تمہاری پاس نہیں آئیگی مگر ناگہان اور اہلبیت کی روایت سے مہدی رضی اللہ عنہ کی صفت میں کردہ اضافہ کرتا ہے حکم کریگا۔ تہامہ کی زمین سے نکلیگا اللہ تعالے اوسکی قول کی تصدیق کریگا اور وہ اللہ تعالے کی تصدیق کریگا اللہ تعالی اوسکی یہی قصی بلاد سے تین سو تیرہ آدمی بعدد تعداد اہل بدر کے اکٹھی کریگا اور اوسکی پاس ایک مہری صحیفہ ہوگا جسمیں اوسکی اصحاب کی تعداد اور اونکی نام اور اونکی حلیہ اور اوسکی ہمراہ کا علم ہوگا جب اوسکی ظہور کا وقت قریب آئیگا تو یہہ علم منتشر ہوگا اور اللہ تعالی اوسکو گویا کریگا اور پکاریگا اے ولی اللہ نکل اور اوسکی تلوار میان میں ہی جب اوسکی خروج کا وقت قریب ہوگا وہ تلوار اپنی میان سے نکلیگی اور اللہ تعالی اوسکو گویا کریگی اور تلوار اوسکو پکاریگی اے ولی اللہ نکل پھر نکلیگا اور اللہ کی حدود قائم کریگا اور اللہ تعالی کے حکم کے ساتھ حکم کریگا جبرئیل علیہ السلام اوسکی دائیں اور میکائیل علیہ السلام اوسکی بائیں ہوگا مبارک ہو جو اوس سے ملا مبارک ہو جسنی اوسکو دوست رکھا مژدہ ہو جو اوسکا قائل ہوا امام ابو عبد اللہ جعفر صادق سے روایت ہے فرمایا ہم میں بارہ مہدی ہیں چھ گذر چکی اور چھ باقی رہی اور اللہ تعالے چھٹی میں جو چاہیگا کریگا۔ امام رضا کے مرثیہ میں حسینی کہا ہے۔

اشعار قبر بطوس به اقام امام ✣ حتم الیه زیارة و لمام ✣ قبر سنا انواره یجلو العمی ✣ و بتربه قد یدفع الاسقام ✣ قبر اذا حل الوفود بربعة ✣ رحلوا وحطت عنهم الاثام ✣ ارواحکم موجودة اعیانها ✣ ان عن عیون غیبت اجسام ✣ تربة الرضا رضی الله عنه بطوس مبارکة کان یستشفی بها الناس وعن بعض وزراء خراسان انه اصابه البرص فدعا الله تعالی عندها فشفاه الله سبحانه فحمد ذلک الوزیر فیها عما انفق فیها قریبا من عشرة الاف دینار وعن بعض کبار اهل البیت انه کان یقول فی دعائه **اللهم العن الرافضة فانهم یتهمونا** وعن زین العابدین بن علی بن الحسین رضی الله عنهما انه قال لرجل یبغضه ایسرک منزلة ابی بکر وعمر رضی الله عنهما من النبی صلی الله علیه وسلم فقال کرهتهما الیوم وعن زین العابدین رضی الله عنه انه قال اقرب ما یکون العبد من غضب الله عزوجل اذا غضب ومن کلامه رضی الله عنه العافیة ملک خفی ومن کلامه قنوطک اعظم من ذنبک ومن روایته رضی الله عنه یقول الله عزوجل اذا عصانی من خلقی من یعرفنی سلطت علیه من خلقی من لا یعرفنی ومن کلامه رضی الله عنه یا اهل العراق اجونا حب الاسلام فما زال یجیء حتی صار علینا عارا ابلغ شیعتنا انا لا نغنی عنهم من الله سبحانه شیئا وان ولایتنا لا تنال الا بالورع نسئی یلفظم

لہ مرثیہ طوس میں قبر ہی جسمیں امام مغفور ہی - اوسکی زیارت اور اسکی طرف قرب واجب ہی - قبر جسکی انوار کی روشنی نہیں ہیں کو دور کرتے ہی - اور اوسکی مٹی ہی بیماریوں کو دور ہوتی ہیں - ایسی قبر ہی جب جماعتیں اوسکی طرف میں اترتی ہیں - کوچ کرتے ہیں اوسکے اور ہوتی ہیں تمہاری ارواح باعیانہا موجود ہیں اگر تمہاری آنکھیں کہولی جاتی ہیں اور غائب ہوگئی ہیں رضا رضا کی قبر کی مٹی طوس میں بیمار لوگ اوس سے شفا طلب کرتے ہی - بعض وزراء خراسان سے اوسکو برص کی بیماری ہوگیی اوس نے اوسجگہ دعا مانگی پس اللہ تعالے نے اوسکو شفا دی اوس وزیر نے دس ہزار دینار خرچ کرکے ایک عمارت بنوائی - بعض کبار اہل بیت سے مروی ہی وہ اپنی دعا میں فرمایا کرتی تھی الٰہی لعنت فرما کہ وہ ہمپر تہمتیں جھوٹی لگاتی ہیں - اور امام زین العابدین علی بن حسین سے مروی ہی کسی شخص نے اوسنے کہا کہ آپکے جی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا قرب کیسا ہی فرمایا جیسا آج انکا رتبہ ہی - امام زین العابدین سے مروی ہی فرمایا غصہ کے وقت بندہ اللہ کی غضب سے زیادہ قریب ہوتا ہی - اور آپکے کلام میں سے ہی عافیت پوشیدہ باوث بہت ہی - آپکی کلام میں سے ہی تیری گناہ سے تیری ناامیدی تیری گناہ سے بدتر ہی ہی - اور آپکی روایت سے ہی اللہ عزوجل فرماتا ہی - جب میری مخلوق میں سے کسی نے مجھکو پہچانا وہ کرتا ہی جو مجھکو پہچانتا ہی اوسپر اپنی مخلوق میں سے اوسکو مسلط کرتا ہوں جو مجھکو نہ پہچانتا ہو - اور آپ کی کلام سے ہی اے عراق والو ہمکو دوست رکھو بعد رسول اللہ کے محبت تمہاری محبت تو ہمپر عار ہوگئی ہماری شیعہ کو بتلادو کہ ہم اوسکی لیے اللہ تعالے سے کچھ نہیں کفایت نہیں کرسکتی اور ہماری ولایت محبت بغیر پرہیزگاری

اب اہل علم و انصاف اس عبارت مین بنظر تامل ملاحظہ فرمائین اور دیکھین کہ اول خواجہ پارسا
نی مذہب شیعہ ائمہ اثنا عشر کے نسبت امام رازی سے نقل فرمایا اسکی بعد اذکی روایات خمسہ نقل فرمائی کہ جن
سے ائمہ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت پایا جاتا ہی اور اون روایات کی مخرج کی مذہب کو بیان کردیا تا
لوگ اسکی اون روایات سے دھوکا نہ کہاوین جو متضمن بیان مذہب کو ہون - اور اگر احاق نہین ہی
تو غلطی سے استشہاد بخاری نقلاً عن الانساب نقل کردیا بعد اسکی اوسی قمی راوی کی چھٹی روایت
جو کتاب الخصال مین مروی ہی - اور مطابق روایات اہل حق ہی نقل کی اور اسکی تخریج اہل سنت کی
روایات سے کرکے اوسکی تاویلات سابقہ کیطرف اشارہ کیا اور اذکو یاد دلایا اور اس روایت کی
نقل سے اس امر کی طرف ایما کیا ہی کہ روایات خمسہ سابقہ حضرت ابو جعفر کی موضوعہ و مخترعہ ہین
اور صحیح یہہ ہی ہی جو موید بروایات اہل حق ہی بعد اسکی ساتوین روایت اوسی سے نقل کی جو
کتاب الخصال مین مذکور ہی اور اسمین بطور بشارت کہ دو امر ارشاد ہوئی ہین ایک یہہ کہ امت کے
مثل باران جیسی ہی جسکی اول و آخر کی تمیز (خیریت و نفع رسانی مین) دشوار ہی دوسری یہہ
کہ جس امت کی اول مین ائمہ اثنا عشر ہون اور آخر مین عیسی بن مریم ہون وہ کیونکر
ہلاک ہوسکتی ہی چونکہ فی الجملہ یہہ روایت بھی روایات اہل حق کے مطابق تھی جزو
اول پورا مطابق ہی جزو دوم مین ذکر خلفا اثنا عشر خصر قمی نے اپنی طرف سے تراش کر بڑھا دیا حالانکہ
اپنی مذہب کے بھی خلاف تھا کیونکہ ائمہ اثنا عشر کو داخل امت مین شمار کرنا غلط ہی امام قائم
بالامر اواخر امت مین متصل حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہین نہ اوائل امت مین پس حضرت
صدوق کو حسب قاعدہ کلیہ اسکا خیال نہ رہا ورنہ یون فرماتے انا واحد عشر خلیفۃ من بعدی اولہا
والامام القائم بالامر و عیسی بن مریم آخرہا - اور اگر ترکیب عبارت اسطرح ہی انا اولہا و اثنا عشر
خلیفۃ من بعدی والمسیح بن مریم آخرہا کہ مسیح کا عطف اثنا عشر پر بھی تو اول سے بھی زیادہ غلط
چنانچہ خود بدیہی ہے کہ ائمہ اثنا عشر کو جناب امیر سے لیکر آخر تک جانب آخر امت مین کہنا
بدیہی البطلان و خلاف واقع ہی تو اسلیے خواجہ پارسا علیہ الرحمۃ نے اپنی روایات سے جو

فی الجملہ اس روایت کے مطابق ہی ذکر دا شارہ کردیا کہ اس روایت مین لفظ دانا عشر خلیفہ مین
بعدی حضرت قمی کا افترا و اختراع ہی پھر یہہ روایات نقل کرکے اصل مقصود کیطرف جو ائمہ
کی بابت مذہب شیعہ کا بیان کرنا تھا رجوع کیا اور اوسی ابوجعفر قمی کے روایت علامات امام
مین نقل فرمائی جسکو ہماری فاضل مجیب نے اپنی استدلال مین پیش کیا اور اپنی کمال دانشمندی سے
یہہ سمجھ گیی کہ یہہ روایت خواجہ پارسا کی مقبولہ ہے اور اوسپر یہہ قرینہ قرار دیا کہ چونکہ بعد نقل
روایت سکوت کیا تو یہہ سکوت دلیل قبول و تسلیم روایت ہی اور یہہ نہ سمجھی کہ مقصود اس روایت کے
نقل سے صرف حکایت مذہب شیعہ ہی اسکو قبول و عدم قبول روایت سے کچھہ تعلق نہین اوسکی بعد
اور روایتین شیعہ کے متعلق مضامین ائمہ نقل فرمائی اور خاتمہ روایات پر تمام مرویات شیعہ کی جو ائمہ کی
حق مین مبالغہ آمیز روایتین کرتی ہین اور اونکی مناقب و مدائح مین غلو و اغراق فرماتی ہین یہانتک
کہ انبیاء کے مرتبہ سے بھی بڑھا دیتی ہین جسپر جناب امیر کی پیشین گوئی خوب صادق آتی ہی یہلک
فی صنفان محب مفرط الخ روایات اہلبیت سے تکذیب فرمادی اور کبار اہل بیت سے نقل فرمایا
کہ وہ اپنی دعا مین بجناب باری عزشانہ عرض کیا کرتے تھی اللھم العن الرافضۃ فانھم یتھمونا
افسوس کہ اسپر بھی آپ یہہ ہی فرماتی ہین کہ خواجہ پارسائی بعد نقل روایت سکوت کیا اور اسکو
بہ تسلیم کے دلیل قرار دیتی ہین - اگرچہ یہہ بحث کسیقدر طویل ہوگیی ہی لیکن ایک گذارش باقی رہگئی ہی
فراگوش انصاف و ہوش اسطرف متوجہ فرماکر سن لیجیی وہ یہہ کہ کمال تعجب اور نہایت افسوس ہے
کہ آپکے باوجود یکہ سن تمیز سی ہر آپکو مناظرہ مین توغل و انہماک رہا اور بہت کچھہ کتابین دیکھہ ڈالی
و بہت لڑکونسی مباحثہ کیا گویا اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ اسمین صرف کیا اور مسائل خلافیہ
وغیرہ مین حق الیقین کا مرتبہ بھی بزعم خود حاصل کرلیا اور گویا اپنی مجتہدین سے بھی گوی سبقت
لیگیی با ایمہمہ ادعائی ہمہ دانی تحفہ کو بھی ملاحظہ نفرمایا جو اس دبستان کے اطفال کا پہلا سبق ہی
کہ اوسکی مصنف خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے اس شبہ کا کیسا استیصال کیا ہی مجھی امید ہی کہ اگر
آپ اوسکو ملاحظہ فرماتی تو اس دلیل کا نام بھی نہ لیتی لیجیی اب مین تحفہ کی عبارت نقل کرتا ہون

خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ تحفہ کے باب سیوم در ذکر احوال اسلاف شیعہ فرماتی ہین - محمد بن علی بن بابویہ القمی وابن قمی ہست غیر آن قمی ہست کہ بخاری بوی استشہاد کردہ ہست و در روایت حدیث الشفاء فی ثلث شرطۃ محجم وشربۃ عسل وکیۃ بنار در کتاب الطب از صحیح خود گفتہ ہست ورواہ القمی عن لیث عن مجاہد زیرا کہ این بابویہ قمی از قرن رابع ہست ولیث از اہل قرن ثانی امکان نیست کہ لیث را دیدہ باشد وازوی روایت کردہ واگر روایت عن لیث را بر ارسال روایت بواسطہ حمل کنیم حالانکہ خلاف متعارف بخاری ہست در امثال این مقامات نہ ضرورت نمی شود زیرا کہ فوات بخاری بوسطہ ثابت است پس ابن بابویہ ازدی متاخر ہست زمان بسیار بوی چہ قسم استشہاد تواند کرد نعم ما قیل فی میلاد البخاری وفاتہ وسنی عمرہ ولد فی صدق وعاش حمیدا ومات فی فوز در این مقام بعضی از بزرگان متاخر را در فہم عبارت سمعانی غلط افتادہ چنان گمان بردہ اند کہ ابن قمی ہمان قمی ہست کہ بخاری بوی استشہاد نمودہ در اینجا نقل عبارت سمعانی کردہ شود تا منشا غلط بیان کردہ آید قال السمعانی فی المنسوبین الی قم وابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی نزل بغداد وحدث بہا عن ابیہ وکان من شیوخ الشیعۃ ومشہوری الرافضۃ روی عنہ محمد بن طلحۃ النعالی ویعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی مستشہد بہ البخاری فی صحیحہ فی کتاب الطب فقال فی حدیث الشفاء فی ثلثۃ شرطۃ محجم وشربۃ عسل وکیۃ بنار رواہ القمی عن لیث عن مجاہد عن ابن عباس والاسناد الصحیح الیہ ظاہر سعد بن علی بن عیسی القمی صار وزیر السلطان سنجر بن ملکشاہ الی اخرہا قال عبارت الانساب وصرح شراح البخاری بان القمی الذی استشہد بہ البخاری ہو یعقوب بن عبد اللہ بن سعد القمی

عہ سمعانی نے اوپر کے بیان مین جو قم کی طرف منسوب ہین کہا ہی اور ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ قمی بغداد مین آکر اور اپنی باپ سے وہان حدیث کی شیعہ کے شیوخ اور رافضیون کی مشہور یا فنون مین سے تھا محمد بن طلحہ نعالی نے اوس سے روایت کی ویعقوب بن عبد اللہ بن سعد قمی بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الطب مین اوس کو استشہاد کیا ہی اور اوس حدیث مین جسکا حاصل یہ ہی کہ شفا تین چیز مین ہی سینگی لگوانا مشہد مینا آگ کے ساتھ داغ دلوانا کہا ہی (روایت کیا ہی اوسکو قمی نے لیث سے اور اوسنی مجاہد سے اور ابن عباس سے اور اسناد صحیح ظاہر اوسکی طرف ہی) اور اسناد صحیح ابو الطاہر سعد بن علی بن عیسی قمی جو سلطان سنجر بن ملکشاہ کا وزیر ہو گیا ہی آخر عبارت سمعانی تک - اور بخاری کی شرح نے تصریح کی ہی کہ بخاری نے جس قمی سے استشہاد کیا ہی وہ یعقوب بن عبد اللہ بن سعد قمی ہی -

لا ابن بابویه وایضا بطرفی کتاب الانساب ان یعطف احد المنسوبین بنسبة واحدة علی اخر بواو وعطف مکتوبة بالحمرة فلعل ناسخ نسخ ذلك البعض سها فکتب تلك الواو بالسواد حتی ظن من رواة ابن بابویه وان ما بعده وهو قوله یستشهد به البخاری مما یتعلق بحال ابن بابویه والواقع لیس کذلك بل تمت ترجمة ابن بابویه الی قوله روی عنه محمد بن طلحة النعالی وابتداء بقوله ویعقوب بن عبد الله بن سعد استشهد به البخاری فی ترجمة اخری وکل هذا نشاء من غلط الناسخ وتصرف الناسخ اشد تغلیطا من هذا القدر والله العاصم عن کل زلل - انتهی

بلفظه الشریف اب اس تقریر سے صاف واضح ہوگیا کہ ابو جعفر متی ہے نہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استشہاد کیا اور نہ انساب میں بخاری کا اوس سے استشہاد منقول ہے صرف بعض متاخرین کو کاتب کی غلطی سے غلطی واقع ہوگئی ہے اور واضح ہو کہ بالفرض اگر بعض سے مراد علامہ داہوی حر کی خواجہ پارسا حر ہی ہے تاہم اس تقریر کا مدار اسی امر پر ہے کہ اس عبارت کو خواجہ حر کی تسلیم کریں داہوی اور اوسمیں اوسکی الحاق کے نسبت چون وچرا کی جاوی - چونکہ ثبوت الحاق کا انحصار قرائن خارجیہ ہی پر ہے جسمیں گفتگو کی گنجائش ہے اور جواب بدون اسکی بھی سہل تھا تو اسلیے حضرت خاتم المحدثین صاحب تحفہ نے اوس عبارت کو خواجہ پارسا حر کی ہی تسلیم فرض کرکے جواب تحریر فرمایا تو اب بعد اسکی اس تقریر میں اور تقریر سابقہ میں جو تعلق الحاق بیان ہوچکی ہے باہم کچھ تعارض و تناقض نہیں ہے اب اسقدر گذارش کرنا اور باقی رکھا ہے کہ عبد اللہ نے ایسی ایسی واہیہ وموضوعات ومفتریات سے اہل سنت کی مذہب پر خرابی واقع ہونا محالات سے ہے - لیکن یہہ ہے روایت کہ جسکی ناصیہ کاذبہ سے امارات وضع وافتراء ظاہر

لا ابن بابویہ قمی اور کتاب الانساب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جو لوگ ایک نسبت کی ساتھ منسوب ہیں اونمیں سے ایک کے دوسری پر عطف کیا واو درمیان میں لکھکر بالحمرۃ اشارہ کرتا ہے شاید اس نسخہ کی کاتب نے یہہ واو سہواً سیاہی سے لکھدیا یہانتک کہ یعقوب بن عبد اللہ ابن بابویہ کی روات سے گمان کیا گیا اور یہہ کہ ما بعدہ وہ قولہ استشہد بہ البخاری ابن بابویہ کے حال سے متعلق ہے حالانکہ واقع میں ایسا نہیں ہے بلکہ ابن بابویہ کا حال قول ہی عنہ محمد بن طلحۃ النعالی تک تمام ہوگیا تھا اور قول یعقوب بن عبد اللہ بن سعد استشہد بہ البخاری سے دوسرا حال شروع ہوگیا اور یہہ سب کاتبوں کی غلطی سے ہوا ہے اور کاتبوں کی غلطی اس سے بھی زیادہ سخت ہوتی ہے اور اللہ تعالے ہی نگہبان ہی ہر ایک لغزش سے - ۱۲ -

وباہر ہین حضرات شیعہ کی مذہب پر خرابی ڈالنی کے واسطے کافی ہی شرح اس اجمال کے مختصراً یہ ہے
کہ اس روایت مین بعضی جملے ہین جو دوسری روایات کی معارض و منافض ہین اور نیز باہم متعارض
ہین (۱) اس روایت مین مذکور ہی کہ شجاع تر ہو اور جب ہم تتبع روایات و حالات ائمہ کرتے ہین
تو نقیض شجاعت ثابت ہوتی ہی رہی الاحتجاریون کلهم من الامامیة عن ابی حمزة
الثمالی عن علی بن الحسین قال ابو حمزة قال لی علی بن الحسین کنت متکئا علی
الحائط وانا حزین متفکرا ذ دخل علی رجل حسن الثیاب طیب الرائحة فظر فی و
ثم قال ما سبب حزنک قلت الخوف من فتنة ابن الزبیر قال فضحک ثم قال یا علی بن الحسین
احدا خاف الله ولم یجر قلت لا قال یا علی هل رایت احدا مال الله فلم یعطه قلت
ثم نظرت فلم ار فدا می احدا فعجبت من ذلک فادا بقائل اسمع صوته ولا اری
شخصه یقول یا علی هذا المختصر عن تحفہ تقطع نظر اس ہی سے شجاعت ہی ثابت ہوتی ہی اور حالات
کو حسب تصریح علماء شیعہ جب دیکھا جاتا ہی تو کچھ بھی شجاعت کی ہی نہین پائی جاتی بلکہ معاذ اللہ توبہ توبہ
قطع نظر عدم شجاعت ہی بغیر تے و بحفاظتی حضرات کے دشمنو کی طرف منسوب ہوتی ہی جناب امیر اور جناب
حسنین رضی اللہ عنہم کی نسبت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت مین انکی مظلومی کے
کیفیت بیان کرنے پر آتے ہین تو نہ شجاعت ہی جھوڑتے ہین اور نہ غیرت و حمیت ہی باقی رہنے دیتے
ہین بلکہ دین و ایمان تک خیر باد کہدیتے ہین (۲) و محدث باشد یہہ بالکل خلاف کتاب اللہ ہی
کیونکہ قرآن مجید مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفت بصراحت تمام مذکور ہی ولکن رسول اللہ
وخاتم النبیین نبوت آپ پر ختم ہو چکی اب ائمہ کو محدث کہنا حضرت کے ختم نبوت کو بالکل باطل کرنا ہی

لہ امامیہ کے تمام احتجاریون نے بواسطہ ابو حمزہ ثمالی کے امام علی بن الحسین رضؓ سے روایت کی ہی ابو حمزہ نے کہا مجھسے امام العابدین علی
نے فرمایا مین اندوہ اور فکر کی حالت مین دیوار سے سہارا لگائی ہوئی تہا ناگاہ ایک شخص عمدہ لباس اچھی خوشبو والا آیا اور میرے
چہرے کیطرف دیکھا اور کہا کہ تیری اندوہ کا کیا سبب ہی مینے کہا کہ مینے ابن زبیر کے فتنہ سے ڈرنا ہون فرمایا وہ ہنس پڑا پھر کہا
اے علی کیا تو نے کسیکو دیکھا کہ خدا سے ڈرا ہو اور اسکو بخات ندی ہو - مین نے کہا نہین - کہا اے علی کیا تو نے کسیکو دیکھا ہے
کہ خدا کا سوال کیا اور اسنے نہ دیا ہو مینے کہا نہین پھر مینے نظر کی تو اپنی سامنے کسیکو نہ دیکھا تجکو اس سے تعجب ہوا ناگاہ ایک ایسی قائل کی
آواز کو سنا جسکی صورت کو نہ دیکھتا تہا کہتا تہا اے علی یہہ خضر ہے ۱۲-

کیونکہ محدثیت اسکا نام ہی کہ نزول وحی کا بواسطہ فرشتہ کے ہو لیکن اسطرح پر کہ فرشتہ کی صرف آواز مسموع ہو اور اوسکا شاہدہ نہو خواہ اوسکا نام وحی رکھا جاوی یا نہ رکھا جاوی یہہ آپکی اختیار ہی آپکی حضرت کلینی نے امام سجادی روایت کی ہی وان علی بن ابی طالب کان محدثا وھو الذی یرسل الیہ الملک فیکلمہ ویسمع الصوت ولا یری الصورۃ (۳) ونزدی مصحف فاطمہ بھی بود۔ کیا جناب باسیر کا مصحف کافی نہ تہا جو صحیفہ جناب فاطمی کے ضرورت پڑی (۴) وامر بمعروف کنندہ ونہی از منکر کنندہ تربود کیا اسیکا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نام ہی کہ غلط مسائل خلق کو مبتلا گمراہ کرین استبصار کو دیکھہ بیجی حال منکشف ہو جائیگا اور قسم کہا کرامر او جور کی جہوٹی تعریفین او خوشامد کرین خطبہ للہ بلا وفلان وغیرہ سی اسکی کیفیت منکشف ہو سکتی ہی اور کیا امر بمعروف ونہی از منکر اسیکا نام ہے جو جناب امام حسن نے خلع خلافت کرکے کیا (۵) دعای او مستجاب بود کہ بر سنگ دعا کند دو پارہ شود۔ افسوس کہ حکام ظالمین کے ظلم وزیادتیان سبھی نقلین ذلیل وخراب ہوئی دین ودنیا ایک عالم کے درہم وبرہم ہوئی ائمہ اوسکا دفع کر سکتی تہی اور نہ کیا اگر ظاہر سے فوج وسپاہ ذوعدد وعدہ نہین تہی تو کاش کوئی دعای سحری ہی کام کرتے جس سے معاندین دین کا کام تمام ہوتا امت کی اصلاح تو حق حق دار کو پہونچتا اس سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ جسقدر ائمہ کی زمانہ مین حکام وامرا تہی جابر وظالم ودشمن دین نہ تہی ورنہ پھر استجابت کسدن کے لیکر کہہ چھوڑی تہی (۶) درمیان او وخدا عمودی بود از نور کہ ببیند درو ی اعمال بندگان وہرچہ بدان محتاج بود یہہ جملہ اور دو جملہ جو اسکی بعد متصل مذکور ہے باہم متعارض ہین اور وہ جملہ یہہ ہی وگاہی بسط کردہ شود برای او پس بداند وگاہی قبض کردہ شود از وی پس نداند جملہ اول دلالت کرتا ہی کہ ہر شی کو ہر وقت معلوم کر سکتی ہین تو ہر وقت بدون تخصیص شی دون شی وزمان دون زمان ہر ایک شی جلی وخفی معلوم کر سکتی ہین اور جملہ دوسرا اوسکا مدعا یہہ ہی کہ ائمہ بر دو حالتین

---

(۳) اور علی بن ابی طالب محدث تہی اور محدث وہ ہی جسکی طرف اللہ فرشتہ بہیجی وہ اوس سی کلام کری اور وہ اوسی اور اوسکی صورت نہ دیکہی ۱۲

طاری ہوتی ہین ایک حالت قبض کے اور دوسری حالت بسط کی حالت بسط مین غیبات کو
جانتی ہین اور حالت قبض مین غیبات کے ساتھہ علم متعلق نہین ہوتا اور نیز جملہ ثانیہ اسکی
بھی منافی جو آپکی علماء محدثین و فضلا متبحرین نے جناب امیر کے واسطے علم ما کان و مایکون ایسی
روایات سے ثابت کیا ہی کہ شاید بعض مراتب مین درجہ تواتر کو پہونچتی ہون چنانچہ آپکی امام
کلینی کافی مین اور ابن بابویہ نے خصال وغیرہ مین ثابت کیا ہی بنظر اختصار ایک جگہ صرف ایک
روایت خصال پر اکتفا کرتا ہون - حدثنا ابی و محمد بن الحسن رضی اللہ عنہما قال حدثنا سعد
ابن عبد اللہ قال حدثنا محمد بن عیسی بن عبید و ابراھیم بن اسحق بن ابراھیم عن
عبد اللہ بن حماد الانصاری عن صباح المزنی عن الحارث بن حضر عن الاصبغ بن نباتہ[1]
عن امیر المومنین علیہ السلام قال سمعتہ یقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنی الف
باب من الحلال والحرام وما کان وما یکون الی یوم القیمہ کل باب منھا یفتح الف باب فذلک
الف الف باب حتی علمت علم المنایا والبلایا وفصل الخصومات[2] - اب اس روایت کو
ملاحظہ فرمایئے اور اس حدیث سے مطابقت دیجیے بلکہ اس روایت سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ
جناب امیر کو جسقدر علم ما کان و مایکون تھا وہ اس تعلیم کے طفیل تھا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مرض کے حالت مین سرگوشی فرماکر تعلیم فرمایا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ عمود نوری محض
حضرات کا اختراع ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ یہہ تعلیم ائمہ باقیہ تک انہین پہونچی تو چاہیے کہ انکو
علم ما کان و مایکون نہو علاوہ ازین کتاب اللہ کی بھی مخالف ہی حق تعالے شانہ فرماتا ہی
وما تدری نفس ماذا تکسب غدا[3] القمی عن الصادق[4] ھذہ الخمسۃ اشیاء لم یطلع علیھا
ملک مقرب ولا نبی مرسل وھی من صفات اللہ تعالے اور فرمایا ہی عالم الغیب فلا یظھر

[1] اصبغ بن نباتہ جناب امیر سے روایت کرتا ہی کہتا ہی میںنے جناب امیر سے سنا فرماتے تھی کہ مجکو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ نے حلال ہی اور حرام ہی جو گذرچکا ہی اور جو آئندہ ہوگا ہزار باب تعلیم فرمائی کہ ہر باب سے ہزار باب
کھولتا ہی تو یہہ دس لاکھہ باب ہوئی یہانتک کہ میرے نوں سے بیسیوں اور چھبیسوں کو فیصلہ کا علم کہلایا گیا - ۱۲ [2] اور کوئی نفس نہین جانتا ہی
کل کو کیا کمائیگا - [3] امام صادق ہی روایت ہی ان پانچ چیزون پر نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی مرسل مطلع ہی اور یہہ اللہ کی صفات ہی ہین ۱۲

علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول الخ (۷) ابن بابویہ قمی نے جو روایت خصال میں بیان
علامات امام میں لکھی ہے ہم اسکو نقل کرکے بعض فوائد بیان کرتے ہیں۔ عشر خصال من علامات الامام علیہ السلام
عن ابی عبداللہ جعفر بن محمد علیہما السلام قال عشر خصال من صفات الامام العصمۃ و
النص و ان یکون اعلم الناس و اتقاہم للہ و اعلمہم بکتاب اللہ و ان یکون صاحب
الوصیۃ الظاہرۃ و یکون لہ المعجزۃ و الدلیل و یدام عینہ و لا ینام قلبہ و لا یکون لہ فیئ و یری
من خلفہ کما یری من بین یدیہ قال مصنف ہذا الکتاب ہذہ معجزات الامام و دلیلہ فی
العلم و استجابۃ الدعوۃ فاما اخباره بالحوادث التی تحدث قیل حدوثہا فذلک بعہد
معہود الیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و انما لا یکون لہ فیئ لانہ مخلوق من نور اللہ
عز و جل و اما رویتہ من خلفہ کما یری من بین یدیہ فذلک لما اوتی من التوسم و التفرس
فی الاشیاء قال اللہ عز و جل ان فی ذلک لآیات للمتوسمین۔ انتہی اب براہ مہربانی اس
روایت کو ملاحظہ فرمائیے اور دیکھیے کہ آپ کے صدوق صاحب نے اس روایت میں جو روایت سابقہ
کے کیسے مخالف ہے اسکی کیسی معجزہ بھی ثابت کردیا پھر بعد اسکی آپ اپنی صدوق صاحب کی
تاویل بلکہ تحریف کا بھی معائنہ فرمائیے کہ انہوں نے معجزہ کو علم کے ساتھ مخصوص فرمایا اور اخبار
بالحوادث کو معجزہ ہونے سے خارج کیا اور اسکی نسبت فرمایا کہ اخبار بالحوادث بعہد
معہود من الرسول ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ وہ ہونا چاہیے جو اپنا خانہ زاد ہو اور کسی سے
ماخوذ نہ ہو تو آپ نے حضرت صدوق نے علم کو حضرت امیر کا خانہ زاد سمجھا اور یہ خیال کیا کہ یہ
بعہد معہود الیہ من الرسول نہیں ہے حالانکہ اوسی اپنی کتاب الخصال کی وہ روایت جو ابھی

---

۱ بعید کا جاننے والا نہیں ظاہر کرتا اپنی بعید کو کسی پر مگر جو پسند کرلیا کسی رسول کو ۱۲ ۲ امام کی صفات سے دس خصلتیں ہیں عصمت
اور نص اور یہ کہ زیادہ عالم اور زیادہ پرہیزگار اور زیادہ کتاب اللہ جاننے والا اور ظاہر وصیت والا ہو اور اسکی نبی
معجزہ اور دلیل حاصل ہو اور اسکی آنکھ سوتے اور دل بیدار ہو اور اوسکی سایہ نہ ہو اور جیسا سامنے سے دیکھتا ہے
ویسا ہی پیچھے سے دیکھتا ہے۔ اس کتاب کا مصنف کہتا ہے امام کا معجزہ اور دلیل علم اور قبولیت دعا میں ہے اور امام کے پیشین
حوادث کا بیان یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حاصل ہیں اور یہ اسلیے نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے نور سے مخلوق ہے اور
جیسا کہ وہ پیچھے سے دیکھتا ہے جیسا کہ اوسے دیکھتا ہے یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے ۔۱۲۔

خصال سے نقل کے گئی علمنی الف باب خود بطریق متنوعہ روایت فرمائی ہی حضرت کو وہ یاد
نرہی علاوہ اسکی جب اخبار بالحوادث بعہد معہود الیہ ہی تو وہ مسعودی نوری جو روایت
سابقین بنایا گیا ہی وہ محض وضع واختلاق ہی اور نیز قصہ قبض وبسط کا بھی غلط ہوا
قولہ سیوم یہہ کہ فاضل رشید نے شیخ عبدالحق صاحب دہلوی کی توصیف مین کتاب
ایضاح لطافۃ المقال مین لکہا ہی کہ تصانیفش در علوم دینیہ مسلم الثبوت نزد علماء اہل سنت
وجماعت وکلاسش بجہت اتصاف بجودت وانصاف مستند اصحاب درایت ورعایت است
انتہی بقدر الحاجۃ۔ اور یہہ روایت بہی شیخ عبدالحق صاحب کے تصنیف دینی مین بلا رد وانکار منقول ہی
چاہئیے کہ یہہ بہی مسلم الثبوت علماء اہل سنت وجماعت کے نزدیک ہو۔ **اقول** فاضل رشید
رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز یہہ نہین فرمایا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ معصوم ازسہو وخطا تہی بلکہ محال
اگر یہہ باب ثابت بہی ہوجاوی کہ یہہ روایت بلا رد وانکار علی سبیل التسلیم نقل کی ہی تو بہی اسکی
صحت کو مقتضی نہین کیونکہ جب بداہۃ نقل مطابق منقول عنہ کے نہین تو کیونکر واجب التسلیم
ہوگی۔ معہذا اگر یہہ قاعدہ آپکا مسلمہ ہی تو ابن بابویہ کی تمام مرویات اور اسیطرح اپنی طوسی
صاحب کے تمام روایات واجب القبول ہونگی علاوہ ان سب کے کافی کلینی جو کتاب اللہ سے بہی
اصح سمجہی جاتے ہین اسکی روایات تو ضرور ہی واجب القبول ہونگی۔ اور متقدمین مین سے
جو الیقی وصاحب الطاق وغیرہ بہی مسلم الثبوت ہین انکی روایات بہی بلا دلیل بسر وچشم قبول ہونگی
لیکن ہم دیکہتے ہین کہ یہہ بالکل غلط اور غیر معمول بہ ہی ہشام بن الحکم نے جو الیقی اور صاحب الطاق
پر رد لکہا ہی معالم العلماء محمد بن علی بن شہر آشوب مین دیکہہ یعنی ہشام الحکم کے ترجمہ مین لکہا ہی
جس جگہ اسکی مصنفات بیان کیی ہین۔ الرد علی ہشام الجوالیقی اور پہر لکہا ہی کتاب علی
شیطان الطاق اور واضح ہو کہ یہہ مبارک لقب انکی ابن شہر آشوب کا ہی عطیہ ہی بندہ کے
طرف سے زنہار خیال فرماوین کہ بندہ نے یہہ تاخی نہین کی۔ آپکی امام کلینی جو مسلم الثبوت اور
کتاب کافی جو صحاح اربعہ مین اعلی مرتبہ اور امام پر پڑہی گئی ہی آپکو معلوم ہی کہ اسمین تحریف

واسقاط آیات قرآنی کی نسبت روایات باسانید صحیحہ مروی ہین حالانکہ ابن بابویہ نے اون روایات
کو موضوع ومفتری اور اونکی قائل کو کاذب فرمایا ہی - وقال شیخنا[1] الصدوق رئیس المحدثین
محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی
انزلہ اللہ علی نبیہ ھو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس اکثر من ذلک
قال ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک فھو کاذب تقلا عن التنقیح صفحہ نمبر ۱۵
اسیطرح ابن مطہر حلی نے حدیث لیلۃ التعریس اور حدیث ذی الیدین کو موضوع کہا ہی حالانکہ کلینی
مین باسناد صحیح مروی ہے اور نیز شریف مرتضی نے اپنی استاد الاستاد شیخ ابن بابویہ کی حدیث
جو میثاق کی بابت روایت کی ہی تکذیب کی ہی اور موضوع کہا ہی باوجودیکہ اوسکی سند بھی صحیح ہی
لیکن اتنا فرق ہی کہ یہنی اوس روایت کی ہی جسکے [illegible] حسب قاعدہ بالاتفاق مجروح ہنی تکذیب
کی ہی اور حضرات نے اون روایات کو موضوع ومفتری کہا ہی جنکی سند کی صحت مسلم الثبوت
فرقہ ہی پھر جو جواب ہماری پیش کی ہوئی روایات کی بابت سید مرتضی نے تجویز فرمایا ہی ہماری طرف سے
براہ مہربانی قبول فرماوین - باقی رہا رد وانکار کے نسبت پہلی گذارش مفصلاً ہو ہی چکا ہی **قولہ**
چہارم یہہ کہ اگر یہہ روایت جو خواجہ پارسا وشیخ عبد الحق نے علمائے امامیہ سے نقل کی ہی موضوع
ومفتری ہی اور ہم جانتے ہین کہ آخر حضرات اہل سنت کو شاید مجبوراً یہہ ہی کہنا پڑیگا سو لازم آئیگا
کہ حضرت خواجہ پارسا وشیخ عبد الحق صاحب نہایت ہی صاحب حیا وعبرت ہین کہ خود ہی ایسی بحث
مین اہل حق پر اس گمان ووہم ہی کہ موضوعہ نقل کرکے جناب امیرؑ کی فضیلت ثابت کرتے
ہین نہایت ہی تشنیعات تقریعات قبیحہ وارد کی ہین یہہ کیا اندھیر ہی کہ بقول اتأمرون
الناس بالبر وتنسون انفسکم تمام اپنی افادات کو پس پشت ڈالکر اسی امر کی خود مرتکب ہوئی

---

[1] ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین محمد بن علی بن بابویہ قمی طیب اللہ ثراہ نے اپنی اعتقادات مین کہا ہی ہمارا
اعتقاد یہہ ہی جو قرآن اللہ تعالے نے اپنی نبی پر نازل فرمایا ہے وہ ہی جو دو ٹھونکی درمیان ہے اور جو لوگ ہمکو
پاس ہی وہ اسسے زیادہ نہین ہے اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم کہتے ہین کہ یہہ زیادہ ہے -
وہ جھوٹا ہے - ۱۲ -

کرچکا طعن اہل حق پر کرتے تھے یعنی یہی حدیث موضوع و روایت مجعول کہ انکے زعم مین محض
کذب و افترا ہی حضرت امام رضاؑ کی نام رکھکر روایت کی اور اوسکو دینی کتاب مین جو ہدایت
خلق سیما اہل سنت کی لیی تصنیف کی ہی لکھی اور کچھہ بھی اوسکا رد و انکار نہ کیا بلکہ برعکس اوسکی راوی
کی توثیق و تجاری کا اعتماد نقل کیا اور سنی مسلمانونکو جو ہر فضیونکی ایسی خرافات سے پاک مین گمراہ
کیا کیونکہ جب وہ دیکھینگے کہ ایسی عالم ثقہ و جلیل و معتمد نے اس حدیث کو اپنی دینی کتاب مین لکھا ہی
اور بجای رد و انکار کے اوسکی راوی کی توثیق کی ہی تو یہ بیشک اوسکو حق سمجھینگے اور تصدیق کرینگے
اقول یہہ جوش و خروش ہماری مجیب کا محض اپنی اور اپنے اکابر کے خوش فہمی کے سبب سے
ہی کہ عبارت فصل الخطاب و رسالہ مناقب جسمین ترجمہ فصل الخطاب ہے نہ کوری نہین سمجھی نہ فی الحقیقت
مذکور روایت کی اونمین توثیق ہے بلکہ رد و انکار ثابت ہی اور نہ کسیکو گمراہ کیا۔ اگر کوئی اپنی کوتہ
فہمی سے گمراہ ہو اوسکا الزام اونکی ذمہ نہین ہو سکتا ہزارہا آدمی معانی قرآن کے نہ سمجھنے کی
وجہ سے گمراہ ہو گیے معاذ اللہ خدا تعالے پر اوسکا الزام آپکے نزدیک نہین حالانکہ وجوہ لطف
کی ہی آپ قائل ہین پس بحمد اللہ بقول سامی سنی مسلمان اب بھی ایسی خرافات سے پاک و منزہ
ہین اور اہل سنت کی تشنیعات و تعریضات کچھہ فضائل ائمہ کی ہی بابت نہین ہین بلکہ تمام الٰہیات
و نبوات و اعتقادات و عملیات کی بابت ہین اگر آپ تھوڑی سی بھی تحقیقات اپنی روایات
مردودات کی فرمائین تو آپ پر بھی واضح ہو سکتا ہی اور مشرح جواب اس دلیل کا ابحاث سابقہ
کے ضمن مین گذر چکا ہی اوس سے آپکو واضح ہو گیا ہوگا کہ ہمکو کچھہ مجبوری نہین کہ ہم اوس
روایت کو موضوع و مفتری ہی کہین گو فی الحقیقت موضوع و مفتری ہے پس
آپکا یہہ فرمانا حرف آپکی کمالی فہم و نہایت دانشمندی کی دلیل ہی۔ باقی کلمات
نا ملائم کا جواب ہم دانستہ قلم انداز کرتے ہین **قولہ** اب افضلیت کے باب مین حضرت
خلیفہ اول کی شہادت لیجیی۔ کنز العمال کے فرع اول خلافت ابوبکر باب ثانی کے
فصل ثانی کتاب الامارت حرف ہمزہ مین لکھا ہی عن ابی نعیم قال لما البھاء النا

عن بعة ابی بکر قال من احق بهذا الامر منی الست الست فذکر خصالا

خلیفہ اول کے یہہ کلام صریح اسپر دال ہی کہ سبقت اسلامیہ وخصال شریفہ مزعومہ اپنی کو اپنی خلافت کی فضیلت پر دلیل لائی - اس سے ثابت ہوا کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک بھی احق خلافت وہی ہی جو افضل ہو - **اقول** اجی میر صاحب ہمنی یہہ کب کہا ہی کہ افضل احق بالخلافت نہین ہی مدعا کچھہ تھا آپ کچھہ فرمانے لگی اصل مدعا جسکی اثبات کا آپنے بیڑا اوٹھایا ہی وہ ہی آپکی حافظہ شریفہ سے نکل گیا ہی پہلی اوسکو سوچکر یاد کرلیجی پہر اس روایت سی اوس مدعا پر استدلال کیجیی - افسوس کہ جناب نے یہہ خیال نفرمایا کہ ثبوت احقیت مثبت اشتراط افضلیت نہین ہے بلکہ اگر آپ بنظر تامل ملاحظہ اس دلیل کا کرین تو اس آپکے ہی دلیل سی انتفاء عدم اشتراط افضلیت ہوتا ہی کیونکہ جسوقت ایک فرد کے لیی افضلیت اور احقیت ثابت ہوئی اور ظاہر ہی کہ افعل التفضیل مین زیادتی نسبی ہوتے ہی جسکو اوسکی وضع مقتضی ہے تو افراد باقیہ کے لیی بھی فی الجملہ افضل و حقیق بالخلافت ہونا ثابت ہوا پہر اگر خلافت حق کو کسی وجہ سے نہ پونہچی تو حقیق کو بھی پونہچ جاوی تو کوئی وجہ نہین ہے کہ منعقد نہو کیونکہ جب حقیق بالخلافت ہونا اوسکی لیی پایا گیا تو وہ خود بالبداہۃ مستلزم انعقاد کو ہی ورنہ حقیق ہونا باطل ہوگا وذلک خلف فثبت ہوا کہ افضلیت شرط انعقاد خلافت نہین وہذا ہو المطلوب - **قولہ** چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین اعتراف کرتے ہین کہ اثبات خلافت خاصہ مین افضلیت کو دخل ہی مسند ابی بکر فصل رابع مقصد اول واقع صفحہ نمبر ۵۵ مین یہہ عبارت لکھی ہے اما اثبات صدیق رضہ خلافت حضرت فاروق را بافضلیت او - فقد اخرج الترمذی عن جابر بن عبد اللہ قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر لما انک ان قلت ذاک فلقد سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ عن زید بن حارث ان ابا بکر حین حضرہ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ فقال

افضلیت کے ثبوت پر احقیت کے ثبوت کا ابطال

الناس تستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولیتنا کان افظ واغلظ فما تقول لربك اذا لقیته واستخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفنی اقول اللهم استخلفت علیهم خیر خلقك الحدیث واخرج ابوبکر بن ابی شیبة عن محمد عن رجل من بنی زریق فی قصة طویلة قال ابوبکر لعمر انت اقوی منی فقال عمر انت افضل منی

ناظر منصف درین آثار مضطر میشود در آنکه این اوصاف را دخلی هست در اثبات خلافت خاصه که در طبقه اولے بعد والا ذکر این کلمات در مبحث اثبات خلافت خارج از قانون مخاطبات باشد انتهی - دیکھیے حضرت خلیفه اول کے نزدیک افضلیت خلافت کے لیے ایسی ضروری تھی کہ باوجودیکہ اصحاب کرام خلیفہ ثانی کو فظ غلیظ کہتے تھے اور انکی خلیفہ کرنے سے خداوند تعالے سے ڈراتے رہی مگر چونکہ خلیفہ اول کے نزدیک وہ افضل تھے کچھ بھی خیال نہ کیا اور خلیفہ کر ہی دیا - **اقول** یہہ دلیل بھی مثل دلیل ثالث کے موافق مدعا نہیں اور اس سے بھی اشتراط افضلیت ثابت نہیں ہوتا کیونکہ حسب اعتراف فاضل مجیب اس دلیل سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ افضلیت کو اثبات خلافت خاصہ میں دخل ہے اور اسکا ہمنے انکار نہیں کیا - انکار صرف اشتراط کا ہے اور مطلق دخل ہونا بدائہ مستلزم اشتراط کو نہیں پس اثبات اشتراط کی جسکو پیش کرنا بجا ہے خود نہیں اور جبکہ افضلیت کو دخل ہے تو ہنگام استخلاف ضرور اسکو ملحوظ رکھا جائیگا اور افضل احق بالخلافت ہوگا لیکن اس سے اشتراط افضلیت سمجھنا اور عدم انعقاد کا قائل ہونا خطا ہے اور خلیفہ بنانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو باوجود لوگونکی ڈرانی کے ایسا مثمر خیرات و منتج حسنات ہوا کہ ایک عالم میں خدا تعالے کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ڈنکا بجگیا اور حسب ارشاد جناب امیر واللہ منجز وعدہ خداوند تعالے شانہ کا وعدہ استخلاف ظاہر ہوا اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ فراست صدیقی اس معاملہ میں رضائی خداوند تعالے کے موافق ہوئی اور جو لوگ اس باب میں مخالف تھے انکی فراست خطا پر تھی - باقی رہا فظ و غلیظ ہونا یہہ وہ صفت ہے جو مقبول و پسندیدہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو چکی اور اسکے بدر کی

اشتراط افضلیت کے مخالف دلیل کا ابطال

قصہ مین اسی وصف مین حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سی شبہ عطا ہوئی اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ اونکی شان ہی اوپر اعتراض بغیظ بہم الکفار کا مصداق ہے - **قول** اب حضرت خلیفہ ثانی بانی مبانی خلافت خلیفہ اول کی شہادت لیجیے بخاری کی کتاب المحاربین باب الرجم علی الحبلی من الزنا اذا احصنت مین حدیث فلتہ مسطور ہے وہ بہت بڑی روایت ہی انعقاد بیعت خلیفہ اول کے کل کیفیت لکھی ہے اوسکی شروع سی مطلب کا فقرہ لکھتے ہین آپ وہ مقام ملاحظہ فرمائین وہ یہہ ہی - ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر الخ اب غور فرمائیے کہ باوجود اس بیعت کی فلتہ یعنی کار بے اندیشہ بدون مشورہ ہونے کی چونکہ آپکی خلیفہ ثانی کے زعم مین خلیفہ اول افضل تھے بدون مشورہ واجماع وتامل یہہ بیعت صحیح ہوگیی چنانچہ آپکی خاتم المحدثین مطاعن ابوبکر طعن نہم مین یہہ عبارت لکھتے ہین کہ در آخر این کلام کہ شیعہ او را برای ترویج شبہ خود نقل کردہ اند این لفظ ہم واقع است وایکم مثل ابی بکر یعنی کیست در شما مثل ابوبکر در افضلیت وخیریت وعدم احتیاج بمشورہ وتامل در حق او - انتہی بقدر الحاجۃ - **اقول** افسوس ہماری فاضل محبیے اس استدلال مین بھی وہ ہی غلطی کہائی جو دلائل سابقہ مین کہا چکے ہے اور یہہ دلیل بھی مثل دلائل سابقہ کے مدعا کے ساتھہ مربوط نہین ہی کیونکہ اس دلیل سی صرف اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہے اور ہم بھی کہتے ہین کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہی افضل احق بالخلافت ہی لیکن اس سی اثبات اشتراط افضلیت خیال محال ہی باقی رہا فلتہ کے معنی کار بے اندیشہ بدون مشورہ کے فرما کر نفی اجماع کی فرمانا ہم تو کچھہ عرض نہین کرسکتی گستاخی مین شمار ہوگا - لیکن جناب ہی فرمائین کہ یہہ کہانکی دیانت ہی کہ جو مفہوم لفظ کا نہین ہے اوسکو اوسپر چپکاتے ہین - ذرا دیکھیے تو سہی کہ اجماع کی فلتہ سی کیا تعلق ہی آپ اگر نظر انصاف سی ذرا بھی تامل فرمائینگی تو واضح ہو جائیگا کہ پہلی سے کام مین تامل ومشورہ نہ کرنا دوسرا امر ہے اور بے تامل ومشورہ ایک امر کو بالاجماع قبول کرلینا دوسرا پہر اول کے نفی سی دوسری کے نفی سمجھنا حضرت کی خوش

استدلال نفی افضلیت کے نہونے پر اس کا ابطال

فہمی کی دلیل ہے **قولہ** تعجب و حیرت ہی کہ آپکی خاتم المحدثین افضلیت کو شرط خلافت نہین مانتی بلکہ اوسکو ہماری مقابلہ مین خلاف عقل و نقل فرماتے ہین اور خود ہی اسمقام مین تحریر فرماتے ہین کہ بسبب افضل و خیر ہونے خلیفہ اول کے مشورہ و تامل کے بھی احتیاج نہین - **اقول** یہہ آپکی حیرت و تعجب خود قابل حیرت و تعجب ہی کیونکہ اس قول سے (کہ بسبب افضل و خیر ہونے خلیفہ اول کے مشورہ و تامل کے بھی احتیاج نہین) ہرگز اشتراط افضلیت پر دلالت نہین بلکہ اس سے صرف اسقدر مفہوم ہوتا ہے کہ افضل احق بالخلافت ہی - پس اس سے اشتراط سمجھنا آپ جیسی منصف و مناظرہ دان و ذکی ذہین سے البتہ لائق سخت حیرت و تعجب کے ہوگا پھر اوسپر اظہار حیرت و تعجب باعث مزید حیرت و تعجب اضعاف مضاعفہ ہی - آپکی دلمین افضلیت کچھ ایسی سمائی ہی کہ آپکی عادت ہوگیی ہے کہ جسجگہ آپنے لفظ افضلیت دیکھا سمجھا کہ اشتراط افضلیت کی دلیل ہے اور جھٹ پیش کر دیا بیت

بسکہ در جان نگارد چشم بیدارم توئی ۔ ہر کہ پیدا میشود از در پیدارم توئی ۔

اور یہہ نہین خیال فرماتی کہ بمقابلہ خصم ایسی دلائل پیش کرنے سے بجز ندامت و شرمندگی کچھہ حاصل نہین - **قولہ** اصل اجماع جو حضرات صحابہ نے محض اس خلافت کے لیے وضع کی تھی اور اسپر بڑا ناز ہی اوسکا بھی کچھہ خیال نفرمایا **اقول** ای اہل دانش و انصاف خدا کے لیے ذرا اس جملہ کے مطلب کو فرمانا اور اوس تعارض و تخالف کو جو فیمابین فاتحہ اور اجماع کے ہماری فاضل مجیب نے واقع کیا ہی دیکھنا اور ہماری مجیب لبیب کے فہم کے داد دینا کیا لاحل اعتراض طبع وقاد سے ایجاد فرمایا سبحان اللہ - الحضرت مشورہ و تامل کو اجماع کے ساتھہ تضاد ہی اتحاد نہین ہے کہ اگر مشورہ و تامل نہ ہو تو اجماع ہی رفع ہوجائیگا کیونکہ مشورہ و تامل ہوا اور اجماع نہوا یا مشورہ و تامل نہوا اور اجماع ہوجائے اسمین کوئی استحالہ نہین ذرا تامل فرمایئے اور سوچیئے - **قولہ** افسوس ہی کہ آپکی خاتم المحدثین اپنا قول بھی یاد نہین رکھتی اور یہہ بھول کچھہ اسی مقام پر منحصر نہین بلکہ تحفہ مین اکثر جا ایسا ہوا ہی اور سبب اسکا آپ جانتی ہی مین ہم کیا عرض کرین **اقول** جہانتک ہمکو علم ہی

ہمارا تجربہ شاہد ہی ہمیشہ ہلتے ہین کہ یا تو آپکو اور آپکی ان بزرگونکی جو تحفہ پر اعتراض کرتے ہین خوش فہمی ہی یا محض عداوت و عناد ہے جسکی بدولت ع عیب نماید ہنرش در نظر کا مصداق ہو رہا ہی۔ آپنے اپنی اعتراض کا حال دیکھہ ہی لیا ہی اور حضرات کا حال بھی اسی پر قیاس فرمالیجیگا پس آپ کا یہہ افسوس لائق افسوس کے ہی کہ مطلب خود نہ سمجھین اور الزام قائل کے ذمہ لگائین علاوہ ازین آپکو معلوم ہی کہ زبان عناد سے خدا تعالے اور اوسکی کتاب پاک اور رسول ہی نہین بچی تو بمقابلہ اونکی تحفہ و صاحب تحفہ کے کیا حقیقت ہی بایں ہمہ ہم صاحب تحفہ کو سہو و نسیان سے معصوم ہی نہین سمجھتے **قولہ** علاوہ اسکی اور بہت سے اقوال خلیفہ ثانی کی شرط افضلیت پر دلالت کرتے ہین بخوف طوالت اونکو ترک کیا جاتا ہی **اقول** جبکہ آپنے اون اقوال سے تعرض نہین فرمایا تو ہم بھی اونسے اغماض کرتے ہین اگر آپ اون اقوال کو ذکر فرماتے ہم بھی انشاء اللہ تعالے دربارہ استیصال استدلال کی ہوتی **قولہ** مگر اسقدر گذارش کرنا ضرور ہی کہ خلیفہ ثانی کا افضلیت کو شرط خلافت جاننا ایسا صریح امر ہی کہ محققین اہل سنت سے نہ ہوسکا اقرار کیا ہی چنانچہ صدر المحققین ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین کتاب الاحکام فی اواخر الکتاب باب کیف یبایع الامام مین حدیث شوری کی شرح مین ابن بطال سے نقل کرتے ہین فان قیل بعض ھؤلاء الستۃ افضل من بعض وکان رای عمر ان الاحق بالخلافۃ ارضاھم دینا وانہ لا یصح ولایۃ المفضول مع وجود الفاضل فالجواب انہ لو صرح بالافضل منھم لکان قد نص علی استخلافہ وھو قصد ان لا یقلد العھدۃ فذالک فجعلھا فی ستۃ متقاربین فی الفضل لانہ تحقق انھم لا یجتمعون علی تولیۃ المفضول لایالون المسلمین نصحا فی النظم والشوری وان المفضول منھم لا یتقدم علی الفاضل ولا یتکلم فی منزلتہ وغیرہ احق بھا منہ وعلم رضی الامۃ ممن رضیہ الستۃ - انتہی اس سے صاف ثابت ہی کہ علاوہ خلیفہ ثانی کے کل صحابہ کے نزدیک افضلیت خلافت کے ایسی شرط تھی کہ وہ مفضول کے خلافت صحیحہ نہ جانتی تھی **اقول**

یہہ استدلال ہی ہماری فاضل مجیب کے لیے مثبت مدعا نہین کیونکہ جملہ (وکان احق بالخلافۃ اذا رضاھم دینا) بصراحۃ اس امر کو بیان کر رہا ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہہ تہا کہ احق بالخلافت وہ شخص ہے جو زیادہ دیندار ہو اور اوس سی بالبداہۃ یہہ ثابت ہوتا ہی کہ اشتراط افضلیت باطل ہی کیونکہ اسم تفضیل جسکی صفت واقع ہے اوسکی یہی ثبوت فعل مین زیادت پایا جاتا ہے تو یہہ ہرگز اسکو مانع نہین ہے کہ نفس فعل بدون زیادت کسیکی واسطی ثابت ہو بلکہ باعتبار اقتضاء اصل وضع تفضیل کے وجود اسی شی کا ہونا چاہیی جسکی نسبت زیادتی ثابت ہو ورنہ مبالغہ اور تفضیل مین کچہہ فرق باعتبار معنی کے نرہیگا جسکا مطلب ذہن نشین ہوچکا تو دوسرا جملہ جو اس جملہ سی مستنبط اور مستخرج ہی اوسکے مطابق ہونا چاہیی اور اوسکا یہی مطلب صحیح ہے کہ ولایت کے معنی تولیہ کے ہین اور لا یصح کے معنی لا یجوز کے حاصل مدعا عبارت یہہ ہوگا۔ وانہ لا یجوز تولیۃ المفضول مع وجود الفاضل یعنی فاضل کے ہوتے مفضول کو متولی امور بنانا جایز نہین۔ پس اس صورت مین یہہ جملہ اور جملہ سابقہ ہم معنی ہوگئی کہ دونو کا حاصل احقیۃ بالخلافت مفضل کے لیے ہے اور اگر جملہ کو بار دیگر جملہ اولی کے فرع ہی اوسکی طرف راجع کیا جاویگا تو باہم اصل و فرع متقارن رہینگی۔ اسکی بعد یہہ کہ خاتمہ جواب کے عبارت سی جو لازم تحقق سی آخر تک مذکور ہوئی یہہ سمجہنا کہ کل صحابہ کے نزدیک افضلیت خلافت کی ایسی شرط تہی کہ مفضول کے خلافت صحیح فاسد تہی سراسر غلط ہی کیونکہ اول تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کو تمام صحابہ مین دایر نہین کیا تہا بلکہ صرف چہہ شخصون مین منحصر کردیا تہا جنکا عبارت اعتراض مین صراحۃً ذکر ہے تو جملہ ضمایر جمع کی اس عبارت مین مذکور ہین وہ سب راجع بطرف ستہ متقاربین فی الفضل ہین تو اوس سی ہماری فاضل مجیب کا کل صحابہ کو سمجہنا کمال خوش فہمی کا شاہد ہی اور دوسری یہہ کہ بصراحت اوس عبارت سی بہی فاضل کا احق بالخلافت ہونا ثابت ہوتا ہی۔ جو نہ ہماری فاضل مجیب کو کچہہ مفید ہے اور نہ ہمکو کچہہ مضر ہے۔ لیکن اس سی اشتراط سمجہنا البتہ تعجب انگیز ہی۔ منہ

مدعا کا نسیان یا تاسی ہی - معہذا اگر بفرض محال یہہ دلیل مثبت اشتراط ہو تاہم ہمارا مطلب
مذہب کا عقیدہ نہیں کیونکہ مسئلہ امامت جکہ اصول مذہب سی ہی ہے تو اوسکا اور اوسکی شرائط کا اثبات
ایسی ادلہ سی ہونا چاہیی جو اپنی مدلول کو قطعی طور پر ثابت کریں ظنیات اسمین ہرگز کارآمد نہین
اور بالفرض اہل سنت کی نزدیک اگر انفراد امامت کی کسی فرد مین اشتراط افضلیت ثابت ہوجاوے
تو یہہ مسئلہ چونکہ اونکی نزدیک فروعات مین سی ہی ایسی اسکی ثبوت کی لیی ادلہ ظنیہ کافی ہونگی
اور قطعیہ کی ضرورت نہوگی - لیکن اون ادلہ کو علماء شیعہ کا بمقابلہ اہل حق پیش کرنا ثبوت
اشتراط افضلیت مین جو اونکی زعم مین اصول اعتقادیات سی ہی باطل ہوگا پس ہمارا مجیب
بعیب ان دلائل کو جنکو بزعم خود مثبت اشتراط سمجھہ رکھا ہی ہماری مقابلہ مین پیش کرتے ہین
اور جنپر بہت کچھہ ناز و افتخار فرما کر جامہ سی باہر ہوئی جاتی ہین کوئی الواقع مثبت اشتراط نہین
لیکن اگر واقع کی روی اشتراط افضلیت ثابت ہو بھی تاہم اپنی مدعا کی ثبوت مین اوسکو پیش
کرنا سراسر غلط اور خلاف قاعدہ ہی علی ہذا القیاس جسقدر شرائط ائمہ کی اثبات کی دلائل فرمائی
سب کی یہہ ہی حالت ہی کیونکہ حضرت مجیب کا گمان یہہ ہی کہ الزامی جوابات اور پسند طالات
کافی ہونگی چنانچہ فرد مباحث کی ابتدا بحث مین ایک رباعی بھی زیب جواب فرمائی تھی
جسکا اول مصرعہ یہہ تھا ع خواہی کہ شود خصم تو عاجز ز سخن + حالانکہ یہہ غایت درجہ کی
بدیہی غلطی ہی اگر بفرض محال ان دلائل سی یہہ مدعا ثابت ہوتا تاہم مذہب شیعہ
نہین ہوسکتا اور خصم کو گنجایش ہی کہ اوسکو صرف اس وجہ سی رد کری کہ چونکہ ہر دو مدعا
اہل سنت و شیعہ مین زمین و آسمان کا فرق ہی اونکی نزدیک مسئلہ متنازعہ فیہا فروعی اور اونکی
نزدیک اصولی ہی تو کیا ضرور ہی اگر دلائل ظنیہ سی اشتراط کا ثبوت اہلسنت کی نزدیک ہوتا ہو تو
قطعی طور پر بھی ثبوت ہو کر مفید مدعا اہل تشیع ہو بلکہ جب دلائل ظنیہ مین تو مثبت مدعا
قطعی کو نہین ہوسکتی - پھر باوجود ایسی موٹی اور فاحش غلطیونکی جو ہماری فاضل
مجیب سی سرزد ہوئی ہین یہہ دعوی کیونکر صحیح ہوگا کہ ہمنی تمام مسائل متنازعہ فیہا مین

مرتبہ حق الیقین کا حاصل کرلیا ہی مخصوص کا تو بڑا دعوی کیا اور اسکا ثبوت کہین نہین ہی
پس بجز اسکے کہ اسکو مہمل و بیان مجمل قرار کرکے ٹال دیا جاوی ہین تو اور کچھہ عرض نہین
کرسکتا کاش خود ہی چشم انصاف کھولکر ملاحظہ فرماوین - علاوہ ازین ترجمہ عبارت مین جو کچھہ
غلطیان واقع ہوئی اوسکو ہم بخوف تطویل ترک کرتے ہین **قولہ** تعجب و حیرت ہی کہ آپکی
خاتم المحدثین نے باایہمہ تبحر فتح الباری کو بھی ملاحظہ نفرمایا کہ باوجود خلیفہ ثانی بلکہ کل صحابہ
کی افضلیت کو شرط خلافت جانتی ہے اس شرط کو لازم نہین مانتی اور نہین تو خلیفہ ثانی کے
تقلید تو اوسکو لازم تھی **اقول** یہہ تعجب و حیرت سامی اس سے ناشی ہے کہ باایہمہ ادعائی
ہمہ دانی آپ نے فتح الباری کے عبارت کا مطلب نہین سمجھا - لیکن طرفہ یہہ ہی کہ اس
بی سمجھی پر اپنے سمجھ پر یہہ کچھہ ناز ہی کہ خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فتح الباری کے نہ دیکھنے کا
الزام لگاتی ہین حالانکہ خود ہی علامہ کنوری کے شرح ابن سیٹھ نہ دیکھنے کے الزام کے جواب مین
یہہ فرماتے ہین (کچھہ ضرور ہی کہ علامہ نے شرح دیکھی ہو یا نہ دیکھی ہو اور اوسکا مطالعہ کیا ہو یا نہ کیا ہو)
افسوس کہ یہان اگر اپنی غلط فہمی کا خیال نہ آیا تھا تو کیا وہ عذر بھی محو خاطر سامی ہوگیا تھا
قولہ آپنے جو بتقلید اپنی خاتم المحدثین کے ان شرائط کو دلائل شرعیہ کی خلاف فرمایا ہے
ظن غالب ہی کہ اب تو آپ بھی اس شرط کو مان لین کیونکہ ابتدای صحابہ حضور سے خلیفہ ثانی آپکو
لازم ہی - **اقول** جو کچھہ ہمنے ان دلائل کی نسبت گذارش خدمت کیا تھا وہ محض تقلید
ہی نہین تھا چنانچہ ابحاث سابقہ سے جناب کو معلوم ہو ہی گیا ہوگا پس مجھکو امید ہی
کہ جناب میری معروضات کو نظر انصاف و تامل سے خالی الذہن ملاحظہ فرمائینگی تو ان شاء اللہ تعالے
آپ خود ان شرائط سے دست بردار ہو جائینگی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم **قولہ**
اور نیز خلیفہ ثانی اور صحابہ کی یہہ رای کہ افضلیت کو شرط خلافت جانتی تھی اگرچہ اس روایت
سے بخوبی واضح ہے مگر تو ضیحا اسقدر اور گذارش ہے کہ بخاری کی کتاب الفضائل
مین حدیث سقیفہ ملاحظہ فرمائیے کہ خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے جواب مین فرمایا -

بل نبایعك انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ
اور خلیفہ ثانی کی یہہ کلام صریح دلیل اسکی ہے کہ جو شخص بہتر و افضل ہو وہ خلافت کا احق ہی
اقول ہم بھی کہتے ہین کہ بیشک وہ شخص جو افضل ہو احق بالخلافت ہی لیکن اس سے
آپ کا مدعا کیا حاصل ہوا بلکہ وہ ہی غلطی ہے جو اکثر استدلالات مین آپکو واقع ہوئی ہی
پس اسکا ہی پیش کرنا حضرت کی کمال فہم پر دلالت کرتا ہی افسوس فہم کا یہہ حال ہے اولین
ترانیو کا وہ حال - **قولہ** اور یہہ بھی ثابت ہوا جب لے الرسول بھی احق بالخلافت ہی ہو
یاد رکھیگا اگر آپنے یہہ سلسلہ جاری رکھا تو پھر کس کام آئیگا - **اقول** تسلیم گذرہون
گو بندہ کو پہلی سے ہی یاد ہے لیکن تعمیل حکم یاد کرنیا ہے اور اوسوقت کا بھی منتظر ہون
جسوقت یہہ لفظ کام آئیگا - **قولہ** غرضکہ اسلئے صحابہ نے خلیفہ ثانی کے اس قول کو
تسلیم کرلیا اور یہہ نہین کہا کہ افضلیت کو خلافت مین کیا دخل ہے شرط خلافت
افضلیت نہین تو معلوم ہوا کہ صحابہ کے نزدیک افضلیت شرط نہی **اقول** ای حضرت
اہل انصاف ہماری فاضل محقیق اس دلیل کی خوبی و متانت و جزالت و لطافت کو تو ذرا
ملاحظہ فرمائیگا کہ کسطرح اس دلیل سے کل صحابہ کے نزدیک اشتراط افضلیت ثابت فرمایا ہی
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ افضلیت کو خلافت مین دخل ہی
اہا ہم تسلیم لیکن دخل ہونی سے یہہ کیونکر لازم آیا کہ افضلیت شرط خلافت بھی ہوگئی علاوہ ازین
بجواب اس قول کے سکوت صحابہ کا کیونکر اشتراط کی واسطے حجت ہوگیا - ممکن ہی کہ یہہ
سکوت اسوجہ سے ہو کہ جب کہ ہر ایک کے نزدیک اوس خلافت کا تحقق ہوگیا تو کسینی اوسکی
حقیت پر کسی دلیل سے استدلال کرکے حق جانا ہو اور کسینی کسی دلیل سے مثلاً بعض نص قرآنی سے
اوسکی حقیت سمجھی ہو اور بعض نے احادیث سے اور بعضو نے انکے ساتھہ دلائل قیاسیہ بھی منضم
کیے ہون - تو چونکہ مدعا اور مطلوب ہر ایک کا متحد تھا تو کیا ضرورت تھی کہ کون دلائل مین
دیکھتی جو اسی ہی مدعا کو مفید تھی اور نیز باعتبار نفس الامر کی صحیح تھی اور مطابق واقع کرتی

پس اس سکوت کو حجت سمجھنا البتہ باعث استعجاب ہی۔ معہذا اس سکوت کو تو آپ دلیل تسلیم کی تسلیم فرماتے ہیں اور تعجب ہی کہ جناب امیرؑ کی سکوت کو جو بزمان خلفاء ثلثہ فرمایا بلکہ مسائل ہی اون ہی کے موافق بتلاتے رہے اور سامنے ہو کر یہہ کبھی نفرمایا کہ اہل بیت کے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا ہی تسلیم کی دلیل تسلیم نہیں فرماتے علی ہذا القیاس جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کی سکوت بلکہ تسلیم کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور اسیطرح ائمہ باقیہ میں سے جنہوں نے سکوت فرمایا اور سب کچھ دیکھتے رہے اور کچھ نہ بولے تو اسکو بھی تسلیم تصور کیجیگا۔ رہا خوف کے وجہ سے تقیہ کا جھگڑا وہ خود ایک اجنبی بات ہی کہ اصول شیعہ کے موافق ہی کوئی اوسکو تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہہ حرف اسلیے عرض کیا ہے کہ آپنے سکوت کی حجیت کو تسلیم کر کے استدلال فرمایا ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول کانت سقیفۃ ابی بکر فلتۃ وقی اجتماعا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کہ اس اعتبار سے بھی تسلیم تھا کہ باعتبار واقع کے صدیق رضی اللہ عنہ کو یہہ اوصاف حاصل ہے اور اس اعتبار سے بھی تسلیم تھا کہ ان اوصاف کو خلافت میں دخل ہے **قولہ** اگرچہ بعض صحابہ جلیل القدر مثل ابن عباس و ابن عمر وغیرہ کے یہہ رائی کتب معتبرہ اہل سنت مثل ازالۃ الخفا وغیرہ میں مفصل درج ہی اراد تنا کہ گذارش ہو کر بخوف اطناب باز رہا اگر حضرت مجیب چاہیں ازالۃ الخفا ملاحظہ فرماویں اکثر علماء اہلسنت کا یہہ ہی مذہب ہی کہ افضل امام ہوتا ہی چنانچہ شرح مقاصد کے بحث سادس کے خاتمہ میں تحریر ہی۔ ذھب معظم اھل السنۃ وکثیر من الفرق الی انہ یتعین للامامۃ افضل اھل العصر **اقول** ظاہر ہی کہ جن دلائل سے جناب نے اثبات افضلیت پر استدلال فرمایا ہے تو وہ دلائل بہ نسبت اون دلائل کے جو ترک فرمائی اوضح و اقوی ہونگی تو جب یہیں دلائل مذکورہ کو جو اصح و اقوی تھی دیکھہ چکا اور اونکو باطل کر چکا تو متروکہ دلائل کے دیکھنے کی کیا حاجت باقی ہی ہو کیف جنکو ترک فرمایا ہے وہ دلائل مذکورہ سے کچھہ کم درجہ کے ہی ہونگی تو جو اونکا جواب ہی وہی جواب تقریبًا اونکا بھی سمجھہ لیجیے شرح مقاصد

عبارت آپکی مثبت مدعا نہین اور اسکے مطلب کو آپنی نہین سمجھا افضل اہل العصر کی امت
کے لیے متعین ہونے کے یہہ معنی ہین کہ اگر اہل حل وعقد بیعت خلافت کے لیے امام کو منتخب کرین
تو چونکہ افضل احق ہے اوس سے تجاوز کرکے کسی دوسرے کو امام بنا دین - افضل کے ہوتے
فاضل یا مفضول امام بنانا نہین چاہیے اور اسکی یہہ معنی نہین ہین کہ افضل بدون بیعت
اہل حل وعقد کے امام ہو جائیگا اور اوسکی انعقاد خلافت کے لیے بیعت اہل حل وعقد کی
حاجت نہوگی اور اگر افضل کے ہوتے فاضل یا مفضول امام ہوگیا تو اوسکا انعقاد نہوگا اور
اوسکی اطاعت لازم نہوگی پس اس سے یہی اشتراط کا ثبوت نہین ہوسکتا - **قولہ**
تعجب ہے کہ عبرت کا مقام ہے کہ آپکے خاتم المحدثین باینہمہ والی ان اپنی کتابون مین احادیث
واقوال صحابہ وعلما باحظہ انعام اس شرط کو مخصوص افضل سے فرماتے ہین اور اوسکی مخالفت
کتاب اللہ سے اپنی رغم مین ثابت کرتے ہین - **اقول** یہہ تعجب اس وجہ سے ہے کہ عبارت
مطالب تک ذہن رسائی نہین فرمائی ورنہ اگر نظر انصاف سے اون دلائل کو ملاحظہ فرمائینگے
اور معروضات فقیر کو بنظر انصاف دیکھینگے تو خود اپنی فہم پر تعجب فرمائینگے اور اوسکو
عبرت کا مقام سمجھینگے چنانچہ پیشتر بھی عرض کیا جا چکا ہے - **قولہ** اگرچہ اور بہت سے
دلائل اسکی ثبوت مین ہین مگر بخوف طوالت ان سب سے قطع نظر کرکے اب کچھ شہادتین
آپکی خاتم المحدثین کے والد بزرگوار کے پیش کرتے ہین وہ کتاب قرۃ العینین مین لکھتے ہین
کہ - این سخن حق است کہ تا اعتقاد افضلیت مبلغ قرآن وسنت وتبیین معانی مردود نکند
خاطر را خذ شرائع جمع نگردد اور یہہ بھی اوسمین لکھا ہے شیعہ قائل شدہ اند باآنکہ امام می باید کہ افضل
امت باشد معصوم ومفترض الطاعت ومنصوب من عند اللہ ورسولہ واین قول متضمن
حق وباطل مردوشدہ است قول محقق آنست کہ افضلیت از امامت بسبب اہل خلافت
وثبوت کہ متضمن قوانین مبلغ شرائع ومدرج دین باشند لازم است والا اہتمام وکلی حاصل
نشود وبجائے عصمت حفظ الٰہی وتائید ربانی بسبب عادت می باید اثبات کرد وبجائے قرائن

طاعت و نصب من عند اللہ و رسولہ استخلاف بنص و اشارت می باید ذکر کرد تا سخن درست گردد
انتہی - اگرچہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ محض خلافت خلفاء ثلثہ بچانی کے لیے یہ تمام مباحثہ
یہہ تاویل علیل بدون دلیل فرمائے ہیں اور خود انکی آپسی قول سے رد ہو سکتی ہے اور ہمارا دعوی
ثابت ہی مگر چونکہ یہہ محل صرف افضلیت کی ثبوت کا ہی اسلیے ہم اس سے تعرض نہین
کرتے اور افضلیت اس عبارت سے بخوبی ثابت ہے کہ افضلیت ازامت کو لازم لکھتے ہیں

اقول چونکہ ہماری مجیب لبیب اسجگہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی کلام سے
استدلال فرمایا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھہ جواب گذارش
کرین تاکہ وہ شبہات جو ہماری فاضل مجیب کو عبارت ازالۃ الخفا وغیرہ سے واقع ہوئی
ہین رفع ہو جائین اور اس دلیل مین تسرۃ العینین سے دو جگہ کی عبارتین نقل فرمائی ہین لیکن
ہم صرف دوسری عبارت کو جسکو ہماری مجیب صاحب مثبت مدعا زیادہ سمجھہ رکھا ہی
بتمامہ نقل کرتے ہین اس سے یہہ بھی واضح ہو جائیگا کہ بعض مواضع مین نقل عبارت مین
شاید سہواً خطا واقع ہوئی ہی و نیز این سخن بدان ماند کہ شیعہ قائل شدہ اند باینکہ امام می باید
کہ افضل است باشد و معصوم و مفترض الطاعت و منصوب من عند اللہ و رسولہ و این قول
متضمن حق و باطل مردود شدہ است قول محقق آنست کہ افضلیت ازامت بالنسبت اہل خلافت
ثبوت کہ متقن قوانین و مبتنی شرائع و مروج دین ایشانند لازم است و الا اعتماد کلی حاصل
نشود و بجای عصمت حفظ الٰہی و تائید رحمانی بجہت عادت اللہ می باید اثبات نمود و بجای
افتراض طاعت و نصب من عند اللہ و رسولہ استخلاف بنص و اشارت می باید ذکر کرد
اہل سنت و جماعت ہمین قول محقق و منقح در شیخین بلکہ در خلفاء اربعہ اثبات نمودند تفصیل این
اجمال آنکہ افضلیت کہ میگویند در طبقہ اولی می باید کہ ہنگام احکام دین و ترویج شریعت
و تقنین قوانین آن بودند و در ملک عضوض زیر اکہ در ملک عضوض اہل علم دیگرند و اصحاب
دولت دیگر چنانکہ فتوی موقوف بود بر علم کثیر بحال اینہمہ فتوہا را منقح کردہ نوشتہ اند

افضلیت کا ابوبکر و عمر کے ساتھہ مختص ہونا

اسکا حال عبارت والی می باید دیکھیں انتہی - اس عبارت مین لفظ اہل خلافت نبوت بترکیب اضافی واقع ہی اور ہماری مجیب لبیب کی عبارت منقولہ مین واو عاطفہ زیادہ ہو کر اہل خلافت و نبوت منقول ہوا ہی فرق باہمی صرف اطلاق و تقید ہے اور عجب نہین کہ اصل نسخہ منقول عنہ مین یہہ غلطی کاتب سے ہوئی ہو غرضکہ ہمکو اس سے چندان تعرض نہین ہے اسکی بعد گذارش ہے کہ جو کچھہ افضلیت کے بارہ مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہی نہ وہ آپکی مدعا کو مثبت ہے اور نہ اوسکی معارض و مخالف ہی جو حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ مین عدم شرائط افضلیت کی نسبت تحریر فرمایا ہے وجہ اوسکی یہہ ہی کہ خلاصہ مطلب عبارات حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جو مواقع شتی مین بیان فرمائی ہین یہہ ہی کہ خلافت ایک کلی ہے جسکی نیچے افراد مختلفہ ہین اور اوسکے عوارض جداگانہ اور اس کلی کا اپنی افراد پر صدق بطور تشکیک کے ہی پس حاصل مدعا یہہ ہی کہ خلافت جو طبقہ اولی مین پائی جاتی ہی وہ حسب تصریح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مدت معین تک ہی اور متصف بصفت خلافت نبوت ہی اور افراد خلافت مین اکمل ہی اسلیے اوسکی خواص مین سے چند امور ہین مثلاً اول لازم ہے کہ خلیفہ مہاجرین اولین اور حاضران حدیبیہ اور حاضران نزول سورہ نور اور حاضران مشاہد عظیمہ مثل بدر و تبوک مین سے ہو - دوسری یہہ کہ مشیر بالخیر ہو تیسری یہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی ساتھہ ایسا معاملہ فرمایا ہو جیسا کہ امیر منتظر الامارت کے ساتھہ معاملہ کیا کرتا ہی - چوتھی یہہ کہ جن امور کی ظہور کا وعدہ حق تعالے شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہو بعض اونمین سے اوسکی ساتھہ پر بھی ظاہر ہون - پانچوین یہہ کہ اوسکا قول دین مین حجت ہو بسبب تلویح و تنبیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی - ساتوین یہہ کہ افضل امت ہو اس سے صاف ظاہر ہے کہ افضلیت گویا نتیجہ اوصاف و لوازمات سابقہ کا ہی اور وہ خلافت نبوت جو طبقہ اولی مین پائی جاتی ہے وہ منحصر خلفاء اربعہ پر ہی ہی اور مخصوص اونمین کے ذوات مقدسہ کے ساتھہ ہی اسکی

بعد سنی کہ جو لوازم خلافت خاصہ کے مذکور ہوئی اگر ان مین سے کسیکا تحقق خلیفہ مین نہ پایا جاوے
مثلاً افضلیت ہی منعقود ہو تو اس خلافت کی نسبت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ وہ خلافت منعقد تو ہو جائیگی لیکن مرتبہ اکمل سے اوسکا انحطاط ہوگا اور
مرتبہ غریبت سے نکلکر درجہ خصمت مین مستقر ہوگی لیکن اوسکی خلیفہ کی اطاعت واجب
ہوگی اوسکی تحت حکم جہاد جہاد کہلائیگا اوسکا نصب عمال و قضات و اخذ زکوۃ و صدقات
صحیح ہوگا حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ افضلیت ایسی شرط خلافت ہی کہ اگر وہ فوت ہوجاوے تو
مطلق خلافت باطل ہو جائیگی اور اوسکی اطاعت اعانت اور اوسکی ساتھ ہو کر جہاد معصیت ہوگا پس
نشان اختلاف صاف ظاہر ہی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے افضلیت وغیرہ کو شرط کمال قرار دیا ہی
جسکی فوت ہونے سے نفس خلافت فوت نہین ہو سکتی اور حضرات شیعہ نے اوسکو شرط نفس خلافت
قرار دیا ہی جسکی فوت ہونے سے انکی نزدیک اصل خلافت فوت ہوجائیگی پھر اگر حضرت شاہ
عبد العزیز رحمۃ اللہ نے تحفہ مین بمقابلہ شیعہ کے اشتراط افضلیت کا انکار کیا ہی تو وہ ہرگز
معارض اونکی والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کے نہین ہی کیونکہ حضرت صاحب تحفہ
نے جس اشتراط کا انکار کیا ہے وہ اشتراط وہ ہی جسکی شیعہ قائل ہوئی ہین وہ یہہ کہ
افضلیت کو شرط نفس خلافت قرار دیا ہی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ
نے جس اشتراط کا اثبات فرمایا ہے نہ وہ اشتراط ہی کہ جسکی شیعہ مثبت ہین اور صاحب
تحفہ نافی بلکہ وہ اشتراط اس سے جدا ہے اور وہ اشتراط راجع الی الکمال ہی نہ نفس خلافت
کیطرف پس نفی و اثبات ابرین مختلفین کیطرف راجع ہین اور آپکو شاید معلوم ہوگا
کہ تناقض مین آئمہ و محدثین ماخوذ و معتبر ہین جب دونین سے کوئی فوت ہوجائیگی تناقض رفع
ہوجائیگا اور اجتماع جائز ہوگا اب اس تقریر سے یہہ بھی واضح ہوگیا کہ جسقدر عبارتین ازالۃ الخفا یا قرۃ العینین
مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مثبت اشتراط تحریر ہین ہماری مجیب لبیب کا ادنی
استشہاد صحیح نہین ہی اسلیے کہ اونکی مدعا کی موافق نہین اونکا مدعا اثبات اشتراط

افضلیت کا ہی نفس خلافت کی واسطی اور اون عبارتونکا مدعا ثبوت اشتراط افضلیت کا واسطی
نفس خلافت کی نہین ہی بلکہ کمالیت خلافت کی واسطی ہے پس اگر یہہ باریک فرق اگرچہ عبارات
مین تامل کرنے سی واضح ہے تاہم اگر ہماری مجیب لبیب پر پوشیدہ رہا تو ہم معذور سمجھتے ہین
علاوہ ازین ہم پہلی گذارش کر آئی ہین کہ آپ کا مدعا جو اصول دین مین ثبوت قطعی کو مقتضی
ہی اور ہماری واسطی اسکی ثبوت کے لیی دلائل قطعیہ کے اصلی ضرورت نہین کہ اسکو اصول
مین سی نہین سمجھتے تو ہمکو دلائل ظنیہ کافی ہونگی لیکن آپ اونکو ہماری مقابلہ مین اپنی
مدعا کی ثبوت مین کیونکر پیش کرسکتی ہین اور وہ آپ کے مدعا کو کیونکر ثابت کرسکتی ہین
پس اون دلائل کا اپنی دعوی کے ثبوت مین پیش کرنا صریح غلطی ہے جسکا منشا یہہ ہی
کہ آپ ہمیشہ اپنی دعوی کو بھول جاتے ہین اور یا یہہ ہے کہ وہو کہہ وہی مدنظر عالی ہے

قولہ اب ذرا ازالۃ الخفا کو جو کثیر الوجود ہی ملاحظہ فرمایئی مقصد اول کے فصل دوم
واقع صفحہ ۱۶ کو دیکھیے یہہ عبارت تحریر ہی فلزوم افضلیت خلافت خاصہ آنست کہ خلیفہ افضل
امت باشد در زمان خلافت خود عقلاً و نقلاً از انجہت کہ در نکتہ اولی تقریر کردیم کہ چون
خلافت ظاہرہ ہمدوش خلافت حقیقیہ است وضع شی در محل خود ثابت گردد لیکن اینجا این نکتہ
باید شناخت کہ غیر اخص خواص ریاست خواص را لائق نیست پس خلافت او مطلق نباشد
نصب غیر افضل حکم رخصت دارد بہ نسبت عزیمۃ و رخصت خالی از ضعفی نیست و مورد
مدح مطلق نتواند شد و از آن جہت کہ در خلافت خاصہ تمکین دین مرضی من کل وجہ مطلوب است
و آن بغیر استخلاف افضل صورت نہ بندد چنانکہ حضرت مرتضی نزدیک استخلاف امام حسن فرمود
ان یرد اللہ بالناس خیرا فیجمعہم بعد علی خیرہم - رواہ الحاکم -
بخلاف خلافت عامہ کہ آنجا تمکین دین مرتضی من وجہ دون وجہ مطلوب است لامن کل الوجوہ از انجہت کہ
خلافت خاصہ عقیب است بنبوت زیرا کہ در حدیث آمدہ خلافۃ علی منہاج النبوۃ و نیز آمدہ
تکون نبوۃ و رحمۃ ثم خلافۃ و رحمۃ جامع مرد ریاست عامہ است درین دنیا ظاہرا و باطنا

پس چنانکہ استبداد شخصی دلالت میکند بر فضلیت وی بر است تا قبح از مستغنی جل ذکرہ مرتفع گردد ہمچنان استخلاف شخصی بر است دلالت می نماید بر افضلیت وی بر است و از انجہت کہ عامل ساختن شخص مفضول خیانت است عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابۃ وفی تلک العصابۃ من ہو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المؤمنین وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من ولی من امر المسلمین شیئا فامر علیہم احدا محاماۃ فعلیہ لعنۃ اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا حتے یدخلہ جہنم اخرجہما الحاکم۔ از نجا میتواند است کہ خلافت کبری چہ خواہد بود آری نزدیک آنرا حکم اسود و اختلاط خیر و شر و عدم انتظام امر علی ما ہو حقہ میتوان راہ ترخص پیش گرفت و از انجہت کہ در وقت مشاورت صحابہ در استخلاف افضلیت را نہادند لفظ احق بہذا الامر گفتند و جمعیکہ مناقشہ داشتند در استخلاف صدیق اکبر چون خطا رای خود بر ایشان ظاہر شد قائل شدند بافضلیت او و این متبسی است بر آنکہ استخلاف بافضلیت صادق آید و فضلیت خلفاء اربعہ ثابت است بترتیب خلافت بادلہ بسیار اینجا بر سہ مسلک اکتفا کنیم مسلک اول آنکہ استخلاف این بزرگواران بنص و اجماع ثابت شدہ و استخلاف کذا لازم است افضلیت را کما مر تقریرہ انتہی بقدر الحاجۃ۔ این عبارت کو بنظر غور و انصاف ملاحظہ فرمایئے کہ عقلاً و نقلاً افضلیت کا قائل ہین اور جس حدیث کا ہم وعدہ کر آئے تھے وہ بھی ہمین مذکور ہے اقول قول سابق کے جواب مین جو تقریر مطلب حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت نقل کر آیا ہون بجراحتہ یہان جاری ہے افسوس کہ آپنی باوجود اس وضوح مرام اور ظہور مطلب کے عبارت کا نہ سمجھا اور مثل لا تقربوا الصلوۃ کے استدلال فرمایا پس مختصر اگذارش ہے متوجہ ہو کر سن لیجیے وہی مدعا یہان حضرت شاہ صاحب فرماتے ہین کہ جو خلافت نبوت کے مرتبہ کمال مین واقع ہے اور عالی رتبہ ہے اوسکی یہی افضلیت خلیفہ لازم ہے جس جگہ یہ خلافت پائی جائیگی افضلیت بھی ضرور پائی جائیگی

اور جسجگہ افضلیت فوت ہوگی یہہ خلافت باعتبار اپنی اس مرتبہ کے فوت ہوجائیگی - دلیل اسکی خود
شاہ صاحب کے اسی عبارتسے ظاہر ہی فرماتے ہین (نصب غیر افضل حکم رخصت دارد پس بیعت
بیعت و رخصت خالی از تعقبی نیست و مورد مدح مطلق نتواند شد) اس سے صاف ظاہر ہی کہ غیر افضل
کی امامت و خلافت منعقد ہوجاتی ہے - لیکن مرتبہ کمال مین نہین ہتی اور مطلق مورد مدح
نہین ہتی تو افضلیت شرط کمالیت خلافت ہوی نہ شرط نفس خلافت - اور اسی سے آگی
فرماتے ہین - اری نزدیک تزاحم مورد اختلاط خیر و شر و عدم انتظام علی ما موجبہ میتوان رد
ترخص پیش گرفت - تعجب ہی کہ آپنے اس عبارت کو نقل کیا - اور اس سے استدلال
فرمایا اور ان جملونکو نہ دیکھا اور نہ آنکی مطلب کو سمجھا - ای کاش کچھہ ہی فہم و انصاف
سے کام لیتی اب ملاحظہ فرمایی کہ آپکا استدلال ان عبارتونسے اور جو آنکی مماثل ہین
کیونکر صحیح ہوگا اور حدیث موعود کیا کارآمد ہوگی **قولہ** حیرت ہی کہ حضرت شاہ
صاحب تو اس شرط کے عقلاً و نقلاً قائل ہون اور آنکی خلف رشید یعنی آپکے خاتم المحدثین
اس عقیدہ کو مخصوص بروافض جانین اور کتاب اللہ سے اوسکی مخالفت بزعم خود ثابت
کرین اور کتب احادیث وغیرہ تو خیر - کاش یہہ کتاب اپنے پدر بزرگوار کی ہی جسکا حوالہ
خود فرماتے ہین مطالعہ کرتے **اقول** اس افسوس کا مورد ہماری حضرت فاضل مجیب کے
فہم شریف ہی ہی اور یہہ امر عبارات ازالۃ الخفاء وغیرہ کو دیکھکر اور بندہ کی گذارش سنکر مرتفع
سمجھہ سکتا ہی کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جسکی عقلاً و نقلاً قائل ہین حضرت خاتم المحدثین
رحمۃ اللہ علیہ اوسکی ہرگز منکر و مخالف نہین یہہ معارضہ محض فاضل مجیب کی خوش فہمی سے
ناشی ہی حضرت خاتم المحدثین نے اسکی نسبت جو کچھہ بتحریر فرمایا وہ از سرتا پا صحیح ہی یہہ عقیدہ مخصوص
شیعہ کے ساتھہ ہی اور مخالف عقل و نقل کے ہی نہ اسکو کتاب اللہ مساعد ہی اور نہ احادیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکی موید لذا جمع البصر کرتین **قولہ** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے اس عقیدہ صحیحہ
کی تقریر اسی مقام مین نہین فرمائی - بلکہ ملازمت افضلیت بخلافت تسلیم

ایک طومار طویل الذیل لکھا ہی اور کتاب وسنت واقوال صحابہ سی دلائل وبراہین لائی ہین چونکہ وہ عبارت طویل ہی اور اس تحریر مین طول نہونا چاہیی لہذا ہم نہین لکھتے اگر حضرت محب لبیب چاہین تو ازالۃ الخفا کا ملاحظہ فرماوین ہم نے ان بقیہ فصل کو بقصد وصفحہ گذارش کرتے ہین سلک سابع در اثبات افضلیت شیخین کے مقدمہ اولی واقعہ صفحہ ۳۲۹ کو بنظر غور ملاحظہ فرماکین شروع اسکا بیان ملازمت درمیان خلافت خاصہ وفضیلت شخصی کرہا ہین خلافت مکرش ساختہ اند اور ختم - پس افضلیت لازم خلافت خاصہ گشت واللہ اعلم ہی **اقول** ہمنے ازالۃ الخفا مین یہہ مقام بھی دیکھا علاوہ اسکی بہت مواضع مین افضلیت کے مباحث مین تامل کیا ہماری فاضل محب لبیب کے مفید مدعا نہین اور اس سے شہرت افضلیت بطلان خلافت کی کیی ثابت نہین ہوتا جسکو اثبات کرہا ہماری فاضل محب لبیب پی ہین اور حاصل مطلب دلائل وہ ہی ہی جو پیشتر گذارش ہوچکا حاجت تکرار نہین **قولہ** اگرچہ افضلیت کے ثبوت مین جسقدر گذارش ہوا منصف کو کیی کافی ووافی ہی اور کسیقدر طول بھی ہوگیا مگر اس شرط کا ثبوت مختصر سا آپکی خاتم المحدثین کی تقریر سی بھی پیش کرتے ہین وہ اور سن لیجیی پہر اپنی اقوال باقیہ کا جواب بگوش توجہ سنیی اور وہ یہہ کہ آپکی خاتم المحدثین باب ثبوت عقیدہ دوم مین یہہ تحریر فرماتے ہین وعقل نیز صریح دلالت میکند کہ نبی را واجب الاطاعت کردن وحی بسوی او فرستادن واورا امر ونہی وحاکم علی الاطلاق ساختن وامام را نائب ومتابع او گردانیدن بدون افضلیت نبی بروصی متصور نیست وچون ایں ہمہ معانی در حق ہر نبی موجود اند در حق امام مفقود ہیچ امام از ہیچ نبی افضل نمیتواند بود انتہی بقدر الحاجۃ - یہہ کلام صریح دلالت کرتے ہی کہ نبی کا امر ونہی وحاکم علی الاطلاق ہونا افضلیت کا سبب ہی اور امام کا متبوع ہونا اوسکی مفضولیت کا موجب ہی اور آپکی خاتم المحدثین کے نزدیک بھی امر عقل صریح دلالت کرتے ہی پس بحمد اللہ کہ آپکی خاتم المحدثین کے اس افادہ سی امام کا افضل ہونا سایر رعایا سی ثابت ہوگیا کیونکہ امام ہی امر ونہی حاکم علی الاطلاق ہی اور تمام رعایا اوسکی تابع **اقول** انصاف ہی حاف تعصب کے عناد نے نور بصیرت فہم وانصاف سامی کو یہانتک مکدر کردیا ہی کہ لیس علی الحامد غبار تو کو

آپ نہین سمجھتے اور اوسکی فہم مطالب مین سراسر خطا کی راہ پر چلتی ہین افسوس آپ جیسا ذکی الطبع مناظرہ دان جسنی تمام مسائل خلافیہ مین یہانتک تحقیقات کی ہو کہ مرتبہ حق الیقین کا حاصل کر لیا ہو ایسی عبارت مین ایسی فاحش غلطی کہادی فیا للعجب ولضیعۃ الادب آپنے اس عبارت سے استدلال نہین فرمایا بلکہ اوسکو مسخ و تحریف کرڈالا اب مینے مختصر آگذارش کی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ نبی کا واجب الاطاعت ہونا اور وحی کا اوسکی طرف نازل ہونا اور آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا اور امام کا اوسکی تابع ہونا یہہ مجموعہ اوصاف جو خداوند تعالے نے نبی مین ودیعت رکہی ہین اس امر کو مستلزم ہین کہ نبی امام سے افضل ہو اور بدون افضلیت نبی کے امام کی یہہ امور متصور نہین اور یہہ تمام اوصاف ہر ایک نبی مین پائی جاتے ہین اور امام مین مفقود ہین تو کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہوسکتا ہی آپنے اس کی استدلال اسطرح فرمایا کہ آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا افضلیت کا سبب ہی اور یہہ امر یعنی آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا امام مین بہی پایا جاتا ہی تو وہ بہی افضل ہوگا اس استدلال مین چند وجہ سی بحث و تامل ہی اول یہہ کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بصراحۃ ان امور کے امام مین نہ پائی جانے کو بیان فرمایا ہے آپنے اپنی استدلال مین اوسکی خلاف اوسکو تحریف کیا اور یہہ کہا کہ امام مین آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا پایا جاتا ہی اور باوجود اسکی اس مخالف دعوی کو کسی دلیل سی ثابت نہین فرمایا پس شاہ صاحب کی عبارتسی یہہ کونسا استدلال ہی آپکو شاید یہہ خیال نہین رہا کہ اس تغیر سی تمام دلیل ہی درہم و برہم ہو جائیگی اور اصل مدعا سی اوسکو کچھہ تعلق نہین رہیگا کیونکہ مدعا یہہ تہا کہ کوئی امام کسی نبی سے افضل نہین ہوسکتا اور جب وہ اوصاف مخصوصہ کہ جن پر نبی کی فضلیت کا امام پر دار مدار تہا امام مین بہی پائی جانے تسلیم کرلی تو تمام دلیل و مدعا کو مسخ کردیا پس آپنے بحقیقت یہہ استدلال شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلیل سی نہین بلکہ اپنی مقدمہ مطویہ فی الذہن سی استدلال کیا جسکا ثبوت نہ عقلاً ہو سکی اور نہ نقلاً

ثانیاً ہم کہتے ہین کہ سبب افضلیت مجموعہ صفات مذکورہ کا ہی نہ ہر واحد کیونکہ واجب الاطاعت
ہونا علی العموم علت افضلیت نہین عمل و قضات بلکہ والدین واجب الاطاعت ہین افضلیت اور
شرط نہین تو یہہ حضرت مجیب کی کمال مناظرہ دانی اور نہایت فہم و انصاف ہی - کہ
اوس مجموعہ مین سے بعض اوصاف لیکر اوسپر حکم مجموعی محمول فرمایا اور یہہ سمجھا کہ مجموعہ کا
حکم اجزاء کی حکم سے جداگانہ ہوتا ہی اسمین نزول وحی کو بھی شامل کیا ہوتا کہ امام کیواسطے
ثابت ہی چنانچہ اسکی حضرت کلینی نے محدث کی معنی مین ایک قسم کے نزول وحی کو روایت
کیا ہی اور جب نزول وحی اور آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق ہونا ثابت ہوتا تو اسکا استدلال
شاید صحیح ہوجاتا گو خصم کے نزدیک صحیح ہوتا یا نہین - ثالثاً سلمنا کہ آمر و ناہی و حاکم
علی الاطلاق ہونا مستلزم افضلیت ہی - لیکن ہم کب تسلیم کرتے ہین کہ امام آمر و ناہی علی الاطلاق
و حاکم علی الاطلاق ہی یہہ تو صرف حضرات شیعہ ہی نے خلاف عقل و نقل تسلیم
فرما رکھا ہی پس اپنے مسلمات سے خصم کو الزام دینا ہماری مجیب لبیب کی کمال
دانشمندی اور مناظرہ دانی ہے - ہم امام کو آمر و ناہی و حاکم علی الاطلاق نہین کہتے ہی بلکہ
علی التقیید کہتے ہین کیونکہ وہ متبع قانون شرع ہی بخلاف نبی کے کہ اوسکی اوامر و نواہی خود
تشریع ہین جو کچھہ وہ فرماوی وہ قطعاً حکم خداوند تعالے ہی اوسمین دوسرا احتمال نہین اور نہ
کوئی دوسرا قانون اوسکی لیی ہے کہ جسکی مطابقت و عدم مطابقت سے اوسکی صحت
و غلطی پر استدلال ہوسکین وہ دوسرون کی اوامر و نواہی کے لیی میزان و قانون ہے - رابعاً
اس جملہ کا مطلب ہماری سمجھہ مین نہین آیا معلوم نہین یہہ کیا چیستان و پہیلی ہی (اور
امام کا متبوع ہونا اوسکی مفضولیت کا موجب ہی) ہماری مجیب فرمائین تو سہی کہ
حضرت نے اس جملہ مین مطلب رکھا ہی یا نہین ہماری خیال مین تو یہہ آتا ہی کہ متبوع اسم
مفعول کا صیغہ تہا تو خیال کیا ہوگا کہ اوسکی لیی مخالف صیغہ اسم فاعل کا (فاضل یا افضل)
تو مناسب نہین اور باعتبار معنی کے صحیح نہوگا اوسکی لیی اگر صحیح ہوگا تو ہمجنس مفعول کے واسطے

مفعول کا ہی صیغہ ہوگا اسلیئے مفضولیت کا اطلاق کردیا سبحان اللہ ع برین علم و دانش
ببا ید گریست + بلکہ ببا ید خندید - پھر اس فہم و لیاقت پر یہہ دعوی یہہ کچھہ ہندی کی مثل مشہور ہی
اس برلی پر تتا پانی **قولہ** اب دیکھنا یہی کہ کوئی عبی یہی چہ جائیکہ ہماری مجیب سی ذکی
و ذی ہوش اس شرط کا انکار کریگا کیونکہ ہمنی عقل و نقل کتاب و سنت حتی کہ اقوال ائمین
و صحابہ و عترت و علماء اہلسنت و والد ماجد آپکی خاتم المحدثین کے قول سی اس شرط کو بخوبی
ثابت کردیا و الحمد للہ علی ذلک **اقول** جسقدر آپنے افضلیت بلکہ شرائط ثلثہ کی ثبوت مین
دلائل پیش فرمائی اور بزعم خود عقل و نقل کتاب و سنت و اقوال ائمین و صحابہ و عترت و علماء
اہلسنت سی ثابت کیا وہ فی الحقیقت نقش بر آب بلکہ بمثابہ سراب بقیعہ یحسبہ الظمان ماء بحول اللہ و قوتہ تعالی
ہماری معروضات سی جو اوپر متعلق جرح و قدح کے کیی گئی ایک سخت تھپیڑ کا اور شدت الریح
فی یوم عاصف ہوا منتشر ہوگیا اور مثل تار و پود عنکبوت کی ہمنی اوسکو توڑ پھوڑ کر رکھدیا - اور مثل
آفتاب نیمروز کی واضح کردیا کہ یہہ استدلالات محض حضرت مجیب کی دراوٹکی بزرگونکی خوش
فہمی کی ہاشی ہین اب بعد اسکے یقین ہی کہ کوئی اجہل و اعبی بہی چہ جائیکہ ہماری فاضل
مجیب جیسی ذکی الطبع و ذی ہوش ان شرائط کو تسلیم نکریگا کیونکہ جو امر عقل و نقل کے خلاف
ہو اوسکو کوئی عاقل و بینا تسلیم نہین کرسکتا واللہ الموفق للرشاد **قال الفاضل المجیب**
قولہ - اور بیان کرنا چاہیی کہ مدار وجوب نصب کا اس اصل پر ہی کہ نصب علی اللہ واجب ہی یا نہین
اگر ہی تو اسکا اثبات بہی ضروری ہی - **اقول** ہم آپکی علماء و صحابہ کی مقبولہ کی اقوال سی وجوب
نصب ثابت کرچکے آپ اپنی علماء سی دریافت کیجیی کہ وجوب نصب کا مدار اس اصل پر ہی یا کس اصل پر
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہماری فاضل مجیب علماء و صحابہ کی اقوال سی جیسا
کچھہ وجوب نصب ثابت فرماکر آئی وہ اہل علم و انصاف پر بخوبی واضح ہوچکا اب اس سے
صاف ظاہر ہی کہ یہہ محض تعلل اور دفع الوقتی بلکہ گریز ہی جب ان حضرات کو دار و گیر ابحاث کے
شکنجہ مین پہنسنی کا خوف ہوتا ہی تو اسیطرح راہ فرار ڈہونڈہتے ہین علاوہ ازین

یہہ کیا ضرور ہی کہ جو چیز وجوب نص کے لیے آپکی نزدیک اصل و مدار ہو وہ ہی ہماری نزدیک
ہی ہو - ہماری نزدیک سری ہی وجوب علی اللہ ہی غلط اور لغو ہی لیکن آپکی نزدیک
بروئی آپکی عقل کے خداوند تعالے عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا کی ذات پاک پر لطف واجب ہی
اور وجوب علی اللہ ثابت ہی اور وجوب نص کا مدار یہے اسی پر ہے - لیکن چونکہ
وجوب نص کے دلائل ہی مین بہت غلطان و پیچان ہوے اور بہرا وقت وہ بہی
غلط سلط دلائل نقل کیے تو اب اگر اس اصل کے دلائل کو چھیڑا جاتا تو دلائل بہم پہونچنی تو
تو معلوم لیکن بحکم المبنی علی الفاسد فاسد - جسقدر دلائل ثبوت وجوب نص مین ذکر فرمائی
ہتی وہ بہی لغو اور لاطائل ہو جاتے اس وجہ سے اس دعوی پر آفرین ہی **قولہ** اگرچہ اسیقدر جواب
کافی تہا اور جو عبارت کہ ازالۃ الخفا کی نقل ہوئی ہین اونمین اس وجوب کا مدار ہی کیسقدر
لکہا ہی مگر ہم حضرت مجیب کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہین اور مدار ہی اس وجوب کا عرض کرتے
ہین چونکہ امامت کے لیے عصمت ضروری ہی چنانچہ ثبوت اسکا گذر چکا اور عصمت
سوائی اللہ جل شانہ کے کوئی نہین جانتا اسلیے ضرور ہی کہ امام منصوص من اللہ و الرسول
ہو - عبارت ازالۃ الخفا سے یہہ بات ثابت ہی گوشاہ صاحب نے لفظ عصمت صریح نہین لکہا
اور وہ بپاس خلافت خلفاء ثلثہ یہہ لفظ کیونکر لکہہ سکتے تہے - **اقول** کتب عقائد
شروح تجرید و شرح باب حادی عشر المسمی بالنافع یوم الحشر کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل
امامت کا یہی مدار اس اصل پر ہی کہ لطف علی اللہ واجب ہی اوسکی یہہ شرائط ہین خواہ بلاواسطہ
خواہ بالواسطہ اوسی اصل کیطرف راجع ہونگی - لیکن وجوب لطف کا نام نہین لیتے اسلیے
نہ اوسکی اصالت کا اقرار کرتے ہین اور نہ اوس سے انکار ہی فرماتے ہین اگر اقرار کرین
تو اوسکا ثبوت کہانسے لاوین اور انکار کرین تو یہہ ڈر ہی کہ کل کو خصم دست گریبان ہوگا
اسلیے آپنے وجوب نص کا مدار وجوب عصمت کو ٹہہرایا اور اصل سوال (کہ وجوب نص کا مدار
اس اصل پر کہ لطف علی اللہ واجب ہی یا نہین) کی جواب مین لا و نعم کچہہ نفرمایا یہہ مناظرہ مین

وارد گیر خصم سے بچنے کے ہتکھنڈی نہین تو کیا ہین - لیکن آپکا خصم بجز کب پیچھا چھوڑنے والا ہی
اور غیر وجوب لطف کو اچھا رہنے دیا اگر وجوب عصمت پر ہی کچھ ناز ہی تو ہمنی اوسکی دلائل
پر بھی مختصرا دہ کچھ جرح و قدح کی ہی جو آپ جانینگے اور حضرت شاہ صاحب صہ نے اگر عصمت کو
نہین لکھا تو بیاس خلافت خلفا نہین بلکہ بیاس کتاب سنت نہین لکھا کہ خلاف کتاب
وسنت کیونکر لکھہ سکتے تھی **قولہ** اور لطف علی اللہ کا جو ذکر کیا ہی اور اوسکا ثبوت
چاہا ہی اگرچہ یہہ اصل بھی اپنی محل پر ثابت کی گیی ہی مگر چونکہ یہہ بحث الہیات سے
متعلق ہی لہذا اوسکی ثبوت کی چنداں ضرورت نہین **اقول** جناب من صاحب
یون تو آپکا جو دل چاہی فرمائین نہ آپکو ثبوت الہیات کی ضرورت نہ ہو انکے صرف ایک
امامت ہی کافی ہی لیکن پہلے آپ اپنی خصم کے گذارش سننی اوسکے بعد فرمائیے کہ آپکو
وجوب لطف کے ثبوت کی ضرورت ہی یا نہین وہ یہہ گذارش خدمت والا کرتا ہی کہ وجوب
عصمت نص وغیرہ بلکہ تمام مبحث امامت کے لیے وجوب لطف علی اللہ اصل ہی یا نہین
اگر ہی اور فی الواقع آپکی نزدیک اوسکی اصالت مسلم ہی تو یہہ اصل فاسد ہی کیونکہ مستلزم
محال کی ہی تو وہ فرع جو اس اصل پر متفرع ہوگی وہ بھی فاسد و باطل ہوگے تو گویا آپکی خصم نے
اس صورت مین آپکے مسئلہ امامت کو معہ اوسکی لواحق کے سبد ربحث ہی مین باطل کر دیا چاہا
اور خجل کیا کہ ابطال دلائل مین زیادہ تر چشم استدلالات کی ضرورت نہ پڑی سو پھر جناب والا کا
یہہ فرمانا کہ چونکہ یہہ بحث الہیات سے متعلق ہی لہذا اوسکی ثبوت کی چنداں ضرورت نہین
آپ ہی انصاف سے فرمادین کہ بروی داب مناظرہ کے صحیح ہی یا غلط ہی اور آپکو
بحث امامت ہی مین اوسکی ثبوت و اثبات کے ضرورت ہی یا نہین - علاوہ ازین اس
بحث کے الہیات سے متعلق ہونے سے اگر یہہ غرض ہی کہ اسکا امامت سے کچھہ تعلق نہین
تو غلط ہی چنانچہ ابھی واضح ہو چکا ہی اور اگر نفی علاقہ کی امامت سے مقصود نہین تو پھر یہہ
ارشاد فرمانا کہ اوسکی ثبوت کی چنداں ضرورت نہین میدان مناظرہ سے جی گریز ہی - **بیت**

حرف مطلب کو میری سنکی بصد ناز کہا + ہم سمجھتے نہین بکتا ہی یہہ سودائی کیا + شاید لفظ چیدان سے بڑہا ہوگا کوئی جملہ ضرورت تو ہی لیکن بمقابلہ کشمکش شکنجہ انتظار کے کاملہ لیکن سمجھ گئی قال الفاضل المجیب قولہ۔ اور اختلاف نص کے صورت مین کسکو امام سمجھا جائیگا۔ اقول۔ اسکا مطلب سمجھ مین نہین آتا جبکہ نص کی شرط ہمنے ثابت کردی اختلاف نص کے کیا معنی اگر نص مین اختلاف ہی تو نص ہی کہان ثابت ہوئی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت میر صاحب واقعی اسکا مطلب جناب کے فہم شریف مین نہ آیا ہوگا کیونکہ باوجود اینہمہ ادعائے تبحر ایکو اپنی مذہب کی روایات و منصوص کی خبر نہین ہی لیجیے ہم ہی خدمت سامی مین گذارش کرتے ہین کہ حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ کی جو دو فرزند تہی ایک اسمعیل دوسرے حضرت موسی کاظم اونمین سے آپکے فرزند کلان اسمعیل تہی جنکو آپ حسب تصریح صاحب تذکرۃ الائمہ سب سے زیادہ محبوب رکھتے تہی اور بہت پیار کرتے تہے اور قدر و منزلت مین تمام اولاد سے زیادہ برگزیدہ و ممتاز سمجھتے تہی اول حضرت نے امامت کو اونکی نامزد فرمایا اور اونکی سے امامت کی نص فرمائی یہہ ہی وجہ ہوئی کہ ایک جم غفیر اسمعیل کی امامت کا قائل ہوا جو فرقہ اسمعیلیہ کے نام سے موسوم ہے بعد اوسکی حسب روایات حضرات شیعہ (دروغ بر گردن راوی) جب اسمعیل مصدر افعال ذمیمہ و حرکات قبیحہ کا ہوا تو حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ نے امامت کو بنام امام موسی کاظم کے منصوص فرمایا اور اپنی اصحاب کے جواب مین جو بابت اختلاف نص صادر ہوا اوسکا عذر فرمایا آپکے رئیس المتکلمین نے نقد المحصل مین اپنے پیشوایان دین سے نقل کیا ہی کہ حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ اسمعیل پسر خود را قائم مقام خویش فرمود و بر امامتش نص نمود چون امور ناشایستہ از صدور یافت امامت را بنام موسی کاظم قرار دادند و بجواب اصحاب عذر بدا آغاز نہادند۔ نقلا عن ازالۃ الغین اور اسکی تائید و تقویت کلینی کی روایت سے ہوتے ہے جسکو خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الغین مین نقل کیا ہی۔ بدا للہ فی امر بعد ابی جعفر ما لم یکن یعرف لہ کما بدا فی

اسمعیل کا باب امر مین حضرت کاظم کے نص قائم ہونا

بعد مضی اسمعیل[1] بلکہ روایت کلینی ہی اس اختلاف کے علاوہ دوسرا اختلاف ہے محمد اور ابے جعفر میں بھی معلوم ہوتا ہی پس ان روایات کو ملاحظہ فرمایئے اور اونکا مطلب سمجھیئے اور اور اختلاف نفس کو دیکھیئے بندہ کی گذارش بھی سمجھ میں آجائیگی بعد اسکی جواب کا فکر کیجئے اور اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آوے تو بندہ کا قصور نہیں ہے **قولہ** کیا بارگاہ خداوندی میں بھی مثل مخالف و نشاجر صحابہ اختلاف واقع ہوتا ہے **اقول** جناب کیا آپکو معلوم نہیں ہی حسب روایات حضرات شیعہ کے بارگاہ خداوندی میں (معاذ اللہ توبہ توبہ نقل کفر کفر نباشد) مثل تخالف و تشاجر صحابہ بلکہ مثل عوام اختلاف ہوتا ہی اور بمقتضا اون روایات کے جائز ہی کہ (نعوذ باللہ) خداوند تعالے شانہ عمّا یقول الظالمون علوا کبیرا دل خلاف مصلحت ناواقفیت سے کوئی ارادہ یا امر فرمادی اور بعد اسکی امر قرین مصلحت دیکھ ظاہر ہوا اور اسکا حکم فرمادی اور اسکو نقطہ بدا سے تعبیر فرماتے ہیں چنانچہ روایات سابقہ میں پہلی ناواقفیت سے اسمعیل کے نام خلاف مصلحت امامت کی نص ہوئی اور جب اوس سے اعمال شائستہ سرزد ہوئی اور معلوم ہوا کہ پہلی نص جو اوسکی نام تھی خلاف مصلحت تھی تو پھر دوسری دفعہ حضرت امام موسی کاظم کے نام پر امامت کے نص فرمائی اور عذر کردیا گیا کہ پہلی نص میں خدا تعالے کو (معاذ اللہ) بدا رو واقع ہو گیا تھا۔ علی ہذا القیاس اور بہت روایتیں ہیں جو اس مدعا کو ثابت کرتی ہیں تفسیر صافی سورہ رعد تحت قولہ تعالے یمحو اللہ ما یشاء[2] روایت مذکور ہی و العیاشی عن الباقر انہ قال کان علی بن الحسین یقول لو لا آیۃ فی کتاب اللہ لحدثتکم بما یکون الی یوم القیمۃ فقلت لہ ایۃ آیۃ قال قول اللہ یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب اس روایت سے صاف ظاہر ہی

---

[1] ابو جعفر کے بھی ابو محمد میں اللہ کو بداو اسکی یہی نہیں ہی پایا جاتا تھا واقع ہو گیا جب اسمعیل کے گذرنے کے بعد ابو موسی امین ہوئے ۔۱۲ [2] مفسر عیاشی نے امام باقر سے روایت کی ہی کہا امام زین العابدین فرمایا کرتے تھے اگر کتاب اللہ میں ایک آیت نہ ہوتی تو میں تمکو قیامت تک ہونے والی باتوں کی خبر دیتا ۔ میں نے پوچھا کون سی آیت ہی فرمایا اللہ قول جسکا ترجمہ یہ ہے مٹاتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے اور اوسکی پاس ہے اصل کتاب ۱۲

کہ حضرت امام کو اگر حالات آئندہ کے بیان کرنے مین خوف تہا تو یہہ ہی تہا کہ شاید
بطور ہوا کے بدل سدل ہوجاوے اور ہم جہوٹے ہون اور نہین بیان فرماتے تہے تو اسی وجہ سے نہین
بیان فرماتے تہے اور علاوہ اسکی تفسیر صافی کے مواضع مختلفہ سے بدلالت النص ہوا ثابت ہے
اور نیز خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین جو اسکی نسبت بہت روایات
نقل فرمائے ہین اونمین سے تبرکاً چند روایات نقل کرتا ہون - ومما رواہ ایضاً صاحب الکافی
فی کتاب النکاح فی باب اللواطۃ فی الصحیح حدیث رواہ بالاسناد عن ابی جعفر و
ھذا موضع الحاجۃ منہ قال لھم لوط یا رسل ربی مما امرکم بہ قالوا امرنا ان ناخذھم
بالسحر قال فلی الیکم حاجۃ قالوا وما حاجتک قال آخذوھم الساعۃ فانی اخاف ان
یبدو فیھم لوطی ومما رواہ صاحب الکافی فی باب بداء خلق الانسان من کتاب
العقیقۃ ان اللہ یقول للملکین الخلاقین اکتبا علیہ قضائی وقدری ونافذ امری
واشترطا لی البداء فیما تکتبان اور تفسیر صافی مین ہے وعن الصادق انہ سئل عن قول اللہ
تعالی ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم قال کتبہا لھم ثم محاھا ثم کتبہا
لابنائھم قد خلوھا واللہ یمحو ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب - لیکن بقدر گذارش اور ہے
کہ اس بداء مذکورہ کو نسخ کہکر نہ ٹال دیجیگا بداء کو آپکے علماء محققین نے اسطرح بیان فرمایا ہے
یقال بدا لہ اذا ظہر لہ رای مخالف للرای الاول وظہر لہ من الامر ما لم یکن ظاہرا —

لہ اور نیز وہ جو صاحب کافی نے کتاب نکاح کے باب لواطہ مین ایک حدیث کو ضمن مین لوط اپنی اسناد کو ابوجعفر سے روایت
کیا ہے اونمین سے بقدر حاجت یہہ ہی فرشتونکو لوط نے کہا ای میری ربکے پیغام پہنچانیوالو تمکو میرے پروردگار نے کیا حکم کیا ہے اونہون نے کہا
کہ ہمکو حکم کیا ہے کہ ہم اونکو وقت سحر پکڑ لین کہا تو مجکو تمہسے کچہ حاجت ہے اونہون نے پوچہا کیا حاجت ہے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ ہمارے
گہر مین اونمین میرے پروردگار کو بدا ہوجاوے اور وہ ہے جو صاحب کافی نے کتاب عقیقہ کے باب بدو الخلق مین روایت کی ہے
اللہ تعالے پیدا کرنے والی دونو فرشتونکو فرماتا ہے اسپر میرے قضا اور میری قضی اور میرا حکم جاری لکہو اور میرے لیے بدا کی شرط
بوجہ لکہو اسمین کریجو — امام صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اونسے کسینے اس آیت سے پوچہا
ادخلوا الارض المقدسۃ التی کتب اللہ لکم - فرمایا اونکی لیے اوسکو لکہا تہا پہر مٹا دیا پہر اونکی اولاد کے لیے لکہا اور وہ داخل ہوئے
اللہ یمحو ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ۱۲ -

اور بدا میں نادانستگی اور خلاف مصلحت ہوتی ہے بخلاف نسخ کے کہ نسخ میں بیان اتمام ہوتا ہے
وبس غرضکہ بداو نسخ ہر دو متغائر و متباین ہیں نہیں اتحاد نہیں **قولہ** اسکو مفصل تحریر فرما کر سمجھائیں
تاکہ جواب گذارش ہو **اقول** ہمنے مفصل گذارش کر کے بخوبی سمجھا دیا جسکا جواب عنایت
ہو۔ **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ اور زمان فترت میں کیا حکم ہوگا۔ اقول
وہی جو زمان فترت نبوت میں ہوتا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**
یہہ جواب محل بحث و تامل ہے کیونکہ فترۃ الرسل کے معنی جب بتصریح صاحب تفسیر صافی
فتور الارسال اور انقطاع الوحی کے ہیں جس سے مراد وہ زمانہ ہے جسمیں رسالت بند ہو جاوے
اور وحی منقطع ہو جاوے تو ہماری فاضل نے جو فترۃ امت کو فترۃ رسالت پر قیاس کیا وہ قیاس
قیاس مع الفارق اور غلط ہے کیونکہ شرائع سابقہ کے نسبت خداوند تعالے شانہ کیطرف سے
حفظ اور بقا کا وعدہ نہیں تھا یہہ ہی وجہ ہوئی ہے کہ لوگ اوسمیں کی متغیر کر دیتے تھے
اور کتاب اللہ کو تحریف کر ڈالتے تھے جب اوسکی جگہ کوئی نبی مبعوث ہوتا تھا تو اوسکی تجدید
کرتا تھا اور جو کچھ اوسمیں خرابیاں ہوتی تھی رفع فرماتا تھا کوئی مستقل شریعت جداگانہ دیکر
بھیجا جاتا تھا جب ہماری نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم الی کافۃ العرب والعجم مبعوث
ہوئی اور خداوند تعالے شانہ نے کتاب نازل فرما کر دین کی تمیم فرمائی اور اوسکی حفظ و صیانت
کا وعدہ فرمایا اور تمام ادیان پر دین اسلام کی غلبہ کا مژدہ سنایا تو اس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ اس شریعت میں تغیر واقع نہ ہوگا اور اوسکی کتاب محرف نہ ہوگی تو اگر ایسی شریعت میں
فترۃ ماننا واقع ہے جسکا واقع ہونا کچھ ضرر رسان نہیں ہے تو اوسکو ایسی شرائع کی فترت رسالت پر قیاس
کرنا جو سند رس ہو چکی ہو اور نہ اوسکی کتاب باقی ہو اور نہ اوسکی احکام اپنی حال پر ثابت
ہے ہوں سخت بدیہی غلطی ہے قطع نظر اس سے فترۃ کا واقع ہونا ہی خود وجوب
لطف کے خلاف ہے گویا اگر نبی مبعوث نفرماوے یا ائمہ منصوص نفرماوے تو معاذ اللہ
اوسکی نزدیک خدا تعالے خود تارک واجب الاہتمام ہوگا تعالے شانہ عما یصفون اور ظاہر ہے

کر قضیہ موجبہ مین وجود موضوع کی ضرورت ہی نو اگر چہ حضرات شیعہ خلاف کتاب اللہ
وشواہد حسیہ محض ایک خبر واحد کی وجہ سی جو خود ہی جناب امیر سی روایت کرتے ہین
لایخلو الارض من قائم للہ بحجۃ اما ظاہر مشہور واما خائف مغمور زمان فترت کو سمجھ
مین لیکن ہماری فاضل مجیب نے انصاف نہ کیا اور فترت کو قبول نہ کیا قیاس یہ ہے کہ تعصبی کہائی سو خیر ہم اسکو بھی غنیمت
سمجھتے ہین - قال الفاضل المجیب - فولادۃ محقق امامت نزع وخلع جائز ہی
یا نہین - اقول - اس سوال ہی پر ہی تعجب ہی جب ہم ثابت کچکی کہ امامت کا کام ہی امام
بنانا نہین ہے بلکہ منصوص من اللہ ومن الرسول ہونا چاہیی تو محقق امامت نزع
خلع کے کیا معنی معقول العجب من الفاضل المجیب ولا الغنی بے شک
اس سوال ہی جناب کو تعجب ہوگا لیکن ہمارے تعجب ہی ہوگا کہ اپنی خلیفہ دوم جناب
امیر رضی اللہ عنہ کا قصہ مصالحت مخفی ظاہر مشہور نہ ہوگا اور عنقریب ہم
خود منصوصیت امام ثابت کرائی نہین تو اسی مصالحت مین اس سوال کی زیادہ تحقیق ہوگا
لیکن جناب نے وہی قصہ مصالحت کو دیکھین اور مصالحت نامہ کو تاریخ کی کتابون مین پڑھین
تو ہمیشہ کیلیے جو سوال ہی بنیاد ہی رفع ہوجائیگا اگر چہ دوسری حیرت لاحق حال
ہوجائیگی اول مصالحت نامہ کی نقل کرتا ہون جسی میرے خیال مین علماء مورخین خبیر زمی جنکا تشیع
انکی تاریخ سے ثابت ہی اپنی تاریخ حبیب السیر جلد دوم صفحہ ۱۳ پر مصالحت
نامہ کا یہ الفاظ لکھا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن
ابیطالب ومعویہ بن ابی سفیان صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین
علی ان یعمل فیہم بکتاب اللہ تعالی وسنۃ رسولہ وسیرۃ الخلفاء الصالحین ولیس لمعویہ

سلہ اللہ کی جگہ اس حاشیہ مین ہوگا ہر جگہ [illegible] ۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ وہ ہر جسپر حسن بن علی بن ابیطالب نے معویہ بن ابی سفیان سے مصالحت کی اسکی ولایت امر مسلمانون کی اس شرط پر کہ
کہ انہین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرت خلفاء صالحین پر عمل کری اور امیر معویہ ۱۲

بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعده عهدا بل یکون الامر من بعده شوری بین المسلمین وعلی ان الناس امنون حیث کانوا من ارض الله فی شامهم وعراقهم وحجازهم ویمنهم وعلی ان اصحاب علی وشیعته امنون علی انفسهم واموالهم ونسائهم واولادهم وعلی معویة بن ابی سفیان بذلک عهد الله ومیثاقه وما اخذ الله علی احد من خلقه بالوفاء بما اعطی الله من نفسه و وعلی ان لا یبغی للحسن بن علی بن ابیطالب ولا لاخیه الحسین ولا لاحد من اهل بیت رسول الله صلی الله علیه وسلم غائلة سرا ولا جهرا ولا یخیف احدا منهم فی الافاق شهد علیه بذلک وکفی بالله شهیدا فلان وفلان والسلام اس صلح نامہ کی کلمات کو غور و تامل سے ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت امام نے امیر معویہ کو کیا چیز تسلیم فرمائی وہ تو ولایت امر مسلمین ہے جو معبر بامامت ہی یا کوئی اور چیز ہے اگر ولایت امر مسلمین کے سپرد فرمائی ہے تو پھر آپ ہی فرمائیے کہ امامت کو اپنی ہی خلع کیا یا نہیں کیا اب فرمائیے آپکی وہ نص کہاں گئی جسکو آپ ثابت فرما کر آئی تھی ۔ اور علاوہ اسکی وہ جملہ علی ان یعمل فیہم بکتاب اللہ وسنت رسولہ وسیرۃ الخلفاء الصالحین اور یہ کہ یکون الامر من بعدہ شوری بین المسلمین مذہب تشیع پر کیسی کچھ خرابی و آفت وہ ظاہر ہی ہین اور جرح تشیع کی نکالتے ہین چونکہ مقصود اختصار ہی اسلیے اشارہ کیسی دیتی ہین اہل فہم

لہ بن ابی سفیان کو اختیار نہین کہ اپنی بعد کسیکو اپنا ولی عہد بنادی بلکہ اوسکی بعد امر مسلمانون میں شورہ کی ہوگا اور اسپر لوگ اللہ کے شہر ہین جسجگہ ہونگی خواہ شام مین ہو عراق مین ہو حجاز مین اور یمن مین امون ہونگی اور اسپر علی کے اصحاب اور اوسکی شیعہ اپنی جانون اور مالون اور عورتون اور بچون پر امون ہونگی ۔ اور اس معاملہ مین معویہ بن ابی سفیان پر خدا کا عہد اور میثاق ہوا اور جو کچھ اللہ نے عہد لیا ہے کسی سی اپنی مخلوق سے وفا کرنے اوس عہد پر جو اوسنی اپنی طرف سے خدا کے ساتھ کیا ہے اور اس شرط پر کہ حسن بن علی بن ابی طالب کو اور نہ اوسکی بھائی حسین کو اور نہ اہلبیت سے کسیکو کوئی فریب ہوگا نہ پوشیدہ اور نہ ظاہر اور نہ کوئی اونمین سے کسی پر ظلم کریگا اسپر فلان فلان گواہ ہوئے اور اللہ گواہ کافی ہے ۔ الخ

دو کا سمجھ لیں - ہاں یہاں اسقدر باقی رہگیا کہ حضرت امام نے خلافت و امامت حضرت
امیر معویہ کو تسلیم تو فرمادی - لیکن بیعت بھی فرمائی یا نہیں فرمائی سو اسکو ہم جیسا اوپر ہی
ہیں دیکھتے ہیں - اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام نے بیعت بھی فرمائی بکذا اعتبارتہ
چون امام ہمام اہل اسلام بقبضہ اقتدار حکام شام در آمد روزی عمرو بن العاص معویہ را
گفت کہ حسن را بگو کہ خطبہ خواند و مردم را از استعفای خویش و خلافت تو آگاہ گرداند چنان
نمود کہ حسن رضی اللہ عنہ از ادای خطبہ عاجز خواہد آمد و خلائق را معلوم خواہد شد کہ اورا
قابلیت این امر نبودہ معویہ نخست از قبول این سخن ابا نمودہ بالآخر بنا بر الحاح عمرو آن
امر را از امام حسن التماس نمود آنحضرت ملتمس او را بپذیرفت و در مجمعی کہ جمہور اعیان عراق
و شام حاضر بودند بر منبر صعود فرمود و فرمود کہ ایہا الناس بہترین مرکب تقوی ست
و بدترین حمق فجور ست و بدرستی کہ اگر شما طلب نمائید از جابلقا و جابلسا مردی را کہ جد او محمد
باشد نیابید کسی غیر از من و برادر من حسن را سید دانید کہ خدا تعالے شما را ہدایت داد بجد من و بخبات نگشید
از غوایت و شما را عزیز گردانید بعد از مذلت و بسیار ساخت بعد از قلت و بدرستیکہ معویہ
با من نزاع کرد در امری کہ حق من بود پس من برای قطع فتنہ و صلاح امت این مہم را
بوی باز گذاشتم و ترک محاربہ گفتہ ریختن خون اہل شام را نخواستم و بر آنچہ شما ملامت
کنید مرا کہ این امر را بغیر اہل آن دادم و این حق را در غیر موضعش نہادم لم اقصد من اصلاح
امت بود و ان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین چون سخن بدینجا رسید معویہ
بی طاقت شدہ گفت بس ست ای ابو محمد فرود آئی و بر دانیکہ در کشف غمہ مرقوم گشتہ
در خطبہ مذکورہ مسطور ست کہ قد بایعتہ و رأیت ان حقن الدماء خیر من سفکہا و لم
ارد بذلک الا اصلاحکم و بقائکم و ان ادری لعلہ فتنۃ لکم و متاع الی حین

لہ تحقیق یعنی اس سے بیعت کر لی ہے اور بہتری رائی میں یہ آیا کہ خون بہنے سے اونکی حفاظت بہتر ہے اور میرا ارادہ اس سے
بجز بہتری تمہاری اور بقاء کے اور کچھ نہیں ہے اور میں نہیں جانتا یہ شاید تمہاری بھی فتنہ اور ایک وقت تک نفع اوٹھانا ہو - ۱۲

واز ین عبارت چنان مستفاد میشود کہ امام حسن با معویہ بیعت نمودہ واز کتب اہل سنت نیز انیمعنی فہم میشود اما باتفاق علماء امامیہ امام حسن علیہ السلام دست بیعت بمعاویہ نداد والعلم عند اللہ اللہم الرشا ۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ جناب امام رضا نے امیر معویہ کے ساتھہ بیعت بہی فرمائی اور جب کشف الغمہ کی روایت مین بیعت کا واقع ہونا منص صریح موجود ہی اور امام قد بایعتہ فرماتے ہین تو پہر یہہ کہنا کہ علماء امامیہ کا اتفاق ہی جناب امام نے امیر معویہ کے ہاتھہ پر بیعت نہین کی سراسر ہیچ اور لغو ہی **قولہ** یہہ بعینہ ایسا سوال ہی کہ کوئی کہی کہ بعد تحقق ثبوت نزع خلع جایز ہی یا نہین جو جواب اسکا حضرت مجیب دین وہی ہماری طرف سے قبول فرماوین **اقول** یہہ بعینہ ایسا سوال جب ہو کہ جب کسی نبی نے خلعت نبوت کسی کافر و فاسق کو بخشا ہو اور کسی کافر کے ہاتھہ پر بیعت کی ہو اور اوسکا ربقہ اطاعت اپنی گردن مین ڈالا ہو اور اگر ایسا نہین ہوا تو یہہ سوال ہی بعینہ ایسا سوال نہین ہو سکتا لیکن اگر ہماری مجیب لبیب کے نزدیک کسی نبی سے بہی ایسا واقع ہوا ہو جیسا کہ انکی امام اول نے غیر سے ہوا تو اوسکی جوابدہ وہی ہین نہ ہم بخلاف ہمارے ائمہ کے کہ اول حضرات شیعہ کی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مین خلع کیا اور ہر سہ خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھہ پر بیعت فرمائی اور یہہ بیعت کرنا کسیطرح ہو علی الظاہر جسپر دارمدار جملہ امور ہی اپنی ہی امامت کا خلع اور دوسرون کی امامت کی تسلیم ہی اگرچہ یہہ خلع قبل از وقوع بیعت اہل حل و عقد ہوا لیکن آپکی نزدیک بیعت کی وقوع اور عدم وقوع کو انعقاد خلافت مین کچہہ دخل نہین ہی بعد اوسکی حضرت امام ثانی رضہ نے بیعت اہل حل و عقد کے بعد اور باعتبار ظاہر استقرار خلافت کی بعد امیر معویہ کے ساتھہ اس طور مصالحت کی کہ ولایت امور خلائق کے جو خدا اور رسول سے آپکو مفوض و مفوض الیہ ہی اپنی سے جدا کی اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم فرمائی اور خدا تعالے کو اوسپر گواہ کیا اور اوسکی ہاتھہ پر بیعت کر لی پس جب ائمہ مین نزع

اور خلع کا وجود پایا جاتا ہی اور انبیا مین کہین نہین پایا گیا تو پہر اس قسم کے جواب
دینا اپنی لیاقت اور مادہ قابلیت کو ظاہر کرنا ہے اور دار و گیر ابحاث سے جان
چھوڑانا جیسا کہ اس بحث مین جو کچھہ جواب بعد اختتام شرائط ارشاد ہوئی ہین سب کے
کیفیت ایسی ہی کہ ہر شخص سمجھہ سکتا ہی کہ ہماری فاضل مجیب کو ان جوابات مین راہ
فرار تنگ نظر آرہا ہی اور رہائی مدنظر ہے وبس دلالت سین مناص **قال الفاضل**
المجیب قولہ اور در صورت تخطیہ احد ہما آلا خر کسکو جواب پر سمجھا جائیگا اور کسکو
خطا پر۔ اقول۔ یہہ سوال بھی حیرت انگیز ہی جبکہ عصمت ثابت ہوجائے اور دو یا زیادہ اشخاص
معصوم ثابت ہون انکی آپسین تخطیہ کی کیا معنی عصمت اور خطا یعنی چہ ہرگز آپسین تخطیہ
ممکن نہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** تاہم آپکو بیدا سوال
حیرت انگیز معلوم ہوتا ہوگا کیونکہ اول آپنے خلاف عقل و نقل ائمہ کی عصمت تسلیم کرلی
بعد اوسکے آپکو اوس تخطیہ کی خبر نہوئی جو ایک امام نے دوسری امام کی نسبت فرمایا اور آپکی
کتب معتبرہ مین موجود ہی پس آپکو یہہ سوال حیرت انگیز نہ معلوم ہو تو تعجب ہی جبکہ آپکو یہ پہنچہ
ادعای تبحر و وقوع تخطیہ کے اطلاع نہین ہے لہذا ہم ہی گذارش کرتے ہین کہ صاحب
کشف الغمہ وغیرہ امامیہ نے نقل کیا ہی کہ جب امر صلح کی خبر جو فیما بین حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ اور امیر معویہ رضی اللہ عنہ واقع ہوئی تہی امام حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو
آپنے یہہ خبر سنکر یہہ کلمہ مذکور زبان مبارک سے نکالا اور فرمایا لوجز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی
اب عاقل اس عبارت کے مضمون پر تامل فرماہو اور سوچے کہ یہہ عبارت کسقدر جہت شناعت و قباحت فعل امام حسن رضی اللہ
عنہ پر دلالت کرتی ہی لفظ جز انف کے معنی خواہ حقیقی لیجائین یا مجازی ہر طور اس پر
دلالت کرتی ہین کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا یہہ فعل جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک
اس درجہ قبیح و شنیع تہا کہ جز انف کو اوس سے زیادہ بہتر اور پسندیدہ سمجھتے ہین اور امام حسن
رضی اللہ عنہ اوس ہی فعل کو اصلاح سے تعبیر فرماتے ہین تو ظاہر ہی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا

اوسکو قبیح سمجھنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا تخطیہ صریح ہی پس ہم پوچھتے ہین کہ عصمت اور خطا
یعنی چہ - علاوہ ازین اوائل رسالہ ہذا مین گذر چکا ہی کہ ایک دفعہ امام حسین رضی اللہ عنہ بیت المال
کی عسل سی ایک ضعیف کے لیی بقدر ایک رطل کے عسل لیا تہا اوسپر جناب امیر رضی نے اسقدر
غیظ و غضب فرمایا کہ مارنے کا قصد کیا اور عذر استحقاق بیت المال کا پذیرا نفرمایا بلکہ تصرف
قبل القسمت کو ناجایز فرمایا اور حضرت امام نے جسقدر عسل بیت المال سی لیا تہا فی الفور
جناب امیر رضی نے قسم اول بازار سی خرید کر کے اوسیقدر اوسمین داخل فرمایا اور ظاہر ہی کہ یہہ
تخطیہ ہی پس اب فرمائیی کہ عصمت اور خطا یعنی چہ - لیجیی آپ امکان تخطیہ کے بہی منکر
ہتی ہمنی آپکو اوسکا وقوع ثابت کردیا - اور نیز شروع اس رسالہ مین ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا کا جناب امیر رضی اللہ عنہ کی نسبت تخطیہ کرنا اور کلمات مستہجن مثل جنین پردہ
نشین محرم شدہ الخ فرمانا بیان کرآئی ہین آپکو یاد ہوگا اب مجکو نظر آتا ہی کہ آپ حصا انجاث
مین محصور ہوکر مجادلہ من قصہ حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کو سمجھینگی اور الزاما اوسکو
پیش فرمائینگی لیکن اتنا خیال رہی کہ اول اوسکا تخطیہ ہونا باطل ہی علاوہ اسکا ایسی خطا ہونا
جس سی انبیا معصوم مین غیر مسلم ہے اور بفرض محال اگر انبیا مین تخطیہ واقع ہو بہی تو چونکہ
انبیا باتفاق فریقین معصوم ہین اور اونکی عصمت دلائل قطعیہ سی ثابت ہی تو ایسی اونکی
تاویل ضرور ہوگی بخلاف ائمہ کی کہ اونکی عصمت مسلم اور نہ اوسپر کوئی دلیل مثبت قائم ہی
تو اوسکو انبیا کی تخطیہ پر قیاس کرنا کیونکر صحیح ہوگا **قول** اگر ہم حسب مذاق حضرت
مجیب عرض کرتے ہین کہ بفرض محال اگر یہہ امر ثابت بہی ہو تو اسی طرح سمجھا جائیگا جسطرح
انبیا ایک دوسری کا تخطیہ فرماوین جو جواب حضرت مجیب زبان دینگی وہی یہان بہی
تصور فرماوین - **اقول** ہماری فاضل مجیب کو فرض محال کے تکلیف اوٹہانی کی کچہہ
ضرورت نہین ہمنی آپکی ہی روایات سی وقوع تخطیہ ثابت کردیا اب فرمائین کہ انبیا مین
کونسا تخطیہ واقع ہوا ہے جو اس تخطیہ کے برابر ہو جسکو مشترک الجواب تصور فرما رکہا ہی

علاوہ ازین اسکا دارومدار ثبوت عصمت ائمہ پر ہی اور اوسکو ہم سابق مین باطل کر آئی ہین تو پس یہہ محض بنا فاسد علی الفاسد ہوگی - قطع نظر اس سے اگر اسکو تامل سے دیکھا جاے تو یہہ مشترک الالزام ہی نہین ہوسکتا کیونکہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوا ہی وہ اسطرح ہی کہ امام بالفعل نے امام بالقوہ کا تخطیہ فرمایا ہی اور اگر یہہ ہی صورت تخطیہ کے انبیا مین فرض کیجاوی تو چونکہ عصمت انبیا قبل البعثۃ علی الخصوص صغایر سے مختلف فیہ مین اہل سنت سے ایسی کہا جاسکتا ہی کہ نبی بالفعل کا تخطیہ کرنا نبی بالقوہ کی نسبت صحیح ہے - اور جب آپکی حکم کے موجب ہمنے اس جواب کو آپکی طرف سے ائمہ مین ہی تصور فرمایا تو یہہ ثابت ہوا کہ جو تخطیہ ائمہ مین واقع ہوگا اوسمین امام بالفعل صواب پر ہوگا اور امام بالقوہ خطا پر تو عسل کے قصہ مین جناب امیر رضی اللہ عنہ صواب پر تھے اور معاملہ صلح مین جناب امام حسن رضی اللہ عنہ صواب پر تھے - یہ بطلان عصمت کو بیان تو خود تسلیم فرمالیا **قال الفاضل المجیب** - قولہ اور نیز عصمت کا تحقق جمیع عمر مین ہی یا بعض مین - اقول - مذہب اہل حق یہہ ہی کہ از مہد تا لحد عصمت متحقق ہی **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** چونکہ عصمت کی نسبت سابق مین بہت کچھہ بحث ہوچکی ہی جو کافی ہی ایسی اوسکی اعادہ کی ضرورت نہین یہان فقط اسقدر گذارش ہی کہ قطع نظر اس سے کہ ابتدا و غایۃ از مہد صحیح ہی یا نہین کیونکہ شاید آپکو معلوم نہین ہوگا کہ اسمین بھی باہم اختلاف ہی ایسی اسکو مذہب اہل حق فرماتے ہین - بحث انبیا عصمت مین جسقدر دلائل ذکر فرمائی ہین اونمین سے کوئی دلیل بھی عصمت از مہد پر دلالت نہین کرتی کاش اثبات کے وقت بھی یہہ ہی دعوی ملحوظ خاطر سامی ہوتا **قال الفاضل المجیب** قولہ - جب جناب مخاطب اپنی شرائط کو دلائل کے ساتھہ بیان فرمینگے تو اوسپر رد و قدح اوسطرح ہوگی - اقول - ہمنی آپکے ہی کتب سے یہہ شرائط مدلل بیان کردیں اگر آپ رد و قدح اپنی علما کی کلام و صحابہ کی اقوال پر کرسکتی ہین تو بسم اللہ کیجیے ہمارا ہر طرح فایدہ ہی - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** - سبحان اللہ یہہ ہمارے فاضل مجیب کے

فہم و دانش اور مناظرہ دانی ہے کہ اپنی استدلالات کی ابطال کو کلام علما و اقوال صحابہ پر رد و قدح سمجھتے ہین۔ کیون حضرت اگر آپنے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ارشادات ائمہ یا اقوال صحابہ یا تحقیقات علما سے غلط استدلال کیا اور اپنی فاسد مدعا پر استشہاد کے طور پر خطاً پیش کیا اور آپکے خصم نے آپکو آپکی غلطی پر متنبہ کیا اور آپکو جتلایا کہ آپکا استدلال ان دلائل سے غلط ہی اور انکو آپکے ثبوت مدعا سے کچھ مساس نہین اور انسے دلائل سے ثابت کردیا تو کیا اس صورت مین آپ یہہی فرمائینگے کہ آپکے خصم نے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عترت پر رد و قدح کیے اور آپ ایسی دھمکی سے ڈرا کر اپنی استدلالات کی ابطال رد و قدح سے باز رکھینگے۔ قطع نظر اس سے کہ ایسی غلط اور واہی باتین آپکی ثبوت فضل و کمال مین مضر و قادح ہین آپکے خصم کو ہرگز رد و قدح سے باز رکھنے والے نہین اور نہ آپکا خصم آپکی ایسی باتونپر کان رکھیگا۔ پس آپکا اسطرح کرنا کچھ فائدہ نہین بلکہ نقصان ہی۔ چنانچہ جب ہماری رد و قدح سے آپکو ضرر سیاہ نظر آئیگا تو معلوم ہوگا کہ آپنے کس قدر ضرر رسان ہی **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ۔ سر دست جناب نے دعوی کیا کہ یہہ مدعا بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی اور کوئی دلیل ذکر نہین فرمائی تو دعوی بلا دلیل کے واسطے تو خصم لانسلم ہی جواب ہی بلکہ لانسلم کے بھی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہی ان مدلل جواب کے واسطے آیندہ اپنی دلائل کے ساتھہ منتظر رہین ۔ اقول ۔ اگرچہ اسکی جواب مین ہی کچھہ گذارش ہوتا اور کسیقدر شروع مین عرض کیا گیا ہی مگر چونکہ کوئی مطلب کی بات نہین اسلیے صرف اسیقدر گذارش ہی کہ ہمنے آپکے ارشاد کی تعمیل کردی اب ہم حسب وعدہ منتظر ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ** ہم بھی اسجگہ صرف اسیقدر گذارش کافی سمجھتے ہین کہ ہمنی اپنا وعدہ وفا کیا اور آپکے استدلالات کا مدلل جواب آپکے دلائل کے ساتھہ گذارش کرکے آپکا انتظار رفع کردیا اب ہم حسب وعدہ انصاف کے منتظر ہین۔ **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ۔ معہذا اجمالاً و مختصراً اسقدر گذارش ہی کہ جن شروط کی نسبت

دعوی فرمایا ہی کہ دلائل عقلیہ ونقلیہ سی ثابت ہین ازکی کذب خود کلام امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ ہی جسکو شریف رضی نے نہج البلاغۃ مین ذکر کیا ہی وانما الشوری للمہاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضے ملخصاً بقدر الحاجۃ۔ اقول الحمد اللہ کہ شرائط ثلثہ اون دلائل عقلیہ ونقلیہ سی جو آپکی ہی علمانے اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین ثابت کی گیی سیقول العبد الفقیر الی مولاہ بحول اللہ وقوتہ شرائط ثلثہ کی ثبوت کو اون دلائل عقلیہ ونقلیہ سی جو ہماری علمانے اپنی کتب معتبرہ دینیہ مین لکھی ہین بالکل زیر وزبر کا اہبار ثلثہ کر آئی ہین اوس سی بخوبی یہہ بات ثابت ہوتی ہی کہ شرائط خلاف عقل ونقل تسلیم کر رکھی ہین نہ اونکی عقل ساعد ہی اور نہ نقل موید ہے **قولہ** آپنے جو یہہ تقلید اپنی خاتم المحدثین کے کہ وہ حضرت اپنی خوش فہمی سے اس قول جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو مکذب ان شرائط کا سمجھتے ہین یہہ قول نقل کیا ہی اسکا بھی جواب سنیئے **اقول** شاید ہماری مجیب لبیب کچھہ ملہم یا محدث ہونے کی بھی مدعی ہین۔ اگرچہ خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید ہمارا فخر ہی لیکن معلوم نہین اسجگہ ہماری مجیب کس دلیل سی تقلید سمجھی آپکی عادت ہوگیی ہے کہ ہرگاہ کسینی کوئی دلیل پیش کی خیال کر لیا کہ تحفہ سی نقل کی ہوگی کو آپکی کتابین بدقت میسر آتی ہین لیکن خداوند تعالے کی فضل سے بعض کتابین اس عاجز کو میسر آگیی ہین منجملہ اونکی نہج البلاغۃ اور اوسکی شروح ہین پس ہمنے جو کچھہ عرض کیا تہا تحفہ سی نقل نہین کیا تہا بلکہ نہج البلاغۃ سی ملخصاً عرض کیا تہا باقی رہا خوش فہمی سو اس بحث مین انشاء اللہ تعالے بخوبی واضح ہو جائیگی کہ آپکی اون اکابر کی خوش فہمی ہے جنہون نے اس کلام کو دلیل الزامی قرار دیا ہے یا خاتم المحدثین کی خوش فہمی ہے کہ اونہون نے اسکو دلیل تحقیقی ٹہہرایا ہے **قولہ** اول ہم اس روایت کو جسکی تلخیص آپنے فرمائی ہی تحفہ سے نقل کرتے ہین آپکی خاتم المحدثین

تحفہ مین یہہ تحریر فرماتے ہین - منہا ما اورده الرضی فی نہج البلاغة عن امیر المؤمنین
فی کتاب کتبه الی معاویة وهو اما بعد فان بیعتی یا معاویة لزمتك
وانت بالشام فانه بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر وعمر وعثمان علی
ما بایعوهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما
الشوری للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموه اماما کان ذلك لله
رضی فان خرج منهم خارج بطعن او بدعة ردوه الی ما خرج منه فان ابی قاتلوه علی
اتباعه غیر سبیل المؤمنین وولاه الله ما تولی واصلاه جهنم وساءت مصیرا - انتہی
اب اسکا جواب سنیی یہہ امر بخوبی ثابت ہی کہ جناب امیر علیہ السلام نے خلیفہ اول کے بیعت
بطور انعقاد خلافت نہین کی بلکہ اوسکی برہم کرنے کی تدبیرین فرماتے رہی چنانچہ ازالۃ الخفا
کی عبارت جو مقصد احراق بیت جناب سیدہ علیہا السلام مین نقل ہوئی ہی اسپر شاہد ہی
اور بعد مین جو بیعت فرمائی وہ بھی بخوشی نہین کی چنانچہ بروایت بخاری بلکہ صحیحین تا شش ماہ
وفات جناب سیدہ بیعت نہین کی اور اس روایت مین یہہ الفاظ ہین وکان یقول
من الناس وجه حیات فاطمة فلما توفیت استنکر علی وجوه الناس فالتمس
مصالحة ابی بکر ومبایعته پس اگر اس خط سے جو جناب امیر نے معاویہ کیطرف تحریر فرمایا ہی
خلیفہ اول کے صحت خلافت ثابت ہو اور جناب امیر علیہ السلام اسکی معتقد ہون تو لازم آئی
کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام خلیفہ برحق و امام مطلق سے تا شش ماہ منحرف رہی
ہون اور ایسی برحق خلیفہ کے خلافت و امامت برہم کرنے کی سعی مشورہ کرتے رہی ہون
حالانکہ کتاب اللہ مین یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا أَطِیعُوا اللَّهَ وَأَطِیعُوا الرَّسُولَ وَأُولِی الْأَمْرِ
مِنْکُمْ وحدیث رسول اللہ مین مَنْ مَاتَ ولم یعرف امام زمانہ مات میتة جاہلیة
موجود ہی اور جناب امیر علیہ السلام کے شان اس سے ارفع ہی بلکہ اصل بات یہہ ہی کہ یہہ
خطبہ بطور الزام معاویہ کو تحریر فرمایا ہے - چونکہ معویہ خلفاء سابق کو برحق خلیفہ جانتا تھا

اور اونکا ہی حاکم کردہ تہا اسلیے جناب امیر نے اوسپر حجت ختم فرمائی چنانچہ اس خطبہ کے
یہہ الفاظ انہ ما یعنے القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علے ما بایعوھم اسپر صاف
دلالت کرتے ہین اگر یہہ امر تحقیقی ہوتا تو اسکی لکہنی کی کیا ضرورت تہی اور خصوصاً وہ
فقرہ جو آپکے خاتم المحدثین اپنی تجر علمی سے اصل سمجہہ گئی یعنی لزمتک وانت بالشام
الزامی تحریر پر دال ہے کیونکہ یہہ واب تحریر نہین ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے
خصم پر کوئی بات لازم کرین - **اقول** ہمنے مبرہنا اجمالی طور پر جناب امیر کا
دالنامہ جو بنام امیر شام تحریر فرمایا منحصراً بصراحۃ تکذیب شیعہ کے ایسی اور فی الحقیقت
اصل اصول و فروع مذہب شیعہ کی غرض سے گذارش خدمت کیا تہا بجواب اوسکے جناب نے
اوسکی تحقیقی ہونے سے تو انکار کیا اور الزامی ہونا اوسکا تسلیم فرمایا گویا اس امر کو تسلیم کرلیا
کہ اگر یہہ کلام جناب امیر رضی اللہ عنہ سے بطور تحقیق کے صادر ہوئی ہوتا تو شیعہ کے
تمام اصول و فروع مذہب شیعہ کے باطل اور کرماد اشتدت بہ الریح ہبا منثورا ہونگی ع
بس اک نگاہ پہ رہتا ہے فیصلہ دل کا - اب سمجہہ لازم ہے کہ اوس خط کی الزامی ہونیکا
بطلان اظہر من الشمس دابین من الامس کرکے دکہلادین اور ثابت کردین کہ یہہ خطبہ الزامی
طور پر تحریر نہین ہوا بلکہ واقعی و تحقیقی طور پر جناب نے تحریر فرمایا ہے - پس واضح ہو کہ جب ہم اس
خطبہ کے جملون میں اور اونکی مضامین میں غور و تامل کی نظر سے دیکہتے ہین تو تمام خطبہ مین اول
سے آخر تک کوئی حرف ایسا نہین پاتے ہین جو اوسکی الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہو اسلیے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اول تمام خط کی نقل شرح ابن میثم بحرانی سے کیجاوی اور بعد اوسکی اوسکی
جملونسے ثابت کیا جاوی کہ یہہ الزام نہین بلکہ تحقیق ہے اوس خطبہ کی شرح مین جسکا
شروع یہہ ہے - ومن کلام لہ علیہ السلام وقد اشار الیہ اصحابہ بالاستعداد لحرب
اہل الشام بعد ارسالہ الی معویۃ جریر بن عبد اللہ - شارح ابن میثم تحریر فرماتا ہے

ل یہہ آپکو اوس کلام مین سے ہی جبکہ آپکی اصحاب نے اہل شام کی لڑائی کی لیے مستعد ہونیکا مشورہ جریر بن عبد اللہ کو معویہ کی طرف بہیجنے کے بعد دیا

ثم کتب معہما مابعد فان بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم
الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی مابایعوہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یختار
ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمہاجرین والانصار اذا اجتمعوا علی رجل وسموہ
اماما کان ذلک للہ رضی فان خرج من امرہم خارج بطعن او رغبۃ رد وہ الی ما خرج
منہ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین وولاہ اللہ ما تولی ویصلیہ
جہنم وساءت مصیرا وان طلحۃ والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی فکان نقضہما کردتہما
فجاہدتہما علی ذلک حتی جاء الحق وظہر امر اللہ وہم کارہون فادخل فیما دخل
فیہ المسلمون فان احب الامور الی فیک العافیۃ الا ان تعرض للبلاء فان تعرضت
فاثبت واستعن باللہ علیک وقد اکثرت فی قتلۃ عثمان فادخل فیما دخل فیہ الناس
ثم حاکموا القوم احملک واباہم علی کتاب اللہ فاما تلک التی تریدہا فلست عنہ
الصبی عن الابن ولعمری وان نظرت بعقلک دون ہواک لتجدنی ابرء قریش من دم
عثمان ۔۔ واعلم انک من الطلقاء الذین لا تحل لہم الخلافۃ ولا یتعرض فیہم الشوری
وقد ارسلت جریر بن عبد اللہ وہو من اہل الایمان والہجرۃ فبایع ولا قوۃ الا باللہ

لہ پھر اسکی ساتھ لکھکر بھیجا بعد حمد وصلوات کے۔ میری بیعت مدینہ میں تجھ پر لازم ہوگئی ہے تو شام میں ہی ہے کیونکہ جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کی ہے انہوں نے میری بھی بیعت کی ہے تو نہ غائب کو کچھ اختیار ہے اور نہ غائب رد کر سکتا ہے شوریٰ صرف مہاجرین اور انصار کا ہے جب وہ کسی شخص پر مجتمع ہو جاویں اور امام بنا لیویں وہ اللہ کی نزدیک بھی پسندیدہ ہے پھر اگر کوئی نکلنے والا یا طعن یا رغبت کر کے نکلے اسکو اسی جگہ جہاں سے نکلا ہے لوٹا دیویں اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ اسنے مومنین کے رستہ کو چھوڑ کر دوسرا رستہ اختیار کیا ہے پھر اللہ اسکو وہیں پھیر دیگا جدہر وہ پھرا ہے اور داخل کریگا اسکو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ ہے اور طلحہ اور زبیر نے مجھ سے بیعت کی پھر بیعت توڑ دی تو پھر انکا بیعت توڑنا نہ انکا کفر ردت کی ہوا تو میں نے انسے پھر اسی جہاد کیا یہانتک کہ آخر ہمارا سچا وعدہ اور غالب ہوا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش ہی تو تو بھی داخل ہو جا جسمیں مسلمان داخل ہوئی ہیں کیونکہ مجھکو اسمیں بہتری ہے اور یہ جو تو چاہتا ہے کہ میں عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لوں سو اگر یہ تو بیکار کی دہی ہو سو اگر تو بلا کی دریے ہوگا تو میں تجھ سے لڑونگا اور تجھ پر خدا سے اعانت چاہونگا۔ اور تو نے عثمان کے قاتلوں میں بہت گفتگو کی ہے تو جسمیں لوگ داخل ہوئے ہیں تو بھی داخل ہو۔ پھر قوم سے میری طرف سے کہ کر میں تجھکو اور انکو کتاب اللہ پر لاتا ہوں مگر تو یہ جو تو چاہتا ہے تو میں کبھی کو دوسری ترجیح دیتا ہوں اور میری زندگانی کی قسم اگر تو اپنی ہوا سے خالی کر کے غور کریگا تو مجکو قریش میں عثمان کے خون سے سب سے بڑا بری پائیگا اور جان تو تو طلقاء میں سے ہے جنکی نہ خلافت کا زیبا حاصل ہو سکتا ہے اور نہ انکو کچھ مشورہ سے تعرض ہے اور میں تیری طرف جریر بن عبد اللہ کو بھیجتا ہوں جو اہل ایمان اور ہجرت سے ہے پس تو بیعت کر لے والا قوۃ الا باللہ ۱۲

عاقل منصف اول اس تمام خط کی عبارت کو اجمالی نظر سے دیکھی کوئی جملہ یا کوئی حرف وغیرہ
اس خط کے الزامی ہونے پر دلالت کرتا ہی ہرگز نہین تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہہ خط
الزامی نہین اور جو اسکی یہہ ہی کہ خبر فی الحقیقت حکایت ہوتے ہی اور اوسکا محکی عنہ یا تو
حال واقع ہوتا ہی یا اعتقاد متکلم بلکہ اعتقاد متکلم کا محکی عنہ ہونا بہی اسی وجہ سے معتبر ہی کہ متکلم
اپنی اعتقاد کو مطابق واقع کے سمجھتا ہی یہہ بہی وجہ ہی کہ صدق و کذب کا مدار جمہور کے
نزدیک مطابقت اور عدم مطابقت واقع پر نہین ہی پس جب کوئی متکلم کسی خبر کے ساتھہ متکلم کریگا تو سامع بمجرد سماع
خبر کے یہہ سمجھیگا کہ متکلم نے حال واقع یا اپنے اعتقاد کی حکایت کی اور اسقدر سمجھنے
مین کسی قرینہ حالیہ یا مقالیہ کا محتاج نہوگا اور ظاہر ہی کہ متبادر الی الفہم دلیل حقیقت کی ہی
لفظ موضوع کی اطلاق کے بعد جو معنی کہ بلا احتیاج قرینہ مساق الی الفہم ہونگی اوسکو حقیقی
سمجھا جائیگا اور جو معنی کہ کسی قرینہ سے سمجھے جاوین گے اور محتاج سمجھنے مین قرینہ کی طرف
ہونگی اوسکو حقیقت نہین کہا جائیگا بلکہ اوسکو مجاز کہینگے تو اب اگر اس خط کی مضمون
کو تحقیقی سمجھا جائیگا تو تمام عبارت اپنی معنی حقیقی پر محمول ہوگی اور بسبب متبادر الی الفہم
ہونے کے کسی قرینہ کی محتاج نہوگی اور سمجھا جائیگا کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ حال واقع کی
حکایت فرما رہے ہین - اور اگر اسکو الزامی سمجھا جاوے اور تصور کیا جاوے کہ حضرت بطور
الزام کے حکایت حال اعتقادی خصم کے فرما رہے ہین تو یہہ عبارت اپنی معنی حقیقی پر محمول
نہوگی اور بسبب عدم تبادر الی الفہم کے محتاج قرینہ کی طرف ہوگی اگر کوئی قرینہ پایا جاویگا
تو اپنی حقیقت سے مجاز ہوکر اس معنی پر محمول ہوگی ورنہ نہین - اب تفصیلی نظر سے اہل فہم
و انصاف ہر ایک جملہ کی مضمون کو بغور ملاحظہ فرماین اور دیکھین کہ اس کلام مین کوئی
قرینہ پایا جاتا ہی جس سے اسکا الزامی ہونا سمجھا جاتا ہی یا نہین اور واضح رہی کہ قرینہ خارجیہ جو
کلام کو معنی حقیقی پر محمول ہونے سے مانع ہووہ ہوتا ہی جو عام طور پر متبادر الی الفہم ہو
اور ہر شخص اوس سے سمجھ سکی کہ یہہ کلام مصروف عن الظاہر ہی اور اس فن مین ایسا قرینہ

مفقود ہی اور جسکی نسبت ادعا ہی وہ بلا دلیل ہی اور غیر مسلم اول جملہ لانہ بایعنی القوم الذین
بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوھم علیہ ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ جملہ حال
واقع کی حکایت ہی اور اپنی محکی عنہ کے مطابق ہی اور یہہ اخبار باعتبار واقع کے صحیح ہی
کیونکہ جن لوگون نے خلفاء ثلثہ سے بیعت کی تہی اور اہل حل وعقد تہی اونہون ہی نے
حضرت سے بہی بیعت کی - ودسرا جملہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد
ہی اس جملہ مین کوئی قرینہ دلالت نہین کرتا کہ برخلاف واقع کے صرف مخاطب کے
اعتقاد پر مدار کلام ہی اور یہی معنی فاذا عقدوا لہ لیس للشاھد ان یختار الخ مین اور جب
کوئی قرینہ موجود نہین تو یہہ جملہ اس معنی کے خلاف متبادر ظاہر پر محمول ہوگا بلکہ اپنی معنی حقیقی
پر جو متبادر الی الفہم عند عدم القرینہ ہوتا ہی محمول ہوگا اور وہ یہہ کہ بیعت اہل حل وعقد کی
صورت مین باعتبار واقع ونفس الامر کے نہ شاہد اختیار کرسکتا ہی نہ غائب رد کرسکتا ہی جب
بیعت اہل عقد کی واقع ہوگئی تو پہر کسیکو چون وچرا کی گنجایش نہی غیر جملہ وانما الشوری
للمھاجرین والانصار ہی اس جملہ مین بہی کوئی قرینہ نہین جو اسکی الزامی ہونے پر دلالت
کرے بلکہ اگر اس عبارت مین تامل کیا جاوی تو صراحۃً ثابت ہوتا ہی کہ اس سے مراد
تحقیق ہے الزام نہین کیونکہ لفظ انما مفید حصر کو ہی جسکی معنی یہہ ہوئی کہ شوری صرف
مہاجرین والنصار ہی مین منحصر ہی اور کسی دوسری کو اسمین دخل نہین تو گویا ضمناً اسجگہ
یہہ ثابت کیا کہ مخاطب کے جو طلقاء مین سے ہے شوری مین بہی کچہہ دخل نہین تو خلافت کا
مستحق کیونکر ہوسکتا ہی اور اس حصر کے بموجب یہہ تقریر اوسی وقت صحیح ہوسکتی ہی جبکہ اسکو
تحقیق پر محمول کیا جاوے اور اگر اسکو الزام پر حمل کیا جاوی تو باطل ہی کیونکہ امیر معویہ اس
امر کے قائل نہین کہ شوری صرف مہاجرین وانصار مین ہی - بلکہ انکی نزدیک شوری مین
تمام مسلمین کو دخل ہی چنانچہ اس خط کے جواب مین جو خط امیر شام نے جناب امیر کی خدمت مین
بہیجا ہی اوس سے ظاہر ہی اور اوس خط کو ہم آیندہ نقل کرینگے اس جگہ کچہہ بے موقع

نہیں ہی اگر ہم اپنی دعوی کے ثبوت مین شارح ابن میثم کے عبارت جو اس جملہ کی شرح
مین لکہی ہے نقل کرین اہل انصاف وفہم اس عبارت سی بخوبی سمجہہ لینگی کہ یہہ عبارت
بلکہ تمام خط تحقیقی ہی یا الزامی وہذہ عبارتہ وحصر الشرع والاجماع فی المہاجرین
والانصار لانہم اہل الحل والعقد من امۃ محمد فاذا اتفقت کلمتہم علی حکم من الاحکام
کان اجماعہم علی بیعتہ وتسمیتہ اماما کان ذلک اجماعا حقا انتہی بقدر الحاجہ
چوتہا جملہ فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان ذلک للہ رضی ہی یہہ بہی کوئی
قرینہ نہیں جس سی سمجہا جاوے کہ مراد فی الواقع نہیں بلکہ عنہ المخاطب ہی اور صارف عن الحقیقہ ہو
تو اس عبارت کا خلاف واقع اور کذب پر محمول کرنا بلا قرینہ کیونکر جائز سمجہا جائیگا کیونکہ
بلا ضرورت مصیر الی المجاز جائز نہیں تو بس یہہ عبارت محمول اپنی معنی حقیقی پر ہوگی وحاصل
معنی یہہ ہوگا کہ اگر لوگ یعنی اہل حل وعقد مجتمع ہوکر کسی شخص کو امام بناوین تو وہ شخص
فی الواقع عند اللہ امام ہوجائیگا اور اوسکی امامت خدا تعالے کے نزدیک پسندیدہ ہوگی
پانچوان جملہ فان خرج منہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ ہی
اس جملہ مین بہی کوئی حرف نہیں جو صارف عن الحقیقۃ ہو اور الزام ہونے پر دلالت کرے
تو اپنی معنی حقیقی پر محمول ہوگا اور نسبہ بطابق واقع نفس الامر کے متصور ہوگی چہٹا جملہ
فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ جہنم و
ساءت مصیرا ہی - اس عبارت مین بہی کوئی لفظ نہیں جو اسکی الزام ہونے پر دلالت کرے
بلکہ یہہ عبارت بصراحۃ اس امر پر دال ہے کہ مراد تحقیق ہی نہ الزام کیونکہ یہہ عبارت بطور اقتباس
کلام اللہ سی ارشاد ہوئی ہی اور اس آیت شریفہ کی طرف شیر ہی جو سورہ نساء مین ہی
ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی
ونصلہ جہنم وساءت مصیرا - اور اس آیت سی استدلال فرماکر امیر معویہ نے
کو متنبہ کیا کہ یہہ استدلال گویا نص قرآنی کے ساتہہ استدلال ہی اور اسمین گنجائش شک وشبہ کی

نہین ہوسکتا کیونکہ جس دلیل کا مبنی علاوہ اجماع کے نفس قطعی پر ہو اوسمین شک وشبہ کو دخل
نہین ہوسکتا اور ظاہر ہی کہ اجماع غیر سبیل کے مذمت حق تعالے شانہ نے بطور الزام
نہین فرمائی بلکہ بسبیل تحقیق فرمائی ہے لہذا اس آیت شریفہ سی کسیکو الزام نہین دیا بلکہ
واقع اور نفس الامر کے اعتبار سے فرمایا ہی پس جناب امیر نے اوسی آیت شریفہ کو اوسی قسم کے
اپنی مدعا کے ثبوت مین پیش فرمایا تو کیونکر ممکن ہی کہ اوسکو الزام پر محمول کیا جاے کیونکہ اگر
اسکو الزام پر محمول کیا جاوی تو یہہ ثابت ہوگا کہ جناب امیر اس آیت شریفہ کے مضمون کے
منکر تہی حالانکہ یہہ بداہتہ غلط ہی - پس اس جملہ سی مثل بدیہی اولی کے واضح ہوگیا کہ یہہ تمام
نامہ تحقیق واقع پر مبنی ہی اور حضرت علماء شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ اس کلام کو الزام پر محمول
کرکے اوسکی معنوی تحریف فرماتے ہین اور نہین تو کیا کرین صریح دیکھتے ہین کہ مذہب
تشیع کی بیخ وبنیاد اوکھڑی جاتی ہی اسلیے ناچار مارتے ہین تو اس تمام عبارت مین
باوجود اسقدر بسط وتطویل کے باایہمہ عقل وفراست ودانش وکیاست ایک حرف بھی
ایسا تحریر نفرمایا جو اس کلام کے الزامی ہونے پر دلالت کرتا حالانکہ بدون قرینہ کے
ہرگز الزام پر حمل نہین کیجا سکتی بلکہ جسقدر بسط کیا اور جسقدر جملی بڑہائی اونسی اس امر کا ثبوت
قوی ہوتا گیا کہ اس عبارت کی بنا تحقیق پر ہی الزام ہرگز ممکن نہین پس اگر اب بھی اوسکو
الزام ہی پر محمول کیا جاوی تو اس سی یہہ ثابت ہوگا کہ معاذ اللہ حضرت امیر کو عبارت
نویسی کا کچھ بھی سلیقہ نہین تہا اور آپکو یہہ بھی خبر نہین تہی کہ کس مضمون کے لیے قرینہ کی حاجت
ہی اور کونسی معنی قرینہ کی مستغنی ہین علاوہ اسکی جو عبارت کہ اس کے بعد اس خط کی شارح نے بڑہائی
جسکو حضرت رضی صاحب نے نقل کردی ہی جسکو ہم اوپر نقل کرآئے ہین وہ بھی دلالت کرتے ہی
کہ مقصود الزام نہین وہ جملی یہہ ہین - وان طلحۃ والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی فکان
نقضہما کردتہما فجاہدتہما جب حقیت خلافت دلیل اجماعی وقطعی سی ثابت فرماچکے
اوسکے بعد فرمایا - کہ ہین کہ طلحہ اور زبیر نے بیعت خلافت جو دلائل حقہ سی ثابت تہی

توڑی اور یہہ نقض مثل سے دیتے ہی کیونکہ گویا انکار نص کا ہے اسلیے یہنی اونسی جہاد کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ سابق مین جو کچھہ فرمایا تھا وہ تحقیق تھا الزام نہین تھا اوسکی بعد فرماتی ہین فادخل فیما دخل فیہ المسلمون فان احب الامور الیک العافیۃ پھر کر امیر معویہ کو اتباع سبیل المومنین کی تاکید فرماتے ہین کہ جس امر مین مسلمان داخل ہوئی تو بہی داخل ہو کیونکہ وہی حق ہی اور اوسمین عافیت ہی اور مجکو پسندیدہ وہی امر ہی کہ جسمین عافیت ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبکہ مسلمان اختیار کرین وہ حق ہوگا اور اوسمین عافیت واہین متصور ہوگی تو وہ امر جسکو کبرا اہل اسلام نے کیا اور اہل حل وعقد نے منعقد کیا وہ کیونکر حق نہوگا۔ پس اس عبارت نے بالبداہت ثابت کردیا کہ تمام دلیل سابق تحقیقی ہی الزامی نہین اسکی بعد آخر خط مین تحریر فرماتے ہین واعلم انک من الطلقاء الذین لا یحل لھم الخلافۃ ولا یتعرض لھم الشوری اس عبارت سے بالکل صاف صحیح ہی کہ یہہ الزام نہین بلکہ تحقیق ہی کہ باعتبار واقع ونفس الامر کے خلافت وشوری مین طلقاء کو کچھہ دخل نہین خلافت بہی سوائے طلقاء کے اور لوگون کو نہین ہی اور اہل شوری بہی سوای طلقاء دوسری آدمی ہین تو اس سے سمجھا گیا کہ شوری حق ہی پس اس سے اپنی شرائط کا بطلان سمجھہ لیجیگا۔ اب اسکی بعد گذارش ہی کہ جو جواب اس خط کا امیر معویہ نے تحریر کیا اور جو کچھہ اوسکا جواب جناب امیر نے تحریر فرمایا ہم اوسکو شرح سے نقل کرتے ہین آپ اونکو ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ وہ خط بدیہی طور پہ ثابت کر رہی ہین کہ ان تحریرات کا مدار الزام پر نہین اور یہہ دلائل باب مجاراۃ الخصم سے ہرگز نہین بلکہ بیان واقع اور تحقیق نفس امر ہے

فاجابہ معویۃ اما بعد فلعمری لو بایعک القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان لما کنت لتخیر فی من دم عثمان کنت کابی بکر وعمر وعثمان ولکنک اغریت بعثمان فخذلت

ل پس معاویہ نے اسکا جواب کہا۔ اما بعد تجھی جنہون نے بیعت کی ہے جو کہ بیعت کرتے ابوبکر وعمر وعثمان کے خون سے بیعت کرتے اور عثمان کے خون سے بیعت نو تو بہی مثل ابوبکر وعمر وعثمان کے ہوتا لیکن تو نے عثمان پر (فتنہ کی آگ کو) بھڑکایا اور اوس سے مدد گار رذکو جدا کردیا۔ ۱۲

عنه الانصار فاطاعك الجاهل وقوى بذلك الضعيف وقاتل اهل الشام
الا قتالك حتى تدفع انهم قتلة عثمان فان فعلت كانت شورى بين المسلمين
ولعمري ما حجتك على طلحة والزبير كحجتك على معاوية لانهما بايعاك ولم
يبايعك معاوية ولا حجتك على اهل الشام كحجتك على اهل البصرة لانهم اطاعوك ولم
يطعك اهل الشام فاما شركك في الاسلام وقرابتك من النبي صلى الله عليه وسلم وصهرك
قريش فلست ادفعه وكتب في آخر الكتاب قصيدة كعب بن جعيل التغلبي وابيات سحيم
اس خط کے الفاظ اسطرح معلوم ہوتے ہیں من معاویۃ بن ابی سفیان الی علی امابعد فانک
امابعد فلو كنت على ما كان عليه ابو بكر وعمر وعثمان ما فاتك ولا استبان
ذلك ولكنه انما افسد عليك صحبتك خطيئتك في عثمان وانما كان اهل الحجاز
الحكام على الناس حين كان الحق فيهم فلما تركوه صار اهل الشام الحكام على
اهل الحجاز وغيرهم من الناس ولعمري لما حجتك على اهل الشام الخ اب اس خط کی مضمون
اہل انصاف و دانش تامل فرماوین اگر جناب امیر کا خط الزام ہوتا بکل نعمل و بزی ہی
ہوا جاتا ہی کیونکہ امیر معویہ کے خط سی صاف ثابت ہوتا ہی کہ جب خلیفہ خلافت

ک تو بالفعل نے تیری اطاعت کی اور ضعیف اسبب تیری قوی ہوگیا اور اہل شام سے تو ہی تیری قتال کی تکار کیا
یہانتک کہ تو عثمان کی قاتلونکو حوالہ کردی پھر اگر تو نے ایسا کیا تو خلافت بطور مشورہ کے مسلمانون مین ہوگی اور تیری زندگانی کی قسم
تیری حجت طلحہ اور زبیر پر ہی نہین کیونکہ انہون نے جسکو بیعت کی ہی اونہون نے بیعت نہین کیا اور جسی تیری حجت جہ
وانون پر ہی اہل شام پر نہین کیونکہ اونہون نے تیری اطاعت کی ہی اہل شام نے تیری اطاعت نہین کی اور لیکن
تیری بزرگی اسلام اور تیری قرابت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور تیرا مرتبہ قریش کی پس مین ہی کو نہین اوٹھاتا اور خط
حسین کعب بن جعیل کا قصیدہ لکھا ہی ۱۲ ک۲ معویہ کیطرف سی علی بن ابی طالب کیطرف امابعد اگر تو اوس طریق پر ہوتا
جس پر ابوبکر و عمر و عثمان تھے تو مجھ سے نہ لڑتا اور نہ تیرا قتال حلال جانتا لیکن صرف عثمان کے معاملہ مین تیری خطا ہوئی
تیری بیعت کرنیکی ساتھ بگاڑ دیا اور حجاز والے لوگون پر حاکم اوسوقت تک رہے جب تک انہون نے رہنا اور جب اونہون نے
تجھ چھوڑ دیا تو اہل شام اور حجازیون کے اور دوسری لوگون پر حاکم ہین اور میری جہات کی قسم تیری حجت اہل شام پر ایسی نہین
جیسی اہل بصرہ پر ہے۔ الخ ۱۲۔

ہنوا در مہمات خلافت کو سرانجام نکر سکی تو بعیت اہل حل وعقد سی وہ شخص خلیفہ
نہین ہو سکتا ہی تو جب اوسکا یہہ مذہب ہی تو اوسکو یہہ الزام دینا کہ ہماری خلافت ثابت
ہی کیونکہ ہم سی اہل حل وعقد نے بعیت کی ہی اور جس سی اہل حل وعقد نے بعیت کی
وہ خلیفہ ہی بالکل لوچ اور لغو ہوگا اسلیی کہ معویہ رضی اللہ عنہ بعیت اہل حل وعقد کو
بدون وجود صلاحیت کے بالکل لغو اور فضول سمجھتا ہی بلکہ اس لوچ الزام پر بسط
کلامی اور تطویل اور بھی زیادہ بیہودہ ہی چنانچہ اہل ذوق صحیح اسکو بخوبی سمجھ سکتے ہین
اور صاحب تحفہ علیہ الرحمۃ نے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہی اسکے بعد اس خط کا جو کچھ جواب
جناب امیر نے تحریر فرمایا اور اوسکو آپکی حضرت رضی نے نہج البلاغۃ مین نقل کیا ہی
لیکن اپنی عادت شریفہ کے موافق حضرت رضی نے اوسمین کمی وبیشی فرمائی اور سبب
اسکا آپ جانتی ہی ہین کہ حضرت رضی جناب امیر کے خطوط مین ایسا تصرف
کیون فرماتے ہین اور کسواسطی اونکی تحریف کرتے ہین اسلیی ہم اصل خط شرح ابن میثم
سی نقل کرتے ہین اور بعد اسکی شارح نے جو کچھ تحریف کی نسبت لکھا ہی نقل کرین گے
فکتب جوابہ من عبد اللہ علی امیر المومنین الی معویۃ بن صخر اما بعد فانہ
اتانی کتابک کتاب امرئ لیس لہ بصر یھدیہ ولا قائد یرشدہ قد دعی الھوی
فاجابہ وقادہ الضلال فاتبعہ فجرلہ غیا وضل خابطا ان قال زعمت انما فند
علی بیعتک ولکنت امرء من المھاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا

لہ جناب امیر نے اوسکا جواب لکھا اللہ کے بندہ امیر المومنین علی کیطرف سی معویہ بن صخر کیطرف اما بعد میرے
پاس تیرا خط آیا ایسے شخص کا خط جسکا نہ تو اوسکی بینائی ہی جو راہ دکھلادی اور نہ کھینچنے والا ہے جو سیدہا رستہ چلادے
خواہش نفسانی نے اوسکو بلایا اوسنی اوسکی اجابت کی اور گمراہی نے اوسکو کھینچا تو اوسنی اوسکا اتباع کیا پس
بیہودہ بکواس کی اور خبط مین گمراہ ہوا یہانتک کہ فرمایا تو نے گمان کیا کہ تیری بعیت کو میری ساتھ
بگاڑ دیا - مین بھی ایک شخص مہاجرین مین سی ہون وارد ہوا ہین جسطرح وہ وارد ہوئے اور لوٹا
جس طرح وہ لوٹے ۱۲ -

وما کان اللہ لیجمعھم علی ضلال ولیضربھم بعضھم ببعض واما ما میزت بین اھل الشام واھل البصرۃ وبینک وبین طلحۃ والزبیر فلعمری ما الامر فی ذلک الا واحد لانہ بیعۃ واحدۃ لا یثنی فیھا النظر ولا یستانف فیھا الخیار الخارج منھا طاعن والمروی فیھا مداھن

اس خط سے جیسی کچھہ خرابی مصیبت مذہب شیع پر واقع ہوئی ہی بے پایان اور خارج از بیان ہی اور جو کچھہ فواید و منافع اس سے حاصل ہوتے ہین اونکا حصر و احاطہ خارج از حیطہ امکان ہی لہذا بخوف اطناب حوالہ اذہان صافیہ الوالابصار البصائر کرکے صرف اس مبحث کی متعلق اسقدر بیان کرتے ہین کہ یہہ خط صریح دلیل ہی کہ جو کچھہ مضامین پہلی خط مین مرقوم تہی جنکی نسبت الزامی ہونیکا دعوی کیا گیا تہا وہ سب تحقیقی تہی اور الزامی ہونا اونکا بالکل باطل ہی پس ضرور ہوا کہ جناب امیرؓ نے اپنی پہلی خط مین جسمین بحث واقع ہو رہی ہے جو کچھہ تحریر فرمایا تہا امیر معویہ نے اونکی جواب مین اوسکی مضامین مین سے دو امر کی تردید کی اور ایک امر کو کنایۃً غیر مسلم رکہا اور باقی امور کو تسلیم کیا جناب امیر نے دلیل اول یہہ تحریر فرمائی تہی کہ میری خلافت اہل حل عقد کی بیعت سے کہ جنکی بیعت سے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی بہی خلافت ثابت ہوئی تہی واقع ہوئی چونکہ اوس خلافت کی حقیقت جو بیعت اہل حل و عقد سے واقع ہو عند اللہ و عند المومنین واقعی اور نفس الامری ہی ایسی اوسمین نہ حاضر کو بدل سدل کا اختیار نہ غائب کو رد کی گنجایش اور اہل شوری صرف مہاجرین و انصار ہین جسکو وہ امام

مراللہ تعالے اون کو گمراہی پر اکہٹا نہین کرے گا اور اونکو اندہی پن مین مبتلا نہین فرمائیگا اور جو کچھہ فرق اہل شام اور اہل بصرہ مین اور طلحہ و زبیر اور اپنے مین فرق کیا ہی - پس میری زندگانی کی قسم اسمین صرف ایک حکم ہی کیونکہ ایک بیعت ہی نہ اسمین مکرر نظر ہو سکتی ہی نہ شی سے رای اختیار ہو سکتی ہو اسمین سے نکلنے والا طعن کرنے والا ہی اور اس مین توقف کرنیوالا مداہن ہے ۱۲

بنائین اور جسپر وہ اکھٹی ہو جائین وہی خدا کی نزدیک بھی پسندیدہ ہوگا امیر معاویہ نے
اسکے جواب مین اس امر کو تو تسلیم کیا کہ بے شک آپ سے اہل حل وعقد نے بیعت کی ہے
اور جو مہاجرین و انصار نے جنہون نے خلفاء ثلثہ سے بھی بیعت کی انہون ہی نے
آپکو بھی خلیفہ بنایا گویا امیر معویہ نے قیاس کے ضعری کو تسلیم کیا لیکن کبرے قیاس کو
نمانا اور اوسکی کلیت کو باطل کیا اور کہا کہ یہہ غلط ہے کہ جس شخص سے مہاجرین و انصار
بیعت کرلین وہ امام برحق ہی بلکہ اگر وہ شخص جس سے اہل حل وعقد بیعت کرین صلاحیت خلافت
نرکھتا ہو تو وہ بیعت اہل حل وعقد سے خلیفہ نہین ہو سکتا اور آپ خلافت کی صلاحیت نہین
رکھتے کیونکہ مہمات خلافت کا سرانجام نہین کرسکتے اور قوی سے ضعیف کا حق نہین دلا سکتے بلکہ
بلکہ امام برحق کے خون مین شریک ہوئی کہ اوسکی مدد نہ کی یہانتک کہ بغاۃ نے اوسکو شہید
کر ڈالا پس اگر تم مین صلاحیت خلافت ہوتی اور جیسی صالح للخلافت ابوبکر و عمر و عثمان
تھے ایسی ہی تم بھی ہوتے تو بیعت اہل حل وعقد تمکو بھی مفید اور باعث انعقاد خلافت
ہوتے اور جب تم مثل خلفاء سابقین کے صالح للخلافت نہین تو تمکو بیعت اہل حل وعقد
کچھہ مفید نہین اور نہ اوسکی بیعت سے تمہاری خلافت بسبب عدم صلاحیت کے منعقد
ہو سکتی ہی اگر تم مثل ابوبکر و عمر و عثمان کے ہوتی تو مین تمہاری ساتھہ ہرگز قتال نکرتا اور
جب تم جور پیشہ ہوگئی تو اب خلافت تم مین سے نکل گئی اسکے جواب مین جو کچھہ جناب امیر نے
تحریر فرمایا وہ قابل دیکھنے کے ہی حضرات شیعہ خصوصاً ہماری مجیب لبیب بغور ملاحظہ فرمائین
حاصل جواب یہہ ہی کہ تیری کتاب پونہچی ایسی شخص کے کتاب کرا اوسکی ایسی عقل مادی نہ کوئی قائد
رہنما ہی ہوا کا مطیع ضلال کا متبع ہو کر بیہودہ گوئی کی اور خبط کے ساتھہ ہاتھہ ہانو ماری۔ جو
معاملہ شہادت عثمان مین ذکر کیا اور سقوط صلاحیت خلافت اور فساد بیعت کا سبب
سمجھا اور فارق میری اور خلفاء ثلثہ کے درمیان جنا کیا سو بالکل بے عقلی اور ضلال اور بیہودہ
گوئی اور خبط ہی۔ کیونکہ مین بھی مہاجرین مین سے ایک شخص ہون جیسے وہ وارد ہوئی ہین

مین بھی وارد ہوا - اور جیسی وہ صادر ہوئی مین بھی صادر ہوا اور خدا تعالے اسکو یعنی
مہاجرین کو گمراہی پر اکٹھا نہین کریگا - اور سبکو اندھی پن مین مبتلا نہین فرمائیگا حاصل یہہ
کہ بموجب اعتراض کے اگر مین صالح للخلافت نہون اور بدون میری صلاحیت کی اہل حل
وعقد نے میرے ساتھہ بیعت خلافت کی ہو تو سب اہل حل وعقد وجوہ مہاجرین واعیان
انصار گمراہی پر ہون کہ غیر صالح للخلافت کو خلیفہ بنا دیا اور مہاجرین وانصار کا گمراہی
پر مجتمع ہونا محال ہی کیونکہ خدا تعالے ہرگز اونکو گمراہی پر مجتمع نہین فرمائیگا اور نہ اونکا یہ عمل
نامینا کریگا تو اس سے ثابت ہوا کہ جب وجوہ مہاجرین وانصار نے میری ساتھہ بیعت کی
تو مین صالح للخلافت ہون ورنہ لازم آوی کہ تمام مہاجرین وانصار گمراہی پر مجتمع ہون اور
یہہ محال ہی اور ثبوت اس استحالہ کا کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ سے ہے اب
اوس خط کی عبارت مین بانضمام مطلب اس خط کے عاقل منصف تامل فرماوے اور سوچی کہ ایا
اوس سے مقصود قطع نظر قرینہ اور عدم قرینہ کے الزام ہے یا تحقیق - اس خط کی عبارت نے
مثل زر روشن روشن کر دیا کہ پہلے خط مین جسقدر مضمون شوری کے متعلق تہا وہ
سب تحقیقی تہا نہ کہ الزامی نہین تہا کیونکہ اگر اوسکو الزامی تسلیم کیا جاوے گا تو یہہ
جواب بالکل لغو اور مہمل ہو جاویگا - ایسی کہ جب امیر معویہ نے بیعت مہاجرین وانصار کو
بدون صلاحیت لغو سمجہتے ہین تو پہر اونہین مہاجرین وانصار کے بیعت سے الزاما
اپنی صلاحیت باستحقاق خلافت ثابت کرنا بالکل خلاف عقل ہوگا دوسرا معاملہ جناب امیر نے
طلحہ وزبیر کا تحریر فرمایا تہا کہ اونہون نے بیعت توڑی اور مجھسے اوسنی جہاد کیا سو اگر
تو بہی مخالفت کریگا تو تجسی بہی جہاد کرونگا - امیر معویہ نے اسکے جواب لکہا کہ میری
اور طلحہ وزبیر اور اہل شام اور اہل بصرہ کے معاملہ مین زمین وآسمان کا فرق ہی جیسی
آپکی حجت طلحہ وزبیر واہل بصرہ پر قائم ہے ہرگز قائم نہین ہو سکتی کیونکہ طلحہ وزبیر نے
آپکی بیعت کی تہی اور مجھسے آپ سے بیعت نہین کی اور اہل بصرہ نے آپکا بدقہ اطاعت

اپنی گردنونمین ڈال لیا تہا اور اہل شام نے نہین قبول کیا تو آپ کی بیعت مے اطاعت
جنہون نے قبول کے اون ہی پر لازم ہے نہ ہمنی قبول کی ہی اور نہ سیر لازم ہو سکتی ہی
جناب امیرؑ نے اوسکے جواب مین یہہ مضمون لکہا اور قسم کہا کر فرمایا کہ اسمین کچہہ فرق نہین
حاضر و غائب سب برابر ہین کیونکہ ایک بیعت ہی نہ اسمین مکرر سہ چکر کچہہ ہو سکتا ہی
اور نہ از سر نو کچہہ اختیار ہو سکتا جو ایک دفعہ منعقد ہوگیی وہ ہوگیی اوسمین گنجایش
چون و چرا کی کچہہ نہین رہی حاضر و غائب سب پر لازم ہوگیی جو شخص اوسمین سے خارج ہو
وہ گویا اوسمین طاعن ہی اوسکے ساتہہ جہاد کرنا واجب ہی کہ سبیل المومنین کا مخالف ہی
اور جو اوسمین متوقف ہو وہ مداہن ہی اور یہہ بہی ایک قسم کا نفاق ہی شارح فرماتا ہی
قولہ[1] الخارج منہا الخ قسمہ من لم یدخل فی بیعتہ الی قسمین لانہ اما خارج عنہا
وہو الطاعن فی صحتہا ویجب مجاہدتہ لمخالفتہ سبیل المومنین واما مرقوف
فی ذلک و متوقف فی حکمہ انہ مداہن وہو نوع من النفاق واللہ اہل انصاف اس جواب کو بہی ملاحظہ فرماوین
کہ اہل حل و عقد کی بیعت کی ثبوت کو جناب الزاماً فرما رہی ہین یا تحقیقاً اور قسم اوسکی الزام
ہونے پر کہا رہی ہین یا تحقیق ہونے پر اگر الزام ہے تو اوسنی کب اسکو تسلیم کیا تہا
اور اگر تحقیق ہی تو مفہوم المراد غرض جواب بجواب کے انضمام سے مثل آفتاب نیمروز روشن ہوگیا
کہ پہلی خط مین حضرت نے جو کچہہ تحریر فرمایا ہے وہ الزامی طور پر نہین بلکہ تحقیقی طور پر ہی
اور جس امر کو کنایۃً غیر مسلم کہا وہ یہہ تہا کہ حضرت نے شوری کو مہاجرین و انصار مین
منحصر فرمایا تہا اور فرمایا تہا کہ خلفاء کو اوسمین کچہہ دخل نہین تو اوسکی عدم تسلیم کیطرف کنایۃً

---

[1] قولہ الخارج منہا الخ جو لوگ آپکی بیعت مین داخل نہین ہوئی انکو دو قسمون پر منقسم کیا کیونکہ یا تو بعد
بیعت کے اوسمین سے نکلنے والا تہا اور وہ اوسکی صحت مین طعن کرنے والا ہی اور اس سے سوسنین کے رستہ کی
مخالفت کے سبب جہاد کرنا واجب ہی اور یا بیعت مین متوقف ہی اور اوسکا حکم یہہ ہی کہ وہ مداہن ہے
اور یہہ بہی نفاق کی ایک قسم ہے ۱۲

ایجا کیا اور کہا کہ اگر تم قاتلین عثمان رض کو ہماری حوالہ کردو تو خلافت شوری بین المسلمین ہوگی
گویا عموماً اہل اسلام جسکو خلیفہ بناوین وہی خلیفہ ہوجاویگا کچھہ تخصیص اہل حل وعقد کی نہین
اب اسکے بعد حسب وعدہ جناب امیر کے خطوں کی تحریف کی سنیت جو کچھہ الزام حضرت رضی
کیطرف شارح نے قائم کیا ہے اوسکو نقل کرتے ہین شارح اس جواب الجواب کی شرح
مین جہاں شروع یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معویۃ اما بعد فقد اتتنی منک موعظۃ
موصلۃ لکہتے ہین فکتب جوابہ من عبد اللہ علی امیر المؤمنین الی معویۃ بن صخر
اما بعد فانہ اتانی کتابک کتاب امرء الی قولہ خابطا ثم تیصل بہ ان قال زعمت
انما افسد علی بیعتک ولکنت امرءا من المہاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت
کما اصدروا وما کان اللہ لیجمعہم علی ضلال ویضربہم بعصی واما ما میزت
بین اہل الشام واہل البصرۃ وبینک وبین طلحۃ والزبیر فلعمری ما الامر فی
ذلک الا واحد ثم یتصل بہ قولہ لانہا بعقر عامۃ الخ آخر مین شارح لکہتا ہی
ونما ینبہ علی ہذا ان ہذا الفصل المذکور لیس من الکتاب الاول لان
الاول لم یکن فیہ ذکر موعظۃ حتی یذکرہا فی جوابہ غیر ان السید
اضافہ الی ہذا الکتاب کما ہو عادتہ فی عدم ترجمات ذلک واشار انتہے ۔
اب تو آپکو تحریف کا یقین ہوا کہ رضی صاحب نے اپنی طرف سے خطبہ مین عبارت جواب مین
نہین تہی اضافہ کردی اور واضح ہو کہ یہہ عبارت جو زعمت نما افسد سے شروع ہو کہ یضربہم
بعصی پر ختم ہوئی جو مخالف مذہب کے تہی یہہ بہی حذف فرمادی ہی تاکہ کسیکو موقع استدلال کا
ہاتہہ نہ آوی اسکی بعد جو دوسری کتاب نقل کی ہی ۔ جسکا شروع یہہ ہی

لہ اور یہہ عبارت ان امور کے جن پر تنبیہ کرنا چاہیے یہہ ہے کہ یہہ فصل مذکور پہلے خط مین سے نہین ۔ کیونکہ پہلے
خط مین موعظت کا ذکر نہ تہا یہانتک کہ اسکی جواب مین اوسکا ذکر ہوتا مگر یہہ کہ سید نے اس خط مین اضافہ کردیا ۔
جیسا کہ اوسکی عادت ہی کہ اس ترجمہ کی امور مین دخل دیتے ہین ۔ ۱۲ ۔

جناب امیر کے خطوں مین حضرت رضی کی تحریف

ومن کتابہ الی معویۃ فاراد قوصا قتل نبینا شارح اسکی شرح مین فرماتے ہین
ثم یتصل بہ قولہ ولعمری الخ وھذا اخبط عجیب من السید رح مع وجود
کتبہ فی کثیر من التواریخ اب آپ دیکھیے کہ شارح اسکی سید کے نسبت حق ہو کر کیا کیا
کچھہ فرما رہی ہین خیر یہہ ایک بطور جملہ معترضہ کی حضرت مخاطب کو جتلا دیا ہی یاد رکھین
اور کچھہ اسی جگہ خاص نہین بلکہ یہہ قطع و برید بہت جگہ ہی اب پھر ہم اصل مقصود کیطرف
رجوع کرتے ہین اور گذارش کرتے ہین کہ جناب امیر کی کلام بلاغت نظام سی واضح
وعیان ہو گیا کہ خلفاء راشدین کے بیعت اجماع اہل حل وعقد سی منعقد ہوئی اور خداوند تعالے
کی رضوان کے نور نی اونپر پرتو روشنی ڈالا اور جس شخص نے اوس سی انحراف کیا بغاۃ مین معدود
ہو کر مستوجب جہاد ہوا بلکہ جہنم کا مستحق ہوا اب فرمایئے کہ جناب امیر خلفاء راشدین
خلافت کی وقت اگر ہمراہ مہاجرین و انصار کے نہی جیسا کہ معتقد اہل حق کا ہی تو فہو المراد
اور اگر مہاجرین و انصار سی خارج نہی حاشا ثم حاشا معاذ اللہ جو کچھہ لازم آتا ہی ظاہر
و باہر ہی آپکے ہی زبان اوسکی ادا کی طاقت رکھتی ہے اگرچہ بعد اس وضوح و تبیان کے
حاجت نہین رہی کہ ہم اوس خط کا تحقیقی ہونا اور ہی ثابت کرین - لیکن تبرعاً حضرت مجیب
مزید اطمینان کے لیی تھوڑی سی اور ہی گذارش کرتے ہین ذرا متوجہ ہو کر سنین علاوہ اوسکی
کہ جو کچھہ نہج البلاغۃ سی نقل کیا گیا اور جگہ بھی جو ایات اوسمین مذکور ہین اسپر اول دلیل
ہین کہ حضرات ائمہ اہل حل وعقد کو تسلیم کرتے تھی اور امامت کو اجماع سی منعقد اعتقاد کرتے
تھی بلکہ ثبوت اجماع کے لیی اجتماع جمیع کا شرط نہین سمجھتی تھی اول ہم ارادہ الغین سے
نقل کرتے ہین - ولعمری لئن کانت الامامۃ لا تنعقد حتی یحضرھا عامۃ الناس
فما الی ذلک سبیل ولکن اھلھا یحکمون علی من غاب عنھا ثم لیس للشاھد ان یرجع ولا للغائب

لہ پھر اسکی ساتھہ متصل ہے قولہ وعمری الخ اور یہہ سید رح سے عجیب قسم کا خبط ہی باوجودیکہ جناب
امیر کے خطوط اکثر تواریخ مین مذکور ہین - ۱۲

ان یختار الاولی اقاتل رجلین رجلا ادعی ما لیس له واخر منع الذی علیه

ترجمہ این عبارت بزبان زواری امامیہ کہ علی بن حسن نام اوست ایست وقسم بزندگانی
من اگر امامت منعقد نشود تا آنکہ حاضر شوند جمیع مردمان نمی باشد بانعقاد امامت راضی در
ہیچ زمان واین جواب انکار معویہ ست واہل شام را بر بیعت آن امام علیہ السلام نبا بر آنکہ
اجماع محتاج ست در انعقاد جمیع اہل اسلام و بحضرت اشارت فرمود باین کلام کہ اجماع باین وجہ
امکان ندارد واگر ممکن باشد عاقل او را در غایت دشواری میشمارد بلکہ معتبر در انعقاد اجماع
اتفاق اہل حل وعقد ست از امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر امری از امور چنانچہ اشارت فرمود
بدان ولیکن اہل امامت حکم میکنند بر کسیکہ غائب ست آنان پس از آن نیست مر عاجز را رضی
ہمچو طلحہ وزبیر کہ از بیعت رجوع نمایدونہ غائب را ہمچو معاویہ کہ او را برای خویش اختیار سازد انتہی
بلفظہ اس عبارت کو تامل کے نظر سے ملاحظہ فرمادین اور اوسکی ترجمہ کو جو انکی زواری نے کیا ہی
پڑہین اور دیکہین کہ کس جرأت کے ساتہہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے اہل حل وعقد کے اجماع کو
ثابت فرمایا اور انکی اجماع سے انعقاد امامت کو تسلیم فرمایا اور انعقاد اجماع کے لیے حضور جمیع کے
نسبت عدم اشتراط ظاہر فرمایا اور حضور بعض کو کافی فرمایا اور بدیہی ہے کہ یہہ عبارت
الزام نہین تو وہ خطبہ جو بالتراضی ہی اور جسکی ہم معنی ہے وہ بہی الزامی نہین ہو سکتا
الحمد للہ ولمنہ خود جناب امیر نے اہل حل وعقد کی اجماع کی بیعت انعقاد خلافت
کی بہی ثابت فرماکر اور مہاجرین وانصار کے اتفاق پر ترتب رضاء الٰہی بتاکر خود ہی
مذہب تشیع کو بیخ وبنیاد سے قلع وقمع کردیا۔ دوسری نہج البلاغہ مین ایک خطبہ ہی
جسکا شروع یہہ ہی۔ ومنہا فی خطاب اصحابہ وقد بلغہم من کراہۃ اللہ منزلۃ تکرم بہا
اماؤکم کہ اس خطبہ مین یہہ جملہ مذکور ہی وکانت امور اللہ علیکم تورد وعنکم تصدر والیکم ترجع
شارح ابن میثم اپنی مختصر شرح مین اس جملہ کی شرح اس طرح فرماتی ہین

ف۱ اور اللہ کے کام تمہیں وارد ہوتے تہی اور تمہی سے صادر ہوتے تہی اور تمہاری طرف لوٹتی تہی۔

قولہ اگر کانت امور الله الی قوله ترجع ای انکم کنتم اهل الاسلام واهل العقد فیه وهم المهاجرون والانصار اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرمایئے اور دیکھیے کہ حضرت اپنے اصحاب کو اہل حل عقد فرما رہے ہین اور شارح کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اہل حل وعقد مہاجرین وانصار ہین اور جب اہل حل وعقد ہونا ثابت ہوا تو آپکی شرائط ثلثہ باطل ہوئی تو اصل اصول دین آپکا جو امامت ہے وہ بھی باطل ہوا بلکہ تمام اصول وفروع بھی باطل ہوگیے اور ظاہر ہے کہ یہہ خطبہ بخطاب اپنی خواص اصحاب کی ہے تو اسمین نہ الزامی ہونے کا احتمال ہوسکتا ہے اور نہ تقیہ کے گنجایش ہوسکتی ہے۔ تیسری جو صلح نامہ فیما بین حضرت امام حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ تحریر ہوا تھا اور اوسکی نقل ہم عنقریب اوپر کر چکے ہین اوسکی چند الفاظ کی نقل اپنی مدعا کی اثبات کے لیے کرتے ہین ہماری فاضل مجیب ملاحظہ فرمائین چنانچہ علی ان لیس لہ ان یعهد الیه ولا یاله امر المسلمین علی ان یعمل فیهم بکتاب الله تعالی وسنة رسوله صلی الله علیه وسلم وسیرة الخلفاء الصالحین وسیرة الخلفاء الراشدین المهدیین واقع ہوا چنانچہ صاحب ازالۃ الخفین کے مخاطب نے اسیطرح ضبط کیا ہے اور دوسرا جملہ اسکی متصل مذکور ہے ولیس لمعویة بن ابی سفیان ان یعهد الی احد من بعده بل یکون الامر من بعد شوری بین المسلمین اب یہہ ہر دو جملے اس صلح نامہ کے حقیقت خلافت خلفاء کو اور صحت وحقیقت اوس بیعت کو جو بطور مشورہ کے بین المسلمین واقع ہونا ثابت کرتے ہین اور جبکہ یہہ امر ثابت ہوگیا تو تمام مذہب شیع اصولاً وفروعاً باطل ہوگیا اور مذہب اہل حق ثابت ہوا والحمد لله علی ذلک بعد اسکے اسقدر گذارش کرنا ضرور ہے کہ ہماری فاضل مجیب نے اس خط کے الزامی ہونے پر جب اونکو کوئی دلیل ہم نہ پہونچی تو تاخر بیعت کو قرینہ الزام قرار دیا اور حدیث بخاری کو جو مشعر ہے کہ جناب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا بیعت نہین فرمائی اپنا مستدل ٹہرایا تو ضرور ہوا کہ مختصر ہم اسکا بھی جواب گذارش کرین پس واضح ہو کہ ہمکو مجملاً اسکی

جواب مین اسیقدر کافی ہی کہ یہہ فی الحقیقت قرینہ ہی نہین ہی کیونکہ اولاً تاخر غیر مسلم ہے
چنانچہ ابھی عرض ہوتا ہی۔ ثانیاً اگر تاخر تھا تو قدح فی الاستحقاق غیر مسلم اور باطل ہے ثالثاً
ممکن ہی کہ تاخر خطا راجتہادی کے وجہ سی ہو۔ رابعاً اس تاخر کی دلالت اس خط کے الزامی
ہونے پر تسلیم نہین کیجا سکتی کیونکہ اگر بالفرض اس تاخر بیعت سی آپکی ناخوشی مفہوم
ہوتے ہو بھی تو سالہا سال تک آپکا خلفا کی ساتھہ تمام دنیاوی و دینوی امور مین رفیق
و غمگسار رہنا صریح اوسکا مبطل و ناسخ ہے ہون اگر آپ رضی اللہ عنہ خلفاء کی بیعت سی تمام
عمر ناخوش رہتے اور اونکی کسی کام مین شریک نہوتی اور اونکی اعانت نکرتے اور وہان سی
مہاجرت کرکے کہین نکل جاتے اور تمام عمر خلفاء کی عداوت مین رہتی تو شاید یہہ کلام
اس قرینہ سی الزامی سمجھی جاتے۔ علاوہ ازین اسیقدر واضح گذارش ہی کہ جناب امیر کا
مذہب معلوم ہوچکا ہی کہ انعقاد خلافت کو واسطی جمیع کی بیعت کو ضروری نہین سمجھتے تو
جب اکثر افراد اہل حل وعقد نے بیعت کرلی خلافت منعقد ہوگئی تو جناب نے یہہ خیال فرمایا
کہ بیعت تو منعقد ہوچکی ہے خواہ مین بیعت کرون یا نکرون اور آپکی دلمین بطور سکر رہے
استبداد و عدم مشورہ کی وجہ سی ملال تھا ہی نہ یہہ کہ معاذ اللہ آپکو استحقاق خلافت
خلیفہ اول مین شامل ہو اسلیی آپنی تاخر فرمایا اور یہہ نہین ہوا کہ آپنے اطاعت سی
انحراف کیا ہو اور اگر کبھی اتفاقاً بالفرض ہوا ہو تو ہم کب آپکو معصوم اعتقاد کرتے ہین
غرض جناب امیر کو استحقاق خلیفہ اول کی نسبت مین کبھی تردد نہین ہوا اور نہ کبھی
استحقاق خلافت کا انکار کیا باقی رہا نقض خلافت کی مشورہ کی بابت ہم شروع
رسالہ مین عرض کرچکے کہ روایت سی صراحۃً یہہ مفہوم نہین ہوتا کہ نقض خلافت کے مشورہ
کی ہون بلکہ چونکہ یہہ اجتماع و مشورہ منجر بفساد تھی تو اسلیی اونکو نقض خلافت کے
مشورہ کہا گیا بعد عذر و معذرت کے صفائی ہوگئی تو بخوشی و طیب نفس بیعت
کرلی۔ چنانچہ یہہ بھی اوس روایت مین مذکور ہی جسکی تلخیص بخاری سی ہماری مجیب

لبیب نے فرمائی علاوہ ازین ہم حسب مذاق اپنی مجیب لبیب کے یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ حسب
روایات شیعہ کے یہہ بھی ممکن نہین کہ جناب امیر بعہود اتفاق و خلافت صدیقی بیعت نکرین
اور تخلف فرماوین بلکہ شش ماہ تک منحرف رہین کیونکہ باوجود تاکید و تشدید آپ سے عموت و سکوت
کا عہد لیا گیا تہا اور عدم منازعہ و مناقشہ کا حتمی عہدہ کرایا گیا کتاب مختوم بخواتیم الذہب
اسی بدعا کے واسطے نازل ہوئی وصیت نامہ آپکی بشہادات و خواتیم کے ساتہہ مرتب ہوا تہا
سابق مین ہم شرح نہج البلاغہ سے لکہہ ہی چکے ہین وکان معہودا علیہ ان لا ینازع [۱]
فی امر الخلافۃ الخ اور بعدہا روایات اسپر ذال ہین تحفہ مین روایت نقل کے ہی [۲]
روی ابان بن عیاش عن سلیم بن قیس الہلالی وغیرہ عن غیرہ ان عمر قال
لعلی ازلم تبایع ابابکر لتقتلنک قال لہ لو لا عہد عہدہ الی خلیلی لست اخونہ
لعلمت اینا اضعف ناصرا و اقل عددا۔ قرآن کے تحریف پر اسیوجہ سے نہ بولے بات
طبیعات کے معاذ اللہ توبہ توبہ غضب پر غضب ہی ہون وجہ اوکی صدہا احتمالات اور بعد عات
ہوئی اور جسکو اسی باعث سے بیہتی دیکہا کہے تو باوجود معصومیت کی کیونکر ممکن ہی کہ حکم
الٰہی کا خلاف فرماوین اور وصیت رسالت پناہی پس پشت ڈال دین اور تسلیم خلافت مین
چون وچرا فرماوین ہان یہہ ممکن ہی کہ بعد انتقال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم غم مفارقت مین
مبتلا رہی ہون اور بعد اوسکی جمع مصحف مین مشغول رہی ہون جسکی نسبت قسم کہائی تہی
کہ جب تک جمع نہین کرونگا چادر نہین پہنونگا۔ تفسیر صافی مین ہی۔ روی [۳] علی بن ابراہیم
القمی باسنادہ عن ابی عبد اللہ قال ان رسول اللہ قال لعلی

---

[۱] جناب امیر سے عہد لیا گیا تہا کہ امر خلافت مین جہگڑا نہ کرنا ۱۲ [۲] سلیم بن قیس ہلالی وغیرہ سے روایت ہے
کہ عمر نے علی سے کہا اگر تو ابوبکر سے بیعت نہین کریگا تو بیشک ہم تجکو قتل کرڈالینگے حضرت علی نے جواب دیا کہ اگر عہد
جو میرے خلیل نے مجہسے لیا ہی کہ جسکو مین توڑ نہین سکتا تو تو جانتا کہ ہم مین کون ضعیف تر مددگار دن والا اور تہوڑی
تعداد والا ہے ۱۲ [۳] امام ابو عبد اللہ سے روی ہی کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
علی سے فرمایا۔ ۱۲

یا علی ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوہ واجمعوہ ولا تضیعوہ کما ضیعت الیہود التوارۃ فانطلق علی فجمعہ فی ثوب اصفر ثم ختم علیہ فی بیتہ وقال لا ارتدی حتی اجمعہ قال کان الرجل لیاتیہ فیخرج الیہ بغیر رداء حتی جمعہ

اور ظاہر ہی کہ اس جمع و تالیف کے لیے ایک معتد بہ زمانہ چاہیے - اس سے فارغ ہوئی کہ حضرت فاطمہؓ کی دلجوئی اور تیمارداری مرض جانکاہ میں مشغول و مبتلا ہوئی ہونگی تو ان خلجو نوں کی وجہ سے

ع یا حیات فاطمہ رضی اللہ عنہا عقد بیعت میں تاخیر رہا ہوگا ورنہ بطور منافسہ اور منازعہ کی ہرگز ممکن نہیں کہ آپنے بیعت سے تاخیر فرمایا ہو بہرحال برخلاف روایات معتمدہ اہل سنت کے اگر اس تاخیر کے وقوع کو جو روایت منقولہ سے مفہوم ہوتا ہی تسلیم کر لیا جاوے تو فریقین کے نزدیک بروایات خود واجب التاویل اور معروف عن الظاہر ہی اہل سنت کے نزدیک تو ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق خلیفہ برحق تھے اور ادنی انحراف کبیرہ تھا تو بغرض طہارت ذیل جناب امیر تاویل واجب ہی اور شیعہ کے نزدیک اس سے بھی اظہر ہی کیونکہ امام معصوم کا خلاف حکم خدا اور رسول کرنا محال ہے تو تاویل لامتنع ہوئی باقی رہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وجاہت کا حال سو شرح نہج البلاغۃ اور تالیفات مجلسی سے خوب روشن ہی کہ خلفاء و صحابہ کے نزدیک کیسی وجاہت تھی کیا اسی کا نام وجاہت ہی کہ کوئی دقیقہ تذلیل و توہین و بے حرمتی کا (معاذ اللہ خاک بدہن دشمنان آن پاک نژاد -) اوٹھا نہ رکھا تفصیل کسیقدر سابق میں مذکور ہو چکی تو جنہوں نے خود حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حقوق غصب کیے اور ضرب و توہین کے اور گھر کو جلا ڈالا تو وہ اونکی وجاہت کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کیا رعایت کرینگے

ع ای علی قرآن میرے فرش کے پیچھے صحیفہ اور ریشم اور کاغذ میں ہی اسکو لیکر اکھٹا کریجو اور ضائع نکیجو جسطرح یہود نے توراۃ کو ضائع کر دیا پس علی نے اسکو جمع کیا زرد کپڑی میں پھر اوسپر مہر لگائی اپنے گھر میں اور فرمایا میں تا وقتیکہ اسکو جمع نہ کرلوں چادر نہ پہنونگا - کہ بعض شخص آکیے پاس آتا تھا تو بدن چادر آپ اوسکی لیتی تھے یہانتک کہ آپنے اوسکو جمع کر لیا - ۱۲

ہان اسقدر گذارش کرنا رہا جاتا ہے کہ یہہ روایت بخاری کے جسکو ہماری مجیب نسبیب نے
اپنی استدلال مین پیش کیا ہی دوسری روایت سے صحیحہ ہی معارض ہے جسمین صاف مذکور ہی
کہ حضرت علی و زبیر نے ابتدا ر انعقاد خلافت مین بیعت فرمائی اور وہ روایت ابن سعد اور
حاکم اور بیہقی نے تخریج کی ہی اور الفاظ اوسکے ملخصا صواعق سے نقل کرتا ہون ثم بایعہ
المهاجرون والانصار وصعد ابوبکر المنبر ونظر فی وجوہ القوم فلم
یر الزبیر فدعا بہ فجاء فقال قلت ابن عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحواریہ
ان تشق عصا المسلمین فقال لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقام فبایعہ ثم نظر فی وجوہ القوم فلم یر علیاً فدعا بہ فجاء فقال قلت ابن عم رسول
صلی اللہ علیہ وسلم وختنہ علی بنتہ اردت ان تشق عصا المسلمین فقال
لا تثریب یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فبایعہ اور نیز اسیکی قریب دوسری روایت
ابن حجر نے صواعق مین نقل کی ہے واخرج موسی بن عقبۃ فی مغازیہ والحاکم
وصححہ عن عبد الرحمن بن عوف قال خطب ابوبکر فقال واللہ ما کنت حریصا علی الامارۃ
یوما ولا لیلۃ قط ولا کنت راغبا فیہا ولا سالت اللہ فی سر وعلانیۃ ولکن
اشفقت من الفتنۃ وما لی فی الامارۃ من راحۃ لقد قلدت امرا عظیما

لہ پھر آپسے مہاجرین و انصار نے بیعت کی - اور ابوبکر منبر پر چڑھے اور وجوہ قوم مین نظر کی زبیر کو
نہ پایا اور اسکو بلا بھیجا وہ آئے فرمایا میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا بیٹا اور آپکا حواری تو نے مسلمانون کی جماعت کا
تفریق کرنا چاہا کہا ای رسول اللہ کے جانشین ملامت نہین پس بیعت کی پھر وجوہ قوم مین نظر کی اور علی کو نہ دیکھا بلایا وہ آئے فرمایا
میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا اور آپکا داماد تو نے مسلمانون کی جماعت کا تفریق کرنا چاہا کہا ای خلیفہ رسول اللہ کے ملامت
نہین پھر بیعت کی ۱۲ - لہ موسی بن عقبہ نے اپنی مغازی مین اور حاکم نے تخریج کی ہی اور تصحیح کی ہے عبد الرحمن
بن عوف سے کہا خطبہ پڑہا ابوبکر نے اور کہا کہ اللہ کی قسم مین امارت پر کبھی کسی دن اور نہ کسی رات حریص تھا اور نہ مین
اوسمین راغب تھا اور نہ پوشیدہ و ظاہر خدا سے اسکا سوال کیا ہے لیکن مین فتنہ سے ڈرا اور مجھ پر امارت مین کچھ
راحت نہین ہے مجھ پر ایک امر عظیم گلے مین پہنایا گیا ہون - ۱۲ -

تعالی بہ من طاقۃ ولا یدا الا بتقویۃ اللہ تعالی فقال علی والزبیر ما غضبنا الا
لانا اخرنا عن المشورۃ وانا نری ان ابا بکر احق الناس بھا انہ لصاحب الغار وانا
لنعرف شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوۃ وھو حی اور جب ہم اس
روایت مین جو ابو سعید سے مروی ہوئی اور اس روایت مین جو بخاری مین حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہوئی اور ہماری مجیب نے سبب بنانے اوسکو اپنا مستدل قرار دیا ہی
وجوہ تطبیق کو دیکھتے ہین تو ظاہر ہے کہ حضرت ام المومنین کا اون مجامع مین شریک
ہونا ثابت نہین بلکہ بظاہر نہایت مستبعد ہی اور ابو سعید خدری راوی حدیث بیعت
ضرار ان مجامع مین شریک تھے تو وہ جو کچھ بیان کرینگے اپنی مشاہدہ ومحسوس اور اپنی سماعت سے
روایت کرینگے اور بدیہی ہی لیس الخبر کالمعاینۃ تو اسلیے روایت ابو سعید کے جو مثبت بیعت
ہی بہ نسبت روایت ام المومنین کے جو نافی ہے ارجح ہوگی علاوہ ازین - حضرت
ام المومنین کے روایت متضمن نفی کو ہی اور حضرت ابو سعید کے روایت متضمن اثبات کو
اور قاعدہ ہی کہ عند الترجیح اثبات نفی پر مقدم ہے اور مثبت نافی سے ارجح واقوی ہی علی الخصوص
جبکہ اسکی تائید اس آیت وحدیث کو بھی متضمن کیا جاوی جسکو ہماری فاضل مجیب نے
منضم کیا ہی یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ومن ما
والی یعرف امام زمانہ الخ اور اس ضمیمہ سے خیال کیا جاوی کہ حضرت امیر کے شان ارفع ہی کہ
خلیفہ برحق ہی تا شش ماہ منحرف رہین - چنانچہ سابقاً بروایت بجا مجلسی گذر چکا ہی کہ تقیۃً
امرا جو رہبی مثل خدا و رسول کے واجب الاطاعۃ ہین اور اولو الامر کے زمرہ مین معدود ہین تو ان

لہ جسکی بنا اللہ کے تقویت کے مجکو طاقت اور قوت نہین تو اسپر علی اور زبیر نے کہا ہم ناخوش نہین ہوئے مگر
اسلیے ہم مشورہ سے چھوڑے گئے - اور ہم جانتے ہین کہ ابو بکر لوگون مین سب سے زیادہ اوسکے مستحق ہین کیونکہ وہ یار غار
ہین اور اونکے بزرگی اور بھلائی کو ہم پہچانتے ہین - اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی
مین نماز مین امت کا اونکو حکم فرمایا تھا - ۱۲ - ۵۲ خبر معاینہ کی برابر نہین ہوسکتے ۱۲ -

وجوہ مذکورہ سے ابو سعید کے روایت کو حسب قاعدہ رجحان و اعتبار رہوگا تو اب اس صورت مین مرجع نفی بیعت اول کا جو روایت بخاری مین ام المومنین سے ہے یا تو علم اور اعلام کی طرف ہے کہ آپکو بیعت سابقہ کی اطلاع نہین ہوئی اور یا وہ بیعت ہے جسکے بعد کچھہ ملال و شکر رنجی نہ ہی ہو چونکہ بیعت اول کے بعد بھی نے بجملہ ملال رہا تھا اور معاملہ فدک اوسکا ضمیمہ ہوکر اور باعث کشیدگی ہوگیا اور دلجوئی و تیمارداری حضرت زہرا اور بھی مشغولی اور عدم حاضری مجالس خلیفہ برحق کا سبب ہوا اوسکی بعد جب آپنے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی پاس بلاکر تفصیلاً معذرت فرمائی اور افضلیت کا اقرار کیا اور مکرر بیعت کی تو قلب شریف ملال و کدورت سے بالکل صاف ہوگیا اور عام طور پر سمجھا گیا کہ آپنے بیعت فرمائی بہرکیف جہانتک روایات مین دیکھا جاتا ہے تو آپ کا ملال یا تاخر عدم الملیۃ و صلاحیت خلیفہ صدیق رضی اللہ عنہ کی وجہ سے نہین تھا جو قادح یا مضر انعقاد ہو کہین رواۃ نے اسکو صراحۃً بیان کیا - ما غضبنا الا انا اخرنا عن المشورۃ[1] اور کہین کنایۃً روایت کیا اور کہا ولکنا کنا نری ان لنا فی ھذا الامر نصیبا اور ظاہر ہے کہ بقرینہ سیاق عبارت ہذا الامر نصیبًا سے مراد مشورہ ہی کیونکہ ماقبل اس عبارت کا یہہ ہے وجدت انہ لم یحملہ علی الذی صنع نفاسۃ علی ابی بکر ولا انکار للذی فضلہ اللہ بہ اور بعد مین مذکور ہے واستبد علینا تو اس عبارت کے ماقبل و مابعد کے لحاظ سے ہرگز یہہ معنی معلوم نہین ہوتے کہ لنا فی ہذا الامر نصیبًا سے مراد استحقاق خلافت ہو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہہ فرماتے ہون کہ ہم جانتی تھی کہ خلافت ہمارا حق ہے یہہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے اور روایت سلم کی ابو سعید سے جو تاخر بیعت پر دال ہے اوسکو شراح بخاری نے بسبب عدم

---

[1] اور لیکن ہم جانتی تھے کہ ہم کو بھی اس امر مین حصہ ہے - ۱۲ [2] اور بیان کیا کہ ابوبکر پر بڑائی اور اسکی فضیلت کے انکار نے کچھہ اسپر برانگیختہ نہین کیا جو کام کیا ہے - ۱۲

اسناد زہری کی ضعیف کہا ہی اور صواعق محرقہ مین لکہا ہی قال البیہقی واما ما وقع فی صحیح مسلم عن ابی سعید من تاخر بیعة هو وغیره من بنی هاشم الی موت فاطمة فضعیف فان الزهری لم یسنده وایضاً فالروایة الاولی عن ابی سعید هی الموصولة فیکون اصح انتہے پس بعد اس تحقیق کے ثابت ہوا کہ استحقاق خلافت خلیفہ اول سے جناب امیر کو کبہی انکار نہین ہوا اور روایت تاخیر بیعت کی مرجوح ہی اور اوس سے استدلال ہماری فضل محبوب کا صحیح نہین ہی اور نہ اونکی مفید مدعا اور اس مسئلہ کا تحریر فرمانا - انه بالعینی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان اسوجہ سے ہی کہ وہ خلافتین عند اللہ اور ہماری نزدیک اور تمہاری نزدیک حق تہی اور بیعت اہل حل و عقد سے ثابت ہوئی تہین اور جس سے وہ بیعت کرین اوسکی خلافت حق ہی تو اس مسئلہ سے اوسکا استدلال فرمایا کہ اوسکی حقیقت مین کسیکو کسیطرح کا شک نہ تہا اور ہمیشہ دانشمندونکا قاعدہ ہی کہ ایسی ہی دلائل سے استدلال کیا کرتے ہین کہ جنکی حقیقت مثل آفتاب نیمروز روشن ہو - پس یہہ دلیل بہی ایسی قضایا حقہ سے مرکب ہی کہ جسکی حقیقت عند اللہ و عند الفریقین مسلم ہی اور فی الحقیقت یہہ دلیل اوسی وقت نام ہو سکتی ہے بلکہ لاجواب ہی جبکہ اسکو تحقیقی تسلیم کیجاوی اور مقدمات حقہ سے مرکب سمجہی جاوی کیونکہ جب واقع اور نفس الامر مین اور عند اللہ و عند الفریقین صحت حقیقت خلافت کے اجماع اہل حل و عقد سے ثابت ہوتی ہی اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی بہی حقیقت خلافت اسیطرح اور اسی دلیل سے ہم ثابت کرتے ہین تو آپ ہی فرمایئی کہ اس دلیل کا کیا جواب ہی اور امیر معویہ رضہ اوسکی کیونکر تردید کر سکتے ہین اگر اسکی جواب مین یہہ کہین کہ صحت و حقیقت خلافت بیعت اہل حل و عقد سے

سلہ بیہقی نے کہا ہی کہ جو روایت ابو سعید سے مسلم مین واقع ہوئی ہی موت فاطمہ رضی اللہ عنہا تک بیعت جناب امیر و دیگر بنی ہاشم کی بابت وہ ضعیف ہی کیونکہ زہری نے اوسکو مسند نہین کیا اور نیز پہلی روایت ابو سعید سی موصولہ ہے تو وہ اصح ہوئی - ۱۲

اوسوقت مترتب ہوتی ہی جبکہ بیعت اہل حل وعقد صالح للخلافت کی واسطی واقع ہو چنانچہ خلفاء
ثلثہ کی ایسی ہوے ہی اور اگر غیر صالح کے لیی واقع ہوگی جیساکہ جناب کے لیی ہوئی
تو وہ بیعت مثبت نہوگی تو ظاہر ہی کہ یہہ تردید بالکل مردود ہی اور اسکا جواب خود جناب امیرؓ
نے اوس خط مین جو اسکی جواب مین لکہا تحریر فرمایا وہ یہہ کہ جب خداوند تعالے نے صحت
خلافت بیعت اہل حل وعقد پر رکہدی ہی تو جسکو وہ خلیفہ بناوینگی اور باختیار خود جسکی بیعت
کرینگی وہ صالح للخلافت ہوگا اسلیی اوسکی خلافت حق ہوگی کیونکہ خداوند تعالے
اوسکو ہرگز گمراہی پر مجتمع نہین فرماویگا اور اگر اوسکی بیعت خلافت باختیار خود کسی غیر صالح
للخلافت کے ماتہہ پر واقع ہو جائی تو سب گمراہ اور ضال ہوگئی اور تمام ضلالت پر مجتمع
ہوگئی اور یہہ محال ہی تو اہل حل وعقد کا کسی شخص کے بیعت پر متفق ہونا خود اوسکی صلاحیت
اور اہلیت کی دلیل ہے اور اس جواب کا کچہہ جواب نہین ہوسکتا نہ امیر معویہ اسکا کچہہ
جواب دیسکتے ہین اگر حوصلہ ہو تو آپ ہی اونکی طرف سے اسکی تردید کیجیی اور اگر اس دلیل کو
دلیل الزامی کہا جاوی تو ناقص و ناتمام ہے اور ہرگز مثبت مدعا نہوگی اور اسکی جواب مین
جناب امیر ملزم ومحجوج ہو جاینگے کیونکہ جب امیر معویہ نے بجواب اسکی اہل حل وعقد کے
بیعت پر ترتب حقیت کر لیی صلاحیت وعدم صلاحیت کا فرق نکالا تو اب
فرمائیی الزام تو باطل ہوگیا اب جناب امیر کو مرحلہ ثبوت صلاحیت واہلیت کا پیش آیا تو
اوسکو خود اس بیعت اہل حل وعقد سے ثابت نہین کرسکتے کیونکہ واقعی اونفس الامری نہین
تو دوسری کسی دلیل کیطرف مثل نص وعصمت کی رجوع فرماوینگے اور یہہ دلایل ایسی ہین کہ صدہا
مواقع وموقعلی پیش آئی لیکن کبھی ظاہر نہین کی گئین پس انکی نسبت امیر معویہ کو اونکے
ابطال مین اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ حضرت یہہ دلایل خلفاء ثلثہ کے زمانہ مین کبھی
پیش ہوئین جو آج میرے مقابلہ پیش کیجاتے ہین اور جب لوگون نے تسلیم
نہین کی تو مین کیونکر تسلیم کرون تو آپ ہی فرمائیی کہ حضرت امیر کے پاس اسکا کیا

جواب ہی اور اس مرحلے سے کیونکر خلاصی ممکن ہی بجز اسکی کہ آپ ملزم و محجوج ہون اور
اگر جناب نے کوئی امر اسوقت تراشا بھی ہو تو اوس جواب کا ملحوظ خاطر رکھنا ضرور ہوگا جو
اسکے جواب مین خود حضرت نے تحریر فرمایا ورنہ وہ بالکل لغو ہوگا اور اس قول مین جو آپنے
یہہ جملہ تحریر فرمایا (اور خصوصاً وہ فقرہ جو آپکے خاتم المحدثین اپنی تبحر علمی سے اصل
سمجھ گئی ہین یعنے لک و انت بالشام الزامی تحریر پر دال ہی کیونکہ یہہ داب تحریر نہین ہے
کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے خصم پر کوئی بات لازم کرین) معلوم نہین آپنے کس
حالت مین یہہ جملہ تحریر فرمایا کہ مدعا صحیح ہی نہ دلیل دعوی کے مطابق اور اسکی مثبت ہے
اب سنیئے کہ حضرت خاتم المحدثین ع کی نسبت الزاماً تحریر فرمایا کہ وہ جملہ لک و
انت بالشام کو اپنی تبحر علمی سے اصل سمجھ گئی تو اس جگہ اصل و فروع کو کیا دخل ہی اور
یہان اصل سے کیا مراد ہے اور اسکی اصل ہونے کی کیا وجہ ہے خط مذکور مین جناب
امیر نے اول اپنا دعوی ذکر فرمایا اور وہ یہہ ہی جملہ یہی یعنے لک و انت بالشام
اور اسکے بعد اسکی دلیل بیان فرمائی پس جملہ مذکورہ اس اعتبار سے کہ مکتوب مین داخل ہے
اصل ہے اور اس اعتبار سے بھی اصل ہی کہ دعوی مقصودہ ہی جسکا اثبات مدنظر ہی
پھر حضرت شاہ صاحب کو الزام دینا کہ وہ اپنی تبحر علمی سے اصل سمجھ گئی اور گویا فی الحقیقت
اصل نہین ہے سراسر نافہمی ہی قطع نظر اس سے جسجگہ حضرت شاہ صاحب نے اس خط کو
نقل فرمایا ہی اور اسپر بحث کی ہی چنانچہ ہماری فاضل مجیب بھی اسجگہ سے اس خط کو نقل
فرماتے ہین وہان اس جملہ کا کچھہ مذکور نہین ہے اور نہ اسکی اصالت و عدم اصالت سے
تعرض فرمایا ہی اور اس جملہ سے تعرض کرنیکے کوئی وجہ بھی نہین ہی کیونکہ یہہ محض دعوے
ہی دعوی ہی اگر بحث و گفتگو واقع ہوئی ہی تو دلیل کی نسبت ہی کہ دلیل مقدمات
الزامیہ مسلمہ خصم سے استدلال فرمایا ہی یا مقدمات حقہ ثابتہ فی نفس الامر سے اور اس
جملہ کی اصالت و عدم اصالت کو دلیل کی تحقیقی و الزامی ہونے سے کیا تعلق غرض

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی اصابت سے تعرض فرمایا اور اگر ہو بھی تو اسکی اصابت میں کچھہ تردد نہیں مدعا حاصل ہوا ہی کرتا ہی - پس یہہ الزام محض لغو اور پوچ ہے جسکا مدار ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی ہی تحفہ کے جوابات میں کہیں کچھہ مضمون دیکھا ہوگا بے سمجھے اسکو کچھہ سے کچھہ نقل و ترجمہ کر دیا اسکے بعد یہہ لکھنا کہ یہہ جملہ الزامی تحریر ہونی پر دال ہے سراسر بیخبری و نافہمی محض ہی مدعا کو دلیل کے الزامی تحقیقی ہونے پر دلالت سے کیا علاقہ اسکی کیسی خواہ دلیل الزامی ہو خواہ تحقیقی ہو وہ ہر طرح اپنا مسلمہ ہی اور خصم کا غیر مسلمہ اگر اسکا ثبوت صحت و حقیقت نفس الامری و عند الخصم مطلوب ہوگا تو دلیل تحقیقی ذکر کیجاویگی ورنہ اگر صرف اسکات و الزام خصم مقصود ہوگا تو دلیل الزامی ذکر کیجاوی گی پس یہہ کہنا کہ یہہ جملہ تحریر کے الزامی ہونے پر دال ہی حضرت کے کمال تبحر علمی پر دال ہی ہاں حضرت کی تبحر علمی سے کچھہ بعید نہیں کہ اس جملہ میں جو لفظ الزامی کا واقع ہوا چونکہ مادہ الزام کا تھا تو اس سے جناب نے اپنی تبحر علمی کے بدولت سمجھا ہو کہ یہہ مادہ الزام اس تحریر کے الزامی ہونے پر دال ہی اسکی بعد اسکی دلیل ارشاد ہوئی کیونکہ یہہ داب تحریر نہیں ہے کہ اپنی مسلمات کو بیان کرکے خصم پر کوئی بات لازم کریں سبحان اللہ یہہ دلیل اور یہہ حضرت کے تبحر علمی خصوصاً مناظرہ والی پر صحیح دلیل ہے کیوں حضرت یہہ دلیل جو جملہ لزمتک وانت بالشام کے الزام ہونے پر وارد فرمائے ہیں اوسکو کیونکر مثبت ہی ذرا سمجھا ہی تو سہی کاش آپکے ان افادات تازہ کو کوئی منصف لبیب دیکھے اور آپکو آپکی علم اور فہم اور مناظرہ والی کی داد دی اس عبارت سے صاف مستفاد ہوتا ہی کہ جملہ لزمتک وانت بالشام کو بھی آپ مسلمات خصم سے سمجھی ہوئی ہیں حالانکہ یہہ مدعا ہی یہہ اگر مسلم خصم ہو تو وہ خصم ہی کیوں بنی اور دلیل سے اوسکی اثبات کی ہی کیا ضرورت پڑی ای حضرت یہہ دعوی ہی جو صرف اپنا ہی مسلم ہی اور خصم اسکا منکر ہی اب اس دعوی کا دلیل سے ثابت کرنا مطلوب ہی قطع نظر اس سے ہم پوچھتے ہیں اس قول سے کہ یہہ داب تحریر نہیں کہ اپنی مسلمات سے خصم پر کوئی

بات لازم کرین) کیا مراد ہی اگر یہہ مراد ہی کہ ایسی اقوال سی جو صرف اپنی ہی مسلمات
ہین اور خصم اونکو تسلیم نہین کرتا اور واقعہ اور نفس الامر کی اعتبار سی مسلم ہین خصم پر کوئی
بات لازم کرنا داب تحریر نہین تو صحیح و مسلم لیکن آپکو مفید نہین کیونکہ اس دلیل کی
نسبت ہم کب کہتی ہین کہ صرف جناب امیر کی ہی مسلم ہی اور باعتبار واقع کے غیر
مسلم ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ اپنی مسلمات سی گو وہ حقہ واقعہ اور مسلم خصم ہی کیون
نہون اونسی خصم پر کسی امر کا لازم کرنا خارج از داب تحریر ہی تو غلط ہی اور اوسکی غلطی
ایسی بدیہی ہی کہ اوسپر حاجت دلیل پیش کرنیکی بھی نہین اور ہم اس دلیل کو
ایسا ہی کہتے ہین مثلاً کوئی شخص اہل اسلام مین سے کسی مسلمان پر قرآن کے آیت
پیش کرے یا حدیث پیش کرے یا اجماع پیش کرے تو اوسکو کوئی الزامی دلیل نہین
کہیگا حالانکہ اوسی اپنی مسلمات سی خصم کو الزام دیا جاتا ہی غرضکہ یہہ مسئلہ بجب
غریب ہی جو حضرت کی بحر علمی کو آشکارا طور پر بیان کرتا ہی اور علم و فہم و مناظرہ
دانے کا دورا پورا اندازہ بتاتا ہے **قول** جناب امیر علیہ السلام چونکہ بحجت خدا تھی
خصم پر یہی حجت ختم فرماتی تھے کہ پھر جواب کا موقع نہ رہی۔ **اقول** اس دلیل کا
ایسی حجت ہونا جسکے پھر جواب کا موقع نہ رہی اوسوقت ممکن ہی جبکہ اسکو باتباع
اہل سنت دلیل تحقیقی و اداہجادی اور اوسکی موجب حضرت امیر کا بحجت خدا ہونا
بھی معقول شیعہ ثابت ہو جائیگا اور اگر اس دلیل کو حسب تقریر علماء شیعہ دلیل الزامی
کہا جاوے تو پھر یہہ دلیل ہی تمام نہین ہو جاتی کہ امیر جواب ہو اور حضرت کا بحجت
خدا ثابت ہونا لازم آوے ہان لازم ختم ہونا لازم آئیگا چنانچہ مفصلاً ہم ابھی گذارش کرآئے ہین
قول جناب امیر کا بعد انتقاد بیعت و خلافت خلیفہ اول جب حضرت کو بیعت کرنے سی
توانے فرمایا کہ تمنے قرابت رسول کے ذریعہ سی انصار سی خلافت لی ہی اب تم ہی انصاف
کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کون اقرب ہی چونکہ تمنی حق پایا ہی حق دوا

جواب بجز سختی و درشتی حسب عادت خود خلیفہ ثانی نے کچھہ نہ دیا اور جواب ہی کیا تھا
چنانچہ یہہ کل حال کتب معتبرہ تواریخ مثل روضۃ الصفا وغیرہ مین مفصل و مشرح مندرج ہی
اقول اس کلام مین بوجوہ چند بحث ہے کلام ہے اولاً اس قصہ کو اہل سنت کی معتبر
کتابون سے ثابت کیجیے اسکے بعد جواب لیجیے اور کتب معتبرہ کے اندراج کی نسبت جو کچھہ
آپنے تحریر فرمایا اگر معتبرہ سے اپنی کتب معتبرہ مراد ہین تو ہم پر حجت نہین اور اگر ہماری
معتبرہ مراد ہین تو پہلے اعتبار ثابت فرمایئے اور روضۃ الصفا کا معتبر ہونا غیر مسلم ہی ثانیاً
خود آپکے یہان کتب معتبرہ مین سطح مروی نہین نہج البلاغہ جو ہمارے نزدیک معتبر کتاب ہی
اسمین لکھا ہی ومن کلام لہ علیہ السلام لما انتہت الی امیر المومنین انباء السقیفۃ
بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ما قالت الانصار قالوا قالت
منا امیر ومنکم امیر قال فہلا احتججتم علیہم بان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وصی بان یحسن الی محسنہم ویتجاوز عن مسیئہم قالوا وما فی ہذا من الحجۃ فقال
لو کانت الامارۃ فیہم لم تکن الوصیۃ بہم ثم قال فما ذا قالت قریش قالوا احتجت بانہا
شجرۃ الرسول فقال احتجوا بالجیرۃ واضاعوا الثمرۃ انتہی - دیکھو نہ اس مجلس مین خلیفہ
ثانی کا حاضر ہونا ہی نہ حق خلافت کا مطالبہ ہے نہ خلفاء سے کلام و گفتگو ہی نہ
باہم کچھہ سختی و درشتی ہی ہمین صرف اسقدر مذکور ہی کہ جب آپکو سقیفہ کے خبر سن پونہچی تو آپنے
حال دریافت فرمایا اور یہہ کلام فرمایا اور اگر وہی روایت معتبرہ ہوتی تو وہی آپکے
رضی صاحب نقل فرماتے کہ اول علی المقصد انتہی - ثالثاً یہہ مطالبہ اپنی حق کا کرنا

لہ اور آپکی کلام مین ہی جبکہ سقیفہ کے خبر سن بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپکے پاس پونہچی پوچھا انصار نے کیا کہا اور ہمارے
جواب دیا کہ انصار نے کہا ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم مین سے فرمایا تمنے انپر یہہ دلیل کیون نہ پیش کی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہی کہ انکی نیکو کارون کے ساتھہ احسان کیا جاوے اور انکی خطاؤن سے درگذر کیجاوی
اور ہمنے کہا کہ ہمین تو کچھہ حجت نہین ہی فرمایا اگر وہ ہمین امارت ہوتے تو انکی وصیت ہمارے حق مین فرماتے انہون نے قریش نے کیا کہا
کہا کہ قریش یہہ دلیل لائے کہ وہ رسول کے درخت مین ہی رسول اور وہ ایک درخت کی شاخین ہین بس فرمایا
درخت سے استدلال کیا اور پھل کو چھوڑ دیا ۱۲ -

اور خلفاء کے ساتھ معاملہ خلافت میں چون وچرا کرنا سراسر خلاف حکم الٰہی و وصیت
رسالت پناہی ناجائز اور حرام تھا تو کیونکر ممکن ہے کہ آپ باوجود عصمت کے مرتکب
معصیت کے ہوتے چنانچہ ہمکو ایک خطبہ میں جسکا شروع یہہ ہے ومن کلام لہ
بیعۃ عثمان فرماتے ہیں واللہ لم اسلمہ ولم اسلم امر المسلمین ولکن فیہا جور الخ تو اس سے معلوم ہوا کہ یہہ روایت
بالکل غلط اور موضوع ومفتری ہے ۔ رابعاً جب ہم نفس اس الزام میں تامل کرتے
ہیں تو اسکو غلط اور پوچ پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اس دلیل سے ہرگز احتجاج
صحیح نہیں ہو سکتا ہے اور نہ کوئی عاقل اس دلیل کو لائق احتجاج سمجھ سکتا ہے کیونکہ
یہہ دلیل حضرت نے اپنی حقیت خلافت کے لیے حسب زعم اولیا سامی فرمائی ہے
پس ہم دیکھتے ہیں کہ اس سے آپکی حقیت خلافت کسیطرح ثابت نہیں ہوتے کیونکہ
آپکی اس قول سے کہ قریش نے شجرہ کو پکڑا اور ثمرہ کو ضائع کیا یا یہہ مراد ہے کہ بعد کو لیا
اور اقرب کو چھوڑ دیا تو اس سے آپکی خلافت متنازعہ فیہا یعنی بلافصل ہرگز ثابت
نہیں ہوتے بلکہ اس تقریر سے لازم آتا ہے کہ حضرت عباس وعقیل احق بالخلافت ہیں
کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب العصبات ہیں اعمام کا درجہ بنی الاعمام
سے مقدم ہے ۔ یا یہہ مراد ہے کہ اصول کو لیا اور فروع کو چھوڑا تو اس سے بھی واضح ہے کہ
جناب امیر اسمیں اپنی آپکو فروع ہونے سے تعبیر فرماتے ہیں حالانکہ ابن العم فروع
میں داخل نہیں اور اگر اقربیت بالخلافت فروع کے لیے ثابت ہوگی تو جناب حسنین
بہ نسبت جناب امیر احق بالخلافت ہونگے اور اگر فرعیت مجازیہ مراد ہے تو قطع نظر اس سے کہ ایسی
امور میں مجازیہ کو دخل نہیں اور لفظ شجر اور ثمر اوس سے ابا کرتا ہے یہہ لازم آتا ہے کہ ابناء
بنین زیادہ احق بالخلافت ہوں غرض یہہ دلیل کسی طرح پر ٹھیک نہیں بیٹھتی اور کسی کام کی سند
نہیں ہوتے ۔ ایسی واہی دلائل کا حضرت کے طرف منسوب کرنا گویا آپکی حجت
خدا ہونے میں قدح کرنا ہے کہ معاذ اللہ حضرت کو سلیقہ استدلال کا کچھ بھی نہیں تھا

خاسا ظاہر ہی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو اوسوقت سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے
دعوی خلافت کے تردید میں جو دلیل پیش کے تھی جسکو سب نے تسلیم کیا اور کسی چون وچرا
نہیں کی اور جو متفق علیہ فریقین ہے وہ یہہ حدیث ہی کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
الائمۃ من قریش ۔ صورت استدلال یہہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نص سے
امامت کا خاص قریش میں ہونا ثابت ہوا کہ جسمیں انصار شریک نہیں ہوسکتے تو انصار کا
استحقاق باطل اور انکا مطالبہ بے محل ہوا اور اس حدیث متفق علیہ شیعہ و اہل سنت سے
یہہ بھی واضح ہی کہ جب امامت قریش کا ہی حق ہی تو نفس اس حق میں تمام قریش متساوی
الاقدام ہیں کیونکہ الفاظ نص سے کسکی تخصیص و ترجیح مفہوم نہیں ہوتے اور ظاہر ہی
کہ خداوند کریم کے نزدیک اوسکے عباد میں سے محترم وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو اسلیے
ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ارشاد ہوا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک
پیارا وہی ہے جو احکام الٰہی کا زیادہ مطیع ہو خواہ حبشی ہو یا عبد عربی یا عجمی چنانچہ شرح
نہج البلاغۃ میں آپ سے نقل ہوا ہی ان ولی محمد من اطاع اللہ وان بعدت لحمۃ وان
عدو محمد من عصی اللہ وان قربت قرابتہ اسیواسطے خداوند کریم نے
حضرت نوح کے فرزند کی نسبت انہ لیس من اھلک فرمایا تو اس سے صاف ظاہر ہی کہ
مدار قرب کا قرب قرابت پر نہیں بلکہ اوسکی لیے دوسری اوصاف کی ضرورت ہی تو اس سے
درضح ہوا کہ اس حدیث میں حضرت نے خاص قریش ہی کو اس فضل خاص کے ساتھہ
مخصوص فرمایا کہ الائمۃ من قریش یہہ خصوصیت محض توقیفی ہے عقل کو اس میں دخل نہیں
ہی اور قاعدہ ہی کہ جو امر شارع علیہ الصلوۃ سے خلاف قیاس ثابت ہوا اسکا تعدیہ نہیں
ہوسکتا اور شیعہ کے نزدیک تو قیاس عموماً یوں بھی جائز نہیں ہی حضرت خلیفہ اول رضی

---

۱ امام قریش میں سے ہونگے ۱۲ ۲ خدا کے نزدیک تم میں بزرگ تر وہی ہی جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو ۱۲
۳ محمد کا دوست وہی ہو خدا کا دوست ہی اگرچہ اوسکی قرابت بعید ہو اور محمد کا دشمن وہی ہو جو خدا کا نافرمانی کرے اگرچہ اوسکی قرابت قریبہ ہو ۱۲

اگر اس حدیث سے انصار کی امامت کو رد کیا تو اپنی نص سے رد کیا جو خلاف قیاس مخصص تو تھی ہی تو اگر جناب امیر نے اوسکا سنکر یہہ فرمایا ہو احتجوا بالشجرۃ واضاعوا الثمرۃ جیسا کہ شیعہ کا زعم ہے اور واقع مین ایسا آپنے نہین فرمایا ہوگا تو گویا آپنے خلاف قیاس نص مین قیاس کیا اور یہہ ایسی خطا ہے کہ مجتہدین امت سے بھی صادر نہین ہوسکتی آپکے شہید ثانی نے معالم الاصول مین تحریر فرماتے ہین القیاس ھو الحکم علی معلوم بمثل الحکم الثابت لمعلوم اخر لاشتراکھما فی علۃ الحکم فموضوع الحکم الثابت بیسے اصلاً و موضوع الاخر یسے فرعاً والمشترک جامعاً وعلۃ وھی اما مستنبطۃ او منصوصۃ وقد اطبق اصحابنا علی منع العمل بالمستنبطۃ الا من شذ وحکی اجماعھم فیہ غیر واحد منھم وتواتر الاخبار بانکارہ عن اھل البیت علیھم السلام وبالجملۃ فمنعہ بعید من ضروریات الدین واما المنصوصۃ ففی العمل بھا خلاف بینھم وظاھر المرتضی المنع ایضاً الخ اور نیز اس متفق علیہ نص سے یہہ بات بھی ثابت ہوئی کہ تخصیص ائمہ اثنا عشر کے غلط اور بلا دلیل ہے کیونکہ جب ایک حکم ایک بڑی قبیلہ کیطرف عموماً نسبت کیا گیا ہو وہ اوسکی تمام افراد کو شامل ہوگا اور اس قبیلہ کی افراد مین سے جسکو وہ حکم پایا جائیگا معتبر اور صحیح ہوگا ورنہ ظاہر ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے بابت نص فرماتے کہ ائمہ کے ہی واسطے ہے تو الائمہ من قریش کی کیا ضرورت تھی پس معلوم ہوا کہ وہ نص محض حضرات کی تراشی ہوئی ہی الغرض یہہ الزام ایسا واہی الزام ہے کہ ہمکو جیسکو بلکہ ذرا سی بھی عقل ہوگی وہ اس الزام کا جناب امیر کیطرف منسوب کرنا نہایت مشنیع سمجھیگا اور حضرات شیعہ کو اسی پر کیا کچھہ افتخار و ناز ہی اور اسیکو لاجواب سمجھتے ہین افسوس کہ ایسی وقت مین تمام منصوص وصایا حضرت کو فراموش ہوگیی اور یاد آیا تو یہہ ایک ناقص دلیل سنہ لال مادر آیا فاعتبروا یا اولی الالباب **قولہ** اسیطرح اس خط مین معویہ کو الزاماً تحریر فرماتے ہین کہ تو خلفا رسابقہ کی خلافت کو حق جانتا ہی اور مہاجرین

وانصار کا شوری حجت سمجھتا ہی میری بیعت بھی تجھپر لازم ہے کیونکہ یہہ بیعت بھی اون
اشخاص نے کی ہی کہ جنہون نے خلفاء سابقہ کی بیعت کی تھی **اقول** حضرت
خط کے آخر جملونکی سطلب کا خلاصہ بھی تو ذکر فرمایا ہوتا تاکہ بزعم سامی الزام کو اور
زیادہ تقویت ہوتی - آخر کس مصلحت سے اونکی مضمون کو ترک کیا ہی ہم سابق مین تفصیل کے
ساتھہ گذارش کرآئی ہین کہ یہہ دلیل دلیل الزامی نہین ہوسکتی اور یہہ جو ہماری فاضل
مجیب اپنی کمال نیچر اور تدین سے فرمارہی ہین کہ تو خلفاء سابقہ کی خلافت کو حق
جانتا تہا اور مہاجرین وانصار کا شوری حجت سمجھتا تہا یہہ ہرگز اون الفاظ سے
مفہوم نہین ہوتا اگر اس عبارت کے یہہ معنی ہون تو مصداق مثل المعنی فے بطن الشاعر کا
ہوگا اور کیا ضرورت ہی جو بے ضرورت خلاف اصل ارتکاب حذف کا اختیار کیا جاوے
پس صاف اور سیدہا مطلب اوس عبارت کا یہہ ہی جو ہم کہتے ہین کہ جناب نے تحریر فرمایا
میری ہاتھہ پر سابقین خلفاء نے بیعت کی ہی اوسمین کسی حاضر وغائب کو چون وچرا
کی گنجایش نہین ہے کیونکہ شوری کا استحقاق صرف مہاجرین وانصار ہی کو ہی جب وے
کسی امر پر مجتمع ہوجاوین اور کسیکو امام بنالین تو اوسمین خدا کی رضامندی ہے اور اگر
کوئی طعن یا بدعت کرکے اوسمین سے نکلی اوسکو اوسمین لوٹاؤ اور اگر انکار کرے تو
لڑو - اور خدا اوسکو جہنم مین ڈالیگا - آپ اس مضمون کو بھی مطابق اصل عبارت کے سمجھیے
اور اپنی مدعا کو بھی مطابق کیجیے اور انصاف سے دیکھیے کہ کونسا ترجمہ مطابق عبارت
کے ہے پھر انکمین کہولکر دیکھیے کہ الزام ہے یا تحقیق واللہ ہوالموفق **اقول** آپکے خادم الحقیر جو
یہہ فرماتے ہین کہ دیرپا یہی ہے کہ بیعت مہاجرین وانصار را کہ ہرگز بدعوی پوشیدہ
نبود اگر بجوی می شمرد چرا در حیات حضرت امیر در مجالس ومکاتیب خود ذکر میکرد
انتہی - بقدر حاجت - اسکا جواب یہہ ہی کہ یہہ لازم نہین کہ ہر آدمی اپنے ہر قول
وفعل مین ہمیشہ صواب پر ہی ہو اور اسکے افعال واقوال مین تناقض نہو بلکہ اہل ہوا

وصحاب دنیا کا یہہ ہی حال ہی کہ جسمین اپنا نفع دیکھتے ہین وہ اختیار کرتے ہین جب خلفا
ثلثہ کی خلافت مین اپنا دنیوی فایدہ دیکھا اونکی صحت وحقیقت خلافت کا قایل ہو گیا
اور جب سمجھا کہ جناب امیر علیہ السلام کے صحت خلافت مین وہ فایدہ دنیوی نہی گا منکر
باغی ہوگیا ورنہ آپ ہی فرماوین کہ اگر معویہ خلفا ثلثہ کی صحت خلافت پر مہاجرین وانصار
کی بیعت کا قایل نتھا تو اونکی خلافت اوسکے نزدیک کیونکر اور کس دلیل سے ثابت ہوتی تھی کیا
معویہ جو رجال المومنین اور اصحاب رسول اللہ صہ سے ہی اجماع اہل حل وعقد کو حجت نجانتا تھا
اور وہ بھی مثل روافض نص وعصمت وافضلیت کا قایل نتھا یا اوسکے نزدیک خلافت کے
اور شرطین نہین اگر یہہ بات ہی تب بھی اجماع حجت نرہا اور خلیفہ اول کے خلافت
جو اجماع سے ثابت ہی اور اہل سنت کا اسپر ہی مذہب درست نرہی **اقول** اگرچہ اسکا جواب
ماری کلام سابق سے واضح ہے لیکن چونکہ حضرت مجیب کو عبارت تحفہ کی فہم مین
غلطی ہوئی اور یہہ مضمون اسپر بطور اعتراض بیان فرمایا اسلیے آپکے خوش فہمی کا اظہار
ہی واجبات سے ہی پس صحیح ہو کہ ای حضرت میر صاحب سخن فہمی جناب پر ختم ہے
جواب تو آپنے تحریر فرمایا لیکن پہلے تحفہ کی عبارت کا مضمون تو سمجھا ہوتا بے سوچی
سمجھی آپ شتاب یہ نہین لکھہ دینا کونسی عقل کا کام ہی چونکہ تحفہ عام طور پر جگہ
دستیاب ہوتا ہی مثل عبارت کے کچھہ ضرورت نہین صرف بیان مضمون پر اکتفا
کرتا ہون اور اوسکے بعد آپکی جواب کے خوبیان ظاہر ہو جاینگی حضرت خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ
اس دلیل کے الزامی ہونے کی ابطال مین فرماتے ہین کہ اگر یہہ دلیل الزامی ہو تو الزامی
دلیل کے واسطے لازم ہی کہ اوسکے مقدمات مسلم عند الخصم ہون - اور امیر معویہ کے نزدیک
یہہ مقدمات کب تھے اوسکا مذہب جو اوسکی خطوط سے جو حضرت امیر کی خطوط کی
جواب مین لکھے اور امیہ وزیدیہ کی کتابون مذکور ہین ظاہر ہوتا ہی وہ یہہ ہی کہ جو مسلمان
قریشی کہ مہمات امت کو سرانجام کرسکے اور تنفیذ احکام وجہاد کفار وسیاست رعایا

اور تجہیز جیوش اور سد ثغور پر قادر ہو اور مسلمانونمین سے ایک جماعت اوسکے ہاتھہ پر بیعت کرلین
خواہ وہ جماعت اہل مدینہ اور مکہ ہون یا اہل عراق و شام وہ امام ہے اور جسکے اندر یہہ صفات
مذکورہ پائی جائین اور اوسپر قادر ہو اور دفع مفاسد نکر سکے گو وہ مہاجرین اولین سے ہو
اور اگرچہ اوسکی ہاتھہ پر مہاجرین و انصار نے بیعت کی ہو وہ صالح اور اہل للامامۃ نہین اور
بیعت اہل حل و عقد سے وہ امام نہین ہو سکتا پس جناب امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت امیر معویہ رض
کے نزدیک اسیواسطے صحیح نہین ہے کہ اوسکے زعم مین جناب مین یہہ اوصاف مفقود تہے
بلکہ علاوہ فقدان اوصاف کی کہ جو خلافت کی لیے شرائط ہین بوجہ اتہام قتل عثمان رضی اللہ عنہ
اور اوسکی قاتلین کے حمایت کے حضرت کو غیر مصلح اور ساعی فی الارض بالفساد گمان کرتا
تہا چنانچہ بارہا مجالس و مکاتیب مین اوسکا ذکر کیا اور طنز و تعریض کے طور پر تخطیہ کیا تو ایسی
حالت مین جبکہ اوسکی نزدیک معاذ اللہ جناب امیر مین شرائط صحت خلافت ہی مفقود
ہین اور آپ اہل اور صالح للخلافت ہی نہین ہین تو بیعت مہاجرین و انصار اوسکی نزدیک
کیا حقیقت و وقعت رکہہ سکتی ہے اور یہہ بیعت اوسکی نزدیک کیونکر صحیح اور مسلم ہو سکتی
ہے اور اس بیعت سے اوسپر کیونکر الزام دیا جا سکتا ہی بخلاف خلفا رضی اللہ عنہم کی کہ بحول اللہ
و قوتہ ان سب صفات کے ساتہہ متصف تہے مرتدین کی قوت و شوکت کو اون ہی کی ہمت
عالیانے خاک مین ملایا کسری و قیصر کے بڑی بڑی سلطنتین اون ہی کی حسن تدبیر سے
پایمال ہو کر اہل اسلام کے قبضہ مین آئی شرق سے غرب تک اسلام کا شیوع اون
ہی کی قوت ایمانی اور نیک نیتی کا ثمرہ ہے اور اون ہی کے نامہ اعمال مین ثبت ہے
جناب امیر اسیواسطے ہمیشہ حسرت سے فرماتے رہی ابتلیت بقتال اہل القبلہ
اور اس سے زیادہ اوسکی قوت و شوکت ہمت و شجاعت حسن تدبیر کی کیا دلیل
ہو سکتی ہے کہ اونہون نے امت کو بزور و زبردستی ایسی شخص کے ہاتھہ سے
کیا جو شجاعت مین یکتا اور تہور مین لاثانی اور جرأت مین بے مثل تمام قوم عاد کو تن تنہا

ایک لمحہ مین دار الفنا کو پہنچا دیا اور منصوص من اللہ اور منصوب من الرسول تھا موت وحیات کا
بھی اوسکو علم تھا بلکہ اختیاری تھی اگر تمام روی زمین کے آدمی بھی اوسکے مقابلہ مین ہون
تو کچھہ پرواہ کرنے والا نہ تھا فی الواقع ایسی شخص سے زبردستی غصب کرنا بڑی شجاعت اور
عقل کی دلیل ہے بلکہ اس سے زیادہ یہہ ہی کہ معاذ اللہ توبہ توبہ خدا و رسول سے ہٹکر بکمال تاکید
و تشدید ایجاب الناس کو اعقل الناس کو فرمایا کہ تو اونکی مقابلہ مین چون وچرا کچھہ نکیجو اور
بھولی سے بھی کبھی اپنی حق کا نام نہ لیجو اور اونسے بیعت بھی کر لینا اور جسطرح گذری تقیہ کے
پردہ مین اطاعت واشتی سے گذرنا پس جب اونکی اندر یہہ کمالات وجوہر تھی تو جب
اہل حل وعقد نے اونکے ہاتھہ پر بیعت کر لی تو معویہ کو اسمین کیا چون وچرا کی گنجایش تھی اور کسی
متدین عاقل کو اوسمین چون وچرا نہین ہوسکتی اب اسپر آپکا یہہ فرمانا کہ اگر معویہ نے
صحت خلافت خلفاء پر بیعت مہاجرین و انصار کا قائل نہ تھا تو اونکی خلافت اوسکے
نزدیک کیونکر اور کس دلیل سے ثابت ہوئی تھی) بالکل لغو اور پوچ ہوگیا منشا اوسکا یہہ تھا
کہ مطلب عبارت کا نہین سمجھے اور بعد اوسکے یہہ فرمانا کہ کیا عصمت بعض افضلیت کا
قائل تھا یا اوسکی نزدیک اور شرطین تھی تب بھی ثبوت خلافت باجماع نہ ہا) اوس سے بھی
زیادہ لغو اور بیہودہ یہی عبارت تھی کو سمجھے اوس سے بخوبی واضح ہی کہ اوسکو کون امر تسلیم
خلافت جناب امیر سے مانع تھا اور وہ خلفاء ثلثہ مین موجود ہی یا مفقود نہ اوسکی
نزدیک تو الکل ثلثہ شرط خلافت تھی نہ کوئی اور شرط تھی بلکہ بیعت اہل اسلام کو مع وجود الاہیہ
و بھا لحیہ شرط خلافت کہتے تھا جو اوسکی زعم مین جناب امیر مین مفقود تھی اور خلفاء
ثلثہ مین موجود - پس بروی اوسکی مذہب کے خلفاء ثلثہ رض کی صحت خلافت مین تامل و تردد
نہین ہوسکتا رہا یہہ الزام کہ امیر معویہ نے جبتک خلفاء ثلثہ کی خلافت مین اپنا دینوی
فائدہ دیکھا اونکی حقیت خلافت کا قائل رہا اور جب سمجھا کہ جناب امیر کی خلافت مین
وہ فائدہ نہی گا منکر و باغی ہوگیا عجیب و غریب ہی کیا آپکی نزدیک امیر معویہ بھی مثل

جناب امیر کی محدث و عجب دان تہا کہ وہ اول ہی سمجہہ گیا کہ حضرت کی خلافت مین وہ فایدہ نرہی گا کیا امیر معویہ زیاد بن ابی سفیان سے بہی زیادہ برا تہا کہ آپنے اوسکو عامل مقرر فرمایا اور امیر معویہ کو نکر سکے - علاوہ ازین اگر آپکی نزدیک یہہ امر شنیع ہی تو آپکی حضرت محمد بن حنفیہ نے جناب سید الشہدا کی رفاقت ترک کی اور یزید کی خدمت اور استانہ بوسی کا احرام باندہ دشتان مینہا - آپکی صحابہ مقبولین نے جناب امیر کیخدمت چہوڑکر خلفا کا عامل ہونا قبول فرمایا - پس آپکی نزدیک اگر یہہ حضرات مطعون بطلب ہیناہین تو امیر معویہ بہی سہی اور جو جواب یہان دین وہ ہی وہان ہی قبول فرماوین - **قولہ** واقعی یہہ الزامی حجت جناب امیر نے اوسپر ایسی ختم فرمائی تہی کہ اوسکا کچہہ جواب ندیسکا اور حرف دو کاغذ سفید و سادہ بہیجدہ کرکے اور یہہ عبارت لکہکر سن معویہ بن ابی سفیان نے علی بن ابی طالب بہیجدی ہی چنانچہ ابن ابی الحدید نے زبیر بن بکار سے جو محدثین اہل سنت سے ہے نقل کیا ہی کہ اوسنے جریر بن عبد اللہ بجلی سے ایک طویل روایت کے ضمن مین روایت کی ہے فلما جاء ھذا الکتاب وصل بین ابیضین ثم طوا بھما وکتب عنوانھما من معویۃ بن ابی سفیان الی علی بن ابیطالب ووقعھما الی لا اعلم ما فیھما ولا اظنھما الا جوابا او بعث معی رجلا من بنی عبس لا ادری ما معہ فجئتہ حتی قدمنا الکوفۃ واجتمع الناس فی المسجد لا یشکون انھا بیعۃ اھل الشام فلما فتح علی الکتاب لم یجد شیئا انتہی پس جو مذہب اسکا آپکی خاتم المحدثین نے لکہا ہی اگر وہی ہوتا تو اس خط کی جواب مین کیون نہ اسکو لکہا اس سے صاف ظاہر ہی کہ یہہ حجت الزامی اوسپر ایسی ختم ہوئی تہی کہ بجز سادہ کاغذ کچہہ جواب ندیسکا کیونکہ ایسی مجبوری الزامی حجت ہی مین ہوسکتی ہی ورنہ اور قسم کا جواب تو ہر شخص اپنی عقل کے موافق دے سکتا ہی **اقول** امیر معویہ نے کے جواب ندینے اور سادہ کاغذ لپیٹکر بہیجنے کی نسبت جو کچہہ لکہا وہ حضرت کے باوجود ادعائی ہمہ دانی کے کمال بیخبر علمی پر صحیح دلالت کرتا ہے اور اوسکی تمکذیب ہماری پہلی قول سے جسمین ہیثمی ابن ہیثم سے جواب

ا - یہہ جناب امیر کے خط کا جواب دینا اور اوراق نہ بہیجنا اور سادہ کاغذ لپیٹکر بہیجنا جواب ہی جو حضرت نے امیر معویہ کے خط کا جواب مین بہیجا تہا

اور جواب الجواب نقل کیا ہی کما حقہ ہوتی ہے اور ابن ابی الحدید باوجود معتزلی ہونی کے اگرچہ
علمار شیعہ کے نزدیک فی الجملہ معتبر ہی لیکن بمقابلہ ابن ہیثم اسکا قول ہرگز قابل احتجاج
نہین ہوسکتا ہی اور اہلسنت پر اسکی قول و روایت سے حجت لانا ہماری فاضل مجیب جیسی مناظرہ
دان کا ہی کام ہی غرض آپ شرح ابن ہیثم دیکھہ لیجیئے آپکو ابن ابی الحدید کی روایت کی غلطی
معلوم ہوجائیگی اور ثابت ہوجائیگا کہ امیر معویہ نے ایسا جواب دیا کہ اگر یہہ تحریر الزام ہو
تو آپ پانچم و پنجم ہون اور اگر بالفرض سادہ کاغذ ہی پیچیدہ کرکے بھیجدیا تو اس سے ہماری مجیب
لبیب کا یہہ مطلب سمجھنا کہ چونکہ جواب کچھہ ندی سکا اسلیئے سادہ کاغذ لپیٹ کر بھیجدیا
بالکل غلط ہی بلکہ ممکن ہے کہ اس نے جو سی سادہ کاغذ بھیجا ہو کہ اس امر کی طرف اشارہ ہوجاوے
کہ آپکا مدعا یہان حاصل شدنی نہین - چونکہ آپنے جریر کے ہاتھہ جو خط بھیجا تھا اسمین
بیعت کی درخواست لکھا تھا تو یہہ سادہ کاغذ اوس سے انکار کے طور پر بھیجا تاکہ اوسمین ناکامیابی
پر دلیل ہوجائی - یا ممکن ہے کہ سادہ بھیجنے سے ایما اسطرف ہی کہ یہہ تحریر قابل جواب
ہی نہین کیونکہ پہلے آپ اپنے آپ کو اہل اور صالح للخلافت تو ثابت کرین - باقی رہا
یہہ فرمانا (کہ ایسی مجبوری الزامی حجت ہی مین ہوسکتی ہے - ورنہ اور قسم کا جواب
تو ہر شخص اپنی عقل کے موافق دی سکتا ہے) حضرت کی کمال مناظرہ دانی پر دال ہی
حضرت کو یہہ ہی ابتک معلوم نہین کہ اقسام ادلہ مین سے کونسی دلیل زیادہ قوی اور معتبر
ہوتی ہے - حضرت میر صاحب الزامی دلیل کے واسطے یہہ لازم نہین ہے کہ باعتبار واقع
اور نفس الامر کے بھی صحیح ہو یا نہو پس اگر اوسکی صحت ہوتے ہی تو صرف زعم مستدل عند الخصم
سے ہی خواہ واقع مین اور عند الخصم غلط ہی کیون نہو اور ہم اس تحریر کو جو دلیل تحقیقی
اور مقدمات حقہ سے مرکب کہتے ہین اوس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ دلیل عند اللہ حق ہے
اور باعتبار واقع کے صحیح تو ہر ایک مسلمان کو اوسکا اتباع واجب ہی کیونکہ جسکی حقیت
اصول شرع سے ثابت ہو وہ تمام اہل اسلام کو واجب القبول ہے اور مستدل اور خصم کے

نزدیک مسلم ہوگی اب خیال فرمائیے یہہ تحقیق ہی ہے جو سب کے مسلم ہی یا وہ الزام قوی ہے
جو صرف خصم کا ہی زعم مستدل مسلم ہی۔ اگر بالفرض اسپر بھی امیر معاویہ کیطرف سے آپ ہی
اعتراض فرماوین جواب انہون نے کہا ہی سو اوسکا جواب وہی ہی جو جناب امیر نے تحریر
فرمایا کہ جب خدا تعالے نے اتباع سبیل المومنین کا حکم فرمایا اور اوسکی مخالفت سے ڈرایا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ میری امت اگر الہی پر مجتمع نہوگی تو اب یہہ کہنا
کہ بیعت اہل حل وعقد کی غیر صالح للامامت کے واسطے ہوئی گویا سب کے تضلیل ہے جو تلازم
تکذیب خدا وند تعالے کا شانہ ہی چنانچہ اسکا جواب امیر معاویہ رض کی طرف سے ہماری نظر سے نہین
گذرا اور اگر کوئی اسکا جواب ہوگا بھی تو غالبًا اوسی قسم کا جیسا پہلی جواب دیا تھا جسکے
تردید ایک جملے مین کردی گیی تو اب آپ خیال فرمائین کہ اگر اس تحریر کو الزامی سمجھا جائے تو
امیر معاویہ کے اعتراض کا کچھہ جواب نہین ہوسکتا اور جب تک اسکو تحقیقی تسلیم نفرماوین
اوسوقت تک یہہ خط لاجواب نہین ہوسکتا لیکن اسکے تحقیقی ہونے مین مذہب شیعہ کی
دست بردار ہونا پڑیگا کیونکہ یہہ خط قلع اساس شیعہ بالبداہۃ کررہا ہی۔ **قولہ**
جب یہہ ثابت ہوگیا کہ یہہ خط اوسکو الزاما لکھا گیا ہی تو یہہ فقرہ انما الشوری الخ بھی الزاما
ہی ہی آپکی خاتم المحدثین یہہ جو فرماتے ہین کہ باز چشم پوشی نمودن از اطراف وجوانب
کلام کہ زاید بر قدر الزام است الخ انکی اس تحریر سے سخت تعجب ہی کہ کونسا دلائل اور آیات
اسطرح بیان کرنے چاہین کہ مخالف کے نزدیک اوسکی قدر ومنزلت ہو اور یہہ بدون اسطرح کلام
ذکر پر شط ہو نہین سکتا۔ **اقول** جو کچھہ آپنے بزعم خود ثابت سمجھا تھا کہ یہہ خط
الزاما لکھا گیا ہے وہ محض کسیج العنکبوت تھا اوسپر بندہ نے جو کچھہ گذارش کیا
اوسسے مثل روز روشن واضح ہوگیا کہ اس خط کا الزامی ہونا غلط اور باطل ہی بلکہ تحقیقی ہونا
ثابت ہی خاتم المحدثین ہم کی تحریر سے اگر آپکو سخت تعجب لاحق حال ہو تو کچھہ تعجب
نہین ہے سوا آپکی فہم عبارت مین یہہ ہی حال ہے کہ سہل عبارت تو نہین غلطان وپیچان

ہوتی ہین اور نہین سمجھتے اگر اس عبارت کو بھی نہ سمجھے تو کچھ تعجب نہین اس کلام مین
قدر الزام سے جسقدر زیادہ بسط کیا ہے وہ صاف طور پر اسکی تحقیق ہونے پر دال ہے
تو جب ایسی لمبی بڑھائی جائیگی جو الزامی ہونے کو باطل کریگی تو کیونکر مخالف کی زبان کو
باعث قدر و منزلت دلیل کے ہونگی تو شاہ صاحب رحمۃ اللہ فرماتے ہین پھر چشم پوشی
کرنا اطراف و جوانب کلام سے جو زاید قدر الزام سے ہے الزام صرف اسیقدر سے حاصل
ہو سکتا ہے کہ ذکر بیعت فرما دیتے اور باقی عبارت کو فاذا اجتمعوا علی رجل سے آخر
تک الزام مین کچھ دخل نہین ہے ترک کرتے امام معصوم بیفائدہ کیون جھوٹ بولی اور وہ بھی
خدا تعالے کے برگزیدہ کان اللہ رضی ویصلہ جھنم وساءت مصیرا کمال نشاط و تحسین و تاکید
ذکر یہ کے ساتھ معاذ اللہ غرض کلام کی اطراف و جوانب جو زائد قدر الزام سے ہین وہ
ہین جنکو الزام مین کچھ دخل نہین بلکہ کذب بیجا صل اور الزام کے مخالف ہین پس ہمین
بسط و نشاط کرنا سراسر بیجا اور ناجایز ہے — افسوس کہ کلام مین اسقدر بسط و نشاط ہو
اور ایک لفظ بھی ایسا نہ فرماوین جو اسکے الزام ہونے پر دال ہو بلکہ جسقدر بسط کرین وہ
اور الٹا اسکی تحقیقی ہونے پر زیادہ دلیل ہوتا جائے آپ ہی کہ اعتقاد کے بموجب حجت قطعی
کی ایسی کلام ہو سکتی ہے کہ اڑا دہ کچھ کرین اور زبان سے اسکی خلاف کچھ ظاہر ہو معاذ اللہ
من سوء النظر **قولہ** معہذا یہہ کلام کو بطور الزام فرمائے مگر واقع مین عین صدق
و محض حق ہے اور اسی سے بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہے کیونکہ خلیفہ اول کی بیعت
پر سب مہاجرین و انصار کا اجماع نہین ہوا کیونکہ جناب امیر و بنی ہاشم وغیرہ و سعد
بن عبادہ نے بیعت نہین کی چونکہ اسمین ذات ستودہ صفات جناب امیر بھی
داخل ہے کیونکہ آنحضرت بھی جملہ مہاجرین بلکہ رئیس المہاجرین تھے فی نفسہ
ہمارے مؤید ہے اس تقریر پر چاہیے کہ شش ماہ تک خلیفہ اول خلیفہ و امام نہون **اقول**
الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اسوقت ہماری فاضل مجیب نے اس دلیل کا تحقیقی ہونا

قبول فرمایا شعرای میرے آیام پہلے آئینگے جب + بن بلائی میرے گہر آپ
چلی آئینگی + ہماری فاضل مجیب فرماتے ہین گو یہہ کلام بطور الزام کے ہی لیکن واقع
مین عین صدق اور محض حق ہے اور ہم تحقیقی اوسیکو کہتے ہین کہ جو باعتبار واقع اور
نفس الامر کے عین صدق اور محض حق ہو تو جب یہہ کلام باعتبار واقع کے عین
صدق و محض حق ہے تو ہر ایک جملہ اوسکا مطابق واقع کے ہی اور صغری و کبری
قیاس کے عند اللہ حق ہین تو صغری قیاس اقترانی کا جو اس دلیل سے مستنبط ہوتا ہی
یہہ ہے لانہ یعنی القوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علیا بایعوهم علیه
اور اسکا کبری یہہ ہوگا وکل من بایع هولاء القوم فلیس لمن شهد بیعتهم ان یختار
غیرمن بایعوه ولا للغائب عنها ان یردها اور یہہ ہر دو صغری و کبری حسب اعتراف فاضل
مجیب عین صدق و محض حق ہین تو نتیجہ اسکا بھی حق ہوگا وہ یہہ کہ انه لیس لاحد من
حضر او غاب ان یرد بیعتهم لی اور یہہ اس کو مستلزم ہی کہ حاضر و غائب سب پر بیعت لازم
ہوگئی کیونکہ جب عند اللہ حق ہوئی تو سبکو حاضرین و غائبین مین سے چون و چرا کی
گنجایش نہین ہو سکتی ہی عبارت شرح ابن ہشیم کی اسکی موید عرض کرتا ہون فقوله اما بعد
الی قوله الشام صورة الدعوی وقوله لانه یعنی الی قوله علیه صورة صغری القیاس
ضمیر من الشکل الاول لینتج منه ملزوم تلک الدعوی لغایته صدقها بصدقهما
وتقدیر الکبری وکل من بایعه هولاء القوم فلیس لمن شهد بیعتهم ان یختار غیرمن
بایعوه ولا للغائب عنها ان یردها لینتج انه لیس لاحد من حضر او غاب ان یرد بیعتهم
وذلک یستلزم کونها لازمة لمن حضر او غاب وهذه النتیجة هی قوله فلم یکن الی قوله

لہ قولہ۔ اما بعد سے قولہ الشام تک دعوی کی تصویر ہی اور قولہ یعنی سے قولہ علیہ تک شکل اول سے قیاس کا
صغری ہی تاکہ اس دعوی کے لزوم کا نتیجہ حاصل ہو جائی کیونکہ اوسکی لزام کے صدق کو منتج ہے اور کبری کی تقدیر
یہہ ہی وکل من بایعہ ہولاء القوم فلیس لمن شہد بیعتہم ان یختار غیرمن بایعوہ ولا للغائب عنہا ان یردہا۔ تو نتیجہ یہہ ہوگا لیس لاحد من حضر
او غاب ان یرد بیعتہم۔ اور یہہ مستلزم ہوگی کہ سب حاضر و غائب کو لازم ہوجائے ۱۲

یرد[1] وقولہ وانما الی قولہ تولی تقریر لکبری القیاس وحصر المشوری والاجماع فی
المہاجرین والانصار لانہم اہل الحل والعقد من امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم
فاذا اتفقت کلمتہم علی حکم من الاحکام کاجتماعہم علی بیعتہ وتسمیتہ اماما کان
ذلک اجماعا ورضی اللہ ای مرضیاتہ وسبیل المؤمنین الذی یجب اتباعہ فان خالف
امرہم وخرج عنہ لطعن فیہم او ممن اجمعوا علیہ کخلاف معویۃ وطعنہ فیہ بقتل عثمان
ونحوہ او ببدعۃ کخلاف اصحاب الجمل وبدعتہم فی نکث بیعتہ ردوہ الی ما خرج عنہ فان
ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین حتی یرجع الیہ وولاہ اللہ ما تولی واصلاہ
جہنم وساءت مصیرا۔ اگرچہ اس عبارت سے اس دلیل کا تحقیقی ہونا صاف وصریح
مفہوم ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ بمقابلہ اعتراف سامی اس عبارت سے اوسکی تحقیقی ہونے
پر کسی شاہد وبرہان کی ضرورت نہین تو یہہ عبارت صرف بطور تنبیہ وتشریح اجزاء قیاس
عرض کی گیی ہے تو جب اس کلام کا حسب اعتراف فاضل مجیب عین صدق اور
محض حق ہونا ثابت ہوا تو اس کلام مین ابوبکر وعمر وعثمان کے حقیت خلافت کی متضمن
اپنی خلافت کے حقیت پر استدلال کیا ہے اگر اونکی خلافت کے صحت وحقیت کسی دلیل
سے باطل ہو تو آپکے خلافت بھی ثابت نہوگی اور اگر اونکی خلافتین حق ہونگی تو چونکہ یہہ خلافت
ہی اون ہی پر متفرع اور اون ہی کی قدم بقدم ہے یہہ بھی حق ہوگی تو اس کلام کے
عین صدق ومحض حق ہونے کی صورت مین ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ کی

[1] اور یہنتک جو قولہ فاضل مین سے قولہ یرد تک ہے اور قولہ انما سے قولہ تولی تک کبری قیاس کے تقریر ہے اور شوری اور اجماع کو مہاجرین
اور انصار مین حصر کیا کیونکہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ ہی اہل حل وعقد ہین جب وہ متفق ہوکر کسی حکم پر احکام مین سے
ہونا مین جیسے آپکی بیعت اور آپکی امام بنانے پر تو یہہ اجماع صحیح اور اللہ کا پسندیدہ اور مومنین کا رستہ جسکا اتباع واجب ہی ہوگا پھر
اگر کوئی اوسکی امر کی مخالفت کری اور اونمین سے اوپر طعن کرکے مثل جیسا کہ معویہ نے خلاف کیا اور جناب مین قتل عثمان
کا طعن کیا یا مثل اسکے یا کوئی شخص بدعت کرکے مثل جیسا اصحاب جمل نے خلاف کیا اور بدعت نکالی تو اونکو لوٹا وجس چیز سے
نکلے ہین اور اگر انکار کرے تو اونسے مسلمانون کے سوا اور رستہ کی پیروی کرنے پر یہانتک کہ اوسکو اللہ کے سپرد کرے اور متوجہ کریگا کہ اوسکو اللہ
ہزار پھرائی اور جہنم مین اوسکو داخل کریگا اور وہ بری جگہ ہے ۔ ۱۲

اولاً ہی اور ثبوت حقیت خلافت جناب امیر ثانیاً کیونکہ اولاً اجماع وبیعت اہل حل وعقد کے
صحت حجیت ثابت ہوئی بعد اسکی صحت وحقیت خلافت خلفار ثابت ہوئی اسکے بعد
حضرت کی خلافت کی حقیت ثابت ہوئی اسپر ہماری فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ اسی سے
بطلان خلافت خلیفہ اول ثابت ہی کیونکہ خلیفہ اول کی بیعت پر سب مہاجرین وانصار کا
اجتماع نہین ہوا الخ قابل تماشا ہے منصفان روزگار الوالابصار والابصار ہی کیونکہ اس
قول مین کہان ہی کہ انعقاد خلافت کے لیے تمام مہاجرین وانصار کی بیعت کی ضرورت ہی
اور اس کلام مین کس جگہ شرط اجتماع جمیع اہل حل وعقد حقیت خلافت کی لیی لکھا ہی
اسمین تو صاف وصریح مثل آفتاب روشن ہے کہ میری ناتہہ پر بیعت اون لوگون نے
کی جنہون نے ابوبکر وعمر وعثمان کی ناتہہ پر کی تہی خواہ وہ تمام مہاجرین وانصار تہی
اور خواہ وہ بعض تہے اور خواہ وہ دس تہی یا پانچ تہے یا ہزار تہے یا دس ہزار تہی
جسقدر تہی اونکی بیعت کرنے سے انعقاد خلافت ثابت ہوا اور حقیت خلافت متحقق ہوئی
خواہ جناب امیر وبنی ہاشم وسعد بن عبادہ شریک تہی یا نہین تہی حضرت امیر نے اس
قول مین صدق اور محض حق مین یہہ تسلیم فرما لیا کہ جنہون نے خلفار سے بیعت کی وہ
کوئی تہی اور اگرچہ بالفرض وہ مہاجرین بہی نہین تہی کیونکہ معرفت حجیت کے جو شرط ہجرت
علی مزعوم الامامیہ بہی مفقود تہی تاہم اونکا بیعت کرنا موجب حقیت خلافت تہا پہر اس
پر دعوی عدم ثبوت خلافت خلفار کو ذرا سوچیی اور دلمین شرمایی حفظت شیاء و
غابت عنک اشیاء خود اس خط کا یہہ جملہ فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد
اور شارح کا یہہ قول فلیس لمن شهد بیعتهم ان یختار غیرمن بایعوه ولا للغائب
عنها ان یرد ها اور یہہ فرمانا وذلک یستلزم کونها لازمة لمن حضر او غاب

لہ اور شخص کو اگر بیعت مین حاضر ہو اوسکو یہہ حق حاصل نہین ہے کہ اوسکی سوا کسیکو اختیار کری
جسکی ناتہہ اہل حل وعقد نے بیعت کی ہی اور نہ غائب کو حاصل ہے کہ اوسکو رد کرے ۱۲

لہ اور یہہ حاضر وغائب پر لازم ہونی کو مستلزم ہی ۱۲

بدلالت مطابقی اس امر کو مثبت ہی کہ بعد ان لوگون کے جنہون نے خلفا ثلثہ سے بیعت کی تھی کسی غائب کے غیبوبت اور کسی متخلف کا تخلف اسکو قادح نہین ہی اور نہ اسکی انعقاد کو مانع ہے بلکہ جب اونہون نے بیعت کر لی چونکہ اونکا ضلالت پر اکھٹا ہونا محال ہی اور سب کا حق سے اندھا ہونا ناممکن اسلیے وہ خلافت راشدہ ہوئی ہی اور سب جاضرین و غائبین پر لازم ہو جاتی ہی تو جیسا طلحہ و زبیر و امیر معویہ و جمیع اہل شام باوجود انکی تخلف کی لازم ہوگئی ہی اسیطرح جناب امیر و زبیر و بنی ہاشم و سعد بن عبادہ پر لازم ہو گیی تھی پس جبکہ حسب اعتراف سامی یہہ کلام عین صدق اور محض حق ہوئی اور فی الواقع ایسی ہی ہی اور اس سے جو آپنے اپنی خوش فہمی سے بطلان خلافت خلفا سمجھا تھا وہ بالبداہۃ باطل ہوا تو اس پر ملاحظہ فرمایئے کہ آپکے شرائط ثلثہ بلکہ تمام امت بلکہ تمام اصول و فروع کا کیا حال ہوا سب پر یکقلم پانی پھر گیا اور مٹی پھیت گیی کورا آپکی بلکہ جناب امیر کی اعتراف سے صحت حقیت مذہب اہل حق ثابت ہوئی و الحمد اللہ علی ذلک مضمون آیت۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ صادق آیا

باقی رہا نفس تخلف کی نسبت گذارش ہی کہ جناب امیر و حضرت زبیر کے تخلف کے نسبت پہلی مفصلاً عرض ہو چکا ہے۔ سعد بن عبادہ کا بیعت سے تخلف کرنا مرجوح اور ضعیف ہی چنانچہ صواعق اور صواتع اور منتہی الکلام وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی اور ابن میثم بحرانی نے بھی اپنی کبیر شرح نہج البلاغۃ مین اسکی طرف لفظ قیل سے اشارہ کیا ہی و جملہ

سعد بن عبادۃ و ھو مریض فادخل منزلہ و قیل انہ بقی ممتنعا من البیعۃ حتی مات

بحوران فی طریق الشام۔ علاوہ ازین حسب اقرار سامی اگر بفرض محال خلیفہ اول چھ ماہ تک تمام مہاجرین اور بعد چھ ماہ کے تمام مسلمان اور خلیفہ ثانی

سلہ اور سعد بن عبادہ کو بروز کی حالت مین تمام مہاجر و انصار مین لعنت کی اور کہا گیا ہی کہ وہ بیعت سے باز رہا تھا

رہا شام مین معاویہ اور اسکی جماعت باقی ۔۔۔

ہو جاوین تو آپ خیال کرلیجیے کہ مذہب تشیع کی استیصال کے واسطے تو یہہ بھی بہت کچھ ہے پھر آپکا بعد چھہ ماہ کے خلافت کو حق تسلیم کرنا خود آپکی حق مین باعتبار آپکی مذہب کے سم ہو گیا۔ اچھا اگر آپکی دین و ایمان و عقل و انصاف کے موسی خلیفہ اول چھہ ماہ تک خلیفہ نہون اور بعد شش ماہ اونکی خلافت ثابت ہوتی ہو تو آپ اسی وقت سے اونکی حقیت خلافت کے قائل و معتقد ہو جیسی شش ماہ کے بعد پھر ہم آپ سے کہینگے ہان خوب یاد آیا آپکی تو ہم آپکی نہایت شکر گذار ہین کہ آپنے اس کلیہ کو باعتبار واقع الامر اللام کے عین صدق و محض حق تسلیم فرمایا۔ لیکن آپنے اوسکے بعد تہ یہہ کیا فرمایا کہ (یہہ کلام گو بطور الزام فرمائی) اگر اس سے یہہ مراد ہی کہ یہہ کلام دلیل الزامی ہے لیکن باوجود اسکے پھر واقع مین عین صدق اور محض حق ہے تو فاسد الاطلان ہے کیونکہ دلیل الزامی صرف اوسکو ہی کہتی ہین جو صرف مسلمہ خصم ہو اور بطور مجازات مع الخصم ذکر کیجاوی اور اگر یہہ مراد نہین ہے تو اسکی ذکر کے کیا ضرورت تہی اور کیا اسمین فائدہ تہا۔ ظاہر ہے کہ دلیل تحقیقی سے یہی مقصود بھی ہوتا ہی کہ خصم پر مدعا کو لازم کرین اور اوسکا تسلیم کرنا واجب ہو۔ غرض الزام و تحقیق کا اجتماع بیجگہ ذکر فرمانا صرف حضرت مجیب کے مناظرہ والی کے اوضح دلیل ہے۔ ہم نے یہہ جملہ صرف آپکی دعوی مناظرہ والنے کی ہی وجہ سے ذکر کردیا ہے بس۔ **قولہ** اور نیز نہج البلاغہ مین اس خط سے چند ورق پہلے ایک خطبہ موجود ہی جسمین یہہ عبارت ہی لاقطع اسم المہاجر علی احد الا بمعرفۃ الحجۃ فمن عرفہا واقر بہا فہو مہاجر۔ اور ابن ابی الحدید نی اوسکی شرح مین لکہا ہی لا یصح ان یعد الانسان من المہاجرین الا بمعرفۃ امام زمانہ وہو معنی الا بمعرفۃ الحجۃ فی الارض قال فمن عرف الامام واقر بہا فہو مہاجر۔ انتہی۔ جناب امیر علیہ السلام کے اس زمان مین جو جو خلیفہ اول کی بیعت کرنے والی مہاجرین بہی نہ رہے کیونکہ اسوقت حجۃ اللہ و امام رفتہ جناب

امیر علیہ السلام تھی کہ اونہون نے نہ پہچانا اور اگر موافق اہل سنت کے اسکی معنی یہی جائین
تو معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم وغیرہ مہاجرین نہین تھی **اقول**
اس قول مین بوجوہ چند بحث ہی۔ اولاً افسوس کہ ہماری فاضل مجیب نے شرم و حیا کو
بالائی طاق رکھکر رضی شیعی اور ابن ابی الحدید معتزلی بلکہ شیعی کے اقوال سے ہمپر استدلال
فرمایا ہم نے کب تسلیم کیا ہی کہ یہ خطبہ قول جناب امیر علیہ السلام کا ہی ہم اپنی پوچ و لچر
اقوال کو جو بنا بر لغت و اصطلاح کے ہرگز صحیح نہین کب جناب امیر کیطرف منسوب
کرتے ہین ثانیاً ہمنے کب کہا ہی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسی
حجۃ اللہ اور امام مطلق تھی جنکی نہ پہچاننی سے آدمی مہاجر نہین رہتا۔ ثالثاً ہمنے ہرگز
نہین کہا ہی کہ ثبوت ہجرت کے واسطی معرفت خلیفہ وقت شرط ہی۔ رابعاً ہم ہرگز
نہین کہتی کہ جناب امیر و بنی ہاشم وغیرہ کو امام وقت کی معرفت نہین تھی خامساً
ہم کہتی ہین کہ اس قول مین امام سے مراد خلیفہ نہین بلکہ رسول ہی اور اسکی معرفت ہی
مراد ہی پس ایمان نامہی یعنی مہاجر انسان اسوقت ہوتا ہی جبکہ رسول پر ایمان لاکر
ہجرت کرے ورنہ مہاجر نہین ہوتا۔ سادساً اگر مہاجر ہونا معرفت خلیفہ پر ہی موقوف
ہو تو ہم کہتی ہین کہ حسب بنا ق شیعہ خلفا ثلاثہ اور اونسی بیعت کرنے والی سب مہاجرین
تھی کیونکہ اونکو معرفت حجۃ اللہ فی الارض حاصل تھی اسلیی کہ اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے علی مرغوم الامامیہ جناب امیر کی خلافت و امامت کی بسبت ہزارہا نصوص سنی
تھی جو ہزارہا کتب تاکیدات و تشدیدات قارع صماخ ہوئی اور یہی نہین تو خم غدیر کا
خصبہ تو ضرور یاد ہوگا جو اب تک اہلسنت کی بہی کتابون مین مروی ہی علاوہ ازین بہت
سے مہاجرین شیعہ کی سپردگی مین کر صحابہ نے نکث عہد کیا اور صہبا کو پس پشت
ڈال دیا خاصہ یہ کہ اسمین کسی شیعہ کو چون و چرا نہین ہی کہ صحابہ حضرت امیر کو
امام برحق و خلیفہ مطلق جانتی تھی لیکن باوجود امام برحق جانتی کے بطمع نفسانی

مہاجر ہونے کی وجہ سے حضرت امیر کی خلافت نہین

متصدی خلافت ہوئی اور حق جناب امیر کا غصب کیا غرض اس ساری گفتگو سے
یہہ ثابت ہوا کہ علی زعمہم تمام صحابہ جناب امیر کو خلیفہ برحق پہچانتی تہی ۔ لیکن
معاذ اللہ طمع نفسانی کے ہاتہہ سے لاچار ہوکر مخالفت اختیار کر رکہی تہی پس اس سے ثابت
ہوا کہ وہ مہاجرین ہوئی کیونکہ مہاجر ہونے کے جو شرط معرفت امام کی ہی وہ اونمین پائی
گیئی اور چونکہ مہاجر ہونے کے واسطی صرف معرفت شرط ہی تسلیم و انقیاد کا ہونا اس سے
مفہوم نہین ہوتا اسلیئے عدم انقیاد و تسلیم انکی مہاجر ہونے کو مضر اور قادح نہوئی
چنانچہ خداوند تعالے شانہ نے اوس معرفت کو جو کہ کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حاصل تہے جسکو ان الفاظ کے ساتہہ تعبیر فرمایا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَ
جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ایمان کے تحقیق کے واسطی
کافی نہین فرمایا اور بالخصوص میر صرف معرفت ہی ضروری ہی اور وہ متحقق ہے تو مہاجر
ہونا صحابہ کا متحقق ہوا ۔ سابعاً آپکی صحابہ مقبولین ہی جنہون نے خلفاء ثلثہ کی
بیعت کی اور انکی حکم کے موافق خدمات بجا لائی کوئی عامل ہوا اور کوئی حاکم ہادہ ہی جنہین
نرہی جو جواب انکی طرف سے دیجیگا وہی ہماری طرف سے قبول کریگا تاسا باعتبار
لغت کے مہاجر وہ ہی جو ایک جگہ سے چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جاوی اور اصطلاح شرع
مین وہ ہی جو سو من دار الکفر سے قطع تعلق کر کے اور جدا ہوکر دار الایمان مین آکر
متوطن ہو پس معرفت خلیفہ کی ہجرت کے لیی نہ لغۃً ہی نہ اصطلاحاً تاسا اگر اوقت
کوئی شخص دار الکفر مین ایمان لاوی اور اوسکو چھوڑ کر دار الاسلام مین توطن اختیار کری
تو ظاہر ہی کہ اسوقت بعد غیبت کبری کے امام کی معرفت شیعون کے اخص الخواص کو
بہی حاصل نہین ہی چہ جائیکہ ایک بیچارہ نومسلم کو حاصل ہو تو ایسی حالت مین شیعیان

---

۱ اوسکو پہچانتی ہین جیسا اپنی بیٹیونکو پہچانتی ہین ۔۱۲ ۲ اور اونہون نے اسکا انکار کیا برا ظلم
اور بڑائی کے اور انکے دلون نے اوسکا یقین کر لیا تہا ۱۲ ۔

پاک اوسکی ہجرت کو معتبر کہینگے یا نہین - عاشر ًا بطور حل گذارش ہی کہ آپنے اپنی عادت
قدیمہ کے موافق اس عبارت کے فہم مین بہی خطا کی اور صحیح مطلب نہ سمجہی سلیمی مختصر
شرح ابن ہیثم بجرانے کی عبارت اسکے متعلق نقل کر کے اصل مطلب عرض کرتا ہون
شیخ مستجر کمال الدین بجرانی فرماتے ہین قولہ والہجرۃ قائمۃ علی حدہا الاول ای
کما کانت حقیقۃ الہجرۃ ترک منزل لآخر لکن تخصیصہا بہجرۃ الرسول صلی اللہ
علیہ وسلم من مکۃ الی المدینۃ ومن تبعہ مخرجا لہا من حدہا اللغوی واذا کان
کذلک کان مرادہ من بقائہا علی حدہا الاول صدق قہا علی من ہاجر الیہ والی الائمۃ
من اہل بیتہ علیہا السلام فی طلب دین اللہ کصدقہا علی من ہاجر الی الرسول ۲
وفی معناہا ترک الباطل الی الحق کقولہ ومن یہاجر فی سبیل اللہ الآیۃ وکقولہ
صلعم المہاجر من ہاجر ما حرم اللہ علیہ والمقصود من الہجرۃ لیس الا اقتباس
الدین وتعرف کیفیۃ سبیل اللہ وہذا المقصود حاصل ممن یقوم مقام الرسول ۳ بحیث
لا فرق الا النبوۃ والامامۃ ولا مدخل لاحد ہذین الوصفین فی تخصیص
الہجرۃ بمن قصدہ دون من قصد الائمۃ - انتہی لقد ہاجر شارح کی یہہ کلام صحیح
طور پر دلالت کرتے ہی کہ جناب امیر کا مقصود اس کلام سے یہہ ہی کہ واسطہ تخصیص کا رفع
ہو جائی اور تحقق ہو جائے کہ جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین تحقق تہی اب ہی

---

۱ قولہ وہجرۃ قائمۃ علی حدہا الاول - یعنے جب حقیقت ہجرت کی ایک مکان کو چہوڑ کر دوسرے جگہ جانا ہی
تو اوسکو ہجرت رسول ع ساتہہ خاص کرنا جو کہ سے مدینہ وغیرہ کیطرف ہوئی غیر کی نسبت کی کوئی وجہ نہین اور جب یہہ ہی تو اوسکی صداوت
باقی ہنسی سی مراد ہوسکا صدق ہوا اوپر جنہون نے جناب کیطرف اور ائمہ اہلبیت کیطرف اللہ کی دین کی طلب مین ہجرت کی جیسا کہ اوسکا
صدق ہوا اوپر جنہون نے رسول کیطرف ہجرت کی اوسکے حکم معنی ہی بات کی چہوڑ کر حق کیطرف ہجرت کرنا جیسا کہ تو اوسکا قول ومن
یہاجر فی سبیل اللہ الآیہ اور قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر وہ ہی جو حرام چیز اوسنے ہجرت کری اور جیسا کہ دین کے حال کرنے کے
واسطے اللہ کی راہ کی کیفیت بہی سیکہے اور یہہ مقصود نہین اور یہہ مقصود رسول کے قائم مقام سے حاصل ہے کیونکہ دونون مین ہجرت اور ملاست
کہندی نہین اور ان دونون صفتون کو سے ہجرت کی تخصیص مین تو کسی نے جنہون نے رسول کا قصد کیا تو کسی نے جنہون نے ائمہ کا قصد کیا کچہہ دخل نہین ہے

متحقق اور ظاہر تھی کہ رسول ؐ کے زمانہ میں جن لوگون نے بعد ایمان لانے کے دار الکفر کو
چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں توطن اختیار کیا تو اونکو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی معرفت اور تسلیم و انقیاد حاصل تھی تو اس اعتبار سے وہ لوگ مہاجرین تھی اور
اسلیے خداوند تعالے نے جا بجا اونکو مہاجرین کے نام سے ذکر کرکے شرف فرمایا
تو جب اونکا مہاجر ہونا مشخص ہو گیا تو پھر اوسکی کسی حالت منتظرہ کی ضرورت داعی نہیں رہی اور نہ اوپر کوئی موقوف علیہ ہے لیکن اس قرن کے بعد کے لوگ جو امام کے
زمانہ میں ہجرت کرین گے اونکی ایسی موجب اس قول کے اوس امام کے معرفت ضرور
ہوگی ورنہ لیکن اگر نظر دقیق سے دیکھا جاوی تو تخصیص اس امر کی کہ معرفت امام موجود
شرط ہجرت ہی بالکل غلط ہی کیونکہ مشاہدہ تو شرط نہیں اخبار پر بھی تو جس نے گذشتہ
ائمہ میں سے کسیکو پہچان کر بلکہ بھی کسی کو پہچان کر ہجرت کی ہو تو وہ مہاجر ہو
اور جملہ ولا یدخل لاحد هذین الوصفین فی تخصیص معنی الهجرة الخ اسپر صاف
دلالت کرتا ہی کہ معرفت الاعلی سبیل التعیین کسیکی ہونی چاہیے علاوہ ازین کیا ضرور ہی
کہ حجت سے مراد تقلید ابن آبے الحدید خلیفہ ہو بلکہ حجت سے مراد حکم خداوندی ہی جو نبی نے
اور خلیفہ نے پہنچایا اور ایمان کیطرف دعوت کی جو شخص اوس حکم خداوندی کو جو انبیاء ائمہ
کی واسطہ سے پہنچا پہنچانی اور ایمان لاکر دار الکفر سے قطع تعلق کرکے دار الاسلام میں آیا ہو
وہ مہاجر ہے چنانچہ عبارت آئندہ اسپر دلالت کرتی ہی ولا یقع[1] اسم الاستضعاف
علی من بلغته الحجة پس اسجگہ حجت سے خلیفہ مراد لینا خود غلط ہی - ہان حسب اعتراف
فاضل مجیب خط انه یعنی القوم الذین الخ عین صدق و محض حق ہی جو مثبت حقیت
خلافت خلفاء ثلثہ ہی اور بجای خود امام کو حجت اعتقاد کرنا ہی رکھا ہی جسکی نہ پہچاننی سے
مہاجر ہونا باطل ہوتا ہی اور یہہ بھی اعتراف ہی کہ جناب امیر نے خلفاء ثلثہ کو خلفاء

[1] استضعاف کا نام اوسپر واقع نہین ہوتا جسکو حجت پہونچ چکی ہو ۱۲-

نہین، مانا تو لازم آیا کہ حضرت امیر دینی ہاشم وزبیر وغیرہ مہاجر نہی اور من لم یعرف امام زمانہ کی وعید مین زیادہ نہین تو شش ماہ تک حسب اعتراف فاضل مجیب داخل ہوئی۔ تعجب یہہ ہی کہ مہاجرین ہوئے نہین تو یہہ تصرف کیا لیکن انصار ہونے مین کچھہ کیون نہ تراشا گیا۔ شارح ابن ہیثم کی کلام سے جو اس خطبہ کے متعلق ہی معلوم ہوتا ہی کہ اس جملہ مین ہی آپکی حضرت رضی نے قطع و برید فرمائی ہی مختصر مین لکنی من الکلمۃ وما قبلہا وما بعدہا وھو قولہ یقع اسم الحجۃ الی قولہ قبلہ کلمات ملتقطۃ منقطعۃ اب آپ اس گذارش کو بھی ملاحظہ فرمالیجیے اور اپنی استدلالات کو بھی دیکھیے **قولہ** جناب امیر علیہ السلام محبت خدا نہی ایسی کلام جامع مانع فرماتے تھی کہ مخالف کو چون وچرا کی گنجایش ہی نرہی **اقول** یہہ تو حضرات کا محض زبانی دعوی ہے دعوی ہے جسقدر اسکے ثبوت مین تحریر فرمایا وہ فی الحقیقت اس دعوی کو تو مثبت نہین ان اسکی نقیض کو مثبت ہی چنانچہ جو کچھہ مجملاً و مفصلاً گذارش ہوچکا منصف لبیب کے لیے وہ ہی کافی وافی ہی۔ **قولہ** انما الشوری الخ اصل مین موقعہ مین قابع بیان خلافت خلفاء سابقہ ہی اور ظاہر مین اونکی مذہب کے موافق ہی سوای حجت آلہی یہہ ہر کسیکا کام نہین **اقول** معاذ اللہ توبہ توبہ اصول تشیع مین حجت آلہی اوسکا نام ہی جو ظاہر مین کچھہ ہو اور باطن مین کچھہ اور اوسکا قول فعل وہی ہو جیسی حضرت امیر کی کلام مین یہہ اعجاز ہی جیسا آپکا ظاہر و باطن یکسان نہ تھا ظاہر مین خلفاء سابقہ کے ساتھہ خلا وملا و محبت و الفت رکھتے تھی اور باطن مین خلاف و عداوت اوسیکا اثر گویا حسب زعم مجیب لبیب آپکی کلام مین ہی کہ اوسکا ظاہر کچھہ اور باطن کچھہ اور ہی ہی لیکن سوای مخلصین لسانی کے دوسرے نکلوا وسکا سمجھنا محال ہی اہل فہم اس تقریر سے اس قول کے لغو اور واہی ہونے کے علاوہ یہہ بھی سمجھہ گیے ہونگے کہ اصول تشیع پر جناب امیر معاذ اللہ وحاشاہ عن ذلک

لہ وہ کلمہ اور اسکا قبل اور ما بعد اور وہ قولہ لا یقع اسم الحجۃ سے قولہ قبلہ تک کلمات ملتقط اور منقطع ہین ۱۲۔

صفت نفاق مین تمام منافقین سے بڑہکر تہی کہ اونکا راز تو فاش بہی ہوگیا تہا لیکن یہہ
عقدہ کہل ہی نہین سکتا نعوذ باللہ من ذلک - ان حضرات دشمن دوست تمام اہلبیت
سے کوئی پوچہی کرایسی واہیات باتونسے جن سے علاوہ توہین اہلبیت کی خود اپنی عقل وفہم پر
دہبہ لگے اور الزام آوے کیا حاصل ہے اسیلئے بدولت ہماری فاضل مجیب اپنی اون روایات
کی صحت سے ہاتہہ دہو بیٹہین جنہین تودہ تودہ مناقب شجاعت وشوکت بمقابلہ خلفا
روایت کیے جاتے ہین کیونکہ جب جناب امیر کو یہانتک خفا منظور تہا اور یہانتک
رعایت فرماتی تہی کہ محض اونکی خوشنودی کے واسطے ایسی کلام فرمائی تہی جو بظاہر
اونکی موید ہوا در فی الحقیقت اونکی خلافت کی قالع بیان ہو تو کیونکر ممکن ہے کہ ایسی
امور جو باعث اثارہ وہیجان فتن ہون برملا عمل مین لاوین یعنے ہماری فاضل
مجیب نے اپنی زبان شریف سے یہان بہی اسقدر اعتراف فرمایا کہ یہہ کلام بظاہر خلاف
مذہب کے موافق ہی اور اسمین ہمارا مدعا ہی کیونکہ جب ہمکو ظاہر کا ہی مامور اور پابند فرمایا ہے
اور یہہ حکم نہین کیا کہ لوگونکی دل چیر کر دیکہین تو جب ظاہر کے اعتبار سے جسکا اعتراف
سامی ہماری موید ہی تو ہماری استدلال کے حقیت کے لیے بس ہی خداوند تعالے کی بیان
بہی ہماری لیے بہت ہی آپکی مجیب الٰہی کا قول سند کافی ہوگا اور مرجع یہہ ہی کہ ظاہر مین
اس خط کا خلفا رضی کی مذہب کے موید ہونا اوسی وقت ممکن ہی جبکہ اوسکو دلیل حقیقی
قرار دیا جاوے اور عدم وجدان اجماع سے بطلان خلافت پر حجت نہ لایا جاوی اور اگر
اوسکو دلیل الزامی قرار دین جیسا کہ علماء شیعہ نے تو ہم فرما رکہا ہی تو پہر بہی ہر موید
ہونا بہی غلط ہوگا تو اس صورت مین آپنے اوسکی تحقیقی ہونے کا اعتراف فرمالیا
والحمد للہ - باقی رہا اس قول کا نے الحقیقت قالع بیان خلافت خلفا ہونا سو
بحول اللہ تعالے وقوتہ بخوبی ہم اسکا قلع بیان کر چکے ہین ضرورت اعادہ نہین قال
الفاضل المجیب - قولہ - اور دوسری جگہ مذکور ہے - وانہ لابد للناس من

امیر[1] برا و فاجر یعمل فی امرتہ المؤمن و یستمتع فیہا الکافر۔ اقول۔ حضرات اہل سنت کے فہم و عقل پر تعجب ہی اصل مطلب کو نہیں سمجھتے فحوائی کلام کو نہیں دیکھتے ماقبل و مابعد کا کچھہ خیال نہیں کرتے جہاں لفظ امیر وغیرہ دیکھا اور فوراً سند الزامی نقل کر دیا اور اپنی زعم میں اہل حق کو جواب دیدیا آدمی کو کچھہ تو عقل و علم سے بھی کام لینا چاہیے انصاف بالائی طاعت شہور ہی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اسکی جواب میں ہم اور کچھہ نہیں صرف اسقدر باادب گذارش کرتے ہیں کہ اہل علم و انصاف فریقین کے مذہب کی تحقیقات کا اصولاً و فروعاً عموماً اور ہماری اور ہمارے فاضل مجیب کے تقریرات کا خصوصاً موازنہ کر کے دیکھیں اور جو کچھہ امر واجبی انصاف سے اوپر سمجھہ میں آوے فرماویں۔ **قولہ** اب ذرا انصاف فرماویں کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو تو اوسپر لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بھی شرط امامت نہ تھی کیونکہ آپکی غرض اس نقل کرنے سے یہہ ہی کہ آنجناب نے فرمایا ہی کہ آدمیونکو امیر نیک یا فاسق و فاجر سے چارہ نہیں پس اگر عصمت شرط امامت ہوتی تو فاجر کی امامت کیون صحیح ہوتی حالانکہ جناب امیر نے فاجر کی امامت صحیح فرمائی و فاجر معصوم نہیں اگر یہہ بات درست ہی تو باوجود ادعائی تمسک اہل بیت حضرات اہل سنت عدالت کی قید کو وقت نصب ہی کیون ہو کیون لگاتی ہیں چنانچہ آپکی خاتم المحدثین تحفہ میں فرماتے ہیں آری در وقت نصب باید کہ ترکیب کنند پرو مصر بر صغایر نباشند کہ یعنی عدالت است **اقول** مناظرہ دانان روزگار و ارباب قانون توجیہ و استدلال کہان ہیں جو ہماری فاضل مجیب کے ادعائی مناظرہ دانی کا تماشا دیکھیں کہ حضرت کو اپنی منصب کا بھی ہوش نہیں رہا بندہ نے ابطال شرائط امامت کے لیے الزاماً نہج البلاغۃ کی ایک عبارت

---

[1] اور یہہ کہ ضرور ہے کہ لوگون کے لیے امیر خواہ نیک ہو یا فاجر ہو سن اوسکی امارت میں عمل کرے اور کافر اوسمین فائدہ اوٹھائے۔ ۱۲

نقل کے تہی جس سے صاف متحقق ہوتا ہی کہ امامت کے لیی عصمت وغیرہ تو ایک طرف
عدالت بہی شرط نہین ہی کیونکہ فاسق و فاجر کی امامت کو جناب امیر نے بزعم شیعہ ضروری
تسلیم فرمائی اور فرماتے ہین وانه لابد للناس من امیر بر او فاجر اس کے جواب مین تمہارے حضرت
فاضل مجیب ارشاد فرماتے ہین (کہ اگر آپکا یہہ توہم صحیح ہو تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ
جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہو) مین کہتا ہون کہ یہہ توہم
نہین بلکہ واقعی مضمون ہی جو اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہی کہ بزعم شیعہ جناب امیر کی
نزدیک عدالت بہی شرط امامت نہین پس اسکا لزوم آپکو بہی مخالف و مضر ہی نہ ہمکو اور
آپ ہی اسکی جوابدہ ہین نہ ہم تو اس لزوم سے آپکا ہمکو ڈرانا یہہ آپکی مناظرہ دانی اور کمال عقل
و فہم کی دلیل ہے ۔ ہمنی خود اسی لزوم کے لیی نقل عبارت کی ہے رہا الہسنت پر الزام
دینا کہ جب تم بہی مدعی تمسک الہسنت ہو تو یہہ الزام در باب تعارض عدالت تمہاری
بہی مخالف ہی اور زیادہ عقل و فہم سامی کا اندازہ ہوتا ہی کیونکہ جب یہہ لزوم محض نہج البلاغۃ
کی عبارت سے ہے تو اس سے اہل حق کو الزام و نیز اسی خلاف عقل ہی ہم کب کہتے ہین
کہ جو آپکے رضی صاحب نے نقل کیا ہی وہ صحیح ہے **قولہ** اگر فرمایی کہ ہمنی الزاما یہہ روایت
پیش کی ہی جو اعتراض اسپر ہوگا اوسکی جوابدہ شیعہ ہین نہ الہسنت **اقول** یہہ
تو صاف واضح تہا کہ یہہ الزاما عرض کیا گیا ہی پہر جانتے ہین اس حشو و تطویل سے کیا فائدہ ہوا
ہان اس کلام سے یہہ مترشح ہوتا ہی کہ پہلے تو بزعم خود جواب لکہا اوسکی بعد متنبہ ہوا
اور آنکہہ کہلی تو معلوم ہوا کہ یہہ جواب تو کچہہ بہی نہین ہے کیونکہ خصم الزام دیتا رہا ہی
تو اوسکو اسطرح پہیرا سوا اسکی کیفیت بہی آئندہ ملاحظہ ہو۔ **قولہ** اسکے جواب
مین گذارش ہی کہ اول تو کتاب نہج البلاغۃ ثقات الہسنت مثل نوشیجی و تفتازانی و یعقوب
لاہوری وگاذرونی کے اعتراف سے جناب امیر کی کلام ہی ہے **اقول** سبحان اللہ
ثقات الہسنت کے اعتراف سے نہج البلاغۃ کا کلام جناب امیر ہونا اب ضرور ثابت

فرمائینگی حالانکہ ہمنی آپکی فاضل شہیر ابن میثم شارح نہج البلاغۃ کے اعتراف سے ثابت کردیا کہ
کہ اوسمین جابجا حضرت رضی صاحب کے طرف سے خلط وضبط وحذف والحاق ومحو اثبات ہے
پس کیونکر ممکن ہے کہ اہل سنت جو کلام حق وباطل کے امتیاز کے لیے نقاد ومعیار ہین اسکو
خالص کلام جناب امیرؑ کا تسلیم کرلین اہل سنت کے اصول حدیث کا عام قاعدہ ہے
کہ جس روایت کے سلسلہ سند مین کوئی راوی اگر غیر ثقہ واقع ہو تو اسکو صحیح نہین
سمجھتے پس نہج البلاغۃ کی روایت جو صرف بواسطہ حضرت رضی صاحب کے ہی
اوسکو کیونکر کلام جناب امیر کا باور کرین گے - علی الخصوص اسمین صدہا جگہ اوسکی عقیدہ فاسدہ
کیطرف دعوت پائی جاتی ہے - ہان نہج البلاغۃ کو جناب امیر کی ایسی کلام سمجھین تو
کچھ عجب نہین جیسا کہ توراۃ وانجیل کو جو آج یہود ونصاری کے پاس ہے یا بعد
تحریف کے بھی کلام خداوند تعالے شانہ کی سمجھتے ہین - اور آپکو یہہ تسلیم کچھ مفید نہین ہے

قولہ ثانیاً اہل سنت کے اور کتابون مین یہہ کلام جناب امیر علیہ السلام سے وارد ہی
چنانچہ شہرستانی نے کتاب ملل ونحل ترجمہ خوارج حکمیہ مین لکھا ہے ولما سمع امیر المؤمنین
علی رضی اللہ عنہ ھذہ الکلمۃ قال کلمۃ حق یراد بھا باطل نعم انما یقولون الا امارۃ و
لابد من امارۃ برۃ او فاجرۃ اور درمنثور مین ذیل آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ الخ یہہ عبارت
لکھی ہے اخرج البیہقی عن علی بن ابیطالب قال لا یصلح الناس الا امیر برا وفاجرا الخ
اور اسکی وجہ بھی بیان فرمائی ہے ہمنی صرف اشارہ کردیا ہے آپ تفسیر مذکورہ کا یہہ مقام
ملاحظہ فرمائین ثالثاً اہل سنت نے مثل اسی کلام کے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے بھی نقل کیے ہی چنانچہ کنز العمال کے کتاب الامارۃ حرف الالف مین تحریر ہے - لابد للناس
من الامارۃ برۃ او فاجرۃ فاما البرۃ فتعدل فی القسم وتقسم بینکم بالسویۃ واما الفاجرۃ
فیبتلی فیھا المومن والامارۃ خیر من الھرج قیل یا رسول اللہ وما الھرج قال القتل -
الکذاب طب عن ابن مسعود - انتھی اب فرمایئے کہ اگر کوئی ان روایتونسے دلیل لائی

بحث اجماع اہل سنت کہ ترک بعض حدیث کو مستلزم ہے - نقض سند کی
بوجہ اعتراف ابن میثم رضی نے اسکی خلط وضبط وغیرہ کی

کہ جناب امیر علیہ السلام و جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فجار کے امارت و خلافت
جائز فرمائی اور تم عدالت کی قید گو وقت نصب ہی ہو کیون لگائی ہو تو آپ کیا
جواب فرمائینگے کیونکہ یہان باب تاویل خود جناب نے ہی بند کر دیا ہی بالجملہ جو جواب
اب عدالت کے شرط قائم رکھنی کے واسطے فرمائین وہی ہماری طرف سے عصمت
مین قبول فرمائین۔ اقول لله الحمد ہر انچیز کہ خاطر میخواست + آمد آخر زپس
پردہ تقدیر پدید + یہان تو ہماری فاضل مجیب نے اپنی شرط عصمت کی خود اپنی ہاتھ سے
جڑ کاٹ ڈالی۔ تفصیل اس اجمال کے یہہ ہی کہ اسی جگہ امارت بررہ اور فاجرہ ہماری روایات
سے ثابت کر کے فرماتے ہین کہ یہہ جیسا عصمت کی منافی ہی ویسا ہی عدالت کی
مخالف ہی جو معتقد علیہ اہلسنت ہی پس جو جواب عدالت کیطرفسے اہلسنت دیوین
وہی جواب شیعہ کیطرفسے عصمت کے بارہ مین قبول فرادین۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہی
جواب ہماری فاضل مجیب کو عصمت کے بابین تسلیم ہوگا خواہ اوس جواب سے عصمت
باقی رہی یا نہ رہی۔ پس واضح ہو کہ جو مذہب اہل سنت کا اشتراط عدالت کی نسبت ہی۔
اوسکو یہہ روایات ہرگز مخالف نہین ہین اول روایات کے الفاظ مین تامل کرنا چاہیے اور
پھر مذہب اہلسنت کو سمجھکر اوسکے مطابق کرنا چاہیے روایات کے الفاظ سے صاف ظاہر
ہی کہ امارت ضرور ہی خواہ برہ ہو یا فاجرہ اور امیر ضرور ہونا چاہیے خواہ برہو یا فاجر اور وقت
ضرورت و احتیاج اگر امیر نہ ہو سکے تو فاجر ہی ہونا چاہیے مثلاً کوئی شخص فاجر اپنی غلبہ
و استیلا کی وجہ سے امیر ہو گیا یا اہل حل و عقد نے کسی بر کو امیر بنایا تھا اور بعد امارت کے
وہ فاجر ہو گیا اور جو پیشہ ہو گیا تو ایسی وقت مین اس امارت فاجرہ کو ہی تسلیم کیا جاویگا
کیونکہ اسکے رفع مین نائرہ قتل و قتال متضمن اتلاف نفوس مشتعل ہوگا جو بہ نسبت اس
امارت کے مفاسد کے اشد ہی۔ بالجملہ اسوقت اس امارت کی لابدیت جو لفظ لابد سے
مفہوم ہوتی ہے صادق ہے پس اب ہم مذہب اہل سنت مین اشتراط عدالت کی

قبول عدالت جو بعد امارت فاجر اہل کرتے ہین

نسبت تامل کرتے ہین تو معدوم ہوتا ہی کہ اشتراط عدالت اہل سنت کی نزدیک اسوقت
کی ساتھہ مخصوص ہی جبکہ اہل حل وعقد باختیار خود نہ کسی شخص کو امیر بنا دین اور اگر یہہ صورت
نہو تو انعقاد امارت کے لیے اشتراط عدالت نہین ہے بلکہ وہ امارت قاہرہ ہی منعقد
ہو جاویگی اور انواع زکوۃ و عشر خراج اوسکو ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا اوسکی ساتھہ
ہو کر جہاد کیا جائیگا اوسکی غنائم و اموال فی و سبایا وغیرہ سب حلال ہونگی غرض
اس تقریر سے یہہ ثابت ہوا کہ یہہ روایات مذہب اہل حق کے درباب اشتراط عدالت
منافی نہین ہین اور نہ اہل حق کے نزدیک اشتراط عدالت بالعموم ہے بلکہ ضرورت اور اضطرار
وقت مین شرط عدالت ساقط ہو جاتے ہی اور امارت غیر عادلہ منعقد ہو جاتے ہی چنانچہ
اشتراط مذکور کے بارہ مین یاد آتا ہے کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہہ ہی
لکھا ہی۔ پس حسب الحکم جناب مجیب جب ہم اس جواب کو جو ہمنی اشتراط عدالت کی بارہ مین
ائمہ کی طرف سے دیا ہی حضرت مجیب کیطرف سے قبول کرتے ہین تو اوسکا حاصل
یہہ نکلتا ہی کہ ہماری فاضل مجیب بلکہ تمام شیعہ عصمت کی مسلمین اس امر کے معتقد ہین
کہ اشتراط عصمت علی العموم ثابت نہین بلکہ اگر کوئی شخص منصب خداوندی بلکہ باختیار
اہل حل وعقد امام ہو تو وہ معصوم ہوگا اور اگر کوئی شخص بدون نص یا بیعت اختیاری اہل
حل وعقد کی ریاست ہو اور دار الاسلام پر اپنا تسلط و استیلا کرے تو اوسکی امارت
باوجود عدم عصمت کے بھی منعقد ہو جائیگی اور باوجود عدم عصمت کے اوسکی امارت منعقد ہو کر
اوسکو نصب عمال و قضات و اخذ جزیہ و خراج و صدقات و قسمت غنائم وغیرہ حلال ہونگی
اور ظاہر ہی کہ عصمت کے لیے ہی نص کی ضرورت ہی جب اشتراط عصمت مرتفع ہو گیا
تو نص بھی مرتفع ہوئی پس حسب ارشاد ابی فاضل مجیب کے اشتراط عصمت مین اس
جواب کو ہمنے اوسکی طرف سے نہایت شکر گذاری کے ساتھہ قبول کر لیا اور اگر ابی اس
قول پر مستقیم رہینگے اور اس سے نہین پھرینگے تو مذہب تشیع سے پھر چکے اور اوسکو باطل اور غلط

تسلیم کر چکے اور فی الواقع وہ مذہب اسی لایق تہا قولہ یہہ جواب تو الزامی تہا
اب بطور حل گوش توجہ سے سنیئے یہہ کلام بلاغت نظام خوارج لئام کے مقابلہ مین روا
لقولھم کہ بارادہ باطل کہتے تہے لاحکم الا للہ صادر ہوا ہے کیونکہ نہج البلاغہ مین اسکا
عنوان اسطرح مسطور ہے ومن کلام لہ علیہ السلام فی معنی الخوارج لما سمع
علیہ السلام قولھم لاحکم الا للہ فقال کلمۃ حق یراد بھا الباطل نعم لاحکم
الا للہ ولکن ھؤلاء یقولون لا امرۃ وانہ لابد للناس
من امیر برا و فاجر الخ جناب امیرؑ نے جب اوسکا یہہ قول لاحکم الا للہ سنا
تو فرمایا کہ یہہ کلمہ حق ہے مگر اس سے باطل مراد لی گئی ہے خوارج نے اسکی اصل معنے ہی نہین
سمجہی اور باطل معنے سمجہکر گمان کیا ہے کہ ہمکو نہیں کی متابعت درکار نہین اسکے جواب مین
فرمایا لابد للناس الخ غرض اس سے یہہ ہے کہ چونکہ انسان مدنی الطبع ہے اور بدون مشارکت
نوع اسکے کام تمام نہین ہوتے اور مشارکت واجتماع بدون سیاست منجر بفساد وافساد ہوتا ہے اور
جانون مالون کی ہلاکت کا سبب ہوتا ہے پس انسان کی جبلی یہہ بات ہے کہ بدون رئیس و امیر کے خواہ
نیک ہو خواہ بد زندگی بسر نہین کرسکتا اور مطلق امارت سے انکا انکار بدیہی امر کا انکار ہے چنانچہ یہہ
ہی سبب تہا کہ باوجود اس انکار زبانی کے عبد اللہ بن وہب کو اپنا امیر کرلیا اور بدون امیر اوسکا
کام منتظم نہوا چنانچہ ابن ابی الحدید نے لکہا ہے انھم کانوا فی بدو امرھم یقولون و یذھبون
الی انہ لاحاجۃ الی الامامۃ ثم رجعوا عن ذلک القول لما امروا
عبد اللہ وھب الراسبی انتہی قول اب ہم اس حل کی بھی قلعی کہولی دیتے ہین ذرا گوش
توجہ سے سنیئے کہ شیعہ کے نزدیک حسن و قبیح عقلی ہین عقل جسکے حسن کی شہادت دے وہ
حسن ہے اور جسکے قبح کی شہادت دے وہ قبیح ہے چونکہ آپکو اسکا اعتراف ہی کہ شروع
رسالہ مین اہل حق پر حسن و قبح شرعی ہونے کی نسبت طعن فرمایا ہی تو اسلئے
حاجت نقل روایات و تصریحات علیحدہ نہین ہے اب ہم مطلق امارت کو دیکہتے ہین تو ہر ذی عقل

ارشاد جناب امیرؑ کہ لابد للناس من امیر برا و فاجر پر
ابطال عصمت کی تفریع

نہایت ضروری معلوم ہوتی ہے اور چونکہ انسان مدنی الطبع ہی اسکے امور کا انتظام
و اجتماع بدون مشارکت نبی نوع کے ممکن نہین اور مشارکت و اجتماع بوجہ اختلاف طبایع
منجر بفساد ہی تو سیاست لابدی ہی جو بدون امارت حاصل نہین ہو سکتی تو امارت
خواہ جائرہ ہو یا عادلہ انسان کے لیے لابد اور ضروری ہی اور واجب عقلاً اقسام حسن مین
داخل ہی بلکہ اقسام حسن مین سے اعلی قسم ہے کیونکہ اوسکی اقسام مین سے مندوب غیرہ
بھی ہین پس جبکہ امارت مطلقہ خواہ عادلہ ہو یا فاجرہ حسن ہوئی اور حسن مین بھی اعلی درجہ کے
یعنی واجب ہوئی تو پھر خلاف حکم عقل کے حکم شرع سے وہ قبیح اور ناجائز اور حرام نہین
ہو سکتی اور نہ حکم شرع بمقابلہ حکم عقل کے جو بدیہی ہی حسب اصول قوم مسموع ہو سکتا ہی
ہان یہہ سہی چونکہ مرتبہ تشکیک کو بہت گنجائش ہے تو اوسکی اعتبار سے یہہ ممکن
ہی کہ فیما بین ہر دو قسم امارت یعنی عادلہ و فاجرہ کی تشکیک ہو اور امارت عادلہ امارت
فاجرہ سے اولی واحق ہو چنانچہ عقل اسکی استحسان کے بھی بالبداہت شہادت دیتی ہی
جسکا کسی عاقل کو انکار نہین اور اگر فاضل مجیب پاداش کسی ہم مذہب کو یہہ شبہہ ہو کہ امام
برحق کے ہوتی امام جائر کے ضرورت اور اوسکا لابدی ہونا غیر مسلم ہے اور جب ضروری
نہوئی تو قبیح ہوئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اول تو اس صورت مین یہہ عبارت خطبہ کے
لغو اور مہمل ہو جائیگی کیونکہ ہم پوچھتے ہین امارت مطلقہ خواہ عادلہ یا فاجرہ ضروری ہی
یا غیر ضروری - اگر ضروری ہی تو مدعا حاصل اور اوسکی ضرورت سے انکار باطل اور اگر غیر ضروری
ہی تو خطبہ مین مطلق امارت برہ یا فاجرہ کو ضروری کہنا غلط اور کذب ہوا اور نیز اوسکی
ضرورت کا ابھی اعتراف کر چکے ہین اوسکی مناقض ہوگا دوسری یہہ کہ امام کے غیبت مین
علی الخصوص جبکہ غیبت کبری سے حاصل ہو تو اوسوقت بداہتہ عباد امام برحق کی بیعت
کرنے مین عاجز ہین اور اوسکو کسی تدبیر و حیلہ سے حاصل نہین کر سکتے چنانچہ اس زمانہ
امن و دعہ مین کہو کہا مومنین ساکنان دارالایمان ایران اسکے منتظر ہین اور بایں امارت ایسی

لابدی ہی کہ بدون اوسکے مدت قلیل ہی گذارنا دشوار ہی تو اگر امارت فاجرہ کی ایسی وقت
مین بھی ضرورت نہوگی تو کس وقت ہوگی اور ثابت ہوگا کہ مطلق امارت و سیاست کے پیچھے
ضرورت نہین علاوہ ازین اگر بالفرض امام بھی موجود ہو لیکن کوئی شخص کسی حیلہ و تدبیر
سے لوگونکو اپنی طرف راجع کرلے اور امیر بن جاوے اور مسند امارت پر ایسا استحکام پیدا کرے
کہ اگر اوسکی عزل کا نام بھی لیا جاوے تو ہیجان فتن و شوران حوادث معاملہ کا متضمن
ہون تو ایسی وقت مین کوئی سلیم العقل اوسکی ضروری ہونیکا انکار نہین کرسکتا تو جب امارت
مطلقہ عقلاً لابدی اور حسن ہوئی تو لامحالہ شرعاً بھی حسن ہوئی کیونکہ برخلاف حکم عقل
شرعاً قبیح نہین ہوسکتی اور جب عقلاً و شرعاً لابد اور حسن ہوئی تو کم از کم اتنا تو ضرور ہوگا
کہ ضرورت کی وقت مین منعقد ہوجاوے اور شرعاً و عقلاً اوسپر احکام امامت کی جاری
ہون اور جہاد و قسمت غنائم وغیرہ مین اوسکا حکم شرعاً نافذ ہو اور شرعاً اوسکی اطاعت
واجب ہو اور عموم اولی الامر مین شمار کیا جاوے چنانچہ مذہب اہل سنت کا یہی اس بارہ
مین یہہ ہے کہ ایسی امارتین ضرورۃً منعقد ہوجاتے ہین اور شرعاً احکام امارت جاری
ہوتی ہین اور اوسکی اطاعت واجب ہوتی ہی اور اگر خود ان ہی الفاظ مین جو بخط ایشان
مین ہین تامل کیا جاوے تو مفہوم ہوتا ہی کہ جناب امیر نے اس کلام مین لابد للناس من
امیر برا و فاجر فرمایا مسلم و کافر نہین فرمایا حالانکہ انسانی ضرورت کسوقت مین امارت مسلم
اور کافر دونو برابر ہین سب سیاست اوس سے حاصل ہوتے ہی کافر سے بھی حاصل ہوتی ہی
اور نظام و اجتماع و دفع فساد و افساد جیسی اوس سے متصور ہی اس سے بھی متصور ہی باوجود
اسکی حضرت امیر نے کافر نہین فرمایا کیونکہ کافر کے امامت کسیطرح صحیح نہین ہے
و لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا ارشاد ہی اور مسلم کے امامت گو فاجر ہو
ضرورۃً منعقد ہوجاتی ہی اور یہہ بھی مذہب اہل سنت کا ہی جو موافق ارشاد جناب امیر
ہی بخلاف مذہب شیعہ کے کہ اونکی نزدیک کسی مومن کے امامت کیسا ہی متقی و پرہیزگار بلکہ

اور الصبر کی فرمایا گیا ہی ایمان والو
(۱۲ منہ)

قرشی فاطمی حسنی حسینی ہو اوسکی امامت علاوہ ایمہ اثنا عشر کے ہرگز صحیح نہین اور کیسے ہی ضرورت کے وقت مین ہو منعقد نہین ہوسکتی سوائے ایمہ اثنا عشر کے کوئی شخص واجب الاطاعۃ نہین ہوسکتا اور نہ اوسکے ساتھہ ہوکر جہاد جایز ہے اور جو سبایا و اموال کفار کہ اوسکی جہاد سے حاصل ہون نہ وہ حلال ہین اسلئے حنفیہ وغیرہ وغیرہ کی بابت علماء شیعہ مبتلائے تشویش ہین بہرحال اس تقریر سے ثابت ہوا کہ یہہ مذہب حضرتؑ کے ارشاد کے سراسر منافی و مخالف ہے اور جناب امیر کے اس ارشاد سے بطلان عصمت واضح طور پر ثابت ہے مگر اوسکے سمجھنے کے لئے بھی عقل بنیا چاہیئے۔ وباللہ التوفیق **قولہ** بالجملہ اس قول سے جناب امیرؑ کی غرض یہہ ہے کہ انسان کو باعتبار اسکے مدنی الطبع ہونے کے امیر سے چارہ نہین نیک ہو یا فاجر اس سے یہہ قیاس نہین کرسکتے کہ امام مصطلح شرعی جو نایب رسول سے مراد ہے وہ بھی فاجر ہوسکی پس یہہ کلام بلاغت نظام جناب امیرؑ تعیش انسان کے بیان مین ہے نہ حکم شریعت مین **اقول** ہمارا مدعا بھی اسی غرض سے جو جناب امیرؑ کی اس کلام سے ہی حاصل ہے کیونکہ جب کوئی فرد افراد امامت مین سے ایسی ثابت ہوئی کہ جو باوجود عدم عصمت کے بھی منعقد ہوئی تو آپ کا دعوے عصمت باطل ہوا اور ہمارا مدعا ثابت ہوا باقی رہا خلیفہ راشد اور امام مصطلح کا فاجر نہونا سو اسکے ہم بھی معتقد ہین بیشک فاسق و فاجر خلیفہ راشد نہوگا لیکن یہہ اسکو مستلزم نہین کہ معصوم ہو کیونکہ عصمت اور فسق و فجور کے درمیان مین مراتب کثیرہ ہین اور نہ خلیفہ راشد کا فاجر نہونا اسکو مستلزم ہے کہ غیر راشد امام بامامت عامہ نہوسکے ممکن ہے کہ علے سبیل التنزل ضرورۃً اوسکی امامت منعقد ہوجاوے اور اوس سے منافع دینی و دنیوی حاصل ہون اور کچھہ نہو تو انتظام و سیاست و شوکت اسلام تو ضرور حاصل ہونگی غرض انسان کو باعتبار مدنی الطبع ہونے کے جب امیر نیک یا فاجر سے چارہ نہین تو جناب امیر کا یہہ ارشاد اگرچہ تعیش انسان کے بیان مین ہو لیکن تاہم مستلزم حکم تشریع کو ہوگا اور تشریع اس امر کی

جو بروے عقل انسان کو لازم و متحتم ہے مخالف عقل ہوگی چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہے کہ
تشریع اسکے خلاف واقع نہین ہوئی بلکہ جا بجا روایات سے اسکی تائید و تقویت ثابت ہوتی
ہے اسوقت صرف ایک ہی روایت پر اکتفا کرتا ہون ابن بابویہ قمی نے خصال مین روایت
کی ہے عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ثلثۃ یدخلھم اللہ الجنۃ بغیر حساب
وثلثۃ یدخلھم النار بغیر حساب فاما الذین یدخلھم الجنۃ بغیر حساب
فامام عادل و تاجر صدوق و شیخ افنی عمرہ فی طاعۃ اللہ عز وجل واما
الثلاثۃ الذین یدخلھم اللہ النار بغیر حساب فامام جائر
و تاجر کذوب و شیخ زان اس روایت سے صاف واضح ہے کہ اسمین جزا و سزا کو عدل
و جور کے ساتھ جو بعد امامت کی فصل خصومات وغیرہ مین پیش آتے ہین منوط و مربوط فرمایا ہے
اور اصل بناء فساد یعنے انعقاد امامت جائرہ کی نسبت کچھ نہین فرمایا اول واجب تھا کہ اوسکی
نسبت عدم انعقاد بیان فرماتے اور لوگون کو ہدایت کرتے کہ اوس سے نزع و خلع کرادیں اور امام
جائر پر خروج کرین جب یہہ نہین فرمایا تو معلوم ہوا کہ امامت جائرہ جیسی کچھ ہی ضرورۃً منعقد
تو ہوگئی اب اُوسکے مفاسد سے جو آیندہ محتمل ہین کہ امام جائر سے صادر ہون اوسکو تخویف
و ترہیب ضروری ہوئی ۔ علاوہ ازین یہہ جو حضرات شیعہ کی عادت ہے کہ جہان
کہین لفظ امام کا اپنے مذہب کے مخالف دیکھا اُو سکے معنے لغوی لینے پر تیار ہوگئے
اس حدیث سے وُہ بھی باطل ہوگیا اور ثابت ہوا کہ امام فاجر ہے بامامت عامہ نہ بامامت
خاصہ راشدہ لفظ امام اصطلاحی کا مصداق ہے ۔ کیونکہ لفظ امام اپنے معنے اصطلاحی شرعی
مین حقیقۃ شرعیہ ہے اور عدول حقیقۃ سے تا وقتیکہ کوئی قرینہ صارفہ نہو جایز نہین قاعدہ ہے کہ حتی الامکان

امام ابو عبد اللہ رضہ سے مروی ہے فرمایا تین شخص ہین جنکو اللہ تعالے بلا حساب جنت مین داخل کریگا اور
تین ہین جنکو دوزخ مین بلا حساب داخل کریگا جنکو جنت مین بلا حساب داخل کریگا وہ ایک امام عادل دوسرا سچا سوداگر
تیسرا بڈھا جسنے اپنی عمر اللہ کی اطاعت مین فنا کردی ہو اور جن تینونکو بلا حساب دوزخ مین داخل کریگا وُہ امام ظالم اور جھوٹا سوداگر اور بڈھا زانی

نصوص اپنی خلوا ہر ہی مجہول ہوتے ہین سپس ظاہر ہی کہ اس جگہ با مقابل دو لفظ امام
عادل اور امام جائر واقع ہین پس ان دو نو لفظونسے یا ہر دو جگہ معنی لغوی مراد ہین اور یہہ
باطل ہی کیونکہ اول تو کوئی قرینہ نہین جو حقیقت شرعیہ سے صارف ہو علاوہ ازین جو سلاطین
و خلفاء کہ عادل گذری ہین جنکا اب تک عدل ضرب المثل ہے مثل کسریٰ نوشیروان و عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ و عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ وہ سب برخلاف مرعوم امامیہ
اس وعدہ کی مستحق ہونگی اور اگر ایک جگہ معنی اصطلاحی اور دوسری جگہ معنی لغوی مراد لیجائین
تو یہہ بھی صحیح نہین کیونکہ وجود قرینہ جو صارف عن الحقیقت ہو غیر مسلم ہی علاوہ ازین تقابل
صحیح نہین ہوگا بلکہ خود تقابل قرینہ ہے اور اس امر پر دال ہے کہ جو معنی لفظ امام اول کے ہونگے
وہی ثانی کے ہونگی اور تقابل کے بطلان سے کلام درجہ فصاحت سے ہی نہین گریگا بلکہ مہمل
ہو جائیگا تو اب متعین ہوا کہ ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہی مراد ہین - چونکہ اور کوئی محتمل تھے
نہین اور ہمین ہر دو جگہ معنی اصطلاحی ہونے پر بوجہ الغفا و خلافت ائمہ جور کے جو کچھ کہ عصبیت
و آفت مذہب شیع پر واقع ہوئی ہی محتاج بیان نہین چونکہ اس تحریر مین اطناب ہوتا جاتا ہی
اسلیے ہم اسکی شرح و بسط کو کسی دوسری وقت پر منحصر کرتے ہین - **قولہ** اور اگر
معاذ اللہ یہہ بات جائز ہوتی تو فرمائیے کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت
کیون نہ کی اور کیون شہید ہوئی بلکہ اصلی بات یہہ ہے کہ انسان کو حاکم سے چارہ نہین
امام معصوم کو جب رعایا پر ایا کی امور مین تمکین نہ دین اور اس سے منازعت کر کے اوسکی
اصلی مقام سے مطاعت کرین تو اس صورت مین حفظ نوع انسانی و حصول انتظام امور کے
لیے گو وہ کیسا ہی ہو امیر و حاکم سے گزیر نہین **اقول** کیون حضرت اور اگر معاذ اللہ
یہہ بات جائز نہوتی تو اول الائمۃ و افضلہم کیون خلفاء ثلثہ کے ہاتھہ پر بیعت فرماتی
اور کیون اوسنے مثل امام ثالث رضی اللہ عنہ کے مناقشہ کر کے ہنگامہ کارزار گرم نکرتے
یہانتک کہ یا اپنی حق کو پہنچتی یا مثل جناب امام ثالث کے شربت شہادت چکھتی

اور نیز اگر معاذ اللہ یہہ بات جائز نہوتے تو کیون جناب امام ثانی رضی اللہ عنہ امیر معویہ کو
خلافت تسلیم کر دیتی اور کیون اوس سے بیعت کر لیتے اور باوجود عہد و وعدہ کیون
جدال و قتال نہ کر سکے یا اپنی حق کو پا لیتے - یا درجہ شہادت پر پہونچتے اور مصداق
اس شعر کے ہوتے بیت ورنشاید بدست رد بردن + شرط عشقست طلب کردن
ع حفظت شیأ وغابت عنک اشیاء - افسوس کہ آپکو ایک امام ثالث کا بھی
قصہ یاد رہا اور امام اول و ثانی کا فراموش ہو گیا یہی ہم نے آپکو یاد دلایا لا بیشک
مثل خیر علاوہ ازین جبکہ دلائل و بینات واضحہ سے اس بات کا ضرورۃ جائز ہونا
یعنی حسب اصول امامیہ ثابت کر دیا تو اب اسکی بھی جواب دہ اہل تشیع ہی ہونگے
معہذا حاصل اس دلیل کا جو ہماری فاضل مجیب نے عدم انعقاد بیعت امام جائر کی
نسبت بیان فرمائی ہے یہہ ہی کہ معاذ اللہ اگر امامت جائرہ منعقد ہوتے تو امام
حسین رضی اللہ عنہ ضرور بیعت فرماتے اور شہید نہوتے اور جب اونہون نے بیعت
نفرمائی اور یہانتک لڑے کہ شہید ہو گئے تو اس سے معلوم ہوا کہ امامت یزید جو امامت
جائرہ تھی صحیح نہوئی تو کوئی امامت جائر منعقد نہوگی بعدم الفصل فیہا - بندہ
عرض کرتا ہی کہ خود اس دلیل سے بالبداہت یہہ امر ثابت ہی کہ امامت مین جیسا مناقشہ
کرنا امام معصوم کا دلیل اور قرینہ اوسکے بطلان اور عدم انعقاد کا ہی اسیطرح تسلیم
امامت اور مناقشہ نکرنا دلیل اوسکی صحت کی ہے علی الخصوص ایسی حالت مین ترک
مناقشہ کرنا کہ حالت علم عجز اور خوف کی ہو - اب ہم ائمہ کی حالات کو دربارہ تسلیم
خلافت کی نظر تفصیلے سے دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہی کہ جناب امیرؓ نے زمانہ خلفاء ثلثہ
مین اونکی خلافت کو تسلیم کیا اور یہہ تسلیم و انقیاد بسبب عجز و بیچارگی و خوف کے نہین تھا
بلکہ اسوجہ سے تھا کہ یہہ خلافتین مطابق رضاء خداوند تعالے شانہ واقع ہوئین چنانچہ یہہ امر
آپکے اون بعض خطبون مین جو نہج البلاغہ مین شریف رضی نے جمع کیے ہین بصراحۃ درج ہی

وہ خطبہ یہہ ہے ومن کلام لہ لما عزموا علی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ التماسا لاجر ذلک وفضلہ وزہدا فیما تنافستموہ من زخرفہ وزبرجہ۔ اسکے معنے اس خطبہ کے مثل آفتاب روشن ہے کہ جناب امیر نے باوجود اپنے دعوے احقیت الخلافہ کے جسکا مدار حسب مزعوم امامیہ وجود نص وعصمت وافضلیت پر ہے خلافت غیر اہل کو تسلیم فرمائی اور قسم خدائے پاک کی کھا کر فرمایا کہ میں جبتک مسلمانوں کے کام درست رہینگے اور بجز میری ذات خاص کے کسی پر جور وظلم نہوگا اوسوقت تک خلافت کو تسلیم کرونگا اور اوسمیں چون وچرا نہ کرونگا تو اس سے صاف جو آپ کا منشا ظاہر ہوتا ہے یہہ ہے کہ اگر مسلمانوں کے اوپر اس خلافت میں جور ہوا اور اونکی حق تلفی ہوئی تو اوسوقت مناقشہ کرونگا اب دیکھنا چاہیئے کہ جناب امیر کے اس ارشاد سے مذہب تشیع پر کیسی کچھ آفت وبلا نازل ہوئی کیونکہ ظاہر ہے کہ جناب امیر نے اخیر زمانہ خلافت تک اوسمیں مناقشہ اور منافسہ نہیں فرمایا اور کچھ چون وچرا نہیں کی اور پہلی دونوں خلافتوں میں تو احقیت کا بھی نام نہیں لیا اور ہمیشہ سر تسلیم خم رکھا اور یہہ تسلیم کچھ عجز اور بیچارگی اور تقیہ کے وجہ سے نہ تھی کیونکہ اگر عجز اور بیچارگی کے وجہ سے ہوتی تو ما سلمت امور المسلمین ولم یکن الخ بالکل مہمل ہوجائیگا بلکہ یہہ سکوت وتسلیم خفیہ خلافت کیوجہ سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ خدا اور رسول کیطرف سے حکم سکوت وتسلیم تھا چنانچہ فاضل بحرانی نے اپنی شرح میں دوسری جگہ لکھا ہے وانہ کان معہودا علیہ ان لا ینازع فی امر الخلافۃ پھر اگر

منجملہ آپ کی کلام کے جبکہ لوگوں نے عثمان کی بیعت کا قصد کیا بیشک تم جانتے ہو کہ میں بہ نسبت دوسرے کسی شخص کے احق بالامامت ہوں اللہ کی قسم میں تسلیم کرونگا جب تک مسلمانوں کے امور سلامت رہینگے اور اوسمیں بجز میری ذات خاص کے کسی پر ظلم نہوگا اسکے اجر اور بزرگی کی طلب کے لئے اور جسکی زینت اور خوش آیندگی ہیں تمنی رغبت کی ہے اوسمیں بے رغبتی کے سبب سے ۱۲

ان خلافتون مین کسی پر جور ہوتا تو ضرور جناب امیر مناقشہ فرماتے کیونکہ آپنے فرمایا کہ اوسوقت تک خلافت تسلیم ہی جب تک کسی پر جور نہو تو جناب امیر کی تسلیم و عدم مناقشہ کی وجہ سے ثابت ہوا کہ یہہ خلافتین منعقد تہین بلکہ اس سے یہہ بہی ثابت ہوا جو کچہہ تو وہ تو وہ روایات متضمن کمال ظلم و جور کے جو خلفاء رضہ کے ماتہون المبیت مفتریا صحابہ مقبولین پر ہوئے بشہادت جناب امیر کے کذب و زور و افترا و بہتان ہین چنانچہ ہم شرح کبیر ابن میثم سے بتخصیص احداثات عثمان رضہ نقل کرتے ہین - واما الاحداثات المنقولة عنه فالمشهورة منها عشرة الاولى تولية امور المسلمين من ليس اهلا من الفساق مراعاة للقرابة دون حرمة الاسلام كتوليد بن عقبة وسعيد بن العاص وعبد الله بن السرح - الثانية رده للحكم بن ابى العاص - الثالثة انه كان يوثر اهله بالاموال العظيمة الرابعة انه حمى الحمى الخامسة انه اعطى من بيت مال الصدقة المؤلفة وغيرها السادسة انه ضرب عبد الله بن مسعود السابعة انه جمع الناس على قراءة زيد بن ثابت واحرق المصاحف الثامنة انه اقدم على عمار بن ياسر بالضرب التاسعة انه حمى الى ذى خشب فقاه الى الزمنة العاشرة لتعطيل الحد الواجب على عبيد الله بن عمر فانه قتل الهرمزان مسلما فتجاب

ان احداثات کو دیکہکر ہر شخص سمجہہ سکتا ہی کہ یہہ احداثات ظلم اور جور ہین بعض انمین سے عموماً حقوق اہل اسلام پر جور و تعدی ہے اور بعض خاص کر کسی اصحابی پر لیکن حضرت امیر کی ذات خاص کے متعلق انمین سے کوئی نہین ہی اگر نے الواقع انکا وقوع صحیح ہوتا تو ضرور تہا کہ حضرت مناقشہ فرماتے اور جب آپنے تسلیم مین آخر تک چون وچرا

---

۱ اور یہ عشرین منقولہ اوس سے انمین مشہور دس ہین اول الاتہون نا مقبول سبب رعایت قرابت کی ہو دوم حوالہ کرنا امور مسلمین کا بر متولی کرنا صبی ولید بن عقبہ اور سعید بن العاص و عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے جو تیسری حکم بن ابی العاص کو لوٹا لیجانا اپنے گہر کو اموال عظیمہ کے ساتہہ مخصوص کرنا چوتہی انہونی حمی کا ہی پانچوین صدقات بنی ثعلبہ کو دینا چہٹی عبد اللہ بن مسعود کو مارنا ساتوین لوگون کو قرأت زید پر اکٹہا کرنے باقی مصاحف کو جلوا دینا آٹہوین عمار بن یاسر کو پٹوانا نوین ابوذر کو ربذہ کی طرف جلاوطن کرنا دسوین حد کو جو عبید اللہ بن عمر پر بسبب

نہیں کی تو معلوم ہوا کہ یہ احداثات محض اون جلسی حضرات کے محدثہ و مخترعہ ہیں جو لعنون
ولاعن ہیں اور جنکی مذمت پر کتنی ہی بیشاب کیا ہے اور فی الواقع ایسی کذبات کے پاداش
ایسی ہی ہونے چاہیے اور شارح ابن میثم نے اسجگہ کسقدر انصاف کیا اور بعد بیان احداث
مذمومہ یہ لکھا وقد اجاب الناصرون لعثمان عن هذه الاحداثات باجوبة
سمجھتے وہی ہیں کہ اپنے ہر عمل کے کیلئے جوع کرتے ہیں اور گذارش کرتے
ہیں کہ ابن میثم بحرانے دوسرے خطبہ کے شرح میں جسکا عنوان یہہ ہے - ومن کلام
لہ لما اريد قتل بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غيری الخ فرماتے ہیں
قولہ وان ترکتمونی فانا کاحدکم واعلکم اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم ای
کنت کاحدکم فی الطاعۃ لامیرکم بل لعلی اکون اطوعکم لہ ای بقوۃ علمہ بوجوب
طاعۃ الامام - خدا کے لیے کوئی عاقل منصف ان منصوص صریحہ کو دیکھے کہ جناب امیر
حسب تقریر و اعتراف ابن میثم کس وضاحت کے ساتھہ فرما رہے ہیں کہ مجھکو چھوڑ کر جسکو تم امام
بناؤ میں بھی تم میں کا ایک ہون جیسی تمپر اسکی اطاعت واجب ہوگی ویسی ہی میرپر بھی واجب
ہوگی بلکہ امید ہے کہ میں بہ نسبت تمہاری زیادہ مطیع و فرمانبردار ہون کیونکہ جب عام
واجب الاطاعت ہی تو میں اوامر واجب میں زیادہ ساعی ہونگا جیسی کہ اطاعت امام
کو وجوب کا علم آپکو سب سے زیادہ تھا اب فرمایئے کہ اگر امامت منعقد ہی نہیں ہوئی
تو وجوب اطاعت اور وہ بھی امام منصوص و معصوم مفترض الطاعت پر کیسا اور امام معصوم
کی اطاعت میں مثل عوام کے ہونے کے کیا معنی یہاں بھی فرمادیجگا کہ حضرت نے تقیہ کا

لہ اور فریق ان جملہ میں عثمان کے حامیون نے عمدہ جوابیں دی ہیں جو بڑی بڑی کتابون میں مذکور ہیں ۱۲

قولہ وان ترکتمونی الخ اگر تم مجھکو چھوڑ دوگے تو میں تم کا ایک جیسا ہون اور شاید میں زیادہ سننی اور اطاعت کرنے
والا ہون جسکو تم اپنی امر کا متولی بناؤ یعنی میں تم میں کا ایک جیسا ہون تمہاری امیر کی نسبت سے میں اور
تم سے زیادہ مطیع ہون یعنی بسبب اسکے کہ آپکو امام کی اطاعت کی وجوب کا قوی علم ہے ۱۲

بیان کیا ہی سلمہ شرعی سبحان اللہ فہم و انصاف ہماری فاضل مجیب پر بس ختم ہو چکا جناب
امیر کے اس ارشاد نے ہر سہ شرافت اصل و عصمت و افضلیت کا بھی بیخ دین سے استیصال
کر دیا اور بعبارۃ صحیحہ ثابت کر دیا کہ اہل حل و عقد جسکو امام بناوین وہی امام ہے اور واجب الاطاعت
اور ظاہر ہے کہ حسب اصول امامیہ درمیان امامت بارہ اور امامت فاجرہ کے اور کوئی واسطہ
نہین ہی بلکہ جو امامت کہ غیر منصوص و معصوم کے واسطے ثابت ہوگی کانما سن کان وہ امامت
فاجرہ ہوگی کیونکہ امام معصوم کا حق امامت غصب ہوا ہی اور جناب امیر نے اپنی ارشاد مین
امارت اور امیر فاجر کو صرف دو قسمون مین محصور فرمایا ہی لابد للناس من امیر بر او فاجر اور ہر ایک
قسم کی جدا جدا امارت بارہ راشدہ خلافت عادلہ ہوگی اور امارت فاجرہ امارت جائرہ ہوگی
اسلیے امیر بار خلیفہ راشد و امام عادل ہوگا اور فاجر جائر ہوگا اس مسئلہ مین بھی امام
فاضل بحرانے کو یہی حکم مقرر کرتے ہین وہ اس خطبہ ماتحن فیہ کی شرح مین فرماتے ہین
وما یوید ذلک ان اکثر الخلق متفقون علی ان امراء بنی امیۃ کانوا فجارا عدا
رجلین او ثلثۃ کعثمان و عمر بن عبد العزیز اور جب یہہ فاجر نہین تو بارہ امام انکی امامت
امامت بارہ ہوئی جو امارت راشدہ کے لوازم ہی پس عصمت غیر شرط کہ بلکہ باطل ہوئی
اگرچہ اس مسئلہ مین کسیقدر اجمال ہوگیا ہی مگر اسقدر ظاہر گذرتا ہے کہ امامت بطلانیکے
خواہ عادلہ ہو یا جائرہ آپ بھی اسکو اشد ضروری ہونے کے قائل ہین کہ دنیا مین مصالح
عباد کے اوسکی ساتھہ منوط و مربوط ہین بدون اوسکے انتظام ممکن نہین پھر اوسکی حالت
یہہ ہی کہ اگر اوسکی نزع و قطع کا نام بھی لیجاوے تو اوسمین ایسی ایسی شور و فساد کا مشتعل
ہونا یقینی ہے کہ جسمین بحیثیت دین و دنیا کے ضرر و نقصان ہے اور دین کے حیثیت سے
بھی جب ہم نظر کرتے ہین تو اوسمین بہ نسبت ضرر کے فائدہ زیادہ ہے اگر نقصان ہی

لہ اور اوسمین سے جو اوسکی تائید کرتا ہے یہہ ہی کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہین کہ امراء بنی امیہ بجز دو یا تین
شخصون کے مثل عثمان اور عمر بن عبد العزیز کے فاجر تھے ۱۲

تو خاص انکی ذات کی وسطی ہے اور جبکہ ائمہ اور مجتہدین وعلما احیاء مراسم دین واجرای شعائر
اسلام مین مشغول ہین تو انکی فسق وفجور سے اسلام مین ضرر کا اندیشہ نہین چنانچہ خود فاضل
بحرانے اپنی شرح مین اسکی بھی شہادت دیتی ہین ومما یؤید ذلک ان اکثر الخلق
متفقون علی ان امراء بنی امیۃ کانوا اشجع رجلین اولئک کعثمان وعمر بن
عبد العزیز وکان الفیٔ یجمع بھم والبلاد تفتح فی ایامھم والثغور الاسلامیۃ
محروسۃ والسبل امنۃ والقوی ماخوذۃ بالضعیف ولم یضرھم شیأ فی تلک
الامور پس جب بخارکے امت مین یہہ امور مثل ثغور وبنا رقناطر وجسور وتجویز جیوش وفتح
بلدان وقلاع وجمع فیٔ دامن طرق وفصل خصومات علی الحق ہوتے ہین تو انکے فجور سے
اسلام مین کوئی ضرر شدید نہ پہنچا تو انکی امامت کو وہ فاجر ہی سہی باعتبار دنیا کے
توجب اعتراف فاضل مجیب لابدی ہے لیکن باعتبار دین کے بھی اوسکی منافع
اوسکی مضار سے بہت زیادہ ہین تو ایسی ضرورت کی حالت مین جبکہ وہ لابدی ہو اوس سے
گزیر نہو بروی عقل ہرگز جائز نہین کہ اوسکو غیر منعقد کہا جاوے اور اوسکی ساتھہ جہاد کو
ناجائز اور اوسکی فیٔ کو حرام اور اوسکی اطاعت کو جو امور موافق شرع مین ہو معصیت اور
ناجائز قرار دیا جاوے سبحانک ہذا بہتان عظیم تو جب بروی عقل اوسکا واجب ہونا
ثابت ہوا تو حسب قاعدہ امامیہ اگر شرع سے اوسکی حرمت اور عدم جواز کا حکم صادر ہو تو
لازم آوی کہ معاذ اللہ تعالے قبیح کا حکم کیا اور ترک صلح ولطف فرمایا کیونکہ اسوقت صلح
ولطف یہہ ہے تہا کہ اوسکی جواز وخصمت انعقاد کا ضرورۃً حکم دیا جاتا تعالے شانہ عن
ذلک علوا کبیرا پس اس تمام گفتگو سے ثابت ہوا کہ حضرت نے اس خطبہ مین جو حکم تعیش ہی

لہ اور مجتہد اسکی جو اسکی تائید کرتا ہے یہہ ہی کہ اکثر مخلوق اسپر متفق ہی کہ امراء بنی امیہ بجز دو تین شخصون کے جیسے
عثمان اور عمر بن عبد العزیز فاجر تہے اور انکی سبب اموال غنیمت جمع ہوتے تہے اور بلاد انکی ایام مین فتح ہوتی تہی اور اسلامی
گہاٹی محفوظ تہی اور رعایا مامون تہی اور قوی ضعیف کے حق کے عوض بگرا جاتا تہا اور انکے جورنے اسمین کچہہ نقصان نہین پہنچایا تہا ۱۲

نہین فرمایا بلکہ حکم شرعی ہی بیان فرمایا ہی تو اوس سے ثابت ہوتا ہی کہ عصمت امامت کے لیی شرط نہین معہذا جب ہم ان ہی الفاظ مین تامل کرتے ہین اور قطع نظر دوسری قرائن وعبارات سے جو اوپر بیان کرائی ہین دیکھتے ہین تو بداہتہ سمجھ مین آتا ہی کہ عصمت امامت کے لیی شرط نہین کیونکہ جناب امیر نے منحصر فرمایا کہ یا امام نیک ہوگا یا امام فاجر ہوگا سلمنا فاجر کے امامت ناجائز اور غیر منعقد ہی لیکن امامت بر نیک کے تو ضرور جائز و راشد ہی کیونکہ خلوان دو نو سے جائز نہین اور ظاہر ہی کہ نیک کے واسطے یہہ ہی کہ یہہ لازم نہین ہے کہ وہ معصوم ہی تو مطلق بر کے امامت جائز و منعقد ہوئی جو معصوم و غیر معصوم کو شامل ہی تو اگر بالفرض فاجر کے امامت صحیح نہو تاہم ہمارا استدلال اس عبارت سے بے غبار ہی اور اس عبارت سے بطلان عصمت کا شمس فی النصف النہار و الحمد للہ علی ذلک اس بحث کے تفصیل مین ہمکو اور بہی گنجایش ہی و مضامین ذہن مین ہین لیکن خوف تطویل اجازت نہین دیتی اگر موقع ہوا تو انشاء اللہ تعالے کسی موقع پر عرض کرین گے بارہا قی و صحبت باقی

قول جناب امیر علیہ السلام کے اس قول کے مثال یہہ ہی کہ لابد للناس من قوت اور قوت عام ہے حلال اور حرام سے اگرچہ شرع حرام کی اجازت نہین دیتی مگر انسان کو قوت لابد ہی اگر وجہ حلال سے حاصل کرے شرع کی پابندی کے ہو اور اگر وجہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہے اسطرح امام شرعی کے عصمت وغیرہ شرائط جو بدلائل شرعیہ و عقلیہ ثابت ہین اگر ایسے امام کی اطاعت کرین اور اوسکو امام مانین تو شرع کی پابندی کی ہو ورنہ چونکہ حاکم سے چارہ نہین کسی نہ کسیکو ضرور حاکم و امیر کرین گے جیسا کہ خوارج لیام نے باوجود انکار زبانے آخر کو حاکم کیا

اقول اسموقع پر ہماری فاضل مجیب نے مثال قوت کی تحریر فرمائی اور قوت کو عقیدہ علیہ قرار دیا یہہ بعینہ ہماری مدعا کی موید ہی اور فاضل مجیب اسکی نقل مین مصداق مثل مشہور کالباحث عن حتفہ بظلفہ کے ہین تفصیل اس اجمال کے یہہ ہی کہ امام مطلق کا لابد ہی ہونا جناب امیر کی شہادت اور جناب مجیب کے اعتراف سے ثابت ہو چکا ہی کہ لوگونکو

امامت فاجرہ جسکو جناب امیر نے قوت سے تعبیر فرمایا ہی۔

واسطے امام لابد ہی نیک ہو اگر نیک میسر نہو سکی تو فاجر ہی ضرور ہی کیونکہ احد ہما سے گزیر
اور جب اسکا لابد ہونا ثابت ہوا لاچاری اور ضرورت کے وقت مین اوسکا انتفاد بطور
رخصت بلکہ حسب روایات الامیہ اوسکی صحت اور اوسکا جواز انتفاد بطور وجوب و عزیمت کے
ہوگا کیونکہ مقیس علیہ اسکا قوت ہی کہ لابد للناس من قوت حلال کا ن او حرام پس اگر
انسان کو قوت حلال ہی میسر نہو اور مضطر ہو قوت حرام کی طرف تو بشہادت نص صریح
قرآنی جو چند جگہ کلام مجید مین ارشاد ہی تناول حرام اوسکی ایسی مرخص ہو گیا چنانچہ ارشاد ہے فمن اضطر
غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ - فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف لاثم
فان اللہ غفور رحیم بلکہ حسب تنصیص روایات شیعہ ایسی حالت مین اوسپر فرض ہی کہ حرام کو
قوت بنا وی اور اگر اوسنی حرام سمجھکر ترک کیا اور مر گیا تو کافر مرا کیونکہ حق تعالے نے جس چیز کو
اوسکی حق حلال فرما دیا تہا اوسکو اوسنی حرام سمجھا تفسیر صافی مین تحت تفسیر قولہ تعالے
فمن اضطر جو روایت لکہی ہے اوسی پر اکتفا کرتا ہون فی الفقیہ عن الصادق فمن
اضطر الی المیتۃ والدم ولحم الخنزیر فلم یاکل شیئا من ذلک حتی مات فھو
کافر اب ہم اسی حکم کو جو مقیس علیہ مین موجود ہی مقیس یعنی امامت مین جاری کرتے ہین جو یہ مسئلہ اوسی
وکذلک من اضطر الی الامارۃ الفاجرۃ فلم یقبلھا ولم یتقلدھا حتی مات
فھو کافر - یعنی اگر کوئی شخص امارت فاجرہ کیطرف مضطر ہوا اور اوسکو حرام سمجھکر اوسکا متصدی
و متقلد نہوا اور نمانے یہانتک کہ مر جاوے تو وہ شخص کافر ہی کیونکہ جس چیز کو خداوند تعالے نے
اوسکی حلال فرما دیا اوسکو اوسنی حرام سمجھا اور بمقابلہ حکم خداوندی اپنی عقل کو دخل دیا تو مستحق کفر ہوا

---

۱ ہر وہ شخص مضطر ہونے بے عملی کرتا ہے نہ زیادتی کرنیوالا سو گناہ نہین ۱۲ ۲ ہر وہ شخص لاچار ہو بہوک مین مرنے کے قریب
ڈالنے والا تو اللہ بخشنے والا بڑی مہربان - ۳ فقیہ مین امام صادق سے مروی ہے جو مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کیطرف
مضطر ہوا اور اسمین کچھ نہ کہا وی - یہانتک کہ وہ مر جاوے وہ کافر ہی ۱۲ ۴ اسیطرح جو امامت فاجرہ کیطرف
مضطر ہوا اور اسکو قبول نکری اور متصدی نہو یہانتک کہ وہ مر جاوے وہ کافر ہے - ۱۲

تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ ضرورت و اضطرار کے وقت میں شریعت تناول قوت حرام کی
رخصت و اجازت دیتی ہی بلکہ فرض فرماتے ہی اور اوسکی تارک پر نکیر کرتی ہی تو اوسنی
جب ایسی حالت میں قوت حرام سے کیا تو عین اتباع شرع کیا اور اگر حلال کے تحصیل
و تلاش میں رہتا اور اوسکو ترک کیا تو سراسر مخالفت شریعت کے اور کافر مرا اور ظاہر ہی کہ حکم
امامت بہ نسبت اکل کے اگر واجب ہی تو امامت کی اضطرار کے صدور میں اوسکا انکا بالاولی
منجر بکفر ہوگا پھر ہماری مجیب کا یہہ ارشاد کہ اگر وجہ حرام سے ہو تو خلاف شرع ہی اس فقرہ
میں سراسر غلط ہی منشا اوسکا یہہ ہی کہ آپکو بااینہمہ ادعای ہمہ دانی نے اپنی گھر کے بھی خبر
نہیں ہے۔ الحمد للہ کہ جو مثال آپنے اپنے مدعا کے ثبوت میں پیش کی تھی وہ ہی
اوسکی مکذب اور خود جناب پر منقلب ہوگئی الحمد للہ اولا و آخرا وظاہرا و باطنا —
قال الفاضل المجیب قولہ — اگر شک ہو تو نہج البلاغہ نکال کر دیکھہ لیجیی اور انصاف
سے فرمایی کہ آپکا دعوی سچا ہی یا امیر المومنین رضہ کا ارشاد سچا ہی۔ اقول — بے شک
یہہ نہج البلاغہ میں ہی اور جناب امیر علیہ السلام کا یہہ ارشاد سراسر ارشاد عین صدق و محض
حق ہے مگر آپ اسکا مطلب نہیں سمجھی اور گستاخی معاف کلمہ یراد بہا الباطل کا مضمون سمجھی
صادق ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جب یہہ ارشاد جناب
امیر جو نہج البلاغہ میں منقول ہے محض صدق اور عین حق ہے اور ہمنی بدلائل واضحہ ثابت
کردیا کہ اسکا مطلب یہی وہی ہی جو ہم سمجھی اور جو کچھہ آپنے سمجھا تھا وہ غلط اور آپکی
اصول کے برخلاف تھا تو انصاف سے فرمایئی کہ کلمہ حق ارید بہا الباطل کس پر صادق آیا
اور اسکا مصداق کون ہوا چنانچہ اگر اس گذارش کو بروی عقل و انصاف ملاحظہ فرمائینگی
تو آپ کو بھی ہمکی بخوبی تصدیق ہو جائیگی۔ قولہ اور چونکہ ہمارا دعوی جناب امیر
رسول خدا و دیگر ائمہ ہدی علیہم السلام کے اقوال سے مقتبس ہی بیشک سچا ہی اقول
بیشک آپکا دعوی آپکی زعم میں اقوال جناب امیر و رسول خدا و ائمہ ہدی سے مقتبس اور سچا

ہوگا لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ فی الواقع آپکا اقتباس صحیح ہو بلکہ نے الحقیقت آپکا
اقتباس غلط ہے چنانچہ ہم دلائل سے ثابت کرچکے اگر اسیطرح ہر ایک فرقہ کے دعوی
اقتباس کو مطابق واقع سمجھا جاوی تو خوارج بھی کہتے ہین کہ ہمارا دعوی خدا و رسول خدا
کے ارشادات سے مقتبس ہے بلکہ یہود و نصاری و مجوس وغیرہ تمام اہل ملل یہہ کہتے ہین کہ ہمارا
دعوی خدا و رسل کے کلام سے مقتبس ہے پھر معلوم نہین کہ جناب کو اونکی تسلیم کرنے مین
کیون انکار ہے پس جو جناب اپنی انکار کے وہان دلیل قائم کرین وہی دلیل یہان
بھی سمجھ لین - ہان جناب میر صاحب آپنے شروع جواب مین یاد آتا ہی کہ ہمپر
اعتراض فرمایا تہا کہ بھی اپنے خطبہ مین جو تقدیم آل کے صلوۃ و سلام مین اصحاب پر کی تہی
تو آپنے فرمایا تہا کہ یہہ خلاف مذہب اہل سنت کے ہی کیونکہ باعتبار مذاہب اہلسنت کے
تقدیم اصحاب کے آل پر ہونی چاہیے اور وجہ اسکی یہہ ہی کہ آپکے نزدیک تقدم فی الذکر
مستلزم تقدم فی الرتبہ کو ہی پس اسجگہ جو آپنے رسول خدا پر جناب امیر کو مقدم فرمایا
کیا آپکے نزدیک جناب امیر رسول خدا سے من حیث الرتبہ افضل ہین جیسا کہ یہہ تقدم
حسب زعم سامی مقتضی ہے اگرچہ آپکی بہت سی روایات سے مستنبط ہوتا ہی کہ جناب
امیر جیسا تمام انبیا سے حسب اعتقاد شیعہ افضل ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے بھی افضل ہین لیکن چونکہ زبانی طور پر خاص حضرت کی نسبت اسکا انکار کیا ہے
اور عبارت اس مضمون کے متعلق ہم پہلے نقل کرچکے ہین تو اسلیے دریافت کرلیا گیا

قولہ اور حاشا کہ ہمارا دعوی اور اس ارشاد مین کسی قسم کی مخالفت ہو مردود بجائی
خود درست ہین **اقول** یہہ صرف جناب کا زعم ہے ورنہ واقع مین جناب امیر کے
ارشاد اور آپکے دعوی مین سر سر تناقض و تخالف ہی کیونکہ جناب امیر کا ارشاد
ضرورۃ مطلق امارت کی صحت کو مقتضی ہے اور آپکا دعوی اوسکی عدم صحت کو مقتضی
پس حاشا و کلا کہ آپکے دعوی اور جناب امیر کے ارشاد مین باہم توافق ہو نقیضین کا

اجتماع باتفاق وحدات ثمانیہ محال ہے اور جناب امیر کے ارشاد مین تو کچھہ تردد نہین
ہی ہان آپکا دعوی باطل ہے کیونکہ اگر آپکا دعوی صحیح ہو تو جناب امیر کا ارشاد غلط ہوگا
پس ہر دو بجائی خود درست کسیطرح نہین ہوسکتی **قولہ** آپ عقل سے علم سے انصاف
سے کام لین **اقول** بحول اللہ وفضلہ ہمنے تو اپنے عقل وعلم وانصاف خدا داد سے
کام لیا تھا مگر افسوس کر آپنے اسپر عمل نفرمایا اور مصداق معاف آیت اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ
بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ کا مضمون اسجگہ صادق آیا اور ہم اب بھی بشکر گذاری اسپر
عامل ہین اور جو کچھہ عرض کرتے ہین وہ اپنی علم وعقل وانصاف سے کام لیکر عرض کرتے ہین
اور دعا کرتے ہین کہ خداوند تعالے جناب کو بھی توفیق عطا فرمادی آمین اللھم آمین ربنا افتح
بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین **قال الفاضل المجیب** - قولہ - اسکے بعد فرمایا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا اگر اس
کلام کے موافق ہے تو مرحبا بالوفاق اور اگر مخالف ہی تو کسکو حق کہیگا اور کسکو باطل کیونکہ
باب تاویل مسدود ہے - اقول کلام بلاغت نظام جناب امیر علیہ السلام کے معنی
اور اصلی مراد عرض ہوئی آپکا شبہ برفع کیا گیا اور اپنی دعوی شرائط ثلثہ کو آپکی ہی علما
مستند کی کلام سے ثابت کردیا **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**
جناب امیر رضی اللہ عنہ کی کلام کے معنی اور اوس سے اصلی غرض جو کچھہ آپنے سمجھی ہے
وہ جناب کے مزعوم پر ہی منحصر ہی صحت اور واقعیت سے اوسکو کچھہ مساس ہی نہین اور اس
کلام سے معنی مذکورہ کو اصلی غرض سمجھنا قبیلہ توجیہ القول بالا یرضی بہ قائلہ سے ہی اور شرائط
ثلثہ کا ابطلان تو ایسا جلی وبدیہی ہے کہ کسی عاقل پر مخفی نہین رہ سکتا علی الخصوص
جناب نے جسقدر ثبوت لکھا وہ تو نہایت ہی پوچ تھا بندہ نے جو کچھہ اوسپر گذارش
کیا ہی اگر اوسکو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائینگے اور انصاف ملحوظ رکھینگے تو خود ہی بول اٹھینگے
اور اگر بعد ملاحظہ معروض بندہ پھر بھی دلمین شبہات خطور کرین تو ہم پھر بھی تحریر اوسپر

حاضرہین واللہ ہوالموفق **قولہ** آپ چاہتی ہین کہ جو امر ہمنی سوال مین دریافت کیا ہی
وہ ہمسی ہی پوچھین اور اس سے غرض آپکی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسیطرح بحث مین طوالت
ہو اور آپ اعتراض و شبہات کرتے رہین اصل سوال کے جواب دہی سے بچ جائین
اقول جب ہمنی جناب امیر رضہ کی ارشادات مسلمہ سامی سے آپکی شرائط اور مسئلہ امامت کا
ابطال کردیا تو وہ سوال جو آپ ہمسے کرتے تہی آپ پر ہی منقلب ہوا اور آپکو ہی اوسکا
جواب دینا لازم ہوا پھر اگر ہمنی آپ سے دریافت کیا کہ حضرت نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا
یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا تو آپ اس سے کیون گھبراتے ہین اور اگر آپ اعتراضات
و شبہات سے ڈرتے ہین اور طوالت پسند نہین فرماتے تو قصہ مختصر کیجی اور زبانی بہتر ہے
گفتگو کرنیسے جلد فیصلہ ہوجائیگا اور جب ہمنی آپکی شرائط کا بطلان مثل آفتاب نیمروز روشن
کردیا اور مسئلہ امامت مسلمہ سامی باطل ہوگیا تو ہمکو آپکے سوال کے جواب ہی کی کیا ضرورت
رہی اور جواب دہی سے بچنے کی کیا حاجت اگرچہ ہمکو مناسب یہہ تہا کہ ہم آپکی سوال کا جواب
اوسوقت لکہتے کہ جب آپ اپنی مسلمہ مسئلہ امامت کو اور اوسکی شرائط مسلمہ کو بدلائل ثابت فرماتے
حالانکہ اسوقت تک جسقدر دلائل مثبت شرائط مسلمہ تحریر فرمائے ہین وہ دلائل اون شرائط کو آپکے
اصول پر بہی ثابت نہین کرتے اور خصم کے اصول پر تو اوسکا ثبوت از قبیل محالات ہی
لیکن ہم انشاء اللہ تعالے حسب فرمائش آپکے خاطر سامی خلفاء رسلمہ رضی اللہ عنہم کی
خلافت کا ثبوت عقلی و نقلی دلائل سے خدمت مین ابہی دا پیش کرینگے تاکہ آپکو بہی حسرت
اعتراضات باقی نہ رہجاوے فانتظروا وکونوا من المستعجلین **قولہ** اگرچہ ہم
اس سوال کا جواب بہی مفصل و مدلل دے سکتے ہین اور جب موقع آئیگا انشاء اللہ تعالے آپکو
بخوبی معلوم ہوجائیگا اور اگر آپ کچہہ انصاف و غور کرینگے تو سمجہہ جائینگے کہ ہمارا یہہ
دعوی زبانی ہی نہین ہے یہہ جواب جو لکہا گیا ہے نمونہ ہی مگر اسوقت صرف خیال
مذکورہ بالا سے اسکا جواب عرض کرنا مصلحت نہین جانتے **اقول** جسقدر جناب نے

تحریر فرمایا ہی وہ بے شبہ نمونہ ہی جس سے بخوبی آپکے مناظرہ دانے اور پایہ علم معلوم ہوسکتی
ہین یہہ ہی وجہ ہوئی کہ جب اس سعید ان نے آپکی علم و فہم کا اندازہ کرلیا تو آپکے جواب
کی لیی بکراہت قلم اٹھایا اور تمام دلائل کو فجعلنا ھا ھباءً منثورا کا نمونہ بالمس کا مصداق
کردیا بلکہ نہ اس تحریر کو قابل جواب اور نہ جناب سامی کو اس حیثیت سے لایق خطاب سمجھا جاسکتا ہی
یہہ ہی وجہ ہی کہ آپکے تحریر کا دوسری حضرات نے جواب تحریر نفرمایا جس سے دماغ سامی مین
یہہ سمایا کہ ہمچو من دیگرے ہیچ نیست اگر وہ حضرات پہلو تہی نفرماتے تو جناب کو یہہ حوصلہ
کبھی نہوتا پس یعنی جہانتک انصاف سے دیکھا اور غور کیا مجکو تو یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ
اپنی ضروریات دین اور اصول مذہب کو بھی ثابت نہین کرسکتی تو آپکا یہہ دعوی محض
زبانی اور تقلیدی ہے جسقدر مواقع آئی کہ جسمین آپنے بہت کچھہ زور لگایا جسمین
ہی آپ سے کچھہ نہوسکا تو اور کونسا موقع ہے کہ جسمین آپ کچھہ کرکے دکھلا دینگے آپ
کسی مصلحت سے اور کسی خیال سے جواب مین تعلل کیجی اور جان بچایی لیکن جب کبھی
آپ کچھہ فرمائینگے انشاءاللہ تعالے ایسی شکنجہ الجاث مین کھینچی جائینگی کہ راہ فرار تنگ ہوگی
الا ان حزب اللہ ھم المفلحون وان جندنا لھم الغالبون۔ **قولہ** آپکے ارشاد
کی ہمنے تعمیل کردی اب آپ براہ مہربانی ہماری یہی عرض قبول فرادین **اقول**
آپنے تو کیا ہماری گذارش قبول فرمائی اور کیا قبول فرماسکتی تہی لیکن ہم آپکے حکم کی
تعمیل کرتے ہین اور خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم کو بدلائل تحقیقیہ الزامیہ و عقلیہ
و نقلیہ ثابت کرتے ہین ذرا تھوڑی دیر کے لیی انصاف دوست ہوکر سنین اور یہہ ہی
اختیار ہی کہ چاہی دشمن انصاف ہوکر بہر منیر کے نور پر خاک افشانی کرین جب ہمنے
آپکے نمونہ سے آپکی ذخیرہ علم و فہم کا بخوبی اندازہ کرلیا ہی تو ہماری نظر مین آپکی اعتراضات
طعنین و عتاب سے زیادہ وقعت نہین رکھتی فشمر ذیلک واجلب علینا رجلک وخیلک
آپ بیشک دل کھولکر اعتراضات قدیم و جدید و طریف و تلید جسقدر ہوسکتی ہون فرمائین

بحث اثبات خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم

واضح ہو کہ اس رسالہ مین جسقدر دلائل کہ ہم مواقع مختلفہ مین لکھہ آئی ہین اونمین بہت دلائل
ایسی ہین جو خلافت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو واضح طور پر ثابت کرتے ہین
چنانچہ بعض جگہ ہمنے اسطرف اشارہ بھی کر دیا ہی لیکن چونکہ ہماری فاضل مجیب کے فرمائش
یہہ معلوم ہوتے ہی کہ یہ مبحث اثبات خلافت جداگانہ مستقل طور پر ہو اسلیے ہم حسب
ارشاد سامی اس مبحث کو مستقل طور پر لکھنے کے لیے آمادہ ہوتے ہین پس سنیے کہ ہم اول
معاملات فیما بین جناب امیر خلفاء ثلاثہ کو دیکھتے ہین اور سوچتے ہین تو اول مرحلہ آپ کے
باہمی محبت و عداوت کا ہی اہلسنت کہتے ہین کہ یہہ حضرات باہم یکجان و دل شیر و شکر
تھے نہایت محبت و الفت سے ملتے اور تواضع تعظیم رکھتے تھے اور ہمیشہ فضائل
و محامد بیان فرماتے تھے ہر ایک دوسری کا خیر خواہ دلی تھا۔ اور اگر بمقتضای بشریت
کبھی کسی امر مین رنجیدہ و شاکر بھی ہو جاتے تھے تو وہ زائل ہو جاتے تھے اور اوسکو قلوب مین
ہرگز قرار نہوتا تھا اور کبھی اختلاف بعض امور جو حقیقت اختلاف نہیں ہوتا تھا ہوتا بھی تو اونکی مراتب عالیہ کو کم
نکرتا تھا حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ جناب امیر کے ساتھہ اونکو کمال عداوت تھی بلکہ
تمام اہلبیت نبوت کے ساتھہ یہی حال تھا آپکا حق منصوص خلافت غصب کیا اور کوئی
دقیقہ تکلیف رسانی اور تضییع کا اوٹھا نہین رکھا یہانتک کہ قتل کا بھی قصد کیا تو لامحالہ جنابؓ
کو بھی اونسے ویسی ہی بغض عداوت تھی لیکن جناب امیر مظلوم و مخذول بے یار و انصار تھے
اسلیے ہمیشہ تقیہ کے پردہ مین اونکے ساتھہ خلا و ملا رکھتے تھے تقیہ کے طور پر کبھی کبھی
اونکی تعریفین بھی فرماتے تھے اور خلفاء ثلاثہ بھی زمانہ سازی کے طور پر اونکو اپنی شامل رکھتے تھے
اور ظاہری مدارات و تواضع و تعظیم سے دریغ نہین کرتے تھے۔ لیکن جب ہم کتابہ
کو دیکھتے ہین اور روایات و واقعات مین تامل کرتے ہین تو دعوی اہل سنت کا حق اور دعوی
شیعہ کا باطل پاتے ہین۔ اما آیات پس اولاً خداوند علام الغیوب صحابہ کو خیر امت
ارشاد فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ اوسکے مخاطب وہی ہونگے جنکو حضرات شیعہ کرام

سمجھتے ہین بلکہ خطاب تمام صحابہ بوجودین وقت نزول آیت کو عام ہی پس اگر یہہ امور ثابت
اونسے فضاً صادر ہون جنکی صدور کا حضرات شیعہ دعوی فرماتے ہین تو صحابہ خیر امت نہون
بلکہ شرارت پیشہ کہا باوجود صدہا معجزی دیکھنے کے اور سالہا سال فیض صحبت ہونے کے
مرتکب ایسی اعمال شنیعہ کے ہوئی - ثانیاً موقع مدح وامتنان مین ارشاد فرمایا ہی هُوَ الَّذِیْٓ
اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ
اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اگرچہ بحیثیت نزول یہہ آیت مخصوص بالانصار ہو لیکن حسب
قاعدہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب تمام صحابہ کو عام ہے اور کمال مدح وامتنان
وہی زیادہ مناسب اور حسب شان یہی ہے علاوہ ازین عقل سلیم کب یقین کرتی ہی
کہ اللہ تعالے انصار کے تو کینہ دونیکو رسول کے اصابت کے واسطے نکال دی اور قریش مین
باہم اسقدر مذہبی دشمنی کے متحد دل کرنے کے واسطے بغض وعداوت کے آگ بھڑکا دی
جو مکہ کے اندر باین عظیم وجسیم خدا تعالے نے باہمہ انکی دلونمین الفت ڈال دی تو اب یہہ کہنا
کہانتک درست اور صفات جلالیہ کے انکی دلونمین کا سن تہی جو وقت غصب خلافت
پر دستی کا ظہور آئی ہر ایسہ خداوند تعالے کو جھٹلانا ہی اور سچ یہہ علامہ کمال الدین ابن ہمام بحوالہ
شرح المواقف مین بیعت سقیفہ کی بارہ مین جو یہہ لکھا ہی فقام بشیر بن سعد الخزرجی
وکان یحسد سعدا بن عبادۃ الی هذا الامر الخ البتہ قابل ملاحظہ اہل دین اور ذی ہوش ہی تاہم
حق تعالے نے سورہ حجرات مین فرماتا ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ - اس آیت شریفہ مین

---

۱ اسی سے مجبور ہو دیا اپنی مدد کا اور مومنون کے اور انکی دلونمین الفت ڈال دی اگر تو خرچ کرتا جو کچھ ساری دنیا مین ہی ہیگا تب الفت نہ کرسکتا انکی
دلونمین لیکن اللہ الفت ڈالی دلونمین ۲ لفظ کے عموم کی اعتبار ہی نہ سبب کے خاص ہونے کا ۳ بشر بن سعد بھائی عبداللہ بن سعد بن عبادہ کا حاسد کیا کرتا تھا
کہ سردار انصار ہونیکی عزت اسکو ملے ۴ جب رکھی منکرون نے اپنی دلونمین بیچ اپنی کے اسلام پھر اتفاق اللہ نے اپنی طرف کا حیین اپنی مومنون
اور مسلمانون پر اور لگا رکھا ادب پالی بات پر اور وہی ہی اوسکی لائق اور جسی اللہ ہر چیز سے خبردار - ۱۲ -

خداوند تعالے نے مدح صحابہ اسطرح فرمائی کہ جب کفار نے حمیت جاہلیہ اختیار کی تو اللہ نے
رسول اور مومنین پر تسلی نازل فرمائی اور کلمہ تقوی اونکو لازم کردیا اور وہ اوسکے ساتھہ احق اور
اوسکی اہل تھی اور خدا ہر چیز کو جانتا ہے پس غیر ممکن ہے کہ جب وہ ایسی اوصاف کے ساتھہ
ممدوح تھی تو اونمین حمیت جاہلیہ موجود ہو۔ غایۃ کوشش حضرات شیعہ کی ان نصوص
مین یہہ ہے کہ یہہ کہین کہ عمومات ان نصوص کے مخصوص بائمہ ہین یا بعض مقبولین صحابہ لیکن
چونکہ ایسی احتمالات جو ناشی عن غیر دلیل ہر ایک نص مین پیدا ہو سکتی ہین اور خوارج بھی
بمقابلہ یہہ بے احتمال پیدا کر سکتے ہین اور خود نصوص کے عمومات انکو رد کرتے ہین
لہذا ہمکو اونکے ابطال کیطرف توجہ کرنے کی کچھہ ضرورت نہین۔ اما روایات پس اولا شیخ
ابن بابویہ قمی ملقب بصدوق خصال مین روایت کرتے ہین حدثنا ابی و محمد بن الحسن[1]
بن احمد بن الولید بن محمد بن یحیی العطار رضی اللہ عنہم قالوا حدثنا سعد بن عبد اللہ
عن محمد بن الحسن بن الخطاب عن الحسن بن علی بن فضال عن علی بن عقبۃ عن
الحرب بن المغیرۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال جاء ابو بکر و عمر رضی اللہ
تعالے عنہم الی امیر المؤمنین علیہ السلام حین دفن فاطمۃ علیہا السلام فی حدیث
طویل قال لھما فیہ اما ما ذکرتما انی لم اشھد کما امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
فانہ قال لا یری لی عورتی غیرک الا ذھبیہ قلم اکن لاوذی کما بہ انتہی بقدر الحاجۃ
اس حدیث کو دیکھیے اور آخر جملہ کو ملاحظہ فرمائیے اوس سے کسقدر محبت شیخین کے ساتھہ شرح
ہوتے ہی اور کیسی الفت ٹپکتی ہی جناب امیر کو یہہ گوارا نہوا کہ اونکی بینائی جاتے ہی

[1] ابن بابویہ نے بسند خود امام ابو عبد اللہ ۱۲ سے روایت کی ہی فرمایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم امیر المومنین رضی کی پاس آئے
جبکہ فاطمہ رضی کو دفن کیا۔ طویل حدیث ہین۔ اوسمین جملہ کے اون دونو سے فرمایا تمنے جو یہہ ذکر کیا کہ مینے تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تجہیز و تکفین مین نہ بلایا سو اسکی وجہ یہہ ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ میری بدن پنہانی کو بجز تیری کوئی نہ دیکھی گا مگر یہہ کہ اسکی بینائی
جاتی رہیگی تھین نہین ہتا کہ تمکو اسکی ایذا پر پہنچاؤن ۱۲۔

اگر باہم عداوت ہوتے اور شیخین نے حق خلافت غصب کیا ہوتا تو اس سے بہتر کوئی موقع
عداوت نکالنی کا اور اپنی حق کے لینے کا نہیں تھا شیخین کو حضرت کے تجہیز و غسل میں انکی
خواہش کے موافق شریک کر لیتے اور جب وہ نابینا ہو جاتے تو اوسوقت اپنا حق
بسہولت حاصل کر لیتے نہ لشکر کشی کے نوبت آتی نہ جدال و قتال کا ہنگامہ ہوتا بلکہ
کسی حیلہ و تدبیر کے بھی ضرورت نہ پڑتی وہی حضرت عباس جو اول بیعت کے لیے
آمادہ ہوئے تھے اب بھی وہی بیعت کر لیتے اور وہ بارہ آدمی جنہوں نے فرمایا ہے کہ ابوبکر کو
منبر سے اتار دینا چاہیے اور خلافت سوای جناب امیر کے اور کسیکا حق نہیں چنانچہ مطابق
روایت صدوق کے سب بر ملا جاکر امر خلافت میں ابوبکر سے جھگڑتے اور برابر اکرتے
اوسوقت سب موجود تھی جب مزاحم سے میدان صاف دیکھتی پھر کسیکو سوای جناب امیر کے
کیون مقدم ہونے دیتی اگرچہ روایت طویل ہے تاہم اوسکی نقل خالی از فائدہ نہیں ہے
اسلیے ہم اصل روایت مفضل سے نقل کرتے ہیں[1] الذین انکروا علی ابی بکر
جلوسہ فی الخلافۃ اثنا عشر عن زید بن وھب قال کان انکروا علی ابی بکر
جلوسہ فی الخلافۃ وتقدمہ علی علی بن ابیطالب علیہ السلام اثنا عشر رجلا من
المھاجرین والانصار کان من المھاجرین خالد بن سعید بن العاص والمقداد
ابن الاسود وابی بن کعب وعمار بن یاسر وابوذر الغفاری وسلمان الفارسی
وعبداللہ بن مسعود وبریدۃ الاسلمی وکان من الانصار خزیمۃ بن ثابت
ذوالشہادتین وسھل بن حنیف وابو ایوب الانصاری وابوالھیثم

[1] زید بن وہب سے روایت ہی کہتے ہیں کہ جن لوگون نے ابوبکر پر مسند خلافت پر بیٹھنے اور علی بن ابی طالب
پر سبقت کرنے کے باہیں انکار کیا تھا بارہ آدمی مہاجرین و انصار سے تھی (مہاجرین میں سے) خالد بن سعید بن العاص مقداد
بن اسود۔ ابی بن کعب۔ عمار بن یاسر۔ ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ عبداللہ بن مسعود بریدہ اسلمی تھی اور انصار میں سے
خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین سہل بن حنیف۔ ابوایوب انصاری۔ ابوالہیثم ۱۲۔

ابن التیہان وغیرہم فلما صعد المنبر تشاوروا بینھم فی امرہ فقال ھلانا تیہ فننزلہ عن منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ قال اٰخرون ان فعلتم ذلک اعنتم علی انفسکم فقال اللہ عزوجل ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ولکن امضوا امرنا الی علی بن ابی طالب علیہ السلام نشتشیرہ ونستطلع امرہ فاتوا علیا علیہ السلام فقالوا یا امیر المومنین ضیعت نفسک وترکت حقا انت اولی بہ وقد اردنا ان نأتی الرجل فننزلہ عن منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ فان الحق حقک وانت اولی بالامر منہ فکرھنا ان ننزلہ دونک مشاورتک فقال لھم علی علیہ السلام لو فعلتم ذلک ما کنتم الا حربا لھم ولا کنتم کاکلۃ فی العین وکالملح فی العین وکالملح فی الزاد وقد اتفقت علیہ الامۃ التارکۃ لقول نبیھا والمکاذبۃ علی ربھا عزوجل ولقد شاورت فی ذلک اھل بیتی فابوا الا السکوت لما یعلمون من وغر صدور القوم وبغضھم للہ عزوجل ولاھل بیت نبیہ علیہم السلام یطلبون بثارات الجاھلیۃ واللہ لو فعلتم ذلک لشھروا سیوفھم مستعدین للحرب والقتال کما فعلوا ذلک حتی قھروا

ابن تیہان وغیرہ تھے۔ جب ابوبکر منبر پر چڑھے ہی اونہون نے باہم اوسکے معاملہ مین مشورہ کیا بعضون نے کہا کہ ہم کیون نہ اوکو اوسکے حضرت کے منبر سے اوتار دین۔ دوسرون نے کہا کہ اگر تم ایسا کروگے تو تم اوکی اپنی جانون پر اعانت کروگی اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہی اپنی ہاتھون کو ہلاکی مین نہ ڈالو لیکن چلو علی بن ابی طالب سے مشورہ کرین اور اوسکا امر دریافت کرین۔ علی رضے کے پاس آئی اور کہنے لگی ای امیر المومنین تو نے اپنی نفس کو ضایع کردیا اور تو نے اپنی اوس حق کو جسکا تو زیادہ مستحق تھا چھوڑ دیا اور ہم چاہتی ہین کہ اس شخص کے پاس جاکر اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اوتار دین کیونکہ یہ حق تیرا حق ہی اور تو اسکا زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اوسکی اور ہمنے ناپسند سمجھا کہ اوسکو بدون تیری مشورہ کے اوتار دین علی علیہ السلام نے فرمایا اگر تم ایسا کروگی تو تم اوکی لیے بجز لڑائی کے اور کچھ نہ ہوگی اور تم ایسی ہوجاؤگی جیسا آنکھ مین سرمہ اور کھانے مین نمک اور بیشک ہمارے اہل بیت نے کہا ہی کہ قول کو جھوٹ بولنے والی اور اپنی پروردگار پر جھوٹ بولنے والی اوسپر متفق ہوگئی اور اس بات مین میری اپنی اہل بیت سے مشورہ لیا تو بجز سکوت کی کچھ نہ پایا کیونکہ قوم کے دلون کی کینون اور اللہ تعالےٰ اور اہل بیت نبی کے ساتھہ دشمنی کو جانتی تھی کہ جاہلیت کے بدلے مین لینگے خدا کی قسم اگر تم ایسا کروگی تو وہ لڑائی کے واسطے مستعد ہوکر تلوارین کھینچ لینگے جیسا کہ اونہون نے ایسا کیا یہانتک کہ مجکو مقہور

وغلبوني على نفسي وليثوني وقالوا لي بايع والا قتلناك فلم اجد حيلة الا ان
ادفع القوم عن نفسي وذلك اني فكرت قول رسول الله صلى الله عليه وآله يا علي
ان القوم نقضوا امرك واستبدوا بها دونك وغضبوني فيك فعليك بالصبر
حتى ينزل الله الامر الا وانهم سيغدرون بك لا محالة فلا تجعل لهم
سبيلا الى اذلالك وسفك دمك فان الامة ستغدر بك بعدي
كذلك اخبرني جبريل عليه السلام عن ربي تبارك وتعالى ولكن ايتوا الرجل
فاخبروه بما سمعتم من نبيكم عليه السلام لا في الشبهة في امره ليكون
ذلك اعظم الحجة عليه وابلغ في عقوبته اذا الى ربه وقد عصى نبيه وخالف
امره قال فانطلقوا حتى حفوا بمنزل رسول الله صلى الله عليه وآله يوم الجمعة فقال
المهاجرون والانصار ان الله عز وجل بدأ بكم في القرآن فقال لقد تاب
الله على النبي والمهاجرين والانصار فمنكم بدأ فكان اول من بدأ وقام
خالد بن سعيد بن العاص بادلا لبني امية فقال يا ابا بكر اتق الله فقد
علمت ما تقدم لعلي بن ابي طالب من رسول الله صلى الله عليه وآله لا تعلم ان

لہ انغلب کیا میری نفس پر اور مجبور کیا اور کہا کہ بیعت کرلے ورنہ ہم تجکو مار ڈالینگے پس میں نے بجز اسکے کوئی حیلہ نہ پایا کہ قوم کو اپنی نفس سے دفع کروں اور وہ یہہ کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں فکر کیا کہ اے علی قوم نے تیرا امر توڑ دیا اور بدون تیری اوسپر مستقل ہوگئی اور تیری بابت تیرے ساتھ غدر کیا تو تجکو صبر کرنا لازم ہے یہانتک کہ اللہ اپنا ارادہ ظاہر کرے اور بیشک لوگ میری بعد حضرت تیری ساتھ غدر کرینگے تو اوسکی لیے کوئی راہ اپنی دلیل کرنے اور خون بہانی کیطرف نہ بھیجو کیونکہ امت میری بعد غدر کریگی مجکو جبرئیل نے پروردگار تعالے سے اسیطرح خبر دی ہے لیکن اس شخص کے پاس جاؤ اور جو کچھہ اپنی نبی علیہ السلام سے سنا ہوا اوسکو جتاؤ یقینی طور پر اوسکی امر میں تاکہ یہہ اوسپر حجت ہو جبکہ وہ اپنی رب کی نافرمانی اور اوسکی مخالفت کرکے اوسکو بیس تیگا بڑی حجت اور ابلغ فی العقوبت ہو کہا پس وہ چلی یہانتک کہ حضرت کی گھر کو جمعہ کے دن گھیر لیا انصار نے کہا کہ اللہ تعالے نے قرآن میں پہلی تم کو ذکر کیا ہی اور فرمایا لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار تو تمہارا ہی پہلے ذکر کیا ہے پس حسبی اول ابتدا کی اور بنی امیہ پر نا ذکر کرکے اوٹھا خالد بن سعید بن العاص تب کہا ہی ابو بکر خدا سے ڈر تو جانتا ہے جو کچھہ علی بن ابی طالب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گذر چکا ہے کیا تو نہیں جانتا ۱۲

رسول الله صلے الله علیه واله قال لنا ونحن محتوشون فی یوم بنی قریظة وقد اقبل
علی رجال منا وذوی قدر فقال یا معشر المهاجرین والانصار اوصیکم بوصیة فاحفظوها
واتی مودالیکم امرا فاقبلوه الا ان علیا امیرکم من بعدی وخلیفتی فیکم اوصانی
بذلک ربی وانکم ان لم تحفظوا وصیتی فیه وتازروه وتنصروه اختلفتم فی احکامکم
وانضرب علیکم امر دینکم وولی علیکم الامر شرارکم الا وان اهل بیتی هم الوارثون
من بعدی والقایمون بامر امتی اللهم فمن حفظ منهم وصیتی فاحشرهم فی زمرتی
واجعل لهم من مرافقتی نصیبا یدرک نور الاخرة اللهم ومن اساء خلافتی فی
اهل بیتی فاحرمه الجنة التی عرضها السموت والارض فقال عمر بن الخطاب اسکت
یا خالد فلست من اهل الشوری ولا ممن یرضی بقوله فقال خالد بل انت اسکت یا ابن
الخطاب فوالله انک لتعلم انک تنطق بغیر لسانک وتعتصم بغیر ارکانک وان
قریشا لتعلم انک الامها حسبا واقلها ادیا واخملها ذکرا واقلها من الله عز وجل
من رسوله وانک لجبان عند الحرب بخیل فی الجدب لئیم العنصر مالک فی قریش
مفخر وهو سکه خالد فجلس ثم قام ابو ذر رحمة الله علیه الخ الحدیث الطویل —

۱۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جبکہ ہم بنی قریظہ کے دن مجتمع تھے ہماری بڑی مرتبہ والے لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اے مہاجرین
وانصار کی جماعت میں تمکو ایک وصیت کرتا ہوں اوسکو یاد رکھو اور میں تمکو ایک امر پہنچاتا ہوں اوسکو قبول کرو۔ دیکھو علی
بن ابی طالب میری جگہ تمہارا امیر اور میرا جانشین تم میں ہے۔ مجکو میرے پروردگار نے یہہ وصیت فرمائی ہے اور تم
اگر میری وصیت کو یاد نہ رکھو گے اور اوسکی مدد نہ کرو گے تو اپنی احکام میں مختلف ہوگی اور تمہارے دین کا امر مضطرب
ہوگا اور تمہاری شیرازہ تمپر حاکم ہونگی۔ دیکھو میری اہل بیت ہی میری بھی وارث ہیں اور میری امت کے امر کے برپا
رکھنے والے آہی جو لوگ میری وصیت یاد رکھینگے اونکا میری گروہ میں حشر فرما اور اونکو میری رفاقت کا حصہ عطا فرما جس سے
آخرت کا نور حاصل ہو اور جو اہل بیت میں میری بری جانشینی کرے۔ اوسکو جنت سے محروم فرما جسکی چوڑائی
آسمان و زمین ہیں ہے۔ عمر بن خطاب بولا اے خالد چپ رہ تو نہ اہل شوری میں ہے اور نہ اونمیں سے جنکا قول پسند یدہ ہوا ہے
خالد نے جواب دیا بلکہ تو ہی چپ رہ اے ابن خطاب خدا کی قسم تو جانتا ہی کہ تو بغیر اپنی زبان کے بولتا ہی اور بغیر اپنی ارکان کے
پناہ پکڑتا ہی خدا کی قسم قریش جانتے ہیں کہ تو زیادہ ملامت کی قابل ہے حسب میں اکہی ادب میں اور گمنام ذکر میں خدا تعالے
رسول سے اور تو رونے کی حالت نامراد اور تحفظ میں بخیل ہے قریش میں تیری لیئے کوئی فخر نہیں اور اوسکو اوسکی ماؤں نے روک لیا اور پیدا نہ کیا

اسیطرح زبانے حضرت صدوق شیعہ کے ہرایک نے اپنی اپنی بولیان بولی - اس حدیث مین
جو کچھہ جیا یا اسکی زوایا مین ہین انکی تخراج کو حوالہ اذہان صافیہ اذکیا کرکے جسکی ہم دربے
ہین اوسکو لکہتے ہین روایت سابقہ مین صدوق سے بدلالت واضحہ ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر کو
شیخین کے ساتہہ کمال محبت والفت تہی اور کسی قسم کی عداوت ودشمنی نہین تہی نہ خلافت کو
اپنا ہی خاص حق سمجہتے تہی اور شیخین کو غاصب خلافت سمجہتے تہی ورنہ اوس سے بہتر خلافت
لینی کا کوئی موقع نہ تہا کہ بدون شمشیر وسیوف وتوران فتن بسہولت ہاتہہ آتی تہی - ثانیاً حضرت
شیخ صدوق نے خصال مین روایت فرمائی ہی حدثنا احمد بن جعفر الہمدانی
رضی اللہ عنہ قال حدثنا ابراہیم بن ہاشم عن ابیہ عن ابن ابی عمیر عن ہشام بن
سالم عن ابی عبد اللہ قال کان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اثنا عشر الفا ثمانیۃ الاف من المدینۃ واربعۃ الاف من غیر المدینۃ واربعۃ الاف من الطلقاء
لم یرتدوا قدر ہمی ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب رای کانوا یبکون
باللیل والنہار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل الخبز الحمیر
اس روایت ہی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کرام جنکی مدائح ومحامد بیان کیگئی ہین بارہ ہزار تہی اب ہم پوچہتے ہین
کہ جسوقت بیعت سقیفہ واقع ہوا اور خلافت غصب ہوئی اوسوقت یہہ حضرات کہان تشریف
رکہتے تہی کیا معاذ اللہ یہہ حضرات بہی اون ہی مین سے ہین جو بعد وفات سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے مرتد ہوگئے تہے اور سوای ابوذر اور سلمان اور عمار اور مقداد کے روئے ہی کوئی نہین بچا تہا
بلکہ سوائے مقداد کے کوئی ہی ایسا نہین رہا کہ جسکو شک نہوا ہو اور اسکے دل مین کچہہ شبہ نہ ہوا ہو
پس اگر یہہ مرتدین مین سے ہین تو یہہ طویل وعریض مناقب ومحامد بالکل لغو وبیجا ہونگی جب انہون نے
امام حق سے انحراف کیا اور امام باطل کے اعانت وتائید کی تو انکی تمام اعمال صالحہ حبط وباطل
ہوگئی اور غصب خلافت کی اوزار انکی ظہور وثواب پر رہی اگر یہہ لوگ امام برحق کو مخذول
نکرتے اور اسکی اعانت وتائید کرتے تو حق اپنی مرکز سے کیون متجاوز ہوتا تو جب امام

معصوم کے زبانی جو امور باظہار حق تھی انکی اسقدر مدح وثنا ہوئی تو قطعاً معلوم ہوا کہ یہہ لوگ وہ ہین جو کل صحابہ مین سے ہین اور جو کاملین مع الایمان ہین تو ایسی حضرات موصوفین بمحامد حسنہ کی نسبت محال ہی کہ وہ اہل بیت نبوت کی دشمنی مین اور امام حق کو مخذول کرنے یا خلافت غصب کرنے مین یا خود غصب کرنے پر بعد اسکی اگر حضرت شیخین رضی اللہ عنہما انمین داخل ہین جیسا کہ تعریف و توصیف ائمہ سے جو خصوصیت کے ساتھہ فرمائی واضح ہوتا ہی کہ نہین انکو امان عادلان فرمایا اور کسی جگہ انکی عظمت اسلام مین بیان فرمائی اور کہی صدیق کے لقب سے مخاطب فرمائی اگر وہ انمین داخل ہین تو ہمارا مدعا حاصل ہے اور اگر بفرض محال شیخین ان بارہ ہزار مین داخل نہین ہین تاہم ہمارا مطلب حاصل ہی کیونکہ بے شبہہ یہہ جماعت بھی انکی معاندین مین سے ہی اور جنکی اعانت یہہ جماعت ممدوحہ کرے وہ بھی لامحالہ ممدوح ہونگے تو جو ایسی محامد کے ساتھہ موصوف ہون انکی نسبت بروی عقل سلیم خیال کر لینا چاہیے کہ اونکو اہلبیت نبوت کے ساتھہ ولا و تمسک کسقدر ہوگا اور اہلبیت کو اونکی ساتھہ نظر عنایت و محبت کسدرجہ ہوگی تا آنکہ جب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے غزوہ روم مین خود بنفس نفیس جانے کا قصد کیا اور آپ سے مشورہ کیا تو آپنے یہہ مشورہ دیا جو نہج البلاغہ مین موجود ہی - ومن کلام لہ وقد شاورہ عمر بن الخطاب فی الخروج الی غزو الروم وقد توکل اللہ لاھل ھذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ والذی نصرھم وھم قلیل لا ینتصرون ومنعھم وھم قلیل لا یمتنعون حی لا یموت انک متی تسر الی ھذا العدو بنفسک فتلقھم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفۃ دون اقصی بلادھم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیہ فابعث الیھم رجلا محربا واحفز معہ اھل البلاء والنصیحۃ فان اظھر اللہ فذاک ما تحب وان تکن الاخری کنت ردءا للناس ومثابۃ للمسلمین - انتہی اب اس شوری کے الفاظ مین غور کرنا چاہیے اور اس سے اندازہ کر لینا چاہیے کہ باہم کسدرجہ اتحاد و نصح تھا اور جناب امیر جناب فاروق کو کانفۃ المسلمین اور ردءا للناس اور مثابۃ للمسلمین سمجھتے تھے اور آپ یہہ بھی خیال

کرتے ہتی کہ اگر حضرت فاروق شہید ہوگئی تو بعد آپکے فوج اسلام کا کوئی مرجع وملجا نہوگا
اسیطرح جب حضرت فاروق رضؓ نے خود بنفس نفیس فارس پر فوج کشی کا قصد کیا اور جناب امیر سے
مشورہ فرمایا تو جناب امیر نے اوسکے جواب مین جو کچھہ فرمایا نہج البلاغۃ سے نقل کرتا ہون

ومن کلام لہ ۴۵ وقد استشارہ عمر بن الخطاب فی الشخوص لقتال الفرس
نفسہ ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذلانہ بکثرۃ ولا بقلۃ وھو دین
اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ وامدہ حتی بلغ ما بلغ وطلع ما طلع
ونحن علی موعود من اللہ واللہ منجز وعدہ وناصر جندہ ومکان القیم بالامر
مکان النظام من الخرز یجمعہ ویضمہ فان انقطع النظام تفرق وذھب ثم لم یجتمع
بحذافیرہ ابدا والعرب الیوم وان کانوا قلیلا فھم کثیرون بالاسلام عزیزۃ
بالاجتماع فکن قطبا واستدر الرحی بالعرب واصلھم دونک نار الحرب
فانک ان شخصت من ھذہ الارض انقضت علیک العرب من اطرافھا
واقطارھا حتی یکون ما تدع وراءک من العورات اھم الیک مما بین یدیک
ان الاعاجم ان ینظروا الیک غدا یقولوا ھذا اصل العرب فاذا اقتطعتموہ
استراحت فیکون ذلک اشد لکلبھم علیک وطمعھم فیک فاما ما ذکرت
من مسیر القوم الی قتال المسلمین فان اللہ سبحانہ ھو اکرہ لمسیرھم منک وھو
اقدر علی تغییر ما یکرہ واما ما ذکرت من عددھم فانا لم نکن نقاتل فیما مضی بالکثرۃ

لہ اسکے بعد کلام کے جگہ عمر بن خطاب نے اہل فارس کے لڑائی کو دیکھی ہوجانے کا مشورہ کیا اس دین کی فتح و شکست کچھہ کثرت
وقلت پر نہین ہی اور یہہ اللہ کا دین ہی جسکو غالب کیا اور لشکر ہی جسکو بڑہایا یہانتک کہ جہان پہنچنا تہا پہنچا اور جسجگہ سے ظاہر ہونا تہا
ظاہر ہوا اور اللہ کی وعدہ پر ہین اور اللہ تعالی اپنی وعدہ کا پورا کرنیوالا اور اپنی لشکر کا مدد گار ہی اور امام بمنزلہ دہاگہ کی ہوتا ہی جسپر موتی ہین کہ اوسکو
اکہٹا کرتا ہی اور بکہرا ہوتا ہی اور اگر ڈوری ٹوٹ جاتی ہی تو موتی نہین پراگندہ ہوجاتی ہین اور جاتی رہتی ہین پہر سب کبہی واپس نہین ہوتے
اور عرب اسوقت اگرچہ تعداد مین قلیل ہین لیکن اسلام کیوجہ سے کثیر ہین اور اپنی اتفاق کے سبب سے عزت و شوکت والے ہین تو تو قطب بنکر عرب کے
چکی چلا اور اپنی آڑ مین لڑائی کی آگ بہڑکا کیونکہ اگر تو خود اس مین سے اوٹہیگا تو عجمی عرب اوسکی کنارہ بینی ٹوٹ پڑینگے یہانتک کہ تو جو چہوڑیگا
حفاظت کے قابل چیزین چہوڑیگا وہ زیادہ مہتم بالشان ہوجائیگی اوس سے کہ جو ہم تیری سامنے ہی اور عجمی اگر تجکو دیکہینگے تو کہینگے یہہ اصل قوم

وانما کنا نقاتل یا للنصر والمعونة — انتہے جناب امیر کے اس کلام سے جسقدر خوبیان اسمیں ہے
یہی حاصل ہوئی اور جسقدر دلائل ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہ کے لیے پیدا ہوئی
اونکی بیان تفصیلی کے لیے تو ایک دفتر چاہیے یہہ رسالہ اوسکی گنجایش نہیں رکھتا ہاں
اسقدر گذارش کرنا ہی کہ اس کلام سے اندازہ کرلینا چاہیے کہ فیما بین جناب امیر و جناب فاروق
کس درجہ اتحاد و ربط و ضبط تہا اور یہہ بہی سمجہنا چاہیے کہ جناب امیر رضہ اوسوقت کے اسلام کو
بزعم شیعہ خواہ وہ ارتداد تہا یا طغیان اور خواہ فسوق تہا یا عصیان وہ دین فرماتے ہین کہ جسکی
غلبہ کا تمام ادیان پر خداوند کریم نے اپنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تہا اور
غایت ارسال تہی هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ
وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ارشاد ہوا تہا اور اوس دین کو اوس دین سے تعبیر فرماتے ہین
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین تہا اور اس دین کو جسپر خلفاء تہی اور جسکی
تائید و تقویت کرتے تہی جناب امیر نے خدا کا دین قرار دیا اور جناب امیر نے اوسوقت کے اہل اسلام
کو خواہ معاذ اللہ مرتدین تہے یا کافر اور خواہ ناکثین و مارقین اور ناصبین و ناصبین عداوت اہل بیت تہی
یا فی حرب اللہ اور خدا کا لشکر فرمایا اور فرمایا کہ ہم خداوند تعالی کے وعدہ کے منتظر ہین یعنی اپکا وقت
یہہ ہی ہے جو کہ خداوند تعالے نے ہم سے وعدہ فرمایا اور وہ وعدہ تمامہ یہہ ہی جسکی شرح نے چند جگہ
تشریح کی ہی وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض
کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم
من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک
فاولئک هم الفاسقون اور جناب امیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی اپنی وعدہ کو جو ہم سے کیا ہے

ل وعدہ کیا اللہ نے جو لوگ تم مین سے ایمان لائے اور کیے نیک کام البتہ ہمیہی حاکم کریگا اونکو زمین مین جیسا
حاکم کیا تہا اون سے اگلون کو اور جماویگا اونکی لیے اونکا دین جو پسند کردیا اونکو واسطے اور دیگا اونکی ڈر کے بدلی مین امن میری بندگی
کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کسیکو اور جو ناشکری کریگا اس سے پیہی سو وہ لوگ ہین نافرمان — ۱۲

ضرور پورا فرمائیگا اور اپنی لشکر کو جو یہہ موجود ہی بے شک مظفر و منصور کریگا چنانچہ جسطرح جناب امیر نے فرمایا تہا اوسکی مطابق واقع ہوا خداوند تعالے نے دین اسلام کو اپنی خلفاء کے ہاتہون تمام ادیان پر غالب کیا اور تمام ادیان مغلوب ہوئی اور اپنا وعدہ پورا فرمایا اور بواسطہ خلفاء کے دین مرضی کو تمکین دی اور اہل اسلام کے خوفناک حالت کو امن سے بدل دیا و سلطنتین عظیمتین کسریٰ و قیصر کے جو پہلو مین بہی جنکا سخت خوف تہا اور ہر وقت کھٹکا رہتا تہا پامال ہوگیی اور اہل اسلام کے قبض و تصرف مین آئی اسلام کے نور نے شرق و غرب مین اطراف و کنار عالم کو منور کر دیا اور ظلمت کفر دور ہوگیی پس یہہ سب کچہہ اگر خلافت حقہ راشدہ کا ثمرہ نہین ہے تو کیا ہی اوسکی بعد جناب امیر نے خلیفہ فاروق کو قیم بالامر فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم شہید ہوگیی تو یہہ اجتماع ہرگز نہو سکیگا اوسکی بعد فرمایا کہ ہم زمانہ گذشتہ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین کثرت فوج و سپاہ پر نہین لڑتے تہے بلکہ خداوند تعالی کی امداد و اعانت پر کفار سے لڑتے تہے اور اب بہی چونکہ وہی حالت ہی وہی اسلام کے سپاہ ہی جسکی خداوند تعالے نے ملائکہ سے امداد فرمائی ہی اور وہی کفر و اسلام کا مقابلہ ہی - وہی اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد مقصود ہی - تو پہر اب کیون خدا تعالے کی نصرت کے بہروسہ پر قتال نکیا جاوی پس جو کچہہ حضرت امیر نے اسجگہ فرمایا عاقل منصف اسمین غور فرمائی کہ حضرت نے خلفاء کے اور اونکی خلافت کے کسقدر تعریف و توصیف بیان فرمائی اور کس قدر اونکی حقانیت کو بدلائل ثابت فرمایا اور طرفہ یہہ ہے کہ اوسکی ناقل بہی حضرت شریف رضی جیسی غالی شیعی ہین - ہمکو اسجگہ خوف اطناب و تطویل ہی ورنہ ہم اپنی تصدیق کے لیی تمام و کمال عبارت کمال الدین بحرانی کی شرح سے جو اسکی متعلق ہے نقل کرتے اب ہی جنکو تفصیل کا شوق ہو وہ علامہ بحرانی کی شرح کبیر کو مطالعہ فرماوین - رابعاً نہج البلاغۃ کی اوس خط کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معویہ فاراد قوما فاقتل بنینا الخ علامہ ابن میثم بحرانی نے خط کی وہ عبارت نقل کرتے ہین جو آپکی شریف صاحب نی

نہج البلاغہ مین حذف فرمائی - وہی ندہ وذکرت ان اجتبے لہ من المسلمین اعوانا
ایدھم بہ فکانوا فی مناز لھم عندہ علی قدر فضائلھم فی الاسلام وکان
افضلھم فی الاسلام کما زعمت وانصحھم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ
الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب
بھما لجرح فی الاسلام شدید یرحمھما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا - انتہی منصف
لبیب جناب امیر کی اس کلام کو بتامل دیکھی اور سوچی کہ جناب نے شیخین کے فضائل و مناقب
کس درجہ تاکید شدید کے ساتھہ قسم کہا کر بیان فرمائی اور فرمایا کہ مجکو اپنی عمر دراز کی قسم
بتحقیق شیخین کا مرتبہ اسلام مین بسبب عظمت والا ہی اب اس جملہ کو دیکھنا چاہیے کہ
حضرت رضی اللہ عنہ نے مزید تاکید کے غرض سے تمام اقسام تاکید کی اس جملہ مین جمع
فرادیئے اور اس جملہ کو قسم کے ساتھہ اور جملہ اسمیہ کی ساتھہ اور ان کے ساتھہ اور لام کے ساتھہ
موکد کیا تا کہ منکرین کو گنجایش انکار کی کسی راہ سے باقی نرہی جمیع جہات سے انکار کا راستہ
مسدود ہوجاے اور فرمایا کہ اونکا انتقال اسلام مین سخت زخم ہی خدا اون دونو پر رحم
فرادی اور اونکی نیک کامونکی اونکو خیر اعطا فرادی خیال کرنا چاہیے کہ جناب امیر شیخین کے
انتقال کو اسلام مین سخت زخم فرماتے ہین پس اگر معاذ اللہ شیخین موصوف اون اوصاف
کی نہ ہون جو حضرات شیعہ فرماتے ہین اور مصداق اون اعمال کے ہون جنکی حضرات شیعہ مدعی
ہین تو جناب امیر کا یہہ ارشاد سراسر کذب ہوگا اور اونکا انتقال ہرگز اسلام مین زخم نہ سمجھا جائیگا
بلکہ اونکا وجود اسلام مین زخم ٹہریگا - لیکن جناب امیر کے ارشاد کا کذب ہونا تو محال ہی
تو ثابت ہوا کہ جو کچھہ حضرات شیعہ فرماتے ہین وہ ثقلین کے مخالف ہی اور ضلالت اور
جو کچھہ اہلسنت کہتے ہین وہی حق اور موافق ثقلین کے ہے خاصکر جناب امیر نے اپنی
صاحبزادی ام کلثوم (جو حضرت فاطمہ رضہ کے بطن مبارک سے تہین) کا نکاح حضرت
عمر سے کیا جو کمال اتحاد و محبت کی دلیل ہے اگر حضرت فاروق تہین

بحیثیت دین ذرا بھی کوتاہی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ جناب امیر سے جبراً و ظلماً جیسا کہ شیعہ کا
زعم ہے اس کام کو کراسکتے اس عقد نکاح کی نسبت جو کچھ ہماری مجیب نے تحریر فرمایا ہے
اوسکا جواب مفصل ہم آئندہ انشاء اللہ تعالے اوسی موقع پہ عرض کرینگے ساتواں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین کو بمنزلہ سمع و بصر کے فرمایا صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے
ہیں شیخ ابن بابویہ قمی نے کتاب معانی الاخبار میں امام موسی رضا سے روایت کی ہے
عن الحسن بن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان ابا بکر منی بمنزلۃ
السمع وان عمر منی بمنزلۃ البصر وان عثمان منی بمنزلۃ الفواد و تفسیر امام حسن عسکری سے نقل
کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا نے ہجرت کی شب میں ابو بکر صدیق سے کہا کہ جبرئیل منی بمنزلۃ السمع
والبصر والراس من الجسد وبمنزلۃ الروح من البدن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ان کلمات ہدایت آیات سے صاف واضح ہے کہ شیخین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے نزدیک کیا مرتبہ تھا اور اسی سے قیاس کر لینا چاہیے کہ خدا تعالے کی جناب میں
انکی کیسی قدر و منزلت ہوگی تو جب انکا یہ مرتبہ ہے تو اہل بیت کو انکے ساتھ کس قدر محبت ہوگی اور
انکو اہلبیت کے ساتھ کیسی الفت ہوگی اور اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھ فضائل و مناقب ایک دوسرے
کی نسبت فرمائینگے وہ حق اور واقعی اور نفس الامری ہونگے نہ از راہ تقیہ کذب و زور۔ ساتواں خاتم
المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے نواقی اللالی ابن جمہور وغیرہ سے نقل کیا ہے
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخذ سبعین اسیرا یوم بدر وفیہم العباس وعقیل
ابن عمہ فاستشار ابا بکر فیہم فقال قومک واہلک استبقہم لعل اللہ یتوب علیہم
وخذ الفدیۃ یقوی بہا اصحابک فقال عمر کذبوک واخرجوک قدم بہم
واضرب اعناقہم فانہم ائمۃ الکفر ولا تاخذ منہم الفداء مکن علیا من عقیل
وحمزۃ من العباس ومکنی من فلان فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
یلین قلوب رجال حتی یکون الین من اللبن ویقسی قلوب رجال حتی یکون اشد

من الحجارة مثلك يا ابابكر مثل ابراهيم اذ قال فمن تبعني فانه مني ومن عصاني
فانك غفور رحيم ومثلك يا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر على الارض من
الكافرين ديارا انك ان تذرهم يضلوا عبادك ولا يلدوا الا فاجرا كفارا ثم
قال ان شئتم قتلتم وان شئتم فاديتم ويستشهد منكم بعدتهم قالوا بل ناخذ
الفداء فاستشهد بعدتهم باحد كما قال صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی اس ارشاد سے دیکھنا چاہیے کہ شیخین کا مرتبہ کسقدر عظیم وجلیل ثابت ہوتا ہے جب شہادت
سید الانبیاء والمرسل علو مرتبہ شیخین کا یہانتک پہونچا کر اپنی ذاتی اوصاف میں اولوالعزم
رسل کے ساتھہ تشبہ حاصل ہوا تو پہر اسکے بعد کونسی فضلیت باقی رہگئی۔ اور جب شیخین کے اوصاف
وکمالات ومکالات نفسانی اسقدر رفیع المنزلت ہوئی اور انکا اسلام میں یہہ رتبہ ہوا
تو اس سے قیاس کرلینا چاہیے کہ اذکوا لمبیت نبوت کے ساتھہ کیا تعلق ہوگا اور اہل بیت کو انکی
کے ساتھہ کیسا ارتباط ہوگا اور کوئی عاقل باور کرسکتا ہے کہ جنکی کمالات کمالات نبوت کے ساتھہ
مشابہہ ہوں وہ منافق وفاجر ہوں یا وہ غاصب خلافت ہوں یا وہ اہلبیت کے
توہین وتذلیل کرین اگر وہ فی الواقع ایسی ہوں تو معاذ اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا
ارشاد خلاف واقع ہوگا اور آپکے ارشاد کا خلاف واقع ہونا محال ہے تو ان حضرات کا
یہی منافق وغاصب ہونا محال ہوا قطع نظر اس ارشاد سے کہ جسمیں شیخین کو تشبہ انبیاء کا تمغہ
عطا فرمایا یا مطلق شورہ فرمانا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شیخین سے اس امر پر بیین
اس امر پر واضح دلیل ہے کہ حضرات خلفاء کو جناب رسالت مین کمال قرب حاصل تہا اور
منجملہ وزیرین کی تہی کہ آپ حسب ارشاد وشاورهم في الامر مہمات امور مین انہی سے مشورہ لیتے تہے پس
جن حضرات کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہہ قرب ومنزلت حاصل ہوا انکو بدی
کے ساتھہ یاد کرنا اور دشمن اہلبیت نبوت اعتقاد کرنا کس قدر اسلامی طریقہ سے بعید ہے
نعوذ باللہ من ذلک تمامتر تفسیر مجمع البیان مین سورہ واللیل کے تفسیر مین

تحت قولہ تعالے وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى لکھا ہی
وعن ابن الزبیر ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری المالیک الذین
اسلموا مثل بلال وعامر بن فہیرہ وغیرہما فاعتقہم والاولی ان یکون
الایات محمولۃ علی عمومہا فی کل من یعطی حق اللہ من مالہ وکل من یمنع
حقہ سبحانہ تاسعاً آیات بینات میں مجمع البیان سے نقل کیا ہے قال اللہ تبارک
وتعالے وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ قیل الذی
جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر عن ابی العالیۃ والکلبی عاشر جب حضرت ام المومنین عائشہ
رضی اللہ عنہا کے برأت نازل ہوئی اور منجملہ اون لوگوں کے جنہوں نے افک کے بہتان کلام کی تھی
مسطح بن اثاثہ تھی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسکی باداش میں اوس نفقہ کو جو مسطح پر کیا کرتے
تھی بند کردیا تو اوسپر حق تعالے نے یہہ آیت نازل فرمائی وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ
مِنكُمْ وَالسَّعَةِ أَن يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ
لْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اس آیت شریفہ
میں حق تعالے شانہ نے ابوبکر صدیق کو اولوالفضل ہونے سے تشریف بخشی اور خلعت فضیلت
عطا فرمایا منتہای جد وجہد حضرت صدوق کا جوان ہر سہ آیات کے جواب میں ہے
قابل مطالعہ اہل فہم ودانش ہے ہمکو تطویل مانع ہے ورنہ اونکی رسالہ امامت سے وہ جواب
نقل کرتے اور اہل فہم وانصاف کے روبرو پیش کرتے اور اگر یہہ سلسلہ جاری رہا۔ تو
انشاء اللہ تعالے عرض کرینگے غرض بحول اللہ وقوتہ شہادات کتاب اللہ
سے اور ارشادات رسول اللہ سے اور افادات ائمہ سے مثل روز روشن واضح ہوا
کہ جناب شیخین رضی اللہ عنہما خدا اور رسول خدا کے نزدیک مقرب اور صاحب مراتب رفیعہ
اور مدارج عالیہ تھی اور اہلبیت کے ساتھہ باہم محبت ونصح رکھتی تھی چنانچہ حسب نقل
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ آپکے مولانا باقر مجلسی بحار میں فرماتے ہیں

کہ جناب امیر نے بارہا قسم شرعی کہا کر فرمایا کہ میری طرف سے کوئی عداوت یا عناد رد علی
شیخین کے سبب نہیں ہے تو جیسے ان کی مناقب و فضائل بیان کرنا ائمہ کا بیان کرنا
وہ نفس الامری اور مطابق واقع کے ہیں تقیہ سے ہرگز نہیں ہو سکتی اور یہ بھی ثابت
ہوا کہ جو کچھ قبائح و ذمائم سے حضرات شیخین اور ان کی دامنہائی پاک کو ملوث کرتے ہیں وہ
سراسر خدا اور رسول اور ائمہ کے تکذیب ہے اور دین و اسلام سے خروج ہے پس جب خلفاء رضی اللہ
عنہم کے فضائل و مناقب و علو مرتبہ عند اللہ و الرسول اور محبت و الفت باہم بالبیت کے
ساتھ ثابت ہو چکی جو بظاہر اثبات خلافت کے لیے ممہد اور فی الحقیقت ثبوت
خلافت کے لیے برہان موثق اور مزید تقویت و تائید ہے تو اب ہم ثبوت حقیت خلافت
خلفاء کے دلائل عقلیہ و نقلیہ کتاب و سنت و اقوال ائمہ سے مختصر بیان کرتے ہیں
لیکن چونکہ ہماری فاضل مجیب کے نزدیک ان کی عقل سب پر قاضی و حاکم ہے اسلیے ہم اول
دلیل عقلی ہی ذکر کرتے ہیں جس سے مسئلہ ہذا کی ثبوت حقیت خلافت ہو طاہر
پس واضح ہو کہ امامت مثل نبوت کی اصول دین میں سے ہے اور مثل نبوت ہے جس میں
خاصہ اور خواص مہمہ کے ساتھ نبوت مخصوص و متصف ہے اور انہیں اوصاف و خواص
کے ساتھ امامت بھی متصف ہے یہی وجہ ہے کہ عصمت و افضلیت و نص شرط
نبوت ہے تو شرط امامت بھی ہے چنانچہ عموماً تمام امامیہ کو اس پر اتفاق ہے اور خصوصاً
ہماری فاضل مجیب نے شروع جواب میں اس کا اعتراف فرمایا ہے اور فرمایا ہے (اور ان
ہر سہ شرائط کی دلائل کے نسبت اگرچہ اسقدر ہی گذارش کافی ہے کہ جب امامت تالی مرتبہ
نبوت ہے اور نیابت نبی ہی مراد ہے پس جو دلائل عصمت انبیاء پر دال ہیں وہی بعینہ
یا کچھ تغیر سے عصمت ائمہ پر دال ہونگی) اور نیز اسیواسطے امام اور نبی میں کچھ فرق نہیں
تمام احکام میں متحد ہیں اگر فرق ہے تو صرف اسم نبوت اور نزول وحی میں فرق ہے
چنانچہ آپکی شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں بتقریب ذکر

دلیل اول اثبات خلافت خلفاء ثلاثہ عقلی

محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویہ القمی ورق نمبر ۱۶۲ پر فرماتے ہین نزدیک امام
قائم کیقدر امام نبی ست درجمیع امور مگر در اسم نبوت و نزول وحی - اس سے بدلالت مطابقی
ثابت ہی کہ امام نبی کے تمام اوصاف مین شریک ہی سوائی اسم نبوت اور نزول وحی کے یعنی منصب
ہدایت امت جیسا نبی کے ساتھہ منوط ہی ویسا ہی امام کے ساتھہ مربوط ہی اور حفظ شریعت
جسطرح نبی پر موقوف ہی اسیطرح بعد نبی کے امام پر بھی منحصر ہے اور جسطرح نبوت بلطف
خداوندی اور خدا تعالے پر واجب ہی اسیطرح امامت بھی بلطف خدا تعالے ہی اور اوسپر
واجب ہی اور جیسی نبوت کسی شخص کے واسطے بدون نص خداوند تعالے کے ثابت نہین ہوتی
ویسا ہی امامت بھی بدون نص خداوند تعالے لوگون کی اجماع سے نہین ہوسکتی
اور جسطرح نبی کے ساتھہ معارضہ اور مخالفت مین کوئی شخص اوسپر غالب نہین ہوسکتا
اسیطرح امام کے ساتھہ معارضہ و مخالفت کرکے کوئی اوسپر چیرہ دست نہین ہوسکتا
بلکہ قطع نظر ان اوصاف کے جنکا بہت بڑا تعلق نبوت اور امامت کے ساتھہ ہے بعض
چھوٹی چھوٹی اور جیلے اوصاف مین بھی تشارک و اتحاد ہی چنانچہ جیسا نبی کا دل بیدار
اور آنکھہ خفتہ ہوتی ہی اسیطرح امام بھی بیدار دل اور چشم و خواب ہوتا ہے جیسا نبی کے
سایہ نہین ہوتا امام کے بھی سایہ نہین ہوتا جیسا نبی آگی پیچھی سے یکسان دیکھتا ہی
اسیطرح امام بھی آگی پیچھے سے برابر دیکھتا ہے جیسا معجزہ اور حجت استجاب الدعائی
کو حاصل ہوتی ہے امام کو بھی حاصل ہوتے ہی جیسا نبی محتلم نہین ہوتا امام بھی محتلم
نہین ہوتا - علی ہذا القیاس بہت سے ایسی اوصاف و خواص ہین کہ جن مین نبی و امام باہم
تشارک ہین اور وہ اوصاف کہ جنکا تعلق بحسب ریاست عامہ دینوی و دنیاوی کے خلق کے ساتھہ
یا خالق کے ساتھہ ہی اونمین کوئی وصف ایسا نہین کہ جنمین باہم اتحاد و اشتراک نہو الا اطلاق
اسم نبوت سو یہہ ایک لفظی امری کہ جو راجع الی الاصطلاح ہے ورنہ لغۃً یہہ اطلاق بھی صحیح ہی
اور لفظ امام تو قطعاً عام ہے جسکا اطلاق لسان شرع مین انبیاء پر بھی کیا گیا ہی

اور دوسری نزول وحی کا جو حسب دعا حضرت شہید ثالث انبیاء کے ساتھ مخصص ہے ائمہ میں نہیں پایا جاتا ہی لیکن حضرت شہید ثالث کا یہہ زعم باطل ہی کیونکہ ائمہ کو خصوصاً جناب امیر کو آخر محدث تو فرماتے ہی ہیں اور محدثیت حسب تصریح محمد بن یعقوب الکلینی اسکا نام ہے کہ نزول فرشتہ کا ہو اور اوسکی آواز سنے لیکن اوسکی جثہ کو نہ دیکھی پس اگر اسکا نام وحی نہیں ہے تو یہہ ہی راجح الی الاصطلاح ہے اور نزاع لفظی سے غرض ہر کیف یہہ دو وصف ایسے ہیں کہ جنمیں انبیاء سوائی ائمہ کے منفرد ہیں۔ اور جب اتحاد و اشتراک فی الاوصاف ثابت ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ منجملہ اوصاف نبی کے ایک یہہ بھی وصف ہی کہ انبیا کے ساتھہ عادت اللہ جاری ہے کہ نبی کے مقابلہ میں مدعی نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ہرگز اپنی دعوی میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہی بمقابلہ معجزات نبوی کے اوسکی سب استدراجات منقلب اور منعکس ہو جاتے ہیں نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ہمیشہ انجام کار مخذول اور مقہور ہوتا ہی اور ہرگز فروغ نہیں پا سکتا حضرت آدم علیہ السلام سے آجتک کوئی نظیر ایسی نہیں ملیگی کہ کسی شخص نے بمقابلہ کسی نبی کے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا ہو اور وہ اپنی دعوی میں کامیاب ہوا ہو سیلہ کذاب اور اسود عنسی اور سجاح وغیرہ کے قصص و حکایات تاریخ کے واقفوں پر مخفی نہیں اور کیونکر ممکن ہے کہ خداوند تعالے بمقابلہ اپنی نبی مرسل کے جھوٹے مدعی کو غالب اور کامیاب کری اگر ایسا ہو تو محض تلبیس ہی خداوند تعالے شانہ سورہ مومن میں ارشاد فرماتا ہی وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ[1] جسکا حاصل یہہ ہی کہ خداوند تعالے جھوٹی مسرف کے رہنمائی ہدایات اور معجزات کی طرف نہیں کرتا کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کر کے کامیاب ہو جاوے تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسی کا

[1] اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو پڑیگا اوسپر اوسکا جھوٹ اور اگر وہ سچا ہوگا تو تم پر پڑیگا کوئی وعدہ جو وہ کرتا ہے بیشک اللہ نہیں دکھاتا اوسکو جو ہو حد سے گذرنے والا جھوٹا۔ ۱۲

دعوی کذب نہین ہوسکتا کیونکہ اگر یہہ دعوی کذب ہوتا تو یہہ معجزات اسکی تایید اور بینات
علی ہر نہوتے اور خدا تعالے ان پر قدرت نہ دیتا - صاحب تفسیر صافی اسکی تفسیر مین لکھتے ہین
قیل[1] احتجاج ثالث ذو وجهین احدهما انه لو کان مسرفا کذابا لما هداه
الله الی البینات ولما عضده بتلك المعجزات اور جب نبوت اس وصف کے ساتھہ
متصف ہی اور نبی کے ساتھہ عادت اللہ جاری ہے کہ نبی ہمیشہ مخذول ہوتا ہی تو چونکہ
امامت بھی جمیع اوصاف مہمہ مین نبوت کے ساتھہ متحد ہی اور مقاصد مین اسکی شارک ہی
تو امامت بھی لامحالہ اس صفت کے ساتھہ متصف ہوگی اور امام کے ساتھہ بھی یہہ ہی عادت
اللہ جاری ہوگی کہ اگر کوئی شخص نیابت رسول اور امامت کا جھوٹا دعوی کری وہ ہرگز اپنی
دعوی مین کامیاب نہوگا اور مخذول و مقہور ہوگا اگر ایسا نہو تو قطع نظر ازین مفاسد بیشمار
اور قبایح غیر متناہی کے جو اس تجویز سے لازم آتی ہین اکثر اکمنے الاوصاف اور اتحاد
فی الخواص جو نبوت کے ساتھہ ہی وہ فوت ہوجاویگا تو ضرور ہوا کہ امامت کی بھی یہہ
وصف لازم ہو اور امام مین بھی یہہ خاصہ پایا جاوے بعد اسکے ہم جناب بے سالتماب صلوات اللہ
علیہ وسلامہ کے خلفا مین سے جو اس قاعدہ کے تابل کی نظر سے دیکھتے ہین بعد اس امر کے کہ ہم
فرضاً حسب زعوم شیعہ تسلیم کرتے ہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلافصل امام برحق
اور خلیفہ راشد جناب امیر تھی تو بداہتہ یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ حسب قاعدہ اگر جناب امیر علیہ
بلافصل نایب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امام برحق اور خلیفہ راشد ہون تو جو لوگ بالمقابل کذبا
وعدواناً مدعی خلافت ہوئے وہ مخذول و مطرود ہون اور انکی خلافت ہرگز مسلم نہ ہی
بلکہ انکا انجام خواری و خرابی و تباہی و بربادی ہو لیکن جب ہم واقعات مین نظر کرتے
ہین تو معاملہ بالعکس پاتے ہین اور قصہ عقلب دیکھتے ہین اور وہ یہہ کہ بعد وفات جناب سرور

[1] کہتے ہین کہ یہہ تیسرا استدلال ذو وجہین ہی ایک تو یہہ کہ اگر موسی مسرف کذاب ہوتا تو اللہ تعالے اوسکو بینات کیطرف
ہدایت نکرتا اور ان معجزات سے اوسکو تقویت نہ دیتا - ۱۲ -

کائنات علیہ وعلی آلہ افضل التحیات والتسلیمات جناب امیر کے سامنی اور آپکی موجودگی مین تین شخص یکی بعد دیگری مدعی خلافت ہوئی اور امامت کا دعوی کیا اول ان تین سے ابوبکر صدیق ہین - دوسرے عمر بن الخطاب - تیسرے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم پس دو حال سے خالی نہین کہ یا یہہ تینون حضرات اپنی دعوی مین کاذب تہی یا صادق اگر کاذب تہی تو واجب تہا کہ وہ اپنی دعوی مین کامیاب نہوتے - ملائکہ مخذول ہوتے - لیکن ہم مثل روز روشن دیکہتے ہین کہ وہ اپنی دعوی امامت مین ایسی کامیاب ہوئی کہ امام برحق سے بہی فوج الجسلہ بڑہ گئی اور اونہون نے اپنی اس دعوی کی تصدیق اسلام کے نمایان ترقی کرکے ایسی طرح دکہلائی کہ اپنی دعوی کو بیّنہ و برہان کر دیا اور خداوند تعالے نے انکو وہ قدرت دی کہ دینوی اور دنیاوی ترقیات اسلامیہ مین اپنے رسول کا جانشین ہوئی تفصیل اسکی یہہ ہی کہ اسلام کے دو شعبین اور دو جہتین ہین ایک جہت دینی ترقیات اور دوسری جہت دنیاوی ترقیات ترقیات جہت دین تو اس صورت سے ہے کہ مثلاً شریعت کا شیوع و رواج ہو حدود و قصاص جاری ہون - عالم مین کتاب الجہاد کا درس ہو کفر و کفار نگون سار ہون اور کلمۃ اللہ ہی العلیا صادق آوے شعائر اسلام کا زور و شور ہو اور علی ہذا القیاس اور ترقیات جہت دنیاویہ کے یہہ صورت ہی کہ مثلاً مال و دولت کے اہل اسلام مین کثرت ہو اور بیبات ملوک فراش ہوانی اہل اسلام ہون سلاطین باجگذار اسلام ہون قری و امصار و ولایات اور قطائع و جاگیرات اہل اسلام کے بکثرت تبض و تصرف مین ہون وغیر ذالک اب ہم دونو اسلامی حالتونکی ترقی کو جو زمانہ خلفاء ثلثہ مین ہوئی نظر عمیق سے دیکہتے ہین تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ اہل اسلام کے دونو حالتونکی ترقی زمانہ خلفاء ثلثہ مین اوج کمال پر پہونچ گئی تہی پہر جب ہم دعوی خلافت کی ساتہہ وجوہ خلافت مین غور کرتے ہین تو تین طرح سے پاتی ہین اول تو یہہ کہ خداوند تعالے نے ان خلفاء کی وساطی سی گویا تمام عالم مین شعائر اسلام کو پہیلایا اور دین اسلام کو اونکی ذریعہ سے تمام ادیان پر غالب کیا کثرت جہاد سے

کفر و کفار نگونسار ہو کر کلمہ اللہ ہی العلیا کا مصداق ان ہی خلافتوں کا ثمرہ اور ان ہی کی
سعی کا نتیجہ ہی غرض جو اصلی غرض ارسال رسل اور نصب خلفا رہی تھی کہ دین اسلام کو
شیوع و رواج ہو بخوبی خلفاء ثلثہ کی خلافتوں سے حاصل ہوا۔ اور خداوند تعالے نے
انکو ان مہمات کے تمکین عطا فرمائی اگر یہہ حضرات اپنی دعوی خلافت مین کاذب
ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ وہ بمقابلہ خلیفہ و امام برحق کے اپنی دعوی مین کامیاب ہوتے
اور حق تعالے انکو مقاصد خلافت کے حصول پر تمکین دیتا۔ دوسری یہہ کہ اسلام
کی شوکت دنیاوی کے ترقی ہی خلفاء کے ذریعہ کمال کو پہنچ گئی اور خزائن کسری
و قیصر جنکا وعدہ حصول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے کھودنے
کی وقت فرحت و انبساط کے ساتھ فرمایا تھا ان ہی خلافتوں کی بدولت اہل اسلام کے
ہاتھہ آئی بلکہ ہر چہار طرف سے اموال ٹوٹ پڑی اور خزائن کے منہہ کھولی گئی اگرچہ صرف
دنیاوی ترقی حقیت کی عموماً دلیل نہین ہو سکتی۔ لیکن چونکہ حصول وعدہ خداوند
کو متضمن ہی جو رسول کے زبانی ہوا اور نیز بانضمام ترقی دینوی البتہ قطعاً ثبوت حقیت
خلافت کی دلیل ہو سکتی ہے۔ تیسرے یہہ کہ انکی زمانہ خلافت مین انکی خلافتون کو
تمام تعاصی و اوالی نے اما بغیر عزیز او ذل ذلیل سب نے حق تسلیم کر لیا جس سے
ہمارا مدعا یہہ ہی کہ خداوند تعالے نے انکو وہ قدرت و تمکین دی کہ تمام حوزہ اسلام انکی مطیع
و منقاد ہو گیا اور یہہ تسخیر و انقیاد اور یہہ بجا آوری و حصول مہمات خلافت آخر تک
یکسان بہ تمکین اللہ تعالی رہی بلکہ الی یوم القیمہ جماعت عامہ اسلام جنکی شامین نہیج البلاغہ
مین ہی[1] وان ید اللہ علی الجماعۃ و ایاکم و الفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطان
اور سواد اعظم امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنکی شامین ہی فالزموا السواد الاعظم سو

[1] بیشک اللہ کا ہاتھہ جماعت پر ہی اور اپنی آپ کو تفرقہ باہمی سے بچاؤ کیونکہ جدا ہونے والا شیطان کے ساتھہ ہی ۱۲۔

چندی تشیعین کے حقیت خلافت خلفا ثلثہ کے معتقد اور قائل رہنگی پس اس سے زیادہ
خداوند تعالے کیطرف سے اور کیا تمکین و عطا ہی قدرت ہوسکتی ہی تو اس سے مثل آفتاب کے
ظاہر و باہر ہوا کہ یہہ حضرات خلفا اپنی دعوی خلافت مین ایسی صادق تھی کہ اس سے زیادہ کسی کو
حاصل نہین ہوا ان امام غائب کے ایسی دعوی کیا جاتا ہی اور مثل یہہ بیانات اولیہ کی ثابت ہوا
کہ یہہ دعوی جو حضرات شیعہ فرماتے ہین کہ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امام بلافصل جناب امیر تھی اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ظالم اور غاصب خلافت
تھی کہ حق جناب امیر کا بزور غصب کرکے منقص خلافت ہوگئی کذب اور باطل اور لغو اور
لاطائل ہے کیونکہ اگر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے امام بلافصل جناب امیر ہوتے
اور خلفا محض جائر و غاصب اور جھوٹی مدعی خلافت بمقابلہ خلیفہ برحق ہوتے تو ہرگز اپنی
دعوی مین کامیاب نہوتے اور وہی سنت اللہ جو مدعیان نبوت مین جاری ہوئی
ہی ان مدعیان خلافت مین بھی جاری ہوتی تو اس سے مثل آفتاب نیمروز ثابت ہوا
کہ حضرات خلفا رضی اللہ عنہم امام برحق اور خلیفہ راشد تھی - اب مجکو یہہ خیال ہوتا ہی
کہ بعض کم فہم اسوجہ سے کہ اونکو مقدمات دلیل کے پوری طور پر ذہن نشین نہوئی شاید یہہ
اعتراض کرین کہ بہت سی ملوک اسلام مثل امیر معویہ رض کے ایسی ہین کہ جنکو خداوند تعالے نے
بمقابلہ ائمہ کے کامیاب فرمایا اور اونکو تمکین دی اور صدہا قری و امصار اونکی سعی و کوشش
سے مفتوح ہوئی تو اس دلیل کے اعتبار سے اونکو بھی امام برحق اور خلیفہ راشد کہنا چاہیے
حالانکہ وہ سلاطین باتفاق و یقین خلفا راشدین مین سے نہین ہین - تو اسکا جواب
اول تو یہہ ہی کہ اس دلیل کے مقدمات کا مبنی صرف مذہب خصم پر ہی اگر یہہ اعتراض وارد ہوتا ہی
تو اصول شیعہ پر ہی وارد ہوتا ہی اسکا جواب بھی وہی دینگے ہم کب کہتی ہین کہ نبوت
و امامت متشارک فی الاوصاف والخواص ہین ہم کب قائل ہین کہ امام قائم مقام نبی ہوتا ہی
الخ - اور جب یہہ مقدمات مسلمہ خصم ہین تو جواد نہیر ایراد ہوا اوسکا جوابدہ خصم ہی نہ ہم

ثانیاً سلمنا لیکن ہم کہتے ہین کہ بعد خلفاء کے ترقیات اسلامی ہر دو جہت دینوی اور دنیاوی مین کامل طور پر کسی کو تمکین نہین ہوئی اور اگر قدرت و تمکین ہوئی ہے تو صرف دنیاوی ترقی مین جو مقاصد سلطنت سے ہی ہوئی ہے اور دینوی ترقی جو اہم مقاصد خلافت سے ہے ہرگز حاصل نہین ہوئی اسکو ہی ہم بحول اللہ تعالے و قوتہ آپکی کتب معتبرہ سے ثابت کر سکتے ہین علامہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نہج البلاغہ کی اپنی شرح کبیر مسمی بمصباح السالکین مین اوس خطبہ کی شرح مین جسکا عنوان یہہ ہی ومن کلام لہ ع فی بیعۃ عثمان لقد علمتم انی احق بھا من غیری واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیھا جور الا علی خاصۃً الخ فرماتے ہین فان قلت[1] السوال من وجھین الاول ما وجہ منافستہ فی ھذا الامر الخ الثانی کیف سلم ھھنا عند خوف الفتنۃ ولم یسلم لمعویۃ و لطلحۃ والزبیر مع قیام الفتنۃ فی حربھم قلت الجواب عن الاول ان الخ وعن الثانی ان الفرق بین الخلفاء الملۃ وبین معویۃ فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواہیہ ظاھر انتہے ملخصاً - ثالثاً ہم گذارش کر آئے ہین کہ مدعی امامت کو کامیابی کے لیے اپنی دعوی امامت مین جسمین ترقیات اسلامیہ کے ہر دو شق کے ضرورت ہے اسیطرح یہہ بھی ضرور ہے کہ جماعت عامہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو خلیفہ راشد اعتقاد کرتے ہون اور سواد اعظم امت محمدی اوسکو حق تسلیم کر لیا ہو تاکہ اوس جماعت کا اتفاق جسپر اللہ ہی اور جسکی شان مین وما کان اللہ لیجمعھم علی ضلالۃ و یقرہم بھم فرماتے ہین اوس خلافت کے

[1] اگر تو اعتراض کرے سوال دو وجہ سے ہی اول تو یہہ کہ امامت مین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہے الخ - دوسری یہہ کہ یہان تو وقت خوف فتنہ کے تسلیم کر لیا اور معویہ اور طلحہ و زبیر کے لیے باوجود قیام فتنہ کی تسلیم نکی مین کہتا ہون پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہی الخ اور دوسری کا جواب یہہ ہی کہ خلفاء ائمہ مین امر معویہ مین اللہ کے حدود کے قائم کرنے مین اور اوسکی امر و نہی کے مقتضا کی موافق عمل کرنے مین فرق ظاہر ہے ۱۲ -

حقیت کی دلیل ہوجاوی پس جسقدر سلاطین اسلام گذری ہین اونکو کسینے خلیفہ راشد نہین
تسلیم کیا نہ اونکو سواد اعظم امام برحق اعتقاد کرتا ہی بلکہ وہ خود بہی مدعی خلافت
نہین ہوئی اور اگر ہوئی تو اوائل امارت مین غلطی سی ہوئی بعد اوسکے آخر اپنی ملوک
اسلامی مین ہونے کا اعتراف کیا ہی تو اوسنی یہہ دلیل منقوض نہین ہوسکتی اب
دلائل نقلیہ مین سے بڑی دلیل تو ہی ہے کہ حق سبحانہ وتعالے سورہ نور مین اوسوقت کے مومنین کو
خطاب کرکے ارشاد فرماتا ہی - وعد الله الذين امنوا منكم وعملوا الصالحت
ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضى لهم وليبدلنهم
من بعد خوفهم امنا يعبدونني لا يشركون بي شيا ومن كفر بعد ذلك
فاولئك هم الفاسقون حاصل یہہ ہی کہ خدا تعالے نے اون لوگونکی ساتہہ تم مین سی
جو ایمان لائے ہین اور عمل صالحہ کیے ہین وعدہ فرماتا ہی کہ اونکو بیشک مین مین خلیفہ بناؤنگا
جیسا اونسی پہلے لوگونکو خلیفہ بنایا اور البتہ پکڑاوینگا اونکی لیے اوس دین کو جو پسندیدہ ہے
اونکی واسطے اور بے شبہہ اونکی خوف کو امن سی بدل دینگا میری پرستش کرینگے اور کسیکو میری ساتہہ
شریک نکرینگے اور اسکی بعد جنہون نے اس نعمت کی ناشکری کی پس وہی فاسق ہین اس آیت
شریفہ سی چند فوائد حاصل ہوئی اول تو یہہ کہ حق تعالے نے بعض مومنین حاضرین عند نزول الآیہ کی
ساتہہ یہہ وعدہ فرمایا من اگر تبعیضیہ ہی تو ظاہر ہی اور اگر بیانیہ ہی تو اولا من بیانیہ ضمیر
مخاطب محذوف پر داخل نہین ہوتا جیسے رسائل نحو مین دیکہا ہوگا کہ من تبعیضیہ کی علامت صحت وضع
لفظ الذی کی اوسکی جگہہ ہی اور ظاہر ہی کہ اسجگہ لفظ الذی نہین داخل ہوسکتا اور اگر بتکلف
بتاویل بعید اسکو بیانیہ کہا جاوی تو ہم مخی طبین کے استخلاف سی بعض کا استخلاف مراد ہی
اور چونکہ اوسکا نفع تمام کو شامل ہوتا ہی اسلیے سب پر اطلاق کیا گیا عرف مین شایع ہی جب
کسی قوم مین سلطنت ہوتے ہی تو باوجودیکہ ایک ہی بادشاہ ہوتا ہی لیکن تمام قوم کے
سلطنت کہلاتی ہی کیونکہ اوسکا نفع اون سب کی طرف عاید وراجع ہوتا ہی اور فی الجملہ

خلافت خلفاء راشدین کی دلیل ہونے کی بحث

وہ بھی حاکم ہوتی ہین اب آپ کیا دیکھتے ہین اولی اولی گوری کیسی حکومت کرتے ہین
اور اپنی حکومت و سلطنت سمجھتے ہین - علاوہ ازین اگر من بعیضیہ کے آپ بطل کے درپی ہون
اور تبعیض ثابت کرین تو حضرات شیعہ اس آیت سے امام مہدیؑ کا استخلاف مراد لیتے ہین
وہ باطل ہوگا جو جواب اوسکی طرف سے دیوین وہی ہماری طرف سے بھی قبول فرماوین اور حاضرین
عند نزول الآیت سابقین خاصتہً مراد ہین کہ صولیین نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جو کلام کہ خطاب
مشافہہ کے لیے موضوع ہی وہ حاضرین کے ساتھہ ہی مختص ہوتی ہی آپکی علامہ شہید ثانی معالم
الاصول مین صفحہ ۶۱ پر فرماتے ہین - وما وضع لخطاب المشافہتہ کیا ایھا
الناس و یا ایھا الذین امنوا لایعم بصیغتہ من تاخر عن زمن الخطاب وانما یثبت
حکمہ لھم بدلیل اخر وھو قول اصحابنا واکثر اھل الخلاف - اور ظاہر ہی کہ یہہ عبارت
موضوع للمشافہ ہی تو حاضرین کے ساتھہ مخصوص ہوگی دوسری یہہ کہ خداوند تعالے نے وعدہ فرمایا
کہ تم مین سے بعض کو خلیفہ بناوینگے اور اسوجہ سے کہ خداوند تعالے کی وعدہ مین بدا اور خلف محال ہی
لازمی ہے یہہ وعدہ واقع ہوگا ورنہ خلف وعدہ لازم آویگا - جو محال ہی اور جو امر مستلزم محال کو
خود محال ہے اب وقوع استخلاف موعود کی دو احتمال ہین اول یہہ کہ وعدہ استخلاف سے
یہہ مراد ہو کہ ہم بعض بالاستخلاف کرینگے اور جب بعض بالاستخلاف فرماوی تو وعدہ پورا ہوگیا
دوسری یہہ کہ موعود یہہ ہی کہ ہم خلیفہ بناوینگے اور بنفس استخلاف واقع کرینگے لیکن
احتمال اول باوجود باطل ہی اولاً معنی استخلاف ایقاع فعل خلافت ہی اور بدیہی ہے
کہ امر بالشی عین شی نہین اور بعض بالاستخلاف عین استخلاف نہین تو اس صورت مین
لازم آتا ہی کہ وعدہ تو کچھہ فرماوی اور کری کچھہ اور یہہ بھی خلف وعدہ ہی - ہان بعض بنگ

لہ اور جو الفاظ خطاب مشافہہ کے لیے موضوع ہین مثل یا ایھا الناس اور یا ایھا الذین امنوا کے اپنی صیغہ سے
اوسکو شامل نہین ہوتے - جو زمانہ خطاب سے پیچھے ہین اور اسکا حکم اوسکی لیے صرف دوسری دلیل سے ثابت
ہوتا ہی اور ہماری اصحاب کا اور اکثر اہل خلاف کا یہہ ہی قول ہی ۱۲

مجازاً بقرائن خارجیہ استخلاف سے نفس بالاستخلاف ہی مراد ہوتا ہی اور یہہ اصل کو کچھہ معارض نہیں - ثانیاً بعد استخلاف کی جو امور کہ حق تعالیٰ شانہ نے بمنزلہ نتائج و ثمرات استخلاف کی بیان فرمائی ہیں مثل تمکین دین مرضی کے اور تبدیل خوف کے امن سے وہ بداہتہً مستلزم ہیں کہ وعدہ استخلاف سے مراد نفس استخلاف ہی نہ نفس باستخلاف کیونکہ وقوع ان امور کا متفرعاً علی الاستخلاف اسیوقت ضروری ہی جبکہ وعدہ نفس استخلاف ہوا اور اگر نفس بالاستخلاف ہو تو وقوع ان امور کا ضروری نہیں کیونکہ جب نفس بالاستخلاف وقوع نفس استخلاف کو ہی مستلزم نہیں تو ان امور کو جو نفس استخلاف پر مترتب ہیں کیونکر مستلزم ہوگی کیونکہ اگر حق تعالےٰ استخلاف پر نفس فرماوی تو یہہ ضرور نہیں ہے کہ وہ واقع ہی ہو بلکہ جائز ہے کہ عباد اوسکا نہ مانیں اور اوسپر عمل نکریں چنانچہ حسب مزعوم شیعہ ایسا واقع ہوا تو پھر ترتب ان ثمرات و نتائج کا کیونکر ہو سکتا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ ثمرات و نتائج بھی داخل وعدہ ہیں تو تخلف وعدہ کا لازم آیا اور یہہ محال ہی تو اس سے ثابت ہوا کہ احتمال ثانی متعین ہی - ثالثاً حق تعالےٰ شانہ نے اس وعدہ کو اوس فعل کے ساتھہ تشبیہ دی ہی جو گذشتہ لوگوں میں پہلے ہو چکا اور ظاہر ہے کہ پہلے لوگوں میں صرف نفس بالاستخلاف نہیں تھا بلکہ نفس استخلاف تھا تفسیر صافی میں ہی وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض لیجعلنهم خلفاء بعد نبیکم کما استخلف الذین من قبلهم یعنے وصاة الانبیاء بعدهم تو اس تشبیہ سے صاف ثابت ہوا کہ وقوع نفس استخلاف مراد ہی - رابعاً حضرات شیعہ اسی آیت کو امام مہدی کے استخلاف پر محمول فرماتے ہیں اور ظاہر ہی کہ اگر احتمال اول مراد ہو تو وہ مستلزم نفس استخلاف اور اوسکی

لہ وعدہ دیا اللہ نے تم میں سے جو ایمان لائی اور نیک کام کیے البتہ خلیفہ بنائیگا اونکو ملک میں جیسا بنایا گا اونکو خلیفہ تمہاری نسی کے پیچھے، جیسا نسی اگلی لوگوں کو خلیفہ بنایا دو یعنے اپنا کے اوصیاء کو اونکا جانشین کیا " ۱۲ -

نتائج کو نہین تو یہہ دلیل خود جناب امام مہدی کی امامت و غلبہ و شوکت کی ثبوت مین ناقص و ناتمام ہوگی - خاتمہ سلسلہ نص یا استخلاف ہی مراد ہی لیکن لاسلم کہ نص سے وہی نص مراد ہے کہ جس خصوصیت کے ساتھہ اور ہیئۃ کذائیہ سے حضرات شیعہ فرماتے ہین بلکہ نص سے مراد نص جلی ہو یا خفی کسی ہیئۃ کی ساتھہ اور کسی طریقہ کے ساتھہ ہو جیانچہ اہلسنت خلفاء ثلثہ کی خلافت کے لیے نص کے قائل ہین آپنے ازالۃ الخفا کا مطالعہ فرمایا ہے اس سے بخوبی یہہ امر ثابت ہو سکتا ہی لیکن پر بھی وعدہ تمکین دین مرضی اور تبدیل امن بعد الخوف مین کوئی احتمال نہین اور اسکے وقوع مین موعود لہم کے لیے کچھہ شک و تردد نہین ہے تو ثابت ہوا کہ اگر وعدہ نص ہے تاہم متضمن وعدہ استخلاف کو ہی اور اسکا وقوع لازم و متحتم ہے - تیسری یہہ کہ اس استخلاف سے مراد وقوع سلطنت جائرہ جیسی فساق و فجار یا استیلا و کفار کرتے ہین مراد نہین ہے بلکہ مراد وہ خلافت و ریاست راشدہ و امامت و سلطنت حقہ ہی جو اجرائی شرایع دین و احیاء شعائر اسلام کے لیے ہو اور جس سے عالم مین احیاء و اسم اسلام پایا جاوی اور اسپر وجوہ چند دلالت کرتے ہین اول یہہ کہ جب حضرات شیعہ کے مفسرین نے اس آیت شریفہ کو حسب روایات خود حضرت امام مہدی کی استخلاف پر محمول فرمایا ہی چنانچہ محمد بن مرتضی صاحب تفسیر صافی اپنی تفسیر مین[1] فرماتے ہین - والقمی نزلت فی القائم من آل محمد والمجمع المروی من اہل البیت انہا فی المہدی من آل محمد قال وروی العیاشی باسنادہ عن علی بن الحسین انہ قرأ الآیۃ وقال ہم واللہ شیعتنا اہل البیت یفعل

[1] تفسیر قمی مین ہی کہ یہہ آیت قائم آل محمد (امام مہدی) کے بارہ مین نازل ہوئی اور تفسیر مجمع مین ہے کہ اہل بیت سے مروی ہے کہ یہہ آیت آل محمد کے مہدی کے باب مین ہے کہا اور عیاشی نے اپنی اسناد کے ساتھہ امام زین العابدین سے روایت کی ہی کہ آپنے یہہ آیت پڑھکر فرمایا کہ خدا کی قسم یہہ ہم اہلبیت کی شیعہ ہین - ۱۲

ذلك على يدى رجل منا وهو مهدى هذه الامة وهو الذى قال رسول الله
لو لم يبق من الدنيا الا يوم يطول الله ذلك اليوم حتى يلى رجل من عترتى اسمه
اسمى يملأ الارض عدلا وقسطا كما ملئت ظلما وجورا قال وروى مثل ذلك
عن ابى جعفر وابى عبد الله وفى الاكمال عن الصادق فى قصة نوح وذكر
انتظار المؤمنين من قومه الفرج حتى اراهم الاستخلاف والتمكين قال
وكذلك القائم فانه تمتد ايام غيبته ليصرح الحق عن محضه ويصفو الايمان من
الكدر بارتداد كل من كانت طينته خبيثة من الشيعة الذين يخشى عليهم النفاق
اذا احسوا بالاستخلاف والتمكين لهم فالامر المنتشر فى عهد القائم الى
غير ذلك من الروايات توطئ ہی کہ اونکی خلافت تو حضرات شیعہ کے نزدیک
منصوصہ راشدہ ہی تو اگر اس آیت سی استخلاف حق مراد ہی نہین اور خلافت راشدہ
پر یہہ آیت دال ہی نہین تو اس کا نزول امام مہدی کے لیی جنکی خلافت راشدہ بھی نہین
ہوسکتا ہی اور یہہ سب روایات جنمین نزول آیت کا امام غائب عن الابصار حی
کے لیی بیان کیا گیا ہی اور دعوی کیا گیا ہی کہ اس استخلاف موعود سی مراد استخلاف

یہہ وعدہ ہم مین سی ایک شخص کے ہاتہہ پر پورا ہوگا اور وہ اس امت کا مہدی ہوگا اور وہ وہ ہی جسکی لیی رسول اللہ
نی فرمایا اگر دنیا سی بجز ایک دن کے باقی نرہیگا تو خدا اس دن کو اسقدر طویل کریگا یہانتک کہ ایک شخص میری عترت سے
حاکم ہوگا میرا اسمہ نام ہوگا جیسا وہ ظلم وجور سی پر ہوگی اسیطرح عدل وانصاف سی بہر دیگا کہا اور ایسی ہی
روایت امام ابوجعفر اور ابوعبد اللہ سے ہی - اور اکمال مین امام صادق سے نوح کے قصہ مین ہی مومنین کا
اوسکی قوم مین سی کشایش کے انتظار کا ذکر کیا یہانتک کہ اونکو استخلاف وتمکین دکہلایا فرمایا اور اسیطرح قائم ہی
کا اوسکی غیبت کا زمانہ دراز ہوگا تاکہ خالص حق ظاہر ہوجاوی اور ایمان کدورت سی صاف ہوجاوی اور شیعہ مین
سی جسپر نفاق کا خوف ہی ہر ایک کے ارتداد کے ساتہہ جسکی خبیث مٹی ہے جب استخلاف اور تمکین اونکی لیے
دیکہین گے اور امر پہیلا ہوا قائم کے زمانہ مین ہوگا - ۱۲ -

امام مہدی ہی سب لغو و لا طائل ہو جائینگی تو ثابت ہوا کہ مراد استخلاف ہی استخلاف حق و خلافت و امامت حقہ ہی اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعض روایات میں جو حضرات شیعہ ائمہ سے نقل کرتے ہیں کہ مراد استخلاف سے استخلاف و تمکین فی العلم ہی سراسر کذب و افترا ہی تفسیر صافی میں نقل کیا ہی وفی الکافی عن الصادق انہ سئل عن ھذہ الآیۃ فقال ھم الائمۃ وعن الباقر و لقد قال اللہ فی کتابہ لولاۃ الامر من بعد محمد خاصۃ وعد اللہ الذین امنوا منکم الی قولہ فاولئک ھم الفاسقون یقول لیستخلفنکم العلم ودینی وعبادتی بعد نبیکم کما استخلف وصاۃ آدم من بعدہ حتی یبعث النبی الذی یظہر دینہ ویعبد ربہ لا یشرکون بی شیئا یقول یعبدونی بالایمان لا نبی یعبد بعد محمد فمن تال غیر ذلک فاولئک ھم الفاسقون فقد مکن ولاۃ الامر بعد محمد العلم ونحن ھم فاسئلونا ان صدقنا کم فاقروا وما التوفیق الا علیہ اور وجہ اسکی یہ ہی کہ اول تو استخلاف جو مقید بقید فی الارض ہو اوسکا اختلاف جب تک سلطنت و تسلط ظاہری نہ ہو فی الارض حاصل ہو نہیں ہو سکتا دوسری یہ کہ کلمات آیۃ خلافت و حکومت ظاہری کو مستلزم ہو رہی ہیں کہ اونکا حصول بدون سلطنت ظاہری کے صرف استخلاف فی العلم ممکن نہیں ہی علاوہ ازیں مخالف اون روایات کے ہی جو سابقا گذارش ہو چکی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہی کہ آیت کا نزول امام مہدی کی حق میں ہی اور اس استخلاف سے استخلاف امام مہدی مراد ہی افسوس کہ یہہ حضرات نہ خدا

لہ کافی میں امام صادق سے مروی ہی اوسکی کیا آیت سے پوچھا فرمایا وہ ائمہ ہیں اور امام باقر سے مروی ہی یہہ تحقیق اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے خاص اماموں کے لیے فرمایا - وعد اللہ الذین امنوا منکم الخ حق تعالی فرماتا ہی کہ خلیفہ بناؤنگا میں تمکو اپنی علم اور دین اور عبادت کو واسطے تمہارے نبی کے بعد جیسا خلیفہ بنایا آدم کے اوصیاء کو اوسکی یہہ ہی یہانتک کہ اوس سے پہلا نبی مبعوث ہو - میری عبادت کریں گے اور کسیکو میرا شریک نہ کریں گے فرمایا میری ایمان کے ساتھ پرستش کرونگی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کوئی نبی نہیں ہی جو آئی ہو اسکی وہ فاسق ہیں بتحقیق تمکین دی ولاۃ امر کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں اور وہ ہم ہیں پس ہم سے پوچھو اگر ہم سچے کہیں تو قبول کرو

درسول سے ڈرتے ہین نہ ائمہ سے حیا وشرم فرماتے ہین اور جو دل چاہتا ہی جسمین اپنی مخلصی
وخجات کی امید ہی علماء سے صورت دیکھتے ہین خدا ورسول وائمہ پر افترا باندھتے ہین دوسری
جگہ حق تعالے شانہ نے اس وعدہ کو مومنین عاملین صالحات کے ساتھہ فرمایا ہی اور
قاعدہ ہی کہ حکم علے الشتق علیہ ماخذ پر دلیل ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ کمال ایمان اور غایۃ
صلاح فی العمل اس استخلاف موعود کے علت واقع ہی اور بنایت بدیہی ہی کہ جس موعود
خداوندی کا موقوف علیہ اور جسکی علت ایمان اور اعمال صالحہ ہونگی وہ امر خیر اور حق اور راشد
محض ہوگا اور خداوند تعالے کے نزدیک مرضی اور پسندیدہ ہوگا تو جب استخلاف کو
بھی حق تعالی نے ایمان اور اعمال صالحہ کے ساتھہ منوط مربوط فرمایا ہی تو یہہ استخلاف
استخلاف حق اور پسندیدہ جناب باری جل وعلا شانہ ہوگا ۔ تیسری یہہ کہ حق تعالی شانہ
فرماتا ہی آیت شریفہ مین حرف استخلاف ہی کا تو وعدہ نہین فرمایا کہ اوسکو سلطنت کے
اور پہنچا دینگے گو ایسا ہی ہو بلکہ اوسکی ساتھہ یہہ بھی وعدہ فرمایا کہ اوسکی ساتھہ مین
ہم اس دین کی بھی تمکین انکو دینگے جو دین کہ ہماری نزدیک مرضی اور پسندیدہ
ہی اور یہہ وعدہ فرمایا کہ ہم انکی خوف کو جو کفار ومنافقین سے لاحق حال ہے امن
سے بدل دینگے اب ان وعدونکی صاف ظاہر ہی کہ جو استخلاف کہ ان فوائد کو شمر ومنتج ہوگا
ویسا خلافت بارہ نہ ہوگی اسکی بعد بطور اخبار کے فرمایا کہ جب استخلاف پردہ غیب سے
جلوہ گر ہوگا اور اوسکی ثمرات ونتایج کمال تمکین دین اور زوال خوف وحصول
امن تمام عالم مین شیوع پذیر ہونگی تو لوگ میری عبادت مین مشغول ہونگی اور کسیکو
میری شریک نہین کرینگے تو معلوم ہوا کہ وہ وقت ایسا وقت ہوگا جسمین شریعت
کامل طور پر مروج اور شایع ہوگی اور بدیہی ہے کہ جو خلافت اسکو متضمن ومشتمل ہوگی
وہ راشدہ حقہ ہوگی ۔ پھر بعد ارشاد ہوا کہ ومن کفر بعد ذلک فاولئک
ھم الفاسقون یعنی بعد اس نعمت عظمی کے جو شخص اسکا کفران کرین پس وہی

فاسق ہین ظاہر ہی کہ حق تعالے شانہ نے اوس ہی انکار و کفران اور اوسپر پوری طرح
طغیان کو کمال فسق سے تعبیر فرمایا جس سے اوسکا بڑی نعمت اور کمال احسان
خداوندی ہونا مفہوم ہوتا ہی اسلیے موقع امتنان مین اوسکو بیان فرمایا پس اگر یہہ
خلافت محض سلطنت اور خلافت جائرہ ہو تو اوسکا انکار تو بجای خود عند الشیعہ واجب
اور اوسکی نقض کے تدابیر لازم و متحتم ہین چہ جائیکہ خداوند تعالے اوسکو موقع امتنان مین
بیان فرادی اور اوسکی انکار کو فسق سے تعبیر فرادی تو اس ہی صحیح طور پر معلوم ہوا
کہ جب یہہ استخلاف اسقدر پسندیدہ جناب باری ہی کہ اوسکو موقع احسان و امتنان
مین بیان فرمایا اور اوسکی انکار کو فسق کے ساتھہ تعبیر فرمایا تو وہ استخلاف کمال حقیقت و رشد
کی ساتھہ متصف ہوگا - چوتھی یہہ کہ حق تعالے شانہ نے اس استخلاف کو اپنی ذات
پاک کیطرف منسوب فرمایا ہی کہ ہم خلیفہ بنادینگے اور ہم تمکین دینگے اور ہم تبدیل خوف کی
امن کے ساتھہ کرین گے اور جب اسکا متکفل خود خداوند کریم ہوا اور اسکا ذمہ دار ہوا
پھر اوسنی جب وعدہ پورا کیا اور خلیفہ بنایا اگر وہ خلافت جائرہ تھی تو یہہ فعل خداوند تعالے
کا قبیح ہوا تعالے عن ذالک علوا کبیرا پس علے مذہب الشیعہ صدور قبیح بسنت جناب
باری لازم آیا و ہو محال تو معلوم ہوا کہ یہہ استخلاف سلطنت و خلافت جائرہ نہوگی بلکہ ہدایت
حقہ و خلافت راشدہ ہوگی - علامہ طوسی تجرید مین لکھتے ہین واستغناؤہ[1] دعلمہ یدلان
علے انتفاء القبیح عن افعالہ اسکی بعد گذارش ہی کہ جب خداوند تعالے نے خلیفہ بنانیکا
وعدہ فرمایا تو لامحالہ یہہ وعدہ واقع ہونیوالا ہی اب باقی رہا یہہ امر کہ یہہ وعدہ کس زمانہ مین
واقع ہوا اور موعود لہم اس وعدہ کی کون ہین اور یہہ خطاب کسکو ہی سو اسمین تین احتمال
ہین و الرابع لہا باتفاق الفریقین - احتمال اول یہہ ہی کہ اس وعدہ کا وقوع زمانہ

[1] اور اوسکی بے پروائی اور اوسکا علم اوسکی افعال سے برائی کے دور ہونے پر دلالت
کرتے ہین - ۱۲ -

حیات جناب پروردگار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایام فتح مکہ مین ہوا اور استخلاف سے مراد
استخلاف مومنین کا ہی بجای کفار کے اور موعود لہم اوسکی مومنین ہین جو اوسوقت
موجود تھی اور اون ہی کو خطاب ہی دوسرا احتمال یہہ ہی کہ اوسکی موعود لہم حضرت امام مہدی
رضی اللہ عنہ اور اونکی اتباع ہین اور یہہ وعدہ اون ہی کے زمانہ خلافت مین پورا ہوگا
تیسرا احتمال یہہ ہی کہ یہہ خطاب صحابہ حاضرین عند نزول الآیۃ کو ہی اور اوسکی موعود لہم
خلفاء اربعہ ہین رضی اللہ عنہم اور یہہ وعدہ جناب خلفاء اربعہ کے زمانہ خلافت مین پورا ہوچکا ہی
اور خداوند تعالے نے بعد وفات جناب سالتماب صلوات اللہ علیہ وسلامہ کے آنکی جگہ خلفاء
اربعہ کو خلیفہ بنایا لیکن ان ہر سہ احتمالونمین جہانتک ہم غور کرتے ہین اور اپنی ایمان و انصاف
سے تامل کرتے ہین تو پہلے دونو احتمالونکو غلط پاتے ہین اور تیسری احتمال کو متعین دیکھتے
ہین اگرچہ ابطال احتمال اول پر ہمکو کچھہ چندان تجشم استدلال کی ضرورت نہ تھی کیونکہ
مفسرین محدثین شیعہ نے اسکو امام مہدی پر محمول کرکے اور اوسکی نزول کا مورد متعین کرکے
خود اس احتمال کو باطل کردیا لیکن چونکہ بعض شیعہ جب شکنجہ انظار علمای اہلسنت مین گرفتار
ہوکر میدان فرار تنگ دیکھتے ہین تو ایسی پوچ احتمال اوردا ہی تو جہین پیش کرنے لگتے
ہین ایسلیے مناسب ہی کہ مختصرا اس احتمال کے ابطال کیطرف بھی اشارہ کیا جاوی اور ضمنا
وتبعا اوسکا ابطال بھی معرض اثبات مین لایا جاوی پس صحیح ہوکر ہر دو احتمالات کا
بطلان ایسا واضح اور بدیہی ہی کہ اگر ذرا آیت مین تامل کیا جاوی تو انکا بطلان بے تکلف فہم
مین آسکتا ہی احتمال اول کے ابطال کے لیے پس یہہ ہی وجوہ کافی ہین کہ اولا حق تعالے
شانہ نے یہہ وعدہ مومنین کے ساتھہ فرمایا ہی۔ اگر مراد اس سے فتح مکہ ہوتا تو یہہ وعدہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہوتا اور تبعا مومنین بھی اوسمین داخل ہوتے ثانیا یہہ کہ خداوند
تعالے نے فتح مکہ کو بصورت رویا کی دکھلادیا تھا اور چونکہ انبیاء کے خواب بھی
وحی ہوتی ہے تو ایسی اوسکا وقوع قطعی ہوتا ہی چنانچہ خداوند تعالے نے ارشاد فرمایا

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ اور نیز اوسکو فتح کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے
وَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۔ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ تو اس سے بشرط
ذوق سلیم صاف سمجھ مین آتا ہی کہ یہہ واقعہ دوسرا ہی۔ ثالثاً ممکن ہی کہ اس آیت کا
نزول بعد فتح مکہ کے ہو۔ رابعاً سلمنا کہ نزول اس آیت کا قبل فتح مکہ کی ہی تاہم
عند الشیعہ فتح مکہ پر حمل کرنا صحیح نہین ہے کیونکہ اس صورت مین وعدۂ استخلاف کو الذین
اٰمنوا وعملوا الصالحات کے ساتھ مقید کرنا اور تخصیص موعود لہم کے اہل ایمان صالح کی
ساتھ کرنا بالکل لغو ہوگا۔ اور قید الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات کی سراسر فضول ہوگی کیونکہ
حسب تصریحات قوم یہہ امر بخوبی ثابت ہی کہ بعد کفار مکہ کے استخلاف جیسا کہ کاملین
فی الایمان اور عاملین صالحات کو نصیب ہوا اوس سے زیادہ اون صحابہ کو نصیب ہوا
کہ بزعم شیعہ بدتر از کفار تھی نعوذ باللہ من ذلک اور اگر سب مومنین اور عاملین صالحات
تھی تو مرجبا بالوفاق ہم بھی یہہ ہے کہتی ہین۔ خاصتاً ممکن نہین کہ اس آیت کا مورد
فتح مکہ ہوسکی کیونکہ اس آیت مین بعد استخلاف کی جو دو صفتین ذکر فرمائی ہین اونکا
مصداق ہرگز فتح مکہ کا زمانہ نہین ہوسکتا اول ارشاد فرمایا کہ خدا تعالے اونکی لیے دین
پسندیدہ کو متمکن اور راسخ کریگا اور دوسری فرمایا کہ اونکی مطلق خوف کو امن سے
بدل دیگا اور امن تام حاصل ہوجائیگا اور یہہ دونو امر فتح مکہ کے زمانہ مین حاصل نہین ہوئی
کیونکہ جب دو سلطنتین عظیمہ کسری و قیصر کی جو بالکل مخالف اسلام کے تھی پہلو بہ پہلو
لگی ہوئی تھین جنکی ظاہری قوت و شوکت اور عدد و عدد کے مقابلہ مین اہل اسلام کو
کچھہ نسبت نہ تھی تو ایسی دشمنونکی محاصرہ مین جب تک وہ مغلوب نہون اور اونکی شوکت
و عظمت نہ ٹوٹی کیونکر کہا جاسکتا ہی کہ دین کو تمکین و استقرار حاصل ہوگیا اور خوف
امن سے بدل کر امن تام حاصل ہوگیا بلکہ تمام عرب مین بھی اسلام شائع نہین ہوا تھا

بلکہ علی رغم حضرت کے اصحاب اکثر منافقین و کفار و فساق تھی تو ایسی حالت مین کیونکر تمکین
دین اور امن تام حاصل ہو سکتا ہی تو اس سی بداہۃً معلوم ہوا کہ اس آیت کا مورد فتح
مکہ نہین ہو سکتا - شاید اسجگہ ہماری فاضل مخاطب کو یہہ شبہ واقع ہو کہ حق تعالے نے
فتح مکہ کے بیان مین ہی فرماتا ہی امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لاتخافون جس سے
ثابت ہوتا ہی کہ ایام فتح مکہ مین امن حاصل ہوگیا اور خوف زائل ہوگیا تو اس سورت مین
مصداق ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا کا یہی واقعہ فتح مکہ ہوگا جواب اس
شبہ کا یہہ ہی کہ یہہ شبہ عدم تدبر اطراف و جوانب کلام اور نظم کے ماقبل و مابعد مین غور
نہ کرنے سی ناشی ہوا ہی ورنہ فی الحقیقت آسمین اور زمین مین فرق زمین و آسمان کا ہی
کیونکہ آیت سورۂ فتح مین اسطرح واقع ہے لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ
امنین محلقین رؤسکم و مقصرین لاتخافون جس سے صاف واضح ہی کہ اسجگہ امن و عدم
خوف دخول مسجد کی قید واقع ہو رہی ہے جسکے معنی یہہ ہین کہ جو خوف تمکو دخول مسجد
کی وقت کفار مکہ سی بسبب اپنی ضعف و قلت اور کفار کے شوکت و کثرت کے ہوتا وہ خوف
تمکو دخول مسجد حرام کے وقت نہوگا اور اوس خوف سی تم آمن ہوگی نہ یہہ مراد ہی کہ تمکو
اوسوقت امن تام اور عدم خوف کامل حاصل ہو جائیگا یہہ تو سراسر واقع کے اور عقل کے
خلاف ہی جب تک دو سلطنتین مخالف ذات قوت و شوکت برابر موجود ہین ہرگز خوف
زائل نہین ہو سکتا اور امن تام حاصل نہین ہو سکتا تو بقرینہ سیاق نظم ماقبل مین ادنے
تامل سے مفہوم ہو سکتا ہی کہ اسجگہ امن و عدم خوف سی وہی مراد ہی جو کفار مکہ سے حاصل
ہوا اور آیت سورہ نور مین ارشاد فرمایا ہی - لیستخلفنہم فی الارض ولیمکنن
لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا اس نظم کے سیاق سی بداہۃً واضح ہی
کہ حق تعالے نے وعدہ فرمایا ہی کہ اللہ تعالے تمکو جانشین فرمائیگا جسکی سبب سی
تمہارا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا اور تمہاری دین کو مستقر و متمکن فرمائیگا اور جسقدر

کفر و کفار کی شوکت ہی سب ٹوٹ جائیگی اور تمکو خوف کے بدلی امن مطلق ارزانی فرمائیگا
جسکو تھوڑی سی بھی فہم ہو وہ اس نظم کے سیاق ہی اور اطراف و جوانب میں تدبر
کرنے ہی سمجھ سکتا ہی کہ اس آیت شریفہ میں حق تعالے شانہ نے حصول امن اور
زوال خوف کی نسبت ارشاد فرمایا ہی وہ امن تمام اور خوف کامل ہے جو بعد زوال سلطنت
کسریٰ و قیصر کے ہوگا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی طرف اشارہ فرمایا
وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا پس معلوم ہوا کہ یہہ حصول امن اور زوال خوف دوسرے
اور وہ امن اور عدم خوف دوسرا اسکو اور میسر حصول نہیں کر سکتی تو اس موعود کا فتح مکہ پر
حمل کرنا باطل ہوا اور احتمال ثانی کا بطلان ہی نظم کلام سے صاف و واضح ہی کیونکہ
اول تو حق تعالے شانہ نے یہہ وعدہ الذین امنوا کی تفسیر فرمایا ہی جو حقیقۃً جمع ہی اور بالعقل معنی حقیقی جمع کے کم
کم اسکے صدق کے لیی تین فرد کا ہونا لابدی تا کہ معنی حقیقی جمع کے صادق آوین صاحب معالم الاصول نے لکھا ہی
فائدہ[1] اقل مراتب صیغۃ الجمع الثلثۃ علی الاصح وقیل اقلہا اثنان
بہرکیف اقل مراتب صیغہ جمع کے لیی ایک فرد ہونیکا کوئی قائل نہین پس اگر ایک فرد پر
محمول کیا جاویگا تو معنی مجازی پر محمول ہوگا اور حمل علی المجاز جب تک حمل علی الحقیقۃ
متعذر نہو جائز نہین ہے اور یہان کوئی قرینہ قائم نہین ہے کہ جو معنی حقیقی سے صارف
ہو صیرورت الی المجاز کو مقتضی ہو تو اسکا حمل کرنا امام مہدی رضی اللہ عنہ پر جو ایک فرد ہین
جائز ہوا تانیا یہہ وعدہ حق تعالے شانہ نے حاضرین عند نزول الایۃ کے ساتھہ فرمایا
چنانچہ ارشاد - وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم یعنی خدا نے
وعدہ فرمایا ہے تم مین بعض اون لوگونکی لیی جو مومنین اور عاملین صالحات ہین کہ اونکو
اپنی رسول کا جانشین و خلیفہ بناویگا تو یہہ خطاب حاضرین کو ہی اور سابق مین معلوم سے
گذارش ہو چکا ہی وما وضع لخطاب المشافہۃ لا یعم بصیغۃ من تاخر عن الخطاب

[1] فائدہ صیغہ جمع کے مراتب کا کم درجہ تین ہین اور بعض کہتے ہین دو ہین - ۱۲ -

اور یہ بھی ہے کہ امام مہدی حاضرین عند نزول السورۃ سے نہیں ہیں اور انکی خلافت کے حصول کے
پر نہ کوئی دلیل دلالت کرتی ہے تو یہ آیت انکی خلافت پر حسب قاعدہ محصول نہیں ہو سکتی
ثالثاً خداوند کریم جل و علا شانہ نے اس استخلاف کو اس استخلاف کے ساتھ تشبیہ دی ہے
جو انبیاء سابقین کے زمانہ میں سنت اللہ جاری ہے کہ بعد انبیاء کے انکے خلفاء انکے جانشین
ہوتے ہیں اور انکی شریعت کی ترویج کرتے ہیں اور امور باقیماندہ نبوت حق تعالے انکے
ہاتھوں پر پوری فرماتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب انبیاء سابقین کے جانشین انکے بعد
خلیفہ ہوتے ہیں اور مہمات خلافت کو سرانجام فرماتے ہیں چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام
کے بعد حضرت یوشع انکے خلیفہ اور جانشین ہوئے پس اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خلافت آپکے بعد گذرنی دو ہزار سال کے ہو تو قطع نظر اس سے کہ مستلزم نقصان مرتبہ
رسالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت انبیاء سابقین ہے تشبیہ ناقص ناتمام ہوگی
کیونکہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب خلافت داشدہ ممکن نہ ہوئی اور آخر تک فساق
و فجار کا غلبہ رہا حالانکہ انبیاء سابقین کے خلفاء انکے بعد ہی متمکن کئے گئے تو اس سے بداہۃً
معلوم ہوتا ہے کہ آپکی قوت نبوت اور مرتبہ رسالت بہ نسبت انبیاء گذشتہ کے کم ہے اگر دس
پانچ سال امام مہدی نے خلافت فرمائی اور ایسے رسول کا جو افضل الرسل ہے تمام زمانہ امتداد
نبوت میں بعد دو ہی چند سال کے واسطے ایک خلیفہ کو تمکین عطا ہوئی اور باقی تمام زمانہ نفاق
و شقاق و کفر و فسق سے معمور رہا تو وہ استخلاف کیا وقعت رکھ سکتا ہے اور اون انبیاء کے
کیونکر ہم پلہ ہو سکتا ہے کہ جنکے خلفاء و اوصیا انکی متتابع پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً بتجدید
دین اور احیای شریعت کرتے رہے اور یہ تشبیہ کیونکر تشبیہ تام ہو سکتی ہے اور باقی ائمہ
جب اونکو تمکین ہی عطا نہیں ہوئی اور ہمیشہ خائف و مختفی رہے وہ خود بیں سے ساقط
ہو گئی کیونکہ اونکا وجود و عدم برابر ہو گیا تو اس تشبیہ سے صاف بداہۃً ثابت ہوا کہ اس
استخلاف سے استخلاف مہدی مراد نہیں ہے بلکہ وہ استخلاف مراد ہے جو بعد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے متصلاً متتابعاً ہوا اور خدا تعالے نے اوسکو تسلط اور تمکن عطا فرمایا اور اوس سے عالم مین دین شیوع پذیر ہوا اور وہ استخلاف بحز استخلاف خلفاء اربعہ کے اور کوئی نہین اور اوسکی اتصال و قرب پر وہ روایت بہی دلالت کرتے ہی جو صافی مین اسی آیت کے تفسیر مین مذکور ہی۔ وفی الجوامع عن النبی علیہ السلام قال زویت لی الارض فاریت مشارقہا و مغاربہا وسیبلغ ملک امتی ما زوی لی منہا آپنے نحو کی چھوٹے چھوٹے رسائل مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ سین استقبال قریب کا فائدہ دیتا ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ عنقریب اسلام شائع ہونے والا ہی اور یہہ تمام مشارق و مغارب زمین کے جو حضرت کو دکہلائی گئی تہین وہ عنقریب مملکت اسلام تہین داخل ہونگی اور دوسری روایت جو صافی مین مروی ہے وہ بہی ایسکا گویا مصداق ہی قال وروی المقداد عنہ انہ قال لایبقی علی الارض بیت مدر ولا وبر الا ادخلہ اللہ الاسلام بعز عزیز او ذل ذلیل اما ان یعزہم اللہ فیجعلہم من اہلہا او اما ان یذلہم فیدینون لہا فکذلک تہین ہوکر اس آیت کا امام مہدی کی خلافت پر صحیح کرنا صحیح ہوا۔ راتبعا حق تعالے شانہ اس آیت کے خاتمہ پر بعد بیان اس نعمت کے ارشاد فرماتا ہے ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون یعنی بعد اتمام اس نعمت کے جو لوگ اسکی ناشکری کرینگے وہ فاسق ہین اور اس سے اشارہ اسطرف ہی کہ بعد حصول استخلاف بعض اہل ایمان سے مما یخل من الصحبۃ الحاضرین عند نزول الآیۃ جنکی تعداد حد جمیع کہ پہنچیگی اور تمکین و استقرار دین اور بعد تبدیل خوف امن اس نعمت کا کفران واقع ہوگا تو خداوند تعالے شانہ نے

۱؎ تفسیر جوامع مین نبی علیہ السلام سے مروی ہی۔ فرمایا سمیٹی گئی میری لیئی زمین اور اوسکی مشرقی و مغربی کنارہ دکہلایا گیا اور عنقریب میری امت کا ملک وہانتک پہنچیگا جہانتک میری لیئی سمیٹا گیا ہا۔ ۲؎ مقداد رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہی کہ فرمایا زمین پر کوئی گہر مٹی اور ڈہونکا باقی رہیگا مگر اوسمین خدا تعالے اسلام کو داخل کریگا کسی عزیز کی عزت کی ساتھ یا کسی ذلیل کی خواری کی ساتھ یا اونکو خدا عزت دیگا کہ اونکو اوسکی اہل مین سی کریگا اور یا اونکو ذلیل کریگا کہ وہ اوسکے مطیع ہوجینگے ۱۲

بطور تخویف اور بصورت تحذیر کے اون لوگونکی وصف کی خبر دی کہ جو مصداق اس کفران نعمت کے
ہونگی اور چونکہ خلافت امام مہدی مین اسطرح نہین پایا جائیگا۔ تو اس واسطے اس آیت کو
خلافت مہدوی پر محمول نہین کرسکتے اور ظاہر ہی کہ یہہ کفران مخبر بہ زمانہ خلفاء اربعہ
رضی اللہ تعالے عنہم مین جسطرح جناب رب العزت عز اسمہ نے خبر دی تھی کہ اون استخلاف
ہوگا۔ پھر تمکین دین اور تبدیل خوف ہوگا پھر کفران کے وقوع کیطرف ایما فرمایا تب اوسطرح
واقع ہوا اول استخلاف ہوکر تمکین دین اور تبدیل خوف واقع ہوئی بعد اوسکے کفران نعمت کا
قاتلین عثمان رضے اللہ عنہ سے واقع ہوا تو اس سے بداہۃً ثابت ہوا کہ مصداق
اس آیت کا خلافت مہدویہ نہین ہوسکتی بلکہ خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم ہی خاصکر
ہمکو اسپر ان دلائل کے بیان کرنیکی کچھہ ضرورت نہین کہ یہہ آیت سوائی خلافت خلفاء
اربعہ کی کسی دوسری خلافت پر محمول نہین کیونکہ جناب امیر رضہ نے خود اسکا فیصلہ فرمادیا اور اسکا
قضیہ چکا دیا آپنے فرمادیا کہ اس وعدہ کا زمانہ وہی ہی جو خلافت خلفاء کا زمانہ ہے اور
اوسکی موعود لہم وہی حضرات خلفاء رضی اللہ عنہم ہین کیونکہ وہ مصداق تمام اوصاف مذکورہ
فی الآیات کے ہین اور طرفہ یہہ کہ اوسکو شریف رضی نے نہج البلاغۃ مین نقل فرمایا ہی چنانچہ بعینہ
ہم وہ خطبہ شرح نہج البلاغۃ سے نقل کرتے ہین اور جو چند جگہ شارح ابن میثم نے اپنی شرح مین
اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اوسکو نقل کرینگے خطبہ یہہ ہی ومن کلام لہ وقد
استشاره عمر بن الخطاب في النهوض لقتال الفرس بنفسه ان هذا الامر لم يكن نصره
ولا خذلانه بكثرة ولا بقلة وهو دين الله الذي اظهره وجنده الذي اعده
وامده حتى بلغ ما بلغ وطلع حيث طلع ونحن على موعود من الله والله منجز وعده
وناصر جنده ومكان القيم بالامر مكان النظام من الخرز يجمعه ويضمه فان
انقطع النظام تفرق وذهب ثم لم يجتمع بحذافيره ابدا والعرب اليوم وان
كانوا قليلا فهم كثيرون بالاسلام عزيزون بالاجتماع فكن قطبا واستدر الرحى

بالعرب واصلهم دونك نار الحرب فانك ان شخصت من هذه الارض انتقضت
علیك العرب من اطرافها واقطارها حتی یکون ما تدع وراءك من العورات اهم
الیك مما بین یدیك ان الاعاجم ان ینظروا الیك غدا یقولوا هذا اصل العرب
فاذا اقتطعتموه استرحتم فیکون ذلك اشد لکلبهم علیك وطمعهم
فیك فاما ما ذکرت من مسیر القوم الی قتال المسلمین فان الله سبحانه هو
اکره لمسیرهم منك وهو اقدر علی تغییر ما یکره واما ما ذکرت من عددهم فانا لم
نکن نقاتل فیما مضی بالکثرة وانما کنا نقاتل بالنصر والمعونة انتہی۔ اگرچہ اس ارشاد
سے بکو بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہین لیکن بسبب خوف تطویل ہنی اعراض واغماض کرکے
اپنی مدعا کی طرف جسکی ہم درپے ہین رجوع کرتے ہین وہ یہہ کہ جناب امیر نے اس خطبہ
مین زمانہ حصول موعود آیت سراپا ہدایت کو زمانہ خلفاء کی قرار دیا۔ اور اس دین کو وہ
دین فرمایا جسکا غلبہ موعود ہی اور اس لشکر کو وہ لشکر فرمایا جو اللہ کا لشکر ہی اگرچہ اس
خطبہ سے یہی یہہ مضمون واضح ہی لیکن علامہ ابن میثم کے شرح کبیر سے یہہ مدعا اشکارا
طور پر ثابت ہوتا ہی۔ اسلیے ہم جو کچھہ شارح ابن میثم اس خطبہ کے شرح مین تحریر فرماتے
ہین لکھتے ہین وقولہ ان هذا الامر الی قولہ للاجتماع صدر الکلام یعنی علیہ
السلام فقرر فیه اولا ان هذا الامر ای امر الاسلام لیس نصره بکثرة ولا
خذلانه لقلة وبنبه علی صدق هذا الدعوی بانه دین الله الذی اظهره وجنوده
هی جنده الذی اعده وامده من الملائکة والناس حتی بلغ هذا المبلغ

لہ قولہ ہین یہہ امر ہی قولہ للاجتماع تک کلام کا صدر ہی تاکہ اسپر رائی قائم کری۔ تو پہلی یہہ ثابت کیا
کہ اس امر یعنی امر اسلام کی فتح نہ کچھہ کثرت پر ہی اور نہ اسکی شکست کچھہ قلت پر ہی اور اس دعوی کے صدق
پر اسطرح متنبہ کیا کہ وہ اللہ کا دین ہی جسکو غالب کیا اور اسکی لشکر اللہ کا لشکر ہے جسکو تیار کیا اور جسکی مدد فرشتون
اور آدمیون سے کی یہانتک کہ اس مرتبہ مین پہنچا اور شہر وکی کنارہ نہین نکلا۔ ۱۲۔

وطلع فی اثار البلاد حیث طلع ثم وعدنا بموعود هو النصر والغلبة والاستخلاف
فی الارض کما قال وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم
فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم الایه وکل وعد من الله فهو منجز لعدم
الخلف فی خبره وقولنا ناصرة جندیه یجری مجری النتیجة اذ من جملة وعده نصرة جنده
وجنده هم المؤمنون فالمؤمنون منصورون علی کل حال سواء کانوا قلیلین
او کثیرین ثم شبه مکان القیم بمکان الخیط من العقد ووجه التشبیه هو قوله
یجمعه ویضمه الی قوله ابدا آخر شرح تک جو نہایت طویل و عربی ہی اور اس خطبہ کے
شرح کی آخر میں بہ تحریر فرمایا واما ما ذکرت من عددهم الخ فهو ان عمر ذکر کثرة القوم
وعددهم فاجابه علیه السلام بان قلة المسلمین فی صدر الاسلام فانه کان من غیر کثرة و
انما کان بنصر الله ومعونته فینبغی ان یکون الحال الان کذلک فهو یجری مجری
التمثیل لما اشرنا الیه فی المشورة الاولی وعد الله تعالی المسلمین بالاستخلاف
فی الارض وتمکین دینهم الذی ارتضی لهم وتبدیلهم بخوفهم امنا کما هو مقتضی
الایة بقدر الحاجة اس خطبہ کے الفاظ سے اور شہادت و بیان شارح سے ثبوت حقیت
خلافت ایسا عیان ہی کہ جسکے بیان کے حاجت نہیں علاوہ ازیں دوسرا خطبہ جو نہج البلاغۃ
میں منقول ہے ومن کلام له وقد شاوره عمر فی الخروج الی غزو الروم بنفسه

لہ یہ ہم ہی وعدہ فرمایا اور ضرور غلبہ اور ملک میں جانشین کرنا ہی چنانچہ فرمایا وعد الله الذین امنوا منکم وعملوا
الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم الایہ۔ اور اللہ کا جو وعدہ ہی وہ ضرور پورا ہوگا کیونکہ اسکی خبر میں خلاف
نہیں ہو سکتا اور قولہ ناصر جندہ نتیجہ کے قائم مقام ہو کیونکہ منجملہ اسکی وعدہ کے اپنی لشکر کی مدد ہی اور اسکا
لشکر سب ہیں تو مومن ہر حال میں منصور ہیں خواہ تھوڑی ہوں یا بہت پہلو ہم کے مرتبہ کو لڑی کے وہاگہ سی تشبیہ دی اور بجہ
قولہ یجمعہ ویضمہ ہی قولہ ابدا آخر تک ۱۲ سے لہ قولہ واما ما ذکرت من عددہم الخ وہ یہ ہی کہ عمر نے قوم کے کثرت تعداد اسلامیان کو کہا تھا تو آپنے
صدر اسلام میں مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت پہنچا کر جواب دیا کہ وہ کثرت نہیں تھا بلکہ نصر اللہ کی مدد اور اعانت پر تھا تو اب بھی اسی حال پر ہونا لازم ہی تو یہ قائم مقام

قد توکل اللہ لاھل ھذا الدین باعزاز الحوزۃ وستر العورۃ والذی نصرھم وھم قلیل کثیر وقھرھم ومنعھم وھم قلیل لا یمتنعون حیّ لا یموت انک منی بمنزلۃ ھذا العدو وبنفسک قتالھم فتنکب لا یکن للمسلمین کانفۃ دون اقصی بلادھم ولیس بعدک مرجع یرجعون الیہ فابعث الیھم رجلا محربا واحضر معہ اھل البلاء والنصیحۃ فان اظھر اللہ فذلک ما تحب وان یکن الاخری کنت ردءا للناس ومثابۃ للمسلمین۔ اسکی شرح میں شارح ابن میثم فرماتے ہیں۔ قولہ وقد توکل اللہ الی قولہ لا یموت صدر لھذہ النصیحۃ والرای بنیہ علی وجوہ التوکل علی اللہ والاستناد الیہ فی ھذا الامر وخلاصتھا انہ ضمن اقامۃ دینہ واعزاز حوزۃ اھلہ وکنی بالعورۃ عن ھتک الستر فی النساء ویحتمل ان یکون استعارۃ لما یظھر علیھم من الذل والقھر لو اصیبوا فضمن ذلک سبحانہ ستر ذلک بافاضۃ النصر علیھم وھذا الحکم من قولہ تعالی وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ انتہی بقدر الحاجۃ اس سے صاف ظاہر ہی کہ مصداق اس آیت کا زمانہ خلفاء رضی اللہ عنہم ہی اور اس وعدہ کے موعود لہم خلفاء راشدین اولیٰ اس وعدہ کا زمانہ خلفاء اربعہ میں ہوا اور مثل آفتاب نیمروز روشن ہے کہ جناب امیر خلافت خلفاء کو حق اعتقاد فرماتے تھی

۲ قولہ وقد توکل اللہ سے قولہ لا یموت تک اس نامی اللہ نصیحت کا صدر ہی حسین اللہ پر توکل کرنے اور اسکی طرف سہارا لگانے کے پر متنبہ فرمایا ہے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی اس دین کے قائم رکھنی اور دین والوں کی عزت دینی کا ضامن ہوا ہی لفظ عورت کی ستر عورتوں کے پردگی سے کنایہ کیا اور احتمال ہے کہ یہ اسکی لیی استعارہ ہو جو ذلت وسختی انکی پونہچی گے اگر مغلوب ہون تو خدا تعالے اسکی پردہ پوشی کا ضامن ہوا۔ اپنی مدد کے بھیجنے کی ستر اور یہ حکم قولہ تعالی وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا سے ماخوذ ہے ۱۲

اور آپکو یقین تہا کہ جو کچھہ وعدہ خداوند تعالے نے مومنین کے ساتہہ تمکین مین اور تبدیل خوف
اور حفظ وحمایت اور غلبہ وصیانت کی فرمائی ہین ان سب کے انجاز کا وقت یہہ ہی زمانہ
خلفاء کا ہے اور جو کچھہ مفسرین ومحدثین شیعہ نے اس کے خلافت مہدویہ پر حمل کرنے
کی کوشش کی ہے وہ بالکل اسکی مخالف ہی اور جسقدر توجیہات لاطائل اس آیت کے
خلافت مہدویہ پر کرنے مین کی ہین وہ سب کہا منشور ہوگئین بلکہ یہہ بھی ثابت ہوا
کہ وہ سب تو وہ روایات جو جناب امیری دربارہ نسبت منصب خلافت خلفاء کی
نسبت کے گئین ہین وہ سب محض افترا واختلاق ہین ۔۔ اور خلافت خلفاء
امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہی اور حضرات خلفاء امام برحق اور خلیفہ راشد ہین جناب
امیر کے اس ارشاد سے تمام شکوک وشبہات وخلجان واحتمالات رفع ہوگئی والحمد للہ
علی ذلک دلیل ثالث ثبوت حقیت خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم پر وہ خطبہ ہی
جو سابق مین بھی نہج البلاغۃ اور اسکی شرح سے بتعبیر بسیر نقل کیا گیا ہی اما بعد
فان بیعتی بالمدینۃ لزمتک وانت بالشام لانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر
وعمر وعثمان علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد
وانما الشوری للمہاجرین والانصار فاذا اجتمعوا علی رجل وسموہ اماما کان
ذلک للہ رضی فان خرج من امرہم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ
فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین وولاہ اللہ ما تولی ویصلہ جہنم
وساءت مصیرا وان طلحۃ والزبیر بایعانی ثم نقضا بیعتی فکان نقضہما کردتہما
فجاہدتہما علی ذلک حتی جاء الحق وظہر امر اللہ وہم کارہون فادخل فیما دخل
فیہ المسلمون فان احب الامور الی فیک العافیۃ الا ان تتعرض للبلاء فان تعرضت
فاثبت واستعنت باللہ علیک وقد اکثرت فی قتلۃ عثمان فادخل فیما دخل
فیہ الناس ثم حاکموا القوم الی احمالک وایاہم علی کتاب اللہ فاما تلک التی تریدہا

خلافت خلفاء رضی اللہ عنہم پر حضرت علی کی بیعت کی شہادت ۲

خدعة الصبی عن اللبن ولعمری وان نظرت لعقلك دون هواك لتجدنی
ابرء قریش من دم عثمان واعلم انك من الطلقاء الذین لا یحل لهم الخلافة
ولا یتعرض فیهم الشوری وقد ارسلت الیك جریر بن عبد الله وهو من اهل
الایمان والهجرة فبایع ولا قوة الا بالله۔ اس خط سے ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ رض
مثل آفتاب کے روشن ہی۔ اور غایۃ کوشش علماء شیعہ کے اسکی تاویل مین یہہ ہی کہ اسکو دلیل الزام
کہکر اپنی مذہب کے جان بچاتے ہین اور ظاہر ہی کہ ایسی ایسی واہی اور بیجا تاویلات بلکہ تحریفات
سے ناموس مذہب گیر و دار علماء سی مصئون و مامون نہین رہ سکتا ع کف محل ست
کہ ہر لب دریا گردد۔ چونکہ ہم بحول اللہ و قوتہ اس دلیل کے تحقیقی ہونے کا اثبات اور الزامی ہونے کا
ابطال سابق مین عنقریب کر آئی ہین۔ اسلیے حاجت اعادہ و ضرورت تطویل بحث نہین
دلیل رابع دیکھتے نہج البلاغت مین ایک خط آپکی شریف رضی نے اپنی عادت
شریفہ کی موافق کلام طویل سے ملتقطاً نقل کیا ہی جسکا عنوان یہہ ہی۔ ومن کلام
له یجری مجری الخطبة فقمت بالامرحین فشلوا الخ اس خطبہ کے خاتمہ کی عبارت
یہہ ہی فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد سبقت بیعتی واذا المیثاق فی
عنقی لغیری۔ عاقل ان جملون کو نظر غور سی دیکھی اور عجیب قدرت خداوندی کا تماشا
کری اب سنیی کہ شارح ابن میثم اس سے واضح تر اور صاف فرما رہی ہین انکی عبارت نقل
کرتا ہون فنظرت فی امری الخ فیه احتمالان احدهما قال بعض
الشارحین انه مقطوع من کلام یذکر فیه حاله بعد وفات الرسول
صلی الله علیه وسلم وانه کان معهودا الیه ان لا ینازع فی امر الخلافة قبل ان

اثبات حقیت خلافت خلفاء ثلثہ رض بطریق الزام

---

۱ یعنی اپنی امر مین سوچا تو میری طاعت میری بیعت سی سابق ہو چکی ہی اور غیر کا میثاق میری گردن
مین ہنوز ۲ قولہ فنظرت فی امری الخ اسمین دو احتمال ہین ایک تو یہہ ہی کہ بعض شارحین نے کہا کہ یہہ
اوس کلام مین سے مقطوع ہی جسمین رسول اللہ صلی اللہ کے وفات کی بیہوشی کا حال اور یہہ کہ آپ سی
عہد لیا گیا تھا کہ امر خلافت مین جھگڑا نہ کرین۔ ۱۲

حصل له بالرفق والا فليمسك فقوله فنظرت في امرهم فاذا الطاعة قد سبقت
بيعتي اي طاعتي لرسول الله صلى الله عليه وسلم فيما امرني به من ترك القتال قد سبقت
بيعتي للقوم فلا سبيل لي الا متناع منها وقوله واذا الميثاق في عنقي لغيري
اي ميثاق رسول الله صلى الله عليه وسلم وعهده الى بعدم المشاقة وقيل
الميثاق هنا النص من بيعة ابي بكر بعد ايقاعها اي فاذا ميثاق القوم قد لزمني
فلا تمكنني المخالفة بعده الاحتمال الثاني ان يكون ذلك في تضجره
وتبرمه من نقل اعباء الخلافة وتكلف مدارات الناس على اختلاف اهوائهم
ويكون المعنى انى نظرت فاذا طاعة الخلق لي واتفاقهم على قد سبقت بيعتهم لي
واذا ميثاقهم قد جاء في عنقي فلم اجد بدا من القيام بامرهم ولم يسغ عند
الله الا التهوض بامرهم اور اسکی آخر میں لکھا والاول اشهر بین الشارحین عاقل جناب
امیر کے کلام میں تامل کریں اور شارح کی تصریح کو ملاحظہ کریں اور دیکھیں کہ خلافت صدیقیہ کا
ثبوت حقیقت اس کلام سے کس وضوح و صراحت و ظہور و ہدایت کے ساتھ ہو رہا ہے بندہ
اوسکا تقصیر عرض کرتا ہے کہ شارح کے بیان سے یہہ معلوم ہو چکا ہے کہ یہہ کلام اوس کلام سے
مقطوع ہے جسمیں اپنا وہ حال جو بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوا بیان فرمایا ہے
یہاں عبارت جو شارح نے بڑھائی ہے وانه كان معهودا اليه ان لا ينازع في ما

ف۱ اگر نرمی سے حاصل ہو جاتی تو بہتر ورنہ باز رہیں بیان فرما رہے ہیں پس آپکا ارشاد (کہ میں اپنی
امر میں سوچا تو کا میری طاعت میری بیعت سی سبقت کر چکے ہے) یعنی میری طاعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیی ترک قتال کے اب میں میری بیعت سے قوم کے لیے سابق ہو چکی تو اب
اوسسے باز رہنے کی طرف راستہ نہیں ہے اور آپکا ارشاد (اور جا گا غیر کا میثاق میری گردن
میں تب یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میثاق اور عہد عدم منازعت میں اور بعض کہتے ہیں کہ میثاق وہ ابوبکر کی بیعت
تھی جو بوجہ واقع کرنے کے لازم ہو گیی تھے یعنی قوم کا میثاق مجھکو لازم ہو گیا تو بعد اوسکی مجھسے مخالفت نہو سکی دوسرا
احتمال یہہ کہ یہہ آپکا ارشاد مہمات خلافت کی یاد سے دلتنگی اور بیزاری میں اور لوگونکی مدارت کی تکلف میں باوجود
اختلاف اخلاق ہمشون کے صادر ہوا اور معنی یہہ ہوئی کہ میں دیکھا لوگونکا میری طاعت کرنا اور مجھپر اتفاق کرنا اوسکی میری ساتھ بیعت سے

الخلافة بل ان حصل له بالرفق والا فليمسك۔ دلالت کرتے ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو طمانیہ تھی اور معلوم تہا کہ بعد وفات شریف کے خلافت اہل کو حاصل
ہو گے اور چونکہ اوسوقت اہلیت وصلاحیت خلافت چند اشخاص مین دائر تہی جنمین
جناب امیر بہی اس صفت المتہیہ للخلافت مین شریک تہی اور حسب تصریح علامہ ابن میثم
کی شرح خطبہ شقشقیہ مین ثابت ہی کہ حضرت امیر کو استشراف الی الخلافت تہا اور دوسری
بہت جگہ سے بہی شرح نہج البلاغۃ مین یہہ امر ثابت ہی چنانچہ وقت بیعت حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمایا۔ لقد علمتم انی احق بہا من غیری اور شارح
اسکی شرح مین بطور اعتراض وجواب کے لکہتا ہی فان قلت السوال من وجہین الاول
ما وجہ منافستہ فی ہذا الامر مع انہ منصب یتعلق بامور الدنیا وہلا
معہا استشرہ منہ من الزہد فیہا والاعراض عنہا ودفعہا ورفضہا قلت الجواب
عن الاول ان منصب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس منصبا دنیاویا و
ان کان متعلقا باصلاح احوال الدنیا لکن لا لکونہا دنیاویا بل لانہا
مضمار الاخرۃ ومزرعہا الخ تو اس سے صاف ثابت ہی کہ آپکو رغبت واستشراف الے
الامارت تہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپسے عہد لیا تہا کہ اگر خلافت کسی دوسری کو
حاصل ہو تو منازعۃ نکرنا کیونکہ جسکو حاصل ہوگی وہ اہل مخالفت ہوگا اور صحابہ غیر اہل کو خلافت
کرنی ہرگز تسلیم نکرینگے پس جب وہ خلافت حقہ اور امت راشدہ ہوئی تو اوسکے ساتھہ
منازعت ممنوع ہوئی چنانچہ آپنے ارشاد فرمایا لقد علمتم انی احق بہا من غیری

لے اسجگہ اعتراض دو وجہ سے ہے پہلی یہہ کہ منصب خلافت باوجودیکہ متعلق اصلاح امور دنیا ہی اور آپکا اوس سے
زہد اور اعراض اور ترک مشہور ہی۔ پہر اوسمین آپکی رغبت کی کیا وجہ ہی پہلے اعتراض کا جواب یہہ ہی کہ رسول اللہ کا
منصب اگرچہ احوال دنیا کی اصلاح کے متعلق ہی تاہم منصب دنیاوی نہین ہی لیکن اوسکا تعلق دنیا کے ساتھہ
بحیثیت دنیاوی ہونے کی نہین ہی بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ آخرت کی کہیتی کے جگہ ہی ۱۲۔

واللہ لا سلمن ما سلمت امور المسلمین شارح اسکی شرح مین لکھتا ہی وفیہ اشارۃ الی[1]
ان غرضہ عن المنافسۃ فی ھذا الامر ھو صلاح حال المسلمین واستقامۃ
امورھم وسلامتھم عن الفتن وقد کان لھم ممن سلف من الخلفاء
استقامۃ امر الخ ماقال۔ تو آپنے خلافت کو اسی شرط کے ساتھہ تسلیم کیا کہ جو
شرط خلافت راشدہ کی ہی گویا یہہ فرمایا کہ اگر یہہ خلافت راشدہ ہوگی تو تسلیم کرونگا ورنہ نہین
اور اگر مطلقاً عدم منازعت کا عہد لیا گیا تھا تو یہہ آپ کا ارشاد معاذ اللہ سراسر لغو
ہوگا اور خلاف وصیت رسول کے ہوگا اور یہہ ہی وجہ ہی کہ آپنے زمانہ خلفا مین منازعہ
و مناقشہ نہین فرمایا اور امیر معویہ کے ساتھہ منازعۃ فرمائی اور فتنہ کا کچھہ خوف نفرمایا۔ اگر
مطلقاً عدم منازعۃ معہود تھی تو آپ کا یہہ مناقشہ امیر معویہ کے ساتھہ سراسر خلاف
معہود ہی اور باعث ثوران فتن تو اگر خوف فتن کی وجہ سی خلفاء کے ساتھہ ترک منازعۃ
کی تو یہان ظاہر وقوع فتن تھا تو معلوم ہوا کہ آپنے عدم منازعت اسی وجہ سی نہین
فرمائی کہ وہ خلافتین راشدہ نہین اور حضرت کا ارشاد ہی عدم منازعۃ کی بابت گو بہ شرط
اسی شرط کے ساتھہ تھا کہ اگر امور مسلمین سلامت رہین تو عدم منازعت معہود ہی یعنی اگر
خلافت راشدہ ہو تو عدم منازعت معہود ہی حاصل یہہ کہ یہی استقرار کی وجہ سی عہد عدم
منازعۃ لیا گیا تھا اور اصل لیی کہ جو خلافت واقع ہوگی وہ راشدہ ہوگی اوسکی ساتھہ منازعۃ
نکرنا اور اوسکی نقض کے تدابیر نکرنا بلکہ تمہاری لیی اگر اوسکا حصول بارفق ہوسکی تو فبہا
کیونکہ منعقد صحابہ علی الخلافت کی ایک آپ ہی ہین اور اگر حصول اوسکا بارفق نہوا اور اہل
حل وعقد آپسے بیعت نکرین بلکہ کسی دوسری سی بیعت کرلین تو اوسپر منازعت سے باز
رہنا چاہیی اور اس عبارت سی یہہ بھی صریح مستفاد ہی کہ اسوقت تک خلافت حاصل

[1] اور اسمین حرف اشارہ ہی کہ آپکی غرض خلافت مین رعیت سی مسلمانونکی حال کی درستی اور اونکی کامونکی
استقامت اور اونکی فتنونسی سلامتی تھی اور گذشتہ خلفاء کی لیی بھی استقامت امور درستی امر کی حاصل تھی۔ ۱۲

جناب امیر کو نہیں ہوا تھا ظاہر ہی کہ ضمیر حصل کے امر خلافت کیطرف راجع ہی اور یہہ جملہ
مدخول ان شرطیہ کا ہی جو باعتبار اپنی اصل و نفع کی مشکوک پر داخل ہوتا ہی یعنی یہہ ہوئی
کہ اگر تمہاری لیی حصول امر خلافت بسہولت ہوسکی تو فبہا اور اگر حصول نہو۔ تو
منازعت سی باز رہنا چاہیی غرض حصول امر خلافت حضرت کی لیی مشکوک ہی اور موقوف
اس پر ہی کہ اگر بیعت اہل حل و عقد کے آپکی ساتھہ واقع ہوگی تو حصول خلافت ہوگا
ورنہ نہین تو اس سے صاف منصوصیت خلافت جناب باطل ہوگی اور حصول امر خلافت کا
دارمدار بیعت اہل حل و عقد پر ہوا خیر یہہ ایک جملہ معترضہ تہا جو درمیان مین مذکور ہوا اصل
مقصود یہہ ہی کہ اس عبارت سے بانضمام عبارت خطبہ ثانیہ واللہ لا سلمن ما سلمت
امور المسلمین مثل آفتاب روشن ہی کہ عہد عدم منازعت صرف اسوجہ سی تہا کہ جو خلافت
واقع ہوگی وہ خلافت راشدہ اور امامت حقہ ہوگی اور اسکی ثبوت سی جو آفت کہ مذہب شیعہ پر واقع
ہوئی بے پایان اور اوسکا بیان خارج از حد امکان ہی اسکی بعد دوسرا جملہ جو جناب امیر
کی کلام مین ہی نہج البلاغۃ مین مذکور ہی یہہ ہی فنظرت فی امری فاذا طاعتی قد
سبقت بیعتی یعنی بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مینی اپنی امر مین تامل
کیا اور سوچا تو ناگاہ میری طاعت میری بیعت سی سبقت کرچکی ہی اس جملہ کی ترکیب
ملاحظہ ہی واضح ہے کہ لفظ طاعتی اور بیعتی مین مصدر مضاف طرف یا مستکلم ہورہا ہی اور
اسمین دو احتمال ہین اول یہہ کہ مصدر مضاف الے المفعول ہو اور اوسکا فاعل محذوف ہو
اور دوسرا احتمال یہہ ہی کہ مصدر مضاف الے الفاعل ہو اور مفعول محذوف و احتمال اول چند وجوہ سی
باطل ہے اول یہہ کہ اضافت الے المفعول خود قلیل ہی چنانچہ رسائل نحو مین مذکور ہی شرح
جامی مین ہی وقد یضاف[1] ای المصدر الے المفعول سواء کان مفعولا بہ

[1] کبہی مصدر مفعول کیطرف مضاف ہوتا ہی خواہ مفعول بہ یا ظرف یا مفعول لہ ہو فاعل کے بہ نسبت
قلیل صفحہ پر ۱۲

اوظرفا او مفعولا له علی قلة بالنسبة الی الفاعل اور رضی شرح کافیہ صفحہ ۱۵۱ میں لکھا ہے
وانما یضاف الی المفعول اذا قامت القرینة علی کونہ مفعولا[1] اما یجی نائبا له
منصوب حملا علی المحل نحو اعجبنی ضرب زید الکریم او یجی الفاعل بعدہ صریحا
کقوله ؎ امن رسم دار مربع ومصیف[2] لعینیك من الشؤن ویکف[3] او بقرینة
معنویة نحو اعجبنی اکل الخبز۔ تو جب یہہ مسئلہ ہے تو اسکو کثیر الاستعمال پر بلا ضرورت وغیر
بلا قرینہ ترجیح دینا باطل ہے۔ ثانیاً یہہ کہ حسب تصریح شارح جب اس کلام کو اوس حال کے
بیان پر محمول کیا جاوی جو بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو بالکل واقع
کی اور سیاق کلام کے مخالف ہوگا کیونکہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سبقت
ما عدا الناس لہ علی البیعت واقع ہوئی ہی نہیں اور حذف مثل عند اللہ وغیرہ کو تسلیم کرنا
خود خلاف ظاہر و خلاف اصل ہی۔ ثالثاً ظاہر ہی کہ یہہ کلام بطور تحسر کے صادر ہوئی اور
ایسی ہی کہ اضافۃ الی المفعول کی صورت میں تحسر و تحزن کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ جناب کے
مطاع ہونے میں جسکی طرف خواہش استشراف تھا کیا تحسر لاحق ہو سکتا ہی ہاں جبکہ
اضافت الی الفاعل ہو اور آپ مطیع ہوں تو اوسوقت تحسر کا اظہار زیبا اور شایان ہی
رابعاً۔ اگر اس عبارت کو جناب امیر کے اوس تحسر پر محمول کیا جاوی جو مدلول احتمال ثانی کا ہی
کہ آپ اپنی زمانہ خلافت میں اعبار خلافت کے ثقل سے دلتنگ ہو کر یہہ فرمایا تو یہہ وجہ بھی
اوس سے بھی زیادہ واہی ہی بین وجہ رصین اشہر نہیں پس بوجوہ مذکورہ ثابت ہوا کہ لفظ طاعتی
اور بیعتی میں اضافت مصدر کے الی الفاعل ہے اور اضافت الی المفعول نہیں ہی چنانچہ
شارح ابن میثم بھی اسیکا قائل ہوا ہی کہ مصدر مضاف الی الفاعل ہے اور مفعول محذوف ہی لیکن

---

[1] جبکہ اوسکی مفعول ہونے پر قرینہ قائم ہو یا کوئی اوسکا تابع منصوب حملا علی المحل نہ آجاوی جیسا اعجبنی
ضرب خوی الکریم یا فاعل اوسکے بعد صریح واقع ہو جاوی جیسا قول شاعر میں یا کوئی قرینہ معنویہ ہو جیسا
اعجبنی اکل الخبز ۱۲۔

اب گفتگو اس مین ہی کہ دونو مصدرونکی لیی مفعول کیا محذوف ہی سو ہمین تو ہما اور شارح ابن میثم کا اتفاق ہی جو لفظ بیعتی کا مفعول محذوف کیا ہی شارح فرماتا ہی فاذا طاعتی قد سبقت بیعتے للقوم فلا سبیل لی الامتناع منها اور ہم بھی یہہ ہی کہتی ہین کہ جب بیعت اہل حل و عقد سی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہوگئی تو عموماً حاضر و غایب کو اور اوسکو کہ جسنی بیعت کے تھی اور جسنی نہین کی تھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اطاعت واجب لازم ہوگئی تو اوسکو آپ فرماتے ہین کہ میری اپنے امر مین قدر کیا تو معلوم ہوا کہ اس سی پہلے کہ مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کرون میرا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اطاعت کرنا سابق ہو چکا تھا صرف ہماری اور شارح ابن میثم کے درمیان مین درباب اظہار تقدیر مفعول لفظ بیعتی اسقدر فرق ہے کہ شارح صاحب کول سول لفظ قوم کا فرماتے ہین اور صاف لفظ ابی بکر نہین کہتی اور ہم کہتی ہین کہ مراد شارح کی لفظ قوم سے ابوبکر ہی ہے چنانچہ جملہ آئندہ کے شرح مین بھی اگرچہ لفظ قوم کا فرمایا لیکن ابوبکر کا نام نامی بھی لیا جس سے بصراحت معلوم ہوتا ہی کہ قوم سے مراد ابوبکر ہین کیونکہ مطلق قوم کے بیعت کی کچھہ معنی نہین اگر تھی تو بیعت ابوبکر کی ہی اور شارح بیچارہ معذور ہی ابوبکر کا نام کیونکر لے جانتا ہی کہ تمام مذہب کا استیصال ہوا جاتا ہے لیکن تاہم مجبور ہو کر ایسا لفظ لکھا جو منزلہ نام کہنے کے ہی لیکن لفظ طاعتی کے مفعول مین ہمارا اور شارح صاحب کا باہم فیے الجملہ اختلاف ہی شارح صاحب لفظ طاعتی کے مفعول کی تقدیر یہہ نکالتی ہین فاذا طاعتی لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیما امرنی به من ترک القتال اور ہم یہہ کہتی ہین فاذا طاعتی کلا کی بکر لاجل انعقاد خلافته ولکونه اماما حقاً اسکی تقدیر ہے لیکن ہماری تقدیر صحیح ہے اور تقدیر شارح کی خلاف صواب ہی کیونکہ اولاً اس تقدیر سے جو شارح نے یہہ کی ہی اذا مفاجاتیہ انکار کرتا ہی اسلیی کہ اذا مفاجاتیہ کا مدلول تو یہہ ہی کہ وہ

جملہ جو مدخول اذا کا ہی اوسکی مضمون کا حصول بعد حصول مضمون جملہ سابقہ کے بغتۃً
اور فجاءۃً ہوا کرتا ہی اہیو اسطی اوسکو مفاجاتیہ کہتی ہین شرح جامی مین ہی یقال فاجأہ
الامر مفاجاۃ من قولہم فجئتہ فجاءہ بالضم والمد اذا لقیتہ وانت لا تشعر
خرجت فاذا السبع واقف اسکی مثال رسائل نحو مین مذکور ہی اوس سے بخوبی یہہ مدعا
فہم مین آسکتا ہی اب ہم ماحن فیہ مین اسکو دیکھتے ہین تو بموجب تقدیر شارح کے حصول
مضمون جملہ کا جو مدخول اذا کا ہی فجاءۃً صادق نہین آتا کیونکہ نہایت بدیہی ہی
کہ جس امر کی بسبب خداوند تعالے کیطرف سے احکام تاکید نازل ہوئی ہون اور رسول علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اوسکی بابت عہود موثقہ اور مواثیق موکدہ لیی ہون وصیت اور
بایمان و شہادات لکہا گیا ہو کتاب مختوم بخواتیم خاص اسی مطلب کے لیی نازل
ہوئی ہو اور وہ پاس بطور حرز جان موجود ہو تو ایسی حالت مین کیونکر ممکن ہے کہ کوئی
عاقل اس امر کا قائل ہو کہ حصول مضمون ایسی جملہ کا جسکا مدلول ایسا موثق و موکد ہی
بغتۃً اور فجاءۃً ہو فہل ہذا الا کالذی یصراح ومین بواح ان بموجب ہماری تقدیر
کلام کے ایسا حصول مضمون جملہ پر فجاءۃً اور بغتۃً ہونا صحیح اور درست صادق
آتا ہی کیونکہ دفعۃً بیعت اہل حل و عقد سے خلافت صدیقیہ منعقد ہوگئی اور ایک
عالم و خاص پر اوسکی اطاعت لازم ہوگئی تو جناب امیر نے اوسکی بسبب فرمایا کہ میں
اپنی امر مین سوچا تو آچانک اطاعت ابوبکر کو جو ذرا پیشتر لازم نہین تہی اپنی بیعت کرنے سے
بہی چلی اپنی اوپر لازم پایا پس اس صورت مین یہہ تقدیر اذا مفاجاتیہ کو نہایت چسپان
اور اوسکی بہ تمہ نہایت مربوط ہی اور بخوبی حصول مضمون جملہ بطور مفاجات کے
ہوتا ہی علاوہ ازین جسکو کلام کا ذوق صحیح ہے وہ سمجھ سکتی ہین کہ اسجگہ دو مصدر

لہ یعنی ہین فاجاہ الامر عند مفاجاۃً ماخوذ قول عرب سے فجئتہ فجاءۃً بالضم والمد جب تو اوس سے ملے اور
اوسکو نہ جانے ۱۲۔

مضاف فاعل کیطرف جو بینہما متحد ہی اور وہ ضمیر متکلم کی ہی واقع ہین اور جب وہ متحد فی حکم
ہین کہ دونو وجوب اطاعت کو مقتضی ہین اور متحد فی الفاعل ہین کہ دونو کا فاعل
متکلم ہے تو اوسکو مناسب اور چسپان یہ ہی ہے کہ مفعول بھی دونو کا متحد ہو اور یہ
امر ہماری تقدیر کی صورت مین ہے نہ شارح صاحب کی تقدیر کی تو اس سے ثابت ہوا
کہ تقدیر کلام یہ ہی فاذا طاعتی لابی بکر قد سبقت بیعتی لہ اور ظاہر ہی کہ اگر
وجوب اطاعت بدون صحت وحقیت خلافت متصور نہین تو اس سے ثابت ہوا کہ شیعہ
امیر کے نزدیک خلافت صدیق حقہ اور خلافت راشدہ واجب الاطاعت ہی وعلی الاطلاق
قطع نظر اس سے اگر ہم صحت تقدیر شارح کو تسلیم بھی کرلین تاہم اوسکا مآل بھی وجوب
اطاعت ابی بکر ہی کیونکہ شارح کی تقدیر یہ ہی فاذا طاعتی لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی ترک المنازعۃ والقتال اور ظاہر ہی کہ اوسکی معنی یہ ہی ہین فاذا طاعتی لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اطاعۃ ابی بکر اور نہایت بدیہی ہے کہ فاذا طاعتی
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اطاعۃ ابی بکر اور فاذا طاعتی لابی بکر
کا مدعا اور مآل ایک ہی پس اس تقدیر مین بھی ہماری اور شارح کی تقدیر مین صرف لفظی فرق ہوا
اور باعتبار معنی کے اتحاد ہی باقی رہا اس امر کا ثبوت کہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ابوبکرؓ کی اطاعت کی بارہ مین محض بوجہ مصلحت عدم ثوران فتن تھی یا یہہ کہ یہہ اطاعت
بوجہ حقیت خلافت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تھی سو اسکو ہم بعون اللہ تعالے
بھی جملہ سابقہ کی شرح مین بیان کرچکے ہین کہ جناب امیر کا خلافت کو تسلیم کرنا اور منازعۃ
نکرنا صرف اسی وجہ سے تھا کہ خلافت کو حقہ اور راشدہ سمجھتے تھے بعد اسکے تیسرا جملہ جو آخر مین
مذکور ہی یہہ ہے واذا المیثاق فی عنقی لغیری یہہ جملہ ثبوت حقیت خلافت مین

ل۱ اچانک میری فرمان برداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے لیی ابوبکر کے فرمانبرداری مین ل۲ اچانک
میری فرمانبرداری ابوبکر کے لیے ۱۲

گویا نفس یہ ہی رشارح نے بھی اس جملہ کی شرح مین اسکو مثبت خلافت تسلیم فرمایا ہی شارح
ابن میثم اسکی شرح مین فرماتے ہین قولہ واذا الميثاق فی عنقی لغیرہ ای میثاق
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعہدہ الی بعدم المشار وقبل المیثاق
مالزم من بیعتہ ابی بکر بعدہ ایقاعہا ای فاذا میثاق القوم قد لزمنی فلم
یکن لی المخالفۃ بعدہ شارح نے اس جملہ کی دو تقدیرین لکھی اور دو معنی بیان کیی
ظاہر و بدیہی ہی کہ اس عبارت کے معنی وہی ہین جو شارح نے بیان کیی وہ سراسر ہماری
مدعا کی مثبت ہین اور قائل اس امر کے کیونکہ لزوم بیعت ابی بکر رضی اللہ عنہ بجز اسکی
ممکن نہین کہ اونکی خلافت حقہ راشدہ ہو کیونکہ بحسب اصول تشیع کی کوئی شخص بجز امام
برحق کے واجب الاطاعت نہین اور جو شخص غصبًا و عدوانًا متقمص خلافت ہو اوسکی
اطاعت اوسکی اعانت اوسکی حمایت حرام ہے اور اوسکی اطاعت و اعانت کرنے والے آثم
اور مرتکب حرام کے اور اوسکا خذلان واجب ہو پس جب ابوبکر رضی اللہ عنہ کی
بیعت جناب امیر پر لازم ہوگیی اور یہہ لزوم بنص رسول تھا۔ اور بدون خلافت رشدہ
ہونے کی لزوم نہین سکتا تھا تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت خلافت حقہ
اور امامت راشدہ تھی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ جناب امیر اوسوقت نہ خلیفہ تھے
اور نہ امام تھے اور جب شرائط ائمہ عصمت و نص و فضیلت ہی باطل ہوگیی اور خود آپکے علامہ
ابن میثم بلکہ شریف رضی بلکہ خود جناب امیر نے ان دو جملون مین مذہب تشیع کا استیصال
کردیا علی المخلص لفظ بعد ایقاعہا جو شارح نے بڑہایا ہی عجب قدرت آلہی کا تماشا دکہلاتا ہی
شارح نے تو یہہ قید جس غرض سے لگائی ہی وہ ہر شخص سمجہ سکتا ہی لیکن وہ بالکل لغو اور

لہ اور نگاہ غیر کا میثاق میرے گمان مین تہا یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عہد و میثاق عدم
منازعت مین اور بعض کہتے ہین میثاق وہ ہی جو ابوبکر کی بیعت کا میثاق اوسکو واقع کرنے کی بعد آپ کو لازم
ہوگیا یعنی قوم کا میثاق مجہپر لازم ہوگیا تو بعد اوسکی مجہسے مخالفت نہو سکی ۱۲۔

باطل ہے اگر ہماری مجیب لبیب اوسکی دریافت ہوئی تو ہم انشاء اللہ تعالے بدلائل اوسکی بطلان کو ثابت کردکھاینگی حق یہ ہے کہ یہہ جملہ ہماری نہایت مفید مدعا ہی اور ہماری نہایت کارآمد ہی اور تقدیر اس جملہ کی یہہ ہی واذا میثاق بیعتہ بکر بعد ایقاع القوم ایاھا فی عنقہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ بیعت کے انعقاد کا دارمدار بیعت اہل حل وعقد پر ہی اور شارح نے باعتبار تقدیر اول کے جو اول معنی بیان فرمائی ہین وہ غلط ہین چنانچہ اس سے پہلے جملہ کے بحث سی اوسکا بطلان بخوبی ثابت ہوتا ہی علاوہ اسکے جو پہلے گذارش ہوا کہ لفظ اذا مفاجاتیہ اس تقدیر سے ابا کرتا ہے یہہ التماس ہی کہ اس جملہ کے لیی مقدر ومحذوف کی کچھہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ حذف وتقدیر کا ارتکاب اسی جگہ کیا جاتا ہی جسجگہ بدون حذف وتقدیر کے تصحیح عبارت ممکن نہو سو یہاں حذف خلاف اصل ہے اور یہہ جملہ بجمیع اجزائہ المذکورہ تام ہی محتاج کسی خبر کی حذف یا تقدیر کا نہین ہی کیونکہ اس جملہ کے اصل عبارت اسطرح ہے فاذا میثاق الغیر فی عنقہ اور یہہ خود جملہ تام ہے جو اپنی تمامی مین محتاج کسی خبر کا نہین بجز اسکے کہ خبر ظرف مستقر ہی جو محتاج متعلق کا ہی سو اوسکی تقدیر خارج از بحث ہی پس اس عبارت مین بجز تقدیم وتاخیر کے حذف کا قائل ہونا بالکل بے ضرورت وخلاف اصل وناجایز ہی تو اس صورت مین معنی صاف واضح ہین کہ یعنی اپنی امر مین فکر کیا ناگاہ میثاق غیر کا میری گردن مین تھا اور پہلے شارح کی تصریح سی معلوم ہو چکا ہے کہ لفظ غیر سے مراد قوم ہی جس سے مراد ابوبکر ہین اور یہان حذف مضاف الیہ یعنی لفظ رسول کا بطلان ثابت کیا گیا تو اوسکے معنی یہہ ہوئی فاذا میثاق ابی بکر من لزوم بیعتہ بعد ایقاع القوم ایاھا فی عنقی فلم یمکنی المخالفۃ بعدہ اور وہ تقدیر جو شارح نے بیان کی ہے غلط ہوگئی اور دونو حملی باہم خوب

ف ۱ ناگاہ ابوبکر کا میثاق اوسکی بیعت کے لزوم مین بعد واقع کرنے قوم کے اوسکو میری گردن مین تو بعد اوسکی مجھسی مخالفت نہو سکی ۱۲۔

مرتبط ہوگئی اور اذا مفاجاتیہ کے بھی مناسب ہوگیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وفات کے بیان حال کے ساتھ بھی نہایت چسپاں ہوگیا اور حاصل عبارت یہہ ہوا فنظرت فی امرہ فاذا طاعتہ لابی بکر قد سبقت بیعتہ واذا میثاق الغیر وھو ابوبکر من لزوم بیعتہ ووجوب طاعتہ علینا بعد القاء القوم ایاھا فی عنقہ فلا سبیل الی الامتناع منھا ولا یمکننی مخالفتھا۔ علاوہ ازیں اگر شارح کی اس تقدیر کو صحیح تسلیم کرلیا جاوی تو بھی ہماری مدعا کی منافی نہیں چنانچہ پہلے جملہ کے تقدیر میں گذارش ہوچکا ہی بلکہ ہماری مدعا کے موید ہی کیونکہ میثاق رسول اللہ وعھدہ الیہ بعدم المشاقۃ کا حاصل اور میثاق رسول اللہ فی لزوم بیعۃ ابی بکر واطاعتہ کا حاصل ایک ہی اور بہ تم معنی۔ میثاق ابی بکر فی لزوم بیعتہ واطاعتہ کا ہی بلکہ ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میثاق کا اور زیادہ موکد ہوگیا اور بمنزلہ دعوی کی دلیل بینہ و برہان ہوا الحمد للہ کہ خود جناب امیر رضی کی اعتراف اور آپکی جناب رضی کے نقل اور جناب شارح ابن میثم کی شرح سے صحت وحقیت خلافت خلفاء ثلاثہ ہوئی اور جھگڑا چکا۔ بیت کیا لطف جو غیر پردہ کہولے + جادو وہ جو سر پہ چڑھکے بولے + دلیل خامس شریف رضی نے نہج البلاغۃ میں ایک خطبہ نقل کیا ہی جسمیں تمام وہ مناقب واوصاف بیان فرمائی ہیں جنکا مصداق شیخین کے سوا ممکن نہیں کہ کوئی دوسرا شخص اس خطبہ کا ہی ومن کلام لہ علیہ السلام فی بلاء فلان فلقد قوم الاود وداوی العمد اقام السنۃ وخلف الفتنۃ وذہب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرھا ادی الی اللہ طاعتہ واتقاہ بحقہ رحل وترکھم فی طرق متشعبۃ

۱ فلان شخص کے آزمایش خدا کے بھی بڑی خوبی کی قسم کو سنی بھی کہ سیدھا کیا اور بیماری کا علاج کیا اور سب کو برپا کیا اور فتنہ بھی چھوڑا اور پاکدامن بے عیب کیا خلافت کی بھلائی کو پہنچا اور برائی سے گذر گیا خدا کی طاعت کی جس تقوی کا کہا لوگونکو بھی بھیجدیا سیدھی راہ پر چھوڑ کر کوچ کر گیا کہ اوسمیں گمراہ و یاب ہوکر اوہ راہ نہ پہنچ سکے

لا یهتدی فیها الضال ولا یستیقن المهتدی — انتہے بندہ کمترین عرض
کرتا ہی کہ ممدوح ان اوصاف مدائح کی یا ابوبکر ہین یا عمر یا رجل ثالث لیکن جائز نہین
کہ مراد رجل ثالث ہو کیونکہ جو رجل ثالث کہ مراد ہے یا ابوبکر و عمر سے پہلے ہی یا پیچھے
ظاہر ہے کہ پیچھے بجز عثمان رضی اللہ عنہ کی اور کوئی نہین اور ظاہر ہی کہ حضرت عثمان مراد نہین اور نہ کوئی اسکا قائل ہوا تو لامحالہ یہہ ممدوح وہ رجل ہوگا جو ابوبکر و عمر سے پہلے
زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تھا اور اوسی زمانہ مین وفات پاگیا لیکن
چند وجوہ سے ممکن نہین کہ یہہ توصیف ایسے شخص کے ہو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زمانہ مین ہے وفات کر گیا ہو کیونکہ اولاً جب وہ جیتا جاگتا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا موجود ہی وحی نازل ہوتے ہی اور تمام امور وحی خداوندی سے سرانجام پاتے ہین
اور خود جناب امیر بھی موجود ہین الفضل ما شہدت بہ الاعداء آپکو بوجہ قرب و منزلت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہر امر کے رتق و فتق مین دخل و دستگاہ ہی ہے اور بفضلہ تعالے اوسوقت آپ
مخذول و متروک بھی نہین ہین تو ایسی حالت مین کسی ایسے شخص کے جو نہ امام ہو اور نہ بالقوہ خلیفہ
راشد ہو ایسی اوصاف کے ساتھ موصوف کرنا جو خاص امام کے ہو بھی اہون سرا سر کذب
و خلاف واقع ہے علاوہ ازین یہ بات اس خطبہ کے الفاظ خود اس سے ابا کرتے ہین کیونکہ
اسمین شرط و جزا کی ضمیرین خلافت کیطرف راجع ہین شارح ابن ہیثم فرماتے
ہین والضمیر فی خیرها و شرها للخلافة و ان لم یجر ذکرها لکونها
معهودة او لتقدم ذکرها انتہے — اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص موصوف
ان صفات کا ہی اوسی خلافت کو پایا اور بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمات
خلافت سرانجام کر کے تمام برائیون سے بچا اور تمام خوبیون کو سمیٹ کر اپنی ذات
لیگیا پس ایسا شخص عند حضرت ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہم کے اور کوئی نہین ہوا تو متعین ہوا کہ وہ رجل جو موصوف ان صفات کا ہی یا ابوبکر رضہ ہے یا عمر رضہ تیسرا شخص

کوئی نہین ہوسکتا - ثالثاً اگر سوای ان دونو کی کوئی تیسرا بھی تو آپکے قطب صاحب
راوندی اور آپ فرماوین تو سہی وہ کون ہے اور اوسکا نام تو لین بھلا جو
ایسا نمودار شخص ہو جس کے ایسی اوصاف ہون عقل سلیم کب تسلیم کرتے ہے
کہ وہ ایسا مجہول الاسم والجسم عنقا صفت ہو کہ جسکو کوئی بھی نہ پہچانے اور کہن ہر ہے
کہ حضرت امیر نے جو اوسکا نام نہین ذکر فرمایا تو اوسکی وجہ یہہ ہی ہوگی کہ بوجہ اوسکی شہرت
کی اوصاف کی ذکر کو نام کے ذکر سے مغنی سمجہا اور صرف اوصاف کی ذکر پر اکتفا
کیا اور جب کوئی آپکو اور آپکے راوندی صاحب کو ایسا شخص جو موصوف ان اوصاف کا
نہین معلوم ہوتا تو محض یہہ تخیل و وسوسہ ہی اور آپکے قطب صاحب کے کاشفہ کی غلطی ہے
اگر مصداق ان اوصاف کا حضرات کو دستیاب ہوجاتا تو زمین و آسمان کو باہم ملا دیتے
اور کیسا کچھہ غل شور نہ مچاتے تو معلوم ہوا کہ بجز ابوبکرؓ و عمرؓ کے تیسرا شخص موصوف
ان اوصاف کا نہین ہوسکتا ہے - اتباعاً ملہذا کچھہ اسی موقع پر منحصر نہین ہی بلکہ جناب
امیر نے بعض اور مواقع مین بہی حضرت ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہم کی قریب قریب اسکی
تعریف و توصیف فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہان ہی جناب امیر تعریف و توصیف
اونمین کی فرما رہے ہین نہ شخص ثالث کی جیسا کہ آپکے قطب صاحب نے توہم فرمایا چنانچہ
بجواب خط امیر معویہ رضی اللہ عنہ کے تحریر فرماتے ہین جسکو علامہ ابن میثم نے اپنی شرح
کبیر مین نقل کیا ہے وذکرت ان اللہ اجتبی لہ من المسلمین اعوانا ایدہم
بہم فکانوا فی مناز لہم عندہ علی قدر فضائلہم فی الاسلام وکان افضلہم فی الاسلام
کما زعمت وانصحہم للہ ولرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ الفاروق

لہ اسکا ترجمہ صفحہ ۱۳ پر گذر چکا ہے - ۱۲ -

ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید یرحمهما اللہ و جزاهما باحسن ما عملا۔ انتہے بقدر الحاجۃ اور یہہ عبارت اوس خطبہ کے شرح مین مذکور ہی جسکا عنوان یہہ ہی ومن کتاب لہ الی معویۃ فاراد قوم ناقتل نبینا الخ اس تعریف مین جو حضرت نے قسم کہا کر شیخین کے فرمائی جسکو حضرت رضی نے خطابین سے نکال ڈالا ہی۔ دو جملہ ایسی جامع ذکر فرمائی ہین جو اوصاف عشرہ مذکورہ سابقہ کو مع شی زاید جامع ہین پس ایسی ہم ان دونو جملونکی مضمون کو اوس خطبہ کے مضمون ہی اور اس مدح و توصیف کو اوس مدح و توصیف سے مقابلہ کر کے دیکھتے ہین اور موازنہ کرتے ہین پس اس خط مین پہلا جملہ اس خط کا ان مکانهما فی الاسلام لعظیم ہی اور دوسرا جملہ۔ وان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید ہی ظاہر ہی کہ ہر شخص کے حق مخصوص خلیفہ کے دو لحاظ ہین ایک یہہ کہ اوسکا معاملہ خدا کے ساتھہ جو اپنی ذاتی امور مین ہو مثل تقوی و صلاح اعمال و ادای طاعات و عبادات بجا آوری حقوق اللہ مین ہوگا دوسرا یہہ کہ اوسکا معاملہ عباد کے ساتھہ اونکی حقوق کے بجا آوری کے متعلق ہوگا جناب امیر نے اپنی دونو جملونمین دونو امرونکو جمع فرمایا اور دونو حقوق کے ادا کرنے کی نسبت ایسی مدح و توصیف فرمائی جو اعلی درجہ کی ہے اور جو حق تعریف کا ہی پہلا جملہ ان مکانهما فی الاسلام لعظیم اگرچہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے بجا آوری کو شامل ہے لیکن ہم علی سبیل التنزل کہتے ہین کہ اس سے مراد اونکی عظمت مکانی فی الاسلام صرف بجا آوری حقوق اللہ اور کمال تقوی ہے چنانچہ ارشاد ہی۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اور دوسرا جملہ ان المصاب بهما فی الاسلام لجرح شدید بصراحت اونکی مدح باعتبار کمال بجا آوری حقوق العباد کے بیان کر رہا ہی یہانتک کہ اون پر مصائب موت کا واقع

سلہ اسکا ترجمہ صفحہ ۱۳۸ پر گذر چکا ہے ۱۲۔

ہونا یعنی اونکا وفات پانا اسلام مین سخت زخم ہی یا یون کہیی کہ ہر خلیفہ کے دو حیثیتین ہوتی ہین ایک زمانہ حیات کے کہ جو اپنی زمانہ حیات مین خیرات وحسنات کا حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بجا لاکر ذخیرہ جمع کرے دوسری حیثیت کہ جو اوسکی وفات کے بعد مین اوسکی وفات کا کیا اثر پیدا ہوا اور اوسکی فقدان سے امت کو کیسا صدمہ پونہچی پس ظاہر ہی کہ پہلے جملہ زمانہ حیات کے حسنات کو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے اشکاف بیان کرکے جسکا حاصل یہ ہی کہ اونسے ایسی اعمال حسنہ ظہور پذیر ہوئی جو اونکو باعث عظمت ومرتبہ کے عند اللہ تعالے ہوگیی اور دوسرا جملہ واقعات بعد وفات کو پکار کر کہہ رہا ہی کہ اونکی وفات کی سبب سے اسلام کو سخت زخم پہونچ گیا ہی چنانچہ شاہد ومحسوس ہی عیان ہی چہ جاے ان شیخین کے انتقال سے اسلام کو ایسا سخت زخم پونہچا جو پھر مندمل نہوا اب ہم ان دو جملونکا مضمون کو باعتبار پہلے دو حالتونکے اوصاف عشرہ سابقہ سے مقابلہ ومواز نہ کرکے کہتے ہین اوصاف معلوم ہوتا ہی کہ اوصاف عشرہ مین سے پہلا وصف فضل اللہ کی اعوجاج اوربھی کو سیدہا کرنا اور دوسرا وصف اپنی مواعظ بالغہ کے ساتھ امراض نفسانیہ عباد کا معالجہ اور مداوا کرنا۔ تیسرا وصف سنت نبوی کا قائم کرنا جسکا اوس سے مراد ہو کہ موافق سنت کے عمل کرنا۔ چوتھا وصف دنیا سے قلیل العیب انحصت ہونا یعنی مہاصحبہ کے ساتھ جانا فقت کا لفظ اسی واسطے فرمایا ہی کہ معصوم نہ تھے اور پانچوان وصف خداوند تعالے کے پوری طور پر بندگی بجا لانا نواں وصف اتقا کرنا خدا تعالے کے حقوق کے ساتھ اور اوسکے حقوق کو اوسکی عقوبت کے لحاظ سے بجا لانا یہہ چھ اوصاف گیا اوس جملہ کے شرح اور تفصیل ہین جو اس خط مین اول مذکور ہوا یعنی ان مکاتیب الاسلام عظیم جو جگہ ان سب صفتونکا جامع ہے اور تیسرا وصف آگر اوس سے مراد یہہ ہی کہ سنت نبوی کا لوگونمین جاری کرنا اور لوگونکو اوسکا پابند کرنا اور عامل بالسنہ بنانا اور چوتھا وصف فتنہ کو بھی چھوڑنا پانچوان وصف دنیا سے

پاک صاف لوگونکی مذمتو نسے اپنی حقوق کی نسبت جانا ساتوان خلافت کے بھلائی
عدل و انصاف داقامت دین حاصل کرنا اوسکی شر و یعنی فتن اور خونریزی سے محفوظ رہنا
دسوان ایسی حالت مین دنیا سے رخصت ہونا کہ بعد مین لوگ جہالتونکی بچپیدہ رستونمین گمراہ
ہوگئی ہون کہ جن مین گمراہ کو راہ یابے دشوار ہو اور راہ یاب کو اپنی راہ یابی پر پورا اعتماد نہو
یہ پانچون وصف متعلق حقوق العباد کے ہین اور گویا شرح جملہ ان المصائب بھما فی
الاسلام لجرح شدید کی ہین بلکہ چوتھا اور دسوان وصف تو گویا اس جملہ کا تتمہ
اور مردف ہی چنانچہ ظاہر ہے یعنی بخوف تطویل اجمالاً ذکر کردیا ہے اور تفصیلاً مرکب
وصف کو جداگانہ اوسکی شرح کرکے جملہ کے اندر داخل کرکے نہین بیان کیا اگر ایسا
کیا جاتا تو زیادہ طوالت ہوتی اہل فہم خود سمجھ لینگے اور جب ہم اوصاف عشرہ مذکورہ سابقہ
دونو جملونکی ساتھہ باعتبار دوسری دونو احتمالونکی مقابلہ کرتے ہین تو اور صحیح ہوتا ہے
کہ جملہ اولی اس خطبہ کا ان مکانھما الخ ممدوح کے اون اعمال حسنہ کی جو اپنی زمانہ حیات
مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد سے کی ہے گویا بمنزلہ تصویر کھینچی ہوئی ہے اور جملہ ثانیہ
ان المصائب بھما الخ اون حالات اور واقعات کو ظاہر کررہا ہے جو ممدوح کے وفات سے
بعد امت کو پیش آئی اور اون صدمونکی خبر دی رہا ہے جنکی سبب سے ممدوح مین کے انتقال کے
بعد اسلام زخمی اور مجروح ہوگیا اور یہہ ہی دونو امر ہین کہ جنکی شرح اور تفصیل اوصاف عشرہ
مین مذکور ہے چنانچہ پہلا وصف اور دوسرا اور تیسرا اور پانچوان اور چھٹا اور ساتوان اور آٹھوان
اور نوان جملہ اولی کے شرح ہے جنمین اون حسنات کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ ممدوح
اپنی زمانہ حیات مین بجا آوری حقوق اللہ یا حقوق العباد سے کرکے عظمت مرتبہ خداتعالی
کی نزدیک پیدا کرکے لیگیا اور چوتھا اور دسوان وصف جملہ ثانیہ کی شرح ہے اور اونمین
اون مصیبتونکا بیان ہے کہ جو وفات ممدوح کے سبب سے اسلام اور اہل اسلام کو پہونچی
غرض یہہ تفصیل اور یہہ اجمال باہم پوری طور پر مطابق ہین تو اس تقدیر سے ثابت ہوا

کر مدح و ثنا کسی تیسری شخص کے نہیں بلکہ یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی یا جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی۔ خاصتاً علامہ ابن میثم نے بھی اسیکو ترجیح دی ہی کہ موصوف ان اوصاف کا یا ابوبکرؓ ہے یا عمرؓ بلکہ اپنی رای مین جھزت ابوبکرؓ کو بہ نسبت جناب عمرؓ کی ترجیح دیتا ہی ہم علامہ کی کلام اوسکی شرح کبیر سے نقل کرتے ہین اہل عقل و انصاف ملاحظہ فرمائین[1] والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندی انه انما اراد بعض الصحابة فی زمن الرسول صلی الله علیه وآله وسلم ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارها وقال ابن ابی الحدید ان ظاهر الاوصاف المذکورة فی الکلام یدل علی انه اراد رجلا ولی امر الخلافة قبله لقوله قوم الاود وداوی العمد ولم یرد عثمان لوقوعه فی الفتنة وتسببها بسببه ولا ابابکر لقصر مدة خلافته وبعد عهده عن الفتن وکان الاظهر انه اراد عمر واقول ان اراد تعالی بکل اشیه مزار اراده لعمر لما ذکره فی خلافة عمر وذمها به فی خطبتها المعروفة بالشقشقیة کما سبقت الاشارة الیها انتهی بقدر الحاجة اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شارح کے نزدیک لفظ فلان سے سوائے ابوبکرؓ و عمرؓ کے شخص ثالث کا مراد ہونا مرجوح ہے کیونکہ اول بطور نقل کے بیان کیا کہ مراد لفظ فلان سے عمر ہین قطب راوندی

[1] اور منقول یہ ہی کہ مراد لفظ فلان سے عمر بن خطاب ہی اور قطب راوندی سے منقول ہی کہ حرف بعض صحابہ زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو فتنون کی واقع ہونے اور پہلی ہی پیشتر انتقال کر گیا مراد رکھا ہی اور ابن ابی الحدید نے کہا کہ ظاہر اوصاف اسپر دال ہین کہ وہ شخص مراد ہی جو آپ سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا سبب اس قول کے کجی کو سیدھا کیا اور بیماری کا علاج کیا۔ اور عثمان تو مراد نہین ہے کیونکہ وہ فتنون مین پڑا اور اوسکے سبب سے فتنی پیدا ہوئے اور ابوبکر بھی بسبب کمی مدت خلافت اور بسبب دور ہونے زمانہ خلافت کے فتن سے مراد نہین ہے تو گویا اظہر یہ ہے کہ عمر بن خطاب کے مراد رکھا ساتھ مین کہتا ہون ابوبکر کو آپ کا مراد رکھنا بہ نسبت عمر کے زیادہ تر بعید ہی کیونکہ خطبہ شقشقیہ مین خلافت عمر کی مذمت کی ہی جیسا کہ اوسکی طرف اشارہ گذر چکا۔ ۱۲

قول نقل کیا ہی اوسکے بعد ابن ابی الحدید کے قول سے جسمین عقلی طور پر بطلان قول راوندی کا ثابت کیا گیا ہی اور بتلایا گیا ہے کہ قطب راوندی کا قول فحوای عبارت کے سراسر مخالف ہی اور بیان کیا گیا ہے کہ اظہر یہہ ہی کہ مراد حضرت عسکری سے جسکو شارح خود کہتا ہی کہ اشبہ بحق یہہ ہی کہ مراد ابوبکر صدیق ہین پس شارح ابن میثم اور ابن ابی الحدید متفق ہین کہ شخص ثالث مراد نہین اور تیسرا شخص مصداق ان اوصاف کا نہین ہو سکتا ہی یہہ بغض آکے قطب صاحب کے دنگا نالی یا قصور مکاشفہ ہی ہے کہ نہ عبارت کو دیکھتے ہین نہ اوسکے مضمون کو سمجھتے ہین اور اپنی توجیہی چلے جاتے ہین خواہ الفاظ سے پیدا ہوتا ہو خیر ہمکو اس سے کیا بحث خدا تعالے اونکو اس ایمانداری اور دیانت کے جزا دیوی اور دین کی شرع نزاریہ یعنی عدی بن حاتم الخ - ہماری غرض یہہ تھی کہ موصوف ان اوصاف کا یا ابوبکر ہین یا عمر اور یہہ ثابت ہو چکا اور یہہ بھی ہے کہ جو شخص موصوف ان اوصاف کا ہوگا وہ خلیفہ راشد اور امام برحق ہوگا نہ ظالم و غاصب و فاسق فاجر کیونکہ امام نبی اور قطعاً یا اتفاقی معصوم ہوتا ہی اور نہیں یا ملک سلاطین جن سے قطعاً مفقود ہوتے ہین یا خلفاء راشدین ہی اور جو محل ان اوصاف کا ہین لیکن ان اوصاف مین سے کوئی وصف انہین ہی تو ابوبکر یا عمر رہا سو کوئی وصف خلیفہ راشد ہونے کا ثابت ہوا اب ہم ان اوصاف عالیہ کو غرض عموم نفع شرح سے لکھتے ہین وقد وصف باموراحدها تقويم الاود وهو كناية عن تقويم الاعوجاج الخلق عن سبيل الله الى الاستقامة فيها لك[1] ثمداواته للعمد واستعار لفظ العمد للامراض النفسانية باعتبار استلزامه للاذى كالعمد ووصف المداواة لمعالجة تلك الامراض بالمواعظ البالغة والزواجر النافعة عمد القولية والفعلية الثالث اقامة

[1] اور تحقیق چند اوصاف کے ساتھہ اوسکو موصوف کیا اول اوسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہہ کنایہ ہی اوس سے کہ اوسنے خلق کی کجی کو اللہ کی راہ سے استقامت اور ہموار کی طرف سیدھا کیا - دوسری اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو امراض نفسانیہ کے لیے چونکہ وہ بھی مثل عمد کی تکلیف کو مستلزم ہی استعارہ کیا اور پوری نصیحتون اور بڑی دھمکیون قولیہ اور فعلیہ کے ساتھہ امراض کے معالجہ کو مداوا کے ساتھہ وصف کیا - ۱۲

للسنة ولزومها الرابع تخليفه للفتنة اى موته قبلها ووجه كون ذلك عدلا
هو اعتبار عدم وقوعها بسببه فى زمنه بحسن تدبيره الخامس ذهابه بنقى الثوب
واستعار لفظ الثوب لعرضه ونقاه سلامته عن دنس المذام السادس
قلة عيوبه السابع اصابة خيرها وسبق شرها والضمير فى الموضعين يشبه
ان يرجع الى المعهود مما هو فيه من الخلافة اى اصاب ما فيها من الخير المطلوب
وهو العدل واقامة دين الله الذى به يكون الثواب الجزيل فى الاخرة والشرف
الجليل فى الدنيا وسبق شرها اى مات قبل وقوع الفتنة فيها وسفك الدماء
لاجلها الثامن اداؤه الى الله طاعته التاسع القاه له بحقها اى ادى حقه خوفا من
عقوبته العاشر رحيله الى الاخرة تاركا للناس بعده فى طرق متشعبة من الجهالات
لا يهتدى فيها من ضل عن سبيل الله ولا يستيقن المهتدى فى سبيل الله
انه على سبيل لاختلاف طرق الضلال وكثرة المخالف له اليها والوالى فى قوله و
تركهم للحال - عاقل منصف ان اوصاف عالية من عجز كرى اور يكھيگا جو كچھ ابن بے بحيد يدر ابن ہيثم اور ہم كہتے
ہين وہ صحيح ہے يا جو كچھ خطيب راوندى فرماتے ہين اور زيد ہى خيال كرى كہ يہ اوصاف مجموعہ بجز خليفہ راشد كے

ل تيسرے اوسكا سنت كو قائم كرنا اور اوسپر قائم رہنا - چوتھى فتنہ كا پہچھى چھوڑنا يعنے فتنونسے پہلے مرجانا
اور يہہ اسوجہ سے اوسكى مدح ہے كہ اوسكى حسن تدبير سے اوسمين فتنہ واقع نہوئى - پانچوين اوسكا پاك دامن جانا اور ثوب كو
اوسكى آبرو كى سے استعارہ كيا اور ثوب كى پاكيزگى كو اوسكى سلامت رہنى نقص و ملامت كى ميل كچيل سے استعارہ كيا - چھٹى اوسكى
عيوب كا كم ہونا ساتوين خلافت كو پہلے ليكا پانا اور اوسكى برائى سے محفوظ رہنا اور ضمير خبرہا شرہا كى مشابہ بچن پڑتى ہے خلافت كيطرف
راجع ہے جو معہود ہے يعنى خلافت سے جو چيز مطلوب ہے اور وہ عدل كرنا اور اللہ كا دين قائم كرنا جس سے عمدہ بدلا آخرت مين اور بڑى
بزرگى دنيا مين حاصل ہوتى ہے وہ اوسنے پاليا اور خلافت كى شر سے بچا يعنى فتنونكى واقع ہونے سے پہلے اوسكا فوت ہوجانا اور خلافت پر خون ريزى ہونے سے پيشتر
وفات پاگيا آٹھوين اوسكا اللہ تعالے كى طاعت و بندگى كو ادا كرنا نوين اوسكا تقوى كرنا جو كہ حق تقوى كا ہے يعنى اوسكى عذاب كے خوف
سے اوسكا حق ادا كيا دسوين اوسكا لوگونكو اپنى پہچھى جہالت كے پراگندہ ہونے مين چھوڑ كر اللہ كے راہ سے گمراہ راہ پاكى اور نہ راہ پانے والے

کسی میں پائی جاسکتی ہیں حاشا وکلا اور خلفا میں سے جب ایک کی بھی خلافت راشدہ ثابت ہوگئی تو سب کے ثابت ہوگئی تو اس سے ثابت ہوا کہ خلفا خلیفہ راشد تھے اور یہ سبھی مدعا تھا اور یہ تغلیط قول قطب الدین راوندی کے جو کی گئی ہی بشرط تسلیم اس امر کی ہی کہ راوندی کا مدعا یہ ہی ہو کہ مراد رجل سے وہ رجل ہی کہ جو زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور اسی زمانہ میں قبل از وقوع فتن وفات پاگیا ورنہ علامہ ابن ہیثم نے جو عبارت متضمن مضمون مذہب راوندی نقل کی ہی اوس سے صرف اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ رجل سے مراد ایک صحابی ہی جو وقوع اور انتشار فتن سے پہلے فوت ہوگیا اور ظاہر ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس امر پر دلالت نہیں کرتی کہ مراد رجل سے کوئی شخص ثالث سوای ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ہو بلکہ یہہ عبارت صاف دلالت کرتی ہی کہ مراد یا ابوبکر ہی ہے یا عمر رضہ کیونکہ اولا وہ شخص جو موصوف ان صفات کا ہو یہہ ممکن نہیں کہ زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مصدر ان اوصاف کا ہو سکی - اور ثانیاً ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارہا ہرگز اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ زمانہ حیات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اوسنی وفات پائی ہو بلکہ اس سے صاف مفہوم ہوتا ہی کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی زندہ رہا - ہاں وقوع اور انتشار فتن سے پہلے رحلت کرگیا اور ایسا شخص بجز ابوبکر یا عمر رضی اللہ عنہما کے اور کوئی دوسرا نہیں - ابن ابی الحدید سے علامہ ابن ہیثم نے صاف طور پر نقل کیا ہی کہ جس سے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ خلافت شیخین رضہ شوائب فتن سے بالکل پاک اور صاف ہی زمانہ فتن بعد وفات جناب فاروق رضہ شروع ہوا ہی پس حضرات شیخین پر مضمون عبارت راوندی - انہ انما اراد بعض الصحابۃ فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارہا بخوبی صادق آتا ہی اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ راوندی کے نزدیک بھی مراد رجل سے یا ابوبکر ہیں

نیچ رخصت نہین ہی کہ خود اپنی ہاتھون سے اپنی مذہب کا استیصال کری پس بسبب
بقول قطب الاقطاب شیعہ و علامہ ابن میثم و ابن ابی الحدید ثابت ہوا کہ مراد ابوبکر ہین
باسم الحمد للہ علی وضوح الحق وفضوح الباطل اب وہ جواب بہی
ضرور سنی چاہیئے جو حضرات شیعہ نے اس کلام کے جواب مین فرمائے ہین - جواب
اول یہہ ہی کہ ممکن ہے کہ یہہ مدح اون لوگونکی دلجوئی و اصلاح کے لیی فرمائے ہو کہ جو
صحت و حقیقت خلافت شیخین کے معتقد تہی اور بدیہی ہے کہ یہہ جواب نہایت واہی
ہی کیونکہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ آپنے یہہ مدح دلجوئی کے طور پہ فرمائی تہی لیکن ہم یہہ پوچہتے
ہین کہ یہہ مدح مطابق واقع و نفس الامر کے تہی یا نہ تہی اگر مطابق واقع کے نہ تہی - تو
معاذ اللہ اپنی لوگونکی دلجوئی کے واسطی قسم کہا کر دس جہوٹ بولی اور جہوٹ
و فریب کے ساتہہ لوگونکا راضی کرنا چاہا اور خدا تعالے کی ناراضی کے ساتہہ لوگونکی رضا
چاہی اور اس جہوٹ کا نتیجہ صرف یہہ ہے کہ لوگ شیخین کے مدح و ثنا حضرت کے
زبانی خلافت کے بارہ مین سنکر اونکی حقیقت خلافت کے معتقد ہون اور زیادہ گمراہی
مین پڑین پہر اگر بقول ابن میثم کے اگر آپکو ایسا ہی جہوٹ بولکر کلام نکالنا تہا تو
بمقابلہ امیر معویہ کے اسطرح کیون جہوٹ بولکر کلام نکالا - وہان تو امیر معویہ کی مذمت
اور اپنی مدح مین فرماتے ہین کہ وہ فریب کرتا ہی اور میں دغا اور فریب نہین کرتے
پس اوپر ہی حضرات شیعہ کے دلائل و تمسک پر کہ اسکی پردہ مین کیا کیا خوبیان حضرت
امیر کیطرف منسوب فرماتے ہین اور اگر یہہ مدح مطابق واقع کے ہی تو ہمارا مدعا ثابت
اور یہہ جواب لغو اور باطل ہے - دوسرا جواب اسکا یہہ فرماتے ہین کہ یہہ مدح بطور
طنز و تعریض عثمان اور اونکی توبیخ کے تہی یعنی کہ بعد اوس شخص کے جو ان صفات
کے ساتہہ متصف تہا جو شخص خلیفہ ہوا وہ ان صفات کی اضداد کے ساتہہ متصف تہا
اسلیی کہ خلافت عثمانی مین فتنہ اوٹہی اور اونہون نے سبب اموال کو بیجا صرف کیا جسکی

سبب سے اون پر ہوا ہوا یہہ جواب بھی ویسا ہی ضعیف اور واہی ہے جیسا کہ پہلا جواب تھا
کیونکہ آمین بھی وہی کلام ہے جو اوس جواب مین کی گئی ہے علاوہ اسکی اہل انصاف
نظر انصاف سے دیکھین کہ اس کلام مین کوئی ایسا لفظ مذکور ہے جو طنز و تعریض یا
توبیخ پر دلالت کرتا ہو۔ معہذا یہہ سب ڈھکوسلہ گھڑا ہوا ہے کیونکہ جناب امیر نے خدا کی قسم
کہا کر فرمایا تھا کہ واللہ لاسلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیہا جور الا علی خاصۃ
ظاہر ہے کہ آپنے باوجود اس جور و ظلم کے سکوت فرمایا تو بقول شیعہ اپنی آمین مین جو طاعت پر
ہتی حانث ہوئی اور عاصی۔ علاوہ ازین یہہ جواب خود ہماری سرید ہے اور صاف دلالت
کرتا ہے کہ مراد رجل سے قطعاً یا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین نہ عمر رضی اللہ عنہ کیونکہ طنز و تعریض
جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گئی تو یہہ نسبت کسی خلیفہ سابق کے کی گئی گویا یہہ کہا
گیا کہ فلان خلیفہ تو ان محامد و اوصاف کے ساتھہ متصف تھا اور یہہ خلیفہ اون اوصاف
سے متصف نہین اور ظاہر ہے کہ پہلے کوئی خلیفہ بجز ابوبکرؓ و عمرؓ کے نہین ہوا کہ وہ ان اوصاف
کے ساتھہ متصف ہو اور اگر واقع مین وہ خلیفہ جسکی بہ نسبت عثمانؓ کو تعریض کی گئی ہو
ایسا نہو تو طنز و تعریض کے غلط ہونے کی علاوہ عثمانؓ لفظ اور اونکی اولیا کہہ سکتی ہین
کہ آپنے غلط فرمایا پہلے ایسا کون ہوا ہے جو موصوف ہاین صفات ہو آپ خود معتقد
نہین ہین کہ پہلے ایسا کوئی ہوا ہو تو جھوٹ کا الزام نہین ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہہ
مدح و صفت و ثنا و منقبت ابوبکرؓ کی ہے یا عمرؓ کی اور واقعی و نفس الامری ہے اور جب یہہ
ثابت ہوا تو حقیت خلافت کا ثبوت اسکی گویا فرع ہے وہ بھی ثابت ہوئی باقی اسکی
بحث اوسجگہ کیجائیگی جسجگہ ہماری فاضل مجیبنے بہت کچھہ جوش و خروش فرمایا ہے۔
دلیل سادس۔ آپکے امام الائمہ امام کلینی نے فروع کلینی مین باب من یجب علیہ الجہاد و من لا
یجب مین ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ جسکو خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی
رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ العنین مین نقل کیا ہے چونکہ وہ حدیث مثبت خلافت خلفا

ثالثہ رضا اسلیمی ہم بھی اس حدیث کو از اتہ النعمین سے نقل کرتے ہیں علی بن ابراھیم
عن ابیہ عن بکر بن صالح عن القاسم بن یزید عن ابی عمیر[1] الزبیری عن
ابی عبد اللہ قال قلت اخبرنی عن الدعاء الی اللہ والجہاد فی سبیلہ اھو بقوم
لا یحل الا لھم ولا یقوم الا من کان منھم ام ھو مباح لکل من وحد اللہ
عزوجل وامن برسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ ومن کان کذا فلہ ان یدعو
الی اللہ عزوجل والی طاعتہ وان یجاھد فی سبیلہ فقال ذلک بقوم لا یحل
الا لھم ولا یقوم ذلک الا من کان منھم قلت من اولئک قال من قام بشرائط
اللہ عزوجل فی القتال والجہاد علی المجاھدین فھو المأذون لہ فی الدعاء الی اللہ عزوجل
ومن لم یکن قائما بشرائط اللہ عزوجل فی الجہاد علی المجاھدین فلیس بمأذون لہ
فی الجہاد ولا الدعاء الی اللہ حتی یحکم اللہ فی نفسہ ما اخذ اللہ علیہ من شرائط الجہاد
قلت فبین لی یرحمک اللہ تعالی قال ان اللہ تبارک وتعالی اخبر فی کتابہ الدعاء الیہ وصف الدعاء الیہ فجعل
ذلک لھم درجات یعرف بعضھا بعضا ویستدل ببعضھا علی بعض فاخبرانہ

---

[1] ابو عمیر زبیری امام ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا حضرت مجکو اللہ کیطرف بلانے اور اسکی راہ میں
جہاد کرنے کی خبر دیجئے کیا وہ کسی قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز انکے کسی دوسرے کو حلال نہیں ہے اور اسکو
بجز انکے کوئی دوسرا بپا نہیں کرسکتا یا وہ ہر ایک شخص کو جو وحدانیت الٰہی کا قائل اور رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا معترف ہو جائز ہے کہ اللہ کے اور اسکی بندگی کیطرف بلائے اور اسکی راہ میں جہاد کرے فرمایا یہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے
انکے سوا کسی کو حلال نہیں اور سوای انکے اوسکو اور کوئی برپا نہیں کرسکتا - یعنی عرض کیا وہ کون لوگ ہیں فرمایا جو شخص اللہ کے
شرائط کے ساتھ قتال و جہاد میں مجاہدین پر قائم ہو - وہ اللہ عزوجل کیطرف دعوت کا مجاز ہے - اور جو ان شرائط
کی ساتھ جو جہاد میں مجاہدین میں قائم نہو - تو وہ جہاد کا اور خدا کی طرف دعوت کا مجاز
نہیں ہے تا وقتیکہ اللہ اسکی نفس میں شرائط جہاد کا جو اللہ نے مقرر کی ہیں حکم کرے - میں نے عرض
کیا - تو ہمیں اسکی خبر دیجئے رحمت کرے فرمایا اللہ تبارک وتعالے نے اپنی کتاب میں اپنی طرف
دعوت کی خبر دی اور اسکے درجے بیان کئے - اور ذکر کیا اسکی درجہ مقرر کیے جنمیں بعض کو بعض سے
جانتے ہیں اور بعض سے استدلال کرتے ہیں پس خبر دی ۱۲

تبارک وتعالی اول من دعا الی نفسه فدعا الی طاعته واتباع امره فنبداء
بنفسه فقال والله یدعو الی دار السلام ویهدی من یشاء الی صراط المستقیم
ثم ثنی برسوله فقال ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم
بالتی هی احسن یعنی بالقرآن ولم یکن داعیا الی الله عز وجل من خالفه ثم الله
یدعو الیه بغیر ما امر فی کتابه والدین امر لا تدعی الابر وقال فی نبیه صلی الله علیه وآله
وانك لتهدی الی صراط مستقیم یقول یدعو ثم ثلث بالدعاء الیه بکتابه ایضا فقال
ان هذا القرآن یهدی التی هی اقوم ای یدعو ویبشر المؤمنین ثم ذکرهم اذن فی الدعاء بعد
ولیه رسوله فی کتابه فقال ولتکن منکم طائفة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینهون
عن المنکر واولئك هم المفلحون ثم اخبر عن هذه الامة ومن هی وانها
من ذریة ابراهیم ومن ذریة اسمعیل من سکان الحرم ممن لم یعبد واعن الله قط الذین و
جبت لهم الدعوة دعوة ابراهیم واسمعیل من اهل المسجد الذین اخبر عنهم فی کتابه انما یرید الله لیذهب عنهم الرجس
واطهرهم تطهیرا الذین وصفناهم قبل هذا فی صفة الله ابراهیم الذین عنهما هم الله تبارک وتعالی فی قوله ادعو

لے کہ اللہ تبارک وتعالے نے سب سے پہلی اپنی دعوت کی اور اپنی بندگی اور فرمانبرداری کیطرف بلایا پہلی اپنی
آپ کو رکھا اور فرمایا (اللہ جنت کیطرف بلاتا ہی اور جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ دکھاتا ہی) دوسری اپنی رسول کی
مقرر کیا اور فرمایا (اپنی پروردگار کی رستہ کیطرف دانائی اور اچھی نصیحت کے ساتھہ بلاؤ اور انسی جھگڑا اچھی
طریقہ سے) یعنی قرآن کے ساتھہ اور جو اللہ کے حکم کا مخالف ہو اور قرآنی حکم کو نکرے اسکو اسکی طرف بلائی تو وہ اللہ کیطرف داعی نہوا
اور دین اس امر کو کہ جو اسکی دعوت نہیں کیجاتے اور اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے باب میں فرمایا (اور بیشک سیدہی راہ دکھاتا ہی
یعنی بلاتا ہی) پھر تیسری اپنی کتاب کی دعوت کو بیان کیا اور فرمایا (یہ قرآن جسکو طریقہ کی طرف راہ دکھلاتا ہی) یعنی بلاتا ہی اور نیز وہ
سناتا ہی پھر دوبارہ اپنی کتاب کے بعد دعوت کی اجازت دی ہی اور فرمایا (تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی
چاہیی جو بھلائی کیطرف بلائیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اور یہی لوگ فلاح یاب ہیں پھر اس امت کی خبر دی کہ یہ کون ہی
اور یہ ابراہیم و اسمعیل کے اولاد حرم کے رہنی والی ہی جنہوں نے خدا کی سوا کبھی کسیکی عبادت نہیں کی اور جنکی یہی ابراہیم و اسمعیل
کی دعا واجب ہوئی اور مسجد والے تین سی جنکی خبر اپنی کتاب میں دی ہی کہ انسی پلیدی دور کرکے انکو خوب پاک کردیا اور جنکا ہمنے
اس سے پہلے وصف بیان کیا ابراہیم کے اس صفت میں اور جنکو اللہ تبارک وتعالے نے اپنی اس قول میں ادعوا الی اللہ ۔

الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنے اول من اتبعہ علی الایمان بہ والتصدیق لہ
وبما جاء بہ من عند اللہ عز وجل من الامۃ التی بعث فیہا ومنہا والیہا اقبل
الحق ممن لم یشرک باللہ قط ولم یلبس ایمانہ بظلم وھو الشرک ثم ذکر
اتباع نبیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واتباع ھذہ الامۃ التی وصفہا
فی کتابہ بالامر بالمعروف والنہی عن المنکر وجعلہا داعیۃ الیہ واذن لہ
فی الدعاء الیہ فقال یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین
ثم وصف اتباع نبیہ من المومنین فقال عز وجل محمد رسول اللہ والذین
معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم ترٰہم رکعا سجدا یبتغون فضلا
من اللہ ورضوانا سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود ذلک
مثلہم فی التوراۃ ومثلہم فی الانجیل وقال یوم لا یخزی اللہ
النبی والذین اٰمنوا معہ نورہم یسعی بین ایدیہم وبایمانہم یقولون
ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر یعنے اولئک

لہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ مراد کہا ہے یعنی سب سے پہلی جنہوں نے حضرت کی پیروی کی آپ پر ایمان لانے
اور آپکی تصدیق کرنی میں اور جو آپ خدا تعالے کے پاس سے لائی اس امت سے جسکی طرف مبعوث ہوئی حق کو قبول کیا اور کبھی اللہ کے ساتھ
شرک نکیا اور اپنے ایمان کو ظلم کو جو شرک ہے ملایا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ذکر کیا اور اس امت کی اتباع جنکا اپنی کتاب میں
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ وصف فرمایا اور انکو اپنی طرف بلانیوالا قرار دیا اور انکو دعوت کا اذن فرمایا اور کہا (ای نبی تجکو اللہ
اور تیری پیروی کرنیوالے مومنین کافی ہیں پھر مومنین اپنی نبی کے پیروی کرنیوالونکا وصف بیان کیا اور فرمایا (محمد اللہ کا
رسول ہے جو اوسکی صحابہ ہیں کافروں پر سخت اور آپسمیں نرم ہیں تو انکو رکوع سجدہ کرتے ہوئی دیکھتا ہے کہ طلب کرتے
ہیں سے فضل اور رضامندی کو انکے علامتیں اونکی چہروں پر سجدہ کے نشان ہیں یہ اونکی مثل ہے تورات میں اور مثل ہے
انجیل میں) اور فرمایا (جسدن نہ رسوا کریگا اللہ نبی کو اور اونکو جو اوسکی ساتھ ایمان لائے اونکا نور اونکی دہنی یا میں دوڑتا
ہوگا کہینگے اے رب ہمارے پورا کر ہمارا نور اور بخش ہمکو تو ہر شے پر قدرت والا ہے ۱۲۔

المومنین فقال قد افلح المومنون ثم حلاهم ووصفهم کیلا یطمع
فی اللحاق بهم الا من کان منهم فقال فیما حلاهم ووصفهم الذین هم
فی صلوتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون الی قوله
تعالی اولئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون
ثم حلاهم ووصفهم کیلا یطمع فی اللحاق بهم الا من کان منهم فقال
فیما حلاهم به ووصفهم وقال فی وصفهم وحلیتهم ایضا الذین لا یدعون
مع الله الها آخر الآیة ثم اخبر انه اشتری من هولاء المومنین ومن کان
علی مثل صفتهم انفسهم واموالهم بان لهم الجنة یقاتلون فی سبیل
الله فیقتلون ویقتلون وعدا علیه حقا فی التوریة والانجیل والقرآن
ثم ذکر وفائهم لعهده ومبایعته فقال ومن اوفی بعهده من الله
فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم به وذلک هو الفوز العظیم فلما نزل
هذه الآیة ان الله اشتری من المومنین انفسهم اموالهم بان لهم

لہ یعنی یہ مومنین اور فرمایا (بیشک کامیاب ہوئی ایمان والے) پھر انکو زینت بخشی اور انکا وصف کیا تاکہ
بجز انکی جو اوصاف سے ہوا مومنین سے کوئی طمع کرے تو انکی زینت اور وصف میں فرمایا (جو اپنی نمازمیں خشوع کرتے
ہیں اور جو بیہودہ کے سے معرض ہیں - الی قولہ تعالے - یہ ہی وارث ہیں جو جنت فردوس کے وارث ہونگے ہمیشہ اسمیں
رہینگے) پھر انکو زینت بخشی اور وصف کیا تاکہ بجز اسکے جو ایسے مومنین سے ہوا مومنین میں کوئی طمع کرے تو انکی وصف و حلیہ میں فرمایا
(جو نہیں پکارتے ہیں اللہ کے ساتھ دوسری معبود کو الآیہ) پھر خبر دی کہ اوسنے ان مومنوں سے اور جو انکی صفت
پر ہیں اور انکے جانوں اور مالوں کو اسکے عوض میں کہ انکی لیے جنت ہوگی اللہ کے راہ میں لڑیں پس
ماریں اور مریں اللہ کا سچا وعدہ ہے - توریت اور انجیل اور قرآن میں پھر اوسکی عہد کے پورا کرنیکا - اور
بیعت کا ذکر کیا (اور جو پورا کرے اپنی عہد کو اللہ سے تو شادی ہو تمہاری بیعت کا جو تمنی کی ہے اور
یہ بڑے کامیابی ہے) جب یہہ آیت - ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم
الجنۃ - ۱۲ -

الجنة قام رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ارایت الرجل
یاخذ سیفہ فیقاتل حتی یقتل الا انہ یفترق من ھذہ المحادم اشھید ھو فقال رسول
اللہ عز وجل التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون
الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والحافظون
لحدود اللہ وبشر المؤمنین فقصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم المجاھدین
من المومنین الذین ھذہ صفتھم وحلیتھم بالشھادۃ والجنۃ وقال
التائبون من الذنوب العابدون الذین لا یعبدون الا اللہ ولا یشرکون
بہ شیا الحامدون الذین یحمدون اللہ علی کل حال فی الشدۃ والرخاء والسائحون
وھم الصائمون الراکعون الساجدون الذین یواظبون علی الصلوات
الخمس الحافظون لھا والمحافظون علیھا برکوعھا وسجودھا وفی الخشوع
فیھا وفی اوقاتھا الآمرون بالمعروف بعد ذلک والعاملون بہ والناھون
عن المنکر والمنتھون عنہ قال فبشر من قتل وھو قائم بھذہ الشروط بالشھادۃ

لہ نازل ہوئی تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اوٹھا اور عرض کیا یا نبی اللہ بتلائیے ایک شخص ہے
کہ اپنی تلوار لیکر لڑتا ہے اور مقتول ہوتا ہے لیکن وہ حرام کا مونکا مرکب ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو اللہ نے
نازل فرمایا (توبہ کرنیوالے بندگی کرنیوالے شکر کرنیوالے روزہ رکھنیوالے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے بھلائی
کا حکم کرنیوالے برائی سے روکنی والے اللہ کی حدود کے نگہبانی کرنیوالے اور خوشخبری دی ایمان والوں کو) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجاہدین کی ان ایمان والوں جنکی یہہ صفت اور یہہ زیور ہے شہادت اور جنت کے ساتھہ تقصیر
فرمائی اور فرمایا گناہوں سے توبہ کرنیوالے جو سوائے خدا کے کسیکے عبادت نہیں کرتے اور کسیکو
اوسکا شریک نہیں کرتے شکر کرنیوالے جو ہر حال سختی و نرمی میں شکر کرتے ہیں روزہ رکھنیوالے
رکوع سجدہ کرنیوالے جو پانچوں نمازیں پابندی سے ادا کرتے ہیں اور اوسکے رکوع سجود کے اور اوسکے خشوع اور اوقات
نگہداشت کرنے والے ہیں بعد اسکی بھلے باتوں کے حکم کرنیوالے اور خود اوسپر عمل کرنیوالے اور برائی سے روکنی والے
اور خود باز رہنے والے فرمایا میں خوشخبری سناتا ہوں اوس شخص کو جو ان شرطوں کے ساتھہ قائم ہو کر مقتول ہو شہادت سے ۱۲

والجنة ثم اخبر تبارك وتعالى انه لم يامر بالقتال الا اصحاب هذا الشرط
فقال عزوجل اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بانهم ظلموا وان الله على نصرهم
اقد ير الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله وذلك
ان جميع ما بين السماء والارض لله عزوجل ولرسوله ولاتباعه من
المومنين من اهل هذه الصفة فيما كان من الدنيا في ايدى المشركين و
الكفار والظلمة والفجار من اهل الخلاف لرسول الله صلى الله عليه
وسلم والملوى عن طاعتها مما كان في ايديهم ظلموا فيه المومنين من
اهل هذه الصفات وغلبوهم عليه ما افاء الله على رسوله فهو حقهم
افاءه الله عليهم فرده اليهم وانما سيف الله كلما صار الى المشركين تحريج
مما قد كان عليه او فيه فصار رجع الى مكانه من قول او فعل فقد فاء مثل
قول الله عزوجل فان فاؤا فان الله غفور رحيم اى رجعوا ثم قال وَاِنْ
عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ وقال اِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

سلہ اور جبکہ پروردگار نے خبر دی کہ اپنی بجز ان شرطوں کے اور کسی کو قتال کا حکم نہیں فرمایا پھر خدا عزوجل نے فرمایا۔
(اذن دیا گیا انکو لیے جنسے لوگ لڑتے ہیں اس سبب سے کہ اونپر ظلم ہوا ہی اور اللہ اونکو اوسپہ قادر ہے جو لوگ
نکالے گیے اپنی گھر وںسے ناحق لیکن یہہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے) اور یہہ لیکہ تمام جو کچھہ آسمان اور زمین
میں ہی اللہ تعالے کے اور اوسکے رسول اور اوسکی پیروی کرنے والے مومنوں کا ہی جنکی یہہ صفت ہی تو جو کچھ دنیا
میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں اور اوسکی نافرمانوں مشرکین اور کافروں اور ظالم اور فاجروں کے
قبضہ میں ہے اوسمیں اس صفت کے ایمان والونپر ظلم کیا ہی اور اونپر غلبہ کرکے لیلیا۔ جو کچھہ اللہ نے اپنی رسول کو
بطور فے کے دیا وہ اونکا حق ہی کہ اللہ نے اونپر لوٹایا اور لوٹانے کے معنی ہر وہ شی جو مشرکوں کی طرف
چلی جاے پھر لوٹ آئی جس حال پر تھی۔ تو جو چیز اپنے مکان پر لوٹ آئی تو اوسکی یہی لفظ فاء ہے
چنانچہ اللہ عزوجل کا قول فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم یعنے اگر اوٹھیں پھر فرمایا۔ فان عزموا الطلاق
فان اللہ سمیع علیم اور فرمایا۔ وان طائفتان من المومنین ۱۲۔

اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احديهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفي الى امر الله اى ترجع فان فاءت اى رجعت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين يعني بقوله تفي ترجع فذلك الدليل على ان الفيء كل راجع الى مكان قد كان عليه او فيه ويقال للشمس اذا زالت قد فاءت الشمس حين تفي الفيء عند رجوع الشمس الى زوالها وكذلك ما افاء الله على المؤمنين من الكفار فانما هي حقوق المؤمنين رجعت اليهم بعد ظلمهم اياهم وذلك قوله اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وما كان المؤمنون احق به منهم وانما اذن المؤمنين الذين قاموا بشرائط الايمان التي وصفناها وذلك انه لا يكون ماذونا له في القتال حتى يكون مظلوما ولا يكون مظلوما حتى يكون مؤمنا ولا يكون مؤمنا حتى يكون قائما بشرائط الايمان التي شرط الله عز وجل على المؤمنين والمجاهدين فاذا كملت فيه شرائط الله عز وجل كان مؤمنا واذا كان مؤمنا كان مظلوما واذا كان مظلوما كان ماذونا في الجهاد

سلہ اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احديهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفي الى امر الله - یعنی لوٹے فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين - تو ما لوتفی سے یہ ہے کہ لوٹے تو یہ دلیل ہے کہ فی ہر وہ شی ہے جو اپنی پہلے حال میں لوٹ آوی دھوپ کو کہتے ہیں فاءت الشمس جبکہ آفتاب کے زوال کیطرف لوٹنے کے وقت سایہ پھر آئی اور اسیطرح جو کچھ مومنوں کو اللہ نے کفار سے بطور غنیمت کے دلوایا ہے وہ صرف مومنوں کا حق ہے جو انکی طرف بعد کفار کے ظلم کے اوپر واپس آگیا اور یہ اللہ کا قول ہے (اذن دیا گیا انکو جنسے کفار لڑتے ہیں بسبب اسکے اوپر ظلم ہوا ہے) مومن بہ نسبت اونکو زیادہ حق دار نہیں تھے اللہ صرف اون مومنوں کو اذن دیا گیا ہے جو ایمان کے شرائط کے ساتھ متصف جنکا ہم بیان کرچکے اور یہ اسلیے کہ ماذون لہ فی القتال نہیں ہوتا یہانتک کہ مظلوم ہوا اور مظلوم نہیں ہوتا - یہانتک کہ مومن ہو اور مومن نہیں ہوتا یہانتک کہ ایمان کے اون شرائط کے ساتھ قائم ہو جو اللہ نے مومنوں اور مجاہدوں کے ساتھ شرط کی ہے پس جب اوسمیں اللہ تعالے کے شرطیں پوری ہونگی تو مومن ہوگا اور جب مومن ہوگا مظلوم ہوگا اور جب مظلوم ہوگا ماذون فی الجہاد ہوگا - ۱۲

بقولہ عزوجل اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم
لقدیر الایۃ وان لم یکن مستکملا بشرایط الایمان فھو ظالم ممن ینبغی
ویجب جہادہ حتی یتوب ولیس مثلہ ماذونا فی الجہاد والدعاء الی اللہ
عزوجل لانہ لیس من الموصفین المظلومین الذین اذن لھم فی القتال فلما
نزلت ھذہ الایۃ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا فی المھاجرین
الذین اخرجھم اھل مکۃ من دیارھم واموالھم احل لھم جہادھم بظلمھم
ایاھم واذن لھم فی القتال فقلت فما الایۃ نزلت فی المھاجرین بظلم مشرکی
اھل مکۃ لھم فما بالھم فی قتال کسری وقیصر ومن دونھم من مشرکی قبائل
العرب فقال لو کان انما اذن لھم فی قتال من ظلمھم من اھل مکۃ لم
یکن لھم فی قتال جموع کسری وقیصر وغیرھم اھل مکۃ من قبائل العرب سبیل
لان الذین ظلموھم غیرھم وانما اذن لھم فی قتال من ظلمھم من اھل
مکۃ لاخراجھم ایاھم من دیارھم واموالھم بغیر حق ولو کانت الایۃ انما

سلہ بسبب قول عزوجل کے۔ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا وان اللہ علی نصرہم لقدیر الایۃ۔ اللہ اگر مستکمل ایمان
کی شرائط کو مستکمل نہیں تو وہ ظالم ہے اوسپر جہاد کرنا واجب ہی یہانتک کہ توبہ کری اور ایسا شخص جہاد کرنے اور
اللہ کی طرف بلانے میں ماذون نہیں کیونکہ وہ اون مومنین مظلومین سے نہیں ہے جنکو جہاد کا اذن ہوا ہی جب
آیت اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا۔ اون مہاجرین کے بابمیں جنکو اہل مکہ نے اذنکی شہرون اور مالونسی نکال
دیا تھا اوتری تو بسبب ظلم کفار کے اذنکو جہاد حلال ہوا اور قتال کی اجازت ہوئی یعنی عرض کیا یہہ تو مہاجرین
ہین بسبب ظلم مشرکین مکہ کے نازل ہوئی پھر کسری وقیصر وغیرہ مشرکین قبائل عرب سے لڑائی کا کیا حال ہی فرمایا اگر صرف
اہل مکہ کی لڑائی کا اذن ہوتا تو پھر کسری اور قیصر کے لشکر اور قبائل عرب غیر اہل مکہ سے لڑائی کی کوئی راہ نہیں کیونکہ ظلم کرنیوالے
اونکے غیر ہین اور اونکو صرف اہل مکہ کے قتال کا اذن تہا جنہون نے اونپر ناحق اونکی گہر بسی اور مالونسی نکالنی کا ظلم
کیا تہا اور اگر اس آیت سے۔ ۱۲ —

عنت المهاجرين الذين ظلمهم اهل مكة كانت الآية مرتفعة الفرض عن
بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وكان فرضا مرفوعا
عن الناس بعدهم اذا لم يبق من الظالمين والمظلومين احد وليس
كما ظننت ولا كما ذكرت ولكن المهاجرين ظلموا من جهتين ظلمهم اهل
مكة باخراجهم من ديارهم واموالهم فقاتلوهم باذن الله تعالى لهم
في ذلك وظلمهم كسرى وقيصر ومن كان دونهم من قبائل العرب والعجم
بما كانوا في ايديهم مما كان المؤمنون احق بهم منهم فقد قاتلوهم باذن
الله عزوجل لهم في ذلك ويجري هذه الآية تقاتل مؤمنوا كل زمان وانما اذن
الله عزوجل للمؤمنين الذين قاموا بما وصف الله عزوجل من الشرائط التي
شرطها الله على المؤمنين في الايمان والجهاد ومن كان قائما بتلك الشرائط
فهو مؤمن وهو مظلوم وماذون له في الجهاد بذلك المعنى ومن كان
على خلاف ذلك فهو ظالم وليس من المظلومين وليس بماذون له في القتال

ع صرف مہاجرین ہی مراد ہیں جنپر اہل مکہ نے ظلم کیا تو بھلا سے اس آیت کا مدعا ہی مرتفع ہوجاتا جبکہ
اون ظالمون اور مظلومین سے کوئی باقی نرہی اور اونکے بعد یہہ فرض ہی اوٹھہ جائے جبکہ ظالم اور مظلوم کوئی
باقی نرہی اور ایسا نہیں ہی جو تو نے گمان کیا اور بیان کیا لیکن مہاجرین دو طرح سے مظلوم ہین اہل مکہ نے
تو اونکو گھرون اور مالونسے نکالنے مین ظلم کیا تو اونسی خدا کی اذن کے ساتھہ لڑے اور کسری و قیصر وغیرہ قبائل عرب نے
اسمین قبضہ کرنے مین ظلم کیا جو مومنونکا حق تہا اونسی بہی خدائے عزوجل کے اجازت سے لڑے اور اس آیت کے
حجت کی ساتھہ ہر زمانہ کے مومن لڑین گے اور اللہ نے صرف اون مومنونکو اجازت دی ہی جو اللہ کے اون شرطونکے
کی ساتھہ قائم ہون جو اللہ نے مومنونسے ایمان اور جہاد مین کہے ہین اور جو اون شرطونکے ساتھہ قائم ہو وہ مومن اور مظلوم
اور ماذون نے الجہاد ہی اسی سبب سے اور جو اسکے خلاف ہو وہ مظلوم نہین ظالم ہی اور نہ اوسکو قتال کا اذن ہی

ولا بالنہی عن المنکر والامر بالمعروف لانہ لیس من اھل ذلک ولا ماذون
لہ فی الدعاء الی اللہ عزوجل لانہ لیس مجاھدا مثلہ وامر بدعائہ ولا یکون مجاھدا
من قد امر المومنون بجھادہ وخطر الجھاد علیہ ومنعہ منہ ولا یکون داعیا
الی اللہ عزوجل من امر بدعاء مثلہ الی التوبۃ والحق والامر بالمعروف والنہی عن
المنکر ولا یامر بالمعروف من قد امر ان یومر بہ ولا ینہی عن المنکر من قد
امر ان ینہی عنہ فمن کانت قد تمت فیہ شرائط اللہ عزوجل التی وصف
بھا اھلھا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مظلوم فھو ماذون
فی الجھاد کما اذن لھم لان حکم اللہ عزوجل فی الاولین والاخرین وفرائضہ
علیھم سواء الا من علۃ او حادث یکون والاولون والاخرون الصنائع
منع الحوادث شرکاء والفرائض علیھم واحدۃ یسال الاخرون من ادآء الفرائض
عما یسال عنہ الاولون ویحاسبون عما یحاسبون ومن لم یکن علی صفۃ
من اذن لہ فی الجھاد من المومنین ولیس من اھل الجھاد لیس بماذون لہ فیہ

سلہ اور نہ بھلائی کی حکم اور برائی سے روکنی کے اوسکا اجازت ہی کیونکہ وہ اسکا اہل نہین ہے اور نہ خدائے
عزوجل کیطرف بلانے کا مجاز ہے کیونکہ وہ اون جیسی لوگونمین سی جن نے جہاد کرنے اور جسکی خدا کے طرف
بلانے کا حکم ہے اور وہ شخص مجاہد نہین ہوسکتا جسکی جہاد کا مومنونکو حکم ہوا یا اوسکو جہاد ممنوع ہوا اور وہ
شخص خدا کی طرف داعی نہین ہوسکتا جسکو توبہ اور حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف بلانی کا
حکم ہوا اور وہ شخص بھلائی کا حکم نہین کرسکتا جسکی بھلائی کے حکم کے جانے کا حکم ہو اور نہی عن المنکر نہین
کرسکتا جسکی خود باز رہنی کا حکم ہوا اور جس شخص مین اللہ کے شرائط پوری ہون جنکی اوس کی اصحاب نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سی وصف فرمایا اور وہ مظلوم ہو تو وہ ماذون فی الجہاد ہے جیسے اونکو اذن تہا کیونکہ اللہ کا حکم اور اوسکے
فرائض مین پہلے اور پچھلے برابر ہین مگر یہ کہ کوئی علت یا حادثہ پیش آوے اور پہلے اور پچھلی ہی حوادث کے مانع
مین شریک ہین اور فرائض مین متحد ہین جن فرائض سے پہلے پوچھی جاتے ہین پچھلے بھی سوال کیے جائینگے
اور جسکا پہلونسے حساب ہوگا پچھلونسے بھی ہوگا اور جو شخص اونکی صفت پر نہو مومنونسے جنکو جہاد کی اجازت ہی تو وہ

سلہ اس عبارت سے ہر ماذون ہے

حتی یفی بما شرط اللہ عز وجل علیہ فاذا تکاملت فیہ شرائط اللہ عز وجل علی
المومنین والمجاھدین فھو من الماذونین لھم فی الجھاد فلیتق اللہ عز وجل
ولا یغتر بالاماني التی نھی اللہ عز وجل عنھا من ھذہ الاحادیث الکاذبۃ
علی اللہ التی یکذبھا القرآن وتبرء بعضھا وھن حملتھا وروایتھا ولا یقدم
علی اللہ عز وجل بشیء لا یقدر بھا فانہ لیس وراء المتعرض للقتل فی سبیل اللہ
منزلۃ یرجی اللہ من تبلغھا وھی غایۃ الاھوال فی عظم قدرھا فلیحکم امرء
لنفسہ ولیرھا کتاب اللہ عز وجل ولیعرضھا علیہ فانہ لا احد اعرف بالمرء
من نفسہ فان وجدھا قایمۃ بما شرط اللہ علیہ فی الجھاد فلیقدم علی الجھاد
وان علم تقصیرا فلیصلحھا ولیقمھا علی ما فرض اللہ علیھا من الجھاد ثم لیقدم
بھا وھی طاھرۃ مطھرۃ من کل دنس یحول بینھا وبین جھادھا فنقول
لمن اراد الجھاد وھو علی خلاف ما وصفنا من شرائط اللہ عز وجل علی
المومنین والمجاھدین لا تجاھدوا ولکن نقول قد علمناکم ما شرط اللہ عز وجل

لہ یہانتک کہ اللہ کے شرط کو پورا کرے پس جب اسمین اللہ کی شرائط جو مومنون اور مجاہدون پر ہین پوری ہون
تو وہ انمین سے ہی جنکو جہاد کا اذن ہے تو بندہ خدا سے ڈری اور ان جھوٹی باتونکی امیدون سے جنکو
قرآن جھٹلاتا ہے اور جنسے اور جنکی روایت کرنیوالون سے بیزار رہوتا ہی فریب نہ
کہاوی اور اللہ عزوجل پر جسکے ساتھ پیش قدمی کرنی کیونکہ اللہ کے راہ مین تعرض کرنے کی سوا
کوئی مرتبہ نہین ہے کہ اس سے پہلے اللہ ایسی اور امیدونکی منتہا ہی اپنی قدر کی عظمت مین - پس
چاہیے کہ کتاب اللہ کو اپنی نفس کے لیے حکم بناوی اور اسپر پیش کرے کیونکہ اپنی آپکو اپنی نفس سے زیادہ کوئی
پہچاننے والا نہین اگر اپنی نفس کو اللہ کی شرطونپر قائم پاوی تو جہاد پر پیش قدمی کری اور اگر کوتاہی
سمجھے تو اسکی اصلاح کری اور اون شرطونپر قائم کری جو اللہ نے جہاد مین مقرر کیے ہین ہر میل مین سے جو
اسمین اور جہاد مین حائل ہتا پاک صاف ہوکر پیش قدمی کری - جو لوگ کہ جہاد کا ارادہ کرنیوالے اون اوصاف
پر نہین ہین جو مومنین مجاہدین کے ہین ہم انکو یہہ نہین کہتے کہ وہ جہاد نکرین لیکن ہم کہتے ہین کہ ہمنے
تمکو سکھلا دیا ہی جو اللہ نے ۱۲

علی اھل الجہاد الذین بایعہم واشتری منہم انفسہم واموالہم بالجنان فیصلح
امراء ما علم من نفسہ من تقصیر عن ذلک ولیعرضہا علی شرائط اللہ فان رای انہ
وفی بہا وتکاملت فیہ فانہ ممن اذن اللہ عزوجل فی الجہاد وان ابی ان لا یکون
مجاہدا علی ما فیہ من الاصرار علی المعاصی والحرام بالاقدام علی الجہاد بالتخبط و
والقدوم علی اللہ عزوجل بالجہل والروایات الکاذبۃ فلقد عمرے جاء الاثر
فیمن فعل ہذا الفعل ان اللہ عزوجل ینصر ہذا الدین باقوام لا خلاق لہم فلیتق
اللہ عزوجل امرؤ ولیحذر ان یکون منہم فقد بین لکم ولا عذر لکم بعد البیان
فی الجہل ولا قوۃ الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیر۔ انتہی عفی عنہ

اس حدیث کی عبارت سہل ہے محتاج ترجمہ وبیان حاصل مطلب نہیں اور ہر ہمنی بخوف طوالت
ترجمہ اور حاصل مطلب بیان کرنا ترک کردیا ہے لیکن ہم ترجمہ اور حاصل مطلب نہیں لکھتے لیکن چند فوائد
جو یداللہ اس حدیث سے واضح ہیں بیان کرکے اپنی مدعا کی ثبوت پر اثبات خلافت ہے
استدلال کرتے ہیں پس واضح ہو کہ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سے سوال کیا کہ جہاد اور دعوت الی اللہ کسی خاص قوم کے ساتھ مخصوص ہے یا ہر مومن موحد
کرسکتا ہے فرمایا کہ ایک قوم کے ساتھ مخصوص ہے کہ بجز انکے کسی کو حلال نہیں میں عرض کیا

ا اون اہل جہاد سے شرط کی ہے جنکی جانون اور مالون کو جنت کے بدلے خرید لیں آدمی اپنی نفس میں آپ
جو کوتاہی دیکھے اوسکی اصلاح کری اور اوسکو اللہ کے شرائط پر پیش کری پھر اگر دیکھی کہ وہ اوسمین پوری ہوگئی
ہین تو وہ نہین ہے جنکو جہاد کا اذن ہے اور اگر باوجود معاصی اور حرامون پر اصرار کے اور خبط اور اندھی ہی
کی ساتھہ جہاد پر اقدام کے اور نادانی اور جہوٹے روایتونکی ساتھہ اللہ عزوجل پر پیش قدمی کی اسکا
نمانی کہ مجاہد ہو پس مجکو اپنی زندگانی کی قسم جو یہہ کام کرے اوسکی بابمین حدیث وارد ہوئی ہے (تحقیق اللہ
عزوجل اس دین کی ایسی اقوام کے ساتھہ مدد کرتا ہے جنکو آخرت مین حصہ نہین ہے پس آدمی کو چاہیے کہ خدا
سے ڈری اور خوف کری کہ امین سے ہو۔ تمہاری دلیل بیان کردیا ہے اور بعد بیان کے جہل مین تمہارے لیے
کچھہ عذر نہین ولا قوۃ الا باللہ حسبنا اللہ علیہ توکلنا والیہ المصیر ۱۲ —

وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ اسکی کیی شرائط ہین جو لوگ مجتمع شرائط ہون وہی ماذون فے الجہاد
ہونگے مینے عرض کیا بیان کیجیئے فرمایا کہ خدا تعالے نے اسکے درجات مقرر فرمائی ہین اور درجہ بدرجہ
بیان فرمکر آخر مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو مومنین بیان فرمایا اور فرمایا کہ یہہ
لوگ مصداق آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار
رحماء بینہم الآیہ کے ہین پہر اونکو اوصاف مذکورہ آیت قد افلح المومنین الذین
ہم فی صلوتہم خاشعون الآیہ کے ساتہہ متصف فرمایا کہ اونہین بحوق کے طمع نکرے
مگر جو انمین سے ہو پہر اونکا وصف آیت والذین لا یدعون مع اللہ الہا آخر کے ساتہہ
بیان کیا پہر خبر دی کہ خدا تعالے نے اونکی مالون اور جانونکو جنت کے بدلی خرید لیا راہ
خدا مین مارین اور مرین جب یہہ آیت نازل ہوئی ان اللہ اشتری من المومنین
انفسہم الآیہ تو ایک شخص نے پوچہا یا رسول اللہ ایک شخص اپنی مالوں سے کر مقابلہ کرتا ہے
یہانتک کہ مقتول ہوتا ہے کیا وہ شہید ہے تو یہہ آیت نازل ہوئی التائبون
العابدون الحامدون الآیہ حضرت نے اس آیت کی تفسیر فرمائی اور فرمایا مژدہ
شہادت اور جنت کا اوسکو ہے جو ان اوصاف کے ساتہہ متصف ہوکر مقتول ہو پہر خداوند
تعالے نے خبر دی کہ خدا نے سیکو قتال کا امر نہین کیا مگر جو لوگ کہ ان شرائط کے ساتہہ
متصف ہون چنانچہ ارشاد ہے اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا الآیہ اور یہہ بیان
کہ تمام اشیاء مابین السماء والارض خدا و رسول کی اور اون مومنین کے ہین جو ان اوصاف کے ساتہہ
موصوف ہون پس جو کچہہ کفار کے قبضہ مین ہے وہ سب مومنین موصوفین بالصفات
کا ہے لیکن کفار نے مومنین پر ظلم کیا اور اونپر غالب ہوگئے اور جب مظلوم ہوئے
تو ماذون فے الجہاد ہوئے اور مظلوم نہین ہوتا جب تک کہ مومن نہو اور مومن
اوسوقت ہوگا جب شرائط مذکورہ کے ساتہہ متصف ہو۔ پس جو شخص شرائط
مذکورہ کے ساتہہ متصف ہوگا مومن ہوگا اور جو مومن ہوگا مظلوم ہوگا اور جو مظلوم ہوگا

ماذون نے الجہاد ہوگا بدلیل قولہ تعالے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا الآیۃ
جب یہہ آیت مہاجرین کے لیے نازل ہوئی جنکو کفار مکہ نے اونکی گہر وبستی نکال دیا تہا
تو اونکی لیے بسبب اونکی مظلومی کے جہاد حلال ہوا۔ یعنی عرض کیا کہ یہہ آیت مہاجرین
کی لیے تو اس وجہ سے نازل ہوئی کہ اونپر اہل مکہ نے ظلم کیا تہا یہہ کیا وجہ ہے کہ کسری و قیصر
اور سوا اونکی مشرکین عرب سے کیون لڑے نہ اونہون نے ظلم کیا نہ گہر وبستی نکالا۔ فرمایا
کہ اگر اذن بالقتال خاص بسبب ظلم اہل مکہ کے ہو تو پہر واقعی کسری وغیرہ کی جواز قتال
کی کوئی سبیل نہین اور یہہ فرض قتال ہی لوگو بستی اوٹہہ جائی لیکن اسطرح نہین جیسا
تو نے گمان کیا بلکہ کفار کا ظلم دو طرح ہے اہل مکہ کا ظلم تو یہہ ہے کہ مومنین کو اونکی
گہر وبستی نکالا اور کسری وغیرہ کا ظلم اسطور ہے کہ جو کچہہ اونکی قبض و تصرف مین ہی
وہ مومنین کا حق ہی جسپر کفار ظلماً غالب ہوگئی تو خدا کے حکم اور اجازت کے موافق
مومنین نے کسری و قیصر وغیرہ سے مقابلہ کیا اور اسیطرح ہر زمانہ کے مومن اس آیت کے
دلیل سے کفار کے ساتہہ مقاتلہ کرینگی پس اس حدیث سے بدلالت واضح ثابت و محقق ہی
کہ جن لوگون نے کسرے و قیصر سے جہاد کیا وہ ماذون نے الجہاد تہے اور وہ خلفاء رضوان اللہ علیہم اجمعین پس جب وہ ماذون نے الجہاد تہے تو معلوم ہوا کہ مظلوم
تہی اور مظلوم نہین ہوسکتا جب تک مومن کامل نہو تو ثابت ہوا کہ وہ مومن کامل تہی
اور جب مومن تہی تو ثابت ہوا کہ متصف بشرائط و اوصاف مذکورہ تہی کہ رسول کی
رفقاء و مصاحبین کفار پر سخت مومنین کے ساتہہ نرم عبادت مین سرگرم بارگاہ خداوندی
مین اوسکی فضل و رضوان کے طالب آونکی خلوص ارادت و حسن عبادت کی وجہ خداوند
تعالے نے کتب مقدسہ تورات و انجیل مین اونکی مدح و توصیف کو بطور مثل کے بیان فرمایا
اور اونسے وعدہ مغفرت اور اجر عظیم کا دار آخرت مین فرمایا اور جسے دنیا مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے یار غار اور رفیق غمگسار رہی آخرت مین بہی اسکا نتیجہ اونکو یہہ ملیگا کہ

ذرا دنکا آگے آگے جلو مین ہوگا اور انبیاء کی ساتھہ جنت مین داخل ہونگی - اور نیز فلاح یاب
کامل الایمان خاشعون فی الصلوٰۃ یہود کی مجتنب اور معرض - زکوٰۃ دینی والی عفیف
امانات کے ادا کرنے والی عہد کی پورا کرنے والی اپنی سچی شہادتون پر قائم اور ان حضرات نے
بسبب ان اوصاف کے جنت الفردوس کو میراث مین پایا ہی گناہون کی توبہ کرنے والے
خدائی وحدہ لاشریک کی پرستش کرنے والی ہر ایک حال مین خدا تعالے کی حمد کرنیوالے
روزہ رکھنی والے - تمازونکو اونکی اوقات پر پوری طور پر ادا کرنے والے لوگونکو
معروف کا حکم کرنے والی اور آپ بجا لانے والے منکر سی روکنی والے اور خود باز
رہنی والی - اور خدا کی حدودکی محافظت کرنے والے پس یہہ صفات ہین جنکی وجہ سے
حق تعالے نے مومنین کے جانون اور مالونکو جنت کے بدلی خرید لیا خدا کی راہ مین لڑین
تو ماریں اور ماریں خدا کا سچا وعدہ ہی توراۃ اور انجیل و قرآن مین جس نے خدا کے ساتھہ اپنا
عہد پورا کیا خوش ہوا اپنی بیع کے ساتھہ اور یہہ بڑی کامیابی ہی پس یہہ اوصاف ہین جنکی ساتھہ
وہ مہاجرین متصف ہین جنکو کفار نے مکہ سی نکال دیا اور اون اوصاف کے ساتھہ وہ مہاجرین
موصوف ہین جنہون نے باجازت نامہ خداوندی - اذن للذین یقاتلون الآیۃ کسری
وقیصر کے ساتھہ جہاد کیا اور اپنی اپنا حق واپس لیا پس اگر معاذ اللہ یہہ حضرات جنکی بشہادت
امام جعفر صادق رض جو مامور باظہار ما ہو الحق تھی یہہ اوصاف ہین کافر منافق ہون
اور غاصب خلافت مرتضوی اور فدک فاطمی ہون یا محرف قرآن اور محرق بیت اللہ
ہون یا اہلبیت کی تذلیل کرین یا معاذ اللہ بنات کو غصب کرین یا جناب فاطمی کو
صدمہ ضرب پہنچا دین جس سی اسقاط محسن ہوکر ردود فات پا دین یا صحابہ مقبول کو زور و کوب
اور تذلیل و توہین کرین الی غیر ذلک من الافترات تو لازم آتا ہی کہ معاذ اللہ امام
جعفر صادق رض نے جو کچھہ فرمایا وہ جھوٹ ہی اور اس باب مین آپ جھوٹی ہون اور یہہ
محال ہی تو ثابت ہوا کہ شیخین مجاہد قیصر و کسری اوصاف مذکورہ کے ساتھہ قطعاً یقیناً

متصف تھی اور ثابت ہوا کہ خدا و رسول کے نزدیک صاحب مراتب رفیعہ اور مدارج عالیہ تھی
اور انکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ تھی والحمد للہ علی ذلک اور نیز اس سے بالبداہۃ اوسکا
بھی بطلان واضح ہوگیا جو آنکی علامہ رضی نے نہج البلاغۃ میں مہاجر ہونے کے لیئے
حجت یعنی امام کی شرط کی ہے - دلیل سابع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایام مرض الموت میں باوجودیکہ تمام اصحاب کبار مہاجرین و انصار اوسوقت حاضر و موجود تھے
مسجد نبوی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جا بجا پیشوای نماز مقرر فرمایا اور تمام
حاضرین پر امامت نماز میں مقدم کیا اور سب کا امام بنایا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تمام حاضرین پر اوصاف استحقاق امامت میں
فضیلت اور تقدم رکھتے تھے چنانچہ حسب تصریح خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رفع اللہ
درجتہ فی العلیین آنکی مولای مجلسی وغیرہ نے بحار وغیرہ میں اسکی روایات نقل فرماکر
جواب دیے ہیں قطع نظر اس سے اگر محب لبیب کو اسکا انکار ہی تو فرمادیں کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اشتداد مرض میں جو شب جمعہ سے لیکر فجر دوشنبہ تک ممتد رہا
جسمیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز ایک دو بار کے مسجد میں نہیں تشریف لیجا سکے کون
امام تھا اور کسنے نماز پڑھائی ظاہر ہے کہ بلا اجازت تو نماز نہیں پڑھائی ہوگی اور ضرور آپنے
کسیکو امام مقرر فرمایا ہوگا اور امر صلاۃ کو مہمل نہیں چھوڑا ہوگا تو آپنے کسکو نماز کیلیے
امام مقرر فرمایا اور یہہ واقعہ ایسا نہیں ہے کہ یاد نرہا ہو - قریب وفات کا واقعہ ہے ہاں اگر بعض
روایات شیعہ کے بنظر حفظ مذہب اس سے نسیان یا ناسی فرمائی ہو تو کچھ تعجب نہیں لیکن
اہل تاریخ کو دیکھنا چاہیے وہ اس قضیہ کو کیونکر بیان کرتے ہیں شیخ شمس الدین بن ہمام الدین ابن کثیر
محدث جسکو امیر اپنی کتاب میں لکھتا ہے نقلت کہ ایام بیماری آن حضرت ای بیمار
مسلمین در وقت آذای صلعم یک نوبت مسجد شریف نیامد و امر بابقاء امامت ابی بکر فرمود
اما در آخر اوقات مرض سہ روز بیرون نتوانست آمد و دران ایام بموجب اشارت آنحضرت

نبذ حقیقت خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ پیش نماز خلائق بود۔ اسیطرح اور مورخین نے بھی تصریح کی ہی پس اس سے انکار گویا آفتاب کو مشت خاک سے پوشیدہ کرنا ہی اور محض عناد و مکابرہ ہی پس باوجود اسکے کہ آپ پر واقعہ غصب خلافت منکشف تھا اور جانتے تھی کہ بعد آپکے یہ لوگ خلافت مرتضوی غصب کرینگے تو ایسی حالت مین کہ سب اکابر مہاجرین واعیان انصار موجود ہون اور آپکا بھی وقت رحلت قریب ہو ایسا فعل کرنا جو موید انکی حقیت خلافت کو ہو بلکہ ناسخ نصوص خلافت مرتضوی ہو البتہ حسب روایات شیعہ موجب کمال استعجاب اولوالالباب ہی اول تو خود ایسی شخص کو اکابر مہاجرین وانصار پر امام مقرر فرمانا جو محض عشق وعاشقی کی وجہ سے کہ چھوکر نکلا ہو اور حرف ظاہر مین ہی کلمہ گو ہو خلاف سورہ برات وغیرہ نازل ہو چکی تھی دین کی تکمیل ہو چکی تھی ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب کا وعدہ پورا ہو چکا تھا اور حضرت کو ہر ایک کا حال معلوم ہو چکا تھا البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو افضل الانبیاء والرسل ہاین حیرت خیز اور تعجب انگیز ہی پھر غصب خلافت کے کہنے کے اور زیادہ قابل حیرانی وتعجب کردیا تو اس سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ جن اصول پر یہ لزوم ہے فی الحقیقت وہ اصول ہی موضوع ومفتری اور مخالف دین اسلام ہین اور فی الواقع حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر وقت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امام مقرر فرمانے سے یہی غرض تھی کہ انکی خلافت کی طرف امامت قریب تخصیص کے ہی ہو جاوی چنانچہ سقیفہ بنی ساعدہ مین منجملہ دلائل کے ایک دلیل یہ بھی پیش کی گیی تھی جسکو انصار نے بر سر وچشم قبول کرلیا چنانچہ کتب اہل سنت مین مذکور ہی اور جب انصار نے اسکو قبول کرلیا اور کچھ رد وقدح [illegible] اسکی تائید وتقویت حاصل ہو گئی اور معلوم ہوا کہ یہ بات [illegible] کے لئے تو طیبہ وتہیہ تھی ہم اسوقت اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتے ہین [illegible] اگر ہماری فضل مجیب نے کہا ہمین الرد علی المسلم فرمائی تو انشاء اللہ تعالیٰ مفصل

گذارش کرینگے دلیل ثامن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جو مامور باظہار حق تھے اور تقیہ والوں کو جائز نہ تھا بلکہ حسب وصیت آباء اونکو یہی حکم تھا۔ حدث الناس وافتهم ولا تخافن الا الله وانشر علوم اهل بيتك وصدق اباءك الصالحين فانك في حرز وامان اور ہرگز خلفاء کی پاسداری نہ فرماتے تھے شیخین رضی اللہ عنہ کی حقیقین فرماتے ہین هما امامان عادلان قاسطان كانا على الحق وماتا عليه فعليهما رحمة الله يوم القيمة۔ نقلا عن کاشف۔ ارباب عقول اس عبارت کو ملاحظہ کرین اور دیکھین کہ یہہ کلام ثبوت حقیت خلافت شیخین رضی اللہ عنہما کے لیے نص صریح ہے چونکہ جناب صادق جعفر کو حکم تھا۔ وصدق اباءك الصالحين پس بموجب اس حکم کے آپنے یہ کلمات ارشاد فرمائی جو مصدق کلام جناب امیر جناب امام حسن رضی اللہ عنہما ہین چنانچہ ہم سابق مین کسیقدر گذارش کرچکے ہین یہان بطور تذکر کے اسقدر گذارش ہے کہ پہلے معروض ہوچکا ہے کہ جناب امیر نے شیخین کی نسبت ارشاد فرمایا ولعمري ان مكانهما في الاسلام لعظيم وان المصاب بهما لفي الاسلام لجرح شديد یرحمهما الله جزاهما باحسن ما عملا اب ہم نص جعفری کی اس کلام سے مطابق کرتے ہین اور اسکی تصدیق اور اس سے کرتے ہین ظاہر ہے کہ شیخین کے لیے اس حقہ کا ثابت ہونا متضمن ثبوت عدل اور قسط کو ہے اور نیز مستلزم اسکو ہے کہ حق پر تھے اور یہہ

گویا شرح ان مكانهما في الاسلام لعظيم وان المصاب بهما في الاسلام لجرح شديد کی ہے اور اس سے پوری تصدیق اون دونو جملونکی ہوتی ہے۔ بعد اوسکی فعليهما رحمة الله يوم القيمة اور جملہ یرحمهما وجزاهما باحسن ما عملا ظاہر ہے کہ بالکل ہم معنی ہین اسمین کچھہ حاجت بیان ہی نہین ہے علاوہ ازین خطبہ لله بلاد فلان کو بھی مصدق ہے علی الخصوص فلقد قوم الاود وداوی العمد۔ اصاب خیرها

ل لوگونسے حدیث بیان کر اور اونکو فتوی دے اور بجز خدا کے کسی سے نہ ڈر اور اپنی اہلبیت کے علوم کو پھیلا اور اپنے آباء صالحین کی تصدیق کر تو حفاظت اور امان مین ہے۔ ۱۲

وسبق شرحہا۔ کی ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق گویا ھم یعنی اور مرادف ہین اور گویا جناب امام صادق نے جناب امیر کی کلام کے شرح فرمادی اور جناب امیر کے اس کلام مین گو جملہ دعائیہ نہین لیکن اوصاف مذکورہ قطعاً مستلزم تسلیمہما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ کو ہین اسیطرح جناب امام صادق نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی کلام کے بھی تصدیق فرمائی کیونکہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب خلافت امیر معویہ رضی اللہ عنہ کو تسلیم فرمائی تہی اور باہم صلح نامہ تحریر ہوا تہا تو اول شرط یہ تحریر ہوئی تہی یسلم الیہ ولایۃ المسلمین علی ان یعمل فیہم بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ وسیرۃ الخلفاء الراشدین۔ اور ظاہر ہی کہ حضرت امام حسن رض ہی پہلے خلفاء راشدین بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی نہین جب انکو راشد فرمایا اور انکی پیروی کا حکم فرمایا تو وہ اگر فی الواقع امام برحق اور خلیفہ راشد نہون تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آوے گی تو معلوم ہوا کہ وہ فی الواقع خلفاء راشدین اور ائمہ برحق ہی اور جو کچہہ انہون نے کیا وہ عدل و قسط ہی چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اوسکی تصدیق فرمائی اور اپنی اس کلام مین حضرت امام حسن رض کے ارشاد کی گویا شرح کردی تو اب مطابق وصیت نامہ کے حضرت امام جعفر رض پر پوری طور سے صادق آیا۔ وصدق ابا ءک الصالحین اور واقعی آپنے مطابق حکم وصیت نامہ کے اپنی اباء صالحین کے پوری تصدیق فرمائی۔ اور علاوہ ازین چونکہ حضرت امام جعفر مامور باظہار ما ہو الحق ہی اور تقیہ جایز نہ تہا اسلیے جو کچہہ ظاہری طور پر آپنے ارشاد فرمایا وہ قابل قبول ہوگا اور جو کچہہ تخلیہ مین خفیہ طور پر اوسکے خلاف بیان کرتا ہے سو بار لفظ و معنی کے نہایت لغو اور پوچ ہے اوسکا سا تہہ منضم کیا جاتا ہی وہ حضرت کا ایجاد و اختراع بحت ہوگا چنانچہ تصریح بعض علماء شیعہ کے بعض کی نسبت یہہ ثابت ہی باقر مجلسی نے صدوق کی نسبت ایک حدیث مین یہہ امر فرمایا ہی وانما فعل ذلک لیوافق اہل العدا۔ خود شریف رضی نے جناب امیر کے کلام مین کیا کیا کچہہ اتہری کی ہی کہ وہ تحریفات یہود و نصاری سے بھی بڑہ گئی پس ایسی حالت مین ایسی

زیادتیونکو کیونکر غلط یقین نکیجاوی جو باعتبار لفظ و معنی کے غلط ہون باعتبار حالت
قایل کے غلط ہون باعتبار ناقل کے غلط اور کذب ہون کوئی قرینہ انکی صدق پر شاہد ہو
ایسی زیادتیونکو صحیح تسلیم کرنا حضرات شیعہ کا ہی کام ہے اور وہ زیادتی اختراعی یہہ ہی
راوی اس حدیث کا کہتا ہی - فلما انصرف الناس قال لرجل من خاصتہ یا ابن
رسول اللہ لقد تعجبت مما قلت فی ابی بکر و عمر فقال نعم هما اماما اهل النار
کما قال اللہ تعالے وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ واما العادلان
فلعدولهم عن الحق کقولہ تعالے وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ واما
القاسطان فقد قال اللہ تعالی وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا
والمراد من الحق الذی کانا مستولین علیہ هو امیر المومنین حیث
اذیا و غصبا حقہ والمراد من موتهما علیہ انهما ماتا علی عداوتہ من غیر ندامۃ
عن ذلک والمراد من رحمۃ اللہ رسول اللہ فانہ کان رحمۃ العالمین و سیکون
خصما لهما ساخطا علیهما منتقما عنهما یوم الدین انتہی - اہل وانش بضمات اس زیادتی
کو جو روات شیعہ نے فرمائی ہی ملاحظہ فرماوین کہ حضرات شیعہ کے علوم فضل و عقل و انصاف دین و ایمان
کی داد دین اس حدیث مین ہم یہہ تو بیان کر چکے ہین کہ اس نصف عشیری مین اگر اسکو ظاہر پر محمول کیا جاوے
پوری طور پر عقیدہ یوم انکی اہل صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہوتی ہی لیکن اگر اس زیادتی

لہ جب لوگ چلے گئے تو ایک شخص نے انکی خواص مین سے پوچھا کہ ای رسول اللہ کے فرزند مجھی اوس سے تعجب ہے
جو آپنے ابوبکر و عمر کے حق مین فرمایا - فرمایا ہان - وہ دونو دوزخیونکے امام ہین - جیسا اللہ تعالی نے فرمایا (اور ہمنے
انکو امام بنایا کہ آگ کیطرف بلاتے ہین) اور یہہ کہ وہ عادل ہین تو یہہ حق سے عدول کرنے اور پھرنے کی سبب سے مثل
قول تعالے (جنہون نے کفر کیا اپنی پروردگار کے ساتھہ برابر کرتے ہین) اور یہہ کہ قاسط ہین پس تحقیق اللہ تعالے
فرمایا کہ قاسط ظالم دوزخ کا ایندھن ہین اور حق سے جسپر وہ غالب ہوے امیر المومنین ہی ہی کہ انکا حق غصب کیا
اور انکو پھیرنی سے یہہ مراد ہی کہ بدون اسکے توبہ کیے اوسکی عداوت پر مرے اور رحمۃ اللہ سے مراد رسول اللہ ہین کہ رحمۃ العالمین ہین اور

روات کو صحیح تسلیم کرلیا جاوی تو اس صورت مین ابا بصالحین کے تصدیق ہوگی بلکہ تکذیب ہوگی
اب ہم اس زیادتی کی تکذیب پر دلائل قائم کرتے ہین کو ہماری گذارش سابقہ سے اسکی تکذیب بخوبی
ہوچکی ہے اور علماء کے نصوص اس زیادتی کی روایت کو جھوٹا کرتی ہین و صحیح ہوگا اولا جملہ
وعمری ان مکاتبہما فی الاسلام عظیم الخ اور کلام - فلان بلاد فلان صریح اسکی اور اسکی روات کے
تکذیب کرتے ہین - ثانیاً علامہ بحرانی نے جو جواب اس اعتراض کا دیا ہے کیف نسلم ہیہات نسلم
لمعویۃ وطلحۃ والزبیر مع قیام الفتنۃ فی حربہم - اوردہ یہہ ہے - الثانی ان الفرق بین الخلفاء
الثلثہ وبین معویۃ فی اقامۃ حدود اللہ والعمل بمقتضی اوامرہ ونواہیہ ظاہر - اس سے صریح
ثابت ہوتا ہے کہ راوی نے جو عادلان فاسطان کے معنی جابران ظالمان کے گھڑی ہین محض دروغ ہے
کیونکہ خلفاء ثلثہ کا حدود اللہ کو قائم کرنا اور بموجب اوامر و نواہی خداوندی کے عمل کرنا یہہ ایسا ظاہر ہے
کہ جسکا شیعہ کو بھی اعتراف ہے اور ظاہر ہے کہ عدل و انصاف اسیکا نام ہے کہ حدود اللہ کو قائم کیا جاوے
اور بموجب اوامر و نواہی خداوندی کے عمل کیا جاوے اور حق پر ہونا بھی اسی پر منحصر ہے اور استحقاق دعا
فعلیہما لعنۃ اللہ یوم القیمۃ کا بھی اسی پر گویا موقوف ہے اور جب یہہ وصف شیخین مین ثابت
اعتراف علامہ بحرانی پایا جاتے ہین اور ہم جانتے ہین کہ شیعہ مین سے کسی کو بجز خاص
وقت کے اسکا انکار نہین اور بحرانے کو جھوٹا نہین سمجھتے تو معلوم ہوا کہ حضرت امام نے جو کچھ
فرمایا وہ اپنی ظاہر و معمول ہے اور راوی نے جو اسکے بعد مین تحریف فرمائی وہ کذب و دروغ ہے
- ثالثاً ہم اس سے زیادہ صریح دلیل اصدق اصح ترعرض کرتے ہین جس سے پوری تکذیب اس
زیادت اور اسکے روات کی ہوجاوی - نہج البلاغت مین ایک خطبہ مذکور ہے جسکا عنوان یہہ ہے
واللہ لا سلمن ما سلمت امور المسلمین ولم یکن فیما جور الا علی خاصۃ الخ یہہ خطبہ
صریح دلالت کرتا ہے کہ جناب امیر نے تسلیم خلافت اس شرط پر فرمائی تھی کہ امور مسلمین مین جو دقت پڑے
اور سلامت رہین کسی پر جور و جفا ظلم و زیادتی نہو چنانچہ آخر خلافت خلفاء تک جناب نے اس
تسلیم کو قائم رکھا اور کوئی امر ایسا واقع نہین ہوا جس سے جناب امیر کو گنجائش منافقہ ہمارے

ملی چنانچہ شارح ابن میثم اسکی تصدیق فرماتے ہین اور اسکی تائید مین کہتے ہین قولہ وانہ لاسلمن
ما سلمت امور المسلمین ای لا ترکن المنافسۃ فی ھذا الامر ما سلمت امور
المسلمین من الفتن وفیہ اشارۃ الی ان غرضہ من المنافسۃ فی ھذا
الامر ھو صلاح حال المسلمین واستقامۃ امورھم وسلامتھم عن الفتن
وقد کان لھم ممن سلف من الخلفاء قبلہ اس سے بدلالت مطابقی ثابت ہی کہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ
عنہم ظلم وجور کی بوجہ ہی بلکہ انکی رضامندی سے اور شیخین رضی اللہ عنہما مصدق ھما امامان عادلان
قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ کی ہین اور دوسری جگہ
بعد اسکے جو کچھ من تلقاء نفسہ اضافہ کیا وہ سراسر کذب اور دروغ ہی اور جناب امیر علیہ السلام کی کلام
اور بحرانی کی تشریح سراسر اسکی تکذیب ہی - رابعاً خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فاضل
اخباری کی جواب فاضل سے یہہ عبارت نقل فرماتے ہین اگر باانصاف تامل فرمائینگے واضح ہوگا کہ بنا علی
مزعوم اللامیہ از خلفاء ثلثہ گو نسبت بامیر المومنین علیہ السلام وفاطمہ سلام اللہ علیہا نقض عہد و شکست
بیعت عذر و غصب فدک و دیگر چند اعمال دال بر عناد و مستردہ اما باینہمہ باز در ظاہر طریقہ معاشرت اینہا
با اہل بیت عصمت اعزاز و اکرام با تفاق فریقین بود و اجرای شعائر اسلام و بجز افعال معدودہ کردست کاملہ و سیرہ
مرضیہ و منشا رطعن و قدح نیست ان شان است بالمرہ نزد امامیہ نیز از میان برنداشتہ بودند و پاس شعائر مسلمین
نصب العین خاطر خود دانستہ - دیکھئے فاضل اخباری اس تشریح کے ساتھ فرماتے ہین کہ خلفاء ثلثہ کا طریقہ
معاشرت اہل بیت کے ساتھ عین اعزاز و اکرام با تفاق فریقین شیعہ و اہل سنت کے تھا اور اجرای شعائر اسلام
کو امامیہ کے نزدیک بھی ادھا نہین بلکہ پاس شعائر مسلمین کو شرف اپنی دلکی آنکھوں کے سامنے رکھتے تھے
پس جبکہ باعتراف فاضل اخباری یہہ اوصاف ہون انکی نسبت صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہہ زبادتی کذب
و دروغ ہی اور یہہ جو فاضل اخباری نے بعض اعمال معدودہ کی نسبت ذکر کیا یہہ بھی جناب امیر کی
تصریحات سے ثابت ہوتا ہی کہ حضرات کا کذب و افترا ہی چنانچہ ہم بارہا گذارش کر چکے اور ابھی
گذارش کیا ہی کہ جناب امیر کا تسلیم خلافت کو شروع کرنا اصلاح امور اہل اسلام کے ساتھ

پھر اس تسلیم پر آخر تک قائم رہنا اور چون و چرا نکرنا ان افعال کو جو کتب کلامیہ اور سیر میں موجود ہیں مثل
نکث بیعت و نقض عہد و غصب فدک وغیرہ سب کو ثابت کرتا ہے کہ موضوعہ و مفتریہ ہیں کیونکہ اصول شیعہ پر
کوئی فعل ایسا سرزد نہیں ہوا جسکا اثر خاص جناب امیر کے ذات بابرکات تک محدود ہو بلکہ جو فعل صادر
ہوا جسکو جعفرات شیعہ معرض طعن و قدح میں بیان کرتے ہیں وہ علاوہ جناب امیر کے دوسرے کی
حقوق پر بھی مؤثر ہے مثلاً غصب خلافت ایسا فعل ہے کہ اس سے زیادہ دینوی اور دنیاوی حقوق
اہل اسلام کا کوئی چیز عزیز نہیں ہے چنانچہ خود فدک مرزبہ بھی ہے غصب فدک خاص حق
جناب سیدہ معصومہ کا نہ تھا بلکہ آئندہ تمام ہی فاطمہ کا تھا جو تلف ہوا اور اس سے آئندہ ایک حصہ کا
نقصان چندہ فرد جناب امیر کا بھی ہے علی ہذا القیاس پس اگر انکا وقوع صحیح ہو تو معاذ اللہ
جناب امیر نے جو کچھ - واللہ اسلمن یا سلمت امور المسلمین الخ - فرمایا وہ جھوٹ تھا اور اگر
وہ سچ تھا تو ان امور کا وقوع کذب ہے لیکن ہم کہتے ہیں جناب امیر کا ارشاد بجا تھا وہ ہرگز کذب
نہیں لیکن بھاؤ محض اون جیسی کہ گونگے کی تراسی ہوئی ہیں جو لاعن ملعون ائمہ تھی جنکی سونہہ
پر کتی میشاب کرتے تھی جنکی صراحۃً ائمہ تکذیب فرماتے تھی جو ائمہ پر افترا و بہتان باندھتی
تھی پس انکا تکذیب کرنا البتہ قرین قیاس ہے - غرض دلائل اس زیادتی مخترعہ کی بخوبی تکذیب
کرتے ہیں اور علاوہ انکے اور بھی دلائل عقلی ہیں جو اس زیادتی اور اوسکی روات کے تکذیب کرتے ہیں
ناظرین کے خیال تصویر میں یہ بات آسکی خیال ہے کہ ہر شخص جسکو ذرا بھی عقل و فہم سے علم و انصاف سے
حصہ ملا ہوگا وہ بحرد دیکھنے اس زیادتی کی بداہۃً یقین کرسکتا ہے کہ یہ محض بناوٹ اور جھوٹ
ہے انکی متابعت کو ترک کردیا ہے **دلیل تاسع** جناب امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب
خلافت سے استعفا فرمایا اور امیر معویہ سے مصالحت کرکے اونکو تسلیم فرمائی اور صلح نامہ لکھا گیا جو علماء
تاریخ نے نقل کیا ہے اور ہم سابق میں اوسکی نقل کرچکے ہیں کہ اوسمیں چند شرائط قرار پائی تھی
چنانچہ اول شرط یہ تھی کہ کتاب و سنت و سیرت خلفاء راشدین پر عمل کری دوسری
شرط یہ تھی کہ معویہ کو یہ استحقاق نہیں ہے کہ اپنی بعد کسیکو خلیفہ مقرر کری بلکہ بعد اوسکی

خلافت شوری کی طور پر بین المسلمین ہوگی چنانچہ عبارت صلح نامہ کی یہ ہی بسم اللہ الرحمن
الرحیم ھذا ما صالح علیہ الحسن بن علی بن ابی طالب و معویۃ بن
ابی سفیان صالحہ علی ان یسلم الیہ ولایۃ امر المسلمین علی ان یعمل
فیھم بکتاب اللہ تعالی و سنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیرۃ
الخلفاء الصالحین و لیس لمعویۃ بن ابی سفیان ان یعھد الی احد من
بعدہ بل یکون الامر من بعدہ شوری بین المسلمین انتہی نقل المحب
یہہ دو تو شرطین بداہۃ ایسی ہین جو ہماری مدعا کی مثبت ہین اور ہمول شیعہ کی مبطل کیونکہ خلفاء
کی پہلی شرط مین بدلالت مطابقی ہماری دعوی کا ثبوت موجود ہی امیر معویہ نے یہ معاہدہ فرمایا کہ سیرت
خلفاء صالحین پر عمل کری اب فرمایئے کہ خلفاء صالحین کون ہین جنکو جناب امام صالحین
یا راشدین سے تعبیر فرماتے ہین اس سے پہلے بجز خلفاء اربعہ کے اور کوئی خلیفہ نہین ہوتا
تو بجز اسکے کہ خلفاء صالحین سے خلفاء اربعہ مراد ہو اور کوئی صورت نہین اور خلفاء صالحین
اوسیوقت ہو سکتے ہین جبکہ اونکی امامت حقہ اور خلافت راشدہ ہو نہ امارت فاجرہ تو یہہ شرط
چند وجوہ سے مثبت مدعا ہی اول یہہ کہ جناب امام علیہ السلام نے اونکو خلفاء صالحین فرمایا
اگر فی الواقع وہ خلفاء صالحین ہین تو ہمارا مدعا ثابت ہی اور اگر بااعتبار فرض وہ خلفاء صالحین
نہین ہین تو معاذ اللہ امام معصوم نے جھوٹ بولا دوسری یہہ کہ کتاب و سنت کی ساتھ اونکی
سیرت کو بھی معمول بہا شرط قرار دیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اونکی سیرت اتباع سنت
مین یہانتک راسخہ تھی کہ جو اونکا اتباع کریگا — فی الحقیقت شریعت کا ہی اتباع ہوگا
اور اونھون نے یہانتک اجرای شعائر شرع کیا اور پاس شرع کو اپنی افعال و اقوال مین
یہانتک ملحوظ خاطر رکھا کہ جو شخص اونکا اتباع کریگا وہ اتباع کتاب و سنت و سبیل شریعت
سے جدا نہوگا اور یہہ مستلزم اسکو ہی کہ وہ خلفاء راشدین تھی اور اونکی خلافت خلافت
راشدہ تھی — تیسری یہہ کہ جناب امام حسن نے سیرت الخلفاء الصالحین ایسا لفظ فرمایا

جو خلفاء اربعہ کو شامل ہی جسمین جناب امیر اور جناب خلفاء ثلثہ برابر شریک ہین اور ہرگز خصوصیت کے ساتھ اسکا اطلاق جناب امیر پر نہین ہوسکتا اور بدون امتیاز و فرق کے سب کی سیرت کی اتباع کو شرط گردانا جس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ رشد و صلاح مین جیسے انکی نزدیک جناب امیر تھے ویسے ہی خلفاء ثلثہ تھے اور جیسی اتباع سیرت جناب امیر کا پسندیدہ تھا ویسی ہی اتباع سیرت خلفاء ثلثہ بھی پسندیدہ تھا اور یہہ بھی مدعا اہلسنت کا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ وقت تقیہ کا نہین اور نہ تقیہ کی یہان گنجایش ہی اور کتاب بے سنت کا ہی ذکر فرمانا کافی تھا یہہ جو آپنے بڑھایا اس سے صراحۃً معلوم ہوسکتا ہی کہ یہہ آپکا عقیدہ قلبی تھا اور دوسری شرط بھی ہماری مدعا کو ثابت کرتی ہی دوسری آپنے یہہ شرط کی کہ معویہ ابن ابی سفیان کو اختیار نہین ہی کہ اپنی بعد کسیکو خلیفہ بنادی بلکہ امر خلافت کا بین المسلمین بطریق مشورہ کے ہوگا اس شرط مین غور کرنا چاہیے کہ دراصل طور پر یہہ شرط شوری مسلمین کے تصویب اور تصحیح کرتی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جو خلافت بطور شوری کے واقع ہو وہ صحیح ہو اور جسپر اہل حل و عقد متفق ہوجاوین وہ امام حق ہی پس اس سے صریح حقیت خلافت خلفاء ثلثہ ثابت ہوئی اور ثابت ہوا کہ جو حضرات شیعہ نے نص کو شرط امامت قرار دی رکھا ہی یہہ باطل ہے **دلیل عاشر** شریف رضی نے نہج البلاغت مین ایک خطبہ نقل کیا ہی جو صراحۃً مثبت مذہب الحق و مبطل مدعای شیعہ ہی ہم اسکو شرح نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین اور جو کچھ شارح نے اسکی شرح مین تحریر فرمایا ہی اپنی مدعا کی ثبوت مین اسکو بھی نقل کرتے ہین ومن کلام لہ لما اراده الناس علی البیعۃ بعد قتل عثمان دعونی والتمسوا غیری فانا مستقبلون امرا لہ وجوہ والوان لا تقوم لہ القلوب ولا یثبت علیہ العقول وان الآفاق قد اغامت والمحجۃ قد تنکرت واعلموا انی ان اجبتکم رکبت بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب وان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم وانا لکم وزیرا خیر لکم

میں امیرا - انتہی عاقل منصف اس کلام کو ملاحظہ کری اور اسکا مطلب سمجھے خصوصاً جو کچھ جناب امیر نے
آخر میں قولہ ان ترکتمونی سے ارشاد فرمایا ہی یہہ تین جملے ہین اور ہر ایک جملہ امین کا گویا گنج شائگان
ہی - پہلا جملہ جو جناب امیر نے ارشاد فرمایا ہی یہہ ہے - فان ترکتمونی فانا کاحدکم
یعنی اگر تم مجکو چھوڑ دو اور مجھسے بیعت نکرو تو مین تم مین کا ایک جیسا ہون جیسی تم پر
اطاعت امام واجب ہی ویسی طرح مجھپر بھی واجب ہی یعنی اگر تم مجھسے بیعت کرو تو مین امام واجب
الاطاعت ہون اور اگر تم بیعت نکرو تو پھر مین تم جیسا عاصی ہونگا یہہ معنی اسکے ایسی صاف
صریح ہین جو خود الفاظ و سیاق سے مستنبط ہوتے ہین اور شارح ابن میثم اس معنی کے شہادت
دیتا ہی اور غالباً حضرت فاضل مجیب اسکی تحریف فرمائینگی اور فرمائینگے کہ حضرت امیر نے
اس کلام سے کوئی حکم شرعی نہین بیان فرمایا بلکہ ظاہری حالت جو واقع ہونے والی تھی بیان
فرمائی پس اسکے جواب مین قبل اسکے کہ ہم اسکی تکذیب ابن میثم کے قول سے کرین
یہہ گذارش کرتے ہین کہ یہہ تو حضرات کو بھی مسلم ہی کہ ترک کیحالت مین حضرت کا مثل
عوام کے ہونا صرف اسوجہ سے ہی کہ امت مین فتنہ نہ کھڑی ہون - علت اس سکوت
کی محض خوف ثوران فتن ہی ہی وجہ ہی کہ جب ابوسفیان نے اور حضرت عباس نے
درخواست بیعت کی تو آپنے نامنظور فرمائی اور باوجود اس قوت و شجاعت فرط
کی سیوا ہی مطیع و منقاد خلفاء بنی حالانکہ خلفاء نے جو کچھہ جائز ناجائز چاہا کیا پس جب آپکا
سکوت و عدم مناقشہ بوجہ خوف فتنہ ہمیشہ رہا ہی اور یہان بھی فتنہ کے خوف سے
یہہ ارشاد فرماتے ہین کہ اگر تم مجکو ترک کرو تو مین تمہاری مین سے مثل ایک کی ہونگا
اور ظاہر اگر تمہاری شریک حال ہونگا پھر کیا وجہ ہے کہ امیر معویہ سے مناقشہ کیا اور جھگڑا
کیا باوجودیکہ فتنہ یقینی تھا جناب امام ثانی کی طرح مصالحت کرلیتے اور خلافت تسلیم
کرکے مطیع بن جاتی نہ تو کوئی جھگڑا ہوتا اور نہ کوئی فتنہ اٹھتا اسپر اگر آپ
مثل ابن میثم سیرت کا جھگڑا چھیڑینگی تو پہلے یہہ خیال فرمائین کہ افسوس جناب امام

ثانی کو یہہ نہ سوجھی جو لاکھون مسلمانونکی دین دنیا کی بربادی اپنی ہاتھہ سے فرمائی اور اگر یہہ فرمائین کہ بمقابلہ خوف فتنہ کی سیرت کا لحاظ ضروری نہ تھا تو ہم گذارش کرینگے کہ نہایت افسوس ہے کہ جناب امیر نے ایک غیر ضروری امر کے لیے ہزارہا مسلمانونکی جانین ضائع کرائین تو معلوم ہوا کہ محض ظاہری حالت ہی کو نہین بیان کیا بلکہ حکم شرعی بھی بیان فرمایا علاوہ ازین اس صورت مین جملہ لاحقہ اور اسکی ترقی صحیح ہوگی پھر ابن میثم کی شرح جسکو ہم جملہ آیندہ کی شرح مین نقل کرینگے - بالتصریح اسکی تکذیب ہی اور نیز ترک بیعت اور عدم ترک کے حالات کا امتیاز سب سے زیادہ اصول شیعہ پر لغو اور باطل ہی پس ہماری فاضل مجیب کا یہہ زعم اس مسئلہ کی تاویل مین محض لغو اور لاطائل ہوگا دوسرا جملہ جناب امیر نے یہہ فرمایا - ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم گویا جملہ سابقہ سے بطور ترقی فرماتے ہین اور شاید مین تم سے زیادہ اوسکی حکم کا شنوا والا اور اوسکی حکم کا مطیع ہون جب کہ تم اپنے امر کا والی بناؤ اور اپنا امام قرار دو - اب ہم پوچھتے ہین کہ جناب امیر کی زیادتی سمع اور زیادتی اطاعت کی وجہ کیا ہی - جو لوگ ایسے ہین کہ جنہون نے اون خلفا کو کہ جنکو اہل حل وعقد نے خلفا رسول بنایا ہی امام برحق سمجھہ رکھا ہی - تو وہ تو اپنی غلطی کی وجہ سے کسیقدر معذور ہونگی لیکن جناب امیر نے بھی اگر اونکو امام برحق اور خلیفہ راشد اعتقاد کر رکھا ہی تو فہو المراد اور اگر آپ نے ظالم وغاصب اور خائن و ناکث سمجھہ رکھا ہی تو پھر کیا وجہ ہے کہ اپنی سمع واطاعت کو بہ نسبت عوام کے زیادہ فرماتے ہین حالانکہ یہہ اسکی سمع اور اطاعت محض ضروری مین جو بنظر مصلحت وقت ہیجان فتنہ کے خوف سے اختیار کی گئی اور ضروریات بقدر بقدر رہتا اور قدر ضرورت سے متجاوز نہین ہوتے پس اگر ضرورۃً اختیار کی گئی تھی تو وہ اسیقدر ہوتے جس سے ضرورۃ وقت رفع ہوجاتے پھر یہہ جاننا آپکا کہ جسکو تم اپنا والی امر بناؤگے مین اسکا تمہارے بہ نسبت زیادہ مطیع ہونگا تو یہہ زیادتی سمع واطاعت کی بجز اسکے ممکن نہین کہ آپنے اوس شخص کو

جسکو اہل حل وعقد نے امام بنایا ہی شرعاً واجب الاطاعت سمجھکر کہا ہو اور جب آپ بروی حکم شرع واجب الاطاعت اعتقاد کرینگے تو بے شک بہ نسبت دوسرونکے آپ زیادہ ایتمان مامور بہ مین سے کرم ہونگے اور بدیہی ہے کہ کسی شخص کا شرعاً واجب الاطاعت ہونا اور جناب امیر کا اوسکے مطیع ہونا بدون اسکے ممکن نہین ہے کہ بروی شرع اوسکی امامت وخلافت صحیح منعقد ہو چنانچہ ہم اس مدعا کی ثبوت مین علامہ بحرانی کی عبارت کو اوسکی شرح سے نقل کرتے ہین اہل فہم وانصاف ملاحظہ فرماوین قولہ وان ترکتونی الخ ای کنت کاحدکم فی الطاعۃ لامیرکم بل لعلی اکون اسمعکم واطوعکم لہ ای لقوۃ علمہ بوجوب طاعۃ الامام وانما قال لعلی لانہ علی تقدیر ان یولوا احدا یخالف امر اللہ لایکون اطوعہم لہ بل اعصاہم واحتمال تولیتہم لمن کذلک قایم فاحتمال طاعتہ لہ قائم فحسن ایراد لعل انتہی بقدر الحاجۃ بحرانی صاحب کی عبارت اور اوسکی تصریح قابل ملاحظہ اولو الابصار ہی وہ فرماتے ہین کہ جناب امیر کا اسمع واطوع ہونا اسوجہ سے ہے کہ آپ جسکو شرعی وجوب طاعت امام کے اعلم ہین اور آپ جانتے ہین کہ امام کے طاعت بروی حکم شرع واجب ہی اور ظاہر ہی کہ امامت تا وقتیکہ شرعاً منعقد نہو اور امام بروی شریعت امام صحیح نہو واجب الاطاعت نہین ہوسکتا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ اہل حل وعقد جسکو امام بناوین وہ شخص عند اللہ امام اور واجب الاطاعت ہی اور جناب امیر ہی اوسکو واجب الاطاعت اعتقاد فرماتے ہین اور جب شرعاً امام اور واجب الاطاعت ہوا تو آپ کیون نہین اوسکو امام سمجھینگے لیکن شارح بحرانی نے اسقدر قید اور لگائی کہ یہ حکم عام نہین بلکہ بلفظ لعل سے یہہ بات پیدا ہوتی ہے کہ احتمال ہے اہل حل وعقد ایسے شخص کو امام بناوین کہ جو مخالف امر اللہ کے ہو تو اوسوقت آپ اطوع نہونگے بلکہ زیادہ مخالف اور نافرمان ہونگے اگرچہ بحرانی کا یہہ فرمانا غلط ہی کیونکہ اس احتمال کی وقوع کے تکذیب وتغلیط خود جناب امیر بجواب امیر معویہ کے فرماچکے امیر معویہ نے انکو اپنکے اوس خط کے جواب مین جسمین آپنے امیر معویہ سے

بیعت طلب کی تھی اور یہ تحریر فرمایا تھا کہ میری ہاتھ پر اون لوگون نے بیعت کی ہی جنہون نے ابوبکر
و عمر و عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی تو تم بھی اسکو قبول کرو - لکھا تھا - کہ اگر آپ بھی مثل ابوبکر و عمر کے
ہوتے تو آپکی خلافت بیعت اہل حل و عقد سے صحیح ہوتی اور میں آپ سے ہرگز نہ لڑتا لیکن جب آپ
مثل ابوبکر و عمر کے نہین بلکہ حدود و قصاص جاری نہین کر سکتے یا قاتلین عثمان کے حامی ہین
تو اس حالت مین بیعت اہل حل و عقد سے آپکی خلافت منعقد نہین ہو سکتی اور اہل حل و عقد نے خطا کی
جو آپ ایسے شخص کی بیعت خلافت کے جو مہمات خلافت کو سرانجام نہین کر سکتا اوسکی جواب مین
جناب امیر نے تحریر فرمایا کہ و زعمت انا افسد علی بیعتک خطیئتک فی عثمان و
لکنت امرا من المهاجرین اوردت کما اوردوا واصدرت کما اصدروا
ما کان الله لیجمعهم علی ضلال و یضربهم بالعمی فاصل جواب یہ ہی کہ تو جو میرے ذمہ الزام خذلان و قتل
عثمان کا لگاتا ہی اور اسوجہ سے مجکو صالح اور اہل للخلافت نہین سمجھتا و گمان کرتا ہی کہ اہل حل و عقد
نے خطا کی جو غیر اہل کے ہاتھ پر بیعت خلافت کے گویا بالکل غلط اور لغو ہی کہنا مین بھی ایک
رجل مہاجرین مین سے ہون جو اونکا حال تو ہی ہی میرا حال تب اگر میری ذمہ الزام ہے تو سب کے
ذمہ الزام ہی اس معاملہ مین بھی کوئی خاص کلام کہ جو سب مہاجرین سے علیحدہ ہو نہین کیا پس
اگر اہل حل و عقد نے مجھ سے بیعت کی اور میں غیر صالح للخلافت تھا تو لازم آتا ہی کہ وہ سب گمراہی
پر مجتمع ہون اور سب کے سب حق سے اندھے ہون اور یہ محال ہی تو اب سے صاف ثابت ہوا
کہ بیعت اہل حل و عقد کی صالح للخلافت کے ساتھ نہین ہو سکتی ہے اور علامہ بحرانی نے
جو یہ احتمال قائم کیا کہ اہل حل و عقد سے شخص کو امام بناوین جو مخالف امر اللہ کے ہمیشہ غلط ہی
اور جناب امیر کا جواب سراسر اسکو مکذب ہی لیکن باایں ہمہ ہم اسکو علی سبیل التنزل تسلیم کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اچھا اوسی امام کو واجب الاطاعت اعتقاد کرو جسکو اہل حل و عقد
امام بناوین اور وہ ادلہ شرعیہ اور ترجیح شرائع مین مخالف امر اللہ کی نہو اور خاص اوسی
نوع مین جناب امیر کے ارشاد کو مانو اور اپنے علامہ بحرانی کو سچا سمجھو اور ظاہر ہے کہ

جناب امیر زمانہ خلافت خلفا ثلثہ مین اسمع واطوع رہے کہی کسی قسم کی چون وچرا انہین کی
باوجودیکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنکی شانمین من اغضبہا ہی بہت کچھ ناخوش دنارض
ہوئین اور کلمات قبیح وشنیع مثل حنین ہرولہ نشین شدہ وخانہ نشین رخانہ گرنخبہ الخ الی آخر
الکفریات فرمائی بلکہ جمیع مہاجرین وانصار مین جاکر واویلا اور فریاد وفغان کے
مگر آپکو جوش نہ آیا - بروایت صدوق التمیمی چالیس آدمیون نے کبار مہاجرین وانصار
سے آپ سے ابتدا خلافت صدیقی مین درخواست کی کہ ہم ابوبکر کو مسند خلافت سے
اوتار دین آپنے منظور نہ فرمایا - حضرت عباس اور ابوسفیان کے درخواست بیعت کو
قبول نفرمایا - قسم قسم کی آئتین اور صعوبتین چہلیس اور طرح طرح کی تذلیل وتہین سہی
لیکن سمع وطاعت کی عروۃ الوثقی کو ہاتھ سے نہ دیا پس جب باوجود ان باتونکی بھی
آپنے کبھی چون چرا نفرمائی تو آپ سے زیادہ کون اسمع واطوع ہوسکتا ہی کیونکہ امام کے واجب الاطاعت
ہونیکا آپکو بشہادت بحدانی قوی علم تہا اور جب امام بھی خدا تعالے کے حکم سے واجب الاطاعت
ہی تو اسکی اطاعت سے انحراف گویا خدا کی حکم سے انحراف ہی جو معصیت ہی قطع نظر
اس سے ہم پہلے بروایات شیعہ ثابت کرچکے ہین کہ سیرت خلفا ثلثہ کی مثل سیرۃ ملوک
وسلاطین جائرہ کے نہین ہے بلکہ ترویج معالم دین اور احیاء شعائر اسلام مین سرگرم رہی
اور ہمیشہ پاس شرع شریف بقدر الوسع اور مد نظر رکہتی تہی - تو جب ایسی خلفا
کی واسطی اسمع واطوع ہونگی تو پہر کسکی ہونگی - پہر کیف خلفا ثلثہ کے زمانہ مین انکی حکم
کی مطیع ومنقاد رہے اور آئندہ کے لیے بھی بعد شہادت حضرت عثمان بنی اطاعت کے
فرمایا کہ تم جسکو امام بنالو مین اوسکا مطیع ومنقاد ہونگا اور بعد ثابت ہوچکا کہ آپکی
زیادتی اطاعت وانقیاد اسوجہ سے ہی کہ آپکو وجوب اطاعت امام کا حکم زیادہ معلوم
ومتیقن تہا پس جب کوئی دوسرا شخص امام حق اور واجب الاطاعت ہوا اور آپ اسکی
ہر وہ حکم شرع مطیع ہوئی - تو آپکی امامت معصومہ باطل ہوئی اور اسکے بعض

امامت ثابت ہوئی اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ امام برحق وہی ہے جسکی امامت کو اہل حل عقد تسلیم کرلین اور متفق ہوکر اہل حل وعقد جسکو امام بنالین اور خلفاء ثلثہ کو اہل حل وعقد نے امام برحق تسلیم کرلیا تھا اور اونکو امام بنالیا تھا تو وہ واجب الاطاعت اور امام برحق اور خلیفہ راشد ہوئی - تیسرا جملہ جناب امیر نے ارشاد فرمایا - وانا لکم وزیرا خیر لکم منی امیرا - یعنی تمہاری لیے میں وزیر ہون یہہ بہتر ہے اس سے کہ میں تمہارا امیر ہون حاصل یہہ ہے کہ میری امارت سے تمہاری لیے میری وزارت بہتر اور خیر ہے اور ظاہر ہے کہ جس امارت کے آپ وزیر ومشیر اور جن امور کی آپ تعین وتظہیر فرونگے وہ امارت ہی خیر ہوگی اور بدیہی ہے کہ خلافت تمہاری سابقہ مین جناب امیر وزیر ومشیر رہے ہمیشہ مہمات مین آپ سے مشورہ لیا جاتا تھا اور آپ کے مشورہ پر عمل کیا جاتا تھا تو وہ خلافتین جنکی آپ وزیر تھی وہ حق اور خیر ہوئی باقی رہا یہہ امر کہ یہہ خیر تہ کس امر کے طرف راجع ہے آیا صرف ظاہری دنیاوی سہولت حال کیطرف راجع ہے یا مطلق باعتبار دینی دنیاوی امور کے سب کے طرف عائد ہے لیکن ہم کہتے ہین کہ احتمال اول بعید ہے اور قابل اعتبار نہین اور احتمال ثانی پر وہی دلائل صحیح ویقین ہے کیونکہ ظاہر ہے وہ ظاہری سہولت حال کہ جسمین دین دنیا کا نقصان ہو اسمین خیریت کا اطلاق کسیطرح صحیح نہین ہوسکتا امامت دین ودنیا کی امامت عامہ ہے جسکی ساتھہ دین اور دنیا کی صلاح حال منوط ومربوط ہے اور امام بمنزلہ نبی کے ہے کہ امت کے احوال دینی اور دنیاوی کے صلاح کرتا ہے لیکن تیسیر وسہولت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدنظر ہے اسیواسطے اوسکی شان مین - عزیز علیہ عنتکم - ارشاد ہے خود خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے - یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر - اور فرماتا ہے وما جعل علیکم فی الدین من حرج - پس جب شارع کو یسر وسہولت مدنظر ہے تو اوسکو کون انکار کرسکتا ہے ان امام امت کا مطیع ہوجاوی کہ جو کچھہ اوسکی مرضی ہووہ کرے یہہ البتہ اگر پہلے کسی امام نے کیا ہوتا تو اوسوقت جناب کو اسکا فرمانا شایان تھا اور جب کسی امام نے

ایسا نہین کیا اور نہ لوگ اسکے عادی تھے ہمیشہ امام اپنی رای و مشورہ سے سرانجام مہمات کرتے رہے تو ایسی حالت مین آپکا یہ ارشاد صرف سہولت حال کیطرف راجع ہین ہوسکتا علاوہ ازین مطلق خبر ہے بلا قرینہ فرد ناقص مگر النقض مراد لینا یہ خود خلاف قاعدہ عرف اور غلط ہے تعجب ہے کہ امام منصوص من اللہ و منصوب من الرسول بالفعل ہو اور وہ کبھی اپنی حق کا نام نہ لی اور اگر لوگ اوسکو چاہین تو مدفعت اور تعلل فرماوی اور فرماوی کہ میری وزارت تمہاری لیے بہتر ہے امارت اسقدر بہتر نہین - خبر - دعونی والتمسوا غیری لے تک مضائقہ نہ تھا لیکن یہ سراسر منصوصیت خلافت کو باطل کر رہا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ انعقاد خلافت بیعت اہل حل و عقد پر موقوف ہے چنانچہ ان جملونسے پہلا جملہ صریح دلیل ہے واعلموا انی ان اجبتکم رکبت بکم ما اعلم ولم اصغ الی قول القائل وعتب العاتب اسمین آپنے اجابت کو ضمیر متکلم کیطرف منسوب فرمایا ہے یعنی اگر تمہاری ملتمس کے اجابت کرونگا تو پھر تمکو اپنی رای پر چلاونگا اور تم سے اپنی علم کے موافق کام لونگا تو آپنے اپنی عمل و تصرف کو اپنی اجابت پر منحصر فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ جب آپ اہل حل و عقد کی التماس کو قبول فرماوینگے خلیفہ بالفعل اوسیوقت ہونگے کیونکہ انعقاد طرفین کے ایجاب و قبول و رضا و تسلیم سے ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ بالفعل امام و خلیفہ نہ تھے ورنہ خلیفہ کو جو خدا تعالے کیطرف سے مقرر ہو اجابت کے سوا چارہ نہین ہے - ان اجبتکم کچھ معنی نہین رکھتا اگر اہمال امر خلافت اسوجہ سے تھا کہ امت کے طرف سے اجابت و تسلیم مین کوتاہی ہے تو پھر ان اجبتمونے فرمانا مناسب تھا یعنی تمہاری طرف سے تقصیر ہے اگر تم اجابت و تسلیم کرو گے - الخ - پس اس سے صراحۃً یہہ ثابت کردیا کہ دار مدار انعقاد خلافت کا بیعت اہل حل و عقد پر ہے اور جناب امیر ہرگز خلیفہ منصوص نہ تھے جیسا کہ حضرات شیعہ کا ادعا ہے پس حاصل مطلب تحقیقی طور پر اس عبارت کا یہہ ہے کہ آپکو معلوم تھا کہ ابتدا زمانہ خلافت بنوت مین کارہا ہے نمایان اور اسلامی فتوحات بی پایان ہونے والی ہین تو عجب نہین کہ کبھی آپکی خواہش ہوئی ہو کہ یہہ کام میرے

ہاتھہ سے سرانجام ہوا اور یہہ حسنات میری نامہ اعمال مین درج ہوئین لیکن چونکہ یہہ امر مقدر نہ تہا
اور اسکے کام کے لیے کارپردازان قضا وقدر نے اور لوگ مقرر کر رکھے تھے تو آپکا دست خواہش
اوسکی وصول سے کوتاہ رہا بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ آپکو معلوم ہوا کہ زمانہ خلافت نبوت
قریب الاختتام پہونچا اور ترقیات اسلام کا شباب بڑہاپے کے ساتھہ مبدل ہوگیا - اب باہم
خانہ جنگیونکی گرم بازاری ہوگی تو اسلیے آپنے بیعت کے قبول کرنے مین تعلل و تسویف
فرمائی اور یہہ الفاظ صاف صریح طور پر اس مدعا کو ثابت کرتے ہین فانا مستقبلون
امرا له وجوه وا لوان لا یقوم له القلوب ولا تثبت له العقول وان الآفاق
قد اغامت والمحجة قد تنکرت چنانچہ آپکی زمانہ خلافت مین ایسا ہی واقع ہوا اور شوائب
فتن سے پاک نہوا یہانتک کہ زمانہ خلافت نبوت منقرض ہوگیا اور ملک عضوض کے نوبت
آئی اسپر آپنے حسرت کے ساتھہ جناب امیر نے فرمایا - استبلیت بقتال اہل القبلة - غرض ہمکو
اسکی مطلب ہے کیا غرض اور اسکی غرض سے کیا مطلب ہمارا مدعا جسکا ہم اثبات کے درپی
ہین یعنی ثبوت حقیت خلافت خلفاء ثلثہ وہ بحول اللہ وقوتہ اس کلام سے بخوبی ثابت ہے **دلیل**
حادی عشر - امام ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب اغانی مین روایت درج کی ہے
عن ابی الاجر الاکبر قال جاء ابوسفیان الی علی بن ابیطالب فقال یا ابا الحسن
ما بال ھذا الامر فی اضعف قریش واقلها فوالله ان شئت لاملانها علیهم
خیلا ورجلا فقال علی بن ابیطالب طال ما عادیت الله ورسوله والمسلمین فلم یضرهم
ذلک شیئا انا وجدنا ابا بکر لها اھلا اس روایت سے ثبوت حقیت خلافت صدیقی

ابوالاجر اکبر سے مروی ہے کہا ابوسفیان علی بن ابی طالب کے پاس آیا اور کہا اے ابوالحسن
یہہ خلافت کا کیا حال ہے کہ قریش مین سے کمزور اور قلیل نفر مین ہے خدا کی قسم اگر تو چاہے تو مین سوار اور پیادہ
سے اسکو بھر دون علی بن ابی طالب نے کہا تو ہمیشہ اللہ کا اور رسول کا اور مسلمانونکا دشمن رہا اور اسنے
انکو کچھہ ضرر نہین پہنچایا ہمنے ابوبکر کو خلافت کے لیے لائق پایا ۱۲

بدلالت مطابقی ثابت ہوتا ہی اور دوسری خلافتین بھی جو کہ اسپر متفرع ہین تو جب اسکی
حقیت ثابت ہوئی تو اور دونکی بھی صحت و حقیت ثابت ہوگئی اور کچھہ شک و شبہ نرہا
مگر ہان - اسقدر گذارش ہے کہ جناب اگر صاحب اغانی ابوالفرج علی بن حسین اصفہانی
کو عدم اعتبار کا فیصلہ پیش کرینگے تو ہم انکو آپکی روایات اور روات کی حالات اور آپکے علماء کے
تحقیقات عرض کرکے متنبہ کرینگے کہ اس صورت مین آپکی صحاح کی خیر نہین
اور غالب روایات قابل اخراج ہونگی جنکو معمول بہا اور معتمد علیہا اعتبار فرمارکھا ہی چونکہ
اس بحث مین کسیقدر اضطراب ہوگیا ہی اسلیی اسکو یہانتک ختم کرتے ہین اور اقوال آیندہ کا
جواب لکھتے ہین - **قول ۸** جبکہ ہمنی اپنی شرائط ثلثہ کو آپکے کتب معتبرہ سے
مدلل ثابت کردیا اور خصوصا اسکا اہم المہمات ہونا بھی ثابت ہوگیا اور کچھہ انکو قول آیندہ مین
ثابت کیا جائیگا تو اب فرمائیی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا - ا
اس باب مین کیا ارشاد فرمایا - **قول ۹** دعوی اثبات شرائط ثلثہ بدلایل
محض سپہ ایار تخیل سے ماشی ہی بزعم خود تخیل کرتے ہی کہ ہم شرائط ثلثہ دلائل سے ثابت کرچکے ورنہ
فی الحقیقت انکا ثبوت محال ہی کیونکہ جو امور کتاب اللہ و سنت کے خلاف ہون انکا
ثبوت کتاب و سنت سے کیونکر ممکن ہی چنانچہ آپکی دلائل کے جواب مین گذارش ہوچکا اور اہم
المہمات ہونا جو بار بار آپکی زبان پر ہی معلوم ہوتا ہی کہ آپکو اپنی عادت قدیمہ کی
موافق یہہ بھی یاد نہین کہ اس مسئلہ مین امر متنازعہ فیہ کیا ہی چنانچہ ہم آئندہ قول ۱۰ مین
مفصل آپنے اسکی بحث کی ہی گذارش خدمت کرینگے اور جب شرائط ثلثہ کا آپ سے اثبات نہین
ہوسکا تو یہہ سوال آپ کا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین
کیا ارشاد فرمایا بے موقع ہے ہان یہہ موقع ہمارے سوال کا ہی کہ جب شرائط ثلثہ باطل ہین
تو فرمائیی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسکو خلیفہ مقرر فرمایا یا اس باب مین کیا ارشاد فرمایا
قول ۱۰ رہا آپکا یہہ قول کہ اگر اس کلام کے موافق ہے تو حبا بالوفاق الخ جب اس

کلام کی اصلی معنی بیان کیی گئی اور ثابت کیا گیا کہ جو آپ سمجھے تھی وہ ہرگز اسکا مطلب نہیں ہے اور آپکا
شبہ رفع ہوگیا جو کچھ جناب رسالت مآب نے اس باب مین فرمایا ہوگا ظاہر ہی کہ اسمین اور اس
کلام مین کچھ فرق نہوگا اور ہرگز مخالفت نہوگی اور ہر دو ارشاد بجای خود حق و درست ہونگے
اقول بحول اللہ وقوتہ ہم ثابت کرائی ہین کہ جو معنی آپنے اس کلام کے اصلی سمجھے تھی وہ محض
غلط تھی اور نا تمام بلکہ وہی معنی دوسری کلام مین کسیقدر ہمارے مویدہ تھی پس اس تحقیق سے محقق ہوچکا ہی
کہ اسکے اصلی معنی اور واقعی مطلب وہی تھا کہ جو ہم سمجھے تھی پس ہمارا اعتراض کسیطرح آپکے اصول سے رفع شدہ
نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس باب مین جو کچھ فرمایا وہ اسکی ہرگز موافق
نہین ہوگا **قولہ** تعجب ہی کہ باب تاویل آپنے کس دلیل سے مسدود کردیا ہی حالانکہ یہہ معنی
وہ عرض ہوئی ہین جو اصلی و واقعی ہین ورنہ اگر تاویل کیجاتی تو تاویل کی بہت گنجایش تھی کیونکہ
باب تاویل نہایت وسیع ہی **اقول** جن دلائل سے ہمنے باب تاویل کو ہیچگہ بند کیا ہی
وہ دلائل وہ ہین کہ جن سے ہمنے آپکی معانی کو باطل کیا ہی اور ماسبق مین مذکور ہوچکی ہین اور ہمنے
یہہ بھی ثابت کیا گیا ہی کہ یہہ معنی جو آپنے بیان فرمائی ہین محض خیالی ہین اور واقعی ایسی معانی کو
تاویل نہین کہا جاتا بلکہ یہہ تحریف معنوی ہے پس جس جگہ عبارت بجز ایک معنی کے کسی دوسری
معنی کو محتمل ہی نہو اور نہ بجز ایک معنی موضوع لہ کے کسی دوسری معنی کے ثبوت پر کوئی قرینہ
قائم ہو بلکہ نفی احتمالات پر قراین دلالت کرتی ہون تو ایسی حالت مین باب تاویل مسدود
ہوجاتا ہی پس اس قاعدہ سے کہ باب تاویل واسع ہی یہہ استخراج کرنا کہ ہرجگہ جاری ہوسکتا ہی یہہ جعفر کے ہی علم و
فضل پر زیادتی ہی ہمارا اگر ایسا ہی باب تاویل واسع تو نصوص صریحہ مین مثل اللہ الہنا و محمد نبینا و غیرہ مین
تو تاویل کیجی تعجب ہی کہ باوجود اسکی خطبہ غدیر من کنت مولاہ کو نص صریح اختلاف مین سمجھتے ہین اور
قابل تاویل نہین سمجھتے معلوم نہین وہان کس دلیل سے باب تاویل مسدود فرمایا پس باب تاویل کی وسعت اسکو
مقتضی نہین کہ ہر جگہ جاری ہوسکی۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ باقی رہا۔
اہلسنت سے یہہ سوال کہ خلافت انکے نزدیک امر دین مین۔ الخ سو اولاً اسکی کچھ ضرورت نہین

کیونکہ جب امر امامت کو معہ اوسکی شرائط کے بدلائل ثابت فرماوینگے تو اوسکا اہم المہمات ہونا بھی ثابت
ہوجائیگا اہلسنت کچھ ہی کہا کرین بمقابلہ دلائل معتبرہ کے اونکا قول کیونکر معتبر ہوگا۔ اقول۔ جبکہ
بہت بڑا اختلاف اور مابہ النزاع اہل سنت و شیعہ مین امر خلافت ہی ٹہرا جیسا کہ ثابت کیا
اور آپکے نزدیک بھی جو امر مبنی معظم اختلاف کا ہی وہ بھی بالآخر منجر بہ بحث امامت ہی ہوتا ہی تو اس
سوال کی اشد ضرورت تہی کیونکہ جبتک وہ امر اہم المہمات اور مسائل شرعیہ مین سے عمدہ مسئلہ ثابت نہوگا
تب تک یہہ اختلاف موجب بدعت و ضلالت و گمراہی وغیرہ نہوگا جو طرفین ایک دوسری کو کہتی
ہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** اہل انصاف دیکہین کہ
ہمنی کیا عرض کیا تہا اور ہماری مجیب بیکیب اوسکے جواب مین کیا فرما رہی ہین پہر جو کچہہ فرمایا ہی اوسکی
دلیل مدعا سے کچہہ مساس رکہتی ہی یا نہین بلکہ محض حضرت کی سخن سنجی ہی آپنے سوال کیا تہا کہ امامت
امر دین سے ہے یا نہین اگر ہی تو اصول سے ہے یا فروع سے اسپر ہمنی عرض کیا تہا
کہ اس سوال کی کچہہ ضرورت نہین ہے کیونکہ جب مسئلہ امامت مع اوسکی شرائط کے بدلائل آپ
ثابت فرمائینگے تو اوس مسئلہ کا امر دین مین سے ہونا بھی ثابت ہوجائیگا اور اصول سے ہونا بھی
ثابت ہوجائیگا اسکے جواب مین آپ ارشاد فرماتے ہین کہ جب فیمابین اہلسنت و شیعہ بہت بڑا اختلاف
امر امامت مین ہی اور آپکے نزدیک بہی عظم خلافیات راجع بہ بحث امامت ہی تو اس سوال کی اشد
ضرورت تہی اور اسکی دلیل بہی ارشاد ہوئی ہے کیونکہ جبتک وہ امر اہم المہمات اور مسائل
شرعیہ سے عمدہ مسئلہ ثابت نہوگا تبتک یہہ اختلاف موجب بدعت و ضلالت نہوگا پس اس
تقریر سے ہماری اعتراض کا کیا جواب ہوا اور اس دلیل کو اپنی مدعا سے کیونکر ربط ہوا ظاہر ہے کہ جب
یہہ مسئلہ بہت بڑا مابہ النزاع ہی اور جب تک اسکا اہم المہمات ہونا ثابت نہوگا تب تک
یہہ اختلاف موجب ضلالت نہوگا تو اس سے صرف یہہ بات ثابت ہوئی کہ اوسکی اور اوسکی شرائط
کی اثبات کی ضرورت ہی جب وہ مع اپنی شرائط کی دلائل سے ثابت ہوگا تو اوسوقت یہہ
اختلاف موجب ضلالت بہی ثابت ہوجائیگا پس اوسکی مع اوسکی شرائط کی اثبات کی ضرورت ہی

سوال کی اور بندہ نے بھی یہی عرض کیا تھا کہ اس سوال کی کچھ ضرورت نہیں آپنے اسجگہ
محض دعوی بلا دلیل فرمایا ہے دلائل سے اوسکو ثابت فرماویں بھی دین مین اور اصول مین ہی ہونا
خود ثابت ہوجائیگا تو اس عبارت سے ہماری اعتراض کے تقویت ہوئی نہ ہماری اعتراض کا
جواب اور اس سے یہ بھی صاف واضح ہوگیا کہ مدعا تو اشد ضروری ہی ہونا سوال کا تھا اور دلیل سے اشد
ضروری ہونا اثبات امر خلافت کا مع اوسکی شرائط کے ثابت ہوا۔ رہا اثبات امر خلافت
مع اوسکی شرائط کے سو اوسکی بحث گذر چکی۔ اہل انصاف بالاستقصا فرماوین۔ اور انصاف سے
بول اٹھین اور بحث اہم المہمات ہونی کی عنقریب آتی ہے اوسکی منتظر رہین **قولہ**
الحمد للہ کہ ہمنے امر امامت کو مع اوسکی شرائط کے مدلل ثابت کردیا **اقول** جن دلائل سے
آپنے امر امامت کو مع اوسکی شرائط بزعم خود مدلل ثابت فرمایا ہی اون دلائل کی کیفیت واضح
بندہ بخوبی واضح کرچکا ہی اور بحول اللہ ثابت کرچکا ہی کہ یہہ دلائل ایسی واہی اور ضعیف
ہین کہ انہی سے ہرگز گمان بہین کی قیامت تک یہی ثبوت مدعا ہوسکے **قولہ** عجب تر ازالۃ الخفاء
سے نقل ہی کی ہین اونمین بھی لفظ یعنی اہم المہمات بلکہ اس سے بڑھکر مثل اسکی کہ اگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم تقریب عباد تہان فریضہ مخصوصہ نکنند ادائی واجب مکروہ باشد حاشا من ذالک الخ
جسکا تقریبًا اس آیت وافی ہدایت کا ترجمہ ہی کہ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ موجود ہی
آپ ان عبارتون کو نظر غور سے انصاف سے ملاحظہ فرماوین۔ **اقول** آپکی اس تقریر سے
اور نیز تقریرات سابقہ ولاحقہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ جو فیما بین اہلسنت وشیعہ مسئلہ امامت اگر
اہم المہمات ہونیکے بارہ مین تنازع ہوتا تو البتہ ضروری اور آپکی اس مسئلہ مین اختلاف ظاہر ہوچکا ہی اسمین
آپ یہی نہین سمجھی کہ اصل مابہ النزاع کیا ہے اور کس چیز مین نزاع وخلاف ہی۔ آپکی فحوای کلام سے
مترشح ہوتا ہے کہ آپ خلافت کے اہم المہمات ہونے اور نہونیکو مابہ النزاع سمجھی ہوئی
ہین اور یہہ سمجھہ رکھا ہی کہ نزاع اوسکی ضرورت اور اہمیت مین ہی جیسی اہل سنت کی کتابون مین
جسجگہ لفظ اہمیت یا اوسکی ہم معنی مل گیا وہی ثبوت مدعا کیلئے بزعم خود نص ہی حالانکہ یہہ

اہل سنت وشیعہ مین مسئلہ امامت کے اہم المہمات ہونے کی بحث

خیال بالکل غلط اور سراسر لغو ہی کیونکہ جس شخص نے احکام و نصوص شرعیہ کا تتبع کیا ہی وہ سمجھ سکتا ہی کہ اہم اور ضروری ہونا کسی حکم کا اس امر کو مستلزم نہیں ہی کہ وہ اصول مین ہی ہو ممکن ہی کہ بہت احکام ایسی ہین جو فروعی عملی ہین اور نہایت اہم اور ضروری ہین کیا آپکے نزدیک صوم جسکو آپ اہم اور ضروری نہین کیا آپ انکو اور نیز باقی ارکان اسلام کو اہم اور ضروری نہین سمجھتے اس اہمیت شی کے کچھ اسی پر منحصر نہین ہی کہ وہ اصول ہی مین سے ہو بلکہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی اہمیت بوجہ وجوب قطعی الثبوت ہونے کے ہو چنانچہ اثبات بانفراض اور اجتناب عن المحرمات اسکی پر شاہد عدل کافی ہین اور نیز ممکن ہے کہ اہمیت حکم کی بواسطہ اور بتبع کسی دوسری ضروری امر کی ہو اسی واسطے شارع نے اسکو مقاصد کا دیا جاتا ہے اور یہی وجہ ہی کہ مقدمۃ الواجب واجب قاعدہ قرار پایا چنانچہ ہمنی جو لفظ اہم المہمات کا کہا ہی وہ اسی اعتبار سے کہا ہی ورنہ ہر سیوق عبارت سے بخوبی ظاہر ہے اور ہر شخص اسکو سمجھ سکتا ہی بشرطیکہ فہم سے کام لے پس یہ ہرگز نہین کہ جو بردی شرع اہم ہو وہ اصول مین ہی داخل ہو ہان یہ ضرور ہی کہ جو اصول دین مین ہی اوسکا اہم و ضروری ہونا بھی ضرور اہم اور ضروری ہوگا پس ہم مسئلہ امامت کو اہم اور ضروری کہتے ہین لیکن اصول مین سے نہین سمجھتے اور حضرات شیعہ اسکو اصول دین مین داخل کرتے ہین تو منشا نزاع فیما بین اہل سنت و شیعہ امر خلافت کا اہم اور ضروری ہونا نہین ہے بلکہ اصول مین ہونا ہی اب ہماری مقابلہ مین وہ دلائل پیش کرنا چاہئے کہ مدلول صرف اہمیت خلافت ہو بالکل واہیات اور لوچ ہین جنکا منشا یہ ہی کہ مستدل علیہ النزاع کو ہی نہین سمجھا اور نہ تعین محل نزاع کا اوسکو معلوم ہوا ہے وہ دلائل اس قابل ہین کہ ہم اونکو نظر التفات سے دیکھین اور اصل یہ ہے اس نزاع و خلاف کے فیما بین اہلسنت و شیعہ مسئلہ خلافت مین یہ ہی کہ اہل سنت کہتے ہین کہ عباد پر واجب ہی کہ ایک خلیفہ بناوین اور امام مقرر کرین اور شیعہ کے نزدیک اسمین عباد کو کچھ دخل نہین ہی بلکہ کہتے ہین کہ خدا پر واجب ہی کہ وہ خلیفہ و امام کو مقرر فرماوی اہلسنت کے نزدیک جب اختلاف عباد پر واجب ہی تو اسکا وجوب متعلق ہوا عمل کے ہوا ہی وجہ عملی ہوا۔ پس مذہب اہلسنت کے اسکا ابطال کیسی وہ

دلیل قابل جواب ہوگی جو اس مسئلہ کے فروعی ہونے کو باطل کرے اور اصولی ہونا ثابت کرے اور ظاہر ہے
کہ جو دلیل ازالۃ الخفا سے نقل کی ہے وہ ہرگز مفید مدعا مجیب نہیں ہے کیونکہ اس سے اگر ثابت ہوتا ہے تو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ خلافت فریضہ مختومہ ہے وبس اور یہ مستلزم اسکی اصولی ہونے کو ہرگز نہیں بلکہ کلام سے ثابت ہے
کہ فریضہ مختومہ بھی عباد پر ہے اور انکے عمل کے متعلق ہے تو اس سے بھی اسکا فرعی عملی ہونا ثابت
ہوا نہ اصول میں سے ہونا۔ رہا آیت وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ سے استدلال اس مدعا پر
اوس سے بھی زیادہ لغو ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احکام وجوب حرمت
ندب واباحت وکراہت اور علی ہذا القیاس قصص وامثال ومتشابہات وغیرہ سے نازل ہوئے
امت جنکی نسبت حکم ہے کہ عباد کو پہنچا دو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہے کہ اون سب کے
تبلیغ فرماویں اور کسی میں اخلال کرتا ہے نہ فرماویں خواہ وہ اہم اور ضروری مثل فرائض کے ہوں یا نہوں
پھر اگر بفرض محال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونمیں سے کسی امر کی تبلیغ میں اخلال فرماویں
خواہ وہ امر ضروریات دین سے ہو یا نہو تو بھی تبلیغ رسالت میں کوتاہی ہوگی اور مضمون آیت
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ صادق آویگا۔ پس اس آیت شریفہ سے اثبات اہمیت کیا استشہاد
للناظر الاطائل ہے پس ان عبارات کو ہماری فاضل مجیب بغور ملاحظہ فرماکر اور عقل وانصاف سے کام لیکر
معہذا بمزید احتیاط اور بھی ثبوت لیجئے جن صحابہ کرام کے آپ فضیلت کے معتقد ہیں اور جنمیں
عظیم اختلاف کا انکو فضائل کے ہی اعتقاد کرتے ہیں وہ بھی اسکو ایسا اہم المہمات سمجھتے تھے کہ سید
کائنات وفخر موجودات کی نعش اطہر بدون تجہیز وتکفین کی ہے رہی اور اوسکی طرف آپکی
صحابہ کرام متوجہ ہی نہوئی اور سقیفہ بنی ساعدہ میں ثانی نے اول کو خلیفہ بنا ہی دیا اب فرمائیے
کہ اسمیں یہہ جلدی کیا تھی کہ سر اسر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اور اہمیت المہمات
کی ہمدردی ومروت پر دال ہے امر خلافت کے اہم المہمات ہونے کی غرض سے تھی یا کسی اور غرض سے
مفصل ارشاد ہو اور یہہ حال کل کتب احادیث وتاریخ وسیر میں درج ہے اور فہمیں تو
مدارج النبوت کو بھی ملاحظہ فرماویں اسمیں بعبارتہ یہہ ہی لفظ یعنی اہم المہمات تحریر ہے

اقول اس استدلال مین بھی وہی خرابی موجود ہی کہ ہماری فاضل مجیب نے اس متنازعہ فیہ کو جسکا اثبات مطلوب ہی اپنی عادت قدیمہ کے موافق پس پشت ڈال دیا اور اسکو بھول گئی اور صرف لفظ اہم المہمات کو پکڑ لیا اور یہہ نہ سمجھا کہ یہ النزاع کیا ہی اور اگر یہہ ثابت ہوگیا تو اس سے خصم کا کیا نقصان ہوگا آفرین ہے اس علم و فہم پر اور شاباش اس حیا و شرم کو سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ سے جو آپ نے استدلال فرمایا ہی بالکل لاطائل و پوچ ہے کیونکہ غایۃ ما فی الباب اگر اس سے لازم آتا ہی تو یہہ لازم آتا ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امرین ضروریین مین سے جو باہم متعارض پیش آئی ایک امر کو جو زیادہ اہم تہا دوسری پر مقدم فرمایا۔ پس اس سے بجز اسکے کہ یہہ ثابت ہو کہ امر خلافت اہم اور ضروری اور واجب ہی اور کیا ثابت ہوتا ہی سو اسکا کوئی منکر نہین ہی جسقدر فرائض و واجبات علمی ہین وہ سب اپنی اپنی مرتبہ مین اہم اور ضروری ہین البتہ نزاع اسمین ہی کہ امر خلافت اصول مین سے ہے یا فروع مین سے پس اس دلیل سے خلافت ثابت ہی کہ امر خلافت اصول مین سے ہی نہین ہی بلکہ فروع مین سے ہے کیونکہ جو لوگ شریک بیعت سقیفہ بنی ساعدہ تہی وہ سب علی الخصوص خلیفہ اول و خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہما وجوب امر خلافت کو منجملہ اصول اعتقاد کرتے تہی تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہہ واجب انکے نزدیک داخل فروعات تہا۔ رہا یہہ امر کہ امر خلافت کا سر انجام تجہیز و تکفین نعش اطہر و اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اہم اور اقدم تہا یہہ خود ظاہر ہی کہ امر خلافت ایسا مقدمہ ہی کہ اسپر استحکام بناء دین و اسلام اور انتظام امور دین موقوف تہا اگر اس مین تزلزل آتا تو خدانخواستہ تمام دین ہی درہم برہم ہوجاتا اور تجہیز و تکفین کی تاخیر سے کوئی خرابی لازم نہ آتی تہی اور ہمیشہ قاعدہ ہی کہ اہم الامرین کو دوسری پر مقدم کیا جاتا ہی مگر تعجب تو یہہ ہی کہ جناب امیر رضی اللہ عنہ نے زمانہ خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مین اس خوف سے کہ اگر مین امر خلافت کا مطالبہ کرون اور اسمین مناقشہ کرون تو یہہ تمام لوگ جو بظاہر کلمہ گو اور سیاطن کافر ہین ظاہری اسلام سے بھی پھر جاوینگے اور فتنی اور ٹیڑہی ہونگے امر خلافت کا مطالبہ فرمانا بعد اسکو ترک کیا اور جماعت کو شامل

توحید و نبوت کو اصول دین میں سے تنہا اسکو بھی ڈال دیا تو گویا جناب امیر رضی اللہ عنہ نے موافق
اصول شیعہ کے کفر و نفاق کو اصل اصول ایمان سے مقدم فرمایا اور کفر و نفاق کو بہ نسبت اصول دین کے اہم المہمات
سمجھا تو اس سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ انکے نزدیک کفر و نفاق اصل اصول دین سے اہم اور ضروری تھا
نعوذ باللہ من ذالک - اور یہ طعن کہ صحابہ بغض اہلبیت کی تعزیر تکفیر کے حد تک متوسع ہوئی
اسکا جواب ہم ابحاث سابقہ میں مفصل گذارش کر چکے ہیں حاجت اعادہ نہیں - پس اگر امامت
النبوۃ وغیرہ میں خلافت کو بہ نسبت لفظ اہم المہمات ترجیح ہو تو وہ ہماری طرف سے مخالفت نہیں ہے
اور نہ ہماری مجیب کے مفید بلکہ وہ اوسی معنی کے اعتبار سے ہے کہ جو ہم گذارش کر چکے ہیں

قولہ شرح عقائد نسفی میں یہ عبارت موجود ہے ولان الائمۃ قد جعلوا
اہم المہمات بعد وفات النبی علم نصبہ الامام حتی قدموہ علی الدفن
وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات الشرعیۃ تتوقف علیہ الخ
شرح عقائد نسفی تو شائد اہل سنت میں کتب درسیہ میں سے ہے اور حضرت مجیب صاحب فاضل ہیں غالب ہے
کہ یہ کتاب تو بے سبقاً پڑھی ہوگی پھر تعجب ہے کہ حضرت امامت کو اہم المہمات نہیں سمجھتے

اقول عبارت منقولہ شرح عقائد نسفی سے استدلال کا نشانہ بھی وہی لفظ ہے جو ہماری فاضل مجیب کو
واقع ہوگیا ہے کہ مابہ النزاع کو فراموش فرما دیا ہے اور لفظ اہم المہمات کے بھی ہوئے میں جگہ
یہ لفظ ملگیا فرط خوشی سے جامہ سے باہر ہوگئی اور انہیں سند کر کے سمجھے ہو جی نقل
کر دیا اور سمجھے کہ میدان مار لیا پھر اس فہم پر کسقدر دعوی اور کیا بچہ نازو فخر اس عبارت
میں بجز اسکے کہ لفظ اہم المہمات مذکور ہے جو مفید مدعا نہیں اور کونسا لفظ ہے جس سے ثابت
ہوتا ہے کہ امامت اصول دین میں سے ہے - اور پہلے گذارش ہو چکا ہے کہ لفظ اہم المہمات
سے ثبوت اس امر کا ممنوع ہے کہ یہ حکم اصول میں سے ہے اور فروع میں سے نہیں
شرح عقائد بیشک درسی کتاب ہے لیکن انکو کچھ مفید نہیں بلکہ اس شائستہ استدلال کے واسطے تو اگر آیت قرآنی
بھی ہو تو بھی ثبوت مدعا محال ہے - پس اگر آپ ہماری امامت کو اہم المہمات

نہ سمجھنے سے تعجب فرماوین تو کچھ تعجب نہین لیکن تعجب یہ ہو کہ خود ہی سوال فرماوین آپکی نزدیک خلافت امور دین مین سے ہو یا نہین شق اول مین اصول مین سے ہو یا فروع سے) اور خود ہی ہول جاوین یا بھولا دیوین **قولہ** جو امر واقعہ مین اہم ہی وہ کسی کے ماننے نہ ماننے پر منحصر نہین اہم اہم ہی ہے مگر حضرات اہل سنت کا عجیب حال ہو کہ خود ہی ایک امر کو اہم المہمات کہتے ہین بلکہ اوسکا ایسا ہونا بدلائل ثابت کرتے ہین اور باایں ہمہ مصمم مقدمہ ہین اوسکو نہایت ہی اہم سمجھتے ہین **اقول** بے شبہ جو امر واقع مین اہم ہو اوسکو کوئی مانے یا نہ مانے وہ ہر طرح اہم ہے لیکن اگر اس سے یہ مراد ہو کہ اختلاف ثابت بار دلائل اصول ہونے کے اہم ہو تو یہ مسلم غلط ہو سو وقت کہ آپنے اسکا ثبوت کیا ہی نہین کوئی دلیل پیش کی نہ کوئی مجمل بیان فرمائی تو اسکو واقعیۃ بلا دلیل کیونکر تسلیم کیجاوے۔ اور اگر اہمیۃ عند اللہ اسلئے کہو کہ اسی طرح سے نزاعیات بالواسطہ اہم ہوتی ہین تو اسکا کون منکر ہے ہمارا سنت کا حال نہین ہی ہے بہتیرا کہ تعصب کرو یہ صرف حضرت کے علم و فہم و فضل و کمال کی خوبی ہو کہ اہم ہونے اور اصول ہونے مین امتیاز نہین کرسکتے اور ہم تفرقہ نہین سمجھتے اہلسنت کے نزدیک امامت غیر اہمیۃ باعتبار مختلف ہو لیکن بسبب حضرات شیعہ کی مخالفت عجیبہ قابل دیکھنے ہو کہ خود ہی اسکو اہم المہمات اور اصول دین مین سے کہتے ہین اور خود ہی فرماتے ہین کہ کسی نے کبھی خلافت کا نام ہی نہین لیا بلکہ بعض نے تو خلعت خلافت جو تالی ہو ہے ایک کافر و منافق کو علی رغم انفہم بخشدیا ان نداہا شی عجاب **قولہ** جب ہمنے اسکو اہم المہمات مدلل ثابت کردیا تو اب آپکی ہی قول کے موافق اہلسنت کچھ ہی کہا کرین ہمارے اہم المہمات ہی ہی بمقابلہ دلائل معتبرہ مذکورہ بالا انکا قول معتبر نہین **اقول** بے شک اگر آپ دلائل معتبرہ شرعیہ سے امر خلافت کا اصول مین ہونا ثابت کردیتے تو اہلسنت کا قول بمقابلہ دلائل شرعیہ کے کیونکر معتبر ہوتا لیکن دلائل شرعیہ سے اسکا ثبوت کرنا خلافت

اصول دین مین سے ہی مجال ہی آجتک آپکے اسلاف بزرگوار نے سی تو یہہ ثابت ہوہی نہین سکا تو آپ
کیا ثابت کرینگے اور جسکو آپنے اپنی زعم مین اثبات سمجھا تھا اوسکو ہم صحیح کرہی چکے ہین کہ یہہ
آپکی خوش فہمی کا ثمرہ تھا دلپسر قال الفاضل المجیب قولہ مہذا خلافت اہل سنت کے
نزدیک فروع دین سی ہے چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے
ازالۃ الغین مین تصریح کی ہی۔ اقول اگر واقعی امر خلافت فروع دین سی ہے تو منکر ترتیب
خلافت ضال و گمراہ کیون ہے حالانکہ مسائل فروعیہ مین ائمہ اربعہ اہلسنت مین اختلاف
کثیر ہے اور باایہمہ چاردن برحق ہین کوئی ایک دوسری کو مبتدع و ضال نہین کہتا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمکو اپنی مجیب کی خوش فہمی پر
کمال افسوس ہی کہ حضرت کو یہہ بھی معلوم نہین کہ کونسی مسائل و احکام مین جنکی انکار سے
مستحق تکفیر و تضلیل ہوتا ہی اور یہہ سمجھ ہوئی ہین کہ منکر فروع کو مطلقاً ضال نہین
کہا جاسکتا بلکہ صرف اوسیوقت تکفیر و تضلیل کیجاویگی جب انکار اصول دین کا ہوگا۔
حالانکہ یہہ انحصار بالکل غلط اور باطل ہے کیا یہہ بات آپکو معلوم نہین ہی کہ اوائل نے فروعات کی
انکار سے مثل وضو تیمم کے مستحق تکفیر و تضلیل کا ہوسکتا ہی حاصل یہہ ہی کہ ضروریات دین کا انکار
خواہ فروع ہی کیون نہون موجب تکفیر منکر ہوگا چنانچہ خود یہہ بھی ہی اور مسئلہ ترتیب خلافت
باوجودیکہ فروع مین سی ہے لیکن چونکہ ضروریات دین سی ہے اور قطعی الثبوت ہی اسلیے اوسکا
منکر بھی مستوجب تضلیل ہی پس استحقاق تضلیل منکر مسئلہ کی اصول دین مین سے ہونے پر
دلالت نہین کرتا علاوہ انکے وہ مسائل جسمین اجتہاد کو مساغ ہی اور ایک نوع کا خفا یا اشکال
یا اجمال اونکے خصوص دلائل مین پایا جاتا ہی اور محتملات ناشیہ عن دلیل کی اونمین گنجایش
ہی تو ایسی اختلافات موجب تضلیل نہین اور یہہ اختلافات مستوجب تکفیر یا تضلیل کے نہین ہین
چنانچہ ائمہ اربعہ اہل سنت مین جسقدر اختلافات ہین وہ اسی قسم کے ہین اور جب یہہ اختلافات
موجب توسعہ و رحمت ہین چنانچہ ارشاد ہی اختلاف امتی رحمۃ تو یہہ اختلافات

حضرت کو کسی بھلے آدمی نے یہ نہیں بتایا

مستحق تضلیل کے نہین ہوسکتے اب ہم اپنی اس دعوی کی ثبوت پر آپکی معتبر کتاب معالم الاصول شہید ثانی کی دلیل لاتے ہین وہ بحث اجتہاد مین صفحہ ۲۴۱ پر تحریر فرماتے ہین اتفق الجمہور من المسلمین علی ان المصیب من المجتہدین المختلفین فی العقلیات التی وقع التکلیف بہا واحد وان الاخر مخطی اثم لان اللہ تعالی کلف فیہا بالعلم ونصب علیہ دلیلا فالمخطی مقصر بترکہ للعہدۃ ومخالفتہ فی ذلک شذ وذمن اہل الخلاف وہو ممکن من الضعف واما الاحکام الشرعیۃ فان کان علیہا دلیل قاطع فالمصیب فیہا ایضا واحد والمخطی غیر معذور وان کانت مما یفتقر الی النظر والاجتہاد فالواجب علی المجتہد استفراغ الوسع فیہا ولا اثم علیہ حینئذ قطعا بغیر خلاف یعلم بہ۔ پس اپنی شہید ثانی کی شہادت کو ملاحظہ فرمائی اور اپنے استدلال کی کیفیت کچھ تو معلوم ہی لیکن اسقدر گذارش کرنا باقی ہے کہ تمام فرق شیعہ کے نزدیک مین جو کچھ اصول دین مین تکاذیب وتجاحد ہے خصوصا فرق شیعہ امامیہ مین جو کچھ ارباب امامت مین اختلاف ہے اور اسکی نسبت ہم پوچھتے ہین ہماری فاضل مجیب فرماین تو سہی قطع نظر اس سے آپکے اکابر و اسلاف مثل شیخ مفید و سید مرتضی اور دیگر من الطراز جنہون نے تمام احکم تنے انکی رد اقوال مین

لہ جمہور اہل اسلام جو فرق مین مجتہدین مین سے جو باہم ان عقلیات مین مختلف ہین جنپر تکلیف واقع ہوئی ہو ایک مصیب بصواب ہے اور دوسرا مخطی پر ہے اور گنہگار کیونکہ اللہ تعالی نے اوسپر علم کی تکلیف دی ہے اور دلیل قائم کی ہے۔ پس مخطی اوسکی پیروی کرنے والا ہے تو اوسکے ذمہ پر باقی رہیگا اور اس اختلاف مین کے چند لوگون نے خلاف کیا ہے اور وہ ضعف کے نہایت مرتبہ مین ہے اور لیکن احکام شرعیہ اگر اون پر کوئی قطعی دلیل ہو تو اوسمین بھی ایک ہی مصیب ہے۔ اور مخطی معذور نہین اور اگر وہ اون احکام مین سے ہو جو نظر و اجتہاد کی طرف محتاج ہین تو مجتہد پر اتنی کوشش کا خرچ کرنا ہے اور بدون خلاف کے جو قابل اعتبار ہو اسوقت اوسپر یقینا گناہ نہین ہے۔ ۱۲

کتابین لکھی جو صریح ضروریات دین کے منکر تھی اور اصول دین مین جمہور فرق اسلامیہ کے مخالف
تھی اور خداوند تعالے شانہ عما یقولون علوا کبیرا کی جسم کے قائل تھے اونکی نسبت مفصل ارشاد
فرمائین - اچھا فرق شیعہ اور فرق امامیہ کو اور اونکی اختلافات کو رہنے دو جناب امامین ہمامین
ثانی و ثالث درباب تسلیم خلافت امیر مظلوم جو اختلاف ہوا اگر یہ مسئلہ اصول دین مین سے ہے
اور اصول اختلاف مستوجب تضلیل ہے تو معاذ اللہ اپنی اصول پر کسکو تکفیر و تضلیل کیجیگا اور
نیز امام رابع شیعہ ابو محمد بن حنفیہ مین باہم امامت مین اختلاف ہوا کہ ہر ایک شخص امین سے
اپنی امامت کا مدعی اور دوسرے کی امامت کا منکر ہوا تو فرمایئے کہ اپنی قاعدہ کے موجب
کسکی تکفیر و تضلیل کیجیگا اور کسکو مبتدع اور ضال کہیگا اور جو کچھ اختلاف کہ فروعات مین ہے
اوسکا تو کیا ذکر کردان **نقل** اس فروعی مسئلہ کے لیے آپکی خلیفہ ثانی نے خلیفہ اول کے
جیت سے تخلف کرنے والونکو کہ اونمین جناب امیر علیہ السلام و بنی ہاشم اور آپکی عشرہ مبشرہ مین سے زبیر
بھی تھے گھر جلانے کی دھمکی کیون دی اور ان حضرات کا کچھ پاس لحاظ کیون نکیا فرمایئے فروعی
اختلاف مین اس تشدد کے کیا معنی **اقول** اگر فروعی اختلاف آپکے نزدیک مستوجب
تشدد نہین ہے تو جناب امیر جناب امام حسین علیہ السلام پر اونکے عمل بیت المال سے بقدر ایک تل کے
لینے پر کیون اسقدر تشدد اور غضب فرمایا اور کیون اونکے مارنے کا قصد کیا اور اوسکا پاس لحاظ
کیون نکیا آپ ہی فرمایئے کہ فروعی اختلاف مین اسقدر تشدد کے کیا معنی - اور نیز جبکہ شیخین
بزعم شیعہ مخالفین کے ڈر سے گھر مین دبک کر بیٹھ گیے اور اپنی حقوق و فدک وغیرہ کا نام
تک نہ لیا اور جناب معصومہ حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت کی (بہ روایات قوم واللہ اعلم
علیہم فیہا) کیا کچھ تذلیل و توہین کی اور کیسی کیسی کلمات نا ملائم مستکرہ فرمائی پس اگر
فروعات مستوجب تشدد نہین ہوتے تو آپنے جناب امیر کی ایسی کیون تذلیل و توہین
صرف فروعات کی لیے فرمائی اور کیون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اور حضرت کی
اور اونکی امامت و عصمت اور افضل الناس ہونے کا کچھ لحاظ و پاس نہ کیا فروعات مین

فروعی اختلافات مین بھی تشدد ہو سکتا ہے

اسقدر تشدد کی کیا معنی - اسی ہی ایک طرف رکھو جناب ابن عم النبی ما وقعہ الناس ابن عباس
جبکہ بشہادت روایات قوم بیت المال بصرہ سے کچھ مال لیکر آ بیٹھی اور جناب امیر کو اس امر کی
اطلاع ہوئی اور آپنے ایک سخت تشدد کا خط لکھا جو نہج البلاغہ میں درج ہی اور ہم ابحاث
سابقہ میں اوسکے نقل کر آئے ہین اوسمین یہانتک لکھا - فان لم تفعل ثم امکنني الله
لاعذرن الله فيك ولاضربنك بسيفي پس اگر فرد عی اختلاف مستوجب
تشدد نہین تو جناب امیر نے فروعات مین کیون اسقدر تشدد کیا اور کیون پاس و لحاظ کچھ
نکیا اور یہانتک فرمایا کہ اگر حسن و حسین ایسا کام کرتے تو مین اونسے بھی یہی تشدد کرتا اور باطل
کو اوسکے مظلمہ سے دور کرتا پس اگر فرد عی اختلاف مستوجب تشدد نہین ہوتا تو آپکی اس تشدد کی
کیا معنی اور آپکے علاوہ جناب امیر نے اپنی عمال پر فروعات مین تشدد ات فرمائی وہ بھی آپکی
نزدیک ظلم اور ناحق ہونگی - قطع نظر اس تقریر سے یہہ بھی آپکی نزدیک پایا گیا کہ حدود و قصاص
کا اجرا اور سیاست و تعزیر کا عمل سب ظلم ہی اور ناجائز کیونکہ یہہ امور بالاتفاق فروعات مین اور فروعیات
مین ایسا تشدد جائز نہین ہی تو یہہ بھی جائز نہونگی پس آپکی اس قاعدہ نے شریعت کا ایک بہت
بڑا حصہ ہی منہدم کر دیا اور بنیاد اسلام کو ہی گرا دیا - آپ کے اس علم و فہم پر نہایت افسوس
اور بڑا افسوس اس وجہ سے ہے کہ آپنے تمام عمر مناظرہ دانی اور موافق و مخالف کی کتابونکی
اوراق گردانی مین گذاری ہے علی الخصوص تحفہ اثنا عشریہ تو ازبر ہوگا پھر اوسپر یہہ حال ہی
اب مختصر گذارش ہی کہ تحفہ مین جواب قصد احراق بیت شیخین رضی اللہ عنہما کے ضمن مین لکھا ہی
کہ جناب فاروق کا یہہ قصد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے مستنبط ہی کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کے حق مین وعید تحریق فرمایا تھا حالانکہ جماعت
فروعات مین سے ہی اور جب ہی یا سنت موکدہ پس اسکی ترک کی وجہ سے جب آپنے وعید احراق
فرمایا تو معلوم ہوا کہ فروعات مین ہی تاکید و تشدید جاری ہوتے ہی اگر آپکی

کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک صلوٰۃ کو کفر سے تعبیر فرمایا نعیر حجر کی رائے کو
یہودیت و نصرانیت سے تعبیر فرمایا۔ جس قطع کی نسبت اتہام تھا کہ اسنے آپکی لونڈی کے ساتھ
زنا کیا ہے حضرت علی رضہ کو اسکے قتل کا حکم فرمایا۔ آپنے فرمایا یوان فی ظہر بنت محمد سرقت
(اعاذنا اللہ من ذلک) نقطعت یدا علی ذالقیاس بالمبالغہ صدہا ایسی روایتیں
قریبین کی کتابون مین مکلیگی جو اس امر پر صریح دلیل ہونگی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اور جناب امیر نے فروعات مین ہمیشہ اتباع کتاب فرمائے ہین۔ پس انکی
یا اصول دین مین داخل سمجھی یا اپنی قول سے رجوع کیجی اور قائل ہوجیی کہ یہ الزام غلط تھا اور
فروعات مین اتباع بدات شرعا روا ہوتی ہین ہمنے اسوقت مجرف اطویل چند اشارہ پر ہی اکتفا
کیا ورنہ اگر پوری بحث کرتے تو خصم کو شک رہیگا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسکی بہت جزئیات
قریبین کی کتابون سے نکالکر دکھلا دینگے **قولہ** فروعی مسائل مین جاہل مرے تو جاہلیہ سے نہین
مرتا ہے حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ متفق علیہ
یہ جاہل امام زمانہ سے جاہلیہ سے مرتا ہے اگر یہ بات ہو کہ جاہل مسائل فروعیہ کا یہہ حال ہو
تو آپکے خلفاء ائمہ بعض مسائل نہین جانتے تھے حتی کہ بعض الفاظ قرآن کے معنی سے آگاہ نہین
انکا کیا حال ہوگا۔ **اقول** اس استدلال مین بوجوہ چند بحث ہے۔ اول تو اس روایت کو
ثابت کرنا کہ مذہب پر صحت ثابت کرنا چاہیی۔ دوسری یہہ کہ یہہ ثابت کرنا چاہیی کہ جسکا لفظ
امام ہے مراد خلیفہ ہی ہے ہم کہتے ہین ممکن ہے کہ امام سے مراد نبی یا کتاب اللہ ہو چنانچہ اطلاق
لفظ امام کا کتاب اور نبی پر کتاب اللہ مین وارد ہے۔ تیسری یہہ کہ جب امامت آپکے نزدیک
اصول دین مین سے ہے اور اصول دین کی اثبات کیلیی دلائل قطعیہ کا ہونا ضروریات سے ہے
اور یہہ خبر بعد تسلیم صحت خبر واحد ہے اور ظنی تو اس سے اصول دین کا اثبات ممنوع ہے جو اسکی
یہہ کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے معرفت نبی کو کافی نہین سمجھا اور اس امر کی خبر دی کہ کفار کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال معرفت حاصل تھی اور ارشاد فرمایا یعرفونہ کما یعرفون

حضرت امام زمانہ کی معرفت کی اعلیٰ درجہ کی ضرورت ہے

ابنائهم اور باوجود اس کمال معرفت کے انکے حق مین تحقق ایمان کے لیے کافی اور معتبر نہین ہوسکتی ہے
تو امام کے حق مین یہہ معرفت کیونکر معتبر ہوسکتی ہے پس اس معرفت سے یا وجوب ایمان مراد ہے
یا وجوب طاعت اول باطل ہے کیونکہ خداوند کریم نے اپنی کتاب مجید مین جسجگہ ایمان مذکور
فرمایا ہے یا ایمان باللہ ہے یا ایمان بالرسل یا ایمان بالکتب ہے یا ایمان بالمعاد کسیجگہ ایمان بالامام
نہین فرمایا اگر امامت بھی داخل اعتقادیات ہوتی تو کہین تو خداوند کریم تعالے شانہ اپنی
کتاب مین مذکور فرماتا اور جب کسیجگہ اوسکی نسبت ایمان کا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ یہہ مسئلہ
اصلی و اعتقادی نہین ہے تو فرعی عملی ہوا چنانچہ کتاب اللہ مین دوسری اشیاء یعنی اطاعت کا
ذکر فرمایا اور وہ بھی اسطرح پر کہ اعمال و قضیات و نواب علما کو شامل ہے اور ظاہر ہے کہ حکم وجوب اطاعت
امیر کا خود فرعیات سے ہے اور متعلق بافعال عباد ہے تو معلوم ہوا کہ معرفت سے مراد ایمان
تو نہین ہے اگر ہے تو اطاعت ہے کیونکہ خداوند تعالے نے ایمان بالامامہ کی تکلیف نہین دی
بلکہ اوسکی اطاعت کو مامور بہ فرمایا تو اس حدیث کے اس صورت مین یہہ معنی ہونگے من لم یطع
امام زمانہ فقد مات میتة جاهلیة اور یہہ معلوم ہی ہوچکا ہے کہ حکم وجوب اطاعت
فروع مین سے ہے تو یہہ بمنزلہ اون فروعات کے ہوگا جنکی نسبت تاکیدات شدیدہ کے روایات
مین مذکور ہین مثلاً ترک صلوٰة سے کفر کے ساتھہ تخویف مذکور ہے ترک حج سے موت یہود و
نصرانیت سے ڈرایا گیا ہے ترک تقیہ کو خروج دین سے تعبیر کیا گیا ترک متعہ کو خروج اپنے جماعت سے
بیان کیا گیا ہے حالانکہ اونمین سے کوئی مسئلہ اصلی اعتقادی نہین سب فرعیات ہین تو اسیطرح
اس مسئلہ فرعی مین بھی تغلیظ و تشدید کے طور پر آپنے یہہ ارشاد فرمایا - اسوجہ سے کہ یہہ بھی
فرائض و واجبات کا موقوف علیہ ہے بلکہ اجرائی شرائع اسلام و مقاصد دین اس پر منحصر ہین
اگر اسمین اخلال ہو تو تمام دین مین برہمی پیدا ہوگی اسیواسطے بزعم شیعہ جناب امیر نے بھی
سکوت فرمایا تھا تو ایسا مسئلہ فرعی جو موقوف علیہ تمام دین کا ہو بہت زیادہ مستحق
ہے کہ اوسکی ترک و اخلال سے موعد شدیدہ اور زواجر غلیظہ کے ساتھہ عباد کو ڈرایا جاوے

پس اس سے ہماری مجیب کا خلافت کے اصلی عقادی ہونے پر دلیل لانا اونکی خوش فہمی کا بھی ثبوت ہے۔ پانچوین محل طعن و استدلال مین موت جاہلیہ ہے کیا مراد ہے اگر موت علی الکفر مراد ہے تو غلط ہے اسکا ثبوت دیجی اور اگر موت جاہلیہ کے ساتھ تشبیہ مراد ہے کہ جیسی زمانہ جاہلیہ مین لوگ خود سر مرتے تھے اور انکا کوئی امام عادل نہین ہوتا تھا ایسی ہی یہ شخص بھی جو اہل زمانہ کو نہ جانے اور اوسکا منقاد نہو خود سر مثل موت زمانہ جاہلیہ کی مریگا تو کوئی وجہ ضعف طعن و استدلال کی نہین ہے۔ باقی رہا خلفائے ثلثہ رضی اللہ تعالے عنہم کی نسبت یہ طعن کہ بعض مسائل نہ جانتے تھے اونکا کیا حال ہوگا سو اول تو اس طعن کی بنا ہی فاسد ہے کیونکہ اول یہ ثابت کرنا چاہیے کہ ہماری نزدیک جمیع مسائل جزئیہ کا علم شرط ہے وہ دونہ خرط القتاد اور جب یہ ثابت نہین تو پھر یہ طعن محض غیر فاسد علی الفاسد ہے دوسرے یہ کہ ہم کہتے ہین کہ بعض مسائل جنابِ امیر بھی نہ جانتے تھے چنانچہ جناب امیر نے قوم مرتدین کو جلوایا حالانکہ شریعت مین سزای احراق نہین ہے اور نیز جناب امیر نے مغلم کو بھی جلوایا اور جناب امیر نے غلمان دجوای پر حد جاری فرمائی سن لایحضر مین ہے وروی ابو ایوب عن الحلبی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان کان فی کتاب علی انہ کان یضرب بالسوط و ینصف السوط و یبعضہ یعنی فی الحدود اذا اتی الغلام او جاریۃ لم یدرکا و لم یکن یعطل حدا من حدود اللہ۔ حالانکہ رفع القلم عن ثلثۃ صریح حدیث متفق علیہ ہے اور نیز جناب امیر نے حد سرقہ معاف کردی۔ سن لایحضر مین ہے وجاء رجل الی امیر المومنین علیہ السلام فاقر بالسرقۃ فقال لہ امیر المومنین اتقرء شیئا من کتاب اللہ عز و جل قال نعم سورۃ البقر فقال قد وھبت یدک لسورۃ البقر۔ الخ حالانکہ یہ استیفاء

جواب اسمیں بھی بعض مسائل نہ جاننے کی

---

۱۲ امام ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا حضرت علی کی کتاب مین تھا کہ آپ پوری کوڑی سے اور آدھی کوڑی اور بعض کوڑی سے یعنی حدود مین مارتے تھے جب کوئی نابالغ لڑکا یا لڑکی لاتے تھے اور اللہ کے حدود کو معطل نہین کرتے تھے ۱۲۔

۱۳ ایک شخص امیر المومنین کے پاس آیا اور چوری کا اقرار کیا تو دریافت ہے جناب نے فرمایا کیا تو کچھ قرآن میں پڑھا ہے کہا ہان سورۃ بقر فرمایا تو بخشا تیرا ہاتھ سورۂ بقر کے بدولت ۱۲۔

حدود مین یہہ شدد تہا کہ صبیان پر جاری کیجاتی تہی اور معطل نہین کیجاتی تہی یا یہہ کہ عقل
بالغ پر جاری فرمائے اور معطل فرمائی اور خلاف شرع ایک قاعدہ گہڑ دیا کہ جب تکرر جنایہ
اقرار کرے تو امام کو اخذ و عفو کا اختیار ہی لیکن جب بینہ قائم ہو تو امام کو عفو کا اختیار نہین
علاوہ ازین آپکی امام ابو جعفر سے من لایحضر مین اسی قسم کی روایت بہی ورد فی المعلے
عن محمد بن سلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال سالتہ عن الصبی یسرق قال
ان کان لہ سبع سنین او اقل وقع عنہ فان عاد بعد السبع قطعت بنانہ او رجلہ
حتی تدمی فان عاد قطع منہ اسفل من بنانہ فان عاد بعد ذلک وقد بلغ تسع سنین
قطعت یدہ ولا یضیع حد من حدود اللہ — اور پہلی شرع معلوم ہو چکا کہ اجرا
حدود کا صبیان مرفوعین بسبب عدم تقلم بخلاف شرع ہی اور جملہ ولا یضیع حد من حدود اللہ وغیرہ
سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ یہہ محض سیاست اور تعزیر نہین تہی علی ہذا القیاس اور بہت مسائل
ہین کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اونکا علم نہ تہا پس جو حال جناب امیر اور دوسری ائمہ کا ہوگا وہی
خلفاء ثلثہ کا ہوگا **قولہ** آپکی زعم مین جناب سیدہ علیہا السلام عدم ارث انبیاء سے واقف
نہ تہین انکی کیا کیفیت ہوگی **اقول** اونکی بہی ہماری نزدیک کوہی کیفیت ہوگی جو کہ
جناب امیر و دیگر ائمہ کی ہوگی اور جو کہ خلفاء ثلثہ کی ہوگی — **قولہ** اسکا اہم المہمات ہونا ثابت
کیا کیا ہی اگر یہہ فروعی مسئلہ ہوتا تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اسکی نسبت ایسی الفاظ تحریر
فرماتی جو عبارتین موجودین **اقول** یہہ تکرار بیفائدہ ہی عنقریب یہہ استدلال بہی گذر
چکا ہی اور اسکا جواب بہی عرض کیا جا چکا ہی کہ یہہ عبارت ہرگز اس مسئلہ کی اصلی ہونے پر
دلیل نہین ہو سکتی یہہ محض حضرت کے خوش فہمی ہی وبس **قولہ** آپکی ابن عسر جسکی جلیل القدر

ا؎ محمد بن مسلم امام ابو جعفر سے روایت کرتا ہی کہا مینی ایسی لڑکی سے پوچہا جو چوری کری فرمایا اگر سات برس کا ہو اوس سے حد دفع کیجاوی - پہر اگر بعد سات برس کے پہر کری تو اوسکی پوریان کاٹی جاینگی جانین یہانتک کہ خون آلودہ ہو جاین اگر پہر بہی کرے تو داہنا پیچے سے کاٹا جاوے پہر اگر فروبرس کا ہو کر پہر بہی کرے تو اوسکا ہاتہہ کاٹا جاوی اور اللہ کے حدود مین سے کسی حد کو ضائع نکیا جاوی - ۱۲-

صحابی اسکو ایسا اہم اور ضروری سمجھتی ہی کہ یزید تک کی بیعت کرلے اور خلع بیعت سے سخت
منع کرے۔ آپ صحیح بخاری کی کتاب الفتن باب اذا قال عند قوم شیئا وصحیح مسلم کی کتاب
الامارۃ باب من فرق امر المسلمین وہ مجتمع کو ملاحظہ فرمایئے **اقول** یہان ہی آپکی
دقت نظر بھی خوش فہمی موجود ہی کہ ضرورت مطلقہ سے آپ اصلی اعتقادی ہونا سمجھتے ہین
حالانکہ یہ بداہۃً غلط ہی چنانچہ چند بار عرض ہوچکا ہی ضرورت ہرگز مستلزم اصلی ہونے کو
نہین ہے بلکہ صدہا فروعات ایسی ضروری اور لابدی ہین اور یہہ جب ہی کہ ہم تسلیم کرلین
کہ ابن عمر نے یزید سے بیعت برضا ضروری سمجھکر کی تھی ورنہ ہم کہتی ہین کہ اول یہہ الفاظ
مستلزم وقوع بیعت ابن عمر کو نہین ہین پھر اگر کی بھی تو ممکن ہی کہ بکراہت بخوف سلب
نفوس نہب اموال وغیرہ مفاسد کی ہو اور خلع بیعت سے یہی اسیوا سطے مانع آتی ہون
پس آپکا استدلال اس سے باطل ہے آخر جناب امیر و دیگر صحابہ مقبولین نے بھی تو خلفاء
ثلثہ کے ساتھ بیعت کی تھی جناب عقیل حضرت امیر کو چھوڑ کر امیر معویہ کی خدمت مین جا پہنچے
جناب امام حسن نے امیر معویہ سے بیعت فرمائی محمد بن الحنفیہ یزید کے مطیع ہوگئے اور بیعت کرلی
غرض بہرکیف ابن عمر یا کسیکی ضروری سمجھنے سے اس مسئلہ کو اصلی اعتقادی اعتقاد
کرنا سراسر خطا ہی اور سوء فہم سے ناشی ہی **قولہ** ابن عمر تو اسکو ایسا ضروری سمجھتے
تھے کہ ایک رات بدون امام رہنا جائز نہین جانتے تھے حتی کہ وقت شب حجاج کے گھر پر تشریف
لائے تاکہ بیعت عبد الملک بن مروان فرماوین۔ چنانچہ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ
وصاحب حیوۃ الحیوان وغیرہ یہہ لکھتے ہین۔ ان عبد اللہ بن عمر طرق علی الحجاج
داره ليلا ليبايع لعبد الملك كيلا يبيت تلك الليلة بلا امام لانه روى عن
النبي انه قال من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة جاهلية خلاصہ مطلب اسکا یہہ لکھا گیا
اور بعض کتب مین یہہ بھی ہی کہ حجاج نے بیعت کے لیئے اپنا پیر بڑھا دیا کہ ہاتھہ خالی نہین ہے
قول بعد تسلیم صحت روایت مقتضا اس روایت کا یہہ ہوگا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

بدون امام کے ایک رات بھی گذارنا جایز نجانتے تھے جیساکہ ہمارے فاضل مجیب سمجھا ہی اور بہت ضروری سمجھتے تھے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ ابن عمرؓ کے ضروری سمجھنے سے امامت اصول دین مین سے ہوجائے یہ محض غلط ہی کیونکہ ضروری طور پر کسی کام کرنے سے اوسکا ضروری ہونا بھی ثابت نہین ہوتا چہ جائیکہ اوسکا اصول مین سے ہونا ثابت ہو محتاط اور متورعین کا قاعدہ ہے کہ آداب اور سنن کو بھی التزام کے ساتھہ ضروری طور پر مثل واجبات کے ادا کیا کرتے ہین حالانکہ وہ فی الواقع ضروری نہین ہوتے پس ابن عمرؓ کے اس فعل سے جو بظاہر ضرورت کو موہم ہے خلافت کا ضروری ہونا بھی مفہوم نہین ہوتا اور غایۃ مافی الباب بعد رد و قدح اگر بطور تنزل تسلیم کرلین تو ایسا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بیعت امام ابن عمرؓ کے نزدیک ضروری اور اہم الواجبات سے تھی لیکن اس سے ہرگز یہ ثابت نہین ہوتا ہے کہ خلافت مسایل اصلیہ اعتقادیہ مین سے ہو یہ تو اوسوقت ثابت ہوگا جب ضروری ہونا مسایل اصلیہ اعتقادیہ مین منحصر ثابت ہوجائے اور مسایل فرعیہ عملیہ سے ضرورت مرتفع ہوجائیگی اور یہ محال ہی قطع نظر اس سے اس روایت کی الفاظ خود اس قصہ کو موید نہین ہوتے کیونکہ حدیث کے الفاظ سے تو صراحۃً ترتب موت جاہلیۃ کا عدم معرفت امام پر ہے تو اس حدیث کی الفاظ سے معرفت کی ضرورت ثابت ہوتی ہے پس معرفت سے یا مراد معرفت ہی ہے یا ایمان ہے اور یہ دونو صحیح نہین پھر یا وجوب بیعت و اطاعت مراد ہے اور ظاہر ہے کہ وجوب اطاعت نصاً ثابت ہی اور وجوب عقد بیعت بشرط تسلیم فوری نہین ہے کہ بدون اوسکے ایک رات بھی نگذرے چنانچہ خود ظاہر ہے پس اس سے واضح ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل اس حدیث سے مستنبط نہین ہوسکتا تو نفس اس روایت مین ایک علت قادحہ موجود ہے علاوہ ازین بخاری کی حدیث صحیح اس قصہ کی مکذب ہی حدثنا مسدد حدثنا یحیی عن سفیان حدثنا عبد اللہ ابن دینار قال شہدت ابن عمر حیث اجتمع الناس علی عبد الملک کتب انی اقر بالسمع والطاعۃ لعبد اللہ عبد الملک امیر المومنین علی سنۃ اللہ و سنۃ رسول اللہ ما استطعت وان بنی قد اقروا بمثل ذلک[1]

---

[1] عبد اللہ ابن دینار نے کہا کہ جب لوگ عبد الملک کی خلافت پر مجتمع ہوے مین ابن عمر کے پاس حاضر ہوا اوسنے لکھا کہ مین بقدر اپنی استطاعت اللہ اور رسول کے طریقہ پر امیر المومنین عبد الملک کے حکم سننے اور اطاعت کرنیکا اقرار کرتا ہون اور میری بیٹون نے بھی یہی اقرار کیا ہے ۱۲

اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت ابن عمر رضؓ نے عبد الملک کی بیعت بذریعہ خط کی تھی نہ یہ کہ مثل روایت مجیب لبیب کے جو ابن ابی الحدید معتزلی شیعی وغیرہ سے نقل کی ہے ابن عمر رضؓ حجاج کے گھر پر رات کے وقت بیعت کے واسطے گئے ہوں اور اوسنے پانو پھیلایا ہو اور اس روایت بخاری سے یہہ بھی واضح ہے کہ ابن عمر کی خطی بیعت عبد الملک کے ساتھہ ابتدا خلافت مین نہین ہوئی بلکہ بعد اجتماع و رفع اختلاف ناس واقع ہوئی اور جبتک اختلاف رفع نہو لیا کسی سے بیعت نہین کی اور بلا بیعت رہے چنانچہ حضرت علی رضؓ و امیر معویہؓ کے عہد مین بھی انکا یہی طریقہ رہا ہے۔ رہا یہہ طعن کہ حجاج نے بیعت کو لئے پانو پھیلا دیا اگر حجاج پر طعن ہے تو اوسنے صدہا مسلمانون کو بیگناہ قتل کیا وہ کیا کچھہ کم ہے اور اگر مقصود طعن ابن عمر سے تو یہہ بھی بیجا ہے کیونکہ اس مین ابن عمر کا کیا تصور ہے جناب امیر کو ابن ملجم نے شہید کیا جناب امام حسین رضؓ کو یزیدیون نے شربت شہادت چکھایا تو کیا اس سے اونکے شان مین خلل آگیا اسلئے اگر حجاج نے بیعت کیواسطے پانو بڑہایا تو اس سے ابن عمر کا نقصان نہین ہوتا ہان حجاج کے خبث پر دلالت واضحہ ہوتی ہے وبس **قولہ** اور نیز اگرچہ اس مسئلہ کو اہلسنت فروعی کہتے ہین مگر سب کتب اعتقادیہ کلامیہ مین ہی ذکر کرتے ہین چنانچہ شارح مواقف اسپر متنبہ ہوکر یہہ تحریر فرماتے ہین کہ انما ذکرناها فی علم الکلام تاسیا بمن قبلنا اذ قد جرت عادة المتکلمین بذکرها فی اواخر کتبهم للفائدة المذکورة فی صدر الکتاب اس عذر کا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہہ ہے کہ اعتراض کو انچہ سے دور کرکے علما سابقین کے ذمہ لگاتا ہے وہ فائدہ جسکا حوالہ صدر کتاب پر دیا ہے یہہ ہے فانها وان کانت من فروع الدین الا انها الحقت باصوله دفعا لخرافات اهل البدع ورمونا للائمة المجتهدین عن مطاعنهم کیلا یفضی بالقاصرین الی سوء اعتقاد فیهم یہہ کلام بھی کچھہ مفید نہین کیونکہ وہ حال سے خالی نہین یا تو مسئلہ امامت معرفت و اعتقاد قلبی سے تعلق رکھتا ہے یا نہین اگر تعلق نہین رکھتا تو اسکا الحاق علم کلام سے کہ مراد ایسے ملکہ سے ہے کہ اوس سے عقائد دینیہ ثابت کرین کیون ہے۔ اور اگر متعلق ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ معرفت حدود و شرائط و فضیلت امام و نیز تصدیق و حسن اعتقاد یا طعن و سوء اعتقاد ائمہ مین علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال افعال جوارح کی قسم سے پھر اس

مسئلہ کو فروعی کہنا کس لئے ہے شاید یہی وجہ ہے کہ شارح نے اس توجیہ و تاویل پر اعتماد نہ کرکے تقلید اسلاف کا عذر کیا ہے اور اسکا ضعف ظاہر ہے **اقول** یہ استدلال بھی مثل اور استدلالات کے ہمارے مجیب لبیب کی خوش فہمی سے ناشی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابتک آپکے افہام مین یہہ بھی نہین آیا کہ فیما بین اہل سنت و شیعہ کے وجہ اس نزاع و اختلاف کی کہ اہلسنت امامت کو فروع مین سے کہتے ہین اور شیعہ اصول مین قرار دیتے ہین کیا ہے اگر یہہ بات آپکو معلوم ہوتی تو ہرگز یہہ استدلالات ہماری مقابلہ مین تحریر نفرماتے اگرچہ کسیقدر رہمنے پہلے بھی عرض کردیا ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان بھی ظاہر کرین تاکہ واضح ہوجائے کہ اس قسم کی آپکے استدلالات بے اصل و بے بنیاد ہین پس واضح ہو کہ مسائل فرعیہ وہ مسائل عملیہ ہین جنکا ایتان متعلق اعمال عباد کے ہو اور مسائل اصلیہ وہ مسائل اعتقادیہ ہین جنکا ایتان متعلق اعتقاد عباد کے ہو اب ہم مسئلہ امامت کو دیکھتے ہین اور فریقین کے مذاہب کو اوسمین خیال کرتے ہین تو علمائے شیعہ نے اوسکو اعتقادات مین داخل کیا ہے اور عمل عباد کو اوسمین کچھہ دخل نہین دیا اہلسنت کہتے ہین کہ یہہ مسئلہ فروع مین سے ہے کیونکہ اسکا ایتان متعلق اعمال عباد کے ہے بس اور یہہ بھی جاننا ضرور ہے کہ فرعیات اگرچہ فی حد ذاتہ عملیات ہوتے ہین لیکن بحسب قوت و ضعف ثبوت کے اونکا اعتقاد وجوب و ندب و اباحت و حرمت و کراہت علے قدر مناز لہا لازم ہوتا ہے مگر چونکہ وہ مسائل فی حد ذاتہ متعلق اعمال عباد کے ہین اور اعتقادی ہونا اونکا بالتبع اور بالواسطہ ہوتا ہے اسلئے وہ مسائل فروع سے خارج نہین ہوتے اور اصول اعتقادیات مین داخل نہین کئے جاتے ظاہر ہے کہ صوم صلوۃ وغیرہ تمام عبادات و معاملات فقہیات باتفاق فریقین عملیات ہین اور کوئی اونکو علم کلام مین داخل نہین کرتا مگر باوجود اسکے پھر ہر ایک حکم کا اپنے اپنے مرتبہ کے موافق اعتقاد ضرور ہے اور ترک اوس مرتبہ مین اور اعتقاد خلاف مین اوسیقدر خرابی و برائی ہے مثلاً اعتقاد عدم فرضیت صلوۃ و صوم مین لزوم کفر ہے و علے ہذا القیاس پس ہمارے مقابلہ مین کوئی دلیل جب تک کہ وہ اس امر کو ثابت نہ کرے کہ خلافت کو فعل عباد سے کچھہ تعلق نہین اور اوسکے ایتان مین عمل عباد کو کچھہ دخل نہین اور وہ محض اعتقادی ہے مفید نہوگی اب بعد اس تقریر کے ملاحظہ فرماوین

تبصرہ نگار کہتا ہے کہ امامت کے باب مین ذکر کرنا کسی اعتقادی امر کا ہے نہ کہ عملی فروع کا

کہ ہمارے فاضل مجیب کا یہ استدلال کسقدر واہی اور ضعیف بلکہ باطل ہوگیا اس استدلال کا مدار اس امر پر ہے کہ چونکہ متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کو علم کلام مین جو عبارت مسائل اعتقادیہ سے ہے ذکر کیا ہے تو یہہ مستلزم اس امر کو ہے کہ یہہ مسئلہ بھی اعتقادی ہو اور یہہ نہین سمجھتے کہ منشاء اختلاف بین الفریقین کیا ہے وہ یہان صادق آتا ہے یا نہین آتا اور یہہ خیال نہین فرماتے کہ ذکر کرنا مستلزم اس امر کو نہین کیونکہ جائز ہے کہ اس ذکر کی کوئی علت خاص جداگانہ ہو چنانچہ خود شارح مواقف نے اوس علت کو ظاہر کردیا اور بالفرض اگر کوئی بھی علت نہوتی تاہم جب منشاء اختلاف قائم تہا اور صراحۃً اہلسنت نے امامت کے ایقان کو تعلق باعمال عباد قرار دیا ہے اور بالتصریح اس مسئلہ کو فروعی کہا ہے تاہم اس ذکر کی تاویل و توجیہ ضروری تہی کیونکہ جبتک بناء اختلاف قائم ہے اوسوقت تک اس مسئلہ کو صرف اسوجہ سے کہ علم کلام مین ذکر کیا گیا ہے اعتقادی قرار دینا سراسر غلط تہا اور منشاء اختلاف سراسر اسکو مکذب ہے رہا دلیل اس امر کی کہ یہہ مسئلہ فرعی عملی ہے اصلی اعتقادی نہین ہے یہہ ہے کہ خداوند کریم تعالے شانہٗ اپنی کتاب مجید مین احکام اصلیہ اعتقادیہ کو جو متفق علیہا بین الفریقین اصلیہ اعتقادیہ ہین مثل توحید و نبوت و معاد کے جابجا بعبارات مختلفہ و عنوانات شتّٰی بیان فرمایا کہ جس مین کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجایش نہ رہے اور تمام احتمالات کے عرق کو متاصل کردیا اور مسئلہ امامت کو کسیجگہ بھی واضح اور صاف طور پر بیان نفرمایا صرف ایک جگہ اولوالامر کی اطاعت کا ارشاد فرمایا جو محتمل بہت سے محامل کو ہے چنانچہ فریقین کے مفسرین نے تفسیر فرمائی ہے علاوہ ازین اطاعت خود متعلق باعمال عباد ہے اگر یہہ مسئلہ اصلی متعلق باعتقاد عباد ہوتا تو خداوند کریم تعالے شانہ اپنی کتاب مین مثل دیگر اعتقادیات کے اسکو بھی کیون ذکر نفرماتا اور بزعم شیعہ اپنے اس فرض سے کیون سبکدوش نہوتا اور ظاہر ہے کہ خداوند تعالے شانہ عجز سے تو منزہ ہے پس جب اوسنے اسکا ذکر کہین نہین فرمایا اور یہہ مسئلہ اس قبیل سے نہین کہ عقل اسکے ادراک مین مستقل ہو اور ہمارے نزدیک حسن و قبح شرعی ہے تو ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ خداوند کریم کا اسکو ذکر نفرمانا اصول فریقین پر صریح دلیل ہے کہ یہہ مسئلہ

سر امامت کو فرعی کہنے کی دلیل

اصلی اعتقادی نہین ہے اور اگر یہہ نہین تو اصول شیعہ پر لازم آتا ہے کہ معاذ اللہ خداوند تعالی شانہ عاجز ہے یا تکمیل دین کی جو خبر دی ہے وُہ کذب ہے اور فی الحقیقت اب تک تکمیل نہین ہوئی سبحانہ وتعالے علوا کبیرا مگر یہہ کہ بروئے عقول حاکمہ خداوند تعالے شانہ کو بھی مورد بالتقیہ کرین تو البتہ اس اشکال عضال سے شاید کچھ مخلصی ممکن ہو علاوہ اسکے اسکی اثبات کے لئے اور بھی دلائل ہین لیکن خوف تطویل اور عجلت وقت سے اونکے بیان کی اجازت نہین دیتی اب ہم اصل بحث کیطرف پھر رجوع کرتے ہین جب یہہ امر ثابت ہوگیا کہ باعتبار اپنی ذات کے مسئلہ امامت فروع دین مین سے ہے اور متعلق باعمال عباد ہے تو متکلمین نے اگر اسکو کتب کلامیہ مین ذکر کیا ہے اور ملحق بالاعتقادیات کیا ہے تو لامحالہ اسکے لئے کوئی علت اور وجہ خاص ہوگی شارح مواقف نے اوسکو بیان کیا کہ ہمنے اپنے اسلاف کی پیروی کرکے امامت کو علم کلام مین ذکر کیا ہے اور اُونہون نے اسوجہ سے علم کلام مین اسکو ذکر کیا ہے تاکہ اہل بدع واہواء کی خرافات ائمہ دین اور خلفاء راشدین مہدیین سے دفع کرین پس اسپر ہمارے فاضل مجیب جو یہہ فرماتے ہین کہ اسکا ضعف ظاہر ہے کیونکہ مآل اسکا یہہ ہے کہ اعتراض کو اپنے سے دور کرکے علماء سابقین کے ذمہ لگایا ہے یہہ سراسر ضعیف ہے کیونکہ یہہ عذر اُوسوقت ضعیف سمجھا جاتا جبکہ عذر مین صرف تقلید سلف ہی کی بیان کی جاتی اور جب علاوہ اسکے اوسکی علت بھی بیان کی اور کہا کہ سلف نے دفع خرافات اہل بدع کی غرض سے اسکو ملحق بالاعتقادیات کرکے علم کلام مین ذکر کیا ہے تو اب اس عذر مین کوئی ضعف باقی نہین رہا اسکے بعد ہماری فاضل مجیب جو اس علت کی نسبت اعتراض فرماتے ہین اور لکھتے ہین کہ یہہ کلام بھی مفید نہین ہے کیونکہ اگر امامت کا تعلق اعتقاد قلبی سے نہین ہے تو الحاق بالاعتقادیات کیون ہے اور اگر تعلق ہے چنانچہ اوسکے حدود وشرائط وحسن اعتقاد وسوء اعتقاد کے ملاحظہ سے ظاہر ہے کہ از جنس علوم ہین نہ اعمال تو فروعی کہنا کس لئے) سراسر پوچ ولغو ہے اور بوجوہ چند باطل ہے (۱) اجمالی طور پر جو دو شق قرار دیئے ہین کہ مسئلہ امامت یا تو معرفت

اور اعتقاد قلبی سے تعلق رکھتا ہے یا نہین یہہ بالکل غلط ہے کیونکہ کوئی دینی مسئلہ خواہ وہ
اصلی اعتقادی ہو خواہ فرعی عملی ایسا نہین ہے جسکا تعلق اعتقاد قلبی سے نہو جسقدر مسائل
دینیہ ہین اون سب کا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتھہ ہے (۲) شق اول جس مین یہہ دعوے ہے
کہ اگر اوسکا تعلق اعتقاد قلبی کے ساتھہ نہین ہے تو الحاق کیون ہے بدیہی البطلان ہے
کیونکہ الحاق غالبًا ایسی ہی جگہ مستعمل ہوتا ہے جبکہ غیر جنس کو کسی کے ساتھہ شامل کیا جائے
شاید آپ کو ملحق برباعی اور ملحق بخماسی کتب صرفیہ سے یاد ہونگے اور علماء اسکی اس معنی مین
کثیر الاستعمال ہے تو مسئلہ امامت فی حدذاتہ فروعی ہے اور ایک وجہ خاص سے ملحق
بالاصول کیا گیا ہے اور وجہ اسکی کہ کیون ملحق کیا گیا وہ خود شارح مواقف نے ذکر کی ہے
اگر یہہ مسئلہ اصلی اعتقادی ہوتا تو پھر الحاق کے کچھہ معنے نہ تھے (۳) ہم اس شق کو اختیار
کرتے ہین اور الحاق کی وہی علت بیان کرتے ہین جو شارح مواقف نے بیان کی ہے
آپ اوسپر اعتراض فرمائیے بعد اوسکے فرمائیے کہ یہہ کلام مفید نہین جب تک آپ اسکو باطل
نکرین آپکا یہہ فرمانا کہ یہہ کلام مفید نہین آپکو کچھہ مفید نہین ہے (۴) شق ثانی کا
بطلان مثل روز روشن واضح ہے کیونکہ جسقدر مسائل دینیہ فرعیہ عملیہ ہین اونکی معرفت
حدود و شرائط و اعتقاد فرضیت و وجوب وغیرہ علوم کے قسم سے ہے نہ اعمال و افعال
جوارح کے قسم سے پھر اون مسائل کو بھی فروعی کہنا کسلئے اونکو بھی اعتقادیات مین داخل
کیجئے سبحان اللہ ہمارے فاضل مجیب کے علم و فضل کا یہہ حال ہے کہ جو شے فی الجملہ از قسیم
علوم ہو اوسکو بھی فروعی ہونے سے خارج فرماتے ہین اور اعتقادیات مین داخل کرتے
ہین۔ حالانکہ تمام مسائل فقہیہ معرفت اور علم مین داخل ہین اگر زیادہ نہین تو کیا آپ نے
علم الفقہ بھی کبھی نہین سنا ہوگا اور یہہ بھی نجانتے ہونگے کہ فقہ علم ہے پھر معلوم نہین
اوسکو اعتقادیات مین کیون نہین داخل کرتے (۵) کسی مسئلہ دینیہ کا اعتقاد قلبیہ سے
فی الجملہ تعلق ہونا ہرگز اسکو مستلزم نہین ہے کہ وہ مسئلہ اعتقادیات سے ہی ہو

بلکہ مسائل اعتقادیہ وہی ہونگے جنکا تعلق محض اعتقاد عباد کے ساتھہ ہو ورنہ عملیہ ہونگے تو اونکا تعلق فی الجملہ اعتقاد قلبیہ کے ساتھہ بھی ہوگا بشرطیکہ وجدانیات نہون پس شق ثانی سے جو یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ جن مسائل کا تعلق اعتقاد قلبیہ سے ہوگا وہ اصلیہ اعتقادیہ ہونگے محض غلط ہے پس اس توجیہ مین جو متکلمین اہلسنت نے مسئلہ امامت کی نسبت کتب کلامیہ مین ذکر کرنے کے بارہ مین فرمائی ہے کسی قسم کا وہن وضعف نہین اور یہہ اعتراضات تضعیف ہمارے فاضل مجیب کے خود ضعیف ہین۔ ہان اسقدر ضرور ہے کہ یہہ توجیہ و تاویل شرح طلب ہے جسکی وجہ سے شاید آپکو شبہہ واقع ہوا ہو پس شرح اوسکی یہہ ہے کہ متکلمین کا منصبی کام یہہ ہے کہ وہ اپنی اعتقادیات کو دلائل سے ثابت کرین اور مخالفین کے اعتقادیات اور اونکی دلائل کو بدلائل باطل کرین اور اونکا جواب دیوین اور ظاہر ہے کہ مسئلہ امامت ایسا مسئلہ ہے جو شیعہ کے نزدیک داخل اعتقادیات ہی اور اہل سنت اوسکو داخل فروع اعتقاد کرتے ہین اور جب شیعہ کے نزدیک اعتقادیات مین سے ہے تو لامحالہ متکلمین شیعہ اوسکو اور اوسکی دلائل کو اپنی کتب کلامیہ مین ذکر کرینگے۔ اہل سنت اگر اوسکو اپنے اصول کے موافق اپنی کتب کلامیہ مین ذکر نکرین تو اس مسئلہ کا اصول مخالفین پر ابطال اور اونکی دلائل کا جواب کیونکر دیوین اور ائمہ مہتدین کی مطاعن مخالفین سے کیونکر صیانت و حمایت کرین اور اس اپنے منصبی کام سے کیونکر سبکدوش ہون اور اگر ذکر کرین تو لازم آتا ہے کہ علم کلام مین جو عبارت مسائل اصلیہ اعتقادیہ سے ہے فروع مین بحث ہو اور یہہ بھی بظاہر فی الجملہ خلاف قاعدہ ہے۔ لیکن یہہ نہایت بدیہی ہے کہ علوم مین تبعاً اور استطراداً اون اشیاء کو ذکر کر دیتے ہین جو اون علوم اور اونکے اغراض سے بالکل بیگانہ اور اجنبی ہوتے ہین اگر آپ تامل کرینگے تو علوم مین ایسے بہت مسائل معلوم ہونگے دور نجائیے چھوٹے چھوٹے رسائل منطق مین ابتداءً بحث الفاظ لکھتے ہین اور پھر عذر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ گو اس علم سے بحث الفاظ کو تعلق نہین ہے لیکن ایک ضرورت خاص کے وجہ سے ہمنے ذکر کیا ہے اور اس سے

یہہ لازم نہین آتا کہ بحث الفاظ داخل اصول مقاصد منطق ہو جائے اور کوئی شخص بیوقوفی سے بیوقوف بھی یہہ اعتراض نہین کرتا کہ تمہارے اس ذکر کرنے سے بحث الفاظ داخل اصول منطق ہوگئی تو پس مسئلہ امامت کا بھی یہہ ہی حال ہی کہ وہ بھی ملحق بالکلام ہے جو ایک وجہ خاص سے کلام مین ذکر کیا گیا ہے اور اس سے ہرگز نہین سمجھا جاتا کہ وہ داخل اصول ہو اور متکلمین کا عذر ضعیف ہو یہہ صرف ہمارے فاضل مجیب کی خوش فہمی کا ثمرہ اور علوم کی واقفیت کا نتیجہ ہے **قولہ** اگرچہ اسباب مین اور بھی گفتگو ہو سکتی تھی مگر بنظر اختصار بس کیا جاتا ہے **اقول** جسقدر گفتگو فرمائی وہ بھی غلط تھی اور اس قابل نہ تھی کہ کسی کے سامنے پیش کیجاتی اور جسقدر اور گفتگو فرماتے وہ بھی ایسی ہی یا اس سے کم درجہ ہوتی پھر معلوم نہین کہ آپنے ایسی گفتگو مین کیا فائدہ سمجھہ رکھا ہی بجز اسکے کہ چند ناواقفون کے نزدیک وقعت ہو اور یہہ سمجھین کہ ہماری مولانا وسیدنا نے کسقدر طول طویل جواب لکھدیا اور کسقدر مضامین کا جوش ہے لیکن علماء کے نزدیک تو ایسی لغو باتین آپکی تحقیر کی باعث ہین آیندہ جناب کو اختیار ہی **قولہ** صرف اسقدر گذارش ہے گستاخی معاف اوعائے علم یہہ کہ امتحان لینے کو موجود ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی یہہ مسئلہ کتب متداولہ عقاید مین مشرح موجود ہے خاص خاتم المتکلمین کی تقلید کی کیا ضرورت تھی اور اونکے حوالہ کی کونسی حاجت **اقول** امتحان لینے کی درخواست سے ہرگز ادعائے کمال علم نہین سمجھا جاتا اور نہ امتحان لینے کے لئے بہت علم کی ضرورت ہی۔ یہہ حضرت کی کمال علم کی خوبی ہے غایتہ سے غایتہ یہہ ہے کہ بقدر امتحان کے علم کا ہونا کافی ہی یہہ دعوے کہ ابتک یہہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی صریح کذب و دروغ ہی ظاہر ہے کہ ہمنے لکھا تھا کہ مسئلہ امامت فروعی مسایل سے ہے جسکا خود آپکو اعتراف ہی لیکن اوسمین جو حوالہ خاتم المتکلمین کا دیا گیا تھا اوسکی نسبت یہہ طعن ہے یہہ کہنا

ابتک یہ معلوم نہین کہ مسئلہ امامت فروعی ہے یا اصولی جھوٹ ہوا یا نہین کیا مسئلہ کا
علم اسی پر منحصر ہے کہ کتب متداولہ عقاید کا حوالہ دیا جاوے تو جب علم ہو ورنہ نہو اگر اسکا ثبوت
آپ کسی دلیل سے کر سکتے ہین تو بسم اللہ لائیے حضرت مسئلہ کے لئے ہمکو لامحالہ تقلید کی
ضرورت نہتھی کہ متکلمین مین سے کسی کی تقلید کرتے۔ پس جسکو ہم اس مبحث کا خاتم المتکلمین
سمجھتے ہین اگر کوئی مسئلہ ہمنے اوس سے نقل کر دیا تو کیا خلاف قاعدہ کیا اور اس سے
کیونکر لازم آیا کہ ہمکو اس مسئلہ کا علم نہین۔ پس منجملہ حضرت کی خوش فہمیون کے ایک
اور یہ بھی ہی ع این ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر قال الفاضل المجیب قولہ
اور کتاب اللہ مین اوسکی نسبت وعدۂ خیریت ہو چکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اوسکی مدت بیان فرمائی اور ایمآت سے جنکی قدر مشترک تصریح تک پہونچی ہے
اوسکی ترتیب وقوع تک بیان کی گئی اقول لفظ وعدہ کے آگے جو لفظ لکھا ہے
بخوبی پڑھا نہین گیا معلوم نہین کہ حضرت نے خیریت جو بمقابلہ شریت ہے تحریر فرمایا ہے
یا جزئیت جو بمقابلہ کلیت ہے لکھا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمنے
یہہ لفظ خیریت بخائے معجمہ منقوطہ بنقطہ من فوق و بعدیاہی منقوطہ بنقطتین من تحت
و بعد ہا راء مہملہ بمقابلہ شریت لکھا ہے **قولہ** بہرحال ہر دو احتمال کا جواب گذارش
ہے اگر خیریت بمعنے نیکی ہے تو حضرت مجیب سے نہایت تعجب ہے کہ اس لفظ کا یہہ کون موقع
تہا کیونکہ غرض اس خلافت سے اصطلاحی ہے جو نیابت رسول سے مراد ہے اسکی
نسبت لفظ خیریت لکھنے کے کیا معنے نیابت رسول تو خیر ہی ہوگی **اقول** یہہ اعتراض
سراسر خلاف عقل و نقل ہے کیونکہ بقاعدہ معقولیین اگر یہہ موقع لفظ خیریت کا نہین ہے اور
یہان خیریت صادق نہین آتی تو لامحالہ عدم خیریت جو اوسکی نقیض ہے اوسکا موقع
ہوگا اور وہ صادق آئیگی لاستحالۃ ارتفاع النقیضین تو لازم آئیگا کہ خلافت راشدہ عدم
خیریت کے ساتھہ مجامع ہو اور یہہ خلاف ہے کیونکہ یہہ مسلم فریقین ہے کہ خلافت راشدہ مجامع

خیریت اور مبائین شریعت ہی تو ثابت ہوا کہ اس لفظ کا یہہ ہی موقع ہے اور یہان خیریت صادق آتی ہے اور اس لفظ کا اطلاق اسجگہ غلط نہین بلکہ صحیح ہے قطع نظر اس سے ہمکو اپنے فاضل مجیب کی ادعاء کمال علم سے نہایت تعجب ہی کہ وہ ہمپر ایسا اعتراض فرماتے ہین باوجودیکہ اس قسم کے الفاظ جنپر ایسے مہمل اعتراضات وارد ہو سکتے ہین کتاب اللہ اور اقوال ائمہ مین بہی بہت موجود ہین چنانچہ ارشاد ہے وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ ظاہر ہے کہ دابہ اوسی کو کہتے ہین جو مایدب علے الارض ہو چنانچہ ابتدائی چھوٹے چھوٹے رسائیل مین اسکو منقول عرفی کی مثال مین لکھا ہے پہر علے الارض کی قید کا آپکے نزدیک کون موقع تہا اور طائر وہی ہے جو جناحین سے پرواز کرے پہر یطیر بجناحیہ کا لفظ آپکے قاعدہ کے موافق بالکل لغو اور فضول۔ پہر معاذ اللہ خدا کی جناب مین عرض کیجئے کہ حضرت آپ سے نہایت تعجب ہی کہ ان الفاظ کا یہہ کون موقع تہا دابہ تو زمین پر چلا ہی کرتا ہے اور طائر دو نو بازوون سے اوڑا ہی کرتا ہے پہر ان الفاظ کے فرمانے کی کیا معنے پہر جو کچہہ اوسکا جواب ملے اوسی قسم کا جواب ہمارے طرف سے بہی قبول ہو۔ علاوہ ازین وہ خلافت جو ما نحن فیہ سے متعلق ہے جسکو ہم راشدہ اور ہمارے فاضل مخاطب جائیزہ سمجہتے ہین یعنے خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم تہا اوسکی رشد و غیریت کے طرف اور اوسکی دلیل کے طرف اشارہ کرنا مد نظر تہا کہ جناب کو متنبہ کردین کہ جس خلافت کی ہم رشد و خیریت کے معتقد ہین وہ خلافت وہ ہی جسکی خیریت کا وعدہ کتاب اللہ مین ہو چکا آپ کا اوسکو جائیزہ سمجہنا مخالف کتاب اللہ کے ہے پس آپ انصاف سے ملاحظہ فرمائیے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کہ مقدر ہوون اور

ف۱ اور نہین کوئی چلنے والا زمین مین اور نہ کوئی پرندجو اوڑتا ہے اپنے دو نو بازوون سے مگر گروہ ہین تم جیسے ۱۲

بجائے خود ہے **قولہ** اور چونکہ اسکے تعیین بالتقاد ربانی ووحی یزدانی بذریعہ رسول علیہ السلام کے ہوگی جیسا کہ ازالۃ الخفا کے عبارت منقولہ سے ظاہر ہے پھر اسکی نسبت کتاب اللہ مین وعدہ خیریت کے کیا معنے **اقول** چونکہ اسکی تعیین بالتقاد ربانی ووحی یزدانی بذریعہ رسول علیہ السلام کے ہوگی جیسا کہ عبارات ازالۃ الخفا سے واضح ہے اور وہ خیر محض ہوگی اسیواسطے کتاب اللہ مین اوسکی خیریت کا وعدہ ہوا اور صلاح وفلاح کی خبر دی اگر وہ غصب وعدوان وظلم وطغیان ہوتی تو اُوسوقت اُوسکی خیریت کی اخبار کی کچھ معنے نہ تھی اور جب وُہ خیر محض ہے تو ظاہر ہے کہ اُوسوقت اوسکی خیریت کا اخبار واعلان نفس الامری کا اخبار ہے اور صحیح وبجا پھر یہہ فرمانا کہ پھر اسکی نسبت کتاب اللہ مین وعدہ خیریت کے کیا معنے گنجائش نہین رکھتا اور اسکی کچھ معنے نہین ۔ آپ اسکو سوچیے بہت موٹی بات ہے **قولہ** اور اگر جزئیت بمقابلہ کلیت مراد ہے تب بھی سمجھ مین نہین آتا کہ اوسبحانہ تعالے ایسی اہم المہمات کی جزئیت کا وعدہ فرمائے اور کلیت سے اعراض کرے جس سے تمام مصالح امور دینی ودنیوی امت مرحومہ کے وابستہ ہین حالانکہ اور احکام مفصل ومشرح ارشاد ہون **اقول** یہہ شق محض ہمارے فاضل مجیب کی حدت ذہن وتیزی ذکا سے ناشی ہوئی ہے ورنہ اول تو یہہ ہی خیال کرنا چاہیئے کہ اس لفظ کا اسجگہ اطلاق کیونکر اور کس معنے کے اعتبار سے صحیح ہے اور اگر بتکلفات وتاویلات اس لفظ کی اطلاق کو اسجگہ بنایا بھی گیا تو پھر کتاب اللہ مین اسکی جزئیت کا وعدہ کہان مذکور ہے اور کلیت سے کیونکر اعراض ہے ۔ خلافت کی جزئیت کے وعدہ کا قرآن شریف مین وجود تو اُوسوقت صادق آئے کہ خلافت مسلقہ کلیہ مین سے ایک فرد خاص کا وعدہ مذکور ہو اور ظاہر ہے کہ اُوسکا فرد خاص جزئی نہین پایا جائیگا مگر جبتک کہ اُوسکا موصوف مذکور نہو اور اُوسکے طرف اضافہ کرکے بیان نہ کی جاوے لیکن تمام قرآن شریف مین ایسی خلافت کیسجگہ مذکور نہین اور نہ کہین ایسی خلافت کا وعدہ ذکر فرمایا تو اس سے

صاف ثابت ہوا کہ کتاب اللہ مین خلافت کی نسبت وعدہ جزئیت ہونے کی کچھ معنے
نہین رہا یہہ کہ اوسبحانہ وتعالے نے ایسی اہم المہمات کی کلیت سے اعراض فرمایا جسکی
ساتھہ تمام مصالح امت وابستہ ہین یہہ وہ اعتراض ہے کہ اگر آپ تامل فرمائینگے تو معلوم
کرینگے کہ اصول اہل تشیع پر ہی وارد ہوتا ہے کیونکہ اگر خداوند کریم نے اپنی کتاب مین
مسئلہ خلافت کو کلیتہً یا جزئیتہً اور اوسکی شرایط کو بیان فرمایا ہے تو فرمائیے کسجگہ اور
کس سورۃ مین بیان فرمایا ہے اور اگر نہین فرمایا تو ترک واجب کیا کیونکہ اسکا بیان کرنا
مثل اور فروع واصول کے لطف تہا جو بزعم آپکے خداوند تعالے شانہ عن ذلک پر
واجب تہا تو ترک لطف فرمایا اور نیز اخبار تکمیل دین اور اتمام نعمت آپکے اصول پر کذب ہوا
اور ہمارے نزدیک جب اوسکا خود خداوند تعالے متکفل ہوگیا اور اوسکے ایقاع کا وعدہ
فرمایا تو بعد اوسکے پھر کسی بیان کی حاجت نرہی معہذا ہمارے نزدیک اور ہمارے اعتقاد
مین حق تعالے شانہ پر کوئی چیز واجب نہین اوسکی ذات پاک اس سے کہ کوئی چیز اوس پر
واجب ہو منزہ ومبرا ہے اور اوسکی شان یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید ہے اور نیز مسئلہ خلافت
اصول مین سے ہی نہین ہے جسکا ثبوت کتاب اللہ ہی پر موقوف ومنحصر ہو تو ہمپر کوئی اعتراض
لازم نہین آتا **قولہ** حضرت مجیب نے جس وعدہ کا ذکر کیا ہے اوسمین غور وتامل سے کام
نہین لیا اور اصطلاحی ولغوی معنے مین تمیز نہین فرمائی اگر اس وعدہ کو ذکر فرمائینگے
تو اسکا جواب بہی تفصیل سے گذارش کیا جاویگا اجمالاً اسی قدر کافی ہے **اقول** ہماری
سمجہہ مین نہین آیا کہ خداوند کریم کے دو وعدہ ہین اصطلاحی ولغوی وعدہ اصطلاحی و
لغوی کیسا مفصل ارشاد فرمائین ہم اسکا ذکر مختصراً دلایل اثبات خلافت مین کر چکے
ہین اور تفصیلی جواب کے منتظر ہین قال الفاضل المجیب۔ قولہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکی مدت بیان فرمائی الخ اقول شاید اس مدت سی خلافت
نتی سالہ حضرت مجیب کی مراد ہوگی اگرچہ عقلاً کسی طرح اس حدیث کا رسول مقبول سے

جو عقل کل تھے صادر ہونا سمجھ مین نہین آتا کیونکہ سی سالہ کی قید کی کوئی ضرورت معلوم
نہین ہوتی امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تیس سال مین ختم نہین ہوگئی کہ بعد
مین خلافت کی ضرورت نرہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین چھوڑا
کہ اس مدت مین کامل ہوگیا یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی ہمارے
فاضل مجیب نے اس حدیث کے مقدوح اور غیر معتبر ہونے کی جو علت بیان فرمائی
ہے عجیب غریب ہی فرماتے ہین کہ قید سی سالہ کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی
کیون حضرت بیان واقع اور اخبار نفس الامر مین ضرورت اور عدم ضرورت کو کیا دخل
جسطرح واقع ہونیوالا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بالقا ربانی ووحی یزدانی
اوسکی خبر دیدی کہ خلافت علے منہاج النبوۃ اس زمانہ تک ممتد و متصل رہیگی اور بعد
اسکے منقطع ہو جائیگی پھر یہہ فرمانا کہ مدت کی قید بے ضرورت ہے عدم فہم مرام سی ناشی
ہے اسکے بعد یہہ اعتراض کہ اس مدت مین امت ختم نہین ہوگئی جو بعد مین خلافت کی ضرورت
نرہی اوس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے ہم کب کہتے ہین کہ اس مدت مین امت ختم ہوگئی اور
ہمنے کب کہا ہے کہ خلافت نبوۃ کی ضرورت نہین رہی لیکن ہان یہہ ضرور کہتے ہین کہ
خداوند تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور اوسکو اختیار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے جب اوس
سبحانہ تعالے نے چاہا خلافت علی منہاج النبوۃ رہی اور جب اوسنے چاہا منقطع ہوگئی اور
عجب نہین کہ یہہ قتل خلیفہ ثالث کی پاداش اور اوسکا وبال ہو پھر یہہ کہنا کہ امت ختم نہین
ہوئی یا ضرورت باقی نہین رہی سراسر لاطائل ہے۔ علاوہ ازین اگر ہم اپنے فاضل
مخاطب کے اصول کے لحاظ سے ضرورت کو دیکھتے ہین تو دوازدہ کی قید کی بھی کچھہ
ضرورت معلوم نہین ہوتی کیونکہ اولاً جب اونکو تمکین نہ دی تو اونکا وجود و عدم برابر ہوگیا
اور تمکین دینا بھی ایک قسم کا لطف تھا جو واجب تھا اوسکو بھی ترک فرمایا اور نیز اکثر زمانہ
وجود امام سے بسبب غیبت کے خالی رہا تو ایسے امام کے جو محض عنقا صفت ہو جس تک

صریح الفاظ قدوری کی توان کے سمجھنے کی کوشش اور اعتراض کا جواب

کوئی نہ پہونچ سکے نہ اُوسکو کوئی دریافت کرسکے وہ کسی کے ہاتھہ آسکے کیا ضرورت
پس ایسے شخص کو امام بنانا کیا اسوجہ سے ہے کہ امت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ختم ہوگئی یا اسوجہ
سے ہے کہ امامت کی ضرورت نہین رہے یا کسی اور وجہ سے ہے جسکا ادراک خارج از عقول ہے
پہر اگر واقعی وہ ایسی ہی ہے کہ اُوسکا درک عقل سے محال ہے تو بقول سامی عقلا کے
نزدیک ایسی امامت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہونا جو عقل کُل کہتے محال معلوم
ہوتا ہے پہر اسکے بعد جو یہہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ناقص نہین
چہوڑا جو اس مدت مین کامل ہوگیا یہہ اُون دونو سے طرفہ تماشا ہے ہم کہتے ہین کہ معاذ اللہ
حضرت نے دین ناقص چہوڑا جسکی اس مدت مین تکمیل ہوئی ہم تو خود خلافت علی منہاج النبوۃ
کہتے ہین جسکے صاف یہہ معنے ہین کہ خلفا قدم بقدم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور
اُون قوانین کو جو حضرت نے بوحی ربانی ممہد فرمائے تہے اور اُون طرق کو جنپر حضرت شرائع
الٰہیہ کی بجا آوری مین چلتے تہے اپنا امام سمجہتے رہے معہذا باوجود اسکے کہ دین مین کوئی
کمی و کوتاہی باقی نہین رہی تہی اور ہمہ جہات تمام و کمال اُوسکا ہوچکا تہا یہہ وعدہ ہائے
حقہ خداوندیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درباب غلبہ دین اسلام و شیوع
شعائر ایمان اور فتح بلدان اور زوال خوف بالکلیہ اور حصول امن تام وغیرہ
ہوئی تہی اور ابہی تک جو غیر عدم مین تہی وہ سب خلفاء حقہ راشدہ کی سعی و کوشش
سے بروئے کار آئی اور اُون وعدون کے حصول مین خلفاء راشدین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا جارحہ ہوئے اور وہ اونکی خدمات نمایان اور فتوحات بے پایان حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کیطرف ہی منسوب ہوئین اور گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتہون
سے ظاہر ہوئین پہر بعد اسکے جب لوگون نے اس نعمت عظمے اور عنایت کبرے کی ناشکری
کی اور وہ خلیفہ ظلماً شہید کئے گئے اور اونپر خروج و بغاوت ہوئی تو خداوند تعالے نے بحکم
ذلک بما کسبت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید بمقتضاء ذلک بان اللہ

لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ - اپنی اس نعمت کو اُٹھا لیا چنانچہ اس مضمون کو بھی اشارۃً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور اہلسنت کی کتابون مین موجود ہے پس اس سے ظاہر ہوا کہ جب مہمات خلافت علی وجہ الکمال اس خلافت کے زمانہ مین حاصل ہوئی تو یہی خلافت حقہ راشدہ تھی اور اس خلافت سے مقصود سرانجام ان مہمات موعود کا تھا لیکن حضرات شیعہ کے اصول پر البتہ یہ لازم آتا ہے کہ دین ناقص تھا جسکی تکمیل کیواسطے امامت راشدہ مقرر ہوئی اور مکمل دین ہوا تھا جسکے واسطے ائمہ مبعوث ہوئے اور اس سے بصراحۃً وبداہۃً لازم آتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہین ہین اور آپکا وصف ختم رسالت باطل ہے کیونکہ جو اوصاف خاصہ کہ نبی کے ہوتے ہین مثل عصمت وفضل وفضلیت وغیرہ کے جب ائمہ کے لئے ثابت کیئے تو گویا ائمہ کی نبوت کے معنی مدعی ہوئے اگرچہ اطلاق اسم نبوت اور نزول وحی سے تحاشی کرتے ہین لیکن یہ ایک محض لغو بات ہے کیونکہ اصطلاحًا لفظ نبی کا جسپر چاہا اطلاق کیا اور جسپر چاہا نہ اطلاق کیا اس اصطلاحی اطلاق سے نزاع نہین رفع ہوسکتا - اور نزول وحی کا انکار صراحۃً غلط ہے جب محدثیۃ کے قائل ہین تو لامحالہ وہ مشتمل نزول وحی کے ثبوت کو ہے پھر اعتقاد فضلیت ائمہ کا تمام انبیاء ورسل اولوالعزم وغیر اولوالعزم پر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود اشتراک نے الاوصاف کے بداہۃً ثبوت نبوت ائمہ کو مستلزم ہے اور نیز انبیاء علیہم السلام کا ائمہ کے مراتب پر حسد کرنا اور اونکی امامت کی انکار سے مصیبتون مین مبتلا ہونا اور ائمہ کے واسطے جناب باری مین دعا کرکے مصیبت سے رہائی پانا غایت تقرب جناب الٰہی کی دلیل ہے جو درجہ نبوت سے کم نہین بلکہ کہین بڑھکر ہے - علاوہ ان سب باتون کے بڑی دلیل یہ ہے کہ ائمہ کا قول کتاب وسنت کا ناسخ اعتقاد کرتے ہین جو بداہۃً ائمہ کے ثبوت نبوت اور حضرت کی ختم رسالت کے بطلان کو مقتضی ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دین ناقص تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین اوسکی تکمیل نہین ہوئی تھی

جو اُسمین نسخ و تبدیل کی ضرورت ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کو ناقص چھوڑا تھا
جسکی زمانہ ائمہ مین تکمیل ہوئی پس معلوم ہوتا ہی کہ بحکم آیت الیوم اکملت لکم دینکم تکمیل دین کا حضرت
کے زمانہ مین ہونا حضرات شیعہ نے اعتقاد کر رکھا ہی وُہ اپنی اصول کی ناواقفی کے وجہ سے ہی و بس **قول**
معہذا خود حضرات اہلسنت یہہ حدیث بیان کرکے مشکل مین پڑ گئے اور اس مدت کی بعد کی خلافت
کی رشادت کو بھی قائل ہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین بعد ذکر اس حدیث کی شارح لکھتا ہی وھذا
مشکل لان الحل والعقد من الامۃ قد کانوا متفقین علی خلافۃ الخلفاء
العباسیۃ وبعض المروانیۃ کعمر بن عبد العزیز مثلاً ولعل المراد ان الخلافۃ الکاملۃ
التی لا یشوبھا شیٔ من المخالفۃ ومیل عن المتابعۃ یکون ثلاثین سنۃ وبعدھا
قد یکون وقد لا یکون۔ انتہی **اقول** یہہ ہمارے فاضل مجیب کی مناظرہ دانی ہی کہ فرماتے ہین
کہ اس حدیث کو بیان کرکے اہل سنت مشکل مین پڑ گئے حضرت کو یہہ بھی معلوم نہین کہ علماء اعتراض
کو اشکال اور اشکال کو مشکل سے تعبیر کیا ہی کرتے ہین آپکی احادیث پر صدہا اعتراضات وارد ہوتے ہین اور
محدثین اور شراح بیان کرتے ہین شرح نہج البلاغت مین جناب امیر کے اقوال سے مذہب کتنے اعتراضات
شارح لکھتا ہی اور باوجود اسکے یہہ کوئی نہین سمجھتا کہ ہم مشکل مین پڑ گئے اور نہین تو جلد اول بحار الانوار
باقر مجلسی کو بھی ملاحظہ فرمائین کہ صفحہ ۱۶ اپر ایک روایت طویل امالی صدوق سے نقل کرتے ہین جسکے بعض
جملے یہہ ہین فلما اصبح قال لہ الملک ان مکانک لنزھۃ قال لیت لربنا بھیمۃ فلو کان
لربنا حمارا لرعیناہ فی ھذا الموضع فان ھذا الحشیش یضیع علامہ مجلسی
اسکی شرح لغات کے بعد لکھتے ہین وفی الخبر اشکال من ان ظاھرہ کون العابد قائلا بالجسم وھو نیا
مستحقا للثواب مطلقا وظاھر الخبر کونہ معھذا العقیدۃ الفاسدۃ مستحقا للثواب

لہ جب صبح ہوئی تو اوسکو ملک نے کہا کہ تیری جگہ از نہایت سیر ہی کہنے لگا کاش ہمارے رب کا چوپایا ہوتا اگر ہمارے
رب کا گدھا ہوتا تو ہم اسکو اسجگہ چراتے کیونکہ یہہ کہاس ضائع ہوتی ہی ۱۲ اس خبر مین اشکال ہی اس سبب سے کہ اسکا ظاہر
دلالت کرتا ہی کہ عابد جسم کا قائل تہا اور یہہ مطلقا استحقاق ثواب کے منافی ہے اس حدیث کا ظاہر یہہ ہی کہ یہہ شخص
بسبب کمی عقل اور بیوقوفی کے باوجود اس عقیدہ فاسدہ کے ثواب کا مستحق ہے ۱۲

لقلہ عقلہ وہلا بعد اسکے علامہ مجلسی تاویل کرکے فرماتے ہین وعلی التقادیر لابد امامن ارتکاب تکلف تام فی الکلام او التزام فساد بعض الاصول المقررۃ فی الکلام۔ اب اسکو غور و انصاف سے ملاحظہ فرمائین اور جو شق دل چاہے اختیار کرین ہمارا اوسمین مدعا حاصل ہے۔ علاوہ ازین شارح نے وہین اسکا جواب بھی جو شارح کی رائے مین معتمد تہا لکہہ دیا اور اشکال مرتفع ہوگیا **قولہ** آپکے پیر دستگیر صاحب غنیۃ الطالبین مین صرف تنبیہ پر ہی اکتفا نہین فرماتے اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے حضرت معاویہ کو بہی خلیفہ راشد فرماتے ہین **اقول** آپ عبارت غنیۃ الطالبین کا مطلب یا غلط سمجہے یا مقصود و ہو کہ وہی ہے اب ہم اصل عبارت نقل کرکے اپنا مدعا ثابت کرتے ہین حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ شروع فصل مین تحریر فرماتے ہین۔ ولیعتقد اہل السنۃ ان امۃ محمد خیر الامم اجمعین وافضلہم اہل القرن الذین شاہدوہ وامنوا بہ وصدقوہ بایعوہ وتابعوہ وقاتلوا بین یدیہ وفدوہ بانفسہم واموالہم وعزروہ ونصروہ وافضل اہل القرن اہل الحدیبیۃ الذین بایعوہ بیعۃ الرضوان فہم الف واربع مائۃ رجل وافضلہم اہل بدر وہم ثلث مائۃ وثلاث عشر رجلا عدد اصحاب طالوت وافضلہم اربعون اہل دار الخبزران الذین کملوا بعمر بن الخطاب وافضلہم العشرۃ الذین شہد لہم النبی بالجنۃ وہم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحۃ والزبیر وعبد الرحمن بن عوف

۵۱ اہل سنت اعتقاد کرتے ہین کہ امت محمد کی تمام امتون سے بہتر ہے اور اون مین افضل اوس قرن والے ہین جنہون نے حضرت کو دیکہا اور آپ پر ایمان لائے اور تصدیق کی اور بیعت کی اور متابعت کی اور آپکے سامنے لڑے اور اپنی جانون اور مالون کو آپ پر قربان کیا اور اونکی امداد و اعانت کی اور اوس قرن والون مین افضل حدیبیہ والے ہین جنہون نے بیعت رضوان کی اور وہ چودہ سو مرد ہین اور اون مین افضل بدر والے ہین اور وہ تین سو تیرہ مرد ہین جو طالوت کے لشکر کے برابر اور اونمین افضل چالیس آدمی ہین دار خبزران والے جو عمر بن خطاب کے ساتہہ پوسے ہوگئے اور اونمین افضل وہ دس ہین جنکے لئے نبی صلعم نے جنت کی شہادت دی اور وہ یہ ہین ابوبکر رضؓ عمر رضؓ عثمان رضؓ علی رضؓ طلحہ رضؓ زبیر رضؓ عبد الرحمن بن عوف رضؓ سعد رضؓ سعید رضؓ ابو عبیدہ رضؓ بن الجراح ۱۲

وسعد وسعید وابو عبیدۃ بن الجراح وافضل[۱] هولاء العشرۃ لابرار الخلفا
الراشدون الاربعۃ الاخیار وافضل الاربعۃ ابو بکرؓ ثم
عمرؓ ثم عثمانؓ ثم علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وهولاء الاربعۃ الخلافۃ لعبدہ الذی
صلی اللہ علیہ وسلم ثلثون سنۃ و لی منها ابو بکر سنتین وشیئا وعمر عشرا
وعثمانؓ اثنا عشر وعلی ستا ثم ولیها معویۃ تسع عشر سنۃ وکان قبل ذلک
ولاہ عمرؓ الامارۃ علی اهل الشام عشرین سنۃ[۲] پھر اسکے بعد دو ورق آگے
بڑھکر تحریر فرماتی ہین - ثم خلافۃ معویۃ بن ابی سفیان فثابۃ صحیحۃ
بعد موت علی وبعد خلع الحسن نفسہ عن الخلافۃ وتسلیمها الی معویۃ لوای راہ
الحسن ومصلحۃ عامۃ تحققت له وهی حقن دماء المسلمین والحقیق قول
النبی فی الحسنؓ ابنی هذا سید یصلح اللہ تعالیٰ به بین فئتین عظیمتین فوجبت
امامتہ لعقد الحسنؓ له فسمی عامۃ عام الجماعۃ لارتفاع الخلاف بین
الجمیع واتباع الکل لمعویۃؓ لانہ لم یکن هناک منازع ثالث
فی الخلافۃ وخلافۃ مذکورۃ فی قول النبیؐ وهو مروی عن النبیؐ انہ قال ثم ورق

---

[۱] اوان عشرہ ابرار مین سے افضل چارون خلفاء راشدین ہین اور ان چارون مین افضل ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ ہین اور ان چارون کی خلافت بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس برس ہین جسمین سے ابوبکرؓ دو برس اور کچھ زیادہ متولی خلافت ہوئے اور عمرؓ دس برس اور عثمانؓ بارہ برس اور علیؓ چھ برس پھر بعد اسکے معویہؓ انیس برس اور متولی ہوئے اور اس سے پہلے ابوبکر وعمر رضؓ نے امارت شام پر متولی کیا تھا بیس برس ۱۲

[۲] پھر معویہ بن ابی سفیان کی خلافت بعد وفات علیؓ اور بعد جدا کرنے امام حسن رضؓ کے اپنے نفس کو خلافت سے اور سپرد کرنے خلافت کو امیر معویہؓ کے بسبب رائے کے جو حضرت حسنؓ نے سوچی اور بسبب تحقیق ارشاد نبی صلعم کے حسن رضؓ کے بارہ مین کہ یہ میرا فرزند سید ہے امید ہے اللہ تعالیٰ اسکی سبب سے دو بڑی جماعتون مین اصلاح کریگا ثابت اور صحیح ہے پس اوسکی امامت امام حسن رضؓ کو عقد کرنے سے اوسکے لئے لازم ہوگئی پس اوسکی برس کا نام عام الجماعۃ رکھا گیا اسلئے کہ سب سے خلاف اوٹھ گیا اور سب معاویہ رضؓ کے تابع ہوگئے کیونکہ اوسوقت کوئی تیسرا شخص خلافت مین جھگڑا کرنے والا باقی نرہا اور اوسکی خلافت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مین مذکور ہے اور وہ وہ ہے جو حضرت سے مروی ہوا کہ اپنے فرمایا پھر تیس یا پینتیس یا چھتیس ۱۲

الاسلام خمسا وثلثین سنۃ اوستا وثلثین سنۃ اوسبعا وثلثین والمراد بالرحی فی ھذا الحدیث القوۃ فی الدین والخمس السنین الفاضلۃ عن الثلثین ھی من جملۃ خلافۃ معویۃ الی تمام تسعۃ عشر سنۃ وشھور لان الثلثین کملت بعلیؓ کما بینا۔ اب اہل انصاف اس عبارت کو ملاحظہ فرماکر اور دیکھین کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے کہ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ نے امیر معویہ رضؓ کو خلیفہ راشد فرمایا ہے غلط ہی یا صحیح مین کہتا ہون کہ ہمارے فاضل مجیب کا دعوے بالکل غلط ہے حضرت پیر دستگیر نے کجگہہ حضرت امیر معویہ کو خلفا راشدین مین نہین شمار کیا اور کسی جگہ خلیفہ راشد نہین لکہا ہمارے فاضل مخاطب کو لفظ خلافت سے اشتباہ پڑگیا اور وجہ اوسکی اول یہہ ہے کہ پہلی عبارت مین صرف خلفاء اربعہ ہی کو خلفا راشدین لکہا ہی حضرت امیر معویہ کی خلافت کا بہی اگرچہ ذکر کیا ہے لیکن نہ اوس خلافت کو خلافت راشدہ لکہا اور نہ امیر معویہ کو خلیفہ راشد فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معویہ کو خلیفہ راشد نہین لکہا دوسری یہہ کہ حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یکون ملکا کے موافق اوسکا مصداق خلافت خلفاء اربعہ کو ہے قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین لفظ خلافت سے مراد خلافت نبوت ہے پہر اوسکے بعد جو خلافت امیر معویہ کو ذکر فرمایا اور اوس سے اوسکو خارج کیا تو معلوم ہوا کہ وہ داخل خلافت راشدہ نہین بلکہ خلافت بمعنے ملک وسلطنت ہے۔ تیسری یہہ کہ امیر معویہ کی خلافت کی نسبت لکہا کہ اوس کا ثبوت وصحت اوس وقت سے ہے جب سے حضرت امام حسنؓ نے خلافت تفویض فرمائی تہی اور ظاہر ہے کہ پہلے اس سے اپنی اجتہادی خطا کیوجہ سے

---

۱۲ سینتیس برس اسلام کی چکی چلیگی اور اس حدیث مین رحی سے مراد دین کی قوت ہے اور پانچ سال جو تیس سال سے زائد ہین وہ منجملہ خلافت معاویہ رضؓ کے ہین۔ تیس برس اور کچہہ مہینے پورے ہونے تک کیونکہ تیس برس حضرت علی رضؓ کے ساتہہ پورے ہوگئے چنانچہ ہم بیان کرچکے ہین ۱۲۔

جو بسبب طلب قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقع ہوئی تھی بغاۃ میں سے تھے جناب امام حسن رضؓ نے خلافت تفویض فرمادی خلیفہ کہلائے لیکن ایسی حالت میں اُن کو خلافت راشدہ نہیں کہہ سکتے چوتھی یہ کہ خلافت حضرت معویہؓ کو مصداق حدیث تدور رحی الاسلام کا قرار دیا اور اُسکی تفسیر میں لکھا کہ مراد رحی سے قوت اسلامی ہے اور ظاہر ہے کہ قوت وشوکت اسلامی بمقابلہ کفار کے غایت درجہ کو تھی کیونکہ امراۃ کا ایک شخص پر مجتمع تھا لیکن یہ مستلزم اس امر کو نہیں ہے کہ وہ خلافت علی منہاج النبوت بھی ہو غایت سے غایت یہ ہے کہ سلطنتوں میں عمدہ سلطنت ہو پس اس سے ثابت ہوا کہ خلافت امیر معویہ سے مراد خلافت راشدہ نہیں چنانچہ محشی نے بھی اسکی تصریح کی ہے قولہ رضی اللہ عنہ اما خلافۃ معویۃ رضی اللہ عنہ الخ المراد منہ الامامۃ لا الخلافۃ التی کانت للخلفاء الراشدین الاربعۃ لانہا خلافۃ النبوۃ کما قالہ قاضی وغیرہ من المحدثین کما نقلہ الامام النووی مفصلاً فی شرح صحیح مسلم رہا یہ کہ اطلاق لفظ خلافت یا خلیفہ کا امیر معویہ رضؓ کے حق میں اوّل تو سلطنت بھی بسبب وجوب الاطاعت ہونے کے اہل سنت کے نزدیک خلافت میں داخل ہے چنانچہ خلافت مطلقہ کے نیچے دو نوعیں ہیں ایک خلافت خاصہ دوسری خلافت عامہ اور ظاہر ہے کہ خلافت عامہ ملک و سلطنت ہی تو اطلاق خلافت کا اسپر صحیح ہوا علاوہ ازیں خلافت مطلقہ کی دونوعیں ایک خلافت نبوت اور دوسری امارت و سلطنت ہیں اون دونو نوعوں میں تشکیک ہے اور ہر دو کلی مشکک ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ باعتبار حصول قوت وشوکت وحصول ہمات خلافت واتباع سیر نبویہ علی وجہ الکمالیہ اور باعتبار نورانیت عدم ظلمت کے بعض افراد خلافت خاصہ کے

لہ اما خلافت معویہ الخ خلافت سے مراد امامت ہے نہ وہ خلافت جو چاروں خلفاء راشدین کو حاصل تھی کیونکہ وہ خلافت نبوت تھی جیسا محدثین میں قاضی وغیرہ نے کہا ہے چنانچہ امام نووی نے مفصل شرح مسلم میں نقل کیا ہے ۱۲۔

بہ نسبت بعض کے اکمل و کامل و ضعیف و قوی کا تفاوت رکھتے ہین خود خلفا مین فضیلت علے ترتیب الخلافت واقع ہونا بثبوت مرتبہ تشکیک کی ایک بدیہی دلیل ہے امارت و سلطنت کے صدق مین اپنے افراد پر جسقدر تشکیک ہو وہ محتاج بیان نہین جو ایسی واضح اور ظاہر ہے کہ اوسکے اثبات کی دلیل سے کچھہ ضرورت نہین اور ظاہر ہے کہ نوع ثانی کا فرد عالی نوع اول کے فرد سافل کے ساتھہ بادی النظر مین ملحق و مشتبہ ہوگا کیونکہ درمیان دونون فردون کے بجز ایک باریک حد فاصل کے کوئی واسطہ نہین ہے اسلئے کہ خلافت کی بنیاد دو اصلون پر ہے اول اتباع سیرت نبویہ صلے اللہ علیہ وسلم دوسری انتظام دافع اور سرانجام مہمات لیکن محض خلافت کے لئے اصل اول کو بہ نسبت اصل ثانی کے مزیت ہے کہ اول بمنزلہ موقوف علیہ کے ہے اور ثانی کو بھی فی الجملہ مدخل ہے کیونکہ جو ایک مرتبہ حصول اجر و ثواب کا ہوتا وہ فوت ہوا اور رسول کے لئے ایجاز وعدہائے خداوندی مین جارحہ نہ بنی - افراد عالیہ خلافت مین دونو اصلون کا تحقق اکمل وجوہ سے ہوگا اور افراد سافلہ مین اصل اول علے وجہ الکمال ہوگی اور اصل ثانی مین فی الجملہ نقصان ہوگا سلطنت کو خلافت نبوت سے اگر امتیاز ہے تو اصل اول کی وجہ سے ہے کہ اوسمین مرتبہ کمال سی علے حسب مراتب انحطاط ہوگا اگرچہ اصل ثانی علے وجہ الکمال پائی جائے پس جو افراد عالیہ سلطنت کے ہونگے عجب نہین کہ افراد سافلہ خلافت نبوت سی اصل ثانی سے بڑہکر ہون لیکن اصل اول مین البتہ کمی ہوگی - توجب باعتبار احد الاصلین کے مرتبہ ہوئی اگرچہ باعتبار اصل آخر کے کمی ہو اور وہ کمی بھی ایسی بدیہی اور بین کمی نہو جسکا امتیاز ہر شخص کر سکے تو لامحالہ بادی النظر مین ہر دو نوعین کی افراد سافلہ و عالیہ مین ایک لحوق پایا گیا تو اگر باعتبار اسکے کسی نے قرب مجاورۃ کی وجہ سے مجازاً افراد اعلے سلطنت پر ایسا لفظ اطلاق کر دیا جو موہم خلاف نبوت کو ہو تو کیا بیجا کیا اور اوسپر کیا طعن ہے رہا یہہ کہ اگر آپ حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ

قول سے استدلال فرماتے ہین و خلافتہ مذکورۃ فی قول النبی صلے اللہ علیہ وسلم تو یہ
استدلال بالکل غلط ہے کیونکہ اسمین بلکہ کسی روایت سے اس خلافت کا خلافت نبوت ہونا
متحقق نہین ہوا پس آپکا یہہ فرمانا کہ حضرت پیر دستگیر رضہ نے امیر معویہؓ کو خلیفہ راشد فرمایا
ہے سراسر غلط اور کذب ہے علاوہ اسکے دوسرا کذب اور دہوکہ دہی یہہ ہے کہ تحریر فرماتے
ہین "اس حدیث کی مدت مختلف بیان کرکے تحریر فرماتے ہین" حالانکہ یہہ محض غلط ہے
کیونکہ لفظ اس کا مرجع یہہ ہے حدیث ثلثون سنۃ ہے اور ظاہر ہے کہ اس حدیث مین اختلاف
حضرت پیر دستگیر رضہ نے کہین ذکر نہین فرمایا یہہ حدیث ہرگز اپنی مدت سے متجاوز نہین
اور وہ حدیث جسمین زیادتی مذکور ہے اس سے جداگانہ اور وہ بالکل دوسری
حدیث ہے اوسکا مدلول و ما صدق علیہ کچھہ اور ہی چیز ہے **قولہ** اور نیز اگر یہہ حدیث
صحیح ہو تو وہ دوازدہ خلیفے جنکی بشارت اکثر احادیث مین ہے کیسے ہونگے **اقول**
پہلے ہم اوس حدیث کی الفاظ کو جو بشارت دوازدہ امام مین بطرق شتے وارد ہوئی ہے حضال
ابن بابویہ قمی سے نقل کرتے ہین بعد اوسکے اپنے فاضل مخاطب کو بتلائینگے کہ وہ دوازدہ امام
کیسے تھے اول حدیث ابن مسعود رضہ کی ہے جو بواسطہ شعبی اور قیس ابن عبد اللہ اور جریر
ابن اشعث اور مسروق کی روایت کی گئی ہے وہ یہہ کہ عبد اللہ بن مسعود نے ایک سائل
کے جواب مین فرمایا۔ نعم عہد الینا نبینا صلے اللہ علیہ والہ ان یکون بعدہ اثنا عشر[۵۱]
خلیفۃ بعدد نقباء بنے اسرائیل۔ دوسری روایت جابر بن عبد اللہ
رضے اللہ عنہ سے بواسطہ شعبی اور سماک بن حرب اور عامر بن سعد وغیرہ کے بالفاظ
مختلفہ وارد ہوئی ہے عن[۵۲] جابر بن سمرۃ قال کنت مع ابی عند النبی صلی اللہ علیہ
والہ قال فسمعتہ یقول یکون بعدی اثنا عشر امیرا ثم

روایات بشارت دوازدہ امام

---

۵۱ ہان ہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا ہے کہ بعد انکے بارہ خلیفہ ہونگے نبی اسرائیل کے نقیبون کی تعداد کے موافق ۱۲

۵۲ جابر بن سمرہ سے وہ مروی ہے کہا مین نے اپنے باپ کو کہتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تہا پس مینے حضرت سے سنا فرماتے تھے میرے بعد بارہ امیر ہونگے"

اخفى صوته فقلت لابى ما الذى قال رسول الله صلى الله عليه والہ قال كلهم من قريش
وعن الشعبى عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلى الله عليه والہ لا يزال هذا
الدين عزيزا منيعا ينصرون على من ناواهم الى اثنى عشر قال ثم قال كلمة اصمتنيها
الناس قال فقلت لابى او لابنى ما كلمة اصمتنيها الناس قال كلهم من قريش
وعن جابر بن سمرة قال قال النبى صلى الله عليه والہ لا يزال هذه الامة مستقيما امرها
ظاهرة على عدوها حتى يمضى اثنا عشر خليفة كلهم من قريش فاتته فى منزله
فلت ثم يكون ماذا قال الهرج - وفى رواية عن جابر لا يزال هذه الامة صالحا
امرها ظاهرة على عدوها - وفى رواية عن عامر بن سعد قال كتبت الى جابر بن
سمرة مع غلامى رافع اخبرنى بشى سمعته من رسول الله صلى الله عليه والہ فكتب
سمعت رسول الله صلى الله عليه والہ يقول جمعة عشية رجم الاسلمى لا يزال الدين
قائما حتى تقوم الساعة ويكون عليكم اثنى عشر خليفة كلهم من قريش تيسرى زوات شرح بركى ميں ہے
عن شرح الترمذى قال فى الكتاب ان هذه الامة فيهم اثنا عشر فاذا وقعت الحدة طغوا وبغوا وكان باسهم بينهم

سلہ پھر کچھ آہستہ فرمایا میں نے اپنے باپ سے پوچھا حضرت ؐ نے کیا فرمایا کہا سب قریش سے ہونگے جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دین ہمیشہ غالب مضبوط اپنے مخالفوں پر فتحمند رہیگا بارہ خلیفوں تک پھر آپنے ایک کلمہ فرمایا
جو لوگوں کی ہجوم نے مجکو سُننے نہ دیا تو میںنے اپنے باپ یا بیٹے سے پوچھا کونسا کلمہ ہے جو لوگوں نے مجکو سُننے نہ دیا کہا سب قریش سے ہونگے اور جابر بن
سمرہ سے مروی ہے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ امت ہمیشہ اپنے امر میں مستقیم اپنے دشمن پر غالب رہیگی یہانتک کہ بارہ خلیفہ گذرین
جو سب قریش سے ہونگے پھر میںنے اپنے گھر پر حاضر ہوکر عرض کیا پھر کیا ہوگا فرمایا قتل۔ اور ایک روایت میں جابر سے ہے ہمیشہ اس امت کا
امر درست رہیگا اور اپنے دشمن پر غالب رہیگی اور ایک روایت میں عامر بن سعد سے ہے کہا میںنے جابر بن سمرہ کے پاس اپنی غلام رافع کے
ہاتھہ لکھکر بھیجا کہ مجھکو کچھہ بتلا جو تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو پس اوسکی جواب میں لکھا کہ میںنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جمعہ
کے روز سنا جبکی تمام کو اسلمی سنگسار کیا ہو فرماتے تھے یہ دین برپا رہیگا قیامت تک اور تمہیں بارہ خلیفہ ہونگے سب کے سب قریش سے ہونگے
شرح برکی سے ہو کتاب میں کہا ہو کہ اس امت میں بارہ خلیفہ ہیں جبکی تعداد پوری ہوجائیگی تو سرکش اور بغاوت کرینگے اور انکی لڑائی آپسمیں ہوگی

چوتھی روایت عن ابی بحر قال کان ابو الخالد جالسا فسمعتہ یقول ویحلف علیہ ان ھذہ الامۃ لا تھلک حتی یکون فیھا اثنا عشر خلیفۃ کلھم یعمل بالھدی ودین الحق۔ پانچویں روایت عن سفیان بن برد بن مکحول انہ قیل لہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ قال یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ قال نعم وذکر لفظۃ اخری عن معمر عمن سمع وھب بن منبہ یقول یکون اثنا عشر خلیفۃ ثم یکون الھرج ثم یکون کذا چھٹی روایت عن عمرو الیکانی عن کعب الاحبار قال لی الخلفاء ھم اثنی عشر اذا کان عند القضاء ثھم واتی طبقۃ صالحۃ عند اللہ تھم فی العمر کذلک وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم وکذلک فعل اللہ ببنی اسرائیل ولیس بعزیز ان یجتمع ھذہ الامۃ یوما ونصف یوم وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اور صحیح مسلم میں جسقدر روایتیں درباب ائمہ اثنا عشر وارد ہوئی ہیں وہ تقریبًا ان روایات میں سے بعض کے مطابق ہیں لیکن غالبًا ابو داؤد کی روایت میں لفظ کلھم یجتمع علیہ الامۃ

ابی بحر سے مروی ہے کہا ابو خالد میرا ہمسایہ تھا میں نے اوس سے سنا قسم کھا کر کہتا تھا کہ یہ امت ہلاک نہ ہوگی جبتک کہ اوسمیں بارہ خلیفہ ہونگے سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرینگے۔ سفیان بن برد بن مکحول سے روایت ہے کہ اوس سے کہا گیا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے کہا ہاں۔ اور دوسرا لفظ ذکر کیا۔ معمر سے معمر نے اوس سے جسنے وہب بن منبہ سے سنا کہا تھا کہ وہ بارہ خلیفہ ہونگے پھر قتل ہوگا پھر ہرج ہوگا عمرو الیکانی کعب احبار سے روایت کرتا ہے اوس نے کہا کہ وہ بارہ ہیں اور جب اونکے گذرنے کا وقت قریب ہوگا اور طبقہ صالحہ عبد اللہ آئیگا تو اونکی عمر میں زیادتی ہوگی اسی طرح وعدہ کیا ہے اللہ نے اون سے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے کہ اونکو ملک میں جانشین کریگا جسطرح جانشین کیا تھا پہلوں کو اور اسی طرح اللہ نے بنی اسرائیل کے ساتھ کیا اور اللہ پر کچھ دشوار نہیں کہ اس امت کو ایک دن یا آدھے دن جمع کردے اور ایک دن تیری رب کے نزدیک مثل ہزار برس کے ہے تمہاری گنتی سے ۱۲۔

زیادہ وارد ہوا ہے۔ اب گذارش یہہ ہے کہ جس روایت مین تقیید خلافت کی ثلثون سنہ کے ساتھہ وارد ہوئی ہے وہ خلافت خلافت نبوت ہی جو علے الاتصال اسقدر زمانہ تک ممتد رہیگی چنانچہ بعض روایات مین صریح خلافت نبوت وارد ہوا ہے اور نیز اس قسم کے الفاظ سے بھی ارشاد ہوا ہے ان ھذا الامر بدا نبوۃ و رحمۃ ثم خلافۃ و رحمۃ غرض اس قسم کی روایات سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ یہہ خلافت جسکی مدت تیس سال ارشاد ہوئی ہے خلافت نبوت و رحمت ہے اور وہ روایت جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہے وہ عام ہے اس سے کہ خلافت نبوت ہو یا ملک و سلطنت ہو علی الاتصال ہو یا بانقطاع کیونکہ جسقدر اوصاف دوازدہ ائمہ کی نسبت بیان ہوئے اون سب کا حاصل یہہ ہی کہ اوس خلافت کو قوت و شوکت ہوگی اور اوسمین اضطراب و تزلزل و وقوع فتن نہوگا وہ اپنے اعدا پر غالب رہیگی اور بمقابلہ اوسکے کفار مغلوب و منکوس ہونگے اور امت اونپر مجتمع ہوگی اور یہہ اوصاف کچھہ خلافت خاصہ پر ہی منحصر نہین ہین بلکہ یہہ عوارض عامہ ہین جو خلافت کے دونو نوعون مین پائے جاسکتے ہین خلافت خاصہ بھی ان کے ساتھہ متصف ہوسکتی ہے اور امارت و سلطنت کو بھی ان صفات سے حظ و نصیب ہی پس ان دونو روایتون مین کسی قسم کا تعارض نہین ہے ہان یہہ بات باقی رہ گئی کہ قمی کے بعض روایات مین جو یہہ الفاظ وارد ہوئے ہین کلہم یعمل بالہدے دون الحق شاید ہمارے فاضل مجیب کو خلجان مین ڈالین اور یہہ خیال فرمائین کہ یہہ وصف مستلزم خلافت خاصہ کو ہے لیکن یہہ زعم اگر ہو تو بالکل باطل ہی کیونکہ اس وصف مین بھی صریح مرتبہ تشکیک ہے اور اوسکی صدق مین اپنے افراد پر اولویت اور اشدیت کا فرق بدیہی ہے خلفاء راشدین بھی عاملین بالہدے دون الحق ہین اور سلاطین مین سے اونکے افراد عالیہ اور افراد متوسطہ بھی عاملین بالہدے دون الحق ہین لیکن ان مین اور اون مین باعتبار اس وصف کے امتیاز اور فرق ہے خلفاء

لہ یہہ امر شروع ہوا ہے نبوت اور رحمت پھر خلافت اور رحمت ۱۲

راشدین مین اس وصف کا صدق اولے اور اشد ہی اور سلاطین کے افراد عالیہ و متوسط
مین اُوس سے بعید اور ضعیف ہی لیکن صدق اس وصف کا گو فی الجملہ کم ہے تاہم پایا جاتا ہے
بلکہ سلاطین جائرہ جو سلاطین کے افراد سافلہ ہین اُونمین بھی فی الجملہ پایا جائیگا اگرچہ وہ
کفار کے ساتھ جہاد کرینگے جو باعث تقویت دین ہی لیکن اُون افراد کا اس وصف کے ساتھ
اتصاف ایسا قلیل ہوگا کہ اگر اوسکو کان لم یکن اعتبار کرین تو کچھ مضایقہ نہین ہے
غرض یہہ وصف بھی مثل دوسری اوصاف کے حوارض عامہ مین سے ہی خو خلافت نبوت
اور امارت کو عام ہے اور ہرگز مستلزم خلافت خاصہ کو نہین پس جب یہہ امر ثابت ہوگیا
کہ وہ تعیین و تحدید خلافت خاصہ کے لئے ہی تھی اور یہہ بشارت عام ہے تو دونو
حدیثون مین باہم کچھ تعارض و تناقض نہین رہا سکی تو جہات اور بھی ہوسکتی ہین لیکن
ہم بخوف تطویل اونکو ترک کرتے ہین اب مجھکو یہہ خیال ہی کہ حضرت ابن بابویہ قمی صاحب
نے ان روایتون کو جو بشارت دوازدہ امام مین وارد ہوئی ہین اپنے مذہب کی تائید اور
تقویت مین نقل کیا ہی اور اپنے روایات مذہب کے موافق سمجھا ہی چنانچہ اسکے بعد وہ روایتین
نقل کی ہین جو اپنے رواۃ کی بشارت دوازدہ امام مین منقول ہوئی ہین اسلئے اون روایات
کو بلا رد و انکار قبول کرلیا ہی ورنہ شیخ نے جسجگہ مخالفین کے روایات خصال مین نقل
کی ہین وجہ نقل کی بیان کردی ہے چنانچہ روایت رکعتین بعد صلوۃ العصر عن عبد اللہ
بن الاسود عن ابیہ عن عائشہ بیان کرکے آخر مین لکھتے ہین قال مصنف ھذا الکتاب[1]
مرادی بایراد ھذہ الاخبار الرد علی المخالفین لانھم لا یرون بعد الغداۃ
و بعد العصر صلوۃ فاحببت ان ابین انھم خالفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ فی قولہ و فعلہ
پس جب اسجگہ بعد نقل روایات سکوت کیا بلکہ سکوت نہین اپنی روایات جو بشارت دوازدہ

روایات جو بشارت دوازدہ امام مذہب شیعہ کی موید ہین نقل کرنے مین

[1] اس کتاب کا مصنف کہتا ہے کہ حدیثون کے ذکر کرنے سے میری غرض مخالفین پر رد کرنا ہے کیونکہ وہ بعد فجر اور بعد
عصر کے نماز پڑھنا جایز نہین سمجھتے تو مینے چاہا کہ اس امر کو بیان کردون کہ انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول فعل مین خلاف کیا ۱۲

امام مین تہین وارد کین تو معلوم ہوا کہ یہہ روایات شیخ کے نزدیک مقبول و معتمد ہین قطع نظر اس سے اگر بالفرض شیخ قمی کے نزدیک یہہ روایات معتبر نہون تاہم حسب شہادت امام صادق و امام کاظم معتبر و قابل قبول ہین کیونکہ ہم معنے اور مشابہ روایات اہل بیت کی ہین تفسیر صافی مین منقول ہی قال الصادق فما جاءك فی روایۃ من رواۃ فاجر توافق القران فخذ بہ وما جاءك فی روایۃ من رواۃ فاجر تخالف القران فلا تاخذ وقال الکاظم اذا جاء الحدیثان المختلفان فقسمہما علی کتاب اللہ وعلی احادیثنا فان اشبہہما فہو حق وان لم یشبہہما فہو باطل۔ ان دونو روایتون سے ثابت ہی کہ جو روایت موافق کتاب اللہ اور مشابہ احادیث ائمہ ہووے حق اور واجب القبول ہی اور یہہ روایات منقولہ صدوق بہی مشابہ اون روایات کے ہین جو ائمہ سے وارد ہوئی تو یہہ بہی واجب القبول ہونگی اور بعض روایات مین اگرچہ رواۃ اہلسنت ہین اور بواسطہ رواۃ اہلسنت کے منقول ہوئی ہین لیکن یہہ امر قادح فی الروایۃ نہوگا تو اب معلوم نہین کہ ان روایات کی موافق و دازدہ امام کو ہمارے فاضل مخاطب کیا سمجھینگے اور ان روایات کے صدمہ سے مذہب کی بناء کی انہدام سے صیانت کیونکر کرینگے۔ اور ان روایات سے مذہب تشیع کو چند وجوہ سے صدمہ پہونچتا ہے۔ اول یہہ کہ ان روایات سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ امت کو زمانہ ائمہ اثنا عشر مین استقامت امر اور غلبہ علے الاعداء اور ظہور دین اور اصلاح امور میسر ہوگا پس اگر اونکو ائمہ اثنا عشر حضرات شیعہ پر محمول کیا جاوے تو یہہ وعدہ اور اخبار جہوٹ اور کذب ہوگا کیونکہ ائمہ کے زمانہ مین برعکس اسکے اضطراب امر اور غلبہ اعداء اور اختفاء دین اور فساد امر حاصل ہوا تقل اعظم کا نام و نشان تک صفحہ گیتی سے گویا محو ہوگیا ائمہ کی جود

ل امام صادق رضے اللہ عنہ نے فرمایا جو کچہہ تیرے پاس کسی روایت مین کسی فاجر راوی سے آوے جو قرآن کے موافق ہو تو اسکو لے اور جو کچہہ تیری پاس کسی روایت مین روائے فاجر سے آوے جو قرآن کے مخالف ہو تو اوسکو نہ لے۔ امام کاظم رضہ نے فرمایا جب تیرے پاس دو متخالف حدیثین آئین تو اوسکو کتاب اللہ اور ہماری حدیثون سے مقابلہ کر اگر وہ انکے مشابہ ہون تو وہ حق ہے اور اگر اون کے مشابہ نہو وہ باطل ہے۔ ۱۲

جیسی حالت رہی وُہ محتاج بیان نہین دوسری یہہ کہ یہہ غلبہ اور تسلط جو زمانہ ائمہ اثنا عشر
مین موعود ہے یہہ منحصر اوسی زمانہ تک ہی اوسکے بعد ہرج و مرج و فساد و ہلاکت ہی اگر بعد ائمہ
کے ہین تو حضرت عیسےٰ ہین اور وُہ خود ائمہ سے کم درجہ ہین تو معلوم نہین کہ یہہ امامت جو ائمہ
اثنا عشر ہین ہی منحصر اور ختم ہو چکی تہی کیا بعد اوسکے حسب ارشاد فاضل مجیب امت محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہو چکی کہ بعد ائمہ اثنا عشر کے پھر امامت کی ضرورت نہین رہی یا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ دین ناقص چھوڑا تہا جو زمانہ ائمہ اثنا عشر مین مکمل ہو گیا
تیسری یہہ کہ یہہ زمانہ مصداق آیت شریفہ وعد اللہ الذین امنوا منکم کا ہی کہ خداوند
تعالے زمانہ بعض ائمہ مین انجاز وعد استخلاف و تمکین دین و ازالہ خوف و حصول امن فرمائیگا
اور یہہ بہی جسقدر گلو گیر مذہب تشیع ہے کسی دانشمند پر پوشیدہ نہین ہے **قولہ** ایسی حدیث مختلف
اور مضطرب و مسلمہ خود کو ہمارے سامنے پیش کرنا مجیب کی مناظرہ دانی کے کمال پر دال ہے
اقول ہم ابہی عرض کر چکے ہین کہ بشہادت امام صادق جو روایت کہ موافق قرآن
کے ہو گو کیسے ہی راوی سے ہو واجب القبول ہو گی پس جب ہم اس سے پہلے اشارہ
کر چکے تہے کہ یہہ خلافت کتاب اللہ سے ثابت ہی تو یہہ روایت جو موافق کتاب اللہ
کی ہوئی قابل قبول ہو گی رہا اختلاف و اضطراب جو اس روایت کی صحت کو مانع ہو
اگر آپ ثابت فرماتے تو جواب بہی گذارش ہوتا البتہ یونہین بے دلیل دعوےٰ کرنا ہمارے
فاضل مجیب کی کمال مناظرہ دانی پر دلیل ہے **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ ۔ اور
ایمات سے الخ آپکے علماء کی کلام اور صحابہ کے اقوال و افعال سے اوسکا اہم المہمات دینی
ہونا ثابت ہی پھر تعجب ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکی تصریح کیون نفرمائی
مسائل روزہ و نماز و غسل و وضو و تیمم حتےٰ کہ آداب بیت الخلا وغیرہ وغیرہ تک تو صاف
مشرح و مفصل بیان فرمائے اس اہم مہمات کو ہی کیون چیستان و پہیلے کر دیا
کہ اشارہ و کنایہ مین ادا فرمایا کچہہ غور کیجئے اور انصاف فرمایئے ۔ یقول

العبد الفقیر الی مولاہ الغنی جب اہلسنت کا اصل مذہب آپکو معلوم ہوچکا
کہ انکے نزدیک خدا تعالے پر کوئی چیز واجب نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکی تبلیغ فرماتے ہین جو اونپر خدا تعالے کیطرف سے نازل ہوئی تو پھر یہہ
اعتراض بالکل بعید از عقل ہے علاوہ ازین جب خداوند کریم خود اوسکی ایقاع کا متکفل
ہوچکا تہا تو پھر کچھہ ضرورت باقی نہین رہی تہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو اوس
ہیئت کذائی کے ساتہہ بیان فرماتے جسکو حضرات شیعہ پسند فرماتے ہین اور ممکن ہی کہ اگر تصریح
کے ساتہہ استخلاف افراد معینہ کا کیا جاتا اور اوسوقت بغاوت اور بلوہ اور قتل خلیفہ پیش آتا
عجب نہین کہ باعث نزول عذاب کا ہوتا اسلیئے امت کے سپرد کیا گیا اور اوصاف و عوارض
بتاکر بمنزلہ تصریح کے کردیا گیا اور یہہ بہی ایک نوع کی تشریح و تفصیل ہے لیکن ہمارے
مجیب فرماتے ہین کہ جب یہہ مسئلہ اہم المہمات اور اصول و مقاصد دین مین سے تہا اور خداوند
تعالے پر واجب تہا کہ اوسکو بیان فرماوے باوجودیکہ ادنے ادنے فروع کو بیان فرمایا
اس اہم المہمات کو ہی کیون چہپتان و پہیلے کردیا کہ جو کتاب اللہ مین سے کہین بوجہی ہی
نہین جاتی ہمکو تو غور و انصاف کا حکم ہوتا ہے جو بسر و چشم ہے لیکن کچھہ آپ بہی غور و
انصاف سے حصہ لیوین قال الفاضل المجیب قولہ - یہہ ہی امر باعث ہوا کہ اہل سنت مین
درباب نص و عدم نص اختلاف واقع ہوا پس یہہ دعوے کہ اہل سنت اس باب
مین نص کے قائل نہین علے الاطلاق صحیح نہین چنانچہ ملاحظہ صواعق سے یہہ
امر معلوم ہوسکتا ہے - اقول - اگرچہ اس قول کے جواب مین گفتگو ہوسکتی تہی مگر چونکہ
چندان مفید نہین بنظر اختصار کچھہ عرض نہین کرتے مگر اسقدر ضرور گذارش ہے
کہ آپکے خاتم المحدثین تحفہ کے باب ہفتم عقیدہ پنجم مین فرماتے ہین - زیرا کہ خلفا
ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم اند نہ منصوص علیہ و در افضلیت ہم بحث بسیار ست الخ
اس اگر آپ کا یہہ قول صحیح ہے تو آپکے خاتم المحدثین کا یہہ دعوے علی الاطلاق صحیح نہوگا اور

بظاہر الفاظ مین کوئی قید معلوم نہین ہوتی افسوس کہ آپکے خاتم المحدثین نے
صواعق کا ملاحظہ نہین فرمایا ورنہ ایسا دعوے جسکی آپ بھی تکذیب فرماتے ہین نہ فرماتے
یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی جناب میر صاحب گستاخی معاف تحفہ کی عبارت
کے مطلب کو تو آپنے سمجھا ہی نہین تہا بندہ کی گذارش کو بھی قبول نفرمایا اور نہ سمجھا
لیجئے اب پھر گذارش کیجاتی ہے مکرر تحفہ کا ملاحظہ فرمائین اور سمجھین مسئلہ منصوصیۃ امام
جو فیما بین اہلسنت و شیعہ مختلف فیہا ہے اوسمین دیکھنا چاہیئے کہ محل نزاع کونسا امر ہے
کہ جسکو اہلسنت منع کرتے ہین اور شیعہ اوسکو تسلیم کرتے ہین چونکہ تحقق نزاع کے لئے
ضرور ہے کہ وہ مسئلہ جسمین نزاع واقع ہو رہی ہے باتحاد الاعتبارات فریقین کے نزدیک
ماخوذ ہو تو اسلئے وہ نص کہ جسکا استراط حضرات شیعہ تسلیم فرماتے ہین اوسکو حضرات اہلسنت منع
کرتے ہین اور اگر وہ نہو بلکہ وہ نص جسکو شیعہ تسلیم کرتے ہین جدا ہو اور جسکو اہلسنت
تسلیم نہین کرتے ہین دوسری تو نزاع ہی متحقق نہوگی پس وہ نص جسکو حضرات شیعہ
امامت کے لئے شرط قرار دیتے ہین یہہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
بتصریح اسطرح استخلاف فرمایا کہ عام طور پر سبکو جمع کرکے آپنے ارشاد فرمایا ہو کہ اے لوگو
فلان شخص کو تمہارے اوپر مین اپنا خلیفہ اور امام مقرر کرتا ہون میری بعد وہ میرا خلیفہ
اور تمہارا امام ہے اوسکی اطاعت کیجو اور اوسپر ایمان لائیو اور اسکا اہلسنت انکار کرتے ہین
اوسکی نسبت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ازیرا کہ خلفاء ثلثہ نزد اہل سنت نہ معصوم
اند نہ منصوص علیہ یعنے منصوص علیہ بنص متنازعہ فیہ نہین ہین چنانچہ سیاق عبارت سے
متبادر الے الفہم اور بہ مطلق انتفاء نص کو مستلزم نہین بلکہ جائز ہے دوسری قسم کے نص۔
جو مثل روز روشن واضح کردی کہ استخلاف کسطرح واقع ہونیوالا ہے بطور اخبار کے
جو حال واقع پر دلالت کرے واقع ہو جن حضرات نے نص کو خاص پہلی صورت کے
ساتھ منحصر سمجھا خلفاء کو غیر منصوصہ فرمایا اور یہہ باعتبار عرف اقرب الی الفہم ہے اور جن

حضرات نے اخبارات اور بیانات واقعہ کے قدر مشترک کو ملحوظ فرمایا اور اوسکو بمنزلہ تنصیص
کے سمجھا اونہون نے منصوص کہا اور یہہ بھی باعتبار دلالت عقل صحیح اور قرین قیاس ہے
اور فی الحقیقت یہہ نزاع نہین ہے کیونکہ مرجع نفی واثبات کا امرین متغایرتین ہین
فریق اول جسکی نفی کرتا ہے وُہ جدا ہے اور فریق ثانی جسکو ثابت کرتا ہے وُہ امر آخر ہے
بہرکیف اہل سنت مین سے کوئی شخص اس امر کا معترف نہین ہے کہ خلفاء منصوص اُوس نص
کے ساتھہ ہین جو متنازعہ فیہ درمیان اہلسنت وشیعہ ہے بلکہ بالاتفاق اُوس اعتبار سے
تمام اہلسنت خلفاء کو غیر منصوص اعتقاد کرتے ہین پس تحفہ مین جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ نے نفی منصوص علیہ ہونے کی کی ہے وُہ باعتبار اُوس نص کے ہے جو اہلسنت
وشیعہ مین متنازعہ فیہ ہے اور بندہ نے جو اثبات نص کا صواعق کے حوالہ سے کیا وُہ
راجع اُوس نص کیطرف ہے جو متنازعہ فیہ نہین لیکن چونکہ ہمارے فاضل مجیب اپنی خوش
فہمی سے یہہ سمجھہ گئے کہ تحفہ مین منصوصیت سے بالکل انکار ہے اسلئے یہہ اعتراض فرمایا حالانکہ
ہمنے علی الاطلاق کی قید لگاکر متنبہ بھی کردیا تھا لیکن متنبہ نہ ہوا اور اسسے یہہ بھی
ظاہر ہوا کہ سوال مین بھی جو منصوصیت سے انکار تھا وُہ علی الاطلاق تھا کیونکہ نصر
آپکے نزدیک منحصر فی فرد واحد ہے اور جب اوسکی نفی کردی تو کل منتفی ہوگئی پس
صاحب تحفہ کا دعوے صحیح ہے اور ہمنے اوسکی تکذیب ہرگز نہین کی افسوس کہ آپ نے
نہ تحفہ کا مطلب سمجھا اور نہ ہماری معروض مین تامل فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک جبتک
بظاہر الفاظ مین کوئی قید نہ ہو اوسوقت تک مضر نہین تعجب ہے کہ آپ ایسے بڑے مناظرہ دان
ومتبحر ہوکر ایسی بات فرمائین جسکی صدہا جگہ سے قرآن وحدیث مین تکذیب ہوتی ہے
فانہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر الخ مین کیجگہ بظاہر الفاظ مین قید ہے جو اوسکو
الزامی قرار دیا اور لفظ عندک مثلاً مقدر تجویز فرمایا قل کونی احجارۃ او حدید
مین بظاہر الفاظ مین کہان قید ہے علی ہذا القیاس بہت جگہ اسکی نظیرین موجود ہین لیکن

کچھہ تو فہم و انصاف سے کام لین **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ۔ اور حدیث تمسک بالثقلین اور قصد احراق کا ذکر عجب ہے سبحان اللہ۔ اپنے گہر کی تو خبر لیجئے۔ اقول۔ امور دینی مین حدیث تمسک کا ذکر آپکو کیون عجب معلوم ہوتا ہے اگر آپ اس قول کو ہی کہ اہلسنت کے نزدیک خلافت فروع دین سے ہے تسلیم کر لین اور اوسکو فروعی مسئلہ اور نہایت خفیف سمجھین تب بہی حدیث تمسک کا ذکر ضروری ہے تعجب ہے کہ آپ کو کیون تعجب آتا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** حدیث تمسک کا ذکر اسواسطے عجب معلوم ہوتا ہے اور اسلئے تعجب آتا ہے کہ اوُس حدیث کا ذکر بطور طعن و تشنیع کے کیا گیا ہے اور طعن وُہ کر سکتا ہے جو پہلے خود عامل بالحدیث ہو اور حدیث پر جبتک عمل ہی نہین اور خود بہی اوُس سے بمراحل بعید ہین تو اس صورت مین بمقتضاء اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔ کے ہر ذی عقل و شعور کو اوسکا ذکر عجب معلوم ہوگا اور ایسے شخص کے ذکر سے تعجب کریگا زبانی دعوون سے تمسک نہین ثابت ہو سکتا حضرات شیعہ نے تو مشائین اور زرارہ اور ابو بصیر وغیرہ کے ساتھہ تمسک کیا ہے جنکے نامہ اعمال ماسبق مین مذکور ہو چکی ہین اگر اسیکا نام تمسک بالثقلین ہے تو ایسے تمسک کو سلام ہی ہمارے فاضل مجیب کی اس تحریر سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ آپکے نزدیک جو فروعی مسئلہ ہوتا ہے وُہ نہایت خفیف ہوتا ہی حالانکہ یہہ سراسر غلط ہے فروعیات کی خفیف ہونے کے کیا معنے **قولہ** آخر آپکے خلفاء مامور بہ تمسک تہے یا نہ تہے **اقول** خلفاء رضے اللہ عنہم بحکم حدیث نجوم مقتدا اور بموجب آیت اطاعت اولوالامر تہے اور مطاع اور اولوالامر کو جس طرح تمسک کرنا چاہیئے کیا **قولہ** اگر ہینے یہہ سوال کیا کہ بعد وفات آنحضرت صلعم مقدمہ خلافت کا ہے پیش آیا آپکے خلفاء نے اس باب مین اہل بیت سے کیا تمسک کیا تو کون سے تعجب کا محل ہے تعجب اور حیرت تو یہہ ہے کہ باوجود ادعائے کمال دینداری اس باب مین

تمسک نہو اور مقصد احراق کیا **اقول** مقدمہ خلافت مین جبکہ اُنکا اعظم اُنکا تمسک ہی تو لاجرم اُنکا اضل اعسر بھی اوسیکا متبع ہے تو یہہ سوال کہ خضار نے اس باب مین اہل بیت سے کیا تمسک کیا ہے تحمل تعجب ہے پھر اگر ہمنے اسپر حضرات شیعہ کے تمسکات اہلبیت کے تتبع جتلائے تو ناخوش ہونے کی کونسے بات ہے لیکن ہم ایسی مقدمہ مین جو بعد وفات سرور کائنات ۳ پیدا مقدمہ پیش آیا سوال کرتے ہین کہ جب یہہ حادثہ پیش آیا اور آپ اس دار فانی سے رخصت ہوئی تو اوسوقت تک حضرات شیعہ کا وجود ہوا تھا یا نہین ہوا تھا اگر اوسوقت تک اونکو خلعت وجود عطا ہو چکا تھا تو فرمائیے کہ اوسوقت ان حضرات نے کیا تمسک بالثقلین فرمایا کیا اوسوقت تک آیت یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ نازل نہین ہو چکی تھی یا یہہ کہ نازل ہو کر پھر منسوخ ہو چکی تھی اور یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ کا حکم اوسوقت باقی نہین رہا تھا اور اگر اونکا وجود ہی نہین ہوا تھا تو پھر فرمائیے کہ اونکا وجود کسوقت حادث ہوا ہے۔ رہا مقصد احراق بس اسکی بابت ہم پہلے ہی گذارش کر چکے ہین اور اب بھی مختصر گذارش کرتے ہین کہ اولاً حضرات شیعہ نے نفس احراق کا دعوی فرمایا۔ چنانچہ آپکی شیخ محقق طوسی تجرید کے مطاعن صدیق مین تحریر فرماتے ہین وانه لعدل الی بیت امیر المؤمنین علیه السلام لما امتنع من البیعة فاضرم فیه النار وفیه فاطمة وجماعة من بنی هاشم اور علاوہ حضرت طوسی کے دوسری حضرات نے بھی یہہ دعوی فرمایا پھر جب دیکھا کہ یہہ کاغذ کی ناؤ نہین بہتی اور منقدمین کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو پچھلون نے اوس دعوی کو چھوڑ کر مقصد احراق کا دعوی کیا اور اونمین سے ہماری فاضل مجیب بھی ہین اور تمسک اپنا اوس واہیات کو قرار دیا جو از اتحافین منقول ہی جسکے الفاظ یہہ ہین وانه لعدل الی بیت امیر المؤمنین علیه السلام لما امتنع من البیعة فاضرم علیهم النار لیحرقهم فخرجوا منه کراهة الاحراق اب عاقل ان الفاظ مین غور کرے اور حضرات شیعہ سے

---

۱ ای نبی کافرون اور منافقون سے جہاد کر اور اونپر سختی کر ۱۲ ۲ ای یا ایمان والو دوستی نہ کرو اوسی چیز سے غضب کیا ہے
۳ اور اوس نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے گھر کیطرف جب اونسے بیعت سے انکار کیا بھیجا تو اونمین آگ لگادی۔ حالانکہ اوسمین فاطمہ اور بنی ہاشم کی جماعت تھی ۱۲ ۴ اور خدا کی قسم یہہ تجکو کچھ نفع نہین ہے اگر یہہ جماعت تیرے پاس اکٹھی ہو گی اس کچے مکین گھر جلائیگا اوپر حکم کردون ۱۲

دعوی کو دیکھو کہ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے یا نہین ظاہر ہے کہ ان الفاظ سے ہرگز قصد احراق جسکی ہماری
فاضل مجیب مدعی ہین ثابت نہین ہوتا کیونکہ قصد احراق ایک ایسی سختگی عزیمۃ کو مقتضی ہے جسمین
کچھہ شک و تردد نہو اور ظاہر ہے کہ اس روایت مین لفظ ما ذاک بالتعی مذکور ہے جسکے معنے یہہ ہین کہ
یہہ مجکو روکنی والا نہین ہے جو صریح عدم قصد پر دال ہے اور محض تخویف کو مثبت ہے اور نیز جسجگہ لفظ
ان شرطیہ مستعمل ہے جو باعتبار اپنے اصل وضع کے امور شکوکہ محتملہ کے واسطے مستعمل ہوتا ہے اور یہہ
بداہۃً قصد و عزیمہ کی منافی ہے - علاوہ ازین اس قسم کی عبارات عرف عام مین محض تہدید کیواسطے
بولے جاتے ہین اور اس سے مقصود محض تنبیہ و تہدید ہوتی ہے اور ہرگز قصد ایقاع فعل نہین ہوتا
چنانچہ جناب امیرؑ نے حضرت ابن عباس کی نسبت جبکہ وہ بصرہ کا بیت المال لوٹ کر بزعم حضرت
شیعہ مکہ آبیٹھے تھے اور جناب امیرؑ نے اونکو ایک عتاب آمیز خط تحریر فرمایا جسکی نقل ہم نہج البلاغت سے
اوپر کر چکے ہین اوسمین تحریر فرمایا ہے فاتق اللہ وارد الی ھولاء القوم اموالھم فانک
ان لم تفعل ثم امکننی اللہ منک لاعذرن الی اللہ فیک ولاضربنک بسیفی
الذی ما ضربت بہ احدا الا دخل النار اب ان الفاظ کو ملاحظہ فرمایئے کہ یہہ الفاظ آپکی زعم کے موافق
ابن عباس کے قتل کے مقصد پر دلالت کرتے ہین پھر ہم پوچھتے ہین اگر یہہ مقصد قتل ہے تو قتل کسی نفس
مسلمہ کا الا باحدی ثلث النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینہ جائز ہے یا نہین
علاوہ اسکے ابن عباس نے وہ اموال واپس کیے یا نہین اگر واپس کر دیے تو خود ابن عباس نے
جو اسکے جواب مین تحریر کیا اور لکھا کہ بیت المال مین میرا حق اس سے زیادہ اوسکے مخالف ہے
اور نیز کہین واپس کرنا اموال کا ثابت بھی نہین ہوا اور اگر واپس نہین کیا تو پھر حضرت رضؓ کو کبھی اونپر
قدرت ہوئی یا نہین اگر نہین ہوئی اور پھر اونکے ساتھہ کبھی نہین ملے تو شیعان پاک مین کیونکر
داخل ہوئی - اس صورت مین تو شیخین اور صحابہ کی اونکو بھی کافر و مرتد فرمائیگی ورنہ کم سے کم حسب تحقیق
محققین طوسی تجرید مین مخالفوہ فسقتہ و محاربوہ کفرتہ - فاسق تو ضرور ہے کبھی دورنہ اور

لہ کہ بسبب ایک امر کے تین مین سے جو اجرا جائے اور مرتد رہے آخر مرتد ۱۲ - لہ اسکے مخالف فاسق ہین اور اوسکے محارب کافر ۱۲ -

صحابہ نے ہی ایسا کیا تصور کیا ہے اور یہہ ترجیح بلا مرجح کیون ہے اور اگر قدرت ہوئی تو پھر جناب نے
اونکے ساتھہ کیا معاملہ فرمایا اپنا قصد پورا کیا یا نہین اور اپنی قسم مین بار ہوئی یا جانت مفصل
ارشاد ہو **قولہ** عجب نہین کہ آپکو ہی اسکا تعجب ہو ورنہ ضرور ہے کہ کچھہ جواب دیتے اور یہہ
ہی وجہ ہے کہ جب آپسے یا اینہمہ جودت طبع کچھہ جواب نہ بن سکا تو ناخوش ہو کر جھلا کر سٹپٹا دینے
اقول افسوس کہ آپنے ہماری گذارش کو نہ سمجھا ہمنے اجمالاً و مختصراً وہان یہی جواب دیا تھا
اور لکھا تھا کہ قصد امور قلبیہ مین سے ہے جس سے ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ اوسکا ادراک دشوار ہے
اور جو الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے وہ ہرگز ایقاع پر دلالت نہین کرتا - پس یہہ حضرت کی خوش
فہمی ہے کہ آپ تحریر فرماتے ہین کہ کچھہ جواب نہ دیا اور کچھہ جواب نہ بن سکا - چنانچہ اس جواب مین
ہمنے اوسکو کسیقدر تفصیل کے ساتھہ عرض کیا ہے پس اگر آپ اب بھی نہ سمجھین تو اسمین فرمایئے
کہ ہمارا کیا قصور ہے - باقی الفاظ نا ملائم کا ہم جواب نہین دیتے - **قولہ** ہمنے بیشک اپنے
گھر کی خبر لی ہوئی ہے - آپکو اس سے کیا بالفرض ہم اپنے گھر کی خبر لین یا نہ لین مگر آپکے
گھر کی خیر نہین کیونکہ اگر آپکا گھر سلامت ہوتا تو اوسکے سلامتی ثابت کر کے اور اوس سوال کا
جواب دیکر ایسا تحریر فرماتے تو مضائقہ نتھا - **اقول** چونکہ یہہ عبارت محض خوش فہمی سے
ناشی ہے کہ آپنے میری تحریر کو سمجھا ہی نہین اور اسکا جواب خالی از نزل و ظرافت نہوگا اسلیے
ہم اس عبارت کے جواب مین سکوت کرتے ہین - **قولہ** بفرض محال اگر آپکا یہہ وہم صحیح ہی ہو
تب بھی آپ ہم جیسے ہوگئی پھر طعن کے کیا معنی **اقول** یہہ حضرت کی سخن فہمی ہے
جو آپ فرماتے ہین کہ آپ ہم جیسے ہوگئی پھر طعن کے کیا معنے ورنہ فی الحقیقت جب ہماری گذارش کو
صحیح تسلیم کر لیا تو گویا اپنی آپکو غیر متمسک بالنقلین تسلیم کر لیا اور نیز بزعم خود ہمکو اور ہمارے
اکابر و اعاظم کو بھی غیر متمسک سمجھہ رکھا تھا تو ہمارا آپ جیسا ہونا یہہ محض بزعم سامی ہے
اور طعن کا مدار زعم سامی پر نہین ہے تو یہہ فرمانا کہ پھر طعن کے کیا معنی بالکل لغو ہوا اور یہہ کہنا
کہ آپ ہم جیسے ہوگئی سراسر غیر مفید ہوا - علاوہ ازین یہہ طعن محض آپکے طعن کی تردید کیواسطے تھا

جسکا حاصل یہ ہی کہ آپ ہمکو نقصد احراق کے ساتھہ مطعون فرماتے ہین اور ہماری طرف عدم تمسک باثقلین کا الزام لگاتے ہین آپ خود اس قسم کے مطاعن کے ساتھہ مطعون ہین اور ایسی الزامات کے ساتھہ ملزم ہین تو آپکا طعن بیجا اور الزام نازیبا ہے کیونکہ جو شخص کسی طعن کے ساتھہ خود مطعون ہو وہ کیسکو بروی عقل اوس طعن کا کیونکر الزام دیسکتا ہے۔ مثلاً شراب خوار شراب خوار کو زانی زانی کو اور سارق سارق کو شراب خواری اور زنا اور چوری کے ساتھہ مطعون نہین کرسکتا ہے اور ایسا کریگا وہ ضحکہ ہی ہوا جب پاویگا کہ یہان تو خود ترکیب اس فعل کا ہے پھر تو کس مونہہ سے ہمکو طعن کرسکتا ہے پھر اگر وہ طاعن اوسکے جواب مین کہے کہ آپ ہم جیسے ہوگئی پھر طعن کے کیا معنے تو عقلاً اوسکو بالکل از خارج از عقل سمجھینگے۔ نہایت تعجب ہی کہ آپ ایسے بڑے مناظر دان و عاقل و فہیم ہوکر ایسی بدیہی و صریح غلطی کرین جس سے عوام کو ہی احتراز ہو۔ **قال الفاضل المجیب** - قولہ- بے شک حضرات شیعہ نے جیسا کتاب اللہ و عترت سے تمسک فرمایا ہی اہل سنت کو وہ تمسک کہان نصیب ہی۔ اقول - واقعی یہ آپکا فرمانا بہت درست ہی الحمد للہ کہ حق بر زبان جاری ہوگیا **بیت** وین سعادت بزور بازو نیست + تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ کلمہ حق ارید بہا باطل۔ غالباً حضرت شیعہ کی سخن فہمی ایسی ہی ہے اور اکثر استدلالات کا مدار اسی قسم کے فہم عبارات پر ہے چنانچہ ناظرین کتب علوم پر یہ مخفی نہین ہی پھر اوسپر نازو افتخار مزید بر آن۔ **قال الفاضل المجیب**۔ قولہ- بلکہ اہل سنت ایسی تمسک سے بہزار جان تبری و تحاشی کرتے ہین۔ اقول- اگر ایسا نکرین تو خلفاء ثلثہ کی خلافت اور ائمہ اربعہ کی تقلید اور بہت لوگونسے جنکو اپنے زعم مین مقتدا و پیشوا مان رکھا ہی تبری و تحاشی کرنے پڑی۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی**۔ بلکہ اگر ایسا نکرین تو خدا تعالے سے اور اوسکی تمام انبیا و رسل سے اور دین و ایمان سے تبری و تحاشی کرنی پڑے۔ اور حضرات ہشامین اور زرارہ اور ابو بصیر وغیرہ کا قلادہ تقلید گردن مین ہو اور حضرت مومن الحاق جنکو آپکے علما شیطان الحاق فرماتے ہین امام و پیشوا ہون۔ نعوذ باللہ من ذلک

اللھم انا نعوذ بک من الحور بعد الکور **قولہ** اور حضرات اہل سنت جو محض لکیر کے فقیر ہین اور بدون دلیل اپنے اسلاف کے مقلد ہین یہہ بات کب گوارا کر سکتے ہین **اقول** بیشک اہل سنت محض احکام خداوندی تعالے شانہ و سنن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم و سیرت صحابہ جنمین اہل بیت بہی شامل ہین و تابعین لہم باحسان کی لکیر کے فقیر ہین۔ نہ بجز کتاب اللہ انکے پاس کوئی دلیل ہے اور نہ سوائی سنت رسول اللہ اونکے پاس کوئی حجت اپنے عقول کو تابع اور محکوم ان دونو کا کر رکہا ہے نہ حاکم پر وہ کتاب و سنت کی خلاف یہہ بات کیونکر گوارا کر سکتے ہین **قولہ** اسلیے مجبور تمسک کتاب اللہ و عترت رسول اللہ سے تبری و تحاشی کرتے ہین **اقول** یہہ ہمارے حضرت مجیب کا فرمانا سراسر خلاف واقع اور بداہۃً غلط ہے کتاب اللہ کے ساتہہ تمسک حقیقۃً و مجازاً و نظماً و معنی بفضل اللہ تعالے اہل سنت کا ہی حصہ ہے شہر شہر گانو گانو مین خدا تعالے کے فضل سے علماء حفاظ کلام مجید موجود ہین حضرات شیعہ چونکہ قرآن سے اور اوسکے جامعین سے جنکو عند اللہ کمال قرب و منزلت ہے تبری و تحاشی کرتے ہین اسکی پاداش مین خداوند کریم نے اونکو اس نعمت سے محروم فرمایا اور باوجود مرور دہور کے اونکو کلام مجید یاد نہوا اور اپنا قرآن جو انکے پاس ہے بعد دیگرے چلا آیا وہ خود غار سر سر رہے مین شیعیان پاک سے مخفی و مستتر ہے اور اسی پر معانی کو بہی قیاس کر لیجیے چنانچہ مفسرین شیعہ ہمیشہ خوشہ چین مفسرین و قراء اہلسنت رہے۔ ذرا تفسیر مجمع البیان طبرسی کو ہی ملاحظہ فرما لیجیے آری۔ وللارض من کاس الکرام نصیب عترت رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ تمسک اگرچہ حضرات شیعہ اسکے مدعی ہین مگر فی الحقیقت یہہ بہی اہل سنت کو ہی نصیب ہے ظاہر ہے کہ اہل سنت نے تمام عترت کو اعمام و عمات اور اونکی اولاد کو اور تمام بنات و زوجات و احفاد کو اپنا مقتدا و پیشوا اعتقاد کر رکہا ہے بخلاف حضرات شیعہ کے کہ اونہون نے سوائی معدودی چند عترت کے سب کو خلعت کفر و فسوق کے ساتہہ تشریف بخش رکہی ہے۔ پس فی الحقیقہ قضیہ منعکس اور معاملہ منقلب ہے کہ حضرات شیعہ مجبور ہوکر کتاب اللہ اور عترت رسول اللہ سے تبری اور تحاشی کرتے ہین نہ اہلسنت حاشاہم عن ذلک

قال الفاضل المجیب - قولہ - کیا تمسک کے یہہی معنی ہین کہ کتاب اللہ کو جسکا حافظ خود خداوند حقیقی تعالے شانہ ہی محرف اور بیاض عثمانی قرآنی قرار دین چنانچہ مسلمات شیعہ سے ہی - اقول - حضرت مجیب کے اس قولسے نہایت ہی تعجب ہی باوجود ادعائی علم و فضل مدون دلیل ایسا لکھنا علما کی شان کے خلاف ہی آپنے محض صاحب منتہی الکلام وغیرہ کی تقلید فرمائی اور اپنے تحقیق سے کام نہ لیا کاش - اونکی ہی کلام کو بغور دیکھا ہوتا مسلمات شیعہ سے تو شاید اونہون نے بھی نہین لکھا شیعونکی کتابین تو آپکو نہین ملتی کاش منتہی الکلام و تحفہ وغیرہ کو جسکے اعتماد دیہروسہ پر آپ جو آب لکھنے بیٹھی ہین باعان نظر ملاحظہ فرماتے کتاب اللہ کی تعظیم و تکریم و تقدیم اجماعی اہل ایمان ہی حاشا کہ اسمین کچھہ بھی اختلاف ہو حضرات اہلسنت کا عجب حال ہے کہ کبھی تو صاحب منتہی الکلام فرماتے ہین کہ شیعون کے نزدیک بیاض عثمانی یعنے معاذ اللہ قرآن شریف سے کافی کلینی صحیح تر ہے اور دلیل یہہ بیان فرماتے ہین کہ زبان ثقات شیعہ سے سنا گیا تھا اور کبھی صاحب تحفہ ادعا کرتے ہین کہ تاریخ ابن قتیبہ نزد شیعہ معتمد تر از قرآن ست - اور کوئی دلیل تحریر نہین فرماتے - یہہ علما حضرت اہل سنت کا حال ہے کہ خود شیعونکی نسبت ایسی افترا و اتہام اپنی طرف سے منسوب کرتے ہین اور کوئی دلیل و سند بیان نہین کرتے یا کرتے ہین تو محض سنی سنائی بتلاتے ہین اور کچھہ نہین فرماتے - حیف صد حیف ہماری حضرت مجیب نے بھی اونکی تقلید سے یہہ لکھا ہے اگر وہ ہی کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے - بقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اس مقدمہ مین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ یہہ مسئلہ بدیہیات اولیہ سے ہے چنانچہ ابھی واضح ہو جائیگا اور بدیہیات محتاج دلیل نہین ہوتی جسکو مذہب شیعہ کی کچھہ بھی واقفیت ہوگی وہ اس مثال سے ضرور واقف ہوگا - دوسری یہہ کہ ہمنے اس مسئلہ مین صاحب منتہی الکلام کی تقلید نہین کی بلکہ اپنی تحقیق پر اعتماد کیا ہے چنانچہ عنقریب گذارش ہوگا - ہان اگر بتجاوز استطراداً کوئی روایت صاحب منتہی الکلام وغیرہ سے نقل کرین تو مضائقہ نہین ہے - لیکن یہہ مقتضی تقلید کو نہین ہے پس یہہ محض ہمارے مجیب کا وہم و گمان ہے دلیل - تیسری یہہ کہ

نحن نحکم بتحریف القرآن

صاحب منتہی الکلام اور صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہما کے اعتماد پر جواب لکھنا اگرچہ ہمارا فخر ہے۔ لیکن یہہ بھی انشاء اللہ تعالے ہمارے فاضل مجیب پر واضح ہو جائیگا کہ ہمنے محض تقلیدی جواب لکھنا ہے یا اپنی تحقیق سے بھی کام لیا ہے۔ معہذا یہہ طعن تو اوسوقت رہتا جبکہ آپکی مضامین وجوابات آپکے خانہ زاد ونتیجہ طبیعت ہوتے اور جب آپ بھی محض ناقل اپنے بزرگونکے ہین اگر مین نے اپنی بزرگون سے نقل کیا ہو تو کیا محل طعن ہے۔ چوتھی یہہ کہ یہہ بحث قرآن کی تحریف وعدم تحریف مین ہی یہہ ہماری فہم مین نہین آتا کہ ہماری فاضل مخاطب نے یہہ پیچدار الفاظ کیون تحریر فرمائی (کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہی۔ حاشا کہ اسمین کچھہ بھی اختلاف ہو) بھلا تعظیم وتکریم وتقدیم کا کیا ذکر تھا اور اوسکے لکھنے سے کیا فایدہ صاف لکھنا چاہیے تھا اگر آپکے یہان تحریف معتبر نہین اور باجماع باطل ہے تو لکھنا چاہیے تھا کہ کتاب اللہ کی عدم تحریف اجماعی اہل ایمان ہی حاشا کہ اسمین کچھہ بھی اختلاف ہو۔ سوال از آسمان وجواب از ریسمان۔ کی مثل یہان صادق ہی کہ گفتگو تحریف وعدم تحریف مین ہو اور ثبوت تعظیم وتکریم وتقدیم کا دیوین سبحان اللہ ہماری حضرت فاضل مجیب پر خوش فہمی ختم ہے حالانکہ یہہ مستلزم عدم تحریف کو نہین کیونکہ جائز ہے کہ یہہ تعظیم وتکریم علے وجہ التقیہ واجب ہو یا اسوجہ سے ہو کہ اس باقیماندہ مین آخر اکثر اصلی ہے الحاق تو کم ہے کیا کتب سماویہ محرفہ کی تعظیم وتکریم اجماعی اہل ایمان نہین ہے کیا اونکی تحقیر واہانت اجماعی اہل ایمان ہے لیکن تعجب یہہ ہی کہ یہہ تعظیم وتکریم خلاف امام معصوم کے اہل ایمان کی کیونکر اجماعی ہے امام معصوم تو آیت امۃ ھی ارجی من امۃ سنکر تذلیل واہانت کی طور پر قرآن پہنچکے دیوین اور لایق اہانت سمجھین اور ہماری فاضل مجیب اوسکی تعظیم وتکریم اہل ایمان کے اجماعی فرماوین معلوم نہین امام معصوم کو اہل ایمان مین سے سمجھتے ہین یا نہین اور اونکی مخالفت خارق اجماع ہی یا نہین۔ مگر ہان آپ یہہ فرما سکتے ہین کہ میری مراد کتاب اللہ سے وہ کتاب ہی جو سرداب سرمن رائی مین امام معصوم کے پاس صندوق تقیہ مین محفوظ ہے۔ معہذا سلمنا کہ تعظیم وتکریم اجماعی ہونے سے مراد یہہ ہے کہ عدم تحریف اجماعی اہل ایمان ہے تو اس سے

معلوم ہوا کہ جو لوگ قائل تحریف کی ہوئی ہین وہ اجماع اہل ایمان سے خارج ہین اور اونپر وتیغ غیر سبیل المومنین صادق آتا ہے ذرا اسکو یاد رکھیگا - اس صورت مین آپنے صدہا علما شیعہ متقدمین و متاخرین کو بی ایمان بنا دیا شاباش آفرین باد - پانچوین صاحب منتہی الکلام اور صاحب تحفہ نے بھی اس بارہ مین جو کچھہ تحریر فرمایا ہے بے دلیل نہین چنانچہ بندہ کی گذارش سے کسیقدر واضح ہو جائیگا - چھٹی یہہ کہ بندہ کے نسبت فرماتے ہین کہ اگر وہ ہماری کسی کتب مناظرہ کو ملاحظہ فرماتے تو ایسا ہرگز نہ لکھتے معلوم نہین یہان کتب معتبرہ حدیث و تفسیر کے ذکر سے کیون اغماض و اعراض فرمایا حالانکہ اسکا موقع و محل کتب حدیث و تفسیر ہین اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کتب حدیث و تفسیر کا ذکر اسیواسطے نہین کیا کہ اونمین تحریف قرآن کا ذکر ہے اور روایات اوسکے ثبوت کے موجود ہین لیکن متکلمین نے جب دیکھا کہ خصم بے ڈھب گلوگیر ہوا ہے جس سے بدون انکار رہائی مشکل ہے اسلیے اونہون نے کہین انکار تحریف کر دیا اور روایات کو توجیہات لاطائلہ سے مسخ و تحریف فرمایا ورنہ بعض جگہ متکلمین نے خود تحریف کو تسلیم کیا بلکہ دعوی کیا چنانچہ ہم نقل کرینگے - **قولہ** بہرحال جواب گذارش ہے یہہ جو کچھہ آپنے اس قول مین لکھا ہے محض دروغ بیفروغ ہے اگر آپکو دعوی ہی تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے یہہ آپنے کہانسے لکھا کہ یہہ مسلمات شیعہ سے ہے آپ اپنی دعوی مین اگر سچے ہین تو کوئی چھوٹی موٹی ہی دلیل بیان کیجیے اور جواب سنیے - **اقول** ای حضرت میر صاحب جو کچھہ بندہ نے عرض کیا ہے وہ حق اور مطابق نفس الامر اور واقع کے ہی اوسمین کذب کو دخل نہین ہی افسوس یہہ ہے کہ آپکو اپنی کتب حدیث و تفسیر کی خبر نہین ہی اگر آپ ان کتابون مین سے دیکھتے تو ممکن نہ تھا کہ آپ اس دعوی کا انکار فرماتے لیجیے چھوٹی موٹی نہین بلکہ ہم موٹی موٹے دلائل واضحہ پیشکش کرتے ہین براہ عنایت ذرا متوجہ ہوکر سنین - احادیث متعددہ جو مختلف ائمہ سے مروی ہین اور اپنی کثرت کی وجہ سے گویا متواتر المعنے ہین اور درجہ قطعیہ کو پہونچ چکی ہین وہ بعبارت النص و نصوص تحریف کو مثبت ہین اسوقت میرے سامنے صرف تفسیر صافی کھلی رکھی ہوئی ہے اوس سے بطور مشتے از خروارے و قطرہ از بحار نقل کرتا ہون محمد بن مرتضی المدعو بمحسن اپنی تفسیر کے مقدمات مین لکھتے ہین

تحریف قرآن کے دلائل پیش کرنے کا ارادہ

المقدمة السادسة فی بنذ مما جاء فی جمع القرآن وتحریفه وزیادته ونقصه وتاویل ذلك روی علی بن ابراهیم القمی فی تفسیره باسناده عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان رسول الله صلی الله علیه وآله قال لعلی علیه السلام یا علی ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوه واجمعوه ولا تضیعوه کما ضیعت الیهود التوریة فانطلق علی علیه السلام فجمعه فی ثوب اصفر ثم ختم علیه فی بیته وقال لا ارتدی حتی اجمعه قال کان الرجل لیاتیه فیخرج الیه بغیر رداء حتی جمعه وفی روایة ابی ذر الغفاری رضی الله عنه انه لما توفی رسول الله صلی الله علیه وآله جمع علی علیه السلام القرآن وجاء به الی المهاجرین والانصار عرضه علیهم لما قد اوصاه بذلك رسول الله صلی الله علیه وآله فلما فتحه ابوبکر خرج فی اول صفحة فتحها فضایح القوم فوثب عمر وقال یا علی اردده فلا حاجة لنا فیه فاخذه علی علیه السلام وانصرف ثم احضر زید بن ثابت وکان قاریا للقرآن فقال له عمر ان علیا جاءنا بالقرآن وفیه فضایح المهاجرین والانصار وقد اردنا ان نؤلف لنا القرآن ونسقط منه ما کان فیه فضیحة وهتك للمهاجرین والانصار فاجابه زید الی ذلك ثم قال فان انا فرغت من القرآن علی ما سالتم واظهر علی القرآن

لہ جتنا مقدمہ ساتویں تہذیب سے بیانمین کہ جو قرآن کے جمع اور تحریف اور زیادتی اور نقصان کے بابمین آیا ہے اور اسکی تاویل ہین۔ علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر مین اپنے اسناد کے ساتھہ ابی عبد الله علیه السلام سے روایت کی ہے کہا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے علی علیه السلام کو فرمایا ای علی قرآن میری پچھو نے مکے یعنی صحیفون اور ریشم اور کاغذ وغیرہ مین اسکو تو ضائع نہ کرو جسطرح یہودیون نے توریت کو ضائع کردیا۔ پس جمع کرنے لگے اسکو علی علیه السلام نے کوٹھری مین بیٹھکر تا اوپر مہر لگائی اپنے گھر مین اور کہا اسکے فراہم نہین ہونگا۔ کہا آپکے پاس کوئی شخص آتا تہا تو آپ اسکی طرف باہر نکلتے تہے یہانتک کہ آپ اسکو جمع کرچکے۔ اور ابوذر غفاری کے روایت مین ہے جب رسول الله نے وفات پائی علی نے قرآن جمع کیا اور مہاجرین انصار کے پاس لائے اور انپر پیش کیا کیونکہ حضرت نے انکو اسکی وصیت کی تہی جب ابوبکر نے اسکو کہولا تو پہلی ہی صفحہ مین قوم کی فضایح ظاہر ہوئی تو عمر اوچھل پڑا اور کہا ای علی اسکو واپس لیجا ہمکو اسکی کچھہ حاجت نہین ہے پھر علی نے اوسکو لیا اور چلے گئے پھر زید بن ثابت کو بلایا اور وہ قاری قرآن تہا اوسکو عمر نے کہا کہ علی ہمارے پاس قرآن لایا اور اوسمین مہاجرین و انصار کے فضایح تہے اور ہم چاہتے ہین کہ تو ہماری لیے قرآن جمع کری اور جسمین مہاجرین و انصار کی فضیحت نہ ہو اوسمین سے ساقط کردی زید نے اسکو قبول کیا یہ کہا کہ جب مین قرآن سے تمہارے سوال کے موافق فارغ ہوا اور علی نے جو قرآن جمع کیا ہے ظاہر کیا ما

الذی الفه لیس قد بطل کل ما عملتم ثم قال عمر فما الحیلة قال زید انتم اعلم بالحیلة
فقال عمر ما الحیلة دون ان نقتله ونستریح منه فدبر فی قتله علی ید خالد بن الولید
فلم یقدر علی ذلک وقد مضی شرح ذلک فلما استخلف عمر سال علیا علیه السلام
ان یدفع الیهم القران فیحرقوه فیما بینهم فقال یا ابا الحسن ان کنت جئت به الی ابی بکر
فات به الینا حتی یجتمع علیه فقال علی علیه السلام همهات لیس الی ذلک سبیل
انما جئت به الی ابی بکر لتقوم الحجة علیکم ولا تقولوا یوم القیمة انا کنا عن هذا غافلین
او تقولوا ما جئتنا به ان القران الذی عندی لا یمسه الا المطهرون والاوصیاء
من ولدی فقال عمر فهل وقت لاظهاره معلوم قال علی علیه السلام نعم اذا قام القائم
من ولدی یظهره ویحمل الناس علیه فتجری السنة به - ملتقطاً عاقل منصف ان دونوردا تو ہیں
تامل فرماوے کہ اگر حسب ارشاد مجیب لبیب قرآن موجودہ میں تحریف نہیں ہوئی تھی تو جناب امیر کو اسقدر
سعی وکوشش ومحنت وشقت تنہا بلا شرکت امامین ہمامین اوٹھانے کی کیا ضرورت تھی اور حضرت صدیقہ
کے پاس بغرض اتمام حجت لانے کے کیا معنی اور اوسمیں فضائح مہاجرین وانصار نکلنا اوس سے بھی زیادہ
لغو وکذب وزور اور حضرت فاروق کا رد کرنا اور زید بن ثابت کو بلا کر تحریف کا مشورہ کرنا اور انکے قتل کے
خالد کے ہاتھ سے تدبیر کرنا اور پھر اپنی خلافت کے زمانہ میں مکرر اس قصہ کا از سر نو چھیڑنا بالکل واہیات
اور خرافات ہوا پس جنہوں نے یہہ روایت کی اور جو اسکے قائل ہوئی سب ہماری فاضل مجیب کے نزدیک
دائرہ ایمان سے شاید خارج ہونگی اور اگر یہہ روایت صحیح ہے تو ظاہر ہے کہ بعبارت النص مثبت وقوع تحریف ہی

لہ تو کیا تمہاری سب کارروائی باطل نہج جائیگی عمر نے کہا پھر اسکی تدبیر اور حیلہ کیا ہے زید نے کہا حیلہ کو تم زیادہ جانتے ہو عمر نے کہا بجز اسکے
حیلہ کیا ہے کہ ہم اوسکو قتل کریں اور راحت پائیں تو خالد کے ہاتھ سے علی کے قتل کی تدبیر کی لیکن وہ پیش نہ گئی اور اسکی شرح
گذر چکی پس جب عمر خلیفہ ہوئی تو علی سے مانگا کہ قرآن انکو دیوی تاکہ وہ اوسکی یہی باہم تحریف کریں پس کہا ای ابا الحسن اگر تو اوسکو
ابوبکر کے پاس لایا تھا تو ہماری پاس ہی لاتا کہ ہم اور پھر مجتمع ہوتے ملی نے فرمایا وہ بات دور گئی اوسکے طرف رستہ نہیں ہے ابوبکر کے
پاس صرف اسلیے لایا تھا کہ تم پر حجت قائم ہوجائے اور قیامت کے دن یہہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تھے یا کہو کہ تو اوسکو ہماری پاس
نہیں لایا تھا جو قرآن میری پاس ہے اوسکو بجز ستھرے لوگوں اور میرے اولاد میں سے اور کسیکے اور کو کوئی نہیں چھو سکتا عمر نے کہا تو کیا
اوسکے ظہور کا وقت معلوم ہے علی نے کہا ہاں میری اولاد میں سے قائم (مہدی) ہونگے تو اوسکو ظاہر کرینگے اور سب لوگوں کو بانگیختہ کرینگے تو اوسکی متابع

اور بالبداہۃ ہماری محبوب کے دعوی کے مکذب ہی اور سنیے وفی الکافی عن محمد بن
سلیمان عن بعض اصحابہ عن ابی الحسن علیہ السلام قال قلت لہ جعلت فداک
انا نسمع الایات فی القران لیس ھی عندنا کما نسمعھا ولا نحسن ان نقراھا کما بلغنا
عنکم فھل ناثم فقال لا اقرؤا کما علمتم فسیجیئکم من یعلمکم ان القول یعنی بہ
صاحب الامر علیہ السلام وباسنادہ عن سالم بن سلمۃ قال قرأ رجل علی ابی عبد اللہ
وانا اسمع حروفا من القران لیس علی ما یقرأھا الناس فقال ابو عبد اللہ کف عن
ھذہ القراءۃ اقرأ کما یقرأ الناس حتی یقوم القائم فاذا قام قرأ کتاب اللہ تع علی
حدہ واخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام وقال اخرجہ علی علیہ السلام الی
الناس حین فرغ منہ وکتبہ فقال لھم ھذا کتاب اللہ کما انزلہ اللہ علی محمد وقد جمعتہ
بین اللوحین فقالوا ھو ذا عندنا مصحف جامع فیہ القران لا حاجۃ لنا فیہ فقال
اما واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا ابدا انما کان علی ان اخبرکم حین جمعتہ لتقرؤہ
وباسنادہ عن البزنطی قال دفع الی ابو الحسن مصحفا وقال لا تنظر فیہ ففتحتہ
وقرأت فیہ لم یکن الذین کفروا فوجدت فیھا اسم سبعین رجلا من قریش باسمائھم
واسماء آبائھم قال فبعث الی بعث الی بالمصحف وفی تفسیر العیاشی عن ابی جعفر قال

ف کافی میں بسند محمد بن سلیمان اور اسکے بعض اصحاب کے ابوالحسن سے روایت ہے کہا میں نے انکی خدمت میں عرض کیا میں آپ پر قربان ان ہمکو آیات
قرآنی سنتے ہیں ہمارے نزدیک اسطرح نہیں ہے جسطرح ہم سنتے ہیں اور ہم اسکو جسطرح نہیں پڑھ سکتے جسطرح ہمکو تمسے پہنچا تو کیا ہم گنہگار ہونگے
فرمایا نہیں تم جسطرح سیکھا ہے پس عنقریب آئیگا جو تمکو سکھلائیگا اور اپنی سند کے ساتھ سالم بن سلمہ سے روایت کی کہا ایک
شخص نے ابو عبد اللہ ع پر چند حروف قرآنی پڑھے جو لوگوں کے قرأت کے موافق نہیں تھے اور میں سن رہا تھا ابو عبد اللہ نے فرمایا
تو اس قرأت سے باز رہ اور پڑھ جسطرح لوگ پڑھتے ہیں مہدی کے قائم ہونے تک پس جب قائم ہوگا کتاب اللہ کو اوسکی حد پر پڑھیگا اور وہ
مصحف جو علی نے لکھا تھا نکالا اور کہا علی نے اسکو جب اوسکو لکھنے سے فارغ ہوئے تھی لوگوں کی طرف نکالا تھا اور کہا یہ اللہ کی کتاب ہے جسطرح اللہ نے
محمد پر نازل کی اور میں نے اسکو دو جلدوں میں جمع کی انہوں نے کہا یہ ہمارے پاس مصحف جامع ہے ہمیں قرآن ہے ہمکو اوسکی کچھ حاجت نہیں ہے
فرمایا اللہ کی قسم اس دن سے پیچھے تم اسکو کبھی نہ دیکھوگے پھر صرف یہ تھا کہ جب میں جمع کیا تھا تمکو خبر کردوں تاکہ تم اوسکو پڑھو اور اپنی اختیار کی ہوئی
بطنی کی روایت کی کہا مجکو ابو الحسن نے مصحف دیا اور کہا کہ اسمیں دیکھو میں نے اسکو کھولا اور اسمیں لکھا تھا لم یکن الذین کفروا اور اسمیں قریش کے ستر مردوں کے نام اور انکے باپوں کے نام

لولا ان زیدا فی کتاب اللہ ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی ولو قد قام قائمنا فظق صدقہ القرآن وفیہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لو قرء القرآن کما انزل الینا فیہ مسمین وفیہ عنہ ان فی القرآن ما مضی وما یحدث وما ھو کائن کانت فیہ اسماء الرجال فالقیت وانما اسم الواحد منہ فی وجوہ لا یحصی یعرف ذلک الوصاۃ وفیہ عنہ علیہ السلام ان القرآن قد طرح منہ آی کثیرۃ ولم یزد فیہ الا حروف و قد اخطات بہ الکتبۃ وتوھمتہا الرجال وروی الشیخ احمد بن ابیطالب الطبرسی طاب ثراہ فی کتاب الاحتجاج فی جملۃ احتجاج امیر المؤمنین علی جماعۃ من المھاجرین والانصار طلحۃ قال لہ علیہ السلام فی جملۃ مسایلہ عنہ یا ابا الحسن ایدی ان اسئلک عنہ رایتک حرجت بثوب مختوم فقلت ایھا الناس انی لم ازل مشتغلا برسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ بغسلہ وکفنہ ودفنہ ثم اشتغلت بکتاب اللہ حتی جمعتہ فھذا کتاب اللہ عندی مجموعا لم یسقط عنی حرف واحد ولم ار ذلک الذی کتبت والفت وقد رایت عمر بعث الیک ان ابعث بہ الی فابیت ان تفعل فدعا عمر الناس فاذا شھد رجلان علی آیۃ کتبتھا وان لم یشھد علیھا غیر رجل واحد رجاھا فلم یکتب فقال عمر وانا اسمع انہ قد قتل یوم الیمامۃ قوم کانوا یقراؤن قرانا لا یقراہ

ف اگر کتاب اللہ میں زیادتے اور نقصان نہ کیا جاتا تو ہمارا حق کسی عقل والے پر پوشیدہ نہ رہتا اور اگر ہمارا قائم اٹھکر کلام کریگا۔ تو سچ ثابت ہوگا۔ اور ابو عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا اگر قرآن پڑھا جاتا جس طرح نازل ہوا تو ہمیں ہم نام پاتے اور قرآن میں ہی مروی ہے کہ قرآن میں جو کچھ گذشتہ آئندہ ہی موجود ہے ہمیں لوگوں کی نام دیکھ کر ادی گئی ہمیں ہر ایک کا نام پتا طرح پر ہے بہت سے حروف ساقط ہوگئے ہیں اور ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ قرآن میں سے بہت آیتیں کم کی گئی ہیں اور زیادتی صرف چند حروف کی ہوئی ہے اور لکھنے والوں نے غلطی کی ہے اور لوگوں نے وہم کیا ہے شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی نے اپنی کتاب احتجاج میں منجملہ احتجاج امیر المؤمنین کے مہاجرین وانصار کی جماعت پر روایت کیا ہے کہ طلحہ نے منجملہ اپنے سوالات کے جناب سے کہا ای ابو الحسن میں تجھسے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں میں نے تجکو دیکھا تھا کہ تو صبح اٹھا ہوا کپڑا لیکر نکلا اور کہا ای لوگو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجہیز وتکفین میں مشغول رہا پھر کتاب اللہ میں بیٹھا تاکہ میں اوسکو جمع کرلوں یہ کتاب اللہ میرے پاس تھا کہ کوئی حرف بھی کم نہیں ہوا اور میں نہیں دیکھا تھا جو تو نے لکھا تھا اور جمع کیا تھا اور میں عمر کو دیکھا کہ میرے پاس بھیجا تھا کہ میرے پاس اوسکو بھیج تو تو نے بھیجنے سے انکار کیا پھر عمر نے لوگوں کو بلایا جس جب دو آدمیوں نے ایک آیت کی گواہی دی اگر میں نے اوسکو لکھا اور نہ لکھا اور نہ گواہی دی اگر میں نے اوسکو لکھا تھا اور نہ لکھا تھا میں منتظر تھا کہ کوئی قائم ہوگا

غیرھم فقد ذھب وقد جائت شاۃ الی صحیفۃ وکتاب یکتبون فاکلتھا وذھب
مافیھا والکاتب یومئذ عثمان وسمعت عمر واصحابہ الذین الفوا ما کتبوا علی عھد
عمر وعلی عھد عثمان یقولون ان الاحزاب کانت تعدل سورۃ البقرۃ وان النور ثلث
ومائۃ آیۃ والحجر تسعون ومائۃ آیۃ فما ھذا وما یمنعک یرحمک اللہ ان تخرج کتاب اللہ
الی الناس وقد عمد عثمان حین اخذ ما الف عمر فجمع لہ الکتاب وحمل الناس علی قراءۃ
واحدۃ فمزق مصحف ابی ابن کعب وابن مسعود واحرقھما بالنار فقال لہ علی یا طلحۃ
ان کل آیۃ انزلھا اللہ عزوجل علی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ عندی باملاء رسول
اللہ وخط یدی وتاویل کل آیۃ انزلھا اللہ علی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وکل
حلال وحرام اوحد اوحکم او شیٔ یحتاج الیہ الامۃ الی یوم القیمۃ مکتوب باملاء
رسول اللہ ص وخط یدی حتی ارش الخدش قال طلحۃ کل شیٔ من صغیر او کبیر او خاص
او عام کان او یکون الی یوم القیمۃ فھو عندک مکتوب قال نعم وسوی ذلک ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ اسر الی فی مرضہ مفتاح الف باب من العلم یفتح کل باب
الف باب ولواں الامۃ منذ قبض رسول اللہ اتبعونی واطاعونی لاکلوا من فوقھم
ومن تحت ارجلھم وساق الحدیث الخ وقال فی احتجاجہ علی الزندیق الذی جاء

لہ جبکے سوا کوئی قاری نہ تھا مقبول ہو چکے ہیں تو قرآن چار ہا اور تحقیق صحیفہ کے طرف بکری کے جسکو لکھنہ ہی تھی اور اسکو کہا گئی اور جو کچھ
اوسمین تھا جاتا رہا اور عثمان اوسوقت کاتب تھا اور میں عمر سے اور اوسکے اصحاب سے جنھوں نے جمع کیا تھا جو کچھ لکھا تھا عمر کے
زمانہ میں اور عثمان کے زمانہ میں سنا تھا کہ احزاب سورہ بقر کے برابر تھے اور نور ایک سو چند آیتیں تھی اور حجر ایک سو نوی آیتیں تھی
تو یہ کیا ہی ہوا جو تم نے حرص کری تجکو کون مانع ہوا اس سے کہ تو کتاب اللہ کو لوگونکی طرف نکالی اور تحقیق عثمان نے قصد کیا ہے جبکہ لیا
جو کچھ عمر نے جمع کیا تھا پس اوسکے لیے منشیو نکو اکٹھا کیا اور لوگونکو ایک قرات پر برانگیختہ کیا ابی بن کعب اور ابن مسعود کا
مصحف پھاڑ ڈالا اور آگ مین جلا دیا۔ اوسکو علی نے جواب دیا اے طلحہ تحقیق ہر آیت جو اللہ عزوجل نے محمد پر نازل کی ہے میرے پاس ہر ہر
رسول اللہ کی لکھوائی ہوئی اور میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی اور ہر تاویل کی تاویل جسکو اللہ تعالے نے محمد پر نازل کی اور ہر ایک حلال یا حرام یا حد
یا حکم یا کوئی جسکی قیامت تک امت محتاج ہو رسول اللہ کی لکھوائی ہوئی اور میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے گہروٹ کی چھوٹی
طلحہ نے کہا ہر شی چھوٹی بڑی خاص یا عام گذشتہ یا آیندہ قیامت تک وہ تیرے پاس لکھی ہوئی ہے کہا ہان اور
اسکے سوا یہ کہ رسول اللہ نے اپنی مرض مین ہزار باب کے علم سے کنجیان پوشیدہ عطا فرمائین ہین جسمین سے ہر باب ہزار باب کھولتا ہے
اور اگر امت جب سے رسول اللہ نے وفات پائی ہے میرا اتباع اور میری پیروی کرتے تو اپنی اوپر اور پانو کے نیچی سے کھاتے الحدیث

اور جو اس کتاب اور اسکی تحقیق مین لوگ زندیق ہوئے ہیں ۱۲

الیہ مستدلا بایٰ من القرآن متشابہ یحتاج الی التاویل وکان من سوالہ انی
اجد اللہ قد شرح شھوات انبیاءہ بقولہ وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ وتکذیبہ نوحا لما قال ان
ابنی من اھلی بقولہ انہ لیس من اھلک ویوصف ابراھیم بانہ عبد کوکبا مرۃ وشمسا
قمرا ومرۃ شمسا وبقولہ فی یوسف ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ
وبتھجینہ موسیٰ حیث قال رب ارنی انظر الیک قال لن ترانی الایۃ وبعثہ
داؤد جبرئیل ومیکائیل حیث تسوروا المحراب الی اخر القصۃ وبجسہ یونس فی
بطن الحوت حیث ذھب مغاضبا مذنبا واظھر خطا الانبیاء وذللھم ثم وری
اسماء من اغتر وافتن خلقہ بفضل واضل وکنی عن اسمائھم فی قولہ ویوم یعض الظالم
علی یدیہ یقول یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لم اتخذ فلانا خلیلا
لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی فمن ھذا الظالم الذی لم یذکر من اسمہ
ما ذکر من اسماء الانبیاء۔ آخر سوال تک اسکا جواب نقل کیا جاتا ہے لیکن چونکہ سوال وجواب کی
عبارتوں میں قدر حاجت سے زیادہ طول تھا اسلیئے ملخصاً بحذف واسقاط نقل کئے گئے جواب کی
عبارت جو مثبت مدعا ہے یہہ ہے۔ فقال امیر المؤمنین واما ھفوات الانبیاء
ومابینہ اللہ فی کتابہ ووقوع الکنایۃ عن اسماء من اجترم اعظم ما اجترمتہ

لہ جو چند آیات متشابہات قرآنی کے ساتھہ جو تاویل کے محتاج تھے۔ مستدل ہوکر آیا تھا فرمایا اور اوسکے سوال سے یہہ تھا کہ میں
پاتا ہوں اللہ نے انبیاء کے ھفوات مشہور کیے اپنی قول کے ساتھہ (اور آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس گمراہ ہوا)
اور نوح کے تکذیب کے ساتھہ جب اوسنے کہا ای پروردگار میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اپنے قول سے (وہ تیرے اہل سے نہیں ہے)
اور ابراہیم کے اس امر کے وصف کے ساتھہ کہ اوسنے کبھی ستارونکی پرستش کی اور کبھی چاند کی اور کبھی سورج کی اور اپنے قول کے ساتھہ
یوسف کے معاملہ میں (بتحقیق قصد کیا زلیخا نے یوسف کا اور یوسف نے زلیخا کا اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھتا) اور موسیٰ
کے برائے کے ساتھہ جب کہا ای رب دکھلا مجکو دیکھوں میں تیری طرف (فرمایا ہرگز نہیں دیکھہ سکیگا مجکو) اور جبرئیل میکائیل کو
داؤد کیطرف بھیجنے کے ساتھہ جب وہ محراب پر چڑھہ آئے آخر قصہ تک اور یونس کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنے کے ساتھہ
جبکہ غصہ ناک ہوکر چلا گیا۔ اور انبیا کی خطاؤں اور لغزشوں ظاہر کرنے میں پھر تو رسا اوسکے نام ہیں جنھوں نے فریب کھایا
اور فتنہ میں ڈالا اوسکی خلقت کو پس مگراہ ہوا اور گمراہ کیا اور کنایۃ اوسکے اسما کو ذکر کیا اپنے قول میں (جسدن کہ ظالم اپنے ہاتھہ کو کھائیگا
کہیگا کاش بنا میں رسول کے ساتھہ رستہ ای افسوس کاش نہ بناتا میں فلان شخص کو دوست تحقیق غافل کردیا مجکو یاد سے بعد اسکے کہ آئی میرے
پاس) پس یہہ ظالم کون ہے جسکا نام نہیں ذکر کیا جسقدر انبیا کا نام ذکر کیا الخ ۱۲ پس فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے لیکن انبیا کے ھفوات اور جو کچھہ

الانبیاء ممن شهد الکتاب بظلمهم فان ذلک من ادل الدلائل علی
حکمة الله الباهرة وقدرته القاهرة وعزته الظاهرة لانه علم ان براهین
انبیائه تکبر فی صدورهم وان منهم من یتخذ بعضهم الها کالذی کان من
النصاری فی ابن مریم فذکرها دلالة علی تخلفهم من الکمال الذی
تفرد به عزوجل الم تسمع الی قوله فی صفة عیسی حیث قال فیه وفی امه کانا
یاکلان الطعام یعنیان من اکل الطعام کان له ثفل فهو بعید مما ادعته
النصاری لابن مریم ولم یکن عز اسمه لیذکر الانبیاء بتجبر او تعزز بل تعریفا لاهل
الاستبصار وان الکنایة عن اسماء ذوی الجرایر العظیمة من المنافقین فی
القرآن التی لیست من فعله تعالی وانها من فعل المغیرین والمبدلین الذین
جعلوا القرآن عضین واعتاضوا الدنیا من الدین وقد بین الله تع قصص
المغیرین بقوله الذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله
لیشتروا به ثمنا قلیلا وبقوله وان منهم لفریقا یلوون السنتهم بالکتاب لتقول
اذ یبیتون مالا یرضی من القول بعد فقد الرسول ما یقیمون به اودهم باطلهم
حسبما فعلته الیهود والنصاری بعد فقد موسی وعیسی من تغییر التوراة والانجیل

لے بسبب ذکر انبیاء جرم کیا جنکے ظلم کی کتاب اللہ شاہد ہے تحقیق یہ پختہ دلائل سے ہے اللہ کے روشن حکمت و غالب قدرت پر کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ اوسکے انبیاء کے دلائل انکے استوں کے دلوں میں بڑی ہونگے اور انمیں سے بعض کو معبود بنا لینگے جیسے نصاری نے ابن مریم کے بارہ میں ہوا پس انکو اسلیے ذکر کیا تاکہ انکی تخلف پر اوس کمال سے جسکے ساتھ اللہ عزوجل منفرد ہی دلالت ہو گیا تو نے نہیں سنا اوسکا قول عیسی کے وصف میں اوسکی ان کے بارہ میں فرمایا (دونو کھانا کھاتے تھے) یعنے جو کھایگا اوسکا ثفل ہوگا اور جسکے ثفل ہوگا وہ بعید ہے اوس سے جو نصارے نے ابن مریم میں دعوے کیا ہے اور انبیا کے اسماء سے براہ تکبر اور بڑائی کنایہ نہیں کیا بلکہ اہل استبصار کے جتلانے کے واسطے۔ بڑے گنہگار منافقین کے ناموں سے کنایہ قرآن میں اللہ تعالے کے قول سے نہیں بلکہ یہ تحریف و تبدیل کرنیوالونکے فعل سے ہے جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ کیا اور بعوض دین کے دنیا کو لیا اور اللہ تعالے نے مغیرین کے قصے بیان کر دیے اپنے قول کے ساتھ۔ الذین یکتبون الکتاب بایدیهم ثم یقولون هذا من عند الله الخ اور اپنی قول کے ساتھ وان منهم لفریقا یلوون السنتهم بالکتاب۔ اور اپنے قول کے ساتھ۔ اذ یبیتون مالا یرضی من القول رسول کے وفات کے پیچھے جس سے اپنے باطل کے کجی کو سیدھا کریں جیسا کہ یہود و نصارے نے بعد وفات موسے اور عیسے کے توراۃ اور انجیل کے تغیر ۱۲۔

وتحريف الكلم عن مواضعه ويقوله يريدون ان يطفؤا نور الله بافواههم
ويابى الله الا ان يتم نوره يعني انهم اثبتوا في الكتاب ما لم يقله الله ليلبسوا
على الخليقة فاعمى الله على قلوبهم حتى تركوا فيه ما دل على ما احدثوه فيه وحرفوه
منه وبين عز وجل كتمهم وتلبيسهم وكتمان ما علموه منه ولذلك قال لهم
لم تلبسون الحق بالباطل وتكتمون الحق وضرب مثلهم بقوله فاما الزبد
فيذهب جفاء واما ما ينفع الناس فيمكث في الارض فالزبد في هذا الموضع كلام
الملحدين الذين اثبتوه في القران فهو يضمحل ويبطل ويتلاشى عند التحصيل
والذي ينفع الناس منه فالتنزيل الحقيقي الذي لا ياتيه الباطل من بين يديه
ولا من خلفه والقلوب تقبله والارض في هذا الموضع هي محل العلم وقراره وليس
يسوغ مع عموم التقية التصريح باسماء المبدلين ولا الزيادة في آياته على ما اثبتوه
من تلقائهم في الكتاب كما في ذلك من تقوية حجج اهل التعطيل والكفر والملل
المخرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذي قد استكان له الموافق
والمخالف بوقوع الاصطلاح على الاغماض لهم والرضا بهم ولان اهل الباطل في
القديم والحديث اكثر عددا من اهل الحق ولان الصبر على ولاة الامر مفروض

ف ١ کلمات کی تحریف اونکے مواضع سے کے اور اپنے قول کے ساتھہ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواہہم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ
یعنی جو کچھہ اللہ تعالے نے نہیں فرمایا اونہون نے کتاب مین جاڈیا تاکہ مخلوق پر ملتبس کرین پس اللہ نے اونکے دلونکو اندہا کردیا یہانتک کہ
اونہون نے جھوڈ یا جو دلالت کرے اوسپر جو اونہون نے احداث کیا ہے اوسمین اور تحریف کیا ہے اوپر بیان کیا اونکے بہتان اور تلبیس کو
اور اونکے چھپانے کو جو قرآن سے جانتی ہی اور سیوا سطے اونکو فرمایا (کیون حق کو باطل کے ساتھہ ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو
اور اونکی مثل بیان کی اپنے قول کے ساتھہ۔ فاما الزبد فیذہب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض تو الزبد یہان
کلام ہی جسکو قرآن مین بڑہایا ہی وہ مضمحل اور باطل اور زائل ہو جاتی ہی تحصیل کے وقت اور اوسمین سے جو لوگونکو نافع ہی وہ تنزیل حقیقی ہی جسکے سامنے سے باطل
آسکتا نہی پہنچی ہی اور دل اوسکو قبول کرتے ہین اور ارض سے مجہ علم اور قرار علم ہے اور باوجود عموم تقیہ کے تحریف کرنے والونکی نام کی تصریح
اور آیتونپر زیادتی جو کچھہ اونہون نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے بیان کرنا جائز نہین کیونکہ اوسمین اہل تعطیل اور کفر اور ادیان
باطلہ کیلیے دلیلونکی جو ہمارے قبلہ سے پہری ہوئی ہین تقویت ہی اور اوس ظاہر علم کا ابطال ہی جسکو موافق و مخالف نے تسلیم کرلیا ہے
اوسکی فروتنی اور اونکے ساتھہ رضامندی پر اصطلاح واقع ہونے کے ساتھہ۔ اور اسلیے کہ اہل باطل ہمیشہ تعداد مین اہل حق سے زیادہ ہین

لقول الله عز وجل لنبيه فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل وايجابه صلى ذلك
على اوليائه واهل طاعته بقوله لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة فحسبك
من هذا الجواب عن هذا الموضع ما سمعت فان شريعة التقية تحظر التصريح بالكثير منه
ثم قال عليه السلام واما ما ذكرته من الخطاب الدال على تعجيز النبي والازراء به
والتانيب له مع ما اظهره الله تبارك وتعالى في كتابه من تفضيله اياه على سايرانبيائه
فان الله عز وجل جعل لكل نبي عدوا من المشركين كما قال في كتابه وكفى بربك
منزلة نبينا صلى الله عليه وآله عند ربه بكل عظيم محنته بعدوه الذي عاد منه اليه
في حال شقاوته ونفاقه كل اذى ومسقة لدفع نبوته وتكذيبه اياه وسعيه في مكايده
وتنقص كل ما ابرمه واجتهد ومن مالاه على كفره وعناده ونفاقه والحاده في
ابطال دعواه وتغيير ملته ومخالفة سنته ولم يرتشبا ابلغ في تمام كيده من تنفيرهم
عن موالات وصيه واليحاشهم منه وصدهم عنه واغرائهم بعداوته والقصد
لتغيير الكتابة التي جاء به واسقاط ما فيه من فضل ذوي الفضل وكفر ذوي الكفر منه
وممن وافقه على ظلمه وبغيه وشركه ولقد علم الله ذلك منهم فقال ان الذين يلحدون
في اياتنا لا يخفون علينا وقال يريدون ان يبدلوا كلام الله ولقد احضروا الكتاب

ا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فرمایا (پس صبر کر جسطرح صبر کیا اولوالعزم نے رسولوں سے اور جسطرح اوسکا وجوب اوسکے اولیا اور اہل طاعت پر ہے بسبب قول
اللہ تعالیٰ (البتہ تحقیق تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھی پیروی ہے) پس اس جواب سے اس موضع میں جو کچھ تو نے سنا کافی ہے کیونکہ تقیہ کا شیوہ
ہونا اس سے زیادہ تصریح سے روکتا ہے پھر علیہ السلام نے فرمایا اور جو کچھ تو نے اوس خطاب کا ذکر کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیت اور منقصت اور سرزنش
پر دلالت کرتا ہے باوجود اوسکے جو ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اوسکے فضیلت سے تمام انبیا پر تحقیق اللہ عزوجل نے ہر نبی کے
لیے دشمن مشرکین میں سے دشمن کیے ہیں جیسا اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو بزرگی کے سوا اللہ کے نزدیک
اسطرح اوسکی محنت کے برائی اوسکے دشمن کے ساتھ جو اوس سے اسکی طرف پھرا ہے اوسکے نفاق اور خلاف کے حال میں اور تکلیف
اور شقاوت اوسکی نبوت کے دفع کرنے اور اوسکے تہمیلانے اور اوسکے برائیوں میں کوشش کرنے اور اوسکی مضبوط کی ہوئی کے توڑنے کے لیے اور
اپنی کفر اور عناد اور نفاق اور بے دینی پر اسکے دعوے کے ابطال اور اوسکے ملت کو تغییر اور اوسکی سنت کے مخالفت اپنے کو متوجہ کر دیا اور
اوسکے مکر کے پورا ہونے میں اوس سے اور جو اوسکی ظلم اور بغاوت اور شرک میں اوس سے موافق ہوئی رسی کے دوستی سے اور اوسکو نفرت
دلانے اور اوس سے متوحش کرنے اور دشمنی اور اوسکی عداوت پر اونکو تیار کرنے اور اوسکے قرآن سے جسکو وہ لیکر آیا تھا تبدیل بدل کے
قصد کرنے اور اوسمیں سے بہتری والوں کی بزرگی اور کفار کے کفر کو ساقط کرنے سے زیادہ تہمیں دیکھے اور یہ اللہ نے بھی جانتے سے معلوم کر لیا تھا پس فرمایا۔

کملا مشتملا علی التاویل والتنزیل والمحکم والمتشابہ والناسخ والمنسوخ
لم یسقط منہ حرف الف ولا لام فلما وقفوا علی ما بینہ اللہ من اسماء اھل
الحق والباطل وازذلک ازظہر نقض ما عقدوہ قالوا لاحاجۃ لنا فیہ نحن مستغنون
عنہ بما عندنا ولذلک قال فنبذوہ وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا
فبئس ما یشترون ثم دفعہم الاضطرار بورود المسائل علیہم مما لا یعلمون
تاویلہ الی جمعہ وتالیفہ وتضمینہ من تلقائہم ما یقیمون بہ دعائم کفرھم فرخ
منادیہم من کان عندہ شیء من القران فلیأتنا بہ ووکلوا تالیفہ ونظمہ
الی بعض من وافقہم علی معاداۃ اولیاء اللہ علیہم السلام فالفہ علی اختیارھم
ومایدل المتامل علی اختلاف تمیزھم وافتراقہم وترکوا منہ ما قدروا انہ لھم
وھو علیھم وزادوا فیہ ما ظھر تناکرہ وتنافرہ وعلم اللہ ان ذلک یظھر ویبین
فقال ذلک مبلغھم من العلم وانکشف لاھل الاستبصار عوارھم وافترائھم
والذی بدئ فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قریۃ الملحدین
ولذلک قال یقولون منکرا من القول وزورا ویذکر جل ذکرہ لنبیہ
صلی اللہ علیہ وآلہ ما یحدثہ عدوہ فی کتابہ من بعدہ بقولہ فما ارسلنا

ت تاویل اور تنزیل اور محکم اور متشابہ اور ناسخ اور منسوخ پر مشتمل جسمیں سے ایک حرف الف اور لام بھی ساقط نہیں ہوا تھا اونکے پاس حاضر کیا پس جب وہ اسپر
باطل حق اور باطل کو نام بنام بیان فرمایا وقف ہوئے اور سمجھے کہ اگر یہ ظاہر ہوا تو جو کچھ ہمنے بنا رکھا ہے ٹوٹ جائیگا تو کہنے لگے کہ ہمکو اسکی کچھ
حاجت نہیں ہے اور بسبب اسکے جو ہمارے پاس ہے ہم اس سے بے پروا ہیں اور سپرد فرمایا (پس پھینک دیا اور ہمکو اپنی پیٹھ پیچھے
اوسے اوسکی بدلے قیمت تھوڑی پس بیا ہی جو کچھ وہ خریدتے ہیں) پھر اونکو ایسی مسائل کے دارد ہونے سے جنکی تاویل نہیں جانتے تھے
قرآن کے جمع کرنے اور اکٹھا کرنے مطلب اور اسمیں مرتبے کی طرف جس سے اپنے کفر کے ستون قائم کرسکیں مضطر کیا پس اونکا مہا دی چلایا کر
جسنے پاس قرآن جسمیں کا کچھ ہو وہ ہمارے پاس لیکر آوے اور اوسکی نظم و تالیف کو ایسی شخص کے سپرد کیا جو اپنے اللہ کے دشمنی پر اونکے موافق تھا
پس اپنی قرآن اوجمع کیا اونکی اختیار کے موافق جو وہ حالت کرتا ہے اور میں ناامل کرنا اونکی اختلاف تمیز اور افتراء پر اور چھوڑ دیا اوسمیں سے جسکو نافع جانتا
تھا حالانکہ وہ اونکے لیے ضرر رساں اور زیادہ کیا اوسمیں جسکا اور بیان اونکا فاسد ظاہر ہے اور اللہ نے جان لیا کہ یہ ظاہر ہو جائیگا پس فرمایا (یہ اونکی
پہنچنے کی جگہ ہے علم سے) اور کہا گیا اہل استبصار کے لیے اونکا عیب اور افترا اور جو کچھ کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منقصت کو
ہی زیادہ ملحدین کا افترا ہے اور اسلیے فرمایا (کہتے ہیں بری بات اور جھوٹ) اور اللہ تعالے اپنی نبی سے اوسکی بابت جو اوسکا دشمن
اوسکی کتاب میں اوسکے بعد بھیجے یہ کہ گیا اپنی اس قول کے ساتھ ذکر فرماتا ہے۔ اور نہیں بھیجا ہمنے ۔۱۲۔

من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله
ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله اياته يعني انه ما من نبي تمنى مفارقة ما بين قومه
نفاق قومه وعقوقهم والانتقال عنهم الى دار الاقامة الا القى الشيطان المعرض
بعد اوته عند فقده في الكتاب الذي انزل عليه ذمه والقدح فيه والطعن
عليه فينسخ الله ذلك في قلوب المؤمنين فلا يقبله ولا يصغى اليه غير قلوب المنافقين
والجاهلين ويحكم الله اياته ان يجعل اولياءه من الضلال والعدوان ومشايعة
اهل الكفر والطغيان الذين يرضى الله ان يجعلهم كالانعام حتى قال بلهم اضل سبيلا
فافهم هذا واعمل به وقال في هذا الحديث بعد ان بين تاويل بعض المتشابهات
وانما جعل الله تبارك وتعالى في كتابه هذه الرموز التي لا يعلمها غير انبيائه و
حججه في ارضه لعلمه ما يحدثه في كتابه المبدلون من اسقاط اسماء حججه منه و
تلبيسهم ذلك على الامة ليعينوهم على باطلهم فاثبت فيه الرموز وعمى قلوبهم
وابصارهم لما عليهم في تركها وترك غيرها من الخطاب الدال على ما احدثوه
فيه وجعل اهل الكتاب المقيمين به والعاملين لظاهره وباطنه من شجرة اصلها

ل ۲ یعنی پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جب تمنا کرتا ہو ڈال دیتا ہے شیطان اسکی آرزو میں پس منسوخ کرتا ہے اللہ اسکو جو ڈالتا ہے
شیطان پھر مستحکم کرتا ہے اللہ اپنی آیات کو (یعنے کوئی نبی نہیں ہے جو تمنا کرتا ہو مفارقت اوسکی جو رہتے ہوا وہاں تا ہو اپنی
قوم کے نفاق اور اوندکی نافرمانی سے اور چاہتا ہو آخرت کیطرف اوسے انتقال کرنا مگر ڈال دیتا ہے شیطان جو اوسکی
دشمنی کے تعریض کرنیوالا ہے اوسکی وفات کے وقت اوس کتاب میں جو اوسپر اوتری ہے اوسکی مذمت اور قدح اور اوسپر
طعن کو پس اللہ تعالے اسکو مومنین کے دلوں میں منسوخ کرتا ہے وہ اسکو قبول نہیں کرتے اور منافقون اور جاہلوں کے دلونکے
سوا اوس طرف متوجہ نہیں ہوتی اور مضبوط فرماتا ہے اپنی آیات کو اسطرح کہ بچاتا ہے اپنے دوستونکو گمراہی اور زیادتی سے
اور اس کفر و سرکشی کے موافقت سے جنکے لیے اللہ تعالے نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ اونکو مثل چوپایونکی کرے بلکہ فرمایا (وہ اون سے بھی
زیادہ گمراہ ہیں) پس اسکو خوب سمجھ لے اور پھر عمل کر اور فرمایا علیہ السلام نے اس حدیث میں بعد اسکے کہ بیان کیا بعض متشابہات
کی تاویل کو اور اللہ تبارک وتعالے نے اپنی کتاب میں یہ رموز جنکو اوسکی اولاد کے انبیا اور اوسکی حجتون کے سوا جو اوسکی زمین میں
ہیں کوئی نہیں جانتا صرف اسلیئے کہ وہ اوسکا واقف نہ تھا جو تحریف کرنے والے اوسکی حجتونکی نام ساقط کرکے
اور اوسپر اوسکو خلط کرکے بدعت کرینگے تا اونکی باطل پر اعانت کرے پس اسلیے اوسمیں رموز رکھدیں اور اونکے دلون اور
آنکھونکو اندھا کردیا اسلیئے کہ اونپر اسکی اور اوسکی غیر کے چھوڑنے میں خطاب سے ہے جو اونکی قرآن میں احداث کرنے پر دال ہے
اور کہ کتاب والے اوسکو قائم کرنے والے اوسکے ظاہر و باطن پر عمل کرنے والے اوس درخت سے جسکی جڑ ثابت ہے ۱۲

ثابت وفرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها ای یظهر مثل هذا العلم
المحتملیۃ فی الوقت بعد الوقت وجعل اعدائها اهل الشجرۃ الملعونۃ الذین حاولوا
اطفاء نور اللہ بافواههم فابی اللہ الا ان یتم نوره ولو علم المنافقون لعنهم اللہ
ما علیهم من ترک هذه الایات التی بینت لک تاویلها لاسقطوها مع ما اسقطوا
منه ولکن اللہ تبارک اسمه ما من حکمه بایجاب الحجۃ علی خلقه کما قال فللہ الحجۃ البالغۃ
اعمیٰ ابصارهم وجعل علی قلوبهم اکنۃ عن تامل ذلک فترکوه بجاله وحجبوا عن
تاکید الملتبس بابطاله فالسعداء یتنهون علیه والاشقیاء یعمون عنه ومن لم
یجعل اللہ له نورا فما له من نور ثم ان اللہ جل ذکره بسعۃ رحمته ورافۃ بخلقه وعلمه
بما یحدثه المبدلون من تغییر کتابه قسم کلامه ثلثۃ اقسام فجعل قسما منه یعرفه
العالم والجاهل وقسما لا یعرفه الا من صفا ذهنه ولطف حسه وصح تمیزه ممن
شرح اللہ صدره للاسلام وقسما لا یعرفه الا اللہ وامناؤه الراسخون فی العلم و
انما فعل ذلک لئلا یدعی اهل الباطل من المستولین علی میراث رسول اللہ صلے اللہ
علیه واله من علم الکتاب ما لم یجعله اللہ لهم ولیقودهم الاضطرار الی الایمان

اور اوسکی شاخ آسمان مین ہے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے اپنے پروردگار کے حکم سے یعنی ظاہر ہوتا ہے یہہ علم محتملی وقتاً فوقتاً
اور اوسکے دشمن شجرہ ملعونہ والونکو ٹھہرایا جنھون نے اللہ کے نور کو اپنے مونہون سے بجھانے کا قصد کیا۔ پس اللہ نے
نہ مانا بجز اسکے کہ اپنے نور کو پورا کرے اور اگر منافقین یعنی اوس نقصان کو جو اون پر ان آیات کے چھوڑنے سے جنکے تیرے لیے
مین نے تاویل بیان کی ہے لازم آتا ہے جانتے تو اون کے ساتھہ جنکو قرآن مین سے نکال دیا ہے انکو بھی نکال ڈالتے لیکن
اللہ تعالے کا حکم اپنی مخلوق پر حجت لازم کرنیکا جاری ہے چنانچہ فرمایا (اللہ کے لیے پوری حجت ہے) اوسکی ہم کھولکر توانک دیا اور
اوسکو دلونپر پردہ ڈال دیا اسمین تامل کرنے سے پس اسکو اپنی حال پر چھوڑ دیا اور اپنی ابطال کے ساتھہ ملتبس کے تاکید کرنے سے
روکی گئے پس نیک بخت اوسپر متنبہ ہوتے ہین اور بدبخت اوس سے اندہی ہوتے ہین اور جسکے لیے خدا نے نور نہین کیا پس اوسکے لیے
کچھہ نور نہین ہے۔ پھر اللہ تعالے نے بسبب وسعت رحمت اور اپنی مخلوق کے ساتھہ مہربانی کے اور بسبب جاننے کے اوسکو جو تحریف کرنیوالے
احداث کرنیکے اوسکی کتاب کے تغیر سے اپنی کلام کو تین قسم پر منقسم کیا ایک قسم اوسمین سے وہ کی جسکو عالم اور جاہل سمجھین اور ایک قسم وہ
کہ جسکو بجز اوسکے جسکا ذہن صاف اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہو اونمین سے جنکا اللہ نے اسلام کے لیے سینہ کھول دیا ہے
نہین سمجھہ سکتا اور ایک قسم وہ ہے جسکو بجز اللہ تعالے اور اوسکے امانت دار اور راسخین نے العلم کے دوسرا کوئی نہین سمجھہ
سکتا اور یہہ اسلیے کیا تاکہ اہل باطل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میراث علم پر مستولی ہوتے ہین اوسکا دعوی نکرین
جسکو اللہ نے اونکے لیے نہین کیا ہے ۱۲

لمن والاہ امرھم فاستکبروا عن طاعتہ تعززا وافترآء علی اللہ عزوجل واغترارا
بکثرۃ مناصرھم وعاونھم وعاند اللہ جل اسمہ ورسولہ فاما ما علمہ الجاھل والعالم
من فضل رسول اللہ من کتاب اللہ فہو قول اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ
وقولہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ
وسلموا تسلیما ولہذہ الایۃ ظاھر وباطن فالظاھر قولہ صلوا علیہ والباطن قولہ
وسلموا تسلیما ای سلموا لمن وصاہ واستخلفہ علیکم فضلہ وما عھد بہ الیہ تسلیما ۔
ھذا ما اخبرتک انہ لا یعلم تاویلہ الا من لطف حسہ وصفا ذھنہ وصح تمیزہ
وکذلک قولہ سلام علی ال یسین لان اللہ سمی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ بہذا
الاسم حیث قال یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین لعلمہ بانھم یسقطون
قول سلام علی محمد کما اسقطوا غیرہ وما زال رسول اللہ یتالفھم ویقربھم ویحلبھم
عن یمینہ وشمالہ حتی اذن اللہ عزوجل لہ فی ابعادھم بقولہ واھجرھم ھجرا جمیلا
وبقولہ فما للذین کفروا قبلک مھطعین عن الیمین وعن الشمال عزین ایطمع
کل امرئ منھم ان یدخل جنۃ نعیم کلا انا خلقناھم مما یعلمون قال واما ظھورہ

سلہ اور تاکہ اذنکو اپنی دلی امر کے فرمانبرداری کیطرف جسکی طاعت سے بسبب بڑائی کے اور اللہ تعالے پر افترار کے اور اپنی مددگارون اور معاونون اور خدا اور رسول کے دشمنونکی کثرت پر دھوکہ کہا کے تکبر کیا ہے اضطرار کیجئے۔ لیکن وہ جسکو عالم اور جاہل رسول اللہ کی فضیلت کتاب اللہ سے سمجھ سکے وہ قول اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور قولہ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہے اور اس آیت کا ظاہر و باطن ہے پس ظاہر تو صلوا علیہ ہے اور باطن قولہ وسلموا تسلیما ہے یعنے تسلیم کرو اسکے لیے جسکو تمپر وصی اور خلیفہ بنایا ہے اسکی بزرگی کو اور جو کچھ اوسکی طرف عہد کیا ہے تسلیم کرنا اور یہ دس قسم سے ہے جسکی مین نے تجکو خبر دی کہ اوسکی تاویل بجز اوسکے جسکا ذہن صاف اور حس لطیف اور تمیز صحیح ہو نہین جان سکتا۔ اور اسیطرح قولہ سلام علی آل یاسین کیونکہ اللہ تعالے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کو اس نام کے ساتھ موسوم کیا ہے چنانچہ فرمایا یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین اسلیے کہ وہ جانتا تہا کہ وہ سلام علی محمد کو نکال دینگے جسطرح دوسرے اسمونکو نکال ڈالا اور ہمیشہ رسول اللہ اونکی تالیف کرتے رہے اور مقرب بناتے رہے اور اپنے دہنے بائین بہلاتے رہے یہانتک کہ اپنی قول کیساتھ واہجرھم ھجرا جمیلا اور اپنے اس قولسے فما للذین کفروا قبلک مھطعین عن الیمین وعن الشمال عزین ایطمع کل امرئ منھم ان یدخل جنۃ نعیم کلا انا خلقناھم مما یعلمون۔ اونکے دور کرنے کا اذن۔ فرمایا اور اس قول کے ۱۲

علی تارکہ قولہ فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء ولیس
یشبہ القسط فی الیتمی نکاح النساء ولا کل النساء ایتاما فہو مما قدمت ذکرہ من اسقاط
المنافقین من القران وبین القول فی الیتمی وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص
اکثر من ثلث القران وہذا وما اشبہہ مما ظہرت حوادث المنفقین فیہ لاہل النظر
والتامل ووجد المعطلون واہل الملل المخالفۃ للاسلام ما غالی القدح فی القران
ولو ترکت لکل ما اسقط وحرف وبدل مما یجری ہذا المجری لطال وظہر وما
تحظر التقیۃ اظہارہ من مناقب الاولیاء ومثالب الاعداء - انتہی یہانتک جسقدر روایات
نقل کی گیئے اونسے اجمالا بدلالت مطابقی قرآن مجید مین بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تحریف کا واقع ہونا مختلف ائمہ کی شہادت سے ثابت ہوا اب اسکے بعد کچھ روایات وہ بھی نقل
کردن جن سے تفصیلی طور پر خاص خاص سورتون اور آیتون مین تحریف کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہو اگرچہ
بندہ کے پاس بحول اللہ وہ رسالہ بھی موجود ہے جسمین مفصل ہر ایک سورۃ کا تحریف کا حال الی آخرہ
درج ہین بلکہ علاوہ معمولی سورتون کے دو سورتین ایک سورۃ النورین اور دوسری الولایہ جو تمامہ
قرآن مین سے نکال ڈالی گئے اور ابن شہر آشوب نے ہے کتاب المثالب مین لکھین ہین اسمین
تمامہا مذکورین اور ہم مفصل بحث کرسکتے ہین چنانچہ سورۃ النورین کا شروع اسطرح ہی بسم اللہ
الرحمن الرحیم یا ایہا الذین امنوا امنوا بالنورین الذین انزلناہما یتلوان علیکم

لہ بے ربط ہونے پر نہری اطلاع فان خفتم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء اور قسط
فی الیتامی عورتونکی نکاح سے مشابہت نہین رکھتا اور نہ سب عورتین یتیم ہین پس وہ اس قسم سے ہی
جسکو قرآن مین سے منافقین کے نکال دینے کا پہلے ذکر کرچکا ہون سے اور بیان یتامی کے باب مین قول کے
اور درمیان نکاح عورتون کے خطاب اور قصونسے تہائی قرآن سے زیادہ ہی اور یہہ اور جو اسکے مشابہ ہی اس قسم سے ہے
جسمین منافقین کے احداثات اہل نظر اور تامل کے لیے ظاہر ہوگئی اور اہل باطل اور اسلام کے مخالف دین والون نے
قرآن مین اعتراض کرنیکا رستہ پالیا اور اگر مین تمام وہ بیان کرون جو نکلا لایا گیا ہے اور تحریف و تبدیل کیا گیا ہے
جو اسکے قائم مقام ہے تو طول ہو اور جسکے اظہار کو دوستون کے مناقب اور دشمنون کے مثالب سے
تقیہ باز رکھتا ہے وہ ظاہر ہو جاوے - ۱۲

ایاتی ویجدانکم عذاب یوم عظیم نوزن بعضها من بعض وانا السمیع العلیم
ان الذین یوفون بعهد الله ورسوله فی الدرجات جنات نعیم والذین یکفرون من
بعد ما امنوا بنقضهم میثاقهم وما عاهدهم الرسول علیه یقذفون فی الجحیم
ظلموا انفسهم وعصوا الوصی اولئک یسقون من حمیم - الی الخر الخ اور سورۃ
الولایہ کے ابتدائی فقرات یہہ ہین بسم الله الرحمن الرحیم یا ایها الذین
امنوا امنوا بالنبی والوصی الذین بعثنا هما یهدیانکم الی صراط مستقیم نبی وولی
بعضها من بعض وانا العلیم الخبیر الذین یوفون بعهد الله لهم جنات النعیم
الی اخر المهفوات لیکن چونکہ اندیشہ تطویل دامن تسلم مین اڈبھ رہا ہے اسلیے صرف اسی قدر قلیل پر
اکتفا کرتا ہون جو صاحب صافی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے اور جو روایات کہ تفسیر صافی سے نقل
ہوچکی ہین مفسر صاحب بعد نقل روایات لکھتے ہین - اقول المستفاد من مجموع هذه الاخبار
وغیرها من الروایات من طریق اهل البیت علیهم السلام ان القرآن الذی
بین اظهرنا لیس بتمامه کما انزل علی محمد بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ومنه
ما هو مغیر محرف وانه قد حذف عنه اشیاء کثیرة منها اسم علی علیه السلام فی
کثیر من المواضع ومنها لفظة ال محمد غیر مرة ومنها اسماء المنافقین فی مواضعها ومنها
غیر ذلک وانه لیس ایضا علی الترتیب المرضی عند الله وعند رسوله وقد قال علی
ابن ابراهیم قال فی تفسیره واما ما کان خلاف ما انزل الله فهو قوله تع کنتم خیر امة

ف مین کہتا ہون کہ ان احادیث سے اور سوائی انکی اون روایات سے جو بطریق اہل بیت مروی ہین - یہہ
حاصل ہوتا ہے کہ جو قرآن ہمارے درمیان موجود ہے یہہ پورا نہین جسطرح کہ محمد پر نازل ہوا تھا بلکہ اسمین وہ
جو مخالف ہے اوسکی جو اللہ نے نازل کیا اور اس مین تحریف تغیر کیا ہوا ہے اور اسمین سے بہت سی اشیاء نکالی گئی ہین
علی کا نام بہت جگہ سے نکالا گیا - لفظ آل محمد چند جگہ سے اور منافقین کے نام اپنی جگہ سے نکالی گئی وغیرہ وغیرہ
اور یہہ خدا اور رسول کے پسندیدہ ترتیب پر نہین + علی بن ابراہیم نے اپنے تفسیر مین کہا ہے اور لیکن جو
خلاف نزول کے ہے سو وہ قولہ تعالے کنتم خیر امة ۱۲

اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتومنون بالله فقال
ابوعبدالله علیه السلام لقارئ هذه الآیة خیر امة تقتلون امیر المومنین والحسین بن
علی فقیل له فکیف نزلت یابن رسول الله فقال انما نزلت خیر ائمة اخرجت للناس
الاتری مدح الله بهم فی اخر الآیة تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله
ومثله انه قرئ علی ابی عبدالله الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا
قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما فقال ابوعبدالله علیه السلام لقد سالوا
الله عظیما ان یجعلهم للمتقین اماما فقیل له یابن رسول الله کیف نزلت فقال
انما نزلت واجعل لنا من المتقین اماما وقوله له معقبات من بین یدیه ومن خلفه
یحفظونه من امر الله فقال ابوعبدالله علیه السلام کیف یحفظ الشی من امر الله
وکیف یکون المعقب من بین یدیه فقیل له وکیف ذلک یابن رسول الله فقال انما
انزلت له معقبات من خلفه ورقیب من بین یدیه یحفظونه بامر الله ومثله
کثیر قال واما ما هو محذوف عنه فهو قوله لکن الله یشهد بما انزل الیک فی علی
کذا نزلت انزله بعلمه والملائکة یشهدون وقوله یا ایها الرسول بلغ ما انزل

۱ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر وتومنون بالله۔ ابوعبداللہؑ نے اس آیت کے پڑھنے والے کو فرمایا کہ امیرالمومنین کو اور حسین بن علیؑ کو قتل کرو اور پھر اس سے یہ معنی کیا تو پھر یہ آیت کیونکر نازل ہوئی اے رسول اللہ کے فرزند فرمایا صرف اسطرح نازل ہوئی خیر ائمہ اخرجت للناس کیا تو نہیں دیکھتا اللہ تعالے نے آخر آیت میں انکی مدح کی ہے کہ بھلائی کا حکم کرتے ہو برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اسکی مثل یہ ہے کہ کسینی امام ابوعبداللہ کے روبرو پڑھا الذین یقولون ربنا هب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ امام ابوعبداللہ نے فرمایا تحقیق بڑی امر کا سوال کیا ہے کہ اذکو متقیوں کا امام بنادے عرض کیا گیا اے رسول اللہ کے فرزند تو یہ آیت کیونکر نازل ہوئی فرمایا یہ اسطرح نازل ہوئی ہے واجعل لنا من المتقین اماما۔ اور قول اللہ تعالے لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ فرمایا اللہ نے فرمایا کہ امر سے شی کی کیونکر حفاظت ہوتی ہے اور معقب سامنے کیونکر ہوتا ہے عرض کیا گیا اے رسول اللہ کے فرزند یہ کیونکر ہے فرمایا یہ اسطرح نازل ہوئی ہے۔ لہ معقبات من خلفہ ورقیب من بین یدیہ یحفظونہ بامر اللہ اور مثل اسکی بہت ہے اور اسمیں جو محذوف ہے وہ قولہ تعالے لکن اللہ یشہد بما انزل الیک فی علی۔ اسیطرح نازل ہوئی ہے اور قولہ تعالے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل۔ ۱۲۔

الیک من ربک فی علی فان لم تفعل فما بلغت رسالته وقوله ان الذین کفروا
وظلموا آل محمد حقهم لم یکن الله لیغفر لهم وقوله وسیعلم الذین ظلموا آل محمد
حقهم ای منقلب ینقلبون وقوله ترى الذین ظلموا آل محمد حقهم فی غمرات الموت ومثله
کثیر نذکره فی مواضعه قال واما التقدیم والتاخیر فان آیة عدة النساء الناسخة
التی اربعة اشهر وعشر قدمت علی المنسوخة التی هی سنة وکان یجب ان یقر المنسوخة
التی نزلت قبل ثم الناسخة التی بعد وقوله افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد
منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمة وانما هو ویتلوه شاهد ومنه اماما
ورحمة ومن قبله کتاب موسی وقوله وما هی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا وانما هو نحیا ونموت لان الدهریة لم یقروا بالبعث بعد الموت وانما قالوا نحیی و
نموت فقدموا حرفا علی حرف ومثله کثیر قال واما الآیات التی هی فی سورة وتمامها
فی سورة اخری فقول موسی لتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر اهبطوا مصرا
فان لکم ما سالتم فقالوا یا موسی ان فیها قوما جبارین وانا لن ندخلها حتی
یخرجوا منها فان یخرجوا منها فانا داخلون ونصف الآیة فی سورة البقرة ونصفها

الیک من ربک فی علی فان لم تفعل فما بلغت رسالته اور قولہ تعالے ان الذین کفروا وظلموا آل محمد حقهم ای منقلب ینقلبون اور قولہ تعالے ترى الذین ظلموا آل محمد حقهم فی غمرات الموت - اور مثل اسکی بہت ہی اوسکو اوسکی جگہ ذکر کرینگے اور لیکن تقدیم اور تاخیر پس تحقیق عدت دس دن چار مہینے کی آیت جو ناسخ ہی آیت منسوخہ پر مقدم کی گئی ہے جسمین سال بھر عدت ہی اور واجب تہا کہ آیت منسوخہ جو پیشتر نازل ہوئی پہلی پڑہی جاے پہر ناسخ ہوتے جو پیچہی ہے اور قولہ تعالے افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمة اور حقیقت مین اسطرح ہے ویتلوه شاهد منه اماما ورحمة ومن قبله کتاب موسی اور قولہ تعالے وما هی الا حیوتنا الدنیا نموت ونحیا اور حقیقت مین اسطرح تہا نحیی ونموت - کیونکہ دہریون نے مرنے کے بعد اوٹہنے کا اقرار نہین کیا تہا اور صرف وہ کہتے تہے کہ ہم زندہ رہینگے اور مر جائینگے پس ایک حرف کو دوسری حرف پر مقدم کردیا اور اسکی مثل بہت ہے فرمایا اور وہ آیتین جو خود ایک سورة مین واقع ہین اور اوسکا تمتہ دوسری سورة مین ہے پس حضرت موسی کا قول لتستبدلون الذی هو ادنی بالذی هو خیر اهبطوا مصرا فان لکم ما سالتم اسکے جواب مین بنی اسرائیل نے کہا یا موسی ان فیها قوما جبارین وانا لن ندخلها حتی یخرجوا منها فان یخرجوا منها فانا داخلون - اور یہی آیت سورہ بقرہ اور ادہی ہے -

فی سورۃ المائدۃ وقولہ اکتبہا فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا فردّ اللہ علیہم
ومالکنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون
فنصف الایۃ فی سورۃ الفرقان ونصفہا فی سورۃ العنکبوت ومثلہ کثیر انتہی
کلامہ علاوہ ازیں تفسیر آیات میں اس قسم کے بہت روایتیں ذکر کی ہیں تفسیر سورہ نحل میں ہے وفی الکافی
عنہ (عن الصادق) انہ قراء ان تکون ائمۃ ہی ازکی من ائمتکم فقیل اما تقراءہا
امۃ ہی اربی من امۃ وما بیدہ فطرحہا۔ سورہ واقعہ میں ہے القمی عن الصادق انہ قراء
وطلع منضود قال بعضہم لیعنی وفی المجمع روت العامۃ عن علی انہ قراء رجل عندہ
وطلح منضود فقال ما شان الطلح انما ہو وطلع کقولہ ونخل طلعہا ہضیم فقیل لہ الا
تغیرہ فقال ان القرآن لا یہاج الیوم ولا یحرک وروی عنہ ابنہ الحسن وقیس بن سعد
ورواہ اصحابنا عن یعقوب قال قلت لابی عبد اللہ وطلح منضود قال لا وطلع منضود
علاوہ انکے صدہا روایات ہیں جو اثبات تحریف وابطال مدعا مجیب پر دلیل ہیں۔ اور جسقدر روایات
واحادیث ثبوت تحریف میں صاحب صافی نے بیان کی ہیں اور ہم اوپر نقل کرآئے ہیں۔ اگر اوپر تفصیل کے ساتھ
بحث کیجاوے تو خوف تطویل دامنگیر ہے۔ بلکہ یہ رسالہ شرح مطالب کو بھی متحمل نہیں ہے اسلیے صرف
اسی قدر گذارش پر کفایت کیجاتی ہے کہ روایات مذکورہ سے مثل روز روشن تحریف کا واقع ہونا اصول شیعہ
بتواتر قطعاً ثابت ہوا۔ اور فاضل مجیب کا دعوی کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہے

لہ آیت سورہ مائدہ میں ہے اور قولہ تعالے اکتبہا فہی تملی علیہ بکرۃ واصیلا۔ پس اللہ تعالی نے اوپر رد کردیا وما کنت
تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون۔ آدھی آیت سورہ فرقان میں ہے اور آدھی سورہ
عنکبوت میں ہے اور اس جیسا بہت ہے ۱۲۔ ۲ اور کافی میں امام صادقؑ سے مروی ہے کہ آپنے پڑھا۔ ان تکون
ائمۃ ہی ازکے من ائمتکم۔ کسینی عرض کیا کہ ہم تو اسطرح پڑھتے ہیں۔ ائمۃ ہی اربی من امۃ تو آپنی اپنے ہاتھ سے شارہ
کرکے اوسکو ڈال دیا۔ قمی نے صادق ؑ سے روایت کیا ہے وطلع منضود۔ ایک دوسری کے طرف مائل
مجمع میں ہے عامہ نے علی سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے آپکے سامنے پڑھا وطلح منضود آپنے فرمایا
طلح کو کیا حال ہے یہہ تو صرف وطلع ہے جیسا قولہ تعالے نخل طلعہا ہضیم یعنی عرض کیا پھر آپ اسکو بدل نہیں دیتے
فرمایا اب قرآن ہلایا جاتا ہے اور نہ جنبش دیا جاسکتا ہے اور اسکو آپ سے روایت کیا ہے حریز نے زرارہ حسن ۳ نے اور قیس بن سعد نے
اور ہمارے اصحاب نے اسکو یعقوب سے روایت کیا ہے کہ میں ابو عبد اللہ سے کہا وطلح منضود فرمایا نہیں۔ طلع منضود

جس سے بغیر سیاق عبارت یہہ مراد ہے کہ عدم تحریف قرآن اجماعی اہل تشیع ہی باطل ہوا اور ظاہر ہے
کہ اجماع کا انعقاد کسی حکم پر جبتک کہ پہلے اوسپر کوئی دلیل شرعی قائم نہو اور اوسکے لیے کوئی
اصل نہو نہین ہو سکتا۔ اور جبکہ نقیض حکم پر دلائل قطعیہ قائم ہون تو اس صورت مین خلاف
دلائل قطعیہ کے انعقاد اجماع محال اور غلط ہے اگر اجماع ہوگا تو وہ ایسا ہوگا جیسا نصاری کا اجماع
اسپر کہ عیسی بن مریم ابن اللہ ہین۔ اور ہرگز یہہ اجماع دلائل شرعیہ سے نہ سمجھا جائیگا اور اگر ان روایاتکو
جو عنوانات مختلفہ کے ساتھہ مختلف ائمہ سے مختلف رواۃ نے روایت کیا ہے کذب اور دروغ
اور افترا اور بہتان سمجھا جاوے تو یہہ کذب و افترا کسکی طرف منسوب ہوگا جناب ائمہ باوجود عصمت کے
بطور تقیہ جھوٹ فرما سکتے ہین لیکن ان روایات مین تقیہ کی گنجائش نہین بلکہ ان کا اظہار خلاف
تقیہ کے ہے کیونکہ مخالفین کے مخالف ہی تو ایسی حالت مین یہہ کذب ائمہ کیطرف کیونکر نسبت
کیا جائے اگر تقیہ کی گنجائش ہوتی تو حضرات شیعہ اس کذب و افترا سے انہین کیسے پاک و منزہ
ملوث فرماتے۔ اور رواۃ اگر ایک دو ہوتی یا ضعفا و مجاہیل و کذاب و وضاع ہوتی تو البتہ مضائقہ
نہتا کہ یہہ کذب انہین کے نامہ اعمال مین سمجھا جاتا۔ لیکن جب ثقات و معتبرین کثیر التعداد نے روایت
کی ہے علی الخصوص انہین سے ایکی ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی اور اونکے استاد علی بن
ابراہیم نے اپنے اساتذہ سے جو ثقات و معتبرین ہین تخریج کی ہے اور کوئی روایت معارض
انکی پائی نہین جاتی جسکی وجہ سے ان روایات کو دروغ سمجھا جاوے اور اگر ہے تو محمول تقیہ پر ہو سکتی ہے
تو ایسی صورت مین کذب رواۃ ہرگز قرین قیاس نہین بلکہ بداہۃً معلوم ہوتا ہے کہ انکی رواۃ عدول
و ثقات نے جیسا ائمہ سے سنا اوسیطرح روایت کر دیا پس اگر آپ ان رواۃ کو جھوٹا بانمن یہہ بھی
بعید از انصاف ہے اور کوئی تیسرا احتمال باقی نہین رہا جو جھوٹ کا راستہ ہو مگر یہہ کہ تمام رواۃ نے
عن آخرہم خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے بغض و عداوت اور صحابہ کی مخالفت پر متفق ہو کر اپنی اسلام
مین یہہ رخنہ ڈالا اور یہہ افترا اور بہتان باندھا جس سے اپنے دین و ایمان کو اپنی ہاتھون آپ برباد
کر دیا اور آیت شریفہ کا مضمون صادق آیا یخربون بیوتہم بایدیہم وایدی المومنین فاعتبروا

یا اولے الابصار اور اسکا قائل ہونا مین تسنن ہی - غرض روایات مذکورہ سے کلام مجید مین تحریف کا خلفاء و صحابہ کیطرف سے واقع ہونا متواتر المعنے ثابت ہوگیا اب اسکے بعد ہمکو کچھ ضرورت نہین تہی کہ ہم اپنی فاضل مخاطب کے دعوے کے ابطال کے لئے یہہ ثابت کرین کہ اکابر و اعاظم شیعین کا مذہب ہی کہ قرآن شریف مین تحریف ہوئی اور بعض متاخرین نے بہی تصریح کی ہے اور اسلیئے قرآن مجید کو اپنے مقابلہ مین قابل حجت و استدلال نہین سمجہا ہے کیونکہ جب ایک امر ائمہ سے متواتر المعنے ثابت ہو گیا اور اوسمین کسی قسم سے نہ تقیہ کو راہ ہے نہ تاویل کی گنجائش ہے تو ایسی امر کا انکار فی الحقیقت امامت ائمہ کا انکار ہے جسکو شاید ہماری فاضل مخاطب کفر و الحاد اعتقاد فرماتے ہونگے لیکن چونکہ ہماری حضرت مخاطب کو اسکی طرف تعطش زائد الوصف ہی اور نہایت مبالغہ کے ساتہہ اسکا انکار ہے اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نقل مذاہب بیان کرکے قوت و ترجیح اصول و قواعد مسلمہ شیعہ تحریر کرین پس اسکی لیئے ہی زیادہ تکلف کی ضرورت نہین ہے اوسی تفسیر صافی کا مقدمہ سادسہ آخر سے ملاحظہ فرماوین وہ لکہتے ہین - واما[1] اعتقاد مشائخنا رحمہم اللہ فی ذلک فالظاہر من ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراہ انہ کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن لانہ روی روایات فی ہذا المعنی فی کتابہ الکافی ولم یتعرض لقدح فیہا مع انہ ذکر فی اول الکتاب انہ شرط بما رواہ فیہ وکذلک استاذہ علی بن ابراہیم القمی فان تفسیرہ مملو منہ ولہ غلو فیہ وکذلک الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی قدس سرہ فانہ ایضا نسج علی منوالہما فی کتاب الاحتجاج اما الشیخ ابو علی الطبرسی فانہ قال فی مجمع البیان اما الزیادۃ

[1] اور لیکن اس باب مین ہمارے مشائخ رحمہم اللہ کا اعتقاد پس ظاہر محمد بن یعقوب کلینی طاب ثراہ قرآن مین تحریف و نقصان کا معتقد تہا کیونکہ اوسی اس باب مین اپنی کتاب کافی مین بہت سی روایتین کی ہین اور اونہین قدح سے تعرض نہین کیا باوجودیکہ اوسنے شروع کتاب مین ذکر کیا ہے کہ وہ اون روایتون پر جو اوسمین روایت کرتے ہین اعتماد کرتا ہے اور اسیطرح اوسکا استاد علی بن ابراہیم قمی اوسکی تفسیر اس سے بہری ہوئی ہے اور اوسکو اس مین نہایت غلو ہی اور اسیطرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی قدس سرہ اپنی کتاب احتجاج مین اونہی دونو کی منوال پر ہے لیکن شیخ ابو علی طبرسی پس اوسنے مجمع البیان مین کہا ہے ۱۲

سے اور یہ عقیدہ کہ قرآن مجید کی آیتین اور سورتین کم ہوگئی ہین اور اسکی ترتیب بہی بدل گئی ہے اور اسکی اصل ترتیب وہ نہین ہے جو اب ہے اور اسکی اصل ترتیب وہ ہے جو علی نے کی تہی اور اسکی ترتیب اسطرح ہے کہ پہلے مکی سورتین پہر مدنی سورتین اور اسکی ترتیب اسطرح ہے کہ پہلے سورہ اقرا پہر سورہ مدثر پہر سورہ تبت پہر سورہ تکویر اسیطرح آخر تک اور اسکی اصل تفسیر وہ ہے جو علی نے کی تہی اور اسکی تفسیر اسطرح ہے کہ ہر آیت کا شان نزول اور اسکی تاویل اور اسکا محکم و متشابہ اور ناسخ و منسوخ اور خاص و عام اور مطلق و مقید اور مجمل و مبین اور حلال و حرام اور حدود و احکام اور جو کچہہ کہ امت کو قیامت تک ضرورت ہے سب کچہہ علی نے بیان کیا ہے اور اسکی اصل کتاب وہ ہے جو علی نے لکہی تہی اور اسکی کتاب اسطرح ہے کہ اوسمین ہر حلال و حرام کا ذکر ہے اور ہر اوس چیز کا ذکر ہے جسکی امت کو ضرورت ہے یہان تک کہ ارش دینے کا طریقہ اور ایک سو کا تاوان اور آدہی دیت تک کا ذکر ہے اور اسکی اصل کتاب وہ ہے جو علی نے لکہی تہی اور اسکی کتاب اسطرح ہے کہ وہ اون روایتون پر جو اوسمین روایت کرتا ہے اعتماد کرتا ہے اور اسیطرح اوسکا استاد علی بن ابراہیم قمی اوسکی تفسیر اس سے بہری ہوئی ہے اور اوسکو اس مین نہایت غلو ہی اور اسیطرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی قدس سرہ اپنی کتاب احتجاج مین اونہی دونو کی منوال پر ہے لیکن شیخ ابو علی طبرسی پس اوسنے مجمع البیان مین کہا ہے ۱۲

فیہ مجمع علی بطلانہ واما النقصان فیہ نقد روی جماعۃ من اصحابنا وقوم من حشویۃ العامۃ ان فی القران تغییرا ونقصانا والصحیح من مذھب اصحابنا خلافہ وھو الذی نصرہ المرتضی رہ واستوفی الکلام فیہ غایۃ الاستیفاء فی جواب المسائل الطرابلسیات وذکر فی مواضع ان العلم بصحۃ نقل القران کالعلم بالبلدان والحوادث الکبار والوقایع العظام والکتب المشہورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ وحراسۃ وبلغت حدا لم تبلغہ فیما ذکرناہ لان القران معجز النبوۃ وماخذ العلوم الشرعیۃ والاحکام الدینیۃ وعلماء المسلمین قد بلغوا فی حفظہ وحمایۃ الغایۃ حتی عرفوا کل شی اختلف فیہ من اعرابہ وقرائتہ وحروفہ وایاتہ فکیف یجوز ان یکون مغیرا او منقوصا مع العنایۃ الصادقۃ والضبط الشدید وقال ایضا قدس اللہ روحہ ان العلم بتفصیل القران وابعاضہ فی صحۃ نقلہ کالعلم بجملتہ وجری ذلک مجری ما علم ضرورۃ من الکتب المصنفۃ ککتاب سیبویہ والمزنی فان اھل العنایۃ بھذا الشان یعلمون من تفصیلھا ما یعلمونہ من جملتھا حتی لو ان مدخلا ادخل فی کتاب سیبویہ بابا فی النحو لیس من الکتاب لعرف ومیز وعلم انہا ملحق ولیس من اصل الکتاب

ا کہ قرآن مین زیادتی کا باطل ہونا تو متفق علیہ ہی لیکن کمی کا ہونا پس ہمارے اصحاب مین سے ایک جماعت نے اور حشویہ عامہ مین سے ایک قوم نے روایت کیا ہی کہ قرآن مین تغییر اور کمی ہے اور صحیح یہ ہی کہ ہمارے اصحاب کا مذہب اسکے خلاف ہی اور اسکی مرتضی نے ہی نصرت کی ہی اور جواب مسائل طرابلسیان مین کلام کو غایت درجہ استیفا پر پہنچایا ہے اور ذکر کیا ہے کہ قرآن کی نقل کے صحت کا علم مثل علم شہرون اور بڑے بڑے حوادث اور وقائع اور مشہور کتابون اور عرب کے لکھی ہوئی شعرون کی ہے پس تحقیق اوسکی نقل و حفاظت پر توجہ شدیدہ اور دواعی وافرہین اور اس حد کو پہنچے ہین کہ اسونہ کورہ اس حد کو نہین پہنچے کیونکہ قرآن نبوت کا معجزہ اور علوم شرعیہ اور احکام دینیہ کا ماخذ ہی اور علماء اہل اسلام اوسکے حفظ و حمایت مین غایت درجہ کو پہنچ چکے یہانتک کہ اوسکی ہر ایک شی مختلف فیہ کو اعراب اور قرات اور حروف اور آیات کو پہچان لیا تو باوجود اس سچی توجہ اور نہایت ضبط کی کیونکر ممکن ہے کہ بدلا ہوا یا کم کیا ہوا ہو۔ اور سید مرتضی قدس روحہ نے فرمایا ہے کہ قرآن کے تفصیل اور اجزاء کا علم صحت نقل مین اوسکی مجموعہ کے برابر ہی اور یہ مثل اوسکے ہی جو کتب مصنفہ کے بداہۃً معلوم ہی مثل سیبویہ اور مزنی کی کتاب کے کیونکہ اس فن کے توجہ والے جسقدر اوسکی جملے کو جانتے ہین اوسیقدر اوسکی تفصیل سے واقف ہین یہانتک کہ اگر کوئی شخص نحو کا کوئی ایسا باب کتاب مین بڑہاوے جو اوسمین نہو تو صاف پہچانا جائیگا اور جدا ہوگا اور معلوم ہوگا کہ یہ ملحق ہے اور اصل کتاب مین سے نہین ہے ۔ ۱۲

ولذلك القول في كتاب المزني ومعلوم ان العناية بنقل القرآن وضبطه اصدق من العناية بضبط كتاب سيبويه ودواوين الشعراء وذكر ايضا ان القرآن كان على عهد رسول الله مجموعا مولفا على ما هو عليه الآن واستدل على ذلك بان القرآن كان يدرس ويحفظ جميعه في ذلك الزمان حتى عين على جماعة من الصحابة في حفظهم له وان الله كان يعرض على النبي ويملي عليه وان جماعة من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود وابي بن كعب وغيرهما ختموا القرآن على النبي عدة ختمات وكل ذلك يدل بادنى تامل على انه كان مجموعا مرتبا غير مبتور ولا مبثوث وذكر ان من خالف في ذلك من الامامية والحشوية لا يعتد بخلافهم فان الخلاف في ذلك مضاف الى قوم من اصحاب الحديث نقلوا اخبارا ضعيفة ظنوا صحتها ولا يرجع بمثلها عن المعلوم المقطوع على صحته

اس سے پہلے کہ مین خود اس لغو تاویل کے جو بجاے صدہ روایات صحیحہ کے فرمائی ہے تغلیط کرون مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو اسکی تغلیط صاحب صافی نے کی ہے نقل کرون اور بعد اوسکے پھر گوارش کرونگا کہ اصول شیعہ کے موافق حق کیا ہے اور راجح کسکا قول ہے اب صرف مفسر صافی کی تحقیق سن لیجئے وہ فرماتے ہین - اقول لقائل ان يقول كما ان الدواعي كانت متوفرة على نقل القرآن وحراسته من المؤمنين كذلك كانت متوفرة على تغييره من المنافقين المبدلين للوصية

لہ اور اسیطرح مزنی کی کتاب مین بھی کہا جا سکتا ہے اور معلوم ہے کہ قرآن کی نقل کی طرف توجہ اور اوسکا ضبط سیبویہ کے کتاب اور شعرا کے دیوانون کے ضبط سے زیادہ سچے ہی اور نیز ذکر کیا ہے کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین اسکی موافق تالیف مجموع تھا جیسا اب ہے اور اس پر اسطرح استدلال کیا ہے کہ اوس زمانہ مین تمام قرآن کے حفظ اور تدریس پر اتنی بھی توجہ تھی کہ اصحاب مین سے ایک جماعت اوسکے حفظ کے لیے مقرر ہوئی اور حضرت صاحب پر پڑھا جاتا تھا اور صحابہ مین سے ایک جماعت مثل عبد اللہ بن مسعود وغیرہ اور ابی بن کعب رض وغیرہ نے بہت سے ختم قرآن کے حضرت کو سنائی اور یہ ادنی تامل کے ساتھ اسپر دلالت کرتا ہے کہ قرآن مجموع مرتب تھا پراگندہ نہ تھا اور بیان کیا ہے کہ اس باب مین جو لوگ امامیہ اور حشویہ مخالف ہوئے اونکا خلاف معتبر نہین ہے کیونکہ اس بارہ مین خلاف محدثین مین سے ایک قوم کیطرف منسوب ہے جنہون نے صحیح سمجھکر ضعیف حدیثین نقل کرکے ہین اون جیسی روایات کے ساتھ ایسے امر سے نہین رجوع کیا جاتا جسکی صحت یقینی ہے

لہ مین کہتا ہون کہ معترض کو گنجائش ہے کہ کہی جیسے مومنین کیطرف سے قرآن کی نقل کے حفاظت پر داعی وافر تھے اسیطرح منافقون وصیت کے بدلنے والون کے

المغيرين للخلافة لتضمنه مايضاد رايهم وهواهم والتغير فيه ان وقع فان ما وقع قبل انتشاره في البلدان واستقراره على ما هو عليه الآن والضبط الشديد انما كان بعد ذلك فلا تنافي بينهما بل لقائل ان يقول انه ما تغير في نفسه وانما التغير في ما بايديهم اياه وتلفظهم به فانهم ما حرفوا الا عند نسخهم من الاصل وفي الاصل على ما هو عليه عند اهله وهم العلماء به فما هو عند العلماء ليس بمحرف وانما المحرف ما الفوه لابنائهم واما كونه مجموعا في عهد النبي صلعم على ما هو عليه الآن فلم تثبت وكيف كان مجموعا وانما كان ينزل نجوما وكان لا يتم الا بتمام عمره واما دبره وختمه فانما كانوا يدرسون ويختمون ما كان عندهم منه لا تمامه — اسکے بعد شیخ صدوق اور شیخ طوسی کا مذہب ذکر کرکے اوسکا ابطال وتغلیط کرتا ہی اسلیے اوسکو بھی نقل کردون تاکہ ہمارے فاضل مجیب کے دلمین حسرت نرہ جاوے — وقال شيخنا الصدوق رئيس المحدثين محمد بن علي بن بابويه القمي طيب الله ثراه في اعتقاداته اعتقادنا ان القرآن الذي انزله الله على نبيه هو ما بين الدفتين وما في ايدي الناس ليس باكثر من ذلك قال ومن نسب الينا انا نقول انه

ل خلافت کے دشمنی والون کے طرف سے قرآن کے تحریف پر دواعی وافر تھی کیونکہ قرآن اونکی رائی اور خواہش کے مخالف تھا اور اگر اوسمین تحریف واقع ہوئی ہے تو شہر دنمین پھیلنے اور جس ترتیب پر اب ہے۔ اس پر مستقر ہونے سے پیشتر واقع ہوئی اور ضبط شدید بھی صرف اسکے بعد ہی تھا تو اسمین باہم کچھ منافات نہین ہی۔ بلکہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ نفس قرآن مین کچھ تغیر نہین ہوا تغیر صرف اوسکے لکھنے مین اور پڑھنے مین ہوا ہے۔ کیونکہ اونہون نے تحریف اصل سے نقل کرنے کے وقت اوسمین کی ہے اور اصل جیسا تھا ویسا ہی اوسکی اہل کے پاس موجود ہے اور وہ علماء ہین تو جو علماء کے پاس ہے وہ محرف نہین ہے محرف وہ ہے جو اونہون نے اپنے اتباع کے لیے ظاہر کیا۔ اور اسکے موافق جیسا اب ہی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے عہد مین مجموع ہونا ثابت نہین ہوا اور اوسوقت کیونکر مجموع ہوسکتا ہے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نازل ہوتا تھا اور حضرت کی عمر شریف کے تمام ہونے پر تمام ہوا۔ اور قرآن کا درس اور ختم صرف اوسیقدر کا تھا جسقدر اونکے پاس تھا تمام کا۔

م اور ہمارے شیخ صدوق رئیس المحدثین طیب اللہ ثراہ نے اپنے اعتقادات مین کہا ہے ہمارا اعتقاد یہہ ہے کہ قرآن جو اللہ نے اپنے نبی پر نازل کیا وہی ہے دو پٹھون مین اور لوگون کے ہاتھ مین ہے اس سے زیادہ نہین اور جو ہماری طرف نسبت کرے کہ ہم قائل ہین ۱۲۔

اکثر من ذلک فھو کاذب وقال شیخ الطائفۃ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ
علیہ فی تبیانہ واما الکلام فی زیادتہ ونقصانہ فمما لا یلیق بہ لان الزیادۃ
فیہ مجمع علی بطلانہ والنقصان منہ فالظاھر ایضا من مذھب المسلمین خلافہ
وھو الا لیق بالصحیح من مذھبنا وھو الذی نصرہ المرتضی ۵ وھو الظاھر فی الروایات
غیر انہ روت روایات کثیرۃ من جھۃ الخاصۃ والعامۃ بنقصان کثیر من آیہ القرآن ونقل
شیء منہ من موضع الی موضع طریقھا الآحاد التی لا توجب علما فالاولی الاعراض
عنھا وترک التشاغل بھا لانہ یمکن تاویلھا ولو صحت لما کان ذلک طعنا علی ما
ھو موجود بین الدفتین فان ذلک معلوم صحتہ لا یعترضہ احد من
الامۃ ولا یدفعہ وروایاتنا متناصرۃ بالحث علی قرائتہ والتمسک بما فیہ
ورد ما یرد من اختلاف الاخبار فی الفروع الیہ وعرضھا علیہ فما وافقہ عمل
علیہ وما خالفہ یجتنب ولم یلتفت الیہ وقد ورد عن النبی ۲ روایۃ لا یدفعھا احد
انہ قال انی مخلف فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی
اھل بیتی وانما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض وھذا یدل علی انہ موجود فی کل عصر

---

۵ کہ قرآن اس سے زیادہ ہے وہ جھوٹا ہے اور شیخ طوسی محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تبیان مین کہا ہے کہ
قرآن کے بڑہانے وکمی مین کلام کرنا لائق نہین کیونکہ زیادتے کا باطل ہونا اتفاقی ہے اور کمی ہونا بھی ظاہر امام مسلمانون کے
مذہب کے خلاف ہے اور یہی ہمارے صحیح مذہب کے لائق ہے اور اسکی مرتضے نے بھی تائید کی ہے اور روایات سے بھی یہی ظاہر ہے
مگر یہ کہ قرآن مین سے بہت سی آیتین کم ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے مین شیعہ اور غیر شیعہ کے طریقہ سے بہت سی
روایات مروی ہوئی ہین اونکا طریق احاد ہے جو مفید علم یقین کو نہین ہوسکتا تو اولی اعراض کرنا اور انمین مشغولی ترک
کرنا اولے ہے کیونکہ اونکی تاویل ممکن ہے اور اگر یہ روایات صحیح ہون تو یہ طعن اوسپر نہین ہے جو اب مین الدفتین موجود ہے
کیونکہ اسکی صحت یقینی ہے امت مین سے اسپر نہ کوئی اعتراض کرتا ہے نہ کوئی رد کرتا ہے اور ہماری روایتین اسکی قرأت پر برانگیختہ
کرنے کی اور اسکے ساتھ تمسک کے اور فروعی اختلاف احادیث کے اسکی طرف لوٹانے کے اور اسپر پیش کرنے کی باہتمام تائید کرتے ہین
چنانچہ جو حدیث اسکے موافق ہوگی اوسپر عمل ہوگا اور جو اسکے مخالف ہوگی اوس سے اجتناب ہوگا اور اسکی طرف التفات نہوگا
اور تحقیق نبی سے یہ روایت وارد ہوئی ہے جسکو کوئی رد نہین کرتا (مین تم مین ثقلین کو بھی چھوڑتا ہون اگر تم اونکے ساتھ تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے
ایک قرآن دوسری میری عترت میری اہلبیت اور یہ جدا نہونگی یہانتک کہ میرے پاس حوض پر آئینگی اور یہ اسپر دال ہے کہ قرآن

لانه لا یجوز ان یامرنا بالتمسک بما لا نقدر علی التمسک به کما ان اهل البیت
ومن یجب اتباع قوله حاصل فی کل وقت واذا کان الموجود بیننا مجمعا علی صحته
فینبغی ان یتشاغل بتفسیره وبیان معانیه وترک ماسواه یہانتک نقل کرکے علامہ صاحب
تفسیر صافی نے اسکی بہی تغلیط وتردید کردے اور فرمایا اقول یکفی فی وجوده فی کل عصر وجوده
جمیعا کما انزل الله محفوظا عند اهله ووجود ما احتجنا الیه من عند نا وان لم
نقدر علی الاتیان کما ان الامام کذلک فان المتقین سیان فی ذلک ولعل هذا
هو المراد من کلام الشیخ واما قوله ومن یجب اتباع قوله فالمراد البصیر
بکلامهم فانه فی زمان غیبتهم قائم مقامهم لقولهم علیه السلام انظروا الی
من کان منکم قد روی حدیثنا ونظر فی حلالنا وحرامنا وعرف
احکامنا فاجعلوه بینکم حاکما فانی قد جعلته علیکم حاکما الحدیث انتہی کلامہ
بندہ گذارش کرتا ہے کہ آپکے شیخ صدوق اور شیخ مرتضی اور طوسی نے جو اپنا مذہب عدم تحریف
قرآن قرار دیا ہے اور عدم تحریف کو راجح مذہب شیعہ سے لکہا ہے باعتبار قواعد شرعیہ مسلمہ آپکے
بالکل غلط ہے قطع نظر ان دلائل سے جو کہ انکے مذہب کے بطلان مین صاحب صافی نے ذکر کی ہین
اور بہی بہت دلائل اسکے بطلان پر دلالت کرتے ہین یعنی جسقدر روایات صحاح واحسان وقوع
تحریف پر دلالت کرتے ہین اگرچہ ہر ایک اونمین سے خبر احاد اور ظنی ہے لیکن جب اوسکی قدر
مشترک کو دیکہا جاتا ہے کہ وہ مختلف کثیر التعداد رواۃ نے مختلف ائمہ سے روایت کیا ہے

ا کیونکہ ممکن نہین ہمکو ایسے چیز کے تمسک کا حکم کرین جسکی تمسک پر ہمکو قدرت نہو چنانچہ اہلبیت اور جسکی قول کا اتباع
واجب ہی ہر وقت حاصل ہے اور جب موجود قرآن کے صحت متفق علیہ ہی تو اوسکی تفسیر اور بیان معانی مین مشغول ہونا اور اوسکی
ماسوا کو ترک کرنا لائق ہے - ۱۲ ۲ مین کہتا ہون کہ ہر زمانہ مین اوسکی وجود کی لیے تمامہ جیسا خدا نے نازل فرمایا اوسکی
اہل کے پاس موجود ہونا اور ہمارے حاجت کے موافق ہمارے پاس موجود ہونا کافی ہے اگرچہ ہمکو باتی پر قدرت نہو
چنانچہ امام بہی اسیطرح ہے کیونکہ متقین اس باب مین برابر ہین امید شاید کلام شیخ سے یہی مراد ہو - اور قول اوسکا من
یجب اتباع قولہ - مراد اس سے اونکا کلام بصیر ہے کیونکہ وہ اونکی غیبت کے زمانہ مین قائم اونکے قول کے اونکا قائم
مقام ہے - ہم مین سے جس نے ہماری حدیث روایت کی اور ہماری حلال اور حرام مین نظر کی اور ہماری احکام کو پہچانا اوسکو

تو یہہ متواتر المعنے ہو کر درجہ قطعیہ کو پہونچ چکا ہے اور مثل دو روایات کے جنکو علماء طائفہ نے متواتر المعنے تسلیم کرلیا ہے ہو گیا ہے علامہ شہید ثانی نے معالم الاصول مین فرماتے ہین قد تکثر الاخبار فی الوقائع ویختلف لکن یشتمل کل واحد منها علی معنی مشترک بینها بجهة التضمن والالتزام فیحصل العلم بذلک القدر المشترک ویسمی المتواتر من جهة المعنی وذلک کوقائع امیر المومنین فی حروبه من قتله غزاة بدر کذا وفعل فی احد کذا الی غیر ذلک بانه یدل بالالتزام علی شجاعته وقد تواتر ذلک منه وان کان لا یبلغ شئ من تلک الجزئیات درجة القطع شہید ثانی کی اس شہادت سے صریح مستفاد ہوتا ہے کہ اخبار کثیرہ مین معنے مشترک اگر بہ وجہ تضمن والالتزام مدلول روایات ہوتا ہم متواتر المعنے ہو کر مفید قطعیہ کو ہوگا پس اگر روایات کثیرہ مین معنے مشترک مدلول روایات باعتبار مطابقہ ہوگا تو وہ ادنے یہہ ہے کہ متواتر الافظ ہو ورنہ ادنے درجہ یہہ ہے کہ متواتر المعنے ہوگا - اب اگر وقوع تحریف کی روایات کثیرہ کو متتبع کیا جاوے تو ہر ایک سلسلہ وسند احاد سہی لیکن مجموعہ مفید تواتر کو ہے اور ثبوت وقائع امیر المومنین سے اسکا ثبوت بدرجہا زائد ہے تو وقوع تحریف کا تواتر بالا ولیٰ ثابت ہوا کیونکہ وقوع تحریف کے ثبوت پر قطع نظر اد سکے تواتر کے قرائن قاطعہ بہی دلالت کرتے ہین - ظاہر ہے کہ بعد انتقال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بنا بر اصول مسلمہ تشیع تمام صحابہ اہلبیت سے منحرف ہو گئی اور انکے حقوق غصب کر کے خود خلفا بن بیٹھے تو اس صورت مین اپنے ترجیح خلافت کیلیے جسقدر کرین تھوڑا ہے پھر یہہ بہی ظاہر ہے کہ قرآن کے جمع وتالیف بطور خود انہون نے ہی کرائی ہے اور اہلبیت مین سے کسیکو اسمین شامل نہین کیا بلکہ جناب امیر نے اسی لیے اپنا قرآن علیحدہ جمع کیا تو ان قرائن سے صاف پایا جاتا ہے کہ اسکی جمع وتالیف کے وقت ضرور خرابی کے گئی ہوگی تو اس سے

لہ واقعات مین کبھی احادیث کثیرہ ہوتے ہین اور باہم مختلف ہوتے ہین لیکن ان مین سے ہر ایک اپنے معنی پر جو بطریق تضمن والتزام کے مشترک ہوتا ہے متضمن ہوتے ہین تو اس قدر مشترک کا یقین حاصل ہو جاتا ہے اور اسکا نام متواتر من جہۃ المعنی ہے اور یہ جیسا امیر المومنین کے حروب کے واقعات کہ جنگ مین فلان فلان لڑنے والونکو قتل کیا اور جنگ احد مین فلان فلان کو مارا بطریق تضمن والتزام یہہ تینون آپکی شجاعت پر دلالت کرتا ہے اور یہہ متواتر ہے اگرچہ ان جزئیات مین سے کوئی بھی یقینی نہ ہو

ثابت ہوا کہ قرآنین تحریف کا واقع ہونا متواتر اور یقینی ہے جسکا انکار آپ جانتے ہین کہ کیسا حکم کہتا ہے
پس آپکے شیخ صدوق اور مرتضی اور طوسی نے جو اسکا انکار کیا وہ انکار متواتر اور قطعی کا ہے اور ہرگز قابل التفات
اہل دین و دیانت من المتشیعین نہین ہے بلکہ حق وہی ہے جو آپکے ثقۃ الاسلام کلینی اور انکے اوستاد
صاحب الامام نے فرمایا ہے۔ سلمنا کہ یہہ روایات احاد ہی تھے لیکن ہم کہتے ہین کہ جبکہ خبر واحد موید
بالقرائن ہو تو اوسوقت علی الاصح مفید علم یقین کو ہوتی ہے۔ اپنی شہید ثانی نے کی شہادت سنیے
وخبر الواحد ھو ما لم یبلغ حد التواتر سواء کثرت رواتہ او قلت ولیس ما نا فادۃ
العلم بنفسہ نعم قد یفیدہ بانضمام القرائن الیہ ویزعم قوم انہ لا یفید وان انضمت
الیہ القرائن والاصح الاول۔ پس اگر اسکو متواتر نہ مانین تو بھی باوجود اخبار احاد ہونے کے
بانضمام قرائن مفید قطع کو ہے تو بھی مثل متواتر کے ہوا اور اوسکا انکار مثل انکار متواترات کے
سمجھا جائیگا۔ اور ہرگز قابل اعتبار نہوگا۔ دوسری یہہ کہ مرتضے کا انکار ایک ایسی غلطی سے ناشی ہے
اور ایسی خطا پر مبنی ہے جس غلطی کو علماء طائفہ نے غلط تسلیم کرکے تصریح کی ہے وہ یہہ کہ سید مرتضی کا
ہوا ہے کہ خبر واحد پر عمل جائز نہین ہے اور اپنے کمال دانشمندی سے قائل ہوا ہے کہ ہمارے
مسائل فقہیہ متواترات سے ثابت ہین حالانکہ سید کا یہہ خیال بالکل غلط اور پوچ تھا شہید ثانی نے
معالم الاصول مین لکھا ہے قال العلامۃ فی النہایۃ اما الامامیۃ فالاخباریون منہم لم یعولوا
فی اصول الدین وفروعہ الا علی اخبار الاحاد المرویۃ عن الائمۃ والاصولیون منہم کالشیخ
الطوسی وغیرہ وافقوا علی قبول خبر الواحد ولم ینکرہ سوی المرتضی واتباعہ لشبہۃ تحصلت

لہ اور خبر واحد وہ ہے جو حد تواتر تک نہ پہنچے خواہ راوی اوسکے بہت ہون یا تھوڑے اور یقین کا فائدہ دینا بنفسہ اوسکا
کام نہین ہان اوسکے ساتھ قرائن کے انضمام سے کبھی یقین کا فائدہ دیتی ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ وہ باوجود
شمول قرائن کے بھی یقین کا فائدہ نہین دیتے اور اول صحیح تر ہے ۱۲۔ ۲ علامہ نے نہایہ
مین کہا ہے کہ امامیہ مین سے اخباریون نے تو اپنے اصول اور فروع دین مین
بجز اخبار احاد کے جو ائمہ سے مروی ہین اور کسی پر اعتماد نہین کیا اور اصولیون سے
اصولی مثل ابوجعفر طوسے کے خبر واحد کے قبول کرنے مین انکی موافقت ہوگئی اور بجز
مرتضی اور اوسکے اتباع کے اور کسیکی انکا انکار نہین کیا اور یہہ بسبب ایک شبہ کے تھا۔
جو اونکو پڑ گیا تھا ۱۲۔

لهم وقد حكى المحقق عن الشيخ سلوك هذا الطريق في الاحتجاج سهل بالاخبار المروية
عن الائمة مقتصرا عليه فادعى الاجماع على ذلك اس سے صاف ثابت ہے کہ سید مرتضی کا
روایات احاد کے نسبت انکار صریح اوسکی غلطی ہے اور اگے یہی اسکے تغلیط و تردید مین چار صفحہ
کی قدر صرف کیے ہین اور ظاہر ہے کہ ما نحن فیہ مین یہی وقوع تحریف سے انکار اوسسے غلطی سے
ناشی ہے کیونکہ جگہ جگہ اپنی دلیل مین اخبار کے ضعف و عدم اعتبار کو اپنا مستدل قرار دیتے ہین
اور یہہ نہین بیان کرتے کہ ان روایات مین کسوجہ سے ضعف ہے کوئی راوی فاسد المذہب یا کذاب
وضاع و میان سلسلہ سند کے واقع ہوا ہے یا کس وجہ سے ضعف ہے - اور عبارات منقولہ سے ظاہر ہے
کہ ابو علی طبرسی کا انکار اور محمد بن الحسن طوسی کے تردید اتباع و تقلید آپکے سید مرتضی کے ہے اور وہ ہی
مبنا رفاسد علی الفاسد کے قبیلہ سے ہے ابو علی طبرسی ہی فرماتے ہین وھو الذی نصرہ المرتضی اور
طوسی صاحب ہی فرماتے ہین وھو الذی نصرہ المرتضی پھر جو کچھہ دلائل ذکر کرتے ہین وہ قطع نظر اس سے
کہ معارض روایات قطعیہ کو ہین ایسی مہمل اور لاطائل ہین کہ ادنے تامل بلکہ بدون فکر و تامل کے بداہتہ غلط
معلوم ہوتے ہین - چنانچہ مفسر صاحب صافی نے انکو دو جملو مین باطل کردیا پھر اون دلائل کو قطعیات
و یقینیات سمجھنا آپکے محققین کی خوش فہمی ہے - رہی آپکی صدوق صاحب قطع نظر اس سے کہ وہ
کلینی اور انکے اسناد وغیرہ کی تکذیب کر رہے ہین اور اونکو جھوٹا بتا رہے ہین دلیل کوئی نہین بیان فرماتے
بدون دلیل دعوی فرما رہے ہین دعوی بلا دلیل آپ ہی جانتے ہین مردود ہے پس بمقابلہ قائلین تحریف کے
جنکا دعوی مع بینہ و برہان کے ہے بالکل لغو سمجھا جائیگا - اگر صدوق صاحب نے خلاف ائمہ اپنی غلطی سے
کوئی خاص عقیدہ اپنا کرلیا جسکی کوئی اصل نہین تو وہ کیونکر قابل اعتبار سمجھا جائیگا پھر اسپر طرفہ تماشا یہ ہے
کہ یہہ ہی آپکے صدوق صاحب فضائل مین جمع کرنا جناب امیر کا کتاب اللہ کو روایت کرتے مین ایک
بڑی طویل حدیث جو جناب امیر نے اخوالیہود کو خطاب کرکے فرمائی اسمین حضرت کے وفات کے

ل اور محقق نے شیخ سے احتجاج مین اس رستہ پر چلنا ائمہ کی احادیث مرویہ پر عمل کرنے کے سبب اوسپر
اقتصار کرکے حکایت کیا ہے اور اسپر اجماع کا دعوی کیا ہے ۱۲

قصہ مین مذکور ہے حملت نفسی علی الصبر عند وفاتہ بلزوم الصمت والاشتغال بما امرنی من تجہیزہ وتغسیلہ وتحنیطہ وتکفینہ والصلوٰۃ علیہ ووضعہ فی حفرتہ وجمع کتاب اللہ وعدہ الی خلقہ لا یشغلنی عن ذالک بادر دمعہ ولا ہائج زفرۃ کوئی حضرت کے اولیا سے پوچھی کہ جب کتاب اللہ شایع ذائع تہی اور اوسمین اندیشہ تحریف نہ تہا تو آپنے کیون اسقدر عجلت کے ساتہہ جمع فرمایا اور علاوہ اسکے اگر وہ اسکے مطابق ہی تو اسطرح کیون ائمہ کے پاس صندوق تقیہ مین مخفی طور پر بند چلا آیا اور اگر اسکے مخالف ہی تو صاف واضح ہی کیون یا اس قرآن مین تحریف ہے جو صحابہ نے جمع کیا اور یا اوس مین حضرت امیر نے معاذ اللہ تحریف فرمائی جو خود جمع فرمایا۔ (۳) علاوہ اسکے وہ روایات جو وقوع تحریف پر دال ہین مثبت ہین اور منکرین تحریف کا دعوی محض نفے اور اول تو کوئی روایت اس مدعا کی مثبت پائی نہین جاتے اگر پائی جائیگی تو وہ بہی نافی ہوگی اور ظاہر ہے کہ مثبت نافی پر مقدم ہے تو اسلیے دعوی منکرین تحریف کا باطل ہوگا اور مثبتین کا ثابت (۴) ظاہر ہے کہ جسقدر روایات مثبت تحریف مروی ہوئی ہین اونمین احتمال تقیہ بالکل منتفی ہے کیونکہ اسوقت تحریف کسیکا مذہب نہین تہا جسکی رعایت کے وجہ سے تقیۃً ائمہ نے ایسا ارشاد فرمایا ہو۔ اور وہ روایات کہ جنکا شیخ طوسی اپنے استدلال مین حوالہ دیتے ہین اور اون روایات پر اعتماد کرکے تحریف کو ساقط الاعتبار سمجہتے ہین جو حث علی التلاوۃ پر دلالت کرتے ہین تو یہہ بہی غلط ہی کہ وہ اس موجود کے نسبت ہو بلکہ بشرط دستیابی اوس اصلی قرآن کی نسبت ہوگا جو خاص ائمہ ہی کے پاس ہے۔ سنا کہ یہہ ہی قرآن مجید ہی جو اہل سنت کا قرآن ہی لیکن جائز ہے کہ اوسکے نسبت حث اور وعدہ حصول ثواب محض تقیہ کے طور پر ارشاد ہوا ہوگا جب خلفا کے ساتہہ بیعت اور اونکی ساتہہ نشست و برخاست اور اونکی موافق خلاف واقع مسائل کا اظہار پایا جاتا ہے جسکے لیے حضرات کو بجز تقیہ کے اور کوئی مسائغ نہین ہے تو اسکی تقیہ پر تحمول ہونے کو کون مانع ہے۔ غرض حضرات شیعہ کا عجب حال ہے کہ اصول دین مین کسی

ل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے وقت مینی اپنے نفس کو سکوت کو لازم کرنے اور جسکا مجکو حکم فرمایا تہا (جنازہ تیار کرنے اور نہلانے اور خوشبو لگانے اور کفن پہنانے اور آپ پر نماز پڑہنے اور قبر مین رکہنے اور کتاب اللہ کے جمع کرنے اور خلق اللہ کیطرف اوسکی وصیت کرنے سے) اوسمین مشغول ہونے کے ساتہہ صبر پر بانگیختہ کیا کہ جس سے کوئی جلدی مکلنے والا آنسو اور ہیجان والا سانس روکنیوالا

کچھ کہتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے۔ صحابہ کے ساتھہ حسد و عداوت کی وجہ سے پہلے کسینے بے سوچی سمجھے کچھہ فرمایا اور جب دوسرے حضرات نے دیکھا اور نجم ابحاث اہلسنت مین گرفتار ہوکر خواب غفلت سے چونکے تو حواس باختہ ہوکر اور تو کچھہ نسوجھا اپنے بزرگونکی تکذیب کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ اہلسنت کب پیچھا چھوڑنے والے ہین۔ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ[1] کوئی آپکے شیوخ صدوق و سید مرتضی و طوسی و طبرسی اور اونکے اتباع سے خصوصًا ہمارے فاضل مجیب سے دریافت کرے کہ حضرت جب بعد انتقال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ مرتد ہوگئی تھے اور تمام صحابہ کو سنی خلفاء اور اونکے اولیاء و اتباع جنکا معاذ اللہ ایمان سری ہی سے نفاق آمیز تھا تو وہ کون لوگ تھے جنکی عنایت قرآن مجید کے ضبط کی طرف شدید تھی اور وہ کونسی علماء مسلمین تھے جو اسکے حفظ و حمایت مین بغایت قصوی کوشش ہوئے تھے اور وہ کون بزرگوار تھی جنھون نے یہانتک کوشش کی کہ قرآن کے مختلف اعراب و قرآت و حروف و آیات تک کی معرفت حاصل کی۔ خدا کے لیے بلاو و رعایت فرماوین کہ یہ لوگ کامل الایمان اور ارکان دین اسلام تھے یا کافر و منافق اور یہ لوگ اعاظم اہلسنت تھے یا اکابر اہل تشیع اور یہ حضرات وہی صحابہ و تابعین تھے جنکو تم کافر و منافق کہتے یا کوئے دوسرے جنھون نے ایسی فتنون مین قرآن کی اس درجہ حفظ و حمایت و ضبط و صیانت فرمائی پس اگر یہ وہی لوگ ہین جنکو تم برا کہکر اپنے تئمعمل روشن کرتے ہو تو خدا کے لیے ذرا تو سوچو اور سمجھو اور اپنے مضیع سے باز آؤ اور یہ جو طوسی صاحب روایات منفیت تحریف کی نسبت فرماتے ہین لانہ یمکن تاویلہا۔ حضرت کے کمال تحریر پر دال ہے نفس دعوی امکان فرماکر چھوڑ گئی اور یہ نصیب نہوا کہ کوئی تاویل ان روایات کے بیان فرماتے جب ان روایات کے مخالف مدعی تھی تو واجب تھا کہ ان روایات کی معقول تاویل کرتے سو خیر اب ہم اپنے فاضل مخ طب سے جو اونکی اس مسلہ مین مقلد ہین دریافت کرتے ہین کہ آپ ہی ان روایات کے بیل مشعور اگر پدر تو اند پسر تمام کند کچھہ فرماوین اور اس ندامت کا بار طوسی صاحب کی گردن سے اوتارین۔ اب رہا یہہ کہ طبرسی اور طوسی

[1] اگرچہ تم چونہ گچ برجونمین ہو گے ۱۲۔

صاحب یہہ فرماتے ہین کہ زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہی - یہہ ہی روایات مذکورہ سے صریح غلط معلوم ہوتا ہے اور جب کلینی اور قمی نے اونکو تسلیم کرلیا ہے تو زیادتی اور نقصان دونو اونکی نزدیک تسلیم ہوئے قطع نظر اس سے بالفرض اگر زیادتی کا بطلان مجمع علیہ ہے تو تحریف کچھہ زیادتی مین ہے تو منحصر نہین بلکہ نقصان ہی تحریف ہی تقدیم و تاخیر ہی تحریف ہے اس غلط بات سے کیا فائدہ حاصل ہوا اول خود غلط اور اگر صحیح ہو ہی تاہم مفید نہین مانا اس سے یہہ فائدہ ہوا کہ آپکے نزدیک نقصان ثابت ہی لیکن اوسکو اپنے اور حشویہ کے روایات پر ڈالنا چاہتی ہین - ہمکو بڑا افسوس اور نہایت حیرت ہی کہ علی بن ابراہیم قمی جیسا عالی مرتبہ شخص جو امام زمان کا مصاحب اور شاگرد ہو اور اوسکی تفسیر ماخوذ امام کے تفسیر سے ہو - اوسکی روایات کو اپنے وہمیات جملہ سے باطل کرین سچ ہے الغریق یتشبث بکل حشیش رجال شیعہ مین سب سے اول حسد و صلواۃ کے بعد لکھا ہے

ولعد[1] فہذہ رسالۃ فی معرفۃ مشائخ الشیعۃ نعدہم اللہ تعالی بالرحمۃ منہم الشیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم صاحب الامام الحسن العسکری و افضل الآل و ہو صاحب التفسیر الذی فضل اہل البیت المشرع من تفسیر الامام المذکور انتہی

پھر محمد بن یعقوب الکلینی ہی کچھہ مرتبہ مین کم نہین بلکہ زیادہ ہے غالبًا اوسکی کتاب کافی امام زمان پر پڑھی جاچکے ہی اور شہادت امام اوسکی تصویب و تصحیح ہوچکی ہے تو ایسی عدول ثقات کے روایات کے تغلیط و تضعیف اور تردید و تزییف کرنا تشیع سے دست بردار ہونا ہے پس جن حضرات شیعہ نے تحریف قرآن کا خلاف اپنے مذہب راجح و منصور کے انکار کیا وہ حضرات تشیع سے خارج ہوئے اور اہلسنت مین شامل ہونا چاہا کیونکہ جن صحابہ ارکان اسلام کو برا کہنا اور بد اعتقاد کرنا جزو مذہب سمجھہ رکھا تھا اور جس پر مدار تشیع تہا اونکی خوبی اور عدالت و ثقاہت کے قائل ہوئی اور جنکو ارکان دین سمجھے تہے اور اونکی حق مین یہہ اعتقاد کرتے تہے کہ لولاہم لانقطعت آثار النبوۃ اونکی برائی کے گویا قائل ہوئی تو اسصورت مین تمام تشیع درہم و برہم ہوگیا چونکہ اسکے تفصیل مین

[1] بعد حسد و صلوۃ کے یہہ رسالہ مشائخ شیعہ کی معرفت مین ہی خدا اونکو اپنی رحمت کی سایہ مین رکھے اونکے جملہ اونکے شیخ علی بن ابراہیم بن ہاشم امام حسن عسکری کا یار بزرگوار و افضل آل ہے اور وہ صاحب تفسیر ہے جسمین اہل بیت مین جو امام مذکور کی تفسیر سے اخذ کی گئی ہے ۱۲

طول ہے اسلیے اوسکو فہم اوکیا پر چھوڑتے ہین - غرض اکابر شیعہ منکرین تحریف نے انکار تو کیا مگر یہہ سمجھی
کہ یہہ کلہاڑی اپنی ہے یا نو نہیر پڑتے ہی - ہماری اس تمام بحث سے یہہ بات ثابت ہوئی کہ کلام مجید مین
تحریف کا واقع ہونا بنا بر مذہب تشیع راجح اور منصور ہے اور جو لوگ اسکی قائل ہوتے ہین اونہون نے راجح
اور منصور کو اختیار کیا ہی بلکہ فی الحقیقت مذہب تشیع اونہون نے ہی اختیار کیا ہی اور جن لوگون نے اوس سے انکار کیا
وہ خلاف مذہب تشیع کے ہی اور وہ مجبور کر اس غلطی مین پڑے ہین جب راہ فرار تنگ دیکہا تو اسکو اختیار کیا
چنانچہ ہماری فاضل مخاطب نے بہی چونکہ مذہب کے کتابین نہین دیکہی صرف مناظرہ کے کتابون پر مشتوف
رہی اسلیے بے سوچی سمجہی اونکی تقلید فرمائی تو اس سے ثابت ہوتا ہے جو عرض کیا تہا کہ قرآن کا محرف ہونا
مسلمات شیعہ سے ہے وہ بالکل حق اور مطابق واقع کے تہا - کیونکہ جب اکابر شیعہ نے مثل کلینی اور مجلسی
اور طبرسی کے اسکو بنا بر اصول مذہب خود تسلیم کر لیا تو اوسپر مسلمات شیعہ سے ہونا صادق آگیا اگرچہ بعض نے
اوسکو تسلیم نہ کیا ہو علی الخصوص جبکہ متاخرین کا قول مستند دلائل قاطعہ شرعیہ کیطرف ہوا اور منکرین کا انکار
مخالف دلائل قاطعہ محض توہمات سے ناشی ہوا ور لغو اور لاطائل تو اوسوقت اسکا مسلمات شیعہ سے
ہونا بلبداہت ثابت ہوگا - پس ہمارے مخاطب کا انکار صرف اسوجہ سے ہے کہ وہ اپنی مذہب سے
ہی بعضلہ تعالے واقفیت نہین رکہتے غرضکہ تحریف قرآن کا مسلمات شیعہ سے ہونا بخوبی
ثابت اور اوسکا انکار کرنا سراسر باطل ہے اگر آپ اور آپکے صدوق و مرتضی یہہ چاہین کہ چند خرافات
اوس رخنہ اور خلل کو بند کرین جو اکابر شیعہ نے اپنے دین مین ڈالا ہی تو واضح رہے کہ یہہ مجنس
خیال محال ہے قیامت تک ہی ممکن نہین بیت ورد ست عیبست علاج ہمہ وردی + وردی
عیبست ہمہ آنرا چہ علاج + ہان اسقدر گذارش باقی رہگئی آپ یہہ فرمائنگے کہ اس بحث مین جہانتک استدلال
کیا ہی وہ متقدمین کے روایات اور اونکی اقوال سے استدلال کیا ہی حالانکہ اونکی روایات و اقوال مقابلہ تحقیقات
متاخرین کے تفوہ ہاذیہ کے حکم مین ہین اسلیے ہم اوسوقت تسلیم کرین جبکہ متاخرین علماء مین سے کسینی تحریف کو تسلیم کیا ہو تو لیجئے
بحول اللہ ہماری پاس آپکے بعض متاخرین کے بہی تصریح موجود ہے ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے
آپ کے قبلہ و کعبہ رسالہ بارقہ ضیغمیہ مین فرماتے ہین - چون این نظم قرآنے نظم عثمانیست بر شیعیان

احتجاج جان نثاید۔ اب اس جسمہ کو ملاحظہ فرمائیے اور جو کچھ مینے عرض کیا تھا اوس سے مطابق کرلیجئے کسیقدر ٹربکر نہی پائیگا اور لیجئے آپکے قبلہ وکعبہ مجتہد العصر لکھنوی علماء الاسلام مین تحریر فرماتے ہین بعد اللتیا والتی مقتضے تلك الاخبار ان التحریف فی الجملة فی هذا القرآن الذی بین ایدینا بحسب زیادة بعض الحروف ونقصانه بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب فی بعض المواضع قد وقع بحیث مما لا ینکر فیه مع تسلیم تلك الاخبار نعم لا مجال لعقولنا فی هذا الزمان بحصول الجزم باحد الوجوه المحتملة عند العقل لکیفیة وقوع تلك التحریفات بعینه فان الاحتمالات فیها کثیرة (الی ان قال) ومنها انه معلوم من حال النبی کما لا یخفی علی المتفحص الزکی ذی الحدث الصائب انه مع کمال رغبته علی تخلیفه علیا کان فی غایة التقیة عن قومه ولهذا عندی دلیل وامارات لاتسع المقام ذکرها فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضة الاسلام الظاهری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمة واسماء المنافقین مثلا عند محارم اسراره کعلی باسم الله لئلا یرتد القوم بارهم لما علم من حالهم عدم احتمال ذلك اظهارهم بقدر ما علم المصلحة فی اظهارها کانوا هم الباعثون للنبی علی ذلك کان الاسناد الیهم فی جمع عثمان ارغام وغیره۔ اپنی قبلہ کعبہ کے تصریح وشہادت کو ملاحظہ فرماوین کہ آپکے قبلہ کعبہ کس وثوق واعتماد اور یقین واذعان کے ساتھہ ثبوت اور وقوع تحریف کی گواہی

ملہ چنان وچنین کے بعد مقتضی ان احادیث کا یہہ ہے کہ اس قرآنین جو ہمارے ہاتھون مین ہے باعتبار زیادتی اور کمی بعض حروف کے بلکہ باعتبار بعض الفاظ کے اور بعض مواقع مین باعتبار ترتیب کے۔ بالتحقیق تحریف اسطرح واقع ہوئی ہے جسمین بعد تسلیم ان روایات کے کچھہ شک نہین کیا جاتا۔ اور اس زمانہ مین ان تحریفات کے وقوع کے کیفیت کے لیے وجوہ محتملہ عند العقل مین سے کسی وجہ خاص کے یقین حاصل ہونے کی ہماری عقول کے مجال نہین کیونکہ اسمین بہت احتمالات ہین (یہانتک کہا) منجملہ اونکی یہہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم ہے چنانچہ متفحص زکی حدث صائب والے پر مخفی نہین ہے کہ آپ باوجود علی کے خلیفہ بنانے کی نسبت کمال رغبت کی اپنی قوم سے غایت درجہ تقیہ مین تھی اور سر اسکے لیے دلائل اور علامات ہین جنکے ذکر کی اس جگہ گنجایش نہین۔ پس العقل کے نزدیک محتمل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری اسلام کے بیضہ کی حفاظت کے لیے اوتری ہوئی قرآن کو جو مثلاً ائمہ اور منافقین کے نامونکی تصریح سے مشتمل تھا اپنے رازدار ونکے پاس مثل علی کی اللہ کے حکم سے ودیعت رکھا ہو۔ تاکہ تمام قوم مرتد نہو جائے جب اونکی حال سے اسکا مستعمل ہونا معلوم کرلیا تو بقدر اسکے انکی اظہار مین مصلحت معلوم ہوئی اوسپر ظاہر کیا۔ اور جبکہ

اسکے برخلاف ہونا معلوم کرلیا تو اوسکو مخفی رکھا۔ اور اسی طرح ہوا کہ اوسکو ظاہر نہین کیا۔

وتسلیم روایات مثبتہ تحریف معتقد اور قائل ہین - ہان اگر مجتہد الشیعین کو شک وتردد ہی تو اس امر مین ہے کہ وقوع تحریف کیونکر ہوا چنانچہ منجملہ محتملات کے آپکی حضرت مجتہد صاحب کے رائے مین وقوع تحریف کا ایک یہہ بہی احتمال ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی قرآن کو دو طرح مرتب کیا ایک وہ جو تمام وکامل تہا اور اسمین منصوص اسماء ائمہ واسماء منافقین درج تہی اسکو تو اپنے محرم اسرار کے پاس صندوق تقیہ مین رکہا اور دوسرا وہ کہ جسمین سے اسماء ائمہ اور اسماء منافقین خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بامر خداوندی نکالکر بقدر مصلحت عام لوگونمین ظاہر فرمایا اس خیال سے کہ کہین ایسا نہو کہ یہہ لوگ اپنے ظاہری ایمان نفاق آمیز سے ہی دست بردار ہو جاوین اور اگرچہ یہہ مسخ وتحریف معاذ اللہ خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی فرمائی اور گو خدا تعالے کے حکم سے ہی کی - لیکن چونکہ اسکی سبب خلفاء ہی تہے اسلیے تحریف کو اونکی طرف نسبت کرنا بجای خود ہے - سبحان اللہ واہ واہ - حضرت مجتہد العصر الحاضر نائب الامام الغائب نے کیا تحقیق حق کی داد دی اس تنقیح مین کیا جواہر ٹانکے اور کیا موتی پروئے اونکے اولیا واتباع اسپر جسقدر نازکرین بجا ہے اور جتنا فخر فرمائین زیبا - میری زبان وقلم مین طاقت نہین کہ اسکی توصیف کرون اور نہ اسقدر گنجائش وقت ہے کہ حضرت مجتہد کی خوش فہمی اور کمالات علمی کو ظاہر کرون مگر افسوس اسکا ہے کہ باوجود علو مرتبہ تحقیق پر صدق الکتب شیعین کے شہادت کے موافق کاذب اور جہوٹے اور ہمارے فاضل مخاطب کے مذاق کے موافق دائرہ ایمان سے خارج کیونکہ ہمارے فاضل مجیب کے نزدیک اہل ایمان کا اجماع عدم تحریف پر ہے تو معلوم ہوا کہ جو لوگ تحریف کے قائل ہین وہ اہل ایمان سے خارج ہین تو ثابت ہوا کہ مجتہد صاحب اور کلینی اور قمی وغیرہ جو اکابر اہل تشیع ہین وہ فاضل مجیب کے شہادت کے موافق اہل ایمان مین شمار نہین کیے جاتے - فی الواقع ہمارے فاضل مخاطب نے جو یہہ بسند تحریر فرمایا ہے "کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان ہے حاشا کہ اسمین کچہہ بہی اختلاف ہو صحیح اور مطابق واقع اور نفس الامر کے ہے وتضیہ جزئیہ - حق بر زبان جاری شود کا مصداق ہے بیشک ہم بہی مانتے ہین کہ کتاب اللہ کی تعظیم وتکریم وتقدیم اجماعی اہل ایمان مین جو لوگ اہل ایمان ہین

حاشا کہ اونمین کتاب اللہ کی نسبت کچھہ بھی اختلاف ہو اور جو لوگ اسمین اختلاف کرتے ہین بیشک وہ اہل ایمان سے نہین جو قرآن کو اب عمدۃ الناس موجود ہے جو اہلسنت کے بچہ بچہ کی نوک زبان ہے بلاکم و کاست یہہ وہی قرآن ہی جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور بلا تقدیم و تاخیر اوسی ترتیب کے ساتھہ ہی جو ترتیب کہ لوح محفوظ مین ہے گو نزول مین باعتبار مصالح تقدیم و تاخیر ہوئی - پس جو شخص یہہ سمجھے کہ اسمین کسی نوع کی تحریف ہوئی وہ جھوٹا بلکہ دائرہ ایمان سے خارج ہے - الحمد للہ کہ یہہ مضمون جو ہمکو بتجشم استدلال سے ثابت کرنا چاہیے تہا وہ فاضل مخاطب کے اعتراف سے ثابت ہوگیا ہم اس عنایت کے شکر گذار ہین - رہا یہہ کہ ہماری فاضل مخاطب نے صاحب منتہی الکلام و صاحب تحفہ اکرم اللہ نزلہما کی نسبت یہہ اعتراض نہایت طعن و تشنیع کے ساتھہ فرمایا کہ وہ بلا دلیل کافی کلینی اور تاریخ ابن قتیبہ کو شیعہ کے نزدیک قرآن سے زیادہ صحیح اور معتبر فرماتے ہین اور کچھہ نہین شرماتے - پس اسکا جواب اگرچہ اہل فہم اس بحث سے سمجھہ گئے ہونگے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر سے تصریح کیجاوے واضح ہو کہ صحت و اعتماد کا مدار اسپر ہے کہ سلسلہ سند کا اصل اخذ تک معتمد اور قابل اطمینان ہو جسقدر اس سلسلہ سند مین وثوق زیادہ ہوگا اوسیقدر متن مین صحت و اعتماد زیادہ ہوگا یہانتک کہ اسیکو بدولت درجہ قطعیۃ کا بہی حاصل ہو سکتا ہے اور جسقدر اسمین کمی اور کوتاہی ہوگی اوسیقدر متن مین عدم صحت و اعتماد ہوگا - پس اب قرآن شریف کے سلسلہ سند کو بنا بر اصول شیعہ ملاحظہ فرمایئے کہ اگرچہ اسکی طرف عنایت و اہتمام شدید ہو اور دواعی وافر ہون اور مسلسل درس تدریس شائع ذائع ہوتا ہم قرن اول مین جو لوگ منتہی سلسلہ سند کے تہے اور جو لوگ بلا واسطہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرنے والے تہے اور جنکو ایسا غلبہ تہا کہ اونکی غلبہ کے مقابلہ مین کسیکو چون کرنے کی گنجائش نہی اونہون ہی نے مجتمع ہوکر قرآن کو تالیف جمع کیا اور کسیکو اسمین شریک نہیا موافق اوس حالات کے کہ جو اہل تشیع اونکی نسبت بیان کرتے ہین اونکی جمع و تالیف ہر ذی عقل کے نزدیک ہرگز قابل اعتبار و لائق اطمینان کے نہین سمجہی جاتی یہہ ہی وجہ ہی کہ شیعہ اونکی روایات کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین صحیح نہین سمجہتی - اگر اونکی نقل قابل اعتبار کے ہی - تو کیا وجہ ہے کہ قرآن مین

حاشیہ اور تاریخ ابن قتیبہ کے جسمین قرآن کو ناقص بتایا ہے

اونکی نقل و روایت کو صحیح اعتبار کرلیا اور حدیث مین صحیح کیون نہین تسلیم کرتے حالانکہ قرآن احق بالاحتیاط تہا۔ اور یہہ اوس صورت مین ہے جبکہ یہہ تسلیم کیا جاوے کہ ائمہ نے تقیہ کے لباس مین ہمیشہ اس قرآن کے مدح و ثنا فرمائی ہو اور کبہی اسکی تحریف کے نسبت کچہہ نفرمایا ہو تب باعتبار فساد سند کے قابل تسلیم صحت نہین۔ لیکن علاوہ خرابی سند کے جب یہہ بہی اوسکی ساتہہ منضم کیا جاوے کہ ائمہ ہمیشہ اپنے اپنے زمانہ مین اسکو محرف فرماتے رہے اور اپنے شیعیان خاص کو اس راز مخفی پر متنبہ کرتے رہے تو اس حالت مین یہہ قرآن اصول تشیع پر ہرگز قابل اعتماد نہین ہوسکتا اور نہ اسکی صحت تسلیم کیجا سکتی ہے یہہ قرآن مثل دن احادیث کے ہوگا جو بواسطہ ان صحابہ کے مروی ہون اور اونکی تکذیب ائمہ نے کی ہو جیسا شیعہ کے نزدیک اوسکا اعتبار نہوگا اسیطرح قرآن کا بہی اعتبار نہین کیا جائیگا۔ اسکے بعد کافی وغیرہ کتب معتبرہ قوم کو لیجئے اور اونکے سلسلہ سند کو غور تک ملاحظہ فرمایئے اوسمین کوئی شخص ایسا نہین ملیگا جو مثل رواۃ کتاب اللہ کے غیر معتمد ہوگا جسقدر رواۃ ہین وہ سب ثقہ و عدول امامیہ ہین تو اس اعتبار سے دیکہیے کہ کلینی کی صحت کس درجہ کو ہوگی ظاہر ہے کہ قرآن کی صحت سے بدرجہا زیادہ ہوگی علاوہ اسکے قرآن کے نسبت جیسا ائمہ کی تکذیب مروی ہے بجائے اسکے کلینی کے نسبت جو اقدم الاصول الاربعہ ہے ائمہ سے اوسکی تصویب و تصحیح مروی ہے چنانچہ امام زمان پر غالبًا پیش ہوچکی اور اونکے ملاحظہ سے گذر چکی تو اسکا صحت و اعتماد درجہ تواتر کو پہونچ گیا تو اس وجہ سے قرآن کے صحت و اعتبار مین اور کلینی اور تاریخ ابن قتیبہ کے اعتبار مین زمین و آسمان کا فرق ہوا۔ حضرات شیعہ قرآن کی نسبت بیباکانہ کہدیتے ہین۔ این قرآن نظم عثمانیست احتجاج بآن بر شیعیان نشاید۔ آجتک کسینے کلینی کی نسبت بہی ایسا کلمہ فرمایا ہے۔ حسب تحریر مفسر صافی ابو علی طبرسی کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی اور کتاب سرائر اور دعائین شہر اسکے سب قطعی ہین اونمین کسی قسم کے تحریف و الحاق نہین ہوا تو مثل انکی کتاب کافی کلینی وغیرہ کتب شیعہ کی صحت نقل بہی مثل علم بالبلدان اور وقایع عظام کے متواتر و قطعی ہوگی اور قطعًا و یقینًا کسی قسم کے

تحریف والحاق کا اشتباہ انمین ہرگز نہین سچنانچہ صاحب فوائد مدینہ نے اسکی تصریح فرمائی ہی
اور بالفرض اگر قرآنمین تحریف یقینی نہین تو ظنی اور احتمالی تو ہی تو اس صورت مین آپ ہی
انصاف سے فرمائیے - کہ قرآن کی صحت اور اوسپر اعتماد زیادہ ہونا چاہیے یا کتاب کافی کلینی
وغیرہ پر - افسوس کہ آپکو اپنی کتابونکی نصوص اور اپنے علما کی تصریحات کی بھی واقفیت نہین
پھر اوسپر جوش و خروش یہہ کچھہ کہ علما اہلسنت پر طعن کرنیکو آمادہ ہوتے ہین پس اس ہماری گذارش سے سمجھہ لیا ہوگا
کہ صاحب منتہی الکلام اور تحفہ رحمۃ اللہ علیہما نے جو کچھہ تحریر فرمایا ہے کہ کتاب کافی کلینی
یا تاریخ ابن قتیبہ یا نہج البلاغت وغیرہ شیعہ کے نزدیک کتاب اللہ سے زیادہ صحیح اور معتمد نہین وہ
مطابق واقع کے ہی اور بلا دلیل نہین ہی لیکن صرف اوسکو بدیہی سمجھکر دلیل سے تعرض نہین کیا
پس اوسپر ہماری فاضل مخاطب کا اعتراض آپکی خوش فہمی اور حیا و شرم ایمانی سے ناشی ہے - الحمد للہ
کہ ہم اپنے دعوے مین سچے ہوئے اور تحریف کا مسلمات شیعہ سے ہونا بدلائل واضحہ ثابت ہوا اب جواب
سننی کے منتظر ہین - **قولہ** اور اگر آپکے علمانے کتاب اللہ کا محرف ہونا اسلیے ہماری طرف
منسوب کیا ہے کہ ہماری بعض روایتونمین وقوع تحریف تغییر قرآن وارد ہی تو سنیی روایات مذہبی
پر کسے امر کا لازم ہونا اور شی ہے اور تصریح اس مذہب والونکی اس لازم امر پر اور چیز ہے - ان
روایات تحریف سے غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح اور ان دونونمین بڑا فرق ہی چنانچہ
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب والد ماجد صاحب تحفہ نے کتاب حجت اللہ البالغہ مین تصریح
کی ہی کہ لازم مذہب مذہب نہین اور لازم کی نسبت ملزوم کے قائل کو جبکہ اوسنے لازم کے خلاف تصریح کی ہو
جائز نہین ہے اس کتاب کی یہہ عبارت ہے - فان قیل یلزم من الاختلاف فی کونہ
سبحانہ فی جھۃ انیکون حادثا قلنا لازم المذھب لیس بمذھب لان الجسمیۃ جائزۃ
بانہ تعالے فی جھۃ وجائزون بانہ قدیم ازلی لیس بحادث فلا یجوز ان ینسب الی
مذھب من یصرح بخلافہ وان کان لازما قولہ - اور ائمہ اہلسنت نے بھی یہہ بھی
لکھا ہے کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے - پس جب آپکے علما کے قول سے یہہ ثابت ہوگیا

عین مذہب اور لازم مذہب کی تحقیق۔

کہ لازم مذہب مذہب نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ مسلمات شیعہ سے ہی غلط محض ہوا۔ **اقول** سبحان اللہ ہمارے فاضل مخاطب نے کیا روشن اور واضح اور کسقدر مضبوط اور قوی دلیل بیان فرمائی ہی۔ کہان ہین اہل انصاف اور کہہ ہین اہل عدل و داد کہ ذرا اس دلیل پر ہماری فاضل مجیب کو داد دیوین اور شاباش کہین اگرچہ بفضلہ آپکے تمام اس تحریر کے تقریبًا یہہ ہی کیفیت ہے مگر یہہ ایسی دلیل ہے کہ شاید ایسی دوسرے کوئی نہوگی جسنے بالکل آپکے علم و فہم کی قلعی کھول دی اور آپکے علمی اور انصافی دعوؤنکا بخیہ اودھیڑ دیا۔ افسوس کہ یہہ دلیل صدوق المتشیعین اور مرتضی و طبرسی و طوسی وغیرہ صاحبانکو نہ سوجھی ورنہ شدت فرح سے عجب نہین کہ شادی مرگ کا قصہ پیش آتا اس ایک نکتہ مین ہزارہا اشکالات حل ہوگئی صدہا اعتراضات دفع ہوگئی جب کسے خصم نے کوئی آیت یا روایت پیش کے جھٹ کہدیا کہ یہہ قابل احتجاج نہین کیونکہ لازم مذہب ہے اور لازم مذہب اور مذہب مین بڑا فرق ہی۔ یہہ تو سب کچھہ مگر ابتک ہمارے فہم مین نہین آیا کہ مذہب کسکا نام ہے اور کس جانور کو کہتے ہین کیا مذہب وہ نہین ہے جو خدا تعالے نے اپنی کتاب مین ارشاد فرمایا کیا مذہب اوسکو نہین کہتے جسکی رسول نے تصریح کی کیا مذہب اوسکا نام نہین جو ائمہ سے یکے بعد دیگرے بتواتر غیر محتمل تاویل ثابت ہوا اگر یہہ عین مذہب نہین ہے اور لازم مذہب ہی تو کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص ابو ابجارود اور ابو بصیر کے زبان و قلم سے نکلا ہو یا کیا عین مذہب وہ ہی جو خاص صدوق اور طوسی وغیرہ نے ایجاد فرمایا ہو۔ پھر اسپر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ روایات کی مدلول مطابقی کو روایات کا لازم سمجھتے ہین اور روایات کے مذہبی ہونا تسلیم کرتے ہین۔ اور یہہ امر اطفال مدرسہ پر بھی مخفی نہوگا کہ مدلول مطابقی بلکہ تضمنی تک لازم نہین ہوا کرتا پس روایات کو مذہبی کہنا اور اوسکی مدلول مطابقی کو لازم تصور کرنا ایک ایسی بدیہی غلطی ہے جس سے شاید فارسی خوانون کو بھی شرم آئے اور اوسنے طلباء کو بھی عار و ننگ ہو اور افسوس کہ ہماری فاضل مخاطب کا یہہ افتخار و نازہی **مصرع** ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ پس یہہ تقریر سراسر مجمل اور لوچ ہے اور یہہ استدلال بالکل بیوادی اگرچہ اسکی ابطال کے واسطے

کسی دلیل کی حاجت نہ تھی کیونکہ خود بداہتہً باطل ہے لیکن تاہم مزید اطمینان کے لیے ہم اسکا
بطلان دلائل واضح سے بھی ثابت کرتے ہین - اولاً یہہ کہ عین مذہب عموماً اہل اسلام کا وہی ہی
جو حکم کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ سے قطعاً یا ظناً بروایت صحیحہ ثابت ہو اور خصوصاً شیعہ کے
نزدیک جو حکم اس طریق کے ساتھہ ائمہ سے بھی ثابت ہو وہ بھی عین مذہب ہی پس جو حکم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یا ائمہ سے بسند معتبرہ یا کتاب اللہ سے ثابت ہوگا وہ عین مذہب ہوگا - علماء
واکابر مذہب کو اگر اسمین دخل ہی تو اسیقدر ہے کہ یہہ سلسلہ سند جسکے واسطہ سے یہہ حکم ہم تک پہنچا ہی
قابل اعتماد ہی یا نہین یا یہہ کہ کسی دوسرے حکم کے سبب سے جو بہ نسبت اسکی قوی ہے یہہ حکم
مأوّل اور مصروف عن الظاہر یا ساقط ہے کہ نہین یا یہہ کہ باشتراک علۃ اس سے اور جزئیات کیا کیا
پیدا ہوتے ہین بجز ان چند باتون کے علماء مذہب کو نصوص روایات مذہب کے تغیر و تبدل اور مذہب
اور غیر مذہب ہونے مین کچھہ دخل نہین ہے - پس یہہ کہنا کہ روایات کا مدلول لازم مذہب ہوتا ہی
سراسر غلط اور لغو ہے جب کوئی روایت باعتبار اپنے سلسلہ سند کے صحیح ہی اور کسی دوسرے
قوی وجہ سے مصروف عن الظاہر نہین ہے تو وہ عین مذہب ہے خواہ اوسکی نسبت کوئی تصریح کرے
یا نکرے بلکہ اگر اوسکی خلاف کوئی تصریح کرے وہ باطل اور غیر مسموع ہے بلکہ اگر اوسکا ثبوت بالقطع ہی
تو اوسکا خلاف بلا دلیل الحاد و زندقہ ہوگا اور جب کوئی روایت کسی وجہ سے مصروف عن الظاہر
ہوگئی تو اوسکا ظاہری مدلول نہ مذہب ہے نہ لازم مذہب بلکہ اوسکا محمل بعید مذہب ہوگا
اب ہم کہتے ہین کہ تحریف قرآن ائمہ سے بروایات صحیحہ متصلہ متواتر المعنے ثابت ہوا ہے اور علماء
واکابر اہل تشیع نے اون روایات کو معتمد اور صحیح تسلیم کر کے وقوع تحریف
کو تسلیم کر لیا ہے - اور جن بعض علماء نے وقوع تحریف کا انکار کیا ہے اونکے پاس کوئی
دلیل شرعی نہین ہے جسکو اپنے دعوی کے اثبات کے لیے اپنا مستدل قرار دین اونکا انکار کی بنا
شکنجہ نظار اہل حق مین مبتلا و گرفتار ہوکر محض توہمات و تخیلات پر ہے اونکے پاس کوئی دلیل
ایسی نہین کہ جسکی وجہ سے ان روایات کو مصروف عن الظاہر تسلیم کیا جاوے اونکو ہرگز

گنجائش نہین ہی کہ ان روایات کا خلاف ظاہر کوئی محمل بیان کرسکین پس جب ان روایات کے
نہ تغلیط و تضعیف کرسکتے ہین اور نہ کسی دوسرے محمل خلاف ظاہر پر محمول کرسکتے ہین نہ کوئی
حجت شرعیہ اونکی پاس موجود ہے تو ایسی حالت مین ان روایات سے کیطرح عدول ممکن نہین ہے
اور یہہ روایات عین مذہب ہونگی نہ لازم مذہب - ثانیاً یہہ کہ اہل اسلام کو عموماً جو کچھہ کتاب اللہ
مین یا احادیث رسول اللہ مین وارد ہوا اور شیعہ کو خصوصاً علاوہ اسکی جو کچھہ کہ اقوال ائمہ سے
ثابت ہوا اوسکی صحت و حقیت کا اعتقاد و اعتراف واجب و متحتم ہی اور جو کچھہ خدا تعالے اور رسول
اور ائمہ نے خبر دی اوسکی تصدیق واجب ہے اور انکار ہرگز جائز نہین کیونکہ اوسمین کذب کو دخل
نہین جب ائمہ نے بتواتر وقوع تحریف کی خبر دی پس وہ خبر یا مطابق واقع کے ہی یا نہین اگر
مطابق واقع کے نہین ہے تو امام معصوم کے کلام مین کذب لازم آیا اور یہہ محال ہے تو ثابت
ہوا کہ مطابق واقع کے ہوگی تو اوسکا اعتراف لحقیت اور اعتقاد وقوع واجب ہوا خواہ وہ مذہب ہے
یا لازم مذہب ہی - ثالثاً یہہ کہ اگر آپ کا فرمانا صحیح ہی اور مدلول روایات لازم مذہب ہے مذہب نہین
اور لازم مذہب موجب طعن و مواخذہ نہین ہوتا تو آپکے قبلہ و کعبہ مولوی دلدار علی نے عماد الاسلام
مین بڑی سخت غلطی کہائے کہ وقوع تحریف کو بنا بر اقتضاء روایات کے یقینی بیان فرماکر
اوسکے محتملات کے بیان کی طرف متوجہ ہوئے جب وقوع تحریف لازم مذہب ہوکر قابل
اعتبار ہی نہین رہتا تو اوسکے یقینی ہونے کے کیا معنے اور اوسکے محتملات بیان کرنے کی
کیا ضرورت غالباً مجتہد صاحب کو یہہ خبر نہوگی کہ مدلول روایات لازم مذہب ہوتا ہے
یا یہہ بجانتے ہونگے کہ لازم مذہب قابل التفات و بیان تاویلات نہین ہوتا - بہرکیف یہہ برہان
خاص ہمارے فاضل مجیب ہی کا حصہ ہوگا جو اہلسنت کے دلائل کے منع و تحریف کرنے ہی
حاصل کیا ہے اس کے شیعہ مین سے کسیکو غالباً یہہ دلیل جو اولیات مین سے ہے حاصل
نہوئی ہوگی - رابعاً اگر اس قاعدہ کو عموماً جاری کیا جاوے تو صدہا اعتراضات اہل تشیع
کے اس قاعدہ کے موافق ہی باعتراف سامی لغو اور مہمل ہو جائینگی - بلکہ ہر ملحد و زندیق مدعی

اسلام ہوکر تمام عملیات واعتقادیات کا انکار کرسکتا ہے۔ اور جب کوئی حکم شرعی عملی یا اعتقادی آپ اوسپر لازم کرین۔ یا کسی شارع کی خبر کی تصدیق کرادین وہ کہہ سکتا ہے کہ یہہ لازم مذہب ہے مذہب نہین پس اسکا جواب آپ اوسکو کچھہ نہ لیسکینگے اور بجز اسکے کہ اپنا سا مونہہ لیکر چپ ہوجاوین اور کچھہ جواب نہ آویگا۔ خامساً ہماری فاضل مجیب نے جو یہہ جملہ تحریر فرمایا ہے (ان روایات تحریف سے غایۃ الامر اسکا لزوم ثابت ہوگا نہ تصریح) اگرچہ یہہ تمام دلیل ہے عجب العجاب ہے۔ لیکن خاصکر یہہ جملہ تو عجب اضحوکہ روزگار ہے کیونکہ جو امر روایات کا مدلول مطابقی بعبارۃ النص ہو اوسکی نسبت یہہ کہنا کہ یہہ ان روایات سے بصراحۃ مستفاد نہین عجب طرفہ تماشا ہے کلمہ سوائے ہمارے فاضل مجیب یا اونکی اولیاء کے اور کس کے شایان شان ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اسجگہ بہت کچھہ لکھنے کی گنجایش تھی اور دل چاہتا تھا لیکن چونکہ ایسی فاحش غلطی ہے جسپر حاجت استدلال کے بھی نہین اور خوف تطویل سے ہے اسلیے صرف اسی قدر قلیل پر اکتفا کرتا ہون اور اپنے فاضل مخاطب کو متنبہ کرتا ہون کہ حضرت بے شک یہہ قاعدہ صحیح ہے کہ لازم مذہب عین مذہب نہین اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثال تحریر فرمائی وہ اپنے ممثل لہ کے مطابق ہے کہ مجسمہ کا عین مذہب یہہ ہے کہ خدا تعالے جہت مین ہے اور یہہ اگرچہ مستلزم حدوث کو ہے اور اوسکو لازم یہہ امر ہے کہ خدا تعالے شانہ حادث ہو لیکن اس حدوث کو محض اس استلزام کی وجہ سے اونکا عین مذہب نہین کہہ سکتے۔ ہان اگر مجسمہ مثلاً قرآن شریف کے قائل ہون اور بفرض محال اونہین کوئی آیت ایسی ہو جسکا مدلول مطابقی حدوث باری ہو اور کسی دلیل سے مصروف عن الظاہر بھی نہ ہو تو یہہ اونکا عین مذہب کہکر اونپر لازم کیا جاسکتا ہے اور پھر اوسکے جواب مین یہہ عذر کرین کہ یہہ عین مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہے تو یہہ عذر ہرگز مسموع نہوگا۔ بخلاف مانحن فیہ کے کہ تحریف قرآن لازم مذہب نہین بلکہ عین مذہب ہے کیونکہ اگر یہہ لازم مذہب ہو تو اسکے لیے ملزوم بھی ہونا چاہیے جو عین مذہب ہو اور وہ بجز روایات کے جنکا مدلول مطابقی تحریف قرآن ہے اور کوئی ملزومیۃ کو صالح نہین اور ظاہر ہے کہ مدلول مطابقی لازم ہوسکتا ہے اور نہ دال ملزوم ہوسکتا ہے پس اسجگہ نہ لازم متحقق ہے

نہ ملزوم ہے نہ لزوم ہان اگر ہمارے فاضل مخاطب اپنے خوش فہمی سے یہہ فرمائین کہ روایات عبارت نفس الفاظ سے ہی اور معانی نہ الفاظ کے لیے عین ہے نہ جزء بلکہ مباین ہے تو بواسطہ وضع کے لازم ہوئی تو حضرت کے ہمہ دانی سے کچھہ عجب نہین اور جب لزوم اور لازم و ملزوم منتفی ہوئے تو ہمارے فاضل مخاطب کا دعوی بالکل لغو ہوگیا اور ثابت ہوا کہ تحریف قرآن اصول تشیع پر عین مذہب ہے پس جو بندہ نے دعوی کیا تہا کہ تحریف قرآن مسلمات شیعہ سے ہی بخوبی ثابت ہوا والحمد للہ علی ذلک **قولہ** اور نیز اگر یہہ ہی بات ہی کہ ایسی روایات کا وارد ہونا اس امر کا مستلزم ہی تو آپکے نزدیک بہی کتاب اللہ کا محرف ہونا مسلم ہی کیونکہ ان روایات مین اہل حق ہی متفرد نہین ایسی روایتین تحریف و تغییر و حذف و اسقاط و تبدیل کلمہ بکلمہ و حرفی بحرفی اہلسنت کی کتابونمین بہی مروی ہین اگر اسکی تفصیل آپ چاہین تو استقصاء الافحام و منتہی الکلام مین ملاحظہ فرمائین **اقول** یہان تو ہمارے فاضل مخاطب نے انصاف کا خون ہی کر ڈالا اور ذرا شرم و حیا کو کار نفرمایا اور یہہ بہی کیا کرین جب انکے اسلاف ہی اسی راہ سے گیے ہین تو انہونے بیسا انکو پایا ادنہین کے قدم بقدم یہہ بہی چلتے ہین - پس سینی کہ یہہ محض آپکی اور آپکے اون اسلاف کی خوش فہمی ہے جنہون نے اہلسنت کیطرف اس کذب واقعہ کو نسبت کیا ہے حالانکہ یہہ بداہتہً باطل ہی کیونکہ قاطبہ جمیع اہلسنت متفق ہین کہ اصل ماخذ دین کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ ہی اور عین مذہب وہ ہی جو انسے ثابت ہوا ہو اجماع و قیاس سو اوسکی حجیت بہی اسیوجہ سے ہے کہ اونکی استناد بہی کتاب و سنت کیطرف ہے - اکابر دین مین سے کسیکا قول اگر معتبر ہی تو اوسیوقت معتبر ہے جبکہ اوسکا استناد کتاب و سنت کی طرف ہو اور اگر معلوم ہو کہ یہہ مستند نہین ہے تو وہ نہ عین مذہب ہے نہ لازم مذہب ہی پہر ظاہر ہے کہ تحریف قرآن اگر واقع ہوئے تو بعد وفات جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئی ہوگی سو اوسکی خبر خداوند تعالے نے اپنی کتاب مین نہین دی بلکہ یہہ شاہد فرمایا وانا[1] لہ لحافظون

[1] اور بالتحقیق ہم اسکے لیے البتہ نگہبان ہین - ۱۲ -

اور فرمایا وانه لکتاب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احادیث مین کہین اسکی اطلاع نہین فرمائی اگر اسکی تصدیق کیجاوے تو کیونکر کیجاوے اگر آپ یہہ اعتراض فرماوین کہ صحابہ کے اقوال سے ثابت ہوسکتا ہے تو ہم عرض کرتے ہین کہ اول ہم صحت روایت کو تسلیم نہین کرتے سلمنا لیکن یہہ معارض ہے آیتین دانا لہ لحافظون اور لا یاتیہ الباطل سے اور شیعہ اپنی روایات کو بمعارضہ آیتین کے باطل نہین کرسکتے کیونکہ اسکا جواب خود مفسر صافی نے دیدیا ہے اور یہہ جھگڑا چکا دیا ہے وہ فرماتے ہین کہ اصل قرآن جو تمامہ جناب امیر نے جمع کیا تھا اور ائمہ کے پاس یکے بعد دیگرے چلا آیا مکمل ہے اوسمین نہ کسی قسم کی تحریف ہوئی نہ امکان لیکن یہہ قرآن جو عام مشہور ہے اسمین تحریف ہوئی تو گویا صحابہ نے اپنی کتابت مین تحریف کے نہ اصل قرآن مین قطع نظر اس سے قرآن مجید کا ثبوت جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لیکر آجتک ہر زمانہ اور ہر قرن مین نقل عدول وثقات اس کثرت سے مروی ہوتا چلا آیا ہے کہ اوسکے کسی کلام یا کلمہ یا حرف یا حرکت وسکون مین شک وتردد کو گنجایش نہین اسمین اعلی درجہ کا تواتر متحقق ہے غرض اسکی حروف وحرکات وسکنات تک وہی ہین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہوئی - پس اسکی مخالف کسی صحابی سے کوئی قول منقول ہو بھی تو وہ بفرض تسلیم صحت اسکا معارض نہین کرسکتا - اور نیز اگر بالفرض کسی صحابی سے مروی ہو تو ممکن ہے کہ غلطی ہوئی ہو ہم کہتے ہین کہ صحابہ معصوم ہین چنانچہ قرآت شاذہ و مشہورہ اسکی شاہد ہین - پس اہلسنت کے نزدیک تحریف کا سلم ہونا تو ایک طرف اہلسنت کے اصول و قواعد کے موافق تحریف کا شائبہ اور واہمہ بھی خارج از امکان ہے - حضرات شیعہ کو جب کچھ چارہ نہین ملتا تو اسیطرح دلکی حسرت نکالتے ہین - کہ کذبا وافتراء تحریف کو اہلسنت کے ذمہ لگاتے ہین کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم ان یقولون الا کذبا یہہ تو جواب اجمالا تھا اور تفصیلا اپنے تفصیل احادیث و روایات کے ملاحظہ فرمایئگا

قولہ مگر شتی نمونہ خروارے دو تین یہان بھی پکھے جاتے ہین - فضحها ما نے

الدر المنثور للسیوطی اخرج ابو عبید وابن الفریس وابن الانباری فی المصاحف عن ابن عمر
قال لا یقولن احدکم قد اخذت القرآن کلہ ما یدریہ ما کلہ قد ذھب منہ قرآن کثیر ولکن
یقل قد اخذت ما ظھر منہ انتہی — دیکھیے آپکے جناب ابن عمر صاحب قرآنمین نقصان
کثیر کے وقوع کے قائل ہین اور غایت شفقت اور نصیحت سے اوروں کو دعوی اخذ تمام قرآن سے
منع فرماتے ہین انکی شان مین یہی فرمایئے کہ کتاب اللہ کو جبکا حافظ خود خداوند حقیقی تعالے شانہ
ہی محرف کہتے ہین — **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف آپ پر اور آپکے اون بزرگوں پر
جنہون نے یہہ روایت اور اس قسم کی دوسری روایتین ثبوت تحریف مین پیش کی ہین علم و فہم کا
خاتمہ ہو چکا ہی افسوس کہ آپ یہہ بھی خیال نہین فرماتے کہ جس مطلب کے ثبوت مین ہم روایت
پیش کرتے ہین قطع نظر اوسکی صحت نقل و عدم صحت کے اوسکی کچھہ بھی دلالت مدعا پر
ہی نہین یہہ روایت جو جناب سامی نے نقل فرمائی ہے اسمین وقوع تحریف پر نہ دلالت مطابقۃً
ہی نہ تضمناً نہ التزاماً نہ اشارۃً نہ دلالۃً نہ اقتضاءً — کیطرح بھی اس سے وقوع تحریف مفہوم نہین ہوتا
حضرات کی کمال ہی خوش فہمی ہے کہ اس سے وقوع تحریف سمجھتے ہین — اسمین قد ذھب منہ
قرآن کثیر واقع ہے جسکو آپ تحریف پر دال سمجھتے ہین حالانکہ یہہ تحریف پر ہرگز دلالت نہین کرتا
کیا ذہب کے معنے یہہ ہین کہ صحابہ نے ناقص کر دیا سبحان اللہ اس فہم پر آفرین ہے پھر اوسپر
دعوی کیا کیا کہنا — اب سنیئے کہ تمام اہلسنت کا تو اسپر متفق ہین اور اجماع رکھتے ہین کہ یہہ قرآن
جو اہلسنت کے پاس موجود ہی اور جسکو حفظ کرتے ہین حرف بحرف وہی قرآن ہے جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا اور سیکھا اور اسی ترتیب کے ساتھہ ہے جس ترتیب کے ساتھہ لوح محفوظ
مین ہے — اسمین جسقدر آیات کی کمی بیشی ہوئی وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ مین واقع ہی جسقدر نازل ہوتی گئی بیشی ہوتی گئی اور جسقدر منسوخ ہوئی یا بھلائی گئی وہ کمی ہوگئی یہانتک کہ
آخر مین یہہ ہی قرآن جو اہلسنت کے پاس بقرارہ سبعہ مروی ہی مکمل باقی رہگیا — بعد اسکے نہ اسمین کچھہ تغیر و تبدل ہوا نہ اسکی کمی
بیشی ہوئی اور نہ یہہ ممکن کہ اسمین کوئی شخص کسی قسم کا تغیر و تبدل و نسخ تحریف کر سکے اہلسنت کے

ردّ جواب اہل سنت پر شبہ تحریف کے اعتراض کا جواب

نزدیک یہہ امر منجملہ محالات وممتنعات کی ہے - اور اہلسنت کے نزدیک نسخ تین طرح پر کتاب اللہ
مین واقع ہوا ہے ایک تو یہہ کہ حکم منسوخ ہوگیا ہے اور تلاوت باقی رہگئی دوسری یہہ کہ تلاوت الفاظ
منسوخ ہوگئی اور حکم باقی ہے - جیسی آیت الرجم - تیسری یہہ کہ لفظ اور حکم دونو منسوخ ہوگئے
پس ہمارے فاضل مخاطب نے جو روایت حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہ سے نقل فرمائی اسکے
ظاہر معنے یہہ ہین - کہ بہت سا قرآن جو نازل ہوا تہا وہ منسوخ ہوگیا اور جاتا رہا تو کوئی یون
نہ کہے کہ مین سب قرآن منزل پر حاوی ہوگیا کیونکہ منسوخ شدہ اس سے خارج رہیگا - اور اسکی ہرگز
یہہ معنے نہین ہوسکتے کہ بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی اسمین سے کم کردیا
یہہ حضرت مجیب اور اونکے علماء متکلمین کی خوش فہمی ہے - **قولہ** اور سنیے آپکے علامہ سیوطی
اتقان مین فرماتے ہین قال ابو عبید حدثنا اسمعیل بن جعفر عن المبارک
بن فضالۃ عن عاصم بن ابی النجود عن زر بن حبیش قال قال ابی بن کعب کاین تعد
سورۃ الاحزاب قلت ثلثین وسبعین اٰیۃ قال لقد کانت لتعدل سورۃ البقرۃ وان
کنا لنقرأ فیہا اٰیۃ الرجم قال اذا زنیا الشیخ والشیخۃ فارجموہما البتۃ نکالا من اللہ
واللہ عزیز حکیم دیکھئے اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ احزاب سورہ بقر کے برابر تہی
اور اب بہتر تہتر آیتون سے زیادہ نہین ہے **اقول** اس روایت کا حال بہی مثل
سابقہ روایت کے ہے اسمین کہین تحریف کے ثبوت کا نام ونشان بہی نہین ہے یہہ ثابت
کیجئے کہ یہہ کمی بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے یا کسی شخص نے کی سو اس قسم کی
روایات سے یہہ مدعا کسی طرح مفہوم نہین ہوتا بلکہ اس روایت مین جو کم ہونا وارد ہوا ہے اوسکا محمل
وہی نسخ ہے جو عرض کیا گیا اس سے تحریف سمجہنا حضرت کے اور حضرت کے اسلاف کی خوش
فہمی کی دلیل ہے **قولہ** اور راغب اصفہانی محاضرات مین لکہتے ہین وقالت عائشۃ
کانت الاحزاب تقراء فی زمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مائتی اٰیۃ فلما کتبہ
عثمان المصاحف لم یقدر الا علی ما ثبت وکان فیہا اٰیۃ الرجم **اقول** یہہ روایت صریح

آپکے مدعا کے مخالف ہی مگر افسوس آپکو اتنی بھی فہم نہین کہ یہہ سمجھہ سکین کہ یہہ ہماری مدعا کے موافق ہے یا مخالف یہہ عبارت قلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر الا علی ما ثبت صریح دال ہے کہ جب باوجود تلاش و تتبع کے اس سے زیادہ پر قدرت نہوئی تو معلوم ہوا کہ خداوند تعالے نے اوسکو منسوخ فرما دیا اور بھلا دیا اور دلونسے محو کر دیا پھر تعجب ہے کہ ہمارے فاضل مجیب یا انہمہ اوعا انصاف و علم تحریف صحابہ کی سمجھتے ہین **قولہ** آپکے علامہ سیوطی اپنی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقراء علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اور مرزا محمد بن معتمد خان بدخشانی جنکو فاضل رشید اپنے ایضاح طاقۃ المقال مین عظماء السنت سے فرماتے ہین کتاب مفتاح النجا مین کہ آپ کے خاتم المتکلمین ازالۃ الغین مین اوس سے احتجاج کرتے ہین یہہ لکھتے ہین۔ واخرج ای ابن مردویہ عن زاذان عن عبد اللہ قال کنا نقراء علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اور بہت ایسی روایتین آپکے کتب معتبرہ مین منقول ہین بخوف طوالت نہین لکھتے۔ **اقول** اس روایت کا حال بھی مثل روایات سابقہ کے ہے۔ اسمین بھی کہین وقوع تحریف پر کسیطرح دلالت نہین بلکہ اسمین یہہ بھی نہین پایا جاتا کہ یہہ الفاظ ان علیا مولے المومنین قرآن ہی کے الفاظ ہین اور خدا کی طرف سے نازل ہوئی۔ پس سنی کو اولاً اس روایت کی صحت سلم نہین سلمنا لیکن اسکا حاصل صرف اتنا ہے کہ ہم اسطرح پڑھا کرتے تھے اور یہہ کچھہ ضرور نہین کہ جو کچھہ وہ پڑھتے ہون وہ قرآن مین داخل ہو بلکہ ممکن ہے کہ یہہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تفسیر کے فرمائے ہون اور ابن مسعود یہہ سمجھکر کہ یہہ قرآن مین داخل ہین تلاوت کرتے رہے ہون۔ سلمنا کہ اصل قرآن مین تھے لیکن منسوخ ہوگئے۔ معہذا ان آیات سے کسی طرح ثابت نہین ہوتا کہ یہہ الفاظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات تک

داخل قرآن ہی اور بعد وفات آپکے جامعین قرآن نے نکال ڈالے اور جب تک یہہ نہ ثابت ہو
تحریف کا ثبوت خیال محال ہے **قولہ** اگر ان ہی دو تین روایتون کے نتایج پر بحث کرین
تو طول ہو جائیگا اور پہلے ہی کسیقدر طول ہوگیا ہے لہذا اوروقت پر منحصر رکھتے ہین **اقول**
اگر دوسرا وقت جسپر نتایج روایات پر بحث کو منحصر رکھا ہے یہہ ہی وقت ہی تو ہم منتظر ہین **قولہ**
ای حضرت شیعہ کی روایتون مین تو صرف کمی ہے وارد ہوگی آپکے بیان علاوہ ایسی روایتون کے
جو متضمن کمی و نقصان کثیر کے ہین قرآن مجید و فرقان حمید جو فصاحت و بلاغت مین معجزہ ہی
اوسکی اغلاط پر بھی مشتمل ہی چنانچہ معالم التنزیل مین تحت آیت کریمہ لکن الراسخون فی العلم
منھم والمومنون یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک والمقیمین الصلوۃ لکھا ہے
واختلفوا فی وجہ نصبہ فحکی عن عایشۃ وابان بن عثمان انہ غلط من الکاتب
ینبغی ان یصلح ویکتب والمقیمون الصلوۃ وکذلک قولہ تعالی فی سورۃ المائدۃ
ان الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون وقولہ تعالی ان ھذان لساحران قالوا ذلک
خطاء من الکاتب وقال عثمان رض فی المصحف لحنا وسیقیمھا العرب بالسنتھا فقیل لہ الا تغیرہ فقال
دعوہ فانہ لا یحل حراما ولا یحرم حلالا انتہی ما فی النشر اب غور فرمایئے کہ وہ قرآن جو فصاحت
مین بلاغت مین معجزہ ہے اور جسکی شان مین فاتوا بسورۃ من مثلہ حق تعالے فرماتا ہے آپکے
یہہ حضرات خصوصا حضرت خلیفہ ثالث اسمین لحن و سقیمۃ العرب فرماتے ہین البتہ تمسک کے یہہ
ہی معنی ہین۔ **اقول** ای حضرت آپ اپنی روایات سے صرف کمی کو ہی کیون تسلیم کرتے ہین
زیادتی کو کیون نہین قبول کرتے آپکے طوسی اور طبرسی صاحب نے جو زیادتی کو مجمع علیہ باطل
فرمایا ہے غلط ہی روایات سے کمی ہی ثابت نہین بلکہ زیادتی اور تغیر تبدل و تقدیم و تاخیر گویا ہر قسم
کی تحریف ثابت ہی پھر تعجب ہے کہ آپ صرف کمی کو ہی تسلیم فرماتے ہین کیا آپنے روایت مین
لا زید فی القرآن و نقص نہین ملاحظہ فرمایا اور علاوہ اسکے بہت سی روایات مین ہر طرفہ تماشا
یہہ ہی کہ اپنی کمی کو جو کمی تحریفی ہے اہلسنت کی کمی کے ساتھہ جو نسخی ہین خلط ملط فرماتے ہین

تاکہ اس حیلہ سے اور اس پیرایہ سے اپنا عیب پوشیدہ رہے پس واضح رہے کہ جو کمی اہلسنت کے روایات سے ثابت ہوتی ہے اسکے ساتھ اوس کمی کو کچھ ربط نہیں کہ جو آپکی روایات کا مدلول ہے کیونکہ اہلسنت کے روایات کا مدلول وہ کمی ہے جو خدا تعالےٰ نے کی اور آپکی روایات کا مدلول وہ کمی ہے جو صحابہ نے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآنمین دیدہ دانستہ کی ہے۔ فاین ہذا من ذاک علاوہ ازین باوجود اس فرق و مباینت کے پھر بقدر کمی روایات سامی سے مفہوم ہوتی ہے بہ نسبت اوسکی وہ کمی بہت کم ہے جو روایات اہل سنت سے ثابت ہوتی ہے اگر آپکو تردد ہو تو کلینی مین ملاحظہ فرمالیوین ہم بسبب اختصار کے نقل روایات سے متعرض نہین ہوتے۔ رہا یہ اعتراض کہ ہماری روایات کے باوجود معجز ہونے کے قرآن شریف اغلاط پر بھی مشتمل ہے چنانچہ لفظ المقیمین اور الصابئون اور ان ہذان غلط تسلیم کر لیے گئے سو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو یہ روایت ہی معتبر نہین چنانچہ لفظ محکی عن عائشہ و ابان بن عثمان بصیغہ تمریض خود اسکے ضعف پر دلالت کرتا ہے دوسری یہ کہ سلمنا یہ روایت صحیح ہے لیکن قرآن کے نقل اور اوسکی صحت بتواتر قطعی ثابت ہے تو بمقابلہ اوسکی صحت و قوت کی اگر یہ روایت صحیح ہو بھی تاہم معتبر نہین ہو سکتی تیسری یہ کہ یہ تغلیط اگر ہے تو صرف باعتبار قواعد لسان کے ہے اور جب جمہور صحابہ اور تمام ائمہ عربیہ نے اسکو صحیح تسلیم کر لیا اور اسکی صحت کی توجیہات بیان کر دی تو یہ قول خود ضعیف اور شاذ ہو گیا چنانچہ وہ عبارت جو عالم مین اسکے بعد مین مذکور ہے اور ہمارے فاضل مخاطب نے ترک فرمائی ہے وہ اسپر صریح دلیل ہے اور وہ عبارت یہ ہے وعامۃ الصحابۃ واہل العلم علی انہ صحیح۔ چوتھی یہ کہ اگر حضرت عائشہ وغیرہ کو یہ روایت نہ پہونچی ہو اور اونہون نے اس اعراب کو ظاہراً خلاف ظاہر دیکھکر اپنی رائی اور اجتہاد سے بلا تدبر یہ فرما دیا ہو کہ یہ کاتب کی خطا ہے اور اس تخطیہ مین اونکی رائی نے خطا کی ہو تو ہم نے کب دعوی کیا ہے کہ وہ اپنی رائی اور اجتہاد مین خطا سے معصوم ہین۔ پانچوین یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو اسپر کاتبونکی خطا کے نسبت ارشاد فرمایا اوس خطا اور غلطی سے یہ مراد نہین ہے کہ یہ لفظ غلط ہے بلکہ مراد اس تخطیہ سے یہ ہے کہ قرآت

مختلفہ مین سے صرف اولے اختیار کرکے اوسپر تمام امت کو جمع کرتے اور باقی الفاظ کو جنکی اجازت
اور جنکا نزول بطور تیسیر تہا اونکو ترک کر دیتے - حاصل یہہ کہ ترک اقتصار علی الاولے مین کاتبون نے
خطا کی - چھٹی یہہ کہ ظاہر ہے کہ باعتبار قواعد عربیہ کے اگرچہ والمقیمین الصابون اور ان ہذان صحیح ہی
اور اسکی صحت مین کچھہ کلام نہین لیکن ان کی صحت بتوجیہہ و تاویل ہے اور المقیمون الصابین
اور ان ہذین بدون تاویل کے صحیح ہے اور باعتبار قواعد عربیہ کے اولے ہے تو ممکن ہی
کہ حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا نے بطریق مجاز اور اتساع فی الاخبار کے خلاف اولے اور
خلاف ظاہر پر خطا کا اطلاق کر دیا ہو - اب اوسکا جواب سنیئے جو روایت آپنے حضرت عثمان کی
نقل فرمائی ہے جسکا مدلول یہہ ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ قرآن مین لحن ہی اول تو ہم اس روایت
کی صحت کو نہین تسلیم کرتے نہ عقلاً نہ نقلاً - اما نقلاً پس اسوجہ سے کہ یحیی بن یعمر اور عکرمہ نے
اس روایت کو حضرت عثمان رضہ سے روایت کیا ہے اور دونو نے نہ حضرت عثمان رضہ کو دیکھا
اور نہ اونسے کچھہ سنا ہے تو یہہ روایت قابل اعتبار و اعتماد کے نہ ہے واما عقلاً پس اسلیے کہ صحیح
عقل دلالت کرتی ہے کہ جب حضرت عثمان رضہ قرآن کی جمع و تالیف کے متکفل ہوئی اور انہون نے
صحابہ کو جمع کرکے اس مہم کا سرانجام کیا تو اسمین اونسے کوئی لفظ ایسا جو لحن و خطا ہو اور
موجب قدح اور اعتراض کا ہو کر باقی چھوڑا ہوگا - اور کیونکر عقل سلیم تسلیم اور باور کر سکتی ہے
کہ ایسی غلط الفاظ کہ جنمین کسی قسم کا سفاد حاصل نہو دیدہ دانستہ قرآن مین باقی رکہین بروئی
عقل ہرگز ممکن نہین - پس معلوم ہوا کہ یہہ روایت بالکل غلط ہے دوسری جب قرآن کے
تمام حروف و حرکات کا منزل من اللہ ہونا ثابت ہے تو اگر یہہ روایت صحیح ہو بہی تاہم متواتر کا
معارضہ نہین کر سکتے اور ساقط الاعتبار ہی تیسری اس روایت کا محمل بالکل واضح اور صاف ہے
کہ جسمین نہ کچھہ شک و شبہ رہتا ہے نہ کوئی اعتراض و قدح وہ یہہ کہ اگر یہہ روایت صحیح ہو اور حضرت
عثمان رضے اللہ عنہ نے یہہ فرمایا ہو تو اسکے معنے یہہ ہین کہ فی المصحف بخطا فی تلاوتہا
یعنی بعض جگہ رسم الخط اس طرح پر ہے کہ اگر اوسکو پڑہنے والا اوسیطرح پڑہی جسطرح کہ باعتبار

رسم الخط کے لکھا ہوا ہے تو وہ غلط ہوگا اور تلاوت مین لحن واقع ہوگا تو حاصل یہ ہوا کہ مصحف
مین باعتبار رسم الخط کے ایسے الفاظ واقع ہین جنکی تلاوت مین اگر اوسیطرح پڑہا جاوے جسطرح
لکہی ہین تو لحن واقع ہوتا ہے - چنانچہ لااذبحنہ اور لااوضعوا اور سن بنائی المرسلین وغیر ذلک
اور ظاہر ہے کہ اگر یہ الفاظ بدون معرفہ رسم الخط اوسیطرح تلاوت کیجاوین جسطرح کہ لکھے ہوئی ہین تو معنے
بالکل متغیر ہوجائینگی - اور ایجاب نفی ہوجائیگا - اور کلمات مین ایسے حروف کی زیادتی ہوگی جو اسمین
کسیطرح داخل نہین ہے اور تلاوت غلط ہوگی - پس اسکے معنے یہ نہین کہ الفاظ قرآنی یا اوسکے
رسم الخط مین ہی غلطی اور لحن ہو - پس یہ حضرات شیعہ کی خوش فہمی ہے کہ ایسی روایات کو بے سوچے
سمجہے نقل کردیتے ہین پہر علاوہ اسکے دین و دیانت کی یہ کیفیت ہے کہ روایات کے نقل مین حضرت کشمیری
صاحب صاحب تزہہ وغیرہ نے اس روایت کے الفاظ کو مسخ و تحریف کرکے اپنے اعتراض کے
تقویت اور تائید کی غرض سے کچہہ سے کچہہ بنا دیا ہے اور ہماری فاضل مخاطب نے بہی اونہین کی
تقلید فرمائی اور خوشی سے اونہین الفاظ کو جو کشمیری صاحب نے تحریف کیے تہی بڑے ناز و تبختر
کے ساتہہ نقل کردیا - حالانکہ وہ سراسر غلط ہین اب مین عرض کرتا ہون کہ اصل کیونکر تہی اور پہر حضرات
نے انہین مسخ و تحریف فرماکر اپنے مدعا کے موافق کیونکر بنایا - اصل الفاظ یہہ تہے وقال عثمان
ان فی المصحف لحنا وستقیمہ العرب بالسنتہا اسمین لفظ ستقیمہ صیغہ مضارع کا ہے
باب افعال قائم کیہ ہے اور اوسپر حرف سین استقبال قریب کے لیی داخل ہے اور ہی ضمیر آخر مین للحق ہی
جو اوپر ہے اسکے لئے الحق ہی جسکے معنے یہہ ہین کہ عرب اوسکو اپنے زبانون کے ساتہہ تلاوت مین سیدہا
اور ٹہیک کرلینگے چنانچہ بعض روایات مین ان العرب ستعربہا بالسنتہا مروی ہے اور
بعض روایات مین تقیمہا وارد ہے چنانچہ شیخ ابو عمر عثمان بن سعید بن عثمان المقرء نے
اپنے کتاب رسم الخط مین یہہ روایات نقل کیے ہین پہر اوسکو حضرت مرزا کشمیری صاحب وغیرہ
اور ہمارے فاضل مخاطب نے مسخ و تحریف فرماکر اسطرح بنایا کہ حرف سین اصلی زیادہ
کیا اور حرف تا علامت مضارع کو حذف فرمایا اور ہی ضمیر کو تانیث سے بدلکر لفظ

فصل دوم روایت مین کہ لحن العرب الخ کی دیانت کا بیان

سقیمۃ مادہ سقم باب سقم یسقم سے صیغہ اسم فاعل یا صفت شبہ کا بنایا جسکے معنے یہہ ہوگئی کہ قرآن مین عرب کے الفاظ سقیمہ یعنے ضعیفہ اور مرجوحہ اور غلط داخل ہین پہر اب دیکہئے کہ اعتراض کو کسقدر تقویت اور تائید ہوگئی - پس آپکے اس دین و دیانت پر صد آفرین ہے ہم کچہہ نہین کہتے خدا تعالے آپ صاحبونکو اسکی جزا سوخوز عطا فرماوے و یرحم اللہ عبدا قال آمینا - پس ہمنے خوب غور کیا اور تیرہ سو برس سے غور کرتے چلے آتے ہین نہ کہین لحن قرآن مین ہے اور نہ سقیمۃ العرب ہے - یہہ حضرات کی فہم کی خوبی ہے یا حضرات کے عنایات کا ثمرہ ہے کہ روایت مین جسکو وجہ سے ایجاد و اختراع کیا گیا - لیکن حضرات شیعہ کے نزدیک بروی انکی روایات کے جو ائمہ سے مروی ہوئی اور جو بعینہ قطع کہین جنکو اکابر شیعہ نے تسلیم کرکے وقوع تحریف کا اعتقاد کرلیا ہے قرآن مین کمی و بیشی اور تغیر و تبدل اور نسخ و تحریف بہت کچہہ ہوگئی ہے پس تمسک بالقرآن فی الحقیقت یہہ ہے، وہ نہین اور تمسک کے یہہ معنے ہین وہ نہین **قولہ** غرضکہ اور اسی قسم کی روایتین در منثور و اتقان وغیرہ مین موجود ہین ارادہ تہا کہ جو کچہہ انکے جواب آپکے علمانے دیئی ہین وہ نقل کرکے انکی کیفیت بہی لکہی جائے مگر بخوف اطناب نہین لکہتے پہر دیکہا جائیگا - **اقول** پہر جب کبہی آپکا دل چاہے دیکہہ لیجئے ہم ہر طرح حاضر ہین نہ تحریر سے انکار ہے نہ تقریر سے و ربع مصرع ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو **قولہ** آپکے خلیفہ ثالث نے اسی پر اکتفا نہین فرمایا کہ غلط ہی پہڑہایا بلکہ کتاب اللہ کو جسکی تعظیم و احترام ضروری ہے جلوایا پہڑوایا علے اختلاف الروایتین **اقول** پہلے کسی دلیل شرعی سے یہہ تو ثابت کیجئے کہ مطلق جلوانا یا پہاڑنا اہانت اور خلاف تعظیم و احترام ہے جبتک آپ یہہ ثابت نفرماوینگی اوسوقت تک آپکا اعتراض ہی لغو ہے اور لائق التفات نہین - بعینہی ہم آپسے بلکہ علماء اثنا عشریہ سے استفتا کرتے ہین جواب تحریر فرماوین کیا فرماتے ہین علماء امامیہ اثنا عشریہ اس صورت مین کہ ایک شخص نے ایسی حالت مین کہ اوسکے نزدیک قرآن شریف مین کلمات تفسیر بہی لکہی ہوئی تہے اصل قرآن کو اوسسے جدا کرکے جمع و تالیف کیا اور بعد جمع و تالیف کے اوسکی نسخ کو اطراف و اکناف عالم مین شائع کیا اور اوسکو موافقین و مخالفین نے

بلا اعتراض صحیح قرآن تسلیم کرلیا پھر اوس شخص نے اس خوف سے کہ وہ قرآن جو میرے مسودہ کے
تھا اور جسمین کلمات تفسیر درج تھے مبادا اظاہر ہوکر باعث اختلاف امت ونزاع کا ہو اوسکو جلوادیا یا پارہ
پارہ کروادیا تو یہہ شخص ماجور ہے یا آثم اگر آثم ہے تو کس گناہ کا مرتکب ہوا ببیوا بالدلائل الشرعیہ
توجردا اور نہین تو اسی مختصر سوال کا جواب دیدیجئے اگر کوئی شخص بلا قصد اہانت قرآن شریف کو اپنی
رائے مین کوئی مصلحت شرعی سمجھکر جلوائے یا پھڑوائے تو جائز ہے یا حرام حضرت میر صاحب
حسب شہادت آپکے امام کلینی کے۔ امام صادق نے تو یہانتک اہانت کی کہ اسکو بھی بھینک دیا
بتفسیر سورہ نحل مین مفسر صافی روایت نقل کی ہے وفی الکافی عن القمی عنہ (عن الصادق
انہ قراء ان تکون امۃ ھی ازکی من امتکم فقیل انا نقرأھا امۃ ھی
ازکی من امامہ فقال وما اربی من امامہ واوما بیدہ فطرحہا۔ ہم اسکو بھی بیسا
امامیہ یہی استفسار کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص اسطرح قرآن کی اہانت کرے تو جائز ہے یا حرام
قولہ یہہ جو آپ فرماتے ہین کہ بیاض عثمانی قرار دین آپکے خاتم المتکلمین کے عادت مین چونکہ
تمسخر ہی بطور تحریر اونہون نے ایسا فرمایا ہے۔ افسوس کہ آپنے اونکی عبارت مین تامل نہین فرمایا
معاذ اللہ کہ کسی اہل حق نے قرآن شریف کو اس لقب نالائم سے ملقب کیا ہو۔ یہہ محض کذب وافتراء
ہے۔ اور اگر آپ اسباب مین کوئی سند لاسکتے ہین تو لائیے۔ **اقول** جب وقوع تحریف بروایات
صحیحہ یا اعتراف اکابر شیعہ ہم ثابت کرچکے تو ظاہر ہے کہ یہہ وقوع تحریف جمع وتالیف حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ مین ہے واقع ہوا ہوگا کیونکہ وہ جمع وتالیف جو اول شیخین کے زمانہ مین ہوئی تھی
اوسکا خلاصہ بھی ابھی کیا گیا چنانچہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ہوگیا تو اسکو
اگر شیعہ محرف عثمانی اور بیاض عثمانی کہین تو کیا بعید ہے۔ یہہ لفظ نہیں اسکا مدلول توصیح روایات سے
ثابت ہوتا ہے اور اگر تتبع کیا جاوے تو انشاء اللہ شیعہ کی تصریحات مین یہہ لقب بھی نکلیگا علاوہ ازین

لہ کافی مین قمی سے روایت ہے کہ امام صادق نے (باین الفاظ) ان تکون امۃ ھی ازکی من امتکم پڑھا کسینے عرض کیا
ہم تو اسکو اربی من امتہ پڑھتے ہین فرمایا اور اربی من امتہ کیا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اسکو ڈال دیا۔ ۱۲

ہمنے ماسبق مین ارغام سے عبارت کتاب بارقہ ضیغمیہ کے نقل کے ہے اوس سے صریح یہہ لقب
نا ملائم نہین ثابت ہوتا تو کیا ثابت ہوتا ہے چون نظم این قرآن نظم عثمانیست الخ نظم عثمانی اور
بیاض عثمانی مین کیا فرق ہے - افسوس کہ آپ اپنے علمار کی کتابونکو دیکھتے نہین جو آپ کو
اپنے مذہب کا حال معلوم ہو - پس ہمنے دلائل سے ثابت کردیا اور آپکا کذب وافترا کہنا
محض کذب ہوا **قولہ** اب آپ انصاف فرماوین کہ کیا کتاب اللہ سے تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ
جسکا حافظ خود خدا حقیقی تعالے شانہ ہو اوسکو محرف وغلط وسقیمۃ العرب فرمائین اور اوسکو جلائین
یا جو کتاب اللہ کی نسبت ایسا کہین اور بجائے تعظیم واحترام جلائین اونکو دین مین پیشوا ومقتدا او
سمجھین **اقول** حسب ارشاد ہمنے تو انصاف سے عرض کردیا کہ غلط ہونے کا الزام خوش
فہمی ہے اور محرف ہونیکا الزام کذب وافترا اور سقیمۃ العرب ہونے کا الزام حضرات کے حیانت نہین
بلکہ دین ودیانت ہے - لیکن تمسک کے یہہ معنی کہ کتاب اللہ کو محرف فرماوین اور اوسمین تحریف اعتقاد
کرین اور موافق اصول کے قرآن مین تحریف کا واقع ہونا یقینی ہو اور تمسک کے یہہ معنے ہین کہ کتاب اللہ کو
خوش ہوکر بطریق امانت کے پہینک دیوین - اور تمسک کے یہہ معنی ہین کہ ایسی لوگونکو جو قرآن کے غلطیونکا اور
تحریفات کا اعتقاد کرین یا تحریف کی شہادت دیوین یا قرآن کو امانت کے ساتھہ پہینکین اور خلاف
تعظیم واحترام اوسکی اہانت کرین اونکو مقتدا اور پیشوا واجب الاطاعت بمنزلہ انبیار بلکہ انبیا سے افضل
سمجھین ع بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + **قل الفاضل المجیب** - قولہ - کیا تمسک کے
یہہ ہی معنی ہین کہ (نعوذ باللہ توبہ توبہ) آل رسول کی بنات طیبات کو بلکہ اونکی شرمگاہونکو منصوب
اعدا ٹہرادین - چنانچہ کافی کلینی سے صاحب تحفہ ومنتہی الکلام وآیات بینات نے روایت نقل کی ہے
اقول - صاحب تحفہ وغیرہ نے اول فرج عصبت بنا نقل کی ہے مگر ہمارے حضرت مجیب نے اپنی طرف سے
بلکہ انکی شرمگاہونکو الخ زیادہ کردیا کمال ہی تلمین فرمایا شرم وحیا سے خوب کام لیا - حضرت وہ عبارت
بعینہ نقل فرماوین جسکا ترجمہ خود بدولت نے بلکہ انکی شرمگاہونکو فرمایا ہے - معاملہ دینی مین ایسی تصرف
کرنے سے آنحضرات کو خوف خدا نہین - اہل علم وغیرہ شرم وحیا نہین **یقول العبد الفقیر الی مولاہ**

جب آپکے امام کلینی نے اول فرج عصبت منا بہات طیبات کے بابت روایت کیا ہے تو اگر نقلاً ہمنی بلکہ انکی شرمگاہونکو الخ لکھدیا تو کیا غضب ہوا اول فرج عصبت منا کا اگر یہہ ہے بعینہ مطلب نہین تو آپ ہی فرماوین کہ اسکے سوا اور کیا مطلب ہے کیا لفظ فرج سے مراد شرمگاہ نہین ہے یا عصبت سے منصوب ہونا سمجھ مین نہین آتا - ہان ہماری یہہ تو خطا ضرور ہے کہ ہمنے لفظ فرج کا ترجمہ شرمگاہ کیا ہے اور لفظ فرج عضو مخصوص کے لیے صریح ہے اور شرمگاہ کنایہ لطیف معلوم ہوتا ہے کہ آپکو اسوقت پسند آتا اور صحیح معلوم ہوتا جب کوئی شخص آپکے امام کلینی کے اس فحش کا ترجمہ ویسی ہی صریح اور ہٹیہ الفاظ مین معاذ اللہ کرتا - ہمکو نہایت افسوس ہے کہ خطا تو آپکی امام کے اور جہلا مین ہمپر خوف خدا اور اہل علم سے شرم وحیا تو آپکے امام کلینی فرمائین اور عتاب ہو ہمپر اگر یہہ الفاظ بمقتضاے آپکے دین وایمان وحیا وشرم کی بیحیائی سے ناشی اور مستقبح ہین تو اپنے حضرت کلینی کے روح پرفتوح کو صلواتین سنایئے یا جو اونکے اساتذہ بزرگوار ہین جن سے اونہون نے یہہ فحش وبیحیائی کے بات اخذ کی ہے اونکو کچھہ کہیئے ہم تو محض ناقل مضمون ہین کہ الزاماً خدمت مین پیشکش کیا تو ہمپر یہہ ناواجب غصہ کیون نکالا جاتا ہے - ہان اگر ہمنی نقل مین خطا کی ہو اور اپنی طرفسے تراش کر لکھدیا ہو تو اوسوقت البتہ ہم مقصوردار ہتے - پس معلوم نہین کہ آپ ہمپر کیون جہلا اور ہمنی کیا بیجا تصرف کیا ہتا جو آپکو یون بے طرح جوش آگیا - اگر ہمنے اپنی طرفسے کوئی تصرف کیا ہتا تو پہلے ثابت کرنا چاہیے ہتا اصل روایت کلینی سے نقل فرماتے اور لکھتے کہ اس روایت کے نسبت یہہ زیادتے ہے اور نقل مضمون مین یہہ ناجائز تصرف ہے اور بدون اسکے دلیل شرعی بیان کیے اہل عقل وخرد کا تو کام نہین ہے - اوسپر طرفہ ماجرا یہہ ہے لکھتے ہین کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے اول فرج عصبت منا نقل کی ہے جس سے بظاہر الزام صاحب تحفہ کیطرف عاید کیا ہے اور یہہ نہین فرماتے کہ صاحب تحفہ وغیرہ نے کہانسے نقل کی ہے اصل موجد اس فحش وبیحیائی کا کون ہے یہہ آپکی دیانت کا مقتضا ہے - معہذا یہہ جو سوال فرمایا کہ (حضرت وہ عبارت بعینہ نقل فرادین جسکا ترجمہ خود بدولتنے بلکہ انکی شرمگاہونکو فرمایا ہے) اسکا جواب یہہ ہے کہ بندہ کی عبارت کو

بغور ملاحظہ فرماوین - اوسمین کہان لکہا ہے کہ یہہ ترجمہ ہے جسکے واسطے تطابق لفظی شرط ہے جسکو آپ تلاش فرماتے ہین - حیف ہے کہ آپکو اتنی ہی خبر نہین ہے کہ یہہ ترجمہ نہین ہے بلکہ نقل مضمون اور حکایت بالمعنے ہے جسکے لیے صرف اتحاد مطلب شرط ہے و بس معلوم نہین جناب نے اسکا ترجمہ ہونا کس قرینہ سے سمجہا - باقی رہا خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو البتہ حضرات شیعہ کو حاصل ہے کہ ستقیمۃ العرب سنکر کے اپنے مطلب کے لیے سقیمۃ العرب بنا لیا اور اپنی مدعا کے موافق روایت مین تصرف کر لیا البتہ معاملات دینی مین خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو یہہ ہوتی ہے اسیطرح آپکے شریف رضی نے نہج البلاغت مین جابجا جناب امیرؑ کی کلام کا ستیاناس کیا اور اوسکو مسخ تحریف کر ڈالا جس سے شراح کا بہی ناک مین دم آگیا اور بے اظہار کیئے اونکو بہی چین نہ پڑا چنانچہ ہم ابحاث سابقہ مین بطور مشتی نمونہ خروار عرض کر آئی ہین البتہ خدا کا خوف اور اہل علم سے شرم وحیا تو اسکا نام ہے اور اسکی بہت نظیرین ہین جو کسیقدر حافظہ مین ہین مگر خوف تطویل رخصت نہین دیتا - **قولہ** بہرحال حضرت مجیب کی غرض اس سے نکاح حضرت ام کلثوم ہے اگر اس امر کی تحقیق کہ نکاح خلیفہ ثانی حضرت ام کلثوم سے ہوا یا نہین - اور اگر ہوا تو ام کلثوم بنت حضرت زہرا - علیہا السلام سے ہوا یا کس ام کلثوم سے کیجاوے تو بہت ہی طول ہو اور بباعث بیماری اور عدیم الفرصتی اس قدر طویل بحث چھیڑ نہین سکتے اور نیز پہلے ہی اس تحریر مین طول ہو گیا - اگر حضرت مجیب کو شوق ہو تو جواب آیات بینات و لہب المیزان و تحفہ الاثنی عشریہ وغیرہ مین ملاحظہ فرمالین **اقول** جناب میر صاحب گستاخی معاف جب آپکو ضروری دینی مسائل کی تحقیقات کی نسبت اسقدر گریز و اغماض ہے تو پہلے ہی اس بحث کو کیون چھیڑا تہا اور یہہ جو شروع جواب مین ارشاد ہوا تہا کہ (اگر غور فرمائی تو یہہ اعلی درجہ کی عبادت ہے) یہہ صرف زبانی ہماری ہی واسطے تہا اور اتامرون الناس بالبر کے حکم مین تہا - اگر آپ ایسی مریض عدیم الفرصت تہی تو آپنے سوال ہی کیون لکہا - شاید آپکو یہہ خیال ہوگا کہ خصم کب دست بگریبان ہوتا ہے اور کب یہہ روز سیاہ نظر آئیگا - اب جب موقع آیا تو یون عذر و حیل و گریز و اغماض ہونے لگا

آپکا خصم آپکی ایسی ایک نہ سنیگا جبتک آپ جواب صاف نہ دینگے وہ آپکا گلو گیر ہی رہیگا سبحان اللہ
جواب آیات بینات پر آپ ٹالتے ہین شعر سوال بوسہ کو مالا جواب چین ابروہی + برات
عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین ۔ حضرت سوال تو آپ سے ہے آپ جواب دیجیے اگر جواب
آیات بینات ہین یہہ بحث ہے تو آپ وہین سے دیکھہ بھال کر جواب دیجیے آپکے خصم کو کچھہ حاجت
نہین کہ وہ یہہ کتابین دیکھتا پھری ۔ حیلہ خوف تطویل بالکل لغو ہی ۔ جہان آپنے چار ورق کے
جواب مین چھہ جز تحریر فرمائی اور اسکے لیے آپکو بیماری اور عدم الفرصتی مانع نہوئی تو اس مسئلہ کی
یہی ایک دو جز کا کچھہ مضائقہ نہ تہا ۔ مگر شاید عجب نہین کہ اس مسئلہ کی ہی خوف سے بیماری
لاحق حال ہوئی ہو اور جاڑا چڑھ آیا ہو کیونکہ یہہ مسئلہ ایسی ہی ٹہیری کہیر ہی اگر یہہ ہے تو ہم ہی خطا
معاف لکھہ دینگے اور معذور سمجھینگے مگر بشرطی ۔ **قولہ** مگر یہان صرف اسیقدر لکھا جاتا ہی کہ جسطرح
اہلسنت ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ہوا اسیطرح شیعہ انکی کتب سے ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم
بنت زہرا سے نہین ہوا ۔ اور یہہ نکاح بہی باکراہ ہوا جو غصب سے مراد ہے صرف فرق الفاظ ہی
چنانچہ دو تین روایتین اس قسم کی لکھی جاتے ہین صواعق محرقہ ابن حجر مین ہے صح عن عمر انہ
خطب ام کلثوم من علی فاعتل بصغرھا وبانہ اعدھا لابن اخیہ جعفر فقال لہ عمر ما اردت
الباءۃ ولکن سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کل سبب ونسب ینقطع
یوم القیمۃ ملخصا سببی ونسبی ۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکہا ہی ان علیا لما اراد عن
نکاح ابنتہ بعمر واستعذر بصغرھا لم یکن یقبل منہ ذلک العذر حتی الجا الخ غور فرمائیے
کہ لفظ الجاہ آپکی کتاب مین بہی موجود ہے ۔ غصب اور اس لفظ مین صرف تنازع لفظی ہے رہا کتاب
ہمت السعداء مین ہے ام کلثوم دختر ابوبکر بود مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار
بود باز بنکاح ابوبکر در آمدہ از ابوبکر پسری عبد الرحمن نام و یک دختر ام کلثوم زایید ۔ بعد
ازان بنکاح علی بن ابی طالب در آمد ام کلثوم ہمراہ مادر در آمدہ عمر بن خطاب با ام کلثوم
دختر ابوبکر نکاح کرد ۔ انتہی ۔ غرضکہ جسطرح اہلسنت یہہ نکاح ثابت کرتے ہین ۔ شیعہ

اسیطرح اوسکی کتابونسی اس ام کلثوم کا وہ نکاح ثابت کرتے ہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر سے ہوا اور چونکہ وہ دامن عاطفت جناب امیر علیہ السلام مین پلی تہی فرط ربط و اتحاد سے وہ جناب امیر کی ہی بیٹی مشہور تہی اور اس کا نکاح ہی جناب امیر کو منظور نہ تہا۔ چنانچہ روایت مذکور سے ثابت ہی **اقول** دانشمندان روزگار ناظرین رسالہ ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کی تقریر سے اونکو جو اس باختگی اور حیرانی و پریشانی سمجہہ گئی ہونگی کہ کیسی گرداب اعتراض مین ڈبکیان کہا رہی ہین اور ہاتہہ پاؤن ولٹی سیدہی مار رہے ہین لیکن دلات حین مناص۔ اب لیجئے ہم اس بحث کو چہیڑتے ہین اور تمام پہلوؤن پر جو ہماری فاضل مخاطب نے اسجگہ ذکر کئے ہین بحث کرتے ہین۔ اول ہماری فاضل مجیب نے یہہ دعوی کیا کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت زہرا رضی اللہ عنہا سے نہین ہوا۔ دوسرا دعوی یہہ کیا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تیسرا یہہ دعوے کیا کہ یہہ نکاح بہی باکراہ ہوا۔ پہر ان تینون دعونکی ثبوت کے لیے تین روایتین ذکر فرمائی۔ ہم حیران ہین کہ پہلی روایت جو ہمارے فاضل مخاطب نے ذکر فرمائی وہ کیون ذکر فرمائی اوس سے کس دعوی کا اثبات مظنون سامی ہے نہ پہلے دعوی کے ثبوت سے اوسکو تعلق نہ دوسری دعوی سے کچہہ ربط نہ تیسرے دعوی سے س بلکہ صریح نقیض دعوے اول پر دال ہے کیونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے جو خواستگاری کی علت بیان فرمائی وہ یہہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ پیوند ہونا جو قابل انقطاع نہین ہے مدنظر تہا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام کلثوم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی دختر نہین کیونکہ اگر یہہ ام کلثوم دختر حضرت صدیقہ ہوتی تو پہر اس علت کے ساتہہ خواستگاری کے کچہہ معنے نہین یہہ پیوند اور خویشی اسی لیے ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ رشتہ نسبت منعقد ہو جاوے۔ جو بنت صدیقہ مین بلکہ بنت علی مین ہی جو بطن حضرت زہرا سے نہو منعقود تہا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہہ روایت مثبت نقیض دعوی اول ہے اور مبطل عین دعوی ثانی و ثالث پس ہماری فاضل مجیب کی خوش فہمی قابل داد ہی۔ کہ وہ اس روایت کو اپنے مفید مطلب

اور شبہت دعا سمجھکر سب سے پہلے خصم کے مقابلہ مین پیش کرتے ہین اور اتنا نہین سمجھ سکتے کہ
یہہ روایت ہمارے مدعا کو مفید ہے یا مضر لیکن ہمکو کچھہ شکایت نہین واقعی یہہ اعتراض ایسا دار
عضال اور عقدہ غیر قابل انحلال ہے کہ اسکو سنکر جسقدر اوسان حضرات کی خطا ہون بجا ہے
اور جسقدر حواس پریشان ہون زیبا۔ پھر ایک اور طرفہ تماشا یہہ کہ تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح اہلسنت
اس نکاح کو ثابت کرتے ہین اسیطرح شیعہ اونکی کتابونسے ثابت کرتے ہین کہ (بنت زہرا سے
نہین ہوا) جو حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور فہم پر دال ہے کوئی حضرت مخاطب سے پوچھے کہ حضرت
اونکی کتابونکی کیون قید لگائی گئی ہی اپنی کتابونکی ذکر سے اور اونمین ثابت ہونے نہونے
سے کیون پہلوتہی فرمایا یہہ امر تو ظاہر ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل و محامد
اہلسنت کے نزدیک کچھہ اس نکاح ہی پر منحصر نہین۔ حضرتؓ کو جو علو مرتبہ اسلام مین ہے
اگر یہہ نکاح نہوتا تو بھی وہ مرتبہ حاصل تھا۔ لیکن چونکہ حضرات اہل تشیع کو اونکی فضائل سے انکار ہے
اور بلکہ دائرہ ایمان سے خارج سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب امیر کے اور اونکی باہم کمال عداوت تھی تو
اس امر کی ابطال کے لیے اہلسنت الزاماً شیعہ کی کتابون سے یہہ روایت نقل کرکے اونکو جھوٹا
کرتے ہین تو اگر بفرض محال اہلسنت کی کتابونمین یہہ نکاح ام کلثوم بنت زہراؓ سے ثابت نہو
بلکہ ام کلثوم بنت صدیق رضؓ سے ہو تو حضرات شیعہ کے اوپر سے یہہ الزام جو بموجب اونکی روایات کے ہمپر
چسپان ہوا ہے صرف اتنا کہنے سے کہ یہہ نکاح اہلسنت کی کتابونمین ثابت نہین ہے کیونکر اوٹھہ
سکتا ہے حالانکہ یہہ ہی غلط ہے کہ اہلسنت کی کتابونسے یہہ ثابت نہین چنانچہ ہم عرض کرینگے
پس اس الزام کے ہماری فاضل مجیب نے جسقدر جو آیات تحریر فرمائے اور روایات لکھی وہ سب لغو اور بے سود
ہین اور حضرت کی کمال مناظرہ دانی اور خوش فہمی پر دال ہین اگر بالکل سکوت کرتے اور کچھہ بھی
نہ لکھتے تو یہہ بسبت اسکے آپکے لیے بہت بہتر تھا کیونکہ کچھہ پردہ پوشی رہتی اب لیجیے ہم اسکا
ثبوت اہلسنت و اہل تشیع کی کتابون سے کرتے ہین۔ اول اہل سنت کی کتب معتبرہ
مختصراً ثبوت یعنی صحیح بخاری صفحہ ۴۰۳ مین مذکور ہے۔ **حدثنا**

اگر اہلسنت کی کتابونمین فاروق رضؓ کا حضرت زہراؓ سے نکاح ثابت نہو تو اونکی فضائل کی کچھہ خدشہ نہین

اہلسنت کی کتابونسے ثابت ہونا

عبدان انا عبد الله انا یونس عن ابن شہاب قال ثعلبۃ بن ابی مالک ان عمر بن الخطاب قسم مروطا بین نساء من نساء المدینۃ فبقی مرط جید فقال لہ بعض من عندہ یا امیر المومنین اعط ھذا بنت رسول اللہ التی عندک یریدون ام کلثوم بنت علی فقال عمر ام سلیط احق وام سلیط من نساء الانصار ممن بایع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر فانھا کانت تزفر لنا القرب یوم احد اور سینی اسیکے حاشیہ پر مذکور ہی قال الکرمانی ام کلثوم بنت فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولدت فی حیاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبھا عمر الی علی فقال انا ابعثھا الیک فان رضیت فقد زوجتکھا فبعثھا الیہ ببرد وقال لھا قولی ھذا البرد الذی قلت لک فقالت ذلک لعمر فقال لھا قولی قد رضیت رضی اللہ عنک ووضع یدہ علی ساقھا فکشفھا فقالت افعل ھذا لولا انک امیر المؤمنین لکسرت انفک ثم جاءت اباھا فقالت بعثتنی الی شیخ سوء واخبرتہ فقال لھا یا بنیۃ انہ زوجک سنن سائے ہین صفحہ ۳۲ پر ووضعت جنازۃ ام کلثوم بنت علی امرأۃ عمر بن الخطاب وابن

ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر بن خطاب رضؓ نے مدینہ کی عورتونکو چادرین تقسیم کی تہی ایک چادر بچ گئی تو پاس والونمین سے کسیکو کہنے لگے بارادہ ام کلثوم بنت علی کے کہا کہ یہہ چادر رسول اللہ کی دختر کو جو تیرے پاس ہے دیدی۔ عمر نے کہا کہ ام سلیط زیادہ مستحق ہی اور ام سلیط انصار کی ان عورتونمین سے تہی جنسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی تہی عمر نے کہا کیونکر وہ جنگ احد کی دن ہماری مشکین پہونچا کرتی تہی

ام کلثوم کے نکاح کا قصہ یہ ہی کہ ام کلثوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر فاطمہؓ کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین پیدا ہوئی عمرؓ نے اسکی منگنی کا علیؓ کے پاس پیام بہیجا تو علیؓ نے فرمایا مین اسکو تیری پاس بہیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو مینی تیری ساتھ اسکا نکاح کر دیا۔ پہر ام کلثوم کو ایک چادر دیکر عمر کے پاس بہیجا اور اوسکو کہا کہ تو کہیو کہ یہہ وہ چادر ہی جسکا مینی تجھی ذکر کیا تہا ام کلثوم نے وہی عمر سے کہا عمر نے اوسکو کہا کہ کہنا مین راضی ہوا خدا تجھسی راضی ہو اور اپنا ہاتھہ ام کلثوم کی ساق پر رکہا اور اوسکو کہو لا ام کلثوم نے کہا تو کیہا کرتا ہی اگر تو امیر المومنین نہوتا تو مین تیری ناک توڑ ڈالتی۔ پہر اپنے باپ کے پاس آئی اور کہا مجکو آپنے بڑی بڈہی کے پاس بہیجا تہا اور حقیقت حال کی جتروی۔ علی نے کہا بیٹا وہ تیرا شوہر ہے۔ ۱۲ ام کلثوم بنت علی زوجہ عمر کا اور اوسکے فرزند جسکو زید کہتے تہے جنازہ یک جا رکہا گیا۔

لها يقال لمن يزيد وضعا جميعا والامام يومئذ سعيد ابن العاص وفي الناس
ابن عمر وابو هريرة وابو سعيد وابو قتادة فوضع العلام مما يلي الامام — علاوہ انکی
خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے چند روائتیں نواقض مولانا محمد حسینی موسوی سے
نقل کی ہے — ہم بھی منتہی الکلام سے تتمیماً للفائدہ نقل کرتے ہیں — عن عقبۃ بن عامر
رضی اللہ عنہ قال خطب عمر الی علی ابنتہ من فاطمۃ واکثر تردادہ الیہ
فقال علی یا امیر المؤمنین ما عندی الا صعیرۃ فقال عمر ما یحملنی
علی کثرۃ تردادی الیک الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول کل حسب ونسب وسبب وصهر منقطع یوم القیامۃ
الا حسبی ونسبی وسببی وصهری فقام علی رضی اللہ عنہ فامر
بابنتہ من فاطمۃ فزینت وبعثت بها الی عمر رضی اللہ عنہ فلما راها
قام الیها فاجلسها فی حجرہ وقبلها ودعا لها فلما قامت اخذ بساقیها
وقال لها قولی لابیک قد رضیت فلما جاءت الجاریۃ الی ابیها قال لها
ما قال لک امیر المؤمنین قالت لما ابی قام الی فاجلسنی فی حجرہ وقبلنی

لے اور امام اوس و سعید بن العاص تھا — اور لوگوں میں ابن عمر اور ابو ہریرہ اور ابو سعید اور ابو قتادہ بھی تھے پس رادی کو
امام کے متصل کہا ۱۲ — ٢ عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہا عمر نے علی کو انکی دختر کے جو بطن فاطمہ سے تھیں نسبت کا پیام دیا اور بکثرت
آمد و رفت رکھی علی نے کہا اے امیر المومنین میرے ایک صغیر کے سوا اور کوئی نہیں عمر نے کہا آپکی پاس (اس علاقہ میں) بکثرت آدمی
اور کوئی باعث نہیں ہے مگر صرف یہ ہے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے تمام رشتے اور ناتے اور دامادی قطع
منقطع ہو جائینگے مگر میرا رشتہ اور ناتا اور دامادی تعلق پس علی اٹھے اور اپنی دختر کی نسبت جو فاطمہ سے تھیں حکم فرمایا
انکو آراستہ کیا گیا اور عمر کے پاس بھیجا جب عمر نے اسکو دیکھا اوٹھ کھڑے ہوئے اور اسکو اپنی گود میں بٹھلایا اور عادت
جب بوسہ دی تو اسکی پنڈلی پکڑی اور اسکو کہا کہ اپنے باپ سے کہیو میں راضی ہو گیا جب چھوکری اپنے باپ کے پاس آئی تو اسکو
کہا امیر المومنین نے تجھ سے کیا کہا کہا مجھکو دیکھا اوٹھ کھڑے ہوا اور اپنی گود میں بٹھلایا اور پیار کیا ۱۲ —

وَدَعَانِي فَلَمَّا قُمْتُ أَخَذَ بِسَاقِي وَقَالَ لِي قُولِي لِأَبِيكِ قَدْ رَضِيتُ فَأَنْكَحَهَا
إِيَّاهُ فَوَلَدَتْ زَيْدَ بْنَ عُمَرَ فَعَاشَ حَتَّى كَانَ رَجُلًا ثُمَّ مَاتَ دوسری روایت
خَطَبَ عُمَرُ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ابْنَتَهُ أُمَّ كُلْثُومٍ وَأُمُّهَا فَاطِمَةُ ابْنَةُ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ عَلَيَّ فِيهِ أَيْ فِي هٰذَا الشَّأْنِ أُمَرَاءَ حَتَّى
أَسْتَأْذِنَهُمْ فَإِنِّي وَلَدْتُ فَاطِمَةَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَقَالُوا زَوِّجْهُ فَدَعَا
أُمَّ كُلْثُومٍ وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صَبِيَّةٌ فَقَالَ انْطَلِقِي إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَقُولِي لَهُ إِنَّ
أَبِي يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ إِنَّا قَدْ قَضَيْنَا حَاجَتَكَ الَّتِي طَلَبْتَ فَأَخَذَهَا
وَضَمَّهَا إِلَيْهِ وَقَالَ إِنِّي خَطَبْتُهَا إِلَى أَبِيهَا فَرَوَّجَنِيهَا فَقِيلَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
تُرِيدُ إِلَيْهَا صَبِيَّةً صَغِيرَةً فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
ذَكَرَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ مَا تَقَدَّمَ ابن عمان کی روایت إِنَّ عُمَرَ قَالَ لِعَلِيٍّ إِنِّي أُحِبُّ
أَنْ تَكُونَ عِنْدِي عُضْوٌ مِنْ أَعْضَاءِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ
عَلِيٌّ مَا عَيَّبَ الْأَيَامُ كُلْثُومٌ وَهِيَ صَغِيرَةٌ فَقَالَ إِنْ تَعِشْ تَكْبُرْ فَقَالَ إِنَّ لَهَا
أَمِيرَيْنِ مَعِي قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ وَقَعَدَ عُمَرُ يَنْتَظِرُ مَا يَرِدُ عَلَيْهِ فَقَالَ

ف اور دعا دی اور جب میں اوٹھی تو میرے پیچھے پڑی کہی اور کہا اپنی باپ سے کہنا میں راضی ہوگئی پس علی نے اوسکا نکاح عمر کے ساتھ
کر دیا پھر (اوس سے) زید بن عمر پیدا ہوا اور زندہ رہا یہانتک کہ جوان ہو کیا پھر مر گیا۔ ۱۲ عمر نے علی رضی اللہ عنہ کو اوسکی بیٹی کی
اوسکی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں) منگنی کا پیام دیا۔ علی نے کہا کہ اس امر میں میرے ساتھ اور بھی امیر ہیں جبتک
اونسے اذن نہ لوں (کچھ نہیں کہہ سکتا) حضرت فاطمہ کے بیٹوں کے پاس آئے اور اونسے یہہ ذکر کیا اونہوں نے کہا نکاح کر دیجئے ام کلثوم کو
جو اوسوقت لڑکی تھی بلایا اور کہا کہ امیر المومنین کے پاس جا اور اوسکو کہہ کہ میرا باپ تجکو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جسنے میری
حاجت ہو تو نے چاہی تھی پوری کر دی پس اوسکو لیا اور اپنے گلے لگایا اور کہا کہ میں اوسکی والد کو اوسکی منگنی کا پیام دیا تھا اونہوں نے
میرے ساتھ نکاح کر دیا کیا میں تمکو اوسکی طرف رغبت ہے حالانکہ یہہ چھوٹی لڑکی ہے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہے اور مثل گذشتہ حدیث کے آخر حدیث تک ذکر کیا۔ ۱۲ عمر نے علی سے کہا کہ میں چاہتا ہوں تیرے پاس کوئی تجھ جگر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو علی نے کہا کہ میرے پاس تو بجز ام کلثوم کے دوسرے نہیں اور وہ چھوٹے ہی کہا اگر جیتی رہی تو بڑی
ہو جائیگی حضرت علی نے کہا کہ اوسکے معاملہ میں میرے ساتھ رد اور بھی امیر ہیں حضرت عمر نے کہا اچھا علی اپنی گھر لوٹے آکر
اوسکے منتظر بیٹھ رہے کہ کیا جواب ملتا ہے ۱۲

عَلِيٌّ ادْعُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَجَاءَا فَدَخَلَا وَتَعَدَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى
عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهُمَا اِنَّ عُمَرَ خَطَبَ اِلٰى اُخْتِكُمَا فَقُلْتُ لَهُ اِنَّ لَهَا مَعَ اَمْرِهَا
وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اُزَوِّجَهَا اَنَا حَتّٰى اُوَامِرَكُمَا فَسَكَتَ الْحُسَيْنُ وَتَكَلَّمَ
الْحَسَنُ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَبَتَاهُ مَنْ بَعْدَ عُمَرَ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُوُفِّيَ عَنْهُ وَهُوَ رَاضٍ ثُمَّ وَلِيَ الْخِلَافَةَ فَعَدَلَ
قَالَ صَدَقْتَ وَلٰكِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَقْطَعَ اَمْرًا دُوْنَكُمَا بِلَفْظِهٖ علاوہ اسکے
وہ روایت ہے جو فاضل مخاطب نے بھی صواعق ابن حجر سے نقل کی علاوہ اسکے ابن عبد البر نے استیعاب
میں اثنار ترجمہ ام کلثوم میں روایت کی ہے ان عمر بن الخطاب خطب الی علی بنته ام کلثوم
فذکر صغرها فقیل له رد ك فعاوده فقال له علی ابعث بها الیك فان رضیت
فهی امرأتك فارسل بها الیه فکشف عن ساقها فقالت له والله لولا انك
امیر المومنین للطمت عینك علاوہ اسکے شیخ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب
اصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں بیان کیا ہے ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب لها اسمیة
امها فاطمة بنت النبی صلی الله علیه وآله وسلم وقال ابن ابی عمر المقدسی
حدثنی سفیان عن عمر عن محمد بن علی ان عمر خطب الی علی بنته ام کلثوم

لہ کہا حسن اور حسین کو بلاؤ وہ اندر آئے اور سامنے بیٹھ گئے آپنے خدا کی حمد و ثنا کہی پھر انسے کہا کہ عمر نے مجھ سے تمہاری بہن کی منگنی کا پیام دیا تھا میں اوسکو کہا کہ اسکی معاملہ میں تمہارے ساتھ ہے اور میں اسمیں اور بہن میں پسند نہ کیا کرتا فیسلہ تمسے مشورہ نہ کرون اوسکا نکاح کرادن حسین چکر رہے اور حسن بولے اور خدا کی حمد و ثنا کہکر کہا ای باپ عمر کے بعد کون سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف صحبت پایا اور آپ اوس سے راضی رخصت ہوئے پھر متولی خلافت ہوا اور انصاف کیا کہا تو۔ جواب دیا کہ لیکن میں نے بدون تمہارے اس امر میں قطعی فیصلہ کو پسند نکیا ۱۲ ۲ تحقیق عمر بن خطاب نے علی کو ام کلثوم کی منگنی کا پیام دیا۔ آپنے اوسکی صغر سنی کا ذکر کیا کسینی کہا کہ آپکی درخواست کو ٹال دیا اونہون نے پھر درخواست کی۔ علی نے کہا کہ اوسکو میں آپ کے پاس بھیجونگا اگر آپ کی رضا ہو تو وہ آپکی زوجہ ہے۔ پھر اوسکو انکے پاس بھیجا عمر نے اوسکی پنڈلی کھولی ام کلثوم نے کہا ہون خدا کی قسم اگر تو امیر المومنین نہوتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ دیتی ۱۲ ۳ ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب کی بیٹی اوسکی والدہ فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہین۔ ابن ابی عمر مقدسی نے کہا کہ سفیان نے بروایت عمر کے محمد بن علی سے مجھسے بیان کیا کہ عمر نے علی کو انکی بیٹی ام کلثوم کے

فذكرله صغرها فقيل له انه ردك فعاوده فقال له على ابعث بها اليك فان
رضيت فهى امراتك فارسل اليه فكشف عن ساقها فقالت مه لولا انك امير المؤمنين
لطمت عينك وقال ابن وهب عن عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن ابيه
عن جده تزوج عمر ام كلثوم على مهر اربعين الفا وقال الزبير ولدت لعمر
ابنيه زيد ورقية وماتت ام كلثوم وولدها فى يوم واحد اصيب زيد
فى حرب كانت بين بنى عدى فخرج ليصلح بينهم فشج رجل ولا يعرفه فى
الظلمة فعاش اياما وكانت امه مريضة فماتا فى يوم واحد وذكر ابو بشر
الدولابى فى الذرية الطاهرة من طريق ابن اسحاق عن الحسن بن على قال لما
تأيمت ام كلثوم بنت على من عمر دخل عليها حسن وحسين فقالا لها امكنت
عليها لبنكحنك بعض ابنائه ولئن اردت ان نصيبن مالا عظيما لتصيبنه
فدخل على كرم الله وجهه فحمد الله واثنى عليه وقال اى بنية ان الله قد
جعل امرك بيدك فانا احب ان تجعلى بيدك فقالت يا ابت انى امرأة ارغب
فيما يرغب فيه النساء واحب ان اصيب من الدنيا فقال هذا من عمل هذين

سلہ مگنی کا پیام دیا آپنے اوسکی کم عمری بیان کی کسینی کہا آپکی درخواست کو نہیں دیا اونہوں نے پھر درخواست کی علی نے
اونکو کہا کہ مین اوسکو آپکے پاس بھیجونگا اگر آپ کی مرضی ہوئی تو وہ آپکی زوجہ ہے پھر اوسکو بھیجا آپنے اوسکی پنڈلی کھولی
اونسی کہا ہون اگر تو امیر المومنین ہوتا تو تیری آنکھ پر طمانچہ مارتے - ابن وہب نے روایتہً عن زید بن اسلم عن ابیہ عن جدہ
کہا کہ عمر نے ام کلثوم کے ساتھہ چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا - زبیر نے کہا کہ وہ عمر کے دو بچی زید اور رقیہ جنی اور ام کلثوم
اور زید اوسکا بیٹا ایک دن مری زید کو بنی عدی کے ایک خانہ جنگی مین جسکی مصالحت کو واسطے باہر آیا تھا ایک صدا
پہنچ گیا کسینی نا دانستہ اندھیری مین سر پھوڑ دیا چند روز زندہ رہا اوسکی والدہ بھی بیمار تھے دونو ایک روز فوت
ہوئی - ابو بشر دولابی نے ذریت طاہرہ مین ابن اسحق کے طریق سے حسن بن علی سے ذکر کیا جبکہ ام کلثوم بنت علی
عمر سے بیوہ ہوگئی تو حسن اور حسین اوسکے پاس آئے اور کہا کہ اگر علی کو اختیار دیگی تو وہ اپنی فرزندون (بھتیجی) مین سے کسیکے
ساتھہ تیرا نکاح کردینگی - اور اگر تو بڑا مال دولت حاصل کرنا چاہتی ہے تو حاصل کرسکتی ہے - پھر علی کرم اللہ وجہہ
اندر آئے اور خدا کی حمد و ثنا کہی اور کہا بیٹا خدا نے تیری کام کا تجکو اختیار دیا ہے اور مین چاہتا ہون تو تجکو دیدی
اونسی کہا ای باپ مین ایک عورت ہون اسمین رغبت کرتی ہون جسمین عورتین رغبت کیا کرتی ہین اور مین چاہتی ہون

ثم قام یقول واللہ لا اکلم واحدا منہما او تفعلین فاخذ اینابہا وسالاہما
ففعلت فقال انی قد زوجتک من عون بن جعفر فمالبث عون ان ہلک
فرجع الیہا علی رضی اللہ عنہ فقال یا بنیۃ اجعلی امرک بیدی ففعلت فزوجہا
اخوہ محمد ثم مات عنہا فزوجہا اخوہ عبد اللہ بن جعفر فمات عندہ و
ذکر ابن سعد نحوہ وقال فی آخرہ فکانت تقول انی لاستحی من اسماء بنت عمیس
مات ولداہا عندنا نخاف علی الثالث قال فہلک عندہ ولم تلد لاحد منہم
وذکر ابن سعد عن انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ ان عمر خطب ام کلثوم
الی علی فقال انما حبست بناتی علی بنی جعفر فقال زوجنیہا فواللہ ما علی ظہر
الارض رجل یرصد من کرامتہا ما ارصد قال قد فعلت فجاء عمر الی المہاجرین
فقال رفونی فرفوہ فقالوا بمن تزوجت قال بنت علی سمعت عن النبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم یقول کل صہر ونسب وسبب منقطع یوم القیامۃ الا صہری
ونسبی وسببی وکان لی بہ علیہ السلام النسب والسبب فاحببت ہذا
ایضا ومن طریق عطاء الخراسانی ان عمر امہرہا اربعین الفا واخرج بسند صحیح

ا خدا کی قسم میں انمیں ایک سے بھی نہ بولونگا جبتک تو بہنہ نکریگی پھر تو دونوں نے اوسکی کپڑی پکڑ لیی اور اوس سے سوال کیا تو
اوسنی قبول کیا علی نے کہا کہ میں تیرا نکاح عون بن جعفر کے ساتہہ کردیا عون چند روز بعد مرگیا پھر علی اوسکی پاس آئے اور کہا بیٹیا اپنا بہیا
محکو دیدی اوسنی دیدیا پھر اوسکا نکاح عون کے بہائی محمد سے کردیا وہ بھی مرگیا پھر اوسکا نکاح محمد کے بہائی عبد اللہ بن جعفر
سے کردیا اور اوسکی پاس مرگئی اور ابن سعد نے اسکے قریب قریب ذکر کیا اور اسکی آخر میں کہا کہ وہ کہا کرتی تہی کہ مجکو
اسما بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اوسکے دو فرزند ہماری پاس فوت ہوگئی اور تیسرے پر ہمکو خوف ہی پھر اوسکی
پاس آپ مرگیی اور اوسنیں سے کسی سے نہ جنی اور ابن سعد نے بروایت انس بن عیاض عن جعفر عن محمد عن ابیہ
ذکر کیا کہ عمر نے ام کلثوم کے منگنی کی علی سے درخواست کی اونہون نے کہا کہ میں اپنی لڑکیونکو جعفر کے بیٹونکی واسطے
روک رہا ہے عمر نے کہا مجہے بیاہ دی وللہ جعفر میں اسکی بزرگی کا منقطع ہون کوئی شخص زمین کی پیٹہہ پر امید وار
نہوگا علی نے کہا میں بیاہ دیا عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ مجکو نکاح کی مبارکباد دو پوچہا کس کے ساتہہ نکاح کیا۔ کہا
علی کی بیٹی کے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہا فرماتے ہی کہ ہر سلاقہ دادی اور ناگسستہ قیامت کے دن منقطع
ہوجائیگا مگر میرا علاقہ دادی اور گسستہ ناتا اور مجکو حضرت علیہ السلام سے رشتہ اور وسطہ تہا میں نے چاہا کہ یہہ بہی
عطاء خراسانی کے طریق سے ہے کہ عمر نے اوسکا چالیس ہزار مہر باندہا تہا اور سند صحیح کے ساتہہ مخرج کی ہے ۱۲

ان ابن عمر صلے علی ام کلثوم وابنها زید فجعله مما یلیه وکبر اربعا وساق نسبه
اخوان سعید بن العاص هو الذی امهم علیها انتهی بلفظه۔ علاوہ ازیں اسد الغابہ میں
ترجمہ ام کلثوم میں ہے۔ ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب امها فاطمة بنت رسول الله صلے
الله علیه وآله وسلم ولدت قبل وفات رسول الله صلے الله علیه وآله خطبها عمر بن
الخطاب الی ابیها علی رضے الله عنهم فقال انها صغیرة فقال عمر زوجنیها یا ابا الحسن
فانی ارصد من کرامتها ما لا یرصد بها احد فقال له علی انا ابعثها الیك فان
رضیتها فقد زوجتکها فبعثها الیه ببرد فقال لها قولی هذا البرد الذی
قلت لك فقالت ذلك لعمر فقال قولی له قد رضیت رضی الله عنك ووضع
یده علیها فقالت تفعل هذا ولا انك امیر المؤمنین لکسرت انفك ثم جاءت
اباها فاخبرته الخبر وقالت له یعنتنی الی شیخ سوء قال یا بنیة فانه زوجك فجاء
عمر فجلس الی المهاجرین فی الروضة وکان یجلس فیها المهاجرون الاولون فقال
رنونے قالوا بماذا یا امیر المؤمنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی رضے الله عنه سمعت
رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم یقول کل سبب ونسب وصهر ینقطع یوم القیمة

۱؎ ابن عمر نے ام کلثوم اور اوسکی فرزند زید پر نماز پڑہی اور اوسکو اپنی متصل رکہا اور چار تکبیریں پڑہی تہیں اور دوسرے
سند سے بیان کیا کہ سعید بن العاص امام ہوا تہا ۱۲ ام کلثوم علی بن ابی طالب کی بیٹی اور اوسکی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پیشتر پیدا ہوئی عمر بن خطاب نے اوسکی منگنی کا اوسکے باپ کو پیام دیا اوسنے کہا
وہ صغیر سن ہے عمر نے کہا ای ابا الحسن میری سابقہ اوسکی شادی کردی کیونکہ جسقدر میں اوسکی بزرگی کا امید وار ہوں کوئی
شخص ایسا وار نہوگا علی نے کہا میں اسکو تیری پاس بہیجونگا اگر تیری رضا ہوئی تو میں تیری سابقہ اوسکا نکاح کردونگا پہر اوسکو
ایک چادر دیکر بہیجا اور اوسکو کہا کہ کہنا یہہ چادر ہے جو میں نے تجہسے کہی تہی اوسنے عمر سے یہہ ہی کہا عمر نے کہا میں
راضی ہوا خدا تعالے تجہسے راضی ہو اور اپنا ہاتہہ اوسپر رکہا اوسنے کہا تو ایسا کام کرتا ہے اگر تو امیر المؤمنین نہوتا تو میں
تیرے ناک توڑ ڈالتی پہر اپنی باپ کے پاس آکر ساری خبر بیان کی اور کہا کہ تو نے مجکو بری بڈہی کے پاس بہیجا تہا
کہا بیٹی وہ تیرا شوہر ہے پہر عمر مہاجرین کے پاس آکر روضہ میں بیٹہ گئے اور اوسمیں مہاجرین اولین بیٹا کرتے تہے
اوسنے کہا بہکو نکاح کی مبارکباد دو۔ کہا ای امیر المؤمنین کس سابقہ کہا سے ام کلثوم بنت علی کے ساتہہ نکاح کیا ہے
میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تہا فرماتے تہے ہر سبب و واسطہ اور قرابت اور دامادی متعلق قیامت کی
روز منقطع ہوگا۔ ۱۲۔

الا سببی ونسبی وصهری وکان لہ علیہ الصلوۃ والسلام النسب والسبب
فاردت ان یجمع الیہ الصهر فزفوہ وتزوجها علی اربعین الفا فولدت لہ زید
بن عمر الاکبر ورقیۃ وتوفیت ام کلثوم وابنها زید فی وقت واحد وکان
زید قد اصیب فی حرب کان بین بنی عدی خرج لیصلح بینهم فضربہ رجل منهم فی
الظلمۃ فشجہ وصدعہ فعاش اياما ثم مات هو وامہ وصلی علیها عبد اللہ
بن عمر وحسین بن علی رضی اللہ عنهم اجمعین ولما قتل عنها عمر تزوجها عون بن جعفر
انتہی بلفظہ نقلا عن ازالۃ الغین۔ بعد نقل ان روایات اور نصوص وتصریحات کے اس نکاح کے
ثبوت میں ملسنت کے نزدیک کچھ خفا باقی نرہا لیکن چونکہ اکابرہ وعناداً بتقلید حضرت کشمیری صاحب
نرہہ آپ اس سے منکر ہین اسلیے اجمالاً اسقدر اور سلع کئی دیتے ہین کہ علاوہ انکے اور محدثین ملسنت نے
بطرق شتی اس روایت کے نقل و تخریج کی ہے اگر مفصلاً اوسکو لکھا جاوے تو اندیشہ تطویل ہے اتنا
اور سلوم رہے کہ محدث ابو صالح نے اور حافظ محمد عبد العزیز بن احضر اور ابو نعیم نے کتاب
معرفۃ الصحابہ مین اور طبرانی نے کبیر مین اور دارقطنی و طبرانی نے اوسط مین اور بیہقی نے اور دارقطنی نے
بطور سلسلۃ الذہب کے امام صادق سے امام حسین تک اور دارقطنی نے اور طرق مختلفہ سے اس روایت کے
تخریجات کی ہین ترجمہ روایات خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام روایات کا
ازالۃ الغین مین نقل فرمایا ہے جس شخص کو دیکھنے کا شوق ہو ازالۃ الغین جلد اول کے آخر کو مطالعہ کری
اگرچہ اسکے اثبات کے لیے اور بھی نقول ہمارے پاس موجود ہین لیکن چونکہ جسقدر نقل کر دیا ہی اہل انصاف کے
لیے کافی وافی ہے اور زیادہ کی حاجت نہین اسلیے اسی پر اکتفا کرتے ہین۔ اب اسکا ثبوت

لہ بجز میرے واسطہ اور قرابت اور داماد کی اور نکاح علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ واسطہ اور قرابت تو بھی ہین بنے چاہا کہ داماد کی تعلق بھی
جمع ہو جاوے پھر بہا جرین بنے اوسکو مبارکباد دی اور چالیس ہزار درہم پر نکاح کیا بنا زید بن عمر کلان ارقیہ پیدا ہوئی اور ام کلثوم اور اوسکی
فرزند زید نے ایک وقت مین وفات پائی اور زید کو بنی عدی کے خانہ جنگی مین رنسم پہنچ کیا تھا باہم صلح کرانے کو واسطے گئے تھا
اونہین سے کسی شخص نے اندھیری مین مارا جس سے سر پھٹ گیا پھر چند روز جیا پھر مر گیا وہ اور اوسکی والدہ اور اوسپر عبد اللہ
بن عمر اور حسین بن علی نے نماز پڑہی اور جب عمر مقتول ہوئی تو پھر عون بن جعفر کے نکاح مین آئی۔ ۱۲

اہل تشیع کے کتابوں سے سینی - اول تو یہہ ہے جو کلینی نے روایت کی ہے بشرطیکہ غصبت سے مراد نکاح بغیر رضا ہم تسلیم کرلیں اور اسمیں ہماس خاطر مجیب لبیب کچھ چون وچرا نکریں ورنہ حقیقۃً غصب فرج سے نکاح مراد کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ روایات کے ہی خلاف ہے چنانچہ ہم آیندہ عرض کرینگے اور سینی - آپکی حضرت شہید ثالث مجالس المومنین اثنا رذکر عباس رضے اللہ عنہ مین تحریر فرماتے ہین - درکتاب استیعاب وغیرہ آن مسطورست کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت فاسدہ خود ترویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر المومنین آنحضرت جہت اقامت حجت مکرر اظہار ابا و امتناع نمود عمر عباس را نزد خود طلبید و سوگند خورد - گفت اگر تو علی را راضی نسازی آنچہ در دفع او ممکن باشد خواہم کرد و منصب سقایہ حج از تو خواہم گرفت عباس ملاحظہ نمود اگر این نسبت واقع نشود آن قطع غلیظ مرتکب چنان امور ناصواب خواہد شد از حضرت امیر التماس و الحاح نمود کہ ولایت نکاح آن مطہرہ مظلومہ باو تفویض فرماید چون مبالغہ عباس در آن باب از حد گذشت آنحضرت از روی اکراہ ساکت شد تا آنکہ عباس از کتاب ترویج از پیش خود نمود و جہت اطفاء نائرہ فتنہ او را بآن منافق ظاہر الاسلام عقد فرمود و ظاہرًا بواسطہ این وکالت فضول و امثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص نمیدانست و لہذا چنانکہ سابقًا در احوال سید الشہداء مذکور شد آنحضرت از عباس و عقیل بحلیفین جافیین تعبیر فرمود اور لیجئے یہہ ہی آپکے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین اثنا عشر ترجمہ محمد بن جعفر طیار مین تحریر فرماتے ہین - و محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن الخطاب بشرف مصاہرت امیر المومنین ع مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ باعدم کفارت از روی اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود - اور سینی صاحب تاریخ حبیب السیر خاتمہ ذکر فاروق رض پر جسمیں انکی ازواج و اولاد کا ذکر کیا ہے لکھا ہے - پنجم ام کلثوم بنت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و ازوی پسری و دختری تولد نمود پسر زید نام داشت و دختر رقیہ و از ایشان عقب نماند چنانچہ در مقصد اقصی مذکورست زید را عبد الملک بن روان زہر داد - اور لیجئے آیات بینات سے نقلاً لکھتے ہین (۱) قاضی شوستری

مجالس المومنین مین لکھا ہے۔ اگر بنی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر نرستاد (۲) ابوالقاسم قمی شارح شرائع اس قول کی شرح مین یجوز نکاح العربیہ بالعجمی والهاشمیة بغیر الهاشمی لکھتا ہے تزوج علی بنت ام کلثوم من عمر (۳) مجالس المومنین مین ابوالحسن علی بن اسمعیل سے نقل کیا ہے۔ اور از چند امر پرسیدند کہ از انجملہ عقد نکاح خلیفہ ثانی ست جواب داد کہ داد دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین سے نمود و زبان اقرار بفضیلت رسول می گشود و دران باب خلافت و نظافت او نیز مسطور بود (۵) تہذیب مین ہے عن محمد بن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد القمی عن القداح جعفر عن ابیہ علیہم السلام قال ماتت ام کلثوم بنت علی علیہ السلام وابنہا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحدۃ ولا یدری ایہما ہلک قبل فلم یورث احدہما من الاخر وصلی علیہما جمیعا (۶) قول مرتضی کاشانی از تنزیہ الانبیا مین۔ فاما نکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد ومراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ما تواطئوا علیہ معہ من سوء الحال وظہور ما لا یزال یخفیہ (۸) مصائب النواصب مین قاضی شوستری نے لکھا ہے کہ محدثین کا اقرار ہے کہ یہہ نکاح جبر و اکراہ سے ہوا۔ انتہی چونکہ ہم چوتھا

---

۱ نکاح عربی عورت کا عجمی مرد کے ساتھہ اور ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتھہ جائز ہے ۱۲ ۲ حضرت علی نے اپنی دختر ام کلثوم کو عمر کے ساتھہ بیاہ دیا۔ ۱۲ ۳ امام محمد باقر سے روایت ہے کہا ام کلثوم بنت علی علیہ السلام اور اوسکا فرزند زید بن عمر ایک وقت مین فوت ہوئی اور یہہ نہ معلوم ہوا کہ کون انمین سے پہلے فوت ہوا اسلیے ایک دوسرے کا وارث نہوا اور دونو پر اکہٹی نماز پڑہی گئی ۱۲ ۴ لیکن حضرت کا نکاح کر دینا پس اس بات کیلئے بحکم شرع جواب ہمنے کتاب شافی مین ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ علی علیہ السلام نے اپنے بیٹی کے نکاح کو عمر کے ساتھہ قبول نہین کیا مگر ڈرانے اور دھمکانے اور جھگڑے اور لمبی گفتگو کے بعد جسمین بری انجام کا اور اوسکے ظاہر ہو جانے کا جسکو ہمیشہ چھپاتے تھے خوف ہوا۔ ۱۲

ثبوت اصل کتاب سے اور سا توان اوپر نقل کر چکے تھے اسلیے یہان ترک کر دیا۔ غرضکہ اگر تتبع کیا جاوے تو اور بھی بہت طرق سے اسکا ثبوت ہو سکتا ہے لیکن صاحب عقل و دین کے واسطے یہہ بھی کافی ہے۔ اب بعد ان نصوص و تصریحات کے جو فریقین کے کتب معتبرہ اور علماء معتمدین کے اقوال سے نقل ہوئی کوئی شخص جسکو ذرہ سے عقل اور تھوڑا سا دین و انصاف کی طرف سے ملا ہو اس امر کا انکار نہین کر سکتا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوا اور یہہ دعوے نہین کر سکتا ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے منعقد ہوا کیونکہ روایات مذکورہ صریح دلالت کرتی ہین کہ علماء فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت علی جو حضرت زہرا کے بطن مبارک سے تولد ہوئین منعقد ہوا روایات اہلسنت مین تو صریح مذکور ہے حاجت بیان نہین اور روایات شیعہ مین بھی گویا تصریح ہے قاضی صاحب شوستری نے بعد عمر رضہ کی محمد بن جعفر کے مصاہرت بیان کی اور ظاہر ہے کہ یہہ مصاہرت بسبب تزویج ام کلثوم بنت فاطمہ تھی نہ بسبب تزوج ام کلثوم بنت صدیق کے ابو القاسم قمی نے ام کلثوم کے ہاشمیہ ہونے کی شہادت دی اور تسلیم کر لیا اور یہہ اوسیوقت ممکن ہے جبکہ ام کلثوم بنت فاطمہ ہون اگر یہہ ام کلثوم بنت صدیق ہو تو ہر ایک احمق بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ ہاشمیہ ہونگی اور اسیطرح باقی نصوص بھی اسیطرف راجع ہین غرضکہ ان نصوص و تصریحات سے بخوبی ثابت ہے کہ یہہ نکاح حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ رضہ سے ہوا۔ اگرچہ اسکے بعد کچھہ ضرورت نہ تھی کہ ہم اسکے ابطال کیطرف اور بھی متوجہ ہون۔ لیکن اسلیے کہ ناظرین رسالہ حضرات شیعہ کے دین و دیانت فہم و فراست اور عقل و کیاست علم و فضیلت کا بخوبی اندازہ فرما لین اور معلوم کر لین کہ یہہ حضرات ہمیشہ نئی نئی تراش و خراش نہ سوچ فرماتے رہتے ہین اور آئی دن ایک نئی گھڑت ہوتے رہتی ہی تھوڑی سی اور بھی اسکے ابطال کیطرف توجہ کرین پس صلح ہو کہ تتبع قاصر احقر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ جواب اور یہہ توجیہ جو ہماری فاضل مجیب نے فرمائی ہے۔ قاضی شوستری کے زمانہ تک بلکہ اوسکے بعد کشمیری صاحب صاحب نزہہ تک بھی ایجاد نہوئی تھی۔ کہ اونہون نے اس لاجواب توجیہہ کو اختیار بلکہ ذکر بھی

فرمایا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ایجاد و اختراع حال کا ہی۔ اول متقدمین مین بعض علما اعلام نے
مثل شیخ مفید کی اس نکاح کے وجود سی ہے انکار کیا اور فرمایا کہ جس روایت مین یہہ مروی ہی
وہ روایت زبیر بن بکار کی طریق سے ہے اور وہ مبغض امیرالمومنین ہی اور قابل اعتبار کے
نہین۔ پھر جب دیکھا کہ انکار ایسی خبر کا جو بمنزلہ متواتر کے ہے پیش نہین جاتا اور ماہتاب مشت
خاک سی نہین چھپ سکتا تو دوسرے راہ چلی بعضون نے جناب امیر کے معجزہ اور کرامت
پر ٹالا۔ کہ آپنے وفد نجران سے ایک جنبہ بلا کر اور مشکل بشکل ام کلثوم کر کے بھیجدی تہی اور وہ جنبہ
حضرت عمر کے پاس رہی کسی نے تقیہ کی پناہ پکڑی کسینی حضرت کے صبر و سکوت کا نتیجہ کہا
کسینی بنات لوط کو مشبہ بہ قرار دیا کسینی بنات طیبات حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
مماثل بتلایا۔ کوئی سبب ظاہری کلمہ گوئی عمر کے اوسکو جائز اور مباح کہتا ہے اور کوئی رجحہ
نفاق و کفر باطنی کے اوسکو شامل اکل میتہ و لحم الخنزیر کے اضطراراً بحق جناب امیر ثابت کرتا ہے
غرض کوئی ستانہ وار کچھ نغمہ سرائی کر رہا ہے کسیکا کچھ ترانہ ہے۔ لیکن کوئی اس نجہ مصیبت
ساحل خلاص پر نہ پونہچا۔ اور کسیکو اس ورطہ ہلاکت سی راہ نجات نسوجھی۔ تمام تاویلات مہمل اور
ساری تسویلات لغو و لاطائل جب کوئی توجیہہ گرہ کشا نہوئی۔ اور دیکھا کہ خصم گلوگیر سے رہائی
محال ہے تو اسلیی پچھلون نے ایک نیا لباس بدلا۔ اور نرالی توجیہہ نکالی اور اوسکو بابہ الافتخار
سمجھا حالانکہ وہ بہ نسبت توجیہات سابقہ کے بہی زیادہ لغو اور پوچ ہے اور یہہ بہ دلائل ثابت ہی
اول صریح روایات فریقین کے اسکی مکذب ہین روایات سی صاف ثابت ہی کہ یہہ نکاح ام کلثوم
بنت فاطمہ رض سے ہوا۔ اگر یہہ نکاح فی الواقع ام کلثوم بنت صدیق رض سے ہوا ہتا تو آپکے علمانے
کیون زبان سے نکالا اور آجتک یہہ لغو توجیہات کیون کرتے رہے۔ اجی حضرت اگر واقعی
یہہ نکاح بنت صدیق رض سے ہوا ہوتا تو آپکے اکابر تو ایک عالم کو سر پر اٹہا لیتے اور برخلاف اسکے
اپنی عجز کے معترف ہین۔ دوسری یہہ کہ عمر بن خطاب رض بزعم شیعہ دشمن اہلبیت رض اور انکی تذلیل
توہین کے درپے تہے چنانچہ اہلبیت کے گہر کو جلا دیا اور طرح طرح کی اہانت کی۔ جسکا

شیعہ کس منہ سی ان کا ابطال کرینگے کہ ام کلثوم بنت صدیق رض ہوا۔

بیان خارج از حد امکان ہے پس مقصود اس نکاح سے یا اہلبیت کو ایذا رسانی تھی چنانچہ
تعلقات باہمی سے حسب روایات شیعہ ظاہر و باہر ہے۔ یا مقصود ترویج خلافت تھی
کہ اس بضعۃ الرسول جگر گوشہ بتول کو عقد ازدواج سے وجاہت خواص و عوام میں ہو جائیگی
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے اس امر کی تصریح فرمائی اور نہایت بدیہی ہے کہ یہ
دونوں امر جبتک ام کلثوم بنت فاطمہ رضؓ تسلیم نکیجا وین حاصل شدنی نہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ
محض جھوٹ اور افترا ہے کہ ام کلثوم بنت صدیق رضؓ حضرت امیر المومنین کی بیٹی بسبب بیبیہ
ہونے کے مشہور تھی جبتک اسکی شہرت کو دلائل معتبرہ سے ثابت نفرماوین لائق التفات
نہیں بلکہ یہ ممکن نہیں کیونکہ بعد نزول آیت ادعوھم لابائھم ھو اقسط عند اللہ۔ غیر
باپ کے طرف نسبت کرنا ممنوع ہو چکا تھا۔ اور نیز ام کلثوم بنت علی کے ساتھ العباس دا شتیا؟
کو یہ اطلاق مستلزم تھا اسلیے ہرگز یہ اطلاق صحیح نہیں ہو سکتا ورنہ تو لازم آتا ہے کہ محمد
بن ابی بکر پر بھی محمد بن علی ابن ابی طالب کا اطلاق کیا جاوے کیونکہ جیسے ام کلثوم حضرت کے
بیبی تھی ایسی ہی محمد بن ابی بکر بھی آپکے ربیب تھے بلکہ محمد بن ابی بکر کو بہ نسبت ام کلثوم کے بہت زیادہ
خصوصیت تھی۔ حسب روایات شیعہ اپنے حقیقی باپ سے زیادہ حضرت کو سمجھتے تھے ہمیشہ حضرت کے
رفیق و غمگسار رہے۔ حضرت بھی بجمال شفقت محمد بن ابی بکر کو ولدنا مسیح سے یاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ
نہج البلاغت میں یاد آتا ہے کہ مروی ہے۔ چوتھی یہ کہ اگر بفرض محال روایات میں ام کلثوم
بنت علی سے ام کلثوم بنت صدیق ہی مراد ہوں تاہم صحیح نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ یہ اطلاق
مجازاً ہے اور متفق علیہ مسئلہ ہے کہ عدول عن الحقیقۃ جبتک حقیقت متعذرہ نہو اور قرینہ صارفہ
عن الحقیقۃ قائم نہو اوسوقت تک معنی مجازی صحیح نہیں ہو سکتے۔ ماتحن فیہ میں ہرگز معنی حقیقی
متعذر نہیں بلکہ معنی مجازی متعذر ہیں۔ چنانچہ ہم عنقریب بیان کرینگے اور قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ
بھی مفقود ہے کوئی قرینہ لفظی یا عقلی ایسا نہیں ہے جو حمل علی الحقیقۃ سے مانع ہو بلکہ صریح
قرائن حمل علی الحقیقت کو مستلزم ہو رہی۔ چنانچہ علت ترویج حلا بیان کرتا اور بعد انتقال

فاروق رضؓ کے محمد بن جعفر کے ساتھ عقد واقع ہونا۔ عدم کفائت کا ہونا۔ حضرت ؓ کے فعل کے ساتھ
کہ آپنے اپنی دختر بمحمد ذی النورین کو دی تھی مماثلت بیان کرنا۔ ہاشمیہ ہونا۔ یہہ سب قرائن
ستدلہ سے سکو ہین کہ یہہ ام کلثوم جناب امیر کی صلبی دختر تہین اور بنت صدیق جو آپکے ربیبہ
نہین تہے۔ پانچوین اس تاویل تسویل کی گھڑنے اور تراشنے والونکو یہہ بہی نہ سوجہا۔ کہ اتنا
سمجہین کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن ہے یا نہین اور تاریخ ولادت دونو ام کلثوم
بنت علی مرتضی اور ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کو دیکہین۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ سچ ہے
اب اس عقدہ کو ہم کہولتے ہین۔ اور حضرات کے اس توجیہہ کو ہوا منتشر کرتے ہین اور خاک مین
ملاتے ہین اب چاہیے کہ کسی نئی تاویل تراشنی کی فکر فرماوین پس واضح ہو کہ یہہ نکاح متنازع فیہ
ام کلثوم بنت صدیق سے ممکن نہین کیونکہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تہی اسوقت
تک یہہ ام کلثوم پیدا نہین ہوئی تہے اور حسل مین تہی تو ابتدا خلافت فاروق مین پیدا ہوئی
چنانچہ ابن حجر عسقلانی تقریب التہذیب مین تحریر فرماتے ہین اُمُّ کُلثُوم بنت ابی بکر
الصدیق تُوفی ابوہا وھی حمل من الثامنۃ۔ اور روایت سابقہ سے یہہ بہی واضح ہو
کہ بعد نکاح کے حضرت فاروق ؓ سے ایک لڑکا زید اور ایک لڑکی رقیہ تولد ہوئی۔ اور مدت خلافت
حضرت فاروق تقریبا دس سال ہے۔ اب اہل عقل و خرد کے غور فرمانے کا مقام ہے کہ
حضرت فاروق ایسی صغیرہ سے جو انکی ابتدا زمانہ خلافت مین ہوئی ہو نکاح کرین اور یہہ کہکر
لیکر دو دس سال کے عرصہ تک وہ بالغہ بہی ہو جائے اور دو بچے بہی پیدا ہو جائین محض بادر کرنی ہے
سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ اور ام کلثوم بنت فاطمہ ؓ بہی اگرچہ صغیرہ نہین۔ لیکن بہ نسبت اس ام کلثوم
کی کئی سال بڑے تہین کیونکہ انکی پیدایش زمانہ حیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوئی
تہی چنانچہ ہم روایات سابقہ مین نقل کر آئی ہین ولدت قبل وفات رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم تو متعین و محقق ہوا کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ ؓ سے ہوا اور ہماری فاضل

لہ ام کلثوم بنت ابی بکر یہہ بہی نہ سنی ہے اسکے باپ کے وفات پانے کے طبقہ ثانیہ کی ہے ۱۲ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پیدا ہوئی ۱۲

مجیب کا دعوی کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت صدیق سے ہوا باطل ہوگیا۔ پھر ہماری فاضل مخاطب نے
ایک روایت ایک مجہول الاسم المسمی کتاب ہمت السعدار سے جو یہہ لکھی کہ وہ ام کلثوم کہ جسکے ساتھ
عقد نکاح فاروق ہوا وہ بنت صدیق نہی محض کذب اور سراسر غلط ہے اگر بالفرض اوس کتابمین
ہم اس عبارت کو صحیح تسلیم کرلین اور الحاقی نہ کہین تاہم بمقابلہ اون روایات کے جو کتب معتبرہ
مشہورہ فریقین سے نقل کے گئی اسکو غلط سمجھا جائیگا۔ اور اسکی کذب و دروغ ہونے پر دوسری
دلیل یہہ ہی کہ اس روایت مین لکھا ہے۔ باز بنکاح ابوبکر در آمد از ابوبکر پسری عبدالرحمن نام
و یک دختر ام کلثوم زائید۔ حالانکہ یہہ باتفاق فریقین سراسر غلط ہے عبدالرحمن بن ابی بکر
ہرگز بطن اسماء بنت عمیس سے نہین ہے بلکہ محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوا
اور عبدالرحمن بن ابی بکر حضرت عائشہ رضہ کے حقیقی بھائی ام رومان کے بطن سے تھے پس
اگر یہہ عبارات الحاقی نہین ہین اور اصل مصنف کی ہی ہین تو جسکو اتنی ہی خبر نہین کہ ابوبکر کا
فرزند اسماء بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہا یا محمد جو اوسنے طلبہ علوم پر ہی پوشیدہ نہین
اوسکا کلام بے شک ہماری فاضل مخاطب کے ہی نزدیک بمقابلہ روایات معتبرہ صحیحہ و اقوال علماء
سنند قابل التفات ہوگا۔ پس حضرات پر خدا کا خوف اور اہل علم سے حیا و شرم ختم ہے۔ مین
یقینا جانتا ہون کہ یہہ امر کہ ابوبکر صدیق کے فرزند اسماء بنت عمیس کے بطن سے عبدالرحمن تہے یا محمد
ہماری فاضل مخاطب پر ہی بایں ہمہ ادعا تبحر مخفی نہوگا اور نہین تو نہج البلاغت اور اوسکی شروح
ہی سے یہہ امر ثابت ہے کہ محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس کے بطن سے تہی اور جناب
امیر کی سبب تہی لیکن تعجب ہے کہ روایت کے نقل کے وقت عقل و فہم کو کیون جواب دیدیا تہا
ہوش و حواس کو کہان رخصت کردیا تہا کہ اسکی نقل کے وقت کچھہ خبر نہی اناپ شناپ
مہملات کو نقل کردیا فی الواقع یہہ اس اعتراض کے عریض اور جذر اصم ہونے کا نتیجہ ہی دبس
پس ایسی مہملات و خرافات سے بحمد اللہ اہل سنت فریب نہین کہاتے۔ الحاصل یہہ نکاح
ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھہ ہوا ہے نہ ام کلثوم بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ہمت السعدار کی روایت کی تغلیط

یا کسی دوسری ام کلثوم کے ساتھہ جیسا شیعیان وقت کا زعم ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھہ ہوا ہے نہ کسی دوسری عمر یا عمرو کے ساتھہ جیسا شاید مجبور ہو کر شیعیان آئندہ دعوی کرنے لگین کیونکہ اول تو متقدمین اور متاخرین علمار شیعہ نے اسکو قبول اور تسلیم فرمالیا ہے چنانچہ روایات سابقہ سے واضح ہو چکا نہین صرف تسلیم ہے نہین کیا بلکہ فقہار شیعہ نے اس سے استنباط مسائل بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ابوالقاسم حلی شارح شرائع کی تصریح سے صاف واضح ہے۔ پھر یہہ ام کلثوم بنت فاطمہ رض حضرت امام حسن حسین زینب الکبرے رضی اللہ عنہم سے حسب تصریح صاحب الہامیہ چھوٹی ہین اور ۹ھ ہجری مین تقریبًا پیدا ہوئین تو ابتدار خلافت فاروقی مین انکی عمر تقریبًا پانچ سال کے ہوگی کیونکہ دو برس اور پانچ چھہ ماہ خلافت صدیقی کے بھی گذرے اور صاحب الہامیہ نے جو بعض روایات سے ثابت کیا کہ نکاح کے وقت حضرت عمر کا سن ساٹھہ برس کا تہا کچھہ قابل اعتبار نہین کیونکہ اوسی روایت سے یہہ بھی ثابت ہی کہ ام کلثوم کے عمر چار سالہ تہی اور ظاہر ہے کہ حضرت عمر کی عمر ۶۳ سال سے متجاوز نہین تو وفات حضرت عمر رض کے وقت ام کلثوم سات سالہ ہوئین اور انکے بطن مبارک سے دو بچی بھی تولد ہوئی ایک زید دوسرے رقیہ تو کیا کوئی عاقل تجویز کر سکتا ہے کہ سات سال عمر تک دو بچے کسی لڑکی کے پیدا ہو جائین اصل یہہ ہے کہ واقفان سیر جانتے ہین کہ بزرگونکی تولد اور وفات اور سن عمر وغیرہ مین اختلاف کثیر ہے کوئی امر ایسا نہین الا ماشاء اللہ جسمین اختلاف نہو۔ خود حضرت عمر رض کی عمر کو ۵۹ سال ہی لکہا ہے۔ تو کوئی شخص قطعی طور پر کسی امر کے سن کو معتبر نہین سمجھہ سکتا علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ بداہت عقل صراحۃً اوسکی تکذیب کرتے ہو اور قرینہ قاطعہ اوسکی کذب ہونے پر قائم ہو۔ قطع نظر اس سے ہم تسلیمًا کہتے ہین کہ یہہ روایت صحیح ہے اور اسکی وجہ صحت یہہ ہے کہ عمومًا عرب مین شائع ہے کہ احاد کے کسرات مین مشہور کو ساقط کر دیتے ہین اور عشرات کو کسرات مین احاد کو گرا دیتے ہین۔ خاصکر جبکہ تعین کسر معلوم نہو تو اس روایت مین بھی چونکہ سال نکاح علے التعیین معلوم نہین لیکن پچاس اور ساٹھہ کے تقریبًا مابین واقع ہوا ہے

الیسی کسرات کو حذف کردیا اور عشرہ اطلاق کردیا نقل روایت مین رسالہ الہامیہ کے یہہ الفاظ ہین جھٹی
روایت اسی کتاب المودہ مذکور مین یون ہے ان عمر بن الخطاب لما خطب ام کلثوم و اعتذر علی
لصغرھا فقال عمر مالی حاجۃ الی النساء لکن ابتغی الوسیلۃ الی محمد علیہ السلام
وھو یقول کل سبب و نسب ینقطع بالموت الا سببی و نسبی فزوجھا علی
ایاہ بمھر اربعین الف درھم فاق ذلک کلہ عمر و ھی ابنۃ اربع سنین و مابین
الاربع والخمس و عمر ستین سنین فاجلسھا عمر الی جنبہ فرفع میرزھا و
مسح یدہ علی راسھا فجرد ساقھا فرفعت یدھا و کادت ان تلطمہ وقالت
لولا انک امیر المؤمنین للطمت علی خدک فقال عمر دعوھا فانھا ھاشمیۃ
قرشیۃ۔ علاوہ ازین اس روایت کے صریح الفاظ کا مدلول یعنے وسیلہ کا طلبگار ہونا روایت
کل سبب الخ بیان کرنا حضرت علی سے خواستگار ہونا۔ ہاشمیہ قرشیہ اوسکو کہنا یہہ سب
اوسکی بنت فاطمہ ہونے کو مستلزم ہین اور بنت صدیق ہونے کو نافی۔ پھر یہہ نکاح
ام کلثوم بنت صدیق رضی اللہ عنہ سے ہونا ممکن نہین کیونکہ اول تو یہہ ابتدا خلافت فاروقی
مین تولد ہوئی اتنے زمانہ مین اسکا بالغہ ہونا اور دو بچی پیدا ہونا محالات عادی سی ہے
پھر عمر کو اسکی خواستگاری کی کچھہ حاجت نہ تھی۔ اہلبیت صدیق سے عداوت نہ تھے
کہ اوسکی تذلیل و توہین مدنظر ہو۔ بلکہ اگر حضرت عمر موافق ہمارے اعتقاد کے خلیفہ راشد
تھے تو انکی غرض اس نکاح سے رسول کے ساتھہ پیوندگی تھے چنانچہ ہماری روایات سی
ثابت ہے اور اگر حسب زعم شیعہ دشمن اہلبیت تھے تو بھی انکی غرض اسی ام کلثوم سے متعلق تھے
کیونکہ اوسکے غصب مین تذلیل اہلبیت ہے نہ بنت ابوبکر مین۔ اور اگر بفرض محال یہہ ام کلثوم

لہ عمر بن خطاب نے جب ام کلثوم کی خواستگاری کی اور علی نے اسکے صغر کا عذر کیا تو عمر نے کہا کہ مجکو عورتونکی طرف رغبت نہین ہین محمد علیہ السلام کی قرابت
وسیلہ چاہتا ہون اور وہ فرماتا ہے ہر سبب و نسب قیامت سے منقطع ہوجائیگا مگر میرا سبب اور نسب تو علی نے چالیس ہزار درہم مہر پر اوسکا نکاح عمر
کو ساتھہ کردیا۔ عمر نے یہہ سب بھیجدیا اور ام کلثوم چار سال کی اور عمر کی عمر ساٹھہ برس تھی تو عمر نے اوسکو اپنی پہلو مین بٹھایا اور اوسکی
آزار کو اوٹھایا اور اوسکے سر پر اپنا ہاتھہ رکھا اور اوسکی پنڈلی کھولی اوسنی ہاتھہ اوٹھایا اور قریب تھی کہ عمر کے طمانچہ مارے اور کہا کہ اگر تو

بنت صدیق ہوتے تو حضرت امیر سے اسکی خواستگاری کے کیا معنی اپکی ہمت السعاد کے
روایت سے جسکو علماء شیعہ نے معتمد سمجھکر اپنا مستدل قرار دی رکھا ہے ثابت ہے کہ حقیقی
بہائے ام کلثوم کا عبد الرحمن بن ابے بکر تہا تو ظاہر ہے کہ وہ ولی ام کلثوم کا ہوا
نہ حضرت امیر اور عبد الرحمن بن ابے بکر لاریب سوالین خلفاء مین سے تہا اگر عمر
اوسکی خواستگاری فرماتے تو حضرت امیر کا اوسمین کچہہ دخل نہ تہا نکاح بولایت عبد الرحمن
بلا وقت اور بدون کشاکشی کے ہوجاتا پس ای حضرات ذرا ہوش مین آؤ عقل کے ناخن لیواؤ
جب اہل حق کے مقابلہ مین قدم رکہو اور سمجہہ لو کہ اس قسم کے الہامات الہام نہین - بلکہ
محض وسوسہ شیطانی ہین - مہنداہیہ کچہہ ام کلثوم ہے پر تو منحصر نہین بلکہ لفظ کافی کلینی صاف
دال ہین کہ یہہ غصب معاذ اللہ توبہ توبہ بہت سی فروج دشمنان اہلبیت پر واقع ہوا وہ اس کو
اول فرج غصبت منا فرماتے ہین اور اولیت اوسیوقت متحقق ہوگی جبکہ یہہی یہہ سانحہ
ہوش ربا واقع ہوا ہو - غالباً اس سے آپکے امام کلینی کی مراد یہہ ہوگی جو حضرات ائمہ اپنی
بنات اور اخوات کو معاذ اللہ نواصب کو دیتے تہے چنانچہ حضرت سکینہ مصعب بن زبیر کے
نکاح مین تہی یہان یہی فرمایئی کہ سکینہ کوئی اور سکینہ تہی - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اب تیسری روایت کی کیفیت یہی سن لیجیئے کہ جو ہمارے فاضل مخاطب نے فتح الباری شرح
بخاری سے نقل کی ہے کہ اصل اوس روایت کو قاضی نور اللہ شوستری نے ابن حجر
متاخر بعض مکی سے اپنے مصائب مین نقل کیا ہے جسکا ترجمہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی
حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ العنین مین اسطرح کیا ہے باآنکہ معارض ست باپنج ذکر کردہ اند
آنرا بسیاری از اہلسنت از جملہ ایشان ابن حجر متاخرست در کتاب خود گفتہ کہ چون علی
علیہ السلام ابا کرد آنرا نکاح ابنۃ خود از برای عمر صغرا و اعذر ساخت و عذرا و اعمر قبول نمود
تا آنکہ بیجا ساخت علی را باآنکہ ام کلثوم را بابو بفرماید پس او را نزد عمر فرستاد و چون عمر او را دید
اخذ کرد و ضم نمود او را بخود و بوسید او را و بعد از آن ابن حجر عذر خواست در آنچہ عذر کردہ بود

بقیہ صفحہ گذشتہ از حاشیہ ۱۲ محمد عبد الرحمن عفی عنہ

از ضم و تقبیل پیش از وقوع عقد تحلیل بانکہ ام کلثوم بنا بر صغر سنی رسیدہ بود کہ سبب شہوت
شود تا حرام شود ضم و تقبیل و اگر صغر او را نمی بود پدر او را نمی فرستاد۔ بعد قاضی شوستری
کی اس روایت کو آپکے علامہ کشمیری نے تزہہ مین ابن حجر سے نقل کیا ہے اور مطلق ابن حجر
لکہا ہے نہ عسقلانی لکہا نہ مکی لکہا نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا۔ چہارم آنکہ معارض ست بروایاتیکہ
اہلسنت دربارہ نکاح حضرت ام کلثوم ذکر کردہ اند از انجملہ ابن عبد البر در کتاب استیعاب
در اثنار ترجمہ ام کلثوم روایت کردہ از عمر بن الخطاب خطب الی علی بنتہ ام کلثوم
فذکر صغرها فقبل ردك فعاوده فقال له على البعث بها اليك فان رضيت
فهى امراتك فارسل بها اليه فكشف عن ساقها فقالت له لولا انك امير المومنين
للطمت عينك انتہی و ابن حجر چنین روایت کرد ان عليا لما ابى عن النكاح ابنته بعمر
واستعذر بصغرها لم يكن يقبل منه ذلك العذر حتى الجاه ان يرسلها اليه
فارسلها اليه فلما راها عمر اخذ ها وضمها اليه وقبلها بعد شوستری اور کشمیری کی
اس روایت کے ایک حصہ کو ہمارے فاضل مجیب نے نقل کیا اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
کی طرف اس روایت کے تخریج کو نسبت کیا جو علامہ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے پس اول تو
یہہ روایت اون روایات کے مخالف ہی جو موافق جمہور کے ابن حجر نے اصابہ مین بیان کی ہین چنانچہ
ہم اوپر نقل کر چکے ہین۔ پہر ہمکو یہہ معلوم نہین کہ اس روایت کی نقل مین شوستری صاحب
سہو ہین کہ یہہ روایت موافق اونکی ابن حجر متاخر کی کی ہے یا ہمارے فاضل مجیب سہو ہین
کہ یہہ روایت اونکی فرمانے کے موافق ابن حجر عسقلانی کی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے
چونکہ بوجوہ مذکورہ ہمکو اس روایت کے صحت نقل مین کلام ہے اسلیے ہم اپنی فاضل مجیب سے
دریافت کرتے ہین کہ فتح الباری مین یہہ روایت کس جگہ مذکور ہے تاکہ ہم اسکی صحت نقل پر
مطلع ہون فتح الباری کو یہانتک اسکی مواقع مین تتبع کیا گیا ہمکو دستیاب نہین ہوئی اور اگر
بفرض محال فتح الباری مین یہہ روایت ہوتا ہم چونکہ یہہ روایت مخالف جمہور محدثین مثل

صاحب استیعاب و شیخ ابن السمان و دارقطنی و بیہقی و شریف سموی اور طبرانی وغیرہ کی ہے
بلکہ خود عسقلانی کی روایت بھی مخالف ہے کہ تمام تحقیقات جہابذۂ محدثین کے صراحۃً رضا و خوشنودی
پر دال ہین اسلیے قابل اعتبار و احتجاج کے نہین ہو سکتے اور بالفرض اگر اسکو بھی تسلیم کرلین تو حسب
قاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضا اسکے یہہ معنے ہین کہ حضرت فاروق نے اس معاملہ مین اپنے
زیادت الحاح و التماس و سالت اور کثرت مراجعت و معاودت و مراودت سے جیسا کہ اکثر شیوہ
و معمول شرفا ہے جناب مرتضوی کو مجاز مضطر کیا نہ یہہ کہ جبر و اکراہ و تعدی اور عدوان غضبت کے
طور پر کیا یا قتل کے دھمکی یا عباس کے شکایت و نرم کے غضب کے دھمکی سے مکرہ اور مضطر کیا ہو معاذ اللہ
من سوء الفہم - پس اسجگہ لفظ الجاہ سے مراد بجز کثرت الحاح و التماس کے اور کچھہ نہین ہو سکتا
چنانچہ اور روایات سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کہ فاروق کو اسکے طرف کمال تعشف تھا
اور ایسی حالت مین کہ نکاح معلق ہو اور مخطوبہ بہایت صغیرہ ہو اور اسکو کسے اپنے قریب کے لیے تجویز
کر رکھا ہو تو ایسی حالات کیوقت جسقدر الحاح و التماس و طلب و سالت مرد کیطرف سے ہو اور
عدم انکار اولیاء مخطوبہ کی طرف سے ہو بجائی خود ہے - علاوہ ازین ہمارے مخاطب لبیب نے
اس روایت مین یہہ دیانت فرمائے ہے کہ اس روایت کو اپنے مطلب کے موافق حتی الجاہ
تک نقل کیا اور ما بعد کے الفاظ کو جو مدعا کے خلاف تھے حذف فرمایا اور الخ لکھکر ٹال دیا نہین
بلکہ یہہ بھی فرمایا غور فرمائیی الجاہ آپکی کتاب مین موجود ہے غضبت اور اس لفظ مین صرف
تنازع لفظی ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکے نزدیک اسکی یہہ معنی ہین کہ زبردستی بھی
چھین لے - جس سے بادی النظر مین دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اس الجاء و اکراہ کے غایت نکاح ہے
چنانچہ ہماری مخاطب لبیب نے اسی مدعا کے ثبوت کے لیے اس روایت کو اسجگہ نقل کیا ہے
حالانکہ یہہ محض غلط اور فریب دہی ہے بلکہ غایۃ الجاء و اکراہ جو عبارت لاحقہ سے مفہوم ہوتی ہے
وہ صرف دکھلانا حضرت ام کلثوم کا تھا چنانچہ حتی الجاہ ان یہیا اسپر دال ہے اور ظاہر ہے
کہ نکاح کی ایسی روایات مسلمہ فریقین دیکھنا مخطوبہ بالغہ کا بھی جائز بلکہ مندوب ہے یہہ جانکے

صغیرہ ہو کہ صغیرہ کا جسکی عمر شش سال کی ہو علی الخصوص ایسی حالت مین کہ عرب کے رسم و عادت کے
خلاف نہو دیکھنا یا دکھلانا مستلزم کسی محذور کو نہین ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ اگر بالفرض
یہہ روایت صحیح ہو بھی تاہم مفید مدعا مجیب نہین ہے کیونکہ مدعا اثبات الجاء و اکراہ در باب
نکاح ام کلثوم بنت صدیق ہے اور اس روایت سے کسیطرح اس ام کلثوم کا بنت صدیق ہونا
ہرگز مفہوم نہین ہوتا تو ام کلثوم بنت صدیق کے نکاح کی نسبت الجا و اکراہ کیونکر پایہ ثبوت کو
پہونچیگا - کیونکہ اوسکی نکاح کی نسبت الجاء اکراہ تو فرع اوسکی وجود کی ہے جب روایت
مین اوسکی وجود کا ثبوت ہی نہین تو اوسکی نکاح کی نسبت الجاء و اکراہ کا دعوی کرنا ذوی العقول کا
کام نہین ہے - رہا یہہ کہ مذہب شیعہ مین اگرچہ روایات سے یہہ امر ثابت ہے کہ نکاح ام کلثوم
بنت فاطمہ سے بجبر و اکراہ ہوا چنانچہ روایت کلینی اول فرج عصبت منا سے یہہ امر
واضح ہے اور قاضی شوستری وغیرہ کی تصریحات اسپر دال ہین - لیکن یہہ امر سراسر لغو اور
لاطائل ہے - کیونکہ جناب امیر جو اس جبر و اکراہ و اہانت و تذلیل کے متحمل ہوئی وہ حال سے
خالی نہین یا یہہ کہ یہہ صبر و سکوت بوجہ وصیت کے تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
وصیت فرمائے تھی کہ میرے بعد خلفاء جور جو کچھہ اجحافات و ابتداعات کرین ہرگز چون و چرا
نکرنا اور جسقدر توہین و تذلیل ثقلین کرین صبر و تحمل کو ہاتھہ سے نہ دینا - اور یا اسوجہ سے
تھا کہ آپکے یار و مددگار رہتے آپکو یہہ خوف تھا کہ لڑ بھڑ گئی سو گئے مبادا جان ہی جائے اسلیے
آپنے ان کفریات کو جھیلا اور اوسمین شریک رہے لیکن دونو تو جہین ایسی خرافات و ہوس
جنکا بطلان ہر ایک ذی خرد نظر بداہتہ مین سمجھہ سکتا ہے احتمال اول بالکل غلط اور خلاف
اصول شیعہ ہے کیونکہ باتفاق تمام اثنا عشریہ لطف خدا پر عقلاً واجب اور خلاف لطف
قطعاً حرام اور قبیح - پس اگر یہہ وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوند تعالے
شانہ فرمائی تو معاذ اللہ خدا تعالے اور اوسکا رسول آمر بالقبیح ہوئی - کیونکہ امام عام اور
نائب رسول کو یہہ وصیت کرنا کہ بعد حضرت ؐ کے کفار و فجار کے ہم پیالہ و ہم نوالہ رہین

کسیکو راہ ہدایت کیطرف دعوت نکرین بلکہ تقیہ کے پردہ مین عوام کو بھولے اور غلط مسئلہ مبتلا کر
راہ حق سے گمراہ کرین اہل کفر و نفاق و بغض و شقاق اگرچہ دین کو برباد کرین شریعت کو بدلین حلال کو
حرام کرین مثلاً متعہ کو جسکی متعدد دفعہ کرنے سے ہر ایک دفعہ مین عوام کالانعام قضاء شہوت
بہیمی بہی کرین اور بتدریج ائمہ کے مراتب پر بہی فائز ہون اور اوسکی غسل کے پانی سے جسقدر
قطرات ٹپکین اوسی قدر شیعے پیدا ہون - ایسی نعمت بے پایان کو حرام کرین - حقوق کو چھینین
بنات طیبات کو غصب کرین دم نہ مارین چون و چرا نکرین - سراسر خلاف لطف اور قبیح
اور حرام ہے اور خلاف اوس غرض کے ہے جسکے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے
اور کتاب نازل ہوئی اور جہاد کا حکم سنایا گیا اور اگر غرض اس سے حفظ اور بقاء ظاہری ایمان تہی
اور اس وجہ سے اسکو مستحسن سمجہا گیا تو یہہ بہی بالکل واہیات ہے کہ نفاق کا بقا اور اوسکا حفظ
اور اوسکی حمایت خداوند کریم کو اور اوسکے رسول کو اسقدر مہتم بالشان ہو کہ اوسکے مقابلہ مین اوسکا
دین حنیف برباد ہو جاوے اور اوسکی کتاب خراب ہو اور اہلبیت نبوی ذلیل و خوار ہون - پہر بہی
اوس نفاق کا بقا مدنظر رہے نعوذ باللہ من ذلک اور جب یہہ اشد قبیح اور محرم ہو تو حق تعالے
شانہ کیطرف ایسی قبائح و شنائع کا صادر ہونا امر محال و ممتنع ہے - احتمال ثانی بہی بالکل غلط
اور باطل ہے - کیونکہ اگر تمام صحابہ الا معدودی آپکے دشمن تہے تو جنگ جمل و صفین کے وقت مین
آپکے ہمراہ ہو کر ہزارہا صحابہ نے جان بازیان کین وہ کہانسے پیدا ہو گئے تہے پہلے کیون دشمن تہے
اور اب کیون دوست ہو گئے - بلکہ اگر تامل کیا جاوے تو اب زیادہ اسباب عداوت تہے آپ اپنے
امارت مین خواہشات نفسانیہ سے ضرور روکتے ہونگے جسپر بہت سے ناخوشی کا ہے اسواسطے آپ نے
ارشاد فرمایا تہا وانا لکم وزیرا خیرا لکم منے امیرا - کذا فی نہج البلاغت - تو جب
اسوقت آپکے ہمراہ ہوئے اور آپ پر اپنی جانونکی فدا کرنے تک دریغ نکیا تو کیا اوسوقت ہمراہ
ہوتے - بے یار و انصار ہونا تو اوسوقت ہوتا کہ آپ سے منازعت فرماتے اور کوئی آپکے ہمراہ
ہوتا - علاوہ ازین یار و مددگار کے آپکو کیا ضرورت تہے - آپکو معلوم تہا کہ یہہ لوگ میرے قتل

ہلاک پر تو قادر ہو سکینگے اور بمقابلہ آپکے شجاعت کو کس کی طاقت ہتھی کہ سامنی آسکے - پس
یا خوف آبرو ہوتا ہے سو وہ جا چکی ہتھی اور یا خوف جان وہ جانے والی نہ ہتھے پھر معلوم نہین کہ کس
حالت مین اوس لغو وصیت سے کیا فائدہ اور آپکو یا رد مددگار کی کیا ضرورت - تعجب تو یہ ہے کہ بمقابلہ
امیر معویہ کی نہ وصیت یاد آئی نہ شیعیان مخلصین کے نہونے کا اوسوقت خیال آیا حالانکہ امیر
معویہ کیطرف سے اوس تعدی کا عشر عشیر بھی ظہور مین نہین آیا کہ جو خلفار سے عموماً ظاہر ہوئی
پھر اگر وصیت کو منحصر زمانہ خلفار ثلثہ پر سمجھا جاوے تو ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح کی لازم آوے
اور بہ الفرق کوئی نہ نکلے - مہذا ان دونوں تاویلونکو اوسوقت صحیح سمجھا جا سکتا ہے - جبکہ جناب
امیر نے کبھی منازعت نہ کی ہو اور ہرگز چون وچرا نفرمایا ہو - لیکن روایات مختلفہ سے ثابت ہوتا ہے
کہ آپ ذرا ذرا سی بات پر تلوار میان سے نکالنے پر آمادہ ہو گئے ذرا ذرا سی بات مین آپنے
تخویف وتہدید فرمائی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نہ آپکو وصیت کے گئے نہ آپ عاجز و
بیچارہ ہتھے - چند روایتین لکھون جن سے یہہ دعا یہ ثبوت کو پہنچے - پہلی روایت قتل ابوبکر
اشجع کی ہے کہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد القلوب دیلمی سے نقل
کی ہے - چونکہ عبارت طویل ہتی اسلیے اوسکا اختصار کرکے اسطرح لکھا ہے ابوبکر اشجع بن مرحم
رامتولی صدقات کہ مضافات مدینہ وضیاع فدک بود گردانید - کان[1] شجاعا وکان لہ اخ قتل علی
بن ابیطالب فی وقعۃ ھوازن وثقیف فلما خرج الرجل من المدینۃ جعل اول قصدہ
ضیعۃ من ضیاع اھل البیت فجاء بغتۃ واحتوی علیھا وعلی صدقات کانت یعلی
یفرس علی اھلھا وکان الرجل ذند یقا منافقا فارسل اھل قریتہ الی امیر المؤمنین

[1] - اور یہہ شجاع ہتا - اور اسکے ایک بھائے کو علی بن ابے طالب نے جنگ ہوازن اور
ثقیف مین قتل کیا ہتا جب یہہ شخص مدینہ سے نکلا - پہلا قصد یہہ کیا کہ اہل بیت کے جاگیر اور علی کے
صدقات کو اچانک آکر ضبط کر لیا - اور رعایا پر ظلم کرنے لگا - گاؤ والون نے پیام بھیجکر
حضرت کو - ۱۲ -

برسول یعلمونہ ما فرط من الرجل فدعا علی علیہ السلام بدابۃ وتعمم بعمامۃ
سوداء وتقلد بسیفین ومعہ الحسن وعمار بن یاسر والفضل بن عباس وعبید اللہ
بن جعفر وعبد اللہ بن عباس حتی وافی القریۃ فانزل عظیم القریۃ فی مسجد
یعرف بمسجدھم ووجہ امیر المؤمنین یا الحسین یسالہ المسیر الیہ فسار الحسین
فقال اجب امیر المؤمنین فقال ومن امیر المؤمنین فقال علی بن ابیطالب فقال
امیر المؤمنین ابو بکر خلیفۃ بالمدینۃ فقال الحسن اجب علی بن ابیطالب فقال انا
سلطان وھو من العوام والحاجۃ لہ فلیصر ھو الی قال الحسن ویلک ایکون مثل
والدی من العوام ومثلک یکون سلطانا فقال اجل فان والدک لم یدخل فی بیعۃ
ابی بکر الا کرھا وبایعناہ طائعین فصار الحسین فاعلمہ فالتفت عمار فقال یا ابا
الیقظان صر الیہ واسالہ ان یصیر الیک لانہ من اھل الضلالۃ فنحن مثل بیت اللہ
یوتی ولا یاتی فصار الیہ عمار وقال مرحبا یا اخا ثقیف ما الذی افتک علی مثل
امیر المؤمنین فی صیارتہ فصر الیہ وافصح عن حجتک فانہ عمار او افحش لک فی الکلام
وکان عمار شدید الغضب فوضع حمائل سیفہ فی عنقہ ومدیدہ الی

ل اوسکی زیادتیون پر مطلع کیا علی نے اپنی سواری منگائی اور سیاہ عمامہ باندہا اور دو تلوارین حمائل کین اور حسین اور عمار بن
یاسر اور فضل بن عباس اور عبید اللہ بن جعفر اور عبید اللہ بن عباس ہمرکاب ہوئی یہانتک کہ گانوں مین پہنچے اور گانو کی جو دہری نے اپنی مسجد مین اتارا
اور امیر المؤمنین نے حسین کو بہیجکر اوسکو بلایا کہا امیر المؤمنین کی خدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا کون امیر المؤمنین کہا علی بن ابی طالب
اوسنے کہا امیر المؤمنین خلیفہ ابو بکر مدینہ مین ہین حسین نے کہا علی بن ابی طالب کیخدمت مین حاضر ہو اوسنے کہا مین حاکم ہون
اور وہ عوام مین سے ہے اور اوسکو حاجت ہی وہ خود میرے پاس چلکر آئی حسین نے کہا تیرا ناس ہو کیا میری والدہ جیسی
عوام مین سے ہونگی اور تجھ جیسی حاکم اوسنے کہا بیشک کیونکہ تیرا باپ ابو بکر کی بیعت مین باکراہ داخل ہوا ہو اور ہمنے برضا اوسکی
بیعت کی ہی حسین (واپس) چلے گئے اور جناب امیر کو (حقیقت حال کی) خبر دی۔ آپنے عمار کیطرف متوجہ ہوکر
فرمایا ای ابا الیقظان تو اوسکی طرف جا اور اوس سے کہہ کہ تیرے پاس چلکر آوی کیونکہ وہ گمراہون مین سے ہی اور ہم بیت اللہ
کی مانند ہین جسکی پاس آتے ہین اور وہ کسیکی پاس نہین جاتا عمار اوسکی پاس گئے اور کہا مرحبا ای مثقفی امیر المؤمنین جیسے
شخص کیخدمت مین حاضر ہونے سے تجھکو کیا چیز مانع ہی (پس آگی) تو اوسکی طرف چل اور اپنی حجت کو ظاہر کر اپنی عمار کہا تیرا ناس ہو اور
بدکلامی سے پیش آیا عمار بھی تیز مزاج تھا اپنی تلوار کا پرتلا کر دہنین لٹکایا اور تلوار کیطرف ہاتھ بڑہایا۔

السیف فقیل لامیر المومنین الحق عمارا فوجہ بالجمیع وقال لھم لا تنتابوہ فصیر
رایتہ وکان مع الرجل ثلثون فارسا من حیاد قومہ قالوا لہ ویلک ھذا علی بن ابیطالب
قتلک واللہ وقتل اصحابک عندہ دون النظرۃ فسقط القوم جزعا من امیر المومنین
فنصب الاشجع الی امیر المومنین علی حر وجھہ سیجا فقال ارجعوہ ولا تعجلوا فقال ویلک
بما استحللت اخذ اموال اھل البیت فقال وانت بما استحللت قتل ھذا الخلق
فی کل حق و باطل وان مرضاۃ صاحبی احب الی من اتباع موافقتک فقال اما احرفنی
نفسی الیک ذنبا الا قتل اخیک ولیس بمثل ھذا الطلب الثارات فقبحک اللہ
وترحک فقال لہ الاشجع بل قبحک اللہ وتربعمرک فان حدک الخلفاء لا یزال
بک حتی یوردک مواردک الھلکۃ فغضب الفضل ورمی عنقہ عن جدہ فاجتمع
اصحابہ علی الفضل فمال امیر المومنین سیفہ فلما نظر القوم الی بریق عینیہ ولمعات
ذی الفقار رموا سلاحھم وقالوا الطاعۃ فقال انصرفوا برأس صاحبکم الاصغر
الی صاحبکم الاکبر فانصرفوا والقوا راسہ بین یدی ابی بکر فجمع المھاجرین
والانصار فقال اخاکم انتقفی اطاع اللہ ورسولہ واولی الامر منکم فقد تصدقات

ل کسینی امیر المومنین سے عرض کیا کہ عمار کے پاس بھیجئے آپ سب سمیت متوجہ ہوگئے اور فرمایا اوسکو گھیرا نہ نہیں بس اپنا جھنڈا
کو چلایا اور اوسکی ساتھ (بھی) اوسکی قوم کے عمدہ اور چیدہ لوگوں میں سے تیس سوار تھے اونہوں نے اوسکو کہا تیرا ناس ہو یہ علی بن
ابی طالب (آپہنچا) خدا کی قسم تجکو اور تیرے ساتھیوں کو تھوڑی تک قتل کر ڈالیگا۔ پس ساری قوم امیر المومنین سے ڈر کر گر پڑی اور
اشجع کو منہ کے بل گھسیٹ کر امیر المومنین کے پاس لائے آپ نے فرمایا چھوڑ دو اور جلدی نکرو اور پوچھا تیرا ناس ہو کس وجہ سے
تونے اہلبیت کے اموال کے لینی کو حلال کر لیا اوسنے کہا اور تونے کس سبب سے حق و ناحق اس مخلوق کا قتل حلال کر لیا
اور بالتحقیق مجکو میرے سردار کی رضا تیری موافقت کے میری ہی پسندیدہ تر ہے فرمایا میں بجز تیرے بھائی کی قتل کے
اور کوئی تیرا گناہ خیال نہیں کرتا اور (ظاہر ہے) کہ اس جیسی مطالبہ کا عوض نہیں ہوتا۔ پس تیرا خدا برا کرے
اور تجکو آزردہ کرے اشجع نے کہا بلکہ خدا تیرا برا کرے اور تیری عمر کا بالتحقیق ذوالفقار کا حد ہمیشہ تیرے ساتھ رہیگا یہانتک کہ
تجکو ہلاکت کے گھاٹ پر اتاریگا۔ فضل غصہ ہوا اور اوسکی جسم پر سے اوسکی گردن اور آدھی پہر تو اوسکی ساتھی فضل پر
اکٹھے ہوگئے پس امیر المومنین نے اپنی تلوار نکالی پہر جب آپکی آنکھوں کی دمک اور ذوالفقار کی چمک تو نے دیکھی اپنی ہتیار پھینکدی
اور اطاعت پکارنے لگے فرمایا جاؤ اپنی چھوٹے سردار کا سر بڑی سردار کے پاس لیجاؤ۔ وہ گئی اور اوسکا سر ابوبکر کے آگے ڈال دیا

المدینۃ وما یلیھا فعارضہ علی بن ابیطالب فقتلہ اخبث قتلۃ وقتل یہ اخبث قتلۃ
فلیخرج الیہ جمعکم واستعد والہ من رباط الخیل والسلاح فنکت القوم ملیا
کان الطیر علی رؤسھم فقال اخبرنی انتم ام ذوالسن قالتفت الیہ رجل من الاعراب
یقال لہ الحجاج بن السمجن فقال ان سرت سرنا معک ثم قام اخر فقال الا تعلم الی من
توجھنا واللہ ان لقاءہ لملک الموت اسھل من لقائہ فقال اذا ذکرکم علی دارت
اعینکم واخذتکم سکرۃ الموت ھکذا یقال لمثلی فالتفت الیہ عمر فقال لہ
الا خالد فقال ابوبکر یا ابا سلیمان انت الیوم سیف من سیوف اللہ قصر الید فی
کثیف من قومک فانہ قتل لیثا وکھفا وضیغما من سیعتنا وسلہ ان یدخل الحفرۃ
فقد عفونا وان ناپذک الحرب فجئنا بہ اسیرا فخرج خالد فی خمسمائۃ من ابطال
قومہ فنظر الفضل الخبر امیر المومنین فقال لوکانوا صنادید قریش وقبائل حنین
وفرسان ھوازن لما استوحشت الا من ضلالتھم فقال خالد ما ھذہ الوثبۃ
التی قد بدت منک لا تفرق بین کلمۃ مجتمعۃ ولا تضرم نارا بعد الخمود
فانک ان فعلت وجدت عنہ غیر محمود فقال تھددنی یا خالد بسیفک وبابن

---

۱ مدینہ اور اسکی متعلقات پر حاکم بنا دیا تھا پس علی بن ابیطالب اس سے مقابلہ کو نکلا اور اسکو بہت بری موت مارا اور بہت برے طریقہ سے
گاڑی پس تم میں سے بہادر اوسکی طرف نکلو اور گھوڑوں اور ہتھیاروں کو اوسکے لیئے مستعد ہو جاؤ (یہ سنکر) قوم دیر تک ایسی چپ
گویا انکی سروں پر چڑیاں ہیں ابوبکر نے کہا کیا تم گونگے ہو۔ بازیانوں والے تو ایک بدوی شخص جسکو حجاج بن سمجن کہتے ہے سوچ
رہے کہنے لگا اگر تو جیسی تو ہم بھی تیری ساتھ چلینگے پھر دوسرا شخص کہنے لگا کیا تو نہیں جانتا کہ ہمکو تو کسکی طرف جانا ہے
خدا کی قسم اوسکی لمنے کے بہ نسبت ملک الموت کا ملنا سہل تر ہے ابوبکر نے کہا کہ جب علی کا تمسے ذکر ہوتا ہے تو تمہاری آنکھیں
پھر جاتی ہیں اور تمکو موت کا نشہ چڑھ جاتا ہے کیا یہ جیسی کو ایسا ہی جواب دیتے ہیں پھر عمر اوسکی طرف متوجہ ہوا اور بولا اے خالد
بجز خالد کے اور کوئی نہیں ہے پس کہا اے ابا سلیمان تو آج امت کے تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اپنی قوم کا گران لشکر لیکر
اوسکی طرف جا اوسنی ہماری شیعہ میں سے ایک شیر کو مار ڈالا اور اوسکو کہ حاضر خدمت ہو جائے ہمنے قصور معاف کیا اور اگر جنگ پر
تو تو اوسکو قید کر کے ہمارے پاس لے آ۔ تو خالد اپنی قوم کے پانسو بہادر لیکر نکلا فضل نے دیکھکر امیر المومنین کو اطلاع دی فرمایا
اگر قریش کے سردار اور حنین کے قبیلے اور ہوازن کے مشہور سوار بھی ہونگی تو میں نہیں گھبراتا بجز اوسکی گمراہی کے خالد نے کہا یہ کیا
حرکت تھی جو تجھسے ظاہر ہوئی کلمہ مجتمعہ میں تفریق نہ ڈال۔ اور بجھی ہوئی آگ نہ بھڑکا اگر تو ایسا کریگا تو اسکا انجام ناپسندیدہ ہوگا

ابی فحافة تمثلك من يحمل مثلي اسير الحسبني مالك بن نويرة قتلته وانكحت
امراته انی لاعرف قاتلی واطلب منیتی صباحا ومساء ولو اردت ذلك لقتلته
فی فناء هذا المسجد فغضب خالد فسل امیر المؤمنین علی خالد وخفق علیه فلما
نظر الی بریق عینیه وبریق ذی الفقار نظر الی الموت عیانا وقال یا ابا الحسن
لم ترد هذا فضربه امیر المومنین بقفا راس ذی الفقار علی ظهره فنکس عن دابته
فقام رجل یقال له المثنی بن الصباح وکان زعاقا فقال والله ما حبنا لك لعداوة
بیننا بینك انت اسد الله فی ارضه وسیف نقمته علی اعدائه ونحن اتباع مامورون
واطواع لا نخالفون فاستحیی امیر المومنین ونزل الجمیع ونزل امیر المؤمنین
یعارض خالدا وخالد یلاحیه المرة بعد المرة ساکت فقال ویلك یا خالد ما اطوعك
للخائنین الناکثین فقد ترکت الحق علی معرفته وحملتنی لتحملنی علی ابن آکلة
اسیرا بعد معرفتك انی قاتل عمر وبن عبد ود مرحب وقالع باب خیبر والی
لستحیی منکم وقد قلدتکموها وتزعم انه قد خفی علی ما تقدم به الیك صاحبك
حین اخرجك الی وانت تذکره ما کان منی الی معد یکرب والی صدر بن سلمة

ا اور ابن ابی فحا تو سچی دھمکاتا ہے تیری جیسا اسیر حسینی کو قتل کرکے بیجا مانگا کیا مجکو یہی مالک بن نویرہ سمجھا ہے کہ اسکو مار ڈالا اور اسکی عورت سے نکاح کر لیا بالتحقیق میں اپنی قاتل کو پہچانتا ہوں اور صبح شام اپنی موت کا طلبگار رہوں اور اگر تو ایسا قصد کریگا تو میں تجکو اس مسجد کے صحن میں قتل کر ڈالونگا اسپر خالد کو غصہ آگیا تو اپنے ہی خالہ پر تلوار کھینچ لی اور تیز نگاہ سے دیکھا خالد نے جب آنکھوں کے دمک اور ذوالفقار کی چمک دیکھی تو موت کو عیان دیکھ لیا اور کہنے لگا ہمارا یہ قصد نہیں تو اپنے خالد کی پشت پر ذوالفقار کے نوک کے پیٹھ مار کر سواری سے اوسکو اوندھا گرا دیا ایک شخص مثنی بن صباح نام جو دہانہ منہ تھا اوٹھا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم ہم تیری پاس باہمی عداوت کیوجہ سے نہیں آئی تو اللہ کا شیر ہے اوسکی زمین میں اور اوسکی انتقام کی تلوار ہے اوسکے دشمنوں پر اور ہم تابع محکوم اور مطیع غیر مخالف ہیں امیر امیر المومنین کو حیا آگئی اور سب اوتری اور امیر المومنین بھی خالد سے دل لگی کرتے اور ترے اور خالد بسبب الم ضرب کے چپ رہا پس فرمایا ای خالد تجپر افسوس ہے کس چیز نے تجکو امانت میں خیانت کرنے والوں اور عہد کے توڑنے والوں کا مطیع بنا دیا اور تو نے جان بوجھکر حق چھوڑ دیا۔ اور مجکو عمر بن عبدود اور مرحب کا قتل کرنیوالا اور باب خیبر کا اوکھاڑنیوالا جاننے کے بعد بھی میری پاس آیا تاکہ مجکو ابن آکلہ فحافہ کے پاس قیدی بنا کر بھیجدو اور مجکو تمسے اور تمہاری بیعقلی سے شرم آتی ہے کیا تجکو یہہ گمان ہوگیا کہ تیرے روانہ کرنے کے وقت جو مجھسے تیرے سردار نے گفتگو کی تھی مجپر مخفی ہے اور تو اوسکی

النحزومی فقال لك ابن ابی قحافة انما كان ذلك من دعاء النبی وهو الان
اقل من ذلك فقال خالد یا ابا الحسن اعرف ما تقول وما عدلت العرب عنك الا هربا
من سیفك وما دعاهم الی بیعة ابی بكر الا استسهالا لجانبه ولین عریكته
واخذهم الاموال فوق استحقاقهم الی اخر الروایة۔ اس روایت سے مثل
روز روشن روشن ہے کہ وصیت کا دعوے جو حضرات شیعہ فرماتے ہین محض ڈہکوسلہ ہے
اور الجار واکراہ صرف بناوٹ اور گھڑت ہے اگر وصیت ہوتی تو اس ذرا سے معاملہ مین خلاف
وصیت نفرماتے اور مخالف حکم تلوار نیام سے نہ کھینچتے تعجب ہے کہ غصب امامت پر جو ان
نے کی غصب بنات پر غیرت وحمیت کو اصول شیعہ پر جوش نہ آوے دین برباد ہوا کیا کہی سر
نہ ملا دین اور جوش آوے تو اس تھوڑی سی بات پر۔ اہل عقل غصب امامت اور غصب
بنات کو اس سے مقابلہ فرماوین اور اسمین سکوت اور انمین تلوار کشی کو دیکھین اور انصاف سے
فرماوین کہ شیعہ اپنے دعوی مین سچے ہین یا نہین۔ علاوہ ازین اس روایت سے اور بھی
چند فوایدحاصل ہوئی جنکو ملخصاً مختصراً لکھتا ہون (۱) ظاہر ہے کہ اشجع بن سراحم
مظہر اسلام اور کلمہ گو تہا۔ اگرچہ اوسکے دلمین کفر ونفاق ہو تو باعتبار ظاہر شریعت کے اوسپر
احکام اسلام کے جاری ہونگے تو اوسکا قتل مستوجب قصاص ہے۔ پس اگر ہماری فاضل مخاطب
اوسکے ظاہری اسلام کا اعتبار فرماوین تو اوسکی دم کو مستحق قصاص کا سمجھین اور فضل بن
عباس پر قصاص لازم فرماوین اور جناب امیر کی حمایت اور اعانت کو جو فضل بن عباس
کی قربانی ناجائز اور حرام قرار دین اور اگر باطنی کفر کا اعتبار کرین اور اسوجہ سے اوسکا دم مباح
اور ہدر سمجھین تو پہر اسکا فکر فرماوین کہ حضرت ام کلثوم کے جواز نکاح کی علت حضرت فاروق رضی

لہ یاد دلایا تہا اوسنے کہا یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کی بدولت تہا۔ اور اب وہ اس سے کمتر ہے
خالد نے کہا ای ابا الحسن سمجھ تو گیا کہتا ہے عرب بجز تیری تلوار کے خوف کے تجھسے اور کسی سبب سے منحرف
نہین ہوئے اور بیعت ابی بکر کیطرف بجز اوسکی سہولت جانب اور نرمی طبع اور استحقاق سے زیادہ مال حاصل
کرنے کے اور کوئی داعی نہین ہوا۔ ۱۲۔

ظاہری اسلام جو آپ اور آپکے اسلاف بیان فرماتے ہین وہ سراسر غلط ہے جب ظاہری اسلام کا اعتبار ہی نہین تو پھر اوسکے وجہ سے منافق کے ساتھہ فاطمہؓ کے جگر گوشہ کا عقد نکاح کیونکر صحیح اور مباح ہوسکتا ہے (۲) تمام صحابہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک جناب امیر سے ایسا ڈرتے تھے جیسا موت سے اور آپکے مقابلہ کو موت کا مقابلہ سمجھتے تھے۔ پس ایسے لوگونکی اطاعت کے لیے خدا تعالے کا ایسے شجاع کو حکم کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔۔۔ اور جناب امیر کا ایسی لوگونسے جو آپ سے اسقدر خائف و ہراسان ہون تقیہ کرنا ہرگز عقل سلیم نہین کرتی اور ایسے لوگ حضرت امیر سے بجبر و اکراہ معاذ اللہ انکی بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گوشہ کو غصب کرین ہرگز فہم مین نہین آتا۔ جب لوگ آپسی اس قدر ڈرتے تھے تو یہہ سب باتین لغو اور باطل ہین (۳) تمام اصحاب مہاجرین و انصار و غیرہ خلیفہ اول کی جناب امیر کے مقابلہ مین اطاعت کرتے تھے کیونکہ مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے اور جب جناب امیر کے مقابلہ کے لیے دعوت کیجاتی تھی تو انکی آنکھین بدل جاتی تھی اور سکرۃ الموت کی حالت پیش آجاتی تھی اور جواب دیدیتے تھے کہ کیا تم نہین جانتے کہ ہمکو کس کے مقابلہ مین بھیجتے ہو یہہ وہ شخص ہے جسکے مقابلہ کی نسبت موت کے مونہہ مین جانا آسان ہے۔ جب خلیفہ اول کی ساتھہ اصحاب کی یہہ حالت تھی تو قطعاً یقیناً اگر جناب امیر خلافت کے بارہ مین منازعت فرماتے اور آپکے ساتھہ مقابلہ پیش آتا۔ تو سب صحابہ خلیفہ اول کو اکیلا چھوڑ کر اور جناب امیر کے حوالہ کرکے بھاگ جاتے۔ اگرچہ یہہ خوف لوگونمین پہلے سے بھی راسخ تھا لیکن بعد اس واقعہ کے تو شاہدہ ہوگیا کہ صحابہ مین سے کوئی شخص مقابلہ کے قابل نہ سمجھا گیا اور سوا خالد کے کسی شخص نے اس کام کے لیے اجابت نہ کی اور خالد مع اپنے پانسو رفقاء کے جب سامنی جناب امیر کی گئی اور بات چیت کی پہلے اس سے کہ لڑائی کی نوبت آوے صرف آنکھون کی اور ذوالفقار کی چمک دیکھکر حواس باختہ ہوگئی اور عجز و الحاح کرنے لگے باوجودیکہ جناب امیر نے حضرت خالد کو مارا بھی تاہم اوسپر ایسا رعب اور خوف غالب ہوا کہ بجز سکوت اور عاجزی کے

اور اطاعت و نیاز کے کچھہ نہین آیا (۴) اس روایت سے یہہ بھی ثابت ہے کہ جناب امیر کو معلوم تہا کہ یہہ لوگ نہ مجکو قتل کر سکتے ہین اور نہ قتل پر قادر ہین - بلکہ آپ جانتے تہے کہ آپکا قاتل کوئی اور شخص ہے جسکی یہہ حالت ہو اوسپر کوئی کسطرح جبر و اکراہ کر سکتا ہے (۵) جناب امیر کو وہ باتین بھی معلوم ہو جاتی تہی جو صحابہ باہم کرتے تہے چنانچہ جو گفتگو خالد اور حضرت صدیق کی ہوئی تہی آپنے اوسکو ظاہر فرمادیا (دوسری روایت) حدیث بساط جو کتاب امامت و استانی سے صاحب ارغام نے نقل کی ہے ہم اوسکو بیان ارغام سے نقل کرتے ہین روایت میکند ابن بابویہ بسند خود از سلمان فارسی کہ گفت نشستہ بودم نزد سید و مولا خود امیر المومنین در آن وقت کہ مردمان بیعت بعمر بن الخطاب کردہ بودند و در خدمت آنحضرت حسین و محمد بن حنفیہ و محمد بن ابی بکر و عمار بن یاسر و مقداد بن اسود نیز بودند و از ہر در سخنان میگذشت امام حسن متوجہ پدر بزرگوار شد و گفت یا امیر المومنین حضرت ملک دود سلیمان بن داود را عجب سلطنتی داده بود آیا از آن سلطنت عظیمہ بوصی او رسیدہ باشد شاہ سریر ولایت تبسم فرمود و گفت آن جو دیگر دانہ خشک را در زمین سرسبز میگرداند و بان قادر یکہ آدم را از خاک تیرہ آفریدہ قسم کہ آنچہ پدر ترا دادہ ہیچکس از اولیا و اوصیا ماضیہ نداده و بعد ازین ہیچکس باین کرامت فائز نخواہد شد پس امام حسن و خصار التماس نمودند کہ یا امیر المومنین میخواہیم کہ شما از آنچہ واہب عطیات بشما موہبت نموده مشاہدہ کنیم و بعاینہ ببینیم تا موجب ازدیاد ایمان و باعث تقویت علم و ایقان گردد بسید اوصیا علیہ السلام فرمود کہ جہاد کرامتہ یعنی چنان کنم کہ شما میخواہید و چیزی از چیزہا کہ حضرت عزت بمن کرامت نموده بر شما ظاہر میسازم - پس برخاستہ دو رکعت نماز کرد و کلمہ چند بزبان میجہ بیان گذرانید کہ ہیچکس از حضار فہم آن نتوانست کرد از انجا بمیان خانہ آمدہ بدست مبارک بجانب مغرب وراز کرد و بعد از لحظہ دست را بزیر آورد و بر کف دست مبارکش پارچہ ابری دیدیم آنرا گذاشتہ بار دیگر دست دراز کرد پارچہ دیگر بزرگی پیش دیدیم سلمان گوید لا الہ الا اللہ

وان محمدا رسول اللہ و انک وصی نبی کریم من شک فیک ہلک و من تمسک بک سلک سبیل النجاۃ

یعنی گواهی میدهم که خدا یکیست و محمد رسول برگزیده اوست و تو وصی و جانشین برگزیدهٔ هر کرشک آرد
در وصایت و خلافت تو هلاک شود و هر که بعروة الوثقای محبت تو چنگ زند نجات یابد پس دیدیم
که آن دو ابر چون دو قائم بهین شدند و در پهلوی یکدیگر قرار گرفتند چنانچه گوئی یک جوزه اند
از آن هر یک بوی مشک اذفر بدماغ اهل ایمان میرسید پس فرمود که برخیزید و بر این بساط
بنشینید همه برخاسته بر یک ابر نشستیم و آنحضرت تنها بر یک ابر دیگر پس کلمه چند تکلم فرمود که کسی
نفهمید پس اشاره با بر کرد که بجانب مغرب روانه شو با دی در زیر آن دو ابر در آمده ابر را بآهستگی
تمام برداشته بهوا بردو ما درین وقت چون با آنحضرت نگاه کردیم دیدیم که جامه سندس پوشیده و تاج
از یاقوت سرخ بر سر دارد و نعلین که بند آن از یاقوت ابدار بود در پا کرده و انگشتری از سر دارد سفید براق
که روشنی آن چشم را خیره میساخت و در انگشت دارد و بر کرسی از نور نشسته امام حسن علیه السلام بحضرت
گفتند که ای پدر بزرگوار همه مخلوقات سلیمان را بجهت انگشتری اطاعت نمودند و شما را بچه سبب متقاعد اند
فرمود یا ولدی انا وجه الله و انا عین الله و انا بسان الله الناطق و انا ولی الله و
انا نور الله الذی لا یطفی و انا باب الله الذی یؤتی و انا حجة الله علی عباده و انا
کنز الله فی ارضه و انا قسیم الجنة و النار و انا سد ذی القرنین و انا جعلتها له
یعنی ای نور دیدهٔ من وجه الله و عین الله و لسان الله و ولی الله منم و آن نوریکه فرو نشیند منم و آن
دریکه از آن دریها توان رسید منم و حجت خدا بر خلق منم و گنج خدا در زمین منم و قسمت کننده بهشت
و دوزخ منم و سد یکه ذوالقرنین بسته منم و دو قرن را برای اسکندر قرار داده بودم که آن شهر خندق بود
میخواهی که خاتم سلیمان بتو بنمایم دست در بغل کرده انگشتری برآورد و از طلای احمر درنگینش بود از یاقوت
سرخ فرمود ای فرزند من این خاتم سلیمان ست نامهای ماست که در و نقش کرده اند سلیمان گوید
که تعجب حضار زیاده شد بحدیکه گویا او را نمی شناختند پس فرمود اینها از مثل من عجب نیست بخدا
سوگند که بنمایم امروز بشما آنچه پیش ازین شما ندیده باشید پس امام حسن گفت آرزوی ما آنست
که سد ذوالقرنین را بما نمائی پس آنحضرت بادرا امر فرمود که ما را آنطرف که حسن میخواهد ببرد بنقاط آن

از باد آوازی چون آواز رعد بما رسیده دمار ابر داشته بهوا برد و امیر المومنین علیه السلام بران کرسی
نشسته از پی ما می آمد تا با دمار ابکوه بلند رسانید درختی عظیم بر آن کوه بود خشک شده برگهایش
ریخته یکی از ما گفت یا امیر المومنین این درخت را چه رسیده که او را قش ریخته آنحضرت فرمود که از او
بپرسید تا حال خود بگوید امام حسن پیشی نمود و از درخت سوال کرد مالک ایتها الشجرة یعنی چه شده است ترا
ای درخت که سبزی از تو رفته و برگت ریخته جواب ندا امیر المومنین فرمود اجیبهم باذن الله ایتها
الشجرة و اخبرهم بخبر - ای درخت بفرمان الهی جواب ایشان بگو سلمان گوید بخدا قسم که درخت متکلم
شد و گفت - لبیک لبیک یا وصی رسول الله و خلیفته من بعده حقا رخطاب با امام
حسن کرد که هر شب وقت سحر پدرت به نزد من می آمد و دو رکعت نماز گذارده بتسبیح و تقدیس حق تعالی
مشغول می شد و می رفت و آمدن و نشستن بر کرسی نورمیان ابر سفید می بود که از آن بوی مشک اذفر
بمشام میرسید و من از استشمام روح روح افزای آنحضرت و آن نور سرسبز و با طراوت می بودم و اکنون
چهار شب شده که تشریف ازانی نفرموده از مفارقت پدر تست که حالم بدین مرتبه رسیده و اگر از ایشان
استعانتی که لطف خود ازین مهجور دور ندارد آمدن او مر ایحال خود باز می آرد پس شاه ولایت بنزد
آن درخت رفته دو رکعت نماز گذارده دست مبارک بر آن درخت الید سلمان گوید که بخدا قسم که
کرا آن درخت که مشتاق زیر خاست نی الفور سبز شده و برگ آورده میوه بیرون کرد پس آنحضرت
بر کرسی خود قرار گرفت دمار ابر داشته بلند شد بحدیکه دنیا - تمامی در نظر ما سبز می نمود در هوا فرشته دیدیم
سراد در زیر قرص آفتاب و پای در قعر محیط یکدست در شرق و یکی در مغرب از علی علیه السلام پرسیدیم
که این کیست فرمود بحکم خدا من او را درین موضع نصب کرده ام در تاریکی شب در روشنائی روز
موکل ساخته و چنین خواهد بود تا روز قیامت پس با دمار انبز و یاجوج پرد و آنحضرت علیه السلام با بزرخطاب
نمود اهبطی تحت ندا الجبل - یعنی ای ابر در زیر کوه فرود آ و آن کوه بلند ظلمانی گویا شبی بود سیاه
بادی رود و انجا بمشام میرسید یاجوج را دیدیم و از کثرت ایشان تعجب نمودیم و ایشان را بصفت
دیدیم که یکی طول ایشان بیست گز و عرض ده گز - و صنفی طول صد گز و عرض هفتاد گز - و صنفی یک گوش را

لحاف دو دیگر یرا دواج میکردند یکی از حال آنها پرسید حضرت علیه السلام فرمود حاکم این جمع نامحصور
منم و همه در حکم من اند پس بیاد حرفی گفت با دما را برداشت بکوه قاف رسانید کوهی دیدیم
چون یاقوت سرخ که محیط همه دنیا بود فرشته بشکل آدم بر وی موکل چون آن فرشته را چشم بر ما افتاد
گفت السلام علیک یا امیر المومنین پس رخصت طلب کرد که مطلب خود را عرض کند آنحضرت فرمود
که رخصت زیارت برادرت و مصاحبت میخواهی برو رخصت دادم پس فرشته بسم الله الرحمن الرحیم
گفته راهی شد بعد از آن درختی دیدیم چون درخت اول بهمان طریق سوال و جواب واقع شد درخت
گفت ثلث اول شب علی علیه السلام نزد من مے آمد پس از نماز و تسبیح و تقدیس بر اسپی سوار شده
میرفت و من سبز و خورم بودم چهل روز است که فیض قدوم از من گرفته و نمگ داخته و او اکنون فروریخته
از مفارقت اوست و امام حسن التماس نمود حضرت دست مبارک بر کشید درخت گفت اشهد
ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وانك امیر المومنین فی الامة المبارکة
الطیبة وصی رسول رب العلمین من تمسك بك نجی ومن تخلف عنك هوی - پس
آن سبز و خورم شد و طراوت یافت و ما در زیر آن ساعتی آرام گرفته پرسیدیم که یا امیر المومنین آن
فرشته کجا رفت فرمود که دیروز بر جبل ظلمت که عبور نمودیم فرشته که بر آن موکل ست رخصت زیارت
این فرشته طلبیده بود امروز این رفت که تدارک آن نمایدیکی از یاران گفت که اگر ملائکه همه باذن شما
از محل و مکان خود حرکت میکنند فرمود بخدائی که آسمانها را بے ستون آفریده که بے یک قدرت ندارد
که بے رخصت من از جائی خود حرکت نماید و اگر بے اذن من بعد نفسی حرکت نماید حضرت رب العزت
ببرق غضب خود آنرا بسوزد و بعد از من فرزندم حسن و بعد از و حسین و بعد از و نه کس از اولاد او که نهم
ایشان قائم آل محمد ست صلی الله علیه وعلیهم این حال دارند و بے یک نکه از ملائکه مقربین احد
بیناشد که یک نفس بے ارادهٔ ایشان برآرد یکی نام فرشته کو که موکل قاف ست پرسید فرمود برخائیل
من گفتم یا امیر المومنین ما دیروز در خدمت شما بسر بردیم کدام وقت نزول اجلال دران کوه
شده بود فرمود چشم خود را پوشانید پوشانیدیم امر بکشودن کرد کشودیم خود را در مملکتی دیگر یافتیم

گفتیم این ندانستی عجاب فرمود ملک الموت در قبضه اقتدار من ست که شمار طاقت اطلاع بر آن
نهند این بنین مخلوقم چون مخلوقات دیگر در اکل و شرب و خواب و نکاح مانند دیگران و اگر اندکی از آنچه
من میدانم بدانید دلهای شما تاب شنیدن آن ندارد و بدانید که اسم اعظم حق تعالی هفتاد و سه حرف ست
نزد آصف بن برخیا که تخت بلقیس را بیک چشم زدن آورد و نزد سلیمان یک حرف بود و نزد من هفتاد
و دو حرف و یک طرف علم غیب ست که مخصوص ذات اوست ولاحول ولاقوة الا بالله العلی العظیم شناخت
هر که مرا شناخت و منکر شد هر که مرا منکر شد پس آن بر را امر فرمود که ما را بباغی رساند که در سبزی و خوشی
بار ضه بهشت برابری نماید در آنجا جوانی را در میان دو قبر مشغول دیدیم گفتیم یا امیر المومنین این
جوان کیست فرمود پدر من صالح نبی ست و این دو قبر از پدر و مادر اوست چون چشم صالح بر صالح
المومنین افتاد بیتابانه پیش آمد و سینه بسینه آنحضرت را بوسید و گریه کنان بشکوه در آمد آنحضرت
او را تسلی میداد و پرسیدیم که صالح چرا میگرید فرمود که از وی پرسید امام حسن فرمود ایها السعید الصالح چه
چیز ترا میگریاند فرمود که پدرت هر روز وقت طلوع صبح نزد من می آمد و با هم نماز میکردیم و با
نشاط در عبادت من بود در عبادت و امروز ده روز ست که تشریف نیاورده چون او را دیدم طاقتم
نماند گفتیم یا امیر المومنین این عجب نیست ما هر روز در صبح در خدمت شما بسر میبریم چگونه بی اطلاع
اینجا آمده با حضرت صالح نماز میکنی فرمود که اگر خواهید سلیمان را زیارت کنید گفتیم یا امیر المومنین
ما را آرزوی اینست شاه ولایت برخاسته روانه شد در خدمتش بپستانی رسیدیم که کسی مانند آن نشنیده
و ندیده آبهای جاری و مرغان خوش الحان و فواکه بسیار چون آن مرغان را چشم بر آنحضرت
افتاد و او را فرو گرفتند و بر میزدند و طواف میکردند و در میان بهشت تختی از فیروزه دیدیم
جوانی بر و خوابیده دستهای خود بر سینه نهاده و دو دار بالای سر و پایین پای او قرار گرفته چون
یاران آنحضرت را دیدند در قدم او غلطیدند گفتیم یا امیر المومنین این جوان کیست فرمود سلیمان انگشتری
از انگشت خود بر آورده در انگشت او کرد گفت قم باذن الله الذی یحیی العظام وهی رمیم فی الحال سلیمان
سر بر خاست و گفت اشهد ان لا الله الا الله وحده لا شریک له وان محمدا عبده

ورسولہ ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون
واشھد انک وصی رسول اللہ الھادی المھدی الذی عالت اللہ بمحبتہ ومحبۃ اھلبیتہ
ما اتانی الملک۔ یعنے گواہی میدہم کہ خدا سزای پرستش یکیست واو را شریکی نیست وبدرستیکہ
محمد بندہ او ست وفرستادۂ او وراو فرستاد بر ہنمائی واظہار کردن دین حق وہر دینے غیر دین او ست
باطل باشد ودین او ناسخ دین ہا باشد اگرچہ مشرکان زین معنی کراہت داشتہ باشند وگواہی میدہم
کہ تو وصی وجانشین رسول اللہ توئی راہ نمایندہ وراہ یافتہ کہ بوسیلہ تو سوال کردم من از حق تعالے
محبت تو ومحبت اہلبیت تو وبمن حق تعالے آنچہ داد ہ از ملک و بادشاہی مثل آن ہیچ یک از اولاد
آدم نداد ہ بود اگر محبت تو شفیع نمے ساختم آن سلطنت وبزرگی بمن عطا نمے فرمود پس نا گاہ
آن سر در نزد سلیمان علیہ السلام نشست بپا بوس آن پیغمبر مشرف شدیم پس سلیمان را وداع نمودہ برخاست
وسلیمان بحال خود برگشت ومارا پرسیدیم کہ یا امیر المومنین شمارا علمی بآنچہ در پس کوہ قاف ہست فرمود
کہ خلاق عالم موجد بنی آدم چہل عالم در عقب کوہ قاف آفریدہ کہ ہر عالمی چہل برابر دنیا باشد وعلم من
ما در آئی کوہ ہیچ نسبت بحال این دنیا وآنچہ درین دنیا ست بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نگاہدارندہ آن عالمہا منم وہمچنین بعد از من اولاد من حافظ شریعت نبوی ووارث علم مصطفوی
خواہند بود تا روز قیامت ومن دانا ترم برانہا کہ در آسمانہا ست وبرانہا کہ در زمین ست دایم اسم
مکنون واسم مخزون الٰہی ودایم اسمار حسنی کہ چون خدا را بان اسماء بخوانند ودایم صاحب آن
ناہا کہ بر عرش وکرسی نشستہ ہست دایم قسمت کنندہ بہشت ودوزخ واز ما تعلیم گرفتہ اند ملائکہ
آسمانہا تسبیح وتقدیس وتہلیل وتکبیر وتوحید الٰہی ودایم آن کلماتے کہ چون آدم علیہ السلام را
تلقین نمود توبہ اش قبول شد ومن میدانم این امور عجیبہ واسرار عجیبہ را ببرکت اسم اعظم
کہ اگر بہ برگ زیتون بآن حرفے بنویسند ودر آتش اندازند نسوزد وطرا تش میل پژمردگی نکند
وہر کجا ست روشنی روز از ناہائے نامی ماست وآسامی ما را چون بر آسمان نقش کردند بے ستون
استقامت یافت در زمین بآن منقش گشتہ مسطح شد وچون بر باد خواندند در حرکت آمد

دبر برق نوشتند نعان شد و بر رعد قهقهه نمودند خاتم شد و بر جبهه اسرافیل نقش کردند متکلم بکلام سبوح قدوس رب الملائکة والروح گردید چون کلام معجز نظامش باین مقام رسید فرمود چشمهای خود را بپوشید پوشیدیم باز گفت بگشائید بگشادیم و خود در شهری دیدیم مشتمل بر بازارهای معمور و قصرهای رفیع سردش در نهایت بلندی قامت و کمال استقامت هر یکی چون نخلی پس فرمود که این گروه از بقیه قوم عاد اند که هنوز در کفر و ضلالت و ظلم و جهالت گرفتار اند و ایمان بر رب ارباب در ذره حساب ندارند و شهر ایشان از شهرهای مشرق بود من بامر خالق بیچون قلع و قمع ایشان نمودم باین مکان ایشان نقل نمودم تا شما را در اینجا بنشینند و شما بر آن مطلع گشتید و من داعیه دارم که باین گروه مقابله نمایم پس آن قوم را بوحدانیت خدا و رسالت محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم و ولایت خود دعوت نمود ایشان ابا نمودند بسیاری را بکشت و چون خوف ما را مشاهده نمود نزدیک آمده دست مبارک را بر سینه ما مالید خوف از ما زائل شد بار دیگر بآواز بلند ایشان را باسلام خواند ایمان نیاوردند برق و صاعقه ظاهر شد و چیزی چند سوختند که ما نفهمیدیم ما را چنان مشاهده می شد که این برق رعد و صاعقه از دهن آن حضرت بر می آمد و چندان صدهای هولناک پدید آمد که گفتنی نیست البته آسمان بر زمین آمده کوهها از هم فرو می ریزد تا آنکه یک متنفس از ایشان نماند و چون از مجادله آن قوم فارغ شد و آن رعد و برق برطرف شد استدعا نمودیم که یا امیر المومنین ما را بوطن باز رسان که زیاده بر این طاقت مشاهده این امور نداریم آن ابر را طلبید بر آن سوار شدیم و آن حضرت متکلم بکلامی شد باد ما را بهوا برده بجای رسانید که دنیا بقدر درهمی معاینه میکردیم و بعد لحظه خود را در خانه امیر المومنین دیدیم از همان مکان که مسافر شده بودیم و چون فرود آمدیم شنیدیم که مؤذن بانگ اذان ظهری میگفت یا اول صبح بود از طلوع آفتاب راهی شده بودیم که در پنج ساعت پنجاه سال راه طی نمودیم چون ما را متعجب دید فرمود بخدائی که نفس من بید قدرت اوست که اگر خواهم شما را در طرفة العین در همه آسمانها و زمین ها بگردانم و بر آن قادرم و این قدرت عظیمه باذن خالق بریه و از برکت خیر الخلیقه یافته ام و من ولی و وصی آنحضرت صلعم در حین حیات و در زمان رحلت و لیکن

اکثر مردان نے دانند سلمان گفت لعن اللہ من غصب حقک وحسدک واعرض عنک وضاعف العذاب الالیم ۔ انتہے بلفظہ ۔ ای حضرات شیعہ اس حدیث کو پڑہو اور جناب امیر و دیگر ائمہ کی محامد و مناقب کو جو اس روایت سے ثابت ہوتے ہین دیکھو کہ حضرت کا مرتبہ کیسا عالی ہے آپکے اختیارات کس قدر وسیع ہین آپکی قوت و شوکت کس درجہ پر ہے ابر آپکا مطیع ہوا آپکی لونڈی تمام ملائکہ آپکے چاکر و رختونکی لیے آپ آب حیات سے بہتر اسم اعظم آپکا سکہ انگشتری سلیمان آپکے ہاتہہ مین انبیا آپکے والہ و شیدا انبیا و نکی آپ عقدہ کشا رعد کی کڑک آپکی زبان مین بجلی کی چمک دہان مین ۔ ہر چیز آپکو معلوم تمام عالم آپکی نگہبانی مین ہے یاجوج و ماجوج آپ کے قبضہ اقتدار مین ۔ کفار فجار کو ایک لحہ مین خاک سیاہ کردین ۔ ذوالفقار آپکی اہل نفاق و کفر کو ایک دم مین تباہ کردے ۔ قوم عاد کو جو قوت و شجاعت مین لاثانی تہے ایک دم مین نیست و نابود کردیا ۔ پس ایسے شخص کی نسبت یہہ کہنا کہ اوسنے چند منافقین سے ڈر کر یہانتک تقیہ کیا کہ دین ہی تباہ ہوگیا ۔ اور وہ اوسکی بیٹی ہی ہمیں سکھیے اور اوسکی زوجہ کو یہانتک مارا کہ حمل ہی ساقط ہوا اور وہ اوسمین حلت کرگئی بلکہ خود اونکی موافق مسائل خلاف حق بیان کرنے لگا ۔ اور لوگونکو اونکی گمراہی پر اور معین اور مددگار ہوگیا اور صدہا اسی قسم کے باتین جو کہتے ہین ۔ نعوذ باللہ من تلک الکفریات ۔ امیر خسرو کے اہل بلکہ مجنونون اور دیوانونکی بہی زیادہ وقعت نہین رکہتے اور یہہ کہنا کہ خداوند تعالے نے بمقابلہ چندی اوباش منافقین کے وصیت کی تہی کہ ہرگز ہرگز ان لوگونکی سامنی سانس ہی نہ نکالیو ۔ چون تک کیجو ۔ جو کچہہ چاہین کرین صبر و سکوت کے جل اوستین کو ہاتہہ سے نہ دیجو ۔ خدا تعالے کی خدائی پر قسم بلکہ خوف کا وہہ لگانا ہے کہ ان لوگونسے شیعیان پاک کا خدا ہی ڈرتا تہا نعوذ باللہ من ذلک ۔ اسقدر گذارش سے عقلا پر ہماری استدلال و ثبوت مدعا کی کیفیت کہل چکی ہے اور نقل روایت طولیہ مین ہمارا وقت گرانا یہ بہت صرف ہوچکا ہی اسلیے اس روایت کے نسبت ہم اس سے زیادہ نہین لکہہ سکتے ۔ مگر اتنا بہی واضح رہے کہ حسب تصریح صاحب ارغام یہہ روایت جیسا عالم محقق فاضل مدقق اردستانی نے

اپنی کتاب امامت مین بیان کی ہے اور اوسکی معتبر ہونے کا اقرار کیا ہے - صاحب منہج التحقیق اور مولف معجزات مرتضوی نے بھی نقل کیا ہے (تیسری روایت) صاحب آیات بینات نے کشف الغمہ سے نقل کی ہے - روایت ست از محمد بن خالد ضبی کہ روزی عمر بن الخطاب در اثنار خطبہ از حاضران سوال کرد کہ اگر من خواہم کہ شمارا از معلومات دینیہ و معتقدات یقینیہ و احکام شریعت محمدیہ صرف نمایم و گویم کہ از معتقدات برگردید و رجوع نمائید بقواعد کہ در زمان جاہلیت بود شما با من چہ خواہید کرد آیا متابعت من در آن خواہید شد یا مخالف من مردمان ہمہ خاموش شدند و ہیچکس جواب نگفت عمر دیگر بار ہمین سخن را اعادہ کرد باز ہیچکس جوابے نشنید پس دیگر بار ہمین معاملہ اعادہ کرد پس گاہ ولایت فرمود کہ ہرگاہ از تو این حالت مشاہدہ گردد ترا از دین مصطفی منحرف یابیم نائب دیگر طلب کنیم و اگر توبہ کنی توبہ ترا قبول کنیم و اگر نکنی ترا گردن بزنیم عمر چون این سخن از شاہ اولیا شنید گفت در دین مردان ہستند کہ اگر منحرف شویم ما را بطریق مستقیم مقیم و ثابت دارند - انتہے بلفظہ - اس روایت کے مضمون کو پڑھکر سوچین کہ جب جناب امیر خلفاء کے ساتھ یہانتک صاف گوئی فرماتے تھے اور اونکی زبانی یا تو پیراونکی قتل کے مستعدی ظاہر فرماتے تھے تو اگر معاذ اللہ وہ دین کی تخریب کرتے بنات کو غصب کرتے تو آپ کیون چپکے بیٹھے رہتے

(چوتھی روایت) صاحب آیات بینات نے حیات القلوب ملا باقر مجلسی سے ملخصاً و مختصراً نقل کی ہے علی بن ابراہیم از پدر رحمہ اللہ روایت کردہ ست کہ گفت روزی با عمر بن خطاب براہی میرفتم ناگاہ نصرانے در راہ یافتم و صدای از سینہ او شنیدہ شد مانند کسی کہ از ترس بیہوش شود گفتم چہ شود ترا ای عمر گفت مگر نمی بینی شیر مہیب شجاعت را و معدن کرم و فتوت را کشندہ اقران و باعیان در بیشہ شمشیر را حمل دار صاحب تدبیر را چون نظر کردم دیدم علی بن ابی طالب را دیدم (الی قولہ) تا این ساعت ترس او از دل من بدر نرفتہ ست ہر گاہ او را مے بینم چنین ہراسان میشوم - اس روایت کو ملاحظہ کیجیے جب جناب عمر کی جناب امیر کو دیکھکر یہہ حالت ہوتی تھی کہ شدت خوف و ہیبت سے حواس باختہ ہو جاتے تھے بیہوشی لگتا تھا

تو کیونکر قیاس مین آسکتا ہے کہ معاذ اللہ ایسا بزدل ایسے شیر بیشہ شجاعت کی دختر نیک اختر کو غضب کر لیجاوے اور وہ چپ ہو رہے اور چون وچرا نکرے (پانچوین روایت) قطب راوندی نے خرائج وجرائح مین روایت کی ہے۔ منہا ما روی عن سلمان الفارسیؓ قال ان علیاً بلغہ عن عمر ذکر شیعتہ فاستقبلہ فی بعض طرق بساتین المدینہ وفی ید علی قوس فقال یا عمر بلغنی عنک ذکر شیعتی فقال ارم علی ضلعک فقال انک لھا ھنا ثم رمی بالقوس علی الارض فاذا ھو ثعبان کالبعیر فاغرفاہ وقد اقبل نحو عمر لیبتلعہ فصاح عمر اللہ اللہ یا ابا الحسن لا عدت بعدھا فی شئ وجعل یتضرع الیہ فضرب بیدہ الی الثعبان فعادت القوس کما کانت فمضی عمر الی بیتہ مرعوبا قال سلمان فلما کان اللیل دعانی علیؑ فقال سر الی عمر فانہ حمل الیہ من ناحیۃ المشرق مال ولم یعلم بہ احد وقد عزم ان یحتبسہ فقل لہ یقول لک علی اخرج ما حمل الیک من المشرق ففرقہ علی من ھو لھم ولا تجسسہ فاضحک قال سلمان فمضیت الیہ وادیت الیہ الرسالۃ فقال اخبرنی امرصاحبک من این علم بہ فقلت وھل یخفی علیہ مثل ھذا وقال یا سلمان اقبل منی ما اقول لک ما علی الاساحر والی المشرق منہ والصواب ان تفارقہ وتعدنی جملتنا فقلت بئس ما قلت لکن علی ورث من اسرار النبوۃ ما قد انبت منہ وعندہ

ا منجملہ معجزات جناب امیر کے ہی جو سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہا کہ مجکو خبر پہونچی کہ عمر آپکے شیعہ کا ذکر کرتا ہے مینے کہا خود عمر کے بعض راستون مین عمر سے ساتھی آگیا اور علی کے ہاتھ مین کمان تھی فرمایا ای عمر میرے شیعہ کے تذکرہ کی تجھی مجکو خبر پہونچی ہے اوسنی کہا ذرا اپنی کجی پر نظر کر علی نے فرمایا (لما) تو یہان ہے اور اپنی کمان کو زمین پر پھینکدیا اچانک وہ ایک اژدہا ہوگئی اور مونہہ کھولکر عمر کی طرف اوسکو نگلنے کے واسطے متوجہ ہوئی عمر چلایا یا برای خدای یا حسن مین پھر کبھی کسی امر مین ایسا تذکرہ نکرونگا اور عاجزی کرنے لگا آپنے اژدہا سے فرمایا تجھے ہمارا تو وہ جیسی پہلے کمان تھا دنیا ہی ہوگیا عمر اپنی گہر خوف زدہ چلا گیا سلمان کہتے ہین جب رات ہوئی امیرالمومنین نے مجکو بلاکر فرمایا کہ عمر کے پاس جا مشرق کی جانب سے اوسکے پاس مال آیا ہے اوسکو اوسی جگہ مین اور اوسکا مقصد ہی کہ وہ مال روک رکھے پس اوسکو کہہ کہ علی تجکو کہتا ہے کہ جو مال مشرق کیطرف سے تیرے پاس آیا ہے اوسکو نکال اور مستحقون پر بانٹ دی اور دیر مت (دیر) مین مجکو نفضیحت کرونگا۔ سلمان کہتا ہی مین اوسکی پاس گیا اور پیام پہنچایا عمر نے کہا کہ مجکو علی کے امر کی خبر دے کہ اوسنی اسکو کہانسی جانا مینی کہا کیا اوس سے ایسی باتین مخفی رہ سکتی ہین۔ پھر کہا۔ ای سلمان جو مین تجسے کہتا ہون مان لے علی سوا صرف جادوگر ہے اور مین اوس سے ڈرتا ہون اور بہتر یہہ ہے کہ تو بھی اوس سے جدا ہو جائے اور ہم مین شمار کیا جاوے مین نے کہا تو نے جیا کہا کہ علی نبوت کے اسرار کا وارث ہے جو تو دیکھہ چکا ہے اور اوسکی پاس ۔ ۱۲

الکتب ممارایت منه قال ارجع الیه فقل له السمع والطاعة لامرك فرجعت الی
علی فقال احدثك ما جری بینکما فعلت انت اعلم به منی فتکلم بکل ما جری بیننا ثم
قال رعب النعمان فی قلبی ان یموت اسمی بلفظہ ہماری فاضل مخاطب اس روایت کو
خرائج وجرائح اپنے قطب الاقطاب کے صفحہ نمبر ۲۰ و ۲۱ پر بغور ملاحظہ فرماکر فرماوین کہ مدلول اس حدیث کا
پہلے واقع ہوا ہے یا مدلول حدیث شریف اول فرع عضبت کا اگر یہ قصہ اژدہا پہلے واقع ہوا ہے
تو میرے کیا کسی عاقل کے سمجھ مین نہین آتا کہ جو شخص کسی کے شیعیان پاک کا بے ادبی سے نام
لینے پر ایسا بڑا معجزہ دیکھ چکا ہو۔ اور مرنے تک اوسکی دلمین دہشت باقی ہو اور شیعونکی اسقدر حمایت
اور اعانت دیکھ چکا ہو۔ بیٹی کے غضب کا تو کیا ذکر وہ لونڈی کا بھی نام لے سکی اور اگر بفرض
محال نام لے بھی تو اوسوقت بھی ایک معجزہ دیکھا کر اوسکو ڈرا سکتے تھے اور اگر غضب فرج پہلے
ہوا تھا تو کیا جو شیعون کے نام لینے پر کیا وہ غضب دختر پر نہین کیا جا سکتا تھا کیا غضب دختر
شیعونکی صرف نام لینے سے بھی کم درجہ ہے ای حضرات تمکو تمہاری تشیع کی قسم ہے ذرا تو اپنی
دین وایمان اور عقل و انصاف سے فرماؤ ہمارے نزدیک تو آپ صاحب وہی اپنی مذہب کے اس سے بہتر دوسری کوئی
توجیہ نہین فرما سکتے کہ جناب امیر جو عالم ما کان ومایکون تھے آپکو ام کلثوم کے طینت سے
معلوم ہو گیا تھا کہ ام کلثوم زمرہ نواصب مین سے ہے کہ بعد مین معتقد صحت خلافت عمر ہو جائیگی تو ما
آپنے بحکم الخبیثات للخبیثین اوسکو بخوشی ورضا عمر کو دیدیا ع کند ہمجنس باہمجنس پرواز ای
حضرات مدعیان ولا و تمسک جہان تم صدہا سادات حسنیہ و حسینیہ کو کافر و فاسق و ناصبی کہتے ہو
اگر ایک بیچاری ام کلثوم کو جو آیت تطہیر مین بھی داخل نہین ہے بلکہ اوسکا صحابیہ ہونا زیادہ باعث
بدگوئی ہے برا بھلا کہدو گے تو مین یقیناً کہہ سکتا ہون کہ تمہاری اصول مذہب کے بھی خلاف ہوگا

لہ جو تو نے دیکھا ہے اس سے بھی زیادہ ہے اوسنے کہا تو اوسکے پاس واپس جا اور کہہ کہ تیری حکم کا مین مطیع ہون پھر مین
علی کے پاس واپس گیا اوسنے کہا جو تمہاری باہم باتین ہوئین مین تجھے بیان کرون مین نے کہا کہ آپ اونکو مجھسے زیادہ
جانتے ہین۔ پھر ہماری سب باتین بتلادی۔ پھر فرمایا۔ کہ مرنے تک اژدہا کی دہشت اوسکی دلمین رہیگی۔

روایت میزاب عباس

بلکہ پورا مطابق ہوگا اور اہلسنت کے یہی کیسقدر اس طعن سے زبان بندی ہو جائیگی (چھٹی روایت)
صاحب آیات بینات نے کتاب عماد الاسلام جناب قبلہ وکعبہ شیعیان مولوی دلدار علی سے نقل کی ہے
چنانچہ جسقدر الفاظ کا ترجمہ کیا ہے اوسکو ہم ملخصاً لکھکر اصل عبارت بتمامہا نقل کرتے ہین کہ کتب
امامیہ مین لکھا ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی اپنی اور علی کے دروازہ کے سوا سب
دروازہ مسجد سے بند کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عباس کی درخواست دروازہ کے نسبت تو نامنظور ہوئی
مگر پرنالہ کی درخواست منظور ہوئی اور خود حضرتؐ نے پرنالہ لگا دیا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت مین تین سال تک
جاری رہا ایک روز اوسکا پانی عمر کے کپڑون پر گرا اونہون نے اوسکو اکھڑوا دیا اور حکم دیا۔ کہ اگر
کوئی پھر اسکو لگائیگا تو اوسکی گردن مارونگا۔ حضرت عباس نے حضرت علی کے پاس جاکر شکایت کی اور
اپنی مصیبت سنائی اونہون نے فرمایا کہ تم اپنے گھر مین آرام سے بیٹھو دیکھو مین کیا کرتا ہون
ثم نادی یا قنبر علی بذی الفقار فتقلدہ ثم خرج الی المسجد والناس حولہ وقال
یا قنبر اصعد ورد المیزاب الی مکانہ فصعد قنبر فردہ الی موضعہ قال علی و
حق صاحب ھذا القبر والمنبر لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق الآمر لہ بذلک
ولاصلبنہما فی الشمس حتی ینفدوا فبلغ ذلک عمر بن الخطاب فنھض ودخل
المسجد ونظر الی المیزاب وھو فی موضعہ فقال لا یغضب احدا یا الحسن فیما
فعلہ وتکفر عنہ عن الیمین فلما کان من الغد تمضی علی بن ابیطالب الی عمہ العباس فقال لہ
کیف اصبحت یا عم قال بافضل النعم مادمت لی یا ابن اخی فقال لہ یا عم طب نفسا
وقرعینا فواللہ لوخاصمنی اھل الارض فی المیزاب لخصمتہم ثم لقتلتہم بحول اللہ وقوتہ

لہ پھر قنبر کو پکارا کہ ذوالفقار لے آ اوسکو حمائل کیا پھر بجانب مسجد چلے اور لوگ آپکے گرد تھے اور کہا ای قنبر چڑھ اور پرنالہ اپنی جگہ پر لگا قنبر چڑھ گیا
اور اوسکو اوسکی جگہ لگا دیا۔ علی نے کہا اس قبر اور منبر والی کے حق کی قسم اگر کسینی اسکو اکھاڑا تو مین اوسکی اور اوسکی حکم کرنے والے کی گردن ماردونگا
اور اوسکو دھوپ مین سولی چڑھا دونگا یہانتک کہ تمام ہو جائین یہ خبر عمر بن خطاب کو پہنچی تو اوٹھا اور مسجد مین آیا اور پرنالہ کو اوسکی جگہ دیکھا کہا کہ کوئی غصہ
علی کو اوسکے کام مین نہ ولاوی اور ہم اپنی قسم کا کفارہ دیدینگے دوسرے دن فجر کو علی اپنے چچا عباس کے پاس گئے۔ اور پوچھا آپکی کیا حال ہے۔ کہا
بہتیری خیر تمیرا بھتیجا عمدہ کرتے ہی فرمایا اے چچا خوش رہ اور ٹھنڈی آنکھین کہ خدا کی قسم اگر پرنالہ کے معاملہ مین تمام زمین والے مجھ سے

ولا بیالك ضیعم ولا غم فقام العباس فقبل بین عینیه وقال یا ابن اخی ماخاب من
انت ناصره فکان هذا فعل عمر بالعباس عم رسول الله ﷺ وقد قال فی غیر هو طن وصیته
منه فی عه ان عمی العباس بقیة الاباء والاجداد فاحفظونی فیه کل فی کنفی وانا فی
کنف عمی العباس فمن اذاه فقد اذانی ومن عاداه فقد عادانی فسلمه
سلمی وحربه حربی وقد اذاه عمر فی ثلث مواطن ظاهرة غیر خفیة منها قصة
المیزاب ولولا خوف من علی علیه السلام لم یترکه علی حاله انتهی - خدا کے لیے
اس روایت کو ذرا انصاف و فہم کو ستعار ہی لیکر ملاحظہ فرماوین اور جناب امیر کی کیفیت صبر و
سکوت و عجز و بیچارگی و درماندگی کو اس روایت کی عینک مین دیکھین اور خیال کرین کہ خدا تعالے
کی وصیت کی بجا آوری اوسکے بندگان مقربین و معصوم ایسی طرح ہی کرتے ہین - جیسا کہ جناب
امیر نے فرمائی - کیا جناب سرور کائنات کے حکم کی تعمیل یون ہین ہوتی ہے - جسکا حضرت
امیر پر اونکے اہل تشیع اتہام لگاتے ہین - افسوس - کوئی شخص ان حضرات انصاف و عقل کے
دو ستونسے پوچھے کہ کیا امامت کا چھین جانا بنات کا غصب ہونا حضرت عباس کے پرنالہ کے
برابر بھی نتھا - جو باجماع جمہور طائفہ ناقص الایمان ہین - حالانکہ قاضی صاحب شوستری نے شرح دعا کو
بالائی طاق کہکر فرماتے ہین کہ امامت کا چھین جانا ہزار فروج کے غصب سے بھی زیادہ ہی تو
موافق آپکے قاضی صاحب کے فیصلہ کے پرنالہ عباس کا معاملہ ہزارہا فروج کے غصب سے بھی بڑھکر
ہوگیا کیونکہ امامت ہی بڑھکر ہوا - وہل ہذا الا سفسطة صراح - پس جب جناب امیر نے ایسی ذرا ذرا

لے اور جب کہ ذرا ظلم اور غصہ نہ پہنچے گا عباس رضا اور آپکی پیشانی چومی اور کہا اے بھتیجے جسکا تو مددگار ہو گا وہ خسارہ
مین نہین ہے تو عباس عم رسول اللہ کے ساتھ عمر کا فعل تھا - اور اپنے چچا کے بارہ مین اپنی وصیت کے بہت مواقع مین فرمایا
کہ میرا چچا عباس آبا اور اجداد کا بقیہ ہے اوسکے بارہ مین میری رعایت کرو ہر ایک میری عنایت مین ہے اور مین اپنے چچا عباس کے حمایت
مین ہون جسنے اوسکو ایذا دی اوسنے مجھکو ایذا پہنچائی اور جسنے اوس سے عداوت کی اوسنے مجھسے دشمنی کی اوسکی صلح میری صلح ہے اور اوسکی
لڑائی میری لڑائی ہے اور اوسکو عمر نے تین مواقع مین ظاہر غیر مخفی ایذا پہنچائی منجملہ اونکے پرنالہ کا معاملہ تھا اگر اوسکو
علی کا خوف نہوتا تو پرنالہ کو اوسکی حالت پر پہنچوڑتا - ۱۲ -

معاملہ مین ہنگامہ قتل وقتال سے بہی فرغ نکیا ہو تو غصب بنات کے معاملہ مین - بردی عقل انصاف
کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ آپنے صبر وسکوت فرمایا ہوگا - تعجب یہہ ہے کہ غصب بنات
بہی کرین تو کون اور عاجز و بیچارہ بہی ہون تو کس کے مقابلہ مین جو جناب امیر سے ایسا ڈرتے
تہے کہ آپکے زبانی تہدید اور ظاہر دہمکی سے ڈر جاتے تہے اور اپنے ارادہ سے باز رہتے تہے ایسے
لوگ حضرت امیر سے خلافت غصب کرین یا بنات پہنین - مگر ان شاید خدا تعالے نے
یہہ فرمایا ہوگا کہ خاص امامت و بنات کے غصب مے نہ بولنا اور میراب وغیرہ کے معاملہ مین مے
قوت و شجاعت کے جوہر دکہلانا - اور بسبب کسے حکمت مضمر کی خدا کے نزدیک غصب خلافت
و غصب بنات سے پرنالہ کا اوکہاڑنا اقبح ہوگا جسکے ادراک سے ہماری عقول قاصر ہین نعوذ باللہ من ذلک
توان دلایل واضحہ سے واضح ہوا کہ جبر و اکراہ کا دعوی بالکل لغو اور سراسر باطل ہے نہ خدا کی طرف سے
وصیت تہی کہ دین کی بربادی اور اہلبیت کی اہانت و تذلیل چپکے چپکے دیکہنا اور سر نہ ہلانا نہ آپ
بیچارہ اور بے یار و انصار تہے نہ آپ کو یار و انصار کی ضرورت تہی والحمد للہ علی ذلک لیکن جسقدر
ماسبق مین اس نکاح کی نسبت گذارش ہوا ہے وہ علی سبیل التنزل والتسلیم تہا ورنہ فی الحقیقت بندہ
نے جو کچہہ عرض کیا تہا اوس سے نکاح ہرگز مراد نہ تہا - کیونکہ بندہ نے الزاماً یہہ عرض کیا تہا کہ اگر تمکو
کی یہی تمنی ہین کہ نعوذ باللہ توبہ توبہ آل رسول کی بنات کو بلکہ بلکہ اونکے ستر مگاہونکو معصوب علاوہ ہمرونین
اس عبارت سے صریح ظاہر ہے کہ بندہ نے غصب کا الزام لگایا ہے پس اسپر یہہ کہنا کہ مراد
غصب سے نکاح ہے سراسر تحریف ہے - ثبوت غصب تو روایت کلینی وغیرہ سے واضح ہے - بلکہ
بعبارت انہس ثابت ہے وہ روایت کرتے ہین - ہی اول فرج غصبت منا - پہر اوسکو نکاح سے محمول
کرنا بوجوہ باطل ہے اول تو یہہ کہ لفظ غصب فرج سے نکاح خلاف ضمائر الویسنا اعراض
عن الحقیقۃ وصیرورت الے المجاز ہی جو بلا تعذر حقیقت جائز نہین اور اسجگہ حقیقت متعذرہ نہین ہے
بلکہ قرائن داعی الے الحقیقت ہین غصب ایسے شخص کیطرف منسوب ہے جس نے پہلے اس سے
وہ کام کیے جو اس سے بدرجہا زیادہ تہے - کیونکہ ستمگردہ دشمنان اہلبیت تہا - اوسنے بعد

وفات سرور کائنات کے دو معصوموں کو قتل کیا مہبط وحی خانہ اہلبیت کو جلایا اہلبیت کے ذلت واہانت
میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ جسکی یہ حالت ہو اور اوسکی طرف غصب بنات روایات میں منسوب ہو تو عقل
سلیم کسطرف ہرگز یہ متطرق نہیں ہوگا کہ اوسنے بجبر نکاح کیا ہوگا۔ جب وہ ایسا خلیع العذار ہے کہ جس نے پہلے
ایسی ناشائستہ حرکات کئی ہوں اوسکو کیا ضرورت ہے کہ وہ نکاح کے جھگڑی کو خریدی نکاح کی نسبت
بدون نکاح کے غصب میں تذلیل اہلبیت زیادہ متصور ہے پس اوسنے ظاہراً اصول شیعہ پر وہی کیا ہوگا
جو باعث تذلیل اہلبیت زیادہ ہو تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غصب اپنی معنی حقیقی پر ہی محمول ہے
دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ مراد غصب سے نکاح بلا رضا ہے۔ تاہم مفید مدعا نہیں کیونکہ حسب
تصریح فقہای قوم نکاح مومنہ کا دشمن اہلبیت ہی قطعاً حرام بلکہ اشد محرم ہے پس جبکہ ادنے مومنہ کا نکاح
ادنے دشمن اہلبیت کے ساتھ حرام ہو تو جگر گوشہ بتول کا نکاح سرآمد دشمنان اہلبیت اور سرور فقہائے
علی مزعوم الشیعہ کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا۔ پس جب یہ نکاح جائز نہوا اور حرام ہوا تو غصب اور نکاح میں
صرف تنازع لفظی ہی رہگیا۔ اور اگر تقیہ اور جبر و اکراہ کا عذر فرادیں تو وہ عنقریب ایسا زیر و زبر ہو چکا ہے
کہ اوسکی اصلاح فاضل مجیب سے بعد جعبت ہی محال ہے ولن یصلح العطار ما افسد الدھر تیسری
صاحب نرنہ نے اپنی دانشمندی سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ نکاح کیونکر بغیر طیب خاطر باشد اصلا ستلزم زنا نیست
چہ بجواز تزویج در مقام ضرورت و اضطرار ارباب رخصت ست چنانچہ بجواز تناول میتہ در حال مخمصہ و اضطرار
تائین تقیہ میگویند کہ شارع فعلی را کہ بطریق تقیہ واقع شود قائم مقام ما مور بہ قرار داد۔ پس بجا آوردن
آن امتثال امر الٰہی ست و این معنی مقتضی اجزست پس وقوع زنا لازم نیاید چنانچہ ہرگاہ جابری
شخصی را در طلاق دادن زوجہ اش اجبار نماید در عرف میگویند غصبت زوجتہ۔ حضرت کشمیری
صاحب نے جبر و اکراہ و ضرورت و اضطرار کی نسبت جو کچھ تحریر فرمایا اوسکا قلع و قمع واجبی ہم کر چکے
ہیں لیکن حضرت کشمیری اور اونکے مقلدین سے اسقدر استفسار باقی ہے کہ کیون حضرت جب
جبر و اکراہ و ضرورت و اضطرار کی ٹہری اور مثل میتہ اور لحم خنزیر کی حالت مخمصہ میں ہوئی۔ تو جو کچھ
بجبر واقع ہوگا وہ مباح ہوگا اور جو کچھ از راہ اکراہ والجا واقع ہوگا وہ عین امتثال حکم خداوندی ہوگا

تو پھر چاہیے لفظ غصب کو اوسکے معنے حقیقی سے پھیر کر معنی مجازی پر محمول نکرین بلکہ معنی حقیقی پر
محمول کرنے سے اور زیادہ غاصب کی برائی پر دال ہوگا اور اہلبیت نبوت پر کسی قسم کا الزام لازم
ہوگا کیونکہ دونو صورتو مین اہلبیت سے تو جو کچھ ہوا وہ بحالت مخمصہ تقیہ کے پردہ مین ہوا جو امتثال
امر خداوندی ہے خواہ نکاح بلا رضا ہوا تو اور غصب ہوا تو لیکن غاصب کے حق مین اگر نکاح بجبر تسلیم
کیا جاوی تو ایک معصیت اکراہ کی ہی ہوگی وبس - کیونکہ بعد نکاح تحقق زنا مفقود ہے - اور اگر غصب
اپنے معنی پر محمول ہوگا تو بحق غاصب ایک برائی فعل غصب کے ہوگی اور دوسری زنا کی کہ اوسکے
حق مین لامحالہ یہہ زنا ہوگا معلوم نہین کہ اس لفظ کو اوسکے معنے حقیقی سے کیون پھیرتے ہین
اور معنی مجازی پر بلا ضرورت داعیہ اور بدون قرینہ کیون محمول کرتے ہین - واجب ہے کہ اس
لفظ کو اوسکے معنے حقیقی سے مصروف نکرین اور معنے مجازی کا ارتکاب نفرماوین - رہا یہہ کہ آپکے
حضرت کشمیری صاحب جو یہہ نظیر پیش فرماتے ہین کہ اگر کوئی جابر بجبر و اکراہ کسی کی زوجہ کو
اوس سے طلاق دلوائی تو عرف مین کہتے ہین غصبت زوجتہ محض غلط ہے کیونکہ اول تو اس
عرف مین ہے کلام ہی جبتک کسی دلیل سے ثابت نکیا جاوی بعد اوسکی یہہ نظیر اپنی ممثل لہ کی ہی
مطابق نہین اور نہ اسکا غصب ہونا ممثل لہ کے غصب ہونے کو مستلزم ہے کیونکہ طلاق با کراہ
دلوانا گویا ایک شخص کے مملوک شی کو اوسکی قبض و تصرف سے بلا جواز شرعی بجبر نکالنا ہے - جسپر
غصب صادق آتا ہے اور ما نحن فیہ مین یہہ معنے مفقود ہین کیونکہ نکاح بالجبر کی صورت مین
کسیکی مملوک و متصرف کو اوسکی قبضہ سے نہین نکالا تو نکاح بالجبر کی مماثل نہوا - اچھا ہمنے مانا کہ
یہہ دونو برابر سہی لیکن پھر یہہ دعوی آپکی حضرت کشمیری کا غلط ہے کیونکہ اس عبارت سے
نکاح اوسوقت مستفاد ہوسکتا ہے جبکہ غصب کے نسبت نفس عورت کیطرف جاوے اور
جب اوسکی نسبت عورت کی فرج کیطرف کرکے زیادہ شنیع و قبیح کیجاوی تو اوسوقت تاویل نکاح
بالجبر کے مسلم نہین بلکہ اوسوقت بسبب اسکے غصب کا فرج پر وقوع بیان کرکے غایت درجہ
قبح و شناعت مین پہنچایا گیا ہے غصب حقیقی ہی مراد ہوگا تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ہرگز مراد نکاح بالجبر نہین

بلکہ غصب حقیقی مراد ہے - مگر حضرت کشمیری صاحب نے اپنی خوش فہمی سے اس قید کو نہیں سمجھا یا تجاہل فرمایا ہو - غرض بہر کیف غصب خواہ حقیقی معنے پر محمول ہو یا مجازی معنے پر وقوع حرام مین اصول شیعہ پر کچھہ کلام نہین ہر طرح حرام ہونا حضرات کا سمجھا نہین چھوڑتا - **قولہ** بالفرض اگر ام کلثوم بنت زہرا ہی کا نکاح ہوا تب بھی کیا قباحت لازم آتے ہی یہہ ظاہر ہے کہ یہہ نکاح بخوشی نہین ہوا - **اقول** جب فریقین کے کتب معتبرہ اور روایات معتمدہ سے ثابت ہے کہ یہہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہی ہوا ہے تو بالفرض کے کیا معنی یہہ امر فرضی تو نہین ہے یہہ تو واقعی اور تحقیقی ہی پھر لفظ بالفرض کہنا محض دھوکہ دہی ہے - اور جب آپنی اس نکاح کو تسلیم کرلیا تو قباحت یہہ لازم آتی ہے کہ تمام اصول و فروع شیعہ برباد ہوئی جاتے ہین کیونکہ حسب روایات شیعہ جناب امیر المجاد مضطر نہین ہو سکتے تھے تو لامحالہ یہہ نکاح بخوشی ہوا اور اس سے جیسی کچھہ صاعقہ شرربار خرمن مذہب امامیہ پر واقع ہوتی ہے کسی فی خرد پر مخفی نہین کیونکہ اگر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اسکے اہل اور لائق تھے تو یہی مذہب شیعہ کی خرابی اور اگر لائق نہین تھے تاہم مذہب شیعہ کی بربادی اور اگر بالاجبار یہہ ہی بنا خوشی و نارضی یہہ نکاح واقع ہوا تاہم مذہب شیعہ کی تباہی پس ہماری فاضل مجیب کا یہہ کہنا تب بھی کیا قباحت لازم آئی نادانستگی یا تجاہل سے ناشی ہے ورنہ جب بسند روایات شیعہ نکاح صحیح ہوا تو یہہ کہنا کہ کیا قباحت لازم آئی سراسر لغو فرمایا ہے **قولہ** چنانچہ شرح صحیح بخاری کے روایت یا دار بسند کہا ہے **اقول** ہم سابقا عرض کر چکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب شوستری نے اس روایت کو ابن حجر متاخر کیطرف نسبت کیا ہے جو ابن حجر مکی ہے اور آپکے کشمیری صاحب نے نزہہ مین اس روایت کو مطلق ابن حجر کیطرف منسوب کیا ہے تو بظاہر ہماری فاضل مجیب کے خوش فہمی معلوم ہوتی ہے کہ اپنی کلام مین جو نزہہ سے لیتے ہین یہہ سمجھکر کہ ابن حجر مطلق لکھا ہے تو عسقلانی مراد ہوگا اور شرح بخاری مین لکھا ہوگا فتح الباری کی طرف کہ بادا فتراء نسبت فرمادیا حالانکہ وقت اطلاق کے سبقت ذہن کے فتح الباری کے طرف ممنوع بلکہ متبادر مطلق ابن حجر کی ایسی امر کے ذکر کرنے سے جو متعلق حالات صحابہ ہو کتاب اصابہ ہے اور اسمین یہہ روایات بطرق متعددہ موجود ہین

لیکن اس روایت کا کہین نشان بہی نہین بلکہ اسکی مخالف ثابت ہوتا ہے - اور اگر بالفرض یہہ روایت
فتح الباری مین ہو بہی تو آپکے قاضی صاحب کا ابن حجر متاخر یعنے کی طرف نسبت کرنا کذب
وغلط ہوگا قطع نظر اس سے کہ قاضی صاحب نے فقط متاخر لکہا ہے اور قرینہ بہی دال ہے کہ مراد ابن حجر سے
ابن حجر مکی ہے وہ یہہ کہ قاضی صاحب بعد نقل روایت کے فرماتے ہین جسکا حاصل یہہ ہے کہ بعد
اس روایت کے ابن حجر نے عمر کے ضم وتقبیل کیطرف جو عقد وتعلیل سے پہلے واقع ہوئی یہہ عذر
کیا ہے کہ ام کلثوم لسبب صغر سنی کے اسقدر کو نہین پونہچی تہی کہ مشتہاۃ ہو کہ اوسکی ضم وتقبیل
حرام ہو اور اگر وہ صغیرہ نہوتی تو حضرت علی اوسکو کیون بہیجتے - اور یہہ عبارت صواعق ابن حجر مکی مین
مذکور ہے وتقبیلہ وضمہا علی جہۃ الاکرام لانہا لم تبلغ حد تشتہی حتی یحرم ولو لا
صغرہا لما بعث بہا ابوہا کذلک - مگر اس روایت کا جسکا قاضی صاحب دعوی فرماتے ہین وہان
کہین پتا ونشان نہین پس معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قاضی صاحب کی اوسی غلطی یا مغالطہ کی تقلید
وتقلید ہوتے چلی آئے ہے مگر ہماری فاضل مخالف نے اوسپر یہہ اور طرہ لگایا کہ فتح الباری شرح
صحیح بخاری کے طرف نسبت کردیا جو ابن حجر عسقلانی کی ہے پہر اگر بالفرض یہہ روایت کسی
ابن حجر نے اپنی کسی کتاب مین نقل کی ہو تاہم جب متعارض روایات جمہور محدثین کے ہے قابل
اعتبار کے نہین ہوسکتی اور اگر اعتبار بہی تسلیم کرلین تو فاضل مجیب کا یہہ ارشاد کہ "باوازبلند
پکارہی ہے" غیر مسلم ہے بلکہ بقاعدہ الحدیث یفسر بعضہ بعضا بانضمام دیگر روایات اس روایت
عین الجاہ کے یہہ معنے ہونگے کہ کثرت الحاح وسالت اور نہایت تردد ومراجعت فرمائے اور ظاہر ہے
کہ یہہ معنے عین مناقض دعوے سامی ہے اب لیجئے جو روایات کہ ان معنے پر دال ہین صواعق
محرقہ کے باب حادی عشر مین مروی ہین وفی روایۃ انہ صعد المنبر فقال ایہا
الناس انی واللہ ما حملنی علی الحاح علی علی فی ابنتہ الا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

سلہ اور اوسکا ضم وتقبیل کرنا تعظیم کے طور پر تہا کیونکہ وہ بسبب اپنی صغر سنی کے حد شہوت کو نہ پونہچی تہی کہ حرام ہوتی اور اگر
اوسکی کمسنی نہوتی تو اوسکا باپ اوسکو السلیح نہ بہیجتا - ۱۲ سلہ اور ایک روایت مین ہے کہ عمر منبر پر چڑہے اور کہا ای لوگو واللہ
علی نے اوسکی دختر کے معاملہ مین الحاح کرنے پر مجبور نہین کیا اور نہ مجھکو یہہ خیال تہا مگر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۱۲

یقول کل سبب وصهر ینقطع الا سببی وصهری وانما یاتیان یوم القیمة فتشفعان لصاحبهما فی روایة لما اکثر تردده الی علی اعتل بصغرها فقال ما حملنی علی کثرة تردّدی الیک الا انی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول کل حسب ونسب وصهر الخ

ان روایات سے کثرت الحاح و مراجعت اور نہایت تردد و مسالت بداہۃً ثابت ہی پس روایت مانحن فیہ مین جو لفظ الجاہ واقع ہے وہ بھی اسی معنے پر محمول ہوگا علی اصول اہل حق کیونکہ نہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فاسق و فاجر و ظالم اور غاصب تھے اور نہ جناب امیر رضی اللہ مظلوم مقہور و حیران و مغلوب تھے تو لامحالہ مطابق اصول اہل حق کے ان معنی پر حمل کرنا لازم ہوگا۔ اور فاضل مجیب کا دعوی غلط ہوگا۔ وہو المطلوب **قولہ** اور غصب کے معنے یہہ ہی ہین نہ کچھہ اور **اقول** یہہ معنے غصب کے صرف حضرت کا ہی اختراع ہے جبتک آپ کسی نقل سے اسکو ثابت نہ فرماوینگے اسوقت تک یہہ دعوے قابل سماعت نہین اور بالفرض تکلف اگر یہہ معنی ہون بھی تو حصر سراسر غلط ہے جو حضرت کے خوبی فہم سے پیدا ہوا ہے اگر آپکے نزدیک یہہ صحیح تہا تو کسی دلیل سے تو ثابت فرمایا ہوتا **قولہ** خلیفہ ثانی مسلمان کلمہ گو تہی احکام اسلام انپر جاری تہے نکاح شرعی ہوا۔ **اقول** اس جواب کا مطلب یہہ ہی کہ بوجہ ظاہری اسلام خلیفہ فاروق یہہ نکاح از روی شرع کے جائز ہوا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو اپنے مسائل فقہیہ تک کے بھی خبر نہین ہے اور خبر کیونکر ہو مناظرہ کی چند کتابین دیکھکر تو مجتہد بن بیٹھے مسائل فقہیہ کی خبر ہو تو کیونکر ہو۔ اجی جناب میر صاحب یہہ اجتہاد آپنے غلط فرمایا اور اسمین آپنے خطا کی آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ فرماہیے آپکے یہان صحت نکاح کے واسطے صرف ظاہری اسلام و کلمہ گوئی ہرگز مفید نہین ہے بلکہ عموماً کتب فقہیہ مین نواصب

لہ فرماتے ہر واسطہ اور دامادی تعلق قطع ہو جائیگا مگر میرا واسطہ اور دامادی تعلق کہ وہ قیامت مین کام آئیگی اور اپنے تعلق والے کی سفارش کرینگی اور ایک روایت مین ہے کہ جب عمر علی کے پاس (اس معاملہ مین) بکثرت آئی گئی آپنے اوسکو صغر سنی کا عذر کیا۔ عمر نے فرمایا کہ مجکو بکثرت آمد رفت پر یہہ اسکی کمسنی بد سمجھنے نہین کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تہے کل حسب اور نسب وقطع الخ ۱۲۔

وخوارج کے ساتھ موصنہ کا نکاح صراحۃً ناجائز لکھا ہے اسوقت من لایحضرہ حاضر ہے اوسمیں یہہ
روایت موجود ہے - وروی[1] الحسن بن محبوب عن سلیمان الجعفری عن ابی عبد اللہ
علیہ السلام قال لاینبغی للرجل المسلم منکران یتزوج الناصبیۃ ولا یزوج
ابنتہ ناصبیا ویطرحہا عندہ قال مصنف ھذا الکتاب رحمۃ اللہ من نصب
حربا لآل محمد علیہم السلام فلا نصیب لھم فی الاسلام فلذلک حرم نکاحھم
وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ صنفان من امتی لانصیب لھم فی الاسلام المنا
لاھل بیتی الخ اس روایت سے حرمت نکاح نواصب ہی نہیں ثابت ہوئی بلکہ اس سے
یہہ بھی ثابت ہوا کہ نواصب کا ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی ہرگز قابل اعتبار نہیں اور جو
بعض شیعہ مثل فاضل مخاطب شکنجہ ابحاث میں گرفتار ہو کر ظاہری اسلام کو اعتبار کرتے ہیں
سراسر غلط ہے نکاح تو ایک طرف رہا نواصب کا تو جھوٹا تک بھی نجس ہے من لایحضرہ میں ہے
ولا یجوز الوضوء بسور الیھودی والنصرانی وولد الزنا والمشرک وکل من خالف
الاسلام واشد من ذلک سور الناصب استبصار میں ہے وبھذا الاسناد عن
محمد بن یعقوب عن احمد بن ادریس بن محمد بن احمد بن یحیی عن ایوب
بن نوح عن الوشا عمن ذکرہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ کرہ
سور ولد الزنا والیھودی والنصرانی والمشرک وکل من خالف الاسلام وکان
اشد ذلک عندہ سور الناصب پس جب نواصب کے جھوٹے کا یہہ حال ہے تو اونکا

---

[1] امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا ہم میں سے مسلمان شخص کو لائق نہیں کہ ناصبیہ کے ساتھ شادی کرے اور اپنی بیٹی کا ناصبی کے ساتھ
نکاح کرے اور اسکو اوسکی پاس ڈالدی مصنف کتاب کہتا ہے جو آل محمد علیہ السلام کے ساتھ لڑائی قائم کرے اونکی لیے اسلام میں کچھ
حصہ نہیں ہے اونکا نکاح حرام ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا - میرے امت میں دو قسم کے لوگ ہیں جنکو اسلام میں
کچھ حصہ نہیں ایک تو میری اہلبیت کے ساتھ دشمنی رکھنے والا الخ - ۱۲ - [2] یہودی اور نصرانی اور ولد الزنا اور
مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے کے ساتھ وضو جائز نہیں ہے اور اس سے بھی سخت تر ناصبی کا جھوٹا ہے امام
ابی عبد اللہ سے مروی ہے اونہوں نے ولد الزنا اور یہودی اور نصرانی اور مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے کو مکروہ سمجھا
اور سب سے سخت تر آپکے نزدیک ناصبی کا جھوٹا تھا - ۱۲ -

نکاح کیسا کچھہ ہوگا - علی الخصوص ایسے شخص کا نکاح جو بزعم شیعہ دشمنان اہلبیت کا سرگروہ قائل معصوم ہو کہ ایسی شخص کو شیعہ بحسب العین اعتقاد کرتے ہین اور اوسکی عدم طیب ولادت کا حکم کرتے ہین چنانچہ خاتم المتکلمین مولانا مولوی عبدالعلی رحمۃ اللہ علیہ نے معانی الاخبار صدوق سے عدم طیب ولادت کے نسبت یہہ روایت نقل کی ہے حدثنا علی بن احمد بن موسی رضی اللہ عنہ قال حدثنا محمد بن ابی عبداللہ الکوفی عن موسی بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن یزید النوفلی عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال سالتہ عما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان ولد الزنا شر الثلاثۃ قال علیہ السلام عنی بہ انہ شر من تقدمہ ومن بعدہ قطعا ناجائز اور حرام ہوگا - اور جب ادنے مومنہ کے نکاح کا یہہ حال ہو تو قدوہ مومنات بضعۂ سرور موجودات جگر گوشۂ بتول کا نکاح تو دین وایمان سے دست برداری ہوگی اسیواسطے حسب تصریح خاتم المتکلمین بعض روایات مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص اپنی دختر کا ایسی لوگونکی ساتھہ نکاح کرے وہ دشمن دین وایمان ہے اور ملت وشریعت کے بیخ کو قطع کرتا ہے اور اگر آپکے نزدیک ظاہری اسلام اور زبانی کلمہ گوئی اجراء احکام اسلام کے لیے کافی ہے تو پھر آپ ذرا اپنی قبلہ وکعبہ سید محمد صاحب نشنہ المطاعن سے پوچھیے کہ حضرت آپ جو تحفہ کے اس قول کے جواب مین یہہ لکھا کہ توقف ابوبکر در استیفاء قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفاء قصاص عثمان بطریق اولے قادح باشد[1] - یہہ ارشاد فرماتے ہین "خلاصہ جواب از طرف شیعیان آنست کہ عثمان نزد ایشان جائز القتل بود ولہذا اخذ قصاص او واجب نباشد" اسکے کیا معنے ہین جب ظاہری کلمہ گوئی پر احکام اسلام جاری ہین اور اونکا مومنات کے ساتھہ نکاح صحیح ہے تو پھر آپکا یہہ فرمانا کہ وہ جائز القتل ہین اور اونکا دم ہدر ہی بالکل غلط اور مخالف

[1] تمہارے اس سے پوچھا اس حدیث سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے فرمایا ولد الزنا شر الثلاثۃ علیہ السلام فرمایا اس سے مراد یہہ ہے کہ اپنی سے پہلے اور پچھلے سے بدتر ہے -

شریعت ہی پھر معلوم نہین آپکے قبلہ آپکے اس اعتراض کا کیا جواب دینگی ظاہر تو یہہ ہے اگر حیا کو کام فرمائیگی تو اپنے خلاف واقع بیانی کا اعتراف کرین گے اور اگر اونسے نہ پوچھین تو یہہ سوال ہماری محبسکا خود اونکی نفس کے طرف راجع ہے اور وہ اسکے جواب دہ ہونگی **قولہ** جناب سرور کائنات کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت زینب دختر رسول خدا مسلمان ہوگئی تہین اور اونکا شوہر ابو العاص کافر تہا انمین مفارقت نکروائی اور اس باب مین جو آپکی علمار نے تاویل کی ہے اوسکو یہہ روایت باطل کرتی ہے۔ تاریخ خمیس مین حضرت ام المومنین عائشہ سے منقول ہے۔ قالت کان الاسلام فرق[1] بین زینب وابی العاص لان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یقدر ان یفرق بینہما وکان مغلوبا بمکۃ جب یہہ بات ثابت ہوئی تو یہان کیا حجت ہے **قول** ہمارے فاضل مجیب کے ہمپر تو طعن ہمیائی اور بے شرمی کی نسبت ہوتی ہی تہے لیکن یہان تو خود بدولت نے شرم وحیا کا پردہ اوٹھا کر دین ودیانت کو طاق مین رکہا کر خاتم النبیین سید المرسلین کے عصمت بلکہ نبوت ہی پر تسلم نسخ پہیر دیا اور برخلاف نصوص قرآنیہ آپنے اس نکاح کے علی الاجمال جواز کو تسلیم فرمایا۔ تو معاذ اللہ آپکے قول کے موافق خاتم النبیین مرتکب حرام کے ہوئی۔ کیونکہ اپنی بیٹی سونپنا کا باختیار خود بلا جبر واکراہ کافر کے ساتہہ نکاح کیا حالانکہ وہ بقول آپکے ناجائز تہا۔ اور اگر یہہ مراد ہے کہ وقت عقد کے دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافرہ تہے اور بعد مین ایمان لائی چنانچہ آپکا یہہ قول کہ حضرت زینب دختر رسول اللہ مسلمان ہوگئی تہے اسپر دلالت کرتا ہے کہ وہ پہلے سے مسلمان نہ تہی اور بعد مین مسلمان ہوگئی تہے یہہ بہی آپکے دین وایمان کے مقتضی سے ناشی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دختر کو بلا دلیل کافرہ کہین۔ واقعی اہلبیت نبوت کے ساتہہ آپکی زعم مین دلاری محبت اور تسک اسیکا نام ہی آپ تفریق کا ذکر الہی کیون فرماتے ہین۔ پہلے تو نفس عقد کے نسبت فرماوین کہ وہ بجبر ہوا یا برضا اور جائز ہوا یا حرام۔ اگر یہہ نکاح بجبر ہوا اور باوجودیکہ حرام تہا لیکن کفار مکہ نے بجبر واکراہ یہہ نکاح حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کرایا تو البتہ آپکا مقیس علیہ ہوسکتا ہے لیکن

[1] فرق

اس صورت مین اول آپ جبر و اکراہ کا ثبوت دیوین اور انشاء اللہ قیامت تک بھی نہ دیسکینگے اور بعد اوسکی حضرت کے حق مین جو تقیہ کا فتوی دیوین ہر حرت کا ثبوت دینا اور اگر برضا ہوا اور حرام تہا جیسا کہ آپکی کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمہ کا نکاح کافر کے ساتہہ حرام ہے" تو پہر آپ ہی خیال فرما لیجیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دشمن کیسی فعل کے مرتکب ہوئے اور اگر نکاح برضا ہوا اور جائز تہا چنانچہ واقعی اور فی نفس الامر ایسا ہی ہے تو پہر آپکا اوسکو ذکر کرنا اور مقیس علیہ قرار دینا سراسر غوش فہمی ہے۔ لیجیے ہم اسکی جواز کو آپکی ہی کتابون سے ثابت کرتے ہین۔ پس واضح ہو کہ ابتداء اسلام مین جبتک تحریم نکاح مومنہ کی مشرک کے ساتہہ نازل نہین ہوئی تہی اوسوقت اہل شرک و اہل ایمان مین یہہ نکاح جائز و حلال تہا اسیواسطے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص سے کر دیا تہا چنانچہ اسکی علت شرائع سابقہ مین یہی تہی۔ تفسیر مجمع البیان مین فاضل طبرسی تحت آیت شریفہ واقعہ سورۂ ہود قال یاقوم ہؤلاء بناتی ہن اطہر لکم لکہتے ہین[۱] وکان یجوز فی شرعہم تزویج المومنۃ من الکافر وکذا کان ایضاً فی صدر الاسلام وقد زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنتہ من ابی العاص بن الربیع قبل ان یسلم ثم نسخ ذلک پہر دوسرے جگہ سورۂ حجر مین تحت آیت کریمہ ہؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین لکہتے ہین[۲] وقولہ ان کنتم فاعلین کنایۃ عن النکاح ای ان کنتم متزوجین وقیل انما قال ذلک للرؤساء الذین یکفون اتباعہم وقد کان یجوز تزویج المومنۃ من الکافر یومئذ وقد کان ذلک ایضاً فی شریعتنا ثم حرم اور نیز فاضل کاشانی خلاصۃ المنہج مین پہلے آیت کے تفسیر مین لکہتے ہین۔ گفت لوط اے گروہ من اینہا دختران من اند ایشانرا بخواہید کہ ایشان پاکیزہ اند مر شمارا تزویج دختران بشرط ایمان بودہ یا در شریعت او تزویج موسنات

---

[۱] اور اوسکی شرع مین مومنہ کا نکاح کافر کے ساتہہ جائز تہا اور اسیطرح شروع اسلام مین بہی تہا اور حضرتؐ نے اپنی دختر کا نکاح ابوالعاص سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو کر دیا تہا پہر منسوخ ہو گیا۔ ۱۲ [۲] قولہ ان کنتم فاعلین نکاح سے کنایہ ہے یعنی اگر تم نکاح کرنے والے ہو تو ہین کہ یہہ سردار انکو کہا جو اپنی اتباع کو روک سکتے ہین اور اوسوقت مومنہ کا نکاح کافر کے ساتہہ جائز تہا اور پہلے ہماری شریعت مین بہی تہا پہر حرام ہو گیا۔ ۱۲

بکفار جائز بودہ چنانکہ در ہدایت اسلام حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختری از دختران
خود بعقبہ داد و دختر دیگر را بابو العاص و بعد از آن این حکم منسوخ شد۔ انتہے علے مافی ازالۃ العنین
اور جب یہہ حکم بعد جواز زمانہ حیات جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم مین منسوخ ہو چکا اور یہہ نکاح متنازعہ فیہ
بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا تو غیر منسوخ کو منسوخ پر قیاس کرنا اور حرام و حلال کو یکساں
و سادی سمجھنا حضرات مجتہدین و متکلمین شیعہ کی قوت قدسیہ یا محدثیہ کو زیبا ہے اور روایات
اہل سنت کے یہی اسپر دال ہین۔ کہ نکاح مومنہ کا کافر کے ساتھہ مبدا اسلام مین جائز تہا بعد اوسکے
منسوخ ہوا چنانچہ تفاسیر و احادیث مملو ہین شرح مصابیح سے ایک روایت جو حضرت ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے ازالۃ العنین سے نقل کرتے ہین۔ عن عائشۃ لما بعث
اہل مکۃ فی فداء اسرائہم حین غلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر فقتل
بعضہم واسر بعضہم وطلب منہم الفداء بعثت زینب بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من خدیجۃ فی فداء زوجہا ابی العاص بن الربیع من عبد شمس القرشی بمال
وھو کان من جملۃ اسراء بدر وکان تزویج الکافر بالمسلمۃ جائزا فنسخ بقولہ تعالے
ولا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا الخ۔ پس ثابت ہوا کہ بموجب روایات فریقین کے
نکاح حضرت زینب رض کا قبل نسخ کے ہوا کہ اوسوقت مین جائز اور حلال تہا اب یہان شاید بعض
اذہان لوگونکو جنکو حالات شریعت سے پوری واقفیت نہین یہہ شبہ واقع ہو اور وہ یہہ اعتراض کرین
کہ سلمنا قبل نسخ کے جائز اور حلال تہا لیکن بعد نسخ کے تو حرام ہوا تو اوسوقت تفریق کی
ضرورت ہوئی اور ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب مغلوبیت کے تفریق نکر اسکی
پس اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو ہم یہہ تسلیم نہین کرتے کہ تحریم کا نزول تفریق سے پہلے ہے

لہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فتح پائی اور بعض کفار کو قتل کیا اور بعض کو قید کر
لائے اور اونسے فدیہ طلب کیا تو جب اہل مکہ نے فدیہ بہیجا تو زینب نے بہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر بطن خدیجہ سے ہتی اپنے
شوہر ابو العاص بن الربیع بن عبد شمس قرشی کے فدیہ مین جو بمجملہ قیدیونکے تہا مال بہیجا اور کافر کا نکاح مسلمہ کے ساتھہ جائز تہا
قولہ تعالے ولا تنکحوا المشرکین حتے یومنوا کے ساتھہ منسوخ ہوا ۱۲۔

بلکہ جائز ہے کہ بعد تفریق کے آیت تحریم کا نزول ہوا ہو - دوسرا جواب بطور حل و تحقیق کے یہہ ہی
کہ واقعان نزول احکام پر مخفی نہین ہے کہ جو احکام اول مشروع تھے اور بعد مشروعیہ کے منسوخ
ہوئی اونکی نسخ کے یہہ معنے ہین کہ بعد نسخ کے ان افعال کا کرنا بشرطیکہ اونہین اہل اسلام کے
اختیار کو دخل ہو غیر مشروع ہے اور جو کچھہ کہ نسخ سے پیشتر ہو چکا اور اوسکی نسخ و رفع مین مسلمانونکو
کچھہ دخل نہین وہ حکم نسخ مین داخل نہوگا - اور ظاہر ہے کہ عقد نکاح اگرچہ باختیار اولیا عورت ہی
لیکن نسخ نکاح مین عورت یا اوسکی اولیا کو بحکم شریعت کچھہ دخل نہین تو فی الحقیقت اوسپر نسخ
وارد ہی نہین ہوا جو اوسکو حرام اور غیر مشروع سمجھا جاوی - اور ضرورت تفریق کی واقع ہو -
کیونکہ دلائل المشرکین سے ممانعت عقد نکاح جدید کی ثابت ہوتی ہے نہ نسخ نکاح منعقدہ سابق
پر دال ہے تو تحریم اسپر وارد ہی نہین اور حکم ناسخ اسکو شامل ہی نہین - پس تاریخ خمیس سے
جو روایت نقل فرمائی ہے وہ فریقین کے روایات صحیحہ معتمدہ کی مخالف ہی اور قابل احتجاج کے نہین
بلکہ خود ام المومنین عائشہ رض کی روایت جو شارح مصابیح نے نقل کی ہے وہ اسکی خلاف ہے
اور ممکن ہی کہ تاریخ خمیس کے روایت مین کان الاسلام فرقا محمول استحباب پر ہو باین معنے
کہ بہتر اور مستحسن یہہ تہا کہ نکاح کو نسخ کرا کر حضرت زینب کا نکاح کسے سمان ہی کرتے کیونکہ اسلام نے
باہم اہل اسلام و کفار مین ایک قسم کی تفریق کردی تہی - لیکن چونکہ نسخ باختیار مرد ہے اسلیے آپکو
قدرت نہ تہی اور شاید موجب کشاکشی اور فتنہ کا ہوتا - لیکن آپ مغلوب تہی ایسی حالت مین
صرف استحباب کے لیے فتنہ برپا کرنا مناسب و مصلحت نہ تہا اور چونکہ تحریم کا نزول جب تک
نہین ہوا تہا یہہ نکاح ہی حرام نہین ہوا تہا تو اس توجیہہ کے موافق تمام روایات مجتمع ہوگئی اور
بحمد اللہ تعارض مرتفع اور استدلال فاضل مستدل باطل ہوا مہذا بالفرض تسلیم کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین مغلوب تہے اور بوجہ مغلوبیت کے تفریق بزعم آپکے واجب تہی
لیکن یہہ قصہ مقیس علیہ نکاح ام کلثوم نہین ہو سکتا ہے - کیونکہ ہم پیشتر بروایات معتبرہ
ثابت کر چکے ہین کہ مغلوبیت جناب امیر کا قائل ہونا ہی غلط اور باطل ہے - غرضکہ اس قصہ کو

فائدہ جلیلہ در بیان نسخ و عدم نسخ

یہان ذکر کرنا حضرات شیعہ کے عموماً اور فاضل مخالف کے خصوصاً کمال خوش فہمی اور دانشمندی ہے
ہان اگر اوس نکاح کو تقیہ علیہ قرار دیتے کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیون
زینب و رقیہ کا نکاح یکے بعد دیگرے عثمان ذی النورین کے ساتھ فرمایا اور وہان بھی نصب کے
قائل ہوتے اور حضرت کے مغلوبیہ اور تقیہ کا دعوے کرکے ثابت کرتے تو البتہ مضائقہ نہ تھا
چنانچہ قاضی صاحب شوستری نے مجالس مین اسکو ابن الفنا فرمایا کہ بنی دختر بعثمان داد دلی دختر
بعمر دستاد" اور اسکو ذکر کرکے اپنے استدلال کے بیچ آپ اپنے ہاتھون کاٹ ڈالی کیا سمجھے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فعل تو نہ تقیہ سے تھا نہ مغلوبی و درماندگی و جبر و اکراہ سے تھا تو یہہ
فعل انکاح بطیب خاطر و جواز شرعی ہوا تھا تو ولی کا فعل انکاح بھی ایسا ہی برضا و خوشی
و جواز شرعی بلا جبر و اکراہ ہوا و ہو المدعی۔ **قولہ** معاذ اللہ اگر یہہ بھی فرض کرین جو حضرت مجیب
یا حضرت مجیب کے مبر مہدی صاحب آیات بینات مین فرمائے ہین تب بھی تمسک کو اس سے کیا
نسبت مثلاً اگر کوئی یہہ حجت پیش کرے کہ کیا اہلسنت کے رسول اللہ سے تمسک کرنے کے
یہہ ہی معنے ہین کہ انکی بیٹی کو زوجہ کافر اثم الحالمین قرار دین جبکہ اسلام نے جدائی کر دی تھی
تو حضرت کیا جواب دینگے **اقول** سبحان اللہ اہلبیت بنوت جسکی شان مین آیت تطہیر نازل ہو
اوسکے دشمنونکو صریح زنا اور فحش اور بھیانک کی تہمت سے ملوث و متہم فرمائین اور پھر بھی تمسک
مین رخنہ نہ پڑے یہہ تمسک حضرات شیعہ کا ہے تمسک ہے اور اہلسنت کے تمسک پر جو
نکاح ابوالعاص کے ساتھ معارضہ کیا بحمد اللہ اہلسنت کو سنت جواب کی کچھہ حاجت نہین کیونکہ
یہہ قصہ مشترک الالزام ہے پس اسکا جواب جو کچھہ علماء شیعہ نے دیکر فیصلہ کیا ہے چنانچہ اوسکی
نقول بحوالہ مجمع البیان و خلاصۃ المنہج ماسبق مین مذکور ہو چکی ہین وہی جواب اہلسنت کیطرف سے قبول
فرماوین کہ اسکا وقوع قبل نسخ کے تھا اور یہہ الزام جو شیعہ پر بابت غصب و فحش کے لگایا گیا ہے
یہہ بعد نسخ و تحریم کے ہے پس اسکی شرمندگی و خجالت رفع کرنے کے لیے قصہ نکاح زینب ذکر کرنا
حضرات کے کمال بے عقلی پر دال ہے جب دیکھا کہ ہر نجات جہات سے مسدود ہے۔

اور طریق گریز و فرار ہر چہار طرف سے تنگ ہے تو بطور ابدفریبی کے ایک روایت اہل حق کیطرف سے ذکر کردی تاکہ ناواقف سمجھین کہ حضرت میر صاحب قبلہ نے بھی بہت بڑا الزام دیا۔ **قولہ** انبیاء اوصیا و اہل بیت پر جو ظلم و ستم ہوئے اونکا بیان کرنا تمسک کے برخلاف نہین ہے ونکی جو ذلت و رسوائی و بیعزتی ظاہری کربلا و شام وغیرہ مین و ذریت رسول کی ہوئی انکا بیان کرنا تمسک کے برخلاف ہو پھر حضرات اہلسنت ان وقائع کو کیون اپنی کتب مین تحریر فرماتے ہین **اقول** یہہ تو آپ اوسوقت فرمائین کہ اگر ہم آپ پر تاریخی واقعات کے بیان کی نسبت الزام دیتے ہون۔ بیان واقعات تاریخی مین تو جو حالت ہوتی ہے نقل کیجاتی ہے۔ یہان تو الزام یہہ ہے کہ اہل بیت نبوت کی نسبت بنکی ولادتسک کے آپ زبانی مدعی ہین اپنی کتب دین و ایمان مین امام معصوم کے زبانی فرماتے ہین کہ امام معصوم نے فرض کرو کہ نکاح جائز کی نسبت فرمایا اول فرج غصب سنا کوئی باحیا اسکو جائز کہی گا معاذ اللہ کوئی مسلمان اسکو تجویز نہین کرسکتا ہے۔ اول تو یہہ امر واقع اور نفس الامر کے خلاف دوسرے امام معصوم پر فحش گوئی کی تہمت تیسرے جگر گوشہ بتول ؑ کے دشمنونکی نسبت بجنابت فعل حرام کا الزام۔ تعجب ہے کہ آپ اسکو تمسک کے برخلاف نہین خیال فرماتے معلوم نہین کہ تمسک کس چیز کا نام رکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ محرم مین نام بنام ہر ایک کے ذلت و رسوائی بیان کرکے واویلا کرنیکا نام ولادتسک رکھا ہے حالانکہ اگر کسی ادنے شخص پر بھی کبھی کوئی مصیبت و ذلت اوسکی اہل کے نسبت پیش آتی ہے تو بعد اوسکے کبھی اوسکا نام تک بھی نہین لیتا چہ جائیکہ اوسکا سالانہ ماتم کرے اور یہہ حضرات محب اہل بیت ہر سال اہلبیت کی ذلت کی تجدید کرتے ہین اور ہر سال اپنی علم کے پیرایہ مین اونکو ذلیل و رسوا کرتے ہین جسپر غیر مذہب کے لوگ بھی خندہ زنان ہین بس فی الواقع یہہ حضرات محب اہلبیت نہین بلکہ دشمن اہلبیت ہوئی۔ ہم نے معتبر ذریعہ سے سنا ہے کہ محرم مین دار المومنین لکھنؤ کے اندر خصوصاً حضرت مجتہد صاحب کے امام باڑہ مین اونٹ و نیز گھوڑے بند ہوکر اونپر سیاہ پوش عورتین سوار کیجاتے ہین اور وہ زنان اہلبیت کے نقل ہوتی ہے

اور مخلصین اون اونٹونسی لپٹ لپٹ کر دیتے چلاتے ہین اور ایک ایک کا نام لیکر چیختی ہین بلبلاتے
ہین غرض کیا کچھہ طوفان بے تمیزی ہے جو وہان نہین ہوتا پس اسکا نام تمسک ہے اور یہہ کچھہ
دلاوے محبت ہی - علاوہ ازین اہلسنت نے سوائی بیان تاریخی حالات کے اور وہ بھی بقدر ضرورت
نرم الفاظ مین حاشا کہ کہین اہلبیت کے شانین کوئی فحش و شنیع لفظ لکھا ہو یا حرام کا الزام
اہلبیت کی نسبت لگایا ہو یہہ صرف کام مدعیان دلاوے تمسک کا ہے ویس **قولہ** اون تمسک کے
برخلاف یہہ ہی کہ حضرت عباس جنکو حضرت مجیب نے اہلبیت تمسک مین داخل فرمایا ہی حضرت خلیفہ اول کے
شان مین اعزک اللہ بنظر انک - فرماوین - اور پھر وہ خلیفہ رسول و امام برحق ہین کنز العمال
ملاحظہ فرماوین - **اقول** ای اہل خرد و انصاف خدارا ذرا تو ہماری اور ہماری فاضل مجیب کے اس
قول کو دیکھین اور اس سے اونکی مناظرہ دانی بلکہ ہمہ دانی کا اندازہ کرین - اول تو خود ان الفاظ
کی ترکیب لفظی ہے انکی غلط ہونے پر دال ہے لفظ - بنظر انک کو ماقبل سے کچھہ تعلق و ربط
نہین اور یہہ کلام اس موجودہ عبارت مین ہے جو ہماری مجیب لبیب نے نقل کی ہے اصل
کتاب ہمکو دستیاب نہین ہوئی کہ اس عبارت کے غلط اور صحیح ہونے پر مطلع ہوتے
دوسری یہہ کہ شاید یہہ کلمہ اپنے کفر کیحالت مین کہا ہو - تیسری یہہ کہ ہم کب کہتے ہین کہ حضرت
عباس معصوم ہین - اگر بالفرض اونہون نے یہہ کلمہ فرمایا ہو خطا کی - چوتھے یہہ کہ اگر حضرت
عباس نے یہہ کلمہ فرمایا تو اس سے خلیفہ اول کے خلیفہ رسول اور امام برحق ہونے مین کیا
قدح اور کیا نقصان - اسکو ہماری مجیب لبیب نے کس دلیل سے ثابت نفرمایا جو اوسپر بحث
کیجاتی یہان اسیقدر کافی ہے کہ یہہ لفظ اگر حضرت عباس سے صادر ہوا تو اونکی خطا تہی
تو یہہ خلیفہ اول کی خلافت و امامت مین کیونکر قادح ہوسکتا ہے - پانچوین یہہ تمسک کے
برخلاف نہین - ہان تمسک کے برخلاف یہہ ہے کہ حسب تصریح علماء شیعہ جناب فاطمہ رض
بضعۃ الرسول صا جناب امیر رض کی نسبت مانند جنین پردہ نشین رحم و مانند خائنین در خانہ گرفتہ
وغیرہ الفاظ شنیعہ فرماوین اور آپ اونکو پھر بھی خلیفہ معصوم اعتقاد کرین **قولہ** ہم آپکی طرح

دریدہ دہنی نہین کرتے بپاس شرم وحیا ترجمہ ہی نہین کرتے صرف عبارت نقل کردی کنز العمال
مین آپ دیکھہ لین ہم سمجھین یا آپ سمجھین - **اقول** ظاہر ہے کہ اصل دریدہ دہنی تو آپکے
ثقۃ الاسلام کلینی کی اور انکے اساتذہ کرام وغیرہ کی ہے جو واضع اور ناقل اس فحش اور بیحیائی
اور دریدہ دہنی کے ہین - پھر یہہ کہنا کہ ہم آپکی طرح دریدہ دہنی نہین کرتے سراسر بیجا ہے بلکہ یہہ
کہنا چاہیے کہ ہم اپنے محدثین کیطرح دریدہ دہنی نہین کرتے - ہمنے تو صرف مضمون روایت
اپنی زبان مین ایسے الفاظ مین جو بہ نسبت اصل کے کنایہ اور فحش سے خالی تھے نقل کیا اسکو آپ
خواہ دریدہ دہنی سمجھین یا فحش وبیحیائی فرمائین لیکن یاد رہی اگر یہہ دریدہ دہنی
اور فحش بیحیائی ہوگی تو جو آپکے محدثین نے فرمایا وہ بہ نسبت اسکی چہار چند دریدہ دہنی اور
فحش بیحیائی ہوگی - رہگیا دریدہ دہنی حضرات شیعہ کے ساتھہ کیا نسبت ہوسکتی ہے کہ دریدہ
دہنی آپکا خود مذہب ہے - چنانچہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ دشنام نہ بسی کہ حجت باشد
بہ نسبت علماء واہل مذہب معلوم خود آپنے جو کچھہ نقل فرمایا وہ باعتراف آپکے اس سے زیادہ شنیع ہے
جو ہمنے نقل کیا - اور ظاہر ہے کہ ترجمہ کرنیکو فحش ہونے مین کچھہ دخل نہین ہے بلکہ ترجمہ
کرنا بات مین کرنے سے شناعت رفع ہوسکتی ہے تو آپنے بہ نسبت ہماری زیادہ دریدہ دہنی
فرمائی - اور یہہ کہنا کہ ہم سمجھین یا آپ سمجھین بالکل غلط ہے کیونکہ باقرار آپکے جب آپنے
یا جو فارسی خوان ہونے کے سمجھہ لیا تو اسکی سمجھنے والی ہزارہا آدمی نکلینگے ایسی لغو باتون سے
اسکی شناعت رفع نہین ہوسکتی اور نہ آپ دریدہ دہنی اور فحش بیحیائی کے الزام سے
محفوظ رہ سکتے ہین **قولہ** اگرچہ ایسی عبارت کا نقل کرنا بھی ہم تہذیب کے خلاف سمجھتے ہین
مگر چونکہ آپنے لفظ شرمگاہ وغیرہ لکھکر جواب چاہا اور کچھہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو بھی یہہ
عبارت نقل کرنے پڑی - **اقول** ہماری طرف سے بھی یہہ ہی عذر قبول فرمالیجیے اور سمجھیے
کہ ہم بھی ایسی عبارت کے لکھنے کو تہذیب کے خلاف سمجھتے ہین اسیواسطے ہمنے ترجمہ لفظ کنایہ
نقل کیا تھا مگر چونکہ آپکے محدثین نے لفظ شنیع فرج لکھا اور کچھہ شرم وحیا کو دخل نہ دیا مجبور ہمکو

الزاما وہ حدیث نقل کرنے پڑی **قولہ** اب آپ موازنہ فرمادین کہ لفظ فرج شنیع ہی یا نظر ایک

اقول ای حضرات ناظرین اوراق اس آخر کے جملہ مین حضرت مجیب نے جو تہذیب و شائستگی کو کار فرمایا کیا اسیکا نام تہذیب ہے کیا ہماری مجیب اسوقت اذا خاصم فجر کے مصداق نہین پہر اگر ہماری تسلم سے کوئی ایسا لفظ نکلجائیگا تو ہمکو ہی معذور سمجھکر لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم کا مصداق قرار دینگی پس اس سے زیادہ اسکے جواب مین ہم کچھ نہین عرض کرسکتے کہ ہمکو اس موازنہ کی نوبت بہلا کیونکر پہنچ سکتی ہے اور ہم لفظ قبیح اور نظر ایک مین کیونکر موازنہ کر سکتے ہین ہمارے نزدیک تو متعہ تک حرام ہے مگر ہان لفظ فرج اور نظر ایک مین آپنے خود ہی موازنہ کیا ہوگا کیونکہ حسب تصریح آپکے امام سیزدہم باقر مجلسی کے حق الیقین مین نف حریر مین حرمت احتمالی ہے حق الیقین کے صفحہ ۳۳۵ - پر یہہ عبارت ملاحظہ فرمایئے حرمت وطی محارم بالف ذکر بحریر مبنا بر احتمالی بلکہ عدم قول بحریر مطلق اور اسمین آپکے علامہ مجلسی صاحب نے جس احتمال پر حرمت کو ثابت قرار دیا ہے اوسکو آپ ہی خوب سمجھتے ہونگے عجب نہین کہ یہہ حرمت بسبب کہل جانے حریر کے ذکر سے ہو یا بسبب رقیق ہونے کپڑے کے احتمال وصول حرارت فرج بسوی ذکر مقتضی حرمت ہو یا احتمال علوق کے وجہ سے یہہ حرمت ہو - بہر کیف یہہ حرمت کچھہ قطعی نہین بلکہ صرف احتمالی ہے جسکی رعایت علی الخصوص وقت رفع احتمالات ضروری نہوئی تو موازنہ بخوبی ہو سکتا ہے - استغفر اللہ ربی واتوب الیہ - اچھا ہمنے آپکی حکم کی تعمیل کی اور لفظ فرج اور نظر ایک کو نیز ان کیا - بیشک لفظ نظر ایک شنیع اور قبیح ہے لیکن اس سے آپکا مدعا حاصل نہین ہو سکتا - کیونکہ ایک تو لفظ شنیع و فحش امام معصوم کی زبان سے بحق زنان اہلبیت صادر ہوا اور ایک لفظ شنیع غیر معصوم کے زبان سے کسی شخص کے نسبت جو خارج اہلبیت سے ہو نکلے بلکہ بروایات شیعہ کے ناقص الایمان ولد الزنا سے بحق کسی منافق دشمن اہلبیت بلکہ دشمن دین اسلام کے صادر ہو - اگرچہ یہہ لفظ فی حد ذاتہ زیادہ شنیع ہو لیکن اہل خرد سمجھ سکتے ہین کہ کونسا لفظ ہر دو موقعون پر زیادہ شنیع و قبیح ہوگا **قولہ**

اور نیز وہان نکاح باکراہ مراد ہے اور یہہ مقام ملاحظہ فرمایئی کہ کس موقع پر کہا گیا ہی **اقول** اگر یہہ نکاح ناجائز و حرام تہا جیسا کہ روایات شیعہ سے ثابت ہوتا ہے تو اسکی قباحت و شناعت کسی شخص پر اہل اسلام سے پوشیدہ نہین - اور اگر یہہ نکاح جائز اور حلال تہا تو اور بہی زیادہ قبیح و شنیع ان الفاظ مین ادا کرنا ہوگا کیونکہ حلال کو حرام کے پیرایہ مین ادا کرنا اور حرام بہی وہ حرام جو سراسر بیحیائی اور فحش ہو نہایت درجہ قباحت و شناعت مین ہوگا آپکو بہی شاید معلوم ہوگا کہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کہنا کفر ہے کہ مستلزم انکار قطعیات ہی - پس اس سے زیادہ اور کیا قباحت و شناعت ہوگی کہ یہہ مجبان اہلبیت ائمہ کی جناب مین علاوہ فحش گوئی اور بیحیائی کے کلمہ کفر کا صدور بہی ائمہ معصومین کی طرف نسبت فرماتے ہین - پس دلاور و تمسک اسیکا نام ہی بہلا یہہ دلاور و تمسک اہلسنت سے کب ہو سکتا ہے - اعاذنا اللہ من ذلک - اور اب اس موقع کو جو آپ الزاماً فرماتے ہین ہمکو دیکہنے کی ضرورت نہی - اور اوسکی نقل مین خود جناب نے پہلوتہی و اغماض فرمایا شاید اوسکی وجہ یہہ ہو کہ چندان موافق مدعا نہا یا یہہ کہ آپنے بہی نقل و نقل کیا ہوگا اور اسمین کچہہ نہوگا آپنے محض اپنی ظن و تخمین سے موقع کا بے موقع ذکر کر دیا اور آپکو بہی خبر نہوئی کہ یہہ لفظ کس موقع پر صادر ہوا پس اگر اسکی سیاق کو نقل فرماتے اور پوری روایت لکہتے تو ہم بہی البتہ دیکہتی **قال الفاضل المجیب** قولہ - کیا تمسک اسیکا نام ہے کہ بیحیائی و بیحفاظی اونکی جناب پاک (حاشا جنابہم عن ذلک) کیطرف نسبت کرین - اقول - شاید پہلے ہی قول کو مکرر دیکہا ہی معہذا چونکہ اسکی تفصیل کچہہ نہین لکہی ہم بہی کچہہ جواب نہین دیتے اور قول سابق کا جواب گذر چکا **یقول العبد الفقیر** اے مولاہ لغنے یہہ مکرر نہین ہے بلکہ تتمیم بعد تخصیص ہے آپ کو کیا خبر ہو آپنے چند کتابین مناظرہ کے ملاحظہ فرمائی اور وہ بہی اپنے علماء کی - آپ اور نہین تو اپنے مولائی مجلسے کے ہی کتابین ملاحظہ فرمایئی اون مواقع مین جہان خلفاء کی ظلم و ستم اہلبیت کی مظلومی و صبر بیان فرماتے ہین کیا کچہہ بیحیائی اور بیحفاظی اونکی دشنو انکی طرف نسبت نہین کرتے ہماری زبان و قلم مین اوسکی تفصیل کی طاقت نہین اوسکی

تفصیل آپکو آپکے علماء کی تصانیف سے اگر آپ چاہین تو مل سکتی ہے قال الفاضل المجیب
قولہ - کیا تسکے یہہ معنے ہین کہ حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو صحابیہ کو
معاذ اللہ و لد الزنا اور ناقص الایمان اور دین و دنیا و آخرت مین اذکی اللہ کہین چنانچہ آیات بینات مین
مولوی مہدی علی صاحب سلمہ نے کتب معتبر شیعہ سے ثابت فرمایا ہے و علے ہذا القیاس
اقول - آپکے مولوی مہدی صاحب نہایت ہی علم و دیانت والے ہین چنانچہ آپکی قول
آیتہ مین انکا مایہ علم و تدین آپکو بہی معلوم ہو جائیگا - آنحضرت سے نہایت ہی تعجب ہی
کہ باوجود ادعای علم و فضل و تحقیق ایسی روائتین نقل کرتے ہین اگر ایسی روائتین ہون بہی تب
بہی چونکہ ہمارا مذہب نہین اور کسی نے حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح نہین کی پھر یہہ
اعتراض لازم نہین آتا کیونکہ ہم پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کر چکے
ہین کہ لازم مذہب مذہب نہین ہے یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی
دانشمندان روزگار کو صلای عام ہے کہ ہماری فاضل مجیب کی خوبی اور متانت کو ملاحظہ
فرماوین اور آپکی کمال علمی اور تبحر کو دیکھین - ہمکو اسمین بوجوہ چند کلام ہے اول یہہ کہ ان روایات کے
وجود مین - اگر مگر اور شک و تردد کے کیا معنے اگر یہہ روایات ہین تو شک کیسا اور نہین ہین تو صاف
کہنا چاہیے کہ ہلہنت کا افترا ہے جب آپ ایسی مناظر و متبحر ہو کر شک و تردد فرمائین تو البتہ
موجب تعجب اور مزید حیرت ہے شاید عوام شیعین سے اسکا اخفاء نظر ہے - دوسری یہہ
جو آپ فرماتے ہین کہ حضرت عباس کے جرح و قدح بالتصریح کسی نے نہین کیے یہہ بہی غلط ہی
قطع نظر اوس سے کہ جو الزامات بہ نسبت دشمنان جناب بقیہ ابار رسول اللہ پہلے روایات
علماء شیعہ سے بیان ہو چکی ہین اور سینی آپکے قاضی صاحب شوستری مجالس المومنین ورق
نمبر ۹۳ پر فرماتے ہین - در کتاب کامل بہائی از امام محمد باقر روایت نمودہ کہ حضرت امیر
در ایامی کہ خلافت در دست غاصبان بود و آنمگفتہ واللہ لو کان حمزۃ و جعفر حیین
ما طمع فینا ابو بکر و لکن اتیلیت بحلیفین جافین عقیل و العباس - اب تو آپکو بالتصریح

جرح و قدح کا یقین ہوا اچھا اور لیجیے اسی کتاب مجالس مین ایک ورق بعد جو یہہ عبارت لکھی ہے در کتاب استیعاب وغیر آن مسطورست کہ چون عمر بن الخطاب جہت ترویج خلافت فاسدہ خود تزویج ام کلثوم دختر مطہر حضرت امیر نمود - اور اسکی نقل ہم ابھی اوپر کر آئی ہین اسکے آخر مین مذکور ہے و ظاہر بواسطہ این وکالت فضول و امثال آنحضرت امیر عباس را مانند دیگر یاران فدائی خود راسخ در محبت و اخلاص نمیدانست - اس روایت سے صاف ثابت ہے - کہ حضرت عباس نے جناب امیر کے لخت جگر کو صرف اپنے طمع نفسانی کے وجہ سے کہ مبادا زمزم و سقایہ حج کا منصب انہ سے جاتا رہے بزعم شیعہ سرگردہ نواصب و اعدائی اہلبیت کے حوالہ کر دیا کہ جسپر وہ حلال تھے اسیواسطے جناب امیر عباس کو محبت و اخلاص مین راسخ نہین سمجھتے تھے بلکہ اونکی محبت نفاق آمیز تھے اور شاید عجب نہین کہ عباس نے جناب امیر سے اوس تذلیل و توہین کا عوض لیا ہو کہ جو ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ عباس کے بارہ مین جھگڑہ کر کے کہا تھا کہ یہہ ہمارا غلام ہے کیونکہ ہماری والدہ کے لونڈی سے تو نے بے اجازت تجارت کی ہے - آخر بسعی و سفارش قریش کے اس امر پر فیصلہ قرار پایا کہ جس مجلس مین ابو طالب وغیرہ عبد المطلب کے بیٹے موجود ہون عباس کو وہان بار نہ ملی اور اسپر ابو طالب وغیرہ نے اپنی باپ سے ایک عہدنامہ لکھوایا چنانچہ اب تک اسکے پاس محفوظ و مصئون چلا آتا ہے تو جب عباس کو اونہون نے ذلیل و خوار کیا عباس نے اوسکا عوض یہان آکر نکالا - شیعہ کہتے ہین کہ جو آپ فرماتے ہین کہ یہہ لازم مذہب ہے اور ہمارا مذہب نہین یہہ ایک ایسی بات ہے کہ جس پر ہر شخص جسکو تھوڑا سی بھی وقوف ہوگا قہقہہ لگائیگا - یہہ آپکی خوب توجیہ ہاتھ آئی کہ جسنے راہ فرار جہات ستہ سے مسدود دیکھا جھٹ فرمادیا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہے - لیکن اگر آپ یہہ خیال فرماتے کہ ایسے خرافات سے شکنجہ اتہام سے نجات پائینگے یہہ ہرگز محال ہے افسوس کہ آپ ایسی الزام کی مصیبت مین حواس باختہ ہوئی کہ آپ مذہب کو بھی بھول گئے کہ مذہب کیا ہوتا ہے جناب میر صاحب مذہب کا اطلاق تشریعات پر ہوتا ہے اور یہہ قصہ مقصر و حکایات مین ہے جو حال واقعہ کی حکایت

کررہا ہے اسکو مذہب اور لازم مذہب ہونے سے کیا تعلق جب یہہ امر بروایت صحیحہ ثابت ہے
کہ جو عباس کے ولادت کے بابت حضرات شیعہ روایت کرتے ہین تو یہہ قصہ مطابق واقع کے ہوا
اور معاذ اللہ ولد الزنا ہونا عباس کا آپکی روایت سے ثابت ہو گیا خواہ آپ مذہب سمجھین یا نہ
سمجھین پس مقابلہ اسکے یہہ کہنا کہ یہہ ہمارا مذہب نہین بلکہ لازم مذہب ہے سراسر لغو و بیہودہ ہے
نہین بلکہ غیر مفید ہی۔ اگر آپ امور واقعیہ کو اپنا مذہب قرار دیوین تو اسمین کیکو کیا دخل
لیکن الزام تو امور واقعیہ سے دیا جاویگا **قولہ** اور یہہ عباس ہماری نزدیک
معصوم نہین **اقول** بندہ نے یہہ اعتراض کیا تہا کہ تمسک کے یہہ معنے ہین کہ حضرت
عباس عم رسول اللہ ص و صنوا بیہ کو ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین اور اسکا یہہ جواب ارشاد ہوا
کہ حضرت عباس ہماری نزدیک معصوم نہین تو اس سے ثابت ہوا کہ آپنے اعتراض کو تسلیم کر لیا
اور آپکے نزدیک حضرت عباس معاذ اللہ ولد الزنا ہین جو آپکی مذہب مین نجس العین ہے اور کبہی جنت
مین داخل نہوگا اور ناقص الایمان ہین۔ پس سبحان اللہ اہلبیت نبوی کے ساتہہ تمسک اور حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے آباء کا آداب یہہ ہی ہوتا ہے جس شخص کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم صنو ابیہ
اور بقیہ آبائی فرماوین اور اسکو آپ ولد الزنا اور ناقص الایمان اعتقاد کرین پس وہ اہلبیت اور اسلام
آپ پر ختم ہو چکا۔ **قولہ** سبحان اللہ آپکو بڑا آداب آباء رسول اللہ کا ہی آپکو ایسے امور سے
شرم چاہیئے۔ **اقول** ہمکو جسقدر تبعیہ آباء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب ہی
وہ ہماری روایات مذہب سے واضح ہے کہ مخالفین بہی ہماری مذہب کے کوئی طعن نکر سکے۔ لیکن
بڑا آداب آباء رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرات شیعہ کو ہی کہ آپکی مجا کو معاذ اللہ توبہ توبہ
ولد الزنا اور ناقص الایمان فرماوین اور شرم و حیا کو دخل ندین دنیا و آخرت مین اندہا کہین اور فرا
خدا و رسول سے نہ شرماوین پہر اولٹا الزام ہمکو دین اور فرماوین کہ آپکو ایسے امور سے شرم چاہیئے آجکل حضرات
اپنے علماء و محدثین جو آپکی مذہب کے ستون ہین انکو فرمائیے۔ کہ آپکو ایسے امور سے شرم
و حیا چاہیئے اور ہمنے تو مثل مشہور نقل کفر کفر نباشد۔ الزاماً نقل کر دیا۔ پہر آپنی ہی نے اقول

قولہ عباس کے حضرت عباس کی نسبت کو تسلیم کر لیا

سابق مین آپنے اساطین کے اقتدار فرماکر دین وایمان شرم وحیا کو خیرباد کہکر حضرت عباسؓ کی نسبت اس خبث کو تسلیم کرلیا - باایںہمہ حیا وشرم کے لیے ہمکو کہا جاتا ہے کہ آپکو ایسے امور سے شرم چاہیئے گویا جو ہمکو آپکی خدمت مین عرض کرنا چاہیے تہا وہ اپنی آپ ہی کہہ لیا **اقول** رفیق سے کفر کا مرتبہ بہت زیادہ ہی - علامہ سیوطی کا خدا بہلا کرے - جسکی بدولت آپ ہی ہماری سامنی ان امور مین گفتگو کرنے والے ہوگئے - **اقول** خدا کے لیے کوئی ہماری فاضل مجیب کے ہتگی حواس دیکھے - کیون حضرت کیا حال ہی یہہ جعفر زٹلی کے ہملات اور امیر خسرو کے انمل کیون صادر ہونے لگے ان جملون کا بعینہٖ مصداق ہی **بیت** چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا - الایا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا - کیسا کفر کہانکا فسق کجا علامہ سیوطی کجا انکی بدولت ہمارا آپکے مقابلہ مین گفتگو کرنا - ہوش مین آیئے بہائی بندہ کی ایک ہی تحریر مین اور وہ بہی وہ تحریر جو صرف آپکی شکنجہ ایجاب مین کہینچنے کے لیے بمنزلہ جال کے تہی ایسی ہوش وحواس رخصت ہوئی ایک بہی ٹکڑہ نہ سہہ سکے پہر اوسپر یہہ جوش وخروش اور یہہ دعوے - **قولہ** رہا ولدالزنا کا اعتراض سو یہہ بہی ہمپر نہین ہوسکتا کیونکہ مذہب کے مسلمات پر اعتراض ہوا کرتا ہے ہماری نزدیک یہہ ہرگز زنا نہین حاشا وکلا کیونکہ شوہر کو اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے کما ورد فی حدیث المعصومین ورواہ شیخ الطائفہ فی التہذیب - آپکے میر مہدی صاحب پر نہایت افسوس ہے کہ کنیززادگی کی روایت تو پوری روزنی لکھی اور حدیث تہذیب کا ذکر تک نکیا - دیانت کے یہہ ہی معنے ہین کنیززادہ ہونا کچھہ عیب نہین - **اقول** اے اہل علم وانصاف ہماری فاضل مجیب کے صدر قول کو بلاحظہ فرماوین باوجود آپ ہی کمال تہذیب اور نہایت شائستگی ہین لیکن آخر جواب ہی لاجواب ہوکر گالی گلوچ پر جو شیوہ بازاریان ہے آگئے اور شرم وحیا اور تہذیب وشایستگی کو بالائی طاق رکہکر سب وشتم پر اوتر آئی - اسکی جواب مین ہم بجز صبر وسکوت کے کچہہ نہین لکہتے ہان اتنا ضرور کہتی ہین کہ اگر یہہ اعتراض آپکے نزدیک ولدالزنا کا ہے - تو اصل معترض اور بانی اعتراض آپکی علماء اکابرین

حضرت عباس کی مذکورہ حدیث کو شیخ طائفہ نے تہذیب مین روایت کیا ہے

جنہون نے بکمال بشاشت اپنی کتب دین وایمان مین اس کفر کو نقل کیا ہے پس آپ اونکو
جو کچھہ چاہیے سمجھیے - اور جن القاب سے چاہیے مخاطب کیجیے - آپکو اختیار ہے ہم کچھہ نہین کہتے
ہم تو محض ناقل ہین - آپنے خیال کیا تہا کہ میرے چالاکیون کو کون سمجھیگا اسلیے ہمنے
متنبہ کردیا اگر پھر ایسی تحریر کی تو انشاء اللہ آپ پر واضح ہوجائیگا کہ ہم اس باب مین بہی
کیا کچھہ ہین - گو آپ اپنے زعم مین ہمسے باعتبار مشہور قدیم کے اس باب مین بڑہے ہوئے ہون
اگر آپکو اس لفظ سے یہہ مقصود نہا - تو یون لکہتے (رہا عباس کے ولد الزنا ہونے کا امر اس
پیشتر بہی آپنے ایک جگہہ اپنی اس چالاکی کا استعمال فرمایا - مگر ہمنے وہان اجمالی جواب پر
ٹال دیا اور انتقام نہین لیا - لیکن اسجگہ آپکو خبردار کرنا ضرور ہوا تاکہ آپ یہہ نہ سمجہین کہ ہماری
چالاکی کوئی نہین سمجہتا - بعد اسکے ہم اصل روایت کلینی کو منتہی الکلام سے نقل کرکے اس توجیہہ
کو زیر زیر کرینگے - ابو جعفر کلینی بسند معتبر روایت کردہ است از امام صادق علیہ السلام کہ تفیلہ
مادر عباس کنیز مادر زبیر بن عبد المطلب ابو طالب وعبد اللہ بود وعبد المطلب با او مقاربت نمود
وعباس از و بہم رسید پس زبیر با عبد المطلب دعوی کرد کہ این کنیز از مادر با میراث رسیدہ است تو بر
او با او مقاربت کردہ واین فرزندی کہ بہم رسیدہ است بندہ ماست پس عبد المطلب اکابر قریش را
بشفاعت بہ نزد وی فرستاد تا آنکہ زبیر راضی شد کہ دست از عباس بردارد بشرطیکہ نامہ نوشتہ شود
از عباس وفرزندان او در مجلسی کہ مادر فرزندان نشستہ باشند در مجلس نشینند و در ہیچ امری با ما
شریک نشوند وحصہ نبرند پس باین مضمون نامہ نوشتند واکابر قریش مہر کردند واین نامہ نزد ائمہ
علیہم السلام بودہ است حضرت صادق علیہ السلام آن نامہ را برای جواب داود بن علی
عباسی ظاہر گردانید - ظاہر ہے کہ روایت کلینی کی ہے اور شہادت ملا مجلسی بسند معتبر
مروی ہوئی ہے تو اس روایت کی تکذیب ممکن نہین باقی رہی اسکی تاویل تو توجیہہ سوا اسکی
کیفیت یہہ ہے کہ اس روایت سے چند فوائد حاصل ہوئے - اول تو یہہ کہ عباس تفیلہ لونڈی
زوجہ عبد المطلب کے پیٹ سے ہے - دوسری یہہ کہ زبیر بن عبد المطلب نے دعوی کیا کہ یہہ لونڈی بچہ

ہمارا غلام ہے - کیونکہ ہمارے والدہ کی میراث سے ہمکو ملا ہے - تیسری یہہ کہ اوس لونڈی کے صاحب
بدون اجازت اوسکی مالکہ و مولاۃ کے مقاربت کی تھی جو صریح زنا ہے اوس سے یہہ پیدا ہوا - چوتھی
عبد المطلب نے ان دعوؤنکی نسبت انکار نہین کیا کہ یہنی مقاربت بلا اجازت نہین کی تھی بلکہ باجازت
مقاربت کے اور یہہ بچہ غلام نہین ہوسکتا آزاد ہے بلکہ برعکس اسکے اکابر قریش کے شفاعت کرکے
زبیر کو راضی کیا جو صریح دلیل اس امر کی ہے کہ عبد المطلب نے زبیر کے دعوون کو تسلیم کرلیا تھا
پانچوین زبیر نے اپنی رضا کے وقت یہہ شرطین کی کہ اس شرط پر مین اسکی غلامی سے دست بردار
ہوتا ہون - کہ یہہ اور اسکی اولاد ہمارے اور ہماری اولاد کے ساتھہ جس مجلس مین ہم بیٹھین بیٹھی
اور کسی امر مین ہمارا شریک ہو اور حصہ نہ لیوے اور یہہ سب شرطین عبد المطلب نے قبول تسلیم کی -
جو بداہۃ مثبت مدعا ہے - چھٹی یہہ کہ ان شرایط کی بابت ایک دستاویز لکھی گئی اور اکابر قریش کے
اوسپر مہرین ہوئی اور وہ دستاویز ائمہ کے پاس موجود ہے بلکہ امام صادقؑ نے داؤد بن علی عباسی کے
جواب کے لیے اسکو ظاہر فرمایا تھا - فاضل محبی نے اس روایت کی توجیہہ یہہ فرمائی کہ اعتراض
مسلمات مذہب پر ہوتا ہے اور مدلول روایت کا وطی بجاریۃ الزوجہ ہے جو ہماری مذہب مین
ہرگز زنا نہین کیونکہ زوج کو اپنی زوجہ کے تمام مال پر ولایت حاصل ہے اور جواری مملوکات زوجہ
مین بتصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے چنانچہ روایت شیخ الطایفہ فی التہذیب اسپر دال ہے لیکن
یہہ تاویل بہت وجوہ سے محل بحث ہے - اول یہہ کہ اگر یہہ وطی جائز تھی تو زبیر کا دعوی کرنا
کہ مقاربت بلا اذن واقع ہوئی - اور عباس ہمارا غلام ہے غلط اور عبد المطلب کا اوسکو تسلیم کرنا
اور بسفارش اکابر قریش زبیر کو راضی کرنا اور عہد نامہ لکھنا کہ عباس اور اوسکی اولاد ہماری مجلس مین
برابر نہ بیٹھے جو صریح غلام ہونے اور ولد الزنا ہونے کی تسلیم ہے پوچ اور خرافات ہوگا - جب
عبد المطلب نے اس عہد کو تسلیم کرلیا تو گویا عباس کے غلام ہونے کو تسلیم کرلیا غلام ہونے کے
بجز اسکی کوئی صورت نہین کہ وطی حرام ہو - کیونکہ وطی حلال ہوتی تو ولد حر ہوتا چنانچہ آپکی کتب
فقہ مین مصرح ہے - تو یہہ کہنا کہ یہہ وطی جائز اور حلال تھی سراسر غلط اور بیہودہ ہنسا اوسکا یہہ ہے

کہ اصل روایت کے مطلب ہی کو نہین سمجھا - دوسری یہہ کہ یہہ سراسر غلط اور خلاف مذہب ہی کہ زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ جائز ہے - کیونکہ بروی مذہب حلال ہونا جاریہ کا تین قسم مین منحصر ہے اول عقد نکاح اور یہہ دوسرے شخص کی کنیز کے ساتھہ مخصوص ہے دوسری کنیز کا مالک ہونا تیسرے کسی شخص کا اپنی کنیز کو کسی کے لیے مباح و حلال کرنا اسوقت ہماری پاس جامع عباسی موجود ہے اوس سے ملخصاً نقل کرتے ہین "مطلب دوم دربیان نکاح کنیز و آن ہرسہ قسمست قسم اول عقد و آن مخصوص کنیز غیر امت - قسم دوم مالک شدن کنیز - قسم سوم اباحت و تحلیل ست و آن چنین ست کہ شخصی بدیگری دخول کردن حلال کند و این قسم از خواص فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ ست" اور اسکی آخر مین لکھا ہے - "و فرزندیکہ ازین کنیز بہم رسد اگر پدر او آزاد باشد و صاحب کنیز شرط نکردہ باشد کہ فرزند او بندہ باشد آزاد ست" - اب ہم دیکھتے ہین کہ نفیلہ مادر عباس مین یہہ تینون امر مفقود ہین - نہ عبد المطلب کے مملوک تہے نہ عقد نکاح واقع ہوا نہ مالک نے اجازت دی چنانچہ صریح زبیر نے کہا کہ تو بے اجازت او با و مقاربت کردہ پس ہمارے فاضل مجیب کا یہہ کہنا کہ جواری زوجہ پر تصرف بالوطی مطلقاً جائز ہی سراسر غلط ہوا کیونکہ مملوکات غیر کے حلت بجز عقد یا تحلیل کے نہین ہوسکتی خواہ وہ زوجہ ہو یا غیر زوجہ - ہان من لایحضر کی روایت سے صرف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ زوج کو اپنی زوجہ کی مال پر یہہ ولایت ہی کہ بدون اوسکے اجازت کے زوجہ کو اوسمین تصرف جائز نہین نہ یہہ کہ زوج کو اوسمین مالکانہ تصرف جائز ہو یہہ ہرگز صحیح نہین ہوسکتا - من لایحضر کے باب حق الزوج علی المرأۃ مین ہے وفی الحسن بن محبوب عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لیس للمرأۃ مع زوجہا امر فی عتق ولا صدقۃ ولا تبر ولا ھبۃ ولا نذر فی مالہا الا باذن زوجہا الا فی حج او زکوۃ او بر والدیہا او صلۃ قرابتہا اور اسقدر ولایت حاصل ہونا

ا امام ابی عبد اللہ سے مروی ہے فرمایا کہ عورت کو بدون اجازت اپنی شوہر کے اوسکی مال مین عتق مین اور صدقہ مین اور تدبر کرنے مین اور ہبہ مین اور نذر مین اختیار نہین — ہان مگر حج یا زکوۃ یا اپنے والدین کے ساتھہ سلوک یا اپنے اہل قرابت کے ساتھہ صلہ رحمی مین (اختیار ہے) ۱۲ —

اوامر ہے اور تصرف مالکانہ دوسرا امر ہے - تیسری یہہ کہ بالفرض اگر یہہ مسئلہ مذہب ہو اور اہل مذہب کے نزدیک معتبر سمجھا گیا ہو تاہم غلط اور خلاف نصوص قاطعہ کے ہے - کیونکہ خداوند کریم جل وعلا شانہ نے اپنی کتاب مجید مین دو جگہ ارشاد فرمایا - جسکا حاصل یہہ ہے کہ جو لوگ اپنی فروج کے محافظت کرتے ہین ماسوای اپنے ازواج اور اپنے مملوکات کے وہ فلاح یافتہ اور قابل مدح ہین اور جو سوای اسکے کوئی محل طلب کرین پس وہی ہین حد سے تجاوز کرنے والے آیات سورہ مومنون اور سورہ معارج مین مذکور ہین - اس سے صاف معلوم ہوا کہ وطی سوای اپنی ازواج یا اپنی جواری مملوکہ کے حرام ہے اور ظاہر ہے کہ جواری مملوکات زوجہ کے اپنی مملوکات نہین ہین نہ اپنی زوجات ہین پس جو شخص اونسے طلب کرے وہ حد حلال سے متجاوز ہے اور داخل وعید - فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون - ہے - پس عبد المطلب کی وطی حسب ارشاد خداوندی حلال سے متجاوز ہوئی اور حرام واقع ہوئی پھر جو اوس سے ولد پیدا ہوگا اوسکو دیکھنا چاہیے کہ کیسا ہوگا شاید فاضل مجیب اسکا یہہ جواب دین کہ یہہ آیات ہمارا مذہب نہین - بلکہ لازم مذہب ہے اور لازم مذہب پر اعتراض نہین ہو سکتا - چوتھی یہہ کہ اگر فی الواقع روایت تہذیب مین یہہ مضمون مروی اور غالبًا ہوگا - کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور اس موقع پر اوسکو نقل فرماتے - جب مولوی مہدی علی سلمہ پر بابت عدم ذکر روایت کے اعتراض کرتے ہین اور خود بھی اوسکو نقل نہین فرماتے تو معلوم ہوتا ہے شاید یہہ زبانی باتین ہین - تو یہان فاضل مجیب اپنا قاعدہ کیون بھول گئی ہم بھی کہتے ہین کہ مدلول روایت تہذیب کا آپکا مذہب نہین ہے بلکہ لازم مذہب ہے آپ پہلے اوسکا مذہب ہونا ثابت کرتے جب ہمارے سامنے گفتگو کرتے اور آپکی تو کیا حقیقت ہے آپکے ملای مجلسی سے بھی یہہ مرحلہ طی نہوا اور حواس باختہ ہوکر حدیث کی تضعیف اور غرابت ثابت کرنے لگی - حالانکہ خود ہی باوجود حدیث کے سلسلہ سند کو سند معتبر فرماتے تھے آپ فرماتے ہین - این حدیث بسیار غریب است وچون عبد المطلب از اوصیاء بود نباید کہ ازوی حرامی صادر شدہ باشد پس محتمل کہ عبد المطلب

---

۱ جو لوگ اسکے سوا ڈھونڈتے ہین - وہی حد سے گذرنے والے ہین ۱۲

بولایت تقویم برخود نموده باشد یا مادر زبیر کنیز باو بخشیده باشد و زبیر از آن جز بد استه باشد
وعلی ای حال خطا بزبیر داون آسان تر ست از نسبت داون بعبد المطلب - انتہی آپکے
مولائے مجلسی نے اتنا حیا کو کار فرمایا کہ وہ احتمال جو جناب سامی نے خلاف مذہب خود بیان کیا
کہ مطلق مملوکات زوجہ پر تصرف بالوطی وغیرہ زوج کو جائز ہی نہین ذکر فرمایا بلکہ دو احتمال
ذکر فرمائی - کہ محتمل ہے کہ بواسطہ اپنی ولایت کے اوس لونڈی کو بطور قیمت کے لیکر تصرف کیا ہو
یا مادر زبیر نے اوسکو بخشدیا ہو - اور وہ روایت جو ہم کلینی سے اوپر نقل کر آئی ہین صریح اسکی
مکذب ہی کیا معنے کہ اگر ایسا معاملہ ہوتا تو عبد المطلب کیون چپکے رہتے اور کیون زبیر کے دعوی کے
تردید مین اسکو پیش نکرتے اور کیون اون شرائط کو جو عباس کی غلامی اور اونکی ولد الزنا ہونے پر
دلالت کرتے ہین تسلیم کر لیتے کوئی شخص جسکو تھوڑی سی بھی غیرت ہو وہ اپنی اولاد کی اد نے
تذلیل و تحقیر ہو جہ نہین چاہتا اور نہین روا رکھ سکتا - چہ جائیکہ عبد المطلب جیسا شریف و عالی مرتبہ
ایسی خواری کو اپنی اولاد حر پر بواسطے تسلیم کر لے - رہا غرابت حدیث کا دعوی سو یہہ بالکل لغو ہی
کیونکہ باجماع محدثین و اخباریین روایات کلینی کی قطعی الصدور ہین اور اصولاً و فروعاً اونسے استدلال
کیا جاتا ہی - پس اوسکی غرابت کا حکم محض تحکم ہی اور دعوی وصایت عبد المطلب یہہ اور بھی
پوچ بر پوچ ہے - افسوس کہ وصایت کے اطلاع ابناء عبد المطلب کو نہوئی - اگر زبیر کو اپنی باپ
کی وصایت کے خبر نہوتی تو خیر چندان استبعاد نہین - تعجب یہہ ہی کہ ابو طالب کو جو وصی تھا اور عبد اللہ
کو بھی خبر نہوئی - ورنہ ضرور زبیر کو اوسکی دعوی سے روکتے اور عبد المطلب کے اکابر قریش کے
پاس شفاعت کے لیے فرزند ارجمند کیخد ستمین دربدر خوار و ذلیل ہونے کی نوبت نہ آتی - پس یہہ روایت
تمام توجیہات کے قاطع اور تمام تاویلات و تسویلات کے بیخ کن ہے قطع نظر اس سے اگر بالفرض
یہہ روایت آپکے امام ثقۃ الاسلام کلینی یا اونکے اساتذہ کرام کا کذب و افترا ہو یا بالفرض محال حسب
دعوی ملای مجلسی مادر زبیر نے اپنی لونڈی اپنے زوج کو بخشدی تھی یا مباح کردی تھی یا
عبد المطلب نے بولایت خود اپنی اوپر اوسکی قیمت کر لی تھے یا حسب دعوی مجیب لبیب مطلقاً

زوج کو جواری مملوکات زوجہ پر تصرف وطی وغیرہ یعنے لواطت جائز ہو۔ تاہم اور روایات کو جو بطور قاعدہ کلیہ کے عدم طیب ولادت عباس وعقیل بلکہ بہت سے بنی ہاشم وعلویین بلکہ سادات فاطمیین بلکہ انبیاء ومرسلین پر بنا بر اصول امامیہ دلالت کرتے ہین کیونکر رفع کرینگی اور اس ربط سے کیونکر نجات پائینگی۔ قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ ملائی مجلسی اور صدوق نے بزعم خود احادیث ائمہ سے ثابت کیا ہے کہ اہلبیت کی عداوت اوس شخص کے عدم طیب ولادت کو مستلزم ہے چنانچہ خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے روایات ذیل اس مدعا کے ثبوت کے لیے نقل کی ہین شیخ صدوق نے علل الشرائع مین امام صادق سے روایت کی ہے قال[1] قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من احبنا اھل البیت فلیحمد اللہ اول النعم قیل وما اول النعم قال طیب الولادۃ ولا یحبنا الا مومن طابت ولادتہ اور شیخ طوسی نے احتجاج مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی فرمود با علی دوست نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش نیکو و پاکیزہ باشد ودشمن نمیدارد ترا مگر کسیکہ ولادتش خبث باشد نے المحاسن عن عبد اللہ بن الصلت عن عدۃ عن انس[2] بن مالک ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان ذات یوم جالسا علی باب الدار ومعہ علی بن ابیطالب اذ اقبل شیخ فسلم علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا علی اتعرف الشیخ فقال لہ علی ما عرفہ فقال ھذا ابلیس فقال علی لو علمت یا رسول اللہ لضربتہ بالسیف فخلصت امتک منہ قال فانصرف ابلیس الی علی فقال لہ ظلمتنی یا ابا الحسن اما سمعت

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہم اہلبیت کو محبوب جانے چاہیے کہ سب سے پہلے نعمت پر خدا کے حمد کرے کسی نے عرض کیا کہ سب سے پہلے نعمت کیا فرمایا ولادت کی پاکیزگی اور کوئی بجز اوس مومن کے جسکی ولادت پاکیزہ ہو محبوب نہین جانتا ۱۲۔

[2] انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے اور انکے ساتھ علی تھے اچانک ایک بڈھا آیا اور رسول اللہ پر سلام کیا اور چلا گیا رسول اللہ نے علی سے پوچھا اس بڈھے کو پہچانتے ہو کہا مین نہین پہچانتا فرمایا یہ ابلیس ہے علی نے کہا یا رسول اللہ اگر مین جانتا تو اسکا کیا یارا تھا کہ آپکی حضرت اس سے چھوٹ جاتے تو ابلیس علی کی طرف پھر آیا اور کہنے لگا ای ابوالحسن تو نے مجھ پر ظلم کیا ۱۲۔

قول اللہ عزوجل وشارکھم فی الاموال والاولاد فواللہ ماشرکت احدا
احبک فی امہ ویزید ذلک بیانا - وتفسیرما روی صدوقہم فی العیون
عن علی بن ابیطالب قال کنت جالسا عند باب الکعبۃ واذا شیخ محدودب
قد سقط حاجباہ علی عینیہ من شدۃ الکبر فی یدہ عکاز وعلی راسہ برنس
احمر وعلیہ مدراۃ من الشعر قد ماالی النبی صلے اللہ علیہ وسلم مسندا ظہرہ
بالکعبۃ فقال یارسول اللہ ادع لی بالمغفرۃ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم خاب
سعیک یاشیخ وضل عملک فلما ولی الشیخ قال لی یا ابا الحسن اتعرفہ قلت اللھم
لا قال ذاک اللعین ابلیس قال علی علیہ السلام فعدوت خلفہ حتی لحقتہ وصرعتہ الارض
وجلست علی صدرہ ووضعت یدی فی حلقہ لاحتقہ فقال لاتفعل یا ابا الحسن فانی من المنظرین الی یوم
الوقت المعلوم واللہ یا علی انی لاحبک وما ابغضک قط الا شرکت بابہ فی امہ فصار ولد الزنا فضحک فی خلیت
سبیلہ انتہی اور علامہ باقر مجلسی نے حلیۃ المتقین میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ آنجناب
فرمود دشمن ما اہل بیت نیست مگر کسیکہ ولد الزنا باشد یا مادرش در حیض یا بوحاملہ شدہ باشد
اور نیز دوسری حدیث میں امام صادق سے روایت کی ہے کہ راوی پرسید بچہ چیز میتوان
دانست کہ کسی شریک شیطان شدہ است فرمود ہر کہ مارا دوست میدارد شیطان در و شریک

حاشیہ اہل دانش اور انصاف پر مخفی نہ رہی کہ ان روایتوں نے ثابت کیا کہ جناب امیر نے کو ابلیس لعین کے قیامت تک بہت دی جانی کی خبر دینے باوجود وہ آپ قرآن ہی میں پڑھ لیتے ہیں بلکہ عالم ما کان ما یکون ہی تھی اسلیے آپ مارڈالنے کا ارادہ فرمایا ہر تعلیم یافتہ شخص میں آپکو معلوم ہوا

۱؎ کیا تو نے اللہ عزوجل کا قول نہیں سنا - وشارکھم فی الاموال والاولاد خدا کی قسم جو محبوب کہتا ہے میں اسکے مان میں شریک نہیں ہوا - صدوق نے عیون میں علی سے روایت کیا ہے فرمایا میں کعبہ کے دروازہ کی پاس بیٹھا تھا اچانک ایک بڈھا کوزہ پشت جسکی پلکیں بڑھاپے سے آنکھوں پر گر پڑے تھیں اسکی ہاتھ میں ایک لٹھیا تھے اور اسکی سر پر سرخ کلاہ تھی اور اوسپر اون کے کملی تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کعبہ کے ساتھ پیٹھ کا سہارا لگائی ہوئی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے لیے مغفرت کے دعا کیجیے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای شیخ تیری سعی ناکام اور تیرا عمل بیکار ہے جب اپنی پیٹھ پھیر مجکو فرمایا ای ابا الحسن تو اسکو پہچانتا ہے عرض کیا نہیں فرمایا یہ ابلیس لعین ہے علی نے کہا میں اسکے پیچھے دوڑا تا کہ اوسکا گلا گھونٹ ڈالوں اوسنے کہا ایسا نکر ای ابا الحسن کیونکہ میں قیامت تک مہلت دیا گیا ہوں خدا کی قسم ای علی میں تجکو دوست رکھتا ہوں اور جو تجھسے بغض رکھتا ہے - میں اوسکے باپ کا اوسکے مان میں شریک ہوتا ہوں - اور وہ ولد الزنا ہوتا ہے میں نے ہنسکر اوسکو چھوڑ دیا - ۱۲ -

نشده است دہر کہ دشمن ماست شیطان در و شریک ست - علاوہ انکی اور بہت اس قسم کے
روایات ہین جو اس مدعا پر دال ہین جنکی نسبت حسب تصریح خاتم المتکلمین اکابر امامیہ نے
شہرت بلکہ تواتر کا دعوی کیا ہے پس ان احادیث سے صریح ثابت ہوا کہ جو شخص جناب امیر
و دیگر ائمہ کی محبت سے بے بہرہ ہے اور مبغض اہلبیت ہے ولد الحرام اور نطفہ شیطان ہے
اب ہم اصول شیعہ پر مبغض اہلبیت ہونا عباس رضی اللہ عنہ کا ثابت کرتے ہین - اول
قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین مین در باب غصب ام کلثوم صریح ظلم
و حق تلفی اور اس غصب مین معاونت خلیفہ ثانی کے ساتھ عباس کیطرف منسوب کیے ہے اور آخر
مین لکھتے ہین - کہ ظاہرا بواسطہ وکالت فضولی وامثال آن حضرت امیر عباس را مانند دیگر
یاران فدائی خود را سخ در محبت و اخلاص میدانست و ہذا چنانکہ سابقا در احوال سید الشہدا
مذکور شد آنحضرت علیہ السلام از عباس و عقیل بخلیفتین جانبین او تغییر فرمودہ اند - اور ظاہر ہے
کہ جو شخص رعایت اہلبیت نبوی ترک کرے اور اہل جور کیطرف مائل ہو اور غصب ام کلثوم
مین غاصبون کا شریک اور معاون ہو اوسکی ناصبیت اور عداوت اہلبیت مین کیا شک و شبہ ہے
پس اوسکی ولادت کے بارہ مین حضرات شیعہ جو کچھ فرما رہے ہین ہم سابق مین نقل کر آئے ہین
دوسری روایت ثقۃ الاسلام کے ہے جنکا ترجمہ حیات القلوب مین کیا ہے اوسکو ہم خاتم
المتکلمین سے نقل کرتے ہین - مدیر از حضرت امام محمد باقر العلوم پرسید کہ کجا بود عباز و کثرت و شوکت
بنی ہاشم کہ حضرت امیر المومنین بعد از حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم از ابو بکر و عمر سائر
منافقان مغلوب گردید - حضرت فرمود کہ از بنی ہاشم کہ ماندہ بود جعفر و حمزہ کہ در غایت ایمان
و یقین و از سابقین اولین بودند بعالم بقا رحلت کردہ بودند دوم ضعیف الیقین ذلیل النفس
تازہ مسلمان شدہ بودند عباس و عقیل و ایشانرا در جنگ بدر اسیر کردند و آزاد کردند ایمان چنین
قوی نمیدارد بخدا سوگند کہ اگر حمزہ و جعفر حاضر مے بودند دران فتنہ ابو بکر و عمر یارای آن نداشتند
کہ حق امیر المومنین را غصب کنند و اگر سعی میکردند بسته ایشانرا می گشتند - انتہی اس روایت سے

واضح ہے کہ عباس عقیل مطیع نفس امارہ دنیاوی طمع کے وجہ سے خلفار کی کاسہ لیسی مین
شریک ہوگئی اسواسطے جناب امیر نے اونکو محبت و اخلاص مین راسخ نہین سمجھا اور بعد وفات
جناب سرور کائنات کے جب عباس نے آپسے خلافت پر بیعت کرنا چاہا تو اوسپر عتاب
نکیا اور بیعت قبول نکی - پس واضح ہو کہ یہہ تمام اوصاف مقدسہ جو حضرت عباس عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صنوابیہ کے نسبت جنکی نسبت آپ بقیہ آبائی فرماوین اور
فرماوین کہ عباس کے ایذا میری ہی ایذا ہے اور وہ میرے باپ کی جگہہ ہے اور اوسکی تعظیم
و توقیر کرو بیان کیی جاتی ہین آپکی نسب و عداوت اہلبیت بنوت پر واضح دلیل ہے اور
جب نصب و عداوت ثابت ہوئی تو مدلول اون روایات کا جو متواتر المعنے ہین اور قاعدہ
کلیہ کے اثبات مین ہم ابہی بیان کر آئے ہین - معاذ اللہ آپ صادق آیا اور نصب انبیاء
و مرسلین بہی ہم اصول شیعہ ثابت کرتے مگر عجلت وقت اور قصد اختصار مانع ہے اور غالبا بعض روایات
شروع رسالہ مین نقل ہو بہی چکی ہین اسواسطے اسکی تفصیل سے معذور ہین قولہ دنیا اور آخرت
مین اندھا ہونا جو لکھا ہے اسپر بہی کمال حیف ہی آپسکی ہنسی و مطایبہ کو حضرت اصلی ارشاد سمجھہ گئے ہین
اقول اگر یہہ جواب آپ اپنے علمار سے نقل فرماتے ہین تو واضح ہو کہ آپکے علمار نے
صرف جواب دہی سے جان بچانے کے واسطے اسکو تمسخر اور مطایبہ فرما کر ٹال دیا ہے افسوس
کہ آپ اوسکو واقعی سمجھہ گئی اور اگر ایجاد بندہ ہے تو بہی غلط ہے منشا اوسکا یہہ ہے کہ نہ اپنی
کتابونکی خبر اور نہ خصم کے کتابونکی واقفیت ہے - یا یہہ کہ خبر ہوگی لیکن جواب کے خوف سے
اوسکو ہنسی مذاق کہہ یا افسوس کہ یہہ جواب پہلے سے آپکو نہ سوجہا ورنہ بہت کام آتا - لیجیے
ہم آپکو مطلع کرتے ہین کہ یہہ ہزل و مطایبہ نہین بلکہ سراسر واقعی ہے سبحان اللہ حضرت تو آیت کا شان نزول
بیان فرماوین اور آپ اسکو ہنسی تمسخر مین اڑاوین سمجھا لیکن کیا جیسا آپ کہتے ہین بطور تقیہ جہوٹ بولنا درست فرماتے ہین تو کیا
ہنسی مطایبہ مین بہی ائمہ کو جہوٹ بولنا روا ہے - لیجیے ہم اسکے ثبوت مین عبارت منتہی الکلام کی
نقل کرتے ہین - خاتم المحققین مولانا مولوے حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین واگر باین

حسب الایت شیعہ ثابت ہوا کہ ان پر بہی عیب کا نام لگانا حرام ہے

بار ان کی بدگوئی کرنا کیونکر جائز ہوگا

دلیل قناعت نمکنی و کوش بر مدلول آن مکابرة و مجادلة نہ نہی و دلایل دیگر بر اصداثات و ناصبیت این بزرگان پیش خود دارم از انجملہ روایت اسناد کلینی ست از حضرت سید الساجدین امام زین العابدین کہ در حق عبد اللہ و پدرش عباس این آیت نازل شدہ ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرة اعمی واضل سبیلا یعنی ہر کہ در دنیا کور ست و راہ حق را نمے بیند پس او در آخرت کور ست از دیدن راہ بہشت و گمراہ ترست انتہی ترجمہ الایة الکریمہ علی لسان صاحب حیات القلوب پس اگر سراد از کوری این ہر دو پسر معاذ اللہ ترک فاقت مرتضوی و میل بدنیای خلفا و معنے ناصبیت باشد فذاک عین المدعا و اگر چیز دیگر باشد مثل انکار توحید یا نبوت و معاد یا فسق و فجور پس واجب ست کہ اہل خصومت تقریر و تحریر آن بر دارند و در مقام مناظرہ اظہار آن سازند۔ انتہی۔ اہل عقل و انصاف اس عبارت کا ملاحظہ فرماوین اور دیکھین کہ یہہ بیان شان نزول بطور سنی و مطابقہ کے ہی یا واقعی اور نفس الامرے اگر واقعی ہے اور روایات شیعہ سے ثابت ہے تو پھر ہماری فاضل مجیب کا اسکو مطابقہ سمجھنا کیا اسی وجہ سے ہے کہ جواب کو بلا سے نجات پاجاوین یا کسی دوسری وجہ سے افسوس کہ اس پر تے پر جواب لکھنے بیٹھے لاحول ولاقوة الا باللہ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ اب دانستہ فرمایا کہ اہلسنت نے تمسک بالنقلین کیا ہے یا حضرات شیعہ نے۔ اقول۔ آپنے اہلسنت کا کچھ تمسک ذکر نہین فرمایا کہ موازنہ کیا جاتا محض دعوی لسانی ہے۔ چندروایتین شیعہ کی جو بزعم خود خلاف تمسک سمجھین نقل کردی جنکا جواب گذر چکا موازنہ کیونکر کیا جاوے کس سے کیا جاوے اگر کچھ اپنا تمسک بتحریر فرماتے تو البتہ موازنہ ہوتا یقول العبد الفقیر الی مولاہ۔

افسوس کہ آپ اپنے سوال ہی کو بھول گئے کہ اوسمین کیا مضمون لکھا تھا بعد اوس کے بندہ کے بخوبی سمجھنے مطلب نہ سمجھی جو آپ موازنہ پر معترض ہوئی۔ آپ اپنے سوال کو ملاحظہ فرمایئے کہ آپنے معاملہ عقد خلافت و قصد احراق کے تمسک کا طعن کیا تھا۔ کمترین نے بھی بجواب اوسکے چند روایات جو مستلزم عدم تمسک شیعہ کی تھی ذکر کرکے مقابلہ کیا کہ جب ہمارا عدم تمسک یہہ ہے جو آپنے ذکر فرمایا۔ اور آپکا عدم تمسک یہہ ہے۔ جو ہم عرض کرتے اور قاعدہ ہے معرف الاستعباد بالصداد

تو اس سے اب ہماری اور اپنے تمسک مین موازنہ فرمالین پس ظاہر ہے کہ اسکے واسطے ہمکو اپنے تمسکات بیان کرنے کی ضرورت نہ تہی اگر آپ مطلب سمجھتے تو موازنہ کے لیے ہمارے تمسکات کے طالب ہوتے اور جوابات توجیہی کچھہ آپنے تحریر فرمائی اونکی حالت اہل عقل و انصاف پر بخوبی روشن ہے اور عجب نہین کہ کبھی اپنے دلمین آپ بہی انصاف کرتے ہونگے **قولہ** اب آپکی طرح ہم بہی عرض کرتے ہین کہ کیا تمسک کے یہہ ہی معنے ہین کہ کتاب اللہ کو معرف اور غلط تبلا دین اور اوسکو جلائین اور یا پہر ہمین اور رسول اللہ کی بیٹی کو زوجہ کافر کہین درحالیکہ اسلام نے دسمین جدائی ڈال دی تہی اور اہلبیت کو گہر جلانے کی دہمکی دین - اور جنکو حضرت عباس عم رسول خدا صنوابیہ عرک اللہ بنظرک فرمائین اونکو خلیفہ رسول و امام برحق قرار دین اے غیور ملک - **اقول** بحول اللہ وقوتہ ہم ان مطاعن کا بخوبی ابطال و استیصال بحاث سابقین کر چکے ہین حاجت تکرار و اعادہ نہین ہے **قال الفاضل المجیب قولہ** - بالجملہ جناب مخاطب کے تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک صرف قصد احراق ثابت ہے الحمد للہ جن حضرات شیعہ نے وقوع احراق فرمایا ہے وہ جناب مخاطب کے نزدیک معتبر نہین اور ہمکو موقع طعن نہین بیان فرماتے - اقول کیا جناب مجیب ہمکو بہی مثل حضرات اہل سنت تصور فرماتے ہین کہ دعوی بلا دلیل پیش کرین یا اپنے ہی مسلمات سے مخالف کو الزام دین - ہمارا یہہ شیوہ نہین ہم مقبولہ فریقین یا مقبولہ خصم سے الزام دیتے ہین اسلیے حالہ کتاب بہی گذارش ہوا تہا مگر جناب نے اوس سے اغماض و اعراض مصلحتاً فرمایا - **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** - معاذ اللہ ہم آپکو ہرگز مثل حضرات اہلسنت کے تصور نہین کرتے **وما یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات** لیکن یہہ تو فرمایئے کہ آپنے ہماری کس عبارت سے سمجھا ہے کہ ہم آپکو مثل اہل سنت کے تصور کرتے ہین خدا کے لیے کہین تو نشان کرتے ہم نے تو صریح یہہ لکہا تہا کہ بعض حضرات شیعہ نے دعوی وقوع احراق کا کیا ہے جسکے جواب سے جناب نے مصلحتاً اعراض و اغماض فرمایا - پس اگر

سلہ نہ اندیشا اور بینا اور اندھری برابر ہین اور نہ ٹنڈی اور مرد ہی برابر ہین ۱۲

اونکا دعوی غلط اور کذب ہے چنانچہ آپکی تحریر سے ثابت ہوتا ہے تو آپکو چاہیے تہا کہ یہہ فرماتے
کہ کیا ہمکو بہی مثل حضرات علماء شیعہ کے متصور فرماتے ہین الخ اور آپکی دعاوی اور دلائل اور استدلالات
و الزامات کا حال آپکی تحریر سے خود اہل علم و انصاف پر واضح ہے کہہ ہماری کہنے کی یہہ ضرورت
نہین ہے اور خود یہہ ہے دعوی آپکی اس قول مین آپکو دعوی کا مکذب ہے۔ **قولہ** معہذا سوال کے
کس عبارت سے یہہ بات اپنے سمجہی **اقول** جناب یہہ امر میرے گذارش بہ ظاہر تہا
مگر افسوس کہ آپ اردو کی سہل عبارتونکو نہین سمجہتے میرا خلاصہ گذارش یہہ تہا کہ یہہ موقع طعن کا
تہا اور ایسی موقع مین حتے الامکان کوتاہی نہین کیجاتے جو امر زیادہ باعث طعن ہو اوسکو
ترک کرکے خفیف کو نہین ذکر کیا جاتا ہے جب آپنے قصد احراق محل طعن مین بیان فرمایا
حالانکہ آپکے بعض علماء مدعی وقوع نفس احراق کے ہین اور وقوع نفس احراق کو جو باعتبار
طعن اشد تہا ترک کیا تو معلوم ہوا کہ اگر آپکے نزدیک معتبر ہوتا تو ضرور آپ اوسکو ذکر کرتے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ آپکے نزدیک چنداں قابل اعتبار نہین **قال الفاضل المجیب**
قولہ۔ باقی رہا قصد احراق جو امور قلبیہ سے ہے اوسکا مفصل جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا
یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر کافی ہے۔ اقول۔ اور کس بات کا آپنے جواب عطا فرمایا کہ اوسکی
نسبت باقی رہا الخ فرماتے ہین آپنے شروع ہی سے وہ چال اختیار کی ہے کہ جو امور ہمنے
دریافت کئے تہے بزعم خود ہم پر ہی منقلب کر دیئے اور اس سے آپکی غرض صرف اصلی جواب سے
پہلوتہی کرنا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ہم شروع رسالہ مین
گذارش کر چکے ہین کہ آپ محض سائل نہین تہے بلکہ مدعی بہی تہے اور آپنے اپنے دعوی کو
بلا دلیل ذکر فرمایا تہا تو ہمنے آپسے آپکے دعوی کی نسبت دلیل طلب کی اور آپکے سوال کا
اجمالی جواب دیکر آپکو متنبہ کر دیا کہ آپ جواب کے اوسوقت مستحق ہونگے جبکہ اپنے دعوی کو
بدلائل ثابت کرین گے۔ چنانچہ اس تحریر مین بزعم خود آپنے اپنی مدعا کو بدلائل ثابت کیا
گو باعتبار واقع کے ثابت نہوا ہو۔ پس ہمنے بہی اپنے اس رسالہ مین آپکے سوال کا جواب

کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھہ گذارش کیا پھر آپکا یہہ فرمانا کہ اس سے آپکی اصلی غرض صرف جواب سے پہلوتہی کرنا ہے محض دعوی بے دلیل اور غلط ہوا اور نیز باوجود عدم استحقاق جواب کے یہہ اجمالی طرز اسلیے ہی اختیار کیا تہا کہ آپکو اظہار و ابحاث مین پہنسانے کے لیے ایک جال تہا سو بحول اللہ و قوتہ حسب مدعا آپ ایسی ابحاث کے جالمین پہنسی ہین کہ قیامت تک مخلصی محال ہے

قولہ معہذا سوال مین قصد احراق ہی ذکر ہوا ہے اور حوالہ کتاب بہی درج ہے مناسب تہا کہ اسکا جواب تحقیقی یا الزامی تحریر ہوتا ورنہ اسقدر تعرض کے بہی کیا حاجت تہی جسطرح اصلی سوال کے جواب مین سکوت اختیار فرمائی یہان بہی خاموش رہتے

اقول افسوس کہ بندہ کی گذارش فہم شریف مین نہ آئی بندہ نے جو عرض کیا تہا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے یہہ ہے آپکی سوال کا اجمالی جواب تہا اور حاصل اسکا یہہ تہا کہ آپنے قصد احراق کا دعوی فرمایا اور جو روایت کہ آپ نے ذکر فرمائی اوسکی یہہ عبارت ہے۔ واللہ[1] ما ذاك بعانهان اجتمع هولاء النفر عندك ان امرهم ان يحرق عليهم البيت اور ان الفاظ سے قصد احراق ثابت نہین ہوتا بلکہ محض تہدید بصراحۃ معلوم ہوتی ہے کیونکہ عرف مین ایسی کلمات ایسے مواقع مین محض تہدیدًا کہتے ہین تو دلیل مثبت مدعا نہین ہوئی اور دعوے ثابت نہوا۔ آپنے بجز اس ایک روایت کے اور کوئی قرینہ بہی بیان نفرمایا تہا جو مثبت تصمیم عزم ہو پس ایسے پوچ استدلال کے بیخ کنی اور قطع عرق کیواسطے یہہ ایک جملہ بہی کافی تہا۔ بشرطیکہ افہم سے کام لیتے۔ چونکہ اب آپ اوسکی تفصیل کے طالب ہین اور یہہ موقع بہی اوسکی تفصیل کا ہے۔ اسلیے ہم اوسکی تفصیل کے لیے بہی حاضر ہین لیجیے ذرا متوجہ ہوکر سنیے۔ واقفان مناظرہ مذہبی ذریعین پر مخفی نہین ہے حسب عادت قدیمہ خود کہ ہمیشہ مذہب مین نئے نئے تراش و خراش کرتے رہتے ہین شیعہ کے اس مسئلہ مین بہی رنگ برنگ کے اقوال ہے اول وقوع احراق کا دعوی ہوا چنانچہ علامہ طوسی نے تجرید مین اور ملا باقر مجلسی اور بعض متاخرین نے بہی لکہا۔ اور بعض علما جنہین سے

[1] اور اللہ کی قسم اگر یہہ لوگ تیرے پاس جمع ہوئے تو یہہ مجکو اس سے مانع ہوگا کہ مین انپر گہر جلادے کا حکم کردن۔ ۱۲

ہماری فاضل مجیب ہی مین جب اس دعوی کی غلطی پر متنبہ ہوئی تو اوس دعوی کا انکار کیا اور قصد احراق کا دعوی کیا - پھر جب بعضے علماء کنا کشی ابحاث اہلسنت مین گرفتار ہوئی تو اونہون نے اسکو تہدید و تخویف پر محمول فرمایا - چونکہ وقوع احراق کی نسبت ہماری فاضل مجیب کا دعوی نہین بلکہ بعض علماء نے خود تکذیب فرمائی اسلیے ہم اوسکی تردید کیطرف متوجہ نہین ہوتی - اور ابطال دعوی قصد احراق کیطرف عنان توجہ منعطف کرتے ہین - پس واضح ہو کہ قصد احراق سے مراد تصمیم عزم احراق ہے کہ معاذ اللہ مقصود دلی یہہ تہا کہ خانہ اہلبیت کو جلا دین اور مجرد تخویف و تہدید مدنظر نہین تہے - لیکن دعوی تصمیم عزم احراق ہی بوجوہ چند باطل ہے اول یہہ کہ جو روایت کہ ازالۃ الخفا سے اس مدعا کے ثبوت مین نقل کی ہے وہ ہرگز اسکو مثبت نہین اور اوس سے استدلال صحیح نہین کیونکہ اوسمین احتمال مجرد تہدید تخویف کا ہی بلکہ غالب سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے تو استدلال تصمیم عزم احراق پر باطل ہوا - دوسری یہہ کہ الفاظ مین جو روایت منقولہ مین موجود ہین قسم عدم مانعیت پر واقع ہے نہ احراق پر اور حاصل ترجمہ اس جملہ کا اسطرح ہے کہ خدا کی قسم یہہ میرا مانع نہین ہے امر احراق سے - تو اس جملہ سے یہہ بہی نہین ثابت ہوتا کہ حضرت فاروق نے فرمایا ہو کہ اگر مجتمع ہوئی تو مین گہر جلا دونگا بلکہ یہہ کہا ہے کہ اگر مجتمع ہوئی تو مجکو یہہ امر احراق بیت سے مانع نہوگا اور اس سے تصمیم عزم احراق پر استدلال کرنا سراسر بیجا ہے - تیسری یہہ کہ جناب امیر نے بہی قصد میزاب مین جسکی روایت ہم ابہی اوپر بیان کر آئے ہین - پرنالہ لگوانے کے واسطے جب آپ تشریف لائی تو بلوار خلاف عادت شریفہ گلی مین ڈالی ہوئی آئے اور فرمایا لئن قلعہ قالع لاخربن عنقہ وعنق کالم یہ اور نیز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے اوکہاڑنے کے بارہ مین جیسا کہ علل الشرائع مین آپکے صدوق نے روایت کی جناب امیر نے قتل و قتال کا ارادہ فرمایا حالانکہ سل سیوف قطعا بحکم خدا و رسول آپ پر حرام تہا تو اگر اوسکو بہی مجرد تخویف و تہدید پر محمول فرمائیے تو ہماری طرف سے بہی یہہ ہی فرمادین - اور اگر جناب امیر کی تصمیم عزم قتل و قتال کے

قائل ہوتے ہیں تو اپکی عصمت بلکہ امامت وخلافت سے ہاتھ دھو بیٹھیں بنش فبر فاطمی کی روایت
ملخصاً جو خاتم المتکلمین نے علل الشرائع سے ترجمۃ نقل کی ہے ہم بھی اوسکو نقل کرتے ہیں وذیکہ
خلیفہ ثانی را خبر وفات حضرت زہرا رسانیدند او بجمال جزع و فزع ہمراہ صدیق بتقریب
تعزیت نزد امیر المومنین ع حاضر شد و شکایت شروع کرد و گفت نہ طلبیدن ما را بر جنازہ فاطمی
ازان قبیل ست کہ در غسل آنحضرت ما را دخلی ندادی و بحسن تسلیم کردی کہ پابو بکر گفت کہ ترا با منبر
پیغمبر چہ کار ست اینہمہ دلیل کہ دورت و غبار ست حضرت امیر فرمود اگر قسم شرعی باد کنم بصدیق
خواہید کرد گفتند بلی - پس در مسجد مقدس داخل شد و گفت کہ دعا بر اول ازان بود کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم در غسل فاطمہ زہرا در بارہ نماز جنازہ و ما یتعلق بہ وصیت کردہ بودند کہ احدے را
مدخلی ندہی و حاشا کہ آن کلمہ بفرزند خود تسلیم کردہ باشم بلکہ چون الف دانستم بجناب مصطفوی
زائد الوصف دہشت جستے کہ در عین نماز بر دوش مبارکش سوار میشد و در اثنار خطبہ دامن مقدس
میکشید بر آمدن ابو بکر بالائی منبر آن سرور بروی شاق آمد فاروق این کلمات طیبات را از جملہ
دانست و صلاح او بر بنش قبر فاطمی برائے آدائی نماز جنازہ قرار گرفت پس صحبت منجر بکلفت
گردید و نوبت باشتداد غیظ و غضب رسید و قریب بود کہ ذوالفقار از نیام بر آید و مقاتلہ عظیم در صحن
حرام واقع شود زیرا کہ امیر المومنین قسم شرعی یاد نمود کہ بر این تقدیر سر فاروق را از دوش بردارم
بلکہ قبل از نیل مطلب دیر از زندہ نگذارم پس مہاجرین و انصار ہیئت مجموعی در مصالحت افتادند
و بر ارادہ فاروق تن بر ضا ندادند - انتہی ملخصہ - تعجب ہے کہ جناب قالع باب خیبر قاتل قوم
عاد - بعد احراق بیت او اسقاط محسن او ضرب اسواط بصفۃ الرسول سید کائنات او انتہاب
تہمت زنا کے وقت آپ مامور بصبر و سکوت ہوں او رسل سیف کے مامور ہوں او نماز جنازہ
کیواسطے بنش قبر یا مور بجہاد ہوں - ع این خیالست و محالست و جنون - پس ظاہر ہی کہ یہہ
سب قصہ ہند یا دتر ہینا تہا او ہرگز آپکا قصد مخالف وصیت قتال و قتال کا نہوگا - چونکہ یہہ
کہ صاحب عماد الاسلام نے بھی اسکو مجرد تخویف پر حمل کیا وہ تحریر فرماتے ہیں چنانچہ

خاتم المتکلمین نے نقل فرمایا ہے مقتضی تلک الروایات ھوان عمر ھم تبعتہ قصد احراق بیت فاطمۃ واتی بالحطب وجمع علی بابہ لا انہ وقع منہ الاحراق فلعل کان غرضہ مجرد التخویف - پس جب آپکے علماء نے خود تسلیم فرمالیا کہ فاروق کا یہہ فعل محض غرض تخویف تھا تو آپکا انکار اونکی ایسی تکذیب ہے جیسی معین احراق کے - پانچوین حسب تصریح خاتم المتکلمین در ازالۃ العین کلام ابو جعفر بن قبہ وغیب متشیعین سے ہویدا ہے کہ قرن اول کے شروع مین تمام مہاجرین وانصار خلفاء کے ظاہری زہد وورع اور عدل وداد اور دنیا سے نفرت کلی کی وجہ سے اونکی خلافت کے منعقد ہوئی تہی اور رفتہ رفتہ متاخرین کو اور زیادہ اطمینان حاصل ہوگیا اور ظاہر ہے کہ خلفاء کو یہی ان امور کا پاس ہوگا اور خیال کرتے ہونگے کہ ایسا کوئی فعل ہمسے صادر نہو جو باعث سوء ظن ہو بلکہ جہانتک ہوسکے لوگونکو حسن ظن اور خلوص عقیدت کے دام مین پھنساوین تو ایسی حالت مین علی الخصوص قریب زمانہ وفات سرور کائنات علیہ افضل الصلوات کے کیونکر ممکن ہے کہ احراق یا تصد احراق اہلبیت کیا ہو اور اگر بالفرض اونسے یہہ فعل صادر ہوا ہو تو اونکی ابو جعفر وغیرہ کا فرمانا محض کذب ہوگا - چھٹی طرفہ تر یہہ ہے کہ خود علماء شیعہ مین سے طبرسی نے مطابق روایت ابا قر مجلسی کے احتجاج مین روایت کی جسکا مضمون یہہ ہے - کہ چون خلیفہ ثانی باواز بلند گفت کہ امیر المومنین از خانہ خود بیرون نیاید خانہ او را خواہم سوخت صحابہ از شنیدن این قول متغیر شدند وانکار شدید کردند خلیفہ ثانی گفت شما گمان برید کہ من چنین خواہم کرد حالانکہ مقصود من تہدید بود نہ چیز دیگر پس جناب مرتضوی بواسطہ شخص پیام بسوی عمر فرستاد کہ من برای گرد آوردن آیات قرآنی در خانہ نشستہ ام وشغول تالیف گردیدہ ام دبر زبانم سوگند جاری شدہ کہ تا ازین امر فارغ نشوم از خانہ پای خود بیرون نگذارم وبامور دیگر نہ پردازم - قطع نظر اس سے کہ فاروق نے اسکی نسبت یہہ فرمایا کہ میرا یہہ قول محض تہدید کی غرض سے تہا - جسپر صحابہ ساکت ہوگئے - اس روایت سے یہہ فائدہ حاصل ہوا کہ صحابہ نے بمجرد اس قول (خواہم سوخت) سنی کی انکار شدید کیا اور موافق مذاق کے

نہیں کی بلکہ اور برہم ہو گئی تو کیونکر ممکن ہے کہ اون صحابہ نے جو بحجز اس قول کے متغیر ہو گئی تھی اور انکار شدید کیا تھا گھر جلانے کو واسطی سامان احراق جمع کرنے دیا ہو اور عقل سرسری بھی تسلیم نہیں کر سکتی کہ وہ بہتانات جو حضرات شیعہ دشمنان خلفا کیطرف منسوب فرماتے ہیں مثل ضرب دشمنان سیدہ و اسقاط محسن و تہمت فاحشہ وغیرہ خرافات کو ایسے صحابہ جان نثارون نے بلا رد و انکار منظور کیا ہو گا

ساتویں علی بن ابراہیم قمی استاد کلینی کی تفسیر میں مروی ہے ۔ حدثنی ابی عن صفوان بن یحیی عن ابی الجارود عن عمران بن میثم عن مالک بن ضمرة عن ابی ذر رحمة الله قال لما نزلت هذه الایة یوم تبیض وجوه وتسود وجوه قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم تردامتی یوم القیمة علی خمس رایات فرایة مع عجل هذه الامة اسالهم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فمزقناه وبدلناه وراء ظهورنا واما الاصغر فعادیناه وابغضناه وظلمناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودة وجوهکم ثم ترد علی رایة فرعون هذه الامة فاقول لهم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فحرفناه ومزقنا وخالفناه واما الاصغر فعادیناه وقتلناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودة وجوهکم ثم یرد علی رایة مع سامری هذه الامة فاقول لهم ما فعلتم بالثقلین من بعدی فیقولون اما الاکبر فعصینا وترکناه واما الاصغر فخذلناه وضیعناه فاقول ردوا النار ظماء مظمئین مسودة وجوهکم ثم یرد علی رایة

ابوذر سے روایت ہے کہا جب یہہ آیت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت میرے پاس پانچ جھنڈی ہو کر آئگی ۔ ایک جھنڈا تو اس امت کے بچھڑے کے ساتھ ہوگا میں اونسے پوچھونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا وہ کہینگے کہ بڑی کو تو ہمنے پہاڑ ڈالا اور اوسکو پس پشت ڈال دیا اور چھوٹے کے ساتھ دشمنی کی اور اوس سے بغض رکھا اور اوپر ظلم کیا میں کہونگا پیاسی کالے مونہہ آگ میں جاؤ ۔ پھر میرے پاس امت کی فرعون کا جھنڈا آئیگا میں اونکو کہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا وہ کہینگے بڑی کو تو ہمنے پہاڑ ڈالا اور اوسکی مخالفت کی اور چھوٹے کے ساتھ دشمنی کی اور اوس سے رُوگردانی کیا میں کہونگا پیاسی جاؤ تم بھی کالے مونہہ ۔ پھر ایک جھنڈا اس امت کے سامری کے ساتھ میری پاس آئیگا میں کہونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا کہینگے بڑی کی نافرمانی کی اور چھوڑ دیا اور چھوٹے کو ضائع کیا میں کہونگا جاؤ پیاسے آگ میں تمہارا کالا مونہہ ہو

ذی الثدیہ مع اول الخوارج واخرھم واسالھم ما فعلتم بالثقلین من بعدی
فیقولون اما الاکبر فمزقناہ وبرئنا منہ واما الاصغر فقاتلنا وقتلناہ فاقول ردوا النار
فلھا مطمئین مسودۃ وجوھکم ثم ترد علی ابیہ مع امام المتقین وسید المرسلین
وقائد الغر المحجلین وصی رسول رب العلمین فاقول ما ذا فعلتم بالثقلین من بعدی
فیقولون اما الاکبر فاتبعناہ واطعناہ واما الاصغر فاحببناہ ووالیناہ ووازرناہ
ونصرناہ حتی اھریق فیھم دمائنا فاقول ردوا الجنۃ رواء مرویین مبیضۃ وجوھکم
تتلقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ الی
قولہ فھی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون انتہی نقلا عن تفسیر الصافی۔ اہل عقل وانصاف اس روایت کو
ملاحظہ فرماویں اور عیان تشیع کے دلائل محبت میں صدق کو ملاحظہ کریں کہ میدان محشر میں بھی رسول
خدا کے سامنے جھوٹ بولنے سے نہ چوکی اور اگر احراق بیت کا قصد یا قصہ احراق کا معاملہ صحیح ہے اور علاوہ
اسکے دوسری تہمتیں جو خلفاء وصحابہ کے ذمہ لگاتے ہیں تو کیا یہہ قول واما الاصغر فاحببناہ
ووالیناہ ووازرناہ ونصرناہ حتی اھریق فیھم دمائنا صحیح اور مطابق واقع کے
ہو سکتا ہے۔ کیا یہہ ہی مواخوت اور نصرت تھی کہ یہہ گھر جلانیکا ارادہ کریں ہیزم وغیرہ دروازہ
پر جمع کریں اور ضرب تازیانہ یا لگد یا دبنالہ شمشیر یا کاردسی علی اختلاف روایاتہم اسقاط
محسن کرادیں بلکہ قتل و معصومین کا کریں اور علی رؤس المنابر اتہام فاحشہ کا نسبت

پہر زد اللہ یہ کا جھنڈا تمام خوارج کے ساتھ میرے پاس آئیگا میں پوچھونگا تمنے میری بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا کہینگے بڑی کو تو
ہم نے پہاڑ اور دوسرے سے بڑی چھوٹے سے لڑی اور اوسکو قتل کیا میں کہونگا جاؤ پیاسی آگ میں تمہاری کالی ہو منہ پہر
ایک جھنڈا پیشوا گمراہی امام ضلالت کے سردار روشن پیشانی اور اتباع والوں کے سرگروہ رسول اللہ کے وصی کے ساتھ میرے پاس
آئیگا میں کہونگا تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا کیا کہینگے بڑے کی پیروی اور اطاعت کی اور چھوٹے کے ساتھ محبت و موالات
کی۔ اور مدد و معاونت کی۔ یہانتک کہ اوسنے ہمارے خون بہی میں کہونگا۔ جنت میں چلے جاؤ سیراب
تمہارے روشن چہرے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہا۔ یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ۔ سے
فھی رحمۃ اللہ ھم فیھا خالدون تک ۱۲۔

بدگمان سیدہ کرین اور یہہ مدعین نصرت و موالات چپکے بیٹھے رہین اور دم نہ ماریں اور سانس نہ نکالین اور یہہ سوال کیجیو شیعان پاک ہی سے نہین کیا جائیگا بلکہ خود جناب جو صاحب رائے ہین وہ بھی اسمین شامل ہونگی اور خود حضرت امیر بھی جواب وہ ہونگے تو یہہ کذب اصول شیعہ پر جناب امیر کیطرف بھی منسوب ہوگا اور سوال وارد ہوگا کہ اتباع و اطاعت قرآن کی اور محبت و موالات اہلبیت سرور انام کی یہہ ہے کہ جسوقت عمر فاروقؓ نے گھر جلایا یا جلانے کا سامان مہیا کیا چون و چرا نہ کی اور باوجود اوس شجاعت کے جسکا بیان خارج امکان ہے بمقابلہ اہلبیت کے اہانت کرنے والونکی گھر ہا پس اس سے زیادہ عداوت و دشمنی اہلبیت کے ساتھہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن حیرت و تعجب کا مقام ہے کہ جب حضرت سرور کائنات نے تمام وقایع آتیہ بیان فرما دیئی تہی اور تمام حالات واقعہ حوادث و دواہی کی خبر دیدی تہی اور فرما دیا تہا کہ صبر و سکوت کرنا اور ہرگز چون و چرا نکرنا۔ پس اس سوال کے کیا معنے کہ تمنے ثقلین کے ساتھہ کیا کیا۔ اور اگر کسی نہج سے یہہ سوال صحیح ہو بھی تو یہہ جواب لغو ہے جواب صحیح یہہ ہے کہ ہمنے آپکے ارشاد کے موافق صبر و سکوت کیا چون و چرا نہ کی ظلم و ستم ہوا کئے کبھی دم نہ مارا ثقلین العیاذ باللہ خراب و خوار ہوئے سر نہ ہلایا پھر کیف یہہ سوال و جواب مصنوعی غلط ہو یا صحیح ہمکو کچھہ بحث نہین ہمارا مدعا جو کچھہ ہے وہ اس سے ثابت ہے مگر اسقدر گذارش اور باقی ہے کہ تفسیر صافی کی دوسری روایت جو اس روایت سے کچھہ اوپر مذکور ہے اس امر کو مقتضی ہے کہ ظلم پر سکوت کرنے والے بھی ظالمون کے ساتھہ گرفتار عذاب ہونگے[1] قال ابو جعفرؑ و اوحی اللہ الی شعیب النبیؑ انی معذب من قومک مائۃ الف و اربعین الفا ثلثون الفا من اشرارھم و ستین الفا من خیارھم فقال یارب ھولاء الاشرار فما بال الاخیار فاوحی

[1] ابو جعفرؑ نے کہا کہ شعیب نبی کیطرف خدا نے وحی بھیجے کہ میں تیرے قوم کے ایک لاکھہ چالیس ہزار کو عذاب کرونگا اور جلیون مین سے ساٹھہ ہزار کو۔ عرض کیا اے پروردگار یہہ تو بدمعاش لوگون کا کیا حال ہے) اللہ نے اوسکی طرف وحی کی ۔۱۲۔

اللہ عزوجل الیہ انہم واعنوا اھل المعاصی ولہ یغضبوا للغضب تو اس سے اونکا حال قیاس
کرنا چاہیے جنہون نے ایسے سخت ظلم پر سکوت کیا اور مداہنت کی اور غضب ناک نہوئی حالانکہ
اونکو ادنے حین پر جبین ہونے مین کام نکلتا تہا کہ اونکا کیا حال ہوگا شاید اصول شیعہ پر منافق
اس روایت کے مدلول کے وہ خیار ہی اون اشرار کے ساتہہ معذب ہونگے بیت شادم کہ
از رقیبان دامن کشان گذشتی + گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد - آہٹوین خود علامہ
کنتوری نے بجواب حضرت خاتم المحدثین کے - حضرت فاروق کے اس فعل کا مجرد تخویف پر
محمول ہونا تسلیم کر لیا ہے وہ لکہتے ہین - اما انچہ گفتہ اگر مراد ایشان از قصد تخویف و تہدید زبانی
گفتن اینکہ من خواہم سوخت الخ - پس ما میگوئیم کہ فی الواقع مراد علماء شیعہ از قصد احراق
بیت ہنوز کہ بروایات اہلسنت ثابت میکنند ہمین بیت دا اگر این قول او در قصد او دلالت نکند
لازم آید کہ در قول خود کاذب بودہ باشد - اور اگر علامہ فاضل مجیب کو یہہ خیال ہو کہ آخر عبارت کنتوری
کی اور نیز عبارت سابقہ صریح دلالت کرتی ہے کہ وہ درپے اثبات قصد تحریق کے ہین سو اس
تناقض کے دفع کا آپ ہی فکر فرما دین - جو آپکے مفتی صاحب کی عبارت مین واقع ہے
کہ کہین مدعی اثبات قصد احراق ہین اور کہین مجرد تخویف پر محمول ہونا تسلیم فرماتے ہین اور
عجب نہین کہ منشا اسکا یہہ ہو کہ حضرت مفتی صاحب کو درمیان قصد تحریق اور قصد تخویف کی تمیز
نہوئی ہوگی کہ جسکی وجہ سے یہہ التباس و اختلاط کلام مین واقع ہوا **قولہ** معلوم نہین کہ قصد کو
امور قلبیہ کہنے سے آپکا کیا مطلب ہے بظاہر تو وہی مطلب ہوگا کہ جو آپکے خاتم المحدثین نے غصہ مین
فرمایا ہے قصد امور قلبیہ سے بے شک ہے مگر جبکہ اسباب و سامان قصد کے ظاہر ہون
تو بے شک کہہ سکتے ہین کہ اس کام کے کرنے پر ارادہ ہے **اقول** فعل کے کرنے پر
آمادگی و عزم پیدا ہوتی ہے بالجملہ تصمیم عزم کے یا بطور مجرد تہدید و تخویف کے چونکہ
بظاہر ان دو نو مین کچہہ فرق نہین اور اسیواسطے بعض علماء شیعہ پر ملتبس ہوگئی - اور ان

قصد کا فعل اور ترک فعل دونو پر صادق ہونا ظاہر ہے کہ ہر ایک کے ساتہہ قصد ہو سکتا ہے

لہ کہ انہون نے گہنٹون کی ساتہہ محنت کی ہے اور میرے غصہ کے سبب وہ غصہ نہوئی - ۱۲ -

دونوین فرق باعتبار ارادہ فاعل کے ہے اسلیے مناسب ہے کہ ہم اول ان دونوین فرق بتلائین
اور اسکے بعد اپنے فاضل مجیب کے اس قول کا جواب دیوین پس واضح ہو کہ قصد علی الفعل ارادہ
جزمی ہے جو اوس فعل کے کرنے سے متعلق ہو اور قصد تخویف و تہدید یہہ ہے کہ فی حد ذاتہ
فعل کا کرنا مقصود نہو صرف بظاہر اتقاء خوف کے لیے اوس فعل کے اسباب و سامان کو اس
صورت مین ظاہر کیا جاوے جس سے بظاہر عزم بالجزم مترشح ہوتا ہو کیونکہ اگر اوس سے
یہہ امر متحقق نہوگا تو مقصود جو تخویف و تہدید ہے ہرگز برآمد نہوگا - بلکہ امور مہمہ مین تہدید و تخویف
کی نسبت جائز ہے کہ ہای تو بہ دور دیگ فراہمی سامان بہ نسبت اصل قصد کے زیادہ ہو
پس ظاہر سامان ہی ان دونوین تمیز کرنا جیسا کہ حضرات شیعہ کرتے ہین چنانچہ علامہ کنتوری نے
بھی تحفہ کے جواب مین لکھا ہے - واما آنچہ گفتند کہ قصد از امور قلبیہ ست کہ برآن غیر خدائی
تعالے دیگرے مطلع نمی تواند شد پس مرفوع ست بانکہ امارت و علامات دلیل قصد می باشد
اور تقلید انکی غالبا ہمارے فاضل مجیب بھی بدون سوچے سمجھے یہہ بھی ترانہ فرماتے ہین
اس پر دلیل ہے - کہ حضرات کو ان دونوین تمیز نہین ہوگی - اصل سوال مین تحریر فرماتے ہین -
(اور بعت لینے کے لیے گھر جلانے کی دھمکی دی) اور بعد اسکے قصد احراق روایت ازالۃ الخفا
سے ثابت کرتے ہین - اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ آپکو دھمکی اور قصد احراق مین تفرقہ و امتیاز
حاصل نہین ان دلالت حال فاعل کے اور لیاقت و قابلیت مفعول کے فی الجملہ قرینہ ہو سکتی ہے مثلاً ایسے
افعال کے صدور مین کہ اونکا فاعل سفاک و بیباک ہو اور اتباع شرع سے مطلق بے بہرہ ہو
اور محل بھی لائق کشتنی و سوختنی ہو تو ایسی جگہ غالب احتمال تصمیم عزم کا ہو سکتا ہے لیکن جبتک
وقوع فعل نہ ہو چکے ہرگز استدلال نہین کیا جا سکتا کہ مقصود فی حد ذاتہ قصد قتل و احراق ہے
پس جب یہہ امر طی ہو گیا تو اب فاضل مجیب اور اونکے مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ سامان
و اسباب کے جمع کرنے سے اور ہیزم و آتش کے لانے سے معلوم ہوا کہ فاروق احراق بیت
بیت کا عزم بالجزم رکھتے تھے غلط ہوا - کسی شخص کو اوسکے قتل کے نسبت کہنا اور

تلوار کلی مین ڈالکر نکلنا بلکہ تلوار میان سے کھینچنا تک وال عزم اور قصد پر نہین ہوسکتی خود جناب
امیر کا قصہ مینرب پر جوش خروش اور قتل کی دھمکی اور تلوار گلے مین ڈالکر باہر آنا خود اسپر صریح
دلیل ہے بشرطیکہ حضرات شیعہ اسکو مجرد تہدید پر محمول فرماوین اسیطرح مبش قبر نبی پر
ارادہ قتل وقتال کرنا اور دست بقبضہ شمشیر ہونا بھی غالبًا اسی قسم سے ہوگا اور اگر حضرات
شیعہ اسکو تہدید پر محمول نفرماوین اور عزم بالجزم سمجھین تو چونکہ آپ امور بسکوت سے
آپکی عصمت بلکہ امامت وخلافت کو سنبھالین - آپکو یاد ہوگا جبکہ آپنے ابن عباس کو البصرہ کا
بیت المال لوٹ کر مکہ آجانے اور جناب امیر نے اونکو ایک عتاب نامہ تحریر فرمایا جو نہج البلاغہ
مین منقول ہے اور غالبًا ہم اوسکی نقل اوپر کر آئے ہین - اوسمین اونکو جناب امیر نے قسم کہا کر
کیا لکھا تھا کیا واقعی اوس سے انکا عزم بالجزم ثابت ہوتا ہے یا نہین - غالبًا وہ روایت
بھی آپکے حافظہ سے نہ نکلی ہوگی جو ہم اوپر بیان کر آئے ہین - جو اصل روایت مجلسی اور قطب
راوندی کی ہے اور مواعظ حسنیہ مین بھی مذکور ہے اگر آپکو فراموش ہوگئی ہو ہم آپکو یاد دلاتے
ہین کہ جناب امام حسین نے قبر سے فرمایا کہ مجکو معلوم ہوا ہے کہ چند شکین عسل کی جو مین سے آئی ہین
تیری حفاظت مین ہین اور مجھکو ایک مہمان کی نا خوشی کی ضرورت ہے تھوڑا مجکو اوسمین سے
دے چنانچہ ایک مشک کا مونہہ کھولکر بقدر حاجت لیا تقسیم کے وقت جب حضرت نے
مشکونکا ملاحظہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ ایک مشک مین کم ہے قنبر سے دریافت کیا انہوں نے عرض کیا کہ حضرت
امام حسین ریحان رسول الثقلین کو ایک مہمان کے لیے ضرورت پیش آئی تھی اونہون نے
تھوڑا سا شہد لیا ہے سنتے ہی حکم دیا - بلاؤ جب حاضر ہوئی تو نہایت تیزی وخشونت غیظ
وغضب کے ساتھ دہ جو آپکے ہاتھ مین تھا جناب امام کے مارنی کیواسطے اوٹھایا - یہانتک جناب
امام حسین نے نہایت عاجزی سے آپکے غصہ فرو کرنے کے واسطے حق جعفر کے کو یاد دلایا
اور آپکا غصہ فرو ہوا تو معلوم نہین یہ قرائن یعنے غیظ وغضب کرنا درہ کا مارنے کی واسطے
اوٹھانا اور پھر قتل التمست مل خلق اللہ مین تصرف کرنا بعد جناب امیر کو جنمین سے ہونا

مستلزم قصد ضرب والانت ہین یا نہین اگر نہین ہین تو مدعا ثابت ہے اور اگر ہین تو قطع نظر ہمین
امام کے غلط ہے کیونکہ آخر ہمین خود جناب امیر نے ارشاد فرمایا اگر ہمین نہ دیکھا ہوتا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تیری دانتونکو بوسہ دیتی تھے تو ہمین یقینا تجکو مارتا تو نے مسلمانونسے
پہلے کیون نفع اوٹھایا اس سے صریح معلوم ہوا کہ آپکا قصد ہرگز ضرب کا نہتھا بلکہ صرف تہدید
وتخویف مدنظر سامی تہی کیونکہ آپکو یاد نہتھا کہ حضرت دندان مبارک صاحبزادہ کو بوسہ دیتی تھے
تو ایسی حالت مین عزم بالجزم مارنے کا کیونکر کر سکتی تھے۔ علاوہ ازین خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے متخلفین جماعت کے لیی وعید احراق فرمایا جو متفق علیہ فریقین ہے
اور یقیناوہ محمول اوپر تہدید وتخویف کی ہے کیونکہ کوئی شخص علماء مین سے تارک جماعت کے
لیی وجوب احراق کا قائل نہین ہوا اور اگر وجود روایت مین شک وشبہ ہو تو اپنے مجتہد
سابق کی تصانیف مثل مواعظ حسنیہ ملاحظہ فرمایا جیئے۔ **قولہ** پس جبکہ خلیفہ ثانی نے
قسم یاد کی ہو اور سزا احراق مثل آتش وہیزم وغیرہ ہی عمل مین لیگئے ہون۔ جیسا کہ کتب معتبرہ
اہلسنت سے ثابت ہے تو اب اسمین کیا شک رہا کیونکہ ہر آدمی جانتا ہے کہ جب کوئی شخص
آگ لکڑی وغیرہ کسی مکان پر بیجاوے اور اوس کے مالک نے بقسم کہی کہ اس گہر کو جلاؤنگا۔ تو
ضرور ثابت ہوگا کہ یہ شخص اس گہر کے جلانیکا قصد رکھتا ہے **اقول** اگر اصل سوال مین ہی
آپ ان امور کا ذکر فرماتے تو البتہ بندہ کا اجمالی جواب دینا اور یہ کہنا کہ قصد امور قلبیہ سے ہے
مورد طعن ہوتا اور جب آپنے یہ امور اسوقت ذکر فرمائی ہے ہی نہین ہے اور صرف روایت
ابن الحفاء پر اکتفا فرمایا تہا اور یہ بہی بتقلید علامہ کنتوری وغیرہ فرمایا ہے تو پہر ایسے جواب
کیون محل طعن ہے۔ رہا ثبوت ان امور کا کہ آگ وہیزم وغیرہ کا بیجانا بندہ سامی تہا جسکے
ذکر سے کسی مصلحت کے سبب اغماض فرمایا۔ تعجب ہے کہ استدلال فرمائین امور ایک امر کی اثبات کے
درپے ہون اور اثبات کے وقت پہلو تہی فرماوین۔ بہلا اگر یہ امور آگ وغیرہ کا بیجانا کتب
معتبرہ اہلسنت سے بزعم سامی ثابت ہے تو آپنے اوسکو ذکر کیون نہین فرمایا جو روایت آپنے

اس سے کہ ابن الحفاء پر اکتفا فرمایا ہے ظاہر ہے کہ ان امور کا ثبوت ان کتب سے نہین ہے

ازالۃ الخفا سے نقل کی اسمین تو یہہ امور اشارۃً و کنایۃً بھی مذکور نہین اسکی ذکر مین چندان تطویل بھی نہین تھی اور اگر فی الجملہ تطویل بھی ہو تو زوائد واجب الحذف والاسقاط ہوا کرتے ہین نہ اصل مقاصد ابحاث اور موقوف علیہ دعاوی - پھر اس حجت پر یہہ فرمانا کہ اب اسمین کیا شک رہا عجب افادات سے ہے آپکو بے شک شک نہ رہا ہوگا - لیکن اہل عقل و دانش کا شک تو ایسی خرافات سے کیونکر رفع ہو سکتا ہے اور اگر بالفرض اہلسنت کی کسی کتاب مین بروایات ضعیفہ واہیہ پایا بھی جاوے تو اسکا جواب قول سابق کے جوابات سے بخوبی ظاہر و باہر ہے - کہ اصول شیعہ پر بھی یہہ امور قصد احراق پر دال نہین ہو سکتی - اچھا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ یہہ امور قصد احراق پر دال ہین بلکہ مثل قضیہ شرطیہ لزومیہ کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود مستلزم عزم بالجزم احراق کو ہین اور فی الواقع حضرت فاروق کا قصد صمیم احراق بیت تھا اور تمام اعوان و انصار اذکی شریک و معاون تھے لیکن ہم پوچھتے ہین کہ اگر یہ عزم صمیم تھا تو اسکو کون مانع ہوا اور سب مذاق فاضل بجیب و دیگر بعض اکابر شیعہ جو عدم وقوع احراق کے قائل ہین - احراق کیون وقوع مین نہین آیا صحابہ کلہم اجمعین الا معدودی فاروق کے حامی و مددگار ہوتے اور جناب امیر و جناب سیدہ بلکہ تمام بنی ہاشم شاید ماموراً بالسکوت ہونگے - اونہون کچھ چون وچرا نفرمائی اور اگر چون وچرا کرنے والے ہوتے تو معاملہ خلافت مین جو حسب ارشاد جناب قاضی صاحب شوستری اعتصاب مزار فروج موسنت سے بھی زیادہ قبیح تھا چون وچرا کرتے خداوند تعالے کیطرف سے بھی کوئی امداد غیبی نہین پہنچے جو اس سے مانع ہو سکتے جب باوجود تسلط تام اور عزم صمیم اور موجود کی سامان اور عدم موانع کے وقوع احراق نہ پایا گیا تو معلوم ہوا کہ مقصود احراق بیت نہ تھا بلکہ مقصود بجز تخویف و تہدید تھے جو حاصل ہو گئی شاید شیعہ اسکا یہہ جواب دیوین کہ یہہ قصد معلق بالشرط تھا جو اجتماع ہے حاصل یہہ کہ اگر یہہ اجتماع باقی رہا تو بیشک گھر جلا دونگا اور وجود معلق کے لیے وجود معلق بہ کا ضرور ہے اور وہ نہ پایا گیا تو بقاعدہ اذا فات الشرط فات المشروط - وجود معلق بشروط کا بھی جو احراق بیت ہی نہ پایا گیا ہم اسکی

جواب مین کہتے ہین کہ یہہ جواب بعینہ ہماری مدعا کو ثابت ہے کیونکہ اس سے بصراحۃ ثابت ہوا
کہ فی حد ذاتہ مقصود اصلی تفریق اجتماع تھے اور یہہ ایجاب بالاحراق محض اوس مقصود کی تحصیل کا آلہ
اور واسطہ تھا اور فی حد ذاتہ مقصود نہ تھا - کیونکہ ظاہر ہے کہ حصول مقصود یعنی تفریق
بدون تہدید و تخویف کے ممکن نہ تھا پس بمثل مشہور - ہمان آش و ہمان کاسہ - وہی تخویف و تہدید
طور پہ ایجاب بالاحراق محسوس رہا اور یہہ دعوی کہ احراق بیت مقصود تھا غلط ہوا - اور قسم کہاکر
کہنا سو اسکی نسبت ہم عرض کرچکے کہ اول تو یہہ حضرات کی خوش فہمی ہے کہ اوس قسم کو فعل کے
تاکید بجا آوری پر سمجھی ہوئے ہین حالانکہ وہ قسم عدم مانعیت پر ہے حاصل یہہ کہ فاروق نے
قسم کہاکر اس روایت منقولہ مین یہہ نہین فرمایا - کہ مین گھر جلادونگا بلکہ یہہ فرمایا خدا کی قسم اگر یہہ
جماعت تمہاری پاس مجتمع ہوئی تو یہہ مجھکو امر بالاحراق سے مانع نہوگی - پس اہل انصاف
سمجھ سکتے ہین کہ اسمین نہ احراق پر قسم ہے نہ قصد احراق ہے - اور اگر کسی روایت مین احراق
ہی پر قسم مروی ہو اگرچہ ہمکو بالفعل اوس سے کچھہ بحث نہین کیونکہ گفتگو اوسمین ہے جو روایت
فاضل مجیب نے اپنے استدلال مین تحریر فرمائی ہے تاہم ہماری مدعا کے مخالف نہین کیونکہ ہم
کہہ چکے ہین کہ تہدیدات بظاہر قصد کی نسبت زیادہ پختگی اور جزم کے ساتھہ ظاہر کیجاتے ہین - اور
اگر قسم کے ذکر سے یہہ ہے کہ درصورت عدم قصد کے کذب لازم آوے چنانچہ آپکی حضرت
کشمیری نے بھی غالبًا یہہ فرماکر اپنا تبحر علمی ظاہر فرمایا - پس ہم کہتے ہین کہ اول تو گو لفظًا یہہ
اخبار ہو لیکن حقیقۃ اخبار نہین بلکہ انشاء تہدید و تخویف مقصود ہے تو اوسکو صدق اور کذب سے
کچھہ علاقہ ہی نہین - کیونکہ وہ حکایت نہ اوسکے لیے کوئی محکی عنہ نہ اوسکو تطابق و عدم تطابق سے
کچھہ واسطہ تو اوسکو اول اپنی خوش فہمی سے خبر تسلیم کرلیا - پھر آپ ہی اوسپر اعتراض کردیا
اور یہہ صریح تناقض علی الفاسد ہے - علاوہ ازین اگر یہہ کذب ہو تو وہ قسمین جو ہم جناب امیر کے
اوپر بیان کرچکے ہین اور وہ تہدیدات جو جناب امیر نے فرمائی ہین - بلکہ وہ تہدید جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے متخلفین عن الجماعۃ کے بارہ مین فرمائی ہین وہ سب کذب ہونگی پس جو اونکا

جواب آپ دیوین وہی جواب آپ اور آپکے علامہ کنتوری اسکی طرف سے قبول فرماوین **قولہ** یہہ جواب آپ تحریر فرماتے ہین کہ جواب تحقیقی اپنے موقع پر دیا جائیگا یہان کہ محل اجمال ہے اسیقدر کافی ہے اس سے سخت حیرت ہی کہ آپنے اجمالی ہی کونسا جواب دیا جسکو کافی سمجھتے ہین اور موقع کونسا ہوگا سوال تو اب کیا چاہتا ہے آپ اسکے جواب تحقیقی کا موقع نہین سمجھتے اور صرف اسقدر لکھکر کہ جو امور تسلیہ سے ہے شاید اسکو اجمالی جواب تصور فرماتے ہین سبحان اللہ جواب وہی اسکو کہتے ہین۔ **اقول** منشا اس حیرت کا یہہ ہے کہ آپنے اپنی فہم سے کام نہین لیا اگر فہم سے کام لیتے تو یہہ حیرت نفرماتے بظاہر ایک چھوٹا سا لفظ دیکھکر خیال کرلیا کہ یہہ کیا جواب ہوسکتا ہے حالانکہ یہہ خیال غلط ہے ایک لفظ بہت مضامین مفصلہ کا اجمال ہوسکتا ہے یہہ لفظ بظاہر گو چھوٹا سا تھا لیکن اگر آپ تامل فرماتے تو آپکی تسلی کی استیصال کے واسطے کافی تھا چنانچہ بجواب اوسکے آخر آپکو جدید دعوی کے ضرورت پڑی اور آپنے فراہمی سامان مثل آتش ہیزم وغیرہ کا دعوی کیا اور اوسکی اثبات سے پہلوتہی کیا اگر وہ جواب ایسا ہی ناکافی تھا تو اسکے لیے اس جدید دعوی کی کیا ضرورت تھی۔ باقی رہا اجمال اسکا ہی وہ مقام تھا کہ اول آپ سے آپکے دعوی کی نسبت جواب طلب تھا اور وہ تفصیل کا موقع نہ تھا اب آپنے پہلی اپنی دعاوی کو بزعم خود بدلائل ثابت کیا تو اب ہماری لیے یہی تفصیل کا موقع آیا اور اگرچہ تحریر طویل ہوگئی تھی تاہم تطویل کا کچھہ اندیشہ نکیا اور مفصلاً اوسکا جواب خدمت مین پیش کردیا سو اس تفصیل سے آپ اوس اجمال کو سمجھہ لیجئے۔ آپکی حیرت انشاء اللہ تعالے رفع ہوجائیگی اور معلوم ہوجائیگا کہ یہہ جواب محل اجمال مین کافی ہے **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ اور جو صاحب ہدایہ الشیعہ سلمہ اللہ تعالے دوام برکاتہ کی نسبت تعصب و مخالفت روایات بخاری و مسلم ذکر فرمایا ہے سو اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ کلام مخالف کو اگر نظر انصاف سے نہین دیکھا جاتا تو کوتہ بینی ہی حق کیون نہو تاہم تعصب محض و تغلب ہی نظر آیا کرتے ہے۔ **اقول** میں صاحب ہدایہ الشیعہ کی نسبت یہہ کہا تھا اسمین یہ شبہہ

لکھا ہے شاید الف غلطی سے رہ گیا ہو اور قرینہ بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ آپکی نسبت سلمہ اللہ
دادام برکاتہم لکھا ہے حضرت مجیب کی غرض بھی صاحب ہدایہ الشیعہ سے یہی ہے کیونکہ
سنا ہی ہدیہ الشیعہ والے تو انتقال فرما گئے اور یہ حضرت زندہ وسالم ہین خیر انہین سے کوئی
صاحب ہون ہر دو صاحب کی نسبت یہہ اعتراض ہے ہدیہ الشیعہ والے کی اغلاط وکذبات
تو تحفہ الاشعریہ اسکے جواب مین درج ہین اگر چاہین تو حضرت مجیب ملاحظہ فرمالین اور ہدایہ الشیعہ
والے حضرت کی اگر ایسی باتین لکھی جاتین تو یہہ تحریر بجائی خود اوسکا جواب اور رسالہ ہو جاتے
مگر حضرت کے ارشاد کی تعمیل مین کچھہ گذارش ہوتا ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی
چونکہ اس قول مین کوئی امر قابل جواب نہین اسلیی اسکے جواب مین کچھہ نہین تحریر ہوتا ہے
قال الفاضل المجیب - قولہ - کلام مخالف کو لغو یہہ فرمانا نفس الامر مین بجا درست ہے
مگر اس موقع پر یہہ ارشاد بجائی خود نہین بلکہ یون مناسب ہے کہ جب تعصب وضدی مذہب کے تیج
انسان پر غالب ہوتی ہے تو گو کوئی امر اوسکی نہایت ہی کتب معتبر مذہبی مین کیون نہ مذکور ہو
اگر ذرا بھی اپنے مذہب کے مخالف پاتا ہے تو صاف انکار کر جاتا ہے یا ایسی گول مول بات کہتا ہی
کہ اسکے مذہب کے موید ہو یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی بیشک اس قول مین
بندہ کا اس امر کو مطلق لکھنا بجائی خود نہین تھا بلکہ چو بندہ کو لکھنا چاہیی تھا وہ بندہ نے
لکھا اور جو بندے اپنی تحقیقات مذہبی کے جناب کو سایان تھا وہ آپ نے تحریر فرمایا قال الفاضل
المجیب - قولہ - اور اگر اس باب مین کچھہ استماد ہے تو اون امور کو تحریر فرما کر خدام مولانا
دام برکاتہم کے پاس بھیجدین اور قدرت خداوندی کا تماشا مشاہدہ فرماوین - اقول - اگر سب
امور کو لکھنا جاوے تو بجائی خود یہہ جواب ایک رسالہ ہو جائے مگر ارشاد کی تعمیل مین صرف ایک ہی
روایت عرض کرتے ہین اور قدرت خداوندی کے تماشی کے منتظر ہین یقول العبد
الفقیر الی مولاہ الغنی - لیجیے ہم بھی حاضر ہین - قولہ قدرت خداوندی
کا کام تو کر چھپا نہین اقول آپ اور یہہ فرمائین بروی مذہب جناب قدرت

خداوندی کا یہہ ہی کام ہے کہ حق کو چھپاوے اصول مذہب ثقلین مین ثقل اعظم آجکا اسوقت تک چھپا ہوا ہے ثقل اصغر گویا ہمیشہ مختفی و پوشیدہ رہا جزئیات مسائل مین سدا تقیہ رہا وصیت نامہ آجتک چھپا ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ اختفا و پوشیدگی خداوند تعالے کی قدرت بلکہ اوسکی حکم سے ہوگی تو پھر آپکا یہہ فرمانا کہ قدرت خداوندی کا کام حق کو چھپانا نہین بسبب تعجب انگیز ہے اور اوسپر طرفہ تماشا یہہ ہے کہ باوجود ان پوشیدگیونکی پھر بھی لطف خداوند تعالے پر واجب ہے سبحانہ و تعالے عن ذلک **قولہ** اور نیز حضرت مجیب قدرت خداوندی تو کیا دکھائینگے مگر دیکھیے کیا سحر سامری کر دکھائینگے۔ **اقول** گو مین اپنی تحریر سابق مین اپنے نسبت کا مدعی نہین تھا لیکن جب مجیب بسبب کے مجھی کو خطاب کیا تو مین ہی کچھہ مجھہ قدرت خداوندی کا تماشا دکھلانے کے واسطے حاضر ہون پھر زمانہ قدیم سے دستور ہے حق کے ساتھہ یہہ ہی سلوک ہوا لیا ہے بیشک آپ بھی قاعدہ قدیمہ کے موافق اوسکو سحر سمجھینگے شعبدہ فرمائینگے۔ کہانت کہینگے جو کچھہ حق کی نسبت پہلے کہا گیا ہے وہی آپ بھی فرمائینگے۔ لیکن مجھکو شکایت نہین جب انبیاء و رسل کے ساتھہ ایسا ہوا ہے تو مین تو ایک بندہ گنہگار خطاکار ہون۔ **قولہ** رسالہ ہدایۃ الشیعہ مین سوال دوم کے جواب واقعہ صفحہ ۱۲ مین آپکے مولانا یہہ تحریر فرمائے ہین۔ اور سقیفہ انصار اسبات پر مجتمع ہوئے تھے کہ ایک امیر انصار مین ہو اور ایک مہاجرین مین اور حدیث الائمہ من قریش کا اونکو کچھہ خیال نہین رہا تھا کیونکہ وہ معصوم نہین ہے کہ نسیان و سہو نہو سکے اور فی الحقیقت سہو سے تو معصوم ہی مانون نہین اور علم ماکان و مایکون ہی اونکو نہ تھا تو اگر عیب کیا جاوی کہ یہہ سب اونکو معلوم کیون نہ تھا اگر معلوم ہی نہو تو بھی کچھہ ہرج نہین جب تخلین دہان تشریف لیگئے اور اس حدیث کو پس پشت کیا اوس سے اونکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا اور سب نے ابوبکر کے ہاتھہ پر بیعت کرلی انتہی بقدر الحاجۃ۔ اگر آپ اسکو بخاری کی روایت کے مطابق ارسال مین تو کیجیے ہم بھی آپکی قدرت خداوندی کے تماشے موخود کے منتظر ہین **اقول**

جناب میر صاحب گستاخی معاف - کیا یہہ ہی وہ اغلاط و کذبات ہین جو آپنے اور آپکے ہم مذہبون نے ہدیۃ الشیعہ اور ہدایۃ الشیعہ سے تتبع فرماکر نکالے ہین افسوس کہ آپ صاحب سلیس اور سہل عبارت اردو بھی نہین سمجھ سکتے کیا اسی پر قدرت خداوندی کے مشاہدہ کے منتظر ہین - اجی حضرت پہلے تو آپنے اس قول مین اور بخاری کی روایت مین معارضہ ثابت کیا ہوتا - اوسکے بعد آپ جواب کے منتظر ہوئے ہوتے - اولا ہم اسی کو تسلیم نہین کرتے کہ اس عبارت مین اور روایت بخاری مین تعارض ہے اگرچہ ہمکو اس نفی پر دلیل لانی کے حاجت نہین اور یہہ منع ہی کافی ہے آپکا ذمہ ہے کہ آپ دلیل سے معارضہ ثابت فرماوین لیکن تاہم تبرعا گذارش کرتا ہون کہ یہہ معارضہ اس دلیل سے باطل ہے کہ یہہ قضیہ کلیہ اوس فرد کو شامل نہین جسکو روایت بخاری متضمن ہے پس معارضہ منتفی ہوا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ عبارت مذکورہ سے بصراحۃ تمام یہہ مضمون مستنبط ہوتا ہی کہ بعد وفات سرور کائنات کے معا مابعد خلافت مین جماعت انصار کیطرف سی جھگڑا اوٹھا اور انہون نے یہہ چاہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہی ہو اوسپر شیخین سقیفہ مین جہان انکا اجتماع تھا تشریف لیگئے اور حدیث الائمۃ من قریش کو پیش کیا اوس سے انکا وہ ارادہ فسخ ہوگیا - اور ان سب نے ابو بکر کے ہاتھہ پر بیعت کرلی - اگر جناب کے فہم شریف مین نہ آوی تو کسی منصف اردو خوان سے آپ دریافت فرمالیجے کہ اس عبارت کے سیاق سے لفظ (سب نے) سے کون مراد ہین آیا تمام افراد بنی آدم مراد ہین یا تمام صحابہ مہاجرین و انصار و طلقا اور جملہ مومنین و مومنات مراد ہین - یا تمام حاضرین سقیفہ مراد ہین یا تمام انصار حاضرین سقیفہ مراد ہین سیاق عبارت ان محتملات مین سے کونسی احتمال کے تعین کرتا ہے - پھر اگر کوئی شخص بھی آپکو یہہ لکھکر کہ اس عبارت سے احتمال اول یا ثانی مفہوم ہوتا ہے تو آپ ہم سے دست و گریبان ہون — یونہین خوش فہمی سے اپنی آپ خلاف سیاق ایک محتمل اپنی ذہن مین متعین کرلیا اور اوسپر اعتراض کردیا فہم و فراست دین و دیانت سلیقا تو تمام ہی

جناب من - سوق عبارت صریح دال ہے کہ جو لوگ بر سر مخالفت تھے اونہون نے حدیث
الائمۃ من قریش سنکر مخالفت کو ترک کیا اور سب نے بیعت کرلے بالغایت غایۃ یہہ فرض ہوسکتی
ہے کہ تمام حاضرین سقیفہ نے بیعت کرلے مخالفین نے اپنی مخالفت سے دست بردار ہوکر بیعت کی
تو جب اونہون نے بیعت کرلے تو موافقین جنکو کسی قسم سے مخالفت تھی ہی نہین اونہون نے
بالادلے بیعت کی ہوگی وبس اور حاشا کہ اس عبارت سے بیعت کرنا تمام صحابہ مفہوم ہوتا ہو
یا کوئی اہلسنت سے اس امر کا قائل ہو کہ سقیفہ مین تمام صحابہ نے بیعت کی تھی پس محض حضرت کے
خوش فہمی تھی کہ جو باعث اعتراض کے اس عبارت پر ہوئی اور غیر اوس جملہ کی ہے
جو اپنی زبان سے ندہبی پیچ اور تعصب کے بابت فرمایا تھا - رہا یہہ سوال کہ جب یہہ بیعت
عامہ نہین ہوئی تھی تو اس بیعت سے تحقق خلافت کیونکر صحیح ہوا سو اسکا جواب یہہ ہے
کہ اگرچہ بیعت عامہ نہین ہوئی تھی - لیکن حضرت صدیق کے احقیۃ بالخلافۃ مین صحابہ مین سے
کسی شخص کو تامل و انکار نہین تھا یا تفاق کلہم اجمعون کسون حضرت کے استحقاق خلافت
کے قائل تھے تو اگرچہ بیعت واقع نہین ہوئی لیکن جب کسی کو استحقاق مین تردد نہ تھا تو
اونکا سکوت بمنزلہ بیعت و قبول کے ہوگیا - چنانچہ جب بعد اوسکی بیعت عامہ واقع ہوئی تو سب نے
بقول راجح بیعت کرلے - چنانچہ ہم اس مضمون کو مقاصدی ابحاث گذشتہ مین بتفصیل تمام
بیان کرآئے ہین - بعہذا اس امر کا تو فیصلہ خود جناب کل کتابی فرما گئے اور فرماگئے
کہ انعقاد خلافت کے لیے جمیع اہل حل وعقد کا ہونا کچھہ ضرور نہین - چنانچہ نہج البلاغت
کے مواقع مختلفہ مین مذکور ہے اور اسکو بھی ہم اسبق مین مفصل بیان کرآئے ہین - تو اس
ثابت ہوا کہ جب بعض اہل حل وعقد نے بیعت کرلے خلافت منعقد ہوگئی اور حاضرون سب پر
ہوگئی - پس جو اس سے پھرے وہ حسب ارشاد جناب امیر سبیل المومنین سے منحرف ہوا
اور مستوجب القتال و مستحق دخول جہنم ہے پس یوم سقیفہ بعض کا بیعت کرنا انعقاد
خلافت کے واسطے کافی ہوا - دوسری یکہ سلمنا بظاہر تعارض واقع ہے لیکن یہہ تعارض

مدفوع ہے کیونکہ یہ اطلاق مجازی ہے من قبیل اطلاق الکل علی الاکثر جو شائع مستفیض ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسے مواقع میں جہاں حقیقت متعذرہ ہو کلام مجاز پر محمول ہوتی ہے من غیر نکیر اسی جگہ ایک روایت گذارش کنم صافی نے فتی اوستاد ابو جعفر کلینی سے نقل کی ہے عن ابی جعفر قال قال امیر المؤمنین بعد وفات رسول اللہ فی المسجد والناس مجتمعون بصوت عال الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم فقال قال لہ ابن عباس یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال وأیت شیئا من القرآن قال لقد قلتہ لامر قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا فتشھد علی رسول اللہ انہ استخلف ابا بکر قال ما سمعت رسول اللہ اوصی الا الیک قال فھلا بابعینی قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منھم فقال امیر المؤمنین کما اجتمع اھل العجل علی العجل ھھنا فتنتم وضلکم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذھب اللہ بنورھم الآخیر اس روایت میں ابن عباس کے جواب میں یہ الفاظ ہیں۔ قال اجتمع الناس علی ابی بکر فکنت منھم۔ اسمیں قطع نظر اس سے کہ جمع معرف باللام مفید عموم کو ہوتے ہے یا نہیں ہوتے سیاق کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ بعض ناس مراد نہیں کیونکہ بعض چند آدمیوں کا اجتماع خصوصاً ایک ایسے امر پر جو خلاف رسول کی ہو داعی اس امر کو نہیں کہ ایک مومن کامل الایمان اونکا اتباع کرکے۔ رسول کے مخالفت کرے

۱؎ ابی جعفر سے مروی ہے کہا امیر المومنین نے بعد وفات رسول اللہ کے مسجد میں جبکہ لوگ مجتمع تھے بلند آواز سے پڑھا (جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راہ سے روکا اونکے اعمال برباد کردیئے) ابن عباس نے پوچھا ای ابا الحسن جو کچھ تو نے پڑھا تھا کیوں پڑھا تھا کیا تو نے قرآن میں کچھ پڑھا تھا ابن عباس نے کہا بتحقیق کسیوجہ سے تو آپنے پڑھا تھا۔ کہا ہاں۔ اللہ تعالے اپنی کتاب میں فرماتا ہے (تمہارے پاس جو کچھ رسول لایا اسکو لو۔ اور جس سے اونے منع کیا اوس سے باز رہو) پھر کیا تو رسول اللہ پر شہادت دیتا ہے کہ ابو بکر کو خلیفہ بنایا کہا رسول اللہ نے تو مجھے بجز اپکی وصیت کے نہیں سنا۔ کہا پھر کیوں مجمع بیعت نہ کی۔ کہا کہ لوگ ابو بکر پر اکٹھے ہوگئے تھے میں بھی اونمیں تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا جیسے کوسالہ پرست گوسالہ پر اکٹھے ہوگئے تھے ہیں تم فتنہ میں پڑے اور تمہارے ضلالت کی مثل اس شخص کی ہے جسنے آگ روشن کی اور اسکے گرد و نواح روشن کیا تو اللہ نے اونکا نور لیجا دیا۔ ۱۲

یہ اسی وقت متحقق ہو جبکہ جمیع افراد صنفیہ ایک امر پر مجتمع ہون یا اکثر اور اکثر یا اس مرتبہ
مین ہو کہ باقی بہ نسبت اونکے حکم مین معدوم اور کالعدم مین کے ہون - تو ایسی حالت مین بھی اطلاق
کل پر کیا جا سکتا ہے اور اوس کل کا تحقق ببعض اکثریت کے ہوگا تو معلوم ہوا کہ ابن عباس نے
اپنے جواب مین اجتمع الناس سے جمیع ناس مراد لیے ہین جنکا تحقق ببعض اکثر ہے علاوہ
اسکے یہہ اطلاق ایسا شائع ہے کہ اسکے صدہا نظیرین دستیاب ہو سکتی ہین - تیسری یہہ
کہ ہمنے مانا کہ اس عبارت کے اس جملہ مین لفظ (سب) سے تمام صحابہ ہی مراد ہین تاہم
ہم کہتے ہین کہ بخاری کی روایت سے اس عبارت کو ہرگز تعارض نہین - کیونکہ آپ نے
رسائل منطق مین دیکھا ہوگا کہ تحقق تناقض کے لیے منجملہ وحدات کے ایک اتحاد زمانہ کے
بھی شرط ہے اگر دو حکم باعتبار ازمنہ مختلفہ کے متعارض ہونگے تو اونمین کوئی عاقل
تعارض و تناقض نہین کہیگا - پس ہم کہتے ہین کہ عبارت ہدایہ الشیعہ مین یہہ جملہ (اور سب نے ابوبکر
کے ہاتھہ پر بیعت کرلی) جو مذکور ہے اوسکے معنے یہہ ہین کہ انجام کار رفتہ رفتہ سب نے بیعت کرلی
جو حاضرین تھے اونھون نے اوسیوقت بیعت کرلی اور جو غائبین تھے اونھون نے
پیچھے بیعت کی - اس جملہ مین یہہ کہان مذکور ہے کہ سب حاضرین اور غائبین نے اوسیوقت
بیعت کرلی یہہ ہرگز اس سے ثابت نہین ہوتا - اسکا حاصل بس اسیقدر ہے کہ بیعت
متحقق ہو گئی - پس غلطی یہانسے واقع ہوئی کہ قید وقت کے اپنی طرف سے تراش کر
اوسمین بڑہا دی - تو اس صورت مین کچھہ تعارض درمیان حدیث بخاری اور اس عبارت کے
باقی نرہا - چوتھی یہہ کہ ممکن ہے کہ عبارت ہدایہ الشیعہ کا مدار اون روایات پر ہو جو اس عبارت کے
تمام صحابہ جو دو جلسون اول سقیفہ بنی ساعدہ مین بیعت خاصہ اور دوسری مسجد نبوی مین
بیعت عامہ واقع ہوئے ہے وارد ہوئی جسمین جناب امیر بھی شامل تھے - اور چونکہ یہہ بیعت
ثانیہ جو اگلے ہی روز دوسرے مسجد مین بیعت اولے کے متصل واقع ہوئی تو گویا بمنزلہ اسکے
ہوئی کہ اونکا تحقق ایک ہی وقت مین واقع ہوا - اور سب صحابہ نے گویا ایک وقت مین

بیعت کی۔ تو اس صورت مین عبارت ہدایہ الشیعہ کے اگرچہ معارض روایت بخاری کی ہو لیکن دوسری روایات صحیحہ کے جو مثبت واقع ہوئی ہین موافق ہوئی اور معارضہ روایت بخاری سے اسوقت مین جبکہ اور روایات کے موافق ہے کچھ اعتراض نہین ہوسکتا۔ رہا یہ کہ پھر یہہ روایات معارض روایت بخاری کے ہوئی تو بحمداللہ تعالے ہم ان روایات کو مع وجوہ تطبیق کے گذشتہ ابحاث مین بیان کرآئی ہین۔ پانچوین مسلمانا کہ اس لفظ سے جو ہدایۃ الشیعہ مین مذکور ہے تمام مسلمان مراد ہین اور یہہ لفظ بخاری کی روایت کے مخالف ہے لیکن جب آپکے اکابر علماء نے بھی سب مسلمانو نکا بیعت کرنا ابوبکر کے ساتھہ تسلیم کرلیا باوجودیکہ آپ کے اصول مذہب اور منصوص روایات کے صریح مخالف ہے تو پھر آپ ہدایۃ الشیعہ کے تخالف کو کس منہہ سے کہہ سکتے ہین آیات بینات صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے۔ رہا یہہ امر کہ سب مسلمانو نے جو اوسوقت ہمراہ ابوبکر صدیق کی بیعت کے باقرار علماء شیعہ ثابت ہے جیسا کہ شریف مرتضی کے قول سے ظاہر ہے جو بحار الانوار کے مجلد ثمن مین منقول ہے اور جسکا ترجمہ مجتہد صاحب نے یون الفاظ کیا ہے جمیع مسلمانان یا ابوبکر بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باو نمودند و اطمینان بسوی او نمودند و گفتند کہ مخالف او بدعت گذارندہ و خارج اسلام ست۔ پس جب آپکے علماء نے باوجود منافی ہونے مذہب کے سب مومنین کے بیعت کرنیکو تسلیم کرلیا تو اگر اہلسنت نے ایسا کیا تو کیا بعید ہے کہ اونکا عین مذہب ہے اور تخالف کا جواب جو آپ دیوین وہی ہماری طرف سے قبول فرماوین۔ چھٹی بطور تسخر کے آپکے مہمل قاعدہ کے موافق ہم یہہ بھی کہہ سکتے ہین کہ الزام اپنی مسلمات مذہب سے ہوا کرتا ہے اور بخاری کی روایت ہمارا لازم مذہب ہے عین مذہب نہین۔ پس اوس تعارض کا الزام مذاہب الشیعہ کی عبارت پر نہین ہوسکتا۔ قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ سنہذا بفرض محال کیا جائے صحیح ہے قاضی نوراللہ شوستری کا تعصب و تخالف اس سے کچھ کم ہے جو انہون نے [illegible] رضی اللہ عنہ کی فرمایا اور اسکی نسبت کمال فخر فرمایا ہی

کہ چون این سخن بہ اگوش ناصبان شنید باعث حیرت ایشان گردید و در حیلہ خلاصی ازان حیران
ایشان بہ رسید اور صاحب تعلیب المکائد نے اپنی کتابین اسپر بڑا ناز کیا ہی قاضی صاحب فرماتے ہین
آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان مارضوان اللہ علیہ افادہ فرمودہ اند
کہ خدا تعالے در ہیچ جا کیکی از اہل ایمان باحضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول
آن شامل جمیع ایشان بودہ است انتہی منقول از آیات بینات - اب اس عبارت سے ملاحظہ فرمایا چاہیے
کہ قاضی صاحب نے کیسے افتخار کے ساتھ تعصب مین آکر کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف
کے فرمایا ہے اور واضح رہے کہ اسمین صرف قاضی صاحب ہی کیطرف تعصب و تخالف کا الزام نہین
بلکہ قاضی صاحب نے بو فور کرم اپنی بزرگونکو بھی اسمین شریک فرمایا ہے - فاعتبروا یا اولی الابصار -
اقول - سبحان اللہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کے دعوی کو اس سے کیا نسبت - اسمین
اور اسمین زمین آسمان کا فرق ہے کہان وہ امر واقعی اور کہان یہہ گول مول بات جو بالکل
بخاری وغیرہ کے مخالف ہے - اس ایک ہی روایت سے آپکے میر مہدی صاحب کا مایہ
علم و تدین بخوبی واضح ہے اور وہ یہہ ہی مقام ہے کہ جسکا ہم سابق مین وعدہ کر آئے ہین
ان حضرات پر تو کچھ افسوس نہین کیونکہ وہ ایک اہل علم سے ہین مدت تک سرکاری نوکری مین تو غل رہا
اور علم کیطرف توجہ نرہی - مگر حضرت مجیب لبیب پر نہایت تعجب ہی کہ باوجود دعوی علم
و فضل اس عبارت مندرجہ آیات بینات کو غور سے ملاحظہ نفرمایا - اور اپنی علم و فہم سے کام
نہ لیا - میر مہدی صاحب کے چکنی چپڑی باتونمین آگئے - یہہ تو فارسی عبارت ہے اسجگہ
حضرت میر مہدی صاحب کی وہ چالاکی و دیانت جو عبائر عربیہ کے ترجمہ مین فرماتے ہین
ہندی و فارسی خوان کے سامنے ہی پیش بچائیگی - حضرت جوش تعصب اسکو کہتے ہین اور
ہٹ دھرمی و حق پوشی اسکا نام ہے - کہ ایک ایسا بے سر و پا دعوی کیا کہ جو عبارت آپنے
دعوی کے ثبوت مین نقل فرمائی اوسمین اوسکا نشان تک نہین ہے بلکہ اسکے مکذب ہے
آپ قیاس کر سکتے ہین کہ جو حوالے ان حضرات نے اور کتابون کے دیے ہین نہین کیا

کچھہ تصرف کیا ہوگا - اگرچہ آپکا دعوی تعصب وتخالف کا نسبت جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی اسی عبارت سے جو آپنے نقل فرمائی رد و باطل ہے - تعجب و افسوس ہے کہ آپنے عبارت نقل کرتے وقت اسکے الفاظ کے معنے سمجھنے پر توجہ نفرمائی - اور محض جوش تعصب مین آکر اپنے دعوی کے مخالف عبارت نقل کردی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی یہہ عبارت بطور توطیہ وتمہید کے لکھی گئے ہے - اسمین جسقدر آپنے لن ترانیان فرمائی ہین اونکی حقیقت قول آئندہ مین بخوبی منکشف ہوجائیگی - اسواسطے ہمکو کچھہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ اس کے جواب مین تطویل لاطائل اور تضییع اوقات لاحاصل کرین - ہماری میر مہدی صاحب کی چالاکی اور دیانت اور ہٹ دھرمی وحق پوشی وجوش تعصب اور پایہ علم وتدین - اور ہمارا جوش تعصب اور مطلب عبارت کو نہ سمجھنا اور آپکا اور آپکے قاضی صاحب کا صدق دعوی اور علم وانصاف اور اس دعوی کا موافق یا مخالف کتاب اللہ کے ہونا سب کچھہ واضح ہوجائیگا - قولہ مگر توضیحاً للمرام ہم آیات بینات کے ہی عبارت منقولہ لکھتے ہین اور حضرت مجیب اور نیز اور دیکھنے والونسے انصاف کے خواہان ہین بعد نقل عبارت تقریر میر مہدی صاحب کی نقل کرکے اوسکا جواب گذارش کرتے ہین - واضح باد آنچہ کاشف صحت بیان مذکور تواند بود آنست کہ مقدمان مشائخ ما رضوان اللہ علیہم افادہ فرمودہ اند کہ خدائی تعالے ہرگز در ہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آن را شامل جمیع ایشان داشتہ چنانچہ در بعضی آیات فرمودہ

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین و در آیت دیگر گفتہ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وچون با حضرت غیر از ابو بکر در غار بنود لاجرم خدائی تعالے آنحضرت را در نزول سکینہ منفرد ساخت و او را بآن مخصوص گردانید چنانچہ ابن اسحاق روایت نمود گفت فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا پس اگر

ابوبکر مومن می بود بائستی کہ خدائی تعالے درین آیت او را جاری مجری سوسنان می نمود و در عموم سکینہ داخل می فرمود - الے قولہ بنا براین نزول سکینہ مخصوص او شدہ باشد و ابوبکر بواسطہ عدم ایمان از فضیلت سکینہ محروم ماندہ باشد - وایضاً نص قرآنی اباداد از آنکہ در آیت غار سکینہ بغیر رسول باشد - جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہہ عبارت ہی جو آیات بینات والے نے اپنے رسالہ مین نقل کی ہے - آپکے مہدی صاحب جو اسکا خلاصہ تحریر فرماتے ہین اسکو ملاحظہ فرمائیے - اور انصاف سے کہیے کہ کونسے الفاظ عبارت مذکورہ کے انکی خلاصہ پر دلالت کرتی ہے آپکے مہدی صاحب فرماتے ہین - خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر کسی جگہ فقط مومنین پر تسلی نازل نہین کی تو کیونکر ممکن ہے کہ غار مین پیغمبر صاحب کو چھوڑ کر فقط ابوبکر پر تسلی نازل کی ہو - پس اس آیت سے ابوبکر کا عدم ایمان ثابت ہوا اسلیے کہ اگر وہ با ایمان ہوتے تو بشمول پیغمبر کے ضرور خدا اونپر بھی تسلی نازل کرتا انتہی بقدر الحاجۃ - حضرت مجیب اور حضرات اللہ انصاف فرماوین اور بتلائین کہ یہہ خلاصہ کس لفظ سے اس عبارت کے نکلتا ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی ہے اور بعدہ مومنین پر - الخ - عبارت تو یہہ ہے کہ خدا تعالے ہرگز درہیچ جائی کہ کی از اہل ایمان یا حضرت پیغمبر بود ہاند انزال سکینہ نہ نمود الا آنکہ نزول آن شامل جمیع ایشان داشتہ الخ - اسکا مطلب یہہ ہے کہ خداوند تعالے نے کبھی کسی ایسی جگہ کہ اہل ایمان سے بھی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی - مگر یہہ کہ اوسکے نزول کو سبکے شامل رکھا ہی چنانچہ جناب قاضی صاحب نے جو آیتین لکھی ہین وہ اسی مطلب پر دال ہین - یہہ کہان ہے جہان خدا نے تسلی مومنین پر نازل کی تو وہان اول رسول پہ نازل کی اور بعدہ مومنین پر - اقول خلاصہ اس ساری تطویل طائل اور طومار لا طائل کا حاصل کا یہہ ہے - کہ مولانا سید مہدی علی صاحب نے جو خلاصہ کہ عبارت قاضی صاحب کا

بیان کیا ہے اور سین اونہون نے لکھا ہے۔ خلاصہ اس ساری تقریر کا یہہ ہے کہ خدا نے
جہان کہین تسلی مومنین پر نازل کی ہے تو وہان اول رسول پر نازل کی اور بعدہ مومنین پر
تو یہہ جو اونہون نے لکھا ہے۔ کہ اول رسول پر اور بعدہ مومنین پر یہہ غلط ہے۔ اور اسیکو
چالاکی قرار دیا ہے اور اسیکو جوش تعصب ٹہرایا ہے اور اسیکو بے دیانتی اور ہٹ دہرمی اور
حق پوشی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے۔ اب ہم انصاف سے خواہان ہین کہ للہ ذرا متوجہ ہوکر دیکھین
اور فرمائین کہ سید مہدی علی نے یہہ امر واقع اور نفس الامر کے موافق لکھا یا مخالف اور یہہ
اونکی چالاکی اور بد دیانتی اور حق پوشی یا اونکی متانت اور دیانت اور حق گوئی۔ اصل
یہہ ہے کہ ہماری فاضل مجیب نے یہہ خوب سمجھہ لیا تہا کہ اصل اعتراض تو جناب قاضی صاحب
سے رفع نہین ہوسکتا تو ایسی ہی جوش و خروش اور گمبڈ رہیکیونگے کام نکالو۔ پس
اب اسکا جواب سنیے۔ اول ہم اپنی فاضل مجیب ہی کو منصف مقرر کرتے ہین کہ جہان
رسول اور مومنین پر سب پر سکینہ نازل ہوا تو وہان سبکے سب استحقاق نزول سکینہ مین
برابر تہے اور سب کے اوپر بالاصالۃ اور بالاستقلال سکینہ نازل ہوا یا یہہ کہ نزول سکینہ کا رسول
پر اولاً اور بالذات ہی اور مومنین پر ثانیاً و بالعرض ہے۔ اگر امر ثانی ہے تو عین مدعا ہے
اور آپکا واویلا سراسر بیجا اور اگر اول ہے تو یقیناً باطل ہے کیونکہ تشریف خداوندی مین جب
رسول اور مومنین سب شامل ہون تو ظاہر ہے کہ مومنین کو وہ تشریف بواسطہ رسول کے ہوگی
کہ رسول کو وہ تشریف اول حاصل ہوگی اور مومنین کو پیچھے اور اگر مومنین کو بھی بالذات
حاصل ہو تو مساوات لازم آوے۔ دوسری یہہ کہ ہم کہتے ہین کہ یہہ ادبیات و بلاغت خوش نظم قرآنی
سے بھی مفہوم ہوتی ہی کیونکہ ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ مین۔ علی رسولہ و علی المومنین۔ راجع
ہی اور اسمین اول تو رسول کہ جو بالاتفاق افضل اور احق ہی مقدم ہے دوسری یہہ کہ رسول کو اپنے
ضمیر کیطرف مضاف فرمایا جو کمال خصوصیت اور تشریف پر دال ہے۔ تیسری یہہ کہ سکینہ کو
بھی اپنی ضمیر کی طرف مضاف فرمایا اور رسول کو بھی اپنے ضمیر کیطرف مضاف کیا

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے خاص تشریف اولاً اپنے خاص رسول ہی کے
واسطے ہے اور اسمین کوئی اوسکا شریک نہین ہے - چوتھی یہہ کہ تاخیر مومنین کے باوجود
اعادہ لفظ جار کے دال بتعیت پر ہے غرض اس مجموعہ سے صاف سمجھ مین آتا ہے کہ نزول سکینہ کا
اولاً رسول پر ہے اور ثانیاً مومنین پر جیسا کہ صلوٰۃ مین بھی یہہ ہی امر معہود ہے - تیسری یہہ
کہ اس عبارت مین جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمائی ہے لکھا ہے - کہ یکی از اہل ایمان
یا حضرت پیغمبر بودہ اند - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول سکینہ کا مومنین پر حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی مصاحبت ہی مین ہوا ہے کہ لفظ با جو مصاحبت کے واسطے ہے اسپر دال ہے
اور ظاہر ہے کہ جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مصاحبت مین یہہ تشریف و تکریم حاصل
ہوئی ہے تو بواسطہ برکات مصاحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہوئی ہوگی تو
حق یہہ ہے کہ اول رسول کو حاصل ہوئی اور بعد اوسکی بالتبع مومنین بھی اوسمین شامل ہون
چوتھی یہہ کہ اگر یہہ ویت و ثانویت عبارت قاضی صاحب سے مفہوم نہین ہوتی اور یہہ واقعی
صحیح ہے تو اس سے کیا اعتراض کو تقویت ہوئی اور کیا بد دیانتی اور حق پوشی اور جوش تعصب ہوا
جسپر آپنے یہہ غل شور مچا رکھا ہے - اور اگر قطع نظر از ویت و ثانویت کے یہہ اعتراض اس پر ہے
کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی - تو وہان رسول اور مومنین پر سب پر تسلی نازل
فرمائی - اور حاصل اعتراض یہہ ہے کہ نزول تسلی کا مومنین پر شمول تسلی کو جو باہم مستلزم بیان
کیا گیا ہے یہہ غلط ہے - اور قاضی صاحب کی عبارت سے ثابت نہین تو یہہ خود آپکی ہی
خوش فہمی ہے کہ قاضی صاحب کی عبارت نہین سمجھی شوستری صاحب کی عبارت سے
بخوبی یہہ مضمون ثابت ہے وہ فرماتے ہین - خدای تعالے ہرگز نہیچ جائی کہ یکی از اہل ایمان
با حضرت پیغمبر بودہ اند انزال سکینہ ننمود - الا آنکہ نزول آنرا شامل جمیع ایشان داشتہ - حاصل
اسکا یہہ ہے کہ جس جگہ خدا تعالے نے سکینہ نازل فرمایا اور حضرت کے ساتھہ ایک ہی
اہل ایمان سے رہتا تو وہان نزول سکینہ مین سب کو شامل فرمایا - تو اس سے صریح ثابت ہوتا ہے

کہ اون مواضع مذکورہ مین نزول تسلی مومنین پر مستلزم شمول تسلی کو ہی - بلکہ ایک دوسرا قضیہ بھی ثابت ہوتا ہے وہ یہہ کہ اون مواضع مین نزول تسلی رسول پر مستلزم شمول کو ہی اور حاصل دونو قضیونکا یہہ ہوا کہ نزول تسلی مومنین پر مستلزم نزول تسلی کو رسول پر ہے - اور نزول تسلی رسول پر مستلزم نزول کو ہی مومنین پر اور دلیل ان قضایا کے ثبوت کے یہہ ہے کہ اون مواقع مین اگر مثلاً قضیہ اولے صادق نہ آوے یعنے نزول تسلی کا مومنین پر ہو اور رسول پر نہو تو صریح شمول باطل ہوگا اور اصل دعوی قاضی صاحب کے مخالف ہوگا کیونکہ قاضی صاحب کا تو دعوی درمیان نزول اور شمول کے اون مواقع مین تلازم کا ہی اور یہان انفراد ہوگیا اور یہہ امر بھی ظاہر ہے کہ خدا تعالے نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی وہ ایسا ہی موقع ہے کہ رسول بھی وہان موجود ہے اور کوئی موقع ایسا یاد نہین آتا - کہ نزول سکینہ کا مومنین پر اوس موقع مین بیان فرمایا ہو اور رسول مومنین کے ساتھہ نہو تو اس سے ثابت ہے کہ جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی تو وہان رسول پر بھی نازل فرمائی یہہ صحیح خلاصہ ہی اسکی قاضی صاحب کے عبارت سے ثابت ہونے مین کسی قسم کا تردد نہین ہے اور یہہ مضمون جو قاضی صاحب کے عبارت سے ثابت ہے صریح غلط ہے - غرضکہ قاضی صاحب کی اس عبارت کی غلط اور مخالف قرآن ہونے مین کچھہ شک و شبہ نہین ہو سکتا ہی کیونکہ اسقدر مطلب کو تو اب بھی تسلیم فرماتے ہین - چنانچہ آپنے تحریر فرمایا ہے کہ اسکا مطلب یہہ ہے خداوند تعالے نے کبھی کسی ایسی جگہہ کہ اہل ایمان سے بھی کوئی شخص حضرت پیغمبر کے ہمراہ ہوئی ہین تسلی نازل نہین فرمائی مگر یہہ کہ اوسکے نزول کو سب کے شامل کہا ہے انتہی تو ہم بموجب اسکے آپکی تسلیم کی پوچھتے ہین کہ یہہ جو دو موقع ابتدا سورہ فتح مین مذکور ہین - هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ اور لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ کہ جنمین خاص تسلی

لہ وہی ہے جسنے اوتاری تسکین بیچ دلون ایمان والونکے تو کہ بڑہ جاوین ایمان اپنے ایمان کے ۱۲ لہ البتہ تحقیق راضی ہوا اللہ

مومنین پر بیان فرمائی ہے۔ اور رسول کو اسمین شامل نہین کیا ان دونو موقعونمین آپکے قاضی صاحب کا یہہ قول جائیکہ کہ یہ از اہل ایمان باحضرت پیغمبر بودہ اند صادق آتا ہے یا نہین اور ظاہر ہے کہ ان دونو موقعون مین صحابہ مصاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین اور نزول سکینہ کا بھی اسجگہ ہے اور آپکے قاضی صاحب ایسے مواقع مین شمول کو واجب اور اوکد فرماتے ہین۔ تو اب دیکھنا چاہئیے کہ موافق قول آپکے قاضی صاحب کے شمول سکینہ کا رسول اور مومنین سب کو ہی یا مخالف قول قاضی کے انفراد ہے قرآن شریف کھولکر جو دیکھتے ہین تو اسمین تو مخالف دعوی قاضی صاحب انفراد مومنین کا تسلی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے اور قرآن قاضی صاحب کی تکذیب کرتا ہے یا یون کہو کہ قاضی صاحب اپنے قول مین قرآن کی تکذیب فرماتے ہین تو ثابت ہوا کہ حسب تحریر سامی بہی قاضی صاحب کا دعوی غلط اور مخالف قرآن کے ہے جو انہون نے جوش تعصب مین آکر بدون اسکے کہ قرآن کو دیکہین لکہدیا اب آپ چاہتے ہین کہ چند خرافات سے اس الزام کو اونکے لوح جبین تحریر سے دفع کرین تو بہلا یہہ کب ممکن ہے قولہ بلکہ جناب قاضی صاحب علیہ الرحمتہ تو یہہ فرماتے ہین کہ جہان رسول پر تسلی نازل کی ہے اور مومنین بھی رسول کے ساتھ ہوئی ہیں تو مومنین کو بھی ہوں تسلی مین شامل کر لیا ہے بلکہ صرف رسول پر ہی نازل فرمائی ہو اور مومنین کا ذکر نکیا ہو اور آیت غار میں یہہ نہیں ہے بلکہ رسول کا ہی ذکر فرماکر اللہ جل شانہ خاموش ہوگیا اقول حضرت مجیب اور اونکے ہم مذہب اور اہل انصاف اللہ انصاف فرمائین اور بتلائین کہ اگر وہ خلاصہ جو میر مہدی صاحب سلمہ نے لکہا تہا غلط تہا جیسا کہ ہماری فاضل مجیب دعوی کر آئے ہین تو یہہ جو ہمارے فاضل مجیب نے قاضی صاحب کی عبارت کا مطلب لکہا ہے اوس عبارت کے کن لفظون سے نکلتا ہے کہ خدا تعالے نے جناب رسول پر تسلی نازل کی ہے اور وہان مومنین بہی ساتھ ہیں تو مومنین کو بہی شامل کر لیا جو الزام کہ آپ سید مہدی علی صاحب سلمہ کو دیتے ہین اوسی الزام کے خود آپ مستحق ہوئے۔ اگر یہہ مطلب جو آپنے قاضی صاحب کی عبارت کا

بیان فرمایا ہے صحیح ہے اور عبارت کے الفاظ سے پیدا ہوتا ہی تو وہ مطلب کہ جو سید مہدی
صاحب سلمہ نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے صحیح ہوگا۔ نہایت افسوس و تعجب ہے کہ سید مہدی علی
صاحب سلمہ کو تو آپ مطعون کرین اور خود آپ اُسے قسم کے معنے بیان فرمائین اور اہل علم سے
کچھ نہ شرمائین اگر یہہ سید مہدی کی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی
تہی تو جو کچھ جناب نے قاضی صاحب کی عبارت کے بیان مضمون کے بارہ میں ارشاد فرمایا
وہ جناب کی ہی چالاکی اور جوش تعصب اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی ہوگی سوا ر لبوا اور بعد اوسکے
قاضی صاحب کی عبارت غلط کی غلط رہے۔ قاضی صاحب کی عبارت سے تین امر مستفاد
ہیں۔ اوّل اوس موقع کا ہونا کہ جس مین رسول کے ساتھ مومنین بہی ہون دوسرا نزول
سکینہ کا بلا بیان و تعین منزل علیہ کے۔ تیسرا شمول سکینہ کا رسول کو اور مومنین کو سبکو
پس منزل علیہ سکینہ کا جیسا رسول ہے ویسی ہی مومنین بہی ہین چنانچہ لفظ شمول سے یہی سمجھ
میں آتا ہے تو جب ہر دو نو منزل علیہم ہوئی تو اگر اُنکا منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا
کہ جس جگہ مومنین پر تسلی نازل فرمائی وہان رسول پر بہی نازل فرمائی صحیح ہے تو رسول کا
منزل علیہم کہنا اور یہہ کہنا کہ یہان رسول پر بہی نازل کی وہان مومنین پر نازل کی صحیح ہوگا اور اگر وہ
غلط ہے تو یہہ بہی غلط ہوگا۔ رہا کذب اور تعارض عبارت شوستری صاحب کا قرآن سے وہ ظاہر ہے
کہ ہر دو امرین اولین ہر دو آیات سورہ فتح مین موجود ہین اور شمول نہین پایا جاتا۔ نزول سکینہ کا
معہ مذکور ہی حاضر ہونا مومنین کا حضرت کے ساتھ سیاق عبارت سے بالبداہتہ مفہوم ہوتا ہے
اور عدم شمول بہی صریح ثابت ہے پس اس سے زیادہ کذب اور قرآن کے ساتھ صریح
تناقض کیا ہوسکتا ہے۔ اور نیز یہہ بہی جناب کو رسائل منطق سے معلوم ہوگا متصلہ لزومیہ
کلیہ کے صدق کے لئے واجب ہے کہ تمام مواد مین صدق ہو جب اوسکا صدق متحقق
ہوگا اور اُسکے کذب کے لیے یہہ کچھ ضرور نہیں کہ جمیع مواد مین کذب متحقق ہو اوقت
قضیہ کاذب ہوگا بلکہ ایک ہی تقدیر اگر کذب ہو جائیگا۔ تو قضیہ کاذب ہوگا۔ پس یہہ

قضیہ کلیہ جو آپکے قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے ہرگز درست نہیں الخ چونکہ اونکے نزدیک اسکی یہہ ہے دو مواد تھے کہ جہان اسکا تحقق تھا اسلیے اونہون نے حکم کلی فرمادیا اور یہہ اونکو معلوم نہوا کہ اسکی جزئیات اور بھی ہین جہان یہہ حکم متحقق نہین ہے اگر کلیہ حکم کیا جاویگا تو کاذب ہوگا - اور معلوم کیونکر ہو اگر کچھہ قرآن سے تعلق ہو تو معلوم ہو کہ قرآن شریف مین ذکر نزول سکینہ کا کہان کہان پر ہے پس اس موقع پر آیت غار کا ذکر کرنا بجائے خود نہین

قولہ اور جیسا کہ جناب باری عز اسمہ نے اور جگہ فرمایا ہے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ - یہان بھی اگر سوای رسول کے کسی اور کو نزول سکینہ مین شامل کرنا منظور ہوتا تو فرماتا - کہ علیہ وعلی صاحبہ یا علیہما وغیرہ - اور جبکہ حق تعالے نے ایسا نہین فرمایا تو جناب قاضی صاحب کا اعتراض نہایت درست وصحیح ہے

اقول اول خطا آپکے قاضی صاحب اور انکی اتباع کے یہہ تھے کہ اوس قضیہ کو جو پہلے مذکور ہوا ہے ہرگز درست الخ - کلیہ تسلیم کرلیا حالانکہ اوسکا کلیہ ہونا سراسر غلط تھا - دوسری خطا یہہ ہوئی - کہ اوس قضیہ کو ایک محتمل مین منحصر لکھا اور یہہ معنے بیان کیئے - کہ خدا تعالے نے جہان رسول پر تسلی نازل کی اور وہان مومنین سے بھی کوئی ہمراہ تھا - تو وہان اوسکی نزول کو سبکے شامل فرمایا حالانکہ یہہ تعیین غلط تھے کیونکہ اوس سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خدا نے جہان تسلی مومنین پر نازل فرمائی اور وہان رسول بھی تھے تو وہان اوسکی نزول کو سب کے شامل کیا تیسری غلطی یہہ ہوئی کہ آیت غار مین اول تو اپنی خوش فہمی سے یہہ سمجھہ لیا کہ فانزل اللہ سکینتہ علیہ کے ضمیر حضرتؐ کیطرف راجع ہے اور پھر اس فاسد بنا پر یہہ مقدمہ فاسدہ متفرع کیا کہ اگر کوئی رسول کے ہمراہ اہل ایمان سے ہونا تو اوسکو بھی شامل نزول ضرور کیا جاتا اور جب یہہ نہین کیا گیا تو ثابت ہوا کہ کوئی مومنین سے آپکے ہمراہ نہین تھا تو معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق مومنین سے نہین تھے اوریہہ بالکل غلط اور مبنا فاسد علی الفاسد ہے - آپکا خصم یہہ کہتا ہے کہ آیت غار مین خدا تعالے نے نزول

سکینہ کا ذکر فرمایا اوسکا منزل علیہ صرف ابوبکر صدیق رضہ ہے اور یہہ اوس قبیل سے جیسا کہ
خداوند تعالے نے سورہ فتح مین ارشاد فرمایا ھوالذی انزل السکینۃ فی قلوب المومنین
اور فانزل السکینۃ علیھم اور وہان نزول کو مومنین کے ساتھہ مخصوص فرمایا ہے
اور اونکے ساتھہ رسول کا ذکر نہین کیا ایسا ہی آیت غار مین بھی رسول کا ذکر نہین کیا اور سکینہ کو
مخصوص یار غار کے ساتھہ فرمایا - قطع نظر اس سے ہم بھی ایک قاعدہ کلیہ بمقابلہ قاعدہ
کلیہ آپکے قاضی صاحب کے لکھتے ہین - اور اہل انصاف سے انصاف کے خواہان ہین - وہی ہذا
خداوند تعالے جائیکہ نزول سکینہ بر رسول بیان فرمود ہرگز در ہیچ جا نزول آنرا
بر رسول بیان نہ فرمود - مگر آنکہ منزل علیہ یعنے رسول را بلفظ رسولہ کہ دال بر کمال بندگی
و تعظیم و نہایت علو و تکریم ست تعبیر فرمود لیکن جا کہ نزول سکینہ بر مومنین بیان
فرمود - گاہی انہا را بلفظ مومنین تعبیر فرمود چنانچہ وعلی المومنین و فی قلوب المومنین -
و گاہی بر ضمیر اکتفا فرمود - چنانچہ فانزل السکینۃ علیھم ارشاد شد پس اگر در آیت غار
بیان نزول سکینہ بر رسول منظور خداوندی بودی بر ضمیر اکتفا نرفتی بلکہ بلفظ رسولہ تعبیر
شدی ولیکن چون مقصود بیان نزول سکینہ بر ابوبکر صدیق بود و در آن گنجایش ضمیر
ہم بود لہذا بر ضمیر اکتفا رفت - خدا کے لیے ذرا انصاف کی آنکھین کھولکر دیکھین
کہ یہہ قاعدہ صحیح ہے یا وہ قاعدہ جو آپکے قاضی صاحب نے خلاف کتاب اللہ ایجاد
فرمایا ہے - بعد اسکے مثل آپکے قاضی صاحب کے ہم بھی کہہ سکتے ہین - وچون ایں سخن
گوش نصیبان خواہند شنید باعث حیرت ایشان خواہد گردید و حیلہ خلاصی از آن جان
ایشان بلب خواہد رسید - تو اب فرمایئے کہ ہمارا اعتراض صحیح و درست ہے یا آپ کے
قاضی صاحب کا - **قولہ** اور شیعون نے یہہ امر مدلل بدلائل قاطع ثابت کر دیا ہے
کہ علیہ کی ضمیر رسول ہی کی طرف پھرتی ہے نہ کسی غیر کے - **اقول** سبحان اللہ
آجتک حضرات شیعہ سے اپنا اصول مذہب تو دلائل قاطعہ سے ثابت ہو ہی نہین سکا

جو موقوف دلائل قاطعہ پر ہے اور مرجح ضمیر کا تو کیا دلائل قاطعہ سے ثابت کرینگے امامت کا
اصول دین مین سے ہونا دلائل قاطعہ سے ثابت کرین ائمہ کی عصمت اور اونکی انبیا سے فضیلت وغیرہ
سب اصول دین مین سے ہین کسی پر کوئی دلیل قطعی بیان کی ہے۔ مگر یہہ ایسا دعوی ہے
جیساکہ آپکے سید مرتضی کا کہ وہ فروعات فقہ کی نسبت بھی مدعی ہین کہ وہ قطعیات سے
ثابت ہین۔ حالانکہ جمہور علماء شیعہ نے اُنکے تکذیب کی ہے ایسا ہی آپ بھی دلائل قاطعہ سے
ثبوت کے مدعی ہین۔ پس ایسے لغو دعوے کا جواب جنپر کوئی دلیل قائم نہو بجز سکوت کے
اور کچھ نہین۔ قولہ پس جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کا یہہ دعوے کہ چون
ایں سخن را گوش نا صبان شنید۔ الخ۔ نہایت ہی سچا اور بہت ہی ٹھیک ہے ورنہ
شیعوں کا دعوی اتنی مدت کا بدون جواب باقی نرہ جاتا۔ اگر حضرت مجیب کا حوصلہ ہے
تو اب جواب دین اقول جناب میر صاحب ایسے مہملات وخرافات کے جواب مین کسی
عاقل کو بھی تردد نہین ہو سکتا چہ جائیکہ اہل سنت کو حیرانی ہو۔ ہان اگر جملہ باعث
حیرت الیشان گردید سے مراد لیجاوے کہ اہل سنت کو اس معنے کر حیرت ہے کہ یہہ بات
بھی کیا اس قابل ہے کہ عقلاء کے زبان سے نکلے اور کیا اس لایق ہے کہ اسپر ناز و افتخار
کیا جائے تو البتہ بجا ہے پھر بعد اسکے جو جملہ بطور دلیل کے تحریر فرمایا ہے ورنہ شیعون کا
یہہ دعوی الخ۔ اس قابل ہے کہ اہل عقل و انصاف اسپر آفرین کہین شاید یہہ بھی اونہین
دلائل قاطعہ سے ہے جنکا ذکر اوپر فرمایا تھا حضرت اگر یہہ دعوی بالفرض بے جواب
باقی ہو تو کیا یہہ کچھ مستبعد ہے کہ بدیہی غلط اور واہی ہونیکی وجہ سے اسپر التفات نہ کیا ہو
رہا یہہ کہ ہماری فاضل مجیب اب ہم سے جواب کے خواہان ہین سو بحمد اللہ ہم اس کا
ابطال اس بحث مین بخوبی کر چکے اگر ہمت و جرات ہے تو جواب دیدین اور اگر اس سے
تسلی خاطر نہو اور بھی ہوس ہو تو اور بھی لیجئے دیدہ یہہ کہ قطع نظر اسکے غلط اور خلاف واقع اور
منافی قرآن ہونیکے یہہ دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اصل سے اسکی بنیاد ہی غلط ہے

کیونکہ اگر بالفرض ہم اپنے مجیب کے خاطر سے تسلیم کرلین کہ اس عبارت کا مطلب یہہ ہی ہے
کہ جب خدا نے رسول پر نازل کی اور وہان مومنین سے بہی کوئی ہمراہ تہا تو سب کے شامل
کی اور حضرت کو منفرد نہین کیا اور یہہ سوائے دو جگہ کے واقع نہین ہوا تو اس سے یہہ نتیجہ
نکالنا کہ خداوند تعالے پر یہہ قاعدہ واجب ہوگیا اور کہین اسکے خلاف نہین فرمائیگا سراسر ہذیان
اور خرافات ہے کیونکہ اسکو لزوم پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی نہین دلالت کرتی یہہ محض جناب قاضی صاحب
کے وساوس و تخیلات ہین جو مادہ سوداوی سے ناشی ہوئی ہین اگر کوئی دلیل اسپر دلالت کرتی
ہی تو اول اسکے لزوم پر قاضی صاحب ہی بیان فرماتے خیر انہوں نے نہیں بیان فرمائی تو آپ
اگر کچہ حوصلہ ہے تو آپ ثابت کیجئے۔ اور کوئی دلیل لائی اور یون ہی ایک دعوی بلا دلیل
پر افتخار و ناز فرمانا شان عقلا نہین ہے اور جب ہے کہ ہم تسلیم کرلین کہ جو مطلب ہماری
مجیب صاحب نے اپنے قاضی صاحب کی عبارت سے ایجاد فرمایا ہے صحیح ہی ورنہ فی الحقیقت ہی
غلط ہے چنانچہ ہم ابحاث گزشتہ میں اسکے بطلان کو بخوبی ثابت کرائی ہین پس جسطرح دل چاہے
ہمسے گفتگو کرلین ہم ہر طرح تحریراً تقریراً حاضر ہین **قولہ** الکیا یہ فرمانا کہ تعصب مین آکر
کیسا بے اصل دعوی مخالف قرآن شریف کے فرمایا ہے بجائے خود نہین۔ بلکہ آپ نے
جوش تعصب مین آکر ایسا لکھا ہے اور اس سے بڑہکر جوش تعصب اور کیا ہوگا کہ بدون سمجھے عبارت
نقل کردی اقول اہل عقل و انصاف سمجھ سکتے ہین کہ آپکے قاضی صاحب نے جوش
تعصب مین آکر مخالف قرآن شریف کے دعوی کیا یا ہمنے جوش تعصب سے اس دعوی کے
نسبت ایسا کہا اور یہہ بہی معلوم کرسکتے ہین کہ ہمنے بدون سمجھے عبارت نقل کی ہے یا آپنے
بے سمجھے عبارت کی توجیہہ فرمائی۔ ہم کچہ نہین کہتے بجز اسکے کہ کسیکی سامنی اہل انصاف مین سے
یہہ عبارت رکہہ دیجے اور تماشا دیکھ لیجئے **قولہ** حضرت قاضی صاحب ہرگز جوش تعصب
مین نہین آئے اور نہ بے اصل دعوی معاذ اللہ مخالف قرآن شریف فرمایا۔ بلکہ ایک امر واقعی مدلل
بایات قرآنی بیان کیا ہے آپکا جناب قاضی صاحب کی نسبت ایسا فرمانا دعوی بے دلیل ہے

اگر آپ اس اپنی دعوی مین سچے ہین تو بسم اللہ کوئی دلیل لائیے اور حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی اس دعوے کو رد فرمائیے - اور کوئی آیت قرآنی یا حدیث اپنی ہی کتب معتبرہ سے ایسی نقل فرمائیے کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ جل شانہ تسلی نازل فرمائی ہو اور رسول کے ہمراہ مومنین بھی ہون تو لفظ رسول ہی پر نازل فرمائی ہو اور مومنین کو شامل نفرمایا ہو - **اقول** ہم بدلائل ثابت کرچکے ہین کہ آپکے قاضی صاحب کا دعوی خلاف واقع مخالف قرآن محض جوش تعصب سے تراشی ہے اور اسکو بخوبی رد کردیا ہے آپ ملاحظہ فرمائین ابطال کے واسطے یہہ کچھہ ضرور نہین کہ ایک ہی طرح پر کیا جاوے - ہان جب آپ اس دعوی کو واقعی اور مدلل بآیات قرآنی تصور فرمائے ہین تو امید ہے کہ ہماری دعوی کو بھی واقعی اور مدلل بآیات قرآنی سمجھینگے اور اگر آپکو اوسمین کلام ہو تو بسم اللہ کوئی دلیل لائی اور ثابت کیجے کہ خدا تعالے نے کہین رسول پر سکینہ نازل کی ہو اور لفظ رسولہ سے بغیر نفرمایا ہو اور صرف ضمیر پر اکتفا فرمایا ہو **قولہ** یہہ حضرات اہلسنت کی ہی جرأت ہی کہ بے اصل دعوی کرتے ہین اور فخر فرماتے ہین کمال دلیری اور بے باکی یہہ ہے کہ جو عبارت سنداً نقل کرتے ہین اوسکا خلاصہ مضمون اپنی طبیعت سے مخالف عبارت منقولہ کے تراشتے ہین اور بصد ناز و افتخار اس اپنی ہی تراشی ہوئی مضمون کو رد کرتے ہین نہ خدا اور رسول سے ڈرتے ہین نہ اسکی شرم کرتے ہین کہ دیکھنے والا جسکو خدا نے کچھہ ہی عقل عطا فرمائی ہوگی کیا کہیگا یہہ حال ہی ان حضرات کا فاعتبروا یا اولی الابصار - آپکے مہدی صاحب نے جو اس خلاصہ کے رد مین لکھا ہی چونکہ خلاصہ ہی صحیح نہین کیا تو سب بنا رفاسد علی الفاسد ہی **اقول** ایسے کذبات اور خرافات کا جواب پس یہہ ہے کہ بقول شاعر - ع دروغی را خرا باشد دروغی ہم کہین کہ آپ سچ فرماتے ہین - باقی آپکے مہذب کلمات کا جواب ہم کچھہ نہین دیتے **قال الفاضل المجیب** - قولہ - قولہ ہمارے مقابلہ مین جو عبارت تحریر فرماوین الخ جناب مخاطب کا اس سے مقصود صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے ہین حضرات شیعہ کی

کتب نایاب ہین بڑے بڑے شہرونمین بہی دستیاب نہین ہوتی اور اگر کہین حضرات شیعہ کے ہان ہین تو اہلسنت کو وہانتک دسترس اور اونکا حصول ممکن نہین چنانچہ ایک شخص حضرات شیعہ مین سے میری بہی عنایت فرماہین اگر مین یا کوئی اہلسنت جسپر احتمال مناظرہ دانی کا ہو اونکی مذہب کی کتاب اونسے طلب کرتا ہے تو مونہہ چراجاتے ہین - حالانکہ ہماری قسم کے کتابین اونکے استعمال مین رہتی ہین تو جناب مخاطب نے خیال کیا کہ اصل کتاب ہاتہہ آئیگی نہ استدلال صحیح تصور ہوگا اور بلا وقت میدان مناظرہ ہاتہہ آئیگا اسلیے دانستہ ایسی صریح غلطی کی کہ آپنے تحریر فرمایا کہ تحفہ وغیرہ مین بعض حوالے درست نہین تو اس سے معلوم ہوا کہ بعض حوالے بلکہ اکثر درست ہین تو جسوقت استدلال مین وہ حوالے مذکور ہون جو درست نہین اونکے نسبت صاف کہنا چاہیے کہ یہہ حوالہ درست نہین کیونکہ جو عبارت کسی کتاب سے نقل ہوگی تو بحوالہ اسی کتاب کے نقل ہوگی ہان اصل کتاب سے اوسکا اثبات اوسوقت ضروری ہوگا جبکہ آپ صاف انکار فرماوین گے - اور یہہ کہین گے کہ یہہ روایت ہماری یہان نہین ہے - اقول حضرت مجیب نے جو کچہہ اس قول مین فرمایا ہے عام اہلسنت یہہ ہی بے اصل دعوی کرتے ہین اگر یہہ بات درست ہوتی کہ کتب شیعہ نایاب ہین تو آپکے خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین نے جو حوالے نقل فرمائی ہین وہ کہانسے نقل فرمائی ہین - بلکہ واقعی امر یہہ ہے کہ اہلسنت ہماری کتابونکا دیکہنا اور خریدنا اور اپنے گہر مین رکہنا گناہ سمجہتے ہین ورنہ ہر قسم کی کتب شیعہ چہپکر شائع ہوگئی ہین اگر جناب مجیب کو شوق کتب بینی کا ہے تو ارشاد فرمائین کہ فہرست کتب مع نشان مقام وغیرہ ارسال خدمت ہو قیمت بہیجکر طلب فرماوین اور اس بے اصل دعوی سے باز آئین - یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - اگرچہ اس قول مین کوئی امر قابل بحث وجواب نہ تہا تاہم اسقدر گذارش ضرور ہے کہ اگر آپکی کتب معتبرہ نایاب نہین ہین اور ہر جگہ ملتی ہین اور چہپکر شائع ہوگئی ہین تو یہہ فرمائی کہ قطع نظر اور کتابونسے آپکا قرآن جو جناب امیرؑ نے تالیف وجمع فرمایا اور ائمہ کے پاس یکی بعد دیگرے متوارث چلا آیا - اور آخر کو

غائب من رای ہین امام زمان کے ساتھہ مختفی ہوا کوئی دفعہ کیسوقت چھپکر شائع ہوا ہے یا یہہ محض جھوٹے دہگو سلے ہین نہ کوئی قرآن علاوہ موجود کے جمع و تالیف ہوا نہ ائمہ کے پاس متوارث آکر غائب من رای ہین مختفی ہوا علاوہ ازین اصول اربعہ کتنی دفعہ چھپکر شائع ہوچکی ہین پس اسی سے شیوع کتب معلوم ہوجائیگا۔ ہند ہین کلینی ابہی صرف نولکشور نے چھاپی ہے۔ تہذیب استبصار من لایحضر ہماری دانست مین ہندوستان مین تو چھپی نہین ایران کی ہمکو خبر نہین۔ پس جب اصول کا یہہ حال ہے تو اور علوم کی کتابونکا کیا حال ہوگا۔ اور اگر چند کتابین جو جوابات اہلسنت مین تالیف ہوئی وہ چھپ گئے تو انکی شیوع سے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ کتب مذہبہ کا شیوع ہے اور نیز اگر اہلسنت مین سے دو چار کو کسی وجہ سے آپکی کتابین بہم پہونچ گئی تو یہہ بھی دلیل شیوع کی نہین ہوسکتی۔ آپکی کتابون کے دیکھنے کا شوق اسوقت تک ہے جبتک کہ آپ سے مناظرہ ہے سو اسکی لیئے کیسقدر کتابین جمع ہی کی ہین اور کیسقدر جمع کرنیکا ارادہ بھی ہے بشرطیکہ آپنے یہہ سلسلہ جاری رکھا پس اس عنایت کا شکر گذار ہون جو ارسال فہرست کی بابت تحریر فرمایا اور گذارش کرتا ہون کہ اگر مطبع جعفری اور ملک الکتاب الحسانی کے علاوہ کوئی اور فہرست ہو تو لطف عنایت فرماوین۔ متاخرین کے تصانیف مین سے آپکے قبلہ و کعبہ مجتہد صاحب کے عماد الاسلام ذوالفقار و حسام وغیرہ کا خیال ہے اور کتب متقدمین سے رسائل فضل بن شاذان و نسخہ سلیم بن قیس ہلالی وغیرہ دیکھنے کو دل چاہتا ہے اگر آپکو یہہ سلسلہ جاری رکھنا منظور ہو ورنہ کچھہ ضرورت نہین کیونکہ اپنے مذہب کے صحت اور آپکے مذہب کے فساد مین کچھہ شک و شبہہ نہین ہے جو کسی امر کی تحقیق کے ضرورت ہو۔ **قولہ** یہہ حکایت جو لکھی ہے شاید صحیح ہو مگر یہہ کیا ضرور ہے کہ وہ اسی غرض سے جو حضرت مجیب سمجھی ہین نذر دی ہون شاید کوئی اور غرض ہو۔ جیسا کہ اسی شہر مین ایک سید صاحب ہین اور انکے پاس دو ایک کتب احادیث ہین وہ ہمکو بھی گہر یہا انکو نہین دیتے اور یہہ عذر کرتے ہین کہ میری چند کتابین نہایت عمدہ جو شوق سے خریدی ہین بعض حضرات لیگئے اور پھر واپس نہین جب سے مین نے عہد کرلیا ہے کہ خواہ کوئی مانگے مین کتاب

ہرگز نہ دونگا ہان میرے مکان پر اگر جو شخص چاہی خواہ سنی ہو خواہ شیعہ مطالعہ کرے یا عبارت نقل کرے بجائی
بلکہ حقہ پانی وغیرہ کی خدمت کرونگا تو کیون نہین جائز ہے کہ وہ صاحب ہی جنکا ذکر حضرت مجیب نے
کیا ہے اس خیال یا شبہ اسکی کسی اور سبب سے مذمت ہو ن - **اقول** چونکہ اس جواب کے تحریر مین
ایک کتاب سے جو ہمکو اپنے عنایت فرماسے ملی بہت مدد پونہچی لہذا اسکو ہم کمال شکر گذاری کے
ساتھہ لکھتے ہین اور اسیواسطے ہم اپنے فاضل مجیب کے احتمالات کا جواب جو بمقتضا ع ناگہ مرکس
بقدر ہمت اوست + ناشی ہوئی ہین ہم کچھہ جواب نہین لکھتے **قولہ** معہذا فن مناظرہ کی
اصول مین یہہ داخل نہین کہ اپنی کتاب ہی مخالف کو دینی لازم ہے مخالف کا فرض ہے
کہ جسطرح ممکن ہو خود یہہ سامان ہم پونہچاوے **اقول** بہت درست ہے ہم ہی اسکا انکار نہین
کرتے - لیکن یہہ جب ہے کہ تحقیق حق مدنظر نہو اور جب تحقیق حق مدنظر ہو جیسا کہ آپکے بھی ہین
تو پھر یہہ غلط ہے چنانچہ ظاہر ہے **قولہ** میری اصلی غرض جو حضرت سمجھتے ہین وہ ہرگز
نہتی بلکہ صرف مطلب یہہ تہا کہ اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو اوسکی رد و بدل مین وقت ضائع نہو **اقول**
اگر حوالہ غلط تحریر ہو تو رد و بدل کیسا اصل کتاب مین جب نہ پایا تو کہدیا کہ یہہ حوالہ غلط ہے
خصم یا اوسکو ثابت کریگا ورنہ غلط تسلیم کریگا لیکن تغلیط بہی یا صرف اجمالی طور پر ہوتی ہی
کہ بدون اصل کتاب کے مطابق کیے قرائن پر لحاظ کرکے تغلیط کردی اور یہہ تغلیط ایسی ہے
کہ اسمین خود رد و بدل کی گنجائش ہے یا یہہ کہ قطعی طور پر ہوتی ہے کہ اصل کتاب سے خوب
مطابق کرکے جب نہ پایا تو تغلیط کردی چنانچہ تمنے لفظ سقیمۃ العرب کے تغلیط کی ہے تو البتہ
تغلیط قابل اعتبار ہے اور اسمین رد و بدل کچھہ نہین ہوسکتا ہے **قولہ** میدان مناظرہ
بفضل الٰہی ہر طرح ہمارے ہاتھہ ہے خواہ آپ تحفہ وغیرہ سے عبارتین نقل فرمائی خواہ خود
دیکھہ لکھیے **اقول** باطلست آنچہ مدعی گوید - **قولہ** معہذا ہم منصف ہین آپکا یہہ
فرمانا کہ جسوقت اسنہ کال مین حوالے مذکور ہون جو درست نہین - الخ - بہت درست ہے
اور ہم بسر و چشم قبول کرتے ہین بلکہ اس لکھنے سے یہہ ہی غرض تہی کہ آپ اس امر کا اقرار کرین

اقول - ع - عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست - مرد منصف رہی اگر آدمی ہزار جگہ اپنے مذہب کے صیانت کے لیے حق پوشی اور ہٹ دہرمی کرے اور ایک جگہ حق قبول کرلے - تو اوسکو منصف نہین کہا جاسکتا - بہرکیف واجبی امر کی تسلیم مین ہمکو کچھ چون وچرا نہین ہے

قال الفاضل المجیب قولہ - قولہ صاحب تحفہ وغیرہ کے حوالہ درست نہین - الخ

جن حضرات کے تحقیقات کے اعتماد پر جناب مخاطب کو باین طمطراق افتخار و ناز ہی وہ تحقیقات عند التحقیق خود غلط ہین - اقول - اسکے جواب مین نہایت ادب سے ہمارا یہہ ہی مقولہ ہم بھی عرض کرتے ہین چنانچہ جناب قاضی صاحب نور اللہ مرقدہ کی نسبت دعوی تعصب و تخالف قرآن شریف کے بیان مین کسیقدر سابق مین بیان ہوچکا ہے اگر خصر مجیب کچھ بھی انصاف فرمائینگے تو سمجھ جائینگے کہ جن تحقیقات کو ہماری حضرت بصد افتخار و ناز تہہ بدا تحریر فرماتے ہین وہ تحقیقات ہی واقعہ مین بجائی خود نہین اور ہماری علمار کرام رضوان اللہ علیہم نے جو تحریر فرمایا نہایت بجا و درست ہی - اب اس تحقیق کا حال ہی جو مجیب نے بصد ناز لکہی ہے ظاہر ہوجاتا ہے انصاف شرط ہے یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی قاضی نور اللہ صاحب کی تخالف کا حال محقق ہوچکا باقی تحقیقات کا حال بھی معلوم ہوجائیگا اور یہہ کیا اصول مذہب کے تحقیقات کا حال معلوم ہوچکا مگر افسوس اسکا ہے کہ ہماری فاضل مجیب صرف ہمکو ہی فرماتے ہین کہ تحقیقات علمار کو بنظر انصاف دیکہین اور خود بدولت اسپر عمل نہین فرماتے - ہمنے تو حکم سامی کی تعمیل کی - اور دعا یہہ ہے کہ خداوند تعالے آپکو بھی توفیق عطا فرمادی - قال الفاضل المجیب - قولہ مشتی نمونہ خروار ہدیۃ تذر مین خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین عبارت نہج البلاغت سے جو حضرت ابوبکر کی مدح مین جناب امیر نے فرمایا ہے استدلال کرکے علمار شیعہ کیطرف سے جو اب نقل کیے ہین منجملہ اونکے فرمایا ہے - عمدہ آن توجیہات نزدایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف و مدائح شیخین - الخ - اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے لکہا ہے کہ این ادعا کذب محض ست احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی می افتاد کہ در کتب شیعہ

بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود چون لفظ ابوبکر در کتب شیعہ موجود نیست ایشان را احتیاج باین تسبیح یک
از توجیہات غیر نیست - اقول - حضرت آپکے خاتم المحدثین اس مقام پر ابتدا ہی سے راہ خلاف واقع
گوئی چلی ہین اور دعوی کیا ہے کہ ہم نہج البلاغت سے نقل کرتے ہین اور جو عبارت نقل کی ہی اوسمین اپنی
طرف سے بجای اللہ بلاد فلان اللہ بلاد ابے بکر نقل کیا ہے حالانکہ کتاب مذکور مین بلکہ کسی روایت شیعہ مین
بجائی لفظ فلان لفظ ابے بکر نہین ہے طرفہ یہہ کہ پھر خود اقرار کرتے ہین کہ نہج البلاغت مین لفظ
فلان ہے لیکن سید علیہ الرحمۃ نے تحریف کیا ہے چنانچہ تحفہ کی عبارت بجنسہ نقل کرتے ہین وہو ہذہ
ومنہا ما اورده الرضی ایضاً فی نہج البلاغة عن امیر المومنین انه قال لله بلاد ابی بکر
فلقد قوم الاود واوی العمد واقام السنة وخلف البدعة ذہب نقی الثوب قلیل
العیب اصاب خیرها وسبق شرها ادی الی الله طاعته واتقاه بحقه رحل وترکهم
فی طرق متشعبة لایهتدی فیها الضال ولایستیقن المهتدی - درین عبارت جناب امیر
صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی ست برای حفظ مذہب خود تصرف کردہ لفظ ابو بکر را حذف
نمودہ بجای او لفظ فلان آوردہ تا الی سنت تمسک نتواند نمود الخ - ہم کہتے ہین کہ اگر آپکے خاتم المحدثین
سچے تھے تو پہلی لفظ فلان نہج البلاغت سے نقل کرتے اور لفظ فلان کی تحریف بابی بکر نکرتے پھر
جو چاہتے فرماتے اب انکی تحریف تو خود اونکی ہی زبان سے ثابت ہوگئی - جناب سید علیہ الرحمۃ
کی تحریف پس حسب دأب مناظرہ اگر کسی کتاب شیعہ سے اس روایت مین لفظ ابی بکر نقل کرتے
اور پھر نقل جناب سید علیہ الرحمۃ اُسی کتاب سے ثابت کرتے اوسوقت البتہ تحریف جناب سید ثابت
ہوتی وانی فلیس - اور چونکہ حضرت خاتم المحدثین مدعی تحریف ہین تو اونکو اثبات اپنے دعوی کا
لازم تھا اور ہمکو محض منع کافی ہے کما تقرر فی علم المناظرہ - یقول العبد الفقیر الی مولاہ
الغنی - اہل دانش وانصاف سے التماس ہے کہ للہ ذرا متوجہ ہوکر اس بحث کو سنین اور علامہ
کنتوری اور اونکے اولیاء وتوابع کا مرتبہ علم وپایہ انصاف ملاحظہ فرمائین - کہ اول حضرت کنتوری نے
کس قدر تجر علمی اور تدین کا ظہور فرمایا اور بعد اوسکے اونکی توابع کس قدر دیانت وانصاف کا ثبوت دیتے ہین

ہمنے اون علماء شیعہ کی تحقیقات کے تغلیط مین جنہون نے تحفہ کے جوابات لکھے ہین بطور تمثیل
علامہ کنتوری کے تحقیق پیش کی تہی جس سے حوالہ کا ہی غلط ہونا ثابت تہا خلاصہ اوسکا یہہ
تہا کہ جو جوابات خطبہ للہ بلاد فلان کی شیعہ کیطرف سے تحفہ مین نقل ہوئی ہین اونمین صاحب تحفہ
رحمۃ اللہ علیہ نے لکہا ہے عمدہ آن توجیہات نزد ایشان آنست کہ آنجناب گاہ گاہ اوصاف
ومدائح شیخین بنا بر استجلاب قلوب ناس الخ اسکے جواب مین علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا کہ ان
ادعا کذب محض ست الخ اب اس دعوی حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کنتوری
صاحب کے جواب سے صاف واضح ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتے ہین کہ یہہ توجیہات
حضرات شیعہ کرتے ہین اور علامہ کنتوری اس حوالہ کی تکذیب کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ شاہ صاحب
کا یہہ دعوی اور یہہ حوالہ کذب محض ہے نہ شیعہ نے یہہ توجیہات کی اور نہ اونکو ان توجیہات
کی حاجت اور کہین فرماتے ہین - ان ھذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام
شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر ست یا عمر اور کہین فرماتے ہین ثبت الدار ثم انقش - اول
این معنے باثبات باید رسانید کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابو بکر ست بعد ازآن باین
اوصاف ثابت شخص بو بکر باید نمود - اور کسی قول کے جواب مین لکہتے ہین - ہیچک از امامیہ این
توجیہ نکردہ - غرض اس تمام بحث سے واضح ہے کہ علامہ کنتوری نہایت غلو کے ساتہہ حضرت
خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالونکی تغلیط وتکذیب فرمارہے ہین کہ یہہ امور جو صاحب تحفہ
شیعہ کے طرف منسوب کرتے ہین محض کذب ودروغ ہے - ہمنے اوپر آیات بینات سے نقلاً عن
ازالۃ الغین عرض کیا کہ حضرات شیعہ کی تحقیقات کا حال یہہ ہے کہ رجما بالغیب حوالونکا انکار
کرتے ہین حالانکہ وہ سب امور اونکی کتب معتبرہ مین موجود ہین چنانچہ وہ سب امور جنکا انکار
بڑی شد ومد سے آپکے علامہ کنتوری صاحب فرمارہے تہے وہ سب فاضل متبحر کمال الدین
ابن میثم بحرانی کی شرح مین موجود ہین - پس اس سے صریح ثابت ہوا کہ شاہ صاحب اپنی
حوالونمین سچے تہے اور آپکے علامہ کنتوری اونکی تکذیب مین کاذب - اب ہم اہل انصاف کو

اونکی انصاف کی قسم دیکر پوچھتے ہین - ہمارے فاضل مجیب کے تمام تقریر متعلقہ کو ملاحظہ کرکے
فرماوین کہ اونہون نے اپنے علامہ کنتوری کیطرف سے کیا جواب دیا اور اس الزام کو اون پر سے
کیونکر رفع کیا اور کیونکر ثابت کیا کہ حضرت شاہ صاحب کا ان امور کو شیعہ کی طرف منسوب
کرنا کذب ہی فرمایا تو یہہ فرمایا کہ علامہ ابن میثم کا اپنی شرح مین یہہ امور ذکر کرنا بطور تنزل
بلکہ بطور استہزا و تمسخر کے ہے معلوم نہین کہ حضرت مجیب کا یہہ فرمانا بطور تمسخر ہے یا واقعی
اجی حضرت میر صاحب آپنے تو اپنے تمام دین کو ہی تمسخر بنا دیا اور دائرہ بحث کا اپنی اوپر
تنگ کر دیا - آپکے خصم نے آپ سے ہی سیکھہ کر آپکے اوپر جہات ستہ کو مسدود کر دیا ائمہ سے
جو کچھہ روایت کرتے ہین - غالبا سب تمسخر غدیر کا خطبہ اور تمام وصیتین سب تمسخر کو متحمل ہین
ہم مسئلہ آیت وَلَا تَتَّخِذُوا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا کے معنے سوچا کرتے تھے سو آج آپکی بدولت
یہہ عقدہ حل ہوا - اور خوب سمجھہ مین آگیا کہ دین کے ساتھہ استہزا اسطرح ہوتا ہی مگر تعجب یہہ ہے
کہ علامہ کنتوری کو یہہ توجیہہ سوجھی اور اونسے عام طور پر انکار کر دیا کہ چون ابوبکر در کتب شیعہ موجود
نیست - اگر اونکو یہہ توجیہہ سوجھتے تو صاف انکار نفرماتے اور یہہ روز سیاہ جو آج اونکو اور
اونکے اتباع کو دیکھنا پڑا دیکھنا نصیب نہوتا - بہرکیف جب یہہ امور کتب شیعہ مین موجود ہین
خواہ بطور تمسخر و استہزا ہین یا واقعی تو اب حضرت شاہ صاحب کا اونکو شیعہ کیطرف منسوب
کرنا صحیح ہوا اور علامہ کنتوری کی تکذیب اونہین کیطرف اولٹی پھرے اور تمسخر و استہزا نے
بجز مسخرا پن کے کچھہ سود نہ دیا رہا یہہ امر کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعوی کیا ہی
کہ علامہ رضی نے اس خطبہ مین تحریف کی ہی کہ لفظ ابوبکر کا تھا اوسکی جگہہ لفظ فلان لگا دیا ہے
اگرچہ یہہ بالکل فیصلہ علیحدہ تھا کیونکہ ہمارا مقصود صرف حوالہ کے تکذیب کی بابت بحث تھی
نہ بابت اثبات تحریف لیکن چونکہ فاضل مجیب نے اپنا مخلص سمجھکر اسکو چھیڑا ہے تو اسکا
بھی ثبوت لیجیے - علامہ متبحر ابن میثم کے اقرار سے ثابت ہی کہ ان اوصاف کا موصوف
اور ان مدایح کا ممدوح ابوبکر ہین یا عمر اور ظاہر ہے کہ یہہ تعریف و توصیف جناب امیر نے

مجمع عام مین فرمائے ہین کہ جہان صدہا آدمی فضیلت شیخین کے معتقد تھے تو ایسی موقع مین نام سے
کنایہ کرنا فہم مین نہین آتا - کیونکہ ایسی موقع مین اگر برا کہتے تو تقیۃً نام سے کنایہ کرنے کی
ضرورت ہوتی اور جب مدح وثنا فرما رہے ہین تو نام سے کنایہ کرنے کی کیا ضرورت ہر شخص
جسکو تھوڑی سے بھی کلام کی فہم ہوگی اور ذوق سلیم ہوگا وہ سمجھ لیگا کہ ایسی موقع تعریف مین جہان
کسیکی اسقدر مبالغہ سے تعریف کرنے مقصود ہو اور ایسی لوگون مین جہان نام لینے مین کسی
قسم کا خوف نہو بلکہ نام لینے سے زیادہ مطلب برآری ہوتی ہو استجلاب قلوب زیادہ حاصل
ہوتا ہو تو ایسے وقت ممدوح کے نام سے لفظ فلان کے ساتھ کنایہ کرنا تمام کلام کو سراسر
لغو اور مہمل کر دیگا - اور آپنے اور جگہ بھی مدح وتعریف فرمائی چنانچہ ابن ہیثم نے اپنی کبیر
شرح مین لکھا ہے - ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم الخ چنانچہ
ہم سابق مین بیان کر آئے ہین - تو اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب امیر نے بیشک ممدوح کا
نام لیکر توصیف فرمائی ہے لیکن پیچھے اسمین تصرف ہوا ہے - اب رہا یہہ کہ کسنے تصرف
کیا سو احتمال یہہ بھی کہ یہہ شیخ رضی سے اوپر ہوا ہو - اور غالب یہہ ہے کہ یہہ کام حضرت رضی کا
ہی - کیون کہ اس بزرگ نے بہت خطبون مین تصرف کیا ہے اور چالاکی فرمائی ہے چنانچہ
ابن ہیثم نے تنگ ہوکر کہین اوسکو خبط سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہذا خبط عجیب من
السید کہین اونکی عادت فرمائی پس جب عموماً آپکی سید رضی صاحب کی یہہ عادت ہی
تو ایسے موقع مین جو خاص اونکی مذہب کے لیے وبال اور نکال ہے کیون چوکے ہونگے
تو غالب بلکہ قریب بیقین کے یہہ ہی ہے کہ یہہ تصرف اور تحریف آپکے سید رضی صاحب کا
ہی کام ہے اور حضرت علامہ دہلوی کا تحریر فرمانا کہ شریف رضی نے تصرف کیا ہی صحیح ہے
رہا یہہ کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کیطرف آپ تحریف کا الزام لگاتے ہین
سو یہہ آپکے اور آپکے اون اکابر کے جنہون نے یہہ اعتراض کیا ہے کمال ہی خوش
نصیبی اور بختمندی ہے کیونکہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلام مرتضوی کے

نقل کے بعد صاف طور پر فرمایا ہے کہ اس عبارت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابو بکر تھا مگر شریف رضی نے تحریف کر کے بجائی لفظ ابو بکر کے لفظ فلان لکھدیا تا کہ امر مبہم ہو جائے استدلال نہو سکی تو اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ اس خطبہ کی عبارت مین لفظ ابو بکر نہین ہے۔ لیکن لفظ ابو بکر بجای لفظ فلان کے اسلیے لکھدیا ہے کہ اکابر امامیہ نے شروح نہج البلاغت مین ابو بکر صدیق کے نام کو ترجیح دی ہے پس جو شخص کہ خود بصراحۃ کہتا ہی کہ اس خطبہ مین لفظ فلان ہے لیکن ہمنے لفظ ابو بکر جو بیان شروح سے راجح ہے بطور الزام شیعہ اور مناسبت باب کے لکھدیا ہے تو اسکو تحریف کہنا البتہ انکا اور انکی اکابر کا ہی کام ہے مہنہ جب دلائل سے یہہ بہی ثابت ہی کہ علامہ رضی نے اسمین تحریف فرمائی ہے اور اصل خطبہ مین یا لفظ ابو بکر ہو گا یا عمر اور محض شراح کے اقوال سے ترجیح ابو بکر کے نام کو ثابت ہوتی ہے تو جب تصریح اس امر کی کر دیجاوی کہ رضی نے لفظ فلان نقل کیا اور اصل خطبہ مین یا عمر اسکا ثابت ہو چکا ہے کہ اصل لفظ ابو بکر ہی یا عمر بعض شراح کی ترجیح کی وجہ سے ابو بکر کا لفظ لکھدیا جاوی تو اسکو کوئی عاقل تحریف نہین کہیگا۔ علامہ کنتوری نے بجواب اس قول کے حیا کو کار فرمایا۔ اور دعوی تحریف کا حضرت شاہ صاحب کی طرف نسبت نہین کیا لیکن انکی خوش فہمی یہہ ہے کہ وہ اس قول مین تناقض شاہ صاحب کی طرف نسبت کرتے ہین اور یہہ بہی سراسر لغو ہے اسی جواب سے اسکا بہی استیصال ہو جاتا ہے ہمکو بیان و تطویل کی حاجت نہین۔ **قول** لیکن با اینہمہ ہم انکی اس قول کے تکذیب انکی ایک بڑے عالم کی کتاب سے ثابت کئی دیتے ہین۔ صاحب جامع الاصول ابن اثیر کہ معتبرین علماء اہلسنت سے ہین کتاب نہایہ مین لکھتے ہین وصنہ حدیث علی اللہ بلاد فلان لقد قوم الاود الخ اگر کسی کتاب اہلسنت مین بجائی لفظ فلان کے لفظ ابو بکر ہوتا تو ابن اثیر کیون لکھتے کہ حدیث علی مین بلاد فلان ہے بلکہ لکھتے کہ بلاد ابو بکر ہے چہ جای کتب شیعہ **اقول** واضح ہو کہ علماء اہلسنت نے حل لغات حدیث مین مختلف طور پر کتابین لکھی ہین۔ چنانچہ بعض نے خاص

احادیث بخاری کے حل لغات مین کتاب لکھی اور بعض نے خاص صحیح مسلم کے متعلق اور
بعض نے دونو صحیحین کے لغات کو لیا اور بعض نے لغات صحاح ستہ کو جمع کیا۔ اور بعض
مصنفین نے بلا امتیاز صحاح وضعاف وروایات اہل وفاق وخلاف کی مطلق لغت حدیث کو
لیا چنانچہ صاحب نہایہ نے بھی التزام روایات صحیحہ نہین کیا اسیواسطے بہت روایات ضعاف
واہل خلاف کو متضمن ہے۔ پس نہایہ کی نقل سے استدلال صحیح نہین ہے اور اگر ایسی
کتب لغات سے استدلال صحیح ہو تو بہت سی روایات مناقض مذہب شیعہ وموافق مذہب اہل سنت
کتاب مجمع البحرین مین موجود ہین اونسے بھی استدلال صحیح ہوگا اور اونکا یہہ جواب دینا کہ یہہ
کتاب لغت کی ہے اور صحت وعدم صحت روایات سے اسکو تعلق نہین تو اسلیے
استدلال صحیح نہین صحیح نہوگا۔ چنانچہ بعض روایات بطور نمونہ منتہی الکلام مین خاتم المحدثین نے
ذکر فرمائی ہین۔ اور چونکہ ان امور کے ابتدا اہلسنت کی طرف سے نہین ہے تو اونکا عذر قابل قبول
ہوگا اور اونکا استدلال احادیث مجمع البحرین سے بمثل خود کردہ را درمانی نیست صحیح وغیر صحیح
سمجھا جائیگا **قولہ** پس جناب مفتی صاحب کا یہہ فرمانا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست
نہایت صحیح ودرست ہی اور آپکے خاتم المحدثین کا دعوی تحریف محض خلاف ثابت ہوا
الحمد للہ علی ذلک اور جب ثابت ہوا کہ لفظ ابوبکر کتب شیعہ مین نہین ہے تو ان
توجیہات کو شیعونکو ضرورت نہین **اقول** جناب میر صاحب یہہ آپکی اور آپکے
علامہ کستوری کی فاحش غلطی ہے۔ کیونکہ یہہ کہنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست اس سے
کیا مراد ہے اگر یہہ مراد ہے کہ کتب شیعہ مین بطور بیان مراد کی لفظ ابوبکر نہین تو صریح کذب ہے
کیونکہ علامہ ابن میثم نے جب لکھا ہے تو اونکا اپنی شرح مین لکھنا صریح اسکا مکذب ہے کیونکہ
وہ عالم شیعی امامی اثنا عشری ہے اور علامہ کستوری کی جہل یا تجاہل کا اسقدر ہمکو افسوس
نہین ہے کہ اسمین احتمال ہے علامہ نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہوگی مگر تعجب تو یہہ ہے
کہ ہمارے فاضل مجیب باوجودیکہ معلوم کرچکے کہ شروح ابن میثم کبیر وصغیر مین یہہ لفظ موجود ہے

پھر فرماتے ہین کہ علامہ کنتوری کا لکھنا کہ در کتب شیعہ لفظ ابوبکر نیست صحیح اور درست ہی اور کمال دین و دیانت و حیا و شرم سے کام لیتے ہین - اور اگر لفظ کتب سے روایات مراد ہے یا بمعنی کہ اس کلام جناب امیر کی مرویات مین کہین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر مروی نہین ہے چنانچہ اس احتمال کے ثبوت پر عبارت سابقہ علامہ کنتوری کے دلالت کرتے ہی احتیاج این توجیہات شیعہ را وقتی مے افتاد کہ در کتب شیعہ بجای لفظ فلان لفظ ابوبکر موجود می بود اس جملہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس روایت مین لفظ فلان کی جگہ لفظ ابوبکر کے موجود ہونے کا انکار ہے تو یہہ اوس سے بھی زیادہ پوچ اور خرافات ہی کیونکہ یہہ کہنا کہ ہمکو ان توجیہات کی ضرورت جب ہوتی کہ ہماری روایات مین جو اس کلام جناب امیر کی نقل کے متعلق ہین بجای لفظ فلان کے لفظ ابوبکر ہوتا اور جب لفظ ابوبکر ہماری روایات مین نہین ہے تو ہمکو ان توجیہات کی کچھہ ضرورت نہین سراسر غلط ہے جسکو تھوڑی سی بھی فہم ہوگی وہ اس فاحش غلطی کو معلوم کر سکتا ہی اسلیے کہ اگر بالفرض علماء شیعہ مین سے کوئی شخص نہ لکھے نہ بطور مراد کے اور نہ بطور روایت کے کہ لفظ فلان سے ابوبکر مراد ہین یا کسی روایت مین بجای فلان کے ابوبکر مراد ہے اور جسقدر اوصاف مذکور ہوئی من دہ ہیئت مجموعی سوای شیخین رضی اللہ عنہم کے کسی پر صادق نہین آتی اور نہ بروی عقل سلیم کوئی شخص سوای ابوبکر و عمر کے ممدوح اس مدح کا ہو سکتا ہے تو اس صورت مین اگرچہ کسی نے لفظ ابوبکر زبان سے نہ نکالا ہو تاہم توجیہات کے وجوب سے آپ بری الذمہ نہین ہو سکتے اور شیعہ پر واجب ہی کہ اس الزام کو جو اس عبارت سے ناشی ہو توجیہات کر کے مذہب کے رخنہ کو بند کرین چہ جائیکہ علماء نے تصریح فرمائی ہو کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہے یا عمر تو جب اکابر علماء شیعہ نے تصریح کر دی کہ موصوف ان اوصاف کے حضرت ابوبکر ہین یا عمر اور وہ اوصاف مساوق و مستلزم حقیقۃ خلافت موصوف کو ہین تو آپ ہی فرمائیے کہ کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ شیعہ کو اس کلام کی توجیہات کے حاجت نہین اگرچہ علماء نے تعیین مبہم فرمائی ہو اور احتیاج اوسی وقت ہے کہ جب روایت مین لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان کے موجود ہو فاذا لم یکن کذالک بقی عنادہ

افسوس کہ آپکو اور آپکے علامہ کنتوری صاحب کو یہہ بھی خبر نہین کہ شیعہ کو اس کلام کی توجیہات کی جب اوسوقت بھی ضرورت ہے جبکہ کسی طور پر بھی کتب شیعہ مین لفظ ابوبکر موجود نہو تو اوسوقت احتیاج توجیہات بالاولی ہوگی جبکہ اکابر علماء شیعہ مین سے کسی نے بھی تصریح کردی ہوگی کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہین یا عمر پس بہرتقدیر علامہ کنتوری کے یہہ تحریر غلط ہی پھر اوسپر جناب کا اوسکی تصحیح و تائید کرنا اور بھی بیجا۔ کاش آپ ذرا بھی فہم و انصاف سے کام لیتے قال الفاضل المجیب۔ قولہ۔ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین کہ یہہ جواب علامہ کنتوری کا غلط ہے اور جو اونہون نے نسبت خاتم المحدثین کے فرمایا ہے (کہ این ادعا کذب محض ست) وہی ہم علامہ مجیب کی نسبت کہتے ہین۔ کہ این جواب کذب محض ست۔ اقول۔ صاحب آیات بینات مین یہہ لیاقت کہان کہ علماء کے کلام کا جواب لکھہ سکین وہ بیچاری تو عبارت فارسی سمجھنے سے بھی قاصر ہین۔ ہان اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین وغیرہ کی کتابین دیکھین اور بدون اسکے کہ اپنے عقل و علم سے کام لین یا اپنے شکوک و اوہام علماء کرام یا اونکی کلام سے رفع کرین سنی ہوگئی اور چونکہ توفیق ایزدی اونسے پہلے ہی سلب ہوچکی تھی۔ اب سنی ہی نہی سید احمد خانصاحب کے مقلد سے نیچری ہوگئی اور انکی حق مین ازین سوراندہ و ازآنسو ماندہ مثل صادق ہوگئی ایسے مذبذب متلون مزاج کے بات کا کیا ٹھکانا یہہ جو کچھہ آیات بینات مین لکھا ہے سب تحفہ و ازالۃ العین وغیرہ کا ترجمہ کیا ہے ورنہ اونکی لیاقت کہان قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی نقل عبارت مین یقین ہے کہ آپ پر بھی ظاہر ہوگئی ہوگی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ حضرت میر صاحب سید مہدی علی سلمہ کی نسبت جسقدر آپ برائی فرمائین وہ سب اوس قبیل سے ہی ہیگا کہ یہود نے عبداللہ بن سلام کے نسبت بعد اونکے اسلام لانے کے بطور ہجو کے کہا تھا کہ شر نا ابن شر نا تو یہہ آپکا سید مہدی علی صاحب سلمہ کی نسبت بلاکرنا نہ کچھہ قابل اعتبار ہے اور نہ محل شکایت اگر اسوقت جو آپکے علماء عصر ہین توفیق خداوندی اونکی رہبر ہو اور عار کو ننگ و ننگ کو عار اختیار کرین

اور اہل حق کے گروہ مین داخل ہو جاوین تو آپ اونکی نسبت بہی ایسا ہی فرماوینگے بلکہ اگر توفیق موفق حقیقی آپکی رہبری و دستگیری فرماوی اور آپ کو بانکشاف حق و طرسی نکالکر سیاحل نجات و فلاح پر پونہچا دی اور آپ سُنی ہو جاوین تو اور شیعہ آپ کی نسبت بہی بعینہ وہی فرماینگے کہ جو آپ سید مہدی صاحب کی نسبت فرما رہے ہین بلکہ مع شی زائد - رہا اونکی لیاقت و استعداد علمی اور فہم سو مین بحلف کہہ سکتا ہون کہ آپ کے نسبت تو بہت زیادہ ہے اور سلامتی فہم تو یقیناً آپکے کنتوری اور شوستری وغیرہ سب سے زیادہ ہی تعجب یہہ ہے کہ اول آپ فرماتے ہین کہ وہ بیچارے تو فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین - اور پہر آپ ہی تحریر فرماتے ہین کہ اہلسنت کی صحبت مین رہکر آپکے خاتم المتکلمین کے کتابین دیکہی - جب اونکا یہہ حال ہے کہ فارسی عبارت سمجہنے سے بہی قاصر ہین تو خاتم المتکلمین کے کتابین جنکی فارسی بہی فارسی سلیس نہین - بلکہ کسیقدر دقیق ہے کیونکر دیکہہ سکتے ہین اور اگر اہلسنت کے فیض صحبت سے اونہون نے یہہ ملکہ حاصل کر لیا ہے تو پہر یہہ الزام بیجا ہے اول سے کوئی اُمّی ہوتا ہے پہر اہل علم سے کسب علوم کیا کرتا ہی تو اگر اونہون نے اہلسنت کی صحبت مین رہکر ملکہ حاصل کیا ہو تو کیا محل طعن ہے - اور ہم سابق مین بجواب عبارت قاضی صاحب واضح طور پر بیان کر آئی ہین کہ عبارت فہمی کی لیاقت آپکو زیادہ ہے یا اونکو اوس سے واضح ہی کہ سخن فہمی کا سلیقہ جناب کو تفا ہی نہین - اور یہہ جو لکہا کہ آیات بینات مین جو کچہہ لکہا ہے سب تحفہ اور ازالۃ الغین وغیرہ کا ترجمہ ہے سو یہہ کچہہ نئی بات نہین ہمیشہ آپ اور آپکے اسلاف یہہ ہی لاطائل دعوی فرماتے رہے چنانچہ تحفہ کی نسبت فرماتے ہین کہ صواعق کا ترجمہ ہے کوئی صاحب فرماتے ہین کہ صواعق سے مسروق ہے اگر ہم بہی ایسی ہی خرافات زبان سے نکالین تو کہہ سکتے ہین کہ تالیفات کنتوری و جائسی شوستری و مجلسی کے کتابونکا ترجمہ ہی اگر اخذ مضامین کو تالیفات مین سرقہ کہا جائے یا ترجمہ قرار دیا جاوی تو متاخرین کے تمام کتابین متقدمین کے کتابونکا ترجمہ ہونگی خود آپکی یہہ تحریر جسکا مین جواب لکہہ رہا ہون ترجمہ وغیرہ کا

ترجمہ ہوگا دلم بقبل راحہ لیکن جب نہ خدا کا خوف ہو نہ اہل علم سے کچھ حیا و شرم ہو پھر جو قول چاہی فرمائین ۔ اور شکوک و اوہام کو علماء کرام سے رفع کرینگے نسبت جو ارقام فرمایا تھا ۔ نہایت تعجب ہے آپکے علماء کرام تو خود ہی اپنے اصول مذہب مین مبتلا اور اوہام مین نہین بلکہ یقینًا باطل سمجھتے ہین اور بجز اعتراف کے چارہ نہین دیکھتے ولکن اختاروا النار علی العار اور یہہ جو کچھہ مین نے عرض کیا ہے حاشا کہ تمسخر اور ہزل کے طور پر ہو جو کچھہ عرض کیا ہی واقعی ہے اگر اسمین کچھہ شک و شبہ ہو تو سنی کہ اسی خطبہ کے بابت آپکے نقیب ابو جعفر اوستاد فاضل مدائنی پانگل اور دست در بغل ہین چنانچہ خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین لکھا ہے ودین مقام اہل حق را بشارتہا دیگر ست ۔ ہر حرفی از آن قصر میکند کہ نقیب ابو جعفر اوستاد فاضل مدائنی کہ در کلام و فلسفت ید طولی دارد و در اثبات مثالب خلفاء راشدین چہ سعی و کوشش بجائے آرد و درین مقام علم بر آستان انداختہ و نقلہ برشتہ فواختہ زیرا کہ مدائنی در شرح خود بعد از عبارتیکہ مستوری بر آن و درین قول مکتفی شدہ میگوید کہ نقیب گفتہ کہ تعریض بحاضر وقتی درست میشود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود و ہیچ شکی و تردد ی پیرامون آن نگردد و چون جناب امیر باین اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالاتر از آن بنا شد نقیب سر گریبان فرو برد و بعد از تامل گفت کہ راست میگوئی سہ انتہی کستوری چون این مطلب را باعث رسوائی مذہب خود دانستہ بذکر آن نپرداختہ انتہی بلفظہ الشریف عاقل پیری گذارش کے تصدیق فاضل مدائنی کی کلام سے بخوبی کر سکتا ہے اور معلوم کر سکتا ہے کہ اصول تشیع پر جب اصول مذہب ہی بکلیہ اعتراضات رفع نہین ہو سکتے تو بیچارہ علما کیا کر سکتے ہین آخر فاضل مدائنی کے شبہ کا جواب انکے اوستاد سے بجز تسلیم کے کچھہ بن آیا اگر توفیق خداوندی دونو اوستاد و تلمیذ کے دہبر ہوتے تو ذرا آگے بھی فکر فرماتے کہ جب یہہ بات مسلم ہے کہ جناب امیر نے یہہ تعریف فرمائی اور اس تعریف سے بالاتر کوئی تعریف نہین ہو سکتی کیونکہ مساوق و مثبت خلافت ائمہ ممدوح کو ہے تو پھر کیون ہم سے

لوگونکو برخلاف ارشاد جناب امیر کے بدتر از کفار اعتقاد کرین اور کیون راہ مستقیم کو نہ پہچانین اور کس واسطے بادیہ ضلالت مین پریشان پھرین لیکن توفیق دستگیر نہوئی اور آگے نسوچا ہے ۔ کذالک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمون ۔

اور جو کچھ آپنے سید مہدی کے علی سکہ تجربیت کی بابت لکھا اول تو اسکا آپ ثبوت دیجے ہماری نزدیک اسکا کچھ ثبوت نہین اور یہہ محض دعوے بے اصل ہے دوسری یہہ کہ سید احمد خانصاحب کے دو اصول ہین اول متعلق دنیا کے جو اونکی اصلی غرض ہے ۔ دوسرے متعلق دین و اعتقادات کے ۔ جو اصل کہ اونکی متعلق دنیا کے ہے وہ تو یہہ ہے کہ اس زمانہ مین اہل اسلام باعتبار مال و دولت اور دنیاوی عزت و حرمت کے دوسرے قومونسے نہایت گری ہوئی اور پستی کے حالت مین ہین جو ہر مسلمان کے نزدیک قابل افسوس ہے اور دنیاوی عزت و حرمت کا حصول بدون اسکے ممکن نہین کہ یا مال و دولت ہو یا مناصب جلیلہ پر فائز ہو اور نہایت بدیہی ہے کہ مناصب جلیلہ کا حصول قطعاً علوم دنیاوی کے حصول پر اسوقت مین باسباب ظاہر موقوف ہے اور حصول مال بھی یا حرمت و صناعت سے ہی یا تجارت و زراعت سے اور اونکی تحصیل بھی بدون تحصیل علوم دنیاویہ پر موقوف ہوتی ہے تو اسلیے سید احمد خانصاحب کے رای مین نہایت جوش و خروش کے ساتھہ مسلمانونکی بہبودی کے لیے یہہ قرار پایا کہ علوم دنیاویہ کو ترقی دیجاوے چنانچہ اسی بنا پر اونہون نے مدرسۃ العلوم کھولا اور اسمین اونہون نے وہ تعلیم جو آجکل دنیاوی حیثیت سے اعلی درجہ کی تعلیم سمجھی جاتی ہے جاری کی اور اسیطرح سول سروس کے محرک سلسلہ ہوئی اور سید احمد خانصاحب کے اس رای کی ہزارہا مسلمان جو اہل اسلام کی دنیاوی ترقی کے جوش کی آگ اونکی دلونمین مشتعل تھی ممد و معاون ہوگئی اور اونکی گروہ مین داخل ہوگئی ۔ اب ہم اس امر سے قطع نظر کرکے کہ بحیثیت دین کے تحصیل دنیا مین اسقدر کوشش و انہماک کرنا اور دنیا کو دین سے زیادہ مہتم بالشان سمجھنا اور تحصیل دنیا کو تحصیل دین پر مقدم کرنا بجا ہے یا بیجا دیکھتے ہین تو کوئی

شخص اسوقت اس امر مین مخالف نظر نہین آتا کہ وہ بنظر اسباب ظاہری ان وسائل کو
دنیاوی ترقی مسلمانون کا عمدہ ذریعہ نہ خیال کرتا ہوگا یہہ ہی وجہ ہے کہ صدہا اہل اسلام
جو دنیاوی ترقی کے خواہان تھے اونکی حامی ہوگئی اور ہزارہا روپیہ فراہم ہوگیا لیکن اس سے
نہ وہ کافر ہوئی اور نہ ملحد اور اگر آپکے نزدیک دنیا کی تحصیل کے اسباب مین کوشش کرنا
باعث کفر ہو تو آپنے انگریزی ملازمت اختیار کر رکھی ہے جو تحصیل دنیا کا ایک ذریعہ
ہی اور علاوہ اسکی ہزارہا خواص و عوام شیعہ اس مین مبتلا ہین اور بہت سے سید احمد خانصاحب
کی ہی حوادین مین داخل ہونگی مین یقین کرتا ہون کہ آپ اونکو اس درجہ ہرگز دائرہ اسلام سے
خارج نہ سمجھتے ہونگی - اور اونکی دوسری اصل جو متعلق دین و اعتقادات کی ہے اونکی
نسبت جسقدر ہمنے خبرین سنی اور اونکی اعتقادات کی نسبت تحریرات لوگونکی دیکھے
کہ سید احمد خانصاحب ضروریات دین کے منکر ہین اگر یہہ صحیح ہین تو بیشک یہہ مخالف
اصول اسلام ہے لیکن ہم یقین کرتے ہین کہ جسقدر لوگ سید احمد خانصاحب کے معتقد اور
اونسے گرویدہ ہوتے ہین اکثر اونکی دنیاوی اصل کے وجہ سے ہوتی ہین اور ہرگز اعتقادات
مین اونکے پیرو نہین ہوتی - لیکن عرف مین عام طور پر بلا امتیاز و تفرقہ کے ہر کسیکو
جو مدرسہ العلوم کا حامی ہو گو وہ اعتقادات مین تابع سید احمد خانصاحب کے ہو یا نہو سبکو
نیچری ہی کہدیتے ہین تو کیا بعید ہے کہ مہدی علی صاحب سلمہ بھی صرف اصل اول
دنیاوی کیوجہ سے اونکے معاون ہون اور اونکے اعتقادات کے تابع نہون - اگر آپ کو اس امر کا
یقین ہے کہ سید مہدی علیصاحب کے اعتقادات بھی سید احمد خانصاحب جیسی
ہوگئی ہین - تو آپ کسی دلیل سے ثابت کیجے - قطع نظر اس سے ہمنے مانا کہ وہ اعتقادات
مین بھی سید احمد خانصاحب کے تابع ہوگئی - اور قطعی طور پر وہ نیچری ہوگئی تو یہہ کتاب
آیات بینات تو اونہون نے نیچری ہونے سے پیشتر تالیف فرمائی تھی یہہ کیون بلحاظ الاعتبار
ہوگئی - اور اگر بالفرض نیچری ہونے کے بعد ہی لکھتے تو بھی جب اونہون نے اہل حق کے

تزویک حق لکہا ہے تو اونکی تلون مزاجی اور تدبذب سے امر حق کیون بے ٹہکانہ ہوگیا
یہہ حضرت کی مناظرہ دانی اور خوش فہمی ہی نہین بلکہ جواب دینے سے اغماض و گریز ہے
قولہ ہان آپکے خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین یہہ لکہا ہے اسکا جواب گذارش ہوتا ہے
اس قول کے جواب مین صرف یہہ ہی کہہ سکتے ہین کہ جو آیات بینات والے نے حضرت علامہ علیہ الرحمۃ
کی نسبت لکہا ہے وہ اونکی ہی نسبت درست ہے **اقول** ۔ بیت تو کاری زمین را
نکو ساختی ۔ کہ با آسمان نیز پرداختی ۔ حضرت کا ادعائی علم یہانتک پونہچا کہ سید مہدی
علی کے جواب سے آپکو استکاف ہوا اور خاتم المتکلمین کی تحریر کی حیثیت سے آپ جواب دہی پر
کمر باندہین چہ خوش استعداد کا وہ حال اور دعوی یہہ کچہہ خیر بہت اچہا جواب دیکہ کسیکی نام سے دیجئے
معلوم ہوجائیگا ۔ کہ آپکے حضرت علامہ سچے ہین یا ہماری سید مہدی علی سلمہ **قال**
الفاضل المجیب ۔ قولہ ۔ اور ثبوت اسکا یہہ ہے کہ کمال الدین ابن میثم بحرانی نے شرح
نہج البلاغت مین لکہا ہے ان ارادتہ لا یلبث بکرا اشبہ من ارادتہ عمر الخ ۔ اقول ۔
آپکے خاتم المتکلمین و صاحب آیات بینات کی خوش فہمی پر کمال تعجب ہے کہ جو عبارت مصدقہ مقبول
جناب مفتی صاحب اعلاہ اللہ مقامہ کی ہے اوسکو مکذب اونکی قول کا ٹہراتے ہین یہہ عبارت
تو نہایت صاف اور صریح اس بات مین ہے کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے لیکن ارادہ لفظ فلان
سے کس کو کیا ہے آیا ابو بکر مراد ہے یا عمر مراد ہے جیسا کہ ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے یا کوئی شخص
دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا مین قطب راوندی علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے ۔ پس غرض فاضل ابن میثم
علیہ الرحمۃ کے اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے اولا تسلیم کہ ابو بکر و عمر مراد ہی
اور ثانیا علے التنزل اگر ابو بکر یا عمر مراد ہے تو ابو بکر مراد لینا بہتر ہے عمر کے مراد لینے سے
اور وجہ اسکی بیان کی ہے پس یہہ الزام ابن ابی الحدید کے رد کیلیے ہی نہ یہہ کہ واقعی شارح
اس قول کے قائل ہین ۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ای
اہل انصاف و دانش خدارا ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کو دیکہو اور اس بحث کو ذرا توجہ

ہو کر سنو۔ سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ابن میثم کی شرح کبیر و صغیر سے پوری عبارتیں نقل کر دوں اور بعد اسکی گذارش کروں کہ فاضل مجیب نے اسکی موافق فرمایا ہے یا مخالف اور اہل عقل خود ہی سمجھ لینگے علامہ ابن میثم اس خطبہ کی شرح کے متعلق اپنی شرح کبیر میں فرماتے ہیں جو مطبوعہ ایران ہے۔ اقول الاود العوج والعمد مرض وھو الشداخ داخل سنام البعیر من الحمل ونحوہ مع صحۃ ظاھرہ وقولہ للہ بلاد فلان لفظ یقال فی معرض المدح کقولھم للہ درہ وللہ ابوہ واصل ان العرب اذا اراد مدح شئی وتعظیمہ نسبوہ الی اللہ تعالی بھذا اللفظ وروی للہ بلاء فلان ھی عملہ الحسن فی سبیل اللہ۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر وعن القطب الراوندی انہ انما اراد بعض اصحابہ فی زمن رسول اللہ ممن مات قبل وقوع الفتن وانتشارھا وقال ابن ابی الحدید ان ظاھر الاوصاف المذکورۃ فی الکلام یدل علی انہ اراد بذلک الخلافۃ قبل لقولہ قوم الاود واوی العمد ولم یرد عثمان لوقوعہ فی الفتنۃ وتشعبھا بسببہ ولا ابا بکر لقصر مدۃ خلافتہ وبعد عھدہ عن الفتن فکان الاظہر انہ اراد عمر واقول ارادتہ لابی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر لما ذکرہ فی خلافۃ عمر وذھابہ فی خطبتھا المعروف بالشقشقیۃ کما سبقت الاشارۃ الیہ وقد وصفہ بامور احدھا

---

[1] یہ کہتا ہوں اود کجی ہے اور عمد اونٹ کی کوہان کے اندر ایک بیماری ہوتی ہے جو بوجھ وغیرہ سے پیدا ہو جاتی ہے ہمارے ذہن صحیح مندرست معلوم ہوتا ہے جسکو شداخ کہتے ہیں اور قولہ للہ بلاد فلان یہ لفظ مدح کے وقت میں بولا جاتا ہے جیسا بولتے ہیں للہ درہ اور للہ ابوہ اور اسکی اصل یہ ہے کہ عرب جب کسی شئی کے تعریف اور تعظیم کا ارادہ کرتے ہیں تو اسکو خدا کیطرف اس لفظ کے ساتھ نسبت کرتے ہیں اور بعض روایت میں للہ بلاء فلان کہا ہے اور بلاء اسکی ممدوح کے نیک کام خدا کے راہ میں مراد ہیں منقول یہ ہے کہ لفظ فلان سے عمر مراد ہیں اور قطب راوندی سے منقول ہے کہ لفظ فلان کہ حضرت نے اپنی بعض اصحاب کو مراد کیا ہے رسول اللہ کے زمانہ میں جو مسلمانوں کے واقع ہونے اور پھیلنے سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ اور ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ جو اوصاف کلام میں ذکر کئے ہیں سب پر دلالت کرتے ہیں کہ مراد ایسا شخص ہے جو حضرت سے پہلے امر خلافت کا متولی ہوا بسبب اسکے کہ قول قومٌ اود اور اوی العمد کے اور عثمان کا تو اسکی فتنہ میں پڑنے اور اوسکے باعث سے فتنہ پھیلنے کے سبب الاوہ نہیں کیا اور ابوبکر کو بھی اوسکی مدت خلافت کم ہونے اور فتنوں کے اوسکی عہد خلافت سے بہت دور ہونے کے سبب الاوہ نہیں کیا تو بہت ظاہر ہے کہ عمر کو مراد کہا ہے میں کہتا ہوں حضرت کا ابوبکر کو مراد رکھنا بہت عمر کے ارادہ سے زیادہ مناسب ہے بسبب ان امور کے جنکا واقع ہونا عمر کے خلافت میں رغبت کرنا خلافت کا انکے سبب سے اپنی ذات

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ علامہ ابن میثم نے اس خطبہ کی شرح کبیر و صغیر میں ابوبکر ہی مراد لیا ہے

تقویمه للاود وهو کنایة عن تقویمه لاعوجاج الخلق عن سبیل الله الی الاستقامة
فیها الثانی مداواة للعمد واستعار لفظ العمد للامراض النفسانیة باعتبار استلزامها
للاذی کالعمد ووصف المداواة لمعالجة تلک الامراض بالمواعظة البالغة والزواجر
القارعة القولیة والفعلیة الثالث اقامته السنة ولزومها الرابع تخلیفه للفتنة ای موته قبلها
ووجه کون ذلک حالة هو اعتبار عدم وقوعها بسببها وفی زمنه لحسن تدبیره الخامس
ذهابه بقی الثوب واستعار لفظ الثوب لعرضه وبقاه لسلامته عن دنس المذام السادس
قلة عیوبه السابع اصابة خیرها وسبق شرها والضمیر فی الموضعین لیشبان یرجع الی المعهود
مما هو فیه من الخلافة ای اصاب ما فیها من الخیر المطلوب وهو العدل واقامة دین الله
الذی یرتکبون الثواب الجزیل فی الاخرة والشرف الجلیل فی الدنیا وسبق شرها ای مات
قبل وقوع الفتنة فیها وسفک الدماء لاجلها الثامن ادائه الی الله طاعته التاسع تقاؤه
ایجفة ای ادی حقه خوفا من عقوبته العاشر رحیله الی الاخرة تارکا الناس بعد فی طرق
متشعبة من الجهالات لا یهتدی فیها من ضل عن سبیل الله ولا یستیقن المهتدی
فی سبیل الله انه علی سبیل لاختلاف طرق الضلال وکثرة المخالف الیها والوارد فی

اور بالتحقیق اوسکا چند امور کے ساتھ وصف فرمایا ہے (۱) اوسکا کجی کو سیدھا کرنا اور یہہ اوسکی مخلوق کی کجی کو سیدھا کرکے اوسکو استقامت اور راستی کی طرف پھیرنے سے کنایہ ہے (۲) اوسکا بیماری کا علاج کرنا اور لفظ عمد کو چونکہ وہ مثل عمد کے تکلیف کو مستلزم ہے نفسانی امراض کیلیے استعارہ کیا اور بسبب معالجہ کرنے ان امراض کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ اور فعلیہ کے ساتھہ انکے کو بیان کیا (۳) اوسکا سنت کو قائم کرنا اور اوسکو لازم پکڑنا (۴) اوسکا فتنہ کو پیچھے چھوڑنا یعنے اوس سے پہلے مرنا اور اس امر کے اوسکے لیے مع ہونے کی وجہ وہ فتنوں کا نہ واقع ہونے کے سبب سے ہو بسبب اوسکے زمانہ میں بسبب اوسکے حسن تدبیر کے (۵) اوسکا پاک واس جانا لفظ ثوب کو اوسکی آبرو کے لیے اور اوسکی پاک صاف ہونے کو فتنوں کی میل کچیل سے سلامتی کے لیے استعارہ کیا (۶) اوسکا کم عیب ہونا (۷) اوسکا خلافت کی بھلائے کو پانا اور اوسکی برائی سے گذر جانا اور ضمیر دو نو جگہ مشابہ بحق یہہ ہے کہ خلافت کیطرف جو معہود ہی راجع ہے یعنے جو کچھہ خلافت میں خیر مطلوب ہے اوسکو پایا اور وہ انصاف اور اللہ کے دین کا قائم کرنا ہے جسکے سبب آخرت میں ثواب عظیم اور دنیا میں تبرک بزرگی حاصل ہوتی ہے اور خلافت کے برائی سے گذر گیا یعنی خلافت میں فتنہ کے واقع ہونے اور اوسکے سبب خونریزی سے پیشتر وفات پاگیا (۸) اوسکا اللہ کی بندگی کو ادا کرنا (۹) اوسکا تقوی کرنا اللہ سے اوسکے حق کے ساتھہ (۱۰) اوسکا لوگونکو جہالات کی پیچ در پیچ رستونمیں چھوڑ کر آخرت کیطرف کوچ کرنا جنمیں جو شخص کہ اللہ کے رستہ سے گمراہ ہوا ہے نہ پاسکے اور خدا کے رستہ کا راہ یاب یقین کرسکے کہ وہ خدا کے رستہ پر ہے گمراہی کے استقوں کی اختلاف اور آدمی مستقل کی طرف

قوله وترکهم للحال واعلم ان الشیعه قد اوردوا ههنا سوالا فقالوا ان هذه المدائح
التی ذکرها علیه السلام فی حق احد الرجلین تنافی ما اجمعنا علیه من تخطئتهم واخذهما
منصب الخلافة فاما ان لا یکون الکلام من کلامه علیه السلام او ان یکون
اجماعنا خطا ثم اجابوا من وجهین احدهما لا نسلم الثانی فی المذکور فانه جاز ان یکون
ذلک المدح منه علیه السلام علی وجه استصلاح من یعتقد صحة خلافة الشیخین
واستجلاب قلوبهم بمثل هذا الکلام - الثانی انه جاز ان یکون مدحه ذلک لاحدهما
فی معرض توبیخ عثمان بوقوع الفتنة فی خلافته واضطراب الامر علیه واستئثاره
بیت مال المسلمین هو وبنوابیه حتی کان ذلک سببا لثوران المسلمین من الامصار
الیه وقتلهم ومنیه علی ذلک بقوله وخلف الفتنة وذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب
خیرها وسبق شرها وقوله وترکهم فی طرق متشعبة اه فان مفهوم ذلک ان الوالی بعد
هذا الموصوف قد اتصف باضداد هذه الصفات والله اعلم - انتہی بلفظہ یہہ تو حضرت
ابن میثم نے اپنی شرح کبیر مین تحریر فرمایا ہے اب شرح مختصر کی عبارت بھی سن لیجے قوله
یقال لله بلاء فلان کما یقال لله دره ولله ابوه وهی کلمة مدح قیل اراد به مدح عمر

قول وترکہم مین حالیہ ہے - اور جان کر شیعہ نے اسجگہ سوال وارد کیا ہے کہتے ہین کہ یہہ مدح جو حضرت علیہ السلام نے دو شخصون
(ابوبکر و عمر) کے لئے مین فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہمنے اونکو خطا کیطرف نسبت کرکے اور منصب خلافت کے لیجانے مین
اجماع کیا ہے تو یا تو یہہ کلام حضرت علیہ السلام کے کلام نہین یا یہہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے پہلا اوسکا اونہون نے دو طرح پر جواب دیا ہے
ایک تو یہہ کہ ہم مخالفت مذکورہ تسلیم نہین کرتے کیونکہ جائز ہے کہ یہہ مدح حضرت علیہ السلام سے اس قسمکے کلام کے ساتھ متعلق ہو
صحت خلافت شیخین کے صلح جوئی اور اونکو دلونکی کھینچنے کے طور پر صادر ہوئی ہو - دوسرا جواب یہہ ہے کہ اوسکی یہہ توصیف ایک
اون دونونکی نسبت عثمان کے توبیخ کے مقام مین ہو بسبب واقع ہونے فتنونکی اوسکی خلافت مین اور مضطرب ہونے امر کے اوسپر
اور بسبب لینے اوسکی اور اوسکی باپ کے اولاد کے بیت المال کو یہانتک کہ یہہ اوسکی طرف شہر شہر سے مسلمانونکی برانگیختگی

اور اوسکی قتل کا سبب ہوا اور اسپر متنبہ کیا اپنے اس قول وخلف الفتنة وذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها
وسبق شرها - اور اس قول وترکہم فی طرق متشعبة الخ - باتحقیق اسکا مفہوم مخالف یہہ ہے کہ اس موصوف کے بعد
جو خلیفہ ہے وہ ان صفات کے اضداد کے ساتھ متصف ہے واللہ اعلم - ۱۲ ۲ مین کہتا ہون بولتے ہین
لله بلاء فلان جسطرح کہتے ہین لله دره اور لله ابوه اور یہہ مدح کا کلمہ ہے کہا گیا ہے کہ حضرت نے اوس سے عمر کے
مدح کا ارادہ کیا ہے ۱۲

وقیل بعض الصحابۃ ممن جاھد فی دین اللہ والاود الاعوجاج والعمد مرض یاخذ الابل
فی اسنمتھا وھو مستعار لامراض القلوب ومداواتھا بالزواجر القولیۃ والفعلیۃ ونفاثوبہ
کنایۃ عن ظھایۃ من المطاعن والضمیر فی خیرھا وشرھا للخلافۃ وان لم یجر ذکرھا لکونھا
معھودۃ او لتقدم ذکرھا والطرق المشعبۃ طرق الفتنۃ انتھی بلفظہ اب ہم بعد نقل عبارات
علامہ ابن میثم بجز اسنے اہل انصاف سے امید کرتے ہین کہ خدا کے لیے تھوڑی سی تکلیف گوارا فرماکر
تحفہ اثنا عشریہ کے اوس مقام کو جو اس خطبہ کے متعلق ہے جسکی یہہ عبارت مذکورہ شرح ہی ملاحظہ
فرماوین اور بعد اوسکے اوسکا جواب جو کچھہ علامہ کنتوری نے تحریر فرمایا ہے بغور دیکھین اور فرمائین
کہ علامہ موصوف کا جواب صحیح ہے یا غلط - اسکا بیان مفصل تو مقتضی تطویل کو ہی مگر ہم مختصراً
واسطے رفع انتظار سا معین کے اسکو لکھتے ہین تاکہ علامہ کنتوری کا پایہ علم وتدین اور حضرت مجیب کا
مبلغ فہم وانصاف واضح ہوجاوی مگر مناسب معلوم ہوتا ہی اول خلاصہ مطالب اس خطبہ کا
نہایت اختصار کیساتھ بیان کردن - پس واضح ہو کہ ابن میثم کی اس شرح سے چند امور حاصل
ہوتی - (۱) تعیین مبہم لفظ فلان ہین چند اقوال نقل کیے - اول سب سے یہہ لکھا کہ منقول
یہہ ہے کہ لفظ فلان سے مراد عمر ہے اور ظاہر یہہ ہے کہ جب مطلق منقول ہونا بیان کیا ہے
تو یہہ مراد یا تو منقول اصل مصنف شریف رضی جامع نہج البلاغت سے ہے - چنانچہ علامہ کنتوری
نے مفتاح الکنوز الخفیہ سے جو حاشیہ منیہ تحفہ اثنا عشریہ کا شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل کیا ہے
کہ شارح ابن ابی الحدید کہتا ہے کہ فخار کہتا تھا کہ مین نے اوس نسخہ مین جو بخط رضی تھا - لفظ
فلان کے نیچے عمر لکھا ہوا دیکھا - علامہ کنتوری کی عبارت یہہ ہے - ونیز این قول او
منقول ست بانچہ خود در حاشیہ آن از شرح ابن ابی الحدید کہ از جملہ قائلین بخلافت شیخین

ف۱ اور کہا گیا ہے کہ بعض صحابہ کو جنہون نے اللہ کے دین مین جہاد کیا تھا ارادہ کیا ہے اور آہ دکھی ہے اور عمد بیماری ہے
جو اونٹونکی کوہانون مین پیدا ہوجاتے ہی اور دلونکی بیماریونکے لیے مستعار ہی اور اونکا علاج قولی اور فعلی زواجر کے ساتھ ہی
اور کپڑی کی صفاتی ستہرائی اور اسکی مطاعن سے پاکدامنی سے کنایہ ہے اور ضمیر خیرہا وشرہا مین خلافت کیطرف ہی اگرچہ
اوسکا ذکر نہین آیا بسبب اوسکی معین ہونے یا اوسکے ذکر کے مقدم ہونے کے اور پراگندہ رستہ فتنونکی رستہ ہین - ۱۲ -

ثلثہ ست نقل کردہ وہذہ عبارتہ وفلان المکنی عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ و
قد وجدت النسخۃ التی بخط الرضی ابی الحسن جامع نہج البلاغت وتحت
فلان عمر حدثنی بذلک فخار بن معد الموسوی الادیب الشاعر وسالت
عنہ النقیب یا جعفر یحیی بن ابی زید العلوی فقال ہو عمر فقلت للاثنی
علیہ امیر المومنین ہذا الثناء فقال نعم واین قول ابن ابی الحدید کہ متضمن آنست کہ فخار
بن معد موسوی باو روایت کردہ کہ در نسخہ نہج البلاغت کہ بخط سید رضی بود تحت لفظ فلان لفظ عمر بود
اگرچہ قول ناصبی را کہ متضمن بودن لفظ ابی بکر ست نقض میکند لیکن تصحیح میکند مذہب او را کہ مدح
عمر باشد - انتہی بقدر الحاجۃ - تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابن ہیثم نے جو مطلق منقول ہونا لفظ فلان
سے عمر لکھا ہے تو شاید منقول اصل مصنف سے مراد ہے یا یہ کہ یہ منقول علماء مذہب سے - یا منقول ائمہ
سے ہے بہر کیف کسی سے منقول ہو - علامہ کے نزدیک یہ نقل قابل اعتماد و وثوق ہے - دوسرا
قول قطب راوندی کا نقل کیا اور فرمایا کہ منقول قطب راوندی سے یہ ہے کہ مراد لفظ فلان سے
بعض اصحاب ہیں جو حضرت کے زمانہ میں وقوع فتن سے پہلے وفات پا گئے - اور یہ
قول شارح ابن ہیثم کے نزدیک قابل اعتماد نہیں چنانچہ ہم اسکو ثابت کرینگے تیسرا قول ابن
ابی الحدید کا نقل کیا اور فرمایا کہ ابن ابی الحدید رح نے فرمایا ہے کہ کلام جناب امیر
میں اوصاف عشرہ مذکورہ ظاہر طور پر دلالت کرتے ہیں کہ حضرت کے مراد مدح ایسے شخص کے
ہے جو حضرت سے پہلے ولی امر خلافت ہوا کیونکہ تقویم اعوجاج اور مداواۃ امراض بدون خلافت
متصور نہیں اور وہ تین شخص ہیں - ابو بکر - و عمر - و عثمان - لیکن عثمان مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ
انکے سبب سے نسب بنی امیہ میں وہ فتنہ میں واقع ہوئی اور ابو بکر مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ

لہ اور لفظ فلان کا مکنی عنہ عمر بن خطاب ہے اور پایا میں نے نسخہ ابو الحسن رضی جامع نہج البلاغت کے خط کا اور لفظ
فلان کے نیچے لفظ عمر تھا کہ بیشک کہی مجھ سے فخار بن معد موسوی ادیب شاعر نے اور ابو جعفر یحیی بن ابی زید علوی نقیب سے
میں نے اسکو پوچھا تو اوسنے مجکو کہا کہ وہ عمر ہے میں نے اوسکو کہا کہ امیر المومنین نے اسقدر اوسکی ثنا کی اوس نے
کہا ہاں - ۱۲ -

اونکی مدت خلافت بہت تھوڑی تہی اور اونکا زمانہ فتن سے بعید تہا تو ظاہر یہہ ہی کہ مراد عثمان ہین
(۲) علامہ ابن میثم کے نزدیک یہہ تو مسلم تہا کہ موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو حضرت
امیر سے پہلے ولی امر خلافت ہوا جیسا کہ ابن ابی الحدید لکھتا ہی اور یہہ بہی فیما بین شارح ابن میثم
اور ابن ابی الحدید کے متفق علیہ ہی کہ عثمان مراد نہین ہے اور یہہ بہی باہم متفق علیہ ہی کہ احد الشیخین
ممدوح ان مدائح عالیہ کے ہین لیکن تعیین مین اختلاف ہی کہ دونو مین سے کون مراد ہین ابن ابی الحدید
کہتا ہے اظہر یہہ ہی کہ عمر مراد ہین کیونکہ صدیق بسبب قصر مدت اور بعد عن الفتن کے مراد نہین ہو سکتے
شارح ابن میثم نے اوسکی جواب مین فرمایا کہ مین کہتا ہون - جناب امیر کا اون اوصاف کے لیے
ابوبکر کو ارادہ فرمانا بہ نسبت عمر کے اشبہ بحق ہے کیونکہ جناب امیر نے خطبہ شقشقیہ مین اون
امور کے جو خلافت عمر مین واقع ہوئی مذمت کی ہے تو پہر ان اوصاف عالیہ کے مصداق
وہ خلافت و خلیفہ نہین ہو سکتے - اس سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ خطبہ شقشقیہ مین خلافت
صدیقی کی نسبت ایسی مذمت نہین فرمائی جو معارض ان اوصاف کے ہو - پس ابن میثم کے
اس تقریر سے واضح ہوا کہ جو قطب الاقطاب شیعہ نے منضویہ گہڑا تہا وہ اوسکے نزدیک قابل
اعتبار نہین اور اوسکے نزدیک صحیح یہہ ہے کہ لفظ فلان سے خلیفہ مراد ہے اور خلفا مین بہی
راجح خلیفہ صدیق رضی مراد ہین (۳) بعد تعیین مبہم کے علامہ موصوف نے اوصاف عشرہ کو
ایک ایک کر کے گنا اور بشرح و بسط سبکو بیان کیا - (۴) شرح اوصاف مین اس امر کو
واشگاف کر دیا کہ موصوف ان صفات کا بجز خلیفہ کے دوسرا کوئی شخص موصوف ان
صفات کا نہین ہو سکتا - کیونکہ بعض اوصاف کے مطلب کو اسطرح بیان کیا کہ جسکا مصداق
خلیفہ ہی ہو سکے - اول قوم اود کے معنی کو بیان کیا کہ ھو کنایۃ عن تقویمہ لاعوجاج الخلق
عن سبیل اللہ الی الاستقامۃ فیہا یعنے تقویم اود کے کنایہ ہی خلق کے کجی کو خدا کے
راہ سے سیدہا کرنا اور راستی کیطرف لانا اور ظاہر ہے کہ یہہ مخصوص خلیفہ ہی کے ساتھہ ہے
دوسرا وصف مداوات امراض نفسانیہ کے مواعظ بالغہ اور زواجر قارعہ قولیہ فعلیہ کے ساتھہ

یہہ بھی امام ہی کے ساتھہ مختص ہے - تیسرا سنت کا خلق مین قائم کرنا اور خود بھی اوسپر عمل کرنا
خلیفہ ہی کا کام ہے - چوتھا اوسکی حسن تدبیر سے فتن کا واقع نہونا امیر کا ہی منصب ہے ساتوان
وصف اصابۃ خیر ہا وسبق شرہا شارح کہتا ہے کہ دونو ضمیرین خیر ہا اور شر ہا مین خلافت کیطرف
راجع ہین اور اصابت خیر ہا سے مراد یہہ ہے کہ اوسنے حاصل کیا اوس چیز کو جو خلافت مین مقصود ہے
یعنے اوسنے عدل وانصاف کیا اور خدا تعالے کے دین کو قائم کیا جسکے سبب سے ثواب جزیل آخرت مین
اور شرف جلیل دنیا مین حاصل ہوتا ہی اور سبق شرہا سے مراد یہہ ہے کہ پہلے اس سے کہ خلافت مین
فتن واقع ہون اور خلافت کیوجہ سے خون ریزی ہو فوت ہوگیا یعنے اوسکی خلافت مین کوئی
فتنہ نہین ہوا اور خلافت ظلم وعدوان سے پاک صاف رہی - اب بعد اس شرح وبسط کے
ایسا کون شخص ہے جسکو اس مین تامل ہوگا کہ علامہ ابن ہیثم کے نزدیک صحیح یہہ ہی ہے - کہ
موصوف ان اوصاف کا وہ شخص ہے جو جناب امیر سے پہلے متولی امر خلافت ہوا اور کس کو یہہ تصریحات
دیکھکر اسمین شک باقی رہیگا کہ ابن ہیثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول غلط ہی شرح اوصاف
مذکورہ سے مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ ابن ہیثم کی رای مین لفظ فلان مراد احد من الشیخین سے ہی
اور قطب راوندی کا قول ہرگز قابل اعتبار کے نہین (۵) بعد شرح اوصاف کے جب ابن ہیثم
نے سمجھا کہ موصوف ان صفات کا لامحالہ احد الخلیفتین قرار پائے اور اونکی ان اوصاف کے
ساتھہ موصوف ہونے سے مذہب تشیع درہم وبرہم ہوا جاتا ہے تو اسی اسکو سوال وجواب کے
پیرایہ مین اوس مضمون کو ادا کیا اور کہا کہ ہمکہ شیعہ نے سوال وارد کیا ہے وہ یہہ کہ یہہ تعریف
وتوصیف جو جناب امیر نے ابوبکر یا عمر کے فرمائی ہے ہماری اوس اجماع کے مخالف ہی
جو کہ ہمنے اونکی نسبت غصب خلافت اور تخطیہ مین منعقد کر رکھا ہی - پس یا تو یہہ کلام جناب
امیر کا کلام نہین ہے یا ہمارا اجماع واتفاق غلط اور خطا پر ہے اسکے بعد اسکے جواب نقل
کیا - لیکن چونکہ شارح کی رای مین قابل اعتبار نہ تھی اسلیے اونکو شیعہ ہی کیطرف منسوب کرکے
اور شیعہ کی زبان پر دھر کر فرمایا کہ شیعہ نے اسکے دو جواب دیے ہین پہلا جواب تو یہہ ہی کہ جائز ہے

کہ جناب امیر نے یہہ تعریف و توصیف معتقدین صحت خلافت شیخین کے اصلاح اور انکے قلوب کو
اپنی طرف کھینچنے کے غرض سے فرمائی ہو دوسرا جواب یہہ ہے کہ جائز ہے کہ یہہ مدح توبیخ
عثمان کے غرض سے بطور تعریض بیان فرمائے ہو کہ انکے ایام خلافت مین فتنی اوٹھی حاصل
یہہ ہوا کہ جو شخص موصوف بہذہ الصفات کے بعد متولی خلافت ہوا وہ ان صفات کی
اضداد کے ساتھہ متصف ہی - اہل علم و دانش و عقل و انصاف ان جوابون کو معلوم کر سکتے ہین
کہ غلط ہین یا صحیح و رافع شبہ رفع ہو سکتا ہے یا نہین افسوس کہ ہمکو اختصار مد نظر ہے اور
خوف تطویل دامنگیر ورنہ ہم ان جوابون کے اور انکے قائلین کے بدلائل قلمی کہولتے - بہرکیف
اگر فہم ہو تو اس سوال و جواب سے یہی یہہ بات ثابت ہی کہ شارح بحرانی کے نزدیک یہہ معاملہ
مخصوص احد الخلیفتین کے ساتھہ ہے اور اس سے یہہ بھی ثابت ہوا کہ یہہ سوال بھی امامیہ
بلکہ اثنا عشریہ کیطرف ہے اور جواب بھی انہین کیطرف ہے کیونکہ قاعدہ ہی جب مطلق شیعہ
بولا جائیگا تو اوس سے فرقہ اثنا عشریہ مراد علی الخصوص جبکہ اطلاق کرنیوالا خود شیعی انکو
ہی تو اوسوقت قطعاً لفظ شیعہ کے اطلاق سے اثنا عشریہ مراد ہونگے تو اس سے بخوبی ثابت ہوا
کہ احد الخلیفتین کا ممدوح جناب امیر مین اوصاف عشرہ عالیہ ہونا اور اعتراض وارد ہونا
اور جوابات کا دیا جانا یہہ سبب مذہب امامیہ اثنا عشریہ پر ہے - جیسکہ ناظرین خطبہ کی
شرح ابن میثم نے فرمائی ہے دیکھہ چکے اور اوسکی شرح الشرح جو بطور بیان مطالب ہمنے
گذارش کی ہی وہ بھی ملاحظہ فرما چکے تو اب تھوڑی سی گذارش یہہ بھی سن لیجے کہ خاتم المحدثین
صاحب تحفہ اثنا عشریہ نے اسکی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا ملخصاً اوسکو بھی ملاحظہ فرمائیے
اور اوسکی جواب مین علامہ کستوری نے جو کچھہ زبان درازی اور ہٹ دھرمی اور حق پوشی
جوش عناد و تعصب مین فرمائی اوسکو بھی ذرا توجہ فرما کر دیکھیے بعد اوسکے للہ انصاف سے
فرمائین کہ علامہ کستوری کا فرمانا حق و صواب ہی یا محض حق پوشی و معاداۃ اصحاب ہے
علامہ موصوف بجواب تحفہ فرماتے ہین (قولہ) و ہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ

در تعیین فلان اختلاف کرده اند بعضی گفته اند که مراد ابو بکر ست و بعضے گفته اند عمر الخ (قولنا) ان هذا الا افک مبین ازین ناصبی باید پرسید که کدام شارح امامیه گفته که مراد ابو بکر یا عمر ست و حال آنکه قبل از ابن ابے الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح این کتاب شریف نپرداخته چنانچه ابن ابے الحدید در اول شرح خود گفته ولم یشرح هذا الکتاب قبلی فیما علمته الا واحد وهو سعید بن هبة الله بن الحسن فقیه المعروف بالقطب الراوندی وکان من فقهاء الامامیة انتهی الخ ناظرین اس عبارت کو جو کستوری نے لکھی ذرا شرح ابن میثم کی عبارت سے مطابق کریں اور پھر کستوری صاحب کے دین و دیانت کا تماشا دیکھیں اور علامہ کستوری نے جو عبارت کہ لفظ حالانکہ سے لکھی ہے اوسکا مطلب تو اولیاء دولت ہی سمجھ سکتے ہونگی کہ اونکے علامہ یہہ کہا بے تکی فرمانے لگی (قولہ) وبین عبارت سراسر بشارت ابو بکر را بہ وصف موصوف نموده الخ - (قولنا) ثبت العرش ثم انقش اول این سخن با ثبات باید رسانید که مراد از لفظ فلان در بین کلام ابو بکر ست بعد از آن باین اوصاف اثبات فضل ابو بکر باید نمود (قولہ) عمده توجیهات نزد ایشان انست که آنجناب گاه گاه اوصاف و مدائح شیخین بنابر استجلاب قلوب ناس و استمالت عامه خود کرده الخ (قولنا) این ادعا کذب محض ست اجتماع جمیع توجیهات شیعه را دفتی مے افتاد که در کتب شیعه بجای لفظ فلان لفظ ابو بکر موجود می بود و چون لفظ ابو بکر در کتب شیعه موجود نیست ایشانرا احتیاج بیچک از توجیهات نیست پس آنچه ناصبی بعد تقریر این توجیهات از خود سرکرده از جهت ابتنار آن بر فاسد از قبیل بنا الفاسد علی الفاسد باشد (قولہ) وبعضی از امامیه چنین گفته که غرض حضرت امیر نو بسیج عثمان و تعریض بر دو بود که بر سیرت شیخین رفت و فتنه و فساد در زمان او بسیار واقع شد (قولنا) هیچک از امامیه این توجیه نکرده مگر ابن ابے الحدید در شرح این کلام ابن عمار را بطرف جاروديه که از فرق زیدیه ست نسبت داده چنانچه

گفتہ ولما الجارودیۃ من الزیدیۃ یقولونہ کلام قالہ فی امر عثمان اخرجہ مخرج الذم لہ و النقص لاعمالہ الخ - اب اہل دانش و انصاف سے اتنی التماس ہے کہ حضرت کستوری صاحب کے ان اقوال کو شرح ابن ہیثم سے ملا کر دیکھین پھر اگر خود حضرت کستوری کا ہی فرمانا محض کذب اور افک ہین ہو تو اونکی دیانت و انصاف پر فاتحہ خیر پڑہین - بعد اسکی جو کچھہ ہمارے فاضل مجیب نے انصاف کے آنکھو نپر پٹی باندہ کر علامہ کستوری کے اقوال کاذبہ کی تصدیق کی ہے اوسکی کیفیت ملاحظہ ہو اول فرماتے ہین کہ "عبارت ابن ہیثم کی مصدق قول مفتی صاحب کے ہی اور اس سے صاف و صریح معلوم ہوتا ہے کہ حدیث علی مین لفظ فلان ہے" حضرت مجیب جواب تو لکہنے بیٹھے مگر یہہ خبر نہین کہ کس اعتراض کا جواب دے رہے ہین اور کس دلیل کو باطل کر رہے ہین یہہ کس نے کہا ہے کہ یہہ دلیل اس امر کے ثبوت کیلیے ہے کہ حدیث مین بجائے لفظ فلان کے لفظ ابوبکر ہے پس آپ ہی اپنے علامہ کستوری کیطرح بے نکی فرمانے لگے اور اگر یہہ اوسکی ہی دلیل ہے تو بالضمام اس کے ہے کہ جب فاضل متجر کے نزدیک اسشیہ بحق یہہ ہوا کہ لفظ فلان سے مراد ابوبکر ہین اور ظاہر ہے کہ جناب امیر جیسا فصیح و بلیغ ہرگز ایسی عبارت سہم نہین کہہ سکتا کہ اوسکو آپکے قطب الاقطاب جیسی دین و دیانت والے غیر محمل پر محمول کرین اور مقصود سے بعید لیجاوین تو اس صورت مین مجیب کے کلام جواب کی صلاحیت نہین رکہتی - دوسری خطا یہہ کہ فرماتے ہین کہ لیکن ارادہ لفظ فلان سے کس کو کیا ہے آیا ابوبکر مراد ہے یا عمر مراد ہے - جیسا کہ ابن ابی الحدید سے نقل کیا ہے - ہرگز ابن ابی الحدید سے ابن ہیثم نے نقل نہین کیا ہے کہ ابوبکر مراد ہے یا عمر بلکہ یہہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مراد خلیفہ ہے لیکن عثمان مراد نہین ہو سکتا اور ابوبکر بہی مراد نہین ہو سکتی تو عمر مراد ہونگے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے بہی مثل اپنے علامہ کستوری کی شرح ابن ہیثم کو ملاحظہ نہین کیا - تیسری غلطی یہہ ہے کہ فرماتے ہین یا کوئی شخص دیگر مراد ہے جیسا کہ ابتدا مین قطب راوندی سے نقل کیا ہے یہہ بہی محض کذب ہے

ہرگز ابتدا مین قطب راوندی کا قول نقل نہین کیا بلکہ اول اوسنے لکھا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپنے شرح ابن میثم کو نہین دیکھا اور اگر ابتدا اضافی مراد ہے تو قطع نظر اس سے کہ مفید نہین عبارت لاحقہ کی مخالف ہے۔ چوتھی خطا یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ غرض ابن میثم کی اول نقل کرنے قول قطب راوندی سے یہہ ہے کہ اول لا اسلم کہ ابوبکر و عمر مراد ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکے نزدیک اولیت اور ابتدا حقیقی مراد ہے نہ اضافی حالانکہ یہہ محض دروغ ہے چنانچہ ہم عرض کر چکے کہ قطب راوندی کا قول ابن میثم نے ابتدا مین نقل نہین کیا۔ علاوہ ازین صرف نقل اقوال سے یہہ غرض پیدا نہین ہو سکتی جبتک کہ کوئی دلیل دلالت نکرے اور دلیل مین جب نظر کیا جاتا ہے تو اوسکی خلاف پر دلالت کرتے ہی اور موید ہے کہ قول ابن ابی الحدید کا صحیح ہے اور قول قطب راوندی غلط کیونکہ قول ابن ابی الحدید ایسی مستحکم دلیل کے ساتھہ ذکر کیا ہے جسکا دفع ہونا محال ہے وہ یہہ کہ اوصاف مذکورہ صاف دال ہین کہ موصوف ان صفات کا کوئی ایسا شخص ہے جو جناب امیر سے پیشتر متولی امر خلافت ہوا اور یہہ امر اوصاف سے ایسا صاف واضح ہے کہ ہر شخص جسکو ذرا سی بھی فہم ہوگی سمجھہ لیگا کہ سوائی خلیفہ کے کوئی دوسرا شخص موصوف ان صفات کا نہین ہو سکتا چنانچہ ہماری شرح اوصاف سے بخوبی ثابت ہی اور قول قطب راوندی کا اسدرجہ بہام و اہمال مین ہے کہ کوئی عاقل اوسکو قبول و تسلیم نہین کر سکتا اول تو خود اوصاف ہی اوس سے ابا کرتے ہین پھر کوئی وجہ نہین کہ جناب امیر اوسکو بطور کنایہ بیان فرماوین ورنہ ایسا شخص جو ایسی اوصاف کے ساتھہ متصف ہوا سقدر گم نام ہو سکتا ہے کہ اوسکو کوئی نجانے اور آپکے قطب صاحب بھی بس اسیقدر فرماوین کہ کوئی شخص صحابہ مین سے تھا جو قبل وقوع فتن وفات پاگیا۔ اس سے تو بہتر یہہ تھا کہ آپکے قطب الاتقیا و غوث الاغواث آپکے صحابہ مقبولین مین سے مثل مقداد و عمار و ابوذر وغیرہ کے کسیکا نام فرما دیتے اور ہم ثابت کر چکے ہین کہ ابن میثم کے نزدیک قطب راوندی کا قول قابل اعتبار نہین۔ پس اسے

مہمل قول کو بلا دلیل دوسرے اقوال مدللہ کا مبطل سمجھنا ہماری فاضل مجیب ہی کی شایان شان ہے۔ سمجھنا اگر اول بیان کرتا کسی قول کا دلیل اس امر پر ہو کہ اقوال لاحقہ باطل ہیں تو سب سے اول ابن میثم نے لکھا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر۔ تو حسب قاعدہ مسلمہ مجیب کے لازم آتا ہے کہ یہ قول اس غرض سے ابن میثم نے اول بیان کیا ہو کہ تغلیط و تکذیب قطب راوندی کی فرماوی اور فی الواقع ایسا ہی ہے کہ مقصود تکذیب راوندی ہے کیونکہ بعد اوسکے پہلے قول کا موید ابن ابی الحدید سے نقل کیا تو قطع نظر اس سے کہ قول بیان کیا تھا کہ مراد لفظ فلان سے عمر ہے جو مبطل قول راوندی تھا اوسکی موید دوسرا قول ابن ابی الحدید کا نقل کیا تو دو نقلیں اسپر متفق ہو گئیں کہ مراد عمر ہے اور قطب راوندی کا قول قطعاً باطل ہوا۔ پانچویں خطا یہ ہے کہ اعتراف کیا ہے کہ ابوبکر یا عمر کا مراد ہونا علی سبیل التنزل حالانکہ کوئی قرینہ اسکی تنزلی ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ سابق میں کوئی قول جو اس امر پر دلالت کرتا ہو کہ مراد یا ابوبکر ہی نہیں ہے بلکہ اقوال سابقہ یا اس امر پر دال ہیں کہ مراد عمر ہیں اور یا اسپر دلالت کرتے ہیں کہ جل من الصحابہ مراد ہے دو قول اول پر دال ہیں اور ایک قطب راوندی کا قول ثالث پر پس یہ کہنا کہ ابن میثم نے علی سبیل التنزل کہا ہے سراسر غلط ہے۔ چھٹی خطا یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ ابن میثم نے یہ قول اگر اما ابن ابی الحدید کی رد کی لیئے لکھا ہے نہ یہ کہ واقعی شارح اس قول کے قائل ہیں۔ کیونکہ جیسا اس قول سے ابطال قول ابن ابی الحدید ہوا اوس سے زیادہ تر دید قول آپکے قطب الاقطاب کی ہوئی جو بزعم جناب شارح کے پسندیدہ تھا اسلیئے کہ جو خرابی و مصیبت کہ مذہب تشیع پر عمر بغلط کے مراد ہونے سے واقع ہوتی ہے وہ ہی مصیبت و خرابی ابوبکر کی مراد ہونے سے واقع ہوگی اور وہ مثل مشہور صادق آئیگی۔ قرمز المطر و وقف تحت المیزاب تو یہ عجب الزام ہے کہ جو الزام ابن ابی الحدید کو دیا تھا وہ اپنے سر پر لیا اگر بالفرض ابن ابی الحدید کو الزام دیتا تھا تو راوندی کے قول کے دلیل کے ساتھ تائید کرتے اور اوسکو مدعا ثابت

کا لئے علاوہ ازین اگر شارح نے یہہ قول محض الزاماً فرمایا ہے اور خود اسکا قائل نہین ہے
تو پھر شرح اوصاف مین کیون اون سبھنے کو ملحوظ رکھا اور کیون اونکہی موافق شرح کی
اور اثنا شرح مین راوندی کے قول کے طرف کیون اشارہ تک بھی نکیا پھر بعد اوسکے
جو سوال لکھا وہ بھی اسی قول کے موافق لکھا اور جو جوابات دیئی وہ بھی اسی قول مطابق
تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ شارح کے نزدیک راوندی کا قول تو قطعاً غلط ہے پس
مراد لفظ فلان سے کوئی خلیفہ ہے اور وہ شارح کے نزدیک راجح یہہ ہے کہ ابوبکر ہے قطع
نظر اس سے ابن میثم نے اپنے مختصر شرح مین جو شرح کبیر کے بعد ۶۷۹ھ مین تالیف کی
ابن ابے الحدید کے اور اپنے قول کو ترک کر دیا اور صرف یہہ لکھا قیل الا یہہ مدح عمر قیل لبعض
الصحابہ یمن جاہد فی دین اللہ اور اسمین بھی پہلے اوسی قول کو ذکر کیا جو موافق ابن ابے الحدید
کے تھا تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ باعتبار نقل کے ابن ابے الحدید کا قول نہایت قوی ہے
لیکن عقل کے راہ سے راجح یہہ تھا کہ مراد ابوبکر ہون جسکو شرح کبیر مین بعد نقل قول ابن ابے الحدید
ذکر کیا لیکن چونکہ قوت نقل کو رجحان ہے اسلیے مختصر مین اوسکو ترک کر دیا اور ابن ابے الحدید
کے قول کو مختصراً ذکر کیا سو یہہ کہنا کہ شارح نے یہہ قول الزاماً فرمایا ہے نہ یہہ کہ خود اسکا
قائل ہو سراسر خرافات ہے سیاق عبارت صریح اسکے مکذب ہے افسوس کہ علامہ کنتوری نے
تو شرح ابن میثم کو نہ دیکھا تھا ہمارے مجیب نے بھی تو نہ دیکھا **قولہ** اور دلیل اسکی یہہ ہے
کہ وجہ عدم تطبیق فلان بر عمر بیان کی ہے وہ ابوبکر پر بھی صادق ہے یعنے حضرت امیر نے
خطبہ شقشقیہ مین اگر عمر کی مذمت کی ہے تو ابوبکر کی بھی مذمت کی ہے۔ **اقول**
ابن میثم نے جو وجہ عدم تطبیق فلان کی بیان کی ہے اور اوسکو وجہ ترجیح ابوبکر قرار دی ہے اگر بالفرض
وہ عمر پر بھی صادق آتی ہے تو وہ وجہ باطل ہے اور وہ ہرگز وجہ ترجیح کے نہین ہو سکتی
اور جب وہ باطل ہوئے اور وجہ ترجیح نہین ہو سکتی تو اوسکا الزام ہونا بھی باطل ہوا کیونکہ
جو دلیل فی نفسہ باطل ہو وہ کیا الزام کی صلاحیت رکھہ سکتی ہے پھر اوسکی نسبت ہماری

فضل کا یہہ فرمانا کہ یہہ الزام ابن ابی الحدید کے رد کی لیتی ہے اور اوس کے غلط ہونے کو
اوسکے الزام ہونے کی دلیل قرار دینا حضرت کے کمال ہی خوش فہمی پر دلالت کرتا ہے علاوہ
ازین خطبہ شقشقیہ کے دیکھنے سے واضح ہے کہ خطبہ شقشقیہ مین ابوبکر صدیقؓ کے اون امور کے
نسبت جو خلافت مین واقع ہوئی مذمت مذکور نہین ہے اور عمر فاروقؓ کی نسبت ایسی امور کی
شکایت مری ہے تھوڑی سے عبارت خطبہ شقشقیہ کی بھی ملاحظہ ہو ومن خطبۃ لہ
علیہ السلام وھی المعروف بالشقشقیۃ والمقمصۃ اما واللہ لقد تقمصھا فلان
وانہ لیعلم ان محلی منھا محل القطب من الرحی ینحدر عنی السیل ولا یرقی الی
الطیر فسدلت دونھا ثوبا وطویت عنھا کشحا وطفقت ارتای بین ان اصول بید جذاء
او اصبر علی طخیۃ عمیاء یھرم فیھا الکبیر ویشیب فیھا الصغیر ویکدح فیھا مومن حتی یلقی ربہ فرایت
ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی ارای تراثی نھبا
حتی مضی الاول لسبیلہ فادلی بھا لفلان بعدہ ثم تمثل بقول الاعشی شتان ما یومی
علی کورھا ویوم حیان اخی جابر فیا عجبا بینا ھو یستقیلھا فی حیوتہ اذ عقدھا لاخر بعد وفاتہ
لشد ما تشطرا ضرعیھا فی حوزۃ خشناء یغلظ کلمھا ویخشن مسھا ویکثر العثار فیھا والاعتذار
منھا فصاحبھا کراکب الصعبۃ ان اسنف لھا خرم وان اسلس لھا تقحم فمنی الناس لعمر اللہ
یخطئ وشماس ویتلون واعتراض فصبرت علی طول المدۃ وشدۃ المحنۃ انتھی بقدر الحاجۃ

ملہ خدا کی قسم فلان شخص نے بند خلافت کا قمیص جس لیا اور وہ خوب جانتا تھا کہ میرا مرتبہ خلافت مین وہی ہے جو کلی کا چکی مین ہے
(یعنے مین مرکز خلافت ہون) مجھسے دریا بہتے ہین اور مجھ تک کوئی پرندہ نہین اڑ سکتا پھر مین خلافت کو درمیان مین پردہ چھوڑ دیا
اور اوس سے پہلو تہی کی۔ اس باب مین متامل ہوا کہ یا تو نئی سوئی آنکھ سے حملہ کرون یا ایسی اندھیری کپ پر جسمین بڑی عمر والا بڈھا ہوش
ہو جاتا اور بچہ بڈھا ہو جاتا اور مومن محنت کرتا یہانتک کہ اپنے رب سے جا ملتا۔ پس مین نے صبر کیا حالانکہ آنکھ مین تنکا اور حلق مین
غم کے کانٹے تھے کہ اپنی میراث کو لٹتا دیکھتا تھا یہانتک کہ پہلے نے اپنے راہ لی اور اوسکو اپنے بعد فلان کیطرف ڈال گیا پھر عشی کا قول
پڑھا۔ بڑا فرق ہے دو دنون مین جسمین اونٹنی کے کوہان پر ہون اور دوسرے جسمین جابر کے بھائی حیان کا نادم ہون پس ای دن
تعجب ہے کہ وہ اپنی زندگی مین خلافت سے استعفا دیتا تھا اچانک اپنے مرنے کے بعد دوسری کے لیے اوسکی گرہ بندی کر گیا۔ سخت
بیعت مین جسکا غم کہا ہے اور رس کبر دبا ہے اور نغرش اور اوس سے مذمت ہی خلافت کے ہاتھ کا حصہ تھا یہ
نہایت دشوار ہے خلافت کا صاحب شل جاہنے زرد اونٹنی کے سوار کے ہے اگر مہار کھینچے تو ناک پھٹ جائے اور چھوڑ دی تو
گر ہوئین گرے [illegible] اور اختلاف اور بے رہی مین مبتلا ہوئی۔ آخر تین مدت کی وزیری مکنت کی

عاقل اس عبارت مین تامل فرماوے کہ ابن میثم نے جو لکہا ہے اقول ارادۃ لابی بکر اشبہ من ارادتہ لعمر لما ذکرہ فی خلافۃ عمر وذمہا بہ فی خطبتہا المعروفۃ بالشقشقیۃ۔ اس عبارت سے کیسا صاف واضح ہے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ غلیظ الکلام خشن الملمس ہے اور اوسمین بکثرت لغزش ہے اور اوسکی وجہ سے لوگ خبط اور شماس اور تلون اور اختلاف مین مبتلا ہو گئے اور خلافت صدیقی کے اندر کوئی برائی اور قباحت ذکر نہین فرمائی اور اسی کیطرف ابن میثم نے اشارہ کیا ہے اور فرمایا کما سبقت الاشارۃ الیہ افسوس کہ نہ آپ نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ فرمایا اور نہ خطبہ شقشقیہ کو دیکہا اور یون ہی آپ کچہ سے کچہ فرمانے لگے مگر آپ فرماوین گے۔ کہ مین تو فارسی خوان تہا مین خطبہ شقشقیہ کو جسمین لغات وشبہ غیر مانوسہ بہری ہوئی ہین اور شرح ابن میثم کو جو بزبان عربی ہے کیونکر دیکہہ سکتا تہا پس آپکا بطور اگر مگر کی فرمانا کہ اگر عمر کے مذمت اوسمین ہے تو ابو بکر کے بہی ہے اس بنا پر ہے کہ آپنے شرح ابن میثم کو دیکہا اور نہ نہج البلاغت کہولکر دو چار سطرین خطبہ شقشقیہ کے پڑہی سو اسکو بہی اپنے دیانت وانصاف کے مدمین درج فرمایا بیجا کا زیادہ تو کیا عرض کرون۔ **قولہ** بلکہ نظر دقیق مرشد ہی کہ یہہ کلام مقام استہزار و تسخر مین ہے کہ عمر نہین میرے نزدیک تو ابو بکر اس سے مراد ہے کیونکہ عمر کے خطبہ شقشقیہ مین حضرت نے مذمت فرمائی ہے گویا تمسا کا پہہ ہے کہ اگر ابو بکر کے وہان بہی مذمت کے ہی تو یہان بہی مذمت کی ہے **اقول** (بسیاق) جب مین دیانت اور فہم وانصاف کا یہ حال ہے تو جو چاہین فرمائین نہ کتاب کو دیکہین نہ سیاق عبارت کو ملاحظہ فرمائین خدا کے لیئے کوئی شخص اہل انصاف سے ہماری فاضل مجیب کے اس جواب کو عبارت نہج البلاغت سے مطابق کر کے دیکہے اور حضرت کو اونکی فہم وانصاف ودیانت کی داد دیوے۔ جن حضرات کی نظر دقیق کی یہہ کیفیت ہو جسکو اپنا مرشد ہادی بنا رکہا ہے تو وای بر حال اوس نظر کے جو کہ محض سرسری ہو گی تعجب ہے کہ اگر ابن میثم کو ابن ابی الحدید کے ساتہہ استہزار و تسخر مد نظر تہا تو اوسکی قول مین سے

عثمان کو کیون اختیار نکیا بلکہ اگر عمر کے مراد لینے کا استہزار کرنا مقصود تھا تو بمقابلہ اوسکے امیر معویہ کو ذکر کیا ہوتا کہ میرے نزدیک عمر تو مراد نہین کیونکہ خطبہ شقشقیہ مین انکی مدت کی ہے امیر معویہ مراد ہین تو استہزار نہایت درست ہوتا اور جب ابوبکرؓ بہ نسبت عمرؓ کے تمہارے نزدیک بہی بہتر ہین کہ بزعم شیعہ جو تکالیف و مصائب کہ اہلبیت کو خلافتین اولیین مین عمرؓ کے ہاتہہ سے پونہچی ابوبکرؓ کے ہاتہہ سے اوسکا عشر عشیر بہی نہین پونہچا تو ایسی حالتمین ابوبکرؓ کی مراد ہونے کو استہزا و تسخر پر محمول کرنا سراسر خلاف عقل سلیم ہے۔ علاوہ ازین واضح رہے کہ شارح ابن میثم نے اپنے شرح کے ابتدا مین وعدہ موکد بایمان غلاظ یاد کیا ہے کہ اس شرح مین بجز حق کے کچہہ نہ لکہونگا تو کیا وہ وعدہ یہان فراموش ہوگیا کہ خلاف حق ابوبکر کے مدح کے قائل ہوگئے۔ اور کہانتک تسخر اور استہزا سمجہیگا۔ شارح ابن میثم نے دوسری جگہ نقل کیا ہے کہ جناب امیر نے جناب شیخین کے نسبت بجواب خط امیر معویہ کے تحریر فرمایا۔ ولعمری ان مکانہما فی الاسلام لعظیم وان المصابہما فی الاسلام لجرح شدید۔ گویا یہہ تمام حصہ شرح ان دو جملونکی ہے چنانچہ ہم پہلے عرض کرچکے ہین پس اگر یہان تسخر و استہزا ابن ابی الحدید کے ساتہہ ہے تو وہان کس کے ساتہہ تسخر فرمایا جو ایسی جامع تعریف فرمائی اور نیز کہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع و بصر سے تشبیہ دی گئی کہین نوح و ابراہیم کے مماثل کیے گئے تو کیا یہہ سب آپکی روایات تسخر و استہزا ہی ہین۔ حضرت میر صاحب یہہ تسخر و استہزا نہین ہے بلکہ خود آپ مصداق اس آیت شریفہ کے ہین اتخذتموہم سخریا حتی انسوکم ذکری خدا تعالے آپکی دیدہ بصیرت کہولدے اور آپ پر حقیقت الامر منکشف اور واضح فرمادی تو آپکو معلوم ہو کہ یہہ واقعی مدح ہے یا تسخر او ر ہر خوارج جسقدر اوصاف و محامد جناب امیر رضی اللہ عنہ کے نسبت مروی ہوئی ہین اسنیطرح خرافات و دلائل سے باطل کرتے ہین اور تسخر و استہزا مین اوڑاتے ہین اور ہر آپ حضرات ہین کہ شیخین کے محامد و فضائل کو تسخر اور استہزا پر محمول فرماتے ہین ہمارے نزدیک وہ بہی جہوٹے ہین اور آپ بہی اپنے دعوی مین سچے نہین

پس راہ نجات اور صراط مستقیم وہی ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو اور وہ محمد اللہ اہلسنت کا طریق قویم ہے اللھم علیہ احیني وعلیہ امتني وفي زمرتہم احشرني یوم یبعثون

قولہ خصوصاً ابن ابی الحدید کے مقابلہ مین کہ وہ قائل خطبہ شقشقیہ کا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بے شک کلام حضرت امیر علیہ السلام ہے اول سے آخر تک اور اوسمین مذمت ثلثہ موجود ہے ایک جگہ مذمت کرنا اور دوسری جگہ اسکی مدح کرنا صریح تناقض ہے اور بمقابلہ ابن ابی الحدید الزاما بہت ٹھیک ہے۔ **اقول** اگر شارح ابن میثم کا یہہ مقصود تہا کہ ابن ابی الحدید کو الزام دیوے تو صریح کہنا چاہیے تہا کہ یہہ غلط ہے اور مخالف خطبہ شقشقیہ کے ہے جسکو ابن ابی الحدید نے کلام جناب امیر کا تسلیم کر رکہا ہے اور نیز واجب تہا کہ ابن ابی الحدید کی دلیل کا جواب دیتا کہ اسکے مراد ہونی مین بیان کی ہے اول جواب دیتا جب اوسکو باطل نہین کیا اور اوسکی دلیل کا جواب نہین دیا بلکہ بیان اوصاف مین اوسکی موافق اون اوصاف کا مصداق خلیفہ کو قرار دیا تو اسکو کیونکر الزام پر محمول کیا جا سکتا ہے علی الخصوص جبکہ یہہ الزام خود کذب و دروغ ہو اور مبنی اوس الزام کا ایسی دلیل پر ہو جو اوسنے بیان نہ کی ہو غرض کسیطرح پر اسکا الزام ہونا ٹھیک نہیں ہے اور نہ مستخرا و استہزا رہونا اور اگر ابن ابی الحدید کے لیے یہہ الزام ہے تو اوس قول کو آپ کیا کرینگے جو سب سے اول نقل کیا ہے والمنقول ان المراد بفلان عمر اور نیز مختصر شرح مین تو بجز دو لو قولونگے اور کچہہ لکہا ہے نہین اور نہین ہی اول اوسیکو ذکر کیا جو آپکے قاعدہ کے موافق تعصب راوندی کے قول کے ابطال کے واسطے مقدم کیا گیا ہے لکہا ہے قیل اراد بہ مدح عمر تو یہان نہ مستخر ہے نہ الزام ہے یہان تو صریح اول مین بیان کیا کہ اس لفظ سے عمر مراد ہین پس یہہ صریح اوسکے الزام ہونے کو کذب ہے اور یہ انہ مستخرا و استہزا رہونیکو باطل کرتا ہے

قولہ اور اگر شارح علیہ الرحمۃ اسکے قائل بہی ہون تب بہی کچہہ ہرج نہین بطور رحمۃ اللہ علی التباس الاول ہونگے اشارہ ہی کافی ہے اسکی تفصیل ہم نہین لکہتے۔ **اقول** ای حضرت میر صاحب افسوس کہ آپنے تو خلفا ثلثہ رضی اللہ عنہم کی عداوت مین فہم و انصاف

دین وایمان کو خیرباد کہکر رخصت کردیا - بھلا کچھہ تو عقل وفہم وایمان وانصاف سے کام لیا ہوتا
اگر شارح اس امر کی واقعیۃ کے قائل ہون تو کیا یہہ اوصاف جو مشابہ کمالات نبوت کے ہین
بلکہ چشمہ نبوت سے ہی فائض ہوئی ہین - جسکے اندر پائی جاتے ہین بروی عقل اور ایمان کے مصداق
مثل مستہجن - رحمۃ اللہ علی النباش الاول ہوسکتا ہے کیا جو شخص کہ خلق اللہ کے بھی راستی پر
لاوے اور اونکی امراض نفسانیہ کا علاج کرکے اونکو ہلاکت دائمی سے نجات دیوے سنت کو قائم
کرے اپنی حسن تدبیر سے فتنہ کو نابود کردے برائیونکی جڑ سے نقی الثوب سلیم العرض دنیا سے
رخصت ہوا ہو قلیل العیب ہو - خلافت کی نیز مطلوب کو جو عدل اور اقامت دین ہے جس سے
مستحق ثواب جزیل کا آخرت مین اور شرف جلیل کا دنیا مین ہوتا ہے پہونچ چکا ہو - خلافت کے
شر سے محفوظ رہا ہو - خدا کی اطاعت بجالایا ہو - اور تقوی کا مرتبہ حاصل کیا ہو اوسکی بعد
لوگونکا یہہ حال ہوا ہو کہ جہالتونکی شاخ در شاخ راہون مین ایسے پریشان ہون کہ نہ گمراہ راہ یاب
ہوسکے اور نہ راہ یاب کو اپنی راہ یافتگی کا یقین ہوسکے تو ایسے شخص کے نسبت کوئی ایماندار
کہہ سکتا ہے کہ وہ مصداق اس قبیح مثل کا ہے - ذرا تو انصاف کی آنکھین کھولو - رب العالمین
تو انکی آنکھین کھول اور انکو ہدایت فرما - انک قریب مجیب - پھر بفرض محال اگر یہہ کفر صحیح ہو
تو اوس قول کے نسبت جو آپکے بزرگون ہی سے ابن ہیثم نے ابتدا مین نقل کیا ہے اور فرمایا ہی
والمنقول ان المراد بفلان عمر اور مختصر مین فرمایا ہے قیل اراد بہ مدح عمر کیا فرمائیگا وہان تو
نہ الزام ہے نہ تمسخر ہی غرض اس عبارت کو الزام یا تمسخر پر محمول کرنا مصداق مثل الغریق
یتشبث بکل حشیش کا ہے اور اس سے واضح ہے کہ حضرت اسجگہ ایسے بردوبات مین گرفتار
ہین کہ سفر و مخلص نہین سوجھتا ناچار بے ڈونگے ہاتہہ پانو مارتے ہین **قال الفاضل**
المجیب - قولہ - بلکہ بعینہ اس جواب کو الخ - اقول - ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہی
لیکن امامیہ کو اس جواب کی حاجت نہین جیسا کہ جناب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہی
اسلیے کہ اونکی کتب مین اس روایت مین ابوبکر یا عمر موجود نہین بلکہ لفظ فلان ہے پس لانسلم کہ

ابوبکر و عمر مراد ہون کیون نہین جائز ہے کہ شخص دیگر مراد ہون اور علی النشر اگر ابوبکر یا عمر ہی مراد ہون تو محمول علے وجہ استصلاح جیسا کہ قول شارح علیہ الرحمۃ جاز ان یکون الخ۔ اس جواب کے تنزلی ہونے پر بآواز بلند پکار رہا ہے پس تنزلی جواب کو تحقیقی یا اصلی جواب سمجھنا آپکی خاتم المتکلمین یا صاحب آیات بینات کی خوش فہمی ہے **یقول العبد الفقیر الے مولاہ الغنی** جناب میر صاحب یہ جو آپ فرماتے ہین کہ بعض شیعہ سے نقل کیا ہے یہ محض آپکا کذب و افترا ہی ہرگز ان کا کوئی ایسا لفظ نہین ہے جو تبعیض پر دال ہو بلکہ الفاظ صاف اس امر پر دال ہین کہ یہ سوال و جواب تمام اون شیعہ کی طرف سے ہے جو شیخین کی برائی کے قائل ہین کیونکہ اس عبارت مین واعلم ان الشیعۃ اوردوا ھھنا سوالا فقالوا ازھذہ المدائح التی ذکرھا علیہ السلام فی حق احدی الرجلین تنافی ما اجمعنا علیہ من تخطئتھم واخذھا منصب الخلافۃ فاما ان لا یکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او اینکون اجماعنا خطأ فاجابوا من وجھین لفظ ما اجمعنا علیہ او اینکون اجماعنا خطأ صریح دلالت کرتا ہے کہ یہ سوال تمام شیعہ کیطرف سے ہے جو شیخین کے تخطیہ کے اجماع مین شامل ہین بطلق شیعہ کا اجماع بیان کرنا دلیل صریح اوسکی عموم و شمول کی ہے پس یہ آپکی اور آپکے کنتوری صاحب وغیرہ کی خوش فہمی ہے کہ اس سے بعض شیعہ سوای اپنی مراد لیتے ہین اور گیرودار اہل حق سے قرار کرکے اس اجماع سے جو مبنای اصول مذہب ہے دست بردار ہوتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار علاوہ ازین اس سوال کا مبنی اول وہ ہے جو کہ اولا ابن میثم نے لکھا ہے۔ والمنقول ان المراد بفلان عمر دوسرے وہ ہے کہ جو لکھا ہے اقول اراد تہ لابی بکر اشبہ من اراد تہ لعمر متیسری وہ ہے جو کہ شرح

لہ اور جان کی جگہ شیعہ نے سوال اور کیا ہی کہتے ہین کہ یہ مدح جو حضرت علیہ السلام نے دو شخصون ابوبکر و عمر مین سے ایک کے حق مین فرمائی ہے اوسکی مخالف ہے جسپر ہمنے اونکو خطا کیطرف نسبت کرنے اور منصب خلافت جہین لینے سے اجماع کیا ہی پس یا تو یہ کلام حضرت علیہ السلام کا کلام نہین ارنا یہ کہ ہمارا اجماع باطل ہے۔ پہر اسکا اونہون نے دو طرح پر جواب دیا ہے ۱۲۔

جیساکہ توجیہ توبیخ عثمان کی نسبت انکار کیا ہے لیکن ہمارے فاضل مجیب توجیہ باصطلاح
کی شیعہ امامیہ کیطرف نسبت ہونی کی منکر ہین اور فرماتے ہین کہ اگر علی التنزل ابوبکر یا عمر مراد ہون تو محمول علی
وجہہ الاستصلاح جیساکہ قول شارح جاز ان یکون اس جواب کے تنزلی ہونی پر بآواز بلند
پکار رہا ہے ہمنے مانا تنزلی سہی لیکن علامہ کنتوری کا یہہ فرمانا۔ کہ این ادعا کذب محض ست باعتراف
سامی کذب محض ہوا۔ رہا اس جواب کے تنزلی ہونے کی نسبت اول آپ تمام عبارت ابن میثم
دیکھیے اور پھر کسی عاقل منصف سے دریافت بھی کیجیے اوسکے بعد کچھہ فرمایئے **قال الفاضل**
المجیب ۔ قولہ۔ بعد اسکے صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ۔ وبعض از امامیہ چنین گفتہ اند
کہ غرض حضرت امیر رضی اللہ عنہ توبیخ عثمان وتعریض برابوبود ۔ اسکے جواب مین علامہ کنتوری
فرماتے ہین ۔ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ الخ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ فرماتے ہین
لیکن یہہ جواب علامہ کنتوری کا مثل پہلے جواب کے غلط ہے اور اسکو بھی ابن میثم نے نقل کیا ہے
اقول ۔ اگر غرض یہہ ہے کہ امامیہ سے نقل کیا ہے تو محض دروغ بے فروغ ہے شرح ابن میثم
موجود وکثیر الوجود ہے کہین لفظ امامیہ کا نام ونشان نہین ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے کل شیعہ
اسکے قائل نہین اسلیے کہ قول قطب راوندی خود پہلے نقل کرچکے ہین اور یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے
مراد امامیہ ہی ہون امامیہ اخص شیعہ ہین **یقول العبد الفقیر لے مولاہ الخ**
یہہ بھی غرض ہے کہ شیعہ سے نقل کیا ہے جسمین امامیہ بھی داخل بلکہ حسب ادعائی طائفہ فرد کامل
اور یہہ دروغ نہین ہے دروغ یہہ ہے جو آپ فرماتے ہین کہ ہان بعض شیعہ سے نقل کیا ہے
شرح ابن میثم موجود شیعہ مین کثیر الوجود ہے اوسمین کہین لفظ بعض کا نام ونشان بھی نہین
جبکہ ثم اجابوا کے ضمیر اون شیعہ کیطرف عائد ہے جو ماقبل مین مذکور ہین اور جو تخطیہ شیخین کے
اجماع مین شامل ہین اور جنکے مذہب پر سوال وارد ہوتا ہے تو مجیب بھی وہ ہی ہوئی اور اون سب مین
بیش دست بزعم خود امامیہ اثنا عشریہ ہین جو عند الاطلاق مراد ہوتے ہین تو سوال اور جواب
انکی شرکت سب سے پہلے ہوئی ۔ علی الخصوص جبکہ آپ کے علمانے تصریح کی ہو کہ لفظ فلان سے

ابوبکر یا عمر مراد ہین اور یہہ امر خود بدیہی ہے کہ ایک قطب راوندی کا ایک قول مین منفرد
ہونا ہرگز اس امر پر دلیل نہین ہو سکتا کہ تمام فرقہ امامیہ سے کوئی اسکا قائل نہو۔ پس یہہ کہنا
کہ یہہ ضرور نہین کہ شیعہ سے مراد امامیہ ہی ہون بالکل واہیات ہی بلکہ لامحالہ لفظ شیعہ سے
اسجگہ مراد امامیہ ہونگے **قولہ** اور نیز یہہ توجیہ علی التنزل ہے نہ علی التحقیق اور یہہ بات
ظاہر ہے کہ تنزل و تقدیر پر جواب کسی فرقہ کیطرف سے دیہی جاتے ہین کوئی اونکو اصلی جواب
اس فرقہ کا نہین کہہ سکتا اگر بالفرض شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہون تب بہی یہہ اصلی جواب
نہین ہی اسلئے علامہ علیہ الرحمۃ کا یہ فرمانا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل صحیح و درست ہی
اقول اقوال سابقہ مین اس جواب کے تحقیقی ہونے کا اثبات اور تنزلی ہونے کا ابطال
ہم بیان کر چکے ہین قطع نظر اوس سے کوئی قرینہ عبارت مین اوسکے تنزلی ہونے پر دلالت نہین
کرتا پس اوسکی نسبت تنزلی ہونے کا دعوی بالکل غلط اور بے دلیل ہے اور اگر بالفرض یہہ جواب
تنزلی ہو تو بہی علامہ شوستری کا یہہ فرمانا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ بالکل کذب و دروغ
ہی کیونکہ یہہ محض اس توجیہ کے وجود سے انکار ہے حالانکہ اوسکا وجود علی سبیل التنزل مسلم ہے
تو مطلق یہہ کہنا کہ ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ دروغ ہوا۔ جو آپ فرماتے ہین اگر یہہ ہی
مدعا تہا تو آپکے علامہ یہہ فرماتے ہیچک از امامیہ این توجیہ نکردہ الا ابن میثم کہ علی التنزل
بیان کردہ مطلق انکار سے مستفاد ہوتا ہی کہ یہہ توجیہ نہ علی التحقیق نہ علی التنزل بیان ہی نہین ہوئی پس
ثابت ہوا کہ شیعہ سے امامیہ ہی مراد ہین اور یہہ جواب تنزلی نہین اور اسکی نسبت علامہ شوستری
کا انکار سراسر غلط اور کذب ہے۔ **قولہ** یہہ ہی واضح رای عالی ہو کہ شارح ابن میثم علیہ الرحمۃ
تسکیم مشرب ہین اور بطور مجاری کہ اقوال مختلفہ عام شیعہ کی بلکہ اپنے دانست مین جو اعتراض
وارد ہوتا دیکہتے ہین لکہکر اور فرض کرکے اپنی سمجہہ کے موافق اسکا جواب لکہتے ہین یہہ آپکے
خاتم المتکلمین کی سمجہہ کی خوبی ہے کہ اونکو اصلی و تحقیقی جواب سمجہہ کر التزاماً نقل کرتے ہین
اقول۔ ظاہر اس عبارت سے مقصود اثبات عدم توثیق ابن میثم نظر ہے

اور یہہ ثابت کرنا ہی کہ وہ رطب و یابس اقوال مختلفہ عام شیعونکی نقل کرتے ہین اور اپنی رائے
مین جو اعتراض وارد ہوتا دیکھتے ہین اوسکو فرضاً یعنے کذباً و افتراءً شیعہ کیطرف منسوب
کرتے ہین اور اپنی سمجھ کے موافق اوسکا جواب لکھتے ہین تو ایسے اقوال اور ایسے شخص کے اقوال
الزاماً نقل کرنا اور اصلی تحقیقی سمجھنا خاتم المتکلمین کے سمجھ کی خوبی ہے تو ابن میثم کی نسبت
یہہ دعوی محض کذب ہے کیونکہ جو علماء امامیہ نے ابن میثم اور اونکی شرح کی نسبت مناقب و محامد
بیان کیے ہین اونکے خلاف ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجیب لبیب کے نزدیک سب کذب و دروغ
ہی ابن میثم کے علو مرتبہ کے تو یہہ حالت ہی کہ آپکے قاضی شوستری نے مجالس المومنین مین
اسکی تبحر اور حکمت پر آپکے خواجہ خواجگان نصیر الدین طوسی کی شہادت بیان کی ہے اور
شرح کی حالت یہہ ہی کہ شارح نے اپنے شرح کے خطبہ مین خدا کے ساتھ عہد موثق کیا ہی
کہ سوائی حق کے کچھہ نہ لکھونگا اور باطل کیطرف ہرگز میل نکرونگا اور یہہ اسلیے کہا ہوگا کہ دیکھا
عموماً علماء شیعہ تعصب مین آکر نصرت حق چھوڑ دیتے ہین اور اوسکی عبارت یہہ ہے[1] و شرعت
فی ذلک بعد ان عاهدت الله سبحانه الی لا انصر فیه مذهبا غیر الحق ولا ارتکب
هوی لمراعاة احد من الخلق اور اگر آپ تتبع فرماویگی تو معلوم کرینگی کہ آپکے بعض علماء نے
اپنی فہرست علماء مین یہہ بھی لکھا ہے[2] و منهم الشیخ الحسن المیثم بن علی بن میثم البحرانی
مصنف شرح نهج البلاغة و حقیق ان یکتب بالذهب علی الاحداق لا بالحبر علی
الاوراق پس جس مصنف کا یہہ مرتبہ ہو اور مصنف کی یہہ حالت ہو اوسکی عدم توثیق کوئی کیونکر
بیان کرسکتا ہے۔ حضرت مجیب کی اس تقریر سے اہل انصاف ملاحظہ فرماوین گے کہ شکنجہ
ابحاث اہل حق مین یہانتک تنگ آئی کہ راہ فرار جہات ستہ سے مسدود پاکر اپنے معتمد علماء کے

ابن میثم نے شرح نہج البلاغہ کے خطبہ مین خدا کے ساتھ عہد باندہا ہے

[1] اور مین نے اس شرح کو شروع کیا بعد اسکے کہ خدا سے عہد باندہا کہ بجز مذہب حق کے دوسرے کی مدد نکرونگا اور خلق مین سے
کسیکی مراعات کیواسطے خواہش نفسانی کو اختیار نکرونگا۔ ۱۲ [2] منجملہ اونکے شیخ حسن میثم بن علی بن
میثم بحرانی شرح نہج البلاغت کا مصنف ہے اور اونکو سونے کے پانی سے لکھنے کے لائق ہی
نہ کاغذون پر سیاہی سے ۱۲

عدم توثیق ثابت کرنے لگی اور اونکو حاطب لیل قرار دینے لگے۔ تو جو امر ایسے شخص کے اعتراف
سے ثابت ہوگا اور جو اقوال ایسی مستند شخص کے ایسی موثق اور معتمد کتاب مین درج ہونگے
اہل حق اونسے الزام دینے مین کیون دریغ کرینگے۔ اور ایسی معتمدہ نقول سے کیونکر الزام تمام
ہوسکتا ہے الزام اون ہی امور سے ثابت و تمام ہوتا ہے کہ جنکی نسبت خصم اعتراف کرے
اور اوسکے لیے مضر اور اہل حق کے لیے مفید ہو اور یہان بحمد اللہ ایسا ہی ہے کہ شارح ابن میثم
کے نزدیک لفظ فلان سے مراد یا ابوبکر ہے چنانچہ اوسکی عبارت سے صاف واضح ہے اور یہہ بھی
اوسکی عبارت سے ہویدا ہے کہ اوسکی نزدیک قول راوندی پسندیدہ نہین اور نہ اوسکی طرف
اوسکو میلان ہے تو اس صورت مین ہمارا الزام بحول اللہ وقوتہ تام ہے اور آپکا اور آپکے کنتوری
صاحب کا انکار ناواقفی ہے یا عناد۔ **قولہ** یہہ ہی سبب ہے کہ شارح علیہ الرحمہ نے
واعلم ان الشیعۃ قد اورد وانہا سوالا الخ مین بطور محی کہ فرض و تسلیم قول نقل کرکے
اسکی جواب لکھے ہین ورنہ آپ ہی فرمایئے کہ اگر اس سے مراد شیعہ امامیہ ہین اور شارح کی تحقیق
ہی تو کونسی شیعہ نے فلان سے ابوبکر یا عمر یا ان دونو مین سے ایک مراد لیکر یہہ تو جیہین کین
ہین آخر جو شارح علیہ الرحمہ لکھتے ہین تو کسی کتاب سے لکھتے ہین یا یون ہی خیالی گھوڑی
دوڑا رہے ہین اور شروح نہج البلاغت ہی موجود ہین اگر یہہ قول شارح کا تحقیقی ہو تو چاہیے
کہ اور کتابون مین بھی یہہ توجیہین مذکور ہون ورنہ زبانی دعوے کون سنتا ہے **اقول** اگر یہہ
ہماری فاضل مجیب کے رای مین محاکمہ ہی کو علی سبیل الفرض و التسلیم سہی سہی تاہم محاکمہ کی لیے ضرور ہے
کہ حکم ایک شخص ثالث ہو بامعنی کہ ایک مدعا کی نسبت ایک شخص اوسکی صحت پر مستدل ہو اور اوسکو
کوئی شخص اوسکا نقض و ابطال کرے۔ تیسرا شخص اون دونو خصمین مین قول فیصل لکہکر
حکم ہوسکتا ہے اسیطرح مانحن فیہ مین بھی ہماری مجیب پر لازم ہے کہ اول ایک مدعا قرار دین
اور بعد اوسکی اوسپر خصمین تجویز فرمائین پہر اون دونو خصمین کے لیے شارح ابن میثم کو حکم
قرار دیکر فرمائین کہ اوسکا یہہ قول فیصل اس نزاع مین وارد ہے جب ہم یہان عجز کرتے ہین

تو واضح ہوتا ہی کہ اول شارح ابن میثم نے بطور نقل کے بیان کیا کہ لفظ فلان سے عمرؓ مراد ہی
پھر راوندی سے نقل کیا کہ ایک شخص مجہول الاسم والمسمی صحابہ مین سے مراد ہے پھر ابن ابی الحدید
نقل کیا کہ وہ شخص مراد ہے جو کہ خلیفہ ہو چکا ہے لیکن بوجہ معلوم ابوبکرؓ و عثمانؓ کے نہین تو عمرؓ
مراد ہونگی پھر اپنے رائی کہ بہ نسبت عمر کے ابوبکر کا مراد ہونا اشبہ بحق ہے ظاہر کے بعد اسکی
شرح اوصاف بیان کرکے شیعہ کیطرف سے اعتراض اس بنا پر نقل کیا کہ لفظ فلان سے مراد
ابوبکر یا عمر ہون پھر اون ہی کیطرف سے دو جواب نقل کیے تو اب فرمایئی کہ محاکمہ شارح نے
کیا کیا - اور خصمین کون کون ہین - اور قول فیصل کونسا قول ہے جو شارح نے لکھا ہی
اگر یہہ ہی دونو جواب قول فیصل ہین تو قطع نظر اس سے کہ فیصل اپنی طرف سے ہی ہوتا ہے
تمام الزامات کذب و دروغ کے جو خاتم المحدثین کی طرف نسبت کرتے تھے وہ سب آپکی اعتراض سے
کذب و دروغ ہوگئی - غرض اس قول کی نسبت جو شارح نے نقل کیا ہے محاکمہ فرض و تسلیم
کہنا سراسر غلط اور ناواقفی ہے - اب رہا ہمسے یہہ سوال کہ اگر یہہ بطور فرض و تسلیم محاکمہ نہین ہے
اور واقعی نقل ہے تو بتاؤ کہ یہہ کہانسے منقول ہے اور کس شیعہ نے لکھا اور کس کتاب مین مذکور ہی
کیونکہ اگر تحقیقی ہے تو لامحالہ یہہ تو جہین کتابون مین مذکور ہونگی ورنہ زبانی دعوی کون سنتا ہی
سو اہل علم و انصاف سمجھ سکتے ہین کہ اس سوال کا ہمسے کیا موقع تھا نقل تو آپکے ابن میثم
فرمائین اور آپ سوال ہم سے کرین سبحان اللہ حضرت میر صاحب ذرا ہوش کے باتین کیجے
ہمکو اس سے کیا غرض کہ آپکے فاضل متبحر حکیم نے سچ کہا یا کہ جھوٹ بول دیا جب اونسے ایک
امر کو نقل کیا - پس ہماری یہی حجت ہو چکا خواہ فی الواقع کسی سے منقول ہو یا نہو اور کسی شیعہ نے
لکھا ہو یا نہ لکھا اور کسی کتاب مین مذکور ہو یا نہو ہماری حجت ہر طرح تمام ہے بلکہ اگر آپ کا
اور آپکے کستوری کا فرمانا صحیح ہے اور فی الواقع کسینے نہین لکھا تو یہہ آپکے فاضل متبحر
حکیم پر دوسرا دروغ گوئی کا الزام ہوا کہ خلاف واقع اپنے بزرگون پر افترا باندھتے ہین اور
اونکی طرف وہ امور منسوب کرتے ہین جو اونہون نے فرمائی نہین لیکن یہہ طریقہ کچھ نیا نہین

بلکہ قدیم سے علماء شیعہ کا یہہ ہی وتیرہ چلا آیا ہے متقدمین شیعہ ائمہ م پر افترا باندہ چکے ہین اور ائمہ نے اونکی تضلیل و تکذیب فرمائی ہے تو اگر شارح نے ایسا کیا ہو تو کچھہ خلاف قوم کے نہین کیا۔ بہرکیف شارح کا لکھنا ہمارے لیے ثبوت مدعا مین کامل حجت ہی کیونکہ جب ایسے بڑے معتمد شیعہ امامیہ اثنا عشریہ نے ایک امر کو بطور نقل کے بیان کیا یا خود اپنی رائے سے بیان کیا تو وہ خصم کے لیے حجت ہوگیا پس اوسکی نسبت آجکا یہہ فرمانا کہ یہہ خیالی گھوڑی دوڑائی ہین اور زبانی دعوی کون سنتا ہے ابن میثم کے خلاف شان ہی۔ لیکن آپ جسقدر چاہین اوسپر تبرا پڑہین جتنی چاہین گالیا دین اب الزام اوٹھنا محال ہے۔ علاوہ ازین مین کہتا ہون کہ کیا ضرور ہی اگر یہہ بتحقیق ہو تو کتابون مین ہی مذکور ہو۔ بلکہ ہوسکتا ہی کہ اون علماء امامیہ نے جو معاصرین ابن میثم تھے درس تدریس یا بحث و گفتگو کے وقت یہہ اعتراضات کیے ہون اور یہہ توجیہات زبانی کی ہون۔ اور ابن میثم نے بطور نقل کے اونسے اپنی شرح مین درج کردیا ہو اور کیا ضرور ہی کہ اگر یہہ اعتراضات و توجیہات شروح مین مذکور ہون تو ہم یا آپ تک اونکی مطالعہ کی نوبت آوی آخر فاضل مدائنی نے اپنی شرح مین جو کچھہ لکھا ہے اور اپنے نقیب ابو جعفر سے نقل کیا ہے اوس سے بھی یہہ ہی مدعا تقریبًا ثابت ہوتا ہے چنانچہ عبارت فاضل مدائنی کی ہم قریب نقل کرآئی ہین۔ اور علاوہ اسکے اور بھی شروح و تراجم اسکی ہین اگر آپ کو تصدیق ابن میثم کی منظور ہو۔ تو اونکو تلاش و تتبع کیجیے ورنہ آپکو اختیار ہے ہمارے لیے بس ہماری الزام کی تکمیل کے واسطے صرف ابن میثم کا لکھہ دینا ہی کافی ہے قطع نظر اس سے ہمکو سخت تعجب و حیرت ہی کہ آپ ابن میثم کے اس قول کو جو شیعہ کی طرف نسبت کیا ہے ہمسے پوچھتے ہین اور قطب راوندی کے اوس قول کو جو آپکے نزدیک صحیح و مسلم ہے آنکھین کھولکر نہین دیکھتے کہ اوسمین کیسا ابہام و اہمال ہے کہ جسکا کچھہ انتہا نہین وہ فرماتے ہین کہ مراد ایک رجل صحابہ سے ہی جسکا نہ کچھہ نام ہے نہ نشان ہے اب ہم اوسکی نسبت پوچھتے ہین کہ یہہ شخص ممدوح کون ہے جسکی ایسی صفات کاملہ جناب امیر نے بیان فرمائی ظاہر ہے کہ ایسا شخص مجہول نہین ہوسکتا جسکو کوئی نہ جانتا ہو پس اگر کوئی

شخص معلوم ہے تو متعین کرکے بتلائیے یا اپنے قطب الاقطاب سے دریافت کیجیے ورنہ صاف معلوم ہوگا کہ آپکے قطب الاقطاب نے الزام کے خوف سے عقلی گھوڑی دوڑائی ہوگی تو ایسی زبانی باتین جب آپکی ہم مذہب اور متبع بھی نہین سنتی تو ہم کب سنین گے **قال الفاضل المجیب** قولہ۔ اور اسی بحث مین صاحب تحفہ فرماتے ہین و ہندی اشارحین انہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضے گفتہ اند کہ مراد ابوبکر ست و بعضی گفتہ اند عمر ست اسکے جواب مین علامہ کنتوری جھلا کر فرماتے ہین۔ ان ہذا لافک مبین۔ ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست۔ بجواب اسکے صاحب آیات بینات سلمہ نقلاً عن خاتم المحدثین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔ زیرا کہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی ہستند۔ الخ۔ اقول۔ آپکے خاتم المحدثین کے اس قول نے فیصلہ ہی کردیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجز لفظ فلان ابوبکر نہین ہان اسکی مرادی معنے مین بتقدیر تسلیم و تنزل احتمال ابوبکر یا عمر کا لکھا ہے پس جناب مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اسکا انکار نہین کیا کہ معنی مرادی احتمالی مین بھی علی تقدیر تنزل ابوبکر یا عمر نہین ہے **یقول العبد الفقیر لعلہ مولاہ الغنی** ۔ سخت حیرت اور نہایت تعجب ہے کہ آپ ایسی سلیس اور سہل عبارت مین ایسی فاحش غلطیان کرتے ہین۔ ای اہل سنت و تقل انصاف و عدل خدا کے لیے ذرا ہماری مجیب سبیب کی اس تقریر کو ملاحظہ فرماوین جس سے صاف معلوم ہو جائیگا کہ نہ عبارت تحفہ کا مطلب سمجھے اور نہ کنتوری کے مدعا تک رسائی ہوئی نہ ازالۃ العین کا مضمون ذہن عالی مین آیا۔ یا یہہ کہ مضمون سمجھ گئے ہین لیکن اپنے دیانت و انصاف کے ہاتھ سے لاچار ہین بمقتضاء اسکے ایسے خرافات باتین نہ فرماتین تو کیا کرین دیانت و انصاف کا ثبوت آخر کس دلیل سے ہو۔ اس قول مین اول خطای فاحش یہہ ہے کہ فرماتے ہین خاتم المحدثین کہ اس قول نے فیصلہ کردیا کیونکہ تسلیم کرلیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین لفظ فلان ہے اور لفظ ابوبکر نہین ہان علی تقدیر مرادی معنی کے تنزلاً احتمال ابوبکر لکھا ہے حالانکہ کسی نے یا صاحب تحفہ نے

نصاحب ازالۃ العین نے اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان لفظ
ابوبکر یا عمر مذکور ہے چنانچہ صاحب تحفہ نے بعد دعوی تحریف نسبت شریف رضی کے شراح کے
تعیین یعنے مرادی کو قرینہ اور دلیل ثبوت تحریف پر قرار دیا ہے چنانچہ علامہ دہلوی قدس سرہ
العزیز تحفہ مین فرماتے ہین - درین عبارت جناب امیر صاحب نہج البلاغت کہ شریف رضی است
برای حفظ مذہب خود تصرف کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ وبجای او لفظ فلان آوردہ ما سنت
تمسک نتوانمود لیکن کرامت حضرت امیر آنست کہ اوصاف مذکورہ صریح تعیین مبہم میکنند
چنانچہ بیان خواہد شد ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین لفظ فلان
اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند مراد ابوبکر ست وبعضی گفتہ عمر الخ - اس عبارت سے صاف
واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دعوی تحریف کے لیے دو دلیلین ذکر فرمائی اول یہ کہ اوصاف
مذکورہ تعیین مبہم کرتے ہین دوسری یہ کہ شراح نے بطور بیان مراد کے ابوبکر یا عمر کو
بیان کیا ہے اور یہ دعوی ہرگز نہین کیا کہ کتب شیعہ مین اس روایت مین بجای لفظ فلان کے
لفظ ابوبکر اور جب آپنے شیخ مرادی ہونے کو تسلیم کرلیا تو گویا خصم کی دلیل کو قبول
کرلیا اور دعوی ثابت مان لیا اور فیصلہ ہوگیا بشرطیکہ فیصلہ ہوجانے سے آپکی یہہ ہی مراد ہو
اور اگر فیصلہ ہوجانے سے رفع الزام مراد ہو تو وہ قیامت تک بھی ممکن نہین آخر آپکے علامہ
کستوری ایسے ہی ہر دمات مین گرفتار ہوکر سری ہی سے انکار کرنا شروع کردیا کہ نہ
ہماری شارحین نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد لی ہے نہ تعیین احد ہما مین اختلاف کیا ہے
تنبیہ توجیہات مذکورہ جو اس امر پر مبنی ہین کہ علماء امامیہ نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر کا مراد
ہونا تسلیم کرلیا ہے علماء امامیہ مین سے کسینے بیان کیے ہین حالانکہ علامہ کستوری کا یہہ فرمانا محض
غلط اور کذب تھا اور یہہ توجیہات ابن میثم نے نقل کیے تھے اور اگر بفرض محال اسکو تسلیم
کیا جاوے کہ یہہ نقل نہین بلکہ بحرانے نے اپنی طرف سے لکھا ہے تو یہی چونکہ بحرانے فضلاء بحرین
امامیہ سے ہے اور اسیکا لکھنا ثبوت الزام اور انکار کستوری کے بطلان کے لیے کافی ہوگیا

دوسری خطا وہی قدیم خطا ہے - کہ اسکو تنزلی فرما رہے ہین حالانکہ اس دعوی کے ثبوت سے
لیے نہ کوئی دلیل ہے نہ کوئی قرینہ ہے بلکہ قطعی قرائن اوسکی خلاف پر قائم ہین چنانچہ ہم پہلے
عرض کر چکے ہین - تیسری خطا نہایت فاحش اور قبیح یہہ ہے کہ فرماتے ہین کہ مفتی صاحب نے انکار
نہین کیا مگر لفظ ابو بکر بجای لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین اور اسکا انکار نہین کیا کہ تنزلی مراد
احتمالی مین بھی تقدیر تنزل ابو بکر یا عمر نہین ہے - اور یہہ سراسر کذب و دروغ و خلاف واقع
ہے اور مصداق مصرعہ چہ دلاورست الخ - کا ہی تحفہ کی عبارت موجود ہے اوسکو دیکھیے پھر اوپر
علامہ گنتوری کی عبارت ملاحظہ کیجیے - آپکی گنتوری صاحب تحفہ کا قول نقل کر کے فرماتے ہین
قولہ - ولہذا شارحین نہج البلاغت از امامیہ در تعیین فلان اختلاف کردہ اند بعضی گفتہ اند کہ مراد ابو بکر است
بعضی گفتہ اند عمر الخ - قولنا ان ہذا الا افک مبین - ازین ناصبی باید پرسید کہ کدام شارح
امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر یا عمر ست حالانکہ قبل ازین لبے الحدید غیر از قطب راوندی کسی بشرح
این کتاب شریف نہ پرداختہ چنانچہ ابن ابے الحدید در اول شرح خود گفتہ و لم یشرح ہذا
الکتاب قبلے فیما اعلمہ الا واحد وہو سعید بن ہبۃ اللہ بن الحسن الفقیہ المعروف
بالقطب الراوندی وکان من فقہاء الامامیۃ انتہی و نیز ابن ابے الحدید در شرح این کلام آنحضرت
بعد دعوی اینکہ گفتہ - فاما الراوندی فانہ قال فی الشرح انہ علیہ السلام مدح بعض
اصحابہ بحسن السیرۃ وان الفتنہ ہی التی وقعت بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من الاختیار والاثرۃ - جس شخص کو ذرا بھی عبارت سمجھنے کی تمیز ہوگی وہ تحفہ کی عبارت سے
سمجھ سکتا ہے کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول مین فرمایا ہے کہ شارحین نہج البلاغت
کا امامیہ مین سے باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہین لفظ فلان سے مراد ابو بکر ہے اور بعض کہتے ہین
کہ مراد عمر ہے - پس اس قول مین بصراحۃ اس امر کی نسبت دعوی ہے کہ کتب شیعہ مین
لفظ فلان سے بطور مراد کے یا ابو بکر یا عمر مذکور ہین - بجواب اسکے علامہ گنتوری نے اس
دعوی کی تکذیب کی اور فرمایا - ان ہذا الا افک مبین یعنے یہہ دعوی ظاہر بہتان ہے

اس ناصبی سے پوچھنا چاہیے کہ کونسی شارح امامیہ نے کہا ہے کہ مراد ابوبکر ہے یا عمر تو اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر مراد ہونے کی تکذیب ہے اور تحفہ کی عبارت مین نہ اس امر کا دعوی کیا کہ کتب شیعہ مین بجائی لفظ فلان کے لفظ ابوبکر یا عمر اس روایت مین موجود ہے اور نہ علامہ کنتوری کی تکذیب اسکی طرف راجع ہے پس آپکا یہہ فرمانا کہ مفتی صاحب نے انکار نہین کیا مگر لفظ ابوبکر بجائی لفظ فلان ہونے کا کتب شیعہ مین الخ سراسر دروغ بیفروغ ہے کسی ایماندار اہل شرم وحیا کا یہہ کام نہین کہ ایسا صریح دروغ بمقابلہ خصم پیش کرے لیکن چونکہ آپکو خوف خدا اور اہل علم سے شرم وحیا غایت درجہ کو ہے کہ کسی کو ایسی نہین ہو سکتی اسلیے آپ جو چاہین کرین جو کچھہ چاہین فرمائین۔ **قال الفاضل المجیب** ۔ قولہ ۔ زیرا کہ مراد ازین الخ ۔ اقول ۔ آپکے خاتم المتکلمین کے یہہ تقریر کیا ملمع کار ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس شارح علیہ الرحمۃ کی اور شراح امامیہ نے بھی یہہ توجیہ کی ہوگی سو عالمہ دینے مین ایسی تقریرین کرنے اہل دیانت کا کام نہین آپکے خاتم المتکلمین نے نہایت چھان بین کی اور بہت سی کتب کے اوراق گردانی فرمائے تب اونکو اس شرح مین یہہ توجیہات علی سبیل التسلیم والتنزل ہاتھ لگین اول تو ان توجیہات کو جو بتقدیر تسلیم وتنزل کے گئی ہین اور وہ بھی عام شیعہ کے ہین شرح مین لفظ امامیہ کا نام نشان تک نہین ہے الزاما بمقابلہ خصم پیش کرنا کمال دانائی ہے اور اوسپر لفظ مثل زیادہ کرنا اور طرہ ہے ۔ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** ۔ اول بجواب حضرت علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے آپکے کنتوری نے اسکا صاف انکار کردیا تھا سو اونکا انکار کچھہ پیش نگیا ۔ اور وہ اپنے اس انکار کے سزا پا چکے جو اہل شرم وحیا کے لیے بہت کچھہ ہے تو اونکے سلب تکلے کے مقابلہ مین اوسکی نقیض ایجاب جزئی ثابت کی گئی ۔ بلکہ ثابت ہوا کہ اونکا انکار محض تصور تتبع سے یا عناد سے ناشی تھا اب اپنی اسکا انکار فرمایا کہ سوائی بجرانے کے اور کسی شارح نے نہین لکھا ہے ۔ حضرت خاتم المتکلمین نے

لفظ مثل کا کذب خلاف دیانت بڑھایا افسوس کہ آپکو علامہ کنتوری کا حال دیکھکر عبرت
ہوئی اور علامہ کنتوری کے طرح بے تحقیق انکار کردیا - اول نہج البلاغت کی تمام شروح
وتراجم ملاحظہ فرمائی اوسکے بعد اگر انکار فرماوین گے تو قابل جواب ہوگا مین یقینا کہہ سکتا ہون
کہ آپ نے جمیع شروح وتراجم نہج البلاغت کے ملاحظہ نہین فرمائی ہونگی اسلیے عرض
کرتا ہون معاملہ دینی مین ایسی تقریر کرنا اہل دیانت کا کام نہین ہے - علاوہ ازین اسکے
بحث مین جو عبارت کہ حضرت خاتم المتکلمین نے فاضل مدائنی کے شرح کی نقل کی ہے
اوس سے صاف واضح ہے کہ وہ اور اوسکا استاد نقیب ابوجعفر بھی اس امر کے قائل
ہین کہ مراد لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر ہین مدائنی کہتا ہے کہ بنقیب گفتم کہ تعریض بحاضر وقتی
درست میشود کہ مدح شخص ماضی مطابق نفس الامر بود در اصبح شکی وتردد کی پیرامون آن نگردد
چون جناب امیر ہا ہن اوصاف معترف شود غایت مدح خواہد بود کہ بالاتر ازان نباشد
نقیب سر بگریبان فرو برده بعد تامل گفت راست میگوئی - انتہی - اگرچہ اس عبارت مین
بصراحۃ نام ابوبکر یا عمر کا نہین ہے لیکن چونکہ اس اعتراض کا مدار اس کلام کے تعریض ہونے
پر ہے اور ظاہر ہے کہ تعریض جناب ذی النورین کو ہوگی اور یہہ بھی بدیہی ہے کہ اونکو تعریض
بجز ذکر محاسن احد الخلیفتین سابقین کی نہین ہوسکتی تو ثابت ہوا کہ اصل کلام بیان
محامد احد الشیخین کو متضمن ہے اور حاصل اسکا وہی ہے جو بحرانی نے اپنی جواب ثانی
مین نقل کیا ہے - الثانی انہ جاز ان یکون مدحہ ذلک لاحدھما فی معرض توبیخ
عثمان الخ اور نیز خود حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کے آخر مین تصریح
لکھا ہے واز کلمات دیگر شارحین وترجمین این کتاب از امامیہ ہم ترجیح صدیق بحسبی
آیکما لایخفی علی المتتبعین لیکن چونکہ علامہ کنتوری کی تکذیب بحرانی کی نقل سے
بخوبی ہوچکی تھی اور شارحین سے نقل کے حاجت نہوئی - معہذا کیا یہہ خاتم المتکلمین کا
لفظ مثل لکھنا آپکے اور آپکے علامہ کنتوری کی تقریرات سے بھی زیادہ خلاف دیانت ہے

کہ بداہۃ کذب اور دروغ دعوے فرماتے ہین کہین کہتے ہین کہ کسی شارح نے لفظ فلان سے ابوبکر یا عمر کو مراد نہین لیا کہین کہتے ہین کہ یہہ اوصاف کیسے ابوبکر یا عمر پر محمول نہین کیے کبھی فرماتے ہین کہ یہہ توجیہات و اعتراض کسی عالم امامیہ نے نہین کیے پھر اسپر فاضل مجیب حاشیہ چڑھاتے ہین کہ مفتی صاحب نے بجائے لفظ فلان کے ابوبکر یا عمر مراد ہونے کی سوای اور کسی امر کا انکار نہین کیا حالانکہ ایسا اور انکی علامہ دستوری کا فرمانا بداہۃ خلاف واقع ہے پھر تعجب ہی کہ باایںہمہ دعای انصاف یہہ تقریر ین خلاف دیانت نہین معلوم ہوتین آری - ع - وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ - رہا توجیہات کا بنقدیر تسلیم و تنزل ہونا اور عام شیعہ کیطرف منسوب ہونا سو اسکا جواب ہم پہلے اس سے گذارش کرچکے ہین حاجت اعادہ نہین **قولہ** سعدا اپنے خاتم المتکلمین کے اس قول کا یہی جواب سینی قولہ زیرا کہ الخ - اقول کلام ابوبکر یا عمر کے تعیین حتمی مین ہے اور وہ ہرگز شرح ابن میثم علیہ الرحمۃ موجود نہین ہے بلکہ پہلے معلوم ہوچکا ہی کہ بحرانے علیہ الرحمۃ نے اول قول قطب راوندی علیہ الرحمۃ بیان کیا ہی - تاکہ معلوم ہو کہ مراد ابوبکر و عمر نہین ہے اسکے بعد قول ابن ابی الحدید نقل کیا ہی کہ وہ بعض وجوہ سے حضرت عمر کو ترجیح دیتا ہی نہ یہہ کہ تعین حتمی کرتا ہے پھر علی التنزل بطور فرض و تسلیم قول مخالف یعنی ابن ابی الحدید فرماتے ہین کہ درصورت ان ہردو کے مراد ہونیکی بعض وجوہ سے حضرت ابوبکر ترجیح رکھتے ہین بشرطیکہ اسکو استہزا نہ سمجھا جاوی پس اسکو تعین حتمی ابوبکر یا عمر قرار دینا کمال ہی دانائی ہے **اقول** جناب میر صاحب مین بحاف کہہ سکتے ہون کہ یہہ تحریر چونکہ اول سے آخر تک ایسی ہی خرافات اور واہیات سے بھری ہوئی ہے ہرگز اس قابل نہین تھے کہ کوئی اہل علم اسکے جواب مین قلم اوٹھائی مگر ہمکو اپنی خضرت مدظلہ کی ارشاد و ارپاس خاطر عنایت فرمائی بندہ منشی عنایت احمد صاحب گنگوہی سلمہ اللہ تعالی نے مجبور کردیا اور بجز امتثال کے کچھہ ہمکو چارہ نہین ہوسکا ناچار قلم اوٹھانا پڑا کیا انصاف اسیکا نام ہے کیا دیانت اسیکو کہتے ہین کہ بدون شرح ابن میثم دیکھے اوکی عبارتی

توجیہات بلکہ تحریفات بلکہ تکذیب فرمارہے ہین شارح ابن میثم نے اول مین قول قطب راوندی کا
اپنی شرح مین کہان لکہا ہے سب سے اول قول جو لکہا ہے یہہ ہے والمنقول ان المراد فلان
عمر جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ تعین حتمی ہے اور بموجب اپکی قاعدہ کے دلالت
کرتا ہے کہ قطب راوندی کا قول قابل اعتبار کے نہین اوسکے بعد اوسکی تائید ابن ابی الحدید
سی کی کہ وہ بہی اس امر کا قائل ہے کہ مراد لفظ فلان سی حضرت عمر ہین اوسکے بعد اپنی رائے ظاہر کی
کہ قطب راوندی کے قول کے سراسر مکذب ہے اور کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابوبکر کا مراد ہونا بہ نسبت
عمر کے زیادہ مشابہ بحق معلوم ہوتا ہے اس سی صاف معلوم ہوتا ہے کہ قولین اولین جو حضرت
عمر کی مراد ہونے پر دال ہین وہ بہی چنداں بعید عن الحق نہین صرف شبہ اور مشابہ بحق ہونیکا
فرق ہے جو مدلول افعل التفضیل کا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مرجح احدہما مستلزم مرجح آخر کو ہی لفظ
فلان سے مگر کسیکو شیخین مین سی مراد تسلیم کرلو تو دوسری کے مرجح اور حقیت بالاستلزام ثابت ہو جائیگی
لیکن قطب راوندی کے قول کی سراسر تکذیب ہی پس جو کچہہ بہ نسبت مراد ہونی احد الشیخین کے
بیان کیا ہے وہ جزما یقینی ہے خصوصا اوصاف مذکورہ کے جو شرح کی ہے اوسمین احتمال
یا تاویل کی گنجایش ہے باقی نہین چہوڑی شرح اوصاف مین صاف ثابت کردیا کہ مراد
ان سی کوئی خلیفہ ہے۔ اچہا بفرض محال ہمنے تسلیم کیا کہ تعین حتمی نہین ہے لیکن شارح نے
کسی طور پر آخر تعین کو بیان تو کیا ہے پس علامہ کمنتوری کا اوسکی نسبت مطلقا انکار کرنا
اونکی فاحش غلطی ہے یا نہین پس ایسی پوچ باتون سی اگر آپ چاہین کہ اہل حق کا استدلال
اوٹہہ جاوی یا آپکی علامہ کمنتوری کے جان الزام سے چہوٹ جائی تو یہہ ہرگز ممکن نہین
بلکہ جسقدر آپ اسکی حمایت فرمائنگی اوسیقدر الزامات زیادہ ہوتے جائنگی چنانچہ آپ اس بحث
مین دیکہہ ہی چکے اب ہی اگر کچہہ علم و فہم و حیا و شرم ہے تو سمجہہ جائی ورنہ آپکو اختیار ہے
وما علینا الا البلاغ۔ **قولہ** منجملہ اہم کہتے ہین کہ اگر شارح بحرانی علیہ الرحمۃ
کی یہہ توجیہات بدون فرض تسلیم تحقیقی ہے کی ہون اور اونکی نزدیک یہہ اصلی ہی

جواب ہون اور جناب مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس شرح کو ملاحظہ نفرمایا ہو تو کونسی عیب و نقص کی بات ہی یہہ کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر آپکے خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین محض اپنی اس توہم سے کہ جناب مفتی صاحب نے اس شرح کو نہین دیکھا کیا زبان درازی اور ہرزہ درائی کی ہے وہ شور و غل مچایا ہے کہ زمانہ کو سر پر اوٹھا لیا ہے حالانکہ ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا بروقت تحریر اسکی مضامین کا یاد نرہنا کچھہ بڑی بات نہین محض اس توہم سے انکو پایہ تصنیف و تالیف سے گراتے ہین اور صاحب تحفہ کی خبر نہین لیتے کہ اور کتب تو ایک طرف اپنی والد ماجد کی ہی کتاب ملاحظہ نہین فرمائی کتاب ہی کونسی جبکہ اور دنکو خود حوالہ دیتے ہین کہ اگر کوئی ان مضامین کو دیکھنا چاہی تو اوس کتاب مین دیکھی چنانچہ کئی جگہ اسی تحریر مین انکی یہہ بات ثابت کی گئی ہے - اور نیز اکثر صحابہ بلکہ حضرت خلیفہ ثانی جنکو کتاب اللہ دانی کا یہہ دعوی تہا کہ بمقابلہ حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسبنا کتاب اللہ فرمایا قرآن شریف کی آیت جسمین آنحضرت کے موت کا ذکر ہی بانچتے ہون اور بے بیان کرنے خلیفہ اول کے کہین کہ گویا آج ہی سنی ہے اونکی شانین کچھہ چون وچرا نکرین اور سند خلافت و امامت بے تکلف و بدین - ان ہذا لاشی عجاب اور یہہ حال اکثر کتب مین موجود ہی اگر حضرت مجیب کو شک ہو تو مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۵ مطبوعہ مطبع فخر المطابع ہے مطالعہ فرماوین چونکہ عبارت طویل ہے اسلیے ہم نہین لکہتے اور خلافت کا اہم مہام دین ہونا بہی اسی مقام مین لکہا ہے **اقول** حضرت فاضل مجیب کے سمع فہم و انصاف نے یہان بہی ٹہوکر کہائی اور ایسی ٹہوکر کہائی کہ منہہ کو آیا - حضرت پہلے مشا اعتراض سمجہیے بلکہ اول عبارت تحفہ دیکہیے پہر اپنے مفتی صاحب کا جواب بغور ملاحظہ فرمائیے پہر خاتم المتکلمین کے اعتراض کو بنظر تامل سوچیے اوسکی بعد جواب دیجیے - اول حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے تحفہ مین فرمایا کہ امامیہ شراح نہج البلاغت نے لفظ فلان سی جو نہج البلاغت مین بطور تخریف واقع ہی تعیین مراد مین

اختلاف کیا ہے بعضی کہتے ہین کہ مراد ابو بکر ہے اور بعضی کہتے ہین کہ اس سے مراد عمر ہے اسپر
آپکی علامہ کستوری فرماتے ہین کہ یہہ سراسر جھوٹ ہی کسی شارح امامیہ نے مراد ہونا لفظ فلان سے
ابو بکر یا عمر کا بیان نہین کیا وہذہ عبارتہ - ان ھذا الا افک مبین - ازین ناصبی بدیر سید
کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر یا عمرست الخ اسپر حضرت خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے
علامہ کستوری کی تکذیب فرمائی اور یاین عبارت فرمایا - قولہ ان ہذا الا افک مبین اقول
سبحانک ہذا بہتان عظیم - زیرا کہ مراد ازین شراح امامیہ مثل بحرانی ہستند ولیکن چون
این بے نصیب کتب مذکورہ ندیدہ میگوید کہ کدام شارح امامیہ گفتہ کہ مراد ابو بکر یا عمرست
اینک عبارت رئیس الحکماء والمتجرین کمال الدین مذکور بگوش خود بشنود و خاک مذلت بخود
برنیزد از سند تکلم و تصنیف برخیز حیث قال الخ - اسیطرح اور چند جگہ آپکے مفتی صاحب نے حضرت
خاتم المحدثین کے اس بحث مین تکذیب کی اور اپنا بتجر جتایا اور حضرت خاتم المتکلمین نے
اوسکی جواب مین آپکی مفتی صاحب کی تکذیب فرمائی اور ابن میثم کی عبارات نقل کرکے
اونکی دعوے بتجر کو توڑا - اب بعد اس تقریر کے آپ اپنی جواب کو مطابق کیجی اور خیال فرمائی
کہ آپکی جواب اور معارضات کو اس سے کیا ربط اور کیا مناسبت ہی تفصیل اسکی یہہ ہے کہ آپ
اسکی جواب مین فرماتے ہین کہ اگر بحرانی کی نزدیک یہہ توجیہات تحقیقی اور اصلی جواب ہون
گویا اونکی نزدیک بدون تنزل و استہزا کے ممدوح ان اوصاف عالیہ کے اور مراد لفظ فلان
سے حضرت ابو بکر رض یا عمر رض ہی ہون اور فی الواقع مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہ دیکھی ہو
تو کونسی عیب اور نقص کی بات ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا بوقت تحریر اوسکی مضامین کا
یاد نرہنا کچھہ بڑی بات نہین کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اسکی تحقیق ہمیشہ نظر رہے لیکن
ہم کب کہتی ہین کہ شرح ابن میثم کا نہ دیکھنا کچھہ عیب اور نقص کی بات ہی اور ہمنے اور ہماری
خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے کب کہا ہی ایک کتاب کا نہ دیکھنا یا اوسکی مضامین کا بوقت
تحریر یاد نرہنا کچھہ بڑی بات ہے اور ہمنے کب دعوی کیا ہے کہ ہر ایک عالم کی کتاب

اور اسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہنا ضرور ہے ہمارا اور ہمارے خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ کا اعتراض
تو یہہ ہے کہ اگر مفتی صاحب نے شرح ابن میثم نہین دیکھی تہی یا آپکو یہہ مضامین یاد نہین رہے تھے
تو یہہ زبان درازی اور ہرزہ درائی کیون فرمائی کہ کہین فرماتے ہین - ان ہذا الا افک مبین
لزین ناصبی باید پرسید کہ کدام امامیہ گفتہ کہ مراد ابوبکر یا عمر ست رکہین لکہتے ہین این ادعا
کذب محض ست کہین فرماتے ہین - ثبت العرش ثم انقش - اول اینمعنے باثبات باید رسانید
کہ مراد از لفظ فلان درین کلام ابوبکر ست الخ - اور کیون ایسا واویلا کیا کہ زمانہ کو سر پر اوٹہا لیا
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مفتی صاحب نے تمام شروح نہج البلاغت کا ملاحظہ فرمایا ہے
اور تمام شروح کے مضامین اور تمام شراح کی تحقیقات ضبط اور محفوظ ہین اگر آپ نہین
جانتے تھے تو لفظ فلان سے شیخین کے مراد ہونے کا انکار اور علماء امامیہ کی توجیہات کرنے
کا انکار کس بنا پر کیا اونکو تو دعوی تمام شروح کے دیکھنے اور تمام مضامین کے مستحضر ہونے
کا ہے - اگر باوجود اس نجانتی کی وہ سمجھتے ہوتے کہ مین نہین جانتا ہون تو اس شد و مد سے تکذیب و
انکار نکرتے بلکہ یہہ کہتے کہ مین نے سوای ابن ابی الحدید کے دوسری شرح نہین دیکھی یا تمام شروح نہین دیکھی
ہین اس دعوی کی تصدیق و تکذیب کی نسبت کچھہ نہین کہہ سکتا یا یہہ کہ تمام شروح دیکھی
ہتی مگر اس موقع کے مضامین مجکو یاد نہین رہی اسلے غیر ذلک اور اسمین چندان نقص
و عیب نہ تہا اگرچہ اسقدر تو اسمین بہی خلل تہا کہ جب کتاب تصنیف فرمانے بیٹہے اور خصم
کو جواب دینی کا ارادہ کیا تو کیا مشکل ہے کہ شروح نہج البلاغت کے اس موقع خاص کو
دیکہین خصوصاً ایسا امر کہ جسپر بطلان مذہب کا مدار ہو اور بقول آپ کے بعض شروح بہی
جسمین یہہ توجیہات مذکور ہون نایاب نہون تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ کتاب کہولکر دیکہہ
لین اور یون ہی دعوی فرمائین جس سے معلوم ہو کہ انکا علم تمام شروح کے مضامین کو حاوی
ہے پس واضح رہے کہ نہ آپکی مفتی صاحب نے اپنے نجانتی کا اظہار کیا اور نہ اعتراض علم
علم پر ہے بلکہ بجل اعتراض مفتی صاحب کا دعوی تجر ہے کہ باوجود نہ جانتی کے اپنا علم

وتجرکنہ با دافتراء جتلا رہی ہین اسپر آپکا یہہ جواب دینا کہ نہ جاننا کچھہ عیب کی بات نہین اور نہ محفوظ رہنا کچھہ بڑی بات ہے یہہ ایسا جواب ہی کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنی مفتی صاحب کی عبارت کو بھی نہین سمجھی ورنہ اتنا تو سمجھتے کہ اعتراض سے بچا ننا ثابت ہوتا ہی یا جاننا اور ازالۃ الغین کی عبارت کو بھی نہین سمجھے اور نہ اس جواب کو اونسے کچھہ لطف و تعلق ہی علاوہ ازین اس تقدیر پر کہ بحرانی نے جو کچھہ تحریر فرمایا وہ تحقیقی اور واقعی ہو اور اونکی نزدیک یہہ جواب اصلی جواب ہون اور مفتی صاحب نے شرح ابن میثم کو ملاحظہ نفرمایا ہو یا اوسکی مضامین اونکو یاد نرہی ہون حسب بیان علامہ ابن میثم یہہ اعتراض ان المدائح التی ذکرھا علیہ السلام فی حق احد الرجلین بنا فی ما اجمعنا علیہ من تخطیھم و اخذھما منصب الخلافۃ فاما ان لا یکون الکلام من کلامہ علیہ السلام او ان یکون اجماعنا خطأً وارد ہوتا ہی اور علامہ بحرانی نے خود جواب شیعہ سے نقل کیے ہین وہ جواب بداہۃ معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز صلاحیت رفع اعتراض کے نہین رکھتے چنانچہ حضرت صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل سے اس امر کو ثابت کر دیا ہے تو اب فرمائی کہ ہر دو امور مندرجہ اعتراض ہین سے کسکو اختیار فرمائی کہ یا آپکا اجماع خطا پر ہے یا یہہ کلام جناب امیر کا کلام نہین ہے اور شریف رضی نے من تلقاء النفس کذبا بڑھا دیا لیکن یہہ تو اصلح ہے کہ شریف رضی تو دیدہ و دانستہ ایسی کلام کو جو صریح مدح شیخین پر دلالت کرے اپنی خلاف مذہب کیون بڑھاتا ایسا احتمال موجبات زہب مین تو ہو سکتا ہی اور منافیات مذہب مین یہہ امر بالکل مفقود ہی ماوانشگر کا عذر غیر مسموع علی الخصوص حاشیہ پر بخط الرضی لکھا ہوا ملگیا کہ لفظ فلان کے نیچے بعمر لکھا ہتا تو شریف رضی کے بڑھانی اور اس کلام کے جناب امیر کی کلام نہونے کا تو احتمال باطل ہوتا ثابت و متعین ہوا کہ آپکا اجماع خطا پر واقع ہے - و ہو المطلوب - اگرچہ اس گذارش سے آپکی معارضات بھی باطل ہوگئے تھے لیکن ذرا تفصیل سے سنیے کہ اول معارضہ جناب نے حضرت صاحب تحفہ قدس سرہ العزیز کی نسبت اپنی والد ماجد کی تصنیفات نہ دیکھنے کے

بارہ مین فرمایا اور فرمایا کہ ہم کئی جگہ اس تحریر مین یہہ امر ثابت کر چکے ہین - پس اسکا جواب تو یہہ ہے کہ یہہ محض جناب کی خوش فہمی ہے کہ آپنے اپنی عادت کے موافق عبارت ازالۃ الاخفار کے مطلب سمجھنے مین غلطی کی تھی چنانچہ جس جگہ اس تحریر مین آپنے یہہ دعوی فرمایا ہے وہین ہم یہی بخوبی اوسکو باطل کر آئے ہین حاجت اعادہ نہین ہے - دوسرا اعتراض آپنے حضرت خلیفہ فاروق رضی اللہ عنہ کے نسبت آیت قرآنی متضمن ہوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد نرہنی کی بابت فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اول نسیان کسکے نزدیک محل اعتراض نہین یاد آتا ہے کہ بعض شیعہ نے نسیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی جائز رکھا ہے - خود جناب امیر شیطان لعین کے مہلت یافتہ ہونے کو بھولی ہوئی تھی اور ابلیس کی تلقین سے مستثنیہ ہوئی - اور نہ خاتم المتکلمین کا اعتراض نسیان کی بابت ہے پس جب نسیان منافی نبوت نہین تو ناقص خلافت کیونکر ہو سکتا ہے - معہذا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا نسیان بوجہ صدمہ ہوش ربا وفات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش آیا تھا - مگر آپکے مفتی صاحب پر کیا مصیبت پڑی اور اونکو کیا صدمہ پیش آیا جس سے اونکی ہوش و حواس سلب ہو گئی اور باختہ حواس ہو کر یہہ غفلت طاری ہوئی اور نسیان پیش آیا اگر حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے اعتراضات کا صدمہ مصیبت ہے اور انکا وارد عضال ہونا اسکا باعث ہے تو ہم بھی آپکے مفتی صاحب کو معذور سمجھتے ہین علاوہ ازین اس موقع مین کہ جو جناب مفتی صاحب کو پیش آیا اور دوسری مواقع مین کہ جس جگہ کتب کا نہ دیکھنا یا مضامین کا یاد نرہنا کچھہ عیب یا نقص کا باعث نہین سمجھا جاتا بون بعید ہے وہ یہہ کہ جسجگہ کتب کا نہ دیکھنا یا وقت تحریر مضامین کا یاد نرہنہ معیوب نہین سمجھا جاتا وہ موقع ہے کہ جہان فیما بینہما تعلق بعید ہو کہ اس سے اون مضامین کیطرف انسباق ذہن کا کم ہو اور انتقال فکر کا ادہر سے اودہر نادر ہو ایسے مواقع مین اگر وقت تحریر مضامین یاد نرہے یا کتاب کو نہ دیکھے تو معذور سمجھا جا سکتا ہے اور یہہ موقع جو

آپکے مفتی صاحب کو پیش آیا کہ خصم نے اپنی ثبوت دعوی مین ایک کتاب کے خاص موقع کو
مستدل قرار دیا اور اوس کتاب کے شروح کے مضامین متعلقہ کو اپنی دعوی کی تائید مین
بیان کیا تو اگر کوئی شخص اوس خصم کے جواب مین یہ وں اسکی کہ شروح دیکھی اور اونکی طرف
مراجعت کری اور خصم کے دعوی کا صدق یا کذب کتب سے مقابلہ کرکے معلوم کری۔ صاف
انکار کردی اور کہی کہ کسی کتاب مین اسکا نام ونشان نہین اور یہہ دعوی محض کذب و دروغ
ہی۔ حالانکہ خود یہہ انکار وکذب محض کذب و دروغ ہو۔ تو ہرگز وہ معذور نہ سمجھا جائیگا اور کبھی
ملامت سے نہ بچیگا پھر اگر کوئی اوسکی اتباع مین سے اوسکی حمایت کری اور عذر کری کہ آپنے
کتاب نہین دیکھی تہی اور آپکو یاد نہین رہا تہا۔ تو یہہ کسی عاقل کے نزدیک قابل التفات
نہوگا بلکہ مصداق مثل مشہور عذر گناہ بدتر از گناہ کا سمجھا جائیگا کیونکہ اس موقع مین
بوجہ غایت اتصال و قرب تعلق فیما بینہما اوسپر واجب تہا کہ شروح کی طرف مراجعت
کری اور اس دعوی کے صدق و کذب کو کتب سے مقابلہ کرکے دیکھے تو اوسنے ترک
واجب کیا اور اپنی مذہب کی حمایت مین صریح مرتکب کذب وخیانت کا ہوا تو ایسی
موقع مین جسقدر ملامت کیجاوی بجا ہے اور جسقدر گرفت کیجاوی زیبا۔ پس ہمارے فاضل کا
بحمایت اپنے مفتی صاحب کے فرمانا کہ اگر وہنون نے کتاب نہ دیکہی ہو یا مضامین یاد نہی
ہون تو کیا عیب ونقص کی بات ہی۔ سراسر واہیات ہی بلکہ ہم کہہ سکتی ہین کہ یہہ سراسر
عیب اور نقص اور خیانت وکذب اور مرتبہ تصنیف کے بالکل مخالف ہے۔ رہا خلافت
کی اہم المہمات ہونیکا جو آپ اشارہ فرماتے ہین سو یہہ وہ غلطی ہے جو ابحاث سابقہ مین
آپکو پیش آچکی اور بتفصیل تمام اسکی نسبت ہم گذارش خدمت کرچکے ہین **قال الفاضل**
المجیب ۔ قولہ۔ یہہ ایک بحث کا حال ہے جس سے علماء شیعہ کا پایہ علم اور تدین
بخوبی معلوم ہوسکتا ہی حالانکہ اس بحث کی غلطیونکا استیفا نہین کیا گیا۔ اقول۔
ہان یہہ ایک بحث کا حال ہی جس سے علمائے سنیہ کا پایہ علم و دیانت وفہم و فراست

وعقل کی بست بخوبی معلوم ہوسکتا ہے حالانکہ اس بحث کی غلطیوں کا بھی استیفا نہیں کیا گیا
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - بحول اللہ تعالے وقوتہ اہلسنت کا پایہ
علم و دیانت و فہم و فراست ایسا ظاہر و باہر ہے کہ کسی پر مخفی نہیں رہ سکتا یہ ہی جماعت مصداق
ید اللہ علی الجماعۃ و غضب اللہ علی من خالفہا کے ہے - اور علماء شیعہ کا
پایہ علم و دیانت و فہم و فراست قابل تماشا ہے کہ جنکے اکابر نے مذہب اونکی زعم میں بیسہ تقیہ
کی پردی میں مخفی رہے اور مذہب کو دائما صندوق تقیہ میں بند رکھا سو بحمد اللہ فریقین کے علم
و دیانت اور فہم و فراست کی حالت اسی بحث سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے بشرطیکہ
انصاف کا چشمہ چشم بصیرت پر لگا کر دیکھا جاوے **قول** - اگر کسیقدر اس بحث کی
مفصل جواب میں بیان ہوا ہے کہ علاوہ خلاف واقع بیان کرنے وغیرہ کے علم
و فضل کا مرتبہ بھی بدرجہ کمال حاصل کیا ہے - یہانتک کہ جو باتیں کہ درس خوان اہلسنت
کو معلوم ہیں انسے بھی کمال مہارت بہم پہونچائی ہے - جیسا کہ اللہ بلاد فلان کو بدروغ از
قسم قسم دروغ فرماتے ہیں حالانکہ کتب نحویہ و لغویہ میں تصریح ہے کہ اللہ در وہ و لہد ابوہ و لہد بلادہ
مثل مادہ کے کلمات تعجب سے ہے قسم سے اسکو کیا علاقہ - اور جواب تنزلی و تقدیری کو اصلی
سمجھنے میں فیا للعجب اس علم و فضل پر کوئی صاحب خاتم المحدثین اور کوئی صاحب خاتم
المتکلمین کا خطاب اپنی اہل نحلہ سے پاتا ہے ان ہذا لشی عجاب **اقول** اہل انصاف
برائے خدا ذرا اس بحث کو جو ہمارے فاضل مجیب نے بصد ناز و افتخار تحریر فرمائی ہے سنیں
اور حضرات علماء شیعہ کا مرتبہ علم و فضل ملاحظہ فرمائیں کہ واقعی جو باتیں کہ اطفال مدرسہ کو معلوم
ہونگی حضرات اونمیں غلطاں و پیچاں ہوتے ہیں اور انسے بھی واقف نہیں میں غلط کہا
بلکہ اونمیں کمال مہارت بہم پہونچائی ہے - آپ اعتراض فرماتے ہیں اور ظاہر یہ ہے
کہ آپ اپنے علماء سے نقل فرماتے ہونگے - کیونکہ آپ تو فرما چکے ہیں کہ میں محض فارسی خوان
ہوں - آپکو کتب نحویہ و لغویہ سے تحقیق لہ بلاد وغیرہ سے کیا تعلق اور نیز اس قول کے شروع عبارت میں ہی

اہل انصاف اس فاضل مجیب کی عبارت پر غور کریں کہ علماء اہلسنت کو بغلان و
غلط احکام کی تہمت دیتے ہیں۔

اسطرف ایما ہی کی لکھتے ہین - اس بحث کی جواب مین مفصل بیان ہوا ہے تو ہمکو یہہ کہنا چاہیے
کہ فاضل مجیب نقلاً اپنی علما سے اعتراض نقل کرتے ہین کہ علماء اہلسنت نے لعنہ بلاو فلان کو
بدروغ قسم دروغ فرمایا ہے حالانکہ یہہ کلمہ تعجب کا ہے - اب اسکا جواب سنیے کہ یہہ آپکی علما
کا محض کذب اور افتراء اور بہتان ہے ہرگز علماء اہلسنت نے لعنہ بلاو فلان کو جو حسب تصریح
فاضل بحرانی کلمہ مدح کا ہے قسم نہین فرمایا ہے صواعق اور تحفہ اور ازالۃ الغین میری نظر سے
بھی گذری ہین اور غالبًا تحفہ کی نسبت یہہ اعتراض ہوگا اسلیے مین عبارت ان کتابونکی نقل کرکے
اپنے فاضل کو اونکی علما مجتہدین کے تبحر اور تقدس کے قسم دیکر پوچھتا ہون فرمائین تو سہی کہ اس
عبارت مین کہان لکھا ہے کہ لعنہ بلاو فلان کلمہ قسم ہے خواجہ نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ صواعق مین یہہ
خطبہ نقل کرنے کے بعد اول جواب وکان منہ علی وجہ استصلاح من غیقد صحۃ
خلافۃ الشیخین کی ضمن مین فرماتے ہین فانہ اثبت للامام المعصوم انہ کذب عشر کذبات
صراح موکدۃ وحلف عشر حلفات کاذبۃ من غیر الجاء ضرورۃ داعیۃ الیہ فان استصلاح
واستجلاب قلوبہم تحصل بغیر الکذب والیمین الکاذب اونیز دوسری جگہ لکھتے ہین
فانہ وقوع الفتنۃ فی خلافۃ عثمان کان معلوما لکل احد غیر خفی وہل یخفی علی
الناس القسم وانہ حلف عشر حلفات کاذبۃ الی ان قال - فان المومن اللبیب لا یرتکب
الکذب والیمین الکاذب لامر یحصل بالصدق فضلًا عن الاکاذیب الایمان
الکاذبۃ - حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز تحفہ مین توجیہ اول کے ضمن مین فرماتے ہین
لکن برعائل منصف پوشیدہ نیست کہ وہ دروغ موکد بقسم را نسبت بجناب معصومی نمودن
کہ برای غرض سہل وما یعنینے ولداری چند کس الخ - پھر فرماتے ہین کہ کدام ضرورت بحی اینہمہ
تاکیدات ومبالغات وایمان غلاظ شدہ بود - پس یہہ عبارتین ہین اسمین کہان لکھا ہے
کہ لعنہ بلاو فلان کلمہ قسم ہے حضرات شیعہ کی یہہ عادت ہے کہ اپنی خوش فہمی سے ایک غلط
مضمون تراش لیا اور اوسپر اعتراض کرنے لگے بمقتضا اپنے کمال فضل وعلم کے

اسجگہ یہہ سمجھہ لیا کہ لعمر بلا و فلان کے معنی قسم کے لکھی ہین اور اسپر ناحق واویلا شروع کردیا
اب دیہہ کہ شاید اپنی کمال تبحر اور سمہ دانی سے یہہ سوال کرینگے کہ اگر لعمہ بلا و فلان کے معنی قسم کے نہین لکھی ہی تو پھر یہہ قسم کہانسے
پیدا ہوئی اور کونسا حرف قسم کا عبارتمین موجود ہی جسکے معنے قسم کے خواجہ نصر اللہ اور علامہ دہلوی نے لکھی
پس اسکا جواب یہہ ہی کہ نحو کی چھوٹے چھوٹے رسائل مین لکھا ہی کہ قسم بقدر مثل محذوف کے ہوتی ہی چنانچہ غالبًا کافیہ ابن حاجب مین ہے
وتقدیر القسم کا لفظ پس اللہ بلا فلان کلمہ مدح کا ہی - بعد اوسکے لفظ لعمہ قسم مقدر پر دال ہے
اور اوسکا جواب واقع ہے مغنی اللبیب مین لکھا ہے وقال غیرہ (زمخشری) فی نحو
ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم قد فی الجملۃ الفعلیۃ الجواب بھا القسم مثل
ان واللام فی الجملۃ الاسمیۃ الجواب بھا القسم فی افادۃ التوکید دوسری جگہ
لام تاکید کے بیانمین لکھا ہی وبعضھم المتصرف المقرون بقد نحو ولقد کانوا عاھدوا
اللہ من قبل لقد کان فی یوسف واخوتہ ایات والمشھوران ھذہ لام القسم
بعضا وہین لکھا ہے ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم فی السبت اللام موطئۃ للقسم
اسپر محشی عبد الحکیم لکھتا ہی ای ممھدۃ ومعینۃ للقسم المحذوف وقرینۃ علیہ تو ان
عبارات سے معلوم ہوا کہ یہان قسم مقدر ہی اور تقدیر عبارت اسطرح ہے - لعمہ بلا و فلان
فواللہ لقد قوم الاود الخ ای حضرت میر صاحب آپکے علمانے ہمپر یہہ اعتراض کرکے
اپنی علم و فضل کے آپ ہی وہیل سند دیدی پھر اوسپر آپکا اسکو نازد افتخار کے ساتھہ
ہمارے مقابلہ مین لکھنا اور نیا طرہ - یہہ ایک چھوٹی سی بحث ہی جس سے پایہ علم و فضل علمار شیعہ
و علمار اہلسنت کا بخوبی معلوم ہوسکتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ علمار اہل سنت
خطاب خاتم المحدثین اور خاتم المتکلمین کے لائق ہین یا علمار شیعہ جنکو چھوٹے چھوٹے مسائل نحو مین
بھی کمال مہارت ہی خطاب مجتہد اور علم الہدی کے اور صدوق کے لائق ہین - رہا ابن
میثم کے جواب کو نثر لی و تقدیری کہنا ایسی خطا فاحش ہے کہ جسکو تھوڑی سی عقل و انصاف
ہو وہ بھی اسکو سمجھہ سکتا ہے اور اگر فاضل مجیب شرح ابن میثم ملاحظہ فرمائنگے تو خود اپنی

اس خطا پر متنبہ ہو جائنگے **قال الفاضل المجیب** قولہ - اگر تامل کیا جاوی تو جوابات تحفہ ایسی غلطیونسے پر ہین پس اب انصاف سے فرمائیے کہ تحفہ زیادہ عدم اعتماد کے قابل ہے یا اوسکے جوابات معہ علیہ جناب مخاطب - اقول آپنے جوابات تحفہ کب دیکھے کہ تامل فرماتے اگر آپ انکو دیکھتے اور کچھہ تامل و انصاف سے کام لیتے تو آپکو کالشمس فی نصف النہار روشن ہو جاتا کہ صاحب تحفہ کی بہت ہی کم ایسی قول ہونگی جو غلطی و خلاف واقع گوئی سے خالی ہون اور حاشا کہ جوابات تحفہ مین غلطی ہو **یقول العبد الفقیر لمولاہ الغنی** ایسی خرافات و کذب کے جواب مین بجز اسکے کہ ہم سکوت کرین - یا ہم بھی جھوٹ بولین کہ آپ سچ کہتے ہین اور کچھہ جواب نہین دیسکتے **قولہ** اگر آپکا یہہ فرمانا صحیح ہوتا تو ابتک کوئی صاحب تو آپ صاحبونمین سے مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکھتا - **اقول** جب وہ اس قابل ہی نہین کہ اہل علم اونکے جواب کیطرف متوجہ ہون تو ہمارا اصل استدلال جو ابطال مذہب شیعہ پر تھا بجای خود باقی رہا پھر ہمکو اونکے جواب لکھنے کے اور ناحق تضییع اوقات کی کچھہ ضرورت نہین ہے علاوہ اسکے ہمارے یہی ایسی کتابین ہین جنکا علماء شیعہ نے جواب نہین لکھا تو ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ اگر ہمین غلطی ہوتی تو آپ صاحبونمین سے کوئی تو مرد میدان ہوتا اور اونکا جواب لکھتا - **قولہ** آپکے خاتم المتکلمین کی یہہ جرات نہ ہوئی مگر ہان خال خال جہان کہین اونکو اپنے سمجھہ کے موافق قلت تدبر و تفکر سے جای انگشت معلوم ہوئی اس قول کو نقل کر کے بہت کچھہ شور و غل مچایا - مگر اہل فہم و انصاف جانتے ہین کہ فضول تھا - چنانچہ اسی بحث سے جسکو آپنے بڑی ناز و افتخار سے تمہید لکھا تھا معلوم ہو گیا **اقول** ہماری خاتم المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصانیف مین جو بالاستقلال آپکے بعض تحریرات کے جواب مین فرمائے تبعا لاستطراد احسب محل و موقع جوابات تحفہ وغیرہ کے بخوبی قلعی کھول دی ہے جس سے صاف واضح ہے کہ یہہ جوابات قابل التفات طلبہ علوم ہی نہین ہین چہ جائیکہ علماء مقصدی جواب ہون چنانچہ

اہل انصاف وفہم جانتے ہین اور سمجھتے ہین اسی بحث سے جو ابھی گذر چکی بخوبی واضح ہے **قولہ** آپ ہی انصاف فرماوین کہ جب آپنے تحفہ کے اجوبہ ملاحظہ ہی نہین فرمائی تو آپ کیونکر اونکی اعتماد وعدم اعتماد کی بابت کچھ کہہ سکتے ہین **اقول** یہہ اپکا خیال وزعم بالکل غلط ہے جسکی کچھہ اصل نہین **قولہ** جاننے والے سے کہنے والے جانتے ہین کہ کون اعتماد کے قابل ہے **اقول** بیشک اسپر ہمارا بھی سواد ہے **قال الفاضل المجیب** - قولہ - شیعونکی بعض فرضی کتابین گھڑلین جناب مخاطب کی تحریر سے تو اونکا مادہ علمی اسقدر معلوم نہین ہوتا کہ اپنے مذہب کی تمام کتب یا تمام کتب مشہورہ پر عبور اور اونکی واقفیت ہو - **اقول** - اس آپکی تشخیص پر ہم بھی صاد کرتے ہین مین اپنی کم علمی بیحد انی شروع ہی مین عرض کر چکا ہون **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** چونکہ اسجگہ فاضل مجیب نے جو ہماری جواب کی عبارت نقل کی ہے اوسمین خلط واقع ہوتا ہے بنا وناظرین اقوال کو یقین اقوال مین تردد واشتباہ واقع ہو اسلیے بنظر احتیاط عرض کرتے ہین کہ اسجگہ جو لفظ قولہ ہماری فاضل مجیب کی کلام مین واقع ہے یہہ قول ہماری تحریر مین کا ہی اور ضمیر اسکی راجع بطرف فاضل مخاطب ہی اور بعد اسکی عبارت شیعونکی بعض فرضی کتابین گھڑلین اصل سوال فاضل مخاطب کا جملہ ہے جسکا جواب ہمنے لکھا ہے اور کہا ہی جناب مخاطب کے تحریر سے الخ پس ناظرین یہہ خیال نفرماوین کہ قولہ کے قائل فاضل مجیب ہین تو ضمیر ہماری طرف راجع ہے اور عبارت شیعونکی بعض فرضی الخ ہماری عبارت ہی جیسا کہ نی سے مستفاد ہوتا ہے فلیتنبہ - سابق مین ہماری فاضل مخاطب نے ہمارے قولہ کو اپنے قولہ کے ساتھہ ملاکر بتکرار قولہ قولہ کرکے لکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ایک لفظ قولہ سہواً کاتب سے ترک ہوگیا ہوگا یا عمداً کہ یہہ مستقبح سمجھکر چھوڑدیا ہوگا - تعجب ہی کہ باینہمہ بیحد انے اگر یہہ کسر نفس کے طور پر نہین ہے تو اپنے اصول وفروع مین بلا تقلید سزیبہ حق الیقین کا کیونکر پیدا کرلیا معلوم ہوتا ہے کہ اصل ادعائے ہمہ دانی ہے اور یہہ محض تواضع -

قولہ لیکن اگر گستاخی معاف ہو تو بصد ادب اسقدر گذارش ہے کہ بندہ تو تمام کتب یا تمام کتب مشہورہ پر عبور نہین رکھتا اور واقف نہین مگر جناب باینہمہ ادعای علم و فضل اصل مسئلہ متنازعہ فیہ سے ہی آگاہ نہین چنانچہ امامت کو مسائل فروعیہ سے بیان کرنے مین ازالۃ الغین کے حواشی کی ضرورت ہوئی - اس مسئلہ کو آپکی کتب احادیث وغیرہ حتی کہ کتب عقائد مین اہم المہمات لکھا ہے مگر آپ اسکو اہم المہمات نہین جانتے یہ محض کتب کلامیہ و عقاید و احادیث وغیرہ پر عبور نہونے کا ہی سبب معلوم ہوتا ہے ورنہ شاید اجتہاد کا دعوی تو آپکو بھی نہو **اقول** حضرت نے دریافت فرمایا تھا کہ مسئلہ امامت اہل سنت کے نزدیک اصول دین سے ہے یا فروع سے بندہ نے بجواب اوسکے عرض کیا کہ اہلسنت کے نزدیک مسئلہ امامت فروع مین سے ہے اور اوسکی ثبوت مین حوالہ خاتم المتکلمین کے عبارت کا جو اسوقت سامنے موجود تھی لکھنا کافی سمجھا پس اسپر جناب کا فرمانا کہ اصل مسئلہ متنازعہ فیہا سے آگاہی نہین آپ ہی انصاف فرماوین کہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اگر آپ کسی مسئلہ مین اوسکی ثبوت کے وقت حوالہ اپنی مجتہد العصر یا مفتی کنتوری صاحب کا دیوین اور مسئلہ ہی صحیح فرماوین تو کوئی دعوی کر سکتا ہے کہ آپ اس مسئلہ سے آگاہ نہین حاشا وکلا - اور بالفرض اگر مین شرح عقاید کا حوالہ دیتا تو ہی آپ یہہ ہی اعتراض فرما سکتے تھے جبتک کہ تمام کتب عقاید و احادیث وغیرہ کی ذکر نکی جاتے حالانکہ کوئی شخص تمام حوالونکو جمع نہین کرتا - ظاہر ہے کہ حوالہ سے مقصود یہہ ہوتا ہے کہ مسئلہ کی صحت کی نسبت طمانیت ہو جاوے اور یہہ بمجرد نقل قول کسی معتبر عالم کے حاصل ہو سکتا ہے علی الخصوص جبکہ مسئلہ ہی مسائل فروعی مین سے ہو اور یہہ امر حضرت خاتم المتکلمین کے طرف حوالہ سے بخوبی حاصل ہے پس اوسکی نسبت جناب کا عدم آگاہی فرمانا عدم آگاہی قانون انصاف نہی ہے - اگرچہ یہہ بات مسلم اور صحیح ہی کہ بندہ کو تمام کتب کلامیہ و احادیث وغیرہ پر عبور نہین ہے اور نہ بندہ کو دعوی اجتہاد ہی مگر تعجب یہہ ہی کہ آپکی جناب مفتی صاحب کے خلاف واقع دعوی فرمایا کہ شروح رجح البلاغۃ

مین کہین یہہ توجیہات مذکور نہین اور جناب نے اوسکی نسبت عذر فرمایا کہ کیا ضرور ہے کہ ہر عالم کی کتاب اور اوسکی تحقیق ہمیشہ مدنظر رہے ہر ایک کتاب کا مذہب یاد رہنا یا بروقت تحریر اوسکی مضامین کا یاد نرہنا کچھہ بڑے بات نہین اور کچھہ عیب و نقص کی بات نہین کہ اگر ایک کتاب کو نہ دیکھا ہو یا اوسکی مضامین یاد نرہی ہون - پس جب آپکے نزدیک شرح نہج البلاغت کو ندیکھنے سے آپکی مفتی صاحب کے تجرمین کچھہ فرق نہ آیا اور انکی کذب کیطرف سے یہہ عذر بارد فرمایا اور بر سر و چشم قبول کرلیا تو ہمنے ایسا کیا قصور کیا تھا کہ باوجود یکہ مسئلہ صحیح عرض کیا اور حوالہ بھی صحیح دیا لیکن ہان تمام حوالونکو جمع نہین کیا اسکو ہماری کتب عقاید و احادیث وغیرہ پر عدم عبور کا سبب قرار دیا اور عدم آگاہی اور ناواقفیت سمجھا - آپنے انصاف کے کس قاعدہ کے موافق یہہ فیصلہ فرمایا آپکی مفتی صاحب باوجود خطا کے بھی متجر ہی رہین اور ہم بے خطا ناواقف و نادان سمجھی جائین یہہ صریح ہٹ دھرمی اور حق پوشی نہین تو کیا ہے - انصاف تو اسکو مقتضی ہے کہ اگر ہمکو آپ صرف اس وجہ سے مطعون کرتے ہین کہ ہمکو کتب احادیث و کلام وغیرہ پر عبور نہین یا وقت تحریر مضامین یاد نرہی تو اپنی مفتی صاحب کو بھی اگر دو چند نہین تو ہماری برابر تو مطعون و ملام بنایئی - رہا اہم المہمات کا ذکر کرنا یہہ وہ خوش فہمی ہے جو بہت جگہ اس تحریر مین آپنے ظاہر فرمائی ہے کہ ہم گنتی گنتے تھک گئے - اور اسکا جواب مفصل سابقاً مذکور ہو چکا ہے -

قال الفاضل المجیب - قولہ اگر دعوی ہے اور اجازت ہو تو بندہ معیار امتحان سے اس امر کی بخوبی آزمائش کرسکتا ہے - اقول - بندہ کو ہرگز دعوی نہین ہے مین کیا اور میرا دعوی کیا جاہل و ظالم و ناقص ہیچ میرز و ہیچمدان اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقۃ ہون اور اسکی جواب مین بجز اسکے کہ جناب نے اپنی بلند حوصلگی و عالی ظرفی ظاہر فرمائی ہے کیا عرض کرون اگر غرور و تکبر معیوب و ممنوع نہوتا تو شاید بخیال اسکے کہ التکبر مع المتکبر صدقۃ یہہ شعر عرض کیا جاتا - **بیت** خوش بود گر محک تجربہ آید بمیان ✦ تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد

یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی اگرچہ ہمنے بعض مضامین پہانت کہی ہی
گذارش خدمت اقدس کرنیکو لیکن جب جناب نے ترک دعوی مین اسقدر عجز وانکسار فرمایا۔ گو
کسی طرح سہی تواب انسانیت سے بعید معلوم ہوتا ہی کہ ہم کچھہ اس عنوان خاص سے لکھین اور فی الحقیقت
یہہ تمام تحریرات ہی محک امتحان مین اس سے سب کچھہ واضح ہو چکا ہے۔ رہا بندہ کی نسبت
جو جناب نے بلند حوصلگی و عالی ظرفی طنز و تعریض کے طور پر اور تکبر صراحۃ تحریر فرمایا۔ گویا
اپنی ہی حال کا نقشہ کہینچا ہے کیونکہ بندہ تو محض سائل ہی ہے پس قال الفاضل المجیب
قولہ۔ سہنا بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتے ہین اور وہی بعض ازمنہ مین بفقود دمستور
اقول۔ آپنے یہہ مضمون ازالۃ الغین سے نقل تو کر دیا مگر ذرا غواص طبع کو بحر تفکر مین غوطہ
نضرمایا کہ بالفرض اگر یہہ آپکا قول تسلیم ہی کر لیا جاوے تاہم وہ کتب گو بعض ازمنہ مین مفقود
و مستور و متداول نہ ہون مگر اسنہ علماء کتب رجال مین تو ضرور مذکور ہونگی ورنہ اونکی سند کیونکر
جائز ہوگی۔ آپکے خاتم المتکلمین عن ازالۃ الغین مین فرماتے ہین کہ مخفی نیست کہ بسا باشد کہ
کتابے در زمانے شہرت می یابد و بعد زمانی شہرتش از صفحہ کائنات محو گردد و بعکس
الخ۔ چونکہ یہہ محض دعوی لسانی تہا اسکی مثال پر قادر نہ ہوئی۔ اور دوسری صورت جو ہمنے بعضی
از کتابہا الخ۔ بیان فرمائی اور جو اسکی مثال کتاب سیف السلول کی دی بے شک یہہ
ممکن ہے مگر کتاب سیف السلول موجود اور علماء کی زبان پر مذکور اسکے مصنف کا حال
معلوم ہے اسیطرح اگر کوئی کتاب منہاج السالکین ہوتی تو ضرور وہ بہی موجود اور علما
کی زبان پر مذکور ہوتی اسکے مصنف یا مولف کا حال معلوم ہوتا گو وہ متداول نہوتے اور اگر
ایسا نہو تو ہر شخص ایک ایسی کتاب کا حوالہ دیکر جو اصل مین تصنیف یا تالیف ہی نہ ہوئی ہو
کہہ سکتا ہے کہ بعض کتب بعض ازمنہ مین مشہور ہوتی ہین اور وہی بعض ازمنہ مین مفقود
و مستور فرمائی آپ اسکا کیا جواب دینگے۔ ایسی کتاب کا حوالہ جو اس زمانہ مین مفقود و مستور
اور اس مذہب والون کے رجال مین بہی کہین اسکا ذکر نہو نہ اسکے مصنف کا نام

مفصل نہ اوسکی تصنیف وتالیف کا زمانہ مشرح بمقابلہ خصم بیان کیا جاوے تو محض لغو ہوگا۔
یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی۔ اگرچہ کتب غیر متداولہ مفقودہ مستورہ کی
مثال طلب کرنا ایسا ہی جیسا کوئی غیر معلوم ومجہول کی مثال طلب کرے مگر ہم اپنی حضرت
فاضل مجیب کو مثال ہی سے سمجھاتے ہین سنیئے کہ آپکی بلکہ فریقین کی کتب رجال وفہرست مصنفین
وعلماء مین بعض علماء کثیر التصانیف کی نسبت تحریر ہے کہ صدہا مجلدات انکی تصانیف ہین چنانچہ
ابن شہر اشوب نے معالم العلماء مین فضل بن شاذان کی نسبت لکھا ہے ولہ مائۃ وستون
مصنفا اونیز اوسی ابن شہر اشوب نے عبداللہ بن احمد بن ابی زید الانباری کے حالمین
لکھا ہے لہ مائۃ واربعون کتابا محمد بن مسعود عیاشی کی نسبت لکھا ہے کتبہ
یزید علی مائتی مصنف محمد بن علی بن بابویہ القمی کے حالمین لکھا ہے انحو
من ثلثمائۃ مصنف علی ہذا القیاس اور بہت سے علماء کی نسبت اسیطرح درج ہے لیکن
اگر تتبع وتلاش کیجاوے تو بجز چند کتابونکی جو بہ نسبت کل کے بہت قلیل المقدار ہونگی کسیکا
کہین پتہ ونشان نہین ملیگا تو انکی نسبت بہی کہا جا سکتا ہے کہ اگر یہہ کوئی کتابین ہوتین
تو موجود اور علماء کی زبان پر مذکور ہوتین اور ایسی بہی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا حال
کچہہ معلوم نہین چنانچہ معالم العلماء کے آخر مین آپنے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یہہ بہی ہر ایک
پر واضح ہے کہ جامع فہرست علماء کو اول تو استیعاب واستیفا کتب مصنفہ بیان کرنا مقصود
نہین ہوتا ہتوڑی کتابین بطور نمونہ درج کردیتے ہین اور اگر استیعاب ہوتا بہی تو اپنی علم
وواقفیت کے موافق ہے اور ظاہر ہے کہ کچہہ ضرور نہین کہ اونکا علم ہر ایک شخص کے تمام مصنفات
کو حاوی ومشتمل ہو آپنے معالم مین ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ اول مین لکھا ہے وانکانت الکتب
لاتعد ولاتحد وآخر مین لکھا ہے تم الفہرست وان الکتب غیر منحصرۃ اس سے صاف
معلوم ہوتا ہے کہ اونکو استیفا مقصود نہین۔ علاوہ ازین چند کتب ورسائل بندہ کے
پاس بہی مذہب شیعہ کے مصنفہ علماء شیعہ موجود ہین آپ اونکا ہی حال تلاش کرکہین

اور تتبع کرکے فرماوین کہ وہ کس کس کے کتابین و رسائل ہین - اوصاف الاشراف کتاب الاشراف - حجۃ الکاملہ - نوادر الاثر - مختصر العویص اگر ہر ایک کتاب کے واسطے ضرور ہے کہ اوسکا حال اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف مفصل و مشرح معلوم ہوا کرے تو انکا حال اسی طرح تفصیل کے ساتھہ معلوم ہوگا - رہا صحت متشہا دکی نسبت جو کچھہ تحریر فرمایا ہے سو ہمارے فیہ مین سند کی صحت کا مدار کچھہ محجاج السالکین ہی پر نہین ہے بلکہ اور بھی بعض معتبر کتابون سے ثابت ہے چنانچہ ہم آیندہ اوسکو نقل کرینگے اسیواسطے حضرت علامہ دہلوی صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اقتصار محجاج السالکین ہی پر نہین فرمایا ہے پس جبکہ یہہ روایت دوسری معتبر کتابون مین بھی موجود ہے تو اگر بالفرض محجاج السالکین مفقود و مستور ہوا اور اوس سے استدلال صحیح نہو تاہم ہماری استدلال کے صحت مین بایت ضرر جناب بتول رضی اللہ عنہا شیخین رضی اللہ عنہما کو ساتھہ کچھہ کلام نہین ہوسکتی - غرض کتب کی نسبت آپکا یہہ دعوی فرمانا کہ جو کتاب تصنیف ہوئی ضرور ہے کہ اوسکا اور اوسکی مصنف کا حال اور زمانہ تصنیف معلوم ہو خلاف بدایت ہے بہت ایسی کتابین تصنیف ہوئی جو بعد مین مفقود ہوگئین اور بہت سی ایسی کتابین ہین کہ جنکی مصنفین کا کچھہ حال معلوم نہین - اکثر کتابین جو گذشتہ قرون مین زیر درس تھین اسوقت اونکا نام و نشان بھی نہین قاعدہ ہے جب ایک چیز کا تداول کم ہو جاتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ شی ہی اول سے معدوم کی ہوتی ہے اور پھر حقیقۃ معدوم ہو جاتے - آپکو معلوم ہوگا کہ اقلیدس کے بعض مقالون کا کہین پتا و نشان نہین مصنفات افلاطون و ارسطاطالیس وغیرہ کا اسوقت کہین نام و نشان باقی ہے اچھا اونکو رہنے دو صحف ابراہیم علیہ السلام کا کہین عالم مین وجود ہے توریت و انجیل و زبور اصل کہین پائی جاتے ہین - علے ہذا القیاس صدہا بلکہ ہزارہا ایسی کتابین ہونگی جو ایک زمانہ مین مشہور تھے اور بعد اوسکی مفقود ہوگئی اس جگہ غرض ان کے بیان سے صرف یہہ ہے کہ یہہ کچھہ لازم نہین کہ اگر ایک شی کا وجود ایک زمانہ مین ہو تو بعد اوسکی بھی اوسکا وجود باقی رہے - جیسا کہ ان کتب سماوی کا جو خارجی مفقود ہوگیا ہے ممکن ہے کہ بعض کتب

ایسی ہیون کہ اونکا وجود خارجی اور علمی دونو جاتے رہین اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی اسکی استحالہ پر قائم نہین ومن ادعی فعلیہ البیان اور منہاج السالکین نواوس جنس سے نہین کہ جسکا وجود مطلق نرہا ہو۔ آخر حضرت علامہ کابلی رح نے صواعق مین اوس سے استشہاد کیا حکیم مخدوم سلامت علیخان نے اوسکی وجود کی شہادت دی اسکی وجود کی دلیل کافی ہے۔ رہا اسکو اہلسنت کا افترا سمجھنا اور انکار کرنا اور یہہ کہنا کہ اپنی نفع کے لیے گڑی ہوگی اور چونکہ اس باب مین اہلسنت متہم ہین ایسی اونکی شہادت قابل قبول نہین سو اسکا جواب ہم عنقریب بیان کرین گے۔ **قال الفاضل المجیب** قولہ پس یہہ بھی اپنی قدما کی پیروسہ پر جنہون نے براہی نام تحفہ کے جوابات لکھی ہین لکھا گیا ہے۔ اقول۔ حضرت ایسطرح آپنی بھی اپنی قدما کی پیروسہ پر بلکہ بعینہ وہی مضمون نقل کردیا ہے **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** اس قول مین قید براہی نام تحریر جوابات کے وقت ملحوظ خاطر نہین ہوئی مطلق قدما سمجھکر معارضہ فرمایا پس یہہ معارضہ ہمپر وارد نہین ہوسکتا **قولہ** جناب من قدما کی ہی پیروسہ پر معاملات دینی مین گفتگو ہوا کرتے ہی اپنی رای کا دخل کم ہوتا ہے **اقول** چونکہ آپنے اپنی عقل وفہم کے زمام کو اپنے قدما کے اہوا کی سپرد کیا ہے اور اپنی عقل کو دخل نہین دیتے ایسوا سکی صراط مستقیم سے منحرف اور جادہ حق سے ایک طرف ہوگئی ہین ہمنے بحول اللہ وقوتہ اپنا امام کتاب اللہ کو قرار دی رکھا ہے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مدار کار ہے اوسکی خلاف کسی کی نہین مانتے جو اوسکی موافق ہو وہ علی الراس والعین سمجھتے ہین ایسی حبل المتین اسلام کو محکم پکڑی ہوئی ہین۔ حضرات کے کتاب اللہ جب امام غائب غار سے باہر آہونگے تب شاید کچھہ معمول بہا ہو تو ہو ورنہ ابتک تو صرف ہمشا مین وزارہ وبکیر وابوبصیر وغیرہ کے رتبہ تقلید زیب جید بلکہ اقرب من حبل الورید ہے **قولہ** مگر ہم مین اور آپ مین اسقدر فرق ہے کہ گو آپکے قدما بلا دلیل ہے کوئی دعوی کیون نکرین بدون سوچی سمجھی اپنے عقل وعلم سے کام لیے محض تقلید آپ تسلیم کرلیتے ہین چنانچہ ازالۃ العنین سے

آپنے یہہ مضمون نقل کردیا اور جو مثال آپکے خاتم المتکلمین نے وہان لکھی ہے اوسکو اور کتاب متنازعہ فیہ کو مطابق نکیا بدون تامل اونکا مضمون تسلیم کرلیا - آیات بینات سی جو عبارت متعلق آیت غار آپنی نقل کے ذرا نہ سوچا کہ یہہ عبارت بہی دعوی کو ثابت کرتی ہے یا نہین جو میر مہدی صاحب نے لکہا اسکو بسر وچشم قبول کرلیا اور یہہ وثوق بہم پہونچایا کہ ہماری مقابلہ مین بہی نقل کردیا - اور ہم اس قسم کی تقلید نہین کرتے بلکہ اصول مین تقلید جائز ہی نہین جانتے وہان مدلل قول کو بیشک تسلیم کرتے ہین کہ اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنی نظر سے نہ گذری ہون - اقول گذشتہ ابحاث سی اہل فہم وانصاف پر واضح وروشن ہے کہ قدما کی تقلید بی سوچے سمجہے اور بدون اپنے فہم سی کام لیے آپ کرتے ہین یا ہم کرتے ہین - فروع کو تو بہلا رہنے دیجے آپ تو اصول مین آنکہین عقل وفہم کی بند کرکے تقلید فرماتے ہین - امامت کے اصول دین ہونے پر کونسی دلیل قطعی قائم ہی جس سے آپ اسکا اصول دین سی ہونا ثابت فرماتے ہین مسئلہ رجعت پر کونسی دلیل قطعی قائم ہے جس سے وجوب اعتقاد ثابت فرماتے ہین محض تقلید پر بے سوچے سمجہے اور اپنے عقل سے کام لینی مدار کار ہے اور یہہ جو فرماتے ہین کہ مدلل قول کو تسلیم کرتے ہین - پس یہہ محض دعوی لسانی ہے ورنہ قطب راوندی کے قول پر جو اسنی لعد بلاد فلان کے بارہ مین لکہا ہے کہ اس سے مراد ایک شخص صحابہ مین سی ہے جو وقوع فتن سی پہلے وفات پاگیا کونسی دلیل قائم ہے جو آپ نے بر خلاف ابن میثم وغیرہ اوسکو بے سوچے بسر وچشم قبول کرلیا کیا مدلل قول ایسی ہی ہوتے ہین جیسا آپکے قطب راوندی کا قول ہے اور مدلل اقوال کے تسلیم ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ جناب نے اپنے قطب الاقطاب کے قول کو تسلیم فرمایا یہہ طرفہ تماشا یہہ ہے کہ فرماتے ہین گو اوسکی تمام مقدمات من کل الوجوہ اپنے نظر سی نگذری ہون خیال کرنا چاہیے کہ جب تمام مقدمات اوسکی من کل الوجوہ نظر سی نہین گذری تو اوسکا مدلل ہونا آپکی نزدیک کیونکر ثابت ہوا بجز اسکے آپنے تقلیدا اوسکو مدلل خیال کرلیا ہو اور کوئی صورت نہین ورنہ جب ہو قوف علیہ ہی پورے طور پر

آپکی نظر سے نہین گذرا تو آپ کے نزدیک اسکا مدلل ہونا کیونکر ثابت ہوا **قولہ** اور تحفہ کے جواب جب آپنے دیکھی ہی نہین تو آپکا یہہ کہنا کہ برای نام لکھی ہین کیونکر صحیح ہو۔ اگر آپ ان جوابونکو دیکھین اور کچھہ بھی عقل و انصاف سے کام لین تو خود بول اوٹھین کہ واقعی یہہ جواب لاجواب ہین **اقول** اگر عقل و انصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے جیسا کہ جناب نے کام لیا کہ بدیہیات کا انکار کردیا اور خلاف بداہتہ دعوی کیا کہین فرمایا کہ ابن ہشیم کے توجیہات تسخر پر مبنی ہین کہین تنزل پر نازل کیا کہین دعوی کیا کہ علماء بلاد فلان کو علماء لہسنت قسم کہتے ہین الی غیر ذلک من الاکاذیب تو ایسی عقل اور ایسا انصاف جناب کو اور جناب کے اہل مذہب کو ہی مبارک رہی اور اگر واقعی عقل و انصاف مراد ہے تو اوسکی روسے آپ تو کیا خود ان جوابات کے مصنفین بھی اونکی نسبت ایسا دعوی ہرگز نہین نکال سکتے پس دعوی محض اس قول کے قبیلہ سے ہے جک الشی یعمی ویصم **قال الفاضل المجیب قولہ** سو انکی کیفیت ذرا ملاحظہ ہو خاتم المحدثین علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ مین حدیث مجاج السالکین سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کی نسبت حضرت ابوبکر رض کے ساتھہ معاملہ فدک مین استدلال فرمایا ہے اوسکے جواب مین طعن الرماح مین لکھا ہے دنا حال نام کتاب مجاج السالکین بگوش کسی از شیعیان نرسیدہ فضلا عن کونہ مشہور آنچہ مستبعد ست کہ نام کتاب را خودش بدروغ ساختہ باشد انتہی ملخصا اور علامہ شوستری نے اس سے بھی بلند پروازی فرمائی اور صاحب تحفہ کی دفع کرنے پر فرینہ بھی جمادیا وہ یہہ کہ باب سیوم مین علماء کتب شیعہ کا ذکر کیا ہے اس کتاب اور اسکے مصنف کا ذکر نہین کیا۔ انتہی نقلا عن ازالۃ الغین۔ بجواب اسکے مولانا حیدر علے رحمۃ اللہ علیہ ازالۃ الغین مین فرماتے ہین این کتاب یعنے مجاج السالکین خود در صوارم قاطع وسیف المسلول ومانند آن مذکورست وہم نزد حکیم مخدوم یعنے سلامت علی خان مرحوم بود واز تصنیفات طبرسی کہ یہ عماد الدین و امین الدین مشہرت دارد محسوب معدود پس جہالت احدہما مبنی بر مصیبت وجہل ست فکیف

دعوی جہالت کلاہما انتہی بقدر الحاجۃ - اقول - افسوس کہ آپنے یہان بہی عقل و انصاف سے
کام نہ لیا علامہ علیہ الرحمۃ کے نسبت بلند پروازی تو ضرور تحریر فرمائی مگر اوسکی جواب مین کچہہ
بہی نہ لکہا - آپ غور فرماوین کہ جب آپکی خاتم المحدثین نے اپنا منجر جنانی کے لیے کتب علماء شیعہ کا
حال لکہا ہے تو جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی دعوی کو اپنے زعم مین باطل کرنا چاہتے
ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اہل کتاب یا اسکی مصنف و مولف کا پاتی تو ضرور اسکا بہی
ذکر کرتے - یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قوی قرینہ ہے کہ اس نام کے کوئی کتاب کتب شیعہ مین
نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی مشہور شخص ہے - یقول العبد الفقیر الی مولاہ
الغنی - فی الحقیقۃ یہہ افسوس جناب ہی کے حال کیطرف عائد ہے کیونکہ اس بحث
مین ہی انشاء اللہ تعالے عنقریب واضح ہو جائیگا کہ عقل و انصاف سے ہم نے کام
نہین لیا یا کہ ملازمان جناب والا نے - رہا یہہ کہ آپکی علامہ کا جواب تو خود ظاہر ہے آپکی علامہ کا
دعوی اوسوقت صحیح ہو جبکہ یہہ امر ثابت ہو کہ علامہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تحفہ مین استیفا کتب
مقصود ہو بلکہ اوسکی دیکہنے سے یہانتک معلوم ہوتا ہے کہ جن کتابونسے تحفہ مین استدلال
فرمایا ہے بیان کتب مین اونکا ہی استیفا نہین فرمایا غالبًا جناب کو یہی معلوم ہوگا کہ
خود نہج البلاغت کا جسکی عبارات سے بجا بجا استدلال فرماتے ہین بیان کتب مین ذکر نہین
فرمایا تو اب اسکی نسبت بہی اعتراض فرمائیگے کہ جس کتاب سے شیعونکی بہت بڑی بڑے
دعوونکو باطل کرنا چاہتے ہین اگر کہین کچہہ بہی نشان اس کتاب یا اوسکی مولف کا
پاتی تو ضرور اسکا بہی ذکر کرتے یہہ ذکر نکرنا اسبات پر قرینہ قوی ہے کہ اس نام کی کوئی
کتاب کتب شیعہ مین نہین ہے اور نہ اسکا مصنف کوئی شخص مشہور ہے علی ہذا القیاس
اور بہت کتابین جنکی روایات سے استدلال کیا ہے اور اونکا مذکور نہین - پس خدا کے
لیے ذرا انصاف سے فرمائیے کہ عقل و انصاف سے کام لینا اسیکا نام ہے شاید عقل و انصاف
سے اپنی عقل و انصاف مراد ہوگی یعنے ہماری عقل و انصاف سے کام نہین لیا سو یہہ بہی

عین عقل و انصاف ہی سے کام لیتا ہی - **قولہ** آپ کے خاتم المتکلمین نے جو کچھہ ازالۃ الغین
مین اس باب مین لکھا ہے اور آپنے اوسکو نقل کیا ہے اسکے جواب مین ہم صرف نفحات الریاحین
کی خاتمہ مین جو کچھہ لکھا ہے بتغییر یسیر نقل کرتے ہین اور وہ الفاظ جو مخاطب کے طبع نازک
پر گران گذرین نہین لکھتے بلکہ بجائے اوسکے الفاظ ملائم لکھتے ہین حضرت مجیب سی انصاف کی
امید ہے وہونگے - ہرگاہ بروایت بخاری و مسلم کہ اصح الکتب و مجمع علیہ اہلسنت ہین کہ
بقول شاہ صاحب یہہ دونو کتابین مخدوم طوائف انام و جمیع علماء اسلام مین اوسقدر شہرت
و تلقی بالقبول مین بدرجہ علیا پونہچی ہین حتی کہ جامع الاصول مین نقل ہے کہ صحیح بخاری کو بخاری سے
بلا واسطہ نوّے ہزار علما و فضلا نے سنا ہی اور ناظرین کتب رجال پر انکی فضائل ہوش ربا
مخفی نہین غضب ناک ہونا جناب سیدہ کا مقدمہ فدک مین حضرت ابوبکر پر اور پھر نہ کلام
کرنا اونسی تمام عمر ثابت ہوا تو اب علما اہل سنت نے ناچار ہوکی حرکتین مذبوحی کین چنانچہ
خود شاہ صاحب یہ تقلید خواجہ کابلی بخلاف روایت بخاری و مسلم بمقتضای الغریق یتشبث
بکل حشیش در پے رضا جناب سیدہ ہوکی روایات موضوعہ و حکایات مصنوعہ مدارج النبوۃ
و کتاب الوفا بیہقی و شرح مشکوۃ و ریاض النضرۃ و فصل الخطاب و کتاب الموافقہ ابن سمان
سی ہوئی حالانکہ ان سب کتابونمین صرف دو روایتین ہین کہ اوزاعی و شعبی سی نقل ہوئی ہین
یہہ دونو روایتین شعبی و اوزاعی کی باوصف کہ روایات صحاح کذب انکی ہین مرسل ہین کمافی تشیید
المطاعن - ثانیا کذبا و افترا کتب اہل حق سی اثبات رضا چاہا اور استشہاد مین عبارت
مجاج السالکین محض تقلیبہ کابلی پیش کی اور حکیم سلامت علی بنا سی کہ خلاف واقع گوئی ہین شاہ صاحب
سی بھی چند مرتبہ کہتے ہین اونہون نے تخمینا مجاج السالکین کو مع تفسیر مجمع البیان
و احتجاج کی تصنیف عماد الدین طبرسی کے بیان کیا یہہ محض خبط و غلط ہی بلکہ دلیل
اختلال دماغ حکیم صاحب موصوف ہی کیونکہ مجمع البیان اور احتجاج یقینا عماد الدین
طبرسی کے نہین بلکہ مجمع البیان تصنیف ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کی ہے اور

احتجاج تصنیف ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی ہے کہ حکیم صاحب نے
ان دونو کتابونکو کہ تالیف شخصین مختلفین کے ہین شخص ثالث کیطرف منسوب کیا یعنی طرف
عماد الدین طبرسی کے اور عماد الدین طبرسی علماء مصنفین شیعہ مین کوئی نہین البتہ ایک عماد الدین مصنف کتاب بشارۃ المصطفی
مشاہیر علماء شیعہ سے ہین وہ طبرسی نہین بلکہ طبری ہین - پس بیان حکیم صاحب تشخیص
مین کمال غلطی ہوئی کہ دو کتابونکو جو دو شخص مختلف کے ہین تصنیف ایک شخص مفروض کے
بیان کرتے ہین مگر حکیم صاحب یہہ عذر پیش کرسکتے ہین کہ مین نے یہہ کتاب واسطے
تسلی اپنے بیٹونکے لکھی ہی اس سے یہہ غرض نہین کہ علماء فریقین اسکو دیکھین بعد اسکے جب مولوی
حیدر علی نے علم تکلم بمقابلہ اہل حق بلند کیا تو مقام اثبات کتاب مجاج السالکین و نسبت
آن بمصنف و توثیق مصنف مین مدعی اسکی ہوئی کہ یہہ کتاب صاحب صواقع یعنے خواجہ
نصر اللہ کابلی کے پیش نظر رہے اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے عبارت اسکی بلا
وساطت نقل کی اور حکیم سلامت علی کے ملاحظہ سے گذری یہہ محض دعوی لسانیہ قابل التفات
وجواب نہین - اور نیز مولوی حیدر علی نے انارۃ العین مین مجاج السالکین کو منسوب بطرف
عماد الدین کرکے اسقدر اور زیادہ کیا کہ یہہ عماد الدین معروف بامین الدین طبرسی ہے - دہل
ہذا الا کذب صراح وبہتان بواح - بالجملہ اول امین الدین طبرسی صاحب مجمع البیان
ہرگز مشہور بعماد الدین طبرسی نہین - ثانیاً کتاب مجاج السالکین تصنیف انکی نہین کسی نے
دہماد الدین کا بھی انکی طرف منسوب نہین کی - چہ خوش - خواجہ کابلی و محدث دہلوی کو تو
ہرگز یہہ میسر نہ ہوا کہ نسبت کتاب و نام مصنف و توثیق ثابت کرتے اب حکیم صاحب
و مولوی حیدر علی صاحب بعد خرابی بصرہ چاہتے ہین کہ چند خرافات سے توثیق کتاب ثابت
ہو جاوے اور یہہ نہین سوچتے کہ ایسی امور سے سوای ثبوت عجز و عدم تدین کچھہ فائدہ نہین
انتہے بقدر الحاجۃ - اب حضرت مجیب لبیب کی خدمت اقدس مین بصد ادب عرض ہے
کہ براے ندا و سول انصاف فرماوین - کہ کیا حسب آداب مناظرہ کسی کتاب کے توثیق کا ثبوت

اسیطرح ہوا کرتا ہے آپکو خاتم المتکلمین جو اپنے اور اپنے اہل نجد کے زعم میں فن مناظرہ میں ید طولے رکھتے ہے اور بقول آپکے مہدی صاحب کے شیعہ بیچارے تو انکے نام سے کانپتے ہیں ایسے بڑے فاضل اجل اور متکلم بے بدل کا یہہ لکھنا کہ این کتاب یعنے منہاج السالکین خود در صواعق و سیف مسلول و مانند آن مذکور ست و ہم جسیکہ صاحب مخدوم یعنے سلامت علیخان مرحوم کمال ہی عجز و ضعف پر دال ہے اور ان کتب مذکورہ سے شہادت لانا شہادۃ النصب علے الذنبہ سے کم نہیں۔ **اقول** افسوس کہ یہاں بھی آپنے عقل و فہم سے کام نہ لیا اور ہماری عبارت کو کہ محض اردو تھی نہ سمجھا کاش اتنا ہی سمجھ لیتے کہ منشا اعتراض کیا ہے اسلیے ضرور ہوا کہ مکرر نقل عبارت معروضہ سابقہ مختصراً اعتراض کے تقریر کروں اوسکے بعد اہل دانش و بینش و تمکین کہ حضرت مجیب کے جواب کو اوس اعتراض سے کیا ربط و تعلق ہے۔ بندہ نے عرض کیا تھا کہ علامہ دہلوی قدس سرہ العزیز نے در باب رضا حضرت فاطمہ حدیث منہاج السالکین سے استدلال کیا تھا بجواب اوسکے طعن الرماح میں لکھا کہ و تا حال نام کتاب منہاج السالکین بگوش کسے از شیعیان نرسیدہ۔ چہ مستبعد ست کہ نام کتاب را خود ش بدروغ ساختہ باشد مختصراً اور علامہ کستوری نے باب سیوم میں نہ ذکر کرنے کو قرینہ وضع کا قرار دیا اسپر مولوی حیدر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ و این کتاب یعنی منہاج السالکین خود در صواقع و سیف مسلول و مانند آن مذکور ست الخ اس سے صاف ثابت ہے کہ صاحب طعن الرماح نے جو یہہ اعتراض کیا ہے کہ اس کتاب کا نام خود صاحب تحفہ کا مصنوع ہے روایت حضرت علامہ دہلوی کی بنائی ہوئی ہے یہہ سراسر کذب ہے کیونکہ جب صواقع اور سیف مسلول میں اس کتاب کا نام اور اس روایت کا حوالہ اس کتاب کی طرف موجود ہے تو صاحب تحفہ رحمۃ اللہ علیہ کیطرف کذب و وضع کی نسبت کرنا محض کذب و دروغ ہے جواب رہا یہہ کہ اگر اپنے اس دعوے کو کاذب تسلیم کریں اور فرماویں کہ یہہ وضع و افترا صاحب تحفہ قدس سرہ نہ بھی صاحب صواقع کا ہوگا۔ بہرکیف اسکا جواب اہل سنت کی ہی ذمہ ہے سو اسکا جواب یہہ ہے کہ قرینہ قطعیہ قائم ہے کہ اہلسنت کو اس وضع و افترا کی کچھہ ضرورت نہیں کہ نام کتاب بطور خود گھڑیں کیونکہ

صاحب طعن الرماح کا کتاب منہاج السالکین کے نام کو صاحب تحفہ کا گھڑا ہوا بتانا اور اسکا کذب ثابت ہونا

عبارت تحفہ سے واضح ہے کہ اس روایت کا وجود کہیہ محجاج السالکین پر ہی منحصر نہین بلکہ اور بھی معتبر کتابونمین مروی ہے چنانچہ ہم نقل کرینگے - پس جبکہ یہہ روایت اور بھی بعض معتبر کتابونمین مذکور ہے تو عقل سلیم کیونکر تسلیم کرتی ہے کہ باوجود پائی جانے روایت کے معتبر کتابونمین انکو ترک کرین اور فرضی نام کتاب کا تراش کر روایت کو اوسکی طرف نسبت کرین - یہہ روایت فاضل متبحر کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی نے اپنی شرح کبیر نہج البلاغت مسمی بمصباح السالکین مین - جسکی خطبہ مین خدا تعالے سے عہد کیا ہی کہ حق سے مراعاۃً لاحد تجاوز نہین کرونگا اور ہرگز باطل کیطرف میل نہین کرونگا نقل کی ہے ہم اصل شرح مطبوعہ ایران سے نقل کرتے ہین - وروی انہ لما سمع کلامها حمد الله واثنی علیه وصلے علی رسوله ثم قال یاخیرة النساء وابنة خیر الاباء والله ما عدوت رای رسول الله ولا عملت الا بامره وان الرائد لا یکذب اهله قد قلت فابلغت واغلظت فاهجرت فغفر الله لنا ولك اما بعد فقد دفعت الة رسول الله ودابته وجاءه الی علی واما ما سوے ذلك فانی سمعت رسول الله یقول انا معاشر الانبیاء لا نورث ذهبا ولا فضة ولا ارضا ولا عقارا ولا دارا ولکنا نورث الایمان والحکمة والعلم والسنة وقد عملت بما امرنی ونصحت فقالت ان رسول الله قد وهبها لی قال فمن یشهد بذلك فجاء علی بن ابیطالب وام ایمن فشهدا لها

لہ اور روایت ہی کہ ابوبکر نے جب فاطمہ کا کلام سنا خدا کی حمد وثنا کہی اور رسول پر درود پڑہا پھر کہا ای عورتونمین سب سے بہتر اور باپونمین سے بہتر باپ کے بیٹی خدا کی قسم مین نے رسول اللہ کے رای سے تجاوز نہین کیا اور نہ انکے حکم کے کوئی کام کیا - اور بالتحقیق راہنما اپنے اہل کے ساتھ جھوٹ نہین بولتا -
خدا تعالی اوسکو اور تجھکو بخشے - الآنکہ پس بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمہارا اور سواری اور نعلین مین نے علی کو دیدی اور ماسوا اوسکے مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے - ہم انبیا کی جماعت سونے اور چاندی اور زمین اور جائداد نہین کسیکو اپنا وارث نہین چھوڑتے - لیکن ہم ایمان اور حکمت اور علم اور سنت وراثت مین چھوڑتے ہین اور جو کچھہ مجھکو حکم فرمایا تھا - میں نے اوسپر عمل کیا اور خیر خواہی کی - فاطمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھکو ہبہ کردیا تھا ابوبکر نے کہا کہ اسکا کون گواہ ہے - تو علی بن ابیطالب اور ام ایمن آئی اور اوسکی گواہی دی - ۱۲ -

سقوط فدک میں ابوبکر کا ساتھ حضرت فاطمہ زہرا کی رضا کا موجب

بذلك فجاء عمر بن الخطاب وعبد الرحمن بن عوف فشهدا ان رسول الله اقيمها
فقال ابو بكر صدقت يا ابنة رسول الله وصدق علي وصدقت ام ايمن وصدق
عمر وصدق عبد الرحمن وذلك ان لك ما لابيك كان رسول الله يأخذ من فدك
قوتكم ويقسم الباقي ويحمل منه في سبيل الله ولك على الله ان اصنع بها كما كان
يصنع وضيت بذلك واخذت العهد عليه به فكان ياخذ غلتها فيدفع اليهم
منها ما يكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك الى ان ولي معاوية فاقطع مروان
ثلثها بعد الحسن ثم خلصت له في خلافة ولده الى ان انتهت
الى عمر بن عبد العزيز فردها في خلافته على اولاد فاطمة فالت الشيعة فكانت
اول ظلامة ردّها وقالت السنة بل استخلصها في ملكه ثم وهبها لهم ثم اخذت
منهم بعد ذلك ان انقضت دولة بني امية فردها عليهم ابو العباس السفاح ثم
قبضها المنصور فردها ابنا المهدي ثم قبضها ولداه موسى وهارون فلم يزل في ايدي
بني العباس الى زمن المامون فردها اليهم ويقيت الى عهد المتوكل فاقطعها
عبد الله بن عمر الباز يار وروي انه كان فيها احدى عشرة نخلة غرسها رسول الله

لہ پھر عمر بن خطاب اور عبد الرحمن بن عوف آئے اور گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو تقسیم فرماتے تھے ابو بکر نے کہا
اے رسول اللہ کے دختر تو نے بھی سچ کہا اور علی اور ام ایمن نے بھی سچ بولا اور عمر اور عبد الرحمن بھی سچی ہیں اور یہ اسطرح کہ
تیرے پروردگار کے چیز تیری ہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک میں سے تمہارا قوت لیکر باقیماندہ تقسیم کرتے تھے
اور خدا کے راہ میں اسمیں سے سوار کرتے تھے اور میں جیسی عہد کرتا تھا اون کو میں اوسمیں اوسیطرح کروں گا جسطرح رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اسپر فاطمہ راضی ہوگئی۔ اور ابو بکر سے اسکا عہد کرالیا تو ابو بکر فدک کے آمدنی سے
جس قدر اونکی حاجت کو کافی ہو۔ اونکو دیتی تھے پھر اسکے بعد خلفاء اوسیطرح کرتے رہے یہانتک کہ معویہ تولی خلافت
ہوا اوسنے بعد حسن کے اوسمیں سے تہائی مروان کو جاگیر کے طور پر دیدیا پھر اوسکی خلافت میں اوسکا خالصہ
ہوگیا پھر اوسکی اولاد یکی بعد دیگری لیتی رہے یہانتک کہ عمر بن عبد العزیز کی نوبت پونہچی اوسنے اپنی خلافت
میں اوسکو اولاد فاطمہ پر لوٹا دیا اسپر شیعہ تو کہتے ہیں کہ یہ اول ظلم ہے جسکو اوسنے لوٹایا اور اہل سنت کہتے ہیں
یہ نہیں بلکہ خالصہ کرکے اونکو بخش دیا پھر اسکے بعد اونسے لیا گیا یہانتک کہ بنی امیہ کا زمانہ سلطنت گذر گیا
پھر ابو العباس سفاح نے اونپر لوٹا دیا پھر منصور نے اوسپر قبضہ کرلیا پھر مہدی اوسکی بیٹی نے لوٹا دیا پھر اوسکی دونو بیٹوں
موسی اور ہارون نے اوسپر قبضہ کرلیا پھر سلاطین عباسیہ کے قبضہ میں رہا مامون کے زمانہ تک اور متوکل کے زمانہ تک وہ باغ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عبد اللہ بن عمر الباز یار کے جاگیر میں یہ باغ تھا جس میں گیارہ درخت خرما کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲

بیده فکانت بنو فاطمة یعدون ثمرها الی الحاج فیصلونهم عن ذلک بمال جلیل فبعث الیا زیاد رجلا فقصرها وعاد الی البصرة فعلج وفی هذه القصة خبط کثیر من الشیعة ومخالفیهم ولکل من الفریقین کلام طویل ولنرجع الی المتن انتہی بلفظه الحمد للہ تعالے کہ فاضل متبحر کی روایت سے جو ایسے کتاب مین روایت کی ہے جسمین خدا تعالے سے عہد کرتا ہے کہ ولا ارتکب هوی لمراعاة احد من الخلق رضا جناب فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ثابت ہوئی اب فرمائی کہ آپ اور آپکے صاحب نفحات الریاحین یہہ جو تحریر فرماتے ہین کہ کذا وافتراء کتب اہل حق سے اثبات رضا جا کیا یہہ محض کذب اور حق پوشی نہین ہے تو کیا ہے۔ غرض اس تقریر سے بخوبی یہہ امر ثابت ہے کہ بقول اللہ وقولہ اہل حق کو حدیث کے وضع کرنے کی اور نام کتاب تراشنی کی کچھہ ضرورت نہین رہا یہہ کہ آپکے صاحب نفحات الریاحین نے جو یہہ اعتراض فرمایا (کہ محجاج کے تصنیف کو نسبت کرنا طرف عماد الدین طبرسی کے بسبب قول مجمع البیان و احتجاج کے خبط و خلط و اختلال دماغ ہے کیونکہ مجمع البیان ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی کے ہے اور احتجاج ابو منصور حسین بن علی ابن ابے طالب طبرسی کے ہے اور انمین سے کوئی عماد الدین نہین ہے ان صاحب مجمع البیان کا لقب امین الدین ہے اور احتجاج ہرگز منسوب بامین الدین طبرسی نہین۔ غرض کہ اول احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے نہین بلکہ ابو منصور طبرسی کی ہے۔ دوسری امین الدین ابو علی طبرسی شہور بعماد الدین نہین) پس بجواب اسکی گذارش ہے کہ واقفان کتب رجال پر مخفی نہین ہے۔ بسا اوقات ایک نام کی دو کتابین دو شخصین مختلفین کی ہوتی ہین تو کیا عجب ہے کہ احتجاج امین الدین ابو علی طبرسی کے ہی ہو اور ابو منصور طبرسی

لہ اپنی دانست سے بولی تھے اور یہی فاطمہ انکا پھل جا بیچکر اس بطور ہدیہ کے بھیجتے تھے اور وہ بمقابلہ اسکے انکی سالانہ جرے الی دستور کرتے تھے مرتبہ زیاد نے کیسکو دان بھیجکر انکو کھدوایا اور بصرہ مین واپس آیا تو اوسکو طاعون نے مارلیا سا اور اس قصہ مین شیعہ اور انکے مخالفین مین نہایت خبط ہے اور فریقین مین ہر ایک کلام طویل ہے اور ہم متن کے طرف رجوع کرتے ہین۔ ۱۲

طبرسی کی بھی اسمین کیا تخصیص ہی - علاوہ ازین اگر یہہ خبط اور خلط اور اختلال دماغ ہے تو آپ ہی کے اکابر کا ہے جنہون نے علما مصنفین کے فہرست لکھی کہ کسینی احتجاج کو احمد بن ابی طالب کے طرف منسوب کردیا ہے اور کسی نے ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہی - مگر اب تعجب ہی کہ آپ اپنی کتابونکا ملاحظہ نہین فرماتے - اور بدون دیکھے اور تلاش کیے انکار فرماتے ہین اسوقت ہمارے پاس تراجم علما مین سے مجموعہ معالم العلما ابن شہر آشوب معہ رسالتین کے کہ ایک غالبًا ابن داؤد کا ہے اور دوسرا سید ابن طاوس کا ہی موجود ہے اب انکے اختلافات کی کیفیت سنیے جس سے خبط اور خلط بلکہ اختلال دماغ کے پوری پوری تصدیق ہو جاوے معالم العلما مین ابن شہر آشوب لکھتے ہین شیخ احمد بن ابی طالب له الکافی فی الفقہ حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ تاریخ الائمہ - فضائل الزہرا - تو یہہ بزرگ احتجاج کو احمد بن ابی طالب طبرسی کے طرف منسوب کرتے ہین اب سنیے سید ابن طاوس اپنے رجال مین ابو علی طبرسی کے حال مین لکھتے ہین ومنہم الشیخ ابو علی فضل بن الحسن بن ابی الفضل الطبرسی المفسر الماہر مصنف مجمع البیان والجوامع والجمع والکافی وکتاب الاحتجاج وکتاب مکارم الاخلاق اس بندگ نے اون دونو کتابون یعنے کافی اور احتجاج کو جنکو ابن شہر آشوب نے احمد بن ابی طالب کی تصنیفات بیان کی تہین - ابو علی کے تالیف بیان کیا - آگے علامہ مجلسی نے جلد اول بحار مین صفحہ ۱۳ پر صاف لکھا ہے کتاب الاحتجاج ونسب ہذا ایضًا الی ابی علی وہو خطاء بل ہو تالیف ابی منصور احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی غرض اس سے ہمکو یہہ ثابت کرنا تہا کہ علما شیعہ نے احتجاج کو ابو علی طبرسی کے طرف

له میرا شیخ احمد بن ابی طالب اور سکی یہہ کتابین ہین - کافی فقہ مین حسن الاحتجاج - مفاخر الطالبیہ - تاریخ الائمہ - فضائل الزہرا

۲ منجملہ انکی شیخ ابو علی فضل بن حسن بن فضل طبرسی مفسر ماہر مصنف مجمع البیان اور جوامع اور جمع اور کافی اور کتاب احتجاج اور کتاب مکارم الاخلاق کا ہے ۱۲ ۳ کتاب الاحتجاج اور یہہ ابو علی کیطرف بھی منسوب ہے اور یہہ خبط ہے بلکہ یہہ ابو منصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی تالیف ہے ۱۲

منسوب کیا ہے تو اگر یہ اختلال و مانع ہے تو انکے علما کا ہے نہ حکیم سلامت علی خان مرحوم
کا اور لیجئے آپکے ابن شہر آشوب نے بیان ابو علی طبرسی مین لکھا ہے کہ شیخی ابو علی الطبرسی
له مجمع البیان فی معانی القرآن حسن الکلام اشاف من کتاب الکشاف
النور المبین الفائق حسن اعلام الوری باعلام الهدی الاداب الدینیه للخزانه
المعینیه تو انہون نے اعلام الوری کو ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کیا ہے اور سید ابن
ابن طاوس نے اپنی رجال مین لکھا ہے۔ ومنهم الشیخ الفقیه ابو منصور محمد
البطرسی صاحب کتاب اعلام الوری وغیره من المولفات علی منوال القیاس
ان حضرات کے باہم جو مقدار اختلافات ہین وہ ایسی نہین جو واقف پر مخفی ہون۔ رہا یہ
کہ امین الدین ابو علی طبرسی ملقب بعماد الدین ہین یا نہین۔ چونکہ ہمارے پاس اسوقت
صرف مختصر تین رسالہ ہین جنمین سے ایک رسالہ مین لقب امین الدین لکھا ہے۔ اور دو
رسالون مین کچھ لقب نہین لکھا۔ بلکہ ایک رسالہ مین امین الدین کے جد کو کنیت کی طور پر بالفضل
لکھا ہے تو ہم اسکی نسبت کچھ نہین کہہ سکتے کہ ملقب بعماد الدین ہے یا نہین اور فاضل
مجیب اور صاحب نفحات الریاحین کے تبحر کا حال تو صاف و واضح ہے تو اونکا
انکار اس باب مین قابل اعتماد کے نہین ہو سکتا۔ پس جبکہ یہ بات ثابت ہو چکی کہ روایت
رضاعی کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت و متحقق ہے اور اہل سنت کو اس روایت کے وضع
کرنے اور کتاب کا نام ترشنی کے کچھ ضرورت نہ تھی تو اس سے صاف عقل سلیم
باور کر سکتی ہے کہ یہ کتاب فی الحقیقت علما شیعہ کے کتابون مین سے ہے پھر اگر حکیم
سلامت علی خان مرحوم نے اس کتاب مجاج السالکین کو بشمول مجمع البیان
و احتجاج ابو علی طبرسی کیطرف منسوب کر دیا تو اسکو امتناع پر کون سے دلیل قائم ہے جو اسکو
مانع ہو علی الخصوص جبکہ یہ بھی ثابت ہو گیا ہو کہ احتجاج و مجمع بھی اوسکی طرف منسوب ہے
اور صاحب نفحات الریاحین نے جو یہ دعوی کیا کہ مولوی حیدر علی رحمہ اللہ مدعی ہین

کہ شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے منہاج السالکین کی عبارت بلا واسطت نقل کے ازالۃ العینین
کی عبارت اس بحث کے ضمن مین ہماری پیش نظر نہین ظاہر یہہ ہے کہ مولوی حیدر علی نے
یہہ دعوی کہین نہین کیا یعنی اسلمنا کہ اس نام کی کوئی کتاب اہل تشیع مین نہین اور علی سبیل
التنزل والتسلیم ہمنے قبول کیا کہ حکیم سلامت علی نے غلط لکھا اور مولوی حیدر علی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس وجہ سے کہ حکیم سلامت کے قول پر اعتماد کر لیا خطا کی تو ہی
ہم کہتے ہین کہ یہہ وضع واقعۃ الامر اہلسنت کا نہین ہو سکتا بلکہ اس صورت مین اسکی تاویل
جو قریب الفہم ہے یہہ ہے کہ یہہ بعید نہین اصل کتاب صواقع مین یہہ لفظ مصباح السالکین
ہوگا کیونکہ ظاہر ہے کہ اسکی قریب المعنی وہ روایت ہے جو ہمنے مصباح السالکین شرح
کبیر نہج البلاغت مصنفہ ابن میثم بحرانی سے نقل کی ہے اور غلطی کاتب سے لفظ مصباح
مین حروف صاد اور ب کی جگہ لفظ نجاح حا جیم کے ساتھ لکھا گیا ہو اور ظاہر ہے
کہ سیف المسلول مین یہہ روایت صواقع سے لیگئی ہے اور تحفہ مین بھی صواقع سے لے گئی ہے
اسلیے وہ غلطی کاتب برابر چلی آئی ہو دوسرا قرینہ اسپر یہہ ہے کہ سیف المسلول کا جو نسخہ ہماری
پاس مطبوعہ دہلی موجود ہے اسمین منہاج السالکین لکھا ہے اور یہہ قطعا غلط ہے کیونکہ اول
تو یہہ خود صواقع سے ہے اور دوسرے مین منہاج السالکین ہے دوسری یہہ کہ خصر خاتم المکلمین
مولانا مولوی حیدر علی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے کہ سیف المسلول مین منہاج السالکین مذکور ہے
تو معلوم ہوا کہ یہہ یقینا سہو کاتب ہے اسیطرح اگر صواقع کے نسخہ مین ناسخ کی غلطی ہوئی ہو
اور بجای مصباح السالکین منہاج لکھدیا ہو تو کچھہ بعید نہین اور مصباح السالکین شرح
کبیر ابن میثم بحرانی کا نام ہے جو نہج البلاغت پر ہے اور بایں ہمہ صواقع مین وہ روایت
روایت بالمعنے ہوگی کہ جسمین بتطابق الفاظ شرط نہین اور یہہ توجیہ علی التنزل والتسلیم ہمنے
اسلیے کی کہ ہمارے پاس اسکے ثبوت کا ایسا ذریعہ کوئی نہین کہ جس سے اوسکی خصم کو تسلیم
کرا دین ورنہ قرائن سے یہ ہر عاقل کو یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ بیشک یہہ کتاب علمای شیع کے

کتب معتبرہ مین سے ہی اور کچھہ عجب نہین کہ امین الدین طبرسی کی تصنیفات سے ہو کیونکہ اوسکی
تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علماء شیعہ مین سے بہت زیادہ متعصب نہین
ہی تو کچھہ بعید نہین ہے کہ اوسنے یہہ روایت نقل کی ہو۔ غرض بہرکیف شیعہ مین اس نام کی
کوئی کتاب ہو یا نہو صاحب طعن الرماح کا یہہ فرمانا چہ مستبعد ست کہ این کتاب را خود دش
بدروغ ساختہ باشد اور علامہ کنتوری کا اسکی تائید و تقویت کرنا سراسر لغو و لاطائل ہے۔ اور جب
علماء تشیع کے معتبر کتاب سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا راضی ہونا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کے ساتھہ معاملہ فدک مین ثابت ہوگیا تو یہہ طعن جو باب مطاعن مین شیعہ کا ماباالافتخار رہتا ساقط
ہوا اب ہمکو کچھہ ضرورت نہین رہی کہ ہم بخاری کی حدیث کی بابت کچھہ کلام کرین۔ مگر
تشفیا للسامعین دو چار لفظ اوسکی بابت بھی گذارش کرتے ہین کہ حدیث بخاری
مین لفظ فوجدت فاطمۃ کی نسبت اول ہم یہہ ہی تسلیم نہین کرتے کہ فی الحقیقت اسکے معنے
غضبت کے ہین بلکہ معنی غنمت یا مذمت کے ہین کہ اپنے سوال فدک سے جو خلاف حق تھا جب
آپکو معلوم ہوا کہ یہہ سوال بجا نہین تو آپکو غم لاحق ہوا جیسا کہ مقربین بارگاہ خداوندی کا
حال ہوتا ہے کہ ترک غنیمۃ پر بھی اونکو غم و ملال لاحق ہوتا ہے حضرت قاضی ثناء اللہ
صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سیف المسلول مین فرماتے ہین و جواب نزد فقیر آنست
کہ در صحیح بخاری در قصہ طلب میراث باین عبارت واقع شدہ ست فوجدت و لم تتکلم
حتی ماتت و وجدت لفظی ست مشترک در چند معنی یعنی غضبت و مذمت و غنمت آمدہ
کذا فی النہایۃ الجزری و اینجا وجدت را اصل راوی بمعنے مذمت یا بمعنی غنمت استعمال
کردہ بعضی رواۃ فرع کہ روایت حدیث بالمعنی کردند وجدت را بمعنی غضبت فہمیدہ
ہمان قسم یاد داشتہ و لفظ غضبت روایت کردند یعنی ایں حدیث در حقیقت آنست
کہ چون فاطمہ جواب ابوبکر شنید و باستماع حدیث پیغمبر دریافت کرد کہ سوال میراث
خلاف شرع واقع شدہ نہ است کشید و بر سوال کردن خود میراث را غمگین شد کہ این فعل

چرا از من ظہور شد۔ انتہی بقدر الحاجۃ۔ سلمنا کہ وجدت بمعنی غضبت کے ہی لیکن ہم کہتے ہین کہ وعید من اغضبہا فقد اغضبنی مین داخل نہین ہے کیونکہ اغضاب کے معنے یہہ ہین کہ کوئی شخص صرف بغرض اپنی ہوا نفسانی کے ایسی حرکت کرے جس سے غرض اور مقصود حضرت سیدہؓ کو ناخوش کرنا ہو تو یہہ محل وعید ہی نہ یہہ کہ شارع کے حکم سے کوئی فعل واقع ہو اور اتفاقاً بحکم بشریت جناب سیدہؓ ناراض ہو جاوین تو یہہ داخل وعید نہین جناب امیرؓ کے ساتھہ چند بار ایسے معاملات غیظ و غضب کے پیش آئی۔ منجملہ اونکے ایک وہ کہ ناخوش ہو کر آپ مسجد مین جا لیٹے تھے اور حضرتؐ تشریف لائی اور جناب سیدہ سے پوچھا این ابن عمک آپنے فرمایا غاضبنی فخرج ولم یقل عندی خود حضرت تشریف لیگئی دیکھا مسجد مین لیٹی ہوئے ہین آپنے قم یا با تراب فرما کر اوٹھایا۔ منجملہ اونکے ایک وہ کہ جناب امیر نے ابوجہل کے بیٹی سے شادی کرنا چاہا تھا اوسپر حضرت سیدہ ناخوش ہوگئین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نوبت شکایت پونہچی اور آپنے اوسکی بیخ فرمائی۔ منجملہ اونکے ایک وہ کہ ایک لونڈی حضرت جعفر طیار نے بھیجی تھی اور جناب سیدہ نے جناب امیر کا سر مبارک اوسکی کنار مین دیکھکر کسقدر غیظ و غضب فرمایا کہ جناب امیر کے قسمونکو کوئی امر واقع نہین ہوا سچا بتانا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر شکایت فرمائی۔ منجملہ اونکے ایک وہ کہ جب خلفار نے جور کرنا اہل بیت پر بزعم شیعہ شروع کیا اور جناب امیر نے بحکم خدا تعالے وصیت رسول صلعم صبر و سکوت فرمایا تو جناب سیدہ یہانتک ناخوش ہوئین کہ کلمات سنجیدہ بحق جناب سر مثل جنین پردہ نشین و خائفین در زاویہ گریختہ فرمائی حالانکہ حکم جناب رسالتؐ ہو چکا تھا یا فاطمۃ لا تعصی علیا فان غضب غضبت بغضبہ اور یہہ واقعہ قریب وفات جناب سیدہ کے ہی پس اگر حکم من اغضبہا فقد اغضبنی کلیہ ہے تو یہہ واقعات بھی داخل عموم حکم ہو کر وعید مین شمار ہونگے۔ اور اگر کلیہ نہین تو طعن ہے سراسر لوح ہے تو اس صورت مین جبکہ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کام موافق حکم شرع کیا اور وہ سبب جناب سیدہ ناخوش ہوئیں
تو صدیق اکبر پر کوئی سخن اور وعید عاید نہیں ہوگا۔ لیکن البتہ جناب سیدہ کیطرف فی الجملہ
اعتراض ہے تو اسکے لیے بعض علما نے یہہ جواب دیا ہے کہ آخر جناب سیدہ
معصومہ نہیں اور نفس رکھتی ہیں اور کبھی بے اختیار صفات نفسانی ظاہر ہو جاتے ہیں
آخر جناب امام حسینؓ باوجود اعتقاد بڑی بھائی پر در باب صلح ناخوش ہوئی اور ظاہر ہی
کہ حق ایک ہی جانب تھا تو اگر جناب سیدہ حضرت ابوبکر سے ناخوش ہوئی ہوں
تو کچھ تعجب نہیں۔ لیکن یہہ جواب علمار محققین اہل سنت کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ
جب دوسری توجیہ اسکی جس سے طہارت و نظافت دامن جناب سیدہ کے اس الزام سے
ہو سکتی ہے تو کیا ضرور ہے کہ اس توجیہ کو اختیار کیا جاوے اور وہ یہہ کہ وجدت کے
معنی غضبت یا ندمت کے معنی سمجھے جاویں۔ اسکے بعد گذارش ہے کہ جملہ متکلم اگر آپ کے
نزدیک عام ہے کہ بعد اس قصہ کے مطلق کلام نہیں کی تو غلط ہے کیونکہ احادیث عمل
الشرائع و بحار وغیرہ اسکے مکذب ہیں جنکو خاتم المتکلمینؒ نے ازالۃ الغین میں نقل کیا ہے
چنانچہ ایک روایت ہم ہی ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہیں۔ ہر گاہ فاطمہ زہرا علیہا السلام
در آخر عمر بیمار شد شیخین برائے عیادت آمدند خواستند کہ پروانگی حاصل شود تا در خانہ
در آیند آنجناب اذن نداد ابوبکر بعد ازین عہد کرد بخدا کہ زیر سقف خانہ نہ آرامد تا داخل شود
و در رضاء او کوشد پس تمام شب در تضرع بسر برد ہیچ چیز بر او سایہ دار نبود پستر عمر آمد
نزد علی و گفت تو میدانے کہ ابوبکر مردی پیرست و رقت قلبی دارد و مصاحب یار غار
پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وسلم و بالیقین چند بار آمدیم و خواستیم کہ نزد بتول زہرا حاضر شویم
و در رضاء او کوشیم اگر تو اذن دہی درین امر بکوش امیر المومنین فرمود مطمئن باشید کہ من درین امر
مساعی بلیغ بتقدیم میرسانم پس بخانہ در آمد و گفت ای دختر پیغمبر این دو کس را دیدی
کہ بارہا می آیند و طلب معذرت می کشانند و مرا تکلیف دادہ اند کہ اجازت برای شان حاصل نمم

حضرت فاطمہ زہرا کا ابوبکر سے ناخوش ہونا اور غضبناک ہونا ثابت ہے

فاطمہ فرمود کہ بخدا اجازت نخواہم داد و نہ کلام با آنہا خواہم کرد تا آنکہ پدر بزرگوار را ملاقات کنم
و دفتر شکایت ایشان باز نمایم امیر المومنین گفت کہ من ضامن شدہ ام کہ ایشان را در خانہ
داخل کنم فرمود کہ اگر این ضمان اتفاق افتادہ پس خانہ خانہ تست و زنان محکوم اند بلکہ
مردان خود را پیروی کنند من مخالفت تو در ہیچ چیز نتوانم کرد پس پردہ بگرفت و ہر کہ را
خواہی امیر المومنین بیرون آمد و شیخین را پردہ گرفت و ہر گاہ جناب فاطمہ زہرا را دیدند سلام کردند
روی از ایشان باز گردانید و گفت ای علی پردہ بر افگن و پرستار را فرمود تا روی شیخین را
بسوی دیوار گردانیدند ابو بکر چون این حال مشاہدہ نمود عرض کرد ای دختر رسول خدا باعث
آمدن ما نیست کہ خوشنودی ترا طلب نمودیم و از غیظ و غضب تو خود را باز کشیم سوال ہمین است
کہ ببخشی و از زلات ما بگذری فرمود ہیچ کلمہ با شما نخواہم گفت تا آنکہ بخدمت پیغمبر خدا حاضر شوم
و معاملات شما را شرح دہم باز شیخین معذرت و پوزش را اعادہ کردند و عفو و صفح را درخواست
بعد ازین فاطمہ زہرا سوی علی رضی اللہ عنہ التفات نمود و گفت کہ من حرفی با ین ہر دو کس
نخواہم زد تا آنکہ چیزے سوال نکنم کہ ایشان از رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شنیدہ اند
اگر تصدیق خواہند کرد پس ہر چہ در رای من خواہد آمد بر آن عمل خواہم نمود شیخین خدا را یاد کردند
و گفتند بے تکلف بپرس ما سخن حق بجا خواہیم کرد و بصدق و صفا گواہی خواہیم داد
فرمود قسم میدہم شما را بخدا یاد میکنید یا نہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شما را
وقت نصف شب بسبب امری کہ حادث شد از جانب علی طلبیدہ بود گفتند بخدا یاد میدارم
باز گفت قسم میدہم شما را کہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شنیدہ اید یا نہ کہ میفرمود فاطمہ
پارہ از من ست و من از و یم ہر کہ او را ایذا میدہد مرا ایذا میرساند ہر کہ مرا در رنج مے آرد
بالیقین خدا را در غضب مے آرد و ہر کہ با یذاء او کوشد بعد از موت مثل شخصی ست کہ ایذا دہد
او را در زندگی من و ہر کہ او را در رنج دہد در حیات من ہست مثل کسی کہ ایذا دہد او را بعد از
مردن من گفتند بخدا از حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم قطعاً و یقیناً شنیدہ ایم فرمود

الحمد للہ باز گفت کہ خدایا من ترا گواہ میگیرم وای حضار گواہ باشید کہ این دو کس ہر اہم در
حیات وہم وقت وفات رنج داده اند کلام بایشان نخواہم کرد ہیچ تا آنکہ بقفار خدا سم شکایت
از شما نمایم و افعال و اعمال شما یک یک بگویم پس ابو بکر بویل و ثبور گریست انتہی یہہ روایت
علل الشرائع کی ہے جو حضرت خاتم المتکلمین نے ازالۃ الغین مین فارسی مین نقل فرمائی ہے
اور اسیطرح اور روایتین ہین جو اسکی ہم معنے طعن الرماح سے نقل کے گئے انسے صاف واضح
ہی کہ جناب سیدہ نے باوجود مکرر سکر عہد و پیمان کے اور قسم شرعی کی کہ مین ہرگز انسے کلام
نہ کرونگی شیخین کے ساتھہ کلام کی تو دعوی عموم باطل ہوا اور علے الاطلاق کلام سے انکار
کرنا لغو ہوا پس حضرات شیعہ کو اب بجز اسکی چارہ نہین کہ جملہ متکلم کو مقید کرین اور فرمائین
کہ بعد ہر متکلم لفظ رضا وغیرہ مقدر رہے اور معنے یہہ کہ شیخین کے ساتھہ رضا و خوشنودی سے
وقت وفات تک کلام نہین کی قطع نظر اس سے کہ باوجود سعی و سفارش جناب امیر کے
اگر جناب سیدہ شیخین سے راضی ہوئین تو مخالفت امر جناب امیر کے جو امام برحق تھے
لازم آئی اور نیز اوسکی مخالف ہوا۔ کہ من زوجہ مطیعہ تمام و من مخالفت تو در ہیچ چیز نخواہم
کرد۔ جیسا کہ روایت بحار و علل الشرائع مین مذکور ہے اہل حق یہی یہہ ہی فرماتے ہین
کہ جملہ متکلم مقید ہے بقید فی امر فدک او فی ذلک المال۔ اور معنے یہہ کہ ابو بکر کے
ساتھہ معاملہ فدک اور اوسکی مطالبہ کی نسبت وقت وفات تک پھر کلام نہین کی کیونکہ جناب سیدہ
پر حقیقت اس امر کی واضح ہو گئی تھی کہ انبیاء کی میراث مالی نہین ہوتی اور یہہ ہی وجہ ہوئی
کہ جناب امیر نے اپنی خلافت کے عہد مین اوس جاگیر کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ورثہ
مین تقسیم نہین فرمائی اور نہ بنی فاطمہ کے حوالہ کی بلکہ اسیطرح کرتے رہے جسطرح خلفاء
سابقین کے زمانہ مین ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ علامہ بحرانی صاف شہادت دے رہا ہے
ثم فعلت الخلفا بعدہ کذلک الی ان ولی معویۃ فاقطع ثلثہا لمروان اس سے
صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر کے زمانہ خلافت مین بھی مغصوب رہی اور آپ بھی

اوسمین اوسی طرح کرتے رہی جسطرح خلفاء سابقین کرتے تہی یہانتک عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بنی فاطمہ پر رد کردیا جسکی نسبت حضرات شیعہ فرماتے ہین جسکو ابن میثم نقل کرتا ہے قالت الشیعہ فکانت اول ظلامۃ ردھا تو اگر فدک مغصوب تہا اور خلفاء غاصب تہی تو جناب امیر معصوم بہی اس فعل مین اونکی شریک ہین۔ پس اگر خلفا کا کوئی فعل موافق فعل معصوم کے واقع ہوا تو اوس فعل کی نسبت اونپر طعن کرنا درحقیقت امام معصوم پر طعن ہے اور یہہ کہنا کہ خلفاء مرتکب غصب حق اور جور اور فاعل حرام ہوئی گویا امام معصوم کے نسبت کہتا ہی بلکہ دو امام معصوم کے نسبت ہی کیونکہ جناب امام حسن نے اس جور و ظلم کو اہلبیت سے اپنی زمانہ خلافت مین نہ لوٹایا پس جب امامین معصومین کے موافق خلفاء کے فعل ہوئی تو وہ کیونکر محل طعن ہوسکتی ہین۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ معاملہ فدک مین حقیقت خلفاء کے جانب تہی جو جناب سیدہ پر بعد سننی حدیث نحن معاشر الانبیاء کے واضح ہوگئی تہی کہ پہر آپنے اوس معاملہ مین لب کشائی نفرمائی اور ائمہ مین سے بہی کسینی اوسکا پہر نام نہین لیا۔ پس روایت بخاری سے خلیفہ صدیق رضؓ کے طعن مین استدلال کرنا حضرت عجیب اور اونکی حضرت صاحب نفحات الریاحین کے فہم کی خوبی ہے پہر اسپر طرہ یہہ ہے بمقتضائی کمال فضل و علم و شرم و حیا کے فرماتے ہین کہ اہل سنت نے ناچار ہوکے مذبوحی حرکتین کہین اور مصداق مثل مشہور الغریق یتشبث بکل حشیش کے ہوئی اور کہنا افترا کتب شیعہ سے اثبات رضا جناب سیدہ چاہا۔ حالانکہ بحول اللہ و قوتہ اس بارہ مین اہلسنت پر کوئی الزام وارد نہین ہوسکتا اور نہ استدلال شیعہ کا اسجگہ صحیح ہوسکتا ہے اور جب اونکی علامہ ابن میثم نے لکہدیا کہ جناب سیدہ راضی ہوگئین تو یہہ کہنا کہ کہنا افترا اثبات رضا چاہا کذب و افترا کو اپنی علامہ فاضل متبحر ابن میثم کے طرف منسوب کرنا ہے اب اس علامہ ابن میثم کی شہادت پر دیکہی کیسی کیسہ حرکتین مذبوحی فرمائینگے بلکہ اہل حق کو مژدہ ہو کہ ابن میثم نے تو بعد تحریر روایت گویا فیصلہ ہی کردیا اور فرمایا وفی ھذا المقصد

خبط کثیر بین الشیعۃ ومخالفیہم - توعلامہ بحرانی نے اعتراف فرمایا کہ اولین وآخرین شیعہ معاملہ فدک
مین مبتلا خبط کثیر ہین - اور اہلسنت کے خبط کا دعوی پس محض بلا دلیل ہے اگر حوصلہ ہو تو ثابت کیجیے
وقد تقرر ان لا قرار العقلاء حجۃ علی انفسہم فقط والحمد للہ علی وضوح الحق **قولہ** آپنے بھی عقل کو
دخل نہ دیا اور باوجود دعوے علم مناظرہ دانی ایسی ثبوت کو کہ اوس سے سکوت بدرجہا بہتر ہے فخریہ تمہیدًا
ہمارے سامنے پیش کیا **اقول** حضرت کی خوش فہمی کا ہمارے پاس کوئی علاج نہین جب
عبارت کے مطلب کو نہ سمجھین تو ہم فارغ الذمہ ہین افسوس کہ باایںہمہ ادعا مناظرہ دانی
مطلب عبارت کو تو خود نہ سمجھین اور الٹا الزام ہمکو دین **قولہ** غور فرمائی کہ میری وہ
عرض جو سابق مین گذارش ہوئی کہ آپ بدون دلیل اپنے علماء کے دعوی لسانی کو تسلیم
کر لیتے ہین درست ہی کہ نہین **اقول** جسقدر ابحاث پہلے گذر چکی ہین اوسنے بخوبی واضح
ہی - اور اہل نصفت وذکاء ودانش وبینی بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ اپنے علماء کے دعوے
لسانی کو بلا دلیل آپ تسلیم فرما لیتے ہین یا ہم ہر ایک بحث مین جسکا دل چاہے بکبہ لیوے
قولہ تسلیم ہی نہین کرتے بلکہ اوسکے مقدمات پر نظر نہ کرکے فخریہ بلکہ بطور دھمکی بمقابلہ
خصم پیش کرتے ہین افسوس وحیف ہی کبھی تو عقل وانصاف سے کام لیا کیجیے **اقول**
یہہ حیف وافسوس عقل وانصاف سے کام نہ لینے کی نسبت حضرت مجیب ہی کے عاید حال ہے
کہ آپکو اپنے علماء کے تقلید مین حق وباطل مین تمیز نہی چنانچہ ہر ایک بحث سے واضح ہی
ہم کیا کہین اہل فہم وانصاف خود دیکھ لیوین **قولہ** آپکے خاتم المتکلمین کا یہہ فرمانا
وازتصنیفات طبرسی کرجما الدین وامین الدین شہرت دارد محسوب ومعدود - دعوی زبانی
ہی اور بدون دلیل دعوی قابل اصغا نہین جواب تو درکنار - دعوی بے دلیل قبول
خرد نہین - چنانچہ جناب ہی اسی تحریر مین فرماتے ہین اگر تو دعوی بلا دلیل کو واسطے تو محض
تسلیم ہے جواب ہی بلکہ لانسلم کے بھی حاجت نہین کیونکہ دعوی بلا دلیل خود ہی غیر مقبول ہے
انتہی بقدر الحاجۃ - پھر تعجب ہی کہ اثبات توثین کتاب مجامع السالکین مین جو اپنے بڑے فخر فرماتے

خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنے قول کا بھی پاس نکیا یا یاد نرہا اقول ہمارا دعوے
اثبات رضا رجناب سیدہ رضی اللہ عنہا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معاملہ فدک مین
روایات شیعہ سے تہا اور ظاہر ہے کہ وہ موقوف مجاج السالکین کے ثبوت توثیق پر نہین اور
نہ ہمکو اوسکے اثبات توثیق کی حاجت کیونکہ جب وہ روایت دوسری کتب معتمدہ شیعہ مین
وارد ہے تو ہمارا مدعا ثابت ہے اور جب ہمارا مدعا دوسری کتب سے بھی ثابت ہے اور مجاج السالکین
پر ہی موقوف نہین تو اوس روایت کے وضع کرنیکا اور نام کتاب کے تراشنی کا الزام خود
ہیا زنشور ہوگیا کیونکہ بداہت عقل شاہد ہے کہ ہمکو کتاب کا نام بنانے کی ضرورت اوسوقت
ہوتی جبکہ ہمارا اثبات مدعا اوسی پر منحصر و موقوف ہوتا تو ایسی وقت مین احتمال تہا
کہ شاید نام کتاب از خود تراش لیا ہو لیکن جب یہہ احتمال ہی باطل ہوگیا تو ہمکو اوسکے
اثبات کی ضرورت کیا باقی رہے اور اوسکے اثبات کے واسطے اسیقدر کہنا کافی ہے کہ حکیم
سلامت علیخان مرحوم کے پاس تہی اور عماد الدین و امین الدین طبرسی کی تصنیفات
سے ہے اگر بالفرض یہہ ثبوت ضعیف ہو تو ہماری مدعا کو اس سے کیا ضرر پہونچ سکتا ہے
اسیواسطے ہمنے نقل عبارت خاتم المتکلمین صرف آپکے صاحب طعن الرماح کے ابطال
دعوی کے واسطے کی تہی کہ وہ اس روایت کو حضرت علامہ دہلوی قدس سرہ کے وضع و افترا
فرماتے تہے نہ ثبوت توثیق مین کہ اوسکی ہمکو حاجت کیا اور بطلان دعوی صاحب طعن الرماح
بخوبی واضح ہے۔ پہر جناب کا یہہ فرمانا۔ "تعجب ہے" کہ اثبات کتاب مجاج السالکین
مین جو آپنے بڑی فخر و ناز سے خاتم المتکلمین کے کلام نقل فرمائی اس اپنی قول کا بھی
پاس نہوا یا یاد نرہا۔ محض حضرت مجیب کے خوبی فہم و انصاف سے ناشی ہے قولہ
عجب نہین کہ صواقع و سیف مسلول کو ہماری ہی کتابین سمجہے ہون۔ اقول
سبحان اللہ حضرات کے خیالات اور دعونکی یہہ کیفیت ہے کہ جو کتابین ہماری روزمرہ
استعمال مین ہین اونکی نسبت فرماتے ہین کہ شاید ہماری کتابین سمجہے ہون کوئی

حضرت سے پوچھے کہ یہہ آپنی کیونکر سمجھا یہہ کوئی اجتہادی مسئلہ تو ہے نہین کہ آپنے اجتہاد سے پیدا کیا ہو ہان اگر آپ محدث ہونے کے مدعی ہونگے تو البتہ فرشتہ کی زبانی جسکی صورت نظر نہ آئی ہوگی معلوم ہوا ہوگا - مگر یہہ کیا اگر آپ اپنے علماء کی فہرستون کو جو علماء شیعہ کے بیان مین لکھین مین ملاحظہ فرماوینگے تو معلوم ہوگا کہ آپکے علماء کو مصنفین اہلسنت و شیعہ مین تمیز نہین ہے اور علماء اہلسنت کو اپنے علماء مین معدود کیا ہے قال الفاضل المجیب - قولہ قیاس کن زگلستان من بہار مرا - اقول جس غرض سے آپنے یہہ مصرع زیب تحریر فرمایا ہے بے شک آپکی ہی حال کے نہایت چسپان ہی ہم بھی صاد کرتے ہین یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی عاقلان خود بدانند - قال الفاضل المجیب قولہ - اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو - اقول سبحان اللہ کونسی غلطی آپنے ثابت کی یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی - جب آدمی عقل و انصاف سے کام نہ لے تو جو مونہہ مین آوے کہے مثل مشہور زبان بے لگی نہ کوا نہ کہاتے - لیکن اگر شرم و حیا کی نظر سے دیکھین اور عقل و انصاف سے کام لین اور اوسوقت یہہ فرمائین تو البتہ مضائقہ نہین قولہ مقام استدلال مین ایک ایسی کتاب کا جو مثل عنقا معلوم الاسم مجہول الجسم ہے اور معلوم الاسم بھی آپکی ہی علماء کے نزدیک ہی حوالہ دینا اور جب خصم انکار کرے تو اسکی توثیق کے ثبوت مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب ہماری فلان عالم کے پاس تھی اور ہماری فلان کتاب مین اسکا نام درج ہے اور بدون دلیل کسی عالم خصم کیطرف نسبت کرنا اسیکا نام غلطی ہے تعجب ہی کہ حسب مثل مشہور ہندی اوٹا چور کو توال کو ڈنڈی اپنی غلطی ہمارے ذمہ لگاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو - ع این کار از تو آید و مرداں چنین کنند - اقول حضرت یہہ کتاب عنقا صفت سہی لیکن ہم گذارش کر چکے کہ اسکا مجہول ہونا ہماری

استدلال کو کچھ مضر نہین ہے اور آپکا یہہ فرمانا کہ جب خصم انکار کرے تو اسکی توثیق کے ثبوت
مین یہہ کہنا کہ یہہ کتاب الخ محض خوش فہمی سامی سے ناشی ہے فی الحقیقت انکا کلام جواب
تو یہہ ہے کہ یہہ ہی روایت ابن میثم بحرانی نے شرح کبیر نہج البلاغت مین نقل کی ہے
پس یہہ اس امر کا ابطال ہے جو آپکے صاحب طعن الرماح نے اپنی غلطی سے دعوی
کیا ہے کہ چہ مستبعد ست کہ نام کتاب خودش بدروغ ساختہ باشد۔ اور وضع واقترا کو علامہ
دہلوی قدس سرہ العزیز کی طرف نسبت کیا ہے کیونکہ جب اس کتاب سے استشہاد کتب متقدمین
موجود ہے تو یہہ کہنا کہ یہہ نام علامہ دہلوی رحمۃ اللہ نے وضع کیا ہے غلطی ہے کہ نہین چنانچہ
اسی غلطی کے ثبوت مین ہمنے یہہ عبارت نقل کی تہی۔ اب ہم آپ ہی سے دریافت کرتے
ہین انصاف سے فرمائین جب یہہ اس کتاب کا نام صواعق وغیرہ مین مذکور ہے تو صاحب
طعن الرماح کا افترا کو حضرت علامہ دہلوی رح کی طرف نسبت کرنا اور علامہ کنتوری کا اوسکی
تائید مین قرینہ قائم کرنا کہ جب باب سیوم مین اسکا ذکر نہین کیا تو معلوم ہوا کہ خود اپنے
ساختہ پرداختہ ہے وہ تو یعنے علامہ کنتوری کے اور صاحب طعن الرماح کی خطا ہے کہ
نہین افسوس کہ آپنے یا میری گذارش کو سمجھا نہین یا سمجھکر دانستہ اغماض فرمایا کہ اصل
اعتراض کیطرف اشارہ تک کیا اور بیفائدہ جوش وخروش فرمایا پس ہم بحول اللہ وقوتہ
آپکی ہی غلطی آپکی ذمہ لگاتے ہین اپنے غلطی آپکی ذمہ نہین لگاتی۔ لیکن آپ ذرا فہم عقل سے
کام لیجے خصم کی مدعا کو سمجھئے اور ناحق واویلا نفرمائی۔ اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ ہم نے
جو عرض کیا تہا کہ اگر ایسی غلطیونکا استیفا کیا جاوے تو ایک کتاب ضخیم تیار ہو صحیح تہا
اور ہندی کی مثل جو تحریر فرمائی اوسکا جواب ہم کیا لکہین اہل دانش وانصاف سمجھتے
ہین کہ وہ جناب ہی کے حسب حال ہے اور نیز اوسکا جواب خالی از نہل وظرافت نہوگا
اسلیے ترک کرتے ہین قولہ ہان جیسی غلطیین ہمنے ثابت کی ہین اگر ایسے
اغلاط کا استیفا کیا جاوے تو ضرور ایک کتاب ضخیم تیار ہو چنانچہ آپکے جوابین کیسقدر تحریر ہین

اور صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق اسی باب مین لکھی گئی ہین اگر ہمارے حضرت مجیب کو شوق ہی تو اجو بہ تحفہ لاحظہ فرماوین **اقول** جسقدر غلطیان آپنے بزعم خود تحریر فرمائی ہین منجملہ انھین اغلاط کے ہونگی جنمین صفحات و اوراق لکھی گئے ہین - پس اُن کا حال تو ناظرین اوراق اہل فہم و انصاف پر بخوبی واضح ہے اور باقی کو بھی ان ہی پر قیاس کرلینا چاہیئے پس جبکہ ان جوابات کا یہ حال ہی تو اصل اغلاط بھی بجائے خود قائم ہین اور علاوہ اُن کے غلط جوابون کے غلطیان اور مزید بران ہوگئین - پس جسقدر غلطیان جناب نے ثابت کین گویا وہ اپنی غلطیان ثابت کین اور اپنی ہی غلطیون کی بابت کتاب ضخیم تیار ہونا بیان کیا اور یہ ہی ہمنے گذارش کیا تھا **قولہ** ارادہ تھا کہ کم سے کم پچاس ساٹھ ایسی غلطیئن حضرت خاتم المحدثین کے ہدیۃً نذر کرین چنانچہ کسیقدر ذہن مین انتخاب بھی کرلی تھین مگر اس تحریر مین طول ہوگیا اور بیماری نے اور عدیم الفرصتی نے مجبور کردیا اسلیئے اور وقت پر منحصر رکھتے ہین **اقول** ہمکو بھی خیال تھا کہ کچھ غلطیان حضرات شہید و علامہ کنتوری و شہید ثالث و صدوق وغیرہ کے آخر مین پیش کرینگے اور ہماری حافظہ مین موجود ہین مگر خیال کیا کہ یہ تمام رسالہ حضرات کے اُن خوش فہمیون کی اور اغلاط کی تصویر کھینچ رہا ہی جو اصول مذہب شیعہ کے لیئے بیخ کن ہین تو اب کیا ضرور ہی کہ اور اُن کی خطاؤن کا اظہار کیا جاوی اور اگر اُنکی غلطیان خصم نے تسلیم بھی کرلین تو مذہب کو اس سے کچھہ بہت بڑا صدمہ نہین پہنچ سکتا ہی اسلیئے ہمنے اُن ہی ضمنی غلطیون پر اکتفا کرکے قلم کو روک دیا اور پیشتر بھی صرف آپ کی تحریک ہی کی وجہ سے ہمنے گذارش کردیا تھا اگر آپ اپنے سوال مین اس قصہ کو نہ چھیڑتے تو شاید ہم بھی کچھہ نہ لکھتے اور جسقدر جناب نے غلطیان تحریر فرمائی تھین اُن کی کیفیت بخوبی واضح کردی گئی کہ وہ ہماری غلطیان نہین تھین بلکہ وہ حضرات کی خوش فہمیان تھین اہل عقل و انصاف بغور و تامل دیکھہ لین **قولہ** اگر حضرت نے یہ سلسلہ جاری رکھا

تو پھر کبھی دیکھا جاویگا انشاء اللہ تعالیٰ والباقی وصحبتش باقی **اقول** نہ ہم اس سلسلہ کے بادی ہین اور نہ ہمکو اس کے جاری رکھنے سے انکار آپنے یا آپکے شفیق نے یہ قصہ شروع کیا ہی - جبتک آپکا اور انکا دل چاہے جاری رکھیئے اور جب دل چاہے ختم کردیجئے - ہم ماموریمحض ہین اور ہر طرح حاضر ہین تحریراً تقریراً جس طرح دل چاہے سلجھہ لیجئے اور فیصلہ کرلیجئے **قال الفاضل المجیب** قولہ - بنابران اسقدر قلیل پر اکتفا کرکے تفصیل کو دوسرے وقت پر منحصر کرتا ہون فقط والسلام علے من اتبع الہدیٰ **اقول** - جسقدر قلیل پر آپنے اکتفا فرمائی اُسیقدر ہم بھی جواب گذارش کرچکے - اگر آپ تفصیل سے لکھینگے تو ہم بھی جواب مفصل کو حاضر ہین والسلام علے من اتبع الہدیٰ **یقول العبد الفقیر الی مولاہ الغنی** جسقدر آپنے ہماری جواب میں تحریر فرمایا وہ سب ہم آپ ہی پر منقلب کرچکے اور واضح کرچکے کہ یہ محض اوہام باطلہ وخیالات لاطائلہ تھی پس عقل وانصاف سے کام لیجئے تعصب ونفسانیت کو چھوڑ دیئے - اور ابطال حق پر نہ آمادہ ہو جیئے - وصراط مستقیم اختیار فرمائیے - وما علینا الا البلاغ والحمد للہ اولاً واٰخراً دائماً سرمداً وصلے اللہ علے سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ واشیاعہ واحبابہ اجمعین -

اسکے بعد ہماری فاضل مجیب نے دو تحریرین جو بعنوان جواب مولوی پیر محمد خان صاحب سہارنپوری ہین ملحق کی ہین - پہلی تحریر مین بجز شکوہ وشکایت طعن وتشنیع کے کسی بحث سے تعرض نہین فرمایا بلکہ لکھا کہ غیبت وتقیہ کی بحث بے محل چھڑ گئے اُس کے جواب کی چنداں حاجت نہین - اور دوسری تحریر مین حدیث بخاری سی جو متضمن تاخیر بیعت تا شش ماہ ہے اور قصد احراق سے تعرض کیا جس کا مفصل جواب اس تحریر کے مواضع متعددہ مین موجود ہی اسکے تکرار واعادہ کی حاجت نہین - اور علاوہ اس کے جیسا کہ حضرات شیعہ کی خدا ورسول پر افتراد بہتان باندھنے کی عادت ہی اُسی عادت قدیمہ کے

موافق کذبا و افترا بحوالہ معالم التنزیل تفسیر سورہ یٰسین ایک نبی پر انبیاء سے بت پرستی کا بہتان باندھا دل ندا الا کذب صراح وبہتان براح۔ اول تو یہہ ہی مسلم نہین کہ ترویج دین کے لئے بت پرستی کرنا جائز ہے آپ فریقین مین کیسکے نزدیک ثابت فرماوین کہ اس غرض سے کفار کی عبادت خانونمین جانا اور انکی عبادتونمین شریک ہونا جائز ہوا دوسرے یاد آتا ہے کہ مجمع البیانمین ہے کہ انبیاء کو توقفیتک بہی جائز نہین۔ علاوہ ازین تفسیر معالم التنزیل مین ہرگز کسی نبی کے نسبت یہہ نہین لکھا ہے تفسیر معالم التنزیل کتاب نادر الوجود نہین ہر جگہ دستیاب ہوسکتی ہے جسکا دل چاہے حضرت مجیب کا انکے اکابر کے افترا کا جن سے فاضل مجیب نے نقل فرمایا ہے تماشا دیکھہ لیوے۔

حضرت مجیب کے کلام معالم التنزیل سے نہ دینے کی تحریر کی تردید کہ ہر جگہ دستیاب نہین ہوسکتی

اب ہم اوسکا جواب گذارش کرتے ہین جو مولوی پیر محمد خانصاحب کے پہلی تحریر کے ضمن مین ہمکو خطاب کرکے فرمایا ہے۔

قولہ حضرت مجیب مخاطب کی خدمت اقدس مین بصد ادب گذارش ہے کہ آپنے اصلی سوال کا جواب عطا نفرمایا اور زائد گفتگو فرماکر بحث مین طول دیا۔ میرے کسی قول کا جواب نہ دیا شرائط کی دلائل جو آپنے دریافت فرمائی بجا کیا۔ مگر مین نے سوال مین عرض کیا تہا کہ اپنے اصول خلافت جو کہین مدلل لکہین اسکا جواب کچہہ بہی تحریر نہوا۔ مینی گذارش کیا تہا کہ اہلسنت خلافت خلفاء ثلاثہ اپنے اصول موضوعہ سے بہی ثابت نہین کرسکتے غور فرمائیے کہ یہہ کتنا بڑا دعوی ہے مگر آپنے کچہہ بہی جواب نہ دیا۔ **اقول** چونکہ وہ محل آپکے اصلی سوال کے جواب کا نہا اسلیے ہمنے تفصیلاً عرض نہین کیا تہا اور مجملاً وہ بہی موجود تہا۔ کاش آپ تامل کے نظر سے ملاحظہ فرماتی۔ اور زائد گفتگو کی بنا خود جناب کے زائد گفتگو ہوئی ہتی اپنے علاوہ سوال کے جب زائد امور کو چہیڑا تو اوسپر بندہ نے بہی مختصراً عرض کیا اگر آپ زائد گفتگو نہ فرماتی تو بندہ بہی عرض نہ کرتا۔ اور اپکا فرمانا

کہ میری کسی قول کا جواب ندیا انصاف سامی سے بعید معلوم ہوتا ہے اسکی جوابین
بجز اسکے کہ ہم بھی جھوٹ بولین اور کہین کہ آپنے صحیح فرمایا اور کوئی ہم جواب نہین دیسکتے
جس سے آپ خوش ہو جائین - بثبوت خلافت خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہ اس تحریر مین
بخوبی مفصلاً تحقیقاً والزاماً عرض کر دیا گیا ہے انصاف کی نظر سے ملاحظہ ہو قولہ
اب یہہ عرض ہے کہ اگر آپکو اس بحث مین طول دینا منظور ہے تو بسم اللہ ہم بھی حاضر ہین
مگر شرط یہہ ہے کہ جسطرح ہمنے آپکی ہر قول کا جواب لکھا ہے اسیطرح آپ بھی ہمارے
ہر قول کا جواب تحریر فرماوین اور جو کچھہ لکھین مدلل ہو اور اگر طوالت منظور نہین تو صرف
میرے سوال سابق کا جواب مفصل عطا ہو اقول اگرچہ ہمکو تطویل مدنظر نہ تھی لیکن فرمائش
سامی کے موافق آپکی ہر قول کا جواب لکھا ہے اور جو کچھہ عرض کیا ہے مدلل عرض کیا ہے
چنانچہ جناب پر انشاء اللہ تعالے بعد معائنہ واضح ہو جائیگا قولہ ہمنے شرائط ثلثہ
آپکی ہی کتب معتبرہ سے ثابت کر دین اگر یہہ مقبول ہون تو فرمایئے کہ ان شرائط سے مشروط
کون خلیفہ ہے اور اگر مقبول نہین تو انکو بدلائل رد فرمایئے اور زاید یا تو نکو نہ چھیڑیئے ہم
بحث کو نہایت ہی مختصر کرتے ہین اقول یہہ شرائط ثلثہ کا ثبوت صرف بزعم سامی
ہی بس اور فی الحقیقت انکا کچھہ ثبوت نہین چنانچہ بو دلائل جناب نے بثبوت شرائط ثلثہ تحریر
فرمائی تھی اونکو ہم بدلائل رد فرما چکے آپکو اختیار ہی جاہی بحث کو مختصر فرما دین یا طوالت
دین نہ ہمکو آپکی تطویل کا کچھہ خوف ہے اور نہ اختصار کے خواہش چنانچہ جناب کو اس تحریر سے واضح
ہو جائیگا - قولہ اگر آپکو اس تحریر کا جواب لکھنا منظور نہ ہو تو ہمکو کچھہ شکایت نہین -
اقول اگر آپ ناخوش نہون اور میری تعلی و تکبر پر محمول نفرماوین تو میں دلی بلا نفسانیت
عرض کرتا ہون کہ آپکی یہہ تحریر ہرگز قابل جواب التفات نہ تھی اور میرا ہرگز دل نہ چاہتا تھا کہ اسکی جواب مین
قلم اوٹھاون اور اپنا تضیع اوقات گرامی کردن اسپر بواسطے ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۳ھ تک اسکی تحریر مین تعلل کرتا رہا آخر جب بجائے
زیلی اور میرا کوئی عذر قبول نہوا تو بکرا ستہظ ذیقعدہ ۱۳۰۳ھ سے بالتزام جواب لکھنا شروع کیا - ذیقعدہ سے پیشتر بھی چند اخبار

متفرق طور پر تحریر کر چکا تھا مگر وسط ذیقعدہ سے لازم و متحتم کر کے آج کہ چہار دہم جمادی الاولی ۱۳۲۴ھ ہے بحول اللہ و قوتہ اسکو ختم کر دیا آئندہ بھی مجکو ترک و تحریر مین کچھ دخل نہین ہے اگر آپنے اسکے جواب پر قلم اٹھایا اور مجکو اُس کی تردید کا ایما ہوا بشرط زندگی انشاء اللہ تعالی مین قطعاً اُس کا جواب لکھون گا ورنہ مین عرض کر ہی چکا ہون کہ ایسے خرافات و مہملات کے جواب مین قلم اٹھانے کو مین سراسر تضیع اوقات تصور کرتا ہون **قولہ** صرف آپ خلافت خلفاء ثلثہ اپنی ہی اصول سے بدون اختلاف ثابت فرما دیجے **اقول** بحول اللہ و قوتہ ہم خلافت خلفاء ثلثہ کو آپکے بھی اصول پر ثابت کر چکے ہین آپ اُس کو عقل و انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین اور آپکو معلوم ہی کہ ہمارے نزدیک مسلہ امامت فروع مین سے ہی پھر ہم سے یہ کہنا کہ خلافت بلا اختلاف ثابت فرما دیجے خلاف عقل ہے کیونکہ غایت مافی الباب وقوع اختلاف اگر ہوگا تو موجب عدم قطع کو ہوگا اور یہ خود فروع مین ضرور نہین بلکہ فروع کے ثبوت مین صرف ظن کافی ہے - بالجملہ ہمنے بلا اختلاف خلفاء ثلثہ کے خلافت کو آپکی اصول پر ثابت کر دیا ہی اور واضح رہی کہ اختلاف منفی سے وہ اختلاف مراد ہی جو ناشی عن دلیل ہو ورنہ سفسطیات کا انتظار تو نبوت بلکہ الٰہیات مین بھی ممکن نہین **قولہ** غور فرمایئے کہ ہم کہانتک وسعت دیتے ہین یہ بھی اس صورت مین ہی کہ آپکو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی **اقول** اگر جناب کو وسعت ہی پسند خاطر ہی تو لیجئے ہم بھی وسعت دیتے ہین کہ آپ زاید باتونکو ترک فرمایئے اور صرف امامت کا اصول مین سے ہونا کسی دلیل قطعی سے ثابت فرمایئے یا امام کے لئے صرف عصمت ہی ثابت کر دیجئے شرائط ثلثہ تو آپ کیا ثابت فرمائین گے - اور اگر آپ تحریر کے تطویل سے گھبراتے ہون اور بیماری و عدیم الفرصتی سے مجبور رہون تو ہم آپکو ایک عمدہ تدبیر بتلاتے ہین کہ آپ ہمکو تحریر فرماوین ہم حاضر خدمت ہونگے اور بہت جلد فیصلہ ہو جائیگا اور یہ بھی ہم وعدہ کرتے ہین کہ انشاء اللہ تعالی ہم آپکو کسی قسم کی تکلیف نہ دین گے اور یہ

اِس صورت مین ہی کہ آپکو یا آپکے شفیق کو بحث منظور ہو ورنہ آپکی مرضی ہمکو کوئی شکایت
نہین ہمنے یہ صرف اسی لیے عرض کیا ہی کہ آپکی تحریر سے مترشح ہوتا ہی کہ اہلِ سُنّت کی مذہبیت سے آپکے
دماغ مین یہ سمایا ہوا ہی کہ میری تحریر و تقریر کے مقابلہ مین مخالفین مین سے کسی کو مجال
دم زدن نہین پس اگر فی الواقع آپکو یہ خیال ہو اور اہلِ سُنّت کی نسبت آپ خیال
کرتے ہون کہ وہ اپنی اصول کو ثابت نہین کر سکتے تو آپ دیکھ لیجئے ورنہ آپکو اختیار ہی

قولہ آخر مین بصد نیاز یہ ہی گذارش ہی کہ اگر اس تحریر مین غلطی سہو ہوا ہو تو بنظر
اصلاح ملاحظہ فرماوین کیونکہ مجھ سیا جاہل و نادان ہرگز اس لایق نہین کہ اس بحث مین
جو علماء اعلام کا کام ہی کچھ لکھے محض اپنے شفیق دلی کی خاطر سے کچھ لکھ گیا

قول یہ جو کچھ تحریر ہوا محض تواضع و ہضم نفس پر مبنی ہی ورنہ اپنی تحریر بمقابلہ خصم
ہرگز کوئی شخص اصلاح کے لئے نہین پیش کرتا — اصلاح کے لئے اپنی اساتذہ کی
خدمت مین پیش کیا جاتا ہی پھر جو کچھ ہمارا منصب تھا اُس کے موافق ہمنے حکم کی تعمیل کی
اور جو کچھ نظر سرسری مین باتین قابلِ اصلاح آئین بصد ادب عرض کردی — —

قولہ یہ بھی عرض ہی کہ اگر کوئی کلمہ ناگوار طبع مبارک لکھا گیا ہو تو عنداللہ معاف فرماوین
میری غرض آپکو یا کسی کو رنج پہنچانے کی ہرگز نہین ہی خداوند تعالی علیم ہے مگر آپ
جانتے ہین کہ مباحثہ مذہبی مین احقاق حق و ابطال باطل کے لئے ایسے الفاظ
بولے اور لکھے جاتے ہین جو ناگوار طبع مخاطب ہون — والسلام خیر ختام — سراپا عیب
وحسین فرزند حسین عفی عنہ — ۲۷ محرم الحرام — مطابق ۶ نومبر ۱۸۸۵ عیسوی

اقول یہ جو کچھ تحریر فرمایا محض عنایات و الطاف اور کرم و اخلاق سامی ہی ہر چند
بندہ نے بھی الزام کیا تھا کہ کوئی کلمہ ثقیل جو ناگوار طبع سامی ہو حتی الوسع تحریر نکرون گا
تاہم اگر زلّت قلم سے کوئی کلمہ جو ناگوار طبع سامی لکھا گیا ہو تو بدہ معاف فرماوین کہ میرا
قصد بھی ہرگز رنجانی کا نہین ہے خداوند تعالی مجکو اور آپکو معاف فرماوے

اور توفیق خیر کی عطا کرے - واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و صلے
اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ وازواجہ واحبابہ اجمعین
قالہ بفمہ ورقمہ بقلمہ کثیر الخطایا والعصیان
کثیر الذنوب والاثام **خلیل احمد**
وفقہ اللہ للتزود لغد عند اقامتہ
فی بہا ولغور صانتہ
اللہ عن لغتن
والشرور

رابع عشر شہر جمادی الاولے سنہ الف وثلثمایۃ وارابع من ہجرۃ سید الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم

انتباہ

اثنائے تحریر رسالہ ہذا مین حضرت مجیب مخاطب کا رسالہ مسمے حسن المقال جو بجواب انعام
مولفہ مکرمی پیرجی **عنایت احمد** صاحب سلمہ قدوسی گنگوہی کے تالیف ہوا ہے
بعض احباب کے ذریعہ سے میرے پاس پونہچا اوسکے دیکھنے سے حضرت مجیب کا
پایہ علم وفضل اور مرتبہ انصاف اور بھی بخوبی معلوم ہوگیا - چونکہ مسائل خلافیہ کی اکثر
بحثین ملی جلی ہین اور ایک بڑے مسئلہ کی بحث کے ضمن مین بہت سے چھوٹے
اور بڑے مسائل مین گفتگو آجاتی ہے اور یہہ رسالہ **ہدایات الرشید** بہت
سے مسائل خلافیہ کے بحثون کو شامل ہے جو تفصیل اوسمین لکھی گئے ہین - لہذا
حسن المقال کے اکثر اور بڑی بڑے بحثونکے جوابات تو اس رسالہ ہدایات الرشید
مین آگئے ہین - لیکن حسن المقال کے وہ بعض بحثین جنکا کوئی قریب تعلق اس

رسالہ کے بحثون کے ساتھہ نہ تہا اونکا جواب اس رسالہ مین نہ تہا۔ ارادہ یہہ تہا
کہ خاتمہ رسالہ پر حسن المقال کے اون بحثونکا جنکا رسالہ ہدایات مین جواب نہین لکہا
گیا ہے بطور ضمیمہ جواب لکہونگا اسیواسطے اثنار ابحاث رسالہ ہذا مین اونکی تردید
کیطرف ایما اور اونکی ضمنی ذکر کا بہی اتفاق نہین ہوا۔ بعد ختم رسالہ ہدایات معلوم ہوا
کہ جامع بین المعقول والمنقول حاوی فروع واصول حافظ کلام اللہ جناب مولانا
مولوی **شتاق احمد** صاحب ادام اللہ فیوضہم ساکن قصبہ ابنہٹہ ضلع
سہارنپور منزل لدبیانہ جو میرے بڑے مہربان ومخلص ہین اوسکا جواب جو غالباً
تحصیل المنال باصلاح حسن المقال ہے تحریر فرمارہے ہین۔ لہذا اس خیال سے
کہ تحصیل المنال حسن المقال کے جواب مین کافی اور اوسکی تردید سے مغنی ہوگا۔ اور نیز
بجائی خود یہہ رسالہ ہدایات بہی کسیقدر طویل ہوگیا تہا بندہ نے اپنا ارادہ اوسکی
تردید کی بابت جو بطور ضمیمہ تحریر کرنے کا تہا ملتوی کردیا۔ ہان حضرت مجیب نے
حسن المقال کے خاتمہ پر جو عبرتین لکہکر اپنی کمال تقدس اور تدین پر شہادت
دی ہے اوسکی نسبت اسقدر گذارش ہے کہ دل چاہتا تہا کہ ہم بہی چند عبرت انگیز
واقعات جو اولین وآخرین ان حضرات کو پیش آئے مفصل طور پر ہدیہ ناظرین کرین
چنانچہ ایسی مولانا مولوی سید زین العابدین مظلوم کے قتل اور شہید ہونے کے
بعد جو واہیہ بعض اعیان ملتان کے یہان پیش آیا تقریباً اوسیکا نمونہ ہے جیسا بعض
ائمہ رضوان اللہ علیہم کے اعدار کو پیش آچکا ہے۔ لیکن اہل دین ودیانت کے
نزدیک واقعات عبرت انگیز عبرت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہین نہ شماتت
کے لیے اسلیے ہمنے اسکو شعبہ نفسانیت سمجہکر محض خداوند تعالے کے خوف سے
ترک کردیا اور اسپر قلم نہین اوٹہایا۔ سبحانك ونحمدك اشهدان لا اله
انت استغفرك واتوب اليك اللهم اغفرلي ما قدمت وما اخرت وما اسررت

وما اعلنت وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت

تصدیق

از جناب قدسی مآب فیض انتساب قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین عارج معارج اسرار ولایت ناہج مناہج انوار ہدایت آمور گار تلقین و تسلیم مرشد صراط مستقیم پیشوائے اصحاب طریقت مقتدائے ارباب حقیقت گرم رفتار منازل ملت و دین قافلہ سالار مراحل حق الیقین مجاز شناس حقیقت دان خلوت پسند جلوت بیان جرعہ نوش وحدت الوجود والتجرید شیخنا شیخ غلام فرید صاحب سلمہ اللہ اللطیف سجادہ نشین چاچڑان شریف دامت برکاتہ

یہ کتاب جو مولوی صاحب فاضل کامل مولوی خلیل احمد صاحب نے رد فرقہ ضالہ مضلہ شیعہ رافضیہ مین تصنیف فرمائی ہے نہایت مضامین عالیہ سے مملو ہے اور مطابق ملت قدسیہ اہل سنت وجماعت کے ہے مین بعد مطالعہ اس کتاب کے تصدیق کرتا ہون کہ جو جو مولوی صاحب نے لکھا ہے فی الاصل صحیح اور درست ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

العبد

خاکپائے فقرا غلام فرید چشتی حنفی عفی عنہ بقلم خود

تقریظ دلپذیر و تحریر بی نظیر بصنعتیکه از هر فقره اش سنه ۱۳۰۶ الهجری معلی
هویدا میشود چکیده قلم یاقوت رقم ناظم رنگین خیال ناثر عدیم المثال
سباح بحر نکته دانی سیاح اقلیم بیان و معانی اسوة الکاتبین مولوی
عزیز الدین صاحب خوشنویس حضور سرکار ابد قرار آوالی ریاست بهاولپور خلد الله ملکه

۱۳۰۶

هُوَ الْعَزِیزُ الْغَنِیُّ الْمَاجِدُ

حمد اگر این کتاب کمال * با فضل قادر بیهمال * و بعنایت عاریه سید الانام و صاحب
الحسام و القلم * و بغرت چهار یار و آل امجاد اهل جود و کرم * چه کتابیکه هر حرفش سوده *
و چه کلامیکه معانی او مفصل و مهذب * پر از مدح و خوبی چهار یار * در توصیف
آل مبارک و اطهار * از هر نقطه او مهر بر دل شیعیان * یا هر الف او تیر در دل حاسدان *
بجهت امامیه تیر عقیده * و خوارج از جبر رخنه * پی رافضیان ناوک
حزین * بلکه تفنگ در از بهر هر بیدین * منشور شهادت * یا توقیع رحمانیت *
زیبنده مجلس عالمان ذوی العقول * و تیرگی افزای دل کافه حاسدان نامعقول *
باطل ساز یکسر مذهب ناحق * الحق شاهده قدرت حق * تیر ادب بجگر دشمنان
بی ادب * و سینه بدنش حسام تعب * دران رد اهل التشیع * بمدارج خوب
و بی شنیع * جا بجا عبارتش فصیح بوجه احسن * و بخصم مجیب زهی جواب زندان
شکن * داغ دل اهل نفاق * گلزار معانی اهل مذاق * کلید خیالات عقل *

مبسوط از ثقات نقل ✤ روایات اوسند از کتب امامیه ✤ چہا زیب دہ بخن مقلدان
مذہب حنفیہ ✤ جہان آرا نسخۂ رنگین ✤ نکتۂ نادر دشیرین ✤ منشور سخن ✤ رفع
بدظن ✤ سبحان اللہ چہ کلامیست بے بدل کہ از دید و شنید بعید ✤ و نام نامی آن
کلام ہدایات الرشید ✤ از تالیف منیف عالم صحیفہ ربانی ✤ امام ائمہ دحافظ
کلام یزدانی ✤ رکن دعامی دین خدا و رسول ✤ راست گو عالم معقول و منقول ✤
وحید الدہر شریعت پناہ ✤ مستند و طریقت آگاہ ✤ قاری با ادب و حاجی
حرمین شریفین ✤ مقبول و معزز بخالق دارین ✤ سلالہ فقہای مبارک خصال ✤
و سید المحدثین بے مثال ✤ جناب قدس مآب مولنا مولوی خلیل احمد صاحب ✤
عالم اہل دین دام بالفیوض والمواہب ✤ حسب ارشاد و امداد جناب معلی القاب
قدسی نژاد والانہاد ✤ قدوہ دودمان نبی و زبدہ خاندان علی سید صاحب داد ✤
منبل خاندان سیادت ✤ ثمرہ دودمان نجابت ✤ منبع فیض ندیم سلطان ✤
افضل الناس سبب امن و امان ✤ اخلاص کیش و محسن من ✤ مراد جہان شیخ زمن ✤
زہی فرمان برجہار یار رسول ✤ و ہی آن مطیع آل رسول مقبول ✤
سید غلام مرتضی شاہ صاحب بی ریب و شک مظہر جود ✤ شکر او کی از لک
بہیچ وجہ نتوانم نمود ✤ زیادہ جزاہ اللہ فی الدارین خیرا ✤ واز قصور و ریب
المنون نگہدار دوی را ✤ بمطبع قدوسی حیدرآباد طبع گرفتہ ✤ و از سعی جید
عبد القدوس رونق یافتہ ✤ حلیہ اتمام پوشیدہ پسند دل دانا گردید ✤ در
دیدہ احباب یقین سرمۂ نور کشید ✤ التماس بجناب والا طبعان ستودہ آئین ✤
بصد عجز و نیاز از نیاز مند عقیدت گزین ✤ و احقر العباد نیاز آگہین
عزیز الدین عفی عنہ میرود ✤ کہ باینچنین سیاق طرز کلام بے محاورہ میشود ✤ اگر
بنگہی خطای دیدی قلم بیفگن ✤ از راہ والا منشی و آگہ دلے معاف فرمایند ✤

ولہ قطعہ تاریخ کہ از ہر چار مصرع شش چہار سنہ جدا جدا پیدا میشود

بفضل اللہ کاین نسخہ کام جان — شدہ تم بالخیر بی طعن ریب
عیسو ۸۹ ۱۸ ے — بکر ۴۵ ۱۹ ے
ز ہر چار مصرع سنش بین جدا — زہی طبع شد نسخہ بی نیل عیب
فصہ ۹۶ ۱۲ ے — ھجلہ ۶ ۰ ۱۳ ے

ولہ قطعہ تاریخ بصنعت زبر و بینات

حضرت مولوی خلیل احمد — کرد تصنیف این رسالہ نو
ہر چہ گفت او بمذہب اسلام — برخلاف عدو ز کتب عدو
گشت زو چاک سینۂ حاسد — کہ نگیرد ہیچ رشتہ رفو
سال تاریخ او چو می جستم — آمد از غیب این ندای نکو
ای عزیز از بینات و زبر — بجواب کتاب شیعہ گو

| | | |

ایضاً اردو

استاد زمان خلیل احمد	تصنیف جو کی کتاب نادر	اسال اور کا سر دشن نے بنایا	کہ خوب چھپی کتاب بادیدہ ۱۳۰۶

تقریظ للبحر النحریر المتبحر وحید العصر فرید الدهر عمدة السالکین اقوم المسالک
عبد المالک خلف الرشید المولی المولوی محمد عالم ضیاء ساکن قریه تهوری قریة
من قرهے گجرات فیجاب مدرس مدرسة العلوم بها ولغفر الله عما عن الشر والفتور

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی لا ضد له ولا ند ولا شبه ولا ضد ولا انعم علینا بکتابه المبین المجید البشیر بالوعد والمنذر بالوعید وارسل خلیله الاکمل
وحبیبه المحمود المحمد بالبراهین القاطعة والحجج الساطعة هدی لکل شقی سعید وبعد ففی هذا الزمان قد
شاعت اقوال البطلان من اهل التشیع بالتشنیع علینا ولجلبوا بخیلهم ورجلهم علینا ولقد هوا
الاصحاء قد عاوا ندفوا عن الحق زعاوما کلامهم هذا ولسانهم هذا حتی ذاع طعنهم فی الغباء وشاع طعنهم الی القوا
قام من ارحکم وطاعنهم للامام العلم والعالم الطمطام والفاضل القمقام جامع لعلوم النقلیة وحاوی الفنون العقلیة
مولنا الحبر الفقیه الاواب وخترتنا الحاج الزکی المولوی خلیل احمد الملکی بابی ابراهیم لازالت شموس
فیوضه بازغة تفضل الله الرحمن الرحیم بتحریر جوابهم وازالة شکهم وارتیابهم حتی قام فی امتثال امره کالربیس بالعزم
الرئیس مع ازدواجیة الشریفة کانت مشتغلة بالتدریس فاد حض حجهم بالقوالهم ورد براهینهم بعقالهم نعم هذا
کتاب ما صنف مثله احد وقد اصلح به ما فسد وفقده تذکرة لمن یخشی فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا وقد هتف
الهاتف بحسن الخطاب وقال بحضرتنا اصبت خیرا مورخا لاختتام الکتاب لما شفی به العلیلین عن
العلة واشتفی قلب الحساد المعتابه من العلة وجد تاریخ انطباع هدایات الرشید من کتاب

تاریخ	الله المبین المجید لازالت تحمیاته تایداته کتب احکمت آیته	منظوم
کتاب کریم برد الرواضض	کشف تعصب من نهج الفتن	کتاب مجید هدی للانام	مفید بشیر لاهل الفطن
لعلامة الفاضل الادیب السامع	خلیل النبی فرید الزمن	فصیح بلیغ اریب ادیب	شریف باخلاقه ذو المنن
هواء اخطاء لکل الامور	لکم اضحی فی سماء الظنون	وقد رد اقوال خصم جمیعا	بنوع عجیب وحسن حسن

بر سر کرد بجوجت شیعہ + قلم شمشیر ست گرفتہ + ۱۳۰۶ + تو یا سال ختم کن خلیل + بہر فرد وہاں خدا زبان + صولت کہ بخجل ہوشی کرد + قتل افواج رفض بے پایان +

سال اتمام بے سر آمد است

ج ایران شیعہ شدہ ویران +

قد اجتمع فیہ بنص صریح	فمن یرتب عن نصوصک من	یدع الرشاد ویرعوی الضلال	ویسعے الجھل ویلتقی الغبن
باظھار حق شاء الکتاب	کاد اھا وورد باعلی الفن	ویاط الیحق انظر الیہ	دع الجھل ظر اولی والوھن
سیشفیک من کل داء الشکوک	کاکل لحقا قیر یشفی الیدن	وینھاک عن کل فحش ومنکر	ویھدیک حقا ویقضی الشجن

الیضاً بتاریخہ قال عبد الملک کتاب التخلیل بحر واحسن ۱۳۰۶ فارسی

جناب مولوی صاحب مکرم	ادیب و فاضل مقبول و زاہد	خلیل احمد کہ او را نیست ثانی	باخلاق و باوصاف و محامد
مرتب کرد در قدر و فضل	کتابی را بہ برہان و شواہد	حروفش جملہ در سلک سطورش	درخشان است چون لعل و فرائد
چو تحریرش بعالم گشت رائج	متاع خصم او گردید کاسد	مخالف ہر چہ بر باشد الزام	مؤدہ بر مخالف جملہ عاید
مرا ہی تاریخ طبعش گفتہ مالک	ہدایات الرشید از ہر بخواند		

قطعہ تاریخ از طبع قادری بنقاد علامۃ الملک و فاضل علیم البدایات جناب سید محمد زمان شاہ صاحب قصوری وخیر پوری متخلص بہ تاجی تلمیذ حضرت مصنف

جناب مولوی صاحب معظم	شفیق و مہربان سنیان ہے	ضعیف ہے وجود انکا جہان مین	وجود انکا جہان مین مثل جان ہے
وحید العصر ہین علم و ہنر مین	فضیلت مین نظیر انکا کہان ہے	ہدایات الرشید ان کا رسالہ	بہت عمدہ دلائل کا بیان ہے
جواب اسمین عجب ندان فکن ہین	کہ شیعہ طعن سی کوتہ زبان ہے	برے اوسان ہر شل گل کی	بشل خار ہر دشمنان ہے
جزاہ اللہ فی الدارین خیرا	کہ ممنون آپکا سارا جہان ہے	نیازی نے لکہا ہجت کی رو سے	کلام دلپذیر عاقلان ہے

تقریظ منظوم کتاب مستطاب منجانب معیت مابوس حافظ محمد عبد القدوس قدسی غفر اللہ لہ و لوالدیہ و احسن الیہما والیہ - مالک مطبع قدوسی - واخبار صحیفہ قدسی دہلی

زبان خامہ پہ حمد حق ہے	مگر میت ہے اسکا سینہ شق ہے	مادہ تیز مین گو ہے روانی	ہوئی جاتی ہے تو بھی پانی پانی
کنوؤن کی اسکو در سی چشم تر ہے	چمن مین کانپتی شاخ شجر ہے	بہہ جاتے ہین دیا ہو کے پانی	سمندر پھول بیٹھا ہے روانی
اسے یکسان ہے قربت ہو کہ دوری	برابر ہے اسی فصل و حضوری	اسی کو ڈر سی کا ہیدہ ہوا کا	ہوا چنتی ہے تنکے اللہ اللہ
وہ دیکھو ڈھوپ پر چھائی ہے ہری	بگولے کر رہے ہین کوچہ گردی	چٹخ کر بھاڑ مین کہتا ہے دانہ	الٰہی مجکو دوزخ سے بچانا
سمٹ کر تل بنا خسار کا نال	رخ گلگون مین آخر گیا بال	نفس بھی دمبدم زیر و زبر ہے	کمر باندھے ہوئے ہر دم کمر ہے
اسیکے حکم مین چلتے ہین تارے	حباب اسکی سمجھتے ہین اشارے	زمین و آسمان سب اسکی منقاد	ملک جن و بشر حور و پری زاد
طبیعت ہے جو ہر مضمون کی جامی	مجھے یاد آگئے دو شعر حامی	زبام آسمان تا مرکز خاک	اگر صد رہ پیائے وہم ادراک
فرود آیند یا بالا شتابند	زحکمش ذرہ ہیرون نیا بند	سحاب رزق اسکا سب پہ برسا	نہ ترسا ملک کبھی دوئی کو ترسا
حجیم خلد اسکے ہات مین ہے	سکت اللہ ہی کی ذات مین ہے	خدا کی کبریائی کی نہین تھا	وہی ہوگا وہی ہے اور وہی تھا
اداقدسی نے کی کچھ حمد باری	تو اب نعت نبی کی آئی باری	ہوا ہی نعت کا یکسو آہنگ	کہ ہے طرز بیان کا اور ہی رنگ
طبیعت خود بخود ہے کسکی جویان	مگر ذکر شہ ختم رسل ہے	شروع نعت ہادی سبل ہے	
محمد ابن عبد اللہ کہ			

ازرسی تحلیل چون نہ بود + کردہ بود حرف شنیدہ نبود + انگلیط شد فرض شد زبان + ازرسی تحلیل چون نہ بود + کردہ بود حرف شنیدہ نبود + انگلیط شد فرض شد زبان

تاریخ - از جناب مولوی محمد حسین صاحب تلمیذ حضرت مصنف مدرسہ عالیہ رامپور - از جناب مولوی محمد حسین صاحب تلمیذ حضرت مصنف مدرسہ عالیہ رامپور

وہ شافع ہیں شفاعت پر مصر ہیں
وہی حامد وہی محمود ہی ہیں
انہیں سے عزت ہر دو جہاں ہے
وہی مقصود ہیں کون و مکاں کے
وہ کان صدق ہیں کان صفا ہیں
رسول حق کا بازو میں کمر ہیں
کلیسا سے کہا قبلہ کو پھر جا
وہ حوی بنت پیغمبر ہیں اللہ
نہیں لائی وہ تاب فتنہ ہرگز
ہیں پیرو دیں کے سعد جنکے
رسول اللہ کے یاروں پہ یارب
وحید دہر شان لم ترانی
کہ دشمن آکر ہوتے ہیں معقول
رہیں دیں میں پارب گرانی
کیا دیں میں چراغ خصم خاموش
سر دار کہ بستی ہیں اجارہ
یہ کوڑا ہے کہ گردنہ نگیر
ہے سب دیں جنکا رزمرا
کیا جنسے عقیدہ اپنا کہنا
دکھایا جنکے مذہب کی صداقت
جدا فرق ہے ہر ایک کا پارہ
کرے ہے فضل جن سردار تحقیق
نکیں ہیں جن جوابات مفصل
کہ ہر ہر حرف درجے رہا ہے
کہ ہے بات یہاں تا تو کا شیدا
خلیل احمد نے دی ہے مات جنکے

وہی ہیں مصدر امر و نواہی
وہی کون و مکاں عالم کا سبب ہیں
فلک پر تا ہو مہ دریا میں ماہی
کیا ہے جل جلالہ انکو تحقیق
وہ یار غار ختم المرسلین ہیں
ہیں حضرت کے وہ اکرم خلیفہ
لگائی کاروبار کی جنہوں کاری
وہ جنکی بیٹیوں کہلائیں زیبا
وہ تھی بس تنگ خواہ نیک عادت
خلافت میں اگرچہ ہیں وہ چوتھے
ہوا جب کہ اک شیدہ مقابل
حدیث رفقہ بتفسیر کرمن
حافظ میں ہے حاجی میں ولی ہیں
بڑی ہی خاکسار و متقی ہیں
وہ ہوں کاغذ ہو نیزہ کاتلم ہو
ہے انجام العقیدہ ایسا رسالہ
یہ اسکا نام اب ہیں ہی ہے مکتوب
جو ہی مصروف مطبوعات پر تھی
وہ صاحب جنمیں راسخ ہے تقیہ
بیان کرتے ہیں جو الٹے لطیفے
ہوا گویا کلام اللہ بیکار
دکھائی ہو کوئی جنکو دلی
ہے ازالہ جو اوہام کا جیسے تاک
یہ نسخہ ہو دی سب شیعوں کا ہادی
مخالف گیا ہے مجکو نظر اب
ہو کی سال سبحی ہی غایان

وہی پیشک ہیں محبوب الٰہی
وہی تکوین عالم کا سبب ہیں
درود ان پر سلام ان پر الٰہی
کہ ہیں بعد نبی ہو بکر صدیق
وہی مصداق آیات بیں ہیں
رہی دور انکسے یہ دنیائی حیفہ
کیا اسلام کو عالم میں جاری
کہ دیں جنکو نبی دو اپنی دختر
ملی جام میں انکو شہادت
اسی شمع ہدی کے پروہ گو ہتے
تو ہم میں جنکا ہٹا اک تابل
علوم و فضل کے آب گل ہیں
وہ گلزار فضائل کی کلی ہیں
فضیل جن میں ثانی تقی ہیں
دو عالم میں گروں عظمائے ملت ہے
کہ جنسی اتقیا کو مار ڈالا
کہ جنسی قوم کو رسوا و مرعوب
ہے جنکی گھر میں جنس بہر کسی
ہے نعمہ جنسے ثعلبوں کا بقیہ
کہ انکے نے امامون پر تعیفے
اتر آئے یوں سیفے در نہ ہر یار
کہ چھوڑیں کیونکہ تو ہے ات جیل
عدو ہو جا ہیں گر پڑ کر انہیں دنگ
ہوا کی دین و دنیا میں سادی
تو میں کہتا ہوں اس سے بخطاب
کہ تیرا انکا ہی بکھنا مجکو شایان

پڑی سیج نعش پر سیف مسلول
لکھی قدسی نے کیا خوب تاریخ

قطعہ تاریخ ۱۳

ستکشین ہے کہ اب بہا گاہے شیعہ

ایضاً

ہوا فخام العقیدہ اللہ میرے

ایضاً قطعہ تاریخ

ہیں آج کل کافور مکذول
قیامت میں شفاعت کا ذریعہ

عبد منقوط ۱۳۰۶

سید اولاد اللہ گواہ آمد | کردنا عارف کامل امام آسامد | کلک ہر سال عل آمد و داد داد | کرده اد علامہ مطرود مردود و پرد

قطعہ تاریخ انبیدہ منظر حسین کاتب کتاب ہذا ابن رزادہ مولوی عزیز الدین صاحب خوشنویس سہسوان بدایوں

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔